ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد
بفضل و کرم ایزد منان و عنایات امام زمان [illegible] المسمی بہ
تفسیر عمدۃ البیان
سنہ ۱۳۴۴ھ
من تالیفات حامی شرع سید الانس والجان حافظ نور الایمان افتخار العلما ممتاز الفضلا مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولوی سید عمار علی صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ
مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید منیر حسن طبع شد

مطبع یوسفی دہلی

اک کے ہیں جیسے سبط بارہ — یہ ایسے علم کے ہیں درج بارہ — یہ واقف گھر کے ہیں جو وطن کے — یہ بارہ در ہیں شہر علم حق کے
نبی ہے اصل اور فروع اسکی — ہوئی ہے ایسے جاری شرع اسکی — ہوا ہے ایسے روشن دین منصور — یہ سب آئینے ہیں نور علی نور
اطاعت انکی ہی قرآں میں ہم — یہی ہیں سب اولو الامر اور معصوم — مخالف انکا ہی سب ہیں جاہل — اور انکے غیر کے ہیں حکم باطل
امامت ختم ہے مہدی پر — ہوئی جسے ختم المرسلین پر — وہ گو غائب ہے نظروں سے ہمارے — مگر ہے فیض اسکا ہمہ جاری
کہ جیسے ابر میں سورج نہاں ہے — انکے نور سے روشن جہاں ہے — ظہور انکا کرے گا جب وہ مستور — کرے گا عدل سے دنیا کو معمور
الٰہی پیروی ان کی عطا کر — اور انکے حب کو سینہ میں جاکر — دعا ہے یہ کہ جھوٹے سا یہ کلام — جماعت میں ہو انکے حشر میرا

اور بعد حمد و صلوٰۃ کے گذارش کرتا ہے خدمت میں مومنین کے خاکسار عمار علی رہنے والا سونی پت ضلع شاہجہان آباد کا کہ بعضے مومنین دیندار نے اس عاصی کے پاس خطوط روانہ کرکے درخواست کی کہ تفسیر قرآن شریف کی زبان اردو میں کہ جس سے عام لوگوں کو فائدہ ہو اب تک کسی نے تحریر نہیں فرمائی ہے اور اگر کسی نے کچھ لکھا ہے تو بطور حاشیہ کے لکھا ہے اور ہر آیت کے معنی کو حل نہیں کیا ہے اور نہ ہر آیت کی تفسیر لکھی ہے اب کوئی ایسی تفسیر مرقوم ہو کہ جس میں سب آیات کا حل ہو اور شان اور سبب نزول ہر آیت کا اور قصہ جو کہ اس سے متعلق ہے تفصیل سے ہو اور اختلاف قرأت اور ترکیب نحوی بھی موافق ضرورت کے اس میں مذکور ہو اس واسطے اس خاکسار نے حکم مومنین کو بسر و چشم قبول کرکے باوجود قلت سامان اور کتب افکار کے لکھنا تفسیر کا شروع کیا اور موافق ان کے مقصود کے مثل اور تفسیروں عربی اور فارسی کے اس تفسیر کو تحریر کیا کہ ہر آیت کی تفسیر لکھی اور شان نزول آیت اور قصہ قرأت اور ترکیب نحوی حسب ضرورت کے اس تفسیر میں درج کیا اور اثبات مذہب حق اور جواب مخالفین میں بہت تفصیل کی کہ مثل اس تفسیر کے اور تفسیروں میں کم ہوگا اور واسطے ثابت کرنے مذہب حق کے اگر ادنیٰ اشارہ بھی کسی آیت میں [illegible] اور احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ سے اس تفسیر کو مزین کیا ہے اور بہت آسان عبارت میں اس تفسیر کو لکھا ہے کہ جس کو تھوڑا سا خواندہ آدمی بھی پڑھ کر سمجھ سکے اور نام اس کا عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن رکھا ہے اور آدمی سہو اور نسیان سے خالی نہیں ہوتا ہے اس واسطے برادران ایمانی کی خدمت میں درخواست یہ ہے کہ اگر اس تفسیر کی تحریر میں اس عاصی سے کوئی خطا واقع ہوئی ہو یا خلاف محاورہ زبان اردو کے کوئی لفظ تحریر میں آیا ہو تو اس کو معاف فرمائیں اور اس گنہگار کو ایسی خطا پر ملامت نہ کریں کہ خطا سے کوئی بشر خالی نہیں ہے اور دعا پروردگار عالمین سے یہ ہے کہ مومنین کو اس تفسیر سے فائدہ بخشے اور اجر اسکا اس خاکسار کو اور اس خاکسار کے والدین کو عطا کرے وما توفیقی الا باللہ وھو نعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر اور اس میں تین مقدمے ہیں۔

مقدمہ پہلا قرآن شریف کے نازل ہونے کے بیان میں منقول ہے کہ قرآن تمام اور کل ماہ رمضان میں شب قدر کو بیت المعمور میں نازل ہوا تھا اور بعد اس کے حیات رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سورت سورت اور آیت آیت نازل ہوئی تھی تئیس برس کے عرصہ میں حضرت پر نازل ہوا ہے اور اس میں ایکسو اور چودہ سورتیں ہیں لیکن ہمارے نزدیک والضحیٰ اور الم نشرح ایک سورت ہے اور الم تر کیف دونوں ایک سورت ہے اور کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں۔ اور زمخشری نے تفصیل میں اس آیتوں کے لکھا ہے کہ ایک ہزار آیتیں قصص میں ہیں اور ایک ہزار مثلوں میں اور ایک ہزار وعدہ میں اور ایک ہزار وعید میں اور ایک ہزار امر میں اور ایک ہزار نہی میں اور ایکسو دعا میں اور چھیاسٹھ ناسخ و منسوخ میں اور جو قرآن کہ خدا کی جانب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہے چونکہ اس زمانہ میں موجود ہے اور اس میں کسی نے اپنی طرف سے کچھ زیادہ نہیں کردیا ہے اور اگر کوئی زیادہ کرتا تو ہی وقت معلوم ہو جاتا اس واسطے کہ کلام خدا کے مثل آدمی کا کلام نہیں ہو سکتا دیکھو عبارت عربی میں اگر کوئی آیت کلام اللہ کی داخل ہو تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کلام اللہ کی آیت ہے اور عبارت عربی میں آیت ایسی روشن ہوتی ہے کہ جیسی پتھروں میں کوئی ٹکڑا جواہر کا ٹکڑا ہو روشن ہو جاتی

اور جیسے کہ کلام اللہ میں کوئی زیادہ آیت کسی آدمی کی داخل کی ہوئی نہیں ہے ایسے ہی اس کلام اللہ میں نقصان بھی نہیں ہوا کہ جس سے وہ محرف ٹھہرے اور درجہ حجت سے ساقط ہو جائے ہاں بعضی روایات سنی اور شیعہ کی قرآن میں تحریف کے ہو جانے پر دلالت کرتی ہیں لیکن چونکہ وہ روایتیں اخبار احاد سے ہیں یقین اسکا نہیں ہو سکتا اور کلام اللہ جو کہ قرآن ہے وہ یہی ہے کم ہے اس سے نہ زیادہ معاذ اللہ انمیں تحریف ہے ہاں البتہ اس قدر فرق ہے اس میں کہ جو سورت نازل ہونے میں مقدم تھی اسکو موخر کر دیا ہے اور موخر کو مقدم کر دیا ہے اور یہی مذہب ہمارے علما مفسرین کا ہے اور قاریوں نے جو چند آیات کے الفاظ میں باہم اختلاف کیا ہے وہ اس قسم کا ہے کہ ان کا الفاظ میں ہے کہ کسی نے مالک پڑھا ہے اور کسی نے ملک پڑھا ہے اور کسی نے نعلم متکلم کا صیغہ پڑھا ہے اور ضمیر متکلم کی اس میں خدا کے واسطے ہے اور کسی نے اسکو یعلم غائب کا صیغہ پڑھا ہے اور ضمیر اس کی طرف خدا کے پھری ہے لیکن مقصود دونو قراتوں سے ایک ہے اسکو تحریف اور تغیر نہیں کہتے ہیں **دوسرا مقدمہ** قرآن کی تلاوت کے آداب کے بیان میں - چاہئے کہ تلاوت کرنے والا وقت تلاوت قرآن کے وضو سے ہو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور قرآن کو کسی بلند جگہ رحل وغیرہ پر رکھے اور پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے اور خشوع اور خضوع سے پڑھے اور اسکے معنی میں فکر و تامل کرے اور جس جگہ جنت کا ذکر آوے تو خدا سے اسکو طلب کرے اور اگر دوزخ کا ذکر آوے تو اس سے پناہ مانگے اور موافق قرات مشہورہ کے پڑھے اور حرفوں کو ان کے مخرجوں سے ادا کرے اور بہت جلد نہ پڑھے اور نہ حرفوں میں بہت فاصلہ کر کے پڑھے اور ایسا جانے کہ گویا خدا کو دیکھتا ہے اور ایسا نہ ہو سکے تو جانے کہ خدا مجھ کو دیکھتا ہے اور حلال و حرام کا حکم کرتا ہے اور آواز خوش ساکن اور حزن و گریہ سے پڑھے اور منقول ہے کہ جس وقت امام زین العابدین علیہ السلام قرآن کو پڑھتے تھے تو راہ گیر سننے کے واسطے کھڑے ہو جاتے تھے اور انکی آواز خوش کو سنکر بعضے بیہوش ہو جاتے تھے پس چاہئے کہ پڑھنے والا آواز خوش سے قرآن کو پڑھے لیکن جو راگ شرع میں حرام ہے اس میں قرآن کو نہ پڑھے - اور منقول ہے کہ ہر چیز کے واسطے ایک زیور ہے اور زیور قرآن کا آواز خوش ہے اور قرآن کے حفظ کرنے کا بہت ثواب ہے لیکن حفظ پڑھنے سے دیکھ کر پڑھنے کا بہت ثواب ہے اس واسطے کہ قرآن کی طرف نظر کرنی بھی عبادت ہے اور اس طرح آواز کو بنا کر نہ پڑھے کہ اسکے حروف اور اعراب میں ایسا فرق ہو جائے کہ وہ اپنے احوال پر باقی نہ رہیں اور قرآن کو صحت کر کے پڑھے اور اگر اسمیں غلطی ہو تو قرآن صحیح سے اسکا مقابلہ کر کے اسکو صحیح کر لیوے اور کاہلی اسمیں نکرے اور بے وضو بھی سوا جلد قرآن کو پڑھ سکتے ہیں لیکن بے وضو اس کے حرفوں کو مس نہ کرے کہ حرام ہے اور حالت جنابت و حیض و نفاس میں سات آیتوں سے زیادہ نہ پڑھے اور نہ اسکے حرفوں کو مس کرے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے گھروں کو قرآن کے پڑھنے سے روشن کرو تم اور تاریک مت کرو انکو قرآن کی تلاوت کے ترک کرنے سے جیسے کہ طریقہ یہود و نصاریٰ کا ہے کہ نمازوں کو اپنی مسجدوں میں پڑھتے ہیں اور اپنے گھروں کو معطل چھوڑتے ہیں اور جو کوئی اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت کرے تو خیر اور برکت اس گھر میں کثرت سے ہوتی ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت کوئی مسلمان اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے باشندے آسمان کے اسکو ایسا دکھلاتے ہیں جیسے کہ باشندے زمین کے ستارے روشن کو آسمان میں دکھلاتے ہیں اور انس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اہل قرآن جو کہ پڑھنے والے اس کے ہیں وہ خدا کے لوگ اور مخصوص اور مقرب اسکی درگاہ کے ہیں اور بہتر عبادت جو کہ بندہ کرتا ہے وہ پڑھنا قرآن کا ہے اور فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ پڑھنا قرآن کا افضل ہے ذکر سے اور ذکر افضل ہے صدقہ سے اور صدقہ افضل ہے روزہ سے اور روزہ سپر ہے آتش دوزخ سے **مقدمہ تیسرا** تلاوت قرآن کے ثواب کے بیان میں - واضح ہو کہ تلاوت قرآن شریف میں اس قدر اجر اور ثواب ہے کہ اگر بعد ادائے واجبات فقط تلاوت قرآن میں مومن مشغول ہو تو واسطے حصول نجات اور ترقی درجات عالیات کے کفایت کرتا ہے - اور فضیلت تلاوت قرآن میں بہت حدیثیں منقول ہیں لیکن میں منجملہ احادیث کے چند پر اکتفا کرتا ہوں جامع الاخبار میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سلمان سے کہ اے سلمان تجھ کو قرآن کی تلاوت کرنی چاہئے اس واسطے کہ پڑھنا قرآن کا کفارہ ہے گناہوں کا اور پردہ ہے آتش دوزخ سے اور امان ہے عذاب سے اور جو کوئی

اس کی تلاوت کرتا ہے واسطے اس کے ثواب سو شہیدوں کا لکھا جاتا ہے اور ہر سورت کے پڑھنے میں ثواب پیغمبر کا سا دیا جاتا ہی اور قرآن کے پڑھنے والے پر رحمت خدا کی نازل ہوتی ہے اور ملائکہ اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور بہشت اسکا مشتاق ہوتا ہی اور خدا اس سے راضی ہوتا ہی اور جس وقت مومن قرآن پڑھتا ہے خدائے تعالےٰ بنظر رحمت اسکی طرف دیکھتا ہے اور ہر آیت کی تلاوت میں اسکو ہزار حوریں دیتا ہے اور ہر حرف کے پڑھنے میں ایک نور صراط پر اس کے واسطے بخشتا ہے اور جس وقت قرآن کو ختم کرتا ہے تو اسکو ثواب تین سو اور تیرہ پیغمبروں کا دیتا ہی ان پیغمبروں کا کہ جنھوں نے خدا کے احکام اور پیغام کو امتوں پر پہنچا دیا ہے اور جسنے قرآن کو ختم کیا اس نے گویا کہ ہر کتاب کو پڑھا جو کہ خدا نے اپنے رسولوں اور انبیا پر نازل کی ہے اور حرام کرے گا خدا اس کے بدن کو دوزخ پر اور اپنی جگہ سے قرآن کو پڑھ کر وہ اٹھے گا یہانتک کہ خدا اسکو اور اسکے والدین کو بخشدے گا اور دیوے گا خدا ہر سورت کی تلاوت میں ایک ہزار شہر فردوس میں کہ ہر شہر ... کا ہوگا اور ہر شہر میں ہزار گھر ہوں گے اور ہر گھر میں لاکھ حجرے ہونگے اور ہر حجرے میں لاکھ خانے ہونگے نور کے اور ہر خانہ پر لاکھ دروازے ... کے ہونگے اور ہر دروازے پر ہزار دربان ہونگے اور ہر دربان کے ایک مندیل استبرق کی ہوگی کہ وہ بہتر ہوگی دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہی اور ہر خانہ میں لاکھ دکانیں عنبر کی ہوں گی کہ کشادگی ہر دکان کی مشرق اور مغرب کے فاصلہ کی برابر ہوگی اور ہر دکان پر لاکھ تخت ہونگے اور ہر تخت پر لاکھ فرش ہوں گے کہ ہر فرش ہزار گز کا ہوگا اور ہر فرش پر ایک حور العین ہوگی کہ لاکھ پوشاکیں پہنے ہوئے ہوگی اور ان پوشاکوں میں سے ہزار اسکی ساق کا نمایاں ہوگا اور سر پر اسکے تاج ہوگا عنبر کا کہ جڑا ہوا موتیوں اور یاقوتوں سے ہوگا اور اسکے سر پر ساٹھ ہزار گیسو ہوں گے مشک کے اور اسکے کانوں میں گوشوارے ہوں گے اور اس کے گلے میں ہزار ہار ہوں گے جواہر کے اور آگے اس حور کے سو خادم ہوں گے کہ ہاتھ میں ہر ایک کے کاسہ سونے کا ہوگا اور ہر کاسہ میں لاکھ رنگ کی شراب ہوگی کہ ایک شراب دوسری شراب سے مشابہ نہ ہوگی اور ہر خانہ میں ہزار خوان ہونگے اور ہر خوان میں لاکھ قابیں ہوں گی اور ہر قاب میں لاکھ طرح کا کھانا ہوگا کہ ایک کھانا دوسرے کھانا کے مشابہ نہ ہوگا اور دوست خدا کا ہر کھانے میں لاکھ لذتیں پائیگا اے سلمانؓ جس وقت مومن قرآن پڑھتا ہے خدا تعالےٰ اسپر دروازے رحمت کے کھولدیتا ہے اور ہر حرف سے کہ اسکے منہ سے نکلتا ہے خدا تعالےٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ قیامت تک اس کے واسطے وہ تسبیح کرتا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی شے زیادہ دوست نزدیک خدا کے بعد سیکھنے علم دین کے پڑھنے قرآن سے تحقیق کہ زیادہ بزرگ بندوں میں نزدیک خدا کے بعد انبیاء کے علماء ہیں اور بعد علما کے حاملان قرآن یعنی پڑھنے والے قرآن کے ہیں کہ نکلیں گے وہ دنیا سے جیسے کہ نکلے ہیں انبیاء اور اٹھیں گے وہ قبروں سے ہمراہ انبیاء کے اور گذریں گے صراط پر سے ہمراہ انبیاء کے اور حاصل کریں گے ثواب انبیا کا سا پس خوشخبری ہو جو واسطے طلب کرنے والے علم دین کے اور پڑھنے والے قرآن کی کرامت اور بزرگی کے جو کہ نزدیک خدا کو واسطے اُنکے ہے کہتا ہوں میں کہ جو کچھ اس روایت میں ہے اسکو کوئی خدا کی قدرت سے بعید نہ جانے کہ وہ جو کچھ چاہے سو کر دے اور سوائے اسکے یہی کہ جیسے حوروں کے بہت بڑے بڑے قد اور جسم ہوں گے ایسے ہی آدمیونکے قد اور بدن ہونگے اور ایک آدمی کی سو آدمیونکی برابر قوت اور خوراک ہو جائے گی چنانچہ دوسری روایت میں آیا ہے اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں مذکور ہے کہ قیامت کے روز قرآن پڑھنے والے کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھیں گے کہ روشنی اسکی دس ہزار برس کی راہ کو پہنچے گی اور دو پوشاکیں ایسی اسکو پہنائیں گے کہ جس کی قیمت نہ ہوسکے اس واسطے کہ کمترین تار اسکا لاکھ دینار کے اور اُن نفیس چیزوں کے مقابلہ میں ہوگا کہ جو دنیا میں ہیں اور بادشاہی خلد بریں کی اس قرآن پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں لکھکر اسکے دست راست میں دیویں گے اور اسکو کہیں گے کہ قرآن پڑھ اور اوپر جا کہ منزل تیری آخر آیت کے نزدیک ہوگی کہ تو اس کو ختم کرے اور والدین اُس کے اپنی پوشاکوں اور تاجوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ خداوندا یہ شرف و بزرگی ہمکو کہانسے پہنچی ہی کہ اعمال ہمارے تو ایسے نہ تھے ... جب پوچھا میں ملائکہ کرام کاتبین جواب دیں گے کہ یہ ثواب اسکا ہی کہ تمنے اپنے فرزند کو قرآن سکھلایا تھا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے فرزند کو قرآن سکھلائے ایسا ہی کہ گویا اُسنے دس ہزار حج کئے ہوں اور دس ہزار عمرے بجا لایا ہو اور دس ہزار بندے اولاد اسمٰعیل میں سے

فضائل قرآن مجید

بیان استعاذہ

آزاد کئے ہوں اور دسہزار جہاد کئے ہوں اور دس ہزار مسکینوں گرسنہ کو کھانا کھلایا ہو اور دسہزار مسلمانوں برہنہ کو کپڑا پہنایا ہو اور لکھے جاتے ہیں واسطے اس کے ہر حرف کے عوض میں دسہزار حسنہ اور مٹائی جاتی ہیں اس سے دسہزار بدیاں اور ہویگا وہ قرآن ہمراہ اسکے قبر میں یہانتک کہ زندہ ہو کر اُٹھے اور بھاری ہو جائے گا پلۂ اعمال اسکا اور گزرے گا وہ صراط پر سے مثل برق جہندہ کے اور نہ جدا ہوگا اس سے قرآن یہاں تک کہ نازل ہو اُس پر وہ کرامت کہ جس کی وہ آرزو کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں قیامت کے روز خدا سے شکایت کرینگی ایک تو مسجد کہ قوم میں ہووے اور اس میں نماز نہ پڑھتے ہوں اور دوسرا عالم کہ وہ جاہلوں میں ہو اور وہ لوگ اسکی فرمانبرداری نہ کرتے ہوں اور مسائل دین اس سے نہ پوچھتے ہوں اور تیسرا قرآن کہ گھر میں رکھا ہو اور گرد آلود ہو گیا ہو اور تلاوت اسکی نہ کرتے ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ جو کوئی قرآن دیکھ کر پڑھے تو اپنی آنکھوں کے نور سے فائدہ مند ہو اور اُس کے والدین سے تخفیف عذاب کی ہو اگرچہ وہ دونو کافر ہوں اور منقول ہے کہ جو کوئی قرآن کی سورت کو یاد کر کے فراموش کر دے تو قیامت کے روز بہت افسوس کرے گا اور پشیمان ہوگا لیکن اس روز کی پشیمانی اُسکو فائدہ نہ بخشے گی اور اب بفضلہ تعالیٰ تفسیر قرآن شریف کی شروع ہوتی ہے اور معنی تفسیر کے ظاہر کرنا مراد کا لفظ مشکل سے ہے معنی تاویل کے روکرنا اور پھیرنا ایک احتمال کا دو احتمالوں میں سے ہے طرف امر کے کہ مطابق ظاہر کے ہو اور قرآن شریف کے پڑھنے سے پہلے استعاذہ چاہیے چنانچہ فرماتا ہے کہ فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ یعنی پس جس وقت پڑھے تو قرآن کو تو پس پناہ طلب کر تو ساتھ خدا کے اور صورت اُس کی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ صورت اسکی یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ہو السمیع العلیم اور بعضے کہتے ہیں کہ صورت اسکی یہ ہے کہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور بعضے کہتے ہیں کہ صورت اُس کی یہ ہے کہ نستعیذ باللہ من الشیطان الرجیم اور سب خوب ہے جو صورت چاہے پڑھے اور معنی استعاذہ کے خدا کے ساتھ پناہ مانگنے کے ہیں **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ** پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ خدا کے اور نہ اُس کے غیر کے ساتھ **اَلسَّمِیْعُ** کہ سننے والا ہے ہر نیک و بد کی گفتار کا اور جو چیز کہ سُنی جاتی ہے سب کا سننے والا ہے آہستہ کا اور پکار کر کہنے کی بات کا **اَلْعَلِیْمِ** جاننے والا نیکوں اور بدوں کے افعال کا اور ہر چیز کا جو کہ پہلے ہو چکی ہے اور جو کہ آئندہ ہوگی اور کیونکر ہوگی **مِنَ الشَّیْطَانِ** شیطان سے یعنی پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ خدا سننے والے جاننے والے کے بدی ہر سرکش کی سے انسان ہو یا جن ہو یا حیوان ہو اور یا مراد اس سے فقط ابلیس ہے کہ وہ سردار ہے سب شیاطین کا اور شیطان فیعال کے وزن پر ہے اور ماخوذ ہے شیطنت الدار سے یعنی دور ہوا گھر اور شیطان جو دور ہوتا ہے ہر خیر سے اس واسطے اس کا لقب شیطان ہوا **اَلرَّجِیْمِ** یہ صفت ہے شیطان کی اور بمعنی مفعول ہے یعنی نکالا گیا باغ جنت سے یا طبقات آسمان سے اس واسطے کہ جس وقت ارادہ آسمان پر جانیکا کرتے ہیں شیاطین کلام سننے کے واسطے تو ملائکہ اُنپر ستاروں کو مارتے ہیں اور وہاں سے اُن کو ہانکتے ہیں اور یہ کہ سنگسار کیا گیا ہے وہ لعنت کے پتھروں سے اور جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس کی تفسیر اس طرح منقول ہے کہ وہ سنگسار کیا گیا ہے ساتھ لعنت کے نکالا گیا ہے خیر سے جس وقت ذکر کرتا ہے اُس کا مومن تو اسکو لعنت کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کے علم سابق میں گذرا ہے کہ جس وقت خروج کرے گا اور ظاہر ہوگا قائم علیہ السلام تو نہ باقی رہے گا کوئی مومن اس کے زمانہ میں مگر یہ کہ سنگسار کرے گا اسکو پتھروں سے جیسے کہ پہلے وہ سنگسار ہوا ہے لعنت سے اور خدائے تعالےٰ نے حکم استعاذہ کا اس واسطے کیا ہے کہ آدمی اس کے وسوسہ سے خالی نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ استعاذہ واسطے رستگاری دنیا اور آخرت کے ہے اور واسطے حاصل ہونے قرب اور منزلت کے نزدیک خدائے تعالےٰ کے اور تمام انبیاء استعاذہ کے وسیلہ سے قرب الٰہی کے مقام کو پہنچے ہیں اور سب کفار پر غالب ہوئے ہیں چنانچہ نوح علیہ السلام نے جس وقت کہا کہ رب انی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم تو خدا تعالےٰ نے اسکو برکت اور سلامتی عطا کی اور فرمایا کہ یا نوح اھبط بسلام منا و برکات علیک اور ابراہیم علیہ السلام کو جس وقت نمرود آگ میں ڈالتا تھا اُس وقت حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اعوذ باللہ خلقنی فھذا نی من شر ما عصاہ واذا فی حقتعالےٰ نے آگ کو حکم کیا کہ یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراہیم وہ آگ

سرد ہو گئی اور ابراہیم کو خلیل اپنا کیا چنانچہ فرمایا کہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا اور یوسف علیہ السلام نے درگاہ خدا میں مناجات کی اس طرح سے کہ کہا
معاذ اللہ حق تعالیٰ نے اسکو عورتوں کے مکر سے محفوظ رکھا چنانچہ فرمایا کہ کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء اور موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے
مناجات کی کہ انی عذت بربی وربکم ان ترجمون خدائے تعالیٰ نے اس کا نام کلیم رکھا اور فرمایا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما اور مادر مریم نے کہا کہ انی اعیذہا
بک وذریتہا من الشیطان الرجیم حق تعالیٰ نے مریم کو قبول کیا اور فرمایا کہ فتقبلہا ربہا بقبول حسن اور مریم علیہا السلام نے جس وقت کہا کہ انی اعوذ
بالرحمن منک ان کنت تقیا خدائے تعالیٰ نے اسکو عیسیٰ بخشا اور واسطے دفع تہمت کے اسکو روح اللہ فرمایا کہ اس نے بعد پیدا ہونے ہی کہا کہ انی عبد اللہ
آتانی الکتاب وجعلنی نبیا اور سید المرسلین نے جس وقت کہا کہ اعوذ بک من ہمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون حق تعالیٰ نے اُن حضرت
کو مقام قرب میں پہنچایا اور حق میں ان کے فرمایا کہ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ اور تمام مخلوقات کا ان کو پیشوا کیا اور فرمایا کہ وما ارسلناک
الا کافۃ للناس اور ان حضرت کو رحمۃ للعالمین کیا چنانچہ فرمایا کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور منصب شفاعت امت حضرت کے کیا چنانچہ
فرمایا کہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا اور اس استعاذہ کی جہت سے ان حضرت کی اولاد طاہرین کو ائمہ معصومین کیا اور حق میں اُن کے فرمایا
کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا پس بندے کو چاہیے کہ استعاذہ کرتا رہے تاکہ تمام رضائے خدا میں پہنچکر مقرب
درگاہ الٰہی کا ہو اور منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی صبح کے وقت تین بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہے اور تین آیتیں سورۂ
حشر کی آخر میں سے اُس کے ہمراہ کہے حق تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اُس پر موکل کرے کہ اب تک اُس پر صلوٰۃ بھیجیں اور اگر وہ اس روز مرجائے تو شہید
مرا ہو اور اگر شام کے وقت ان کلموں کو پڑھے تو یہی ثواب پائے اور منقول ہے کہ ابلیس لعین تمام عمر میں چار مرتبہ مضطرب اور پریشان ہوا ہے
اور نالہ و فغاں کئے ہیں اول جس وقت طوق لعنت کا اُس کی گردن میں پڑا ہے اور دوسرے جس وقت کہ اسکو بہشت سے نکالا ہے اور
تیسرے جس وقت کہ جناب رسول خدا پیغمبر ہوئے ہیں اور چوتھے جس وقت سورۂ حمد نازل فرمایا ہے اور اسی واسطے اُس کے وسوسہ سے محفوظ
رہنے کے واسطے قرآن کے شروع کرنے سے پہلے حکم استعاذہ کا ہوا اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے پہلے استعاذہ کا ذکر ہوا سورۃ الحمد یہ سورہ مکی ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوا ہے ایک مرتبہ مکہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ میں اور اس سورہ میں
سات آیتیں ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سورہ کے نام دس ہیں فاتحۃ الکتاب یہ نام اس واسطے ہوا کہ سب سے پہلے یہ سورہ قرآن میں لکھا جاتا ہے اور
نماز میں اول یہی سورہ پڑھا جاتا ہے سورۃ الحمد یہ نام اس واسطے ہوا ہے کہ اس میں ذکر حمد کا ہے ام الکتاب یہ نام اس واسطے رکھا کہ یہ اصل ہے
قرآن کی اور ام اصل کو کہتے ہیں اور یہ اصل قرآن کی اس واسطے ہے کہ جو کچھ سب سورتوں میں ہے وہ اس میں ہے اسواسطے کہ اس میں ذکر خدا کے رب
ہونے کا اور بندوں کے عبد ہونے کا اور یہی مقصود ہے تمام قرآن سے سورۃ السبع یہ نام اس کا اس واسطے ہے کہ اس میں سات آیتیں ہیں اور سبع
سات کو کہتے ہیں سورۃ المثانی یہ نام اس کا اس واسطے ہے کہ یہ سورہ نماز میں دو مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور یا یہ کہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہے
اس واسطے اسکو مثانی کہتے ہیں یہ پانچ نام تو اسکے دس ناموں سے مشہور ہیں اور بعضے پانچ اور بیان کرتے ہیں وافیہ یہ نام اس واسطے ہوا کہ نماز میں سورت پوری
پڑھی جاتی ہے کافیہ نام اس واسطے ہوا کہ نماز میں یہ سورت کفایت کرتی ہے اور سوائے اسکے اور سورت تنہا کفایت نہیں کرسکتی سورۃ الاساس
یہ نام اس کا اس واسطے ہوا کہ یہ سورت اساس قرآن کی ہے سورۃ الشفاء یہ نام اسکا اس واسطے ہوا کہ یہ سورت شفا ہے ہر بیماری سے
سورۃ الصلوٰۃ یہ نام اسکا اسواسطے ہوا کہ ہر نماز میں یہ سورت پڑھی جاتی ہے یہ دس نام ہیں اس سورت کے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ ام الکتاب سب
سورتوں سے افضل ہے اور شفا ہے ہر مرض سے مگر موت سے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس کو حمد سے شفا نہیں ہوتی اسکو کسی چیز سے شفا
نہیں ہوتی اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ستر مرتبہ حمد کو مردہ پر پڑھیں اور روح اُسکی بدن میں اُسکے داخل ہو تو کچھ تعجب
نہیں ہے اور اسواسطے بیمار پر ستر مرتبہ پڑھنے کا حکم ہے اور سات مرتبہ بھی پڑھتے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ سورت عرش کے خزانوں میں سے ہے اور

افسوس ہے تمام گردوں اور دردوں کا اور ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ ہمراہ ایک جماعت مسافروں کے گذر میرا اصحاب حضرت میں سے ایک
شخص کو ان میں سے سانپ نے کاٹا تھا اور علاج اس کا وہ نہیں جانتے تھے ہم سے علاج اس کا انھوں نے طلب کیا اور گلۂ گوسفند کے دینے کا
وعدہ کیا ایک شخص نے ہم میں سے اس کے پاس جا کر ہاتھ رکھ کر الحمد کو پڑھا اسی وقت وہ شخص اچھا ہو گیا اور گلہ گوسفندوں کا اس نے ہم کو دیا اور ابوذر
نے روایت کی ہے کہ سورۂ فاتحہ کو میں رسول خدا صلعم کے پاس پڑھتا تھا حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی جس نے مجھ کو حق پر بھیجا حلف بر
تحقیق ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورت کے برابر توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن میں نازل نہیں کیا ہے جو کوئی اسکو پڑھے تمام مقصود اسکے دین
اور آخرت کے روا ہوں اور ابی بن کعب نے روایت کی ہے کہ جو کوئی سورۂ فاتحہ کو پڑھے ثواب دو تہائی قرآن کا واسطے اسکے لکھیں اور دوسری
روایت میں ہے کہ ثواب تمام قرآن کا اسکو دیں اور ثواب اسکا کہ جس نے کل مومنین کو صدقہ دیا ہو اور امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ خدائے تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو نعمتوں سے برگزیدہ کیا ہے اور اسکو سورۂ فاتحہ عطا کر کے مکرم اور مشرف کیا ہے اور کسی پیغمبر کو اس
شرافت اور بزرگواری میں شریک اس کا نہیں کیا ہے مگر سلیمان کو کہ اس کو تمام اس سورت میں سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بخشا ہے۔ چنانچہ بلقیس کی
زبان سے اس کی خبر دی انی القی الی کتاب کریم انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پس جو کوئی اس سورت کو پڑھے حق تعالیٰ ہر حرف کے پڑھنے میں
وہ حسنہ عطا کرے کہ تمام دنیا سے بہتر ہو اور حذیفہ نے روایت کی ہے کہ ایک قوم پر نازل ہونا عذاب کا واجب ہو گیا تھا اور ایک لڑکے
نے اس قوم کے مکتب میں الحمد للہ رب العالمین پڑھا خدائے تعالیٰ نے اس کی برکت سے چالیس برس تک عذاب کو ان سے دفع رکھا۔ اور
ابن عباس سے روایت ہے فرمایا کہ میں رسول خدا صلعم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک فرشتہ حضرت پر نازل ہوا اور کہا اس نے کہ بشارت ہو تجھ کو اے محمد
صلعم کہ دو چیزیں تجھ کو ایسی دی ہیں کہ وہ کسی اور پیغمبر کو نہیں دی ہیں اور وہ سورۃ الحمد ہے اور آخر سورۂ بقر کا اور کوئی حرف ان دونوں میں سے
تو نہ پڑھے مگر کہ دیا جاوے جو کچھ کہ خدائے تعالیٰ سے تو نے طلب کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ایک سو اور چار کتابیں آسمان سے
نازل کی ہیں اور ان سب میں سے توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن کو برگزیدہ کیا ہے اور ان چار میں سے قرآن کو برگزیدہ کیا ہے۔ اور
علوم تمام کتابوں کے اس میں جمع کئے ہیں اور ثواب اور نجات دنیا و آخرت کے اس میں مندرج کئے ہیں اور بعد اس کے تمام علوم اور برکات
قرآن کو اور ثواب تلاوت کو جمع کیا اور مفصل سورتیں میں کہ وہ سورۂ محمد سے آخر تک ہیں ان میں رکھا اور بعد میں اس کے سورۂ فاتحہ کو پسند کیا
اور تمام وہ علوم اور برکتیں اور ثواب ان سب کتابوں کے اس میں جمع کیا پس جو کوئی کہ سورۂ فاتحہ پڑھے ایسا ہو کہ اسنے خدا کی ایک سو اور چار کتابوں کو پڑھا ہو
اور جو کوئی اسکے معنی کو پہچانے ایسا ہو کہ وہ ان سب کتابوں کے معنی کو پہنچا ہو اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین
علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ اگر میں تمام معانی اور حقائق سورۂ حمد کو لکھوں تو ستر اونٹ اس سے پر بار کروں اور ابن عباس کہتے ہیں
کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اول شب سے نمازِ صبح کے وقت تک تفسیر سورۂ حمد کی میرے واسطے کہتے تھے اور ہنوز
بائے بسم اللہ کی تفسیر تمام نہ ہوئی تھی اور فرمایا کہ میں وہ نقطہ ہوں کہ جو نیچے با کے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں میں یا پڑھتا ہوں میں یا ابتدا کرتا ہوں میں ساتھ نام خدا کے کہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے مذہب حق یہ ہے کہ
بسم اللہ ایک جزو اور ایک آیت ہے سورۂ حمد میں سے اور ایسے ہی سب سورتوں کا وہ جزو ہے پس جو شخص کہ ترک کرے اسکو نماز میں عمداً
تو نماز اس کی باطل ہو جائے گی خواہ نماز واجب ہو خواہ نماز سنت ہو اور صلوات جہریہ میں یعنی نماز صبح اور مغرب اور عشا میں آواز سے
پڑھنا اس کا واجب ہے اور صلوات اخفاتیہ میں جو نمازیں کہ آہستہ پڑھی جاتی ہیں ان میں آواز سے پڑھنا اس کا مستحب ہے کہ نماز واجب ہو یا
سنت ہو بلکہ مومنین کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ بسم اللہ کو نماز میں آواز سے پڑھیں اگرچہ آہستہ پڑھنے کی نماز ہو

اور اوّل میں بسم اللہ لانے سے اشارہ طرف اس امر کی ہے کہ ہر کتاب کے اوّل اور شروع میں بسم اللہ لائی چاہیئے اس واسطے کہ جو کلام شروع
بسم اللہ ہیں تو وہ کلام ابتر ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ترک کرو تم بسم اللہ
کو اگرچہ بعد اس کے ایک شعر ہی ہو اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سرقہ کیا لوگوں نے اس آیت کا کہ جو تمام قرآن میں
زیادہ بزرگ اور سزاوار ہے لانا اسکا وقت شروع ہر امر چھوٹے اور بڑے کے تاکہ برکت ہو اس امر میں اور حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ہے
کہ وہ لائق اس کے ہے کہ آواز سے پڑھی جائے اور وہ وہ آیت ہے کہ فرمایا ہے خدا نے اس کے مقدمہ میں واذا ذکرت ربك فی القرآن
وحدہ ولوا علی ادبارھم نفورا اور تفسیر امام علیہ السلام میں لکھا ہے کہ جو کوئی ترک کرے اسکو ہمارے شیعوں میں سے تو آزمائیگا اسکو خدا مکروہ کو ساتھ
تاکہ تنبیہ ہو شکر کرنے پر اور جو کچھ اس سے اسکے ترک کرنے میں تقصیر ہوئی ہے اسکو مٹا دے اور فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت
کوئی بندہ کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اکبرتہ لو رضوان داروغہ بہشت کو خطاب ہوتا ہے خدا کی طرف سے کہ کھلے رضوان سا تو بسم اللہ کہنے
والے کے واسطے ہزار شہر یاقوت سرخ کے کہ ہر شہر میں ہزار محل ہوں اور ہر محل میں ہزار خانہ ہوں اور ہر خانہ کے ہزار دروازے ہوں واسطے اس شخص
کے کہ جو میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی پیروی کرتا ہے اور انکے دامن کو پکڑے ہوئے ہے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ جو کوئی کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم تو خدائے تعالیٰ واسطے اس کے بہشت میں ہزار محل بناتا ہے یاقوت سرخ کے کہ ہر محل میں ستر ہزار خانہ ہوں
موتی سفید کے اور ہر خانہ میں ستر ہزار تخت ہوں زبرجد سبز کے اور ہر تخت پر ستر ہزار فرش ہوں سندس اور استبرق کے اور ہر فرش پر ایک
حور العین ہو کہ جس کے ستر ہزار گیسو ہوں آراستہ کئے ہوئے موتیوں اور مالولوں سے اور اس حور کے رخسارہ راست پر لکھا ہو محمد رسول اللہ
اور رخسارہ چپ پر لکھا ہوا ہو علی ولی اللہ اور اس کی پیشانی پر الحسن ہو اور اس کی گردن پر الحسین ہو اور اس کے لبوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم
لکھا ہو اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت ملا لڑکے کو کہتا ہے کہ کہہ تو بسم اللہ الرحمن الرحیم ہیں کہتا ہے وہ لڑکا
بسم اللہ الرحمن الرحیم تو لکھتا ہے خدا بیزاری واسطے اس کے آتش دوزخ سے اور اس لڑکے کے والدین کے واسطے اور اسکے معلم کے واسطے
اور منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ ایک مردے کی قبر پر سے گذرے اور دیکھا کہ ملائکہ عذاب اسکو کرتے ہیں یہ دیکھ کر وہاں سے آگے چلے گئے اور کچھ
کلام نہ کیا اور ایک مقام پر پہنچے جب وہاں سے واپس ہوئے تو پھر اس قبر پر آئے اور اس قبر کو دیکھا کہ بہت راحت میں ہے اور ملائکہ رحمت اسکے
قبر پر نور کے طبق لاتے ہیں حضرت عیسیٰ کو یہ امر دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور اپنے پروردگار سے سبب اس کا پوچھا وحی آئی کہ اے عیسیٰ یہ
بندہ بہت گناہ کرتا تھا جس وقت مر گیا تو اس نے اپنی زوجہ حاملہ بعد اپنے چھوڑی تھی بعد اس کے بیٹا پیدا ہوا اور بڑے ہونے کی عمر کو وہ
پہنچا تو اس کو پڑھنے کے واسطے معلم کے پاس بٹھایا معلم نے اسکو بسم اللہ الرحمن الرحیم تعلیم کیا ہیں مجھ کو شرم آتی ہے اے عیسیٰ کہ میں اپنے بندے کو
قبر میں عذاب کروں اور بیٹا اس کا میرا نام لیتا ہو اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص ارادہ کرے کہ خدائے تعالیٰ
اسکو نجات دے عذاب سے انیس فرشتوں سے جو کہ دوزخ میں واسطے عذاب کرنے کے متعین ہیں پس چاہیئے کہ پڑھے وہ بسم اللہ الرحمن
الرحیم اس واسطے کہ بسم اللہ کے بھی انیس حرف ہیں تاکہ کرے خدا ہر حرف کو سپر ہر ایک فرشتے سے اور روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں وقت شب معراج کے جو آسمانوں پر لے گئے تو میں نے چار نہریں دیکھیں پانی اور دودھ اور شہد اور شراب طہور
کی جبرئیل سے پوچھا کہ یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں کہا خدا کا مجھ کو حکم ہے کہ ان نہروں کے منبع پر تم کو پہنچا دوں حضرت نے فرمایا کہ اس
فرشتہ کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ ایک قبہ پر پہنچے کہ دروازہ اس کا مقفل تھا مجھ سے جبرئیل نے کہا کہ یا رسول خدا اپنی انگلی سے اسکے قفل
کی طرف اشارہ کرو اور قفل کھل جائے میں نے اشارہ کیا تو وہ قفل کھل کر گر پڑا اور میں اس قبہ میں داخل ہوا اور اس کے اندر ایک ستون کھڑا ہوا
دیکھا کہ اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا ہے اور دیکھا میں نے کہ پانی کی نہر بسم اللہ کے میم کے حلقہ میں سے جاری ہے اور دودھ کی نہر اللہ کے

حلقہ میں سے جاری ہے اور شہد کی نہر رحمٰن کے میم کے حلقہ میں سے جاری ہے اور شراب کی نہر رحیم کے میم کے حلقہ میں سے جاری ہے اور بسم اللہ
کی ما بر سے لکھا ہوا دیکھا کہ جو کوئی پڑھے دنیا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو داخل کروں گا اسکو میں اُس قبہ میں اور یہ چاروں نہریں اُسکو دونگا
اور وعدے میں اپنے خلاف نہ کروں گا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا شیطان آدمی کے ہمراہ کھانا کھاتا ہے فرمایا کہ
ہاں جس دسترخوان پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ کہا جائے تو شیطان اُس کے ہمراہ کھانا کھاتا ہے اور خدائے تعالیٰ اس دسترخوان سے برکت لیجاتا
ہے اور منع کیا ہے خدا نے اُس کھانے سے کہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جائے جیسا کہ فرماتا ہے سورہ انعام میں کہ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ
اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ یعنی اور نہ کھاؤ تم اُس چیز کو کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے نام خدا کا اوپر اس کے اور فرماتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے کہ جس وقت مومن صراط پر سے گذرے گا تو کہے گا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اُس وقت شعلہ آتش دوزخ کا سرد ہو جائے گا اور دوزخ کہے گا کہ
اے مومن جلدی سے گذر جا کہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجھا دیا ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بسم اللہ کا اسم اعظم ہونا
قریب تر ہے نظر کرنے والے کو سیاہی سے طرف سفیدی آنکھ کے اور با بسم اللہ کی واسطے ملابست کے ہے یا واسطے استعانت کے اور متعلق
ہے اور محذوف ہے یا اشرع یا ابتدا کے اور اسم مشتق ہے سمو سے کہ معنی بلندی ہے اس واسطے کہ وہ رفعت ہے واسطے مسمی اپنے کے
اور الف اُس کا کثرت استعمال سے محذوف ہو گیا ہے اور اللہ کا لفظ اسم ذات ہے اور اس لفظ کو جلالہ بھی کہتے ہیں اور اطلاق اس لفظ
کا سوائے خدا کے دوسرے پر نہیں ہو سکتا اور اصل اس کی آلہ ہے ہمزہ اُس کا دور کر کے الف اور لام عوض ہمزہ کے اس پر داخل کر دیا ہے اور
لام کو لام میں ادغام کر دیا ہے اور اگرچہ معنی اس کے معبود کے ہیں لیکن اطلاق اُس کا معبود حق پر غالب ہو گیا ہے اور جناب امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ خدا کے ناموں میں سے اسم اعظم ہے اور دوسرے شخص کا یہ نام نہیں ہو سکتا اور وجود خدا کا عقلا کے نزدیک
ظاہر ہے احتیاج دلیل کی اس میں نہیں ہے ایک شخص نے حضرت صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے فرزند رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم خدا کی طرف مجھ کو رہنمائی کیجئے کہ لوگ مجھ سے اس میں بہت جھگڑا کرتے ہیں اور مجھ کو انھوں نے حیران کر دیا ہے فرمایا کہ
اے بندے خدا کے کبھی تو کشتی پر بھی سوار ہوا ہے کہا کہ ہاں سوار ہوا ہوں فرمایا کہ کبھی کوئی شکستہ بھی ہو گئی ہے جس پر کہ تو سوار ہوا ہو
اور دوسری کشتی وہاں موجود نہ ہو کہ جس پر تو سوار ہو کر نجات پائے اور نہ کوئی تیرنے والا ہو کہ تجھ کو پانی سے نکالے کہا کہ ہاں
ایسا بھی حال ہوا ہے فرمایا کہ اُس وقت کبھی تیرے دل میں ایسا گذرا ہے کہ کوئی چیز چیزوں میں سے قادر ہے کہ اس ورطہ سے
خلاصی دیوے اُس نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ وہی خدا ہے کہ جو قادر ہے نجات دینے پر جس وقت کہ کوئی نجات والا نہ ہو اور قادر ہے
فریادرسی پر جس وقت کہ کوئی فریادرس نہ ہو الرحمٰن یعنی بہت بخشنے والا دنیا میں سب عطا کرنے وجود اور حیات اور رزق اور تمام نعمتوں کو
تاکہ اس وسیلہ سے معرفت جناب باری عز اسمہ کی حاصل ہووے اور اس کی عبادت میں مشغول ہوں رحیم یعنی بہت مہربان بندوں پر
آخرت میں بسبب مغفرت کے اور داخل کرنے جنت کے اور رحمان اور رحیم دو مشتق ہیں رحمت سے کہ معنی رقت قلب ہے اور یہ دونو
اسم ہیں کہ واسطے مبالغہ کے رحمت سے بنائے گئے ہیں مثل غضبان کے غضب سے اور مثل علیم کے علم سے اور حدیث میں وارد ہوا ہے
کہ رحمت خدا کے سو جزو ہیں ان میں سے ایک جزو دنیا میں منتشر کیا ہے اور پھیلایا ہے کہ جو کچھ دنیا میں رحمت اور نعمت ہے وہ ایک جزو
کے واسطے سے ہے اور آخرت میں اس جزو کو ننانویں جزو باقی کے ساتھ پیوست کر کے بندوں پر صرف کرے گا اور حدیث میں آیا ہے
کہ خدائے تعالیٰ رحمان یعنی مہربان ہے نسبت جمیع بندگان مومن و کافر یعنی کہ خالق اور رازق سب کا ہے اور رحیم ہے یعنی مہربان
ہے بندہ ہائے مومناں کہ توفیق دینے والا اُن کا ہے واسطے طاعت کے اور بخشنے والا اور جنت میں پہنچانے والا اُن کا ہے آخرت میں اور
فریادرس [illegible] ال کا ہے تاریکی قبر میں اور حشر کے دن اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو معنی یوں فرمایا ہے کہ البا بہاء اللہ

والسین سناء اللہ والمیم مجد اللہ اور بعضی روایت میں مجد اللہ کی جگہ ملک اللہ ہے یعنی با روشنی خدا کی ہے اور سین روشنی یا بلندی خدا
کی ہے اور میم بزرگی خدا کی بادشاہی خدا کی ہے اور مراد خدا کی تینوں ناموں سے جو کہ بسم اللہ میں ہیں یہ ہے کہ اللہ معبود ہر چیز کا ہے اور
رحمان ہے تمام خلقت کی نسبت اور رحیم ہے خاص مومنین کی نسبت اور خاص مومنین کی نسبت رحیم اور مہربان ہونے کا حال دوسری
حدیث میں وارد ہوا ہے چنانچہ فرمایا ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت بندہ مومن کو قبر میں رکھیں اور قبر کا منہ
پوشیدہ کردیں اور اس میں مٹی ڈال کر لوٹ جائیں تب خدائے تعالیٰ کمال مہربانی اور لطف اور بندہ نوازی سے خطاب کرے کہ اے بندے
میرے گوشہ میں اس قبر کے تو تنہا پڑا رہ گیا اور وہ دوست اور یار جن کی خاطر تو میری نافرمانبرداری کرتا تھا اور انکی خوشی کے واسطے
گناہوں میں مشغول رہا تھا تجھ کو انہوں نے تنہا چھوڑ دیا آج میں اپنی رحمت سے تجھ کو بخشوں کہ تمام خلائق تعجب اسکا کریں اور بعد اسکے فرشتوں
کو خطاب کرے کہ جاؤ تم اور میرے بندے کی دلجوئی کرو اور ایک دروازہ بہشت کا اسکی طرف کھول دو اور اسکی قبر کو کشادہ اور پر نور کرو اور قسم
قسم کے پھول اور خوشبوئیں اور خوان کھانوں کے اسکے پاس حاضر کرو اور بعد اس کے میرے بندے کو مجھ پر چھوڑ دو کہ میں مونس اور ہمنشیں اس کا
رہوں گا قیامت تک اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جس وقت قیامت کا روز ہو تو دو بندوں کو مومنین سے حاضر کریں
اور فرشتوں کو حکم پہنچے کہ ایک قبہ کھڑا کرو اور میرے بندوں کو اس میں بٹھاؤ بعد اسکے خدائے تعالیٰ ایک بندہ سے خطاب کرے کہ اے بندے
میرے میری نعمتوں کو تو نے سرمایہ گناہ اور نافرمانبرداری کا کیا اور جوں جوں میں نے تجھ پر نعمت زیادہ کی تو نے میری نافرمانی اور
گناہوں میں زیادتی کی بندہ اس وقت خجالت سے سر اپنا آگے ڈال دے خطاب آئے کہ اے بندے میرے سر اپنا اوپر کو اٹھا کہ میں نے اسی
ساعت کہ تو نے گناہ کیا تھا تجھ کو بخشدیا تھا دوسرے بندے کو حاضر کریں اور گناہوں کی کثرت سے اسکو ملامت کریں کہ تو نے کس واسطے اسقدر
گناہ کئے ہیں اور وہ ندامت کی جہت سے رونے لگے حق تعالیٰ فرمائے کہ اے بندے میرے جس روز کہ تو گناہ کیا کرتا تھا اس روز تو ہنستا تھا
اور اس روز میں نے تجھ کو شرمسار نہ کیا اور آج کے روز کہ تو گناہ نہیں کرتا ہے اور تضرع اور زاری کرتا ہے کیونکر تجھ کو عذاب کروں گناہ تیرے
میں نے بخشے اور بہشت میں داخل ہونے کی رخصت دی اور اسم بسم اللہ میں کہ مجرور ہے مضاف ہے طرف اللہ کے اور رحمن اور رحیم دونو
صفتیں اللہ کی ہیں اور بعضے کہ الرحمن بدل ہے اللہ سے اور الرحیم صفت ہے الرحمن کی **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** سب تعریفیں ثابت ہیں واسطے خدا کے یعنی
ماہیت اور حقیقت ہر ثنائے جمیل کی اور ہر وصف نیک کہ اول ہو چکا ہے اور جس قدر کہ آئندہ کو ہوگا وہ سب ثابت ہیں واسطے خدا کی
کہ موصوف بجمیع صفات کمالیہ ہے یہاں خدائے تعالیٰ اپنی تعریف خود کرتا ہے اور اپنے بندوں کو تعلیم کرتا ہے کہ تعریف کرو
اپنے خدا کی اس طرح سے اور حمد اور شکر خدائے تعالیٰ کا واجب ہے اس واسطے کہ وہ منعم حقیقی ہے اور قادر ہے اصول نعمت پر
اور فاعل اس کا ہے اور اس آیت میں دلالت ہی واجب ہونے شکر نعمت پروردگار پر اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی
کہ اگر کسی شخص کو کوئی نعمت حاصل ہو چھوٹی یا بڑی اور وہ اس وقت کہے کہ الحمد للہ تو اس نے شکر اس نعمت کا ادا کیا اور حضرت
صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا کہ وہ دعا کہ شامل جمیع مقاصد دنیا اور آخرت کو ہو مجھ کو تعلیم کرو فرمایا کہ لفظ حمد سے
خدا کی تعریف کرو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کار کے اول میں حمد نہ ہو وہ ابتر اور ضائع ہو جاتا ہے اور فرمایا
اس حضرت نے کہ سبحان اللہ نصف ترازو ہے اور الحمد للہ پوری ترازو ہے یعنی ثواب الحمد للہ کا مضاعف ہے سبحان اللہ کے ثواب سے اور اسی
حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر بندہ سب کو کہے کہ الحمد للہ کما ہو اہلہ و مستحقہ ملائکہ اسکے ثواب کے لکھنے سے عاجز ہو جائیں اور خطاب انکو خدا کی
طرف سے خطاب پہنچے کہ کس واسطے اس کلمہ کو کہ جو میرے بندہ نے زبان پر جاری کیا ہے اسکے نامہ اعمال میں تم نہیں لکھتے ہو ملائکہ کہیں کہ خداوندا
ہم کیا جانیں ثواب اس کلمہ کے کہنے کا کہ متضمن استحقاق اور اہل ہونے تیری کے ہے کس قدر ہے تا کہ اسکو ہم لکھیں حق تعالیٰ فرمائے کہ تم اس کلمہ کو لکھو اور مجھ پر لازم ہے کہ

ثواب اس حمد کا کہ سرا اور ابسری ہے اس کو میں عطا کروں اور فرمایا اسی حضرت نے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ بندہ کو کوئی نعمت بخشے اور وہ اس
کے مقابلہ میں الحمد للہ کہے خدائے تعالیٰ ملائکہ کو خطاب کرے کہ نظر کرو تم میرے بندے کی طرف کہ میں نے اسکو ایک حقیر شے عطا کی ہے اور اسنے اسکے
مقابلہ میں وہ کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا ہے کہ ثابت ہے تمام حمدوں کو اور نعمتوں غیر متناہیہ کو اور لازم ہے مجھ پر کہ آخرت میں اسکو نعمتیں غیر متناہی
عطا کروں اور اسی حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح کے وقت چار مرتبہ کہے کہ الحمد للہ رب العالمین وہ شخص اس روز کے عہدہ شکر نعمت
سے باہر ہووے گا اور اگر شب کو چار مرتبہ کہے تو شب کے عہدہ شکر نعمت سے باہر ہو جائے گا اور کہتے ہیں کہ حضرت نوح پیغمبر جس
وقت کھانا کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے کہ الحمد للہ اور جس وقت پانی پیتے تو کہتے کہ الحمد للہ اور جس وقت سوار ہوتے تو کہتے الحمد للہ
اس واسطے خدائے تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا کہ انہ کان عبداً شکوراً اور حمد بمعنی ستودن ہے اور قرأت مشہور میں بضم دال ہے
اور مبتدا ہے اور للہ جار مجرور متعلق ثابت کے ہو کر خبر اس کی ہے اور یہی قرأت افضل ہے کہ جملہ اسمیہ ہے اور جملہ اسمیہ دلالت کرتا ہے دوام اور
ثبات پر اور قرأت شاذہ میں الحمد بفتح دال اور کسرۂ دال بھی آیا ہے پہلی صورت میں مفعول فعل محذوف کا ہے اور دوسری صورت میں للہ کے لام
کی تابعداری سے الحمد کی دال کو بھی کسرہ ہو گیا ہے لیکن یہ قرأت فتح اور کسرہ کے خلاف مشہور کی ہے اور الف لام الحمد پر جنس کا ہے
یا استغراق کا اور حمد اور شکر آپس میں مترادف ہیں مگر فرق یہ ہے کہ شکر مقابلہ میں نعمت کے ہوتا ہے اور حمد عام ہے خواہ عوض
میں نعمت کے ہووے خواہ سوائے نعمت کے اور حمد زبان سے ہوتی ہے اور شکر عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ غیر زبان سے
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پروردگار عالموں کا ہے یعنی حقیقت حمد کی خاص ہے واسطے خدا کے کہ پروردگار جمیع مخلوقات انسان اور حیوان
اور ملائکہ کا ہے اور تفسیر امام علیہ السلام میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مالک جماعتوں کا ہے ہر مخلوق کے اور
خالق اُن کا ہے اور روزی دینے والا اُن کا جس جگہ سے کہ جانتے ہیں وہ اور جس جگہ سے کہ نہیں جانتے اور منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ
نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں کہ یہ دنیا ایک ان میں سے ہے اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہ مراد اٹھارہ ہزار عالم سے اٹھارہ ہزار
ملائکہ ہیں چار ہزار اور پانسو اُن میں سے مشرق میں ہیں اور چار ہزار پانسو مغرب میں اور چار ہزار پانسو جنوب میں اور چار ہزار
پانسو شمال میں اور رب تربیت کے معنی میں ہے اور مراد تربیت سے پہنچانا ہے ایک شے کا طرف کمال کے بتدریج اور اطلاق اس کا خدائے
تعالیٰ پر از روئے مبالغہ کے ہے جیسے کہ اطلاق عدل کا زید عدل میں زید پر باعتبار مبالغہ کے ہے اور رب بمعنی مالک اور صاحب اور سید
اور مطاع اور مربی اور مصلح کے بھی آیا ہے اور عالمین جمع عالم کی ہے اور عالم بھی جمع ہے کہ جس کی واحد نہیں ہے مثل جیش اور نفر کے
اور عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں اور مشتق ہے وہ علامت سے کہ وہ دلیل اور علامت ہے اپنے صانع کی اور بعضے عالم فقط عقلا کی
جماعت کو کہتے ہیں اور بعضے جن و انس ہی کو کہتے ہیں اور بعضے فقط آدمیوں کو کہتے ہیں اور رب العالمین کہ مضاف اور مضاف
الیہ ہے صفت اللہ کی ہے اور رب العالمین میں تنکیر باقی نہیں رہی ہے اس واسطے کہ پروردگار عالمین کا سوائے خدا کے اور کوئی
نہیں ہو سکتا اس واسطے اس کا اللہ کی صفت ہونا صحیح ہے اور منقول ہے کہ جو کوئی سات بار کہے یا رب اور دوسری روایت میں ہے کہ پانچ بار
کہے اور بعد اسکے جو دعا کرے وہ مقبول ہوتی ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت بندہ
مومن کہے کہ یا رب حق سبحانہ تعالیٰ جواب میں کہتا ہے لبیک اور اگر دوسری اور تیسری مرتبہ کہے تو جناب باری عز اسمہ کی
طرف سے آواز آتی ہے کہ اے بندے میرے جو کچھ چاہے وہ مجھ سے طلب کر کہ تجھ کو میں عطا کروں اور ثواب کلمہ ربنا و سیدنا کہنے کا
کہ دعائے ماس الطہر الجمل میں واقع ہوا ہے موجود ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے سنکر فرمایا ہے کہ جس
وقت بندہ مومن اس کلمہ کو کہے تو حق تعالیٰ ملائکہ کو کہے کہ اے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اس بندہ کو بخشا اور اجر عظیم اسکو عطا کیا بے شمار

اُس ہر چیز کے کہ پیدا کی ہے جیسے بہشت اور دوزخ اور سات آسمان اور زمین اور بےشمار نکلنے اور غائب ہونے آفتاب اور ماہتاب
اور تمام ستاروں کے اور باراں کے قطروں کے اور قسم قسم کی خلقت اور پہاڑوں کی اور سمندروں کی اور بےشمار اُس چیز کے کہ پیدا کیا ہے
بیچ عرش اور کرسی میں اور اب دوسری صفت بیان کرتا ہے کہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بخشنے والا نعمت کا خلقوں پر اور بخشنے والا
گنہگاروں کا اُس جہان میں اور مکرّر لایا ان دو توصیفوں کا اس سورہ میں واسطے مبالغہ کے ہے اور واسطے تنبیہ اس امر کے کہ خداے
تعالیٰ مستحق ہے واسطے حمد کے اس واسطے کہ انعام پرورش رحمت سے ہوتے ہیں اور انعام باعث حمد کا ہے اور اس واسطے یہ دونو
صفتیں اللہ کی واقع ہوئی ہیں تاکہ دلالت کریں اس امر پر کہ خداے تعالیٰ فضل و کرم کرنے والا اور نعمت دینے والا اپنے اختیار
سے ہے نہ اضطرار اور ناچاری سے اس واسطے کہ موصوف بہ رحمت وہی ہوتا ہے کہ جو باختیار خود تفضّل اور پرورش اور انعام کرتا ہے
اور حسن و صفت اسی سے ہوتا ہے تو مستحق حمد کا ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بسم اللہ میں ذکر ان دو وصفوں کا اوّل پیدائش کے واسطے
ہے کہ بدون مادّہ اور مدّت کے ممکنات کو پیدا کیا اور اس سبب سے رحمت اور پرورش کا ہوا اور اس جگہ ان دو توصیفوں
کا ذکر باملاحظہ باقی رکھنے اُن کے وجود کے ہے وقت معیّن تک کہ وہ وقت اجل کا ہے اور واسطے زندہ کرکے اُٹھانے کے آخرت
میں واسطے جزا اور سزا کے اور اسی واسطے بعد اس کے فرماتا ہے کہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ مالک روز جزا کا
یعنی بادشاہ اور متصرّف جمیع امور قیامت کا ہے کہ تمام بندوں کو اُس روز اُن کے افعال اور اعمال کی جزا دیگا یعنی
اور پرہیزگار کو ثواب عطا کرے گا اور گنہگاروں اور نافرمانوں کو عذاب دے گا اور بادشاہی اُسکی اگرچہ عام ہے نسبت دنیا
و آخرت لیکن مخصوص ذکر بادشاہی آخرت کے واسطے تعظیم اُس روز کی ہے اور نیز اس واسطے کہ اُس روز سواے خدا کے اور کوئی
ہوگا کہ دعوے خدائی کا کرے بخلاف دنیا کے کہ یہاں بہترے آدمی دعوے بادشاہی کا کرتے ہیں اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دین بہ معنی حساب ہے یعنی مالک روز حساب کا اور حاکم اُس روز کا کہ درمیان بندوں کے حق کے ساتھ
حکم کرے گا اور یہ آیت دلیل ہے واسطے واقع ہونے روز قیامت کے اور امیدوار کرنے بندوں کے واسطے ثواب کے اور اُن کے
ڈرانے کے واسطے عذاب کے اور تفسیر امام علیہ السلام میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ سب سے دانا وہ شخص ہے
کہ ہر روز حساب اپنے نفس کا کرے اور عمل کرے دنیا میں اس واسطے کہ بعد مرنے کے اس سے فائدہ ہو اور کام آئے اور بڑا احمق وہ شخص
ہے کہ تابعداری کرے اپنے نفس کی خواہش کی اور دوسری حدیث میں یہ ہے کہ حساب کرو تم نفسوں اپنے کا پہلے اس سے کہ حساب
کئے جاؤ تم اور وزن کرو تم ان کا یعنی ان کے اعمال کا پہلے اس سے کہ وزن کئے جاؤ تم کہ تمہارے اعمال کو وزن کریں اور مالک قراءت
مشہورہ میں عاصم اور کسائی اور یعقوب کے نزدیک مالک ہے اور باقی قاریوں کے نزدیک ملک ہے اور یہی قراءت حرمین
شریفین کے باشندوں کی ہے اور مالک اس کو کہتے ہیں کہ جو قادر ہو جمیع امور مملوکہ کے تصرف میں اور جس طرح چاہے اُس
تصرف کرے اور مانع اُس کے تصرف کا کوئی نہووے اور مالک یوم الدین مضاف اور مضاف الیہ مل کر صفت اللہ کے ہیں اور
جن نے رب کی با کو فتح سے پڑھا ہے تقدیر یا حرف ندا کے اُس نے مالک کی کاف کو بھی فتح سے پڑھا ہے اور اب خداے
تعالیٰ بندوں کو اسی کیفیت پرستش کی تعلیم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے بندو میرے جانب میری توجہ کرو اور طرف میری خطاب
کرکے کہو کہ اے خداوند شخص کہ ان صفات مذکورہ کے ساتھ موصوف ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور نہیں اور
تیرے غیر کو پرستش میں ہم شریک نہیں کرتے ہیں اس واسطے کہ سواے تیرے اور کوئی سزاوار پرستش کا نہیں ہے اور تفسیر امام میں مذکور ہے
کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کہو اے وہ خلقت کہ انعام کیا ہے تم پر خدا نے ایاک نعبد یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اے نعمت دینے وا

اور بالقرار اسی کرتے ہیں ہم سری باخلاص اور امید رجاء والے ہیں تیری اپنی قلب اور جوارح کے ساتھ بدون ریا اور سمعہ کے یعنی
بدون دکھانے اور سنانے لوگوں کے وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم طاعت اور عبادت شرعی میں اور
تمام مقصدوں اور حاجتوں کے بر آنے میں اور دفع کرنے شر اور مکر دشمنوں کے میں اور سوا تیرے غیر سے ہم مدد نہیں چاہتے ہیں اور تیرا
کسی کو ہم شریک کرتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ مدد چاہنی سوائے خدا کے کسی دوسرے سے پیغمبر ہو یا امام ہو جائز نہیں
ہے اس طرح سے کہ یہ بزرگوار بالاستقلال حاجات اور مقصدوں کو لوگوں کی بر لاتے ہیں اس واسطے کہ بر لانا حاجتوں کا سوائے خدا کے
کسی کی قدرت میں نہیں ہے البتہ ان بزرگوں سے اس طرح سے سوال کرنا کہ تم میرے واسطے خدا سے دعا کرو اس میں کچھ مضائقہ
نہیں ہے کہ یہ مقبول درگاہ خدا ہیں اور یا یہ کہ ان کے واسطے سے خدا سے دعا کرے یہ بھی درست ہے اس صورت میں حصر کی
آیت میں باقی رہتا ہے اور سوائے خدا کے بالاستقلال کسی کو حاجت کا روا کرنے والا جاننا درست نہیں ہے کہ حصر ہو گیا ہے
عبادت کا اور مدد چاہنے کا خاص خدا کے واسطے اور ان دونوں امروں کو خدا نے ایک جگہ ذکر کیا ہے پس جیسے کہ عبادت سوائے
خدا کے کسی غیر کی جائز نہیں ہے اسی طرح سوائے خدا کے کسی کو بالاستقلال حاجت کا بر لانے والا جان کر مدد چاہنی بھی اس سے
جائز نہیں ہے اور اگر خدا کی غیر سے مدد چاہنی جائز ہو تو چاہیے کہ عبادت بھی اسکی جائز ہو اور اس آیت میں خدا تعالیٰ نے غیبت سے
طرف خطاب کے رجوع کی ہے اور قرآن شریف میں اور کلام فصحائے عرب میں رجوع غیبت سے طرف خطاب کے اور خطاب سے طرف
غیبت کے بہت مذکور ہے اور مراد یہ ہے کہ جو صفت مذکور ہوا وہ شخص کہ سزاوار حمد کا ہے اور موصوف ہو الصفات عظیمہ تو بمنزلہ
اسکے ہو گیا کہ گویا اسکو دیکھتے ہیں اسواسطے کہ رجوع کی غیبت سے طرف خطاب کے اور مخاطب ہوا کہ اے وہ شخص کہ یہ شان تیری ہی
خاص ہے ہیں ہم تجھ کو عبادت کے واسطے اور استعانت کے واسطے اور نہیں شریک کرتے ہیں ہم ساتھ تیرے کسی دوسرے شخص کو اور ایاک نعبد و
ایاک نستعین کے کہنے کا بہت ثواب اور فائدہ ہے چنانچہ ایک شخص ابوطلحہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھا روایت
کرتا ہے کہ میں ایک جہاد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا اور جس وقت لڑائی بہت سخت ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اپنا اوپر کو اٹھایا اور کہا کہ مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین میں نے دیکھا کہ سر کافروں کے خود
بخود بدن سے گرتے ہیں اور کوئی ہم نہیں دیکھتے اور دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت کسی بندہ مومن پر کار سنگ ہو تو اسکو چاہیے
کہ ہمیشہ ان کلموں کو پڑھا کرے تاکہ وہ کام اسپر آسان ہو جائے اور ایاک نعبد و ایاک نستعین میں ضمیر خطاب کی مفعول بہ واقع ہوئی ہے
اور مقدم ہوئی ہے اوپر فعل کے واسطے حصر کے یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم سوا تیرے غیر کو اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں نہ سوا تیرے غیر سے
اور عبادت لغت میں معنی ذلت ہے اور عبد کو عبد واسطے ذلت اسکی کے اور واسطے فرمانبرداری امر مولیٰ کے کہتے ہیں اور جس وقت معرفت
خدا حاصل ہو گئی اور راہ راست کو پا لیا لیکن قائم رہنا اس پر اور محفوظ رہنا خطاؤں پر سے دشوار تھا اس واسطے سوال کیا خدا تعالیٰ
سے ہمیشہ کی توفیق کا اور ثابت رہنے کا صراط مستقیم پر اور کہا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ دکھلا تو ہم کو راہ سیدھی کہ سبب پہنچنے
جنت جاودانی کا اور روضۂ رضوان کا ہو یعنی ہمکو توفیق طاعت اور عبادت کی دے کہ اس کے وسیلہ سے ہم سعادت اخروی کو پہنچیں اور بہشت
میں داخل ہو سکیں اور کہتے ہیں کہ اصل ہدایت تو حاصل ہے مومنین کو پس مقصود ہدایت کے طلب کرنے سے ثابت رکھنا ایمان پر ہے اور زیادہ
توفیق طاعت کے اور تفسیر امام میں حضرت صادق علیہ السلام سے اس کی تفسیر میں اس طرح منقول ہے کہ رہنمائی کر تو ہمکو واسطے لزوم اس طریق
کے کہ پہنچانے والا ہے طرف محبت تیری کے اور جنت تیری کے اور منع کرنے والا ہو فرمانبرداری خواہش نفس سے اور امیر المومنین علیہ السلام نے
اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ہمکو راہ راست کہ تو نے دکھائی ہے استوار ثابت قدم ہمکو رکھ تو تاکہ فرمانبرداری کریں ہم امر و نہی میں اور [illegible]

پرستش میں مشغول رہویں اور دوسری روایت میں آں حضرت نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ توفیق دے تو ہم کو کہ جیسے فرمانبرداری کی ہے ہم نے
تیرے دنوں گذرے ہوئے میں ایسی ہی باقی دنوں میں کریں ہم تیری آئندہ کو اور ثعلبی محدث حنبلی نے ابو ہریرہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اصحاب میں سے ہے نقل کی ہے کہ صراط مستقیم طریق محمدؐ و آل محمدؐ کا ہے کہ بیان کیا گیا اصول دین یہ ہے کہ وہ توحید اور عدل اور نبوت
اور امامت اور معاد ہے اور شک نہیں ہے کہ صراط مستقیم طریقہ اہل بیت علیہم السلام کا ہے کہ جو موجب نجات اور رستگاری کا ہے اور سوائے
اس کے سب دین باعث ہلاکت اور ریاکاری کے ہیں چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اہل بیت میرے مثل کشتی نوح
علیہ السلام کے ہیں کہ جو کوئی نوح کی کشتی میں بیٹھا اس نے نجات پائی اور جو کوئی اس سے باہر رہا وہ غرق ہوا ایسے ہی جو کوئی اہل بیت
علیہم السلام کے طریق پر چلا اور ان کی پیروی کی اس نے نجات پائی اور جس نے ان کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف رجوع کی وہ ہلاک ہوا
اور منقول ہے کہ صراط دو ہیں ایک صراط دنیا دوسرا صراط آخرت۔ صراط دنیا تو امام ہے کہ جس کی اطاعت اور پیروی واجب ہے جس نے
پہچانا اس کو دنیا میں اور پیروی کی اس کی ہدایت کی وہ شخص گذر جائیگا صراط پر سے آخرت میں اور جس شخص نے نہ پہچانا اس کو دنیا میں تو ڈگمگا
جائیگا قدم اس کا صراط آخرت سے اور گر پڑے گا وہ آتش جہنم میں اور صراط ایک پل ہے دوزخ کے اوپر کہ وہ بال سے زیادہ باریک ہے
اور تلوار سے زیادہ تیز ہے کوئی تو بجلی کے مثل گذر جائیگا اور کوئی مثل دوڑنے گھوڑے کے اور کوئی مثل چلنے پیادہ کے اور کوئی بہت
آہستہ اور کوئی لٹک کر پس آتش دوزخ اس کو پکڑ لے گی اور بعضے جلدی اور دیر میں جا پہنچے ہر ایک کا موافق مرتبہ اپنے کے ہے اور وہ مقام بہت
باریک ہے اپنے اپنے نور کے موافق اس پر سے گذریں گے اور یہاں ہدایت معنی توفیق ہے اور معنی تثبیت بھی کہتے ہیں اور اہدنا کا صیغہ امر کا
ہے حرف یا کہ لام فعل ہے اس کے آخر میں سے ساقط ہو گیا ہے اور ضمیر متکلم کی مفعول اول اس کا ہے اور الصراط المستقیم موصوف اور
صفت دونوں مل کر مفعول دوسرا اس کا ہے اور بعضے قاری صراط میں اشمام کرتے ہیں اور صاد کو سین اور زائے معجمہ بھی پڑھتے ہیں اور حاصل
اس آیت کا یہ ہے کہ ہم کو توفیق دے تو راہ راست کی کہ وہ طاعت اور عبادت تیری ہے اور یا یہ کہ ثابت قدم رکھ تو ہم کو راہ ایمان پر
اور راہ طاعت پر **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** راہ اُن لوگوں کی کہ انعام کیا ہے تو نے اوپر اُن کے راہ راست اور طریق طاعت
اپنے کو اور تفسیر امام علیہ السلام میں امیر المومنین علیہ السلام سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ کہو تم اے خدا رہنمائی کر تو ہم کو راہ ان لوگوں کی کہ
انعام کیا ہے تو نے اوپر ان کے توفیق کے واسطے دین تیرے کے اور طاعت تیری کے نہ واسطے مال اور صحت کے اس واسطے کہ وہ کبھی کفار اور
فاسقوں کے واسطے بھی ہوتے ہیں اور وہ لوگ کہ انعام کیا ہے جن پر وہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہیں چنانچہ فرماتا ہے خدا
وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یعنی اور
جو لوگ فرمانبرداری کرتے ہیں خدا کی اور پیغمبر کی پس وہ لوگ ہمراہ ان لوگوں کے ہوں گے کہ انعام کیا ہے خدا نے اوپر ان کے پیغمبروں میں
سے اور صدیقوں میں سے اور شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور مراد پیغمبروں سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور صدیقین سے
مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور شہدا سے مراد حسنین علیہم السلام ہیں اور صالحین سے مراد باقی آئمہ علیہم السلام ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جن پر خدا نے انعام کیا ہے وہ شیعہ علیؑ کے ہیں یعنی اُن پر انعام کیا ہے علیؑ کی ولایت اور دوستی کا اور اُن پر غضب نہیں
کیا اور نہ وہ گمراہ ہیں اور یہ صراط بدل کل ہے پہلے صراط کا [illegible] علیہم کی [illegible] مضموم پڑھتے ہیں اور میم کو
ساکن اور بعضے صراط من انعمت علیہم پڑھتے ہیں یعنی الذین کی جگہ من کو پڑھتے ہیں پس اے خدا ہم کو راہ ان لوگوں کی دکھا **غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ**
نہ اُن لوگوں کی کہ غضب کیا گیا ہے اوپر اُن کے اور مراد ان لوگوں سے یہود ہیں کہ بسبب اُن کے عناد کے اور قتل کرنے پیغمبروں کے اور تحریف
کرنے توریت کے خدا تعالیٰ نے اُن پر غضب کیا ہے اور حق میں اُن کے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ** یعنی اور غضب کیا ہے خدا نے

اُن کے اور غضب کی ہے اوپر اُن کے پس اُن لوگوں کی راہ تو ہمکو مت دکھلا کہ جنپر تو نے غضب کیا ہے وَلَا الضَّآلِّيْنَ ہ اور نہ راہ اُن لوگوں کی کہ گمراہ ہو گئے ہیں راہ راست سے اور مراد اس سے نصارے ہیں کہ حضرت عیسٰی کو خدا کا بیٹا انھوں نے کہا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور میل طرف گمراہی کے کیا جیسا کہ خدا نے تعالٰے فرماتا ہے وَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ یعنی اور گمراہ ہوئے وہ راہ راست سے اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی قرٰے میں یہود اور نصارٰی سے جنگ کرتے تھے ایک شخص نے اصحاب میں سے اشارہ طرف یہودیوں کے کیا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون ہیں کہ تم سے جنگ کرتے ہیں فرمایا کہ وہ مغضوب علیہم ہیں اور بعد اُسکے نصارٰی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہیں فرمایا کہ یہ ضالون ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد مغضوب علیہم اور ضالین سے کل کفار ہیں اور غیر المغضوب کی را مجرور ہے اس واسطے کہ غیر بدل ہے الذین سے اور یا صفت ہے طرف مغضوب کے اور لا و لا الضالین میں زائد ہے واسطے تاکید معنی کے آیا ہے اور ابن کثیر نے غیر المغضوب کو حال ٹھہرا کر منصوب پڑھا ہے اور بعضوں نے ولا الضالین کو غیر الضالین پڑھا ہے اور معنی غضب کے ہیجان نفس کے ہیں وقت ارادہ انتقام کے اور ضالین کے معنی عدول کرنے کے طریق راست سے ہیں اور تفسیر امامؑ میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ البتہ تحقیق سنا ہے میں نے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ فرمایا ہے خدا نے کہ تقسیم کیا ہے میں نے سورہ فاتحہ کو درمیان اپنے اور درمیان بندہ کے کہ نصف واسطے میرے ہے اور نصف واسطے بندہ کے اور واسطے بندہ کے وہ چیز ہے کہ سوال کرے پس جس وقت بندہ کہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہ تو اللہ تعالٰی جل شانہ فرماتا ہے کہ شروع کیا میرے بندہ نے میرے نام سے اور میرے نام سے اُسنے ابتدا کی اب واجب ہوا مجھ پر کہ تمام کار اُسکے دنیا اور آخرت کے تمام اور پورے کروں اور اسکے احوال اور مال میں برکت دوں اور جس وقت بندہ کہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ تو حق تعالٰے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے تعریف کی اور میرا شکر کیا اور جانا اور یقین کیا اُسکا کہ جو نعمت کہ ہے اسکو دی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو بلا کہ دفع ہوئی ہے اسکا دفع ہونا بھی خدا کی طرف سے ہے پس گواہ کرتا ہوں میں تمکو اپنے فضل و کرم کا کہ میں زیادہ کرونگا اسکے واسطے دنیا کی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں کو اور دفع کرونگا میں اُس سے آخرت کی بلاؤں کو جیسے کہ دفع کی ہیں میں نے اُس سے دنیا کی بلائیں اور جس وقت بندہ کہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو خدائے تعالٰے فرماتا ہے کہ گواہی دی بندے نے میرے رحمٰن اور رحیم ہونے کی پس گواہ کرتا ہوں میں تمکو کہ البتہ کثرت سے اسکو میں نعمتیں دونگا اور بہت بخشش اسپر کروں گا اور جس وقت بندہ کہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تو خدا فرماتا ہے کہ گواہ کرتا ہوں میں تمکو جیسے کہ اقرار کیا میرے بندے نے میرے بادشاہ ہونیکا قیامت کے روز کو تو البتہ آسان کرونگا میں دن حساب کے اسکے حساب کو اور قبول کرونگا میں اسکی نیکیوں کو اور درگذر کروں گا اسکے گناہوں سے پس جس وقت بندہ کہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ تو فرماتا ہے خدا کہ سچ کہا میرے بندہ نے وہ مجھی کو عبادت کرتا ہے نہ میرے غیر کو گواہ کرتا ہوں میں تمکو کہ البتہ اس قدر ثواب دونگا میں کہ آرزو کرے گا اسکو ہر وہ شخص کہ مخالف کرے اسکی میری عبادت کرنے میں اور جس وقت بندہ کہے کہ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ خدائے تعالٰے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے مجھ سے مدد چاہی اور میری ہی طرف پناہ لے گیا گواہ کرتا ہوں میں تمکو کہ البتہ مدد کروں گا میں اُسکے ہر کار میں اور اسکی فریاد کو پہنچوں گا اسکی سختیوں میں اور اسکی دستگیری کروں گا اسکی مصیبتوں کے وقت اور جس وقت بندہ کہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ آخر سورہ تک تو خدائے تعالٰے فرماتا ہے کہ یہ واسطے بندے میرے کے ہے اور واسطے بندے میرے کے وہ چیز ہے کہ اُس نے سوال کیا ہے پس تحقیق کہ قبول کیا ہے میں نے دعا کو اپنے بندے کی اور دونگا میں اسکو جو کچھ کہ وہ امید و آرزو کرتا ہے اور امن دونگا میں اسکو اُس چیز سے کہ وہ ڈرتا ہے

سورۃ البقرۃ سورہ مدنی ہے مگر ایک آیت اسمیں سے حجۃ الوداع میں مقام منا میں نازل ہوئی ہے جس جگہ کہ حاجی اپنے سروں کو منڈاتے ہیں اور جمروں کو سنگریزاں مارتے ہیں اور وہ آیت وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ہے اور اسمیں دوسو اور چھیاسی آیتیں ہیں اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کو پڑھے قیامت کے روز

یہ دو تو سورتیں اُس شخص پر مثل ابر کے سایہ کریں گی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ بقر کو پڑھے گا اُس کا حشر
و برکات سے خالی ہو اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ اے علی میں سردار اولادِ آدم کا ہوں اور تو سردار عرب کا ہے
اور سلمان سردار فارس کا ہے اور صہیب سردار روم کا اور بلال سردار حبشہ کا ہے اور طور سردار پہاڑوں کا ہے اور سدرہ سردار درختوں کا ہے
اور حرام مہینے یعنی رجب اور ذیقعد اور ذالحجہ اور محرم سردار سب مہینوں کے ہیں اور قرآن سردار سب کلاموں کا ہے اور سورہ البقر سردار قرآن
کا ہے اور سورہ بقر کی آیتوں کا سردار آیہ الکرسی ہے اور جس وقت حضرت علی علیہ السلام سردار عرب کے ہوئے تو خلافت اُنکی تمام ہوئی بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ان حرفوں کو حروف مقطعہ کہتے ہیں اور یہ متشابہات میں سے ہیں اور ان کی تاویل سوائے خدا کے
کوئی نہیں جانتا ہے اور یا راسخون فی العلم جانتے ہیں اور یہی منقول ہے حضرات اہل بیت علیہم السلام سے اور حضرت صادق علیہ السلام
سے روایت ہے کہ یہ حروف اسم اعظم خدا کے ہیں کہ قطع کئے گئے ہیں قرآن میں سے مرکب کرتا ہے ان کو پیغمبر یا امام پس جس وقت دعا کرتا ہے
ان کے وسیلہ سے تو مقبول ہوتی ہے اور بعض علما یہ کہتے ہیں کہ مراد اس روایت سے یہ ہے کہ یہ حروف رمز ہیں درمیان خدا کے
اور پیغمبر اور راسخون فی العلم کی اولاد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں سے اور رمز حبیب کا ہے طرف حبیب کے کہ آگاہ کرنا اور سمجھانا
اس کا دوسرے کو مقصود نہیں ہے اور مفسرین نے ان حروف کی تفسیر میں بہت اختلاف کیا ہے چنانچہ مجمع البیان میں وجوہ روایتیں ان
کی مخالف تفسیر میں مرقوم ہیں اور ایک روایت کو اُن میں سے صاحب مجمع البیان نے نقل کیا ہے کہ یہ نام سورتوں کے ہیں اور ابن عباس سے
روایت ہے کہ الف سے اشارہ طرف انا کے ہے اور لام سے اشارہ طرف اللہ کے ہے اور میم سے اشارہ طرف اعلم کے ہے کہ وہ انا اللہ
اعلم ہو یعنی میں خدا زیادہ جاننے والا ہوں اور تفسیر امام علیہ السلام میں مرقوم ہے کہ معنی الف لام میم کے یہ ہیں کہ یہ کتاب نازل کی ہے
میں نے وہ حروف مقطعہ ہیں کہ انہیں سے الف لام میم ہے اور وہ تمہارے لغت میں سے اور حروف تہجی تمہارے میں سے ہے پس لاؤ
مثل اس کے اگر ہو تم راست گو اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ہر کتاب خدا کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور خلاصہ
قرآن کا حروف مقطعہ ہیں اور کہتے ہیں کہ حروف مقطعہ واسطے عاجز کرنے بندوں کے ہیں تاکہ جانیں کہ کسی کو اس کتاب کی حقیقت کی
طرف راہ نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب اس کا خدائے تعالے نے قرآن کی سورتوں کو حروف مقطعہ سے شروع کیا ہے
یہ ہے کہ جس وقت رسول خدا صلعم قرآن شریف پڑھتے تھے تو تمام مشرکین جمع ہوتے تھے اور شعر پڑھتے تھے اور سیٹی مارتے تھے اور
تالیاں بجانے میں مشغول ہوتے تھے تاکہ لوگ کلام خدا کو نہ سنیں پس خدائے تعالے نے ان عجائب حرفوں کو نازل کیا اور مشرکین نے انکو
سنکر تعجب کیا اور خاموش ہو کر قرآن کو سنا کہ مثل ان حرفوں کے اور حرفوں کو بھی سنیں اسی سبب سے قرآن کی آیتوں کے معنی بوجھتے تھے اور
حضرت پر حجت قائم کرتے تھے کہ خدائے تعالے نے جناب موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ میں ایک کتاب نازل کروں گا وہ قیامت تک
دنیا میں باقی رہے گی اور جبکہ قرآن نازل ہوا تو اپنے حبیب کو خبر دی ذٰلِكَ الْكِتٰبُ وہ کتاب یعنی یہ وہ کتاب ہے کہ پہلے اس کے
نازل کرنے کا وعدہ کیا تھا اور تفسیر امام علیہ السلام میں اس طرح لکھا ہے کہ وہ یعنی قرآن کہ شروع ہوا ہے الم سے وہ وہ کتاب ہے کہ جسکی خبر
دی تھی میں نے موسیٰ کو اور بعد اُس کے اور پیغمبروں کو اور ان پیغمبروں نے خبر دی تھی بنی اسرائیل کو کہ میں اس کتاب کو نازل کرونگا تجھ پر اے
محمد وہی کتاب ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ نہیں شک ہے بیچ اس کے واسطے ظاہر ہونے کتاب کے نزدیک انکی جنسوں کے کہ ہدایت اور حق معجزہ دکھانے
کتاب کا اس میں ہے اسکو لاریب کے ساتھ موصوف کر سکتے ہیں اور سبب نہایت ظاہر ہونے اسکی حجت ہونے کے اور دلالت کرنے کے اس
مرتبہ کو پہنچی ہے کہ اگر کوئی شخص اندک تامل اور تھوڑا سا بھی غور کرے تو اسکو اس کے کلام خدا اور وحی ربانی ہونے میں کسی طرح
کا شک اور شبہ نہ ہووے اور یقین حاصل ہو جاوے کہ یہ کلام خدا ہے اور الم اگر نام اس سورہ کا ہے جیسے کہ مذہب بعض کا ہے تو وہ مبتدا

ہے اور ذالک الکتاب خبر اسکی ہے اور ممکن ہے کہ الم خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہذا الم اور ذالک میں ذا اسم اشارہ ہے اور کاف حرف خطاب
کا ہے اور لام مکسورہ اس میں واسطے تاکید کے زیادہ کر دیا ہے اور کتاب کے معنی مکتوب ہے اور واسطے مبالغہ کے بنایا گیا ہے صفت ذالک کی
ہے اور یہ اسم اشارہ مع مشار الیہ کے خبر الم کی ہے اور ممکن ہے کہ ذالک الکتاب مبتدا ہے اور لاریب فیہ خبر اسکی ہے اور لاریب فیہ میں لا نفی
جنس کا اور ریب کے معنی اضطراب اور قلق ہے اسم لا کا ہے اور فیہ خبر اس کی ہے اور یہ سب مل کر صفت کتاب کی ہیں اور ریب معنی شک ہو واسطے
ہے کہ وہ نفس کو اضطراب میں ڈالتا ہے **هُدًى** یعنی راہ راست دکھانے والی اور سبب دلالت کرنے والی ہے وہ کتاب حق اور راستی کی **لِّلْمُتَّقِينَ**
واسطے پرہیزگاروں کے یعنی تمام بتلانے والے ان کو راہ راست پر اور متقی وہ لوگ ہیں جو نگاہ رکھتے ہیں اپنے نفس کو اور بچتے ہیں ان فعلوں
سے کہ جو موجب ناراضی مندی خدا کے ہیں اور آدمیوں کی رضامندی کے لئے خدا کو ناراض نہیں کرتے ہیں بسبب فرمانبرداری اور خوف خدا کے اور
کعب الاحبار سے تقویٰ کے معنی پوچھے گئے تو کہا کہ کبھی تم اس راہ میں چلے ہو کہ جو خار اور خاشاک سے پُر ہو لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم ایسی راہ
میں چلے ہیں پوچھا کہ کس طرح چلے ہو لوگوں نے کہا کہ دامن اپنا اور سر کو اٹھا لیتے ہیں تاکہ دامن ہمارا خار و خس سے نہ الجھے اور خاشاک آلودہ
ہو اور بچکر چلتے ہیں کہ ہمارے پیر میں خار نہ چبھے کعب الاحبار نے کہا کہ تقویٰ اسی قبیل سے ہے یعنی راہ دین میں گناہوں سے اسطرح پرہیز کرو اور
امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ متقی وہ شخص ہے کہ اگر کل اعمال اس کے ایک طبق میں رکھیں اور اسکو سب لوگوں کے روبرو پیش کریں تو کوئی چیز
اس میں ایسی نہ ہو کہ اسکو اس سے شرم معلوم ہوتی ہو اور فرمایا امیر المومنینؑ نے کہ متقیوں کی کئی علامتیں ہیں کہ ان علامات سے وہ پہچانے
جاتے ہیں راستگوئی اور ادائے امانت اور وفائے عہد اور قلت فخر اور بخل اور رشتہ داروں سے مواصلت رکھنی اور ضعیفوں پر رحم کرنا
اور عورتوں کی ہمسری کم کرنا اور خرچ کرنا نیکی کا اور حسن خلق اور حلم اور پیروی اس علم کی جو نزدیک کرے طرف خدا کے اور جناب رسول خداؐ
نے فرمایا ہے کہ زیادہ پرہیزگار اور متقی وہ شخص ہے کہ جو حق کہے خواہ اُسمیں اپنے نفس کا فائدہ ہو خواہ نقصان ہو اور ہدایت کو واسطے
خدا نے متقیوں کو اس واسطے خاص کیا ہے کہ نفع ہدایت سے وہی پاتے ہیں نہ بدکار اور کفار اور ہدیٰ کا لفظ کہ معنی ہادی ہے اصل میں مصدر
ہے مثل تقیٰ اور سریٰ کے اور ترکیب میں حال واقع ہوا ہے ضمیر فیہ سے اور للمتقین جار اور مجرور متعلق ہدیٰ کے ہے اور متقین مشتق ہے وقا
سے کہ معنی نگاہداشت ہے اور واحد اس کا متقی ہے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ متقی ہمارے شیعہ ہیں **الَّذِينَ** وہ لوگ ہیں وہ کہ
يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ غیب کے یعنی ان چیزوں پر ایمان لاتے ہیں کہ جو غائب ہیں حواس سے اور انکو دیکھا
نہیں ہے جیسے کہ معرفت اور توحید خدا اور نبوت انبیا اور امامت ائمہ معصومین اور موجود ہونا امام آخر الزمان کا اور حشر نشر اور حساب اور صراط اور
میزان اور بہشت اور دوزخ اور ملائکہ اور سوا اسکے جو چیز کہ غائب ہے اور ایمان لانا اسپر لازم ہے اور ائمہؑ سے منقول ہے کہ مراد غیب سے صاحب
الزمان ہے یعنی متقی وہ لوگ ہیں کہ ایمان لاتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں امامت امام آخر الزمان کا اور نماز کہ افضل اعمال بدنی ہے اور زکواۃ
کہ افضل اعمال مالی ہے اس واسطے تمام اعمال میں سے انکو خاص کر کے متقیوں کی ان صفتوں سے تعریف کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ متقی وہ لوگ ہیں کہ
ایمان لاتے ہیں سب اُن چیزوں پر کہ جو پیغمبر خدا کے پاس سے لایا ہے **وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ** اور قائم رکھتے ہیں وہ نماز کو اور ہمیشہ اس کو
پڑھتے ہیں مع شرائط اور ارکان کے اور رکوع اور سجدہ کو تمام کرتے ہیں اور وقتوں کو اسکے نگاہ رکھتے ہیں اور ان امور سے جو کہ نماز کو فاسد کرتے
ہیں اُسکو نگاہ رکھتے ہیں اُسے اپنے تئیں بچاتے ہیں اور جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ نماز ستون دین کا ہے جسنے نماز کو ترک کیا اُسنے ستون دین کو منہدم کیا اور ڈھایا
جسنے اُس کو عمداً ترک کیا وہ ویل میں داخل ہوگا اور ویل ایک صحرا ہے جہنم میں اور فرمایا رسول خداؐ نے کہ جہنم میں ایک صحرا ہے اور دوزخی اس صحرا سے
ہر روز ستر ہزار مرتبہ فریاد کرتے ہیں اور اس صحرا میں ایک گھر ہے آگ کا اور اس گھر میں ایک کنواں ہے آگ کا اور اس کنوئیں میں ایک تابوت ہے آگ کا
اور اس تابوت میں ایک سانپ ہے کہ اسکے ہزار دانت ہیں اور ہر دانت ایک ہزار گز کا ہے اس نے پوچھا کہ یا رسول خدا یہ کسکے واسطے ہے فرمایا

کہ واسطے سے والے شراب کے اور ترک کرنے والے نماز کے اور فرمایا رسول خدا صلعم نے جو شخص کہ زنا کرے اپنی ماں سے ستر مرتبہ اور جو شخص کہ ڈھاوے کعبہ کو ستر مرتبہ وہ بہتر ہے نماز کے ترک کرنے والے سے اور فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ ایک نماز فرض بہتر ہے بیس حج سے اور ایک حج بہتر ہے اس گھر سے جو کہ طلا سے پر ہو اور راہ خدا میں کل سونا تصدق کیا جائے یعنی ثواب نماز کا اسکے ثواب سے اس قدر زیادہ ہے اور نماز کے ادا کرنے کے ثواب کے اور ترک کرنے کے عذاب کے احادیث بہت ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے اپنے مقام پر مذکور ہوں گے پس متقی وہ لوگ ہیں کہ ہمیشہ پڑھتے ہیں نماز کو وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور اس چیز میں سے کہ روزی دی ہے ہمنے ان کو خرچ کرتے ہیں کہ زکوٰۃ اور خمس کو ادا کرتے ہیں اور مستحقوں کو پہنچاتے ہیں اور واسطے اہل اور عیال کی نفقہ سے خرچ لیتے ہیں اور سوائے اس کے جو حقوق کہ واجب ہیں ان کو ادا کرتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ایک قیراط یعنی ایک اسبہ سے بھی کم کو منع کرے اور زکوٰۃ مال میں سے نہ دیوے مستحقوں کو وہ مسلمان نہیں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ ایسا شخص یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے اختیار ہے کہ سب برابر ہے اور بعضوں کے نزدیک نفقہ واجب اور مستحب کو دونوں کو شامل ہے پس صدقہ نفقہ بھی اس میں داخل ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی عام لینے مناسب ہیں یعنی جمیع حقوق مستحقوں کو پہنچاتے ہیں اور تصدق کرتے ہیں اور قرض دیتے ہیں اور حاجتیں مومنین کی روا کرتے ہیں اور ضعیفوں کی اعانت کرتے ہیں اور اندھوں کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور ہلاکتوں سے ان کو بچاتے ہیں اور جو کوئی اس سے ایمان میں افضل ہو اسکو اپنے مال اور نفس پر اختیار کرتے ہیں اور اپنے سے اسکو مقدم رکھتے ہیں اور لوگوں کا اسباب اٹھا لیتے ہیں اور اپنی چادر یا بوریا پر اسکو نماز کرتے ہیں اور جو کوئی درجہ میں اپنے برابر ہے اس کو اپنے مال اور نفس میں اپنی مانند شمار کرتے ہیں اور جو کچھ علم رکھتے ہیں وہ علم دوسروں کو تعلیم کرتے ہیں اور فضائل اہل بیت علیہم السلام کے ان کے دوستوں کے روبرو بیان کرتے ہیں اور دوسری روایت میں بھی حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کچھ علم ہمنے ان کو تعلیم کیا ہے وہ دوسروں کو پہنچاتے ہیں اور مما رزقنٰہم متعلق متقیوں کے ہے اور فرماتا ہے خدا ان متقیوں کی تعریف میں وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور وہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے یعنی قرآن اور شریعت جو تیری طرف نازل کی گئی ہے اے محمدؐ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور وہ چیز کہ نازل کی گئی ہے پہلے تجھ سے اے محمدؐ یعنی توریت اور انجیل اور زبور اور تمام صحیفے انبیاء کے جو پہلے تجھ سے نازل ہوئے ہیں ان سب کی بھی تصدیق کرتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ سب حق ہیں اور خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہیں وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اور ساتھ آخرت کے وہ یقین کرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ دن آخرت کا کہ بعد دنیا کے ہے وہ ضرور ہونے والا ہے اور ضرور نزدیک سے اپنے اعمال کی جزا کو پاویں گے اُولٰٓئِكَ یعنی جن کے یہ اوصاف مذکور ہیں عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اوپر ہدایت کے ہیں پروردگار اپنے کی طرف سے کہ اپنے اختیار سے ایمان لائے ہیں اور اعمال نیک بجا لاتے ہیں نہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے ایمان کو ان میں پیدا کیا ہے اس واسطے کہ یہ موجب ظلم خدا کا ہے کافروں کے عذاب کرنے میں پس انکے قدرت نہ رکھنے کے ایمان کے کسب کرنے میں اس واسطے کہ جس وقت ایمان کو انمیں پیدا کیا تو انکو عذاب کرنے میں ظلم لازم آتا ہے مگر مراد یہ ہے کہ مومنین نے اپنے ارادہ اور اختیار سے ایمان کو قبول کیا ہے اور کافروں نے اپنے ارادہ اور اختیار سے اسکو قبول نہیں کیا ہے وَاُولٰٓئِكَ اور یہی لوگ جو کہ اپنے ارادہ اور اختیار سے ایمان لائے ہیں اور اپنے اختیار سے اعمال نیک بجا لاتے ہیں هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی رستگاری پانے والے ہیں عذاب الٰہی سے اور پہنچنے والے مرتبہ ثواب کو ہیں نہ غیر ان کے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ ان علیاً و شیعتہ ہم الفائزون یعنی تحقیق علیؑ اور شیعہ اسکے وہی رستگار ہیں اور یہی روایت اہل سنت کی کتاب صواعق محرقہ میں ہے اور اہلسنت جو اپنے تئیں شیعان علیؑ میں سے کہتے ہیں نہایت دروغگو ہیں اور یہ قول ان کا موافق قول سعدی کے ہے برعکس نہند نام زنگی کافور اور دفع المغالطہ میں بھی ثابت کیا ہے کہ یہ لوگ شیعان علیؑ سے نہیں ہوسکتے اور کہتے ہیں کہ چار آیتیں سورۂ بقر کے اول کی مومنین کی تعریف میں نازل ہوئی ہیں اور بعد اس کے

دو آیتیں کافروں کی مذمت میں اور اسکے بعد تیرہ آیتیں منافقوں کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں اور وہ دو آیتیں کہ جو کافروں کی مذمت میں نازل ہوئی ہیں یہ ہیں کہ
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا یعنی جو لوگ کہ کافر ہوئے اور بسبب عناد کے ایمان نہ لائے اور اپنے کفر پر ثابت قدم رہے اور دلیلوں روشن کو کھول
کے ملاحظہ نہ کیا تاکہ ان کو سرحد رستگاری کو پہنچاوے سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ برابر ہے اوپر ان کے ءَأَنذَرْتَهُمْ کیا ڈرائے تو انکو عذاب سے أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ
یا نہ ڈرائے تو ان کو یعنی خواہ ڈرائے تو انکو خواہ نہ ڈرائے تو وہ ایسے ہیں کہ اپنے عناد کی جہت سے لَا يُؤْمِنُونَ نہ ایمان لاوینگے وہ اسواسطے کہ وہ تیرے
معجزوں کی طرف نظر نہیں کرتے ہیں اور تیری پیغمبری کو نہیں مانتے ہیں اور قرآن کی تصدیق نہیں کرتے ہیں ایں نسبت نظر نہ کرنے تیرے معجزوں کی طرف
نہایت سختی کفر سے اس مرتبہ کو پہنچے ہیں کہ خَتَمَ اللَّهُ مہر رکھی خدا نے عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اوپر دلوں ان کے لئے وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ اور اوپر کانوں انکے
کے یعنی خدا تعالے نے اپنے علم سے جانکر کہ یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے انکے دل پر اور کانوں پر ایک نشان کر دیا ہے کہ جو کوئی ملائکہ اور اولیا میں سے
نظر کرتا ہے اسپر تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے اور اس جہت سے اسپر لعنت کرتا ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے
فرمایا کہ خدا نے اُن کے دلوں پر بسبب اُن کے کفر کے عذاب کو چھاپ دیا ہے جیسا کہ دوسری جگہ خدا تعالے فرماتا ہے بل طبع اللہ علیہا بکفرہم یعنی
بلکہ چھاپا ہے خدا نے اوپر ان کے بسبب کفر ان کے اور کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ فائدہ دل کا کہ دریافت کرنا حق کا ہے اور فائدہ کانوں کا
کہ سننا آیتوں کا ہے ان سے حاصل نہیں ہوتا ہے پس گویا کہ حق تعالے نے ان اعضا پر مہر رکھدی ہے وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ اور اوپر آنکھوں
انکی کے پردہ ہے یعنی جس وقت کہ روگردانی کی انھوں نے ان چیزوں سے کہ جن کے دیکھنے کی تکلیف دی گئی تھی اور قصور کیا انھوں نے اس امر
میں کہ جس کا ارادہ ان سے کیا گیا تھا وہ ایسے ہوگئے کہ گویا انکی آنکھوں پر پردہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مہر کرنے اور پردہ سے آخرت
میں مراد ہے کہ حق تعالیٰ آخرت میں انکو معطل اور بہرا اور اندھا کر دے گا اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالے انکے دلوں پر مہر کردے کہ بسبب مہر
کرنے خدا کے وہ ایمان نہیں لاسکے اور ایمان کے لانے میں مجبور ہو جائیں اسواسطے کہ یہ امر قبیح ہے اور خدا تعالے اس امر قبیح کے صادر ہونے سے
پاک ہے اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ دلوں پر انکے خدا مہر کر کے انکو مجبور کردے اور پھر ان کو کہے کہ تم ایمان لاؤ اور اگر وہ ایمان نہ لائیں تو انکو عذاب
کرے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور واسطے انکے عذاب ہے بڑا دنیا میں تو اسیر اور قتل ہونا اور آخرت میں ہمیشہ دوزخ میں جلنا اور کہتے ہیں کہ عبد اللہ
ابن ابی سلول اور اسکے ساتھیوں نے آپس میں مشورہ کر کے اتفاق کیا کہ زبان سے اسلام کو ہم ظاہر کریں اور دلوں میں اپنے اعتقاد پر رہیں اور جس طرح سے کہ مسلمانوں
کو پیغمبر کی قربت اور مصاحبت حاصل ہے ہمکو بھی حاصل ہو تاکہ مسلمانوں کے راز سے مطلع ہو کر کفار کو اس راز سے خبر کرتے رہیں پس منافق ہو کر سب
رسول خدا کے پاس آئے اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا خدا تعالے ان کے حال سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ اور بعضے آدمیوں
میں سے مَن يَقُولُ وہ شخص ہیں کہ کہتے ہیں کہ آمَنَّا بِاللَّهِ ایمان لائے ہم ساتھ خدا کے وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ اور ساتھ دن آخرت کے کہ وہ قیامت
کا روز ہے وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہیں وہ ایمان لانیوالے اور یقول کی ضمیر من کی طرف باعتبار لفظ کے پھرتی ہے کہ
لفظ اسکا مفرد ہے اور باقی کی ضمیریں باعتبار معنی کے اسکی طرف پھرتی ہیں کہ معنی میں وہ جمع کیلئے بھی آتا ہے اور بالمومنین آیا ہے يُخَادِعُونَ
اللَّهَ فریب دیتے ہیں وہ منافقین خدا کو اسلام کے ظاہر کرنے میں اور کفر کے پوشیدہ رکھنے میں وَالَّذِينَ آمَنُوا اور ان لوگوں کو کہ ایمان
لائے ہیں وہ اور خدا کا فریب دینا طریق مجاز کے ہے نہ طریق حقیقت اس واسطے کہ منافقین جانتے تھے کہ خدا کو فریب نہیں دے سکتے کہ وہ
ظاہر اور پوشیدہ کو سب جانتا ہے اور ان کے دلوں کی بات اسپر پوشیدہ نہیں ہے پس اس صورت میں معنی اس آیت کے یہ ہوئے کہ معاملہ انکا اس
عمل میں مثل معاملہ ان لوگوں کے ہے کہ درپے اس کے ہوں کہ اپنے غیر کو فریب دلویں اور یا یہ کہ پیغمبر کے فریب دینے کو خدا کا فریب دینا کہا ہے
اسواسطے کہ پیغمبر کا فریب دینا رجوع کرتا ہے فریب دینے خدا کے جیسے کہ خدا تعالے دوسری جگہ فرماتا ہے مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ یعنی جو
شخص کہ فرمانبرداری کرے پیغمبر کی پس تحقیق فرمانبرداری کی اس نے خدا کی اور مومنین کے فریب دینے کے واسطے مومنین سے کہتے تھے کہ ہم خدا اور رسول پر

ایمان لائے ہیں بلکہ نہ ہمارے اور خدا فرماتا ہے وَمَا يُخَادِعُونَ اور نہیں فریب دیتے ہیں وہ حقیقت میں اس عمل میں اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ مگر نفسوں اپنے کو اس واسطے کہ وبال فریب دینے کا کہ وہ عذاب الیم ہے دنیا و آخرت میں وہ انکی ہی طرف رجوع کرنیوالا ہے وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور نہیں اطلاع رکھتے ہیں وہ کہ وبال اُس کا انکی سزا میں انکی طرف راجع ہوگا اور خدائے تعالےٰ ان کے نفاق کی پیغمبر اور مومنین کو خبر کرے گا کہ وہ ان پر لعنت کرنے لگیں گے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلعم سے کسی نے سوال کیا کہ کل قیامت کے روز نجات کس چیز میں ہے فرمایا کہ جس میں خدا سے فریب نہ کرو کیونکہ جو کوئی خدا سے فریب کرے گا خدا اسکو فریب کی سزا دے گا اور ایمان کو اُس سے نکال لیگا اور اگر وہ شعور رکھتا ہو تو جانے کہ اپنے نفس کو وہ فریب دیتا ہے پھر اُس نے پوچھا کہ خدا سے کیونکر فریب کرے فرمایا کہ عمل کرے اُس چیز کا کہ خدائے تعالےٰ نے اُس کے کرنے کا حکم دیا ہے اور ارادہ اسکا اس سے سوائے خدا کے دوسرا امر ہو پس ڈرو تم ریا سے کہ وہ شرک بخدا ہے فِيْ قُلُوْبِهِمْ بیچ دلوں اُن منافقوں کے کہ جو محل اعتقاد ہے مَّرَضٌ بیماری نفاق کی ہے اور کینہ مومنوں کا اور حسد ان کا کہ وہ دلوں میں اُن کے جوش کرتا ہے

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا پس زیادہ کی خدا نے بیماری نفاق کی بسبب اسکے کہ مرتبہ اپنے پیغمبر کا بلند کرتا ہے اور اسلام کو روز بروز قوت دیتا ہے اور مومنین کی ترقی کرتا ہے منافقین یہ حال دیکھ کر نفاق کو اپنے دلوں میں زیادہ پیدا کرتے ہیں اور حسد و رشک و رنج والم میں رہتے ہیں اور پیغمبر اور مومنین کی ترقی دیکھ کر اپنے دلوں میں جلتے ہیں وَلَهُمْ اور واسطے اُن منافقوں کے آخرت میں عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب دردناک ہے بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ بسبب اسکے کہ ہیں وہ جھوٹ کہتے مومنوں سے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور بعضوں نے یکذبون کو تشدید ذال پڑھا ہے اب خدائے تعالےٰ اُنکے افعال سے خبر دیتا ہے اس طرح سے کہ وَاِذَا قِيْلَ اور جس وقت کہا جائے یعنی مومنین کہیں لَهُمْ واسطے ان منافقوں کے کہ لَا تُفْسِدُوْا نہ فساد کرو تم اے منافقو فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے بسبب نافرمانی کے اور باز رکھنے لوگوں کے ایمان سے ایمان کو بُرا کہکر اور بسبب فریب دینے مومنین کے اسلام کو ظاہر کرکے اور کافروں کے روبرو اسلام کا بطلان بیان کرکے قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ مومنین کے جواب میں عناد کی راہ سے کہ اِنَّمَا نَحْنُ سوائے اس کے نہیں کہ ہم مُصْلِحُوْنَ درستی کرنے والے ہیں اپنے کاموں میں یعنی جو کچھ کہ ہم کرتے ہیں عین صلاح اور نیک ہے کہ ہم اسلام کو ظاہر کرکے محمدؐ کو راضی رکھتے ہیں اور اپنا اعتقاد بھی دلوں میں اپنے باقی رکھتے ہیں اور وہ اپنے اعمال کو جو اچھا جانتے تھے خدائے تعالےٰ ان کے قول کو رد کرتا ہے کہ اَلَآ خبردار ہو اور جان لو تم اے مومنین کہ اِنَّهُمْ تحقیق وہ منافقین هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وہی فساد کرنیوالے ہیں اور بنا ہی ڈالنے والے ہیں اور یہ دوسرا انہم فصل کا ہے یا مبتدا کا وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ اور لیکن وہ نہیں اطلاع رکھتے ہیں کہ مفسد وہی ہیں اور عمل اُن کا بروجہ صلاح نہیں ہے بسبب نہ فکر کرنے ان کے معجزوں میں اور روشن اور ظاہر دلیلوں میں اور بسبب اس کے کہ اگر خدائے تعالےٰ پیغمبر کو انکے نفاق سے خبر کردے گا تو وہ مومنین کو اُنکے نفاق سے مطلع کرے گا اور اُن پر لعنت کرنیکا حکم کریگا تو وہ مومنین اُن پر لعنت کرنے لگیں گے اور اگر وہ انصاف سے نظر کرتے تو جانتے کہ جو کچھ کرتے ہیں عین فساد ہے نہ صلاح وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اور جس وقت کہا جائے واسطے ان منافقوں کے کسی پیغمبر یا مومن اُن سے کہیں کہ اٰمِنُوْا ایمان لاؤ تم دل سے اور پیغمبر کی تصدیق کرو كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جیسے کہ ایمان لائے ہیں آدمی کہ وہ مومن خالص ہیں اور دلوں اپنے میں وہ نفاق نہیں رکھتے ہیں قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ منافقین اپنی جی میں یا اپنی قوم کے درمیان کہ اَنُؤْمِنُ کیا ایمان لاویں ہم كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ جیسے کہ ایمان لاتے ہیں احمق اور بیحرد اور کم ظرف آدمی یعنی ہم مثل ان لوگوں کے ہرگز ایمان نہ لائینگے اور اکثر مومنین جو فقیر اور محتاج تھے اور بعض مومنین سے غلام تھے مثل صہیب اور بلال کے اس واسطے اُن کو احمق کہا اور ہمزہ استفہام انومن کا انکاری ہے اور کاف كَمَا کا موضع نصب میں ہے کہ صفت ہے مصدر محذوف کی اور مَا موصول مع اپنے صلہ کے بمعنی مصدر ہے یعنی آمنوا ایماناً مثل ایمان الناس پس موصوف کاف کا کہ ایماناً ہے یہاں سے محذوف ہے اور کاف بمعنی مثل ہے اَلَآ خبردار ہو اور جان لو اے مومنین مخلصین اِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ منافقین هُمُ السُّفَهَاۗءُ وہی کم عقل ہیں کہ سمجھتے نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ ہم جو اسلام کو ظاہر کرتے

ہیں اور دل میں کفر کو پوشیدہ رکھتے ہیں نہ نہایت ہی بیوقوفی ہے اور مومنین کم عقل نہیں ہیں کہ انھوں نے کفر پر ایمان کو اختیار کیا ہے اور
معصیت پر طاعت کو اور ساتھ نہیں نہ عکس سکے کرتے ہیں اور بسبب بدعقلی کے کفر کو ایمان پر اور معصیت کو اطاعت پر اختیار کیا ہی انھوں نے وَلٰكِن
لَّا يَعْلَمُونَ ۝ اور لیکن نہیں جانتے ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ ان کے نفاق کی مومنین کو خبر کرے گا تو مومنین اُن پر لعنت کرنے لگیں گے
اور الا واسطے تنبیہ کے آتا ہے شروع کلام میں اور اصل اسکی لا ہے اور واسطے تحقیق کلام مابعد کے ہمزہ اسپر داخل ہو گیا ہے اور منقول ہے کہ
اکثر اور عبداللہ بن اُبی اور اُسکے تابعین نے امیرالمومنین علیہ السلام سے مع دیگر اصحاب کے ملاقات کی اور ہر ایک منافق نے اُن میں سے
امیرالمومنین علیہ السلام کی از راہ خوشامد بہت تعریف کی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عبداللہ خدا سے ڈر اور نفاق کو اپنے ترک کر
اور اعتقاد خالص سے ایمان لا کر زمرہ میں مومنین مخلصین کے داخل ہو عبداللہ نے جواب میں کہا کہ اے ابوالحسن تم ہمکو منسوب بہ نفاق کرتے
ہو ہم تو مثل تمہارے ایمان لائے ہیں اور پیغمبر کا اعتقاد رکھتے ہیں خدائے تعالیٰ نے عبداللہ کی تکذیب اور جناب امیر علیہ السلام کی تصدیق
کے باب میں یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا اور جس وقت ملاقات کرتے ہیں وہ منافقین ان لوگوں سے کہ
ایمان لائے ہیں تو قَالُوا کہتے ہیں وہ از روئے نفاق کہ آمَنَّا ایمان لائے ہیں ہم مثل تمہارے محمد پر اور قرآن پر وَإِذَا خَلَوْا اور جس وقت
خلوت اور تنہائی میں ہوتے ہیں وہ إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ طرف شیطانوں اپنے کے کہ وہ مشرکین ہیں اور یار انکے ہیں اور بگمراہ کرنے میں مثل شیطانوں کے
ہیں اور رئیس اور پیشوا انکے ہیں تو اس وقت قَالُوا کہتے ہیں وہ منافقین پیشواؤں اپنے سے از روئے اعتقاد کہ إِنَّا مَعَكُمْ تحقیق ہم ہمراہ تمہارے
ہیں تمہارے دین پر اور اپنے دین سے ہم پھرے نہیں اور مسلمانوں کے روبرو جو ہم اسلام کا اظہار کرتے ہیں إِنَّمَا نَحْنُ سوائے اس کے نہیں کہ ہم
مُسْتَهْزِئُونَ ہنسی کرنے والے ہیں اُن مسلمانوں سے خدائے تعالیٰ مومنین کی طرف سے فرماتا ہے کہ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ خدا جزا ہنسی کی
دیگا اُن کو کہ دنیا میں تو احکام مسلمانوں کے اُن پر جاری کرے گا اور آخرت میں جس وقت وہ دوزخ میں ہونگے تو کہتے ہیں کہ ایک دروازہ بہشت کا انکی
طرف کھولیگا اُسوقت وہ جلدی سے بہشت کی طرف کو دوڑیں گے جس وقت وہ بہشت کے دروازہ پر پہنچیں گے تو اس وقت دروازہ بہشت کا بند
ہو جائے گا اور آتش دوزخ انکو اپنی طرف کھینچ لے وے گی اور مومنین یہ دیکھ کر ہنسنگے جسوقت کہ وہ کہینگے کہ الٰہی ہمارے ساتھ کیوں کیا تو کہا
جائے گا کہ یہ عوض اس ہنسی کے ہے کہ جو تم دنیا میں مومنین سے ہنستے تھے وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ اور کھینچیگا ان کو بیچ سرکشی اُن کی کے
اور حد سے گذرنے اُن کی کے کفر میں اور نفاق میں کہ يَعْمَهُونَ حیران رہیں وہ اور سرگردان ہوئی راہ لوانے یعنی سبب کفر اور تامل کرنے
کے معجزات اور دلائل ظاہرہ میں چھوڑ دیگا انکو خدائے تعالیٰ اپنی سرکشی میں کہ سرگردان و حیران رہیں وہ اور توفیق اور نظر لطف اُن سے اٹھا لیگا۔
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ یہ منافقین وہ لوگ ہیں کہ اشْتَرَوُا خرید کیا ہے انھوں نے یعنی بدل کیا ہی انھوں الضَّلَالَةَ گمراہی کو کہ وہ
کفر اور نفاق ہے بِالْهُدَىٰ ساتھ راہ راست کے کہ وہ ایمان اور یقین ہے اور مراد یہ ہے کہ خرید کیا انھوں نے ہلاکت کو بدلے رستگاری کے
فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ پس نہ نفع دیا سوداگری اُن کی نے بدلے ایمان کے کفر کو خرید کرنے کے معاملہ میں وَمَا كَانُوا
مُهْتَدِينَ اور نہیں ہیں وہ راہ راست پانے والے یعنی ان لوگوں نے دین خدا کو فروخت کیا اور اس کے عوض میں کفر کو لیلیا اس صورت میں
انکی تجارت نے انکو کچھ فائدہ نہ دیا ملک ایمان کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کیا اور بہشت کو کہ قسم قسم کی نعمتیں اس میں ہیں راہ جہالت سے ترک کر کے آتش دوزخ
کو کہ طرح طرح کے عذاب اور تکلیفیں اسمیں ہیں پسند کیا نہ لوگ حق اور ثواب کی طرف ہرگز راہ پانیوالے نہیں ہیں اور اشتروا کی واؤ کو سب قاریوں
نے مضموم پڑھا ہے مگر یحییٰ نے مکسور پڑھا ہے۔ لو استطعنا کی واؤ کے مشابہ جانکر اور ضمہ اشتروا کی واؤ کو اس واسطے ہوا کہ یہ واؤ ساکن
تھی اور جس وقت ساقط ہوا ہمزہ وصل کا تو یہ واؤ ساکن سے جا کر ملی جو کہ لام التعریف سے بدل کیا گیا ہے اب دو ساکن جمع ہوئے ہیں واسطے
واؤ کو حرکت ضمہ کی دی کہ دلالت کرے صیغہ جمع ہونے پر مَثَلُهُمْ مثال ان منافقین کی اس معاملہ میں كَمَثَلِ الَّذِي مانند

اس شخص کی ہے کہ اندھیری رات اور ناک میں اِسْتَوْقَدَ نَارًا روشن کرے آگ کو صحرا میں واسطے دیکھنے راہ کے تاکہ گرد اگرد اپنے دیکھے اور جلدی راہ چلے دشمنوں کے خوف سے اور اس کی جگہ میں پہنچے فَلَمَّآ اَضَآءَتْ جس وقت روشن کرے وہ آگ مَاحَوْلَهٗ اس چیز کو کہ گرد اگرد اس کے ہے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ لے جائے خدا روشنی ان کی کو وَتَرَكَهُمْ اور چھوڑ دے انکو فِيْ ظُلُمٰتٍ بیچ اندھیروں کے لَّا يُبْصِرُوْنَ کہ نہ دیکھیں وہ کسی چیز کو یعنی کہ جیسے بعضے آدمی واسطے دیکھنے راہ کے اور خوف کم کرنے راہ کے بیچ تاریکی میں آگ روشن کریں اور جس وقت وہ آگ ان کے گرد کو روشن کرے اور حق تعالیٰ ہوا کو بھیجکر اس روشنی کو دور کرے تو اس وقت وہ لوگ تاریکی میں حیران اور سرگرداں رہجائیں اس طرح اسی طرح منافقوں کا حال ہے کہ تب تاریک گمراہی میں اظہار کلمہ اسلام کر کے اس کی روشنی میں مسلمانوں کے خوف سے تمیز سے اور تاراجی مال سے بے خوف ہو جائیں اور جس وقت خدائے تعالیٰ ان کو موت دے تو نور ظاہری انکا کہ وہ فقط اقرار زبانی ایمان کا بغیر دمرے کے اُسی جاتا رہے اور تاریکی عذاب میں سبب کفر باطنی گرفتار ہو جائیں کہ راہ نکلنے کی اس تاریکی عذاب سے نہ پائیں پس جن لوگوں کا یہ حال ہے وہ صُمٌّۢ بہرے ہیں باین معنی کہ حق کے سننے پر کان نہیں رکھتے ہیں بُكْمٌ گونگے ہیں باین معنی کہ سخن حق نہیں کہتے ہیں عُمْیٌ اندھے ہیں اس وجہ سے کہ حق کو نہیں دیکھتے ہیں یعنی خود دلیلیں کہ حق ہیں اُن کو نہیں سنتے ہیں اور دل سے اقرار خدا کا اور رسول کا نہیں کرتے ہیں اور معجزوں کی طرف نہیں دیکھتے ہیں پس گویا کان اور زبان اور آنکھ نہیں رکھتے ہیں فَهُمْ پس وہ لوگ کہ اس مرتبہ کو پہنچے ہیں لَا يَرْجِعُوْنَ نہ رجوع کریں گے کفر سے طرف ایمان کے اور گمراہی سے طرف راہ راست کے اور آخرت میں بھی وہ لوگ بہرے اور گونگے اور اندھے ہو کر اُٹھیں گے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ونحشرهم يوم القيامة علے وجوههم عميا وبكما وصما یعنی محشور کریں گے ہم ان کو دن قیامت کے اور منہ ان کے کے اندھا اور گونگا اور بہرا اور اس آیہ مثال میں پہلے تو ضمیریں مفرد کی آئی ہیں اور بعد اُسکے جمع کی اس کی تاویل میں بیان کرتے ہیں کہ الذی جمع کے معنی میں ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے والذی جاء بالصدق وصدق به اور بعضے کہتے ہیں کہ الذی میں سے نون جمع کا محذوف ہے اور اصل میں الذین ہے اور اسا شعرائے عرب کے کلام میں آتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مضاف یہاں سے محذوف ہے گویا اس طرح ہے کہ مثلهم کمثل اتباع الذی استوقد نارًا یعنی مثال ان منافقوں کی مانند پیروی کرنے والوں اس شخص کے ہے کہ روشن کیا اس آگ کو اور بعضے کہتے ہیں کہ اس میں تشبیہہ حال کی ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ حال هولاء المنافقين فے جهلهم كحال المستوقد نارًا یعنی حال ان منافقوں کا بیچ جہالت اور نادانی ان کی کے مانند حال روشن کرنے والے کے آگ کو ہے اور اضاءت اگر متعدی ہے تو ضمیر اسکی طرف نار کے پھرتی ہے اور اگر لازمی ہے تو ضمیر اسکی طرف ماحولہ کی پھرتی ہے اور تانیث اس کی باعتبار متعدد ہونے اشیاء کے ہے کہ جو گرد اس کے ہیں اور حولہ منصوب علی الظرفیہ ہے اَوْ كَصَيِّبٍ یا مثال ان منافقوں کی مانند صاحبوں مینہ کے ہے اصحاب کا لفظ کہ وہ مضاف الیہ ہے یہاں سے محذوف ہے اور تقدیر اسکی کاصحاب صیب ہے اور عطف اس کا کمثل الذی استوقد نارًا پر ہے اور اصحاب کا لفظ یہاں سے اس واسطے محذوف ہے کہ صیب غیر عاقل ہے اس کا عطف عاقل پر کیونکر ہوگا اس واسطے اصحاب کے لفظ کی تقدیر یہاں مناسب ہوئی اور دلالت کرتا ہے اسکے مقدر ہونے پر مابعد اسکا کہ وہ يجعلون اصابعهم فے آذانهم یعنی مثال ان منافقوں کی مانند یاروں باران کی ہے کہ جس کے بڑے بڑے قطرے ہوں اور وہ لوگ اس باران میں گرفتار ہو گئے ہوں اور جلدی جلدی وہ مینہ برستا ہو مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے کہ فِيْهِ بیچ اس باران کو یعنی وقت برسنے باران کے ظُلُمٰتٌ اندھیری ہوں تاریکی سے بادلوں کی وَّرَعْدٌ اور گرج ہو کہ اس میں آواز سخت ہو وَّبَرْقٌ اور بجلی ہو روشن زمین پر گرتی ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ رعد آواز ایک فرشتہ کی ہے کہ وہ بادلوں کو اطراف عالم میں پراگندہ کرتا ہے اور چلاتا ہے اور امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ برق روشنی تازیانہ کی ہے کہ وہ لوہے کا ہے اور ملائکہ

بادلوں کو اس سے مار کر ہانکتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ بار یا نور کا ہے اور کہتے ہیں کہ رعد آواز ہے ہم ہوئے ابر کے ٹکڑوں کی آپس میں
ہے اور برق ایک آتش ہے کہ نکلتی ہے وقت ہم ہوئے بادلوں کے آپس حاصل یہ ہے کہ منافقین مثل صاحبوں پہنچے ہیں کہ جس میں رعد اور برق
ہے اور اس میں وہ گرفتار ہیں کہ بجلی کی کڑک سے يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ کرتے ہیں وہ انگلیوں اپنی کو فِي آذَانِهِم بیچ کانوں اپنے کے
مِّنَ الصَّوَاعِقِ کڑکوں بجلی کے سے حَذَرَ الْمَوْتِ واسطے ڈرنے موت کے اور خوف ہلاک ہونے کے وَاللَّهُ مُحِيطٌ اور خدا گھیرنے والا ہے
اور احاطہ کرنے والا ہے بِالْكَافِرِينَ ساتھ کافروں کے یعنی اسکا علم انکے سب اعمال کو پہنچا ہے اور سب کو موافق انکے فعلوں کے سزا دیگا اگر چاہے
اسے حسب کو ان کے نفاق کی خبر دیوے اور مطلع کردے کہ ان کے ظاہر اور پوشیدہ کو وہ جانتا ہے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے قرآن اور ہدایت
کو تشبیہ دی ہے باران سے اسواسطے کہ جیسے باران سے زمین زندہ ہوتی ہے ایسے ہی قرآن اور ہدایت سے دل زندہ ہوتے ہیں اور باران
میں ابر سے جو اندھیرے ہوئے ہیں اور رعد اور بجلی اور کڑک جو ہوتی ہے تو اس وقت انگلیوں کو کان میں دیتے ہیں کڑکوں رعد کے سے مرنے کے
خوف سے کہ بجلی ہم پر نہ گرے ایسے ہی حال منافقوں کا ہے کہ وہ ڈرتے ہیں کہ ایسا ہو کہ پیغمبر اپنے اصحاب کو انکے نفاق کی خبر دیوے اور قرآن
میں جو کچھ وعید اور عذاب اور لعن اور خوف دلایا ہے کہ وہ مثل رعد اور برق اور صاعقہ کی ہے اسکے سبب سے کانوں میں انگلیاں دیتے ہیں کہ ایسا
نہ ہو کہ حکم قتل کا نازل ہوا ہو اور اسکو سن لیویں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حقتعالیٰ نے تشبیہ دی ہے باران کو کہ جو آسمان سے نازل
ہوا ہے قرآن کے ساتھ اور رعد اور برق کو کہ جو اسمیں تشبیہ دی ہے ان چیزوں کے ساتھ جو کہ قرآن میں مذکور ہیں مثل عذاب اور ڈرانے کے
اور تشبیہ دی ہے روشنی صاعقہ کو وعید آخرت اور جہاد دنیا کے ساتھ اور حذر الموت مفعول لہ واقع ہوا ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے
کہ دو مرد منافق رسول خدا صلعم سے خوف کر کے مدینہ سے بھاگ گئے تھے اور راہ میں باران سخت انکو پہنچا کہ وہ حیران ہو گئے جس وقت کہ بجلی
چمکتی تھی تو چند قدم اس کی روشنی میں چلتے تھے جس وقت تاریکی ہوتی تھی تو کھڑے ہو رہتے تھے اور جس وقت سخت آواز بجلی کی کڑک کی آتی
تھی تو اپنے کانوں میں انگلیاں دیتے تھے اور جس وقت صباح ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ کاش کے جلدی صبح ہوتی کہ ہم پیغمبر خدا صلعم کی خدمت
میں حاضر ہو کر فرمانبرداری اس کی کرتے جس کہ صبح ہوئی تو رسول خدا صلعم کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے اور باعتقاد تمام ایمان لائے حقتعالیٰ
نے مدینہ کے منافقوں کے حال کو ان دو مرد کے حال کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور فرمایا کہ مثال انکی مثل ان لوگوں کے ہے کہ جو خوف کی
جہت سے انگلیاں اپنے کانوں میں کرتے ہیں اور بہت چمکنے کی جہت سے يَكَادُ الْبَرْقُ قریب ہے بجلی کہ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ جو دبا لیوے
آنکھوں انکی کو كُلَّمَا أَضَاءَ جس وقت روشن ہوئی وہ بجلی اور رستہ روشن ہوا لَهُم واسطے ان کے یعنی ان کے چلنے کے لیے تو
مَّشَوْا فِيهِ چلتے ہیں وہ بیچ اس کے وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ اور جس وقت تاریکی ہوئی اوپر ان کے اور راستہ میں اندھیرا ہو گیا بجلی کے
دور ہونے سے تو قَامُوا کھڑے ہو رہتے ہیں وہ ایک جگہ حیران اور سرگردان ہو کر یعنی جو لوگ کہ برق میں مبتلا ہیں قریب ہے کہ درخشندگی برق
کی انکی بینائیوں کو لیجاوے اور آنکھوں کو انکی چندھیا دے اور ایسا ہی حال منافقین کا ہے کہ جو کچھ قرآن کی آیتیں دلالت کرتی ہیں حقیت پیغمبر
پر اور وہ انکو دیکھتے ہیں اور تامل اسمیں نہیں کرتے ہیں اور انکار حق کا کرتے ہیں قریب ہے کہ باطل ہو جائیں سب علوم انکے جو کچھ کہ انکو حاصل
ہیں اس واسطے کہ جو کوئی حق صریح کا انکار کرتا ہے یہ انکار اسکا پہنچا دے گا اسکو طرف اس امر کے کہ سب علوم کا اس سے بطلان ہو جاوے
اور منقول ہے کہ جس وقت منافقین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تو انگلیاں اپنی کانوں میں رکھتے تھے اس خوف سے کہ مبادا
حکم ان کے قتل کے واسطے پہنچا ہو پس حقتعالیٰ نے تشبیہ دی انکو اس جماعت کے ساتھ کہ ہلاکت کے خوف سے وقت سننے آواز کڑک کے جنکے
انگلیوں کو کانوں میں رکھیں اور جس وقت دین بصیرت سے دلیل روشن قرآن کو دیکھتے تھے تو قریب تھا کہ دل ان کے ان آیتوں کی نور کی جہت سے
پھر جائیں حقتعالیٰ نے تشبیہ دی انکو برق کے ساتھ کہ سبب درخشندگی کی نزدیک ہو کہ باران والوں کی آنکھوں کو لیجاوے اور فرمایا کہ حقتعالیٰ نے جو نور روشن

ہو لی ہے بجلی تو چلتے ہیں وہ اس کی چمک میں اور جس وقت اندھیرا ہوتا ہے تو کھڑے ہو رہتے ہیں اور یہی حال منافقوں کا ہے کہ جس وقت دیکھتے ہیں
کوئی فائدہ دنیا مثل فتح اور ظفر اور غنیمت کے واسطے مسلمانوں کے تو رغبت کرتے ہیں وہ طرف دین اسلام کے اور تمام اطاعت اور بیعت کیا کرتے ہیں
اور جس وقت کوئی سختی اور شکست مسلمانوں کی طرف دیکھتے ہیں اور اسی دنیا میں سے کوئی امر مکروہ اور ناخوش ملاحظہ کرتے ہیں تو بدفالی اور بدشگونی جانتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دین محمدؐ کی نحوست ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر چاہے خدا سبب ان کے نفاق کے ان کو عذاب کرے تو لَذَهَبَ اللّٰهُ لیجائے
آواز رعد سے بِسَمْعِهِمْ سننا ان کے کو کہ ان کو بہرا کر دے وَاَبْصَارِهِمْ اور لیجائے بینائی اُن کی کو بجلی کی چمک سے کہ اُن کو اندھا کر دے
اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور ہر چیز کے قادر ہے پس ممکن ہے کہ ان کی شنوائی اور بینائی کو لیجائے اور اُن کو بہرا اور اندھا
کر دے اور شنوائی اور بینائی کے لیجانے کو خدا تعالیٰ نے سب اعضا میں سے اس واسطے خاص کیا ہے کہ انہیں دونوں کا ذکر چلا آتا ہے یہ تیرا
آیتیں منافقوں کے حق میں تھیں کہ تمام ہوئیں اور اب خدائے تعالیٰ بندہ کو پرستش کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے آدمیو
اعْبُدُوْا عبادت اور بندگی کرو تم رَبَّكُمُ پروردگار اپنے کو الَّذِیْ وہ پروردگار کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَكُمْ پیدا کیا ہے
تمکو وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور ان لوگوں کو کہ پہلے تم سے تھے تمہارے باپ اور دادا اور سوائے اُن کے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ بچو تم آتش
دوزخ سے عبادت کی برکت کے سبب اگر خالص واسطے خدا کے عبادت کرو گے حاصل یہ ہے عبادت سے تمہارے اسکو ہرگز کسی طرح ہر ایک کو اور نہ حاجات میں اسکا فر
کے سب کی طرف سے سوا اُن مخلوق کے کہ جو تابع اور عاقل نہیں ہیں اور خدا تعالیٰ نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ اسکی عبادت کریں چنانچہ دوسری آیت میں فرماتا ہے
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اور خدا تعالیٰ کی ذات غنی مطلق ہے اسکو تمہاری عبادت کی اسمیں کچھ حاجت نہیں اور تم سے وہ کھانا اور پینا نہیں
مانگتا ہے اور تمہاری عبادت کا محتاج نہیں ہے فقط یہی چاہتا ہے کہ تم اسکی عبادت کرو وہ مہربان ہے کہ تمکو مستحق عبادت کا جانکر یاد کیا اور فائدہ بھی اس عبادت کا
تمہارے ہی واسطے ہے کہ تم کو آتش جہنم سے محفوظ رکھے اور بہشت تمہارے رہنے کو دیوے اور خدا میں اور تم میں کچھ رشتہ داری نہیں ہے کہ رشتہ کی جہت
سے تمہاری رعایت کرے اسکا سارا لو وہی ہے کہ جو اسکو یاد کرے اور موافق شرع کے اسکی عبادت کرتا رہے اور واجبات کو ترک کرے اور محرمات سے پرہیز کرتا رہے اور اس
سے وہ راضی رہے یہی اشعار ۔ ہر بندگی یہ چاہیے بندے کو کوئی کام ۔ بندہ وہی ہے جو رہے طاعت میں صبح و شام ۔ گر بندگی نہ کی تو وہ بندہ نہیں رہا
کرنے سے بندگی کے ہے بندہ ہی اس کا نام ۔ طاعت بڑا وسیلہ ہے بندہ کا حشر میں ۔ گر چاہتا ہے حشر سے جنت میں ہو مقام ۔ آقا کے گر حضور میں
حاضر ہو ہر گھڑی ۔ پیارا سجود سے ہو نہ کیونکر ہو وہ غلام ۔ سجدہ ہی میں بسر ہو اگر یا رکوع میں ۔ معبود اس سے راضی ہو اور خوش رہے مدام
اور کلمہ لعل کا جو اس آیت میں آیا ہے وہ وجوب کے لئے ہے یعنی لازم ہے خدائے تعالیٰ پر کہ اپنی پرستش کرنے والوں کو عذاب سے
نجات دیوے اس واسطے کہ وہ کریم مطلق ہے اور کریم مطلق کے لائق نہیں ہے کہ کسی کو بندوں میں سے مشقت میں ڈالے اور اس مشقت
کے عوض میں کچھ فائدہ اس کو نہ دیوے اور اس کو طمع دے کر محروم رکھے اور دکھلاوے اُس نے کیا کیا نعمتیں تم کو دی ہیں چنانچہ فرماتا ہے
کہ الَّذِیْ وہ خدا پروردگار تمہارا کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کیا ہے واسطے تمہارے زمین
کو فرش بچھا ہوا کہ وہ تمہاری طبیعت اور بدن کے بہت مناسب ہے اور موافق ہے نہ بہت گرم ہے کہ تم کو جلا دیوے اور نہ بہت سرد
ہے کہ تمکو جما دیوے اور نہ ایسی خوشبودار ہے کہ تمہارے سر میں درد پیدا کرے اور نہ ایسی بدبودار ہے کہ تم کو ہلاک کرے اور نہ ایسی نرم ہے
مثل پانی کے کہ تمکو غرق کرے بلکہ ایسی مناسب واسطے تمہارے کہ تم اس میں زراعت کرتے ہو اور اپنے مکان بناتے ہو اور اپنے مُردوں کو
دفن کرتے ہو اور سوائے اس کے طرح طرح کے فائدے اُس سے حاصل کرتے ہو اور اُس پر آرام کرتے ہو وَالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو
چھت جیسی بنا بنایا خدا نے تمہارے واسطے آسمان کو چھت اور تمہارے فائدے کے لئے اُس میں آفتاب اور مہتاب اور ستارے پیدا کئے اور
منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جب چاہا آسمان اور زمین کو پیدا کرے پہلے ایک جوہر سبز پیدا کیا اور بعد اسکے نظر ہیبت اسکی طرف دیکھا وہ جوہر آب ریزاں

ہو گیا اور کف اور بخار اس کی موج سے ظاہر ہوا ساتھ طبقہ آسمان کو اس کے بخار سے پیدا کیا اور سات زمینوں کو اس کے کف سے اور کہتے ہیں کہ ہر طبقہ آسمان
اور زمین کا مقدار پانسو برس کی راہ کے ہے اور بعد پیدا کرنے آسمان اور زمین کے فرشتوں کو پیدا کیا اور آسمانوں کے طبقوں کو اُنکے شانوں پر رکھا
اور ایک فرشتہ اور پیدا کیا اور اسکو حکم کیا کہ مشرق سے مغرب تک ہاتھوں کو اپنے پھیلا دے اور زمین کو اسکے ہاتھوں پر رکھا لیکن قدم اُس کا
کسی چیز پر قرار نہیں پکڑتا تھا گاؤ کو پیدا کیا کہ اُسکے چالیس ہزار سینگ اور چالیس ہزار ہاتھ اور پاؤں ہیں اس فرشتہ نے اُس گاؤ کے کوہان
پر اپنا قدم رکھا اور سینگ اُسکے زمین کی جانب سے زیر عرش تک پہنچے ہیں اور دہن اسکا دریا میں ہے ہر روز ایک دم کھینچتا ہے نہ زیادتی اور کمی سمندر
کی جس کو جوار بھاٹا کہتے ہیں اس سبب سے ہے اور گاؤ کے پاؤں بھی کسی چیز پر نہیں ٹھہرتے تھے ایک پتھر کو پیدا کیا برابر سات آسمان کے اور
سات زمین کے اُسپر گاؤ نے اپنے پاؤں رکھے اور بعد اس کے ایک مچھلی کو پیدا کیا اور اس کی پشت پر وہ پتھر رکھا اور مچھلی کو پانی پر رکھا اور پانی
کو ہوا پر اور ہوا قدرت خدائے تعالےٰ سے قائم ہے اور زمین مثل کشتی کے پانی پر حرکت کرتی تھی پہاڑوں کو پیدا کرکے اس کی میخیں بنایا اور ایک
اور نعمت اپنی بیان کرتا ہے وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا خدا نے آسمان سے پانی کو کہ وہ نہایت مبارک اور فائدہ مند ہے اور قسم قسم کے نفعے
اُس سے حاصل کرتے ہیں اور خدائے تعالےٰ اپنی حکمت سے قطرہ قطرہ برساتا ہے اگر ایک بڑا سا پانی کا ٹکڑا اُلٹا دے تو تم کو اور تمہاری چوپایوں کو
اور زراعت اور درختوں کو اُس سے بہت ضرر ہو اور سما معنی بلندی ہے اور اسی واسطے بعضوں کے نزدیک مراد سما سے ابر ہے کہ وہ بھی بلند ہوتا
ہے اور پانی کو دریا سے لیکر اوپر چڑھتا ہے اور ہوا اسکو پراگندہ کرتی ہے اور ہانکتی ہے اور نچوڑتی ہے اور باران رحمت اس سے گرتا ہے
فَاَخْرَجَ بِهٖ پس نکالا خدا نے ساتھ اس پانی کے مِنَ الثَّمَرٰتِ پھلوں سے رِزْقًا لَّكُمْ روزی کو واسطے تمہارے کہ قسم قسم کے
میوے اور غلے پیدا کئے کہ جس کو تم کھاتے ہو پس جس وقت کہ خدائے تعالےٰ ایسی نعمتیں تمہارے واسطے پیدا کرتا ہے فَلَا تَجْعَلُوْا پس نہ مقرر کرو
تم لِلّٰهِ اَنْدَادًا واسطے خدا کے شریکوں کو وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور تم جانتے ہو کہ جن کی پرستش سوائے خدا کے کرتے ہو وہ کسی چیز کے
پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں پس کیونکر وہ سزاوار پرستش کے ہوں گے اور بعد اسکے خدائے تعالےٰ قرآن کے معجزہ ہونے کا ذکر کرتا ہے کہ وہ
دلیل ہے محمد صلعم کی نبوت کی اس واسطے کہ ایمان تمام نہیں ہوتا ہے بدون اقرار توحید اور نبوت محمد صلعم کے چنانچہ فرماتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ
فِيْ رَيْبٍ اگر ہو تم بیچ شک کے مِّمَّا نَزَّلْنَا اس چیز سے کہ نازل کی ہم نے یعنی قرآن کہ جو نازل کیا ہے ہم نے عَلٰي عَبْدِنَا اوپر بندے
اپنے کے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اس میں تم شک کرتے ہو اور تم گمان کرتے ہو کہ جیسے اسکو نازل نہیں کیا ہے بلکہ محمد صلعم نے اپنی طرف
سے اس کو بنا لیا ہے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ پس لاؤ تم ایک سورۃ کو مِّنْ مِّثْلِهٖ مانند اس کے کہ فصاحت اور بلاغت میں وہ مثل قرآن
کے ہو کہ جس کو محمد لایا ہے اور تم جانتے ہو کہ وہ نہ کسی سے پڑھا ہے اور نہ کسی آدمی سے اُس نے لکھنا سیکھا ہے اور نہ کسی عالم کے پاس اس
نے آمد و رفت کی ہے اور سفر اور حضر میں تم نے اسکو خوب دیکھا ہے پس ایسے شخص نے ایک مرتبہ حکمتیں اور علوم اولین اور آخرین سب
بیان کر دئے اور ایسی کتاب فصیح بلیغ لایا کہ اس کے مقابلے سے تمہارے بڑے بڑے نامی فصحا عاجز ہو گئے اے عاقلو آدمی کی قدرت سے ہے
کہ ایسا کلام کہہ سکے اور تم سے نہ کام نہیں ہو سکتا ہے اور کسی آدمی سے کہو کہ وہ کہہ کر لائے وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ اور بلاؤ تم حاضران مجلس
اپنے کو مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے کہ جو بڑے بڑے فصیح شاعر ہیں پس چاہئے کہ مثل قرآن کے وہ بنا کر لاویں اور [illegible]
طلب کرو جن کی کہ تم پرستش کرتے ہو اور سوائے خدا کے وہ اس [illegible] تمہاری مدد کریں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم [illegible] اس
قول میں کہ یہ قرآن کلام محمد کا بنایا ہوا ہے اور خدا نے اسکو نازل نہیں کیا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پس اگر نہ کرو تم مثل قرآن کے یعنی کوئی سورت
تم نہ لا سکو وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور ہرگز نہ کر سکو گے تم مثل اُس کے قیامت تک اور باوجود اس کے جو تم پھر انکار محمد کا کرتے ہو اور اُسکو خدا کا
پیغمبر نہیں جانتے ہو تو فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ پس ڈرو تم اس آگ سے کہ وَقُوْدُهَا النَّاسُ کہ ایندھن اس کا آدمی کافر ہیں

وَالْحِجَارَةُ اور پتھر گندھک کے ہیں اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ آگ دنیا کی دوزخ کی آگ کا ستّرواں حصہ ہے حرارت میں اور ستّر
مرتبہ اسکو دھو کر یہاں لائے ہیں۔ اور فرمایا ہے حضرت نے کہ اگر اس مسجد میں لاکھ آدمی ہوں اور ایک آدمی دوزخ کا یہاں آکر ایسا سانس باہر نکالے
تو سب آدمی مر جائیں اور اس طرح کی آگ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے کہتے ہیں کہ داؤد پیغمبر بہت رونا
کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ اے داؤد اس قدر مت رو فرمایا کہ اے یارو مجھے رونے دو پہلے اس سے کہ فائدہ رونا نہ بخشے اور ہڈیاں دوزخ میں سوختہ
ہو جائیں اور کفار کے ڈرانے کے بعد مومنین کو بہشت کی خوشخبری دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا اور خوشخبری
دے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں یعنی جو لوگ کہ دل سے اعتقاد رکھتے ہیں اور زبان سے اقرار کرتے ہیں
خدا کی توحید اور عدل کا اور نبوت انبیاء کا اور امامت ائمہ معصومین کا اور واقع ہونا قیامت کا اُن کو خوشخبری دے تو اور مومنین کی علامات احادیث
میں وارد ہوئی ہیں جس سے پہچانا چاہیئے کہ یہ مومن ہے اور ان علامات میں سے بعضے علامات یہ ہیں کہ دروغ نہ کہنا اور امانت کا ادا کرنا اور عہد کو
وفا کرنا اور بیگانوں سے ملاقات رکھنی اور ان سے سلوک کرنا اور ضعیفوں پر مہربانی کرنی اور نیکی کا صرف کرنا اور نیک خلق رہنا اور علم دین کی پیروی کرنی
اور بعد کرنے فعل بد کے رنجیدہ اور پشیمان ہونا اور گناہوں سے بخشش چاہنی اور نعمت کے حاصل ہونے پر شکر کرنا اور بلاؤں پر صبر کرنا اور والدین کی
فرمانبرداری کرنی اور ہمسایوں اور یتیموں اور فقیروں کی خبر لینی اور ذکر خدا میں مشغول رہنا اور مال پر تکبر نہ کرنا اور سوائے خدا کے کسی سے خوف نہ کرنا
اور دوسرے کے عیب پر نظر نہ کرنی اور دنیا کی طرف رغبت کم رکھنی اور عاقبت کی طرف زیادہ رغبت رکھنا اور بزرگ کی توقیر کرنی اور خورد پر مہربانی
کرنا اور مومن کی عیادت کو اور اسکے جنازہ پہنچانا اور نیکی کا حکم کرنا اور بدی سے منع کرنا اور واجبات کا ادا کرنا محرمات سے پرہیز کرنا اور سوائے اس
کے اور بھی علامتیں ہیں لیکن واسطے طول ہو جانے کے نہیں لکھیں حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ خوشخبری دے تو ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک مثل نماز اور روزے اور ادائے زکوٰۃ و حج و جہاد وغیرہ کے یہ کہ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
واسطے ان کے بہشتیں ہیں کہ جس میں طرح طرح کی نعمتیں ہیں اور ایسی ہی وہ بہشتیں کہ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ جاری ہیں نیچے درختوں
اُنکے سے نہریں کہتے ہیں کہ زمین بہشت کی چاندی کی ہے اور خاک اُسکی مشک کی ہے اور کنگرے اسکے مروارید اور جواہر کے ہیں اور محل اسکے یاقوت
اور زبرجد اور مروارید کے ہیں اور اسمیں نہریں اوپر زمین کے جاری ہیں زمین کی سطح کے برابر شراب کی اور شہد کی اور شیر کی اور آب خالص کی اور
چاروں نہریں آپسمیں متصل اور ملی ہوئی جاری ہیں اور ایک نہر دوسری میں مخلوط اور گڈمڈ نہیں ہوتی ایک ملحد نے حضرت صادق علیہ السلام سے
پوچھا کہ عقل میں نہیں آتا کہ دو پانی متصل ہو کر جاری ہوں اور ایک پانی دوسرے پانی میں نہ مل جائے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اے
بے وقوف نہیں دیکھا تو انڈے کو کہ دو پانی زرد اور سفید اس میں متصل ہیں اور ایک پانی دوسرے میں ملا ہوا نہیں ملتا ہی اور فرماتا ہی خدا كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا
مِنْ ثَمَرَةٍ جس وقت روزی دئے جائیں وہ بہشتی ان بہشتوں میں سے رِزْقًا میوہ بہشت کا [illegible] یعنی جس وقت بہشتیوں کو بہشت کے میوے
دئے جائیں تو قَالُوا کہیں گے وہ بہشتی ان میوؤں کو دیکھ کر کہ هَذَا الَّذِي یہ وہ چیز ہے یعنی یہ وہ میوے ہیں رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ روزی دئے
گئے ہیں پہلے اس سے دنیا میں اور وہ میوے جو دنیا کے میوؤں کی مشابہت ہوں گے اس واسطے وہ ایسا کہیں گے کہ ہم نے یہ میوے پہلے بھی کھائے
ہیں اور پہلے انکو دنیا کے میوؤں کی مشابہت اس واسطے دی گئی تا کہ انکو کھانے کی رغبت زیادہ ہو کہ اُس سے رغبت رکھتے ہیں لیکن مزے اور لذتیں وہ
دنیا کے میووں سے افضل ہونگے اور اگر بہشتی کھڑے ہوں گے تو ہاتھ انکا درخت کے میوہ پر پہنچے گا اور اگر بیٹھے یا لیٹے ہونگے تو بھی ہاتھ اُن کا میوے پر پہنچیگا
اور درخت میوہ کا شاخ نہ رکھتا ہوگا بلکہ جڑ سے اوپر تک ایک خوشہ میوہ کا ہوگا اور جڑ اسکی مروارید اور زبرجد کی ہوگی اور جس وقت میوہ کو توڑینگے تو اسی
وقت اسکی جگہ دوسرا پھل موجود ہو جائیگا اور حضرت صادقؑ سے ایک شخص نے پوچھا کہ اگر میوہ کو توڑینگے تو دوسرا پھل اسکی جگہ کیونکر موجود ہو جائیگا اسکی مثال
دنیا کی بھی دیکھ سے بیان فرمائیے فرمایا کہ جیسے چراغ کہ اس سے سیکڑوں چراغ روشن کرو لیکن وہ تو چراغ کی مانند اسیطرح اسی جگہ موجود رہیگی اور اگر چراغ کو

چاہیں گے کہ یہ انار ہو تو ہو جائے گا اور اگر انار کو چاہیں گے تو وہ انجیر ہو جائیگا اگر انجیر کو چاہیں گے کہ انگور ہو جائے تو وہ انگور ہو جائیگا اسطرح ہر میوہ
ان کی خواہش کے موافق دوسرا میوہ ہو جائے گا **وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا** اور لائے جاویں گے وہ اسکو کہ آپس میں مشابہ ہوں گے یعنی ان بہشتوں کے
آگے جو میوے لائے جائیں گے وہ رنگ اور صورتوں میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے لیکن مزے میں مختلف ہونگے اور نہ وہ خام ہوں گے نہ زیادہ پختہ
ہوں گے اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہوں گے اور دنیا کے میوے جیسے کہ مستحیل ہوتے ہیں طرف بول و براز اور سودا اور صفرا اور خون اور بلغم کے
میوے ایسے نہوں گے بلکہ ان کو بعد کھانے کے ایک عرق آئے گا کہ وہ مشک اور عطر سے زیادہ خوشبودار ہو گا اور اُتُوْا ماضی مجہول کا صیغہ ہے
باب آتیٰ یاتی سے اور بہ کی با کی حرف سے وہ متعدی ہو گیا ہے اور متشابہا حال واقع ہوا ہے **وَلَهُمْ** اور واسطے ان بہشتیوں کے **فِيْهَا** بیچ
ان بہشتوں کے **اَزْوَاجٌ** زوجہ ہیں حوروں میں سے اور جو کہ دنیا میں ان کی بیبیاں ایماندار تھیں وہ بھی وہاں ہوں گی اور حوروں سے بھی
زیادہ وہ حسن و جمال میں ہونگی اور سب عورتیں بہشت میں **مُطَهَّرَةٌ** پاک کی گئی ہوں گی سب عیبوں سے جو کہ دنیا میں عورتوں کو ہوتی ہیں حیض و
نفاس اور استحاضہ اور منی اور بول و براز اور بدصورتی اور کج خلقی **وَهُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ** اور وہ بہشتی بیچ ان بہشتوں کے ہمیشہ رہنے والے ہیں
کہ کبھی وہاں سے نہ نکلیں گے اور نہ کبھی ان کو موت آئے گی بلکہ ابدالآباد ہمیشہ وہاں رہتے رہیں گے اور بہشت میں ہر طرح کی لذت اور مزہ پاتے رہیں گے
کھانے اور پینے کی چیزوں سے اور کہتے ہیں کہ اگر عورت بہشت کی کہ وہ حور ہے دنیا کی طرف دیکھے تو تمام روئے زمین بوئے مشک سے پُر ہو جائے اور
روشنی چاند اور سورج کی اسکی روشنی کے مقابلہ میں کم اور پست ہو جائے اور اگر حور آب دہن اپنا دریائے شور میں ڈالے تو سب پانی اسکا شیریں ہو جائے اگر حور بہشت میں
ہنسے تو اس کے دانتوں کی روشنی سے تمام بہشت میں روشنی ہو جائے اور اگر لباس اسکا دنیا میں لٹکایا جائے تو اہل دنیا کی آنکھوں کو برداشت اسکے دیکھنے کی نہو۔ اور
اس کے دیکھنے کی خواہش میں لوگ مر جائیں گے اور ایسے ہی حسن و جمال اور لباس اُن مردوں کا ہوئیگا کہ جنکو یہ حوریں ملینگی اور ہر مرد کو خدا تعالیٰ بہشت میں قوت
سو مرد کے جماع اور کھانے پینے کی عطا کرے گا اور یہ نعمتیں بہشتیوں سے کبھی کم نہونگی بلکہ روز بروز جانب خاص مطلق سے ترقی اور افزونی نعمتوں کی
ہوتی رہیگی اور تفصیل سے ذکر بہشت کی نعمتوں اور حوروں کا انشاء اللہ تعالیٰ بعد اس کے اس طرح کی آیتوں کی تفسیر میں آئے گا اور پہلے اس سے
خدائے تعالیٰ نے منافقوں کی مثالیں بیان کی تھیں مانند آتش روشن کرنے والے کے اور باراں کے گرفتار ہونے کے منافقوں نے یہ سنکر کہا کہ خدا تعالیٰ
کی ذات برتر ہے اس سے کہ ایسی مثالیں بیان کرے خدائے تعالیٰ اُن کے قول کی رد میں فرماتا ہے کہ **اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ**
مَثَلًا تحقیق کہ خدا نہیں حیا کرتا ہے اس سے کہ بیان کرے مثل کو اس واسطے کہ حیا خستگی و شکستگی نفس سے ہوتی ہے اور خدائے تعالیٰ اس سے پاک
ہے اور جس وقت یہودیوں نے قرآن میں ذکر مکھی اور مکڑے کا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ کلام خدا کے کلام کے مشابہ نہیں ہے کہ جسمیں ذکر مکھی اور مکڑے کا ہے خدائے
تعالیٰ اُن کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ منافقوں اور کافروں کے واسطے مثل کے بیان کرنیکو ترک نہیں کرتا ہے **مَا بَعُوْضَةً** وہ چیز کہ
مچھر ہو یعنی اگرچہ مچھر کی ہو وہ مثل **فَمَا فَوْقَهَا** پس وہ چیز کہ زیادہ اس سے ہو یعنی وہ مثل اگرچہ مچھر سے بڑا ہو مانند مکھی اور مکڑی کی اس واسطے کہ
ان مثلوں کے بیان کرنے میں بہت فائدے ہیں مومنین کے واسطے اور مثلاً ما بعوضۃ کی ترکیب میں بہت اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ ما اسمیں زائد ہے
اور معنی اسکے تاکید کے ہیں اس صورت میں یہ فقرہ اسطرح کا ہوگا کہ ان اللہ لا یستحی ان یضرب بعوضۃ مثلاً یا مثلاً بعوضۃ مفعول ثانی یضرب کا ہوگا اور
بعضے کہتے ہیں کہ ما نکرہ ہے اور بعوضۃ اس کی تفسیر ہے اور اس حال میں اسکے یہ معنی ہوں گے کہ ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً شیئاً من الاشیاء بعوضۃ
اور بعوضۃ شیئاً سے بدل واقع ہوگا اور فما فوقہا کا عطف بعوضۃ پر ہے اور ما اسم موصولہ ہے اور فوقہا صلہ اسکا ہے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مثل
کے بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا ہے خواہ مچھر ہو خواہ مچھر سے بڑی چیز ہو اس واسطے کہ مثل کے بیان کرنے میں مومنین کے واسطے بہت فائدے ہیں
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس لیکن جو لوگ ایمان لائے ہیں خدا پر اور پیغمبر پر **فَيَعْلَمُوْنَ** پس جانتے ہیں وہ مومنین کہ **اَنَّهُ** تحقیق وہ مثل کہ جو خدا نے
بیان کی ہے **الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ** حق ہے کہ نازل ہوئی ہے پروردگار ان کے کی جانب سے اور اسمیں بہت فائدہ ہیں **وَاَمَّا الَّذِيْنَ**

ثابت ہوتا ہے اور یہ معنی یہاں درست ہو سکتے ہیں یعنی ضائع اور ہلاک اور باطل کرتا ہے دوزخ میں ڈالکر کہ ان کو عذاب کرتا ہے بسبب
کفر اور انکار کرنے مثل کے بہت اور بہت کی راہ دکھاتا ہے ساتھ اس مثل کے جو کوئی ایمان لاتا ہے بہت اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حق تعالیٰ
کا جو فرماتا ہے کہ وَمَا يُضِلُّ بِهِ اور نہیں گمراہ کرتا ہے وہ ساتھ اس مثل کے إِلَّا الْفَاسِقِينَ مگر بدکاروں کو اور باہر ہوا ان کو
ایمان سے کہ حد سے گذر گئے ہیں بسبب انکار کے الَّذِينَ يَنْقُضُونَ اور وہ لوگ کہ توڑتے ہیں عَهْدَ اللَّهِ عہد خدائے تعالیٰ کو
مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ بعد مضبوط کرنے اس کے سے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے یہودیوں سے عہد لیا تھا کہ محمد کی صفات جو کچھ کہ توریت میں
ہیں ان کو پوشیدہ نہ رکھنا لیکن انھوں نے نہ قبول کیا اور عہد کو توڑ ڈالا اور صفات کو پیغمبر آخر الزمان کے بدل ڈالا وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ
بِهِ أَنْ يُوصَلَ اور قطع کرتے ہیں وہ اس چیز کو کہ حکم کیا ہے خدا نے ساتھ اسکے یہ کہ ملائی جاوے اور وصل کی جائے جیسے کہ تفرقہ درمیان
پیغمبروں کے اور کتابوں کے کہ بعضے پیغمبر و سوا بعضی کتابوں پر ایمان لاتا اور بعض کو رد کرنا اور اپنے قریبوں اور رشتہ داروں سے قطع کرکے جدائی
اختیار کرنی اور انکی ملاقات کو ترک کرنا وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ اور فساد کرتے ہیں وہ بیچ زمین کے کہ لوگوں کو ایمان سے منع
کرتے ہیں اور اسلام کی حقیقت بیان کرتے ہیں تا کہ لوگ اس سے نفرت کریں اور مومنین کو ضرر پہنچاتے ہیں اور دین حق پر ہنسا کرتے ہیں أُولَٰئِكَ
هُمُ الْخَاسِرُونَ یہ لوگ وہی نقصان پانے والے ہیں کہ بہشت کی نعمتوں کو ترک کرکے عذاب دوزخ کو اختیار کیا اور بعض تفاسیر سے
روایت ہے کہ وہ فاسق اور نقصان پانے والے ہیں خوارج کہ پہلے تو وہ ایمان لائے اور فضائل امیر المومنین علیہ السلام کے رسول خدا سے
سنے بعد اسکے حضرت علی علیہ السلام سے لڑے اور ان سے جنگ کرکے ایمان سے خارج ہو گئے اور فرماتا ہے خدا کہ اے جماعت یہود اور اے
منکران نبوت سید المرسلین كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ کیونکر کفر کرتے ہو تم ساتھ خدا معبود حقیقی کے اور کس وجہ سے تم ایمان نہیں لاتے ہو وَ
كُنْتُمْ أَمْوَاتًا اور حال یہ ہے کہ تھے تم مردے اپنے باپوں کے پشتوں میں اور اپنی ماؤں کے پیٹوں میں پیدا ہونے سے پہلے فَأَحْيَاكُمْ پس زندہ
کیا تم کو کہ روح اندر بدن تمہارے عطا کیا اور پہلے اس سے تم بالکل معدوم اور نابود تھے ثُمَّ يُمِيتُكُمْ اور پھر مار ڈالے گا تمکو بعد گذرنے ایام زندگانی
کے ثُمَّ يُحْيِيكُمْ پھر زندہ کرے گا تم کو قبر میں واسطے سوال منکر و نکیر کے اور نعمتیں عطا کرے گا مومنوں کو اور عذاب کرے گا کافروں کو اور بعد
سوال و جواب کے پھر قبر میں تمکو مار ڈالیگا ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ پھر طرف اس خدا کے پھرو گے تم کہ تم کو زندہ کرکے قبروں سے باہر نکالیگا
واسطے حساب اور جزائے اعمال کے اور مومنوں کو بہشت میں داخل کرے گا اور کافروں کو دوزخ میں اور جس وقت کہ تم یہ یقین جانتے ہو اے یہود
کہ پہلے اس سے تم بالکل نابود تھے اور خدائے تعالیٰ نے پیدا کیا تم کو اور پھر مار ڈالا اپنی قدرت سے اور باوجود اس کے کہ ایسی علامتیں اپنی قدرت کی دیکھتے
ہو اور پھر ایمان نہیں لاتے ہو تم بہت تعجب ہی تمہاری عقلوں سے اور منقول ہے کہ مردہ واسطے جواب دینے منکر و نکیر کے پھر قبر میں زندہ ہوتا ہے
اور جسم تک اس میں روح داخل ہوتی ہے اور جس وقت آدمی قبر سے اٹھکے پھرتے ہیں تو مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے اور جو کوئی قبر پر
جاتا ہے مردہ اس سے بہت انس پکڑتا ہے اور جب الٹا پھرتا ہے تو اسکو وحشت ہوتی ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ
پیدا کیا ہے اُسنے واسطے تمہارے اپنی حکمت بالغہ سے یعنی تمہارے فائدے کے واسطے مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا اس چیز کو کہ بیچ زمین کے
ہے درختوں کو اور پہاڑوں کو اور نہروں کو اور کانوں اور حیوانوں کو اور سوائے اس کے جو کچھ کہ زمین میں ہے سب کو تمہارے واسطے خدا نے پیدا
کیا ہے اور جتنا کہ [illegible] ہے معقول ہوا خلق کا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ
پھر قصد کیا خدا نے طرف آسمان کے [illegible] فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ پس درست کیا ان کو سات آسمان [illegible] اور جناب
امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ [illegible] خدائے تعالیٰ نے اس واسطے پیدا کی ہیں کہ تم نصیحت پکڑو اور جانو کہ پیدا کرنیوالا ان کا [illegible] درست
[illegible] وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور وہ خدا ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور جانتا ہے ہر چیز کا ظاہر ہو یا پوشیدہ ہو اور

منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین پر ایک نائب پیدا کروں گا کہ وہ حق کو رواج دیوے اور باطل کو دور کرے اور جن فرشتوں سے کہا تھا وہ فرشتے ہمراہ ابلیس کے زمین پر رہتے تھے اس قصہ کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ اور یاد کر تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے کہ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں بیچ زمین کے نائب کو کہ وہ حق کو جاری کرے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے اس سے ملائکہ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ پیدا کروں گا یعنی آدم کو پیدا کروں گا کہ اولاد اسکی فساد اور باعث خونریزی پیدا کرے گی جب ملائکہ نے یہ سنا تو تعجب کر کے بے اعتراض کی راہ سے قَالُوا کہا ان فرشتوں نے خدا تعالیٰ سے کہ أَتَجْعَلُ فِيهَا کیا پیدا کرے گا تو بیچ اس زمین کے مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا اس شخص کو کہ فساد کرے وہ بیچ اس زمین کے وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ اور گرائے وہ خونوں کو ناحق کہ جو نہایت سخت گناہ ہے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ اور ہم تسبیح کرتے ہیں ساتھ حمد تیری کے وَنُقَدِّسُ لَكَ اور پاکی بیان کرتے ہیں ہم واسطے تیرے کہ تیری حمد و ثنا میں ہم ہمیشہ مشغول رہتے ہیں پس ہم سے ہی کسی کو خلیفہ کرنا چاہیے نہ ایسے شخصوں کو کہ جو فساد اور خونریزی کریں جس وقت کہ خدائے تعالیٰ نے فرشتوں سے یہ کلام سنا تو قَالَ کہا خدا نے کہ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ تحقیق میں جانتا ہوں اس چیز کو کہ نہیں جانتے ہو تم اور جو مصلحت کہ ان کے پیدا کرنے میں ہے تم اس سے واقف نہیں ہو اور اس مصلحت کو میں ہی خوب جانتا ہوں اور وہ مصلحت آدم کے پیدا کرنے میں ظاہر کرنا مکر ابلیس کا تھا کہ خدا کے فرمانے سے آدم کو اس نے سجدہ نہ کیا اور پیدا کرنا انبیاء اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کا صلب آدم سے منظور تھا کہ یہ سب برگزیدگان الٰہی ہیں علی الخصوص جناب سید المرسلین اور انکی اولاد طیبین اور حضرت صادق علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ ملائکہ نے خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ خلیفہ زمین کا ہم سے ہووے کہ ہم تجھ کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور کسی امر میں تیری نافرمانی نہیں کرتے ہیں اور ہمارا غیر تیری نافرمانی کرے گا پس جس وقت فرشتوں نے اسکے جواب میں سنا کہ انی اعلم ما لا تعلمون تو اس وقت جانا کہ ہم اس کا رتبہ نہیں رکھتے ہیں اور عرش خدا پر پناہ لیجا کر استغفار کیا اور اس سوال اور گفتگو کرنے سے بخشش چاہی اور جس وقت آدم بہشت سے زمین پر آئے تو حکم ہوا کہ اے آدم ایک گھر بنا تا کہ گنہگار تیری اولاد کے وہاں پناہ لیجا کر استغفار کریں جیسے کہ ملائکہ مقربین عرش پر پناہ لیجا کر استغفار کرتے ہیں اور جس وقت وہ گھر بنایا تو گنہگار سرو پا برہنہ اور غبار آلودہ ادھر کو روانہ ہوئے اور وہاں بیقراری اور نالہ میں مشغول ہوئے اور اسی سبب سے انکے گناہ بخشے جاتے تھے خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو خطاب کیا کہ یہی حکمت اسکے پیدا کرنے میں تھی کہ جس کو تم نہیں جانتے تھے اور میں جانتا تھا اور خدا نے بعد فرمانے انی اعلم ما لا تعلمون کے زمین کی کئی جگہ سے خاک اٹھوائی اور ابر کو حکم کیا کہ وہ چالیس روز اس پر برسا اور جس وقت وہ خاک خمیدہ ہوگئی تو اسکا پتلا بنا کر روح آدم کی اسمیں پھونکی اور رنگ انکا گندم گوں تھا اسواسطے نام انکا آدم ہوا اور خلیفہ روئے زمین کا اسکو کیا اور منقول ہے کہ خدا کو ظاہر کرنا حضرت آدم کی فضیلت کا فرشتوں پر منظور ہوا تو انکو الہام کر کے سب چیزوں کے نام تعلیم کیے اس قصہ کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا اور سکھلائے خدا نے آدم کو نام کل وہ نام اور سب چیزوں کے اور سب چیزوں کی کیا اسمانوں کی چیزوں کی اور کیا زمین کے نام اور بعد تعلیم کرنے ناموں کے آدم کو حکم کیا کہ ان ناموں کو فرشتوں کے آگے پیش کرو اور ان سے پوچھو کہ یہ کس کس چیز کے نام ہیں جب آدم نے ایسا ہی کیا چنانچہ خدا فرماتا ہے ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ پھر پیش کیا آدم نے ان ناموں کو اوپر فرشتوں کے فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ پس کہا کہ خبر کرو تم مجھ کو ساتھ ان ناموں اُن کے کے اور بتلاؤ کہ وہ کیا کیا چیزیں ہیں جنکے یہ نام ہیں إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر ہو تم

[illegible] اسکو [illegible] تمام خلافت کے سزاوار ہو [illegible] کے لیے [illegible] آدم کو اہل [illegible] اور [illegible]

[illegible] سے بڑھا ہے اور باقیوں سے دو مرے اور ان [illegible] کی [illegible] سے [illegible] جس وقت خدا [illegible]

فضیلت حضرت آدم کی فرشتوں پر ظاہر کرے تو اس [illegible] حکم کیا کہ [illegible]

فرشتوں کو اسکے گرد حاضر کیا اور آدم کو حکم ہوا [illegible] اور [illegible] فرشتوں کو [illegible] کہا [illegible]

باوجود دیکھنے ان چیزوں کے انکے ناموں سے خبر نہیں رکھتے ہو تو جو اس کو انکے کیا جانوگے پھر کہتے ہو کہ ہم سزاوار خلافت کے ہیں اس وقت فرشتوں نے اپنا عجز
و قصور بیان کیا اور بہت عاجزی کرکے قَالُوْا کہا ان فرشتوں نے اور درگاہ پروردگار میں عرض کی کہ سُبْحٰنَكَ پاک ہے تو ہر عیب اور نقصان سے اور ہر چیز
کو جانتا ہے اور سوائے تیرے کوئی عالم حقیقی نہیں ہے کہ ہم کیا بتلا سکیں کہ ہم کچھ نہیں جانتے ہیں اپنی ذات سے لَا عِلْمَ لَنَا نہیں ہے کوئی علم واسطے ہمارے
اور ہم کچھ نہیں جانتے ہیں اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا مگر جو کچھ کہ سکھلایا ہے تونے ہمکو اور حقیقت میں جاننے والا سب اشیاء کا اس وجہ سے کہ کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو
وہ تو ہی ہے اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ تحقیق کہ تو ہی جاننے والا کامل ہے کہ کوئی چیز تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے الْحَكِيْمُ حکمت والا کہ موافق حکمت
اور مصلحت کے کرتا ہے اور سبحانک مقولہ قول کا ہے اور مفعول مطلق تسبیح محذوف کا ہے اور انت کلمہ فصل کا ہے اور حکمت اس علم کو کہتے ہیں کہ جو
اپنے صاحب کو جہالت سے باز رکھے اور جس وقت فرشتوں نے اپنا عجز اور قصور بیان کیا تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم ان فرشتوں کو اخبار
کے ناموں سے خبر کردے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَالَ کہا خدا نے آدم سے يٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ اے آدم خبر کر تو ان
فرشتوں کو ساتھ ناموں ان چیزوں کے فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ پس جس وقت خبر کی ان فرشتوں کو ساتھ ناموں ان چیزوں کے تو
قَالَ کہا خدا نے فرشتوں سے بروجہ تنبیہ کہ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ کیا نہیں کہا تھا میں نے واسطے تمہارے یعنی کیا نہیں کہا تھا میں نے تم سے کہ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تحقیق میں جانتا ہوں پوشیدگی آسمانوں اور زمین کو وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ اور جانتا ہوں میں اس
چیز کو کہ ظاہر کرتے ہو وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور اس چیز کو کہ ہو تم پوشیدہ کرتے اس وقت فرشتوں نے اپنی عاجزی کا اقرار کیا اور آدم
علیہ السلام کی فضیلت اور بزرگی کے معتقد ہوئے پس جس وقت کہ آدم کی فضیلت کے مقر ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم کیا وہ حضرت
آدم کا منبر اٹھا کر لے گئے اور سو برس کے عرصہ میں سات آسمانوں کے عجائب کی سیر ان کو کرائی اور واسطے تعظیم آدم کے فرشتوں کو حکم کیا کہ تم آدم
کو سجدہ کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ اور یاد کر تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہا ہم نے واسطے
فرشتوں کے کہ سجدہ کرو تم واسطے آدم کے سجدہ تعظیم نہ سجدہ عبادت کہ وہ خاص واسطے خدا کے ہے فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ پس سجدہ کیا
ان فرشتوں نے مگر ابلیس نے کہ اس نے سجدہ نہ کیا یعنی سب فرشتوں نے سجدہ کیا جن جن فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا تھا مگر ابلیس نے
کہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا اور قوم جن میں سے تھا اس نے آدم کو سجدہ نہ کیا اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ انکار کیا اور تکبر کیا اس ابلیس نے سجدہ کرنے سے
وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور تھا وہ کافروں میں سے کہ خدائے تعالیٰ اپنے علم ازلی میں سے اس کے کفر کو جانتا تھا اور اسکے کفر کے ظاہر کرنیکو
سجدہ آدم کا اسکو حکم کیا اس نے خدا کا کہنا نہ مانا اور آدم کو سجدہ نہ کیا اور جو کوئی خدا کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور رسول نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سجدہ کی
آیت کو تلاوت کرکے سجدہ کرے تو ابلیس بھاگ جاتا ہے اور گریہ و زاری کرکے کہتا ہے کہ وائے مجھ پر کہ فرزند آدم تو سجدہ کرکے مستحق بہشت کا ہوا اور
میں سجدہ نہ کرنے سے مستحق دوزخ کا ہوا اور کہتے ہیں کہ حضرت نوح کشتی میں سوار ہوئے تو ابلیس بھی کشتی کے پیچھے بیٹھا نوح نے فرمایا کہ اے ابلیس تکبر
کرکے اپنی جان کو اور لوگوں کو ہلاک کیا کہا کہ اب کیا کروں نوح نے کہا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تو آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو توبہ تیری قبول کرونگا
کہا کہ میں نے زندہ کو تو سجدہ کیا ہی نہیں مردہ کو کیونکر کروں گا القصہ ابلیس نے آدم کو سجدہ نہ کیا تو فرشتوں نے اسپر لعنت کی اور فرشتوں کے زمرے میں
سے خدا نے اسکو نکال دیا اور آدم کو حکم ہوا کہ تو بہشت میں جا کر سکونت اختیار کر اور بہشت کی لذتوں سے فائدہ حاصل کر لیکن گندم کو نہ کھانا چنانچہ فرماتا
ہے خدا کہ وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور کہا ہم نے کہ اے آدم رہ تو اور زوجہ تیری بہشت میں آرام و راحت سے
وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا اور کھاؤ تم دونو اس بہشت میں سے بفراغت جس جگہ چاہو تم دونوں ہو کر اسکے سیر ہو کر اور رغدا
صفت ہے مصدر محذوف کی کہ وہ مفعول مطلق ہے کلا مذکور کا اور لفظ برا سکی اکلا رغدا ہے یعنی کھانا بفراغت اور معنی رغد کے وسعت عیش کے ہیں
اور حیث اسم قبل اور بعد کے مبنی علی الضم ہے کہ مضاف ہوتا ہے طرف جملہ کی پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کھاؤ تم دو بہشت میں سیر ہو کر جس جگہ سے چاہو وَلَا

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور نہ نزدیک ہو تم دونوں اس درخت کے کہ وہ درخت گندم کا ہے فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پس ہو جاؤ گے
تم ظلم کرنے والوں میں سے اپنے نفسوں پر اور مراد نزدیک ہونے سے کھانا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا نے کھانے کو درخت کے منع نہیں کیا ہے بلکہ اس
کے نزدیک جانے کو منع کیا ہے اور خدائے تعالیٰ نے جو حضرت آدمؑ اور حوّا کو گندم کے درخت کے نزدیک جانے یا گندم کھانے سے منع کیا ہے
یہ نہی کراہتی ہے نہی تحریمی نہیں ہے یعنی اگر یہ کھاؤ گے تو بہتر اور افضل ہے اور نہ کھانے میں فائدہ ہے واسطے تمہارے اور اگر تم کھاؤ گے تو کچھ گناہ بھی نہیں ہے اور
یہ اس واسطے کہا جاتا ہے کہ انبیاء معصوم ہیں اول عمر سے آخر تک اور گناہان کبیرہ اُن کے مرتبہ کے خلاف ہیں اور حضرت آدمؑ پیغمبر خدا کے تھے اور
انبیاء کے اول عمر سے آخر تک معصوم ہونے کی بحث علم کلام کی کتابوں میں ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جس وقت آدم بہشت میں گئے
تو بسبب تنہائی کے اُن کو وحشت ہوتی تھی اور گھبراتے تھے حق تعالیٰ نے اُن پر خواب کو غالب کیا اور بعد اُنکے پہلوئے چپ سے ایک اُستخوان کو جدا کیا اور اس
سے حوا کو پیدا کیا با حسن و جمال یہ موافق مشہور کے ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حوا کو آدم کے استخوان سے پیدا نہیں کیا بلکہ جو کچھ
مٹی کہ حضرت آدمؑ کا جسم بنکر باقی رہگئی تھی اُس سے پیدا کیا ہے اور اسکا ذکر انشاء اللہ سورۂ نساء کے اول میں آجائیگا پس جسوقت خدائے تعالیٰ نے حوّا کو
با حسن و جمال پیدا کیا اور بہشت کی پوشاک اُسکو پہنائی اور طرح طرح کی زینت سے اُسکو آراستہ کیا تو آدم نے بیدار ہو کر اُسکو دیکھا تو اُس سے انس پکڑا
اور محبت اُنکی اپنے دلمیں پیدا کی اور منقول ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے آدم کو جنت میں جگہ دی اور نعمتوں سے بہشت کی اُنکو سرفراز فرمایا اور
حوریں اور غلمان اُنکی خدمت کے واسطے مقرر کئے تو ابلیس کو اس کا حسد اور رشک ہوا اور چاہا کہ آدم کو اس منصب سے گرا دے اور دور کرے اس
واسطے ابلیس نے سانپ سے جا کر کہا کہ مجھ کو تو آدم تک پہنچا دے اور سانپ کے منہ میں جا بیٹھا سانپ اُسکو مور کے وسیلہ سے بہشت میں لیگیا اور ابلیس آدم
اور حوا کے پاس جا کھڑا ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ منہ سے باہر نہیں نکلا بلکہ وہیں سے اپنے تئیں ظاہر کیا اور رونے لگا آدمؑ نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے کہا
کہ تمہارے مرنے پر اور تمہاری نعمتوں کے جاتے رہنے پر روتا ہوں آدم نے پوچھا کہ علاج اس کا کیا ہے کہا کہ کھانا گندم کا کہ موجب ہے بہشت میں ہمیشہ
رہنے کا اُنھوں نے کہا کہ ہمکو اسکے کھانے سے منع کیا ہے ابلیس نے قسم کھائی کہ یہ وہ درخت نہیں ہے جس کے کھانے سے تمکو منع کیا ہے اور آدم اور حوّا کو
یہ گمان تھا کہ خدا کی قسم جھوٹی کوئی نہیں کھاتا ہے اس واسطے ابلیس کے فریب میں آ کر گیہوں کو اُنھوں نے کھا لیا اور جسوقت گیہوں کو کھایا تو لباس اُن کے
بدن سے گر پڑے اور حوریں اور غلمان اُن کے پاس سے بھاگ گئے یہ دونوں برہنہ رہ گئے اور انجیر کے پتوں سے اپنے آگے پیچھے کو چھپانے لگے چنانچہ
اس قصہ کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا پس ڈگا دیا ان دونوں کو شیطان نے اس بہشت سے اور [illegible] پڑھا
ہے فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ پس نکال دیا اُن دونوں کو اس چیز سے کہ تھے وہ دونوں بیچ اسکے یعنی بہشت سے اور انہی نعمتوں سے آدم اور حوّا کو
شیطان نے فریب دیکر نکالدیا اور شیطان جو باعث تھا اُنکے نکالنے کا اس واسطے نکالنے کو خدا نے شیطان کی طرف منسوب کیا ہے کہ اسکے کہنے سے اُنھوں
نے وہ کام کیا کہ جسکے سبب سے بہشت سے نکالے گئے اور حقیقت میں نکالے گئے وہ حکم خدا سے اور نکلنا آدم کا بہشت سے ضرور تھا کہ اُنکو خدائے تعالیٰ نے خلیفہ زمین کا کیا
تھا اگر گیہوں نہ کھاتے تو بھی نکلتے لیکن اُس وقت نکلنا آسان تھا اور اس وقت شاق معلوم ہوا اور یہ نکلنا اُن کا واسطے مصلحت کے تھا نہ عقوبت کی راہ سے
اور جس وقت آدمؑ کو حکم ہوا کہ تو بہشت سے باہر نکل جا اس وقت آدم نے حوا کا ہاتھ پکڑا اور چاہا کہ بہشت سے نکلیں نکایک آدم کی زبان سے بسم اللہ الرحمن
الرحیم جاری ہوا یہ سنکر جبرئیل نے کہا کہ اے آدم یہ کلمہ تیری زبان پر جاری ہوا ہے ٹھہر جا شاید کہ خدائے تعالیٰ اسکی برکت سے تجھ پر رحم کرے خطاب آیا کہ اے
جبرئیل آدم کو باہر جانے دے اور اگر آج میں اس پر رحم کروں تو ہر ایک شخص پر رحم کروں گا اور میں چاہتا ہوں کہ کل کو جو آدم بہشت کو روانہ ہو اللہ لاکھوں
[illegible] اُسکے ہمراہ ہوں اور [illegible] تم کروں [illegible] رحمت کی خاص [illegible] اس واسطے ابھی اُنکو بہشت سے نکالا ہے وَقُلْنَا
اهْبِطُوْا اور کہا ہم نے اُتر جاؤ تم بہشت سے آدم اور حوا اور ابلیس بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعض تمہارا واسطے بعض کے دشمن ہے [illegible] پس سب
نکل گئے اور تبھی ان کی دشمنی ہو گئی لیکن عداوت آدم کی اور اُنکی اولاد کی ابلیس سے [illegible] ہے اور عداوت ابلیس کی [illegible]

اور ان کی اولاد سے ان کے ایمان کے سبب سے ہے اسی عداوت کو خدائے تعالے نے بیان کیا ہے اور فرماتا ہے وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ اور
تمہارے واسطے بیچ زمین کے مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ جگہ ٹھہرنے اور فائدہ اٹھانے کی ہے ایک وقت تک یعنی جب تک تمہاری اجل آئے
پس وہ زمین پر جا پہنچے اور منقول ہے کہ جس وقت حضرت آدم اور حوا زمین پر آئے تو حکم ہوا کہ تم دونوں آپس میں جدا ہو جاؤ آدم تو کوہ سراندیپ پر
پہنچے اور حوا جدہ میں اور حضرت آدم دو برس تک کوہ سراندیپ پر رویا کئے یہاں تک کہ روتے روتے ان کے رخسار دو نہریں ہو گئی تھیں
کہ ہمیشہ وہ جاری رہتی تھیں اور روایات حضرات اہل بیت علیہم السلام میں مذکور ہوا ہے اور اہل سنت کی کتابوں میں بھی آتا ہے کہ جس
وقت خدائے تعالے حضرت آدم علیہ السلام کو بعد پیدا کرنے کے آسمان پر لے گیا تو آدم نے کئی صورتیں نور کی اپنی صورت کے موافق ساق عرش
پر لکھی ہوئی دیکھیں اور نام ہر ایک کا بالائے سر لکھا ہوا دیکھا عرض کی کہ خداوندا کوئی خلقت میری صورت پر مجھ سے پہلے بھی تو نے پیدا کی ہے خطاب
آیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ یہ کون ہیں کہ ساق عرش پر جن کی صورتیں ہیں فرمایا کہ سب فرزند تیرے ہیں اور اگر مجھ کو غرض ان کے پیدا کرنے کی نہ ہوتی تو
تجھ کو میں پیدا نہ کرتا آدم نے پوچھا کہ اے پروردگار میرے کیا یہ میرے بندے بہت بزرگ ہیں فرمایا کہ ہاں اُن کے ناموں کو یاد کر لے کہ وقت
مشکل اور درماندگی کے تیری فریاد کو پہنچیں آدم علیہ السلام نے وہ نام یاد کر لئے چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے کہ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ
كَلِمَاتٍ پس سیکھے آدم نے پروردگار اپنے سے اور مراد ان کلمات سے نام آل عبا کے ہیں کہ وہ محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام
ہیں اور جبکہ توبہ کا وقت آیا تو جبرئیل نے آدم سے کہا کہ اے آدم جو نام تو نے ساق عرش پر لکھے دیکھے تھے کیا ان کو تو نے فراموش کیا جس وقت
آدم نے یہ سنا تو دونوں ہاتھ اپنے اٹھا کر دعا کی اور کہا کہ خداوندا بحق محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کے توبہ میری قبول کر پس خدائے
تعالے نے بسبب برکت ان ناموں پاک کے توبہ آدم کی قبول کی چنانچہ فرماتا ہے فَتَابَ عَلَيْهِ پس توبہ قبول کی خدا نے اوپر اس آدم
کی جس وقت آدم نے ان ناموں کے واسطے سے توبہ کی اور توبہ کا صلہ علیٰ آتا ہے تو وہ توبہ کے قبول کرنے کے معنی میں ہوتا ہے اور اگر صلہ اس کا
الیٰ آتا ہے تو توبہ کرنے کے معنی میں ہوتا ہے إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ تحقیق کہ وہی توبہ قبول کرنے والا ہے مہربان توبہ کرنے والوں پر
کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخشتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان کلموں سے کہ جن کلموں کے پڑھنے سے توبہ آدم علیہ السلام کی قبول ہوئی ربنا
ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان سے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہے القصہ آدم اور حوا نے زمین میں سکونت اختیار کی اور اولاد ان سے پیدا
ہوئی اور خدائے تعالے نے آدم کو خلیفہ زمین کا کیا اور صحیفے ان پر نازل کئے اور اب خدائے تعالے خطاب کرتا ہے طرف آدم کی اور ان کی اولاد
کے جو کہ آدم کی صلب میں تھی چنانچہ فرماتا ہے قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا اور کہا ہم نے اترو تم اس بہشت سے اور زمین پر سکونت کو اختیار
کرو اور جمیعاً تاکید واقع ہوا ہے پس اے آدمیو جس وقت تم زمین پر سکونت کرو فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم پس اگر آئے تمہارے پاس مِّنِّي
هُدًى میری جانب سے راہ نمائی اور اِمّا اصل میں اِن شرطیہ ہے اور ما اس پر زیادہ کیا گیا ہے واسطے صحیح ہونے معنی تاکید کے یعنی پس
اگر تمہارے پاس میری جانب سے ہدایت کہ وہ انبیاء اور کتابیں ہیں کہ تمہاری ہدایت کے واسطے نازل کروں گا فَمَن تَبِعَ هُدَايَ پس
جو کوئی کہ پیروی کرے گا راہنمائی میری یعنی پیروی انبیاء کی اور کتابوں کی اور عمل اس کا موافق ان کے حکم کے ہوگا فَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ پس نہیں خوف ہوگا اوپر ان کے کسی طرح کا وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے [illegible] حصول
[illegible] کی واسطے [illegible] کے آتا ہے اور لفظ اس کا مفرد ہے اس واسطے [illegible] کی [illegible]
[illegible] کے واسطے بھی آتا ہے وَالَّذِينَ كَفَرُوا [illegible]
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا [illegible] أُولَٰئِكَ

حدیث میں آیا ہے کہ اگر ایک آدمی جماعت میں ہمراہ امام کے ہو تو پچیس نمازوں کا اس کو ثواب ہوتا ہے اور اگر دو آدمی جماعت میں ہوں تو پچیس کو
پچیس میں ضرب دینے میں چھ سو پچیس حاصل ہوئے اس قدر نمازوں کا ثواب ہوتا ہے اگر بہت بڑھے اور تین آدمی جماعت میں ہوں تو چھ سو پچیس کو چھ سو
پچیس میں ضرب دینے میں تین لاکھ نوے ہزار چھ سو پچیس ہوئے اس قدر نمازوں کا ثواب ہوتا ہے اگر زیادہ بڑھیں اسی طرح جس قدر آدمی جماعت میں زیادہ
ہوں گے اسی قدر ثواب زیادہ ہوگا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ پانا امام کی تکبیر کا اور اس وقت ہمراہ اس کے نماز میں شریک ہونا بہتر ہے شرح
اور ہزار عمرہ سے اور ایک رکعت امام کے ہمراہ بہتر ہے لاکھ دینار طلا سے راہ خدا میں دینے سے اور ایک سجدہ امام کے ہمراہ بہتر ہے ایک برس
کی عبادت سے اور جماعت میں نماز پڑھنے والے کو نہ عذاب قبر اور نہ ہول قیامت ہے اور فرماتا ہے جناب رسول خدا صلعم نے کہ پہلی تکبیر امام کے ساتھ
بہتر ہے تمام دنیا سے اسی طرح بہت سی حدیثیں نماز جماعت کے ثواب میں ہیں اور ایک مرتبہ جبرئیل ہزاروں فرشتوں کو ہمراہ لیکر آئے اور کہا کہ یا رسول خدا
خدا تعالٰے نے بعد سلام کے تم کو فرمایا ہے کہ اپنی امت کو کہدے کہ جو کوئی جماعت مفارقت کرکے مرجائیگا تو وہ بوئے بہشت کی نہ سونگھے گا اگرچہ تمام اہل دنیا
سے اُسکے اعمال زیادہ ہوں اور ترک کرنے والا جماعت کا نزدیک خدا کے ملعون ہے اور ملائکہ کے نزدیک ملعون ہے اور بعض کی ہیں میں نے اسکو تفسیر میں
اور تکمیل میں اور دوسری کتابوں میں اور فرماتا ہے خدا کہ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ کیا حکم کرتے ہو تم اے یہودیو آدمیوں کو ساتھ نیکی کے اور کہتے ہو
لوگوں کو کہ تم مسلمان ہو جاؤ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ اور بھول جاتے ہو تم نفسوں اپنے کو کہ خود ایمان نہیں لاتے ہو وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ
الْكِتَابَ اور حال یہ ہے کہ تم پڑھتے ہو کتاب کو أَفَلَا تَعْقِلُونَ کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم باوجود اس کے کہ تم توریت کو پڑھتے ہو اور اس میں
صفات محمدؐ کے لکھے ہوئے دیکھتے ہو اور پھر ایمان نہیں لاتے ہو کیسی عقل اور سمجھ ہے تمہاری منقول ہے کہ بعضے علماء یہود جو کہ مدینہ میں رہتے تھے اپنے یاروں کو اسلام
کی رغبت دلاتے تھے اور خود قبول نہیں کرتے تھے ان لوگوں کی خدائے تعالٰے مذمت کرتا ہے اور بڑا سخت گناہ ہے کہ باوجود نصیحت کرنے کے لوگوں کو خود نیکی نہ
کرے اور انس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ میں شب معراج آسمان پر گیا تو ایک جماعت کو دیکھا کہ اُن کے ہونٹوں کو مقراض سے کترتے ہیں جبرئیل سے
میں نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں کہا کہ واعظ ہیں کہ دنیا میں اور لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے تھے اور خود نیکی نہیں کرتے تھے اور فرماتا ہے خدا
وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ اور مدد چاہو تم ساتھ صبر کرنے کے مشقت اطاعت پر اور حرام کے ترک کرنے پر وَالصَّلَاةِ اور ساتھ نماز کے یعنی مدد چاہو
تم ساتھ صبر اور نماز کے اپنے سب مقاصد دنیا اور آخرت میں اور احادیث ائمہ معصومین علیہم السلام میں مراد صبر سے روزہ ہے یعنی مدد چاہو تم اپنی دنیا اور
آخرت کے واسطے روزہ رکھ کر اور نماز پڑھ کر تاکہ خدائے تعالٰے روزہ اور نماز کی برکت سے تمہاری مرادیں برلائے وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ اور تحقیق کہ وہ نماز
البتہ بڑی اور بھاری ہے لوگوں پر إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے جو کہ خدائے تعالٰے سے ڈرتے ہیں الَّذِينَ
يَظُنُّونَ وہ لوگ کہ گمان کرتے ہیں أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ یہ کہ تحقیق وہ ملاقات کرنے والے ہیں پروردگار اپنے کو موافق اپنے
اعمال کے وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور تحقیق وہ طرف حکم اس کے رجوع کرنے والے ہیں کہ اپنے اعمال نیک کے عوض میں موافق وعدہ ع
پروردگار کے ثواب اپنا لوینگے اور خدائے تعالٰے نے جو کچھ بنی اسرائیل کو نعمتیں دی تھیں واسطے تاکید کے پھر ان کو یاد دلاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ اے اولاد یعقوب کی یاد کرو تم نعمت میری کو جو کہ انعام کی ہے میں نے اوپر تمہارے
کہ تمہارے باپ دادا کو ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ اور تحقیق میں نے بزرگی دی ہے تمکو اوپر عالم کے
لوگوں کے مراد عالم سے ان کے باپ دادا کے زمانہ کا عالم ہے اور فضیلت ان کی اس عالم کے لوگوں پر بسبب ان کے ایمان اور عمل صالح اور قبول
کرنے دین محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کے تھی اور بسبب اس کے کہ ان میں انبیا اور بادشاہ عادل ہوئے لیکن ان کی اولاد نے یہ قدر ان کی نہ کی بلکہ کفر
اور گناہ میں مشغول ہوئے پس فرماتا ہے خدا بنی اسرائیل کو وَاتَّقُوا يَوْمًا اور ڈرو تم اس دن سے کہ لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ
نَفْسٍ شَيْئًا کام آوے اور نہ ادا کرسکے کوئی شخص کسی شخص سے کسی چیز کو وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور نہ

اور گماشتوں نے فرعون کے سارے گھر میں بچہ کو تلاش کیا کہیں نہ پایا اور تنور کو دیکھا کہ اس میں سے شعلے آگ کے نکلتے ہیں مایوس ہو کر چلے گئے اور
فرعون کو خبر کی کہ کسی نے غلط بیان کیا ہے اس گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا ہے فرعون یہ سنکر خوش ہوا اور مادر موسیٰ تنور پر گئی تو دیکھا کہ اس میں
آگ روشن ہو رہی ہے یہ دیکھ کر دل اس کا جلنے لگا اور جس وقت تنور پر گئی اور اسکے اندر نگاہ کی تو دیکھا کہ موسیٰ آگ سے باہر کرتے ہیں تب جانا کہ
اس میں راز الٰہی ہے اور فرماتا ہے کہ **وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ** اور یاد کرو تم اے بنی اسرائیل جس وقت کہ پھاڑا ہمنے ساتھ تمہارے دریا کو اور بعضے قاریوں نے
فرقنا کو تشدید راء پڑھا ہے یعنی دریا کو ہمنے تمہارے واسطے پھاڑا جس وقت دریا تمہارے سامنے تھا جس میں خوف غرق ہو چکا تھا اور فرعون دشمن
تمہارا تمہارے پیچھے تھا کہ وہ تمہارے قتل کے درپے تھا اور نجات کی کوئی صورت تمکو نظر نہیں آتی تھی ایسے وقت مشکل میں **فَأَنْجَيْنَاكُمْ** پس نجات دی
ہمنے تمکو اس ہلاکت سے کہ دریا کو پھاڑ کر اسمیں بارہ رستے کردئے مثل بارہ گلیوں کے کہ اس میں سے تمہاری بارہ قومیں نکل گئیں ہر ایک قوم ایک رستہ میں سے **وَ**
أَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ اور ڈبو دیا ہمنے لوگوں کو فرعون کے کہ وہ دس لاکھ آدمی تھے موافق ایک روایت کے **وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ** اور تم دیکھتے تھے انکو ڈوبتے
ہوئے جس وقت کہ وہ دریا میں داخل ہوئے اور پانی دریا کا ان کے سروں پر سے پھر گیا اور فرماتا ہے خدا کہ **وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً** اور
یاد کرو تم اے بنی اسرائیل جس وقت کہ وعدہ کیا ہمنے موسیٰ سے چالیس رات دن کا توریت کے دینے کا یعنی بعد گذر جانے چالیس روز کے کہ وہ تمام مہینہ ذوالقعدہ کا اور
دس روز ذوالحجہ کے تھے اور اہل بصرہ اور ابوعمرو نے واعدنا کو وعدنا پڑھا ہے اور موسیٰ زبان قبطی میں دو اسموں سے مرکب ہے اور نسب موسیٰ کا یہ ہے کہ موسیٰ بن عمران
بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم اور خدا نے اربعین لیلۃ فرمایا اربعین یوما نہیں کہا اسواسطے کہ عرب مہینہ کو اول لیل سے شمار
کرتے ہیں اور ایام بھی لیالی میں داخل ہیں اور آدھ مصرعہ ہے اور کر محذوف ہے اور جس وقت یہ وعدہ کیا تو موسیٰ مع خاص لوگوں اپنی کے کوہ پر گئے واسطے لینے توریت کے
اور وہاں موسیٰ کو دیر ہوئی کہ چالیس روز تمام ہو جائیں تو وہ توریت لیکر آئیں **ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ** پھر پکڑا یعنی پوجا تمنے بچھڑے کو بعد انکے
کے سامری کے بہکانے سے **وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ** اور تم ظلم کرنے والے تھے اپنے نفسوں پر کہ تمنے سوائے خدا کے گوسالہ کی پرستش کی اور اسکو اپنا معبود بنالیا **ثُمَّ**
عَفَوْنَا عَنْكُمْ پھر معاف کیا ہمنے تمسے اس گناہ کو بعد توبہ کرنے کے **مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ** پیچھے اس سے کہ تمنے گوسالہ پرستی کی تھی اور عذاب نازل کیا
اس جرم کی سزا میں **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** تاکہ تم شکر کرو اس نعمت کا کہ ہمنے معاف کیا ہے اور خطاب اسجگہ اگرچہ زمانہ رسول خدا کے بنی اسرائیل کی طرف
ہے لیکن مراد انکی باپ اور دادا ہیں جو کہ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں تھے اور فرماتا ہے کہ **وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ** اور یاد کرو تم اے بنی اسرائیل جس وقت
دی ہمنے موسیٰ کو کتاب توریت **وَالْفُرْقَانَ** اور فرقان معنی جدا کرنیوالی درمیان حق اور باطل کے **لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ** تاکہ تم ہدایت پاؤ
اس میں غور و تامل کر کے اور راہ راست پر چلو اور فرماتا ہے خدا کہ **وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ** اور یاد کرو تم جس وقت کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی
کے یعنی کہا موسیٰ نے تمہارے باپوں سے جس وقت موسیٰ کوہ طور سے پھرا اور تمہاری باپوں کی گوسالہ پرستی کو سنا اس وقت کہا موسیٰ نے **يَا قَوْمِ** اے قوم
میری **إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ** تحقیق تمنے ظلم کیا اپنے جانوں اپنی کو اور ڈالا کیس میں پڑے **بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ** بسبب پکڑنے یعنی بسبب پوجنے تمہارے کے
بچھڑے کو یعنی میرے بعد تمنے جو بچھڑے کو پوجا اپنی جانوں پر تمنے بڑا ظلم کیا کہ لائق عذاب ہوئے **فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ** پس رجوع کرو تم طرف خالق اپنے کی اور کمال
زاری اور عاجزی سے گریہ کر کے اس عمل سے توبہ کرو اور توبہ اس طرح سے کرو کہ **فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ** پس قتل کرو نفسوں اپنی کو یعنی **ذَٰلِكُمْ**
توبہ کہ تم اپنے نفسوں کو قتل کرو **خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ** بہتر ہے واسطے تمہارے نزدیک خالق تمہارے کے **فَتَابَ عَلَيْكُمْ** پھر توبہ قبول کریگا
وہ اوپر تمہارے **إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ** تحقیق وہ کہ توبہ قبول کرنے والا ہے مہربان ہے توبہ کرنیوالوں پر جو کہ پشیمان ہو کر طرف اسکے رجوع
کرتے ہیں پس لازم ہے تمکو کہ موجب اسکے حکم کے توبہ کرو کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے بموجب ارشاد موسیٰ غسل کیا اور کفن پہنا اور صحرا کو روانہ ہوئے اور دو زانو بیٹھ کر سر
نیچے جھکا دئے اور حضرت ہارون برادر موسیٰ مع بارہ ہزار شخص کے جو کہ دین موسیٰ پر ثابت قدم رہے تھے شمشیریں برہنہ کر کے آئے اور قتل کرنا انکا شروع کیا
اور شعلے سے ایک ابر سیاہ انکے سر پر بھیجا کہ ہوا تاریک ہو کر اندھیرا ہو جائے اور قتل کرنیوالے اپنے فرزندوں اور یگانوں کی طرف سے رحم اور شفقت والوں کے

دل میں یہ آئے اور اس وقت اپنے یگانے اور بیگانے کو سب کو قتل کریں پس قتل کرنا اُنھوں نے شروع کیا اور یگانہ اور بیگانہ کو اندھیرے میں سب کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو قتل کرتا تھا زوال آفتاب سے غروب تک ستر ہزار آدمی قتل ہوئے اور اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون کو اس پر رحم آیا اور بہت روئے اور گریہ کیا اور درگاہ قاضی الحاجات میں کمال تضرع اور زاری سے نالہ کیا اور عرض کی کہ خداوندا بہت بنی اسرائیل قتل ہو گئے اور جو کچھ باقی رہے ہیں انکو تو بخش دے خدائے تعالیٰ نے دعا انکی قبول کی اور تاریکی دور ہوئی موسیٰ نے کشتوں کے شمار کئے تو ستر ہزار آدمی شمار میں آئے یہ حال دیکھ کر موسیٰ بہت غمگین ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ قاتل ان کا مجاہد ہے اور مقتول ان کا شہید ہے ہم سب کو بہشت میں لے جاویں گے حضرت موسیٰ یہ سن کر راضی اور خوش ہوئے اور ذکر گوسالہ پرستی کا تفصیل سے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ اعراف میں آئے گا اور منقول ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے بعد قتل کے خدائے تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا تو حضرت موسیٰ کو خطاب پہنچا کہ بار دوم بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر مناجات کے واسطے روانہ ہو اور بنی اسرائیل مجھ سے عذر چاہیں اور کلام میرا سنیں حضرت موسیٰ ستر آدمی بزرگان بنی اسرائیل میں سے انتخاب کر کے کوہ طور پر ہمراہ اپنے لے گئے جس وقت چاہا کہ مناجات کریں ایک حجاب درمیان موسیٰ کے اور ہمراہیوں کے پیدا کیا ہمراہی پردے کے باہر رہے اور موسیٰ پردے کے اندر رہے اور خدائے تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا امر و نہی اور وعظ و پند کا اور کہا کہ میں ہی خدا ہوں اور سوا میرے اور کوئی خدا نہیں ہے ہمراہی بھی پردے کے باہر سنتے تھے اور جس وقت پردے کے باہر آئے اور پردہ دور ہوا تو موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم نے کلام خدا کو سنا کہا کہ ہم نے ایک آواز سنی ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ گوینده اس کا خدا تھا یا شیطان تھا اور جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے تو باور ہوگا ناگاہ ایک آگ آسمان سے آئی اور اس نے سب کو جلا دیا اس قصہ کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے **وَاِذْ قُلْتُمْ** اور یاد کرو جس وقت کہ کہا تم نے کہ **یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ** اے موسیٰ ہم ہرگز نہ باور کریں گے واسطے تیرے اور تیرے کلام کو راست جانیں گے **حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہْرَۃً** یہاں تک کہ دیکھیں خدا کو ظاہر اپنی آنکھوں سے **فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ** پس پکڑ لیا تم کو آتش بجلی نے یہ سبب تمہارے انکار کرنے کے اور یہ سبب طلب کرنے امر محال کے **وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ** اور تم دیکھتے تھے یعنی تمہارے باپ دادا اس آگ کو دیکھتے تھے جس وقت کہ وہ آسمان سے آئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ لوگ آواز سخت بجلی کی کڑک سے مر گئے تھے اور منقول ہے کہ ایک رات اور دن بعد مرنے کے وہ پڑے رہے تھے اور موسیٰ بیہوش ہو گئے جس وقت ہوش میں آئے تو حسرت سے انکی طرف دیکھتے اور کہتے تھے کہ خداوندا بنی اسرائیل پوچھیں گے تو میں ان کو کیا جواب دوں گا خدائے تعالیٰ نے انکو زندہ کر دیا چنانچہ فرماتا ہے **ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ** پھر زندہ کر کے اٹھایا ہم نے تم کو بعد مرنے تمہارے **لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ** تاکہ تم شکر کرو اس نعمت کا کہ پھر تم کو بعد مرنے کے زندہ کیا اور منقول ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم واسطے لڑائی جباروں اور گردن کشوں کے بیت المقدس کو چلو تو اُنھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم تو یہاں کھڑے ہوئے ہیں تو اور تیرا خدا جا کر لڑو جب اُنھوں نے ایسا کہا تو خدائے تعالیٰ نے اُن پر غصہ ہوا اور چالیس برس ان کو بیابان تیہ میں حیران اور سرگرداں رکھا اور اس جنگل میں پھرا کئے جس وقت ایک مقام سے کوچ کرتے تھے تمام شب پھرتے تھے اور صبح کو اپنے تئیں اسی مقام پر پاتے تھے جہاں سے کہ کوچ کیا تھا جس وقت تابش آفتاب سے بیتاب ہو گئے تو تضرع اور زاری حضرت موسیٰ سے کہا کہ خدائے تعالیٰ سے دعا کر کہ ہم پر سایہ کرے ورنہ ہم حرارت آفتاب سے ہلاک ہو جاویں گے حضرت موسیٰ نے دعا کی خدائے تعالیٰ نے ابر سفید اور تنک جس میں سے ہوا نے جنبش پائی تھی ایکے سر پر بھیجا جس وقت انہیں حرارت آفتاب سے آرام پایا تو کہا کہ اے موسیٰ حرارت آفتاب سے تو آرام پایا لیکن کیا کھاویں یہاں کچھ نہیں ہے حق تعالیٰ نے من و سلویٰ اُن پر برسایا چنانچہ فرماتا ہے **وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ** اور سایہ کیا ہم نے اوپر تمہارے ابر کو **وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی** اور نازل کیا ہم نے اوپر تمہارے من کو اور [illegible] کو [illegible] اور سلویٰ بٹیر کو کہتے ہیں [illegible] **کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ** کہا [illegible]

[illegible] ستھری کو [illegible] کلام شکر کرو [illegible]

اپنے نفسوں پر ظلم کرو گے کہ اس کے عوض میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تمہاری نافرمانی میں ہمارا کچھ ضرر نہیں ہے نافرمانی کی انھوں نے ہماری اور ظلم کیا انھوں
نے کفر کر کے وَمَا ظَلَمُوْنَا اور نہ ظلم کیا انھوں نے ہم پر نافرمانی کر کے ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہے وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ جانوں
اپنی پر ظلم کرتے کہ ہماری نافرمانی کر کے گرفتار بلا ہوئے تھے اور جس وقت مدت چالیس برس کی ان کو بیابان تیہ میں حیران اور سرگردان پھرتے ہوئے گذر گئی
تو خدا تعالے نے ان کو حکم ہوا کہ شہر بیت المقدس میں جاؤ چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ اور یاد کرو تم جس وقت کہا
ہم نے تمہارے باپ دادا کو کہ داخل ہو تم اس بستی میں یعنی بیت المقدس میں فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا پس کھاؤ تم اس بستی میں
سے جس جگہ چاہو تم سیر ہو کر اور رغدا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی اکلا رغدا وَّادْخُلُوا الْبَابَ اور داخل ہو تم دروازہ میں اس بستی کے سُجَّدًا
سجدہ کرنے والے ہو کر یعنی سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اس شہر بیت المقدس میں اور سجد جمع ساجد کی ہے اور حال واقع ہوا ہے وَّقُوْلُوْا اور کہو تم اس شہر
میں داخل ہوتے ہوئے حِطَّةٌ حطہ کو کہتے ہیں کہ اس شہر کے سات دروازے تھے ایک دروازہ تنگ ہے اس سے ان کو داخل ہونے کا حکم ہوا تھا اور حطہ ان کو استغفار
کا کلمہ تھا یعنی کہو تم کہ بخش تو ہم کو اور شرح جامع صغیر کتاب اہل سنت میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ علی باب حطة من دخل منہا کان مومنا ومن خرج منہا کان
کافرا یعنی علی باب حطہ ہے جو کوئی داخل ہوگا اس میں ہوگا وہ مومن اور جو کوئی نکل جاوے گا اس سے ہوگا کافر شارح اسکا کہتا ہے کہ مراد اس سے پیروی اور اطاعت
علی کی ہے کہ جس نے پیروی اسکی کی وہ مومن ہوا اور جس نے اسکی پیروی نہ کی وہ کافر ہوا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہت آدمی بعد رسول خدا کے جن لوگوں نے
کہ پیروی علی کی نہ کی تھی اور اس کے خلاف میں رہتے تھے وہ کافر ہوگئے تھے اور یہی ہمارے مذہب میں بھی ثابت ہے نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ بخشیں گے
ہم خطائیں تمہاری یعنی تم سجدہ کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوگے اور حطہ کہو گے تو ہم تمہاری خطاؤں کو بخش دیں گے وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور قریب
ہے کہ ثواب زیادہ کریں ہم نیکی کرنے والوں کو فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا پس بدل ڈالا ان لوگوں نے کہ ظلم کیا انھوں نے کہنے کو حطہ کے
غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ سوا اس چیز کے کہ کہا گیا تھا واسطے انکے یعنی حطہ کے کہنے کا حکم ہوا تھا اور ان لوگوں نے حطہ کہ جو کلمہ استغفار کا ہے اسکو نکالا بلکہ اسکو بدل
ڈالا اور اس کی جگہ حنطہ کہا اپنے مطلب کے موافق کہ وہ نعمت دنیا ہے اور حنطہ گندم سرخ کو کہتے ہیں اور انکو حکم ہوا تھا کہ دروازہ تنگ سے داخل ہو کہ
تمہاری پیٹھیں وقت داخل ہونے کے خم ہو جاویں واسطے تواضع اور فروتنی کے آگے خدا کے اور وہ دروازہ کشادہ میں سے داخل ہوئے جب انھوں نے ہماری نافرمانی
کی اور ایسا کیا تو فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس نازل کیا ہم نے اوپر ان لوگوں کے کہ ظلم کیا انھوں نے اپنے نفسوں پر ہماری نافرمانی کر کے رِجْزًا
مِّنَ السَّمَآءِ عذاب آسمان سے بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ بسبب اسکے کہ تھے وہ باہر ہوتے ہمارے حکم سے نافرمانی کر کے اور کہتے ہیں کہ وہ عذاب طاعون
کا تھا اور طاعون وبا کو کہتے ہیں کہ جس میں پھنسی نکلتی ہے اس پھنسی سے ہلاک ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چوبیس ہزار آدمی اور ایک روایت میں ہے کہ ستر ہزار آدمی اس
بیماری میں ہلاک ہوئے اور منقول ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے اس صحرا میں من و سلوے کھایا تو شدت سے پیاسے ہوئے اور ستر ہزار آدمی العطش العطش کہتے ہوئے
حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کمال عاجزی سے پانی ان سے طلب کیا اس قصہ کو خدا تعالے بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
اور یاد کرو تم جس وقت سیرابی چاہی موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے اور پانی طلب کیا ہم سے ان کے واسطے فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ پس کہا ہم نے
کہ مار تو ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو یعنی اپنے عصا کو پتھر پر مار اس میں سے پانی نکلیگا اور منقول ہے کہ وہ عصا اور پتھر حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ کو دئے تھے اور وہ عصا
آدم کا تھا کہ بہشت سے لائے تھے اور وہ سنگ بھی بہشت کا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ پتھر حضرت موسیٰ نے رستہ میں سے اٹھایا تھا جس وقت اس پتھر نے کہا تھا
کہ تو مجھ کو اٹھالے میں تیرے کام آؤں گا اور تفسیر اہلبیت علیہم السلام میں لکھا ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے پانی طلب کیا تو موسیٰ نے واسطے دعا کے
ہاتھ بلند کئے کہ الٰہی بحق محمد سید الانبیاء و بحق علی سید الاوصیاء و بحق فاطمہ سیدة النساء و بحق الحسن سید الاولیاء و بحق الحسین افضل الشہداء و بحق عترتہم و خلفاہم سادة الازکیاء
اسقہم یعنی بحق چہار دہ معصوم ان پیاسوں کو پانی دے حکم خدا ہوا کہ اے موسیٰ اپنے عصا کو پتھر پر مار موسیٰ نے عصا کو پتھر پر مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ
عَيْنًا پس جاری ہوئے اس پتھر سے بارہ چشمے اور اصل میں انفجار شق ہونے کے معنی میں ہے اور استعمال اس کا جاری ہی ہونے کے معنی میں ہے

اور عین اس پانی کو کہتے ہیں کہ جو پتھر یا زمین سے جوش کر کے نکلے قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ تحقیق جانا ہر قوم نے چشمہ اپنا کہتے ہیں
کہ بنی اسرائیل کی بارہ قومیں تھیں بارہ قوموں کے واسطے بارہ چشمے جاری ہوئے ہر قوم نے اپنا ایک چشمہ جان لیا اور فرماتا ہے خدا کہ اس وقت کہا
ہم نے ان کو کہ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ کھاؤ تم اور پیو تم روزی بخشی ہوئی خدا کے سے وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ
اور نہ پھرو تم بیچ زمین کے فساد کرنے والے ہو کر مفسدین حال واقع ہوا ہے یعنی تم زمین میں فساد کرتے ہوئے مت پھرو کہ کفر کے کام کرو اور لوگوں
کو طرف کفر کے رغبت دلاؤ اور آمادہ کرو کہتے ہیں کہ چھ لاکھ آدمی اس پانی سے سیراب ہوتے تھے اور جس وقت احتیاج پانی کی ہوتی تھی تو دوسرا عصا
اسی پر حضرت موسیٰ مارتے تھے پانی کا نکلنا اس پتھر سے بند ہو جاتا تھا اور منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس وقت بنی اسرائیل کو من و سلویٰ عطا کیا اور پانی
سے چشموں کے سیراب کیا تو انھوں نے ناشکری کی اور اس نعمت کو غنیمت نہ جانا اور سوائے اس کے جو چیزیں کہ کمتر اور ادنیٰ تھیں ان کو طلب کیا چنانچہ
خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ اور یاد کرو تم جس وقت کہ کہا تم نے يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ اے موسیٰ ہرگز نہ صبر کریں
گے ہم اوپر ایک کھانے کے کہ ایک کھانا ہم کھاتے کھاتے سیر ہو گئے اور دل ہمارے اس کھانے سے پھر گئے فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ پس دعا کر تو واسطے
ہمارے پروردگار اپنے سے کہ يُخْرِجْ لَنَا نکالے وہ واسطے ہمارے یعنی ہمارے کھانے کے واسطے مِمَّا اس چیز سے وہ کھانا کہ تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ
اگاتی ہے زمین مِنْۢ بَقْلِهَا ساگ اپنے سے وَقِثَّآئِهَا اور ککڑی اپنی سے وَفُوْمِهَا اور گیہوں اپنے سے وَعَدَسِهَا اور مسور اپنے سے وَ
بَصَلِهَا اور پیاز اپنے سے قَالَ کہا موسیٰ نے از راہ تعجب کے یا کہا خدا نے اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ کیا بدل کر تم لیتے ہو اس چیز کو کہ هُوَ
اَدْنٰى وہ ادنیٰ اور کمتر ہے مثل ساگ اور ترکاریوں اور غلہ وغیرہ کے بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ساتھ اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے مثل من و سلویٰ کے کہ
اس کو چھوڑ کر ساگ وغیرہ کو طلب کرتے ہو پس حکم ہوا ان کو خدا کا کہ اِهْبِطُوْا مِصْرًا اترو تم یعنی جاؤ تم شہر کو اس جنگل کو چھوڑ کر فَاِنَّ لَكُمْ
مَّا سَاَلْتُمْ پس تحقیق واسطے تمہارے وہ چیز ہے کہ سوال کیا ہے تم نے جن چیزوں کا اور طلب کی ہیں وہ چیزیں اس شہر میں سب موجود ہیں اور
یہ سبب اس حرکت نالائق کے کہ اعلیٰ چیز کو چھوڑ کر ادنیٰ کو طلب کیا ہمیشہ کو خوار ہو گئے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ اور ماری گئی اوپر
ان کے یعنی لازم ہوئی اوپر سبب ناشکری کے الذِّلَّةُ خواری جزیہ کی کہ ہمیشہ جزیہ دیتے ہیں وَالْمَسْكَنَةُ اور فقیری یعنی لازم ہوئی اوپر فقیری کہ ہمیشہ محتاج
اور ذلیل رہے ہیں اور آج تک یہودان بنی اسرائیل کا یہی حال ہے کہ جس جگہ ہیں خوار اور ذلیل ہیں اور کسی جگہ ان کو حکومت اور ریاست حاصل نہیں ہے وَبَآءُوْ
بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور پھرے وہ ساتھ غضب کے خدا کی طرف سے کہ ہمیشہ خدا کے غضب میں گرفتار ہیں ذٰلِكَ یہ یعنی غضب خدا کا اوپر بِاَنَّهُمْ
سبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ تھے وہ کہ کفر کرتے تھے ساتھ آیتوں خدا کے اور جو کچھ کہ توریت میں صفات پیغمبر آخر
الزمان کے ہیں اسکا انکار کرتے تھے اور ان کو بدل دیتے تھے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور قتل کرتے تھے وہ پیغمبروں کو ساتھ ناحق کے ذٰلِكَ
یہ سب خرابیاں واسطے ان کے بِمَا عَصَوْا اسی سبب سے ہیں کہ نافرمانی کی انھوں نے خدا کی اور اسکی ناشکری کی وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ اور تھے وہ کہ حد
سے گذر جاتے تھے کہ ہزاروں پیغمبر انھوں نے قتل کر ڈالے اور اب خدائے تعالیٰ ایمان اور اعمال نیک کی خوبی کو ثابت کرتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
تحقیق جو لوگ ایمان لائے ظاہر میں اور حقیقت میں وہ منافق ہیں وَالَّذِيْنَ هَادُوْا اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے اور یہودی ان کو اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ لوگ وقت
پڑھنے توریت کے ہلتے تھے اور معنی ہود کے حرکت کرنے کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واسطے ان کو یہودی کہتے ہیں کہ وقت نازل ہونے توریت کے آسمان سے
حرکت کی تھی سوائے شرک دائمی کے اور یا یہ کہ یہودا اس یعقوب کی اولاد میں ہیں وَالنَّصٰرٰى اور نصاریٰ یعنی جو لوگ کہ نصاریٰ ہیں ان کو نصاریٰ
اس واسطے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ جو ان کے پیغمبر ہیں وہ شہر ناصرہ میں پیدا ہوئے تھے اور یا یہ کہ حواریوں نے کہا تھا کہ نحن انصار اللہ وَالصّٰبِـِٔيْنَ اور
صابئین یعنی جو لوگ کہ ستارہ پوجنے والے ہیں اور نافع صابئین کو بغیر ہمزہ کے پڑھتا ہے اور ان کو صابئین اس واسطے کہتے ہیں کہ انھوں نے دین خدا
کو ترک کر کے ستارہ پرستی اختیار کی اور صابئین کے معنی لغت میں یہی ہیں کہ ایک دین سے دوسرے دین کی طرف رجوع کریں پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے

کہ منافق ظاہر میں ایمان لائے ہوئے اور یہودی اور نصاریٰ اور صابئین مَنْ آمَنَ جو شخص کہ ایمان لائے ان سے حاصل اعتقاد سے یعنی صادق
بِاللّٰهِ ساتھ اللہ کے وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور دن آخرت کے کہ وہ ضرور ہونے والا ہے وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کرے نیک اور صالحا صفت ہے مصدر محذوف کی
اور تقدیر اسکی عملا صالحا ہے یعنی عمل کرے عمل کرنا نیک فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ پس واسطے اُن کے ثواب اُنکا ہے نزدیک پروردگار اُن کے کے اُن کے
ایمان صحیح اور اعمال نیک کے عوض میں وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہ خوف ہے اوپر ان کے آخرت میں کسی طرح کا وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے
بلکہ ہمیشہ فرحت اور بہشت کی نعمتوں میں اور لذتوں میں رہینگے اور ضمیر مفرد کی من کی طرف باعتبار لفظ کے پھرتی ہے اور ضمیر جمع کی باعتبار معنی کے کہ وہ جمع کے لئے
بھی آتا ہے منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے بعد نازل ہونے توریت کے سختی کی اور اسکے احکام کو قبول نہ کیا حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو حکم کیا کہ ایک پہاڑ
فلسطین کے پہاڑوں میں کہ جس کو طور کہتے ہیں طول اور عرض میں ایک فرسخ مطابق بنی اسرائیل کے لشکرگاہ کی زمین سے اکھاڑ اور ایک مرد کے قد کی مقدار
ان کے سروں پر اس پہاڑ کو بلند کر جبرئیل نے پہاڑ کو اُکھاڑ کر ان کے سروں پر بلند کیا اور سامنے ان لوگوں کے آگ روشن ہوگئی اور پیچھے ان کے ایک دریا
ظاہر ہوگیا خوف سے بھاگنے کو کوئی جگہ نہ دیکھی تو تضرع اور زاری کرنے لگے اور سجدہ میں گر پڑے ایک رخسارہ اور آدھی پیشانی تو سجدہ میں رکھی اور دوسرا
رخسارہ اور آدھی پیشانی اوپر کو اُٹھائے ہوئے تھے اور اوپر کو دیکھتے تھے اس خوف سے کہ پہاڑ ہم پر نہ گر پڑے اور اسی واسطے سجدہ یہودیوں کا آدھے منہ سے ہوتا
ہے اس قصہ کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ اور یاد کرو تم جس وقت کہ لیا ہمنے عہد تمسے کہ موسیٰ کی فرمانبرداری
کرو اور توریت کے احکام پر عمل کرو اور شرک اور کفر مت کرو اور سب پیغمبروں پر ایمان لاؤ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ اور بلند کیا ہم نے اوپر تمہارے کوہ طور
کو اس عہد کے قبول کرنیکے واسطے اور کہا ہم نے کہ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ لو تم اس چیز کو کہ دی ہے ہمنے تمکو کہ وہ احکام شرع کے ہیں توریت میں
بِقُوَّةٍ ساتھ قوت کے یعنی لو تم شرع کے احکام کو کوشش تمام اور قوت سعی سے کہ جسمیں سستی باقی نہ رہے وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ اور یاد کرو تم جو کچھ بیچ اُس چیز
کے یعنی جو کچھ کہ توریت میں احکام ہمارے ہیں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تا کہ تم بچو گناہوں سے اور نجات پاؤ اسکے احکام پر عمل کرکے ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ پھر پھر گئے
تم اس عہد کے وفا کرنے سے مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ پیچھے اس قول کرنے سے فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ پس اگر نہ ہوتا فضل خدا کا
اوپر تمہارے اور مہربانی اسکی کہ تمکو مہلت توبہ کرنے کی دی ہے اور نہ ہوتا وجود مسعود محمد صلعم کا کہ تم کو وہ حق کی طرف بلاتا ہے تو عوض میں اس نا
فرمانی کے لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ البتہ ہوتے تم نقصان والوں میں سے کہ اسی وقت تم عذاب میں گرفتار ہوتے اور منقول ہے کہ بنی
اسرائیل کے لوگ شہر ایلہ میں دریا کے کنارے رہتے تھے اور ان کو حکم خدا کا اور انبیاء کا یہ تھا کہ تم شنبہ کے روز مچھلیوں کا شکار نہ کیا کرو بلکہ صبح سے
شام تک عبادت خدا میں مشغول رہا کرو ان کم بختوں نے یہ حیلہ کیا کہ دریا کے گرد حوض بنائے اور دریا سے حوضوں تک نالیاں کھودیں اور نالیوں کے
ذریعہ سے دریا سے حوضوں تک پانی جانے کا راستہ بنا دیا اور جمعہ کے روز وہ لوگ نالی دریا کا کھولدیتے تھے شنبہ کے روز مچھلیاں پانی میں بہتی
ہوئی نالیوں کے رستے سے ان حوضوں میں چلی آتی تھیں اور حوض مچھلیوں سے پُر ہو جاتے تھے اور پھر وہ لوگ پانی کی آمد کو بند کر دیتے تھے اور
نالی حوض کا جو اُنکی سطح بیرونی سے نیچے ہوتا تھا۔ اس سبب سے وہ مچھلیاں اگر ارادہ واپس ہونے کا کرتی تھیں تو اُن حوضوں سے باہر نکلنے کی
قدرت نہ رکھتی تھیں اور یکشنبہ کو وہ لوگ مچھلیوں کو بے مشقت حوضوں میں پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے تو یہ مچھلیاں یکشنبہ کو پکڑی ہیں شنبہ
کو نہیں پکڑیں اور ان مچھلیوں کے وسیلہ سے وہ تونگر اور مالدار ہوگئے اور ان کے صلحا اور نیک آدمی اُن کو ہر چند منع کرتے تھے کہ تم اس حرکت سے
باز آؤ وہ ان کا کہنا قبول نہیں کرتے تھے اور ان کے کہنے کو نہیں مانتے تھے بلکہ بعض روایت میں ہے جب ان کو مکر و حیلہ کی عادت ہوگئی تو وہ شنبہ کو
بھی پکڑنے لگے اور یہ عمل اُن کے نزدیک عادی ہوگیا جاننا چاہیے کہ سبت ہفتہ کو کہتے ہیں کہ یہ لوگ اسی ہزار سے زیادہ آدمی تھے انہیں میں شکار
کرتے تھے اور باقی کے آدمی ان کو منع کرتے تھے جب انھوں نے کہنا نہ مانا تو وہ نیک آدمی اس خوف سے کہ اگر اس جگہ عذاب نازل ہو تو ہم بھی عذاب میں
گرفتار ہو جائیں گے الگ ہو کر دوسری بستی میں جا ٹھہرے اور وہ شکار کرنے والے اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو حضرت داؤد نے دعا کی اور انکو اوپر عذاب

نازل ہوا مرد اور عورتیں سب بندر ہو گئے صبح کو گرد و نواح کے آدمی حوائج شہر کو گئے تو دیکھا کہ دروازہ شہر کا بند ہے دیوار شہر کے چڑھ کر شہر میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ سب آدمی بندر ہو گئے ہیں اپنے رشتہ داروں اور ملاقاتیوں میں سے جس کو پہچانتے تھے کہتے تو فلانا ہے وہ شخص آبدیدہ ہو کر سر ہلا دیتا تھا تین روز تک بندر رہے آخر کو سب مر گئے اور حق تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا بھیجی کہ اُسے سب کو دریا میں پھینک دیا اور ایک روایت میں ہے کہ تین فرقے تھے ایک فرقہ تو شکار کرتا تھا اور دوسرا فرقہ ان کو منع کرتا تھا اور تیسرا فرقہ نہ شکار کرتا تھا اور نہ انکو منع کرتا تھا جب عذاب نازل ہوا تو منع کرنے والا فرقہ عذاب سے محفوظ رہا اور وہ دو فرقے عذاب میں گرفتار ہو گئے اور بندر بن گئے ان لوگوں کے قصہ کو خدا تعالیٰ یاد دلا کر کہتا ہے وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ اور البتہ تحقیق جانتے تھے تم ان لوگوں کو کہ جو حد سے گذر گئے یعنی باہر ہو گئے حکم ہمارے سے تم میں سے بیچ روز شنبہ کے کہ جیسے انکو اس روز کے شکار کرنے سے منع کیا اور انھوں نے ایک حیلہ کر کے اس روز مچھلیوں کا شکار کیا اور ہر چند انکو منع کیا لیکن وہ اپنی حرکت سے نہ آئے جب انھوں نے کہنا ہمارا نہ مانا تو فَقُلْنَا لَهُمْ پس کہا ہم نے واسطے اُن کے کہ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ہو جاؤ تم بندر ذلیل اور خوار ہونے والے پس وہ بندر ہو گئے اور قردہ جمع قرد کی ہے اور سبت مصدر ہے بمعنی قطع اور خاسئ کہتے دھتکارے ہوئے کو کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَجَعَلْنَاهَا پس کر دیا ہم نے اس قصہ کو ان کے نَكَالًا عذاب یعنی نصیحت لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا واسطے ان لوگوں کے کہ روبرو ان کے تھے اُن کے زمانہ میں وَمَا خَلْفَهَا اور واسطے ان کے کہ پیچھے ان کے آنے والے تھے وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ اور نصیحت ہے واسطے پرہیزگاروں کے جو کہ خدا سے ڈرتے ہیں اب خدا تعالیٰ ایک اور قصہ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اور یاد کرو تم جس وقت کہا موسے نے واسطے قوم اپنی کے کہ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ تحقیق کہ خدا حکم کرتا ہے تمکو أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً یہ کہ ذبح کرو تم گائے کو اس قصہ میں تفسیریں کئی طرح سے آئی ہیں مگر اس قدر ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت صاحب حسن و جمال تھی اور ایک مرد عالم صالح اور پرہیزگار نے اس نکاح کا اسکو پیام دیا اس نے قبول کیا اور نام اس مرد صالح کا عامیل تھا اور عامیل کے چچا کا بیٹا ایک مرد فاسق اور بدکار تھا اس نے بھی اس عورت کو اپنے نکاح کا پیام دیا اُس کا اس عورت نے انکار کیا اس مرد فاسق اور بد نے حسد کر کے عامیل کو مار ڈالا اور اس طرح بھی روایت ہے کہ عامیل مالدار تھا اور اس کے چچا کے بیٹے نے اسکا مال لینے کے واسطے اسکو قتل کر ڈالا اور اسکو اٹھا کر حضرت موسے کے پاس لایا اور کہا کہ یا نبی اللہ یہ میرے چچا کا بیٹا ہے اس کو قتل کر ڈالا ہے حضرت موسے نے پوچھا کہ اسکو کس نے قتل کیا ہے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں اور بنی اسرائیل میں قتل کرنا امر عظیم اور سخت گناہ تھا اس واسطے حضرت موسیٰ پر اُس کا قتل ہونا بہت گراں تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اسکو قتل کر کے مسجد کے در میں ڈال دیا تھا لوگوں میں اختلاف ہوا کوئی تو کسی کو کہتا تھا کہ اس نے قتل کیا ہے اور کوئی کسی کو کہتا تھا اور بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ کیا حکم ہے یا نبی اللہ اور بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا اسکے پاس ایک گائے تھی اور ایک اسکے بیٹا تھا کہ وہ کچھ مال تجارت اپنے پاس رکھتا تھا خریدار اس سے کچھ مال خریدنے آئے اور جس مکان میں وہ مال تجارت تھا کنجی اُس مکان کی اس کے باپ کے پاس تھی اور وہ سوتا تھا اس لڑکے نے اپنے باپ کو بے آرام ہونے کی جہت سے بیدار نہ کیا اور خریداروں کو جواب دے دیا وہ چلے گئے جب باپ اسکا بیدار ہوا تو اُسنے پوچھا کہ مال تیرا فروخت ہو گیا اور کچھ فائدہ بھی حاصل ہوا اس نے بیان کیا کہ مال میرا فروخت نہیں ہوا خریدار آئے تھے لیکن کنجی مکان کی تمہارے پاس تھی اور تم سوتے تھے تمکو بے آرام ہونے کے خوف سے بیدار نہ کر سکا اسنے کہا کہ میں نے اس نیکی کے عوض میں تجھ کو وہ گائے بخشی اور حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ گائے کو ذبح کرو کہ خدا تعالیٰ تمکو حکم کرتا ہے اور اس گائے کو ٹکڑے کو اس مقتول پر مارو وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کو بتا دے گا [illegible] تو بہت حاجت تھی کہ وہ کیسی ہے اور کس کے پاس ہے اس قصہ کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے اور یاد کرو تم جس وقت کہ کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ تحقیق خدا حکم کرتا ہے تمکو کہ ذبح کرو تم گائے کو قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کہا ان لوگوں نے کہ کیا لیتا ہے تو ہمکو ٹھٹھے میں یعنی اے موسیٰ کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے کہ گائے کو ذبح کر کے اسکا ٹکڑا اس مردہ پر مارو اور وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کو بتا دے کہیں مردہ بھی زندہ ہوتا ہے اور ہزوا اسم مفعول کے معنی میں ہے [illegible] اور دوسرا مفعول ہے اور حفص نے اسکو ہزوا پڑھا ہے ہمزہ کو ساتھ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ

أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ کہا موسیٰ نے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ خدا کے اس سے کہ ہوں میں نادانوں میں سے کہ تم سے ٹھٹھا کروں مجھ کو تو خدا نے حکم
کیا ہے اس واسطے تم سے کہتا ہوں قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ کہا اُن لوگوں نے دعا کر تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے کہ يُبَيِّنْ لَنَا بیان کرے وہ واسطے
ہمارے کہ مَا هِيَ کیا ہے وہ گائے کیسی ہے وہ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ کہا موسیٰ نے کہ تحقیق وہ خدا کہتا ہے کہ إِنَّهَا بَقَرَةٌ تحقیق وہ گائے ایسی ہے کہ
لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ نہ بوڑھی ہے اور نہ بچھیا ہے عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ جوان اور درمیانہ ہے درمیان اس بڑھاپے اور بچپن کے اور عوان اسکو
کہتے ہیں کہ جو ایک دفعہ یا دو دفعہ جنی ہو فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ بس کرو تم جو کچھ کہ حکم کئے جاتے ہو تم یعنی ذبح کرو تم اسکو اور بعد تو مروں کے بحدود نے
ہے قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ کہا ان لوگوں نے دعا کر تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے یعنی اللہ کہ يُبَيِّنْ لَنَا بیان کرے وہ خدا واسطے ہمارے
کہ مَا لَوْنُهَا کیسا ہے رنگ اس گائے کا سفید ہے یا کالا یا زرد ہے یا کیسا ہے وہ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ کہا موسیٰ نے کہ تحقیق وہ خدا کہتا ہے کہ إِنَّهَا
بَقَرَةٌ تحقیق وہ گائے ایسی گائے ہے کہ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا زرد وہ چوہا تا ہے رنگ اسکا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ خوش کرتی ہے وہ دیکھنے والوں
اور صفرا غیر منصرف ہے اسی واسطے اسپر تنوین نہیں آئی قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ کہا ان لوگوں نے کہ دعا کر تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے
يُبَيِّنْ لَنَا بیان کرے وہ خدا واسطے ہمارے کہ مَا هِيَ کیسی ہے وہ گائے اس واسطے کہ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا تحقیق گائے مشتبہ ہوگئی
ہے اوپر ہمارے وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ اور تحقیق ہم اگر چاہے خدا تو البتہ راہ پانے والے ہیں اس گائے کی طرف قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ
کہا موسیٰ نے کہ تحقیق وہ خدا کہتا ہے کہ إِنَّهَا بَقَرَةٌ تحقیق وہ گائے ایسی گائے ہے کہ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ نہ سدھائی ہوئی ہے کہ جوتے
زمین کو وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ اور نہ سینچے کھیتی کو مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا سلامت ہے عیب سے کہ نہیں داغ ہے اس کے بیچ میں جب اس قدر صفات
اس گائے کے سنے تو قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ کہا انہوں نے کہ اب لایا تو حق کو یعنی اللہ کہ تو نے ساری صفتیں اس گائے کی بیان کردیں اور بنی
اسرائیل نے ان صفات سے بس کر گائے کو تلاش کیا تو اس لڑکے کے پاس وہ گائے پائی کہ اسکے باپ نے اسکو بخشی تھی اور ذکر اسکا اس سے پہلے ہو چکا ہے اور اس لڑکے
سے بنی اسرائیل کے آدمیوں نے وہ گائے طلب کی تو اس نے کہا کہ اس گائے کی قیمت میں کھال اسکی سونے سے بھر کر دو اس سے کم کو نہ دونگا بنی اسرائیل
حضرت موسیٰ کے پاس گئے اور کہا کہ وہ لڑکا گائے کا مالک اسقدر سونا اسکی قیمت میں طلب کرتا ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ضرور خرید کرنا چاہیے اور جو قیمت
کہ وہ طلب کرے دینی چاہیے اس واسطے کہ حکم خدا اسی گائے کے ذبح کرنے کا ہے سب نے متفق ہو کر اس گائے کو اسی قیمت کو خرید کیا یہ ثمرہ ہے اس شخص کی نیکی
کا کہ جو اپنے باپ اور ماں کے ساتھ نیکی کرے اس لڑکے نے جو بے آرامی کے لحاظ سے اپنے باپ کو خواب سے بیدار نہ کیا تھا خدائے تعالیٰ نے اسکو اسقدر دولت
دلوائی حکم کرکے کہ وہ گائے ذبح کی جاوے القصہ ان لوگوں نے اس گائے کو ذبح کیا جیسا کہ فرماتا ہے کہ فَذَبَحُوهَا بس ذبح کیا انہوں نے اس گائے کو وَمَا
كَادُوا يَفْعَلُونَ اور نہیں نزدیک تھے کہ کریں یہ سبب گرانی قیمت کے یعنی اسکے قیمت کے گران ہونے کے سبب خرید نا نہیں چاہتے تھے ذبح کرنے کیواسطے
لیکن انہوں نے اسکو خرید کرکے ذبح کیا اور اسی قصہ کو خدائے تعالیٰ پھر بیان کرتا ہے وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا اور یاد کرو تم جس وقت کہ قتل کیا تم نے
جان کو فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا بس اختلاف کیا تم نے بیچ اس کے آپس میں اور ہر ایک دوسرے کی گردن پر اس گناہ کو رکھتا تھا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ
تَكْتُمُونَ اور خدا نکالنے والا ہے اس چیز کا کہ جو تم چھپاتے یعنی جس امر کو پوشیدہ کرتے تھے اور خون ناحق کو چھپاتے تھے خدا نے اسکو ظاہر کردیا فَقُلْنَا
اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا بس کہا ہم نے کہ مارو تم اس مقتول کو ساتھ بعض ٹکڑے اس گائے کے کہ وہ مقتول زندہ ہو جائے گا اور قاتل کو بتلا دے
گا بس انہوں نے اس گائے کو ذبح کرکے اس کا ایک ٹکڑا اس مردے سے مس کیا وہ زندہ ہو گیا اور اپنے قاتل کو اسنے بتلا دیا اور کہا کہ مجھ کو
میرے چچا کے بیٹے فلانے شخص نے قتل کیا تھا اور خصوصیت اس گائے کے ٹکڑے کو مس کرنے سے زندہ ہونے کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس لڑکے گائے
والے کو فائدہ پہنچانا منظور تھا عوض میں اس نیکی کے جو اس نے اپنے باپ کے ساتھ نیکی کی تھی کہ اسکو بے آرام ہونے کے لحاظ سے بیدار نہ کیا تھا اور خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ اسی طرح زندہ کرتا ہے خدا مردوں کو اور قیامت کے روز اسی ہی زندہ کرکے اٹھاویگا وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ اور

ع

دکھلاتا ہے تمکو نشانیاں قدرت اپنی کی لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تاکہ تم سمجھو اور اپنی عقلوں کو کام فرماؤ کہ جو شخص کہ ایسا قادر ہو کہ مُردے کو زندہ کرتا
ہے قیامت کے روز بھی وہ بیشک اسی طرح سب کو زندہ کرکے اُٹھا سکتا واسطے جزائے اعمال کے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ
پھر سخت ہو گئے دل تمہارے پیچھے اس سے یعنی بعد زندہ ہونے اس مقتول کے اور دیکھنے معجزہ کے تمہارے دل سخت ہو گئے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ
پس وہ دل تمہارے مثل پتھر کے ہیں سختی میں کہ حقوق خدا کو ادا نہیں کرتے أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً بلکہ بہت زیادہ ہیں سختی میں کہ پتھر سے بھی زیادہ
سخت ہیں اور قسوہ تمیز واقع ہوا ہے اور دل تمہارے پتھروں سے زیادہ سخت ہیں اس واسطے کہ پتھر ایسے سخت نہیں ہیں جیسے کہ تمہارے دل سخت
ہیں چنانچہ فرماتا ہے وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ اور تحقیق بعض پتھروں میں سے لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ البتہ وہ ہے کہ جاری ہیں اُس سے
نہریں وَإِنَّ مِنْهَا اور تحقیق بعض ان پتھروں میں سے کہ لَمَا يَشَّقَّقُ البتہ وہ ہے کہ پھٹتا ہے وہ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ پس نکلتا ہے اُس
سے پانی وَإِنَّ مِنْهَا اور تحقیق بعض ان پتھروں میں سے لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ البتہ وہ ہے کہ گرتا ہے خوف خدا سے بلندی کے
اوپر سے نیچے کو اور دل تمہارے ایسے سخت ہیں کہ ہرگز نرم اور متاثر نہیں ہوتے اور بھلا ان سے بھی اور خیر سرزد نہیں ہوتی اور دل تمہارے کسی طرح
خوف خدا نہیں کرتے کہ نصیحتیں ان میں اثر کریں وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور نہیں ہے خدا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم بلکہ وہ خوب
جانتا ہے اور ہر ایک کو تم میں سے موافق عمل کے سزا دے گا اور خالی تمکو چھوڑے گا اور اب خدا مومنین کی طرف خطاب کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ
أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ کیا پس طمع رکھتے ہو تم اے محمدؐ اور مومنین یہ کہ تصدیق کریں وہ یہودی واسطے تمہارے اور ایمان لائیں
وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ اور حال یہ ہے کہ تحقیق تھا ایک فرقہ ان میں سے کہ وہ ستر آدمی تھے کہ وہ طور پر کہ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ سنتے
تھے وہ کلام خدا کو ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ پھر تحریف کرتے تھے وہ اس کلام کو اور بدل ڈالتے تھے مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ بعد اس کے کہ
سمجھا تھا اُنھوں نے اس کلام کو وَهُمْ يَعْلَمُونَ اور وہ جانتے تھے کہ یہ کلام خدا کا ہے اور جان بوجھ کر اسکی تحریف کرتے تھے پس جس قوم
کہ اُن کے داناؤں نے کلام کو سنکر یہ حال کیا تھا تو تم ان کے نادانوں اور جاہلوں سے کیا طمع رکھتے ہو ایمان لانے کے واسطے وہ کب ایمان لائینگے
اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہاں جناب رسولخدا صلعم کے زمانہ کے یہودی مراد ہیں کہ کلام خدا جو کہ رسولخدا صلعم کی تعریف میں اور توریت
میں لکھا ہے اس کی تحریف کرتے تھے وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا اور جس وقت ملاقات کرتے ہیں وہ یہودی ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں وہ مثل سلمان
اور ابوذر کے تو قَالُوا آمَنَّا کہتے ہیں وہ یہودی کہ ایمان لائے ہم مثل تمہارے اور جو کچھ کہ صفات رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توریت میں
مرقوم ہیں اسکو بیان کرتے ہیں ان مومنین کے روبرو کہتے ہیں کہ یہ حال ایک جماعت کا تھا ان یہودیوں میں سے کہ مومنین سے ملاقات کرتے تھے تو
کہتے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور صفات رسولخدا کی جو توریت میں لکھی ہیں اُنکو روبرو بیان کرتے اور تمہیں ان یہودیوں کا یہ حال تھا کہ وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ
إِلَىٰ بَعْضٍ اور جس وقت کہ خالی ہوتا اور خلوت کرتا بعض انکا طرف بعض کے یعنی صفات محمدؐ کی خبر کرنے والے دوسرے فرقہ یہودیوں کا جو تنہائی میں ملاقات
کرتے ہیں کہ جہاں کوئی مومن نہ ہووے تو اُن خبر کرنے والوں سے وہ دوسرے یہودی قَالُوا کہتے ہیں کہ أَتُحَدِّثُونَهُمْ کیا خبر دیتے ہو تم ان مسلمانوں
کو بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ساتھ اس چیز کے کہ واضح کی ہے خدا نے اوپر تمہارے کہ صفات محمدؐ جو خدا نے تمکو بتا دی ہیں اور تم پر واضح کر دی ہیں
اسکو مسلمانوں کے روبرو ظاہر کرتے ہو لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تاکہ حجت لاویں وہ مسلمان تم پر ساتھ اسکے نزدیک پروردگار تمہارے کے
قیامت کے روز اور کہیں وہ یہ کہ یہودی جانتے تھے اسلام کے حق ہونے کو اور پھر ایمان نہیں لائے تھے أَفَلَا تَعْقِلُونَ کیا پس تم نہیں سمجھتے ہو
کہ اپنے اوپر دشمن کو واضح کرتے ہو یعنی تمکو جو صفات محمدؐ معلوم ہیں کہ جو توریت میں لکھے ہیں تم مسلمانوں کے روبرو ان صفات کو کیوں بیان کرتے ہو کہ توریت
میں محمدؐ کے صفات لکھے ہیں کہ کوئی ایسا امر مسلمانوں کے روبرو بھی بیان کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اُنکے جواب میں فرماتا ہے کہ أَوَلَا يَعْلَمُونَ کیا نہیں جانتے ہیں وہ
یہودی اس امر کو أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ تحقیق خدا جانتا ہے مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ جس چیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہیں اور جس چیز کو کہ ظاہر کرتے ہیں

وہ اگر مسلمانوں کے روبرو وہ بیان نہ کریں گے تو اس سے کیا ہوتا ہے خدا کو خوب معلوم ہے ان کے ظاہر و باطن کا حال اور جانتا ہے کہ ان کے دلوں پر واضح
ہو رہی ہے حقیقت اسلام کی اور نبوت محمد صلعم کے اور وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہ جس کا ذکر توریت میں ہے لیکن بسبب حسد کے وہ ایمان
نہیں لاتے ہیں قیامت کے روز ان کو معلوم ہوگا کہ ہمنے کیا کیا تھا اسروز کا پشیمان ہونا اور افسوس کرنا کچھ فائدہ انکو نہ بخشے گا اور بعضے یہودی ایسے تھے کہ بہ
سبب ناخواندہ ہونے کے نہیں جانتے تھے کہ توریت میں کیا لکھا ہے انکا حال خدا تعالے بیان کرتا ہے وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ اور بعضے ان یہودیوں میں سے
ناخواندہ ہیں اور امیون مشتق ام سے ہے اور ام ماں کو کہتے ہیں یعنی ان کو ماں نے جنا ہے کچھ نہیں جانتے ہیں اب یہ یہودی بسبب ناخواندہ ہونے کے ایسے ہیں
کہ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ نہیں جانتے ہیں وہ کتاب توریت کو کہ اس میں کیا لکھا ہے اِلَّآ اَمَانِيَّ مگر آرزوئیں اور خواہشیں اپنی دلوں کی اور گمان کرتے
ہیں کہ جو کچھ توریت میں لکھا ہے وہ ہماری آرزو کے مطابق ہے اور یہ وہ دروغ و افترا کہ علما اپنے سے سنتے تھے وہ انکی کہانی آرزو ہی اور از انجملہ یہ ہے کہ انکے علما انکو جو
جھوٹے وعدے دیے ہیں کہ بہشت میں ہم خاص لوگ ہی جاویں گے اور ہمارے باپ دادا کہ انبیا تھے ہم کو وہ بچالیں گے انکا وہ اعتقاد رکھتے ہیں لیکن یقین انکے
دل میں اسکا بھی نہیں ہے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ اور نہیں ہیں وہ مگر گمان کرتے ہیں یعنی جو کچھ کہ وہ اپنے علما سے سنتے ہیں اسکا انکو یقین نہیں ہے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں
وہ یقین توریت میں موجود ہے بلکہ گمان کرتے ہیں غالب ہے کہ توریت میں موجود ہو اور یہ بھی بسبب حسن ظن ان علما کے ہے کہ گمان نیک انکا کر کے ایسا جانتے ہیں یہ حال
یہود کے عوام الناس کا ہے اور اب خداوند تعالے تحریف کرنیوالوں کی مذمت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَوَيْلٌ پس وائے ہے یا عذاب ہے یا ہلاکت ہے یا چاہ
دوزخ ہے کہ گہراؤ جسکا چالیس برس کی راہ کا ہے لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ واسطے ان لوگوں کے کہ لکھتے ہیں وہ توریت کو ساتھ ہاتھوں
اپنے کے تحریف کر کے کہ جو کچھ کتاب توریت میں محمد کے صفات لکھے ہیں انکو بدل کر لکھتے ہیں اور جس طرح سے کہ وہ صفات ہیں ویسا نہیں لکھتے ہیں اور اس کتاب کے فقروں میں
تبدیل و تحریف کر دیتے ہیں ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ پھر کہتے ہیں اس تحریف کی ہوئی عبارت کو اور اپنے جی سے بنائی ہوئی کو هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یہ نزدیک خدا کے سے ہے
یعنی یہ کلام خدا کا ہے اور اسکو کلام خدا کا اس واسطے کہتے ہیں کہ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ تاکہ خریدیں وہ ساتھ اسکے یعنی عوض میں اس تحریف کیے ہوئے کلام کے ثَمَنًا
قَلِيْلًا مول اور بہا تھوڑی کو کہ وہ مال فانی دنیا کا ہے یعنی علما یہود رشوت لیکر پیغمبر آخر الزمان کے صفات میں تحریف کرتے ہیں اسطرح سے کہ صفات آنحضرت
کی توریت میں یہی تھیں خوبصورت سپید رو مو گندم گوں سیاہ چشم میانہ قد اور انہوں نے انکو بدل کر لکھا کہ پیغمبر آخر الزمان ایک شخص ہوگا دراز قد کبود چشم سفید پوست
فروہشتہ مو یک چشم اور یہ صفات دجال کے ہیں اور جاہلوں سے علما نے بیان کیا کہ یہ صفات پیغمبر آخر الزمان کے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک جماعت تھی مدینہ
میں جو کہ تحریف کرتے تھے فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ پس وائے ہے واسطے ان کے اس چیز سے کہ لکھا ہے ہاتھوں انکے نے کلام خدا کو بدل کر
اپنی طرف سے اور ظاہر کیا اس بنائے کلام کو کہ یہ کلام خدا کا ہے وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ اور وائے ہے واسطے ان کے اس چیز سے کہ کمائی کرتے
ہیں وہ کہ مال حرام اس وقت تحریف کی عوض میں لیکر اپنا گزارہ کرتے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندہ خود فاعل اپنے فعل کا ہے اور اپنے اختیار سے کام کرتا ہے
اسی واسطے انکی جزا میں ثواب و عذاب پاویگا خدا نے کیے ہوئے کے سبب جیسے کہ تحریف کرنیوالوں کے واسطے خدا فرماتا ہے کہ ویل ہے انکے واسطے بسبب انکو
انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے اور اب خدا تعالے یہودیوں کے گمان باطل کو بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَقَالُوْا اور کہا ان یہودیوں نے کہ لَنْ
تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ہرگز نہ مس کریگی ہمکو آتش دوزخ مگر دن گنے ہوئے کہ وہ چالیس روز ہیں گوسالہ پرستی کے کہ ان دنوں میں
ہمنے گوسالہ پرستی کی تھی اس قدر ہم کو عذاب ہوگا نہ زیادہ اس سے خدا تعالے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان یہودیوں سے کہ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
عَهْدًا کیا لیا ہے تم نے نزدیک خدا کے عہد کو یعنی کیا تم نے خدا سے عہد و پیمان لے لیا ہے کہ خدا تمکو ہمیشہ عذاب نہ کریگا اور اگر تمنے خدا سے عہد
لے لیا ہے تو فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ پس چاہیے کہ ہرگز نہ خلاف کرے خدا عہد اپنے کو اور ہمیشہ تمکو عذاب نہ کرے اور اتخذتم کا ہمزہ مفتوح
ہمزہ استفہام ہے یہ ہمزہ آیا تو ہمزہ وصلی اس میں سے ساقط ہوگیا اور بعضے قاریوں نے اس کی ذال کو تا سے بدل کر کے تا کو تا میں ادغام کیا ہے پس حق تعالے
فرماتا ہے کہ کیا تمنے ہمیشہ عذاب نہ کرنیکا خدا سے عہد لیا ہے کہ خدا اپنے عہد کے خلاف نہ کریگا اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ یا کہتے ہو تم اوپر خدا کے اپنی طرف سے دروغ تہمت

النصف

کرکے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس امر کو کہ نہیں جانتے ہو تم اور جس چیز کا علم نہیں اسکو اپنی طرف سے جس طرح سے چاہتے ہو کہتے ہو ایسا نہیں ہے جو کہ یہودی
کہتے ہیں کہ ہمکو چند روز ہی آتش مس کرے گی بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً ہاں جو شخص کسب کرے بدی کو کہ وہ شرک ہے وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ
اور احاطہ کرلیوے ساتھ اسکے گناہ اس کا اور گھیر لیوے اسکو کہ وہ اپنے گناہ میں گرفتار رہو اور توبہ اپنے گناہ سے نکرے اور حدیث میں آیا ہے کہ انسان
گناہ کرتا ہے تو اس کے دلمیں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوتا ہے اگر وہ توبہ کرے تو وہ نقطہ زائل ہو جاتا ہے اور اگر وہ توبہ نکرے اور گناہ کرتا ہی تو جوں جوں
گناہ کرے ادھر وہ نقطہ زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے دلکو گھیر لیوے پھر وہ شخص طرف نیکی کے رجوع نہیں کرسکتا ہے فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ
پس یہ لوگ صاحب آتش دوزخ کے ہیں هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وہ بیچ اس آگ کی ہمیشہ رہنے والے ہیں کہ کبھی وہاں سے نہ نکلیں گے اور ہمیشہ اسمیں جلا کرینگے اور بلی
جواب ہے ان کے قول کا کہ وہ لن تمسنا النار ہے اور فرق درمیان بلی اور نعم کے یہ ہے کہ بلی جواب نفی کا ہوتا ہے اور نعم جواب ایجاب کا اور اہل مدینہ نے خطیئۃ کو خطیئات
پڑھا ہے جمع کا صیغہ اب مومنین کا حال بیان کرتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ ایمان لائے خدا اور رسول پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور عمل کئے ہیں انھوں نے اچھے اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یہی لوگ صاحب بہشت کے کہ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ اس بہشت کے ہمیشہ رہنے والے
ہیں کہ کبھی وہاں سے نہ نکلیں گے اور ہمیشہ بہشت کی نعمتوں سے لذت پاتے رہیں گے اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی مستحق بہشت کا اس حال میں ہوتا ہے کہ مومن
ہو اور نیک اعمال بجا لاوے اور اگر مومن ہو اور اچھے کام نہ کرے اور گناہوں سے پرہیز نکرے اور بدون توبہ کے مرگیا ہو تو وہ مستحق بہشت کا نہیں ہوتا مگر
خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے گناہوں کو بخش کر بہشت میں داخل کرسکتا ہے اور اگر چاہے گناہوں کو نہ بخشے بلکہ دوزخ میں داخل کرکے موافق اعمال بد کے عذاب کرے اور
جبتک کہ آدمی مومن ہے گو گناہ کرتا ہو واسطے اسکے امید نجات کی ہے اور احادیث ائمہ معصومین میں مذکور ہے کہ آدمی مومن جبتک ہے کہ اگر گناہ کرے تو بعد گناہ
کرنے کے اسکو فعل بد برا معلوم ہو اور اپنے دلمیں تصور کرے کہ تونے برا کیا اور اگر گناہ کرنا اس کو برا معلوم نہو اور گناہ کرنیکے بعد پچھتانے کہ میں نے برا کیا ہے تو
وہ شخص مومن نہیں ہے اور جبکہ مومن نہو تو بسبب اسکے واسطے مغفرت بھی نہیں ہے اور نہ اسکے واسطے شفاعت ہے اور اب خدا تعالیٰ پھر بنی اسرائیل کے یہود کو تذکرہ کرتا
ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اور یاد کرو تم جس وقت لیا ہم نے پیمان بنی اسرائیل کا یعنی ہمنے بنی اسرائیل سے
عہد لیا کہ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ نہ پرستش کرو تم سوائے خدا کے کسی کو کیونکہ سوائے اس کے نہ کوئی خدا ہے اور نہ کوئی مستحق عبادت ہے اور لا تعبدون
خبر ہے نہی کی معنی میں وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور ساتھ باپ اور ماں کے نیکی کرنی اور بالوالدین متعلق احسنوا محذوف کے ہے اور احسانًا اس کا
مفعول مطلق ہے اور تقدیر اسکی احسنوا بالوالدین احسانًا ہے یعنی نیکی کرو تم ساتھ باپ اور ماں کے نیکی کرنی اور احسانًا مذکور کے بالوالدین متعلق نہیں ہوسکتا ہے اسلئے کہ
مقدم ہونا معمول مصدر کا مصدر پر جائز نہیں ہے اور حضرت صادق سے ایک شخص نے پوچھا کہ نیکی کرنی والدین سے کیا ہے فرمایا کہ اسکے تئیں ایسی تکلیف نہ
دیوے تو کہ وہ تجھ سے سوال کریں کسی چیز کا اور کہیں کہ تو ہمکو دے بلکہ ایسا کر کہ ان کو تجھ سے سوال کرنیکی نوبت نہ پہنچے اور انکی آواز پر اپنی آواز کو بلند نکر اور انکے
آگے ہوکے مت چل اور نگاہ تیز سے انکی طرف مت دیکھ اور اگر تجھ کو وہ ماریں تو کہہ خدا انکو بخشے اور انکے روبرو مثل عاجز ذلیل کے رہ اور اگر وہ تجھ کو تنگ کریں تو
انکو اف مت کہہ تو یہ سب تفسیر میں بالوالدین احسانًا اما يبلغن عندك الكبر کے لکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بعد اسکے سورۂ بنی اسرائیل میں اسکا ذکر آویگا وَّذِي
الْقُرْبٰى اور ساتھ صاحب قرابت کے نیکی کرنی اور قربی مصدر ہے یعنی نیکی کرو تم اپنے قریبوں اور یگانوں سے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی رعایت
کرے انکو والدین کے قرابت کی تو وہ شخص ہزار ہزار درجہ بہشت میں دیا جائیگا وَالْيَتٰمٰى اور ساتھ یتیموں کے نیکی کرنی یعنی نیکی کرو یتیموں سے کہ ان پر رحم اور شفقت
کرو اپنے بچوں کی یتیمی کو یاد کرکے کہ اگر تمہاری اولاد یتیم ہوجائے اور چاہو کہ انپر کوئی مہربانی کرے اور یتامی جمع یتیم کی ہے اور یتیم اس کو کہتے ہیں کہ جسکا باپ مر جائے اور وہ
بالغ نہوا ہو یہ یتیم انسان کا ہے اور یتیم غیر انسان کا وہ ہے کہ جسکی ماں مر جائے اور احادیث میں آیا ہے کہ [illegible] وَالْمَسٰكِيْنِ اور
ساتھ مسکینوں کے نیکی کرنی یعنی نیکی کرو تم مسکینوں پر اور مسکین وہ ہے کہ جسکو احتیاج نے لاچار کردے گویا کہ فقیری نے اسکو ساکن کر دیا ہے اور مشہور علمائے شرع میں مسکین وہ ہے
کہ جو سال کے کھانے پینے کی قدرت نرکھتا ہو اور نہ کوئی پیشہ اسکے پاس ایسا ہو کہ اس سے اپنی احتیاج کو دفع کرتا ہو اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی [illegible]

کرے مسکین کی اسے مال میں سے خدا تعالیٰ اسے بہشتوں کو اسپر فراخ اور کشادہ کرے گا اور مغفرت اور رضامندی خدا کی اسکو پہنچے گی اور حدیث میں آیا ہے کہ
مسکین میں تین چیزیں ہیں ایک مسجد کہ مسلمانوں کے محلہ میں ہووے اور اسمیں نمازیں نہ پڑھتے ہوں اور دوسرا مسکین قرآن ہے کہ وہ گھر میں رکھا ہو اور اسکی تلاوت
نہ کرتے ہوں اور تیسرا عالم ہے کہ وہ ایک قوم میں بیٹھا ہو اور اس سے مسائل دین دریافت نہ کرتے ہوں وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور بات کرو تم اور کہو تم
واسطے آدمیوں کے نیک نرمی اور خلق نیک سے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کہو تم آدمیوں سے نیک بات یعنی خلق نیک سے مومن ہو اور کافر
سے لیکن مومن کہ پس روبرو اسکے کشادہ روئی اور تبسم سے باتیں کرو اور جو کوئی اسکا مخالف ہووے اس سے نرمی خلق سے باتیں کرو اور حدیث میں آیا ہے
کہ کافروں سے مدارات رکھو اور خلق نیک کے ساتھ اس سے ملاقات کرو کہ اگر وہ تمہاری اس نیک خلقی سے مسلمان ہو گا تو اس سے کوئی آزار تمکو نہ پہنچے گا وَ
أَقِيمُوا الصَّلَاةَ اور قائم رکھو تم نماز کو کہ ہمیشہ اس کے وقتوں پر پڑھتے رہو مع شرائط اور ارکان کے وَآتُوا الزَّكَاةَ اور دو تم زکوٰۃ کو کہ ہمیشہ اسکو
ادا کرتے رہو یہاں تک عہد بنی اسرائیل کا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس سے لیا تھا اور انھوں نے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ ہم یہ سب کام کرتے رہینگے لیکن اُن
لوگوں نے اُس عہد کو وفا نہ کیا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ پھر پھر گئے تم بعد اسکے اس عہد سے اے بنی اسرائیل اور اس عہد کو تم نے توڑ ڈالا إِلَّا
قَلِيلًا مِنْكُمْ مگر تھوڑے سے آدمی تم میں سے کہ وہ عہد پر قائم رہے اور محمدؐ پر ایمان لائے وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ اور تم روگردانی کرنے والے ہو حکم توریت سے کہ
جس میں محمدؐ کی پیروی کرنے کا حکم ہے اور پھر خدا تعالیٰ ان یہودیوں کو خطاب کرتا ہے کہ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ اور یاد کرو تم جس وقت کہ لیا ہم نے عہد تمہارا
یعنی تمہارے باپ دادا سے ہم نے عہد لیا تھا کہ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ نہ گراؤ تم خون اپنے یعنی آپس میں تم خونریزی مت کرو کہ ایک شخص تم میں سے دوسرے کو مار ڈالے
وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اور نہ نکالو تم نفسوں اپنے کو شہر اور ولایت اپنے سے کہ بعض تم میں سے جو کہ زبردست ہے وہ زیردست اور عاجز
کو نکال دیوے اور تم سب ہم مذہب ہو گویا کہ مثل ایک نفس کے ہو پس جو کوئی تم میں سے کسی کو نکالتا ہے گویا کہ وہ اپنے نفس کو نکالتا ہے ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ پھر اقرار کیا
تم نے اس عہد کا وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ اور تم گواہی دیتے ہو تم اسکو ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ پھر تم وہ گروہ ہو کہ بعد اس عہد و پیمان کے تَقْتُلُونَ
أَنْفُسَكُمْ قتل کرتے ہو تم نفسوں اپنے کو کہ آپس میں ایک شخص دوسرے کو قتل کرتا ہے وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ اور نکالتے ہو تم
ایک فرقہ کو اپنے میں سے شہر ان کے سے تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ مدد کرتے ہو تم آپس میں اوپر اُن کے یعنی ان کے نکالنے میں ایک شخص دوسرے کی مدد کرتا ہے
بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ سبب گناہ اور عداوت کے اور کہتے ہیں کہ مدینہ میں دو گروہ یہودیوں کے تھے ایک کو بنی قریظہ کہتے تھے اور دوسرے کو بنی نضیر اور
وہ دونوں گروہ آپس میں لڑائی کرتے تھے اور شہر میں دو قبیلے مشرکین کے تھے ایک اوس اور دوسرا خزرج پس بنی قریظہ تو قبیلہ اوس کے ساتھ ملکر ایک ہو گیا
اور بنی نضیر خزرج کے ساتھ مل گیا اور ہر فرقہ یہودیوں کا دونوں فرقوں میں سے مشرکین کے فرقہ کی کمک سے دوسرے فرقہ سے لڑائی کرتا تھا اور غلبہ کر کے
ان کو جلاوطن کر دیتے تھے اور جو کوئی اُن میں سے دشمن کے ہاتھ پڑ جاتا تھا اور وہ اسکو اسیر کرتا تھا تو اسکو وہ اپنے مال سے خرید کر لیتے تھے اس قصہ کو خدائے تعالیٰ
ساتھ کرتا ہے وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَى اور اگر آتے ہیں وہ تمہارے پاس قید ہو کر تو تُفَادُوهُمْ تو فدیہ دیتے ہو تم ان کا یعنی کہ انکو خرید کرتے
ہو تم فدیہ دیکر اور اساریٰ حال واقع ہوا ہے اور اساریٰ جمع اسریٰ کی ہے اور اسریٰ جمع اسیر کی ہے اور بعضے قاریوں نے اسکو اسریٰ پڑھا ہے وَهُوَ
مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ اور حال یہ ہے کہ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے نکالنا انکا وطن سے اور جلاوطن کرنا اور ہو ضمیر شان کی ہے اور مبتدا ہے
اور محرم خبر اسکی ہے اور اخراجہم مفعول مالم یسم فاعلہ محرم کا ہے اور اخراجہم کا اعادہ کیا اور یہاں اسکو اس واسطے لائے کہ یہ وہم ہو کہ ہو کی ضمیر خدا ہی کی
طرف پھرتی ہے اور وہ حرام ہے أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ کیا ایمان لاتے ہو تم ساتھ بعضی کتاب کے کہ فدیہ اسیر کا دیتے ہو وَ
تَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ اور کفر کرتے ہو تم ساتھ بعضے کے کہ قتل کرنا مومن کا اور جلاوطن کرنا اس کا توریت میں حرام لکھا ہے اور تم اس پر عمل نہیں کرتے
ہو فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ پس نہیں ہے جزا اس شخص کی کہ کرے اس کار بد کو تم میں سے اے یہودیو إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا مگر رسوائی بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ مقرر کرنا اور تمہارے گردن پر رکھنا بار جزیہ کا ہے وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى

اَشَدِّ الْعَذَابِ اور دن قیامت کے پھیرے جاویں گے وہ طرف بہت سخت عذاب کے کہ وہ عذاب دوزخ ہے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہیں ہے خدا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم ملکہ سب اعمال کو تمہارے جانتا ہے اور موافق تمہارے عملوں کے تم کو جزا دیوے گا اور بعضے قاریوں نے یعملون کو بعملون پڑھا ہے غائب کا صیغہ یعنی اور نہیں ہے خدا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہیں وہ عہد کے توڑنے والے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ یہ گروہ یہود کا وہ ہے کہ خرید کیا ہے انہوں نے زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ پس نہ ہلکا کیا جاوے گا ان سے عذاب وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ وہ نصرت کئے جاویں گے کہ ان کی مدد کرکے دنیا کے مکروہات سے ان کو رہائی دلوائے اور عذاب دوزخ سے ان کو بچائے اور بعد اسکے کتاب اور پیغمبروں کے بھیجنے کا ذکر کرتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی تھی ہم نے موسیٰ کو کتاب توریت کہ اس میں احکام شرع کے مرقوم ہیں اور وہ ہدایت تھی واسطے لوگوں کے وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور پیچھے لائے ہم بعد اس موسیٰ کے پیغمبروں کو جیسے کہ یوشع اور اشمویل اور شمعون اور داؤد اور سلیمان اور شعیا اور یرمیا اور عزیر اور حزقیل اور یونس اور زکریا اور یحیٰی وغیرہ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور دی ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو نشانیاں روشن اور معجزے وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور مدد کی تھی اسکے ساتھ روح القدس کے نام جبرئیل کا ہے اور وہ مدد یہ تھی کہ جبرئیل حضرت عیسیٰ کو روزن میں سے نکال کر آسمان پر لے گئے تھے جس وقت یہودیوں نے عیسیٰ کو سولی دینا چاہا تھا اور یہودا حضرت عیسیٰ کی صورت بنگیا اسکو یہودیوں نے سولی دیدی اور اس کپڑے ودس کو بیکون دال پڑھا ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ کیا پس جس وقت لایا تمہارے پاس پیغمبر ہمارا بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ ساتھ چیز کے کہ نہیں دوست رکھتے ہیں نفس تمہارے تو اسْتَكْبَرْتُمْ تکبر کیا تم نے اور ایمان نہ لائے تم اور تم وہ لوگ ہو کہ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ پس ایک فرقہ کو جھٹلایا تم نے مثل محمد عیسیٰ اور موسیٰ کے وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ اور ایک فرقہ کو قتل کرتے تھے تم مثل زکریا اور یحیٰی کے اور فریقا دونوں جگہ مفعول ہے کہ اپنے فعل پر وہ مقدم ہے اور یہودی کہتے تھے کہ دل ہمارے غلاف اور پردہ میں ہیں جو کچھ تو پڑھتا ہے ہمارے روبرو اے محمد ہم اسکو نہیں سمجھتے ہیں اور دلوں میں ہمارے تیرا کلام اثر نہیں کرتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ ان کے قول کو بیان کرتا ہے کہ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور کہا انہوں نے کہ دل ہمارے غلاف میں ہیں پس خدا تعالیٰ انکے جواب میں فرماتا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ وہ یہودی کہتے ہیں کہ دل ہمارے غلاف میں ہیں اس واسطے تیرا کلام نہیں سمجھتے ہیں بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ بلکہ رحمت الٰہی سے دور کیا ہے ان کو خدا نے سبب کفر ان کے اس واسطے وہ کلام حق کو نہیں سنتے ہیں فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ پس بہت ناقص ایمان لاتے ہیں کہ بعضی کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور بعضی کتاب پر ایمان نہیں لاتے اور قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی اور وہ مفعول مطلق فعل مذکور کا ہے اور ما اسمیں زائد ہے کہ واسطے مبالغہ تقلیل کے آتا ہے اور لفظ ما کی وایمانا قلیلا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور جس وقت آئی ان کے پاس کتاب یعنی قرآن نزدیک خدا کے سے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ تصدیق کرنے والا واسطے اس چیز کے کہ ہمراہ ان کے ہے یعنی سچا کرنیوالا توریت کہ یہودیوں کے پاس ہے اور موافق توریت کے توحید اور نبوت اور قیامت کے ہونے کے ذکر میں اور پھر ایمان نہیں لاتے وَكَانُوْا اور تھے یہودی مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے يَسْتَفْتِحُوْنَ فتح اور نصرت چاہتے تھے اور کہتے تھے عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے تھے جس وقت لڑائی کا ارادہ [illegible] ساتھ یہود مشرکوں سے [illegible] کہ ایک نبی اسمٰعیل کی اولاد سے پیغمبر آخر زمانہ کا ہووے گا انکے صدقے میں محمد کے آنے کی فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا پس جس وقت آیا ان کے پاس جو کچھ کہ پہچانتے تھے وہ یہودی اور جانتے تھے صفت محمد کو اور نبوت ان کی كَفَرُوْا بِهٖ کافر ہوئے انہوں نے ساتھ اس کے مانی ہوئی چیز کے جان بوجھ کر خلاصہ یہ ہے کہ یہودی پہلے بعث محمد کے آپکی آرزو کرتے تھے اور صفت محمد کی [illegible] ایمان نہ لائے اور ساتھ کفر لیا ان یہودیوں نے اور کفر اختیار کیا فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ پس لعنت خدا کی ہے اوپر کافروں کے کہ جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ بری ہے وہ چیز کہ خرید کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے یعنی بدلے اس کے اَنْفُسَهُمْ

نفسوں اپنے کو اَنْ يَّكْفُرُوْا یہ کہ کفر کریں وہ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے کہ وہ قرآن ہے اور کفر کیا انہوں نے بَغْيًا
از روئے سرکشی و حسد محمد کے اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ نازل کرتا ہے خدا فضل اپنے سے اوپر
جس شخص کے چاہتا ہے بندوں اپنے میں سے جو کہ لائق ہے یعنی خدائے تعالیٰ اپنے فضل سے محمد پر جو قرآن کو نازل کیا ہے تو یہودیوں کو حسد ہوا کہ
ان پر کیوں نازل کرتا ہے کہ یہ اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہے اس واسطے وہ اس کے ساتھ کفر کرنے لگے اور فرماتا ہے خدا فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ
پس پھر گئے تو وہ ساتھ غضب کے اوپر غضب کے خدا کی طرف سے کہ غضب پر غضب خدا کا ان پر ہے ایک غضب تو کفر کرنے کا اور دوسرا غضب حسد کرنے پیغمبر آخر الزمان پر
کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور خاص واسطے کافروں کے ہے عذاب خوار اور ذلیل کرنے والا اور فرماتا ہے
خدا کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اور جس وقت کہا جاوے واسطے ان یہودیوں کے کہ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ایمان لاؤ تم ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے
خدا نے کہ وہ قرآن ہے قَالُوْا کہتے ہیں وہ یہودی جواب میں کہ نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے
اوپر ہمارے یعنی ہم توریت پر ایمان لاتے ہیں کہ ہم پر نازل کی گئی ہے اور سوائے اس کے کسی کتاب پر ایمان نہیں لاتے وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ اور
کفر کرتے ہیں وہ یہودی ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اس توریت کے ہے یعنی سوائے توریت کے جو کتاب کہ نازل ہوئی ہے اور وہ قرآن ہے اس کے ساتھ کفر کرتے
ہیں وَهُوَ الْحَقُّ اور حال یہ ہے کہ وہ قرآن حق ہے کہ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ سچا کرنے والا ہے واسطے اس چیز کے کہ ہمراہ ان کے ہے اور وہ توریت ہی
کہ اس کی خبر ملتی ہے کہ وہ بھی کتاب خدا کی ہے اور مصدقًا حال واقع ہوا ہے قُلْ کہہ تو اے محمد ان یہودیوں سے اگر تم توریت کو سچا جانتے ہو اور اس پر
ایمان لائے ہو فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ پس کس واسطے قتل کرتے تھے تم پیغمبران خدا کو پہلے اس سے جیسا کہ تمہارے بزرگوں نے
کیا ہے کہ انہوں نے ہزاروں پیغمبر قتل کر ڈالے اس کا جواب معقول تم مجھ کو دو اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ایمان لانے والے یعنی اگر تم مومن
تھے تو پیغمبروں کو کس واسطے قتل کرتے تھے وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور البتہ تحقیق آیا تھا تمہارے پاس موسیٰ ساتھ معجزوں اور
دلیلوں روشن کے اور تم کو اس نے راہ راست بتلائی ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ پس پکڑا تم نے یعنی پوجنے لگے بچھڑے کو پیچھے اس موسیٰ کے
جس وقت کہ وہ کوہ طور پر توریت کے لینے کو گیا وَاَنْتُمْ اور تھے تم گوسالہ پرستی میں اپنے نفسوں پر ظٰلِمُوْنَ ظلم کرنے والے تھے کہ اس کی سزا میں مستحق
عذاب کے ہوئے اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ اور یاد کرو تم کہ جس وقت لیا ہم نے عہد تمہارا یعنی جس وقت ہم نے تم سے
عہد لیا موسیٰ علیہ السلام کی فرمانبرداری کرنے کا اور شرع کے احکام پر عمل کرنے کا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور بلند کیا اوپر تمہارے کوہ طور کو یعنی
عمل کرنے کے واسطے کوہ طور سر تمہارے اوپر جڑ سے اکھاڑ کر بلند کیا اور کہا ہم نے تم کو کہ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ لو تم جو کچھ کہ دیا ہے
ہم نے یعنی احکام شرع کے جو ہم نے تمہارے پاس بھیجے ہیں ان کو لو تم بِقُوَّةٍ ساتھ قوت دل کے اور نہایت کوشش کی کہ ان پر عمل کرو تم وَّاسْمَعُوْا اور سنو تم کہ
احکام شرع کے اور خدا کے حکم کی فرمانبرداری کرو تم قَالُوْا کہا ان یہودیوں نے باوجود اس تاکید اور سختی کے کہ سَمِعْنَا سنا ہم نے کانوں سے وَ
عَصَيْنَا اور نافرمانی کی ہم نے حکم تیرے کی دل سے یعنی ہم نے اپنے کانوں سے سن تو لیا لیکن اس پر عمل نہ کیا وَاُشْرِبُوْا اور پلائی گئی وہ یہودی فِيْ
قُلُوْبِهِمُ بیچ دلوں اپنے کے الْعِجْلَ دوستی بچھڑے کی یعنی مضاف حب کا محذوف ہے اور تقدیر اس کی حب العجل ہے یعنی ملا گئی ان کے دلوں میں دوستی بچھڑے کی
بِكُفْرِهِمْ بسبب کفر ان کے یہاں تک کہ وہ اس کو پوجنے لگے اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان یہودیوں کو کہ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ
بہت بد ہے وہ چیز کہ حکم کرتا ہے تم کو ساتھ اس کے بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ ایمان تمہارا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ایمان لانے والے توریت اور موسیٰ
پر اپنے گمان میں کہ مومن بھی ایسے ہیں [illegible] اگر تم میں ایمان ہوتا تو وہ کفر کا تم کو حکم نہ کرتا پس معلوم ہوا کہ توریت پر تمہارا ایمان نہیں ہے اور اگر
ہوتا تو ایسے افعال بد تم سے صادر نہ ہوتے اور توریت ہرگز حکم نہ کرے گی اس امر کا کہ جس کو خدا تعالیٰ برا جانے یعنی تمہارے نفسوں کی خواہش ایسے ایسے افعال کا
حکم کرتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہودی کہتے تھے کہ بہشت خاص ہم لوگوں کے واسطے ہے کہ سوائے ہمارے کوئی بہشت میں نہ جاوے گا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو

اے محمد صلعم ان یہودیوں سے کہہ کہ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ اگر ہے واسطے تمہارے ہی خانۂ آخرت عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا کے خَالِصَةً خالص اور خالص تمہارے ہی واسطے مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ سوائے آدمیوں اوروں کے کہ تم ہی بہشت میں جاؤ گے اور سوائے تمہارے اور کوئی بھی بہشت میں نہ جائے گا نہ محمد اور نہ مومن اُمّت کے تو اس صورت میں تم کو چاہیئے کہ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ پس آرزو کرو تم مرنے کی اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے اور راستگو اس قول میں کہ تم ہی بہشت میں جاؤ گے اس واسطے کہ جس وقت آدمی کو یقین ہو کہ میں بلا تامل بہشت میں جاؤں گا تو وہ بیشک اپنے مرنے کی آرزو کرے گا کہ دنیا کے رنج و تردد سے رہائی پا کر بہشت میں آرام سے رہے خَالِصَةً مصدر ہے اور حال واقع ہوا ہے وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا اور حال یہ ہے کہ ہرگز نہ آرزو کریں گے وہ یہودی اس موت کی کبھی ہمیشہ کو اور ابدًا منصوب علی الظرف ہے اور وہ خواہش مرنے کی نہ کریں گے بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ بسبب اسکے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں اُن کے نے کہ اعمال بد جو انھوں نے کئے ہیں اس سبب سے وہ ہرگز اسا مرنا نہ چاہیں گے کہ انکو وہ قتل کرتے تھے اور صفات پیغمبر آخر الزمان کی توریت میں محو کر دیتے تھے باوجود ثبوت حقیقت کے اور نبوت اور باعث دخول دوزخ کے ہیں وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ اور خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ ظلم کرنیوالوں کے اپنے نفسوں پر کہ انھوں نے دروغگوئی ایسا شعار کیا ہے اور پھر اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کی طرف خطاب کرتا ہے کہ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اور البتہ پاؤ گے ان یہودیوں کو اے محمد صلعم اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ زیادہ حریص کر سوائے آدمیوں سے اوپر جینے کے وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور ان لوگوں سے کہ شرک کیا ہے انھوں نے سب آدمیوں سے اور مشرکوں سے سب سے زیادہ حریص کر ہو گے جینے پر ان یہودیوں کو تو پائے گا اس واسطے کہ وہ جانتے ہیں یہ ہیں کہ جب تک جیتے ہیں آرام سے اور فراغت میں ہیں اور جس وقت مر جائیں گے تو اپنے اعمال بد کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوں گے اور مشرکین سب آدمیوں میں داخل تھے پھر جو ان کا ذکر کیا تو اس واسطے کہ مشرکین بھی آخرت کی حرص کہتے ہیں اور آخرت کی نعمتوں سے محروم ہیں اور ناامید ہیں لیکن یہ یہودی مشرکین سے زیادہ جینے کے حریص ہیں اور مرنا نہیں چاہتے کہ انھوں نے دیدہ و دانستہ حسد کی راہ سے حق کو مٹایا ہے اور مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا محمول ہے اَحْرَصَ النَّاسِ کے معنی پر یعنی احرص من الناس ومن الذین اشرکوا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصل میں احرص من الذین اشرکوا ہو پہلے اول فقرہ میں جو احرص موجود تھا اس واسطے دوسرے فقرہ میں سے محذوف کر دیا ہے اور یا یہ کہ احرص الناس میں من نہیں آیا اور من الذین اشرکوا میں آیا اس واسطے کہ مراد تعص [illegible] کا ہے اور اضافت افعل کی اسطرح ہوتی ہے جسکہ کہے تو کہ الیاقوت افضل الحجارۃ اور نہیں کہہ سکتا ہے افضل الزجاج بلکہ افضل من الزجاج کہے گا اور فرماتا ہے کہ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ دوست رکھتا ہے ایک ان کا اور چاہتا ہے کہ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ کاش عمر دیا جائے ہزار برس وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہے وہ ایک اُن کا اسا کہ دور کر نیوالا ہو اس ایک کو مِنَ الْعَذَابِ عذاب سے اَنْ يُّعَمَّرَ عمر دیا اس کا اور ہو کی ضمیر احدہم کی طرف پھرتی ہے اور ان یعمر سا [illegible] مصدر کے تعمیر کے معنی میں ہو کر فاعل ہوا مزحزحہ کا اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ وہ احدہم بمزحزحہ من العذاب تعمیرہ یعنی نہیں ہے کوئی ان کا اسا کہ دور کرنیوالا ہو اسکو عذاب سے عمر دینا اسکا اور مقصود اس سے یہ ہے کہ اگر ہزار برس کی عمر دیا جائے تو وہ عذاب کو اس سے دور نہ کرے گی اور بعضے مفسرین اسکو مشرکین کے حق میں لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مشرکین میں سے ہزار برس کی عمر جاہتے تھے اور مسلمان کو علیحدہ آپس میں نہیں ہیں اور اوپر کی آیت کے مطابق اسکو کچھ تعلق نہیں ہے وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ اور خدا دیکھنے والا ہے اور بینا ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ اور موافق اپنے اعمال کے انکو سزا دے گا اور منقول ہے کہ جس وقت یہودیوں نے جانا کہ جبرئیل نے حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ان کے سروں کے اوپر پہاڑ بلند کیا اور کہا کہ اگر خدا کا حکم نہ مانو گے تو میں پہاڑ کو تم پر گرا دوں گا اور بخت نصر کے مارنے کو یہودی گئے تو جبرئیل نے اسکو بچا لیا اور بخت نصر جوان ہوا اور اس نے یہودیوں کو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اس لئے یہودی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ ہمارا دشمن ہے یہ اس وحی لاتا ہے ہم نہ مانیں گے اگر اور کوئی [illegible] دشمن ہے اس [illegible] کے حق تعالیٰ اپنے حبیب کی طرف خطاب کرتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ جو کوئی کہ ہو دشمن واسطے جبرئیل کے اور جزا اس شرط کی محذوف ہے اور وہ فلیمت غیظا ہے اور تقدیر اسکی من کان عدوا لجبرئیل فلیمت غیظا ہے یعنی جو کہ دشمن [illegible]

جبرئیل کے پس جاہیے کہ مرجائے وہ غصہ میں جل کر اس واسطے کہ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ پس تحقیق اس جبرئیل نے نازل کیا ہے اس قرآن کو اوپر
دل تیرے کے اے محمد بِاِذْنِ اللّٰهِ ساتھ حکم خدا کے اور وہ قرآن کہ جسکو جبرئیل نے تجھ پر نازل کیا ہے جس وقت کہ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
سچا کرنیوالا ہے واسطے اس چیز کے کہ آگے اس کے ہے کہ وہ توریت ہے اور سوائے اسکے اور کتابیں جو کہ پہلے تجھ سے نازل ہوئی ہیں ان کا سچا کرنے والا ہے
وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور رہنمائی کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہے واسطے مومنین کے بہشت میں داخل ہونے کی اور دوزخ سے
نجات پانے کی اور مصدقًا حال واقع ہے اور ہدیٰ اور بشریٰ کہ مصدر ہیں بمعنی اسم فاعل یہ بھی حال ہیں اور فرماتا ہے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ جو
کوئی کہ ہووے دشمن خاص واسطے خدا کے وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور فرشتوں اس کے کے وَرُسُلِهٖ اور رسولوں اسکے کے وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ
اور جبرئیل اور میکائیل کے تو فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ پس تحقیق خدا دشمن ہے واسطے کافروں کے کہ وہ دشمن خدا کے اور پیغمبروں اور
فرشتوں کے ہیں اور جبرئیل اور میکائیل اگرچہ فرشتوں میں داخل ہیں لیکن واسطے ملحد ہونے ان کے مرتبہ کے علیحدہ بھی ان کا ذکر کیا ہے اور نافع نے
میکائیل کو میکائل پڑھا ہے اور عاصم نے میکال پڑھا ہے اور بعضوں نے میکئل اور کہتے ہیں کہ ابن صوریا کہ بڑا عالم یہود کا تھا اسنے کہا کہ اے محمد جو کچھ تم پر
نازل ہوا ہے اسکو ہم جو سمجھتے ہیں اور جو کچھ کہ تم پر نازل ہوا ہے اسکی ہم متابعت کریں گے اسکے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ
اِلَيْكَ اور البتہ تحقیق نازل کیا ہم نے طرف تیری اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ آیتوں روشن کو کہ وہ قرآن ہے وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اور
نہیں کفر کرتے ہیں ساتھ ان آیتوں کے اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ مگر بدکار باہر ہونیوالے حکم خدا سے بسبب عناد و حسد کے اور کہتے ہیں کہ جب کہ مالک نے
یہودیوں سے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے موسیٰ کی زبانی تم سے کچھ عہد نہیں لیا تھا کہ محمد پیدا ہوگا تو اسپر ایمان لانا اور کہا کہ پیغمبر خدا کا کچھ عہد نہیں ہے اس کے
جواب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا کیا ایسا ہی ہے کہ جس وقت عہد کیا انھوں نے عہد کرنا اس طرح کہ جو طریقہ عہد
کرنیکا ہے اور اسکو کامل کیا نَّبَذَهٗ ڈالدیا اس عہد کو یعنی توڑ ڈالا اسکو بعد اس کے فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ایک فرقہ نے ان یہودیوں میں سے بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ اکثر ان کے ایمان نہیں لاتے ہیں وَلَمَّا جَآءَهُمْ اور جس وقت آیا ان یہودیوں کے پاس رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
پیغمبر نزدیک خدا کے سے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ یعنی سچا کرنے والا ان کتابوں کا کہ ہمراہ انکے ہیں اور ان کتابوں کو خدا کی جانب سے نازل ہونے والی
کہنے والے اور حق کا جاننے والا نَبَذَ فَرِيْقٌ ڈالدیا ایک فرقہ نے مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ان لوگوں میں سے کہ دیئے گئے ہیں کتاب
كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ کتاب خدا کو کہ وہ قرآن ہے پیچھے پیٹھوں اپنی کے کہ اس کتاب پر عمل نہیں کرتے ہیں كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ یہودی
علما یہود لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں کہ یہ کلام خدا کا ہے اور محمد پیغمبر اس کا ہے یعنی یہ یہود یقین جانتے ہیں کہ قرآن کلام خدا کا ہے اور محمد پیغمبر
اسکا ہے لیکن بسبب حسد اور عناد کے ظاہر میں انکار کرتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان بن داؤد
علیہما السلام کے ابلیس نے جادو بنایا اور اس کو لکھ کر لپیٹ رکھا اور اس کی پشت پر لکھا کہ یہ صحف ہیں ذخائر سے بنایا تھا واسطے بادشاہی سلیمان
کے اور یہ علم کے خزانوں میں سے ہے اور اس کے وسیلہ سے ہر ایک مطلب حاصل ہو سکتا ہے اور اس کو حضرت سلیمان کے تخت کے نیچے دفن
کر کے چھپا دیا اور بعد اس کو تخت کے نیچے سے نکال کر لوگوں پر ظاہر کیا جو لوگ کہ کافر تھے کہتے تھے کہ سلیمان اسی کے عمل سے ہم پر غالب ہو گیا
اور مومنین کہتے تھے کہ وہ بندہ خدا کا ہے اور پیغمبر اس کا تھا اس واسطے یہودی حضرت سلیمان علیہ السلام کو جادوگر کہتے تھے [illegible]
تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور پیروی کی ان یہودیوں نے اس چیز کی [illegible]
شیاطین اوپر بادشاہی سلیمان کے یعنی سلیمان کی بادشاہی میں اس کو پڑھتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ سلیمان جادوگر تھا وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ
اور نہیں کفر کیا تھا سلیمان نے یعنی اس نے جادو نہیں کیا تھا اور وہ جادوگر نہ تھا اور جادو کفر اس واسطے [illegible]
ہے وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا اور لیکن شیاطین نے کفر کیا کہ وہ جادو کرتے تھے کہ يُعَلِّمُوْنَ [illegible]

سکھلاتے تھے وہ آدمیوں کو جادو اور منقول ہے کہ ایک پیغمبر کے زمانہ میں بعد نوح علیہ السلام کے لوگ جادو میں مشغول رہتے تھے اور فسق و فجور طرح
طرح اس کے سبب سے ہم پہنچے تھے اور لوگوں نے جادوگری میں مشغول ہو کر دین و اسلام ترک کر دیا حق تعالیٰ نے دو فرشتے ہاروت و ماروت آدمیوں کی صورت
میں شہر بابل کو روانہ کئے کہ لوگوں کو ان فعلوں سے منع کریں وہ فرشتے اس میں گئے اور وہاں کے لوگوں کو جادو کی حقیقت سے آگاہ کیا اور اس زمانہ
کے پیغمبر کو ایک عمل تعلیم کیا اور کہا کہ تم بندگان خدا کو یہ عمل سکھلاؤ کہ وہ اس عمل سے جادو کو جادوگروں کے دفع کرتے رہیں اس پیغمبر نے وہ عمل
بحکم ان فرشتوں سے سیکھا اور ان لوگوں کو تعلیم کیا اور کہا کہ تم اس عمل سے جادو دفع کرنا اور اس سے کسی دوسرے آدمی پر جادو نہ کرنا اور اس امر کو
خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ اور پیروی کی ان یہودیوں نے
اس چیز کی کہ نازل کی گئی تھی اوپر دو فرشتوں کے بیچ بابل کے کہ ہاروت اور ماروت ہیں دو فرشتے اور بابل غیر منصرف ہے اور ہاروت اور ماروت
عطف بیان ملکین کے ہیں اور غیر منصرف ہیں یعنی یہودیوں نے پیروی کی بابل میں ہاروت اور ماروت کی عمل کی کہ اسکا استعمال بطور جادو کے کیا اور تھا
وہ عمل جادو کے دفع کرنے کے واسطے نہ جادو کرنے کے واسطے وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور نہیں سکھلاتے تھے فرشتے کسی کو وہ عمل حَتّٰى
يَقُوْلَآ یہاں تک کہ کہتے وہ دونوں فرشتے کہ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ سوائے اس کے نہیں کہ ہم آزمائش کے لئے ہیں فَلَا تَكْفُرْ پس کفر کر یعنی
اس عمل سے تو کافر ہو جاتا اور ہم امتحان کرتے ہیں کہ کون شخص خدائے تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور ایمان پر ثابت رہتا ہے اور اس سے جادوگروں کا
جادو دفع کرتا ہے اور کون شخص بطور جادو کے آدمیوں کے ضرر پہنچانے کے واسطے اسکو استعمال کرتا ہے تاکہ آدمی اسکے معتقد ہو جائیں اور کہنے لگیں کہ ایسی
قدرت کوئی نہیں رکھتا ہے سوائے خدا کے اور اس سبب سے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے فَيَتَعَلَّمُوْنَ پس سیکھتے تھے وہ لوگ طالب سحر کے مِنْهُمَا ان دونوں جادو
میں جو کہ شیاطین ملک سلیمان میں پڑھتے تھے اور جو کہ فرشتوں پر نازل ہوا تھا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ اس چیز کو کہ جدائی ڈالتے ساتھ اسکے یعنی ان دونوں
جادوؤں سے وہ طالب جادو کے اس جادو کو سیکھتے تھے کہ جس جادو سے جدائی ڈالتے وہ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ درمیان مرد کے اور زوجہ
اس کی کے وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اور نہیں ہیں وہ لوگ ضرر پہنچانے والے ساتھ اس جادو کے کسی کو اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
مگر ساتھ علم خدا کے خدا اسکو جانتا ہے اور ان کو اس عمل کی سزا دے گا اس واسطے کہ ان کا کوئی عمل اس پر پوشیدہ نہیں ہے وَيَتَعَلَّمُوْنَ اور سیکھتے ہیں وہ
مَا يَضُرُّهُمْ اس چیز کو کہ ضرر کرے ان کو آخرت میں وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور نہ نفع بخشے ان کو نہ آخرت میں نہ دنیا میں مگر اس قدر دنیا میں فائدہ ہے کہ
اس سے کسی دوسرے کو ضرر پہنچائیں اگر قصد اسکے سیکھنے سے پہنچانا ضرر کا ہے اور سوائے اس کے جادو سے ضرر تو پہنچا سکتے ہیں اور فائدہ نہیں پہنچا سکتے نہ
غیر کو نہ اپنے نفس کو وَلَقَدْ عَلِمُوْا اور البتہ تحقیق جانتے ہیں وہ یہودی کہ جنھوں نے کتاب خدا کو پیٹھوں کے پیچھے ڈالدیا ہے اس امر کو لَمَنِ اشْتَرٰ
ىهُ البتہ وہ شخص کہ خرید کیا ہے اس نے جادو کو اور بدلا ہے دین خدا سے مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ نہیں ہے واسطے اسکے بیچ آخرت کے
کچھ حصہ اور فائدہ اور عذاب دوزخ سے اسکو ہرگز نجات نہ ہوگی اس واسطے کہ دیدہ و دانستہ وہ عذاب دوزخ اپنے واسطے اختیار کرتے ہیں وَلَبِئْسَ
مَا شَرَوْا بِهٖ اور البتہ بد ہے وہ چیز کہ وہ فروخت کیا ہے انہوں نے بدلے اس کے اَنْفُسَهُمْ نفسوں اپنے کو لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر ہیں
وہ یہودی کہ جانتے ہیں اسکی قباحت کو لیکن انہوں نے عمل نہ کیا تو وہ گویا کچھ نہیں جانتے وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا اور اگر تحقیق وہ یہودی ایمان
لاتے اور محمد کی نبوت کو اور قرآن کو حق جانتے وَاتَّقَوْا اور پرہیز کرتے وہ دین یہود سے اور جادو سے اور سوائے اس کے اور گناہوں سے
لَمَثُوْبَةٌ البتہ ثواب اور بدلا اسکا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ نزدیک خدا کے سے بہتر تھا واسطے ان کے صفات محمد کی پوشیدہ کرنے کی رشوت
لینے اور جادو سے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر ہیں وہ جانتے کہ ثواب خدا کا بہتر ہے اور [illegible] رہا ہوگا اور بعضے
لوگ جو ہاروت اور ماروت کے قصہ میں کہتے ہیں کہ یہ زہرہ کے گھر میں گئے اور شراب پی اور قتل نفس کیا [illegible] بابل میں [illegible] لٹکائے گئے ہیں [illegible]
علماء اور محققین کہتے ہیں [illegible] اس واسطے کہ ملائکہ معصوم ہیں ان سے ایسا فعل ممنوع [illegible]

ع ۱۳ ۱۴

ملاحظہ ہمارے احوال کا کر اور یہودیوں کے نزدیک یہ کلمہ دشنام تھا احمق کے معنی ہیں اسواسطے یہودی بھی خوش ہو کر کہ ہم کلمۂ بد کہتے ہیں مسلمانوں کی
سَروَری میں ان حضرت کو راعنا کہنے لگے خدائے تعالیٰ نے مومنوں کو اس کلمہ کے کہنے سے منع کیا کہ تم راعنا مت کہو چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا نہ کہو تم کلمۂ راعنا وَقُوْلُوا اور کہو تم عوض اس کلمہ کے انْظُرْنَا یعنی دیکھ تو ہمکو اور ملاحظہ ہمارے
احوال کا کر تو اور یا یہ کہ مہلت دے تو ہمکو تاکہ تحمل سے ارشاد کو ہم سمجھیں وَاسْمَعُوْا اور سنو تم اے مومنو دل کے کانوں سے اور قبول
کرو تم جو کچھ پیغمبر تمہارا تمکو کہے اور اسکی فرمانبرداری کرو وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور واسطے کافروں کے عذاب ہے دردناک آتش دوزخ
کا کہ ہمیشہ اسمیں جلا کریں گے اور منقول ہے کہ یہود کو بہت ناگوار تھا نبوت اولاد اسمٰعیل میں ہونا کہتے تھے کہ نبوت محمد کو کیوں ملی ایسے ہی مشرکین مکہ کو
ناگوار تھا کہتے تھے کہ کسی بڑے رئیس کو پہنچتی اور مومنین کو جو کوئی فائدہ حاصل ہوتا تھا اس کا حسد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بہتری واسطے کیوں حاصل
ہوئی خدائے تعالیٰ مومنین کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا نہیں چاہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اہل کتاب میں سے کہ وہ یہودی ہیں اور نہ مشرکین کہ وہ مکہ کے آدمی ہیں اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
یہ نازل کی جائے اوپر تمہارے کوئی نیکی دنیا اور آخرت کی پروردگار تمہارے کی طرف سے وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ اور خدا خاص
کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے جس کو چاہتا ہے اور مصلحت دیکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نیکی دنیا اور آخرت کی پہنچاتا ہے اور جس کو اپنے نزدیک مناسب
جانتا ہے پیغمبر کرتا ہے اپنے فضل و کرم سے وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور خدا صاحب فضل بڑے کا ہے کہ اپنے فضل سے جس کو چاہے فائدہ مند
کرے اور منقول ہے کہ جس وقت کوئی حکم پہلے حکم کے خلاف نازل ہوا تو یہود و مشرکین طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد کی رائے اور فکر استوار نہیں ہے
کبھی کچھ حکم دیتا ہے ان کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ جو کچھ منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت اَوْ نُنْسِهَا یا بھلا دیویں
ہم اس آیت کو موافق مصلحت کے تو نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ لاتے ہیں ہم بہتر اس آیت منسوخ سے بندوں کے فائدے کے لیے اَوْ مِثْلِهَا یا لاتے ہیں
مثل اس آیت کے کہ جو منسوخ ہوئی ہے اور آیت کو کہ مانند اسکے ہے اور فائدہ اس کے برابر ہے باوجود رعایت مصلحت کے اَلَمْ تَعْلَمْ کیا نہیں جانتا ہے
تو اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یہ کہ تحقیق خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے چاہے منسوخ کرے آیت کو چاہے ثابت رکھے لیکن جو کرتا ہے موافق
مصلحت کے کرتا ہے اور یہ منسوخ کرنا آیت کا محمد سے تعلق نہیں رکھتا ہے ہم جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں اور منقول ہے ایک شخص مومنین حضرت رسول خدا صلعم کی مجلس
میں سے کھڑا ہوا اور اسنے عرض کی کہ یا رسول خدا چند آیات قرآنی مجھکو یاد تھیں اور نماز تہجد میں میں انکو پڑھتا تھا کل کی رات وہ آیات مجھ سے
فراموش ہو گئیں ہر چند چاہتا ہوں کہ یاد آئیں لیکن یاد نہیں آتیں اور دوسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی یہی عرض کی اور ایک اور شخص کھڑا ہوا
اسنے بھی یہی عرض کی حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات کو منسوخ کیا اور جس آیت کو خدائے تعالیٰ منسوخ کرتا ہے اسکو یاد سے بھلا دیتا ہے
یہی تفسیر ننسہا کی ہے اور فرماتا ہے خدا اَلَمْ تَعْلَمْ کیا نہیں جانتا ہے تو اَنَّ اللّٰهَ یہ کہ تحقیق خدا وہ ہے لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
واسطے اسکی بادشاہی آسمانوں کی ہے اور زمین کی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اپنی سلطنت میں وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہیں ہے واسطے
تمہارے سوائے خدا کے مِنْ وَّلِیٍّ کوئی دوست کہ جس سے تمکو کوئی نفع پہنچے وَّلَا نَصِیْرٍ اور نہ کوئی مدد کرنے والا کہ تمسے ضرر کو دور کرے پس جو
کچھ تمہارے فائدے کے واسطے ہی منسوخ کرتا یا ثابت رکھتا وہی خدا کا رہا ہے اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ یا کیا ارادہ کرتے ہو تم
یہ کہ سوال کرو تم پیغمبر اپنے سے اے یہودیو كَمَا سُئِلَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ جیسے کہ سوال کیا گیا تھا موسیٰ سے پہلے اسکے کہ تمہارے بزرگوں نے کہا تھا موسیٰ
سے کہ تو ہمکو خدا کو دکھلا دے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اسکو دیکھیں وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ اور جو کوئی بدل کرے کفر کو ساتھ ایمان کے
کہ ایمان ترک کر کے کفر کو اختیار کرے فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ پس تحقیق گمراہ ہوا وہ شخص سیدھی راہ سے یعنی جو کوئی پیغمبر کے معجزہ میں غلط کرے
اور عناد کی راہ سے دوسرا معجزہ طلب کرے اسنے راہ سیدھی کو گم کیا اور کفر کو اختیار کیا اور کہتے ہیں کہ [illegible] احد [illegible] یہود لوگوں نے حضرت عمار [illegible]

کہا کہ اگر یہ پیغمبر تمہارا حق پر ہوتا تو یہ سختی اس کو ہوتی ہم تمہارے دین میں چلے آؤ تمہارے جواب میں فرمایا کہ ہم دین اسلام سے ہرگز نہ پھرینگے اور بعد اسکے
وہ دونو بزرگ رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حال بیان کیا حضرت نے ان دونو کے حق میں دعائے خیر کی اور خدا تعالیٰ نے یہ آیت
نازل کی اور فرمایا کہ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ دوست رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں بہتیرے اہل کتاب میں سے یعنی بہت آدمی اہل کتاب میں
سے ہیں کہ وہ یہودی ہیں اور چاہتے ہیں لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا کاش پھیر دیں وہ تمکو اے مومنو پیچھے ایمان
تمہارے سے کفر کرنے والے کہ حسد کرتے ہیں وہ تم سے حسد کر کر یعنی وہ یہودی چاہتے ہیں کہ پھیر دیں تمکو ایمان سے طرف کفر کے کہ تم کفر کرنے
لگو اور وہ تم سے بہت حسد رکھتے ہیں اور تمہارے دشمن جانی ہیں [illegible] بہر کرتے رہو اور کفارا اسم مفعول دوسرا یردون کا ہے اور حسد مفعول مطلق
حسدوا محذوف کا ہے یس چاہتے ہیں وہ تمہارا کافر ہو جانا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم نزدیک نفسوں اپنے سے یعنی اپنے جی سے تمہارا کافر ہو جانا چاہتے
ہیں مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ پیچھے اس سے کہ ظاہر ہو گیا ہے واسطے اُن کے حق یعنی تمہارا کافر ہونا وہ چاہتے ہیں بعد اسکے کہ ظاہر
ہو گیا ہے ان مومنوں کو اسلام کا حق ہونا اور دین یہود کا باطل ہونا فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا پس معاف کرو تم اور درگذر کرو تم ان سے اے
مومنین اور ستانا پھیرنا ان کی طرف سے اور ارادہ جنگ کا ان سے کرو حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ یہاں تک کہ لاوے خدا حکم اپنا اور جاری
کرے اپنے حکم کو ان کے قتل کے واسطے إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تحقیق کہ خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے تمہارا بدلا ان سے لیگا وَأَقِيمُوا
الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ اور قایم رکھو تم نماز اور دو تم زکواۃ کو ہمیشہ اور نماز کو پڑھتے رہو اور زکواۃ اسکے وقت پر دیتے رہو وَمَا تُقَدِّمُوا
لِأَنفُسِكُم اور جو کچھ آگے بھیجتے ہو واسطے نفسوں اپنے کے مِّنْ خَيْرٍ نیکی میں سے یعنی جو اعمال نیک کہ بھیجے اپنے نفسوں کے واسطے ادا کر کے
آگے بھیجے ہیں تَجِدُوهُ پاؤ گے تم اسکو یعنی ثواب اسکا تم پاؤ گے عِندَ اللَّهِ نزدیک خدا کے کہ تم کو عطا کرے گا اسواسطے کہ إِنَّ اللَّهَ تحقیق
خدا بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم بینا ہے اور دیکھنے والا ہے کوئی عمل تمہارا ضائع نہ جاویگا ہر ایک عمل کی تمکو جزا دیگا اور
حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی خدا کی راہ میں ایک لقمہ نان حلال دیتا ہے خدائے تعالیٰ اسکی پرورش کرتا ہے کہ وہ مثل کوہ عظیم کے ہو جاتا ہے اور کہتے
ہیں کہ جس وقت جناب رسول خدا صلعم ہوئے اور یہود و نصارے کی شرع کو منسوخ کیا تو ہر فرقہ دشمنی کی راہ سے حضرت کے در پے ہوا اور ہر ایک کہتا تھا
کہ ہم بہشت میں جاوینگے اور سوا ہمارے کوئی بہشت میں نہ جاویگا اس حال کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے وَقَالُوا لَن
يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اور کہا انھوں نے کہ ہرگز نہ داخل ہو گا بہشت میں إِلَّا مَن كَانَ هُودًا مگر جو شخص کہ ہووے یہودی أَوْ نَصَارَىٰ
یا نصرانی اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ یہ گمان اور آرزو انکی باطل ہیں بغیر دلیل کے قُلْ کہہ تو اے محمد ان یہودیوں اور نصرانیوں سے
کہ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ لاؤ تم دلیل اپنی بہشت میں جانے پر إِن كُنتُمْ اگر ہو تم اس امر میں صَادِقِينَ راستگو اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ جو تم کہتے ہو کہ ہم ہی
بہشت میں جاوینگے بَلَىٰ ہاں وہ شخص بہشت میں جاوے گا مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ جسنے تابع کیا ہے ذات اپنی کو خالص واسطے خدا کے
وَهُوَ مُحْسِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ نیک ہے کردار میں اور گفتار میں فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ پس واسطے اس کے اجر اس کا ہے نزدیک
پروردگار اسکے کے اور ثواب ملتا ہے اسکی فضل و کرم سے وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہیں خوف ہے اوپر ان کے ثواب کے کم ہو سکنے کا وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
اور نہ وہ غمگین ہونگے کسی طرح سے اور ضمیر مفرد کی طرف من کے باعتبار لفظ کے پھرتی ہے اور ضمیر جمع کی باعتبار معنی کے اور منقول ہے کہ یہود اور
نصارے جناب رسول خدا کے پاس جھگڑا لیکر آئے اور کہا کہ ہمارے جھگڑے کا فیصلہ کر حضرت سے پوچھا کہ تمہارا کیا قضیہ ہے یہودیوں نے کہا کہ ہم مومن ہیں
اور نصارے باطل پر ہیں اور نصاری کہتے تھے کہ ہم مومن ہیں اور یہودی باطل پر ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم سب دین حق سے خارج ہو یہودیوں
نے کہا کہ ہم کیونکر خارج ہیں کہ ہمارے پاس [illegible] خدا کی ہے اس کو ہم پڑھتے ہیں اور ایسے ہی نصاری نے کہا کہ ہم بھی کتاب خدا کی پاس رکھتے
ہیں اور پڑھتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم دونوں نے خدا کی مخالفت کی ہے اور نہیں جانتے تم کتاب خدا کی اگر جانتے تو ایک دوسرے کو کافر نہ کہتے [illegible]

دلیل کے کافر ہے کہتا اس قصہ کو خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ اور کہا یہودیوں نے کہ نہیں
ہیں نصاریٰ اوپر کسی چیز کے دین میں سے وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ اور کہا نصاریٰ نے کہ نہیں ہیں یہودی اوپر کسی
چیز کے دین میں سے وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ اور حال یہ ہے کہ وہ پڑھتے ہیں یعنی یہودی توریت سے جانتے ہیں کہ نصاریٰ خدا کے واسطے زن و فرزند
ثابت کریں گے اس جہت سے کافر ہیں اور نصاریٰ انجیل میں پڑھتے ہیں کہ یہودی بسبب انکار کرنے عیسیٰ اور انجیل کے کافر ہیں كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ
ایسا ہی کہا ان لوگوں کو کہ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ نہیں جانتے ہیں کہ مثل کہنے ان یہود و نصاریٰ کے یعنی جو لوگ کہ کچھ نہیں جانتے ہیں کہ ان کے
پاس کوئی کتاب نہیں ہے مثل مجوس اور مشرکین کے ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا تھا جیسے کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر
کہتا ہے فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ پس خدا حکم کرے گا درمیان اُن کے دن قیامت کے فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ بیچ اس چیز کے کہ
تھے وہ بیچ اُس کے اختلاف کرتے اور ہر ایک کو اس کی سزا دے گا اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قریش نے سال حدیبیہ میں جناب
رسول خدا کو مسجد الحرام میں جانے سے منع کیا تھا اس مقدمہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ اور کون زیادہ ظالم ہے
اس شخص سے کہ منع کرے مسجدوں خدا کو أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ اس سے کہ ذکر کیا جائے بیچ ان کے نام اس خدا کا وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا اور کوشش کرے
بیچ خراب کرنے اور ویران کرنے اُن کے کہ ان مسجدوں کو آباد ہونے دے نماز سے اور ذکر خدا سے اور ایک شان میں ہے کہ بعد ہجرت کے مومنین کو مکہ کی مسجد میں
نہیں جانے دیتے تھے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو لوٹ لیا اور بیت المقدس
کو خراب کیا اس کی خبر خدا تعالیٰ اس آیت میں دیتا ہے اور فرماتا ہے أُولَٰئِكَ یہ لوگ منع کرنے والے مَا كَانَ لَهُمْ نہیں لائق ہے واسطے ان کے أَنْ
يَدْخُلُوهَا یہ کہ داخل ہوں وہ ان مسجدوں میں إِلَّا خَائِفِينَ مگر خوف کرنے والے ہو کر اور ترساں اس کے عدل و حکم سے یہ کہ ان مسجدوں کو آباد ہونے
منع کریں اور الّا حرف استثنا کا واسطے توڑنے نفی کے آیا ہے اور خائفین حال واقع ہوا ہے اور اگرچہ یہ حکم خاص لوگوں کے واسطے ہی لیکن مراد اس سے عام ہے کہ
کسی مسجد کو عبادت سے منع نہ کرنا چاہیے اور مسجد کو ویران نہ کرنا چاہیے کہ اس میں کوئی نماز نہ پڑھے اور وہ ویران پڑی رہے اور ان کو منع کرنے والوں کے
بیچ میں خدا فرماتا ہے لَهُمْ فِي الدُّنْيَا واسطے ان منع کرنے والوں کے کہ بیچ دنیا کے خِزْيٌ رسوائی اور خواری ہے وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيمٌ اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب بڑا ہے اور منقول ہے کہ جس وقت آیت قبلہ کی نازل ہوئی تو مسلمانوں نے منہ طرف کعبہ کے کیا اور یہودی
مسلمانوں پر طعن کرنے لگے کہ بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کی طرف نماز شروع کی خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ اور خاص
واسطے خدا کے ہے پورب یعنی مکہ کہ جس جگہ سے آفتاب نکلتا ہے وَالْمَغْرِبُ اور پچھاں یعنی بیت المقدس کہ جس جگہ آفتاب غروب کرتا ہے فَأَيْنَمَا
تُوَلُّوا اس جدھر کو منہ پھیرو تم فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ پس اس جگہ ذات خدا کی ہے اور ادھر ہی قبلہ ہے کہ خدا تعالیٰ سب جگہ موجود ہے اور جس طرف
کو چاہا حکم نماز پڑھنے کا دیا اور بعضوں نے وجہ کو قبلہ کے معنی میں کہا ہے اور لام لِلّٰہ کا ملک کے واسطے ہے اور مشرق اور مغرب سے مراد جنس انکی ہے اس
واسطے جمع پر دلالت کریں گے اور اسما فعل کو جزم کرتا ہی حرف ما اسکے بعد آئے یا نہ آئے اور اذا اور حیث جزم نہیں کرتی ہیں جب تک کہ ان کے بعد ما نہ آئے
اور ثم ظرف مکان ہے اور استعمال اس کا مکان معہود اور معین میں ہوتا ہے إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا وَاسِعٌ فراخ مغفرت اور عطائے وسیع کرنے والا ہے
بندوں پر کہ زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہی عَلِيمٌ جاننے والا ہے بندوں کی مصلحت کا پس وہ لوگ اگر تم کو مسجد الحرام میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں تو تم جہاں چاہو
نماز پڑھو نماز قبلہ کی طرف منہ کر کے وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا اور کہا ان اہل کتاب نے کہ پکڑا ہے خدا نے فرزند کو یہود کہتے تھے کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے
اور نصاریٰ یہ کہتے تھے کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اور پر یہ اور ایسا ہے کہ سُبْحَانَهُ پاک ہے وہ خدا اس بات سے کہ کوئی فرزند ہووے بَلْ لَهُ بلکہ واسطے اسی کے ہے
اور مخلوق اور ملک سبھی ہے مَا فِي السَّمَاوَاتِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے ملائکہ وغیرہم وَالْأَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے حیوانات
اور درخت اور پہاڑ اور انسان وغیرہ خواہ عزیر ہو خواہ عیسیٰ ہو كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ ہر ایک اور کل واسطے اس خدا کے فرمانبرداری کرنے والا ہیں

اور اس کے ہر حکم ہیں بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنے والا آسمانوں کا ہے اور زمین کا وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا اور جس وقت
حکم کرے کسی امر کو کہ موجود ہو جائے وہ تو فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے واسطے اس کے کہ کُنْ ہو جا فَیَكُوْنُ پس ہو جاتا
ہے وہ پس جو شخص کہ ایسے اوصاف رکھتا ہو وہ کیونکر صاحب فرزند ہوگا اور جو لوگ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے ان کے رد میں
خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اور کہا ان لوگوں نے کہ نہیں جانتے ہیں اور بالکل نادان اور جاہل ہیں کہ لَوْلَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ
کیوں نہیں کلام کرتا ہے ہم سے خدا جیسا کہ فرشتوں سے کلام کرتا ہے یا ہمارے بزرگوں سے کلام کیا تھا اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌ یا کیوں نہیں آتی ہے ہمارے پاس
کوئی آیت اور یا اس میں اطلاع ہو اس امر کی کہ یہ پیغمبر سچا ہے یا کوئی معجزہ دکھلائے ہم کو کہ اس کے دعوے کی راستی پر دلالت کرتا ہو یہ حال تھا
کفار کا کہ باوجود دیکھنے معجزوں کے بعد معجزہ کے معجزہ طلب کرتے تھے از روئے عناد کے اور کہتے تھے کہ کوئی دوسرا معجزہ دکھلا اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ایسا ہی کہا تھا ان لوگوں نے کہ پہلے ان سے تھے نادان اور جاہل مِّثْلَ
قَوْلِهِمْ مانند کہنے ان کے یعنی جیسا کہ یہ کہتے ہیں ایسا ہی پہلے نادانوں نے کہا تھا اپنے اپنے پیغمبر سے کہ ہم کو کوئی معجزہ دکھلا باوجودیکہ
کہ اکثر معجزات انبیاء کے دیکھتے تھے اور عناد کی راہ سے دوسرا معجزہ طلب کرتے تھے تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ متشابہ ہیں دل ان کے آپس میں
یعنی ان لوگوں کے اور ان لوگوں کے دل جاہل اور اندھے ہونے میں آپس میں متشابہ ہیں جیسے کہ وہ لوگ نادان اور دلوں کے اندھے تھے ایسے ہی
یہ لوگ بھی نادان اور اندھے ہیں ان میں آپس میں فرق نہیں ہے قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ تحقیق بیان کر دی ہیں ہم نے دلیلیں روشن توحید اور نبوت
کی لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ یقین کرتے ہیں نہ وہ لوگ مانع حسد اور عناد کے ہیں اور خطاب کرتا ہے خدا طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے بیچ تسکین کے رد میں اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ تحقیق بھیجا ہے ہم نے تجھ کو اے محمد صلعم ساتھ حق کے بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا خوشخبری
دینے والا مومنوں کو بہشت کی اور ڈرانے والا کافروں کو عذاب دوزخ سے اور کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
زبان پر جاری ہوا کہ اگر خدائے تعالیٰ یہود پر عذاب کو نازل کرے تو غالب ہے کہ یہ لوگ خوف الٰہی سے ایمان لاویں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے
وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ اور نہ سوال کیا جائے گا تو اے محمد صاحبوں دوزخ سے یعنی دوزخیوں کے حال سے تو سوال نہ کیا جائے گا
کہ یہ کیوں نہیں ایمان لائے تیرے ذمہ تو فقط ہمارے حکموں کا پہنچا دینا ہے چاہے کوئی ایمان لائے اور چاہے کوئی کافر رہے اور واسطے ناامید ہونے
رسول خدا کے اسلام یہود و نصاریٰ سے فرماتا ہے کہ وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی اور ہرگز نہ راضی ہوں گے تجھ سے یہود و نصاریٰ
اے محمد صلعم حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ یہاں تک کہ پیروی کرے تو مذہب ان کے کی اور جس وقت ان کا یہ ارادہ ہو کہ ان کی پیروی کر تو وہ تیری پیروی کاہے کو
کریں گے اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان لوگوں سے کہ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ تحقیق ہدایت خدا کی طرف راہ راست کی کہ وہ دین اسلام ہی
هُوَ الْهُدٰی وہی ہدایت حق ہے نہ وہ راہ کہ جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ اور البتہ
اگر پیروی کرے تو خواہشوں ان کی کی اے محمد اور ان کی آرزو کے موافق کرے بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اس کے کہ آیا ہے تجھ کو علم یعنی
بعد اس کے کہ حاصل ہوا ہے تجھ کو علم اور یقین اسلام کے حق ہونے کا اور یہود و نصاریٰ کے مذہب کے باطل ہونے کا تو اس صورت میں مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ
مِنْ وَّلِیٍّ نہیں ہے واسطے عذاب خدا سے بچانے والا کوئی دوست وَّلَا نَصِیْرٍ اور نہ مدد کرنے والا کہ عذاب خدا سے رہائی دلوائے اور یہ سب فرض
ہے اس واسطے کہ رسول خدا کی شان میں یہ امر محال ہے اور اب خدا تعالیٰ اہل کتاب کے مومنوں کا ذکر کرتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وہ لوگ کہ
دی ہے ان کو کتاب توریت یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ پڑھتے ہیں وہ اس کو جیسے پڑھنے اس کے کا اور پیروی کرتے ہیں وہ اس کتاب کی بدون
تحریف کرنے اور بدلنے کے جیسا کہ عبداللہ بن سلام وغیرہ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ یہی لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس کتاب کے وَمَنْ
یَّكْفُرْ بِهٖ اور جو شخص کہ کفر کرے ساتھ اس کتاب کے کہ اس میں سے اپنی طرف سے کچھ بدل ڈالے یا اس کے حلال و حرام پر ایمان نہ لاوے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الخاسرون ہیں یہ لوگ ہی نقصان والے ہیں کہ دنیا میں تو خواری قید قتل اور جزیہ کی انکے واسطے ہی اور آخرت میں وہ گرفتار عذابِ دوزخ کے ہونگے اور فرماتا ہی خدا کہ یَا بَنِیٓ اِسْرَاۤءِیْلَ اذْکُرُوْا اے بیٹو یعقوب کے یاد کرو تم نِعْمَتِیَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ نعمت میری کو جو کہ انعام کی ہی میں نے اوپر تمہارے اور اس آیت کو خدا تعالٰی نے واسطے مبالغہ کے بنی اسرائیل کی نصیحت میں پھر بیان کیا ہے اور فرماتا ہی کہ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ اور بخشی تھی میں نے تمکو اوپر عالم کے لوگوں کے کہ تم میں بادشاہ اور انبیا پیدا کیے تمکو اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے وَاتَّقُوْا یَوْمًا اور ڈرو تم اس دن سے کہ لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ نہ کفایت کر سکے کوئی نفس عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا کسی نفس سے کچھ اور کوئی شخص کسی کی حق گزاری نہ کر سکے کہ کوئی کسی کو عذاب سے بچاوے وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ اور نہ قبول کیا جاوے اس سے فدیہ کہ کوئی اسا فدیہ دیکر عذاب سے محفوظ رہے وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ اور نہ نفع دیگی ان کو سفارش کسی کی وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ اور نہ مدد کیے جاویں گے کہ اپنی کمک سے کوئی کسی کو عذاب سے رہائی دلوائے اور اب خدا تعالٰی حضرت ابراہیم کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذِ ابْتَلٰٓی اور یاد کر تو اے محمدؐ کہ جس وقت آزمایا یعنی حکم کیا اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ ابراہیم کو پروردگار اسکے نے بِکَلِمٰتٍ ساتھ کلموں کے یعنی ساتھ بجا لانے کئی چیزوں کے فَاَتَمَّهُنَّ پس تمام کیا اس نے ان کلموں کو یعنی بجا لایا ان کو اور آزمائش سے مراد یہ ہے کہ معاملہ آزمائی والوں کا سا کیا گو اسکو علم اسکا پہلے سے تھا اس واسطے کہ آزمائش خدا کے واسطے نہیں ہے کہ وہ علام الغیوب ہی اور آزمانے والے کو بعد آزمائش کے علم حاصل ہوتا ہے اور خدا تعالٰی کو پہلے ہی سے علم حاصل تھا کہ یہ ایسا کریگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان کلمات سے اعمال حج کے ہیں اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہی کہ مراد اس سے دو بخڑے کرنا سر کے بالوں کا ہی اور نکالنا مانگ کا اگر سارے سر پر بال ہوویں اور کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا بیچ مرتبہ اور مسواک کرنا اور لبیں لوانی اور ناخن کٹوانے اور بغلوں کے بال منڈوانے اور زیر ناف کے بال مونڈنے اور ختنہ کروانا اور پانی سے استنجا کرنا اور ایک روایت میں ہی کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ابراہیم کو خواب میں دکھلایا کہ تو اپنے فرزند کو ذبح کر اور اس نے ذبح کا ارادہ کیا اور ایک روایت میں ہی کہ مراد کلمات سے وہ کلمے ہیں کہ جن کے وسیلہ سے آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی اور وہ محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ ہیں غرض یہ کہ جو کچھ ان کو حکم ہوا تھا وہ ان کو بجا لائے اور تمام کیا اور خدا تعالٰی نے اسکے بجا لانے کے عوض میں قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کہا کہ تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھکو واسطے آدمیوں کے امام اور پیشوا کہ تمام صلحا اور نیک آدمی بعد تیرے پیروی تیری کریں گے قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ کہا ابراہیم نے اور اولاد میری میں سے یعنی ابراہیم نے کہا کہ میری اولاد میں سی بھی بعضوں کو امام کر قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ کہا خدا نے کہ نہیں پہنچتا ہے عہد میرا کہ وہ امامت ہے ظالموں کو یعنی عاصیوں اور فاسقوں کو تیری اولاد میں سے کسی کو امام نہ کروں گا بلکہ نیکوں اور متقیوں اور صلحا کو امام کروں گا اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیا اور آئمہ علیہم السلام معصوم ہیں اور گنہگار آدمی قابلیت اور لیاقت امامت کی نہیں رکھتے اور ایک دلیل امام کے معصوم ہونے کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے جو کہا تھا کہ میری اولاد میں سے بھی امام کر تو مراد انکی اس سے یہ نہ تھی کہ حالت ظلم میں انکو امام کر بلکہ مراد یہ تھی کہ حالت ایمانداری اور اتقا اور نیکی میں امام کر اگرچہ پہلے اس سے انھوں نے ظلم کیا ہو خدا تعالٰی نے ابراہیم کے اس قول کو باطل کیا اور فرمایا کہ ظالم کو امامت نہیں ہو سکتی اگر کبھی اس نے ظلم کیا ہے اور کافر ظالم ہوتا ہے چنانچہ خدا تعالٰی فرماتا ہے وَالْکٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی اور کافر وہی ظالم ہیں پس معلوم ہوا کہ جو شخص ایک زمانہ میں کافر تھے اور دوسرے زمانہ میں وہ مسلمان ہوئے وہ لوگ قابل امامت کے نہیں ہیں اور مناقب خوارزمی میں رسول خدا صلعم سے روایت کر کے لکھا ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم نے دعا کی کہ میری اولاد میں بھی امام کر اور خدا تعالٰی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ عہد میرا ظالموں کو نہیں پہنچتا تو اس وقت ابراہیم نے دعا کی وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ یعنی بچا رکھ تو اے خدا مجھکو اور اولاد میری کو اس سے کہ پرستش کریں ہم بتوں کو خدا تعالٰی نے دعا ان کی قبول کی میری اور علیؑ کے حق میں مجھکو نبی کیا اور علیؑ کو وصی کیا اس روایت سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے بت پرستی کی کہ وہ لائق امامت کے نہیں ہیں گو بعد اسکے مسلمان ہو گئے ہوں اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ اور یاد کر تو اے محمدؐ جس وقت کیا ہم نے خانہ کعبہ کو مَثَابَةً جگہ پھرنے کی بازگشت کی لِّلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے اور مراد اس سے حج کرنے والے ہیں کہ ہر سال حج کو جاتے ہیں اور ثواب بے نہایت پاتے ہیں وَاَمْنًا اور کیا ہم نے اسکو جگہ امن کی کہ وہاں کوئی کسیکو قتل نہیں کر سکتا اور جہاں تک

یا جگہ اس کی ہے دوزخ کے عذاب سے اس واسطے کہ حج اور عمرہ موجب مغفرت عصیاں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتا ہے کہ جو کوئی داخل ہوا حرم
میں پناہ مانگنے والا ساتھ خدا کے وہ امن میں ہوا ناراضمندی خدا سے اور فرماتا ہے کہ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى اور پکڑو تم اے
مومنین مقام ابراہیم میں سے جگہ نماز پڑھنے کی اور نافع اور ابن عامر نے وَاتَّخَذُوا کی خا کو فتح سے پڑھا اور باقیوں نے کسرہ سے یعنی جس وقت طواف خانہ کعبہ
سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم میں کہ وہ دروازہ خانہ کعبہ کے سامنے ہے اور وہاں ایک حجرہ ہے اور اس میں ایک پتھر ہے کہ جس پر حضرت ابراہیم کے پاؤں
کا نقش ہے اس کے قریب دو رکعت نماز کی پڑھو کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابراہیم خانہ کعبہ کو بناتے تھے تو اس پتھر پر کھڑے ہو کر دیوار کو چنتے
تھے حضرت ابراہیم کے پاؤں کا نقش اس پتھر پر ہو گیا اور وہ پتھر خانہ کعبہ کے برابر دیوار تھا جاہلیت کا زمانہ ہوا تو لوگوں نے اسکو وہاں سے اٹھا کر یہاں
لا رکھا کہ اب جس جگہ ہے جناب رسول خدا نے اپنے عہد میں فرمایا کہ اس پتھر کو وہاں رکھو کہ جس جگہ تھا اس سے ابراہیم کے زمانہ میں تھا لوگوں نے اسکو اٹھا کر
وہاں رکھ دیا بعد رسول خدا کے جب عمر کا زمانہ ہوا تو عمر نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ پتھر جاہلیت کے زمانہ میں کہاں تھا لوگوں نے اس جگہ کا نشان دیا اور کہا کہ یہ
جگہ رکھا تھا عمر نے پھر وہیں رکھوا دیا کہ جس جگہ جاہلیت کے زمانہ میں تھا اور اب تک وہیں رکھا ہے ایک حجرہ میں اور فرماتا ہے خدا تعالیٰ وَعَهِدْنَا
إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ اور عہد کیا ہم نے طرف ابراہیم اور اسمعیل کے یعنی عہد لیا ہم نے اور حکم کیا ہم نے ابراہیم اور اسمعیل کو أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ
یہ کہ پاک کرو تم گھر میرے کو بتوں سے اور نجاست سے لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ واسطے طواف کرنے والوں کے اور عبادت کرنے والوں کے اور مجاوروں
بیت اللہ کے وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ اور واسطے رکوع کرنے والوں کے اور سجدہ کرنے والوں کے اور رُکَّع جمع راکع کی ہے اور سجود جمع ساجد کی اور خدا تعالیٰ
نے خانہ کعبہ کو اپنا گھر فرماتا ہے بسبب اسکی بزرگی کے اس واسطے کہ جو چیز عزیز ہوتی ہے اسکو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے کہ روح اللہ اور خدا تعالیٰ کے
علم اور قدرت کو نسبت تمام مخلوقات کی طرف برابر ہے اور خاص ایک جگہ میں خدا تعالیٰ نہیں ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی داخل ہوا خانہ کعبہ میں وہ
داخل ہوا رحمت خدا میں اور جو کوئی باہر نکلا اس خانہ سے وہ باہر نکلا گناہوں سے اور دوسری حدیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ رات اور دن میں ایکسو بیس بار رحمت
خانہ کعبہ کی طرف بھیجتا ہے ساٹھ واسطے طواف کرنے والوں کے اور چالیس واسطے نماز پڑھنے والوں کے جو کہ وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس واسطے نظر کرنے والوں
خانہ کعبہ کے اور خانہ کعبہ ایسی جگہ بنا ہوا تھا کہ وہاں نہ آب شیریں تھا اور نہ گھاس اور نہ زراعت کھیتی اور نہ میوے کے درخت تھے بلکہ یہ سب چیزیں وہاں
سے دور تھیں اور یہ امر باعث تکلیف کا ہے واسطے حج کرنے والوں کے کیونکہ آدمی اکثر ان چیزوں کی طرف محتاج ہوتا ہے اس واسطے حضرت ابراہیم نے روزی کی فراخی
کے واسطے دعا مانگی جناب حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ اور یاد کرو اے محمد جس وقت کہا ابراہیم نے کہ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا اے
پروردگار میرے کر دے تو اس گھر کو بَلَدًا آمِنًا شہر امن والا یعنی اور روزی کی تنگی سے وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ اور روزی دے تو
لوگوں اسکے کو پھلوں اور میووں سے مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وہ ان مکہ والوں میں سے ساتھ
خدا کے اور دن آخرت کے خدا تعالیٰ نے ابراہیم کی اس دعا کو قبول کیا کہتے ہیں کہ جبرئیل بحکم خدا ایک بستی کو فلسطین کی بستیوں میں سے کہ جس میں
کثرت سے میوے تھے وہاں سے اکھاڑ کر مکہ میں لائے اور سات مرتبہ اسکو بیت اللہ کے گرد پھرا کر بیس منزل مکہ سے دور لیگیا اور وہاں اسکو رکھ دیا
اور سات مرتبہ جو بیت اللہ کا طواف اسکو کروایا تھا اس واسطے اس بستی کا نام طائف ہوا اور طائف مکہ سے بیس منزل ہے اور وہاں اس کثرت سے
میوے ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا اور تمام میوے طائف کے مکہ میں لیجا کر فروخت کرتے ہیں اور بعد قبول کرنے دعا کے واسطے مومنین کے خدا تعالیٰ
نے قَالَ کہا کہ وَمَن كَفَرَ اور جو شخص کہ کفر کرے اور ایمان خدا پر نہ لائے تو فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا پس فائدہ دونگا میں اسکو تھوڑا اور قلیلاً
صفت ہے مصدر محذوف کی اور بعد اسکی فامتعہ متعاً قلیلاً ہے اور ابن عامر نے امتع کو مخفف پڑھا ہے باب افعال سے یعنی فائدہ دونگا میں
اسکو فائدہ دنیا تھوڑا کہ وہ فائدہ منقطع ہونے والا ہے زندگانی دنیا کا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ پھر ناچار اور مجبور کر کے لیجاؤنگا میں اسکو
طرف عذاب آتش دوزخ کے کہ ہمیشہ وہ اسمیں جلا کرے گا وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اور بری جگہ پھرنے کی ہے وہ آتش دوزخ اور اذ یرفع حضرت ابراہیم و اسمعیل

کی دعا کا ذکر کرتا ہے کہ وقت تعمیر خانہ کعبہ کے وہ مصروف دعا تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ
إِسْمَاعِيلُ اور یاد کر تو اے محمد جس وقت کہ بلند کرتا تھا ابراہیم بنیاد کو خانہ کعبہ سے اور اسمٰعیل اور اسوقت دعا کی انہوں نے کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اے
پروردگار ہمارے قبول کر تو ہم سے اس عمل کو إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ تحقیق تو سننے والا دعا کا جاننے والا نیتوں کا ہے کہتے ہیں کہ ابراہیم نے خانہ کعبہ
کو بنایا تھے اور اسمٰعیل اُن کو پتھر دیتے تھے اور ابراہیم اسمٰعیل سے سریانی زبان میں کہتے تھے کہ پتھر لا اور اسمٰعیل عربی زبان میں ابراہیم سے کہتے کہ پتھر دیجئے اور
کہتے ہیں کہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے خانہ کعبہ کو ابراہیم نے بنایا تھا کوہ طور اور کوہ زیتا اور کوہ لبنان اور کوہ جودی اور بنیاد اسکی کوہ حرا سے ہے کہ وہ مکہ
کے باہر ہے اور جس وقت وہ مکان تیار ہوا تو کہا کہ اے پروردگار ہمارے قبول کر تو ہم سے اور کہا کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ اے پروردگار ہمارے
اور کر دے تو ہمکو فرمانبرداری کرنے والے اپنی واسطے اپنے اور ثابت قدم واسطے راہ اپنی کے وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ
اور کر تو اولاد ہماری میں سے ایک گروہ کو فرمانبردار واسطے اپنے ثابت قدم دین اسلام پر اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ مراد اس امت سے اولاد
ہاشم و عبد مناف ہے اور پھر دعا کی حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے کہ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور دکھلا تو ہمکو اے پروردگار ہمارے مقامات حج ہمارے کے
وَتُبْ عَلَيْنَا اور توبہ قبول کر تو واسطے ہمارے إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ تحقیق کہ تو توبہ قبول کرنے والا ہے الرَّحِيمُ مہربان ہے توبہ کرنیوالوں پر
یہ تو خشوع اور خضوع اور کسر نفس کی راہ سے ہے نہ یہ کہ کوئی گناہ ان سے صادر ہوا ہو اور ممکن ہے کہ توبہ اُن کے واسطے اولاد کے ہوئے اور ابن کثیر نے
اَرِنَا کو بسکون را پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر را کے اور ابن عمر نے کسرۂ را کو اختلاس سے پڑھا ہے اور ... ہے کہ دو تہائی حرکت سے پڑھتے اور ایک
تہائی نہ پڑھتے اور مضاف مناسکنا کا محذوف ہے اور وہ مفعول ثانی ارنا کا ہے یعنی ارنا مواضع مناسکنا اور پھر حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل نے دعا کی کہ رَبَّنَا
وَابْعَثْ اے پروردگار ہمارے اور اُٹھا تو اور مقرر کر تو فِيهِمْ بیچ انکے یعنی ہماری اولاد میں رَسُولًا مِنْهُمْ ایک پیغمبر انہیں میں سے يَتْلُو
عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ کہ پڑھے وہ اوپر انکے آیتیں تیری وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھلائے وہ ان کو کتاب اور حکمت کہ وہ احکام شرع
کے ہیں وَيُزَكِّيهِمْ اور پاکیزہ کرے وہ ان کو شرک اور گناہوں سے إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ تحقیق کہ تو ہی ہے غالب سب چیز پر الْحَكِيمُ حکمت
والا کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور یہ دعا حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تھی کہ ایک پیغمبر
ہماری اولاد میں سے اُٹھا اس لئے کہ اولاد اسمٰعیل میں سے سوائے ہمارے پیغمبر کے کوئی پیغمبر نہیں ہوا اسلئے دعا حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی
قبول کی اور روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام نے اپنے بھتیجوں کو سلمہ اور مہاجر کو بلا کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ توریت میں محمد کے صفات لکھے ہیں تم دین
اسلام کو جو کہ ملت ابراہیم ہے قبول کرو پس سلمہ تو ایمان لایا اور مہاجر نے انکار کیا اس ذکر کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ وَمَنْ يَرْغَبُ
عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ اور کون شخص ہے کہ منہ پھیرے دین ابراہیم سے اور اس کی طرف رغبت نہ کرے إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ مگر وہ شخص
کہ بے وقوف اور خوار ہو گئے بیچ نفس اپنے کے اور اس جگہ رغبت کا صلہ عن آتا ہے تو وہ روگردانی کے معنی میں ہو جاتا ہے اور
نفسہ منصوب بنزع خافض ہے یعنی فی نفسہ اور اس کی ترکیب میں اختلاف بہت ہے اور فرماتا ہے کہ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا
اور البتہ تحقیق برگزیدہ کیا ہے ہم نے ابراہیم کو بیچ دنیا کے بسبب پیغمبری کے وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ اور تحقیق کہ وہ بیچ
آخرت کے البتہ نیکوں میں سے ہے اور امام زین العابدین سے روایت ہے کہ دین ابراہیم پر بجز ہمارے اور ہمارے شیعوں کے کوئی نہیں ہے اور پھر
فرماتا ہے خدا ابراہیم کی صفات میں کہ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہ کہا واسطے ان ابراہیم کے پروردگار اُس کے نے
کہ اسلام لا تو اور فرمانبرداری کر تو ہمارے احکام کی قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ کہا ابراہیم نے کہ اسلام لایا میں واسطے پروردگار عالموں
کے اور فرمانبرداری اسکی قبول کی جو چاہے سو حکم کرے اور ابراہیم نے جو وصیت کی تھی اپنی اولاد کو اسکو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے وَوَصَّى
بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ اور وصیت کی ساتھ اس دین کے ابراہیم نے بیٹوں اپنے کو اور یعقوب نے اولاد اپنی کو اور یعقوب عطف ابراہیم پر ہے

اور اہل شام نے وصّی کو اوصیٰ پڑھا ہے باب افعال سے اور وصیت یہ کی تھی کہ يَا بَنِيَّ اے بیٹو میرے إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ
تحقیق خدا نے برگزیدہ کیا ہے واسطے تمہارے دین کو کہ جو دین حق ہے اور سب دینوں سے افضل اور بہتر ہے وہ تم کو دیا ہے اس صورت میں چاہیئے کہ
فَلَا تَمُوتُنَّ پس نہ مرو تم إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ مگر جس وقت کہ تم مسلمان ہو یعنی اگر تم مرو تو حالت اسلام پر مرو اور فلا تموتن ظاہر میں نہی موت
سے ہے لیکن حقیقت میں نہی ترک اسلام سے ہے اور واو اسم کا جملہ حال واقع ہوا ہے اور یہودی کہتے تھے کہ یعقوب نے اپنے مرتے وقت اپنی اولاد کو
دین یہود کی وصیت کی تھی ان کے رد میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ کیا تھے تم حاضر اے یہود إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ
الْمَوْتُ جس وقت کہ حاضر ہوئی یعقوب کو موت یعنی جس وقت وہ مرا تھا اور اس نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کیا تم اُس وقت اُس کے پاس
تھے اور تم کہاں سے دعوے کرتے ہو کہ یعقوب نے دین یہود کی وصیت کی تھی بالکل تم جھوٹے ہو یہ ام منقطعہ ہے اور شہدا جمع شہید کی ہے کہ جو حاضر
کے معنی میں ہے اور فرماتا ہے خدا کہ کہاں تھے تم اس وقت کہ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ جس وقت کہا تھا یعقوب نے واسطے بیٹوں اپنے کے کہ مَا
تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي کس کو پرستش کرو گے پیچھے مجھ سے یعنی بعد میرے مرنے کے تم کس کی عبادت کرو گے قَالُوا کہا اُنھوں نے یعنی یعقوب کی
اولاد نے یعقوب سے کہا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ عبادت کریں گے ہم معبود تیرے کو وَإِلَٰهَ آبَائِكَ اور معبود باپوں تیرے کو إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ
وَإِسْحَاقَ ابراہیم کو اور اسمٰعیل کو اور اسحاق کو یعنی تیرے باپ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی ہم عبادت کریں گے إِلَٰهًا وَاحِدًا
عبادت کریں گے ہم معبود ایک کو کہ وہ خدائے پاک ہے اور سوائے اس کے کوئی معبود نہیں ہے وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ اور ہم واسطے خدا کے فرماں
برداری کرنیوالے ہیں اور ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق بدل ہیں آبائک سے اور الٰہا واحدا بدل ہے الٰہک سے اور اس آیت میں خدائے تعالیٰ ابراہیم و اسمٰعیل کو باپ یعقوب
کا فرماتا ہے اور حقیقت میں ابراہیم انکے دادا تھے اور اسمٰعیل انکے چچا تھے پس معلوم ہوا کہ عرف تعظیم کی جہت سے دادا اور چچا کو باپ کہتے ہیں اور آذر کو جو خدا نے دوسری جگہ باپ ابراہیم کا فرمایا ہے
وہ چچا ان کا تھا اور باپ ان کے تارح تھے وہ بھی اسی جہت سے فرمایا ہے کہ عرب چچا کو بھی باپ کہتے ہیں اور سوائے اس کے آذر نے حضرت ابراہیم کو
پرورش بھی کیا تھا اس واسطے وہ ان کو باپ کہتے تھے اور وہ ان کا باپ نہ تھا بلکہ چچا تھا اور یہودی کہتے تھے کہ اولاد کو باپوں کی نیکیوں کا ثواب ملے گا اور ان
کے گناہوں کا انکو عذاب ہوگا اس واسطے حق تعالیٰ یہودیوں کے رد میں فرماتا ہے کہ تِلْكَ وہ یعنی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق و یعقوب وغیرہ انبیا باپ دادا
یہودیوں کے أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ایک گروہ تھے کہ تحقیق گذر گئے وہ لَهَا مَا كَسَبَتْ واسطے ان کے وہ ہے کہ جو کسب کیا تھا اُنھوں نے اور اعمال
بجا لائے تھے وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ اور واسطے تمہارے وہ ہے کہ جو کسب کیا ہے تم نے اور جو اعمال کہ تم خود بجا لائے ہو اور ان کو اور تم کو دونوں
کو موافق اپنے اپنے اعمال کے جزا ملے گی وَلَا تُسْأَلُونَ اور نہ سوال کئے جاؤ گے تم عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ اس چیز سے کہ وہ عمل کرتے تھے یعنی
جو اعمال کہ وہ کرتے تھے تم سے ان اعمال کو نہ پوچھیں گے اور ان کی برائیوں کا تم سے مواخذہ ہوگا نہ اُن کی نیکیوں کا تم کو ثواب ملے گا اور ایسے
ہی اعمال تمہارے ان سے نہ پوچھیں گے تمہارے اعمال تمہارے واسطے ہیں اور ان کے اعمال اُن کے واسطے ثواب اور عذاب ہر ایک کو
اپنے اپنے اعمال کا ہے نہ دوسرے کے اعمال کا اور کہتے ہیں کہ یہودیوں کی جماعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اُس کے اصحاب کے
پاس آئی اور کہنے لگے کہ راہ حق نہیں ہے مگر طریق ہمارا تم ہمارے دین کی پیروی کرو اور اسی طرح نصاریٰ کے لوگوں نے حضرت سے اور
حضرت کے صحابہ سے کہا اور اس ذکر کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَقَالُوا اور کہا ان یہود و نصاریٰ نے مومنوں کو کہ
كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ہو جاؤ تم یہودی مسلمانو یا نصاریٰ یعنی یہودیوں نے تو کہا کہ تم ہمارے دین پر ہو جاؤ اور نصاریٰ نے
کہا کہ تم ہمارے دین پر ہو جاؤ اے مسلمانو کہ تَهْتَدُوا تاکہ ہدایت پاؤ گے تم اور راہ راست پر ہو جاؤ گے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ
کہہ تو اے محمد صلعم ان کے جواب میں کہ نہ ایسا ہے کہ جو تم کہتے ہو بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ بلکہ پیروی کرتے ہیں ہم دین ابراہیم کی کہ وہ دین تھا
ابراہیم حَنِيفًا مائل ہونیوالا طرف حق کے اور سب کجیوں اور گمراہیوں اور ادیان باطلہ کو ترک کر کے طرف دین حق کے رغبت کرنے والا ہے اور

لہ مفعول ہے مع محذوف کا اور حنیفاً حال واقع ہوا ہے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اور نہ تھا وہ ابراہیم مشرکوں میں سے اور یہ کنایہ ہے
طرف شرک یہود اور نصاریٰ کے کہ وہ دعوے کرتے تھے کہ ہم ابراہیم کے تابع ہیں اور حال یہ تھا کہ پھر شرک کرتے تھے یہودی تو کہتے تھے کہ عزیر خدا
کا بیٹا ہے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور اب خدا تعالیٰ مومنین کی طرف خطاب کرتا ہے اور کافی اور تفسیر عیاشی میں لکھا ہے
کہ اس خطاب میں مراد علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور ائمہ ان کے بعد یہ قول جاری ہے سب مومنین کی طرف چنانچہ خطاب کرکے فرماتا ہے
کہ قُولُوا کہو تم اے مومنین آمَنَّا بِاللَّهِ ایمان لائے ہم ساتھ خدا کے وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے
طرف ہمارے کہ وہ قرآن ہے وَمَا أُنْزِلَ اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ
وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ طرف ابراہیم کے اور اسمعیل کے اور اسحاق اور یعقوب کے اور فرزندان یعقوب کے کہ وہ بارہ
شخص تھے اور ان کی اولاد میں سے بنی اسرائیل ہیں اور اسباط بنی اسرائیل بمنزلہ قبائل کے ہیں اولاد اسمعیل میں اور اسباط جمع سبط کی اور سبط وہ
جماعت ہے کہ رجوع کرتے ہیں طرف ایک ... کے اور بعض میں سبط درخت کو کہتے ہیں اور سبط وہ ہیں کہ جو ایک شجر سے ہوویں اور حسن اور حسین علیہم
السلام کو جو سبط رسول خدا کہتے ہیں اس واسطے کہ یہ فرزندان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جو چیز کہ ابراہیم پر نازل ہوئی تھی وہ
میں صحف تھے وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ دیا گیا ہے موسیٰ اور عیسیٰ کو اور وہ توریت اور
انجیل ہے وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ دیئے گئے ہیں پیغمبر پروردگار اپنے کی طرف
سے یعنی جو کتابیں کہ نازل کی گئی ہیں کہ وہ باقی کے پیغمبر ہیں سوائے انبیاء مذکورین کے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ نہیں
فرق کرتے ہیں ہم درمیان کسی کے ان پیغمبروں میں سے بلکہ سب پر ایمان لائے ہیں نہ مثل یہود کے کہ وہ عیسیٰ اور محمد پر ایمان
نہ لائے اور نہ مثل نصاریٰ کے کہ وہ محمد پر ایمان نہ لائے وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ اور ہم واسطے خدا کے فرمانبرداری کرنے والے ہیں
فَإِنْ آمَنُوا پس اگر ایمان لاویں وہ یہود اور نصاریٰ بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ ساتھ مثل اس کے کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ
اس کے یعنی اگر ایمان لاویں وہ جیسا تم ایمان لائے ہو سب پیغمبروں اور کتابوں پر تو فَقَدِ اهْتَدَوْا پس تحقیق ہدایت پائی
انھوں نے اور راہ راست پر ہو گئے وہ وَإِنْ تَوَلَّوْا اور اگر پھر جاویں وہ ایمان سے فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ
پس سوا اس کے نہیں کہ وہ بیچ خلاف اور نزاع کے ہیں اور حق پر قائم ہیں فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ پس قریب ہے کہ کفایت کرے تجھ کو
اے محمد شر ان کے سے خدا اور ان کو خوار اور ذلیل کرے وَهُوَ السَّمِيعُ اور وہ خدا سننے والا ہے باتیں سب مومنوں اور مشرکوں
کی الْعَلِيمُ اور جاننے والا ہے اعتقاد دونوں فرقوں کے اور احوال ان کی نیتوں کے اور بعد نازل ہونے اس آیت کے یہودی اور
نصرانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی کرکے مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہمارے یہاں صبغہ ہے اور تمہارے ہاں صبغہ
نہیں اور صبغہ نصرانیوں کا تو یہ تھا کہ جس وقت ان کا بچہ ساتویں روز کا ہوتا تھا تو وہ اپنے بچہ کو زرد پانی میں غوطہ دیتے تھے اور اسکو
معمودیہ کہتے تھے کہ اعتقاد ان کا یہ تھا کہ یہ پانی بچہ کو پاک کرتا ہے سب مذہبوں سے سوائے مذہب عیسیٰ کے اور اس کو قائم مقام
ختنہ کے جانتے اور کہتے تھے کہ ہم نے جو اسکو رنگ دیا ہے یہ علامت ہے اس کے نصرانی ہونے کی اور یہودی اور رنگ نصرانی ہونے
رنگ کے مخالف تھے کہ آپس میں فرق ہو جائے اس قصہ کی طرف حق تعالیٰ اشارہ کرکے فرماتا ہے کہ کہو تم اے مسلمانوں کہ
صِبْغَةَ اللَّهِ کی پیروی کرتے ہیں ہم یا رنگ کرے ہم کو خدا کے صبغہ بدل ہے ملت ابراہیم سے اور صبغہ سے مراد دین اسلام ہے یا تطہیر
اور بانہ اصل ہے صبغنا صبغۃ اللہ یعنی رنگ کئے گئے ہم رنگ کرنا خدا کا کہ ہم اسلام سے رنگے گئے ہیں اور خدا نے ہم کو رنگ دیا ہے
پیدائش اسلام پر اور تمام آدمی اس رنگ سے رنگے ہوئے ہیں اور ہم کو یہی رنگ کفایت کرتا ہے وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً اور ...

شخص نیک زیادہ ہو خدا سے رنگ کرنے میں کہ تمام نجاسات کفر سے اُسے پاک کر دیا اور رنگ وہی ہے کہ جو خدا کا رنگا ہوا ہے اور ظاہر میں بدل گئے
اور کپڑے رنگنے سے کیا ہوتا ہے جس وقت کہ ایمان درست دل میں ہو بقول مشہور موگی جگت جانے ہیں کپڑے رنگے تو کیا ہو اور صبغنا کمثل داغ ہوا
ہے پس رنگنا صحیح وہی ہے کہ جو خدا نے رنگ کیا ہو اور اسکے رنگ کرنے پر قائم ہو کہ اسلام کو اُسنے ہاتھ سے نہ دیا ہو اور خاص اسکے
خدا کے عبادت کرتا ہو بدون آمیزش شرک کے وَنَحْنُ اور ہم ہیں یعنی جو لوگ کہ مسلمان ہیں لَهُ عَابِدُونَ واسطے اُسکے عبادت کرنے
والے ہیں خالص بدون شرک کے نہ اس کے غیر کو اور کسی طرح ہم شرک نہیں کرتے ہیں اور تم شرک کرتے ہو پس ہم بہتر ہیں دین میں یا تم بہتر
ہو اور یہود و نصاریٰ کو ایسی باتوں کے سننے سے کہ مسلمان ان کو جواب دیتے تھے نہایت تعصب ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ ہم فرزندان خدا ہیں
اور پیغمبر ہمیشہ ہم میں سے ہوتے رہے ہیں اور عرب میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا اسواسطے خدا کے ساتھ ہمکو خصوصیت ہے نہ مسلمانوں کو اور اگر
پیغمبر ہوتا تو ہم میں سے ہوتا نہ عرب میں سے انکے جواب میں خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمدؐ ان اہل کتاب سے أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ کیا
جھگڑتے ہو تم ہم سے بیچ دین خدا کے اور خدا کے باب میں دعوے فرزندی کا کرکے وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ اور حال یہ ہے کہ وہ پروردگار ہمارا ہے
اور پروردگار تمہارا بھی اور اسکو کسی کے ساتھ خصوصیت نہیں ہے سب یکسر مخلوقات اور بندے اُس کے ہیں اور پرستش اسکی سب پر واجب ہے اور
فرزندی منافی پرستش کے ہے وَلَنَا أَعْمَالُنَا اور واسطے ہمارے عمل ہمارے ہیں کہ ہمکو انکی جزا ملے گی وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ اور واسطے عمل تمہارے
ہیں کہ تم اپنے اُن اعمال کی جزا پاؤ گے وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ اور ہم واسطے اُس کے خالص اعتقاد رکھنے والے ہیں اور خالص اسکو عبادت
کرنیوالے ہیں اور ہم شرک نہیں کرتے ہیں اور تم مشرک ہو اور مخلص بہتر ہے مشرک سے اور منقول ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور
سوائے ان کے پیغمبر یہودی تھے اور نصرانی کہتے تھے کہ وہ نصرانی تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ أَمْ تَقُولُونَ کیا کہتے ہو تم یہ قراۃ اہل کوفہ
کی ہے سوائے ابوبکر اور ابن عامر کے اور باقی قاری یقولون پڑھتے ہیں غائب کا صیغہ یعنی کیا کہتے ہیں وہ اہل کتاب کہ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ
وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ تحقیق ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور فرزندان یعقوب كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ
تھے وہ سب یہودی یا نصرانی فرماتا ہے خداتعالیٰ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان کو ملامت کرکے کہ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ کیا تم زیادہ عالم اور جاننے والے ہو ان
پیغمبروں کے حال کو أَمِ اللَّهُ یا خدا کہ جس نے ان کو پیغمبر کیا تھا وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ چھپائے کہ
شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ گواہی کہ جو ثابت ہے نزدیک اس کے خدا کی طرف سے کہ اس نے کتاب خدا سے جانا ہے حق ہونے نبوت محمد
کو یعنی یہودی اور نصرانی بڑے ظالم ہیں کہ جان بوجھ کر گواہی کو پوشیدہ کرتے ہیں وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور نہیں خدا غافل اس
امر سے کہ کرتے ہو تم اے یہود لو اور نصاریٰ کہ دیدہ و دانستہ گواہی چھپاتے ہو اور محمد کی نبوت کا انکار کرتے ہو تعملون کی قرأت میں بھی مثل قرأت یقولون
کے وہی اختلاف ہے تِلْكَ أُمَّةٌ وہ ایک گروہ تھا انبیاء کا کہ قَدْ خَلَتْ تحقیق گذر گئے وہ لَهَا مَا كَسَبَتْ واسطے اُنکے وہ ہے کہ جو کسب
کیا ہے انھوں نے اور جو اعمال کہ انھوں نے کئے ہیں وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ اور واسطے تمہارے وہ ہے کہ جو کسب کیا ہے تم نے اور اعمال کئے ہیں اے
اپنے اعمال کا ہر ایک کو بدلا دیا جائے گا وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور نہ سوال کئے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ عمل کرتے ہیں وہ یعنی اُن کے
اعمال تم سے نہ پوچھے گا اور نہ ان کے اعمال کی تمکو جزا ملے گی اور منقول ہے کہ حضرت رسول خدا مکہ میں تھے تو پہلے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور
تیرہ برس بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی جب وہ مدینہ منورہ میں ہجرت کرکے تشریف لائے تو سترہ مہینے تک پھر بیت المقدس کی طرف نماز
پڑھی یہودی طعن کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ قبلہ کو نہیں جانتا ہے اس لئے ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے اور ہماری پیروی کرتا ہے حضرت
کو یہ طعن نہایت شاق گذرا اور بہت غمگین ہوئے اور دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا اس قصہ کو خداتعالیٰ بیان
کرتا ہے سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ قریب ہے کہ کہیں بیوقوف لوگ آدمیوں میں سے کہ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا کے

پھیر دیا ہے ان مسلمانوں کو قبلہ ان کے سے وہ قبلہ کہ تھے وہ اوپر اس کے کہ پہلے اس سے اس کی طرف نماز پڑھتے تھے یعنی پہلے اس سے جو مسلمان بیت
المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور اب کعبہ کی طرف نماز پڑھنے لگے ان کو بیت المقدس سے کعبہ کی طرف کس نے پھیر دیا اور بعضے یہودی کہتے تھے
کہ محمد تو اپنے امر میں متردد ہے کبھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتا ہے اور کبھی کعبہ کی طرف اور بعضے یہودی اور منافق کہتے تھے کہ محمد اپنے وطن
مکہ کا مشتاق ہے اس واسطے اس کی طرف اس نے منہ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان یہودیوں اور منافقوں سے کہ لِلّٰهِ
الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ خاص واسطے خدا کے ہے مشرق او مغرب یعنی کعبہ کہ وہ مشرق کی طرف ہے اور بیت المقدس کہ وہ مغرب کی طرف ہے سب خدا کے
واسطے ہے اور سب جگہ وہ موجود ہے جس طرف چاہے نماز پڑھنے کا حکم دے اور موافق مصلحت کے يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ رہنمائی کرتا ہے جس کو چاہتا ہے طرف راہ سیدھی کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی ہدایت کرتا ہے واسطے نماز پڑھنے کے طرف بیت المقدس
کے اور کبھی طرف کعبہ کے موافق حکمت اور مصلحت کے اور اب خدائے تعالیٰ واسطے رد کرنے کافروں کے فضیلت امت محمد مرحومہ کی بیان کرتا ہے
کہ وَكَذَٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ ہم نے تم کو راہ راست بتانے والے کر دیا تھا ایسے ہی جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا کیا ہم نے تم کو گروہ
عادل اور برگزیدہ اور بہتر لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ تا ہو تم گواہ اوپر آدمیوں کے انبیا کے واسطے کہ ان آدمیوں پر کہ جو انبیا کی نبوت کے
منکر تھے وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا اور ہووے پیغمبر آخر الزمان اوپر اسی تمہاری کے گواہ یعنی جس وقت تم دوسرے انبیا کی
واسطے گواہی دو گے تو تمہارا پیغمبر تمہارے سچ کہنے کی گواہی دے گا منقول ہے کہ قیامت کے روز خدائے تعالیٰ واسطے الزام ان لوگوں کے کہ جو منکر ہوئے پیغمبروں
کی رسالت کے ان کے انبیا سے پوچھے گا کہ تم نے پیغام ہمارا کہ وہ ہمارے احکام تھے پہنچایا امتوں کو تو کہیں گے ہم نے اپنی اپنی امتوں کو پہنچایا وہ کہیں
گے کہ جو کچھ تو نے فرمایا تھا سب ان کو پہنچا دیا اور جس وقت خدائے تعالیٰ ان سے احکام کے پہنچانے پر گواہوں کو طلب کرے گا تو وہ انبیا اپنی
تصدیق کے واسطے اس امت کو یعنی پیغمبر آخر الزمان کی امت کو اپنے گواہ مقرر کر کے لائیں گے اور امت کے لوگ گواہی دیں گے کہ انبیا نے سب
احکام خدا کے اپنی امتوں کو پہنچائے اس وقت پہلی امتوں کے لوگ کہیں گے کہ تمکو کیا خبر ہے کہ انبیا نے ہم کو احکام خدا کے پہنچا دیئے تب اس
امت کے لوگ ان کے جواب میں کہیں گے کہ ہم نے اپنے پیغمبر سے سنا ہے اور اسکو خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی تھی اس وقت جناب سرور
کائنات کو طلب کریں گے اور امت کے حال سے دریافت کریں گے حضرت اپنی امت کی عدالت اور راستگوئی کی گواہی دیں گے یہ مقصود ہے اس
آیت سے جو کہ مشہور ہے مفسرین میں اور مذہب اہل بیت علیہم السلام میں جو کہ وارد ہے وہ یہ ہے کہ مراد امت وسط سے آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اس
واسطے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تمکو امت وسط یعنی عادل بنایا ہے اور جس کو خدائے تعالیٰ نے عادل فرمایا ہو وہ بیشک معصوم ہے اس لیے
کہ خدائے تعالیٰ ظاہر و باطن کا حال جانتا ہے اور جب تک کہ آدمی سب گناہوں سے پاک نہ ہو خدائے تعالیٰ اسکو کبھی عادل نہ فرمائیگا اور ائمہ
معصومین سے مراد ہونے کی حدیثیں ہماری کتابوں میں بہت سی ہیں اور اہل سنت کی کتابوں میں سے ابو القاسم حسکانی نے جس نے شواہد التنزیل
میں روایت بیان کی ہے اس ایک روایت پر اکتفا کرتا ہوں جناب نے روایت کی ہے سلیمان بن قیس ہلالی سے کہ فرمایا جناب امیر المومنین نے کہ آیہ
لتكونوا شهداء على الناس سے ہم مراد ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گواہ ہیں اور ہم گواہ ہیں خدا تعالیٰ کی خلقت پر اور حجت خدا کے
ہیں اس کی زمین میں اور ہم وہ ہیں کہ فرمایا ہے خدائے تعالیٰ نے ہمارے حق میں وكذلك جعلناكم امة وسطا اور اب خدائے تعالیٰ بیت المقدس
کے قبلہ ہونے کی وجہ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ اور نہیں کیا ہم نے قبلہ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا اس جہت کو کہ تھا تو اوپر اسکے
إِلَّا لِنَعْلَمَ مگر تاکہ جانیں ہم خدا نے تعالیٰ [illegible] اور اصحاب کے [illegible] کو [illegible] مکہ کے [illegible] پیغمبر کے قرب دیکھ کر اپنی بیش
قریب دکھا فرماتا ہے واسطے زیادتی خصوصیت ان لوگوں کی سے طرف خدا کے اور مراد اس سے یہ ہے تاکہ جانے پیغمبر اور مومن کہ مَنْ يَتَّبِعُ
الرَّسُولَ کون پیروی کرتا ہے پیغمبر کی مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ان لوگوں میں سے کہ الٹے پھر گئے وہ اور پھر بیٹھے اپنی کے یعنی مرتد ہو گئے ہیں

امر درست اور راست ہی اس واسطے کہ انھوں نے توریت میں پڑھا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں دو قبلہ کی طرف نماز پڑھے گا اور آخر قبلہ کو جو ہمیشہ کو رہے گا وہ کعبہ ہوگا باوجود اسکے علما یہود انکار کرتے ہیں اور اپنے مذہب کے عوام کو گمراہی میں ڈالتے ہیں وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ اور نہیں ہے خدا غافل عَمَّا يَعْمَلُونَ اسچیز سے کہ کرتے ہیں وہ یہودی کہ جان بوجھ کر قبلہ کا انکار کرتے ہیں اور روایت ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر محمد معجزہ دکھلائے اپنے دعوے کی راستی پر کعبہ کی طرف نماز پڑھنے میں تو ہم اسپر ایمان لائیں اور کعبہ کی طرف ہم بھی نماز پڑھنے لگیں حقتعالے انکی تکذیب کرتا ہے کہ وَلَئِنْ اَتَيْتَ اور البتہ اگر لائے تو محمد صلعم اور دکھلائے تو الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اور ان لوگوں کو کہ دئے گئے ہیں کتاب بِكُلِّ اٰيَةٍ کل معجزے اپنے حق ہونے پر اور ہر معجزہ تو ان کو دکھلائے تو مَا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ نہ پیروی کریں گے وہ قبلہ تیرے کی اور ہرگز اُدھر کو منہ کرکے وہ نماز نہ پڑھیں گے اور منقول ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر محمد ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے تو ہم اسپر ایمان لائیں خدائے تعالے انکی طمع کے دفع کرنے کو فرماتا ہے وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ اور نہیں ہے تو اے محمد صلعم پیروی کرنے والا قبلہ ان کے کی کہ جیسے وہ تیرے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے ہیں تو بھی اُن کے قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھے گا کہ تجکو حکم نہیں ہے ادھر کے پڑھنے کا وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ اور نہیں ہے بعض اُن کا پیروی کرنے والا قِبْلَةَ بَعْضٍ قبلہ بعض کے کہ قبلہ یہود کا مغرب ہو اور قبلہ نصارا کا مشرق ہے اور ایک فرقہ ان میں سے دوسرے کے قبلہ کی پیروی نہ کریگا جیسے کہ تیری پیروی نہیں کرتے ہیں وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اور البتہ اگر پیروی کرے تو اے محمد بسبیل فرض اَهْوَاءَهُمْ خواہشوں اُن کے کی قبلہ کے مقدمہ میں کہ اُن کے قبلہ کی طرف تو نماز پڑھنے لگے مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ پیچھے اس سے کہ آیا ہے یعنی حاصل ہوا ہے تجکو علم کہ قبلہ ابراہیم کا حق ہے اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ تحقیق کہ تو اسوقت البتہ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائے کہ خدا کے حکم کے برخلاف کرے اور یہ نہایت مبالغہ ہے انکی طمع کے قطع کرنے میں اور اب خدائے تعالے پھر یہودیوں کے عناد کو بیان کرتا ہے کہ دیدہ و دانستہ جان بوجھ کر وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ اور وہ لوگ کہ دی ہم نے اُن کو کتاب یعنی جن لوگوں کو ہم نے کتاب توریت دی ہے وہ لوگ يَعْرِفُوْنَهٗ پہچانتے ہیں اسکو یعنی صفات اور حلیہ سے محمد کو پہچانتے ہیں کہ یہ پیغمبر خدا آخر الزماں ہے اور پہچانتے ہیں اس کو اس طرح سے کہ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ جیسے کہ پہچانتے ہیں وہ بیٹوں اپنوں کو اپنے گھروں میں اور ان کو یقین کامل حاصل ہے کہ پیغمبر آخر الزماں یہی ہے لیکن بسبب عناد کے انکار کرتے ہیں وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ اور تحقیق کہ ایک فرقہ ان میں سے کہ وہ علما یہود ہیں مثل حی بن اخطب وغیرہ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ البتہ وہ چھپاتے ہیں کہ وہ حق کو کہ وہ صفات پیغمبر کی ہے اپنے مذہب کے عام لوگوں سے وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ علما یہود جانتے ہیں کہ ہم دیدہ و دانستہ پوشیدہ کرتے ہیں محمد کے صفات کو اور فرماتا ہے کہ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق پروردگار تیرے کی طرف سے ہے اے محمد صلعم کہ تو بیشک پیغمبر ہے فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ پس ہو تو شک کرنیوالوں میں سے یہ خطاب حضرت کی طرف ہو اور مراد اُن سے امت کے آدمی ہیں اور پھر خدا تعالے قبلہ کا ذکر کرتا ہے کہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ اور واسطے ہر قوم کے جہت قبلہ اور شرع اور ملت ہے۔ کہ هُوَ مُوَلِّيْهَا وہ متوجہ ہونے والا اس کا ہے اور ابن عامر اور ابوبکر نے مولیہا کو مخفف پڑھا ہے اور یا معنی اس کے یہ ہے کہ وہ خدا اپنے حکم سے اس طرف کو متوجہ کرنیوالا ہے پس جس وقت کہ واسطے ہر مذہب والے کے ایک قبلہ ہے کہ وہ اُسکی طرف نماز پڑھتے ہیں تو پھر تجکو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے سے کس واسطے عیب لگاتے ہیں اور فرماتا ہے کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ پس آگے بڑھ جاؤ تم اے مسلمانوں نیکیوں میں دوسروں پر اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا جس جگہ کہ ہو تم اور جس قبلہ کی طرف کہ نماز پڑھو ہو تم يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا لائے گا تمکو خدا سب کو اور جمع کرے گا محشر میں تمکو بھی اور اہل کتاب کو بھی اور احادیث اہل بیت میں آیا ہے کہ مراد اُن سے اصحاب مہدی علیہ السلام ہیں اور فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ واللہ جس وقت ظہور کرے گا قائم ہمارا تو جمع کرے گا خدا اسکی طرف تمام شیعوں ہمارے کو تمام شہروں میں سے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تحقیق کہ خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے جمع کرنے پر اور مارنے پر اور زندہ کرنے پر اور فرماتا ہے خدا کہ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ اور جس جگہ سے کہ نکلے تو اے محمد واسطے

سفر کے اور جہاں سے تو نکلے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس پھیر تو منہ اپنے کو طرف مسجد الحرام کے وقت پڑھنے نماز کے وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ اور تحقیق وہی البتہ حق ہے پروردگار تیرے کی طرف سے وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور نہیں ہے خدا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم کہ منہ اپنا قبلہ کی طرف کرتے ہو موافق حکم اور دو واسطے زیادتی تاکید کے مکرر فرماتا ہے کہ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ اور جس جگہ سے کہ نکلے تو اے محمد صلعم واسطے سفر کے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس پھیر تو منہ اپنے کو طرف مسجد الحرام کے وقت پڑھنے نماز کے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ اور جس جگہ کہ ہو تم اے امت محمد صلعم فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ پس پھیرو تم منہوں اپنے کو طرف اس مسجد الحرام کے لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ تاکہ نہ ہووے واسطے آدمیوں کے یعنی واسطے یہودیوں کے عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ اوپر تمہارے حجت کہ کہنے لگیں وہ کہ محمد ہمارے دین کا منکر ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے اس واسطے کہ ہم تم کو تاکید مسجد الحرام کی طرف نماز پڑھنے کی کرتے ہیں إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ مگر [illegible] گیا ہے انھوں نے ان یہودیوں میں سے کہ وہ اب بھی یہ کہتے ہیں کہ اپنے قوموں کی رغبت اور اپنے شہر کی الفت [illegible] کعبہ کی طرف نماز پڑھتا ہے اور بت پرست کہتے ہیں کہ محمد ہم کو جانتا ہے کہ ہم حق پر ہیں اس واسطے ہمارے قبلہ کی طرف پھیر نماز پڑھنے لگا اور یہ اعتنا اس سبب سے [illegible] خدا کہ فَلَا تَخْشَوْهُمْ پس نہ ڈرو تم اے مسلمانو ان سے کعبہ کی طرف نماز پڑھنے میں وَاخْشَوْنِي اور ڈرو تم مجھ سے سر حکم کی مخالفت کرنے میں وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ اور تاکہ تمام کروں میں نعمت اپنی اوپر تمہارے اے مومنین اور لِأُتِمَّ متعلق ہے ولّوا کے یعنی [illegible] وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اور تاکہ تم ہدایت پاؤ طرف احکام شرع کے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے تمام نعمت بہشت میں داخل ہونے کو کہتے ہیں اور جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ تمام نعمت یہ ہے کہ آدمی دین اسلام کے اعتقاد پر مرے پس خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام کروں میں اپنی نعمت اسی كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا جیسے کہ بھیجا ہے بیچ تمہارے پیغمبر کو کہ اس کے بھیجنے کی مثل نعمت ہی نازل کی ہے اور بھیجا ہے ہم نے اس پیغمبر کو مِنْكُمْ تم میں سے کہ وہ بھی مثل تمہارے عرب ہے اور تمہاری قوم میں سے ہے يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا پڑھتا ہے اوپر تمہارے آیتیں ہماری وَيُزَكِّيكُمْ اور پاک کرتا ہے تم کو کفر اور شرک سے وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب کہ وہ قرآن ہے اور حکمت کہ وہ احکام شرع کے حلال اور حرام ہیں وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ اور سکھلاتا ہے تم کو وہ چیز کہ نہیں تھے تم جانتے فَاذْكُرُونِي پس یاد کرو تم مجھ کو طاعت اور عبادت [illegible] أَذْكُرْكُمْ یاد کروں گا تم کو مغفرت اور ثواب سے کہ تمہارے گناہوں کو بخشوں وَاشْكُرُوا لِي اور شکر کرو تم واسطے میرے ان نعمتوں کا کہ [illegible] ہیں وَلَا تَكْفُرُونِ اور ناشکری نہ کرو تم میری گناہ کر کے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اہل طاعت جو خدا کا ذکر کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے ذکر کرنے سے زیادہ ان کا ذکر کرتا ہے اور جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ ذکر کرو تم خدا کا ہر مکان میں کہ وہ تمہارے ہمراہ ہے اور حضرت [illegible] روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ شکر ہر نعمت کا پرہیزگاری ہے ان چیزوں سے کہ حرام کی ہیں وہ چیزیں خدا نے اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ شکر کی کچھ حد ہے کہ جس وقت بندہ اس کو کرے تو شکر کرنے والا ہو جائے فرمایا کہ ہاں جس وقت کہے کہ الحمد للہ علی کل نعمۃ [illegible] اور فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے کہ شیعہ ہمارے وہ ہیں کہ تنہائی میں ذکر خدا بہت کرتے ہیں اور روایت ہے آنحضرات علیہم السلام سے کہ بہشت میں ایک میدان وسیع ہے جس وقت بندہ ذکر خدا میں مشغول ہوتا ہے تو فرشتے اس کے واسطے اس میدان میں درخت لگاتے ہیں اور جس وقت وہ ذکر کرنے سے خاموش ہو جاتا ہے تو درخت کا لگانا موقوف کرتے ہیں اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ جو کوئی وقت صبح کے کہے کہ الحمد للہ رب العالمین اس نے شکر اس روز کا ادا کیا اور جو کوئی شام کو کہے کہ الحمد للہ رب العالمین تو اس نے شکر اس شب کا ادا کیا اور ہمیشہ خود ذکر کرنا [illegible] طاعت ہر حال میں کا باعث [illegible] اس سے اس واسطے بعد تاکید کے ذکر فرمایا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو [illegible] اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ مدد چاہو تم ساتھ صبر اور نماز کے کہ صبر تو کلید رحمت ہے اور نماز اصل عبادت ہے [illegible] مومن کی اور مناجات رب العالمین سے إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ تحقیق کہ خدا ہمراہ صبر کرنے والوں کے ہے حفظ اور [illegible] اور رسول کی [illegible]

ع

بعض کے نزدیک مراد صبر سے روزہ ہے کہ اس میں بھوک اور پیاس سے صبر کرنا ہوتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبر کرے از
روئے کراہت کے اور خلقت کے روبرو شکایت نہ کرے اور اپنے راز کی پردہ دری ہونے سے زاری نہ کرے وہ شخص عام لوگوں میں سے ہے اور نصیب
اس کا وہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے وبشر الصابرین الخ یعنی حصہ اس کا بہشت ہے اور جس شخص پر بلا نازل ہو اور وہ کشادہ روئی سے ہے اور
بشاشت پیشانی نہ ڈالے اور صبر کرے آرام دل اور آرام تن سے پس وہ شخص خاص لوگوں میں سے ہے اور نصیب اس کا وہ ہے کہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ
[illegible] اور اب خدائے تعالیٰ فضیلت اور بزرگی جہاد کرنے والوں کی بیان کرتا ہے کہ جو راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ صحابہ بدر
کی لڑائی کے بعد شہیدا کا ذکر کرتے تھے اور وہ شہدا چودہ تن تھے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے بعضے آدمی افسوس کر کے کہتے تھے کہ فلانے
نے بدر کی لڑائی میں اپنی جان دی اور دنیا کی لذتوں سے محروم رہا خدائے تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ اور نہ کہو تم واسطے ان لوگوں کے کہ قتل کیے گئے ہیں بیچ راہ خدا کے کہ وہ مردے ہیں یعنی راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو
مردہ مت کہو بَلْ أَحْيَاءٌ بلکہ زندہ ہیں وہ نزدیک خدا کے وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ اور لیکن نہیں اطلاع رکھتے ہو تم اور کیفیت اس زندگی کی تم
نہیں جانتے ہو اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ شہید کو چھ خصلتیں عطا فرماتا ہے اوّل یہ کہ پہلا قطرہ خون کا جب
وقت اس کے بدن سے زمین پر گرتا ہے اسی وقت خدائے تعالیٰ سب گناہ اسکو اس کے بخشتا ہے دوسرے یہ کہ بہشت میں منزل عالی اس کے نامزد کرتا ہے
تیسرے یہ کہ بہتر حور العین کو اسکی خدمت کے واسطے مقرر فرماتا ہے چوتھے یہ کہ اسکو عذاب قبر اور ہول قیامت سے محفوظ اور امن میں رکھتا ہے پانچویں
یہ کہ تاج بزرگی کا یاقوت سرخ سے اسکے سر پر رکھتا ہے چھٹے یہ کہ شفاعت اسکی اس کے قریبیوں میں سے ستر آدمیوں کے واسطے قبول فرماتا ہے
اور حضرت صادق علیہ السلام نے یونس بن ظبیان سے پوچھا کہ کیا کہتے ہیں آدمی ارواح مومنین کے باب میں کہا کہ کہتے ہیں کہ بعد مرنے کے سبز پرندوں کے
پوٹوں میں ہوتے ہیں اور وہ پرندے زیر عرش قندیلوں میں ہیں فرمایا حضرت نے کہ سبحان اللہ مومن زیادہ پاک ہے اس سے کہ خدائے تعالیٰ اس
کو پرندے کے پوٹے میں رکھے اے یونس جس وقت مومن مرنے کو ہوتا ہے تو پاس اسکے محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ علیہم السلام اور
ملائکہ مقربین آتے ہیں اور جس وقت مر جاتا ہے تو اس کی روح ایک بدن میں ہوجاتی ہے کہ وہ بدن مثل اس بدن کے ہوتا ہے کہ جو بدن اس کا دنیا
میں تھا اور وہ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور جس وقت کوئی دنیا سے جاتا ہے تو اسکو اسی صورت سے دیکھتا ہے جو کہ دنیا میں تھے اور اسی صورت سے
اس کو پہچانتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صادق سے کسی نے مومنین کی ارواح کے حال سے سوال کیا تو فرمایا کہ وہ اپنے ان
بدنوں کی صورت میں ہیں کہ جو دنیا میں تھے اگر تو اسکو دیکھے تو کہے کہ یہ فلانا ہے اور اب خدائے تعالیٰ چند امور کو بیان کرتا ہے کہ جسے بندوں کی آزمائش
کرے چنانچہ فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُم اور البتہ آزمائیں گے ہم تمکو یعنی اگرچہ ہم تمہارا حال جانتے ہیں اور تمہارا حال ہم پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے لیکن
ہم تمہارے ساتھ معاملہ آزمانے والوں کا سا کریں گے کہ کون تم میں سے صبر کرتا ہے مصیبتوں پر اور کون ثابت قدم رہتا ہے اور وہ آزمانا بِشَيْءٍ
مِّنَ الْخَوْفِ ساتھ ایک شے کے ہے خوف سے کہ خوف دشمن میں ہم تمکو مبتلا کریں وَالْجُوعِ اور بھوک سے کہ ہم تمکو بے آب و دانہ گرسنہ اور تشنہ رکھیں
وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ اور نقصان ہونے مالوں کے سے یعنی تمہارے مالوں کے نقصان سے ہم تمکو آزمائیں گے کہ دشمن تمہارے مال لوٹ کر
لیجائیں اور یا اور کسی طرح تمہارے مال ضائع ہوں وَالْأَنفُسِ اور نقصان ہونے جانوں کے سے یعنی تمکو ہم جانوں کے نقصان ہونے سے آزمائیں
کہ تم دشمنوں کے ہاتھوں سے مقتول ہوجاؤ وَالثَّمَرَاتِ اور نقصان ہونے پھلوں کے سے ہم تمکو آزمائیں اور مراد ان پھلوں سے فرزند ہیں کہ یہ میوے ہیں
دل کے باغ کے یعنی تمہارے فرزندوں کے ضائع ہونے سے تمکو آزمائیں کہ آیا تم صبر کرتے ہو یا نہیں اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جس وقت کسی مومن کا فرزند
مرتا ہے تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو کیا قبض کیا تم نے فرزند میرے بندہ کا وہ کہتے ہیں کہ ہاں اے پروردگار ہمارے تو جانتا ہے پھر فرماتا ہے
کہ قبض کیا تم نے میوہ اسکے دل کا وہ کہتے ہیں کہ ہاں اے پروردگار ہمارے تو جانتا ہے اور پھر پوچھتا ہے کہ کیا میرے بندہ نے جس وقت مر گیا فرزند اسکا کیا کہا

کہ شکر کیا میرے بندے نے اور حمد کی پس کہتا ہے خدا کہ بناؤ میرے بندہ کے واسطے ایک گھر بہشت میں اور نام رکھو اس کا بیت الحمد اور حکم
اس آیت کا اگرچہ عام ہے لیکن چونکہ یہ آیت امام حسینؑ کے حال پر صادق آتی ہے دوسرے شخص کو ہم نے ایسا نہیں سنا گویا خدائے تعالےٰ
غیب کی خبر دیتا ہے کہ ایسا واقعہ بعض بندگان صالحین پر ہونے والا ہے اور تاویل اس آیت کی یہی ہے کہ اس میں اشارہ ہے امام حسین علیہ السلام
کے حال کی طرف اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ خوف دشمن کا امام حسین علیہ السلام کا اس قدر تھا کہ خوف کثرت اعداء۔ اپنے خیموں کے گرد خندق کو
کھود کر اس میں آگ روشن کردی تھی کہ دشمن دراآنہ خیموں میں چلے نہ آئیں اور گرسنگی اور تشنگی کا یہ حال تھا کہ تین روز تک کھانا اور پانی میسر ہوا
تھا اور چھوٹے چھوٹے بچے تشنگی کی شدت سے تڑپتے تھے اور نقصان مالوں کا اس قدر ہوا کہ خیموں میں ان کے آگ لگادی اور [illegible] اسباب
انکا لوٹ لیا یہاں تک کہ چادریں عورتوں کے سروں سے اتار کر لے گئے اور بچوں کے کان چیر کر انکے کانوں میں سے بندے نکال لیے اور نقصان
جانوں کا اسقدر ہوا کہ فرزند اور بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور یار اور دوست آنکھوں کے سامنے مارے گئے اور نقصان بچوں کا اسقدر ہوا کہ گودی
کے بچے دودھ پیتے ہوئے ذبح ہوگئے اور ان بلاؤں پر کسی طرح کا شکوہ نہ کیا اور غور و تامل سے ملاحظہ کرو تو صاف ظاہر ہوجائے کہ یہ آیت حقیقت میں
امام حسین علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اس واسطے کہ جو کچھ اس آیت میں ہے وہ ان کے ہی حال پر صادق آتا ہے اور دوسرے شخص کو ہم ایسا
نہیں سنتے ہیں اور یہ معرکہ ان حضرت کا بڑا معرکہ ہے اور رونا اور رلانا ان کی مصیبت پر ثواب عظیم رکھتا ہے اور اس کے ثواب میں بہت حدیثیں
وارد ہوئی ہیں کہ وہ کتب احادیث میں مذکور ہیں لیکن اکثر آدمی محرم میں بدعتیں کرکے اپنے ثواب کو ضائع کرتے ہیں تاشے بجاتے ہیں اور بجواتے
ہیں اور مرثیوں میں جھوٹی روایتیں اپنی طرف سے ایجاد کرکے داخل کرتے ہیں اور غلو اور تفویض کی روایتوں کو مجلسوں میں بیان کرکے لوگوں کے
ایمان کو فاسد کرتے ہیں اور جو راگ کہ شرع میں ممنوع ہیں اس میں مرثیوں کو پڑھتے ہیں اور عورتیں بلند آواز سے مرثیوں کو پڑھتی ہیں اور نامحرم
ان کی آواز کو سنتے ہیں ان امور سے مومنین کو اجتناب ضرور چاہیئے اور تعزیوں پر محتاج آدمی تو اپنے احتیاج کی عرضیاں باندھتے ہیں اور نا
کاغذ کی روٹی کتر کر باندھتے ہیں اس مراد سے کہ اگر میری آسودگی اور فراغت ہوگی تو میں چاندی کی روٹی گھڑوا کر تعزیہ پر چڑھاؤنگا اور بے
اولاد آدمی کاغذ کا لڑکا کتر کر تعزیہ پر باندھتے ہیں اس ارادہ سے کہ اگر ہمارے بیٹا پیدا ہوگا تو ہم چاندی کا لڑکا گھڑوا کر تعزیہ پر چڑھاویں
گے اول تو یہ کہ یہ تصویر انسانی ہے اور تصویر کے بنانے سے اجتناب لازم ہے اور سوائے اسکے حاجت کا طلب کرنا پروردگار سے چاہیئے کہ وہ
قاضی الحاجات ہے نہ غیر اس کا ہاں حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام سے شفاعت کا چاہنا کہ حق تعالےٰ ہماری حاجت کو بر لائے گا ان کے واسطے
سے دعا مانگنا موجب قضائے حاجت اور باعث حصول مقصد ہے جیسکہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور بعضے جہلا جو تعزیہ کو سجدہ کرتے ہیں طریقہ
کفار اور مشرکین کا ہے اس سے پرہیز کرنا واجب ہے اور تعزیہ اور علم پر زیارت کا پڑھنا نہ چاہیئے البتہ اگر کربلائے معلیٰ کی طرف منہ کرکے حضرت
امام حسینؑ کے روضہ کی سمت سے زیارت پڑھے تو مضائقہ نہیں ہے اور بعضے امور ایسے ہیں کہ وہ اگرچہ شرع میں ممنوع تو نہیں ہیں لیکن
تعزیہ داری کے خلاف ہیں ان کو عمل میں لاتے ہیں جیسکہ ماتم کو تو لباس سیاہ اور سبز اور نیلا پہنتے ہیں لیکن انہیں سنجاف اور گوٹا اور کناری لگاکر
ایک وضع خوبصورتی اور زینت کی نکالتے ہیں اور گوٹا بنا کر کھاتے ہیں کہ جس میں کھوپرا اور بادام اور الائچی وغیرہ لذیذ کھانے ہوتے ہیں اور زرب
مٹوے جو کہ شادی پر دلالت کرتے ہیں تقسیم کرتے ہیں پس ایسا نہ چاہیئے بلکہ بہتر یہ ہے کہ عشرہ محرم کے ایام میں لباس ماتم کا بنانا چاہیئے
اور لذیذ کھانوں کو ترک کریں بقصد ثواب اور جو رسمیں کہ شادی پر دلالت کرتی ہیں انسے پرہیز کریں اور روایات معتمدہ کتب معتبرہ کی مثل جلاء
العیون وغیرہ کتابوں کے بیان کرکے روویں اور رلاویں تاکہ مستحق ثواب کے ہوں [illegible]
پہنچا ہے فرماتا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ اور خوشخبری دے تو اے محمد صلعم صبر کرنے والوں کو الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ وہ لوگ
جس وقت پہنچتی ہے انکو کوئی مصیبت تو قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ وقت نازل ہونے مصیبت کے اِنَّا لِلّٰهِ کہ ہم خاص واسطے خدا کے ہیں [illegible] اس کے

ہیں سوائے تسلیم و رضا کے ہم کو چارہ نہیں ہے وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اور تحقیق کہ ہم طرف حکم اس کے کے رجوع کرنے والے ہیں واسطے جزائے اعمال کے اور
کسائی نے انا کے نون کو اور اللہ کے لام کو امالہ سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تفخیم سے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی چار چیزوں پر
عمل کرے وہ شخص اہل بہشت میں سے ہو اول کہنا لا الہ الا اللہ کا اور دوسرے اگر کوئی نعمت حاصل ہو تو کہے کہ الحمد للہ اور تیسرے یہ کہ اگر کوئی گناہ کرے تو کہے
استغفر اللہ اور چوتھے یہ کہ جس وقت کوئی مصیبت پہنچے تو کہے کہ انا للہ و انا الیہ راجعون ایسے لوگوں کے حق میں حق تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کہ جو وقت
مصیبت کے انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے ہیں عَلَیْهِمْ اوپر اُن کے صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ رحمتیں ہیں پروردگار ان کے کی طرف سے وَ رَحْمَةٌ
اور مہربانی اور نعمت بزرگ کہ وہ بہشت ہے وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ
یہ آیت حضرت امیر المومنینؑ کی شان میں ہے جس وقت ان کے بھائی جعفر طیار کی خبر پہنچی کہ وہ موتہ میں شہید ہو گئے اس وقت انہوں نے یہ واقعہ سن کر کہا کہ انا
للہ و انا الیہ راجعون اور جناب امیر المومنینؑ سے پہلے یہ کلمہ کسی نے نہ کہا تھا اس صورت میں اگرچہ یہ آیت خاص اُن کے واسطے نازل ہوئی ہے لیکن حکم اس کا عام
ہے ہر مومن کے واسطے جو کہ ایسا کرے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ دو بت اساف اور نائلہ صفا اور مروہ پر رکھے تھے ایک صفا پر اور دوسرا مروہ پر جب
اسلام کا غلبہ ہوا اور پیغمبر نے اور بتوں کو بھی توڑ ڈالا اور توڑ کر پھینک دیا مسلمان وہاں کا طواف کرنا مکروہ جانتے تھے اس لئے کہ وہاں بت رکھے تھے
خدائے تعالیٰ نے طواف کا حکم کیا اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ بت صفا اور مروہ کے درمیان رکھے تھے اور قریش وقت طواف کے ان کو
چھو کر جاتے تھے جب مسلمانوں نے طواف صفا اور مروہ کا مکروہ جانا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور حکم طواف کا دیا چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّفَا
وَ الْمَرْوَةَ تحقیق کہ صفا اور مروہ کہ دو پہاڑ مکہ میں ہیں مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ نشانیوں خدا کے سے ہیں فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ پس جو شخص کہ
قصد کرے خانہ کعبہ کے حج بجا لانے کے واسطے اَوِ اعْتَمَرَ یا عمرہ بجا لائے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ پس نہیں گناہ ہے اوپر اس کے اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا
یہ کہ طواف کرے ساتھ ان دونوں صفا اور مروہ کے کہ سات مرتبہ درمیان ان دونوں کے پھرے وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا اور جو کوئی تطوع اور
رغبت کرے اور بجا لائے نیکی کو تو فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ پس تحقیق خدا قدردان اور جزائے شکر کی دینے والا ہے عَلِیْمٌ جاننے والا اعمال بندوں کا اس آیت
کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف صفا اور مروہ کا واجب نہیں ہے اس واسطے کہ فرماتا ہے خدا کہ اگر طواف دونوں کا کرے تو گناہ نہیں ہے لیکن
احادیث سے ثابت ہے کہ یہ طواف واجب ہے اور صورت عمرہ اور حج کی مجملاً یہ ہے کہ جو کوئی حج کو یہاں سے جاتا ہے تو پہلے عمرے کو بجا لاتا ہے اور
جو کوئی یہاں سے حج کرنے کو جاتا ہے اس کے حج کو حج تمتع کہتے ہیں اور عمرہ کو عمرۂ تمتع اور وہ یہ ہے کہ یہاں سے روانہ ہو کر جس وقت یلملم پر پہنچے کہ وہ مکے کی
منزل اس طرف ہے تو وہاں احرام عمرۂ تمتع کا باندھے غسل کرکے اور وہ یہ ہے کہ لباس سلا ہوا بدن سے اتار کر ایک تہ بند باندھے اور ایک چادر اوڑھے
بدن سے بغیر کپڑے کے اور سر کھلا ہوا رکھے اور تلبیہ کہے اور وہ یہ ہے کہ لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک اور تلبیہ کہتا ہوا مکے کو روانہ ہو
جس وقت مکے کے گھر دیکھے تو تلبیہ کہنا موقوف کرے اور مسجد الحرام میں پہنچ کے بیت اللہ کا طواف کرے کہ سات مرتبہ گرد اس کے پھرے اور بعد اس کے
دو رکعت نماز اس طواف کی مقام ابراہیم میں پڑھے اور پھر مسجد الحرام سے باہر نکل کر سات مرتبہ درمیان صفا اور مروہ کے پھرے اور بعد ساتویں پھیرے کے
تھوڑے سے بال اور ناخن اپنے کتر لیوے عمرہ تمتع تمام ہوا اور احرام کے کپڑے اتار کر اگر چاہے پھر اپنے کپڑے سئے ہوئے پہن لے اور جب تک حج نہ کرے مکے سے باہر
نہ نکلے اور ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو یا نویں تاریخ کو احرام حج تمتع کا مسجد الحرام سے باندھ کر اسی طرح مکے سے عرفات کو روانہ ہو اور نویں تاریخ ذی الحجہ
کی زوال سے پہلے عرفات میں پہنچے اور زوال سے شام تک وہاں ٹھہرے اور بعد غروب آفتاب کے وہاں سے مکے کو الٹا پھرے اور رستہ میں رات کو
مزدلفہ میں پہنچ کر تمام شب وہاں قیام کرے اور صبح کو دسویں تاریخ ذی الحجہ کے بعد طلوع آفتاب کے وہاں سے مکہ روانہ ہو اور رستہ میں جس وقت منا
میں پہنچے تو وہاں قربانی کرے اور اپنا سر منڈوائے اور سات کنکریاں جمرے کو مارے اور بعد اس کے مکہ کو روانہ ہو اور وہاں مسجد الحرام میں پہنچ کر
اسی طرح طواف بیت اللہ کا کرے کہ اس کو طواف زیارت کہتے ہیں اور بعد اس کے دو رکعت نماز اس طواف کے مقام ابراہیم میں پڑھے اور مسجد الحرام سے باہر

نکل کر سات مرتبہ درمیان صفا اور مروہ کے پھرے اور پھر مسجد الحرام میں جا کر طواف نسا کرے اور دو رکعت اس طواف کے مقام ابراہیم میں پڑھے اور
بعد اس کے پھر منا کو روانہ ہو اور شب وہاں رہے اور گیارھویں اور بارھویں کو وہاں رہے اور ہر روز تینوں جمروں کے سات سات کنکریاں مارتا رہے اور اگر چاہے
بارھویں کو یا تیرھویں کو جمروں کی کنکریاں مار کر مکہ کو روانہ ہو اور تمام ہو گیا یہ سب اعمال حج کے ہیں اور بتفصیل سے فقہ کی کتابوں میں لکھے ہیں اور اب چھپانے
حق کے پوشیدہ کرنے والوں پر لعنت کرتا ہے خدا سبحانہ فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ تحقیق جو لوگ کہ چھپاتے ہیں مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ
الْهُدَىٰ اس چیز کو کہ نازل کی ہم نے نشانیاں روشن اور رہنمائی میں سے یعنی نشانیاں روشن اور دلیلیں ظاہر اور رہنمائی جو ہم نے نازل کی ہے اسکو پوشیدہ
کرتے ہیں مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ بعد اس کے بیان کر دیا ہے ہم نے اسکو واسطے آدمیوں کے بیچ کتاب توریت کے مراد
ان لوگوں سے علمائے یہود ہیں کہ صفات پیغمبر خدا آخر الزماں کو جو کہ توریت میں تھے پوشیدہ کرتے تھے أُولَٰئِكَ یہ لوگ وہ ہیں کہ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ
لعنت کرتا ہے ان کو خدا وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ اور لعنت کرتے ہیں ان کو لعنت کرنے والے کہ وہ ملائکہ اور مومنین جن و انس ہیں إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا
مگر وہ لوگ کہ توبہ کی انہوں نے وَأَصْلَحُوا اور نیکی اختیار کی انہوں نے وَبَيَّنُوا اور بیان کیا انہوں نے چیز کو جو کہ توریت میں لکھا تھا فَأُولَٰئِكَ
پس یہ وہ لوگ ہیں کہ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ توبہ قبول کرتا ہوں میں اور رجوع کرتا ہوں میں اوپر ان کے وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اور میں توبہ قبول
کرنے والا مہربان ہوں کہ جلدی ان پر عذاب نہیں کرتا اور توبہ کرنے کی مہلت دیتا ہوں اور یہ آیت اگرچہ یہود کے حق میں ہے کہ وہ صفات
پیغمبر آخر الزماں کو پوشیدہ کرتے تھے لیکن حکم اس کا عام ہے جو کوئی حق کو پوشیدہ کرے اس کا یہی حال ہے اور اس پر لعنت خدا کی اور ملائکہ اور جن و
انس کی ہے پس جن لوگوں نے کہ پوشیدہ کیا نص خلافت امیر المومنین کو وہ بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہیں اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ لعنت
کرنی مستحقان پر جائز ہے اور صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نماز صبح کی دوسری رکعت میں قنوت پڑھتے تھے اور آمین کہتے تھے کہ اللهم العن
فلانا وفلانا یعنی اے خدا لعنت کر تو فلانے کو اور فلانے کو پس جو لوگ کہ لعنت کرنے کو مستحقان لعنت پر منع کرتے ہیں قول ان کا مخالف قرآن اور حدیث
کے ہے اور اب خدا تعالی ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے کہ جو بدون توبہ کے حالت کفر میں مر گئے إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا
وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ اور مر گئے وہ جس وقت کفر کرنے والے تھے یعنی حالت کفر میں بدون توبہ کئے ہوئے وہ مر گئے أُولَٰئِكَ یہ لوگ وہ ہیں کہ
عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ اوپر ان کے لعنت خدا کی ہے اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی خَالِدِينَ
فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اس لعنت کے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب کہ کچھ کم کر دیں وَلَا
هُمْ يُنْظَرُونَ اور نہ وہ مہلت دئے جاویں گے کہ کسی طرح کا عذر کریں اس واسطے کہ بعد مرنے کے عذر مسموع نہیں ہے اور منقول ہے کہ ایک شخص نے
رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ خدا کا وصف بیان کر کہ ہم اس پر ایمان لائیں حق تعالی نے سورہ قل ہو اللہ احد نازل کی اور اس کے ہمراہ یہ آیت نازل کی کہ
وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ اور معبود تمہارا معبود ایک ہے کہ شریک اس کا نہیں کہ ذات میں اور نہ صفات میں لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ نہیں ہے
کوئی معبود سوائے اس کے کہ سزاوار پرستش کا ہو الرَّحْمَٰنُ مہربان بہت بخشش کرنے والا دنیا میں سب کو عطا کرنے زندگی اور روزی اور تمام
نعمتوں دنیا کے الرَّحِيمُ مہربان بندوں پر آخرت میں سبب مغفرت کے اور داخل کرنے جنت کے اور اب خدا تعالی اپنی وحدانیت کی دلیل
بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ تحقیق بیچ پیدا کرنے آسمانوں کے اور زمین کے وَاخْتِلَافِ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور آمد و رفت رات اور دن کی وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ اور بیچ پیدا کرنے کشتیوں کے جو جاری ہیں بیچ
دریا کے بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ ساتھ اس کے کہ نفع پہنچاتی ہیں آدمیوں کو وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ اور بیچ پیدا کرنے اس کے کہ نازل کیا
کی خدا نے آسمان سے پانی کہ وہ باران ہے فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پس زندہ کیا ساتھ اس پانی کے زمین کو بعد مرنے اسکے یعنی سرسبز کیا
زمین کو بعد خشک ہونے اسکے طرح طرح کی بوٹیوں اور گھاسوں اور پھلوں سے وَبَثَّ فِيهَا اور بکھیری بیچ اس کے مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ

۱۹ ربع ۳

ہر قسم کے چوپایوں میں سے اور دابہ اصل میں اس جانور کو کہتے ہیں کہ جو زمین پر چلے اور استعمال اسکا چوپایوں میں اکثر ہے وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ
اور پھیر پلٹنے ہواؤں کے کہ کبھی سرد ہو گئی اور کبھی پچھوا کی اور کبھی جنوبی اور کبھی شمالی اور کسائی نے ریاح کو ریح پڑھا ہے وَالسَّحَابِ
الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اور پھیر بادل کے کہ حکم کیا گیا ہے درمیان آسمان اور زمین کے کہ نیچے کو نہیں گر سکتا لَآيَاتٍ البتہ
نشانیاں ہیں قدرت خدا کی ان سب چیزوں میں کہ دلالت کرتی ہیں اس کے وجود اور وحدانیت اور قدرت کاملہ پر لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ واسطے اُس
قوم کے کہ جو سمجھتے ہیں اور فکر و تامل سے ان میں نظر کرتے ہیں اور سموات کا لفظ جمع آتا ہے اور ارض کا لفظ مفرد ہے اس واسطے کہ آسمان سات ہیں
کہ جمع پر دلالت کرتے ہیں اور قرآن میں کئی جگہ سات آسمانوں کا ذکر آیا ہے اور زمین کو اگرچہ مثلهن کہا ہے لیکن تصریح سے قرآن میں سات زمین
کا ذکر نہیں آتا ہے اور اب خدا تعالے بیان کرتا ہے حال مشرکوں کا جو کہ بتوں کی تعظیم کرتے تھے اور خدا تعالے کو چھوڑ کر رئیسوں کی تابعداری کرتے تھے چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ اور بعضوں آدمیوں میں سے مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا وہ شخص ہیں کہ پکڑتے ہیں وہ اور اختیار
کرتے ہیں سوائے خدا کے شریکوں کو کہ وہ بت ہیں اور رئیس اُنکے ہیں کہ يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ دوست رکھتے ہیں وہ انکو اور تعظیم اور اطاعت اُن کی
کرتے ہیں مانند دوستی اور تعظیم خدا کے وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ بہت مضبوط ہیں دوستی
کرنے میں خاص واسطے خدا کے یعنی دوستی مومنین کی زیادہ ہے دوستی کافروں کے سے جو کہ وہ بتوں اور رئیسوں سے رکھتے ہیں اس واسطے کہ مومنین بلحاظ قدرت
اور پروردگاری خدا کے خدا سے دوستی رکھتے ہیں انکی دوستی پختہ اور خالص ہے بخلاف کفار کے کہ جس وقت کسی بت سے مطلب برآری انکی نہیں ہوتی
تو اسکو چھوڑ کر دوسرے بت سے دوستی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس سے بہتر ہے وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا اور کاش دیکھیں وہ لوگ کہ ظلم
کیا ہے اُنھوں نے اپنی جانوں پر بتوں کے پوجنے سے إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ جس وقت دیکھیں گے وہ عذاب کو علانیہ قیامت کے روز تو اسوقت
جانینگے کہ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا تحقیق خاص قوت واسطے خدا کے ہے نہ واسطے بتوں کے اور نہ واسطے انکے رئیسوں کے وَأَنَّ اللَّهَ
شَدِيدُ الْعَذَابِ اور تحقیق خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے اور نافع نے یرے کو ترے پڑھا ہے تا سے اور یرون کو ابن عامر نے بضم یا پڑھا ہے
اور ابو جعفر اور یعقوب نے انکو دو جگہ ہمزہ کے کسرے سے پڑھا ہے پس وہ لوگ قیامت کے روز عذاب کو دیکھ کر جانیں گے کہ قوت خدا ہی کے واسطے ہے اور خدا
سخت کرنیوالا عذاب کا ہے اور یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا جس وقت بیزاری ڈھونڈیں گے وہ لوگ کہ پیروی اور
تابعداری کئے گئے ہیں یعنی متبوع اُن کے اور پیشوا اُن کے کہ بت ہیں وہ بیزاری ڈھونڈیں گے مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا ان لوگوں سے کہ تابعداری
کی ہے اُنھوں نے یعنی پیشوا اور متبوع اسروز بیزاری ڈھونڈیں گے اپنے تابعداروں سے کہ وہ کفار ہیں وَرَأَوُا الْعَذَابَ اور دیکھیں گے
وہ تابع اور متبوع دونوں عذاب کو وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ اور کٹ جائینگے ساتھ انکے سب نسبی علاقے اور رابطے خویشی اور دوستی کے جو کہ آپس میں
رکھتے تھے اور ایسے حال میں سب گرفتار ہو جائیں کوئی کسی دوسرے کو نہ بخشوائے گا اور ایسے ہی پیروں کو ایسی حالت پڑی ہوگی مرید انکو کیونکر
عذاب سے چھڑا سکینگے اور فرماتا ہے خدا کہ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا اور کہینگے وہ لوگ کہ تابعداری اور پیروی کی اُنھوں نے بتوں اور رئیسوں کی لَوْ أَنَّ
لَنَا كَرَّةً کاش تحقیق واسطے ہمارے پھرنا ہووے طرف دنیا کے کہ اگر ہم پھر دنیا میں جائیں تو فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ پس بیزاری ڈھونڈیں ہم ان
پیشواؤں اور رئیسوں سے كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا جیسے بیزاری ڈھونڈی ہے اُنھوں نے ہم سے آجکے اور الگ ہو گئے ہیں وہ ہم سے اور فنتبرء
مفتوح ہے اس واسطے کہ بعد واؤ کے تمنی کے جواب میں آتا ہے اور وہ لفظ لو کا ہے كَذَلِكَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ بیزاری ڈھونڈیگا ہر ایک
ان میں سے دوسرے سے اور دیکھینگے وہ عذاب کو ایسے ہی يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ دکھلائیگا ان کو خدا اعمال ان کے کہ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ حسرت
اور افسوس ہووینگے وہ اعمال انپر وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ اور نہیں ہیں وہ نکلنے والے آتش دوزخ سے بلکہ ہمیشہ اسمیں جلا کرینگے اور یری
کے تین مفعول ہیں مفعول اول تو ضمیر ہم کی ہے اور دوسرا مفعول اعمالهم ہے اور تیسرا مفعول حسرات ہے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ یہ آیت

اس شخص کے حق میں ہے کہ مال کو راہ خدا میں بسبب بخل کے خرچ نہ کرے اور جمع کر کے پیچھے اپنے چھوڑ جائے وہ شخص دو حال سے خالی نہیں ہے
یا تو وارث اس کا اس مال کو راہِ خدا میں خرچ کرے گا اور نیک کاموں میں اور یا گناہ اور معصیت میں اگر راہ خدا میں خرچ کیا ہے تو وہ مرنے والا
اس کو دوسرے کی میزان میں دیکھ کر افسوس کرے گا کہ ہائے جمع تو میں نے اس مال کو کیا تھا اور ثواب اس کا دوسرے آدمی کو پہنچا اور اگر اس وارث نے
اس مال کو معصیت خدا میں خرچ کیا ہے تو اسنے قوت دی معصیت میں خرچ کرنے کی کہ جمع کر کے مال کو چھوڑ گیا غرض یہ ہے کہ اگر راہ بخل حقوق خدا کو جو کچھ کہ مال
میں تھے ان کو ادا نہ کیا اور مال کو چھوڑ کر دنیا سے چلا گیا وہ مال اسکا وبال جان ہوگا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ بعضے قبائل عرب نے اپنے اوپر
زراعت اور چوپاؤں اور لباسوں کو حرام کیا تھا اس مقدمہ میں خدا تعالے نے حکم عام سب بندوں کو مومنین اور کفار کو دے کر خطاب کرتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا
النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ اے آدمیو کھاؤ تم ان چیزوں میں سے کہ بیچ زمین کے ہیں میوہ اور غلہ حَلٰلًا طَیِّبًا حلال اور پاکیزہ اور حلالا
صفت ہے مصدر محذوف کی اور طیبًا صفت بعد صفت ہے اور من تبعیضیہ ہے اور متعلق کلوا کے ہے اور تقدیر اسکی کلوا مما فی الارض اکلا حلالا طیبا
ہے یعنی کھاؤ تم بعض ان چیزوں سے کہ بیچ زمین کے ہے کھانا حلال پاکیزہ اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جو کچھ بغیر حلال ہے اسکو اپنے اوپر حرام مت
کرو وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اور نہ پیروی کرو تم قدموں شیطان کی کہ اسکے پیچھے چلو اور جو کچھ وہ اغوا کرے وہ کرو اِنَّهٗ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ تحقیق کہ وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر چاہتا ہے کہ تمکو سب دیکر دوزخ میں ڈالے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا
کہ مراد خطوات الشیطان سے یہ ہے کہ طلاق دینے کی قسم کھائے اور گناہ کرنے کی نذر کرے اور بغیر خدا کے دوسرے کی قسم کھائے اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ
بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ سوا اسکے نہیں کہ حکم کرتا ہے شیطان تمکو ساتھ بدی اور فحش کے یعنی وہ تمہارے دلوں میں وسوسہ نہیں ڈالتا مگر بدی کا اور بُرائی کھلی ہوئی اور
ظاہر گناہ کا وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اور یہ کہو تم اوپر خدا کے مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس چیز کو کہ نہیں جانتے ہو تم یعنی اس امر کا وسوسہ ڈالتا ہے کہ خدا کے حق میں تم وہ بات
کہو جسکا علم نہیں رکھتے ہو جیسے کہ شریک کرنا خدا کا اور حلال کرنا حرام کا اور حرام کرنا حلال کا اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس امر کی کہ اپنی طرف سے مسئلہ کو بیان مت کرو امام محمد باقر سے کسی
نے پوچھا کہ کیا حق خدا کا بندوں پر فرمایا کہ جو جانتے ہو وہ کہو اور جو نہیں جانتے اس میں توقف کرو اور کہو کہ ہم نہیں جانتے اور اپنی طرف سے کچھ بنا کر مت
کہو اور منقول ہے کہ جناب سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ انھوں نے جواب میں کہا کہ ہم اپنے باپ دادا
کے تابع ہیں اور ہم انہیں کی پیروی کرتے ہیں کہ وہ ہم سے زیادہ دانا تھے حلال اور حرام کے مقدمہ میں اس حال کو خدائے تعالے بیان کرتا ہے
اور فرماتا ہے کہ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا اور جس وقت کہا جاتا ہے واسطے ان کے کہ پیروی کرو تم مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ اس چیز کی کہ نازل کی ہے
خدا نے کہ وہ قرآن ہے کہ جس کو خدائے تعالے نے واسطے ہدایت کے نازل کیا ہے قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ کہا انھوں نے کہ بلکہ پیروی کرتے ہیں ہم
مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اس چیز کی کہ پایا ہے ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنے کو کہ جو مذہب انکا ہے وہی ہمارے نزدیک پسندیدہ ہے خدائے
تعالے ان کے جواب میں فرماتا ہے اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا کیا اگرچہ ہوں باپ ان کے کہ نہ سمجھیں کسی چیز کو دین میں سے اور
مذہب شرک اور یہود کا رکھتے ہوں وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ اور نہ ہدایت پائیں وہ بلکہ ضلالت اور کجی پر ہوں کیا تب بھی ان کی پیروی کریں گے یعنی
باپ ان کے یہودی اور نصرانی بت پرست ہوں کہ امر دین میں کچھ نہ سمجھے ہوں اور نہ کچھ فکر اور تامل کرتے ہوں اور اپنی جہالت سے انھوں نے
کفر کو اختیار کر لیا ہو تو کیا تب بھی وہ ان باپوں اپنے ہی کی پیروی کریں گے ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ بے دلیل ایک امر کو اختیار کرتے ہیں بلکہ چاہیے
کہ خود تحقیق کریں اور حق کو دریافت کر کے اختیار کریں نہ کہ باپوں کی پیروی پر اکتفا کریں اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
مذہب میں پیروی والدین کی اور اپنی قوم کی نہ چاہیے بلکہ خود تحقیق کر کے مذہب کو اختیار کریں لیکن آج کل جو اس زمانہ میں جس کو دیکھئے
ہیں یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ مذہب والا ہمارا جو ہو مسلمان یا یہودی یا نصرانی یا سنی یا شیعہ اپنے باپ کے یا اپنی قوم کے مذہب پر ہوتا
ہے اور جو امر کہ ان کے مذہب کے مصنفوں کی کتابوں میں ہے اور دوسرے مذہب کی اس حقیقت یا نئی خالی ہے اس کی وہ تاویل کرتے ہیں یا اس میں

سکوت کرتے ہیں اور اپنے باپ کے مذہب کو ترک نہیں کرتے گو مذہب ان کے باپوں کا واقع میں باطل معلوم ہوتا ہو اور بعد جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر آدمی بہ سبب حب جاہ اور ریاست کے حق سے خارج ہوگئے۔ لیکن ان کے تابعین اس کی اصلاح کے واسطے واہی
تباہی تاویلیں کرتے ہیں اور ان کی پیروی کو ترک نہیں کرتے اور بعض آدمیوں کو اس امر نے گمراہ کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ اس مذہب میں بڑے
علما گزرے ہیں کیا وہ سب گمراہ تھے کہ اس مذہب کو اختیار کرتے۔ لیکن یہ نہیں خیال کرتے کہ ہنود اور نصاریٰ میں بھی بڑے بڑے علما اور فہمیدہ
اور عاقل لوگ ہیں ان کو بھی ان کے باپوں کی پیروی نے گمراہ کر رکھا ہے اور وہ اسی مذہب کو اپنے باپوں کے برحق جانتے ہیں چاہیے کہ وہ بھی
حق پر ہوں پس چاہیے کہ مذہب کے مقدمہ میں کسی کی پیروی نہ کریں بلکہ خود تحقیق کر کے اختیار کریں اور ایسے ہی حال رسوم کا ہے کہ اکثر رسوم
خلاف شرع ہیں اور اُن میں بیجا صرف کرتے ہیں اپنے باپوں کی پیروی سے اور اپنی قوم کے لحاظ سے اور ترک ان کو نہیں کرتے اور یہ
رسوم عورتوں کی اطاعت سے اکثر عمل لاتے ہیں اور خوف خدا کا نہیں کرتے کہ کل کو قیامت کے روز جو خدا پوچھے گا اور کہے گا کہ تم نے میرے
حکم کے برخلاف یہ کام کیوں کئے تو اس کا کیا جواب دیں گے اور اب خدائے تعالےٰ کفار کے لئے مثل بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ **وَمَثَلُ**
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور مثل ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے اور خدا پر ایمان نہ لائے **كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ** مانند مثل اس شخص کے تھے کہ آواز دیتا
ہے وہ **بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً** ساتھ اس چیز کے کہ نہیں سنتی ہے وہ چیز مگر بلانے اور پکارنے کو یعنی جبکہ کوئی کسی جانور کو
آواز دیوے تو وہ جانور بجز اُس آواز اور ندا کے اس میں سے کچھ اور مطلب ہرگز نہیں سمجھتا ہے ایسے ہی حال کفار کا ہے کہ اگر کوئی ڈرانیوالا
خدا کی طرف سے ان کو ڈرائے تو وہ کفار بجز ایک آواز کے اُس کے ڈرانے کو کچھ نہیں سمجھتے اور حقیقت سخن کو دریافت نہیں کرتے تامل کر کے
اور عناد اور تکبر کے سبب سے اس کے سمجھنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور اسی سبب سے **صُمٌّ** بہرے وہ کلام حق کے سننے سے **بُكْمٌ** گونگے ہیں وہ سخن حق کے سننے سے
عُمْيٌ اندھے ہیں وہ راہ راست کی طرف جانے سے **فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ** پس وہ نہیں سمجھتے ہیں اور گویا کہ کچھ عقل نہیں رکھتے ہیں کہ دریافت کریں اور سمجھیں
پیغمبر کے ارشاد کو اور اب خدائے تعالےٰ مومنین کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو **كُلُوْا**
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ تم پاکیزہ ان چیزوں میں سے کہ روزی دی ہے ہم نے تمکو یعنی حلال کھانے تم کو دئے ہیں اور
کھانا انکا تمہارے اوپر ہم نے حلال کیا ہے ان کھانوں کو تم کھاؤ **وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ** اور شکر کرو تم واسطے خدا کے اس روزی کے عوض میں
کہ جو تم کو دی ہے **اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ** اگر ہو تم کہ خاص اُسی کو پرستش کرتے ہو تم نہ اُسکے غیر کو اور جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ دعا اس کی قبول ہوئے تو لازم ہے کہ وہ کسب حلال سے پاکیزہ کھانا کما کر کھائے اور فرمایا ہی جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ترک کرنا لقمہ حرام کا خدا کے نزدیک افضل ہی دو ہزار رکعت نماز سنتی سے اور پھر پھیر دینا اور
دور کرنا دانہ حرام کا اپنے پاس سے برابر ستر حج کے اور حدیث قدسی میں آیا ہے اور خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو تعجب ہے آدمیوں اور
جنوں سے کہ روزی تو ان کو میں دیتا ہوں اور شکر میرے غیر کا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے حلال کا ذکر کر لیا تو اب حرام چیزوں
کا ذکر کرتا ہے کہ **اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ** سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا ہے اللہ نے اوپر تمہارے مردار کو سوائے ٹڈی زندہ
اور مچھلی کے کہ جو پانی سے زندہ باہر نکل کر مر جائے **وَالدَّمَ** اور حرام کیا ہے خون کو سوائے اُس خون کے کہ بعد ذبح کے گوشت میں
رہ گیا ہو کہ وہ حلال ہے **وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ** اور حرام کیا ہے گوشت خوک کو اور خوک کی سب چیزیں حرام اور نجس ہیں یہاں تک کہ
دانت اور بال وغیرہ سب نجس ہیں **وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ** اور حرام کیا ہے اُس چیز کو کہ آواز دی گئی ہو ساتھ اُس کے
واسطے غیر خدا کے یعنی وقت ذبح کے حیوان پر سوائے خدا کے کسی غیر کے نام کی آواز دی جائے اور وقت ذبح کے اس پر
کسی غیر کا نام لیا جائے سوائے خدا کے اس کا کھانا بھی حرام ہے اور اہلال اصل میں چاند دیکھنے کو کہتے ہیں لیکن عادت اس طرح

سے جاری ہو گئی ہے کہ وقت ذبح کے جانور کے آوازیں بلند ہوتی ہیں اس واسطے آواز کرنے کے معنی میں مستعمل ہو گیا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ
پس وہ شخص کہ مضطر اور ناچار ہو کر خواہ تو کوئی شخص اسپر زبردستی کرے یا ایسی اسکو بھوک ہو کہ اس سے خوف مرجانے کا ہو اور کوئی طعام میسر
نہ ہووے کہ اس سے سدرمق کرے غَيْرَ بَاغٍ جس وقت کہ نہ زیادتی اور ظلم کرنے والا ہو وہ شخص کہ کسی ایسے ہی دوسرے مضطر اور ناچار سے
چھین لیوے یا امام زمان پر خروج کرے یا رہزنی کرے یا بقصد لذت کھائے ایسا ہووے وَلَا عَادٍ اور نہ تجاوز کرنے والا ہو وہ
شخص سدرمق سے بڑھ کر کہ سیر ہو کر کھائے بلکہ تھوڑا ایسا اسقدر کھائے کہ جس سے جان بچ جائے اور مرے نہیں اور غیر باغ حال واقع
ہوا ہے اور لا ولا عاد پر واسطے تاکید نفی کے زیادہ کردیا ہے پس ایسا ناچار آدمی اگر ایسی حالت میں ان حرام چیزوں میں سے بقدر
سدرمق کے کھائے تو اسپر کچھ گناہ نہیں ہے کہ خدائے تعالے فرماتا ہے فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ پس نہیں گناہ ہے اوپر اُس کے کہ إِنَّ اللَّهَ
غَفُورٌ تحقیق خدا بخشنے والا ہے اپنے بندوں کو رَحِيمٌ مہربان ہے اپنے بندوں پر اس قدر حرام کے کھانے کی رخصت دینے پر واسطے حفاظت
جان کے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ باغی تو وہ شخص ہے کہ امام معصوم پر خروج کرے اور عادی وہ ہے کہ رہزنی کرے اور بعضے حدیث میں
آتا ہے کہ باغی تو ظالم ہے اور عادی غاصب ہے اور بعضی حدیث میں چور کے واسطے بھی عادی کا لفظ آیا ہے پس ان لوگوں پر بقدر سدرمق
بھی حرام کھانے میں سے کھانا جائز نہیں ہے اور پہلے اس سے گذر گیا ہے کہ علماء یہود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کو
توریت میں سے اپنے روزیوں کو موقوف ہونے کے خوف سے بدل دیتے تھے پھر خدائے تعالے اسی مقدمہ میں فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ
يَكْتُمُونَ تحقیق وہ لوگ کہ پوشیدہ کرتے ہیں مَا أَنْزَلَ اللَّهُ اس چیز کو کہ نازل کی ہے خدا نے مِنَ الْكِتَابِ کتاب سے یعنی صفات پیغمبر
جو کہ کتاب توریت میں لکھے ہیں ان کو پوشیدہ کرتے ہیں اور من الکتاب بیان ہے ما کا وَيَشْتَرُونَ بِهِ اور خرید کرتے ہیں وہ ساتھ
اس بدل کرنے کے یعنی اس کے عوض میں ثَمَنًا قَلِيلًا مول تھوڑا سا أُولَئِكَ یہ لوگ کہ جو صفات پیغمبر آخر الزمان کے پوشیدہ کرنے میں مول
تھوڑا سا خرید کرتے ہیں اور اس مول کو کھاتے ہیں وہ لوگ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نہیں کھاتے ہیں بیچ پیٹوں اپنے کے إِلَّا النَّارَ
مگر آگ کو وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور نہ کلام کرے گا ان سے خدا دن قیامت کے وہ کلام کہ جس سے ان کو نفع ہووے وَلَا
يُزَكِّيهِمْ اور نہ پاک کرے گا ان کو ان کے اعمال کی ناپاکی سے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور واسطے ان کے عذاب ہے دردناک کہ وہ عذاب
آتش دوزخ کا ہے أُولَئِكَ الَّذِينَ یہ لوگ وہ ہیں کہ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ کہ خرید کیا ہے انہوں نے گمراہی کو بِالْهُدَى بدلے
رہنمائی کے وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ اور عذاب کو بدلے مغفرت کے فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ پس کس چیز نے صابر کیا انکو اوپر آگ کے
یعنی کس چیز نے انکو دلیر کیا اعمال بد کرنے پر کہ جو باعث ہیں عذاب آتش دوزخ کے ذَٰلِكَ یہ عذاب بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ
بِالْحَقِّ سبب اسکے ہے کہ نازل کیا ہے خدا نے کتاب کو ساتھ حق کے اور راستی اور درستی کے اور ان لوگوں نے اسکو ترک کیا اور جھٹلایا وَإِنَّ
الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ اور تحقیق وہ لوگ کہ اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ کتاب کے کسی نے تو کہا ہے کہ وہ سحر ہے اور کسی نے کہا
وہ شعر ہے اور کسی نے کہا کہ وہ پہلوں کے قصے ہیں یہ لوگ اختلاف کرنے والے لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ البتہ بیچ مخالفت بعید کے حق سے ہیں
اور بیچ عناد کے ہیں کہ حق کے خلاف کہتے ہیں اور منقول ہے کہ یہودی نماز کو مغرب کی طرف پڑھتے ہیں اور نصاریٰ مشرق کی طرف پڑھتے تھے اور
ساتھ کار اپنے مذہب قبلہ کی توجہ پر کہتے تھے اور ہر ایک اپنے قبلہ کو بہتر جانتے تھا اور کہتے تھے کہ عبادت بغیر اسی توجہ قبلہ نہیں ہے اللہ تعالے انکو جواب میں فرماتا ہے
لَيْسَ الْبِرَّ نہیں ہے نیکی اور پسندیدہ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ یہ کہ پھیرو تم منہوں اپنے کو قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ طرف مشرق اور
مغرب کے کہ فقط مشرق اور مغرب کی طرف اپنے منہوں کو کرکے خوش ہو جاؤ اور حفص اور حمزہ نے بر کی راء کو منصوب پڑھا ہے لیس کی خبر
مقرر کرکے اور اسم اس کا ان تولوا ہے ساتھ تاویل مصدر یعنی لیس البر تولیتکم اور باقی کے قاریوں نے بر کو مرفوع پڑھا ہے لیس کا اسم مقرر کرکے اور ان تولوا

کو ساتھ بل مصدر کے جراس کی پڑھا ہے اور یہاں اسم اور خبر دونوں معرفہ ہیں اور جس وقت دونوں معرفہ ہوں تو اختیار ہے کہ جس کو چاہو اسم ٹھہراؤ اور جس کو چاہو خبر کہو اور نافع اور ابن عامر نے لٰکن کے نون کو مخفف پڑھا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ اور لیکن نیکی یہ ہے کہ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ جو کوئی شخص ایمان لائے ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے اور فرشتوں کے اور کتاب کے اور پیغمبروں کے یعنی سب کتابوں اور سب پیغمبروں پر ایمان لائے نہ مثل یہود و نصاریٰ کے بعضی کتابوں پر اور بعضے پیغمبروں پر ایمان لائے اور بعض پر ایمان نہ لائے وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ اور نیکی یہ کہ دیوے مال کو اوپر دوستی اس مال کے یعنی مال کو بہت دوست رکھتا ہو اور پھر راہ خدا میں اسکو دیوے اور یا یہ کہ دیوے مال کو اوپر دوستی اس خدا کے ذَوِي الْقُرْبٰى قرابت والوں کو وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں کو وَالْمَسٰكِيْنَ اور مسکینوں کو وَابْنَ السَّبِيْلِ اور مسافر کو وَالسَّآئِلِيْنَ اور سوال کرنے والوں کو وَفِي الرِّقَابِ اور بیچ چھڑانے گردنوں کے یعنی غلاموں اور لونڈیوں کے دیوے کہ گردنیں ان کی جو پھنس رہی ہیں آقاؤں کے ملک میں وہ مال ان کو دے کر آزاد ہو جاویں اور یہ اسی گردنوں کو اپنے آقاؤں سے چھڑا لویں وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اور نیکی یہ ہے کہ قائم رکھے نماز کو کہ ہمیشہ اس کو پڑھا رہے وَاٰتَى الزَّكٰوةَ اور دیوے زکوٰۃ کو اگر قدرت اس کی رکھتا ہو وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا اور وفا کرنے والا ساتھ عہد اپنے کے جس وقت کہ عہد کیا ہو انہوں نے وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ اور صبر کرنے والے بیچ فقر اور فاقہ اور رنج و سختی کے وَحِيْنَ الْبَاْسِ اور وقت لڑائی کے اُولٰٓئِكَ یہ گروہ راہ خدا میں دینے والے اور نماز کو قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ کو ادا کرنے والے اور عہد کو وفا کرنے والے اور صبر کرنے والے فاقہ اور سختی میں الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وہ لوگ ہیں کہ سچے ہیں وہ دین میں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور یہی لوگ کہ وہ ہیں کہ جو پرہیزگار ہیں اور ڈرنے والے ہیں اپنے خدا سے ظاہر اور باطن میں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی عمل کرے اس آیت پر سمجھیں کہ کامل کیا اس نے ایمان اپنا اور علی ابن الحسین علیہما السلام نے فرمایا ابو حمزہ ثمالی سے کہ اے ابو حمزہ چاہتا ہے تو کہ حق تعالیٰ تمام تجھکو موت سے دنوں اور سب گناہ تیرے بخشیں تو چاہئے کہ نیکی کرے تو کہ راہ خدا میں دیوے پوشیدہ اور اپنے یگانوں سے سلوک نیک کرے تو کہ یہ صفت عمر کو زیادہ کرتی ہے اور فقیری کو دور کر لی ہے اور ستر طرح کی موت بد کو دفع کر لی ہے پس صدقہ دینا اور یگانوں سے سلوک کرنا موجب ثواب دنیا اور آخرت کا ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی یتیم کی پرورش کرے اور اس کو کھانا دیوے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے اللہ تعالیٰ بہشت کو اس پر واجب کرتا ہے اور دعا کی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوندا مجکو مسکینوں کا ہمنشین کر کہ حضرت کی کسی بی بی نے کہا کہ یہ دعا کس واسطے کرتے ہو فرمایا کہ وہ تونگروں سے چالیس برس پہلے بہشت میں جائیں گے اور بعد اس کے فرمایا کہ مسکینوں سے دوستی کرو اور ان کو راہ خدا میں دو اگرچہ آدھا خرما ہو اور ان کو جھڑکو نہیں اور ان کو نا امید مت کرو تاکہ خدائے تعالیٰ تم پر رحمت زیادہ کرے اور منقول ہے کہ جو کوئی مسافر پر نوازش کرے حق سبحانہ تعالیٰ اس کے مقصود دنیا و آخرت کے روا کرے اور جو شخص قبر میں اور صراط پر اور میزان پر غریب نہ ہووے بلکہ ایک جماعت اس کے ہمراہ ہووے کہ اس کو ہولوں سے بے خوف کریں اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی لونڈی اور غلام کو اپنے مال میں سے کچھ دیوے کہ وہ اپنے تئیں غلامی کے قید سے آزاد کر والیں وہ شخص سایہ رحمت اور حمایت خدا میں ہوگا اس دن کہ جس دن کوئی سایہ ہوگا سوا رحمت خدا اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایمان نہ رکھے جو کوئی کہ امانت کو ادا نہ کرے اور دین نہ رکھے جو کوئی کہ عہد کو وفا نہ کرے اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز صابروں [illegible] کو اس قدر ثواب دیویں گے کہ مدرسب آرزو کریں گے کہ کاش ہمکو دنیا میں طرح طرح کی بیماریوں اور بلاؤں میں مبتلا کرتے کہ ہم کو [illegible] ملتا ہے اور ہمارے علماء نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ عمل کرنے والا اس آیت پر سوا امیر المومنین کے دوسرا کوئی شخص نہیں ہوا کہ تمام صفتوں کو ایک جگہ اپنے میں جمع کرنے والا ہو اور اب خدائے تعالیٰ احکام شرع کے شروع کرتا ہے اور فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگ کہ ایمان لائے

جو کُتِبَ لکھا گیا ہے یعنی واجب کیا گیا ہے عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اوپر تمہارے قصاص لینا بیچ مقتولوں کے اور لحاظ رکھنا برابری کا کہ آزاد کے بدلے آزاد سے قصاص لینا چاہیے اور غلام کے بدلے غلام سے اور عورت کے بدلے عورت سے اور منقول ہے کہ پہلے اسلام سے جس وقت دو گروہ میں لڑائی ہوئی تھی تو زبردست گروہ کے آدمی کمزور گروہ کے آدمیوں میں سے عوض غلام کے قتل کرتے تھے اور بدلے عورت کے مرد کو قتل کرتے تھے اور ایک مرد کے عوض میں دو مردوں کو قتل کرتے تھے اور بعد ہجرت کے رسول خدا کی خدمت میں یہ حال عرض کیا گیا تو حکم برابری کا نازل ہوا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ قتل کیا جائے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ ایک آزاد بدلے ایک آزاد کے وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اور ایک غلام بدلے ایک غلام کے وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى اور عورت بدلے عورت کے اور غلام کے بدلے آزاد کو نہ قتل کریں گے بلکہ بہت سختی سے اس آزاد کو مار پیٹ کریں گے اور عورت کے بدلے مرد کو قتل نہ کریں گے مگر جس وقت کہ ولی عورت کا نصف دیت وارثان قاتل کو ادا کرے اور پھر اسکے خدائے تعالیٰ دیت کے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ پس اگر معاف کیا جائے واسطے اس قاتل کے مِنْ اَخِیْهِ برادر دینی اسکی طرف سے کہ وہ مقتول ہے شَیْءٌ کچھ یعنی کوئی چیز قاتل کو مقتول کی طرف سے معاف کیجائے اس طرح سے کہ وارث مقتول کے قصاص لینے کو قاتل سے معاف کر دیویں اور اس سے خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں تو فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ پس پیروی کرنی چاہیے ساتھ نیکی کے اور اتباع خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ فالحکم اتباع بالمعروف یعنی پس حکم اسکا پیروی کرنی ہے ساتھ نیکی کے وارثان مقتول کو کہ قاتل سے زیادہ طلب نہ کریں اور اسپر سختی نہ کریں اور اگر تنگدست ہو تو اسکو مہلت دلویں وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ اور ادا کرنا طرف اس کے ہے ساتھ نیکی کے یعنی ادا کرنا خون بہا کا قاتل کو بھی طرف وارثان مقتول کے نیکی کے ساتھ چاہیے اور قاتل خون بہا کو خوشحالی سے پہنچا دے طرف وارثان مقتول کے کہ اسمیں کچھ کمی نہ کرے اور باوجود قدرت کے اس کے ادا کرنے میں دیر نہ کرے ذٰلِکَ یہ حکم قصاص کو معاف کرکے اُس کے عوض میں خون بہا لینا تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ تخفیف ہے پروردگار تمہارے کی طرف سے اور مہربانی اور بخشش ہے بیدونیہ کہ اس میں فائدہ وارثانِ مقتول کو ہے اور قاتل کی جان بچتی ہے اس واسطے کہ اکثر فقط قتل ہی ہوتا تو قاتل کی جان جاتی تھی اور اگر عفو ہوتا بدون خون بہا کے تو وارثان مقتول کا دل فقط معاف ہی کرنے سے خوش نہ ہوتا اور توریت میں قصاص لینا لازم لکھا تھا اور معاف کرنا اور خون بہا لینا حرام تھا اور انجیل میں فقط معاف کر دینا لکھا تھا اور قصاص اور خون بہا حرام تھے خدا تعالیٰ نے اس امت مرحومہ پر رحم کرکے تینوں امر دل میں اختیار دیا چاہو قصاص لو اور چاہو خون بہا لو اور چاہو معاف کر دو کہ کچھ نہ لو فَمَنِ اعْتَدٰى پس جو شخص کہ حد سے گزر جائے بَعْدَ ذٰلِکَ بعد اسکے کہ معاف کیا جائے اور خون بہا لیا ہے اور وہ گزر جانا حد سے یہ ہے کہ بعد لینے خون بہا کے اور معاف کر سکنے پھر قاتل سے قصاص لیوے اور یا یہ کہ قاتل بعد ادا کرنے خون بہا کے کسی اور کو مار ڈالے تو فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ پس واسطے اس کے عذاب ہے دردناک آخرت میں کہ وہ جلتا ہے دوزخ میں اور کہتے ہیں کہ قصاص لینا آخرت کے مواخذہ سے بری نہیں کرتا ہے جبتک کہ توبہ نکرے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ واسطے تمہارے بیچ قصاص کے زندگی ہے اے صاحبو عقلوں کے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم ڈرو اور پرہیز کرو تم ناحق کرنے سے اس واسطے کہ قصاص کے خوف سے کوئی کسی کو قتل نہ کرے گا اور دونو زندہ رہیں گے قتل کا ارادہ کرنے والا بھی اور جس کو قتل کرنا چاہتا تھا وہ بھی اور اب خدا تعالیٰ وصیت کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ کُتِبَ عَلَیْکُمْ لکھی گئی ہے اوپر تمہارے یعنی فرض کی گئی ہے اوپر تمہارے اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ جس وقت کہ حاضر ہو کسی تمہارے کو یعنی جس وقت کہ حاضر ہو تم میں سے کسی کو الْمَوْتُ موت یعنی آثار موت کے ظاہر ہوں کہ کوئی بچنے کی امید باقی نہ رہے اور نا امیدی کا آ گیا ہو اس وقت میں اِنْ تَرَکَ خَیْرًا اگر چھوڑے خیر کو یعنی مال کو تو لینا ہے تو فرض کیگئی ہے الْوَصِیَّةُ وصیت یعنی اگر کسی کو تم میں سے آثار موت کے ظاہر ہوں اور بعد اپنے مال کو چھوڑے تو اس صورت میں فرض کی گئی ہے اسپر وصیت کرنی لِلْوَالِدَیْنِ واسطے باپ اور ماں کے وَالْاَقْرَبِیْنَ اور واسطے قریبوں کے

کہ الگ کر دے مال میں سے دینے کے واسطے کہہ جائے کہ تمہارے مرنے کے بعد ان کو دیویں اور چاہیئے کہ وصیت کرے بِالْمَعْرُوفِ ساتھ نیکی کے کہ وہ
وصیت تہائی مال سے زیادہ نہ ہو اس واسطے کہ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنے میں دوسرے وارثوں پر ظلم ہوتا ہے اور الوصیۃ مفعول مالم یسم فاعلہ
کتب کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مبتدا ہے اور خبر اس کی للوالدین ہے اور بالمعروف متعلق وصیت کے ہے کہ وہ مصدر ہے اور یہ وصیت کرنا حَقًّا
عَلَى الْمُتَّقِينَ ثابت اور واجب ہوا اوپر پرہیزگاروں پر کہ خدا سے ڈرتے ہیں ظاہر اور پوشیدگی میں اور حقا مصدر موکد اور مفعول مطلق فعل محذوف
کا ہے اور تقدیر اس کی حق ذالک حقا علی المتقین ہے اور پہلے اس سے ایام کفر میں رسم سے وصیت کرکے غیروں کو اپنا مال دیتے تھے اور والدین اور
فرزندوں کو محروم رکھتے تھے اس واسطے خدائے تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے اور والدین اور رشتہ داروں کے واسطے وصیت کرنی واجب کی لیکن
میراث کی آیت سے کہ بعد اسکے نازل ہوئی ہے یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا اور وصیت کرنا واجب نہ رہا اور اب وصیت کرنا سنت ہے اور فرماتا ہے خدا
کہ فَمَنْ بَدَّلَهُ پس جو کوئی کہ بدل ڈالے اس امر وصیت کو یا وصیت کرنے والے کے کہنے کو بَعْدَ مَا سَمِعَهُ بعد اس کے کہ سن لیا ہے اسکو
یعنی لی اور ثابت ہو لیا ہے نزدیک اس کے فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ پس سوا اس کے نہیں کہ گناہ اس کا اوپر ان لوگوں کے ہے
کہ جو بدلتے ہیں وہ اسکو إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ تحقیق کہ خدا سننے والا ہے وصیت کرنے والوں کے قول کا عَلِيمٌ جاننے والا ہے سب کو وصیت کرنے والوں
کی اور بدلنے کو بدلنے والوں کے فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا پس جو شخص کہ ڈرے وصیت کرنے والے سے میل کو حق سے طرف باطل کے یعنی جو
کوئی کہ ڈرے وصیت کرنے والے سے وصیت میں خواہ وارث خواہ وصی حق سے طرف باطل کے رغبت کرنے کو أَوْ إِثْمًا یا گناہ کر لینے کو عمداً کہ حق سے
گذر جائے اور تہائی مال سے زیادہ کے دینے کی وصیت کرے یا ایک وارث کو کل مال کے دینے کی وصیت کرے اور دوسرے وارث کو بالکل محروم رکھے
یا اور کسی طرح خلاف شرع کے وصیت کرے فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ پس صلح کروا دے درمیان ان کے یعنی کروا دے صلح وہ وصی یا اور کوئی وارثوں میں
اور ان لوگوں میں کہ جن کے واسطے وصیت کی ہے کہ جو کچھ بیجا تھا اس کو موقوف کردے تو فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ پس نہیں ہے کوئی گناہ اوپر اسکے کہ اس
نے باطل کو حق سے بدل کر حق کو قائم رکھا ہے إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ تحقیق خدا بخشنے والا ہے اس شخص کو کہ جس نے باطل کو موقوف کرکے حق کو قائم
رکھا ہے رَحِيمٌ مہربان ہے اس شخص پر کہ جو وصیت کے مضمون سے نہ گذرے اور اب خدائے تعالیٰ روزہ کے فرض ہونے کو بیان کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو كُتِبَ عَلَيْكُمُ لکھے گئے ہیں اوپر تمہارے یعنی فرض اور واجب کئے گئے
ہیں الصِّيَامُ روزے كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ جیسے کہ فرض کئے گئے تھے اوپر ان لوگوں کے کہ مِنْ قَبْلِكُمْ پہلے سے تھے لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ تاکہ تم ڈرو تم اور پرہیز کرو تم گناہوں سے اس واسطے کہ روزہ توڑ ڈالتا ہے قوت شہوت کو اور فرمایا خدا نے کہ فرض کیا گیا ہے تم پر
روزہ جیسے کہ فرض کیا گیا ہے پہلے لوگوں پر تسلی ہے مسلمانوں کے حق میں کہ تمہیں پر روزہ فرض نہیں ہوا ہے بلکہ پہلے لوگوں پر بھی فرض تھا اور فرمایا
کہ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ روزے رکھو تم دنوں شمار کئے گئے میں اور مقرر کئے گئے ہیں کہ وہ دن ماہ رمضان کے ہیں اور ایاما منصوب علی
الظرفیہ ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ کتب علیکم ان تصوموا ایاما معدودات فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا پس جو شخص کہ ہووے تم میں سے بیمار یعنی
رمضان میں کہ طاقت روزہ رکھنے کی نہ رکھتا ہو أَوْ عَلَى سَفَرٍ یا اوپر سفر کے ہو یعنی ماہ رمضان میں کسی سفر میں ہو کہ وہ سفر شرعی ہو تو فَعِدَّةٌ
مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ پس شمار دنوں اور سے ہے یعنی بعد ماہ رمضان کے عوض اس کے روزے رکھو اور عدۃ کی تقدیر فعلیہ عدۃ ہے وَعَلَى
الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ اور اوپر ان لوگوں کے کہ طاقت رکھتے ہیں وہ اس روزہ کی لیکن بسبب ضعف پیری کے یا قریب ہونے ایام وضع حمل
کے یا دودھ پلانے بچے کے یا عارضہ لگنے کے روزہ نہیں رکھتے ہیں اور اگر رکھیں تو بہت مشقت سے رکھیں اس واسطے فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ
فدیہ دینا ہے کہ روزہ کھانا یا ایک مسکین کا ہے اور ایک مد طعام ہے کہ تخمینا پورے شاہجہان آباد میں پاؤ اور ایک چھٹانک ہو بدلے ایک روزے کے اور
ابو جعفر اور نافع اور ابن عامر نے فدیہ کو مضاف پڑھا ہے طرف طعام کے اور مسکین کو مساکین پڑھا ہے اور فرماتا ہے کہ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا

جو شخص کہ زیادہ کرے خیر کو یعنی ایک سے زیادہ مسکین کو دیوے فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ پس وہ بہتر ہے واسطے اس کے کہ ثواب اس کا زیادہ ہے وَأَنْ
تَصُومُوا اور یہ کہ روزہ رکھو تم یعنی روزہ رکھنا تمہارا خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے فدیہ دینے سے إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ اگر ہو
تم کہ جانتے ہو تم روزہ کی فضیلت کو پس جو لوگ کہ بمشقت روزہ رکھ سکتے ہیں سبب عوارض مذکورہ کے ان کو خدا تعالیٰ نے اختیار دیا ہے فدیہ دینے
میں اور بار روزہ رکھنے میں لیکن روزہ رکھنا بہتر ہے اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ماہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے کچھ روزے فرض تھے
اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ہر مہینے کی تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں کے روزے تھے یہ ان روزوں کا ذکر ہے اور جب ماہ رمضان کے
روزے فرض ہوئے تو یہ منسوخ ہو گئے لیکن صحیح یہ ہے کہ مراد ان روزوں سے ماہ رمضان کے روزے ہیں اور یہ روزے تیرھویں اور چودھویں
اور پندرھویں کے منسوخ نہیں ہوئے ماہ رمضان کے روزوں سے بلکہ رکھنا ان روزوں کا سنت ہے اور یطوع کو حمزہ اور کسائی نے یا سے اور
تشدید طا اور واو سے پڑھا ہے باب افعل سے اور فرماتا ہے خدا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي مہینہ رمضان کا وہ مہینہ کہ أُنزِلَ
فِيهِ الْقُرْآنُ کہ نازل کیا گیا ہے بیچ اس کے قرآن کہ هُدًى لِّلنَّاسِ ہدایت ہے واسطے آدمیوں کے وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ
اور روشن دلیلیں ہیں ہدایت میں سے وَالْفُرْقَانِ اور فرقان سے یعنی حلال اور حرام سے اور جدا کرنے والے حق کے باطل سے اور شہر ماخوذ
اشتہار سے ہے کہ چاند کے دیکھنے سے جو مہینہ مشہور ہوتا ہے اس واسطے اس کا نام شہر ہوا اور رمضان غیر منصرف ہے اور مشتق ہے رمضان رمض سے اور رمض
ریت گرم کو کہتے ہیں جس پر گرمی آفتاب کی شدت سے پڑے اور اس مہینہ کا نام رمضان ہے اس واسطے رکھا گیا ہے کہ جن دنوں میں اس کا یہ نام رکھا گیا تھا
ان دنوں میں گرمی سخت تھی اور رمضان خدا کا نام بھی ہے اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ اس مہینہ کو رمضان آیا اور رمضان گیا مت کہو بلکہ ماہ رمضان
آیا اور ماہ رمضان گیا کہو اور ہدیٰ واقع ہوا ہے اور ایسے ہی بینات ہے اور فرق قرآن اور فرقان میں یہ ہے کہ قرآن تو اس مجموع سب کتاب کو کہتے
ہیں اور فرقان وہ ہے کہ جس میں آیات محکمات واجب العمل ہیں اور فرماتا ہے خدا فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ پس جو کوئی کہ حاضر ہو تم میں سے
ماہ رمضان میں یعنی ایک جگہ مقیم ہو خواہ اپنے وطن میں خواہ غیر وطن میں کہ پندرہ دن کی یا زیادہ کی پندرہ سے نیت ہے کی اس جگہ کی ہووے تو
فَلْيَصُمْهُ پس چاہیے کہ روزہ رکھے وہ اس مہینہ میں اور شہر منصوب علی الظرفیۃ ہے نہ علی المفعولیۃ اور تقدیر اس کی فمن شہد منکم المصر فی الشہر ہے
اور لفظ شہر کا مفعول نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ حاضر مہینہ میں مسافر بھی ہو سکتا ہے پس چاہیے کہ اس پر بھی روزہ لازم ہو جائے وَمَن
كَانَ مَرِيضًا اور جو شخص کہ ہووے بیمار کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ یا اوپر سفر کے ہو کہ وہ سفر مباح ہو تو فَعِدَّةٌ
مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ پس شمار دنوں دوسرے سے ہے کہ بعد ماہ رمضان کے دوسرے ماہ رمضان تک جب چاہو وہ روزے رکھو اگر بیماری
اور سفر سے فراغت حاصل ہو اور علیٰ سفر ظرف کا عطف مریضا پر ہے کہ وہ اسم ہے اس واسطے کہ وہ علیٰ سفر مسافرا کے معنی میں ہے اور بیماری اور سفر
میں خدائے تعالیٰ نے پھر روزہ رکھنا واجب نہ کیا اس واسطے کہ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ ارادہ کرتا ہے خدا ساتھ تمہارے آسانی کو کہ جس وقت
تمکو تندرستی حاصل ہو اور ایک جگہ ٹھہرو اس وقت روزہ رکھو وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اور نہیں ارادہ کرتا ہے ساتھ تنگی کو یعنی تنگی اور
دشواری کو پھر نہیں چاہتا ہے کہ تم حالت بیماری اور سفر میں بھی روزہ رکھو وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ اور چاہیے کہ پورا اور تمام کرو تم شمار ایام
بیماری اور سفر کو وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ اور چاہیے کہ بزرگی سے یاد کرو تم خدا کو عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ اوپر اس امر کے کہ راہ حق دکھلائی ہے تمکو وَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور تا کہ تم شکر کرو اس کی نعمتوں کا کہ پھر آسانی کی اور روزہ کا ثواب واسطے تمہارے مقرر کیا اور اگر آدمی کو ایسی بیماری
لاحق ہووے اسکو روزہ رکھنے سے کچھ تکلیف یا زیادتی بیماری کی ہووے تو وہ شخص بیماری میں بھی روزہ رکھے گا اور اگر سفر اسکا مباح نہیں ہے
تو اس سفر میں بھی روزہ رکھے گا اور واجب ہے اور کہتے ہیں کہ ولتکبروا اللہ سے مراد تکبیریں کہنی ہیں بعد چار نمازوں کے بعد نماز مغرب شب اول
عید اور بعد نماز عشا شب اول عید اور بعد نماز صبح روز عید اور بعد نماز عید کے اور وہ تکبیر یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

والحمد للہ علیٰ ما ہدانا وللہ الشکر علیٰ ما اولنا اور حدیث میں آیا ہے کہ روزہ رکھا جاوے واجب ہو خواہ سنت سپر ہے آتش جہنم سے اور احادیث معتبرہ
میں وارد ہوا ہے کہ شیاطین کو ماہ رمضان میں قید کرتے ہیں اور دروازے بہشت کے کھول دیتے ہیں اور روزہ دار کے سونیکو عبادت لکھتے ہیں
اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر سے کہ اے جابر یہ مہینہ رمضان کا ہے جو کوئی اس مہینے میں دن کو روزہ رکھے اور
شب کو کچھ ذکر خدا کرے اور نگاہ رکھے اپنے پیٹ اور شرمگاہ کو اور باز رکھے اپنی زبان کو بیہودہ باتوں سے وہ شخص نکل جائے گا ایسے گناہوں
سے جیسے نکل جاتا ہے مہینہ میں سے جابر نے عرض کی یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اچھی ہے یہ حدیث حضرت صلعم نے فرمایا کہ کیا سخت
ہیں شرطیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خدائے بزرگ کہ ہر روز ماہ رمضان میں وقت افطار کے ہزار ہزار آزاد ہوتے
ہیں آتش جہنم سے اور جمعہ کے روز اور شب ہوتے تو اس میں ہزار ہزار ہر ساعت میں آزاد ہوتے ہیں آتش جہنم سے جو کہ مستحق دوزخ کے ہوئے تھے
اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی روزہ دار کا روزہ ماہ رمضان میں کھلوائے خدا تعالیٰ تمام گناہوں کو اس کے بخشدے گا اور گردن اسکی
آتش دوزخ سے آزاد کرے گا اور جس قدر ثواب کہ روزہ دار کو ہوگا اسی قدر اسکو ملے گا اور اگر کھانا کھلانے پر قادر ہو تو پانی ہی سے روزہ کو
افطار کرائے کہ خدا تعالیٰ آب کوثر سے سیراب کرے گا اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اگر جانو تم کہ جو کچھ کہ تمہارے
واسطے ماہ رمضان میں ہے تو البتہ زیادہ کرو تم شکر خدائے تعالیٰ کا جبکہ شب اول ماہ رمضان کی ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ تمام گناہ میری امت
کے بخشتا ہے اور ہزار ہزار درجے اُن کے بلند کرتا ہے اور پچاس شہر تیار کرتا ہے اور دوسرے روزہ میں ہر قدم کے عوض میں عبادت ایک برس
کی لکھتا ہے اور ثواب ایک پیغمبر کا اور ایک برس کے روزوں کا عطا کرتا ہے اور تیسرے روزہ کے عوض میں بدن کے بالونکی شمار فردوس میں
مروارید سفید کے قبے بناتا ہے کہ جس میں ہزار گھر نور کے ہوتے ہیں اور نیچے بھی اسکے بارہ ہزار گھر ہوتے ہیں اور ہزار تخت ہوتے ہیں اور ہر روز داخل
ہوتے ہیں ان میں ہزار فرشتے ہدیہ لیکر اور چوتھے روزہ کے عوض میں عطا کرتا ہے جنت خلد میں ستر ہزار محل کہ ہر محل میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر
میں پچاس ہزار تخت ہیں اور ہر تخت پر ایک حور ہے اور ہر حور کی خدمت میں ایک ہزار لونڈیاں ہیں کہ ہر ایک لونڈی انمیں سے بہتر ہے دنیا سے
اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اور پانچویں روزے کے عوض میں بخشتا ہے جنت ماوا میں ہزار ہزار شہر کہ ہر شہر میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار
دسترخوان ہیں اور ہر دسترخوان پر ستر ہزار خوان ہیں اور ہر خوان میں ستر ہزار طرح کا کھانا ہے کہ ایک کھانا دوسرے کھانے سے مشابہ نہیں ہے اور
چھٹے روزے کے عوض میں بخشتا ہے جنت دارالسلام میں لاکھ شہر کہ ہر شہر میں لاکھ محل ہیں اور ہر محل میں لاکھ گھر ہیں اور ہر گھر میں لاکھ تخت ہیں
طلا کے کہ طول جن کا ہزار ہاتھ کا ہے اور ہر تخت پر ایک حور ہے کہ جس کی بیس چوٹیاں ہیں بنی ہوئی موتیوں اور یاقوتوں سے اور ساتویں روزہ
کے عوض میں عطا کرتا ہے جنت نعیم میں ثواب ساٹھ ہزار عابدوں کا اور ساٹھ ہزار زاہدوں کا اور آٹھویں روزہ کے عوض میں عطا کرتا ہے
جنت نعیم میں ثواب چالیس ہزار شہیدوں کا اور چالیس ہزار صدیقوں کا اور نویں روزے کے عوض میں عطا کرتا ہے وہ چیز کہ جو عطا کرتا ہے
ہزار عالموں کو اور ہزار آدمیوں اعتکاف کرنیوالوں کو جو کہ سرحد کفار پر محافظت کیواسطے بیٹھے ہیں اور دسویں روزے کے عوض میں بر لاتا ہے ستر ہزار
حاجتیں اور مغفرت چاہتے ہیں روزہ دار کے واسطے چاند اور سورج اور ستارے اور پرندے اور درندے اور ہر پتھر اور ڈھیلا اور ہر تر اور
خشک اور مچھلیاں دریا کی اور پتے درختوں کے اور گیارھویں روزے کے عوض میں لکھتا ہے خدا ثواب چار حج اور چار عمرہ کا کہ ہر حج ہمراہ پیغمبروں کے
کیا ہو اور ہر عمرہ ہمراہ صدیقوں اور شہیدوں کے کیا ہو اور بارھویں روزے کے عوض میں بدلتا ہے خدا بدیاں انکی نیکیوں سے اور نیکیوں کو دوچند [illegible]
ہے اور ہر نیکی کے عوض میں ہزار ثواب لکھتا ہے اور تیرھویں روزہ کے عوض میں مکہ اور مدینہ کی مانند وہاں کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور عطا کرتا ہے
ہر پتھر اور ڈھیلے کے عوض جو درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے شفاعت اسکی اور چودھویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ گویا ملاقات کی آدم اور ابراہیم و نوح
اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام سے اور گویا کہ عبادت کی ہمراہ ہر پیغمبر کے سو برس اور پندرھویں روزے کے عوض میں بر لاتا ہے [illegible]

اور اس کی ہزار چوٹیاں ہیں موتیوں کی اور یاقوتوں کی اور تیسویں روزہ کا ثواب یہ ہے کہ بعوض ہر روزہ کے کہ گذر گئے ہیں ثواب ہزار شہیدوں کا اور ہزار صدیقوں کا اور ہزار روزوں کا ہے اور شمار اس گھاس کے کہ جو آب دریائے رود نیل سے اُگی ہو درجے بلند کرتا ہے اور ہزاری آتش جہنم سے اور گذرنا صراط سے اور امان عذاب عطا کرتا ہے اور جنت کا ایک دروازہ ہے کہ نام اس کا ریان ہے وہ قیامت تک نہیں کھولا جاتا ہے مگر واسطے روزہ داروں کے امت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اور ندا کرتا ہے رضوان داروغہ بہشت کا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آؤ تم طرف ریان کے فرمایا حضرت نے کہ پس داخل ہو گی امت میری اس دروازہ میں سے جنت میں اور اب خدائے تعالے دعا کے قبول کرنے کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ** اور جس وقت سوال کریں گے تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندے میرے **عَنِّیْ** حال میرے سے تو کہہ تو ان کو کہ **فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ** پس تحقیق میں نزدیک ہوں کہ علم میرا ان کو احاطہ کیے ہوئے ہے اور جو کچھ کہ وہ کہتے ہیں میں سنتا ہوں **اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ** قبول کرتا ہوں میں دعا دعا کرنے والوں کی **اِذَا دَعَانِ** جس وقت دعا کرتا ہے وہ مجھ سے اور پکارتا ہے وہ مجھ کو **فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ** پس چاہیے کہ قبول کریں وہ واسطے میرے حکم میرے کو اور جو کچھ کہ میں نے ارادہ کیا ہے ان سے اطاعت اور بندگی کا **وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ** اور چاہیے کہ ایمان لاویں وہ ساتھ میرے یعنی ثابت قدم رہیں اور مجھکو قبول کرنے والا جانیں کہ مستحق قبول کرنے کے ہوں **لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ** تاکہ وہ راہ راست اور بھلائی کو پائیں اور حق کو پہنچیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کے واسطے کوئی مکان معین نہیں ہے اس واسطے کہ جس وقت ہر ایک بندے سے قریب ہوا تو مکان بھی اس کے واسطے معین نہ ہوگا اور منقول ہے کہ ایک عالم یہودی نے عمر بن خطاب سے ان کی خلافت میں پوچھا کہ خدا کہاں ہے عمر نے کہا کہ آسمان پر ہے بالائے عرش یہودی نے کہا کہ معلوم ہوا کہ زمین اس سے خالی ہے عمر نے کہا کہ تو زندیقوں کا سا کلام کرتا ہے دور ہو میرے پاس سے ورنہ تجھ کو مروا ڈالوں گا وہ یہودی باہر نکلا اور اسلام پر ہنستا جاتا تھا راستہ میں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی فرمایا کہ تیرا سوال اور خلیفہ صاحب کا جواب میں نے سنا اور جو کچھ کہ جواب تیرے سوال کا ہے وہ مجھ سے سن کہ خدائے تعالے مکان سے مبرا اور پاک ہے اور کوئی جگہ اس سے خالی نہیں ہے اور وہ ہمارے ہمراہ ہے نہ اس طور سے کہ وہ ہمسے چمٹا ہوا ہے بلکہ اس کا علم اور قدرت ہمسے متعلق ہے توریت میں لکھا ہے کہ چار فرشتے حضرت موسے کے پاس بیٹھے تھے ان سے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو ایک نے ان میں سے کہا کہ میں آسمان ہفتم سے آتا ہوں خدا کے پاس سے دوسرے نے کہا کہ میں انتہائے مشرق زمین سے آتا ہوں خدا کے پاس سے اور تیسرے نے کہا کہ میں انتہائے مغرب زمین سے آتا ہوں خدا کے پاس سے اور چوتھے نے کہا کہ میں زمین ہفتم سے آتا ہوں خدا کے پاس سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ پاک ہے خدا کہ کوئی جگہ اس سے خالی نہیں ہے اور اس یہودی نے اس قول کی تصدیق کی اور فلیستجیبو لی سے معلوم ہوا کہ دعا کا قبول ہونا موقوف ہے خدا کے احکام کے قبول کرنے پر کہ جو کچھ خدا نے واجب کیا ہے اسکو ترک نہ کرے اور جس کام کو منع کیا ہے اس کے گرد نہ جائے اور سب گناہوں سے پرہیز کرے ولیومنوبی سے بھی معلوم ہوا کہ یہ بھی اعتقاد کرنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ بیشک دعا کا قبول کرنے والا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے پوچھا کہ خدائے تعالےٰ وعدہ کرتا ہے دعا کے قبول کرنے کا اور ہم ہرچند دعا کرتے ہیں لیکن دعا ہماری قبول نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ کیا تو خدا کو ایسا جانتا ہے کہ وہ وعدے کے خلاف کرتا ہے کہا نہیں فرمایا کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ جو کوئی فرمانبرداری کرے خدا کی اس امر میں کہ جسکا اُسنے حکم دیا ہے اور اسکو بجا لائے اور پھر دعا کرے جہت دعا سے تو خدائے تعالےٰ قبول کرے گا اس شخص نے پوچھا کہ جہت دعا کیا ہے فرمایا کہ پہلے خدائے تعالےٰ کی حمد اور ثنا بیان کرے اور اس کی نعمتوں کا ذکر کرے اور پھر ان نعمتوں کا شکر کرے اور پھر درود بھیجے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور پھر ذکر کرے اپنے گناہوں کا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے مطعم بن جبیر کہ پیر اور ضعیف ہوگئے تھے ایک شب کو ماہ رمضان کے شبوں میں سے انکی زوجہ کھانا دیر میں لائی اور وہ افطار کرنے سے پہلے سوگئے اور جس وقت بیدار ہوئے تو اپنی زوجہ سے کہا کہ اس شب کو کھانا مجھ پر حرام ہوگیا اور دوسرے روز روزے پر روزہ رکھا اور دن کو جنگ احزاب میں خندق کے کھودنے میں شریک ہوئے اور دو روز کا جو فاقہ تھا درمیان خندق کے بیہوش ہوگئے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوان کو دیکھا تو حضرت کے دل میں رقت پیدا ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا اور کھاؤ تم اور پیو تم شب ماہ رمضان میں حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے تمہارے الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ تاگا سفید صبح کا مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ تاگے سیاہ سے فجر میں سے یعنی سفیدی صبح صادق کی سیاہی رات کی میں سے نکلی ہوئی معلوم ہو تو اس وقت سے پہلے پہلے کھانا کھاؤ اور جس وقت سفیدی صبح صادق کی ظاہر اور شروع ہو تو اس وقت سے کھانا پینا شب کا موقوف کردو ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ پھر تمام کرو تم روزوں کو اِلَى الَّيْلِ رات تک یعنی اس وقت تک کہ سرخی مشرق کی شام کے وقت دور ہوجائے اور بعد اس کے پھر کھاؤ اور پیو اور اب خدائے تعالےٰ اعتکاف میں مجامعت کرنے کو منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ اور نہ مجامعت کرو تم ان عورتوں سے جس وقت کہ تم اعتکاف کرنے والے ہو بیچ مسجدوں کے اور اعتکاف یہ ہے کہ تین روز مسجد جامع میں رہتے ہیں اور عبادت خدا میں مشغول رہتے ہیں اور تینوں روز روزہ سے ہوتے ہیں اور وہاں سے باہر نہیں نکلتے ہیں مگر واسطے حاجت ضروری کے جیسے دفع کرنا بول اور براز کا اور غسل کرنا اور مومن بیمار کی عیادت کو جانا اور مومن کے جنازہ کے ہمراہ چلنا اور گواہی دینے لیکن جس وقت نکلے تو سایہ میں نہ چلے اور بدون ضرورت بیٹھنے کی جگہ کے کہیں بیٹھے نہیں اور مسجد سے باہر اس کو نماز پڑھنی اور تین روز تک کسی وقت عورتوں سے مجامعت کرنی اسکو جائز نہیں ہے اور خوشبو سونگھنے اور خرید و فروخت اور نزاع اس پر حرام ہے اور ماہ رمضان میں اعتکاف کرنے کا بہت ثواب ہے اور علی ابن الحسین علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی ماہ رمضان میں اعتکاف کرے ایسا ہے کہ اس نے دس حج اور دس عمرہ کئے ہوں اور فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ تِلْكَ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے حُدُوْدُ اللّٰهِ حدیں خدا کی ہیں مقرر کی گئی ہیں واسطے بندوں کے کہ مراد ان سے منہیات اور محرمات ہیں فَلَا تَقْرَبُوْهَا پس نہ نزدیک ہو تم ان منہیات اور محرمات کے کہ ان کو عمل میں مت لاؤ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ اسی طرح بیان کرتا ہے خدا نشانیاں اور آیتیں اپنی لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے کہ وہ امر و نہی اور وعدہ اور وعید ہے لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تاکہ وہ ڈریں اور پرہیز کریں اور حدود خدا سے نہ گزریں اور مخالفت امر و نہی کی نہ کریں اور دوسرا حکم بیان کرتا ہے خدائے تعالےٰ کہ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ اور نہ کھاؤ تم مالوں اپنے کو درمیان اپنے یعنی آپس میں ایک شخص دوسرے شخص کا مال نہ کھاؤ بِالْبَاطِلِ ساتھ باطل کے جو کہ شرع میں ممنوع ہے جیسے کہ چوری اور خیانت اور قمار بازی اور غصب اور رشوت وغیرہ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے فرمایا کہ مراد باطل سے یہ ہے کہ آدمی جھوٹی قسم کھا کر مال کسی مومن کا قطع کروادے اور اپنی جھوٹی قسم سے کسی دوسرے کو دلوادے اور دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر آدمی قرض لیکر کھائے اور نیت اس کے ادا کرنے کی نہ رکھتا ہو تو یہ بھی باطل میں داخل ہے وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ اور نہ کھینچ لیجاؤ تم ان مالوں کو طرف حاکموں کے تدلوا کا عطف تاکلوا پر ہے یعنی ان مالوں کا مرافعہ اور نالش طرف حاکموں کے لیجاؤ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ تاکہ کھاؤ تم ایک پارہ کو مالوں آدمیوں کے ساتھ گناہ کے ... وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور تم جانتے ہو کہ یہ نہ لانے کا حق ہے یعنی حاکم کی طرف نالش نہ لیجاؤ کہ اس بہانہ سے ... کا مال کھاؤ

بیان اوقات صیام و اعتکاف

اور باحق کو کسی کے جانتے ہو اور جس کا کچھ حق نہیں ہے اس کو صلح کرو اگر کچھ دلوا دو اور حاکم ظالم سے سازش کر کے اسکو رشوت دو اور اس کی حمایت
سے آدمیوں کا مال کھاؤ کہ حاکم مخالف حق کے دیوے اور تم جانتے ہو کہ ہم باطل پر ہیں اور یہ حق ہمارا نہیں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ اس امت میں حکام ہوں گے کہ وہ موافق حق کے حکم نہ دیویں گے اس واسطے خدائے تعالیٰ نے منع کیا ہے مومنین کو کہ
ان حاکموں کی طرف رجوع نہ کریں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ حکام حکم حق نہ کریں گے اور معاذ بن جبل نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے عرض کی کہ یہودی چاند کے حال سے بہت سوال کرتے ہیں کہ چھوٹے سے بڑا ہو جاتا ہے اور پھر چھوٹا ہو کر غائب ہو جاتا ہے تب یہ آیت
نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ سوال کرتے ہیں وہ تجھ سے چاندوں کے احوال سے اے محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم قُلْ کہہ تو ان لوگوں سے هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وہ چاند علامتیں وقتوں کی ہیں واسطے آدمیوں کے اور حج
کے اور اس سے پہچانی جاتی ہے عدۃ عورتوں کی اور مزدوریاں مزدوروں کی اور حساب تجارتوں کا اور حساب اور کتاب معاملات
کا اور حال آغاز و اختتام سال کا اور روزہ رکھنا اور افطار کرنا اور اوقات حج اور عمرہ کے اور مدت حمل کی اور مدت دودھ پلانے
بچہ کی اور اس کے دودھ چھڑانے کی اور سوائے اس کے بہت امور معلوم ہوتے ہیں جو کہ چاند پر موقوف ہیں اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت
میں جو کوئی احرام حج اور عمرہ کا باندھتا تھا اس پر حرام تھا دروازے میں سے ہو کر گھر میں جانا اور کوٹھے پر سے زینہ لگا کر جاتے تھے
اور اسکو اپنے اعتقاد میں تمامی حج سے جانتے تھے خدائے تعالیٰ نے اس عمل کے موقوف کرنے کو یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے
وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا اور نہیں ہے نیکی یہ کہ آؤ تم گھروں میں پچھواڑوں ان کے سے
اور ان کے پشتوں کی جانب سے اور با اس میں زائد ہے کہ واسطے تاکید نفی کے آئی ہے اور جار اور مجرور مل کر محل نصب میں ہے کہ خبر
لیس کی ہے پس خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں کی پشتوں کی جانب سے آؤ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ اور لیکن نیکی یہ بر
مصدر ہے اور اسم فاعل کے معنی میں ہے یعنی اور لیکن نیکی کرنے والا مَنِ اتَّقٰى وہ شخص ہے کہ پرہیز کرے ان چیزوں سے کہ حرام کی
ہیں خدا نے وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا اور آؤ تم گھروں میں دروازوں ان کے سے ہر حال میں وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا
سے اور پرہیز کرو تم بدل ڈالنے احکام خدا کے سے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ تاکہ رستگاری پاؤ تم عذاب خدا کے سے اور اہل بیت علیہم السلام سے
احادیث میں آیا ہے کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ حاصل کرو تم علوم کو ان کے دروازوں سے کہ وہ امیر المومنین اور انکی اولاد طاہرین ہیں [illegible]
حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کی اور مراد بیوت سے بیوت علم ہیں اور فرمایا حضرات علیہم السلام نے کہ جسنے ہماری پیروی کی اور ہماری دوستی
کا اقرار کیا وہ شخص دروازوں میں سے گھروں میں آیا اور جس نے ہماری مخالفت کی اور ہم پر دوسرے کو فضیلت دی [illegible]
علیہ وآلہ وسلم کے وہ گھروں کی پشتوں کی جانب سے آیا اور کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو اصحاب ہمراہ اپنے
لیکر بقصد قضائے عمرہ سن چھ ہجری میں مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور مشرکین نے حضرت کو مکہ میں داخل ہونے سے منع کیا آخر کو حدیبیہ میں
اس امر پر صلاح ٹھیری کہ سال آئندہ مومنین مکہ میں داخل ہوں اور مشرکین تین روز مکہ کو خالی کردیں کہ مسلمان بفراغت تمام طاعت
میں مشغول ہوں دوسرے سال جو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب مکہ کو روانہ ہوئے تو حضرت کے اصحاب کو پھر
اندیشہ ہوا کہ مبادا مشرکین اپنے عہد سے پھر جائیں اور شرط پر قائم نہ رہیں اور لڑنے کو آمادہ ہوں تو ہم انسے حرم میں کیونکر لڑینگے
تب یہ آیت نازل ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اور لڑو تم اے مومنین بیچ راہ خدا کے الَّذِينَ
يُقَاتِلُونَكُمْ ان لوگوں سے کہ لڑیں وہ تم سے اور حرام کا کچھ لحاظ مت کرو وَلَا تَعْتَدُوا اور نہ حد سے گزرو تم یعنی ابتدا لڑائی کی کرو تم
اور انسے پہلے تم ہی ارادہ لڑائی کا کرو اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ تحقیق کہ خدا دوست نہیں رکھتا ہے حد سے گزرنے والوں کو وَاقْتُلُوهُمْ

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ اور قتل کرو تم ان کو جس جگہ کہ پاؤ تم انکو وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ اور نکال دو تم انکو جس جگہ سے کہ نکالا ہے اُنھوں نے تمکو وَالْفِتْنَةُ اور فتنہ یعنی شرک ان کا اور مکہ سے تمہارا نکال دینا اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ زیادہ سخت ہے قتل کرنے انکے سے حرم میں وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور نہ لڑائی کرو تم اُن سے نزدیک مسجد الحرام کے حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ یہاں تک کہ لڑائی کریں وہ تم سے بیچ اسکے فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ پس اگر لڑائی کریں وہ تم سے تو فَاقْتُلُوْهُمْ پس قتل کرو تم ان کو كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ایسا ہی بدلا کافروں کا کہ جس وقت وہ تم سے لڑائی کو موجود ہوں اور تمسے لڑیں تو تمکو پھر کیا دریغ ہے تم بھی ان کو قتل کرو فَاِنِ انْتَهَوْا پس اگر باز آئیں وہ لڑائی سے اور شرک سے فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ پس تحقیق خدا بخشنے والا ہے ان کے گناہوں کا رَّحِيْمٌ مہربان ہے کہ بیرکت اسلام ان کو بہشت میں لیجائے وَقٰتِلُوْهُمْ اور لڑو تم ان سے اے مومنین حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ یہاں تک کہ نہ ہووے فتنہ یعنی باقی نہ رہے شرک وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ اور ہووے دین خاص واسطے خدا کے کہ خدا کی پرستش کرنے والے سب ہو جائیں فَاِنِ انْتَهَوْا پس اگر باز آئیں وہ لڑائی اور شرک سے تو فَلَا عُدْوَانَ پس نہیں ہے تعدی اور زیادتی بعد اسکے اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ مگر اوپر ظلم کرنے والوں کے کہ وہ اپنے کفر پر قائم رہیں اور منقول ہے کہ مشرکین نے مسلمانوں سے سال حدیبیہ میں ذیقعد کے مہینے میں ارادہ لڑائی کا کیا تھا اور سال آئندہ میں جب مسلمان واسطے قضائے عمرہ کے مکہ کو روانہ ہوئے تو وہ مہینہ بھی ذی قعد کا تھا مسلمانوں نے اندیشہ کیا کہ اگر مشرکین ہم سے لڑائی کریں گے ماہ حرام میں کہ مہینہ ذیقعد کا ماہ حرام ہے تو ہم ان سے کیونکر اس ماہ حرام میں لڑیں گے تب خدا تعالے نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ ماہ حرام بدلے ماہ حرام کے ہے یعنی یہ ماہ حرام ذیقعد کہ اب جس میں قضائے عمرے کو جاتے ہیں عوض اس ماہ حرام ذیقعد کے ہے کہ جس میں تم سے مشرکین بہ جنگ وجدال پیش آئے تھے تم اندیشہ نہ کرو کہ پہلے اُنھوں نے ہی حرمت اس مہینہ کی شکست کی تھی اور ماہ حرام چار مہینہ ہیں ذی قعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب اور فرماتا ہے خدا کہ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ اور حرمتیں کہ جن کی حفاظت کی جاتی ہے قصاص ہیں یعنی جاری ہوتا ہے بیچ اُن کے قصاص اور بایں کہ حرمتیں صاحب قصاص ہیں کہ ان میں برابری اور مساوات چاہیے یعنی انمیں بھی قصاص جاری ہوتا ہے جیسے کہ اور چیزوں میں جاری ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کا ایک بدلہ اور عوض ہے پس جس وقت کہ اُنھوں نے حرمت اس مہینے کی ترک کی کہ وہ تم سے اس مہینے میں لڑے تو قصاص اسکا یہی ہے کہ تم بھی اُن کے مہینے کی حرمت نہ رکھو جیسے کہ کوئی کسی کو مار ڈالے تو قصاص اس کا یہی ہے کہ اسکو اس کے بدلے مار ڈالیں پس اگر وہ تم سے لڑیں تو تم اُن قتل کرو فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ پس جو شخص کہ تعدی اور ظلم کرے اوپر تمہارے تو فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ پس تعدی کرو تم اوپر اس کے بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ساتھ مثل اس کے کہ تعدی کی ہے اسنے اوپر تمہارے نہ زیادہ اُس کے ظلم سے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے زیادہ تعدی کرنے سے جیسا ارادہ اُس کے حکم کی مخالفت کرنے میں وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور جانو تم کہ تحقیق خدا ہمراہ ڈرنیوالوں اور پرہیزگاروں کے ہے کہ اُن سے راضی ہے اور ان کے افعال کو پسند کرتا ہے اور اُنکی نصرت کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قصد قضائے عمرہ کا کیا تو بعضے مسلمانوں نے کہا کہ ہم اپنے پاس کچھ توشہ اور خرچ راہ نہیں رکھتے ہیں اور توانگر لوگ ہم کو کچھ دیتے نہیں ہیں اور اس صورت میں ہم واسطے قضائے عمرہ کے ہمراہ حضرت کے کیونکر چلیں تب یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور خرچ کرو تم بیچ راہ خدا کے اے توانگرو کہ محتاجوں کو اپنے پاس سے کچھ دو تاکہ وہ جہاد میں جائیں اور نفقہ دو اور خرچ کرو وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور نہ ڈالو تم ہاتھوں اپنے کو طرف ہلاکت کے کہ بخل کرکے دوزخ میں [illegible] اور اس قدر اسراف بھی نہ کرو کہ کل مال اپنا راہ خدا میں دیدو اور خود محتاج ہو جاؤ کہ وہ سبب تمہاری ہلاکت کا ہو بلکہ اس قدر دو

کہ خود بھی بنے رہو اور با بایدیکم میں زائد ہے کہ واسطے تاکید نفی کے آئی ہے اور تہلکہ مصدر ہے اور سوائے اسکے مصادر تفعلہ بضم عین اور کوئی مصدر کلام عرب میں نہیں آیا ہے وَاَحْسِنُوْا اور نیکی کرو تم کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تحقیق خدا دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو یعنی نیکی کرو غازیوں اور محتاجوں کیساتھ اس ایک حسن سے کہ ان کو دو اور خود بھی بنے ہوئے رہو نہ یہ کہ کل مال کو راہ خدا میں دیدو کہ آپ محتاج ہو جاؤ پس مراد احسان سے میانہ روی ہے نہ بخل اور نہ اسراف اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا کل مال اپنا اور اپنے پاس کچھ نہ رکھے تو یہ احسان نہیں ہے اس واسطے خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کہ محتاج ہو کر اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا بھی مذموم ہے اور آیہ ولا تلقوا سے ثابت ہوا کہ آدمی بجز جہاد کے کہ وہ مستثنی ہے اپنے تئیں کسی ہلاکت میں نہ ڈالے اور واسطے حفاظت جان کے طاعت سلاطین اور مخالفین کی لازم ہے چنانچہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت کوئی مومن عمل نیک کرتا ہے تو خدائے تعالے اسکو مضاعف کرتا ہے ہر حسنہ کے عوض سات سو اور امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جو کوئی اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ایک درہم راہ خدا میں یعنی حج اور جہاد میں دیوے تو ثواب سات سو درہم کا اس کے واسطے لکھیں اور اگر حج اور جہاد میں جائے اور اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرے تو ہر درہم کے عوض میں سات لاکھ درہم کا ثواب اسکو دیویں گے اور بعضے کہتے ہیں کہ احسان کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی طرف گمان نیک لیجائے کہ خدا اس شخص کو کہ جو خدا کی طرف وہ گمان نیک لیجاتا ہے بہت دوست رکھتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہے کہ خدا کی طرف سے گمان نیک لیجانا مول بہشت کا ہے اور قیامت کے روز خدا کا حکم ہوگا کہ بندہ کو دوزخ میں لیجاؤ جس وقت کہ ملائکہ اس کو دوزخ میں لیجائیں گے تو وہ اپنا سر اٹھائے گا اور کہے گا کہ اے خداوند گمان میرا تجھ پر یہ نہ تھا خدائے تعالے فرمائے گا کہ گمان تیرا مجھ پر کیا تھا بندہ کہے گا کہ گمان میرا تجھ پر یہ تھا کہ تو مجھ کو بخشے گا اور میرے گناہوں سے درگذر کرے گا اس وقت خدا تعالے فرمائے گا کہ میں نے تجھ کو بخشا اور تیرے گناہوں سے میں درگذرا پس اس کو واپس کر کے بہشت میں لے جائیں گے اور اب خدا تعالے حج اور عمرہ کے فرض ہونے کو بیان کرتا ہے وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ اور تمام کرو تم حج اور عمرہ کو واسطے خدا کے یعنی ان کے افعال اور اعمال کو کامل کر کے مع شرائط اور ارکان کے بجا لاؤ خاص واسطے خدا کے نہ مثل کفار کے کہ وہ طواف اور قربانی بتوں کے نام کی کرتے ہیں اور حج باجماع امت واجب ہے اور عمرہ کے وجوب میں اختلاف ہے لیکن ہمارے مذہب میں عمرہ بھی مثل حج کے واجب ہے اور احادیث بہت سے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ تمام کرو تم افعال حج اور عمرہ کو فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ پس اگر منع کیے جاؤ تم اور روکے جاؤ تم کسی بیماری یا دشمن کے خوف کے سبب سے اور وہاں نہ جا سکو افعال حج بجا لانے کے واسطے اور تم احرام باندھے ہوئے ہو تو فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ پس جو کچھ کہ میسر ہو سکے ہدی کی قسم سے کہ قربانی کرو اسکو مکہ میں یا منا میں بھیجکر اور بہتر یہ ہے کہ وہ دنبہ ہوئے اور جس وقت مانع برطرف ہو جائے تو ان افعال حج کو قضا کرنا اور بجا لاؤ کہ اگر موسم اس کا باقی ہے تو اسی سال میں ورنہ سال آیندہ میں وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَکُمْ اور نہ منڈواؤ تم سر اپنے کو اور احرام سے باہر ہو جاؤ حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ یہاں تک کہ پہنچے ہدی جگہ اپنی کو کہ اگر احرام عمرہ کا ہے تو اسکی جگہ مکہ ہے وہاں اسکو بھیجو اور اگر احرام حج کا باندھا ہے تو اسکو منا میں بھیجدو کہ جگہ اسکی منا ہے اور جس کے ہاتھ بھجواؤ اس سے کہدو کہ فلاں روز فلاں وقت اسکو ذبح کرنا جب وہ وقت آئے تو بعد اس کے احرام اپنا کھولڈالنا اور جسوقت کوئی آدمی احرام حج کا یا عمرہ کا باندھتا ہے تو اسپر کئی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں لباس دوختہ پہننا اور صحرا کا شکار کرنا اور عورتوں سے مجامعت کرنی اور خوشبو سونگھنی اور سر کو ڈھکنا اور آئینہ میں منہ اپنا

اور شکار اور بیوی سے صحبت اسی طرح کئی چیزیں ہیں کہ وہ حرام ہیں اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں اور از انجملہ سر کا منڈانا بھی حرام ہے اور اگر
احرام میں سر کے منڈانے کی ہو تو ضرورت آدمی کیا کرے اسکو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا پس جو شخص کہ ہووے
تم میں سے بیمار حالت احرام میں اور ایسی بیماری ہو کہ جس میں سر کے منڈانے کی ضرورت ہو أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ یا ساتھ اس کے
اذیت ہووے اس سے یعنی کہ سر میں اس کے کچھ ہے یا جوئیں پڑ گئی ہیں یا درد سر ہے اور لکھے گئے ہیں کہ کعب بن عجرہ احرام باندھے ہوئے تھا
اس کے سر میں جوئیں بہت سی تھیں اور اس کے منہ پر پھرتی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ تو اپنے سر کو منڈوا لے اور ایک
گوسفند کو ذبح کر یا روزہ رکھ یا فقیروں کو کھانا دے اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس قدر مقدور نہیں رکھتا ہوں تب
یہ آیت نازل ہوئی کہ جو کوئی بیچ حالت احرام میں بیمار ہو اور یا کوئی اس کے سر میں اذیت ہو فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ پس فدیہ دینا ہے
روزوں سے کہ تین روزے ہیں أَوْ صَدَقَةٍ یا صدقہ سے کہ چھ مسکین کو کھانا دیوے ہر مسکین کو نصف صاع یا دو مد کھانا دیوے کہ ایک
صاع چار مد کا ہوتا ہے جیسا کہ آگے بیان ہو گیا اور ایک مد میں پاؤ اور ایک چھٹانک ہوتا ہے أَوْ نُسُكٍ یا قربانی سے ہے فدیہ کہ وہیں اس کو ذبح
کر کے فقیروں کو بانٹ دیوے یا اس کا دام دیوے اور پہلے اس سے آیت ان الصفا والمروۃ کی تفسیر میں حج اور عمرہ کا بیان ہو لیا ہے لیکن حج
تین طرح کا ہوتا ہے حج تمتع اور حج افراد اور حج قران حج تمتع تو ان لوگوں پر ہے کہ جو مکہ معظمہ سے اڑتالیس میل یا زیادہ اس سے دور رہتے
ہیں اور اس طرح ہے کہ حج سے پہلے عمرہ بجا لاتے ہیں اور اس عمرہ کو عمرہ تمتع کہتے ہیں اور اس عمرہ میں طواف نساء نہیں ہوتا لیکن اس کے حج میں
ہوتا ہے اور یہ عمرہ شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں ہوتا ہے اور سوائے اس کے اور کسی مہینہ میں نہیں ہوتا اور حج افراد بھی ایسا ہی ہے
جیسے کہ حج تمتع ہے لیکن عمرہ اسکا بعد حج کے ہے اور اس میں طواف نساء بھی ہے اور اس عمرہ کو ہر مہینے میں کر سکتے ہیں اور ایسے ہی حج قران
ہے اور فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے مذکور ہے اور اس آیت میں خدا تعالیٰ عمرہ تمتع اور حج تمتع کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَإِذَا أَمِنْتُمْ
پس جب خوف کا نہ رہے تم کو کوئی مانع بیماری وغیرہ کا تم کو لاحق ہووے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ پس جو شخص کہ فائدہ اٹھائے
ساتھ عمرہ کی طرف حج کے یعنی عمرہ کو بجا لا کر اور احرام عمرہ کا کھول کر قصد بجا لانے حج کا کرے اور احرام حج کا باندھے تو فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ
الْهَدْيِ پس جو کچھ کہ میسر ہو ہدی کی قسم سے شتر یا گائے یا گوسفند اسکو منا میں قربانی کرے فَمَنْ لَمْ يَجِدْ پس جو شخص کہ نہ پائے ہدی
کو کہ قدرت اسکی رکھتا ہووے تو فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ پس روزے تین روزے کے ہیں بیچ حج کے یعنی ہدی کے بدلے اسپر تین روزے
تو حج کے دنوں میں ساتویں اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی اور لفظ فصیام ثلٰثۃ ایام کے متعلقہ صیام ثلثہ ایام فی الحج ہو یعنی پس اسپر روزے تین
روزے کے ہیں بیچ حج کے ساتویں اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ اور سات روزے جس وقت کہ الٹے پھرو تم طرف
وطن کے پھر وہاں بیٹھ کر رکھو اور سبعۃ کا عطف ثلثۃ پر ہے اور تین اور سات دس روزے ہوئے بدلے ہدی کے کہ اسکو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے
کہ تِلْكَ یعنی تین اور سات عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ دس کامل ہیں کہ قربانی کامل سے کم نہیں ہوتی اور مراد کاملہ سے یہاں قربانی ہے
ذٰلِكَ یعنی عمرہ اور حج تمتع لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ واسطے اس شخص کے ہے کہ ہوویں وہ لوگ اس کے کنبہ کے حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
حاضر ہونے والے مسجد حرام کے یعنی مسجد حرام سے اڑتالیس میل یا زیادہ اس سے دور رہتے ہوں اور جو لوگ کہ مکہ میں اور اڑتالیس میل سے کم اس کے
گرد رہتے ہیں حج ان کا افراد یا قران ہے اور آیت میں ذکر حج تمتع کا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم اے مسلمانوں خدا سے اس کے حکم کے خلاف
کرنے میں وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ اور جانو تم کہ تحقیق خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے اس شخص کو کہ نہ ڈرے اس سے
اور اس کے حکم کے برخلاف کرے اور فرماتا ہے کہ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ حج کے مہینے معلوم ہیں اور تقدیر اسکی اشہر الحج اشہر معلومات ہے
مضاف حج کا محذوف ہو گیا ہے یعنی مہینے حج کے مہینے معلوم ہیں اور وہ شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں احرام عمرہ تمتع کا

اور حج تمتع کا ان مہینوں میں ہوتا ہے اور بعضے آدمی تمام مہینے کو ذی الحجہ کے اشہر حج میں سے شمار کرتے ہیں اسواسطے کہ بعضے اعمال حج کے بعد دسویں تاریخ ذی الحجہ کی بھی ہوتے ہیں جیسے کہ جمرات کو کنکریاں مارنے اور روزے بدلے کے فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ پس جو شخص کہ واجب کرے بیچ ان مہینوں کے حج کو اپنے نفس پر یعنی نیت احرام کی کر کے تلبیہ کہے حج تمتع اور حج افراد والا اور حج قرآن والا کوہان میں ستر کے جھری لگائے یا اس کے جوتے لٹکائے کہ جس میں نماز پڑھی ہے اور اسکو فعل عربی کہتے ہیں تو اس صورت میں فَلَا رَفَثَ پس نہیں جائز ہے جماع کرنا وَلَا فُسُوقَ اور نہ دروغ اور دشنام کہنا ہے وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ اور نہ جھگڑا کرنا بیچ حج کے یعنی لا واللہ و بلی واللہ کہنا خواہ جھوٹا ہو خواہ سچا ہو اور رفث بمعنی فحش ہے اور مراد اس سے مجامعت ہے اور رفث باللسان سے مراد وعدہ مجامعت ہے اور ابن کثیر اور ابن عامر اور یعقوب نے رفث اور فسوق اور جدال کو مفتوح پڑھا ہے اور ابو جعفر نے سب کو مرفوع پڑھا ہے نون سے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ کہ کرتے ہو تم نیک امر میں سے يَعْلَمْهُ اللَّهُ جانتا ہے اس کو خدا اور موافق اس کے تم کو جزا دے گا اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمی بے توشہ گھر سے نکل کر حج کو جاتے تھے اور لوگوں سے خرچ راہ طلب کرتے تھے اور لوگ ان سے بہت تنگ ہوتے تھے خدائے تعالیٰ نے اُس سے منع کیا اور فرمایا کہ بے توشہ گھر سے حج کرنے کو نہ نکلو چنانچہ فرماتا ہے کہ وَتَزَوَّدُوا اور توشہ لیجاؤ تم کہ بقدر ضرورت میں اپنی صرف و رفاہ میں خرچ کرو تم اور آدمیوں پر تم گراں ہو کہ ان کو واسطے زادراہ کے تنگ کرو لیکن تم کو یہ چاہیے فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ اس شخص بہتر توشہ کا پرہیزگاری ہے طمع سے اور افعال بد سے اور ایسے ہی زیارات کو جانے کے واسطے لوگوں سے طلب کرتے ہیں اور ان کو تنگ کرتے ہیں اور بعضے تو اُن میں سے ایسے ہیں کہ اس بہانہ سے روپیہ جمع کر کے یہیں بیٹھ رہتے ہیں اور زیارات کو ہرگز نہیں جاتے اور جو کچھ حاصل کیا ہے اسکو اپنے کھانے پینے میں یہیں صرف کرتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ لوگوں سے مانگتے اور کھاتے چلے بھی جاتے ہیں اور زیارات کو حاصل کرتے ہیں لیکن اس طرح کے جانے میں کیا خوبی ہے ہرچند دینے والے کو ثواب کثیر ہے لیکن مانگنے والے کو حیا اور شرم چاہیے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پسارنا اور ان کو تنگ کر کے وصول کرنا یہ کون لطف زیارت کا ہے لطف اسی میں ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ اپنے تئیں دلوے تو قصد زیارت کا کرے ورنہ بیٹھا رہے اور امیدوار اس کے فضل و کرم کا رہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ سامان زادراہ کا مہیا کر دے اور فرماتا ہے وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ اور ڈرو تم مجھ سے اے صاحبو عقلوں کے تخصیص عاقلوں کی اس واسطے ہوئی ہے کہ عقل کا کام باعث خوف کا خدا سے ہے اور جو لوگ کہ خدا سے خوف نہیں کرتے ہیں اور برے مجانا افعال بد عمل میں لاتے ہیں وہ نہایت کم عقل اور سفیہ ہیں اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمی جو سفر حج کرتے تھے تو تجارت کو حج کے دنوں میں گناہ جانتے تھے اور جب دس دن اول ذالحجہ کے آتے تھے تو خرید اور فروخت کو بالکل موقوف کر دیتے تھے خدائے تعالیٰ نے اس امر کو منع کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ نہیں ہے اوپر تمہارے کوئی گناہ أَنْ تَبْتَغُوا یہ کہ طلب کرو تم راہ حج میں اور ایام حج میں فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فضل کو پروردگار اپنے سے یعنی طلب کرو تم روزی اپنی کو خدا کے فضل و کرم سے تجارت کے وسیلہ سے کہ یہ معاملہ خرید اور فروخت کا تمکو ثواب حج سے محروم نہیں رکھتا ہے اور پہلے اس سفر حج کی کیفیت مذکور ہو چکی ہے اور اب پھر تھوڑا سا مجملاً بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت حج کو شروع کرتے ہیں تو آٹھویں تاریخ کو ذالحجہ کے بعد ظہر کے یا دوسری روز یا شب کو یا نویں کی صبح کو مقام ابراہیم میں یا میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر حج کا احرام باندھتے ہیں اس طور سے کہ لباس دوختہ بدن سے اتارتے ہیں اور غسل کر کے ایک لنگ بدون دوختہ باندھتے ہیں اور ایک چادر بے دوختہ اوڑھتے ہیں اور سر کو نہیں ڈھکتے اور جس وقت احرام کے کپڑے پہنتے ہیں اسوقت تلبیہ کہتے ہیں کہ تلبیہ کے کہنے سے احرام منعقد ہوتا ہے اور تلبیہ یہ ہے کہ لبیک لبیک اللہم لبیک لا شریک لبیک اور بعد اسکے مکہ معظمہ سے عرفات کو روانہ ہوتے ہیں اور وہاں سے تخمیناً چار فرسخ ہے اور رستہ میں عرفات کے پہلے منا آتا ہے اور بعد اسکے مشعر الحرام کہ جس کو

مزدلفہ کہتے ہیں اور مزدلفہ کے بعد عرفات میں پہنچتے ہیں اور عرفات ایک میدان وسیع ہے کوہساں کے درمیان وہاں نویں تاریخ کو ذالحجہ کے
اول زوال سے غروب آفتاب تک سب حجاج قیام کرتے ہیں اور شام کو وہاں سے مشعر الحرام کی طرف الٹے پھرتے ہیں اس کا ذکر خدائے تعالیٰ
کرتا ہے کہ فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ پس جس وقت پھرو تم عرفات سے طرف مشعر الحرام کے ہمراہ انبوہ اور کثرت کے تو فَاذْكُرُوا
اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ پس ذکر کرو تم خدا کا نزدیک مشعر الحرام کے قرب پہنچکر خدائے تعالیٰ کا ذکر کرو اور اس کو یاد کرو اور اس کی نعموں
کا شکر کرو اور اس کی نعموں کو یاد کرے اور جس وقت مشعر الحرام میں ایک پہر رات گزرے سب حجاج پہنچتے ہیں تو مغرب اور عشا کی دونو نماز کو
وہاں پہنچکر پڑھتے ہیں اور شب کو وہاں رہتے ہیں اور صبح صادق سے طلوع آفتاب تک سب وہاں کے ٹھہرنے کی کرتے ہیں اور ذکر خدا میں مشغول
رہتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ اور یاد کرو تم اس خدا کو جیسے کہ ہدایت کی ہے اس نے تمکو دین اور ایمان کی
یعنی لطف و ہدایت کے اس کا ذکر کرو وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ اور تحقیق کہ تھے تم پہلے اس سے البتہ گمراہوں میں سے
کہ راہ راست کو نہیں جانتے تھے اور یہ ان مخففہ ان ثقلہ کا ہے کہ اس کے ہمراہ لام ابتدائیہ آتا ہے اور یہ ان شرطیہ نہیں ہے اور
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قریش اور حس حاجیوں کے ہمراہ عرفات میں نہیں جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم حرم کے رہنے والے
ہیں ہمکو حرم سے باہر نکلنا نہیں چاہیے اور اس سبب سے اپنے تئیں لوگوں پر بزرگی دیتے تھے اور مشعر الحرام تک جاتے تھے اور وہاں سے الٹے پھر کر
دوسرے راستے سے منا میں آتے تھے اس حرکت کو ان کے خدائے تعالیٰ نے منع کیا اور فرمایا کہ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ
النَّاسُ پھر الٹے پھرو تم اے قریش اس جگہ سے کہ پھرتے ہیں آدمی یعنی عرفات سے پھرو جہاں سے کہ سب حجاج پھرتے ہیں وَاسْتَغْفِرُوا
اللَّهَ اور بخشش چاہو تم خدا سے اعمال کے بدل ڈالنے میں کہ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ تحقیق خدا بخشنے والا ہے گناہوں کا اس شخص کے کہ توبہ کرے
رَّحِيمٌ مہربان ہے کہ توبہ قبول کرتا ہے اور بعضے حدیث میں آیا ہے کہ مراد ناس سے ابراہیم اور اسمٰعیل علیہم السلام ہیں اور بعض روایت
میں یہ ہے کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام ہیں اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حج کرنے والے مقربان درگاہ الٰہی ہیں مثل اُن
لوگوں کے کہ خدمت میں بادشاہ کے حاضر ہوں اور ان کو قرب بادشاہ کی حاصل ہو اور اگر خدائے تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کرتے ہیں تو
خدا خوب قبول کرتا ہے اور اگر بخشش چاہیں تو بخشتا ہے اور کہتے ہیں کہ پہلے عرب کے بزرگوں کی عادت تھی کہ جس وقت حج سے فارغ ہوتے
تھے تو اسوقت نزدیک خانہ کعبہ کے کھڑے ہو کر باآواز بلند اپنے حسب اور نسب کا ذکر کرتے تھے اور ہر ایک شخص دوسرے شخص پر فخر کرتا تھا بعضے
کہتے تھے کہ ہمارے باپوں نے ایسا کھانا محتاجوں کو دیا ہے اور کوئی کہتا تھا کہ ہمارے باپوں نے ایسی مہمانی کی ہے اور بعضے کہتے تھے
کہ ہمارے باپوں نے ایسی ہمسری کی ہے خدائے تعالیٰ ان کے اقوال کو ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ
پس جس وقت کہ ادا کرو تم اعمال حج اور عمرے اپنے کو تو فَاذْكُرُوا اللَّهَ پس ذکر کرو تم خدا کا كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ مانند ذکر کرنے
تمہارے کے باپوں اپنے کو یعنی جیسا کہ تم اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو اور ان کے فخر اور بزرگیاں بیان کرتے ہو ایسے خدا کا ذکر کرو أَوْ
أَشَدَّ ذِكْرًا یا بہت زیادہ ذکر کرنا اس کی نعمتوں کا اور اسکے احسان کا کہ جو بہتر اور تمہارے باپوں پر ہے تاکہ تم کو فائدہ اور ثواب
آخرت میں حاصل ہو اور باپوں کی بزرگی سے تمکو کیا فائدہ ہے ایکے اعمال اُن کے واسطے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے واسطے اور جزائے عمل
نیک تمہیں ہوتا ہے بغیر نیک اعمال سے اور تمہارا فخر تو اسمیں ہے کہ تم خدا کو یاد کرو کہ خدا تمسے راضی ہو اور بعضے آدمی تو ایسے ہوتے ہیں کہ
مقصود ان کا خدا کے ذکر کرنے سے دنیا کی نعمت اور مال و جاہ و حشم دنیا کا ہوتا ہے کہ خدا انکو دنیا میں ایسا کرے اور دنیا ہی کی عزت اور
آبرو اور رونق کو وہ مقصود دلی اپنا جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل سکوت کرتے ہیں اور مومن مفلس کو حقیر جانتے ہیں اور ناداری کی جہت سے
اسپر طعن کرتے ہیں اور تونگروں اور دولتمندوں کو بڑے مرتبے اور عزت والے جانتے ہیں اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا اور آخرت

کی دونوں کی خیر چاہتے ہیں اور عذاب دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں ان کا ذکر خدائے تعالیٰ کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ پس بعضے آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا اے پروردگار ہمارے دے تو ہمکو بیچ دنیا کے کہ دنیا میں آسودگی اور تونگری سے مسرور ہوں اور آخرت کو کچھ یاد نہیں کرتا اس کے واسطے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور نہیں ہے واسطے اس طالب دنیا کے بیچ آخرت کے کچھ حصہ کہ اس نے فقط حقیر چیزیں دنیا کی جو کہ فنا ہونے والی ہیں طلب کیں اور آخرت کی پروا نہ کی جہاں ہمیشہ رہے گا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ اور بعض ان آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اے پروردگار ہمارے دے تو ہمکو بیچ دنیا کے نیکی مثل صحت اور روزی کے وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً اور بیچ آخرت کے نیکی مثل رحمت اور مغفرت کے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور نگاہ رکھ تو ہمکو عذاب آتش دوزخ سے أُولَٰئِكَ یہ لوگ جو کہ دنیا اور آخرت کی خیر طلب کرتے ہیں لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا واسطے انکے حصہ ہے اس چیز سے کہ کسب کیا ہے انھوں نے اور عمل کیا ہے انھوں نے نیک اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد حسنۂ دنیا سے زوجۂ صالحہ ہے اور مراد حسنۂ آخرت سے حور ہے اور مراد عذاب نار سے زوجہ بدخو اور سخت گو ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد حسنۂ دنیا سے فراخی معاش اور حسن خلق ہے اور مراد حسنۂ آخرت سے رضامندی خدا کی اور بہشت ہے اور کہتے ہیں کہ مراد حسنۂ دنیا سے علم اور عبادت ہے اور مراد حسنۂ آخرت سے جنت ہے اور عذاب نار سے مراد شہوات اور ذنوب ہیں کہ دوزخ میں لیجاتی ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ جو کوئی دیا جائے دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی خدا کا اور زوجہ مومنہ کہ اعانت کرے اسکی امور دنیا اور آخرت میں تو وہ شخص دیا گیا ہے نیکی دنیا میں اور نیکی آخرت میں اور انس سے روایت ہے کہا ہے کہ میں ہمراہ رسول خدا کے ایک بیمار کی عیادت کو گیا اور وہ بیمار بہت پریشان تھا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے حق میں دعائے خیر کیوں نہیں کرتا اس نے عرض کی کہ یا رسول خدا میں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا جو عذاب کہ مجھ پر کرنا چاہے وہ دنیا میں کر تو کہ میں طاقت عذاب دوزخ کی نہیں رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ یہ عادت ہے کہ جو تو کرتا ہے کیوں نہیں کہتا ہے تو کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اس شخص نے جب اس طرح سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا بخشی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور خدائے عالم کو بلایا تو ایک فرشتہ کو رکن یمانی کے نزدیک معین کیا اور حکم دیا کہ جس وقت کوئی بندہ اس طرح دعا کرے تو وہ آمین کہے وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ اور خدا جلد لینے والا حساب کا ہے کہ ایک لمحہ میں لیویگا کہ جیسے ایکدفعہ سبکو روزی دیتا ہے ایسے ہی ایکدفعہ سبکا حساب لیوے گا اور کسی شخص نے امیر المومنین سے پوچھا کہ کیونکر حساب لیوگا خدا خلائق کا کہ وہ اسکو دیکھتے نہیں ہیں فرمایا کہ جیسے خلائق کو روزی دیتا ہے اور وہ دیکھتے نہیں ہیں اسکو اور تفسیر امام میں لکھا ہے کہ ایک کام اسکو دوسرے کام سے منع نہیں کرتا ہے اور نہ ایک حساب دوسرے حساب سے منع کرتا ہے پس جس وقت وہ حساب کریگا ایک شخص کا تو اسی حالت میں وہ حساب کرے گا کل کا اور ایک حساب کرنے سے کل کا حساب تمام ہو جائے گا اور وہ ایسا ہے جیسے کہ فرماتا ہے کہ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ اور اب خدائے تعالیٰ حج کے احکام سے ایک اور حکم بیان کرتا ہے کہ وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ اور ذکر کرو تم خدا کا بیچ دنوں شمار کئے گئے کے کہ وہ گیارھویں اور بارھویں اور تیرھویں ذی الحجہ کی ہے کہ جس کو ایام تشریق کہتے ہیں اور ذکر خدا کا ان دنوں میں یہ ہے کہ اگر منا میں ہو تو ذی الحجہ کی دسویں کی نماز ظہر کے بعد سے تکبیر کہنی شروع کرے اور ہر نماز کے بعد کہے اور تیرھویں کی صبح کی نماز کے بعد ختم کرے پندرہ نمازوں کے بعد ہوئیں یہ پندرہ تکبیریں اور اگر منا میں نہیں ہے بلکہ دوسرے شہر میں ہے تو دس نماز ویکے بعد تکبیر کہے اور دسویں کی ظہر کے بعد سے شروع کرے اور بارھویں کی صبح کی نماز پر ختم کرے اور اس تکبیر کے وجوب اور استحباب میں اختلاف ہے مشہور استحباب ہے اور بعضوں نے واجب جانا ہے احوط یہ ہے کہ ترک نہ کرے اور صورت ان تکبیر کی یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

اللہ اکبر علیٰ ما ہدانا اللہ اکبر علیٰ ما رزقنا من بہیمۃ الانعام اور منقول ہے کہ پہلے اعتقاد بعضے عرب کا یہ تھا کہ منیٰ میں دو روز ٹھہرنے کو گناہ جانتے تھے
اور بعضے تین روز ٹھہرنے کو گناہ جانتے تھے خدا تعالیٰ نے دونو فرقوں کا اعتقاد رد کیا اور فرمایا کہ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ پس جو شخص
کہ جلدی کرے بیچ دو دن کے کہ منیٰ میں تینوں جمروں کو کنکریاں مار کر بارھویں تاریخ کو ذیحجہ کی منیٰ سے چلا جائے اور فقط گیارھویں اور بارھویں ہی
شب وہاں رہے تو فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ پس نہیں ہے کوئی گناہ اوپر اس کے وَمَنْ تَأَخَّرَ اور جو کوئی کہ تاخیر اور دیر کرے کہ منیٰ
میں رہے اور تیرھویں تاریخ کو ذیحجہ کی کنکریاں جمروں کو مار کر منیٰ سے جائے تو فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ پس نہیں ہے کوئی گناہ اوپر اس کے چاہے
بارھویں تاریخ کو کنکریاں مار کر جائے چاہے تیرھویں تاریخ کو کنکریاں مار کر جائے اختیار ہے لیکن تیرھویں کو کنکریاں مار کر جانا بہتر ہے اور
اختیار ہے بارھویں اور تیرھویں کو جانے میں لِمَنِ اتَّقَىٰ واسطے اس شخص کے ہے کہ ڈرے اور پرہیز کرے شکار کرنے سے اور مجامعت کرنے سے اور
لونے خوشبو لگانے سے حالت احرام میں اور اگر پرہیز نہیں کیا ہے بلکہ کوئی امر ان میں سے حالت احرام میں کیا ہے تو واجب ہے اسکو منیٰ میں
تیسری شب بھی رہنا اور تیرھویں کو مار کر کنکریاں منیٰ سے کوچ کرنا اور اس سے پہلے اسکو وہاں سے جانا جائز نہیں ہے اور تفسیر امام علیہ السلام میں
اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو کوئی جلدی کرے کہ دو دن رہے ایام تشریق میں سے منیٰ میں اور اپنے حج سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو
جائے تو کوئی گناہ اسپر نہیں ہے اور جو کوئی تاخیر کرے تیسرے روز تک اور تیسرے دن تمام روز منیٰ میں رہے تو کوئی گناہ گناہ ہائے
گذشتہ سے اسپر نہیں ہے کہ تمام گناہ اس کے بخشے گئے حج کرنے سے وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم خدا سے سب احوال میں وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ
إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ جانو تم کہ تحقیق تم طرف اس کے جمع کیے جاؤگے بعد مرنے کے قیامت کے روز واسطے جزائے اعمال کے اور اپنے اپنے
عمل کا بدلہ پاؤگے اور تفسیر امام علیہ السلام میں لکھا ہے کہ ڈرو تم اے حج کرنے والو کہ گناہ تمہارے بخشے گئے ہیں سبب حج کرنے کے کہ
پھر ان گذشتہ گناہوں کو نہ کرو کہ پھر ان گناہوں کا بار اور سر تمہاری گردنوں پر ہو جائے اور تم ان کا بار نہ اٹھا سکو اور وہ گناہ
پھر بخشے نہ جائیں مگر توبہ خالص سے اور منقول ہے کہ ایک منافق اخنس ثقفی نام شیریں گفتار اور خوبصورت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس آتا تھا اور حضرت کو اس کی گفتار اور صورت خوش معلوم ہوتی تھی الغرض اس نے حضرت کے روبرو خدا کی قسم کھائی کہ میں اسواسطے
حاضر ہوا ہوں کہ بتصدیق دل میں نے اسلام کو اختیار کیا ہے اور حضرت کو اس کے نفاق سے اطلاع نہ تھی اور حضرت کے پاس سے اٹھ کر جو
روانہ ہوا اور راہ میں حدیبیہ سے آگے بڑھا تو ایک قوم کی زراعت کو آگ سے اس نے جلا دیا اور مسلمانوں کے چوپاؤں کو قتل کیا اللہ
تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اور بعض آدمیوں میں سے
وہ شخص ہے کہ خوش معلوم ہوتی ہے تجھ کو اے محمد بات اسکی بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ دین کو ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں
وَيُشْهِدُ اللَّهَ اور گواہ کرتا ہے وہ شخص منافق خدا کو اور خدا کی قسم کھاتا ہے عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ اوپر اس چیز کے کہ بیچ دل اس
منافق کے ہے یعنی کہتا ہے کہ میں دل سے مسلمان ہوں اور خدا کو اسپر گواہ لاتا ہے وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ اور حال یہ ہے کہ وہ بہت
سخت اور سرکش تر دشمنوں اور جھگڑنے والوں میں کا ہے نسبت با اہل ایمان وَإِذَا تَوَلَّىٰ اور جس وقت پشت پھیرتا ہے وہ مجلس اقدس نبوی
سے تو سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ دوڑتا ہے بیچ زمین کے اور کوشش کرتا ہے لِيُفْسِدَ فِيهَا تا کہ فساد اور تباہی کرے وہ بیچ اس
زمین کے وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ اور نابود کرے زراعت کو اور نسل کو کہ زراعت کو جلادے اور نسل کو جیوانکی قطع کرے اور انکو قتل کر ڈالے
کر ڈالے وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور خدا نہیں دوست رکھتا ہے فساد کو اور نہیں پسند کرتا ہے تباہی ڈالنے کو اس کی مخلوقات
پر وَإِذَا قِيلَ لَهُ اور جس وقت کہا جاتا ہے واسطے اس منافق کے کہ اتَّقِ اللَّهَ ڈر تو خدا سے اور چھوڑ دے تو ان فعلوں کو تو
أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ پکڑتی ہے اس منافق کو عزت بِالْإِثْمِ ساتھ گناہ کے کہ عزت اور حمیت جاہلیت کے گناہ کو اس

سے چھوڑ دے نہیں دیتے کہ جوں جوں اسکو منع کرو زیادہ گناہ کرتا ہے فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ پس کافی ہے اسکو دوزخ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ اور البتہ برا بچھونا ہے وہ دوزخ اور جہنم ایک طبقہ ہے آتش دوزخ کے طبقوں میں سے کہ کافروں اور منافقوں کو اسمیں عذاب کریں گے اور وہ کنواں ہے دوزخ میں کہ نہایت عمیق ہے اور منقول ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے مکر کرنے سے اپنے وطن مکہ معظمہ سے ہجرت اختیار کرنے لگے اور اپنے وطن کو چھوڑنے لگے تو جناب امیر المومنینؑ کو اپنے فرش خواب پر سلایا اور خود حضرت غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے اور بعد تین روز کے وہاں سے طرف مدینہ کے روانہ ہوئے اور جناب امیرؑ کمال جوانمردی اور شجاعت سے حضرت کے بستر خواب پر سوئے خدا تعالیٰ نے جناب امیرؑ کی شان میں فرماتا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ اور بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ بیچتا ہے یعنی بدل کرتا ہے نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ جان اپنی کو واسطے طلب کرنے مرضی خدا کے اور اسکی خوشنودی کے واسطے یعنی خدا کی رضامندی کے واسطے جہاد میں یا امر معروف اور نہی منکر میں اپنی جان کو بذل کرتا ہے وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ اور خدا مہربان ہے ساتھ بندوں کے بسبب فدا کرنے جان کے راہ خدا میں اور یہ فعل ان کا واقع ہوا ہے اور اس آیت کا جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہونا سنی اور شیعہ کی دونوں کی تفسیروں میں لکھا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس قصہ کو اس طرح لکھا ہے کہ شب غار کو جناب سید ابرار نے بحکم پروردگار خوف کفار سے ارادہ وطن کے چھوڑنے کا کیا تو علی ابن ابیطالب کو بلایا اور امانتوں میں عوض حضرت علیؑ کی کہیں پس کی نہی فرمایا کہ اے علیؑ کفار نے اتفاق کیا ہے کہ فرش خواب پر اگر مجھ کو قتل کریں اور حکم خدا یہ ہے کہ تو میرے فرش پر میری عبا اوڑھ کر میری جگہ خواب کرتا کہ ان کو گمان ہو کہ میں سوتا ہوں اور اب میں باہر جاتا ہوں اور ایسی جگہ پہنچوں کہ ان کے شر سے امن میں رہوں حضرت علیؑ نے عرض کی کہ اگر میں آپ کی جگہ خواب کروں تو آپ کو کچھ ضرر ہوگا فرمایا کہ نہیں حضرت علیؑ نے عرض کی کہ حضرت نے اپنی سلامتی کی مجھ کو خوش خبری دی اس وقت میں اپنی مرگ سے خوشحال ہوں ع اے جان صد ہزار چو من وقف جان تو   ہر دم ہزار تحفہ ز من بر روان تو۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت سرائے سے باہر تشریف لے گئے اور چلتے ہوئے جناب علیؑ سے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا اور مکہ سے روانہ ہوا تو مکہ میں تم توقف کرنا اور لوگوں سے کہنا کہ اگر کسی کی امانت یا قرض محمدؐ کے پاس ہے تو وہ آئے اور مجھ سے وصول کرے اور جس وقت تو قرض کو میرے ادا کر چکے تو مع فاطمہ بنت اسد اور اپنی کے اور فاطمہ بنت محمد اور فاطمہ بنت زبیر بن عبد المطلب کو مدینہ کو روانہ ہو حضرت یہ فرما کر وہاں سے روانہ ہوئے اور حضرت علیؑ عبائے مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوڑھ کر حضرت کے بستر پر جا لیٹے اور کفار قریش نے اس شب کو حضرت کی دولتسرا کا محاصرہ کیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ محمد باہر نکل جائے اور حضرت کی خوابگاہ پر پتھر پھینکتے اور حضرت علیؑ اپنے تئیں خدا کے سپرد کر کے اس خوابگاہ سے ہرگز حرکت نہیں کرتے تھے اور نہ کسی طرح کا اضطراب کرتے تھے اور صبح ہوئی تو سب کفار نے گھر میں داخل ہو کے ہجوم کیا اور شمشیریں کھینچکر خوابگاہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے کہ ایک بار ان حضرت پر تلواریں ماریں اور جس وقت خوابگاہ کے نزدیک گئے تو حضرت علیؑ ایک دفعہ ہی بستر سے کودے اور تلوار کھینچکر ان پر حملہ کیا اور آواز بلند جو ان کو للکارے تو سب ہراساں ہو گئے اور سرداران کے ابوجہل اور خالد بن ولید اور حنظلہ بن ابوسفیان تھے کہنے لگے کہ اے علیؑ تجھ سے تو ہم کو کچھ مقصود نہیں ہے تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے فرمایا کہ وہ جس جگہ ہے امن خدا میں ہے وہ لوگ وہاں سے ناامید ہو کر پھر گئے اور مثل شجاعت جناب امیر المومنین علیہ السلام کے کسیکی شجاعت عالم میں ثابت نہیں ہے کہ یکہ و تنہا ہزاروں سے مقابلہ کر کے غالب آئے یہ بھی ایک مصلحت خدا تھی کہ جناب رسول خدا کو بباعث تعدی کفار کے حکم ہجرت کا ہوا اور نہیں تو کفایت کرتی تھی شجاعت علیؑ کی سب کفار کے واسطے اور اب خدائے تعالیٰ منافقوں کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ظاہر میں ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً داخل ہو تم بیچ اسلام کے سبکے دل سے اعتقاد

کرو جیسے کہ تم ظاہر میں کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں اور سلم کو اہل حجاز اور کسائی نے بفتح سین پڑھا ہے اور کافۃ معنی کل ہے اور ترکیب میں حال
واقع ہوا ہے اور چلو کی ضمیر سے اور فرماتا ہے خدا ان منافقوں کو کہ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اور نہ پیروی کرو تم قدموں
شیطان کی کہ اس کے پیچھے پیچھے چلو اور اس کے وسوسہ ڈالنے سے کفر کو اپنے دل میں پسند رکھو اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ تحقیق کہ وہ
شیطان واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر کہ اس کی دشمنی ہرگز پوشیدہ نہیں ہے فَاِنْ زَلَلْتُمْ پس اگر ڈگ جاؤ تم اور پھر جاؤ تم دین
اسلام سے مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ بعد اس کے کہ آئی ہیں تمہارے پاس دلیلیں روشن اسلام کے حق ہونے کی اور معجزہ
ظاہر فَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ پس جانو تم کہ تحقیق خدا غالب ہے اور قادر ہے عذاب کرنے پر حَكِيْمٌ دانا حکمت والا ہے کہ کسی کو عذاب
نہیں کرتا ہے مگر حق کے ساتھ اور اہل بیت کی کتب احادیث میں جابر سے روایت ہے کہ ایک روز عمر خطاب نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول خدا صلعم ہم یہودیوں سے بہت اچھی باتیں سنتے ہیں اگر اجازت ہو تو ہم ان کو لکھ لیویں حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شک اور تردد میں پڑ گئے ہو اسلام کی طرف سے جیسے کہ یہودیوں نے شک اور تردد کیا ہے اپنے دین میں اور میں لایا
ہوں تمہارے واسطے ایک دین اور مذہب نورانی اور پاکیزہ اور اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو سوائے میری پیروی کے اس کی کوئی راہ نہ ہوتی اور دوسری
روایت میں منہج الصادقین میں ہے کہ اس پر عمل نہ کیا آخر کو عمر خطاب توریت کی نقل کر کے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے
اور حضرت کے روبرو اسکو پڑھنے لگے اور حضرت کے چہرۂ مبارک کا رنگ اسکو دیکھ کر متغیر ہو گیا اور بدل گیا مارے غصہ اور غضب سے
اس وقت ابو بکر نے عمر سے کہا کہ تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے کیا تو نہیں دیکھتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ کو کہ متغیر ہو گیا
اور تو پڑھے جاتا ہے اس وقت پڑھنا موقوف کیا اور کہا کہ اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ دیکھو کہ یہ مطابق ہے اس آیت کی تفسیر
کے اور فرماتا ہے خدا کہ هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے ہیں وہ لوگ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ مگر یہ کہ آئے ان کے پاس عذاب
خدا فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ بیچ سائبانوں کے ابر سفید سے جیسا کہ قوم شعیب پر آیا تھا وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور آئیں فرشتے عذاب کے
وَقُضِيَ الْاَمْرُ اور ادا کیا جائے حکم کہ ہر ایک کو سزا دی جائے وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور طرف خدا کے رجوع کریں
گے اور پھیرے جاویں گے سب امور یعنی دنیا میں حکام اور سلاطین حکمرانی کرتے ہیں لیکن قیامت کے روز سب احکام ان کے باطل ہو جائیں گے اور
سوائے خدائے پاک کے کسی کو مجال حکمرانی نہ ہو گی بلکہ اپنے اپنے حال میں سب گرفتار ہوں گے اور خدائے تعالیٰ اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے
کہ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ پوچھ تو بنی اسرائیل سے اے محمد صلعم یعنی یہودیوں سے پوچھ تو کہ وہ یعقوب کی اولاد ہیں کہ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ
کتنی دی ہیں ہم نے انکو یعنی ان کے باپوں کو مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ نشانیاں روشن اور معجزے ظاہر مثل من وسلویٰ کے اور پھٹنے دریا کے
اور سایہ کرنے ابر کے لیکن انھوں نے سب کی تکذیب کی بعضے تو ایمان لاتے تھے اور بعضے نہیں لاتے تھے اے محمد اگر یہ لوگ باوجود ملاحظہ معجزات
کے تیری بھی تکذیب کریں مثل امتان گذشتہ کے تو تعجب نہیں ہے وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ اور جو شخص کہ بدل ڈالے نعمت خدا کو بہ
سبب عناد کے یعنی تکذیب معجزات کی کرے کہ سبب ہدایت کا ہے مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ بعد اس کے کہ آئی ہے وہ نعمت معجزات
کی اس کے پاس اور پہچان لیا ہے اسکو اور حق ہونا موت کا اس پر ثابت ہو گیا ہے اور باوجود کہ تامل کر کے معرفت اسکی حاصل کر سکتے ہیں اور توجہ
اس کی طرف نہیں کرتے بلکہ انکار کرتے ہیں پس اس صورت میں فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ پس تحقیق خدا سخت کرنے والا عذاب کا
ہے کہ زمانہ ہو جمل و عادت اور عداوت حمزہ کا ہے اور آخرت میں ابد الآباد دوزخ میں رکھنا ان کا اور منقول ہے کہ عرب کے مالدار آدمی مثل
ابوجہل اور ہشام وغیرہ فقرا مومنین پر مثل عمار اور صہیب اور بلال وغیرہ کے ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ محمد کہتا ہے کہ میں ان فقیروں کی اعانت سے
کام اپنا درست کرتا ہوں یعنی گی عظمت اشراف عرب کی درہم برہم کرتا ہوں اگر محمد حق پر ہوتا تو چاہیے تھا کہ اشراف عرب کے بڑے نامی

ع ۲۵

آدمی اس کی پیروی کرتے تھے گمراہ و فقرا خدائے تعالیٰ ان کے رد میں فرماتا ہے کہ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا آراستہ کی گئی ہے واسطے ان
لوگوں کے کہ کافر ہوئے یعنی مزین اور خوب معلوم ہوتی ہے نظر میں کفار کی الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا زندگانی دنیا کی کہ اُسکے سبب سے مغرور ہیں وَ
یَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ٹھٹھا کرتے ہیں وہ ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں وہ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا اور وہ لوگ کہ ڈرتے
ہیں وہ خدا سے اور متقی اور پرہیزگار ہیں فَوْقَهُمْ اوپر ان کے ہیں وہ اور بالا ہیں اُنسے مرتبہ میں یَوْمَ الْقِیٰمَةِ دن قیامت کے کہ
وہ مومنین مدارج عالیہ اور علیین میں ہوں گے اور درجہ ان کا بلند ہوگا اُن ٹھٹھا کرنیوالوں سے وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ
اور خدا روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بیحساب کہ جسکا شمار کچھ نہیں ہے اور دنیا میں روزی کا فراخ کرنا بسبیل استدراج یا بطریق امتحان ہے اور آخرت
کی روزی بدلے نیک اعمال کے ہے کہ وہ روزی ہمیشہ اور ابدالآباد ہے اور روزی دنیا کی چند روزہ ہے اور فنا ہونے والی ہے اور امام
رضا علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین سے روایت کی ہے اور انھوں نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جو کوئی مومن یا
مومنہ کو خوار اور حقیر کہے بسبب اسکی مفلسی اور ناداری کے اور اسکو بیقدر سمجھے حق تعالیٰ اسکو قیامت کے دن درمیان اہل محشر کے رسوا اور خوار کرے گا اور
جو کوئی مومن اور مومنہ پر بہتان دھرے گا حق تعالیٰ اسکو قیامت کے دن آگ کے پشتہ پر رکھے گا تاکہ اس بہتان کے عہدہ سے باہر آئے اور
مومن خدا کے نزدیک بزرگ زیادہ ہے فرشتہ مقرب سے اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ اسکو مومن تائب سے زیادہ دوست رکھتا ہو
اور اہل آسمان اسطرح مومن کو پہچانتے ہیں کہ جیسے کوئی اپنے فرزند اور اہل کو پہچانتا ہے اور اب خدائے تعالیٰ اپنے حبیب کی تسلی کے لئے
فرماتا ہے کہ کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً تھے سب آدمی گروہ ایک متفق ایک مذہب پر آدم سے نوح تک اور بعد اس کے اختلاف ہوا
اور بعضے کہتے ہیں کہ آدم سے نوح تک دس قرن تھے کہ سب ایک شرع پر تھے پھر اختلاف کیا انھوں نے اور خدائے تعالیٰ نے ایک لاکھ
چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے کہ تین سو تیرہ ان میں سے رسول ہیں اور ان میں سے اٹھائیس کا نام قرآن میں ہے اور پانچ اولوا العزم ہیں نوح
اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام اور پچاس صحیفے خدا نے شیث کو دئے اور تیس نوح کو اور دس ابراہیم کو اور توریت موسیٰ کو
دی اور زبور داؤد کو اور انجیل عیسیٰ کو اور قرآن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں
ذکر اُن لوگوں کا ہے کہ جو حضرت نوح سے پہلے تھے اور وہ لوگ نہ مومن تھے اور نہ کافر تھے فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ پس بھیجا خدا
نے پیغمبروں کو کہ مُبَشِّرِیْنَ خوشخبری دینے والے تھے وہ مومنین اہل طاعت کو ثواب کی اور جنت میں داخل ہونے کی وَمُنْذِرِیْنَ
اور ڈرانیوالے تھے وہ گنہگاروں کو عذاب سے وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ اور نازل کیا ہمراہ ان کے کتاب کو ساتھ حق کے
کہ جس میں احکام شریعت کے تھے لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ تاکہ حکم کرے خدا درمیان آدمیوں کے پیغمبروں کے واسطے سے فِیْمَا اخْتَلَفُوْا
فِیْهِ بیچ اس چیز کے کہ اختلاف کیا ہے انھوں نے بیچ اسکے وَمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اور نہیں اختلاف کیا ہے بیچ اس حق کے اِلَّا
الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ مگر ان لوگوں نے کہ دئے گئے ہیں اسکو واسطے دور کرنے اختلاف کے مثل یہود اور نصاریٰ کے کہ تغیر اور تبدل اس کا
کیا اور صفات پیغمبر آخرالزماں کو پوشیدہ کیا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ بعد اس کے کہ آئیں ان کے پاس دلیلیں روشن
اور معجزات اور اختلاف کیا انھوں نے نماز میں کہ بعضوں نے پورب کو منہ کیا اور بعضوں نے پچھم کو اور خدا نے مومنین کو حکم کیا کعبہ کی
طرف منہ کرنیکا اور بعضے رات کو روزہ رکھتے تھے اور بعضے آدھے دن کو اور خدا نے مومنوں کو حکم دیا ماہ رمضان میں سارے دن کا روزہ
رکھنے کا اور اختلاف کیا انھوں نے کہ ہفتہ میں کون سا دن اچھا ہے یہودیوں نے کہا کہ سنیچر ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ اتوار ہے اور
خدائے تعالیٰ نے مومنین کو جمعہ کا حکم دیا اور حضرت ابراہیم میں اختلاف کیا یہودیوں نے کہا کہ وہ یہودی تھا اور نصرانیوں نے کہا
کہ وہ نصرانی تھا اور خدائے تعالیٰ نے مومنین کو بتلایا کہ وہ نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی تھا بلکہ وہ مسلمان تھا اور یہ سب اختلاف کیا انھوں نے

بغیاً بینهم واسطے حسد اور سرکشی کے درمیان اپنے یعنی آپس میں دنیا کی حرص سے فهدى الله الذين آمنوا پس ہدایت کی خدا نے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں لما اختلفوا فیه من الحق واسطے اس چیز کے کہ اختلاف کیا ہے انھوں نے بیچ اسکے کہ حق میں سے ہے وہ چیز یعنی جس حق اور راستی میں ان یہود و نصارا نے اختلاف کیا تھا خدائے تعالے نے مومنین کو اسکی طرف ہدایت کی باذنه ساتھ حکم دینے کے اپنے اور لطف اور ارادہ سے اور مومنین کو سب ملا دیا والله یهدی من یشاء اور خدا ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے الی صراط مستقیم طرف راہ سیدھی کے ان لوگوں کو کہ تامل کرتے ہیں آیات خدا میں اور پہنچ جاتے ہیں تفکر اور تامل سے طرف اس طریق کے کہ وہ طریق انبیا اور اولیا کا ہے اور ساتھ خدائے تعالے کفار کے ایذا دینے کے مقابلہ میں صبر کرنے کو فرماتا ہے کہ ام حسبتم ان تدخلوا الجنة کیا گمان کیا ہے تم نے اے مومنین یہ کہ داخل ہو گے تم بہشت میں کفار کے ہاتھ سے آزار پانے کی جہت سے ولما یأتکم اور ابھی نہیں آیا ہے تمکو یعنی نہیں گذرا ہے تم پر مثل الذین خلوا من قبلکم حال ان لوگوں کا سا کہ گذرے ہیں وہ پہلے تم سے انبیا اور مومنین کہ وہ بڑے سخت آزار کھینچتے تھے راہ خدا میں کفار کے ہاتھ سے اور یہ ماجرا تم نے نہیں کیا ہے یعنی تمکو وہ آزار نہیں پہنچے ہیں جو انکو پہنچے تھے مستهم البأساء والضراء جس وقت کہ پہنچی تھی ان کو سختی اور بیماری اور فقیری اور گرسنگی وزلزلوا اور ڈگمگائے گئے تھے اور متزلزل ہوئے تھے وہ بلاؤں کی کثرت سے حتی یقول الرسول والذین آمنوا معه یہاں تک کہ کہتا تھا پیغمبر اور وہ لوگ کہ ایمان لائے تھے ساتھ اس کے ان آزار اور بلاؤں سے گھبرا کر کہتے متی نصر الله کب ہو گی مدد خدا کی کہ ہم دشمنوں پر فتح پائیں کہ بڑے آزار اٹھائے ہیں ہم اور بہت تکلیفیں پائے ہیں کفار کے ہاتھ سے ان دعاؤں کے جواب میں فرمایا تھا کہ الا ان نصر الله قریب خبردار ہو اور جان لو تم کہ تحقیق مدد خدا کی نزدیک ہے مومنین سے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ خدائے تعالے کی رحمت نے انبیا کو پایا اور بہشت کی نعمتوں کو حاصل کرنا وسیلہ ہے محنت کشی آزار اور بلیات اور ترک لذات اور شہوات نفس کی سے ہے اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے بعضے حواریین کی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اے عزیز بندہ آدم جس وقت خدائے تعالے تجکو بلاؤں میں مبتلا کرے تو خوش ہو کہ یہ طریقہ انبیا اور اولیا کا ہے اور جس وقت تجھ کو آسودگی اور فراغت حاصل ہو تو غمگین ہو کہ تیرے ساتھ خلاف اس امر کے کیا کہ جو انبیا اور اولیا کے ساتھ کیا تھا اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں درجے ہیں معلق اور ایسے ہیں کہ نہ ان کو اوپر سے کچھ لگاؤ ہے اور نہ نیچے سے اور نہ ان کے پیچھے کوئی ستون ہے کہ اس کے سہارے سے وہ کھڑے ہوں ان درجات کو بندہ اپنے اعمال نیک سے نہیں پا سکتا ہے کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون لوگ ہیں وہ کہ جن کو یہ درجے ملیں گے فرمایا کہ اہل بلا اور غموم جو کہ دنیا میں بلیات اور غموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو لوگ کہ دنیا میں بلاؤں میں مبتلا ہوئے ہیں ان کے واسطے آخرت میں درجے ہیں کہ ان کو بندہ اپنے اعمال سے نہیں پا سکتا یہاں تک کہ آدمی جس وقت ان درجوں کو دیکھے گا تو آرزو کرے گا کہ کاش میرا بدن مقراض سے ریزہ ریزہ ہو جاتا دنیا میں تا کہ ان درجوں کو میں پاتا اور منقول ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا ایک زائر تھا کہ وہ ان کے احکام کو سنتا تھا اس کو شیر اس شہر نے کھا لیا حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نے مناجات کی کہ خداوندا یہ شخص زائر اور نیک مرد تیرا تھا اس میں کیا مصلحت تو نے دیکھی کہ شیر کو اس پر غالب کیا یہاں تک کہ اسکو کھا گیا فرمایا کہ چاہا میں نے اس کو ایک مرتبہ حاصل ہو اور عمل اس کا کوئی اس قابل نہ تھا اس واسطے ہم نے اسکو شیر سے پھڑوا دیا کہ اسکو وہ مرتبہ حاصل ہو اور اگرچہ خدائے تعالے بے تعب چاہے جیسا مرتبہ دے سکتا ہے لیکن لطف اس میں ہے کہ جب استحقاق حاصل ہو تو اور کہتے ہیں کہ ایک شخص عمر میں خوب بہت بوڑھا ہو گیا تھا اور مال کثیر اپنے ملک میں رکھتا تھا چاہا کہ اسکو راہ خدا میں صرف کرے

کہ موجب خوشنودی خدا کا ہو اور باعث نجات ابدی کا عقبیٰ میں ہووے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
عرض کی کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مال کو میں کیونکر خرچ کروں راہ خدا میں تب یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے
خدا کہ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمدؐ کہ کیا خرچ کریں وہ راہ خدا میں اور ماذا مرفوع اور منصوب
دونو ہو سکتا ہے جیسا کہ نحو کی کتابوں میں لکھا ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان کے جواب میں قُلْ کہہ تو اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ
مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ جو کچھ خرچ کرو تم خیر سے یعنی مال مباح میں سے تو فَلِلْوَالِدَيْنِ پس واسطے باپ اور ماں کے ہے کہ ان کو
دو وَالْاَقْرَبِيْنَ اور واسطے رشتہ داروں کے وَالْيَتٰمٰى اور واسطے یتیموں کے کہ جن کے باپ انکو بچہ چھوڑ کر مر جائیں اور وہ قدر
کھانے اور کپڑے کی نہ رکھتے ہوں وَالْمَسٰكِيْنِ اور واسطے مسکینوں محتاجوں کے کہ جو علاج اپنی معاش کا نہیں رکھتے وَابْنِ السَّبِيْلِ
اور واسطے مسافروں کے ہے جو کہ اپنے وطن سے دور ہیں اور ان کے پاس خرچ نہیں ہے تاکہ اپنے وطن میں پہنچیں اور اگرچہ وہ اپنے
وطن میں مالدار اور آسودہ ہوں وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ کرو گے تم بھلائی میں سے کہ اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرو گے فَاِنَّ اللّٰهَ
بِهٖ عَلِيْمٌ پس تحقیق خدا ساتھ اسکے عالم ہے اور خوب جانتا ہے اور اسکی جزا تمکو دیگا اور اب خدا تعالیٰ جہاد کا حکم کرتا ہے کہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الْقِتَالُ لکھا گیا ہے یعنی فرض کیا گیا ہے اوپر تمہارے لڑنا کافروں سے راہ خدا میں وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ اور وہ ناخوش ہے واسطے
تمہارے یعنی لڑنا تمکو ناخوش اور مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری طبیعت لڑنے کو نہیں چاہتی وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا اور قریب ہے
کہ مکروہ جانو تم ایک شے کو وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور وہ بہتر ہے واسطے تمہارے احکام میں یعنی شرع کی تکلیفوں کو تم مکروہ جانتے ہو ۔
مصلحت دنیا اور آخرت کی تمہارے واسطے اس امر میں ہے کہ وہ بہتر ہے واسطے تمہارے دونوں جہان میں دنیا میں تو فتح اور غنیمت اور رعب
اعدائے دین پر اور آخرت میں جنت کی نعمتیں وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا اور کبھی دوست رکھتے ہو تم ایک شے کو جیسا کاہلی کے وَّ
هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ اور وہ بد ہے واسطے تمہارے یعنی یہ جو کاہلی کے تم چاہتے ہو کہ ہم کافروں سے نہ لڑیں اور اس امر کو تم دوست رکھتے ہو
اور حال یہ ہے کہ یہ امر واسطے تمہارے نہایت بُرا ہے کہ دنیا میں تو ذلت وخواری اور غلبہ کفار کا ہے اور آخرت میں ناامیدی ثواب سے
اور درجہ شہادت سے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے اس امر کو کہ جس میں تمہاری خیر اور فائدہ ہے وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم
نہیں جانتے ہو اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کی لڑائی سے دو مہینے سے پہلے عبد اللہ بن جحش اپنی پھوپھی کے
بیٹے کو مع آٹھ اصحاب کے جمادی الآخرے کے مہینے میں قافلہ قریش پر کہ طائف سے آتا تھا اور انمیں مال تجارت بہت تھا روانہ کیا کہ انکو
قتل اور اسیر کریں پس جس وقت کہ یہ اُن کے قریب پہنچے تو آپس ان دونو فریقوں کے جنگ ہوئی اور عمرو بن حضرمی قافلہ قریش میں سے مارا
گیا اور بروز شام کے وقت چاند رجب کا پہلا انکو نظر آیا لیکن اُن کو یہ معلوم ہوا کہ آج چاند کب ہی یا غرۂ رجب کا ہے اور شبہ تھا میں وہ غرۂ
رجب کا تھا یہ خبر مشہور ہوئی تو کافروں نے طعن کیا کہ محمدؐ نے ماہ حرام کو حلال کر دیا اور اپنے اصحاب کو رجب کے مہینے میں کہ وہ ماہ حرام ہے
خونریزی کا حکم دیا رسول خدا صلعم نے عبد اللہ بن جحش کو طلب کیا اور فرمایا کہ میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ ماہ حرام میں لڑائی نہ کرنا اور کسی کو قتل
اسیر نہ کرنا عبد اللہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ظن غالب تھا یہ تھا کہ آخر روز جمادی الآخری کا ہے یعنی نزدیک آخر ہے اور بعد قتل اور اسیر
کرنے کفار کے معلوم ہوا کہ وہ غرہ رجب کا تھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنکر مال غنیمت اور اسیروں کو واپس کر دیا اور کفار
کے پاس بھیج دیا اور اس میں کسی طرح کا تصرف نہ کیا اور اس درمیان میں اکابر کفار قریش نے ایک خط جناب پیغمبر خدا کی خدمت میں روانہ کیا اور ماہ
حرام میں لڑنے سے سوال کیا اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ سوال کرتے ہیں وہ تجھ سے اے
محمدؐ صلعم ماہ حرام سے قِتَالٍ فِيْهِ لڑائی کرنے سے بیچ اس مہینے کے اور قتال بدل اشتمال ہے شہر سے فرماتا ہے خدا تعالیٰ کہ قُلْ کہہ تو اے

ع ۲۶

محمد صلعم ان لوگوں سے کہ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ لڑنا بیچ اس مہینے کے بڑا گناہ ہے وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اور بند کرنا راہ خدا
سے اور منع کرنا کہ لوگوں کو مسلمان ہووے وَكُفْرٌ بِهِ اور کفر کرنا ساتھ اس خدا کے وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور باز رکھنا مسجد حرام سے مسجد کا
مضاف محذوف ہے اور تقدیر اس کی وصد المسجد الحرام ہے یعنی اور بند کرنا مسجد حرام سے کہ وہاں پیغمبر کو اور مومنین کو نہ جانے دینا وَإِخْرَاجُ
أَهْلِهِ مِنْهُ اور نکال دینا لوگوں اس مسجد کا اس مسجد سے کہ وہ پیغمبر اور مومنین ہیں أَكْبَرُ بہت بڑا گناہ ہے عِنْدَ اللَّهِ نزدیک خدا
کے وَالْفِتْنَةُ اور فتنہ یعنی شرک کرنا أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ بہت بڑا اور زیادہ گناہ ہے قتل سے اور قید کفار سے حرام مہینے میں وَلَا
يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ اور ہمیشہ لڑائی کریں گے وہ کفار تم سے اے مومنین سبب عناد کے حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ یہاں تک کہ پھیر
دیویں وہ تم کو عَنْ دِينِكُمْ دین تمہارے سے إِنِ اسْتَطَاعُوا اگر طاقت رکھیں وہ اور ان کے اختیار میں ہو وَمَنْ يَرْتَدِدْ
مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ اور جو شخص کہ پھر جاوے اور مرتد ہو جاوے تم میں سے دین اپنے سے فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ پس مر جاوے وہ جس
وقت کہ وہ کافر ہے یعنی حالت کفر ہی میں وہ مرتد ہو کر مر جاوے فَأُولَٰئِكَ پس یہ لوگ مرتد حالت کفر میں مرنے والے حَبِطَتْ
أَعْمَالُهُمْ ناچیز اور باطل ہو جاویں گے عمل اُن کے فِي الدُّنْيَا بیچ دنیا کے کہ ان کو اس سے ملے گی اور ثمرہ اس سے وہ محروم رہیں گے اور
زوجہ اُن کی نکاح سے باہر ہو جاوے گی وَالْآخِرَةِ اور بیچ آخرت کے کہ ثواب سے محروم رہیں گے وَأُولَٰئِكَ اور یہ لوگ أَصْحَابُ النَّارِ
صاحب دوزخ کے ہیں کہ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ بیچ اس دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش نے اور اُسکے
ہمراہیوں نے سبب ترک احتیاط کے اس لڑائی کے مقدمہ میں اپنی حرکت سے توبہ کی اور بعضے صحابہ کہتے ہیں کہ اگرچہ انھوں نے اس گناہ سے
خلاصی پائی ہے لیکن اس جہاد کرنے کا ان کو کچھ ثواب ہووے گا ان کے جواب میں خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ إِنَّ الَّذِينَ
آمَنُوا تحقیق کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں وَالَّذِينَ هَاجَرُوا اور جن لوگوں نے کہ ہجرت کی ہے اور اپنے وطن مالوف کو واسطے خدا کے ترک کیا
ہے وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور جہاد کیا ہے انھوں نے بیچ راہ خدا کے أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ یہ لوگ امید
رکھتے ہیں رحمتِ خدا کی وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے توبہ کرنے والوں پر اور ان لوگوں کے گناہ کو بخشے گا کہ وہ
مومن ہجرت کرنے والے راہِ خدا میں اگرچہ از روئے خطا کے وہ ماہ حرام میں کفار سے لڑے ہیں شبہہ میں پڑ کر لیکن خدائے تعالےٰ اُن کے گناہ کو
بخشے گا اور ثواب سے ان کو محروم نہ رکھے گا کہ رحمت اسکی بہت فراخ ہے اور فضل اس کا نہایت وسیع ہے خدا تعالیٰ نے ہجرت کرنیوالوں کی
تعریف بہت آیتوں میں کی ہے اور بہشت کی نعمتوں کی بشارت ان کو دی ہے اور وعدہ بہشت کا ان سے کیا ہے لیکن یہ سب موقوف ہے
سلامتی ایمان پر کہ جو لوگ ان میں سے تا دم واپسیں اپنے ایمان پر قائم رہے ہیں وہ لوگ بیشک موافق وعدہ خدا کے مستحق ہیں نعمتوں بہشت کی
نہ وہ لوگ کہ جو ان میں سے ایمان صحیح سے خارج ہو گئے ہیں اپنے بد اعمال کی جہت سے اور ہجرت کرنیکو یہ لازم نہیں ہے کہ بعد ہجرت کے
ہجرت کرنے والا کوئی فعل بد نہ کرے اور اپنے ایمان سے نہ پھرے اس واسطے کہ جیسے خدا تعالےٰ نے ہجرت کرنے والوں سے وعدہ بہشت کا کیا ہے
ایسے ہی فقط ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے بھی وعدہ بہشت کی نعمتوں کا قرآن میں کیا ہے اگرچہ ہجرت انھوں نے نہ کی ہو
اور اپنی رضامندی اور بہشت کی نعمتوں کی ان کو بشارت دی ہے اور بہت تعریف انکی کی ہے اور حال یہ ہے کہ بہت مومنین بعد رسول خدا کے مرتد ہو گئے
تھے چنانچہ کتب تواریخ میں لکھا ہے اور خدا تعالےٰ نے جو انکی تعریف کی تھی اور بہشت کی نعمتوں کی بشارت انکو دی تھی وہ انکے مرتد ہو جانے میں
مانع نہ ہوئی ایسا ہی حال ہجرت کرنیوالوں کا ہے کہ خدا تعالےٰ کی تعریف کرنے سے اور بہشت کی نعمتوں کی بشارت دینے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ اپنے
ایمان سے ہرگز نہ پھریں گے پس معلوم ہوا کہ یہ بشارت ان ہجرت کرنیوالوں کو ہے کہ جو تا مرگ اپنے ایمان پر قائم رہے ہیں اور جیسے کہ خدائے
تعالےٰ نے مہاجرین کی مذمت کسی آیت میں نہیں کی ہے ایمان لانے والوں کی بھی مذمت کسی آیت میں نہیں کی ہے لیکن ہجرت کرنے والوں کی

اور ایمان لانے والو بھی دونوں کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے کہ تم میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے گا تو اس کے اعمال نیک ہجرت وغیرہ سب مٹ جائیں گے اور ہمیشہ دوزخ میں رہیگا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور حال ہر شخص کا کہ کون ہے ایمان پر قائم رہا اور کون اعمال بد کر کے ایمان سے خارج ہو گیا نہ امر روایات سے معلوم ہوتا ہے نہ قرآن سے اور کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے لوگ شراب پیتے تھے اور جوا کھیلتے تھے جب نہ اسلام کا آیا تو ایک جماعت صحابہ کی رسول خدا صلعم کے پاس آئی اور سوال کیا کہ یا حضرت ہمکو فتویٰ دو شراب کے مقدمہ میں کہ یہ عقل کو زائل کرتی ہے اور قمار بازی میں حکم فرماؤ کہ یہ مال کو بیجا لیتی ہے خدائے تعالے نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ يَسْأَلُونَكَ سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمد عَنِ الْخَمْرِ شراب سے کہ اس کا کیا کیسا ہے وَالْمَيْسِرِ اور قمار بازی سے کہ کھیلنا جوئے کا کیسا ہے قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ بیچ ان دونوں کے گناہ بڑا ہے وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور فائدے ہیں واسطے آدمیوں کے کہ شراب میں تو سرور اور زور حرارت غریزی کے اور ہضم طعام ہے اور قمار بازی میں فائدہ ہاتھ میں آنے مال کا ہے وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا اور گناہ ان دونوں کا بہت بڑا ہے فائدے ان دونوں کے سے کہ بڑے فساد اُن سے پیدا ہوتے ہیں اور وہ فساد ان کے بہت بڑے ہیں اُن کے فائدوں سے کہ جن کے متوقع ہیں اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ پینے والا شراب کا ایسا ہے کہ جیسے پوجنے والا بت کا اور فرمایا ہے حضرت صلعم نے کہ لعنت کی ہے خدا نے شراب کو اور اُس کے نچوڑنے والے کو اور اُس کے درخت کے لونے والے کو اور اسکے پینے والے کو اور اس کے ملانے والے کو اور اس کے فروخت کرنے والے کو اور اسکے خرید کرنے والے کو اور اسکی قیمت کھانے والیکو اور اسکو اٹھا کر لیجانے والے کو اور اس شخص کو کہ جس کے پاس اُٹھا کر لے جائے اُسکو اور فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ دس آدمی میری امت میں سے دعوے ایمان کا کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں رکھتے تارک الصلوٰۃ اور مانع الزکوٰۃ اور کھانے والا سود کا اور زنا کرنے والا اور شراب پینے والا اور چغلی کھانے والا اور آدمیوں میں فتنہ ڈالنے والا اور غیبت کرنے والا اور ہمسایہ کو آزار پہنچانے والا اور ظالموں میں سعی کرنیوالا تاکہ کسی شخص کو بلا میں ڈالدے اور فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ دور ہو تم ان دو کھیلوں سے یعنی نرد اور شطرنج سے کہ یہ دونوں قمار اہل عجم کے ہیں اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک قوم پر ہوا کہ وہ شطرنج کھیلتے تھے حضرت نے فرمایا کہ یہ کیا تصویریں ہیں کہ جن کو تم عبادت کرتے ہو اور فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ فروخت کرنا شطرنج کا حرام ہے اور کھانا اس کی قیمت کا حرام ہے اور لینا اس کا کفر ہے اور کھیلنا اس کا شرک ہے اور ہاتھ ڈالنا اس میں کھیلنے کو واسطے ایسا ہے کہ جیسا گوشت خوک میں ہاتھ ڈالا ہو اور نہ ہوئی نماز اسکی جب تک کہ اس ہاتھ کو نہ دھو ڈالے جیسے کہ ہاتھ کو دھوتا ہے گوشت خوک ہاتھ لگانے سے اور نظر کرنے والا طرف شطرنج کے وقت کھیلنے کے ایسا ہے کہ جیسے اپنی ماں کی فرج کو دیکھتا ہے اور سلام کرنا شطرنج کھیلنے والے سے وقت کھیلنے شطرنج کے گناہ ہے اور جو شخص کھیلنے والے کے پاس بیٹھے وقت کھیلنے کے تو وہ اپنی جگہ دوزخ میں کر چکا اور نہ زندگانی اسکی قیامت کے روز حسرت اور ندامت ہو گی اور منقول ہے کہ پہلے عمرو بن جموح نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ ہم کیا خرچ کریں راہ خدا میں کہ جس سے قرب حاصل ہوئے چنانچہ اس کے جواب میں آیت نازل ہوئی اور فرمایا کہ اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کو اور قریبوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کو دو اور اب دوبارہ ابن جموح نے پھر حضرت سے پوچھا کہ اُن آدمیوں کی تفصیل معلوم ہوئی کہ جن کو صدقہ دینا چاہیے لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ کیا دینا چاہیے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَيَسْأَلُونَكَ اور سوال کرتے ہیں وہ تجھ سے اے محمد صلعم کہ مَاذَا يُنْفِقُونَ کہ کیا خرچ کریں وہ قُلِ کہہ تو ان سے کہ الْعَفْوَ زیادہ حاجت سے جو کچھ ہو راہ خدا میں وہ خرچ کریں اور نہ بخل کریں اور نہ بیجا خرچ کریں اور راہ خدا میں بھی اسقدر خرچ نکریں کہ خود محتاج ہو جائیں اور منقول ہے کہ ایک

شخص صحابی رسول خدا کے پاس مثل انڈے کے سونا لایا اور کہا کہ یا حضرت اسکو لو کہ یہ صدقہ ہے راہ خدا میں اور وہ اسکو مال غنیمت میں سے ملا تھا
اور اس کے سوا اپنے پاس اور کچھ نہیں رکھتا تھا حضرت نے یہ سنکر اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اس نے دوسری طرف جاکر پھر یہی کہا حضرت نے ادہر سے
بھی منہ اپنا پھیر لیا اور تیسری مرتبہ حضرت غصہ ہوئے اور وہ سونا اس کے ہاتھ میں سے لیکر زمین پر پھینک دیا اور ایسا زور سے پھینکا کہ اگر اس کے
لگتا تو زخمی ہو جاتا اور فرمایا حضرت نے کہ ایک تم میں سے آتا ہے اور تمام مال اپنا صدقہ کرتا ہے اور بعد اس کے رستہ کے سرے پر بیٹھ کر
لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اور گدائی اختیار کرتا ہے صدقہ وہ ہے کہ جو آسودگی میں دلوے اور پہلے اپنے عیال کی خبر لیوے اور اس پر
خرچ کرے جب عیال کے کھانے پینے سے کچھ بچ رہے اور وہ زیادہ ہو تو وہ صدقہ میں اور راہ خدا میں دلوے اور فرماتا ہے خدا کہ كَذٰلِكَ
ایسا ہے یعنی جیسے کہ بیان کیا کہ میانہ روی سے چلو نہ بخل کرو اور نہ بیجا خرچ کرو ایسے ہی يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ بیان کرتا ہے خدا
واسطے تمہارے نشانیاں روشن لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تاکہ تم فکر کرو بیچ امور دنیا اور آخرت کے کہ کونسی چیز میں
فائدہ ہے دونوں جہان میں پس جو کہ مفید ہے اسکو اختیار کرو اور جس میں نقصان ہے اسکو ترک کرو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس
وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا تو جس کسی کے پاس یتیم تھا اس نے اس کو اپنے پاس سے نکال دیا اور پھر حضرت سے
پوچھا کہ کیا کرنا چاہیے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صادقؑ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى
اَمْوَالَهُمْ تو لوگوں نے یتیموں کی آمیزش ترک کردہ جانی اور یتیموں پر یہ امر بہت شاق گزرا اور جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں جاکر اس امر کی شکایت کی
تب یہ آیت نازل ہوئی جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ اور سوال کرتے ہیں وہ تجھ سے اے محمد صلعم عَنِ الْيَتٰمٰى یتیموں سے یعنی
یتیموں کے ساتھ آمیزش کرنے سے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان سے کہ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ درستی کرنی واسطے حال اور مال ان کی کے بہتر
ہے ان کے دور کر دینے سے وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ اور اگر آمیزش کرو تم ان سے اور اپنا کھانا ان کے کھانے میں ملا لو اور کھانے پینے میں شریک ہو تو
فَاِخْوَانُكُمْ پس بھائی تمہارے ہیں وہ دین میں اور حق بھائی ہونیکا آمیزش ہے نہ دوری اور جدائی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ ان کے مال میں سے اس قدر نکالو کہ انکو کافی ہو اور اپنے مال میں سے اس قدر نکالو کہ تمکو کافی ہو پھر خرچ کرو تم اسکو اور کسی نے ان حضرت سے
کہا کہ یتیم چھوٹے چھوٹے بھی ہوتے ہیں عمر میں اور بڑے بھی ہوتے ہیں اور بعضے کا لباس اعلیٰ اور زیادہ ہوتا ہے اور بعضے زیادہ کھاتے ہیں فرمایا
کہ لباس تو ہر ایک کا جدا ہو گا اس کے دام اس کے مال میں سے ہوں گے اور کھانا سب کا ایک ہو کہ صغیر بھی مثل کلاں کے کھائیگا یعنی چھوٹا لڑکا کا دن
میں کئی مرتبہ کھاتا ہی پس کھانے میں دونوں برابر ہو جاتے ہیں وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اور خدا جانتا ہے بگاڑنے والے مال یتیم کو
درست کرنے والے سے یعنی یتیم کو خدمت کرو اور جو کوئی یتیم کا مال تباہ اور برباد کرتا ہے اور جو کوئی درست کرتا ہے خدا اسکو خوب جانتا
ہے جو کوئی اسکو برباد کرے گا خدا اسکو عذاب کرے گا نہ اس کے مال کے درست اور اصلاح کرنے والے کو وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور
اگر چاہتا خدا تو لَاَعْنَتَكُمْ البتہ بیچ میں ڈالتا تم کو اور کار تمہیں تنگ کرتا کہ تم نے یتیموں کے ساتھ آمیزش کرنی حرام کر دی ہے اِنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ تحقیق خدا غالب اور توانا ہے ہر چیز پر حَكِيْمٌ حکمت والا ہے کہ موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور منقول ہے کہ جناب
رسول خدا نے مرثد غنوی کو کہ مرد شجاع اور دلاور تھا مدینہ سے مکہ کو روانہ کیا کہ مسلمانوں کو پوشیدہ مکہ سے باہر نکال کر یہاں بھیجا دے جس
وقت وہ مکہ میں پہنچا تو ایک عورت کہ جس کا نام عناق تھا اور نہایت خوبصورت تھی اور ایام جاہلیت اور کفر میں وہ اس سے دوستی رکھتا
تھا اس کے پاس آئی اور محبت دلی ظاہر کر کے طالب وصال کی اس سے ہوئی مرثد نے جواب دیا کہ اسلام میرے اور تیرے درمیان
حائل اور مانع ہے اب میں تجھ سے وصال بطور زنا کے نہیں کر سکتا اس عورت نے کہا کہ مجھ سے نکاح کر لے مرثد نے جواب دیا کہ یہ امر اجازت پر
جناب رسول خدا صلعم کی موقوف ہے وہ عورت یہ سنکر غصہ ہوئی اور مشرکین کو اس نے جاکر خبر کی کہ مرثد اس لئے آیا ہے کہ مسلمانوں کو یہاں

ے نکال کر لیجائے ان مشرکوں نے اس کے گھر میں جا کر اسکو مارا وہ ان سے بھاگ کر مدینہ میں پہنچا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ وَلَا تَنكِحُوا
الْمُشْرِكَاتِ اور نہ نکاح کرو تم شرک کرنیوالی عورتوں سے حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ یہاں تک کہ ایمان لائیں وہ یعنی جبتک کہ ایمان نہ لائیں وہ تو
اُن سے نکاح مت کرو اور کہتے ہیں کہ عبداللہ رواحہ نے اپنی کنیز کے طمانچہ مارا اور وہ رسول خدا صلعم کی خدمت میں دادخواہ ہوئی حضرت نے
عبداللہ سے اس کا حال دریافت کیا عبداللہ نے عرض کی کہ یہ خدا و رسول پر ایمان لائی ہے لیکن لڑائی جھگڑتی ہے حضرت نے فرمایا کہ اس سے
نیکی کرنی چاہئے عبداللہ نے اس کو آزاد کیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا اور اس کے ہمسایہ میں ایک عورت مشرکہ رہتی تھی اور اس سے نکاح کرنا چاہتی
تھی اس سے عبداللہ نے نکاح نہ کیا لوگ اس پر طعن کرنے لگے کہ عورت صاحب حسن وجمال اور مال سے نکاح نہ کیا اور کنیز سیاہ کو اپنے نکاح میں لایا
تب یہ آیت نازل ہوئی جناب خدا فرماتا ہے کہ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے مِّن مُّشْرِكَةٍ شرک لانیوالی
آزاد عورت سے وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ اگرچہ تعجب میں ڈالے وہ تم کو اور خوش معلوم ہو بسبب حسن وجمال اور مال کے وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ
اور نہ نکاح میں دو تم شرک لانے والے مردوں کو ایمان والی عورتیں دوسرا مفعول تنکحوا کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی ولاتنکحوا المشرکین المؤمنات
ہے یعنی مشرکوں کے نکاح میں ایمان لانے والی عورتیں مت دو حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا یہاں تک کہ ایمان لائیں وہ مرد شرک کرنے والے
وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ اور البتہ غلام مومن بہتر ہے شرک کرنے والے آزاد مرد سے وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ اگرچہ تعجب میں ڈالے
وہ تمکو اور خوش معلوم ہو بسبب صورت اور مال ومنال کے أُولَٰئِكَ یہ شرک لانے والے مرد اور عورت يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ بلاتے ہیں طرف
آتش دوزخ کے آدمیوں کو کفر کی رغبت دلا کر وَاللَّهُ يَدْعُو اور خدا بلاتا ہے آدمیوں کو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ طرف بہشت
اور بخشش کے ساتھ حکم اپنے کے توفیق عطا کر کے کہ بسبب ایمان اور اعمال نیک کے بہشت میں جائیں وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ اور بیان کرتا
ہے خدا اپنی نشانیاں آدمیوں کے واسطے یعنی بیان کرتا ہے نشانیاں روشن حلال اور حرام کی واسطے آدمیوں کے لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ تاکہ
وہ نصیحت پکڑیں یعنی ادراک کر کے خدا کی قدرت کی نشانیوں میں اور منقول ہے کہ ایام جاہلیت اور کفر میں حیض والی عورتوں کو ایام حیض میں یہود اور
مجوس کے طریقہ کے موافق نہ تو کام کرنے دیتے اور نہ انکو دیکھتے تھے اور نہ اپنے ہمراہ کھانا کھلاتے تھے اور ایک طرف انکو ڈالدیتے تھے اور نصاریٰ سب امور
کرتے تھے یہاں تک کہ مجامعت بھی ان سے کرتے اور زمانہ اسلام تک یہ امر جاری رہا ابو دحداح مع دیگر مومنین کے رسول خدا صلعم کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول خدا عورتوں سے حالت حیض میں کیا سلوک کرنا چاہیے یہ آیت نازل ہوئی جناب خدا فرماتا ہے کہ وَيَسْأَلُونَكَ
اور سوال کرتے ہیں وہ تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنِ الْمَحِيضِ حیض عورتوں کے سے کہ حالت حیض میں انسے کیا کرنا چاہیے اور محیض
مصدر ہے حیض کے معنی میں اور خدا نے نزول اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے جو کہ حیض کے مقدمہ
میں تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ هُوَ أَذًى وہ ناپاکی ہے اور موجب اذیت اور نفرت کا ہے اور اذی اسم مصدر ہے پس جس وقت کہ حیض
ناپاکی اور موجب اذیت اور نفرت کا ہو تو فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ پس کنارہ کشی کرو تم عورتوں سے بیچ حالت حیض کے وَ
لَا تَقْرَبُوهُنَّ اور نہ نزدیک ہو تم اُنسے حیض میں اور مجامعت اُن سے مت کرو حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ یہاں تک کہ پاک ہوں وہ عورتیں
حیض سے بعد دھونے کے اور اہل کوفہ نے سوائے حفص کے یطہرن کو مشدد پڑھا اور تشدید پڑھا ہے فَإِذَا تَطَهَّرْنَ پس جس وقت کہ پاک ہوجائیں وہ حیض سے
فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ پس آؤ تم ان عورتوں کے پاس جس جگہ سے کہ حکم کیا ہے تمکو خدا نے یعنی جس جگہ سے کہ حکم مجامعت
کا تمکو کیا ہے اسجگہ سے کرو اور وہ راہ فرج کی ہے نہ مقعد کی إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ تحقیق دوست رکھتا ہے خدا توبہ کرنے
والوں کو گناہوں سے وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ اور دوست رکھتا ہے پانی سے پاک ہونے والوں کو اور عورت سے حالت حیض میں جماع کرنا نہایت
سخت گناہ ہے لیکن بعد بند ہونے حیض کے اور غسل سے پہلے بھی مجامعت کر سکتے ہیں یا نہیں اس کے حکم کو کسی نے حضرت صادق علیہ السلام

سے پوچھا تھا کہ اگر شوہر اُس عورت کا بہ شہوت ہے تو آیا اُس عورت کو کہے کہ وہ اپنی فرج کو دھو ڈالے اُس وقت اُس سے مباشرت کرے
لیکن اکثر علما ہمارے فرماتے ہیں کہ اُس حالت میں مجامعت کرنی مکروہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر کوئی شخص حالت حیض میں مجا
کرے تو گنہگار ہوگا اور کفارہ اسکا یہ ہے کہ اگر اوّل حیض میں مجامعت کی ہے تو ایک دینار دے اور اگر وسط حیض میں مجامعت کی ہے تو
نصف دینار دیوے اور اگر آخر حیض میں مجامعت کی ہے تو چہارم حصہ دینار کا دیوے اور دینار سونے کا ہوتا ہے تخمیناً تین ماشہ اور تین
رتی وزن میں اور فرماتا ہے خدا کہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں واسطے تمہارے فَأْتُوا حَرْثَكُمْ
أَنَّىٰ شِئْتُمْ پس آؤ تم کھیتی اپنی جس طرح سے کہ چاہو تم خواہ سامنے کی جانب سے خواہ پشت کی جانب سے لیکن فرج میں مجامعت کرو
نہ مقعد میں اس واسطے کہ خدائے تعالیٰ نے زراعت سے مشابہت دی ہے کہ جس میں تخم ڈالنے سے روئیدگی پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح
عورت میں فرج کی جانب سے نطفہ ڈالے تو بچہ پیدا ہوتا ہے اور اگر مقعد کی راہ سے نطفہ ڈالے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور اس صورت میں
مشابہت زراعت کی جاتی رہتی ہے اور اکثر روایتیں دلالت کرتی ہیں وطی فی الدبر کے جائز ہونے پر اور امام مالک کے نزدیک دُبر میں مجا
کرنی بدون کراہت کے جائز ہے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ اور آگے بھیجو تم واسطے نفسوں اپنے کے یعنی اعمال
نیک بجا لاؤ کہ وہ آخرت میں تمہارے کام آئیں اور تمہارے جانے سے پہلے وہ ذخیرہ تمہارا موجود رہے پس محرّمات سے پرہیز کرو اور
واجبات اور مستحبات کو بجا لاؤ کہ یہ اعمال تمہارے نجات کا وسیلہ ہوں قیامت کے روز اور بایں کہ طلب فرزند کرو تم کہ فرزند صالح اور متقی
سرمایہ ثواب عظیم کا ہے چنانچہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت مومن مرتا ہے تو سب اعمال اُسکے منقطع ہو جاتے ہیں
مگر تین چیزیں ایک فرزند صالح کہ بعد مرنے کے اُس کے واسطے دعائے مغفرت کرے یا کوئی صدقہ جاری رہے والا کہ اُس سے باقی
رہے اور آدمی اس سے فائدہ پائیں جیسے کہ پُل اور مسافر خانہ اور کنواں اور درخت میوہ دار یا علم کہ لوگ اُس سے فائدہ اٹھائیں جیسے کہ تصنیف
کتاب ہدایت اور علم دین اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے تین فرزند قبل بلوغ پہلے اُس سے مرگئے ہوں
تو وہ دوزخ میں نہ رہے گا مگر بسبب کم اور فرماتا ہے خدا کہ وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم خدا سے اسکے احکام کی مخالفت کرنے میں وَاعْلَمُوا
أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ اور جانو تم کہ تحقیق تم ملاقات کرنے والے ہو اسکی جزا سے کہ اپنے اعمال کی ضرور جزا پاؤ گے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ
اور خوشخبری دے تو اے محمد صلعم مومنین کو بہشت کی نعمتوں کی ان کو کہ جو اپنے ایمان میں کامل اور مستقل ہیں اور کہہ تو اُن سے کہ تم ہمیشہ
بہشت میں رہو گے اپنے اعمال کے وسیلہ سے اور کہتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ اپنے بہنوئی سے رنجیدہ ہوا اور قسم کھائی کہ اس سے کلام نہ کروں گا
اور اس کی اور اسکی زوجہ کے درمیان صلح نہ کراؤں گا اور اس کے حق میں نیکی نہ کروں گا اور اُس میں اور اسکے دشمنوں میں صلح نہ کراؤں گا اور اگر کوئی
کہتا کہ اُس میں اور اُس کے دشمنوں میں صلح کرا دے تو کہتا کہ میں نے قسم کھائی ہے خلاف اس کے نہیں کر سکتا اس امر کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا
ہے کہ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ اور نہ کرو تم خدا کو نشانہ واسطے قسموں اپنی کے اور بہانہ کہ نہ کرو تم خدا کو واسطے مانع قسموں اپنی
کے أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا اس بات سے کہ نیکی کرو تم اور پرہیزگاری کرو تم اور صلح کرو تم بَيْنَ النَّاسِ درمیان آدمیوں کے
یعنی خدا کی قسموں کو مانع نیکی اور صلح کرانے کی نہ ٹھہراؤ کہ قسمیں کھا کر نہ نیکی کرو تم اور نہ صلح کراؤ اور نہ احسان کرو کسی مومن پر اور حاصل یہ ہے کہ
نیکی اور احسان اور صلح نہ کرنے کی قسم مت کھاؤ اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جس وقت بلایا جائے تو واسطے صلح کروانے کے درمیان دو شخص کے
تو قسم نہ کھاؤ کہ میں اسکو نہ کروں گا اور نیز اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ نہ کرو تم خدا کو نشانہ واسطے قسموں اپنی کے کہ ہر طرح کی سچی اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے
تئیں نیک اور پرہیزگار اور اصلاح کرنیوالا بتاؤ تم کہ ہم اچھے ہیں اس واسطے کہ بہت قسم کھانیوالا اور خدا پر جرأت کرنیوالا کہ ہر بات میں سچ پر بھی
اور جھوٹ پر بھی قسم کھائے وہ شخص نیک نہیں ہے اور نہ وہ پرہیزگار ہے اور نہ صلح کرانے میں اس پر اعتماد ہے کہ ہر امر میں قسم کھاتا ہے چنانچہ

حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ قسم کھاؤ تم اللہ کی سچی جھوٹی کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ولاتجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم اور دوسری
روایت میں یہ ہے کہ فرمایا کہ جس نے جھوٹی قسم کھائی خدا کی اس نے کفر کیا اور جس نے سچی قسم کھائی خدا کی وہ گنہگار ہوا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ اور خدا
سننے والا ہے قسموں کا عَلِیْمٌ جاننے والا ہے تمہارے دلوں کی نیتوں کا اور اب اللہ تعالیٰ قسموں کے احکام کو بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ نہ مواخذہ کرے گا
تم سے خدا بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ ساتھ لغو کے بیچ قسموں تمہاری کے یعنی کہ بے ارادہ قسم کھاؤ اور زبان پر بے اختیار قسم جاری ہو جیسے کہ عادت ہوتی ہے بعضوں کی کہ بے ارادہ
ان کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے کہ واللہ فلانی بات یوں ہے اور واللہ فلانا امر ایسا ہے اور ارادہ اس سے قسم کھانے کا نہیں ہوتا بلکہ ویسے ہی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اس قسم کا کفارہ نہیں
ہے وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا اور لیکن مواخذہ کرے گا تم سے خدا ساتھ اس چیز کے یعنی ساتھ اس قسم کے کہ کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ کہ کسب
کی ہے وہ دلوں تمہارے نے یعنی ارادہ اور قصد کر کے اپنے دل میں ایک امر مقرر کر کے جو قسم کھاؤ گے تو اس کا مواخذہ تم سے ہوگا اور اسی قسم کا
کفارہ بھی ہے وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے کہ بندہ کو لغو قسم پر گرفتار نہ کرے گا حَلِیْمٌ بردبار ہے کہ ارادہ کی قسم پر بھی جلدی
مواخذہ نہیں کرتا ہے شاید کہ بندہ اس سے توبہ کرے اور کفارہ اس قسم پر ہے کہ آدمی قسم کھائے کہ میں فلانا کام کروں گا لیکن وہ کام مباح بھی ہو
اور پھر اس کام کو نہ کرے تو اسکا کفارہ اسکو دینا ہوگا اور دس آدمیوں کو جو بیس سے کھانا کھلانا ہے یا کپڑا دینا اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالیٰ
بعد اسکے سورہ مائدہ میں آئے گی اور مائدہ آرا ذکر کرتا ہے اور ایک قسم یہ ہے کہ کسی گذشتہ امر پر خلاف اپنے علم کے قسم کھائے یعنی یقین رکھتا
ہو ایک بات کا کہ یوں ہوئی ہے اور قسم کھائے کہ یوں نہیں ہوئی ہے اس قسم کا کفارہ کچھ نہیں ہے لیکن سزا اسکی آتش دوزخ ہے مگر یہ کہ توبہ کرے
اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی مرد قسم کھائے کہ میں اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کروں گا پس اگر عورت اسکی صبر کرے تو بیٹھی رہے اور اگر نالش اپنی حاکم
شرع کے پاس لیجائے تو حاکم چار مہینے کی مہلت اس مرد کو دے گا اور چار مہینہ تک اس مرد سے کچھ نہ کہے گا اور اگر وہ مرد اس عرصہ میں
اس عورت سے رجوع کرے اور مجامعت کرے اور قسم کے توڑنے کا کفارہ دیوے تو پھر اس مرد کو کچھ نہ کہا جائے گا اور اگر چار مہینے تک اس مرد نے
رجوع نہ کی تو بعد اسکے حاکم اس سے فرماوے گا کہ یا تو اس عورت سے مجامعت کر اور یا اسکو طلاق دے پس یا تو وہ طلاق دے گا اور یا مجامعت
کرے گا اور اگر مجامعت کرے گا تو کفارہ قسم کے توڑنے کا دے گا اور اگر ان دو امروں میں سے کوئی امر نہ کرے گا تو حاکم اسکو قید کرے گا اور طریقہ
ایام جاہلیت میں تھا کہ جب اپنی زوجہ کو اذیت دینی منظور ہوتی تھی تو قسم کھاتے تھے کہ میں اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کروں گا وہ بیچاری
ادھر میں پڑی رہتی تھی نہ تو کسی اور سے نکاح کر سکتی تھی اور نہ شوہر اس کا اس سے رجوع کرتا تھا سو خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت
نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ واسطے ان لوگوں کے کہ قسم کھاتے ہیں وہ عورتوں اپنی سے مجامعت
کے ترک کرنے کی تو ان مردوں کے واسطے تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ انتظار کرنا چار مہینے کا ہے فَاِنْ فَآءُوْ پس اگر رجوع کریں مرد
کہ جنہوں نے قسم کھائی ہے اور قسم کی اپنی توڑ ڈالیں اور مجامعت کریں تو فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ پس تحقیق خدا بخشنے والا ہے گناہ خلاف کرنے
قسم کو جس وقت کفارہ دیویں مجامعت کرنے کا رَّحِیْمٌ مہربان ہے کہ قسم کے توڑنے کو مباح کیا کفارہ دینے سے
وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ اور اگر ارادہ کریں وہ طلاق دینے کا اور رجوع اپنی عورتوں کی طرف نہ کریں بعد قسم کھانے کے
تو فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ پس تحقیق خدا سننے والا ہے صیغہ طلاق کا عَلِیْمٌ جاننے والا ہے ان کی غرض کا اور اب خدائے
تعالیٰ بیان کرتا ہے شمار عدہ کے دنوں ان عورتوں کے کہ جنکو طلاق دی ہو اور وہ بالغہ ہوں اور حاملہ نہ ہوں اور ان سے
مجامعت بھی کی ہو اور حیض بھی ان کو آیا کرتا ہو اس واسطے کہ حیض نہ آنے والی عورت کا اور حاملہ کا عدہ یہ نہیں ہے اور انکا عدہ انشاء اللہ
تعالیٰ بعد اسکے سورہ طلاق میں آئے گا اور اس آیت میں حائضہ غیر حاملہ کا عدہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالْمُطَلَّقٰتُ
اور طلاق دی گئی عورتیں یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ انتظار کریں ساتھ نفسوں اپنے کے تین پاکی اور تربص

حرف ہے امر کے معنی ہیں اور کلمہ قروء منصوب علی الظرفیت ہے یعنی زنان بالغہ مجامعت کی گئی غیر حاملہ جس وقت اُس کو طلاق دی جائے تو وہ تین
پاکیوں تک عدہ میں بیٹھیں اور پاکی سے مراد وہ دن ہیں کہ جن دنوں میں حیض والیوں کو حیض نہیں آتا ہے اور طلاق دینے کی کئی شرطیں ہیں
چاہئے کہ طلاق دینے والا بالغ اور عاقل ہو اور غیر بالغ اور مجنون نہ ہو اور اپنے ارادہ اور اختیار سے طلاق دیوے اور غیر کو طلاق دلوادے وہ عورت وقت
طلاق دینے کے حیض اور نفاس سے پاک ہو اور اگر شوہر اس کا طلاق دینے والا وہاں موجود ہے اور بعد حیض آنے کے اُس سے مجامعت
بھی نہ کی ہو اور دو عادل طلاق کے صیغہ کو سنتے ہوں وقت واقع کرنے صیغہ طلاق کے جب یہ شرطیں پائی جائیں تو عورت کہ طلاق دی گئی پاکی کے تین
اور بعد اسکے جب حیض آئے اور منقطع ہو جائے تو یہ دوسری پاکی شروع ہوئی اور اسکے بعد دوسرا حیض آئے اور پھر منقطع ہو جائے تو تیسری پاکی شروع ہوئی اور جب تیسری پاکی کا تمام
ہوا اور تیسرا حیض شروع ہوتے عدہ پورا ہو جائیگا اور جسکو حیض نہیں آتا ہے اور وہ عمر میں ان عورتوں کے ہے کہ جن کو حیض آتا ہے وہ عورت تین مہینے عدہ
میں بیٹھے گی اور حاملہ عورت کا عدہ اسکے حمل کے وضع ہونے تک ہے اور ان دونوں کے عدہ کا ذکر سورۂ طلاق میں آئے گا اور کہتے ہیں کہ اسمٰعیل بن عبداللہ
غفاری نے اپنی زوجہ کو کہ نام اسکا قتیلہ تھا طلاق دی اور وہ عورت حاملہ تھی اور اسمٰعیل کو خبر نہ تھی کہ وہ حاملہ ہے اور اس عورت نے حمل کو ظاہر نہ کیا اس
واسطے کہ وہ مکروہ جانتی تھی اس امر کو کہ ایسا ہو کہ وہ حمل کی جہت سے اسکو پھر رجوع کرے اور اسمٰعیل کو جب اس حمل کی خبر ہوئی تو اس نے رجوع کی اور
پھر اس عورت کو اپنی زوجہ کر لیا اور اپنے گھر اسکو لے گیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اور نہیں حلال ہے واسطے
ان عورتوں کے أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ یہ کہ پوشیدہ کریں وہ اس چیز کو کہ پیدا کی ہے خدا نے بیچ رحموں اُن کے
کے یعنی جو بچہ کہ خدا نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہے وہ اسکو پوشیدہ نہ کریں إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ اگر ہیں وہ عورتیں کہ ایمان لائی ہیں
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ اور شوہر ان عورتوں کے حقدار اور زیادہ
ہیں ساتھ رجوع کرنے اور پھیر لینے ان عورتوں کے فِي ذَٰلِكَ بیچ اس عدہ کے یعنی ان طلاق دی گئی عورتوں کے شوہر ان عورتوں کو اپنی طرف
عدہ میں رجوع کر کے پھر اپنی زوجہ ان کو بنا لیویں تو وہ حقدار زیادہ ہیں إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا اگر ارادہ کریں وہ شوہر صلاح اور درستی
کا اس رجوع کرنے سے کہ انکو آزار و ضرر پہنچانا منظور نہ ہو اور ان کو کسی طرح سے تنگ کریں جیسا کہ ابتدائے اسلام میں تھا کہ جب عورت کا ایذا
دینی منظور ہوتی تھی تو اسکو طلاق دیتے تھے اور جب عدہ گذر جانے کو ہوتا تھا تو اسکو رجوع کرتے تھے اور پھر طلاق دیتے تھے اسی طرح ایذا منظور
رکھتے تھے لیکن ایسا نہ چاہئے بلکہ محبت اور الفت سے رہیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ
اور واسطے ان عورتوں کے مثل اس چیز کے ہے کہ اوپر ان عورتوں کے ہے یعنی واسطے ان عورتوں کے حق ہیں مردوں
پر جیسے کہ حق مردوں کے ان عورتوں پر ہیں بِالْمَعْرُوفِ ساتھ نیکی کے وہ یوں جانتے کہ انہیں اچھے سلوک اور پیار سے اوقات بسر کریں اس طرح
کہ عورت اپنی شوہر کی فرمانبرداری کرے اور اسکے ناموس کو نگاہ رکھے اور بے اجازت شوہر کے گھر سے باہر نہ نکلے اور زینت اور بناؤ اسی سے
رہے اور شوہر کے عیش کو تلخ نہ کرے اور جس وقت وہ مقاربت کو کہے تو اسی وقت مستعد ہو جائے اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو اور مرد کو بھی چاہئے کہ
ملاحظہ اسکے حال کا رکھے کہ اسکو کھانا اور کپڑا اچھی طرح دلوے اور نیک خلق سے اس سے صحبت رکھے اور جو کوئی کجی اس سے ملاحظہ
کرے تو اس سے طرح دلوے اور مواخذہ نہ کرے کہ اکثر طبیعت عورتوں کی کج ہوتی ہے اور اس کو تنگ نہ کرے وَلِلرِّجَالِ
عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اور واسطے مردوں کے اوپر ان عورتوں کے درجہ ہے یعنی حق مردوں کے عورتوں کے اوپر زیادہ ہیں
وَاللَّهُ عَزِيزٌ اور خدائے تعالیٰ غالب ہے انتقام لیتا ہے ان لوگوں سے جو کہ احکام کے خلاف کرتے ہیں حَكِيمٌ
حکمت والا ہے کہ جو کرتا ہے موافق مصلحت و حکمت کے کرتا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک عورت
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور پوچھا کہ یا حضرت حق مرد کا عورت پر کیا ہے فرمایا کہ چاہئے کہ فرمانبرداری

کرے شوہر کی اور فرماں برداری نہ کرے اور اس کے گھر میں سے بے اذن اس کے خرچ نہ کرے اور اپنے نفس کو اس سے باز رکھے جس
وقت اس کا حق معاشرت کو چاہے اگرچہ گبد پر ہووے اور اس کے گھر سے بدون اس کی اذن کے باہر نہ نکلے اور اگر نکلے بغیر اس کی
اذن کے تو لعنت کریں گے اس عورت کو فرشتے آسمان کے اور فرشتے زمین کے اور فرشتے غضب کے اور فرشتے رحمت کے یہاں
تک کہ وہ عورت اس کے گھر میں الٹی پھرے اور اس عورت پوچھنے والی نے حضرت سے پوچھا کہ کون شخص زیادہ حقدار ہے آدمیوں میں
سے مرد پر فرمایا کہ والدین اس کے اور پھر پوچھا کہ کون شخص زیادہ حقدار ہے آدمیوں میں عورت پر فرمایا کہ شوہر اسکا پھر کہا اس عورت
نے کیا میرا حق مرد پر ایسا نہیں ہے کہ جیسے کہ اس کا حق مجھ پر ہے فرمایا کہ نہیں اور نہ سو میں سے ایک تب اس عورت نے کہا کہ قسم ہے اس شخص
کی کہ جس نے تجھ کو حق و راستی سے مبعوث کیا ہے کہ آج کے بعد کوئی مرد میرا مالک ہوگا یعنی کسی کو میں اپنا شوہر ہی نہ کرونگی اور دوسری روایت
میں ہے کہ کسی آدمی نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ حق عورت کا مرد پر کیا ہے فرمایا کہ پیٹ اس کا بھر دے کھانے سے اور بدن اس کا
لباس سے پوشیدہ کردے اور اگر جہالت کرے تو بخش دے اور میمونہ زوجہ رسول خداؐ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ بہتر مرد میری امت کے
وہ ہیں کہ اپنی عورتوں کے ساتھ زندگانی اچھی طرح کرتے ہیں اور بہتر عورتیں میری امت کی وہ ہیں کہ بہت خوب وجہ سے شوہروں کے ہمراہ رہتی
ہیں اور جو عورت کہ اپنے شوہر کے ہمراہ اچھی زندگانی کرے حق تعالیٰ ہر شب اور ہر روز اسکو ثواب ہزار شہید کا دیتا ہے اور حور العین پر اسکو
فضیلت دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں طلاقوں کی شمار مقرر نہ تھی اگر کوئی دس طلاق دیتا تو پھر رجوع کر لیتا تھا ایک مرتبہ ایک
عورت عائشہ کے پاس گئی اور اپنے شوہر کی شکایت کی کہ وہ ہمیشہ طلاق دیتا ہے اور اس سبب سے ضرر پہنچاتا ہے یہ خبر حضرت کو پہنچی اور یہ
آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ طلاق دو مرتبہ ہے یہ ذکر طلاق رجعی کا ہے اور طلاق رجعی وہ ہے کہ شوہر
شرائط مذکورہ سے جو کہ پہلے آیت کی تفسیر میں گذرا اپنے زوجہ کو طلاق دیوے تو وہ عورت عدہ میں بیٹھے پس اگر چاہے تو پھر وہ مرد اسکو
بغیر نکاح کے اسی طرف عدہ ہی میں رجوع کرکے زوجہ بنا لیوے جبتک کہ وہ عدہ میں ہے اور عدہ سے باہر نہ نکلے اور اگر عدہ سے باہر ہو جاوے
گی تو پھر بدون نکاح کے حلال نہو گی اور اسکو رجوع کرکے پھر طلاق دیوے تو وہ پھر عدہ میں بیٹھے گی یہ دوسری طلاق ہوئی اور
یہاں تک طلاق رجعی ہے اور اس سے آگے رجعی نہیں اور اگر اس طلاق کے عدہ میں بھی رجوع کرے اور اپنی زوجہ بنا لیوے تو ہو سکتا ہے
لیکن بعد اس کے اگر پھر اسکو طلاق دیوے گا تو پھر رجوع نہیں کر سکتا ہے کہ یہ تیسری طلاق بائن ہے اور اب یہ زوجہ اس مرد پر حلال نہیں
ہے جبتک کہ وہ عورت عدہ سے باہر ہو کر کسی دوسرے سے نکاح نہ کر لیوے اور اس سے مجامعت نہ ہو لیوے اور اس آیت میں خدائے
تعالیٰ طلاق رجعی کا ذکر کرتا ہے کہ وہ دو مرتبہ ہے اور بعد دو طلاق رجعی کے اگر رجوع کرے تو فَاِمْسَاكٌ پس نگاہ رکھنا اس عورت کا
ہے بِمَعْرُوْفٍ ساتھ نیکی کے کہ الفت اور خلق نیک سے زندگانی کریں اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یا چھوڑ دینا ہے ساتھ نیکی کے اگر رجوع
اس عورت سے نکرے کہ عدہ اس کا گذر جائے اور وہ اپنی راہ لیوے اور جہاں چاہے چلی جائے اور اگر چاہے بعد اس کے پھر اس سے نکاح
کر لیوے اور اگر اسکو رجوع کرکے تیسری طلاق دیوے کہ وہ عدہ پورا کرکے جہاں چاہے چلی جائے تو یہ تیسری طلاق بائن ہے اور اب
اس سے نکاح نہیں کر سکتا جبتک کہ وہ دوسرا شوہر کر لیوے اور امساک خبر ہے مبتدائے محذوف کی یعنی فالواجب علیکم امساک بمعروف
اور اب خدائے تعالیٰ خلع کے مقدمہ میں بیان کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت آئندہ کی جمیلہ اور ثابت بن قیس کے حق میں نازل
ہوئی ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ ثابت جمیلہ کو بہت چاہتا تھا اور دوست رکھتا تھا اور جمیلہ ثابت سے دشمنی اور بغض رکھتی تھی اسواسطے
جمیلہ جناب رسول خداصلعم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول خدا میں ثابت کو بہت مکروہ جانتی ہوں بخدا جانتی ہوں
کہ سر میرا اور پھر اسکا ایک جا جمع ہووے یا رسول خدا تم حکم کرو کہ وہ مجھکو طلاق دیوے حضرت نے ثابت کو بلایا اور فرمایا

ع الطلاق مرتان

کہ میری زوجہ شکایت میری کرتی ہے اس نے عرض کی کہ یا رسول خدا قسم ہے اس شخص کی کہ جس نے حضرت کو سچی و راستی مبعوث کیا ہے کہ میں دنیا میں اس کی برابر کسی کو دوست نہیں رکھتا ہوں حبیبہ نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے یا رسول خدا لیکن یہ شخص کوتاہ قد اور سیاہ رنگ اور بدصورت ہے مجھ کو یہ بہت مکروہ معلوم ہوتا ہے اگر یہ مجھ کو طلاق نہ دیوے گا تو مجھ کو خوف ہے کہ مجھ سے اسلام میں صادر ہو کہ موجب میری ہلاکت کا ہو حضرت نے ثابت سے فرمایا کہ تو کیا کہتا ہے عرض کی کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے حبیبہ کو باغ اسکو مہر میں دیا ہے حضرت اسکو حکم کریں کہ یہ میرا باغ واپس کرے میں اسکو طلاق دیدوں گا اس عورت نے یہ سنکر کہا کہ یا رسول خدا اس باغ بھی دیتی ہوں اور اس کے سوا اور بھی کچھ دیتی ہوں لیکن یہ کسی طرح مجھ کو طلاق دیوے حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ وہ باغ ہی واپس کر دے اور زیادہ دینے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اس عورت نے اس کو باغ واپس کر دیا اور اس مرد نے اسکو طلاق دیدی اور خلع اسلام میں پہلے یہی واقع ہوا ہے اور خدائے تعالے نے اسکے مقدمہ میں یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اور نہیں حلال ہے واسطے تمہارے اے طلاق دینے والو أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا یہ کہ لو تم اس چیز میں سے کہ دیا ہے تم نے ان عورتوں کو کچھ یعنی مہر جو تم نے عورتوں کو دیا ہے بعوض طلاق دینے کے وہ مہر اُن سے مت لو إِلَّا أَنْ يَخَافَا مگر یہ کہ ڈریں وہ جورو اور خاوند دونوں أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ اس سے کہ نہ قائم کر سکیں وہ حدود خدا کی کو یعنی احکام خدا کے جو جورو اور خاوند کے مقدمہ میں ہیں کہ نیک سلوک اور پیار اور محبت سے آپس میں گزارہ کریں اُسکو ادا نہ کر سکیں بلکہ آپس میں رنج و راحت رہے اور ابو جعفر اور حمزہ نے یخافا کو بضم پڑھا ہے اور بعضوں نے تخافا اور تقیما تا سے پڑھا ہے فَإِنْ خِفْتُمْ پس اگر خوف کرو تم یعنی اگر یہی بات ہے کہ ڈرو تم أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ اس سے کہ نہ قائم رکھ سکیں وہ دونو حدود خدا کی کو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پس نہیں گناہ ہے اوپر ان دونو جورو اور خاوند کے فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ بیچ اس چیز کے کہ بدلا دے وہ عورت ساتھ اُسکے یعنی عورت مہر کو واپس کرے اور مرد اسکو طلاق دیوے تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے ان دونوں پر تِلْكَ یہ احکام جو بیان کیے گئے ہیں حُدُودُ اللَّهِ حدیں خدا کی ہیں جو کہ بندوں کے واسطے مقرر کی ہیں فَلَا تَعْتَدُوهَا پس نہ گزرو تم ان حدوں سے وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ اور جو شخص کہ گذرے حدوں خدا کی سے فَأُولَئِكَ پس یہ لوگ حدوں سے گزرنے والے هُمُ الظَّالِمُونَ وہی ظلم کرنے والے ہیں اپنے نفسوں پر خدا کی حدوں سے باہر ہو کر اور آگے خدائے تعالے تیسری طلاق کا ذکر کرتا ہے جو کہ طلاق بائن ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَإِنْ طَلَّقَهَا پس اگر طلاق دے اس عورت کو بعد ان دو طلاق رجعی کے فَلَا تَحِلُّ لَهُ پس نہیں حلال ہے وہ عورت واسطے اُس مرد طلاق دینے والے کے مِنْ بَعْدُ بعد اس طلاق تیسری کے حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا یہاں تک کہ نکاح کرے وہ عورت تیسری طلاق دی گئی اس شوہر سے کہ وہ غَيْرَهُ غیر اس شوہر پہلے طلاق دینے والے کے ہے اور یہ دوسرا طلاق دیوے مجامعت کر کے اور فَإِنْ طَلَّقَهَا متعلق الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ کے ہے اور کہتے ہیں کہ دختر عبد الرحمان نے تین طلاق اپنے شوہر سے لے کر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور بعد اس کے چاہا کہ پھر شوہر اول سے صلح کرے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ بدون مجامعت شوہر ثانی کے پہلے شوہر سے پھر نکاح کرے مطابق اس کے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فَإِنْ طَلَّقَهَا پس اگر طلاق دیوے شوہر ثانی اس عورت کو بعد جماع کرنے کے اپنی رغبت سے اور عدۃ اس کا گذر جائے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پس نہیں گناہ ہے اوپر ان دونوں کے یعنی شوہر اول اور اس عورت پر أَنْ يَتَرَاجَعَا یہ کہ رجوع کریں وہ دونو آپس میں بعد طلاق شوہر ثانی کے اور بعد گذرنے عدہ اسکے کے إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ اگر گمان کریں وہ دونو یہ کہ قایم رکھیں گے وہ حدود خدا کو کہ جو حقوق زوجیت کے ہیں اُن کو آپس میں ادا کریں گے اور اُن حقوق میں کسی طرح کا فرق نہ کریں گے وَتِلْكَ اور یہ احکام جو گذرے ہیں حُدُودُ اللَّهِ حدیں خدا کی ہیں يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ بیان کرتا ہے خدا ان حدوں کو واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں وہ کہ یہ احکام خدا کے ہیں اور فرمایا

ہے خدا کہ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ اور جس وقت کہ طلاق دو تم عورتوں کو اور وہ عدہ میں بیٹھیں فَبَلَغْنَ پس پہنچیں وہ عورتیں طلاق
دی گئی أَجَلَهُنَّ مدت اپنی کو یعنی قریب گذرے عدۃ کے وہ پہنچیں تو فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ پس تھام رکھو تم اُن کو ساتھ نیکی کے
کہ ارادہ اِس تھام رکھنے سے اور رجوع کرنے سے ضرر پہنچانے کا نہووے أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ یا چھوڑ دو تم ان عورتوں کو ساتھ
نیکی کے کہ اپنے عدہ سے باہر ہو کر اپنے نفسوں کے مختار ہو جائیں جس سے چاہیں نکاح اپنا کریں وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا اور نہ تھام رکھو
تم ان عورتوں کو اور نہ روکو تم ان کو واسطے ضرر پہنچانے کے لِتَعْتَدُوا تاکہ ظلم کرو تم اپنی عدہ کو ان کے دراز کر کے کہ جب عدہ گذرنے کو ہووے
تو ان کو رجوع کر لو اور پھر طلاق دو ان کو ضرر پہنچانے کو کہ وہ ہمیشہ عدہ میں پڑی رہیں اور اسی طرح تم ان کو تنگ رکھو اور ضرارًا مفعول لہٗ
ہے یا حال ہے تمسکو کی ضمیر سے اسم فاعل کی معنی میں اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ اور جو شخص کہ کرے ایسا کہ عورتوں کو ضرر
پہنچانے کو یہ امر کرے تو فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ پس تحقیق ظلم کیا اس نے جان اپنی کو کہ اپنے اس فعل ناشائستہ سے خدا کو غضب میں لایا
وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا اور نہ پکڑو تم آیات خدا کو ٹھٹھا کہ اس کے احکام سے روگردانی کرو اور جو اُس نے فرمایا ہے اس
کے برخلاف کرو اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے لعنت کی ہے اس شخص کہ جو کوئی کسی مسلمان کو آزار پہنچائے اور دغا یہ کہ
اُس سے مکر کرے وَاذْكُرُوا اور یاد کرو تم اے مومنین نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ نعمت خدا کو کہ اوپر تمہارے ہے کہ مباح کی اس
نے تمکو چار عورتیں کہ اپنی زوجیت میں چار عورتوں کو جمع کر سکتے ہو اور بعد طلاق کے پھر عورت سے رجوع کر سکتے ہو اور پہلی امتوں کو یہ
نعمت حاصل نہ تھی وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ اور یاد کرو تم اس چیز کو کہ نازل کی ہے اوپر تمہارے اپنے فضل اور احسان سے مِنَ
الْكِتَابِ کتاب سے کہ وہ قرآن ہے وَالْحِكْمَةِ اور حکمت سے کہ وہ احکام شرع کے ہیں حلال اور حرام کہ يَعِظُكُمْ بِهِ
نصیحت کرتا ہے وہ تمکو ساتھ اُس کے وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم خدا سے اُس کے احکام کی مخالفت کرنے میں وَاعْلَمُوا اور جانو تم
کہ أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ تحقیق خدا ساتھ ہر چیز کے عَلِيمٌ عالم ہے کہ ہر چیز کو جانتا ہے اور تمہارے اقوال اور افعال اور ظاہر اور باطن
سب کو جانتا ہے اور کہتے ہیں کہ جمیلہ بنت یسار کو اُس کے شوہر ابو دحداح نے طلاق دی اور وہ عورت جس وقت عدہ سے باہر ہوئی تو
ابو دحداح نے پھر اس عورت کو پیغام نکاح دیا اس عورت کا بھائی معقل بن یسار غصہ ہوا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ ہم اس سے نکاح نہ کریں
گے کہ اُس نے بے قصور طلاق دی تھی اُس کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ اور جس وقت طلاق
دو تم عورتوں کو فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ پس پہنچیں وہ مدت اپنی کو کہ عدہ اُن کا گذر جائے تو فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ پس منع کرو تم ان عورتوں
کو أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ اس سے کہ نکاح کریں وہ شوہروں اپنے پہلوں سے یعنی اگر عورتیں اپنے عدہ سے باہر نکلکر اپنے پہلے شوہروں
سے نکاح کرنا چاہیں تو تم ان کو منع مت کرو إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ جس وقت راضی ہوں وہ دونوں آپس میں بِالْمَعْرُوفِ ساتھ
نیکی کے کہ تابع احکام خدا کے ہوں اور آپس میں سلوک سے رہیں ذَٰلِكَ یہ امور جو کہ مذکور ہوئے ہیں وہ ہیں کہ يُوعَظُ بِهِ نصیحت کیا
جاتا ہے ساتھ اس کے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وہ شخص کہ ہے تم میں سے کہ ایمان لاتا ہے وہ ساتھ
خدا کے روز آخرت کے کہ اس روز کے ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ اس روز اعمال کی جزا ملے گی ذَٰلِكُمْ یہ نصیحت دینا تمکو
أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ پاکیزہ تر ہے واسطے تمہارے اور بہت پاک ہے زندگی تمہاری کے واسطے اور بہت مناسب اور مفید ہے تمہارے
لئے وَاللَّهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے صلاح مردوں کی وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اور تم نہیں جانتے ہو اور کہتے ہیں کہ معقل بن یسار مرد
نیک اور خدا پرست تھا جس وقت رسول خدا صلعم نے اس کے روبرو یہ آیت پڑھی تو رو دیا اور کہا کہ یا رسول خدا صلعم میں نے اس امر سے توبہ کی
اور کفارہ سوگند کا دیا اور اپنی بہن کا نکاح ابو دحداح سے کر دیا اور اب خدائے تعالیٰ دودھ پلانے اطفال کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ اور مائیں دودھ پلائیں اولاد اپنی کو اگرچہ اُن کے شوہروں نے طلاق دی ہو حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ دو برس کامل تک اور یہ حکم لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ واسطے اس شخص کے ہے کہ تمام کرے وہ دودھ پلانیکو
اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدت حمل کی چھ مہینے بھی ہیں اس واسطے کہ دوسری آیت میں خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ حمل سے دودھ چھڑانے تک تیس
مہینے ہیں اور اس آیت میں فرماتا ہے کہ مدت دودھ پلانے کی دو سال ہیں اور تیس مہینے میں سے چوبیس مہینے دو برس کے گئے تو چھ مہینے
باقی رہے وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ اور اوپر اس شخص کے کہ پیدا کیا گیا ہے واسطے اس کے بچہ یعنی اُس لڑکے کے باپ پر رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
رزق ان دودھ پلانے والیوں کا ہے اور لباس ان کا یعنی کھانا اور کپڑا دودھ پلانے والیوں کا دودھ دینے والوں کے باپوں پر ہے
بِالْمَعْرُوْفِ ساتھ نیکی کے کہ موافق عرف اور رواج کے ہو لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ نہیں تکلیف دیا جاتا ہے کوئی نفس اِلَّا وُسْعَهَا
مگر گنجائش اور طاقت اپنے کو یعنی باپ شیر خوار بچہ کا دودھ پلانے کے عوض میں موافق اپنی قدرت کے دیوے نہ زیادہ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ
نہ ضرر پہنچاوے والدہ بچے کی بِوَلَدِهَا ساتھ فرزند اپنے کے جو کہ دودھ پیتا ہے کہ اسے سے جدا کر کے اس کے باپ کو دے دے
ایسا نہ کرے وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ اور نہ وہ شخص کہ پیدا کیا گیا ہے واسطے اس کے فرزند ساتھ فرزند اپنے کے یعنی اور
نہ باپ اپنے فرزند کو ضرر پہنچاوے کہ دودھ پینے کے زمانہ میں اس کو اس کی ماں سے چھوڑا لیوے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ بچہ شیر خوار کے واسطے برکت والا سوائے شیر مادر کے کوئی شیر دوسرا نہیں ہوتا اور فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ
ذٰلِكَ اور اوپر وارث کے مثل اسکے ہے یعنی اگر باپ بچہ شیر خوار کا مر جاوے تو اُسکا جو کوئی وارث ہو اس پر کھانا اور کپڑا دودھ پلانے والی کا
اور نہ ضرر پہنچانا بچہ کا ہے اور اب ایک حکم بچہ دودھ پینے والے کے مقدمہ میں بیان کرتا ہے کہ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا پس اگر ارادہ کریں
وہ دونوں باپ اور ماں جدا کرنے بچہ کے دو سال سے پہلے عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ رضامندی اپنی اور مشورہ سے تو فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پس نہیں گناہ ہے اوپر ان دونوں کے کہ اپنے بچہ کی مصلحت کو وہ خوب جانتے ہیں وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اور اگر ارادہ کرو
تم اے دودھ پلانے والو اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ یہ کہ دودھ پلوایا چاہو تم اولاد اپنی کو کسی دایہ سے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
پس نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے دایہ سے دودھ پلوانے میں اِذَا سَلَّمْتُمْ جس وقت سپرد کرو تم ان دودھ پلانے والیوں کو مَّآ اٰتَيْتُمْ
بِالْمَعْرُوْفِ جو کچھ دینا کہا ہے تم نے ساتھ نیکی کے یعنی جو کچھ تمنے دودھ پلانے کے عوض میں دایہ کو دینا کہا ہے وہ اچھی طرح بدون
کم کرنے کے اسکو دیدو لیکن دایہ سے دودھ پلانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اسکے حکم کے خلاف کرنے میں
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ اور جانو تم کہ تحقیق خدا بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم بینا اور دیکھنے والا ہے اور اب
خدائے تعالےٰ وفات کے عدہ کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے
وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا اور چھوڑیں وہ بیبیوں کو تو يَّتَرَبَّصْنَ چاہیے کہ انتظار کریں وہ بیبیاں جو کہ ہو گئی ہیں بِاَنْفُسِهِنَّ
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ساتھ نفسوں اپنے کے چار مہینے اور دس روز یعنی چار مہینے اور دس روز عدہ میں رہیں اور اس مدت میں
سنگار نہ کریں اور اس عرصہ میں کسی سے نکاح نہ کریں فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ پس جس وقت پہنچیں وہ عورتیں مدت اپنی کو کہ چار مہینے اور
دس دن گذر جاویں تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ پس نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے اے والیو عورتوں کے فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ
بیچ اس چیز کے کہ قصد کیا ہے ان عورتوں نے بیچ نفسوں اپنے کے کہ ارادہ نکاح کا رکھتی ہیں بِالْمَعْرُوْفِ ساتھ نیکی کے کہ موافق شرع
کے ہو یعنی بعد گزرنے عدہ وفات کے کہ وہ چار مہینے اور دس روز ہیں اگر عورتیں کسی سے نکاح کرنا چاہیں تو منع مت کرو اسمیں کچھ تمکو
گناہ نہیں ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے اور موافق اعمال کے تمکو جزا دے گا او

اب خدائے تعالیٰ آسان کرتا ہے کہ اگر عورتوں سے عدہ میں نہ کیا نہ پیغام نسبت کا کرو تو مضائقہ نہیں ہے لیکن کھول کر اور واضح کر کے نہ کہو تم
چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ بیچ اس چیز کے کہ کنایہ خبر دی ہے تم نے
ساتھ اس کے مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ منگنی عورتوں کی سے یعنی عورتوں کو عدہ میں کنایہ کہو اس طرح سے کہ تو کیا خوب صورت ہے اور یا
یہ کہ تو بہت نیک بخت ہے اور یا یہ کہ مجھ سے بہت آدمی رغبت رکھتے ہیں تا کہ عورت کو معلوم رہے کہ میرا خواستگار ہے اور صریح اس عورت سے
نہ کہے اس طرح سے کہ میں تجھ سے نکاح کروں گا اس واسطے کہ عدہ میں جیسے کہ نکاح کرنا درست نہیں ہے ایسے ہی صراحتاً کہنا بھی درست
نہیں ہے اور تعریض کلام سرسری کو کہتے ہیں مخالف تصریح کے یعنی نہیں گناہ ہے مگر اس میں کہ کلام سرسری اور کنایہ سے کہا ہے تم نے
أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ یا پوشیدہ رکھا ہے بیچ نفسوں اپنے کے اس کا زبان سے کچھ ذکر نہ کرو نہ کنایۃً نہ صراحتاً عَلِمَ
اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ جانتا ہے خدا کہ تحقیق تم قریب ہے کہ یاد کرو گے ان عورتوں کو اور ذکر ان کا کرو گے اور صبر تم سے نہ
ہو سکے گا اس جہت سے کہ ایسا ہو کہ کوئی دوسرا خواستگاری کرنے لگے وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا اور لیکن نہ وعدہ کرو تم ان عورتوں
سے پوشیدہ پہلے گزرنے عدے کے اس طرح سے کہ وعدہ گاہ میرے اور تیرے فلانے کا گھر ہے إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا
مگر یہ کہ کہو تم کہنا نیک کہ کنایہ سے کہو اور واضح کر کے نہ کہو وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ اور نہ ارادہ کرو تم عقد نکاح کا حَتَّىٰ
يَبْلُغَ الْكِتَابُ یہاں تک کہ پہنچے کتاب یعنی عدہ کہ لکھا ہوا اور فرض ہے وہ بیچ أَجَلَهُ مدت اپنی کو کہ وہ تمام ہو جائے اور عدہ کے درمیان
نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر عمداً کسی عورت عدہ میں بیٹھی ہوئی سے نکاح کرے عدہ کے گزرنے سے پہلے تو وہ عورت
ہمیشہ کو اس پر حرام ہو جائے گی اور پھر اس سے نکاح کرنا درست نہیں ہوگا وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ اور
جانو تم یہ کہ تحقیق خدا جانتا ہے جو کچھ کہ بیچ نفسوں تمہارے کے ہے یعنی ارادہ اس چیز کا کہ جائز نہیں ہے اور وہ تمہارے دلوں میں ہے
اس کو خوب جانتا ہے فَاحْذَرُوهُ پس ڈرو تم اس سے یعنی اس کے عذاب سے ڈرو تم وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ اور جانو تم
کہ تحقیق خدا بخشنے والا ہے اس شخص کو کہ جو اس کے خوف سے ارادہ حرام کا نہ کرے حَلِيمٌ بردبار ہے کہ جلدی عذاب نہیں کرتا ہے اور
اب خدا تعالیٰ مہر مقرر کرنے سے پہلے اور مجامعت کرنے سے پہلے طلاق دینے کا حکم کرتا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اور عرب کا دستور تھا کہ
طلاق بہت دیتے تھے اور عدہ میں پھر رجوع کرتے تھے رسول خدا صلعم کو یہ امر ناپسند معلوم ہوا اور فرمایا کہ کیا ہوا ہے تم کو کہ بے قصور اس
قدر طلاق دیتے ہو اگر کوئی بدگمانی ہو تو مضائقہ نہیں ہے اصحاب کو یہ بات سن کر گمان ہوا کہ ہر طلاق دینے میں گناہ ہوگا اس واسطے
انھوں نے طلاق دینی بالکل موقوف کی یہ آیت ان کے وہم کے دور کرنے کے واسطے نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ لَّا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے اے مومنین اگر طلاق دو تم عورتوں کو مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ جب تک کہ نہیں چھوا
ہے تم نے ان کو یعنی جب تک کہ نہیں جماع کیا ہے تم نے ان عورتوں سے أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً اور نہیں مقرر کیا ہے تم نے واسطے
ان کے فریضہ کو یعنی مہر کو اور تفرضوا میں بعضے تو کہتے ہیں أو بمعنی إلّا اور بعضے کہتے ہیں بمعنی حتیٰ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ واو جمع کے معنی
میں ہے اور ظاہر میں یہ سب سے بہتر معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ نفی دونوں جملوں کی ہوئی ہے تمسوا کی بھی اور تفرضوا کی بھی تاکہ متعہ دینے کا حکم
ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ أو اپنے معنی میں ہے اور تفرضوا کا عطف تمسوا پر ہے اور تقدیر کلام کی یہ ہے ما لم تمسوهن من قبل فرضكم لهن
او لم تفرضوا لهن فريضة اور فریضہ مفعول بہ ہے تفرضوا کا اور فریضہ بمعنی مفروض ہے اور تا اس میں واسطے نقل ہونے وصف کے ہے طرف
اسمیت کے اور حاصل یہ ہے کہ اگر مہر مقرر کرنے اور مجامعت کرنے سے پہلے تم عورتوں کو طلاق دو تو کوئی گناہ تم پر نہیں ہے اگر چاہو
ان کو طلاق دو وَمَتِّعُوهُنَّ اور فائدہ دو تم ان کو یعنی جن عورتوں کا مہر مقرر نہیں ہوا ہے اور بدوں ذکر مہر کے ان سے نکاح کیا ہے

اور مجامعت سے پہلے ان کو طلاق دو تو ان عورتوں کو کچھ دو کہ ان کو فائدہ ہو اور اس صورت میں عطف تفرضوا کا تمسوا پر ہے اور اَو واو جمع
کے معنی میں ہے اور باعتبار عطف کے لم تفرضوا پر بھی داخل ہوگی اور یا معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں گناہ نہیں ہے اور تمہارے اگر طلاق دو تم عورتوں کو
کہ نہیں مجامعت کی ہے تم نے اُسے کہ تم کو کچھ دینا نہیں آتا مگر یہ کہ مقرر کرو تم مہر کو کہ اس صورت میں نصف مہر دینا ہوگا بعد طلاق کے
اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا ہے تو مہر نہ دو مگر کچھ فائدہ دو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ نہیں گناہ ہے اور تمہارے
اگر طلاق دو تم عورتوں کو جب تک کہ نہیں مجامعت کی ہے تم نے ان سے اور مقرر کیا ہے تم نے ان کے مہر کو یا نہیں مقرر کیا تم نے مہر کو اگر
مقرر کیا ہے تو نصف مہر دو اور اگر مقرر نہیں کیا ہے تو کچھ مہر نہ دو اور فائدہ دو اور یہ دونوں معنی آخر کے قریب قریب ہیں اور منقول ہے کہ
ایک مرد انصاری نے بدون ذکر مہر کے نکاح کیا اور نزدیکی کرنے سے پہلے اس کو طلاق دی یہ آیت نازل ہوئی اور رسول خدا صلعم نے اس
سے فرمایا کہ اس عورت کو کچھ دے اگرچہ تیری ٹوپی ہو غرض یہ ہے کہ کچھ دینا واجب ہے اور وہ موافق حال طلاق دینے والے کے ہے چنانچہ
فرماتا ہے خدا کہ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ اور گنجائش والے اور تونگر کے مقدار تونگری اسکی کے ہے کہ وہ موافق اس کے مقدور کے
ہے جیسے کہ کوئی گھوڑا یا خادم وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ اور اوپر مفلس کی مقدار مفلسی اس کی کے ہے جیسے کہ انگشتری یا ایک درہم اور
مانند ایک جوڑا اور ساگ کا دلوے مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ فائدہ دینا ساتھ نیکی کے کہ شرع میں وہ نیک ہو حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ثابت
اور واجب ہے اوپر نیکی کرنے والوں کے کہ عورت کو طلاق کی عوض میں کچھ دیویں اور متاعا مفعول مطلق ہے متعوا کا اور حقا مفعول مطلق ہے حق
محذوف کا وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ اور اگر طلاق دو تم اُن عورتوں کو مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ پہلے اس سے کہ چھوا ہے تم نے
ان کو یعنی پہلے اس سے کہ مجامعت کی ہے تم نے اُسے وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً اور حال یہ ہے کہ تحقیق مقرر کیا ہے تم نے واسطے
اُن کے فریضہ کو یعنی مہر کو تو فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ پس آدھا اس مہر کا ہے کہ مقرر کیا ہے تم نے إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ مگر یہ کہ
معاف کریں وہ عورتیں مہر کو تو کچھ دینا نہیں ہوتا أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي یا بخشے وہ شخص کہ بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ بیچ ہاتھ اس
کے عقد نکاح کا ہے یعنی ولی عورت کا اگر عورت نابالغہ یا غافلہ ہووے وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ اور معاف کرنا تمہارا اے
والیان عورت نزدیک تر ہے واسطے پرہیزگاری کے اس واسطے کہ جب اپنا حق کی طلب نہ کرے گا تو غیر کا حق کاہے کو لیا چاہیگا اور
أَنْ تَعْفُوا تاویل مصدر مبتدا ہے اور اقرب خبر اس کی ہے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اور مت بھولو تم فضل اور احسان کو درمیان
اپنے یعنی آپس میں کہ جو تم میں سے ایک شخص دوسرے شخص پر احسان کرتا ہے کہ جو لوے یا اتفاق سے کوئی خاطر کسی سے ملوے تو اسکو بھولنا
نہیں چاہیے إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ تحقیق کہ خدا ساتھ اس چیز کے ہے کہ کرتے ہو تم کہ کسی پر احسان کرتے ہو دیکھنے والا ہے کہ تمہارا
فضل و احسان ضائع نہ کرے گا اور اب خدا تعالے ذکر نماز کا کرتا ہے کہ جو سب عبادتوں سے افضل ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ کہ
حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ محافظت کرو تم اوپر نمازوں کے کہ ہمیشہ ان کو پڑھتے رہو ان کے وقتوں میں مع آداب و شرائط کے وَالصَّلَاةِ
الْوُسْطَىٰ اور محافظت کرو تم خصوصًا اوپر نماز درمیان والی کے کہ وہ نماز ظہر ہے اور اول جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہی
نماز پڑھی ہے اور وہ دن کے بیچ میں ہے اور دن کی دو نمازوں کے درمیان میں ہے درمیان نماز عصر کے اور نماز صبح کے اور گرم وقت میں
ہوتی ہے جس وقت آفتاب سر پر ہوتا ہے اور اس وقت سب چیزیں خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور اسکو جلدی کرکے سر سے اٹھا چاہتے بھاری معلوم
ہوتا ہے اور اکثر روایات اہل بیت علیہم السلام سے یہی نماز معلوم ہوتی ہے کہ نماز وسطی سے مراد نماز ظہر ہے اور بروز جمعہ نماز جمعہ سے
مراد ہے اگر نماز جمعہ واجب ہووے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد صلوٰۃ وسطی سے نماز عصر ہے کہ یہ دن کی دو نمازوں کے اور رات کی دو نمازوں
کے درمیان ہے اور بعضی روایتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد صلوٰۃ وسطی سے نماز صبح ہے کہ یہ سیاہی سفید اور

روشنی اور دن کے درمیان ہے وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ اور کھڑے ہو تم واسطے خدا کے قنوت پڑھتے ہوئے اور قانتین حال
واقع ہوا ہے اور مراد قنوت سے یہاں پڑھنا دعائے قنوت کا ہے ہاتھوں کو اٹھا کر نماز کے درمیان چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام
سے روایت ہے اور یہی مذہب ہے اہل بیت علیہم السلام کا جن کی پیروی شیعہ کرتے ہیں اور اہل سنت کی کتب احادیث میں بھی روایت ہے کہ
رسول خدا صلعم دعائے قنوت نماز میں پڑھتے تھے اور اب خدائے تعالیٰ نماز خوف کی کیفیت کو بیان کرتا ہے کہ فَإِنْ خِفْتُمْ پس اگر خوف
کرو تم چور سے یا درندہ سے یا دشمن سے اور نماز کو اطمینان سے نہ پڑھ سکو تو فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا پس پیادے اور سوار ہو کر اور رجال
جمع رجل کی ہے اور حال واقع ہوا ہے اور رکبانا کا اس پر عطف ہے اور تقدیر اس کی فصلوا رجالا او رکبانا یعنی پس پڑھو تم جس حالت میں
کہ پیادہ چلتے ہو تم یا سوار ہو کر چلتے ہو تم اسی حالت میں نماز کو چلتے ہوئے پڑھو اشارے سے جس طرح کہ ممکن ہو فَإِذَا أَمِنْتُمْ پس
جس وقت کہ امن میں ہو تم اور بے خوف ہو جاؤ تم تو فَاذْكُرُوا اللَّهَ پس ذکر کرو تم خدا کا یعنی نماز پڑھو تم آداب و شرائط سے كَمَا عَلَّمَكُمْ
مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ جیسے کہ تعلیم کیا ہے تم کو خدا نے اسکو کہ نہیں جانتے تھے تم کہ نماز کے آداب و شرائط اور ارکان و احکام سے ناواقف
تھے اور کہتے ہیں کہ پہلے عرب میں یہ دستور تھا کہ جس عورت کا شوہر مر جاتا تھا وہ ایک سال عدہ میں رہتی تھی اور زینت اور آرائش
اپنی موقوف کر کے لباس کہنہ پہنتی تھی اور مکان علیحدہ میں رہتی تھی اور اپنے خرچ سردری کے واسطے شوہر کے وارثوں سے لیتی تھی
ایک شخص حکیم بن حارث فوت ہوا اور اس نے زوجہ اور ماں اور باپ اور بیٹیاں بعد اپنے چھوڑے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ترکہ تو اس کا اس کے بیٹے کو دیا اور باپ اور ماں اور زوجہ کے واسطے ایک حصہ مقرر کر دیا لیکن حکم یا کہ ترکہ میں سے ایک سال اس کی زوجہ کو دو بس
تب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا اور چھوڑ جائیں
وہ شوہر لوگ بعد اپنے تو وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا وصیت کیا چاہئے واسطے منکوحوں اپنی کے فائدہ دینے کو خرچ
کریں کھانے اور لباس اور مسکن دینے کی إِلَى الْحَوْلِ ایک سال تک غَيْرَ إِخْرَاجٍ بے نکال دینا اس کا مسکن سے فَإِنْ خَرَجْنَ
پس اگر نکل جاویں وہ بعد ایک سال کے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ پس نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے بیچ
اس امر کے کہ کیا ہے ان عورتوں نے بیچ نفسوں اپنے کے کہ زینت کی ہے یا طالب شوہر کی ہوئی ہیں مِنْ مَعْرُوفٍ نیکی سے کہ جو شرع
کے کرتی ہیں وہ اور یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور جس وقت نازل ہوئی یہ آیت یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا تو یہ حکم منسوخ
ہو گیا وَاللَّهُ عَزِيزٌ اور خدا غالب ہے کہ سزا دے حکم کے برخلاف کرنے والے کو حَكِيمٌ حکمت والا ہے کہ موافق مصلحت کے کرتا ہے
اور اہل مدینہ اور کسائی اور ابن کثیر نے وصیت کو مرفوع پڑھا ہے اور باقیوں نے منصوب پڑھا ہے یعنی اوصوا محذوف کا مفعول
مطلق مقرر کر کے اور متاعا مفعول مطلق متعوا کا ہے یا مفعول بہ لیوصوا مضمر کا ہے اور غیر اخراج صفت متاعا کی ہے اور روایت
ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے متعہ دینے کی آیت نازل کی تو بعضے آدمی یہ گمان کرتے تھے کہ متعہ کا دینا مستحب ہے اور واجب نہیں ہے
اس لئے متعہ کا دینا ترک کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ اور
واسطے طلاق دی گئی عورتوں کے متعہ دینا ساتھ نیکی کے یعنی واجب ہے کہ کچھ ان کو دینا چاہئے اگر ان کو طلاق دی ہے پہلے مقرر
کرنے مہر کے اور پہلے جماع کرنے سے حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ کہ واجب اور ثابت کیا گیا ہے ثابت کرنا اوپر پرہیزگاروں کے کہ جو شرک
سے پرہیز کرتے ہیں یعنی سب مسلمانوں پر متعہ دینا واجب ہے اور حقا مفعول مطلق چاہئے فعل محذوف کا ہے اور کہتے ہیں کہ جس عورت سے
مجامعت کی ہے اسکو متعہ دینا بعد انقضائے عدہ کے سنت ہے كَذَٰلِكَ ایسے ہے یعنی جیسے کہ احکام طلاق کے بیان کئے ہیں ایسے ہی
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ بیان کرتا ہے خدا واسطے تمہارے دلیلیں روشن اپنی اور احکام اپنے لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تا کہ تم سمجھو اور

اِنہی عقلوں کو کام فرماؤ اور احکامِ خدا کو قبول کرو اور اب خدائے تعالیٰ ایک قصہ بیان کرتا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ یہ لوگ کہ جن کا قصہ خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے یہ قصہ ایک شہر کے رہنے والوں کا ہے کہ شہر شام کے شہروں میں سے
تھا اور ستر ہزار اس میں گھر تھے اور طاعون یعنی وبا اکثر اس شہر کے لوگوں میں آتی تھی اور جس وقت وبا کی آمد ہوتی تھی تو تونگر آدمی اپنی قوت کے
سبب سے شہر کو چھوڑ کر باہر نکل جاتے تھے اور فقرا وہاں باقی رہتے تھے اپنے ضعف تنگدستی کے سبب سے اور جو آدمی کہ اُس شہر میں
رہتے تھے ان میں موت اکثر آتی تھی کہتے تھے کہ اگر ہم اس شہر کے باہر نکل جاتے تو ہم میں موت کم ہوتی بعد اس کے سب کی رائے نے اس امر پہ
اتفاق کیا کہ اگر بعد اس کے طاعون آئے تو سب آدمی اس شہر کے باہر نکل چلو پس جس وقت انھوں نے طاعون کو آتے دیکھا تو شہر کو چھوڑ
کر سب نکل گئے اور موت کے ڈر سے طاعون سے ایک طرف ہو گئے اور دوسرے شہروں کی طرف انھوں نے سفر کیا یہاں تک کہ ایک
شہر ویران میں پہنچے کہ آدمی وہاں کے جلاوطن ہو گئے تھے اور طاعون سے مر گئے تھے اس شہر میں جا کر اترے اور اپنے اسباب کھولے
جب مطمئن ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ سب مر جاؤ تم اسی وقت سب مر گئے اور استخوان ان کے بوسیدہ ہو گئے اور وہ شہر جس میں
کہ وہ مرے تھے رستہ کے نزدیک تھا راہ گیروں نے اُن کی ہڈیوں کو جمع کر کے ایک طرف کو ڈال دیا تھا حضرت حزقیل پیغمبر کا وہاں
گذر ہوا جس وقت انھوں نے اُن ہڈیوں کو دیکھا تو وہ بہت روئے اور گریہ کر کے کہا کہ خداوندا اگر تو چاہے تو اسی وقت سب کو زندہ
کر دے جیسے کہ تو نے اُن کو مار ڈالا ہے اگر تو ان کو زندہ کرے گا تو یہ تیرے شہروں کو آباد کریں گے اور تیرے بندے ان سے پیدا
ہوں گے اور تیری عبادت میں مشغول ہوں گے خدائے تعالیٰ نے وحی کی کہ کیا تو ان کے زندہ ہونے کو چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہے عرض
کی حزقیل نے کہ ہاں میں چاہتا ہوں کہ یہ زندہ ہو جائیں خدائے تعالیٰ نے اسم اعظم حضرت حزقیل کو تعلیم کیا اور فرمایا کہ ان کلموں کو پڑھ تو جب
انھوں نے وہ کلمے کہے تو دیکھا کہ بعضی ہڈی بعضی ہڈی کی طرف دوڑی اور ایک دفعہ ہی وہ سب زندہ ہو گئے اور وقت اُٹھنے کے
سبحان اللہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کہتے تھے اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ مدت دراز تک وہ آدمی زندہ رہے اور انھوں نے نکاح کیا
اور اولاد ان سے پیدا ہوئی اور ان آدمیوں میں سے اثر مُردوں کا ان کے چہروں پر تھا اور جو کپڑا کہ پہنتے تھے کفن ہو جاتا تھا اور
ابن عباس سے روایت ہے کہ ان کی اولاد جو پیدا ہوئی ان میں یہ اثر موجود ہے اور ایک پہاڑ میں وہ رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ لوگ
واسط کے رہنے والے تھے اُن کے قصہ کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ کیا دیکھا تو نے اے دیکھنے والے یا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف ان لوگوں کے کہ نکلے وہ گھروں اپنے سے
وَهُمْ اُلُوْفٌ اور وہ لوگ ہزاروں تھے پس نکلے وہ اپنے گھروں سے حَذَرَ الْمَوْتِ واسطے ڈر مرنے کے اور حذر الموت مفعول لہ خرجوا
کا ہے یعنی موت کے خوف سے اپنے شہر کے باہر نکل کر دوسرے شہر میں جاتے تھے اس امید پر کہ ہم یہاں پر زندہ رہیں گے اور اپنے شہر
میں طاعون کے آنے سے مر جاتے ہیں پس جس وقت وہ دوسرے شہر میں پہنچے فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا پس کہا واسطے ان کے خدا نے
کہ مر جاؤ تم پس سب آدمی اسی وقت مر گئے ثُمَّ اَحْيَاهُمْ پھر زندہ کیا ان کو خدا نے اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ تحقیق خدا البتہ صاحب فضل
اور رحمت کا ہے کہ احسان کرتا ہے عَلَى النَّاسِ اوپر سب آدمیوں کے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ اور لیکن اکثر آدمی نہیں
شکر کرتے ہیں اس کی نعمتوں کا جیسے کہ اس کا شکر کرنا چاہیئے اور یہ آیت دلیل ہے رجعت کے ہونے پر جیسے کہ خدائے تعالیٰ نے ان
لوگوں کو زندہ کیا ہے ایسے ہی امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں زندہ ہوں گے جو کہ بہت پاک ہیں اور جو کہ بہت بد ہیں اور خدائے تعالیٰ
نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اُٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج کو اور پہلے اس سے خدائے تعالیٰ نے واسطے رغبت دلانے جہاد کے
ان لوگوں کا قصہ بیان کیا اس واسطے کہ بھاگنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے کہ موت سے نجات ہرگز نہیں ہوتی پس راہ خدا میں جہاد کر لو۔

اور موت سے خوف مت کرو کہ موت تو اگر آنے والی ہے تو جہاں ہو گے وہاں آ پہنچے گی تم دل کھول کر راہ خدا میں جہاد کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ
وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور لڑو تم بیچ راہ خدا کے تاکہ درجات عالیات کو پہنچو وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ اور جانو تم کہ تحقیق خدا
سننے والا ہے ان لوگوں کے عذر کو کہ جو جہاد میں جانے کو بیجا عذر کرتے ہیں اور جہاد نہیں کرتے عَلِيمٌ جاننے والا ہے نیت کو ان لوگوں
کی کہ جو خالص نیت سے ارادہ جہاد کر رکھتے ہیں اور اب خدا تعالیٰ رغبت دلاتا ہے طرف اعمال مالی کے بعد اعمال بدنی کے چنانچہ فرماتا ہے کہ
مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ کون ہے وہ شخص کہ قرض دیوے خدا کو ساتھ خالص نیت کے قَرْضًا حَسَنًا قرض نیک یعنی اُس کے سزاوار
درماندہ کو دیوے بقصد ثواب کہ جس کو دیتا ہے راہِ خدا میں اور احسان نہ رکھے اور دینے میں عار نہ کرے فَيُضَاعِفَهُ لَهُ پس دوچند
کرے اسکو واسطے اُس کے خدا اور زیادہ کرے أَضْعَافًا كَثِيرَةً زیادتی بسیار اور اضعافاً حال واقع ہوا ہے اور کثیرۃً اس
صفت ہے وَاللَّهُ يَقْبِضُ اور خدا تنگ کرتا ہے روزی کو وَيَبْسُطُ اور کشادہ کرتا ہے وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
اور طرف اُسی کے رجوع کئے جاؤ گے تم واسطے جزائے اعمال کے اور جو کوئی راہ خدا میں دے گا وہ اُس کا ضائع نہ جائے گا اور منقول
ہے بعد نازل ہونے اس آیت کے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ روز قیامت بعضے بندوں کو کہے گا کہ اے بندۂ
مومن تجھ سے میں نے کھانا مانگا تو نے مجھ کو کھانا نہ دیا اور میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھ کو پانی نہ دیا اور میں نے تجھ سے لباس
طلب کیا تو نے مجھ کو لباس نہ دیا بندہ کہے گا کہ خداوندا یہ کہاں تھا خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ فلانا بندہ میرا بھوکا تھا اور اُس نے تجھ سے کھانا
طلب کیا تو نے اسکو نہ دیا اور فلانا بندہ میرا پیاسا تھا اور پانی اُس نے طلب کیا تو نے پانی اُس کو نہ دیا اور فلانا بندہ میرا برہنہ تھا اس نے
لباس تجھ سے طلب کیا تو نے لباس اس کو نہ دیا قسم ہے اپنے جلال کی کہ آج میں اپنا فضل و کرم تجھ سے باز رکھوں گا جیسا کہ تو نے اپنا کرم دنیا
میں باز رکھا تھا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بندۂ مومن کو دینا خدائے تعالیٰ کو دینا ہے اور منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل
ہوئی تو ابو دحداح نے عرض کی کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر قربان میرے ماں باپ ہم پر فدا ہوں خدا تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے
اور وہ غنی ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہاں تاکہ اُس کے سبب سے تم کو بہشت میں داخل کرے ابو دحداح نے عرض کی کہ اگر
میں خدا کو قرض دوں تو آپ ضامن ہوتے ہیں بہشت میں میرے داخل ہونے کے فرمایا کہ ہاں پھر عرض کی ابو دحداح نے کہ میری زوجہ
اور دختر بھی میرے ہمراہ ہوگی فرمایا کہ ہاں پھر ابو دحداح نے کہا کہ یا رسول خدا اپنا ہاتھ دو حضرت نے اپنا ہاتھ دیا اور ضامن ہوئے اور بعد اسکے
ابو دحداح نے عرض کی کہ یا رسول خدا میرے دو باغ ہیں ایک زیر شہر اور دوسرا بالائے شہر اور سوائے اسکے میرے پاس کوئی ملک نہیں
ہے میں نے وہ دونوں باغ اپنے خدا کو قرض دئے حضرت نے فرمایا کہ ایک باغ دے اور دوسرا باغ اپنی معاش کے واسطے رکھ ابو دحداح
نے عرض کی کہ گواہ کرتا ہوں میں تمکو یا رسول خدا کہ میں نے ان دونوں باغوں میں سے جو کہ بہتر تھا وہ راہ خدا میں دیا اور اس باغ میں چھ سو
درخت خرما کے تھے حضرت نے فرمایا کہ خدا تجھ کو عوض میں اس کے بہشت دیوے اور اب خدا تعالیٰ ایک قصہ بیان کرتا ہے طالوت
اور جالوت کا اور ان کی کیفیت میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
گناہ کرنے اختیار کئے اور دین خدا کو بدل دیا اور متغیر کر دیا اور ایک پیغمبر اُن میں تھا کہ نام اُس کا ارمیا تھا اور دوسری روایت میں
ہے کہ نام اُس کا اشموئیل تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ یوشع تھا اور مشہور یہ ہے کہ نام اس کا اشموئیل تھا وہ پیغمبر بد فعلوں سے
اُن کو منع کرتا تھا اور وہ لوگ کہنا اس کا نہ مانتے تھے خدائے تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اس جرم کے عوض میں جالوت کو غالب کیا اور
جالوت قوم قبطیوں یا عمالقہ میں سے تھا اُس نے بنی اسرائیل کو بہت آزار دیئے اور مردوں کو اُن کے قتل کیا اور شہر سے اُن کو باہر نکال دیا
اور مال اُن کے لوٹ لئے اور عورتوں کو ان کی لونڈیاں بنا لیا تب بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر اشموئیل کے پاس آ کر گڑگڑا کے کہ

خدائے تعالیٰ سے سوال کر کہ ایک بادشاہ یعنی ایک خلیفہ مقرر کرکے ہمارے واسطے بھیجے کہ اس کے ہمراہ ہو کر راہ خدا میں ہم جالوت سے
لڑیں اور بنی اسرائیل میں نبوت تو ایک گھر میں تھی اور سلطنت دوسرے کے گھر میں اور خدا نے یہاں نبوت اور سلطنت کو ایک گھر میں جمع کیا
تھا اس واسطے ان لوگوں نے شمعون سے کہا تھا کہ ایک بادشاہ کو مقرر کریں تب اُن شمعون نے فرمایا کہ اگر تم پر لڑنا فرض کیا جائے گا تو تم لڑو گے نہیں
ان لوگوں نے کہا کہ ہم کیوں نہ لڑیں گے راہ خدا میں اور حال یہ ہے کہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں اُن کے ظلم سے اس قصہ کو خدائے تعالیٰ
بیان کرتا ہے کہ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ کیا نہ دیکھا تو نے اے دیکھنے والے یا اے محمد طرف
جماعت اشراف کے بنی اسرائیل میں سے بعد موسیٰ کے إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا جس وقت کہا انہوں نے واسطے
پیغمبر اپنے کے کہ جو واسطے اُن کے تھا کہ مقرر کر تو واسطے ہمارے بادشاہ کو یعنی خلیفہ کو کہ نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لڑیں ہم بیچ راہ
خدا کے اس جالوت سے خلیفہ کے ہمراہ ہو کر قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ کہا اس پیغمبر نے کہ کیا نزدیک ہو تم کہ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ
اگر لکھا جائے یعنی اگر فرض کیا جائے اوپر تمہارے لڑنا أَلَّا تُقَاتِلُوا یہ کہ نہ لڑو گے تم یعنی جیسا کہ تم ابھی زبان سے کہتے ہو کہ ہم لڑیں گے ایسا نہ
کرو گے بلکہ لڑنے سے پرہیز کرو گے اور نافع نے عسیتم کو سین کے کسرے سے پڑھا ہے قَالُوا کہا ان لوگوں نے بنی اسرائیل کے اُس پیغمبر
کے جواب میں کہ وَمَا لَنَا اور کیا ہے واسطے ہمارے اور کیا عرض ہے ہم کو کہ أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ یہ کہ نہ لڑیں ہم
بیچ راہ خدا کے ان ظالموں سے وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا اور حال یہ ہے کہ تحقیق نکالے گئے ہیں ہم گھروں
اپنے سے اور اولادوں اپنی سے ان ظالموں کے ظلم سے کہتے ہیں کہ جالوت نے چار سو چالیس آدمی فرزندان ملوک اور رؤسا بنی اسرائیل
کے قید کئے تھے اس واسطے بنی اسرائیل نے لڑائی کرنے میں زیادہ مبالغہ کرتے تھے لیکن پھر بھی وہ جالوت کے مقابلہ میں ثابت قدم
نہ رہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ پس جس وقت لکھا گیا یعنی جس وقت فرض کیا گیا اوپر اُن بنی
اسرائیل کے لڑنا دشمنوں سے تَوَلَّوْا پھر گئے وہ اور ان کے مقابلہ میں جم کر کھڑے ہوئے بلکہ جالوت کے لشکر کی کثرت کے خوف سے
پیچھے رہ گئے اور آگے کو قدم نہ بڑھا سکے إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ مگر تھوڑے سے اُن میں سے کہ وہ ثابت قدم رہے اور وہ تین سو اور
تیرہ آدمی تھے وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ اور خدائے تعالیٰ جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ ظالموں کے کہ جو جہاد سے
پھر گئے کہتے ہیں کہ جس وقت اس پیغمبر نے اُن پر حجت پکڑ لی تو خدائے تعالیٰ سے دعا کی کہ ایک بادشاہ کو اُن پر مقرر کرے خدائے تعالیٰ نے
ایک برتن پُر کیا ہوا روغن سے اور ایک عصا اس پیغمبر کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ جو کوئی تیرے پاس آئے اور اُس وقت یہ روغن جوش
میں آئے اور یہ عصا اس کے قدم کے برابر ہو تو وہ بادشاہ ہے اور اسکو بھی خلیفہ مقرر کیا جب اس پیغمبر نے یہ بات بنی اسرائیل کے روبرو بیان
کی تو ہر ایک شخص بنی اسرائیل کے بزرگ آدمیوں میں سے پیغمبر کے پاس آتا تھا لیکن کسی کے آنے سے وہ روغن جوش میں نہ آیا اور
نہ وہ عصا کسی کے قد کے برابر ہوا یہاں تک کہ ایک سقا یا طباخ یا دباغ کہ نام اس کا طالوت تھا وہ پیغمبر کے گھر میں آیا اور
اسی وقت وہ روغن بھی جوش میں آیا اور وہ عصا اس کے قد کے برابر ہوا اس کو حضرت اشمویل پیغمبر نے بادشاہ کیا اور بنی اسرائیل
کو خبر کی چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اور کہا واسطے ان کے پیغمبر ان کے نے إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ
یہ کہ تحقیق خدا نے تحقیق کہ بھیجا ہے لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا واسطے تمہارے طالوت کو بادشاہ اور وہ بن یامین بن یعقوب کی
اولاد میں سے تھا اور انبیاء لاوی بن یعقوب کی اولاد میں سے ہوتے تھے اور بادشاہ یوسف بن یعقوب کی اولاد میں سے یا یہودا
کی اولاد میں سے ہوتے تھے اور یہ ان دونوں کی اولاد میں سے نہ تھا بلکہ بن یامین کی اولاد میں سے تھا جو کہ یوسف کا حقیقی بھائی
تھا کہ وہ اور یوسف ایک ماں سے پیدا ہوئے تھے اور یہ طالوت بڑا قوی اور شجاع عالم تھا لیکن مفلس تھا اس واسطے بنی اسرائیل

اس کو عیب لگاتے تھے اور پسند نہیں کرتے تھے اور اہل سنت کے علما کہتے ہیں کہ یہ شخص خلیفہ اس پیغمبر کا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسکو مقرر کیا تھا
یہاں سے معلوم ہوا کہ خلیفہ پیغمبر کا وہ ہوتا ہے کہ جس کو خدا مقرر کرے اور اگر خلیفہ کرنا امت کی رائے پر ہوتا تو بنی اسرائیل خود کسی کو خلیفہ مقرر کر لیتے
اور پیغمبر سے کیوں درخواست کرتے کہ تو کسی کو خلیفہ مقرر کر دے بلکہ پیغمبر بھی خود کسی کو مقرر نہ کر سکا اُسنے بھی خدائے تعالیٰ سے درخواست کی
کہ کسی کو مقرر کر دے اور خدا کے مقرر کئے ہوئے کو لوگ مکروہ جانتے تھے چنانچہ کہ اس کا آتا ہے ایسے ہی خدا کے مقرر کئے ہوئے علی ابن ابیطالب
کو لوگوں نے مکروہ جانا اور ابوبکر کو اپنی رائے سے خلیفہ کیا اور جمیع انبیا کی سنت کو کہ ان کے خلفا ر کے مقرر کئے ہوئے تھے ترک کیا اور جس وقت
انہوں نے بنی اسرائیل کو خبر کی کہ خدائے تعالیٰ نے طالوت کو خلیفہ کیا ہے تو وہ طالوت کا نام سنکر غصہ ہوئے اور اسکو ناپسند کیا اور کہا کہ وہ
کیونکر بادشاہ ہمارا ہو سکتا ہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَالُوْٓا کہا ان بنی اسرائیل نے پیغمبر کے جواب میں کہ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ
الْمُلْكُ کہاں ہووے واسطے اس طالوت کے بادشاہی عَلَيْنَا اوپر ہمارے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارا بادشاہ ہو وَنَحْنُ
اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ اور ہم حقدار ہیں بادشاہی کے اس سے کہ ہم سبط نبوت اور سبط ملک سے ہیں اور طالوت سبط بن یامین
سے ہے اور باوجود اسکے وہ سقا یا طحان یا دباغ ہے وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ اور نہیں دیا گیا ہے وہ فراخی مال سے تاکہ
لشکر کو تیار کر کے تسخیر ملک کی کرے جس وقت ان پیغمبر نے بنی اسرائیل سے طالوت کی بادشاہی کا انکار سنا تو قَالَ کہا اُس پیغمبر نے کہ اِنَّ
اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ تحقیق خدا نے برگزیدہ کیا ہے اس طالوت کو اوپر تمہارے وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ
اور زیادہ دی ہے اُسکو خدا نے کشادگی بیچ علم اور جسم کے یعنی بیچ علم اور شجاعت کے اور یہ اس واسطے فرماتا ہے کہ تدبیر مملکت اور حفظ عدالت
سلطنت علم سے تعلق رکھتی ہے اور تسخیر مملکت اور ملک گیری شجاعت سے علاقہ رکھتی ہے پس خدا تعالیٰ نے علم اور شجاعت کی جہت سے طالوت کو واسطے
خلافت کے پسند کیا اور ایسے ہی علم علی ابن ابیطالب کو علم اور شجاعت کی جہت سے واسطے خلافت کے پسند کیا تھا کہ رسول خدا صلعم کے اصحاب میں سے
نہ کوئی مثل علی کے عالم تھا اور نہ کوئی شجاع تھا اور یہ امر ایسا ہے اسکا انکار کوئی نہیں کر سکتا اور آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ امام اور خلیفہ
اپنے عہد کے لوگوں سے افضل ہو اور خلافت کے واسطے علم اور شجاعت چاہئے نہ وہ لوگ کہ جو علم میں محتاج دوسرے کے ہوں کہ جس وقت کسی
مسئلہ میں دشواری ہو تو دوسرے کی طرف رجوع کریں اور شجاعت میں یہ حال ہو کہ ہمیشہ جہادوں سے بھاگتے رہیں اور جب ریاست حاصل ہو تو خود
جہادوں میں نہ جاویں خوف اعدا سے اور تابعین کو واسطے لڑنے کے واسطے روانہ کریں وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ اور خدا دیتا ہے
ملک اپنا جسکو چاہتا ہے اور جس کو جانتا ہے کہ یہ صلاحیت ملک اپنی رکھتا ہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ اور خدا افضل وسیع والا ہے عَلِيْمٌ جاننے
والا استحقاق سبھی کا اور بنی اسرائیل نے جب یہ کلام سنا کہ خدا نے طالوت کو خلافت کے لائق کہا ہے تو جیسا کہ طریقہ انکا تھا تھوڑی عاجزی سے
دوسری بار اپنے پیغمبر سے کہا کہ طالوت میں کوئی علامت چاہئے کہ دل ہمارے اسکی طرف رغبت کریں اس پیغمبر نے یہ سنکر خدا سے درخواست کی خدا نے
اس کی علامت سے خبر دی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اور کہا واسطے ان کے پیغمبر ان کے نے کہ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖ تحقیق
علامت بادشاہی ان طالوت کی اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ یہ ہے کہ آویگا تمہارے پاس تابوت کہ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ بیچ
اسکے تسکین ہے پروردگار تمہارے کیطرف سے وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ اور بقیہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑا تھا اسکو اولاد موسیٰ
اور اولاد ہارون نے تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اٹھاتے ہیں اسکو فرشتے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ تحقیق کہ بیچ اسکے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم باور کرنے والے اور تابوت صندوق کو کہتے ہیں اور سکینہ مصدر ہے کہ واقع ہوا ہے موقع اسم کے اور یا ماخوذ
ہے سکون سے اور آل موسیٰ اور آل ہارون سے مراد موسیٰ اور ہارون ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تابوت ایک صندوق تھا چوب شمشاد کا اور طلا سے وہ مزین اور
آراستہ ہو رہا تھا اور طول میں تین گز کا تھا اور عرض میں دو گز کا اور تمام انبیا کی صورتیں اسمیں نقش تھیں آدم سے خاتم تک اور بعضے کہتے ہیں کہ سکینہ ایک

ع ۳۲ ۱۶

جالوت تھا لمبی کے برابر اور دو انگشت بوس اسکی تھیں کہ کسی کو طاقت اسکے دیکھنے کی تھی اور جناب امیر سے روایت ہے کہ سینہ اسکا سات آدمی کے سینہ کے برابر تھا اور وہ
دو بار زرہ رکھتا تھا اور لڑائی کے وقت وہ تابوت سے باہر نکلتا تھا اور باعث ہوا شکست کے وہ دشمنوں پر شکست کرتا تھا اور ان کو متفرق کر دیتا تھا
اور بنی اسرائیل ہمیشہ اس تابوت کو لشکر کے آگے رکھتے تھے اور اس سے ان کو تسکین ہوتی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آدم کو ایک صندوق بھیجا
تھا اس میں سب پیغمبروں کی صورتیں منقش تھیں اور گھر انکے منقش تھے اور آخر میں ایک گھر یاقوت کا تھا کہ اس میں ہمارے پیغمبر کی تصویر بھی نماز پڑھتے
ہوئے اور گرد اس صورت کے اہلبیت اور صحابہ کی صورتیں تھیں اور بقیہ آل موسیٰ اور آل ہارون کا تھا یعنی عصا موسیٰ کا اور ٹکڑے اس تختی کے جو
کہ موسیٰ نے غصہ ہو کر پھینک دی تھی اور وہ ٹوٹ گئی تھی اور دو تختیاں توریت کی اور تھوڑی سی ترنجبین جو آسمان سے اتری تھی اور نعلین اور عمامہ ہارون
کا تھا اور بنی اسرائیل اسکو سردار کے آگے رکھتے تھے خدا تعالیٰ اسکی برکت سے فتح دیتا تھا جب بنی اسرائیل نے فساد اور بت پرستی شروع کی تو خدا تعالیٰ
نے ایک قوم کو بھیجا اور جس کے پاس یہ تابوت تھا نام اسکا عیلی تھا اسکے بیٹے گمراہ ہو گئے تھے انہوں نے اسکو مار کر تابوت ان سے چھین لیا اور
بتخانہ میں لیجا کر اسکو رکھ دیا ان لوگوں میں درد گردہ کی بیماری شروع ہوئی اور بہت آدمی اس بیماری سے مر گئے پھر اس تابوت کو جنگل میں لیجا کر
دفن کیا جو کوئی وہاں طہارت کو جاتا اسکے بواسیر اور درد قولنج پیدا ہوتا تھا ناچار ہو کر اور دو بیلوں پر اسکو لاد کر بیلوں کو ہانک دیا پھر فرشتے ہانکتے ہوئے
ان بیلوں کو طالوت کے لشکر میں لائے جب تابوت آیا تو بنی اسرائیل خاطر جمع ہوئے اور دلوں میں ان کے تسکین پیدا ہوئی اور جانا کہ طالوت کو خدا نے
بادشاہ کیا ہے اور حضرت صادق سے منقول ہے کہ وہ تابوت وہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی ماں نے موسیٰ کو اس میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا تھا اور بنی اسرائیل
نے اسکو تبرک رکھا تھا اور اسکو بہت گرامی رکھتے تھے جس وقت حضرت موسیٰ کی وفات قریب ہوئی تختیاں توریت کی اور اپنی زرہ اس میں رکھدی تھی اور جو
کچھ انکے پاس آیات نبوت تھیں وہ سب اس میں رکھدی تھیں اور وہ تابوت اپنے وصی یوشع کے سپرد کر دیا تھا اور ہمیشہ وہ تابوت بنی اسرائیل میں تھا
یہاں تک کہ انہوں نے اسکی حقارت اور بے قدری کی اور لڑکے انکے اسکو رستہ میں ڈال کر اس سے کھیلتے تھے اور جب تک وہ تابوت بنی اسرائیل میں رہا تو بنی
اسرائیل عزت اور بزرگی سے رہتے تھے اور جب انہوں نے گناہ کرنے شروع کئے اور تابوت کی بے قدری کی تو خدا نے اس تابوت کو انکے پاس سے اٹھا لیا اور جب انہوں
نے اپنے پیغمبر اشموئیل سے سوال کیا اور خدا نے طالوت کو ان کا بادشاہ کیا کہ اسکے ہمراہ ہو کر لڑے تو خدا تعالیٰ نے پھر اس تابوت کو انکے پاس بھیج دیا
اور حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ سکینہ ایک ہوا اچھی بہشت کی کہ اسکا منہ آدمی کے منہ کی مانند تھا اور جس وقت وہ تابوت مسلمانوں کے اور کفار
کے درمیان رکھا جاتا تھا تو جو کوئی اس تابوت کے آگے بڑھتا تھا الٹا نہیں پھرتا تھا یہاں تک کہ وہ مارا جاتا تھا یا غالب ہوتا تھا اور جو کوئی تابوت سے الٹا پھر
آتا تھا وہ کافر ہو جاتا تھا اور امام اسکو قتل کرتا تھا اور سوائے اسکے اور روایتیں بھی اس میں ہیں اور مختلف ہیں اور آگے خدا تعالیٰ طالوت اور
جالوت کی لڑائی کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ** جس وقت جدا ہوا طالوت ساتھ لشکر کے
یعنی جس وقت جدا ہوا طالوت شہر ایلیا سے اپنے پیغمبر کے حکم سے بنی اسرائیل کا لشکر ہمراہ لیکر عمالقہ کی لڑائی کو تو **قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ** کہا کہ
تحقیق خدا آزمانے والا تمہارا ہے ساتھ ایک نہر کے اے بنی اسرائیل **فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي** پس جو شخص کہ پیویگا اس میں سے پانی سو نہیں ہے وہ مجھ
یعنی میرے گروہ میں سے وہ نہیں ہے **وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ** اور جو کوئی نہ چکھیگا اسکو **فَإِنَّهُ مِنِّي** پس وہ شخص مجھ سے ہے یعنی میری پیروی کرنیوالوں
میں سے ہے **إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً** مگر جو کوئی کہ چلو بھر کر اٹھائے ایک چلو **بِيَدِهِ** ساتھ اپنے ہاتھ کے اور اسکو نوش کرے تو وہ معاف ہے
اور مستثنیٰ ہے من شرب سے اور غرفہ کو اہل مدینہ اور ابو عامر اور ابن کثیر نے بفتح غین پڑھا ہے اور باقیوں نے بضم غین اور وہ مفعول اغتراف کا ہے
اور کہتے ہیں کہ اسوقت بنی اسرائیل نے تابوت کو آتے دیکھا تو انکو یقین ہوا کہ خدا البتہ طالوت کی مدد کریگا اس واسطے سوائے بیمار اور بڈھے کے سب طالوت کے ہمراہ ہولئے
طالوت نے کہا کہ اسقدر بھیڑ کی کچھ ضرورت نہیں ہے جو کوئی جوان اور تندرست ہے وہ میرے ہمراہ چلے چنانچہ اسی ہزار آدمی طالوت کے ہمراہ ہوئے اور وہ موسم
جو گرمی کا تھا اور تشنگی شدت سے سب کو ہو رہی تھی لوگوں نے طالوت سے کہا کہ تو دعا کر کہ خدا تعالیٰ ایک نہر جاری کرے کہ ہم پیاس سے مرتے ہیں طالوت

نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی راہ میں ایک نہر جاری کی جس وقت لشکر بنی اسرائیل کا ہوائے گرم اور تشنگی میں اس نہر پر پہنچا تو
اُن سے صبر ہو سکا اگرچہ اس نہر میں سے پانی پینا اور خود منع کر لینے کے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَشَرِبُوا مِنْهُ پس پیا انہوں نے اس نہر میں سے
إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ مگر تھوڑوں نے ان میں سے کہ وہ تین سو اور تیرہ آدمی تھے انہوں نے نہ پیا بعضوں نے ایک چلو پر کفایت کی اور اُس سے
ہی وہ سیر ہو گئے اور چلوؤں میں سے جو کچھ پانی رہا تھا اس سے اپنی چھاگلیں بھر لیں اور جن لوگوں نے ایک چلو سے زیادہ پیا تھا ان کے ہونٹ
سیاہ ہو گئے اور تشنگی اُن پر غالب ہو گئی ہر چند وہ پانی پیتے تھے لیکن تشنگی انکی نہیں جاتی تھی بلکہ زیادہ ہوتی تھی اور وہ تھک کر کنارے پر رہ
گئے اور نصرت اور فتح سے محروم رہے فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ پس جس وقت گزر گیا نہر سے وہ طالوت اور پار اتر گیا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ
اور وہ لوگ کہ ایمان لائے تھے ہمراہ اس کے اور تصدیق انکی انہوں نے کی تھی جالوت کے لشکر کی کثرت جو انہوں نے دیکھی تو قَالُوا لَا
طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ کہا انہوں نے کہ نہیں طاقت ہے واسطے ہمارے آج کے دن بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ساتھ جالوت کے اور لشکر
اسکے کے کہ ہم مقابلہ اس کا کریں اور بعض کتب میں لکھا ہے کہ چھہتر ہزار آدمی ان میں سے نہر کے پار نہ اُترے تھے اور وہ اسی طرف نہر کے رہ گئے
تھے اور چار ہزار جس وقت نہر کے پار اُترے اور نظر ان کی جالوت کے لشکر پر پڑی تو تین ہزار چھ سو تیاسی آدمی ان میں سے ہراساں اور بددل ہو گئے
اور کہنے لگے کہ ہمکو طاقت جالوت کی لڑائی کی نہیں ہے اور چار ہزار میں سے تین ہزار چھ سو تیاسی آدمی تو ہراساں ہوئے اور تین سو تیرہ آدمی جو
ان میں سے باقی رہے ان کا حال خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ کہا ان لوگوں نے کہ یقین کرتے
تھے اس کا کہ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ تحقیق وہ ملاقات کرنے والے خدا کے ہیں یعنی نیک جزا اپنے اعمال کی پانے والے ہیں ان لوگوں نے کہا کہ
كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ اکثر جماعت تھوڑی مسلمانوں کی غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً غالب ہوتی تھی جماعت بہت بڑی کافروں پر
بِإِذْنِ اللَّهِ ساتھ حکم خدا کے وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ اور خدا ہمراہ صبر کرنے والوں کے ہے وَلَمَّا بَرَزُوا اور جس وقت ظاہر ہوئے ہیں وہ
تین سو تیرہ مومنین با اخلاص اور صف باندھی انہوں نے لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ واسطے جالوت کے اور لشکر اسکے کے تو قَالُوا رَبَّنَا کہا انہوں نے
کہ اے پروردگار ہمارے أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا گرا تو اوپر ہمارے صبر کو کہ ہمارے دلوں میں صبر کو جگہ دے وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا اور ثابت رکھ تو
قدموں ہمارے کو وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ اور نصرت اور فتح دے ہمکو اوپر قوم کافروں کے اور جالوت غیر منصرف ہے واسطے
جالوت جزی میں اسم صحیح آتا ہے اور افراغ کے معنی آب ریختن کے ہیں اور یہاں مطلق ریختن کے معنی میں ہے فَهَزَمُوهُم پس بھگا دیا ان
مومنین نے ان کفار کو بِإِذْنِ اللَّهِ ساتھ حکم خدا کے وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو فلاخن کے پتھر سے
اور وہ پتھر اس کی پیشانی کو توڑ کر اُس کے دماغ میں گھس گیا اور جالوت بڑا قوی اور زبردست آدمی تھا کہتے ہیں کہ تخمیناً اسی من سے وزن
سہ دستان اُسکے بدن پر لوہا ہتھیاروں کا تھا اور قریب تین من کے خود مثل ناز گون سور کے اسکے سر پر رکھا تھا لشکر اسلام نے اسپر
فتح پائی اور تمام کفار مغلوب ہوئے اور طالوت نے اس قدر شجاعت اور دلاوری داؤدؑ کی ملاحظہ کی تو دختر اسکے نکاح میں دی اور
انگشتری بادشاہی کی اسکی انگلی میں پہنائی اور اسکو اپنے تخت پر بٹھایا اور اس نے عدالت ایسی کی کہ تمام رعیت اسکی مطیع اور فرمانبردار ہو گئی
اور اس نے جو دشمن خدا اور دشمن مومنین کو قتل کیا تو خدائے تعالیٰ نے اسکو بادشاہی اور علم شریعت دیا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ
وَالْحِكْمَةَ اور دی اسکو خدا نے بادشاہی اور حکمت کہ مراد اس سے پیغمبری یا کتاب زبور ہے کہ علم اس میں مندرج تھا وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ
اور سکھلایا اس کو جس چیز کہ چاہا ہے جیسے کہ زرہ بنانے کو کہ لوہا اس کے ہاتھ میں بے اعانت آتش مانند موم کے نرم ہو جاتا تھا اور
جاننا حیوانوں کی زبان کا اور سوائے اس کے جو کچھ چاہا وہ سکھلایا وَلَوْلَا اور اگر نہ منظور ہوتا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ دفع کرنا خدا کو آدمیوں
کا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ بعض ان کے کا ساتھ بعض کے یعنی اگر خدا کو بعضے آدمیوں کا بعضے آدمیوں سے دفع کرنا منظور ہوتا کہ سبب جہاد مومنین کے تما

کو دفع کیا ہے تو لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ البتہ تباہ ہو جاتی زمین سب کفر اور ظلم کافروں کے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ
اور لیکن خدا صاحب فضل کا ہے اوپر لوگوں کے یعنی مومنین پر فضل و رحمت کرتا ہے دنیا اور آخرت میں اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے
اور بعضی کتاب میں امام رضا سے روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے پیغمبر پر وحی کی کہ جالوت کو وہ شخص قتل کرے گا جس کے بدن پر زرہ موسیٰ
کے برابر آ جائیگی اور وہ اولاد لاوی بن یعقوب میں سے ہے اور نام اسکا داؤد بن ایشا ہے اور ایشا چرواہا تھا کہ دنبیاں چراتا تھا اور اسکے دس بیٹے
تھے اور سب سے چھوٹا داؤد تھا جس وقت طالوت بادشاہ ہوا اور بنی اسرائیل کو جالوت کی لڑائی کے واسطے جمع کیا تو ایشا کو مع فرزندوں کے طلب کیا
جس وقت حاضر ہوا تو اسکے ایک ایک فرزند کو بلایا اور موسیٰ کی زرہ اسکو پہنائی کسی کے بدن پر تو وہ زرہ دراز ہوئی اور کسی کے بدن پر کوتاہ
اس وقت طالوت نے ایشا سے کہا کہ تو نے کوئی اور اپنا بیٹا بھی پیچھے چھوڑا ہے کہ وہ یہاں نہیں آیا کہا کہ ہاں چھوٹا بیٹا میرا یہاں نہیں
آیا ہے اسکو میں نے دنبوں کی نگہبانی کے واسطے ریوڑ میں چھوڑا ہے کہ وہ ان کو چراتا ہے طالوت نے اسکو بھی بلوایا وہ وہاں سے چلا اور
اس کے ہمراہ ایک فلاخن تھا رستہ میں تین پتھروں نے اس کو آواز دی اور کہا کہ اے داؤد تو ہمکو اٹھالے اُسنے انکو اٹھا کر اپنے توبڑہ میں رکھ لیا اور
داؤد بڑا قوی اور زبردست اور شجاع تھا جس وقت طالوت کے پاس آیا طالوت نے اسکو زرہ موسیٰ کی پہنائی اُس کے بدن پر درست آئی اور
طالوت اپنے لشکر کو لیکر چلا اور بنی اسرائیل سے اُن کے پیغمبر نے کہا کہ اے بنی اسرائیل اس جنگل میں ایک نہر ہے خدا تعالیٰ تمکو اُس نہر سے آزمائیگا
پس جو شخص کہ اس میں سے پانی پیوے گا وہ خدا کے گروہ میں سے نہیں ہے اور جو شخص کہ بالکل نہ پیوے اور یا ایک چلو میں لیکر پیوے وہ خدا کے
گروہ میں سے ہے پس جس وقت کہ سب نہر پر وارد ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک چلو سے زیادہ نہ پیویں سب نے سیر ہو کر پیا مگر تھوڑے سے
آدمیوں نے نہ پیا اور جنھوں نے کہ اُن تھوڑے سے آدمیوں میں سے تو ایک چلو بھر کر پیا اور جن لوگوں نے سیر ہو کر پیا وہ ساٹھ ہزار آدمی تھے اور یہ
ان کا امتحان تھا کہ جس میں وہ ثابت قدم نہ رہے اور حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ وہ قلیل آدمی کہ جنھوں نے پانی نہ پیا تھا وہ تین سو تیرہ آدمی تھے
جس وقت وہ نہر پار اترے اور جالوت کے لشکر کو اُنھوں نے دیکھا تو جن لوگوں نے کہ پانی پیا تھا اُنھوں نے کہا کہ ہمکو آج طاقت نہیں
ہے جالوت کے لشکر سے لڑنے کی اور جن لوگوں نے نہیں پیا تھا اُنھوں نے کہا کہ اے پروردگار ہمارے گرا تو ہم پر صبر کو اور ثابت رکھ تو قدم
ہمارے اور نصرت اور فتح دے تو ہمکو قوم کفار پر اور داؤدؑ آگے بڑھا اور جالوت کے مقابلہ میں کھڑا ہوا اس وقت جالوت ہاتھی پر سوار
تھا اور سر پر ایک تاج تھا اور پیشانی پر اس کے ایک یاقوت تھا کہ نور اسکا چمکتا تھا اور روشن ہو رہا تھا اور لشکر اس کا اُس کے آگے کھڑا تھا
داؤد نے ایک پتھر اُن تین پتھروں میں سے لیکر فلاخن میں رکھا اور جالوت کی داہنی جانب اسکو پھینکا وہ پتھر ہوا میں جا کر اُن کے
اوپر گرا وہ سب بھاگ گئے اور دوسرا پتھر بائیں طرف ان کے پھینکا اس طرف والے بھی بھاگ گئے اور تیسرا پتھر جالوت کی طرف پھینکا وہ پتھر اسکی
پیشانی پر جا لگا اور اس یاقوت کو توڑ کر اس کے دماغ میں جا پہنچا اور جالوت اس کے لگتے ہی زمین پر گر پڑا اور یہی مراد قول حق تعالیٰ سے
کہ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ اور کہتے ہیں کہ ایک شیر داؤد کی دنبیوں میں سے ایک دنبی کو اٹھا کر لے گیا تھا داؤد نے شیر
کا کلّہ چیر کر دنبی کو اُس کے منہ سے نکال لیا تھا ایسا قوی تھا وہ اور یہ سب ان کی نبوت سے پہلے کا ذکر ہے اور بعد بیان کرنے اس قصہ
کے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تِلْكَ یہ یعنی ہزاروں آدمیوں کو مار کر دفعتہ پھر دفعتہ زندہ کرنا پیغمبر کی دعا سے اور طالوت کو
کہ ایک ادنیٰ آدمی تھا بادشاہ کرنا اور آنا تابوت سکینہ کا اور نصرت کرنی طالوت کی اور قلیل آدمیوں کو کثیر پر غالب کرنا اور ایک لڑکے
کے ہاتھ سے جالوت جیسے زبردست کو قتل کروانا اٰيٰتُ اللّٰهِ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں کہ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ پڑھتے
ہیں انکو ہم اوپر تیرے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْحَقِّ ساتھ حق کے وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور تحقیق کہ تو البتہ پیغمبروں میں
سے ہے کہ تو ان قصوں کی لوگوں کو خبر دیتا ہے کہ جو تو نے دیکھے نہیں ہیں اور وہ سب مطابق واقع کے ہیں اور اہل تاریخ کو نہیں کسی طرح کا

شک و شبہہ نہیں ہے یہ بڑی دلیل ہے میری نبوت کی تِلْكَ الرُّسُلُ یہ پیغمبر کہ جن کے قصے گذرے ہیں فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
بزرگی دی ہے ہم نے بعض اُن کے کو اوپر بعض کے کہ بعضے پیغمبر بعضے پیغمبروں سے مرتبہ میں زیادہ ہیں مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ بعض ان میں سے
وہ ہے کہ کلام کیا ہے اس نے خدا سے جیسے کہ حضرت موسیٰ کہ کوہ طور پر انہوں نے خدا سے کلام کیا اور محمد صلعم کہ شب معراج انہوں نے خدا
سے کلام کیا وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ اور بلند کیے بعض ان کے درجے جیسے کہ حضرت خاتم المرسلین کہ مخصوص ہیں دعوت عام اور
کثرت معجزات اور فضائل علمیہ وعملیہ کے ساتھ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور دئے ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو معجزے روشن
جیسے کہ شفا دینی مادرزاد اندھوں کو اور زندہ کرنا مردوں کا اور سوائے اس کے وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور مدد دی ہم نے
اسکو ساتھ روح القدس کے یعنی ساتھ جبرئیل کے کہ وہ اسکو روشندان میں سے باہر نکال کر آسمان پر لے گیا جس وقت یہودی اُسکو
سولی دیا چاہتے تھے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر چاہتا خدا بجبر وقہر تو مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ نہ جنگ کرتے وہ لوگ کہ مِنْۢ بَعْدِهِمْ
بعد ان انبیاء کے تھے یعنی جو لوگ کہ بعد موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام کے تھے وہ لوگ اختلاف نہ کرتے مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
الْبَيِّنٰتُ بعد اس کے کہ آئیں اُنکے پاس دلیلیں روشن وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا اور لیکن اختلاف کیا انہوں نے اپنی خواہش نفس بالطمع دنیا
یا حب جاہ یا عناد سے اپنے ارادہ اور اختیار سے فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ پس بعض اُن میں سے وہ شخص ہے کہ ایمان لایا وَمِنْهُمْ مَّنْ
كَفَرَ اور بعض انمیں سے وہ شخص ہے کہ کافر ہو گیا اور یہ مضمون دلیل ہے اس امر پر کہ اس رسولؐ کے بھی بعد اس حضرت کے مختلف
ہوئے بعض تو ان میں سے مومن رہا اور بعض ان میں سے کافر ہو گیا اور منقول ہے کہ بروز جنگ جمل جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی
نے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ قوم بھی تکبیر کہتے ہیں اور ہم بھی تکبیر کہتے ہیں اور یہ بھی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور ہم بھی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور یہ
بھی نماز پڑھتے ہیں اور ہم بھی نماز پڑھتے ہیں پس کیونکر ان سے لڑیں جناب امیر نے جواب میں فرمایا کہ فمنھم من آمن ومنھم من کفر اور فرمایا کہ
ہم وہ لوگ ہیں کہ بعد انبیا کے ہیں اور ہم ایمان پر ثابت ہیں اور ان لوگوں نے کفر کیا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ صحاح میں جو کہ بہت معتبر
کتاب اہل سنت کی ہے اس میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے طلحہ اور زبیر کے حق میں کہ جو سرگروہ جمل والوں کے تھے دعائے بد کی اور فرمایا کہ خداوندا ان دو
اشخاص سے مواخذہ کر مسلمانوں کے قتل کروانے میں کہ یہ میری بیعت کو توڑ کر یہاں آئے ہیں اور بعد اس کے اسی کتاب میں لکھا ہے کہ علیؑ نے
طلحہ پر لعنت کی اور علیؑ سے بہت بعید ہے کہ مومن کے حق میں بد دعا کرے یا اس پر لعنت کرے اور اسواسطے تاکید کے خدا تعالیٰ مکرر فرماتا ہے وَلَوْ
شَآءَ اللّٰهُ اور اگر چاہتا خدا بجبر تو مَا اقْتَتَلُوْا نہ جنگ کرتے وہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اور لیکن خدا کرتا ہے جو کچھ
چاہتا ہے موافق مصلحت اور حکمت کے کہ وہ اختیار دینا بندوں کا ہے افعال میں اور یہ مضطر اور مجبور کرنا ایمان لانے میں اسواسطے کہ یہ برخلاف
حکمت کے ہے اور فعل حق تعالیٰ کا محض حکمت ہے اور عین مصلحت ہے اور اب خدا تعالیٰ تاکید کرتا ہے امر خیر میں صرف کرنیکے واسطے مرنے سے پہلے
کہ جب روز واپسیں آئے گا اور بندہ افسوس کرے گا کہ میں نے کیوں نہ خرچ کیا راہ خدا میں تو اس روز کا افسوس کرنا کچھ فائدہ نہ بخشے گا چنانچہ فرمایا
ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ خرچ کرو تم اس چیز میں سے کہ روزی دی ہے
ہم نے تمکو یعنی مستحقوں کو زکوٰۃ اور خمس دو اور اپنے عیال کو کھانا اور لباس دو اور قرضخواہوں کو ان کا قرض دو اور اگر زیادہ مقدور رکھتے
ہو تو اپنے رشتہ داروں اور محتاجوں کو راہ خدا میں دو مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ پہلے اس سے کہ آئے وہ دن کہ اسکی حالت یہ ہے لَّا بَيْعٌ فِيْهِ
نہ خرید نہ فروخت ہے بیچ اس دن کے کہ کوئی اپنے تئیں عذاب سے خرید کر لیوے اور اپنی جانکو بچا سکے وَلَا خُلَّةٌ اور نہ دوستی ہے کہ کوئی
دوست رحم کرے وَّلَا شَفَاعَةٌ اور نہ سفارش ہے کہ کوئی کسی کو سفارش کرکے بچائے اور بیع اور خلّہ اور شفاعت کو ابن کثیر اور ابو عمرو اور
یعقوب نے مفتوح پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور کفر کرنے والے وہی ظالم ہیں کہ خدا کے حق کو منع کرتے ہیں اور

مستحقوں کو نہیں دیتے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں کہ اس سبب سے عذاب دوزخ کو اختیار کرتے ہیں اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ مراد اُس روز سے مرنے کا روز ہے کہ کوئی سفارش کرکے موت سے نہیں بچا سکتا اور نہ کسی کی دوستی کام آتی ہے کہ کوئی دوست کو مرنے نہ دیوے اور مراد اُس سے قیامت کا روز نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ شفاعت قیامت کے روز مومنین کے واسطے حق ہے اور ثابت ہے اور اب خدائے تعالیٰ اپنی وحدانیت کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خدائے پاک سزاوار پرستش کے ہے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے کہ مستحق عبادت کا ہو اَلْحَيُّ زندہ ہے ہمیشہ کہ حیوٰۃ ابدی اُسی کے واسطے ہے اَلْقَيُّوْمُ قائم ہے کہ ہمیشہ کو باقی ہے حفاظت کرنے والا مخلوقات کا اور اللہ مبتدا ہے اور لا الٰہ الا ہو خبر اسکی اور ہو اسم مبتدا ہے اور بدل بھی ہو سکتا ہے اور قیوم کی اصل قیووم ہے اور صرفی کا قاعدہ جاری کرکے اس کو قیوم بنایا ہے لَا تَاْخُذُهٗ نہیں پکڑتی ہے اسکو یعنی نہیں لاحق ہوتی ہے اسکو سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اونگھ اور نہ نیند اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے کہا کہ ہمارا خدا سوتا ہے موسیٰ نے سنکر کہا کہ خدا وند تو جانتا ہی کہ ان لوگوں نے کیا کہا ہے خطاب آیا کہ اے موسیٰ میں تجھ کو اسرار آگاہ کرتا ہوں کہ تو ایک رات اور ایک دن خواب مت کر اور بندہ حضرت موسیٰ موافق حکم کے ایک رات اور ایک دن نہ سوئے بعد اس کے خدائے تعالیٰ نے ایک فرشتے کے ہاتھ دو شیشے بھیجے اس فرشتے نے موسیٰ سے کہا کہ خدائے تعالیٰ تجھکو حکم کرتا ہے کہ ان دو شیشوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں رکھ اور ان کی محافظت کر اور آج تک کو خواب کر حضرت موسیٰ نے ان دونوں شیشوں کو دونوں ہاتھوں میں رکھا اور اپنے تئیں ہر چند ضبط کیا کہ خواب نہ آئے لیکن خواب نے ان پر غلبہ کیا اور نیند میں دونوں ہاتھ مل کر دونوں شیشے ٹوٹ گئے اسی وقت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو خواب میں دو شیشوں کو محفوظ نہ رکھ سکا اور اگر میں سو جاؤں تو زمین اور آسمان کو کون نگاہ رکھے اور فرماتا ہے خدا کہ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ واسطے اسی کے ہے جو کچھ کہ درمیان آسمانوں کے ہے اور اسکی مخلوق اور بندے اسکے ہیں وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے کہ سب کو اسی نے پیدا کیا ہے اور سب اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ سب کی تدبیر اور حفاظت کرتا ہے کہ دوسرا اس میں کوئی شریک اس کا نہیں ہے اور مشرکین کہتے تھے کہ بت ہماری سفارش کریں گے اور یہودی کہتے تھے کہ ہمارے باپ اور دادا پیغمبر تھے وہ ہمکو بچا لیں گے خدائے تعالیٰ ان کے رد میں فرماتا ہے کہ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ کون ایسا ہے کہ سفارش کرے نزدیک اس کے فرشتہ یا پیغمبر یا مومن اور بتوں کا تو کیا ذکر ہے کہ وہ لکڑی اور پتھر ہیں پس کوئی سفارش نہیں کر سکتا ہے اس کے خوف سے اِلَّا بِاِذْنِهٖ مگر ساتھ حکم اس خدا کے کہ جس کو اجازت دیوے یعنی کوئی اسکی برابر اور کوئی اس کا مصاحب اور کوئی اسکا ہمسر نہیں ہے کہ جس چیز کا ارادہ کرے اسکو وہ شفاعت کرکے دفع کروا دے اور جو لوگ شفیع ہیں وہ تو اسرور اس کے خوف سے خود کانپتے ہوں گے مگر جس کو کہ وہ اجازت دیوے وہ البتہ شفیع ہوگا اور اور دوسرے عباد اس کے ارادہ کا دفع کرنا بے مرضی اسکے کسی کی سفارش کرنا تو کس کا مقدور ہے يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ جانتا ہے خدا جو کچھ کہ آگے اُن کے ہے اس جہان میں وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو کچھ کہ پیچھے ان کے اس جہان میں یعنی جو کچھ کہ اہل آسمان اور اہل زمین کے روبرو اور اُس جہان کے ہونے والے ہیں اور یا یہ کہ جو کچھ کہ ہو لیا ہے اور جو کچھ کہ آگے ہونے والا ہے سب کو خدا جانتا ہے وَلَا يُحِيْطُوْنَ اور نہیں گھیر سکتا ہے وہ عالم کے لوگ اور نہیں احاطہ کر سکتے ہیں بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ ساتھ کسی چیز کے علم اس کے سے یعنی اس کے ادنیٰ معلومات کو بھی کوئی نہیں جان سکتا ہے اِلَّا بِمَا شَآءَ مگر ساتھ اس چیز کے کہ چاہے وہ خدا یعنی مگر جو کچھ کہ چاہے خدا کہ وحی بھیجکر کسی کو تعلیم کرے کہ وہ بھی جانے لگے جس قدر کہ اسکو بتلاتا ہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سما لیا ہے کرسی اسکی نے آسمانوں کو اور زمین کو کہ سب کو گھیرے ہوئے ہے اور بیچ میں اسے لئے ہوئے ہے اور ایک جسم ہے وسیع اور کلاں اور عرش کے نیچے ہے اور حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سات آسمان اور سات زمین کرسی کے درمیان

کرسی کے درمیان ایسے ہیں کہ جیسے کوئی حلقہ جنگل میں پڑا ہوا اور کرسی عرش کے مقابلہ میں ایسی ہے کہ جیسے حلقہ مقابلہ میں کرسی کے ہے اور کہتے
ہیں کہ مراد کرسی سے علم ہے یعنی سمایا ہے علم اس کے نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو علم پہنچا ہوا ہے اور حدیث
میں آیا ہے کہ عرش تو وہ علم ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اُسکی اطلاع انبیا کو دی ہے اور آئمہ معصومین کو اور کرسی وہ علم ہے کہ اس کی اطلاع
کسی کو نہیں ہے اور سوائے خدا کے اسکو کوئی نہیں جانتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا اور نہیں تھکاتی ہے اُس
خدا کو نگہبانی ان دونوں آسمان اور زمین کی یعنی وہ ان کی نگہبانی سے تھکتا نہیں ہے جیسے کہ آدمی کسی چیز کی نگہبانی سے تھک جاتا ہے وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ اور وہ خدا اللہ ہے بزرگی اور عظمت والا یعنی بلند ہے شریکوں سے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور بزرگ ہے ایسا کہ مثل اُس
کے کوئی بزرگ نہیں ہے اور جو کوئی سوائے اس کے دنیا میں بزرگ ہے اسکو اسی نے بزرگی دی ہے کہ سب اُس کے محتاج ہیں اور جناب رسولخدا صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن میں آیۃ الکرسی کی برابر کوئی آیت نہیں ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے
سُنا ہے جناب رسولخدا صلعم سے ایک روز منبر پر فرماتے تھے کہ جو کوئی آیۃ الکرسی کو بعد نماز فریضہ کے پڑھے اسکو بہشت میں داخل ہونے سے کوئی
چیز منع نہیں کرتی ہے مگر موت اور ہمیشہ اس کو نہیں پڑھتا ہے مگر صدیق یا عابد اور جو کوئی پڑھے اسکو سونے سے پہلے تو امن دے اُسکو
خدا اور اس کے ہمسایہ کو اور اُسکے ہمسایہ کے ہمسایہ کو اور جس قدر گھر کہ اس کے گھر کے گرد ہیں اور جابر نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا
صلعم نے کہ جو کوئی آیۃ الکرسی کو پڑھے بعد نماز فریضہ کے تو آسمان پھٹ جائیں اور آپس میں ملیں نہیں یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اُس کے
پڑھنے والے پر نظر لطف اور رحمت فرمائے اور گناہ کو اسکے بخشدے اور جو مومن کہ آیۃ الکرسی کو پڑھے اور ثواب اس کا مومنین کے قبرستان کو
بخشدے تو خدائے تعالیٰ چالیس شمع نور کی قبر میں داخل کرے اور ان کی قبروں کو کشادہ اور پرنور کرے اور اُس کے پڑھنے والے کو
ثواب ساٹھ پیغمبروں کا عنایت فرمائے اور بشمار ہر حرف اُس کے کے ایک فرشتہ کو پیدا کرے کہ وہ قیامت تک اُسکے واسطے تسبیح خدائے
تعالیٰ کی کرے اور جناب امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک بار آیۃ الکرسی کو پڑھے تو خدائے تعالیٰ ایک ہزار مکروہات
دنیا اور آخرت اُس سے دفع کرے کہ کمتر ہیں مکروہات دنیا درویشی اور محتاجی ہے اور کمتر ہیں مکروہات آخرت عذاب قبر ہے اور
منقول ہے کہ جو کوئی ہمیشہ آیۃ الکرسی کو ہر نماز فریضہ کے پڑھے فقر اور درویشی سے امان میں رہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور کرم
سے مال کثیر اسکو عطا کرے اور روزی اسکی فراخ کرے اور جو کوئی صبح اور شام اسکو پڑھے چور اور زہر کے شر سے محفوظ رہے اور آگ
سے محفوظ رہے اور اسباب اُس کا جلنے نہ پائے اور آفت سے سانپ اور بچھو کے امن میں رہے اور جن و انس اسکو ضرر نہ پہنچا سکیں اور اگر آیۃ الکرسی
کو لکھ کر کھیت میں دفن کریں تو وہ کھیت دزدی اور نقصان کی آفت سے محفوظ رہے اور برکت عظیم اس میں ظاہر ہو اور اگر آستانہ دوکان
میں اُس کو رکھیں تو بہت فائدہ حاصل ہو اور اگر گھر کے آستانہ میں رکھیں تو چور اُس گھر میں نہ جائے اور اگر مرنے سے پہلے پڑھیں تو جگہ اپنی
بہشت میں دیکھیں اور کہتے ہیں کہ ابو الحصین انصاری کے دو بیٹے تھے ایک جماعت نے تاجروں کی کہ شام سے مدینہ میں آئی تھی اُن کو
دین نصاریٰ کی رغبت دلا کر نصرانی کر لیا اور وہ ہمراہ ان کے شام کو چلے گئے ابو الحصین نے جناب رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ یا رسولخدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کوئی آدمی بھیجکر ان کو رستہ میں سے بلوا لو اور تنبیہ فرماؤ کہ وہ پھر اسلام کی طرف رجوع کریں حقتعالیٰ نے یہ آیت
نازل کی اور فرمایا کہ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ نہیں جبر اور زبردستی بیچ دین کے یعنی جبر کر کے یہودی اور نصرانی اور مجوسی کو مسلمان نہ کیا چاہئے
کہ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ تحقیق ظاہر اور جدا ہو گئی ہے رہنمائی اور راہ سیدھی گمراہی سے یعنی اگر آدمی تامل اور فکر کرے
اور عقل کو کام فرمائے تو حق اور باطل میں فرق کر سکتا ہے اور اسکو بخوبی معلوم ہو جائے کہ طریق نجات کا کون سا ہے بعض کہتے ہیں کہ
یہ آیت منسوخ ہے آیۃ جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم سے اور دوسری روایت اسکی شان نزول میں یہ ہے کہ جس وقت بنی النضیر

کے واسطے حکم ہوا کہ تم سب اس قلعہ کو چھوڑ کر چلے جاؤ اور انصار نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے قرابتی اس میں ہیں خدا نے یہ آیت نازل کی
اور فرمایا کہ دین میں جبر نہیں ہے اگر مسلمان ہوئیں تو نہ جائیں قلعہ کو چھوڑ کر اور دوسری روایت یہ ہے کہ خدا نے فقط مشرکین کے قتل کا حکم دیا اور
اہل کتاب کو جزیہ کا اور فرمایا کہ جو کوئی جزیہ دے اس پر جبر نہ کرو اور اب خدا تعالیٰ توحید کو تعلیم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَمَن
يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ پس جو کوئی کفر کرے ساتھ طاغوت کے یعنی ساتھ شیطان اور بتوں کے اس چیز کے کہ سوائے خدا کے لوگوں نے اسکو
معبود ٹھہرایا ہے وَيُؤْمِن بِاللَّهِ اور ایمان لائے ساتھ خدا کے کہ اسکو واحد اور بے شریک جانے تو اس شخص نے فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ اس شخص نے مضبوط پکڑا اور چنگل مارا ساتھ دستاویز محکم کے کہ لَا انفِصَامَ لَهَا نہیں شکستگی ہے
واسطے اس کے یعنی اگر بطور صحیح کر کے ایمان کو اختیار کرے تو اسکو کسی طرح کی لغزش نہیں ہے اور وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور عروہ ڈول کی لکڑی
کو کہتے ہیں کہ جس میں ڈول کی رسی باندھتے ہیں اور یہاں مراد دستاویز سے ہے اور انفصام بمعنی انقطاع ہے وَاللَّهُ سَمِيعٌ اور خدا سننے
والا ہے قول اس شخص کا کہ جس نے ایمان کی دستاویز کو مضبوط پکڑا عَلِيمٌ جاننے والا ہے جو کچھ بیچ میں ہے بندوں کے اور فرماتا ہے خدا کہ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ
خدا دوست اور یار ہے ان لوگوں کا کہ آمَنُوا ایمان لائے وہ خدا کی ہدایت پر اور جمیع احکام پر يُخْرِجُهُم نکالتا ہی انکو دوست یعنی کے مِّنَ الظُّلُمَاتِ اندھیروں کفر
کی إِلَى النُّورِ طرف روشنی ایمان اور معرفت کے وَالَّذِينَ كَفَرُوا وہ لوگ کہ کفر کیا انہوں نے أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ دوست انکے شیاطین ہیں اور اصل
طاغوت کی طغیوت ہے اور وہ مصدر ہے اور لام کلمہ کو آخر عین کلمہ سے پہلے لاکر اسکو طیغوت کیا اور بعد اسکے اسمیں قاعدہ جاری کیا یعنی یا متحرک
اور ما قبل اسکے مفتوح کو الف سے بدلا طاغوت ہوا اور طاغوت شیطان کو کہتے ہیں پس وہ دوست ان کے شیاطین ہیں کہ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ
النُّورِ نکالتے ہیں وہ ان کو روشنی ایمان سے إِلَى الظُّلُمَاتِ طرف اندھیروں کفر کے أُولَٰئِكَ یہ لوگ أَصْحَابُ النَّارِ
صاحب آتش دوزخ کے ہیں کہ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وہ بیچ اس آتش دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اب خدا تعالیٰ واسطے
تسلی خاطر اقدس حضرت رسالتمآب کے نمرود کا اور حضرت ابراہیم کا قصہ بیان کرتا ہے اور نمرود دعوے خدائی کا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرے سوا کوئی
خدا نہیں ہے خدا نے حضرت ابراہیم کو اسکی ہدایت کے واسطے بھیجا وہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تو ایمان لا اس نے کہا کہ کیا میرے
سوا کوئی اور بھی خدا ہے حضرت ابراہیم نے کہا کہ خدا اور ہے جو کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور تو بندہ اس کا ہے اس قصہ کو خدائے تعالیٰ
بیان کرتا ہے أَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمد صلعم إِلَى الَّذِي طرف اس شخص کے یعنی طرف نمرود کے کہ حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ
فِي رَبِّهِ جھگڑا کیا اس نے ابراہیم سے بیچ دین پروردگار اس کے کے أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ اس واسطے کہ دیا اسکو خدا نے
ملک اور بادشاہی یعنی اس جہت سے کہ خدا نے جو نمرود کو بادشاہی دی ہے تو وہ اپنے پروردگار کے مقدمہ میں جھگڑا کرتا ہے غرور
میں آکر اور اسکی وحدانیت اور قدرت میں ابراہیم سے بحث اور گفتگو کرتا ہے إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ جس وقت کہا ابراہیم نے اس سے
کہ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ پروردگار میرا وہ شخص ہے کہ زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا ہے قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ
کہا نمرود نے کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مار ڈالتا ہوں کہ سزاوار قتل کو معاف کرتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں مار ڈالتا ہوں اور
اسی وقت اس نے ایک قیدی واجب القتل کو طلب کر کے آزاد کیا اور کہا کہ دیکھ میں نے مردے کو زندہ کیا اور دوسرے شخص بیگناہ کو
طلب کر کے قتل کیا اور کہا کہ دیکھ کہ اس زندہ کو بے مار ڈالا اور وہ مردود اسی کو زندہ کرنا اور مارنا سمجھا تھا کہ ایسی پیروی کرنے والوں کو فریب میں
لائی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسری وجہ سے حجت قائم کی کہ جس میں عاجز ہوا چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَالَ إِبْرَاهِيمُ
کہا ابراہیم نے نمرود سے کہ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ پس تحقیق خدائے تعالیٰ لاتا ہے آفتاب کو مشرق سے فَأْتِ
بِهَا پس لا تو اسکو اے نمرود مِنَ الْمَغْرِبِ مغرب سے یعنی اے نمرود خدا مشرق سے لاتا ہے آفتاب کو نکال کر پورب سے اور تو اگر خدا ہے تو آفتاب

قصہ نمرود و حضرت ابراہیم علیہ السلام

کو پچھم سے نکال کر لا اس واسطے کہ خدا تو وہ ہے کہ جو چاہے سو کرے **فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ** پس مبہوت اور حیران ہو گیا وہ شخص کہ کافر ہو گیا تھا یعنی نمرود مردود یہ کلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سنتے ہی حیران و ششدر ہو گیا اور کچھ جواب اس سے نہ ہو سکا اس واسطے کہ آفتاب کا مغرب سے لانا اُس کی قدرت میں کہاں تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اس کو سمجھایا تو کہا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور اگر تیرا کوئی خدا ہے تو کہہ تو اُس سے کہ وہ اپنا لشکر لائے اور مجھ سے جنگ کرے خدائے تعالیٰ نے مچھر بھیجے کہ جو بہت چھوٹے اور حقیر جانور ہیں اس کی مخلوقات میں سے ان مچھروں نے نمرود کو اس کے لشکر سمیت مار ڈالا **وَاللَّهُ لَا يَهْدِي** اور خدا نہیں ہدایت کرتا ہے بطریق جبر لانے کے **الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ** قوم ظلم کرنے والوں کو اور اب خدائے تعالیٰ قصہ عزیر پیغمبر کا اور بعضے کہتے ہیں کہ قصہ ارمیا پیغمبر کا اور مشہور قصہ عزیر علیہ السلام کا ہے کہ خدائے تعالیٰ اسکو بیان کرتا ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ایک قوم کو ہلاک کیا اور مدت بہت اس پر گذر گئی تھی عزیر یا ارمیا اپنے گدھے پر سوار ہو کر وہاں جو گذرے تو انھوں نے اپنے دل میں کہا کہ دیکھیں خدا ان بوسیدہ گلی ہوئی ہڈیوں کو قیامت کے روز زندہ کرے گا اور ان کے ہمراہ انجیر تھا اور دودھ تھا ان کو وہاں نیند آگئی حق تعالیٰ نے ان کی روح کو قبض کر لیا اور ان کا گدھا سرہانے کھڑا تھا خدا نے ان کو اور ان کے گدھے کو خلق کی نگاہ سے چھپا رکھا اور بعضے کہتے ہیں کہ گدھا بھی مر گیا تھا جب یہ زندہ ہوئے بعد سو برس کے اور گدھے کو تلاش کیا تو ان کے گرد گدھے کی ہڈیاں اکٹھی ہوئیں اور وہ جی اٹھا اور انکا کھانا بھی سڑا نہ تھا اور دودھ جو اُن کے پاس تھا وہ بھی سڑا نہ تھا جب یہ حال انھوں نے دیکھا تو کہا کہ خدائے تعالیٰ سب چیز پر قادر ہے اس قصہ کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ **أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ** یا مانند اس شخص کے کہ گذرا اوپر ایک بستی کے اور او کا عطف کلام کے معنی پر ہے جو کلام کہ اس سے پہلے ہے اور تقدیر اس کی یہ ہے کہ ارأیت کالذی حاج ابراہیم فی ربہ او کالذی مر علی قریۃ یعنی مانند عزیر کی گذرا اوپر ایک بستی کے کہ وہ بیت المقدس تھا **وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا** اور وہ بستی گرنے والی تھی اوپر چھتوں اپنی کے یعنی اس بستی بیت المقدس کے گھروں کی چھتیں گری ہوئی تھیں کہ بخت نصر نے اسکو ڈھا دیا تھا اور باشندے اُس کے قتل کئے تھے اور جانوروں نے انکی لاشوں کو کھا لیا تھا جس وقت عزیر یا ارمیا نے ان کی ہڈیوں کو پڑے ہوئے دیکھا تو **قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا** کہا کہ کیونکر زندہ کریگا اسکو خدا بعد مرنے اُس کے **فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ** پس مار رکھا اس عزیر یا ارمیا کو خدا نے سو برس اور اُسکا گدھا بھی مر گیا **ثُمَّ بَعَثَهُ** پھر اٹھایا اس کو زندہ کر کے اور اس کے گدھے کو بھی زندہ کیا خدا نے اور حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں ایک طولانی روایت حضرت ارمیا کے حال میں ہے ان روایت میں سے بعد حذف بعض فقرات کے لکھتا ہوں کہ بنی اسرائیل نے جس وقت اپنے پروردگار سے سرکشی کی اور کثرت سے گناہ کرنے لگے تو خدائے تعالیٰ نے حضرت ارمیا کو فرمایا کہ بنی اسرائیل نے میرے دین کو متغیر کر دیا اور بدل دیا اور میری نعمتوں کی ناشکری کی ہے اب میں ان پر ایسے شخص کو غالب کروں گا کہ وہ میرے سب بندوں سے بدتر ہووے جیسا کہ بدکاری میں بھی اور کھانے میں بھی اور وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے اور اُن کے گھروں کو ڈھا دیوے ارمیا نے عرض کی کہ خداوندا مجھے بتلا دے کہ وہ کون شخص ہے تاکہ میں اس سے امان چاہوں فرمایا کہ فلانے شہر میں فلانے مقام کو روانہ ہو حضرت ارمیا اس شہر میں آئے دیکھا کہ ایک لڑکا مریض ایک کاروان سرا میں ایک مزبلہ پر پڑا ہے اور اسکی ماں روٹی کے ٹکڑے توڑ کر سوری کا دودھ ان ٹکڑوں پر دوہتی ہے اور ان ٹکڑوں کو اس دودھ میں چور کر اسکو کھلاتی ہے حضرت ارمیا اُس کے نزدیک گئے اور پوچھا اس لڑکے سے کہ تیرا کیا نام ہے اس نے کہا کہ میرا نام بخت نصر ہے ارمیا نے اسکو پہچانا اور اپنے جی میں کہا کہ یہ لڑکا وہی شخص ہے کہ جس کی تلاش میں آیا ہوں پس ارمیا علیہ السلام نے اس کا علاج کیا وہ تندرست ہو گیا پھر اس سے دریافت کیا کہ تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں اُس نے کہا کہ میں تجھ کو

نہیں جانتا لیکن اس قدر جانتا ہوں کہ تو بہت نیک ہے ارمیا نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں بنی اسرائیل کا مجھ کو خدائے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ تو
بنی اسرائیل پر غالب ہوگا اور ان کو قتل کرے گا اس وقت یہ سن کر ایک آہ کی پھر ارمیا نے فرمایا کہ تو مجھ کو ایک کاغذ امان کا لکھ دے اس نے لکھ دیا
اور اس لڑکے کا یہ دستور تھا کہ شب کو پہاڑ سے لکڑیوں کا گٹھا لاتا تھا اور شہر میں اسکو فروخت کرتا تھا اسی طرح وہ ایک مدت تک
کرتا رہا اور روز بروز اسکو ترقی ہوتی تھی یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے ایک سرگروہ ہو گیا اور جب اسکو بہت قوت ہو گئی اور جماعت کثیر
اس کے متفق ہوئی تو اس نے بنی اسرائیل کی لڑائی کا ارادہ کیا اور بنی اسرائیل اس زمانہ میں بیت المقدس میں رہتے تھے جب وہ
چلا تو بہت آدمی کثرت سے اس کے ہمراہ ہو گئے جب وہ بیت المقدس کے قریب پہنچا تو ارمیا علیہ السلام اپنے گدھے پر سوار ہو کر اس کی
پیشوائی کو گئے اور آدمیوں کی کثرت کے سبب سے اس کے قریب نہ جا سکے مگر اس کا عہد امان کو ایک لکڑی پر لٹکا کر بلند کیا بخت نصر نے پوچھا کہ
تو کون ہے فرمایا کہ میں ارمیا ہوں جس نے تجھ کو خوشخبری بادشاہی کی دی تھی اور تو نے مجھ کو امان لکھ دی تھی اور یہ تیری امان ہے اس
لکڑی پر بخت نصر نے کہا کہ تجھ کو تو میں نے امان دی اور تیرے اہل و عیال کو ابھی امان نہیں ہے میں بیت المقدس کی طرف تیر کو پھینکتا ہوں
اگر تیر اتر وہاں نہ پہنچا تو ان کو امان ہے اور اگر وہاں پہنچ گیا تو ان کو امان نہیں ہے یہ کہہ کر اس نے تیر کو کمان میں رکھا اور بعد اس
کے بیت المقدس کی طرف وہ تیر پھینکا وہ تیر بیت المقدس میں پہنچ گیا اس وقت کہا کہ تیرے اہل و عیال کو امان نہیں ہے اور جس وقت بخت
نصر نے شہر میں آمد و رفت کی تو دیکھا کہ شہر کے بیچ میں ایک پہاڑ مٹی کا ہے اور خون اس میں سے جوش کر کے نکلتا ہے اور جس وقت اس
خون پر خاک ڈالتے ہیں تو وہ خون خاک میں سے جوش کر کے باہر نکلتا ہے بخت نصر نے پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ خون پیغمبر
خدا کا ہے اور نام اس کا یحییٰ بن زکریا ہے بنی اسرائیل کے بادشاہ نے اسکو قتل کیا ہے اور خون اس کا جوش کر کے مٹی سے باہر نکلتا ہے اور مٹی
ڈالتے ڈالتے یہ ایک پہاڑ ہو گیا ہے لیکن خون بند نہیں ہوتا اگر مٹی اس پر ڈالتے ہیں تو مٹی میں سے یہ خون جوش کر کے باہر نکلتا ہے اور
سو برس کا عرصہ ہوا کہ اسکو قتل کیا ہے جب سے مٹی ڈالتے ڈالتے یہ پہاڑ ہو گیا ہے لیکن بند نہیں ہوتا اور سبب اس کے قتل کرنے کا یہ ہے
کہ اس کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا وہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے زنا کرتا تھا جس وقت یحییٰ پر اس کا گذر ہوتا تو یحییٰ اس کو کہتا
کہ اے بادشاہ خدا سے ڈر یہ تجھ کو حلال نہیں ہے اور جن عورتوں سے وہ زنا کیا کرتا تھا انہیں سے ایک عورت نے بادشاہ وقت سے
بحالت نشہ اسکے کہا کہ یحییٰ کو قتل کر اس نے حکم دیا کہ یحییٰ کا سر کاٹ کر حاضر کریں آدمی اسکے حضرت یحییٰ کا سر کاٹ کر اور ایک طشت میں اسکو
رکھ کر لائے جس وقت بادشاہ کے پاس وہ سر آیا تو طشت میں بھی وہ سر کہتا تھا کہ اے بادشاہ ڈر تو خدا سے کہ یہ تجھکو حلال نہیں
اور بعد اسکے خون سر کا جوش کر کے زمین پر گرا اور جوش کرتا تھا اور ساکن نہیں ہوتا تھا اور اس پر مٹی ڈالتے تھے تو اس میں سے بھی نکلتا تھا
یہاں تک کہ مٹی ڈالتے ڈالتے ایک پہاڑ ہو گیا اور خون بند نہ ہوا بخت نصر نے کہا کہ میں بنی اسرائیل کو ہمیشہ قتل کروں گا یہاں تک کہ یہ خون بند
ہو اور بنی اسرائیل کا قتل کرنا اس نے شروع کیا جس بستی میں جاتا تھا اسکے مرد و عورت اور لڑکے اور حیوان کو سب کو قتل کرتا تھا اور وہ خون جوش
مارے جاتا تھا اور یہاں تک اس نے قتل کیا کہ بنی اسرائیل کو فنا کر دیا اور پوچھا کہ ان شہروں میں کوئی باقی رہا ہے بنی اسرائیل میں سے کسی نے
کہا کہ ایک بڑھیا فلاں بستی میں ہے اس بڑھیا کو پکڑ کر اس خون پر گردن مارا اور خون یحییٰ کا بند ہو گیا اور کہتے ہیں کہ یہ بڑھیا وہ عورت تھی کہ
جس نے حضرت یحییٰ کو قتل کروایا تھا بادشاہ سے کہہ کر اور پھر بخت نصر بابل میں آیا اور وہاں ایک شہر بنایا اور اس میں ایک کنواں بنایا اور اسمیں
دانیال پیغمبر کو ڈال دیا اور ہمراہ ان کے ایک شیرنی کو کنوئیں میں ڈالدیا وہ شیرنی ان کو کچھ نہیں کہتی تھی اور اس کنوئیں میں مٹی کھاتی تھی اور
دانیال کو اپنا دودھ پلاتی تھی بخت نصر نے ایک خواب دیکھا کہ سر تو اسکا لوہے کا ہے اور پاؤں اسکے تانبے کے اور سینہ اس کا سونے کا ہے
بخت نصر نے منجموں کو بلا کر پوچھا کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم کیا جانیں تم بیان کرو اور اُسے وہ خواب نہ یاد گیا

قصۂ شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام و دانیال پیغمبر

تو اس کو بخت نصر نے مروا ڈالا کسی نے کہا کہ یہ خواب وہ شخص بتلائیگا جو کنویں میں ہے اور شیرنی اس کو دودھ پلاتی ہے اور کچھ نہیں کھاتی یہ سنکر بخت نصر نے دانیال کو کنویں میں سے نکلوایا اور اپنے پاس طلب کر کے ان سے پوچھا کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے انھوں نے سب خواب اس کا جو کہ دیکھا تھا بتلا دیا اور سچی تعبیر پوچھی تو فرمایا کہ تیرا ملک گیا اور تین روز میں تو قتل ہوگا اور ایک شخص فارس کا تجھ کو قتل کرے گا بخت نصر نے کہا کہ میرے سات شہر ہیں اور ہر شہر کے دروازے پر تانبے کی بط ہے جس وقت مسافر دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ بط آواز کرتی ہے اور مسافر گرفتار ہو جاتا ہے اور یہ سنکر اپنے سواروں کو چاروں طرف روانہ کیا اور کہا کہ جس کو دیکھو اسکو قتل کرو اور دانیال سے کہا کہ تو میرے پاس تین روز تک بیٹھا رہ اگر تین روز گزر گئے تو میں تجھ کو قتل کروں گا جب تیسرا دن ہوا تو اسکو بہت رنج ہوا اور باہر نکلا تو ایک لڑکا فارس کا رہنے والا کہ اس کے خادموں میں تھا اس کے روبرو آیا اور بخت نصر کو خبر نہ تھی کہ یہ فارس کا رہنے والا ہے بخت نصر نے اسکو تلوار دی اور کہا کہ جو کوئی تجھ کو ملے اسکو قتل کر اگرچہ میں ہوں اس لڑکے نے تلوار لیکر بخت نصر کو اسی وقت قتل کیا اور ارمیا نے گدھے پر سوار ہو کر نکلے اور ان کے ہمراہ کچھ انجیر اور شیرہ تھا کہ یہ توشہ اپنے ہمراہ لیا تھا ان کی نظر ان کشتوں پر پڑی جو کہ بخت نصر نے قتل کئے تھے دیکھا کہ درندے جنگل اور دریا کے ان مردوں کو کھاتے ہیں ایک ساعت اپنے جی میں تامل کیا اور بعد اس کے کہا کہ کیونکر زندہ کرے گا ان کو خدا کہ کھا لیا ہے ان کو درندوں نے خدائے تعالیٰ نے ارمیا کو مار ڈالا اور سو برس کے بعد اسکو زندہ کیا اور ان کے گدھے کو جو مار ڈالا تھا اس کو بھی زندہ کیا اور قصہ بخت نصر کا کئی روایتوں سے اور تفصیل سے سورہ بنی اسرائیل میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے جو روایت کرتے ہیں تو اس میں ارمیا کی جگہ عزیر کا نام ہے اور مشہور اس قصہ میں عزیر ہی کا نام ہے اور شاید ارمیا کا بھی کوئی قصہ ہووے کہ انھوں نے بھی اس طرح کے مردے دیکھ کر افسوس کیا ہو اور کہتے ہیں کہ وقت چاشت کے عزیر کو یا ارمیا کو خدا نے مار ڈالا تھا اور جس روز زندہ کیا تو اس وقت ابھی آفتاب غروب ہوا تھا اس فرشتے نے بحکم خدا عزیر سے قَالَ کہا کہ كَمْ لَبِثْتَ کسی دیر کی تو نے قَالَ کہا عزیر نے لَبِثْتُ يَوْمًا دیر کی ہے میں نے ایک روز جس وقت آفتاب کو دیکھا کہ غروب نہیں کیا ہے تو کہا کہ اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ یا بعض دن کا کچھ کم ایک دن سے قَالَ کہا فرشتے نے کہ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ بلکہ دیر کی ہے تو نے سو برس یعنی سو برس تو یہاں مردہ رہا ہے اور جب زندے ہوئے اپنے بدن کی طرف دیکھا جس وقت طرف عصا کی کچھ اور طرح پائی تو تعجب ان کو زیادہ ہوا دوسری بار فرشتہ نے کہا کہ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ پس نظر کر تو طرف کھانے اپنے کے وَشَرَابِكَ اور پینے اپنے کے یعنی نظر کر تو طرف اس شیرہ اور دودھ وغیرہ کھانے اپنے کے کہ لَمْ يَتَسَنَّهْ نہیں سڑا ہے وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ اور نظر کر تو طرف گدھے اپنے کے کہ ہڈیاں اسکی باقی رہ گئی تھیں اور سب اعضا متفرق ہو گئے تھے کیونکر وہ زندہ ہوا وَلِنَجْعَلَكَ اور تا کہ کریں ہم تجھ کو اور تیرے گدھے کو اٰيَةً لِّلنَّاسِ نشانی واسطے آدمیوں کے کہ جو شک کرتے ہیں قیامت کے روز زندہ ہونے میں وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ اور نظر کر تو طرف ہڈیوں گدھے کی کہ كَيْفَ نُنْشِزُهَا کیونکر ترکیب دیتے ہیں ہم اور ملاتے ہیں ہم ان استخوان ہائے متفرقہ کو ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا پھر پہناتے ہیں ہم ان ہڈیوں کو گوشت اس وقت عزیر ہڈیوں کو دیکھتے تھے ایک آواز سنی کہ اے گوشت اور پوست متفرق شدہ جمع ہو جاؤ تم خدا کی قدرت سے سب اجزا متفرقہ جمع ہو گئے اور ان سے ایک صورت بن گئی اور جان اس میں داخل ہوئی اور اسی وقت وہ گدھا کھڑا ہو کر آواز کرنے لگا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ پس جس وقت ظاہر ہوا واسطے اس عزیر کے کہ بیشک خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے قَالَ کہا کہ اَعْلَمُ جانتا ہوں میں اب مشاہدہ کرنے سے جیسے کہ میں پہلے دلیلوں سے جانتا تھا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہ تحقیق خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے چاہے مارے چاہے جلائے اور اس آیت سے اور واسطے لوگوں کے زندہ ہونے کی

آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی مرنے کے بعد قیامت سے پہلے بھی زندہ ہوتے ہیں اگر قیامت سے پہلے اس امت کے آدمی بھی بعد مرنے کے زندہ ہوں تو کچھ تعجب نہیں ہے اور قدرت خدا سے بعید نہیں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جو کچھ پہلی امتوں میں ہوا ہے اس امت میں بھی ہونے والا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت عزیر اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنے شہر کو گئے تو اس شہر کے گھر اور دیواریں دوسری طرح سے پائیں اور اپنے دروازے پر پہنچے اور دروازے کو کھٹ کھٹایا ایک لونڈی کہ وقت جانے عزیر کے بیس برس کی تھی اور وقت آنے کے ایک سو بیس برس کی تھی اور اندھی ہو گئی تھی اس نے آواز دی کہ کون ہے دروازے پر عزیر نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ گھر عزیر کا ہے کہا کہ ہاں اور بہت روئی اور کہا کہ اے شخص تو کون ہے کہ عزیر کو جانتا ہے وہ تو سو برس کے عرصہ سے گم ہو گیا ہے اور اس کی کچھ خبر نہیں ہے اور اس کا تو کوئی نام بھی نہیں لیتا عزیر نے فرمایا کہ میں ہوں عزیر خدائے تعالیٰ نے مجھ کو سو برس تک مردہ رکھا تھا اور اب زندہ کیا ہے اسی شکل و ہیئت پر کہ جیسے پہلے تھی اس لونڈی نے کہا کہ کوئی نشانی بتا کہ جس میں تجھ کو راست گو جانوں اور تیرا اعتبار کروں عزیر نے دعا کی خدائے تعالیٰ نے اس لونڈی کو بینا کر دیا اور آنکھیں اس کی روشن ہو گئیں جب اس نے آنکھیں کھول کر عزیر کی طرف نگاہ کی اور اس کی صورت اور شکل کو دیکھا اور پہچانا تو کہا کہ گواہی دیتی ہوں میں کہ تو عزیر ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے اور بنی اسرائیل کو جا کر اس لونڈی نے خبر کی وہ تعجب کر کے دوڑے اور عزیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیٹا عزیر کا ایک سو اٹھارہ برس کا ہو گیا تھا اس نے کہا کہ عزیر کے دونو شانوں کے درمیان ایک تل تھا اور مثل ستارے کے وہ روشن تھا مجھ کو وہ دکھلا عزیر نے شانہ کھول کر دکھلایا اس نے یقین کیا کہ باپ میرا یہی ہے اور بنی اسرائیل نے عزیر سے کہا کہ جس وقت بخت نصر نے تمام نسخے توریت کے جمع کر کے جلا دیئے تھے تو کوئی نسخہ باقی نہ رہا تھا اور ایک نسخہ توریت کا بخت نصر سے جو نوشتہ بچ رہا تھا وہ موجود ہے اگر تو عزیر ہے توریت کو حفظ پڑھ ہم اس نسخہ سے مطابق کر لیں گے خدائے تعالیٰ نے ایک ظرف پانی کا فرشتے کے ہاتھ عزیر کے پاس بھیجا اور کہا اس پانی کو نوش کر جس وقت عزیر نے وہ پانی پیا تو تمام توریت اس کو ازبر یاد ہو گئی اور بنی اسرائیل کے روبرو توریت کو حفظ پڑھ کر سنا دیا تب بنی اسرائیل کو یقین ہوا کہ عزیر یہی ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت عزیر اپنی قوم میں سے گئے تھے تو عمر ان کی پچاس برس کی تھی اور زوجہ ان کی حاملہ تھی جس وقت خدائے تعالیٰ نے سو برس کے بعد ان کو زندہ کیا اور وہ اپنے گھر آئے تو بیٹا ان کا سو برس کا تھا اور وہ پچاس برس کے تھے بیٹا باپ سے عمر میں زیادہ ان کو ہی سا ہے یہ بھی ایک قدرت ہے خدا کی اور اب خدائے تعالیٰ علامت اپنی قدرت کاملہ کی بیان کرتا ہے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس دفعہ خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت آسمان و زمین کی سیر کرائی تو انہوں نے کنارے پر دریا کے ایک مردار کو دیکھا کہ آدھا تو وہ پانی میں ہے اور آدھا وہ خشکی میں ہے اور درندے دریا کے آتے ہیں اور اس آدھے کو جو کہ پانی میں ہے کھاتے ہیں اور پھر وہ الٹے پھرتے ہیں اور بعض بعض پر حملہ کرتا ہے اور بعض بعض کو کھا جاتا ہے اور ایسے ہی درندے خشکی کے اس آدھے کو کھاتے ہیں حضرت ابراہیم کو یہ ماجرا دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور درخواست کی کہ خداوند دکھلا دے تو مجھ کو کہ کیونکر تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور کیونکر نکالتا ہے تو پیٹوں میں سے کہ بعض بعض کو کھا گیا ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ اور یاد کر تو اے محمد جس وقت کہا ابراہیم نے اپنے پروردگار سے کہ رَبِّ أَرِنِي اے پروردگار میرے دکھلا تو مجھ کو کہ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ کیونکر زندہ کرتا ہے تو مردوں کو اور ہر چند خدائے تعالیٰ جانتا تھا کہ ابراہیم کو یقین ہے کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں لیکن مطابق سوال ابراہیم کے جواب دیا اور قَالَ کہا کہ أَوَلَمْ تُؤْمِن کیا نہیں باور کرتا ہے تو کہ مردوں کو زندہ کرتا ہوں میں قَالَ بَلَىٰ کہا ابراہیم نے کہ ہاں مجھ کو یقین ہے اور میرا اعتقاد یہی ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے وَلَٰكِن اور لیکن میں چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھ سے دیکھوں۔

لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ تاکہ مطمئن ہووے دل میرا اور علم الیقین عین الیقین سے بدل جائے قَالَ کہا خدائے تعالیٰ نے کہ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ پس پکڑ تو چار جانور پرندوں میں سے اور ٹکڑے ٹکڑے اُن کے کر اور ان سب ٹکڑوں کو ان کے آپس میں ملا دے فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ پس صورت پہچان رکھ تو ان کی طرف اپنی ثُمَّ اجْعَلْ پھر کر دے تو یعنی رکھ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ اور ہر پہاڑ کے کہ نزدیک ہو ان میں سے جُزْءًا ایک ٹکڑے کو ثُمَّ ادْعُهُنَّ پھر بلا تو ان کو نام بنام طرف اپنے کہ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا آئیں گے وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور سعیاً مصدر ہے کہ واقع ہوا ہے موضع حال کے اور فرماتا ہے کہ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ اور جان تو کہ تحقیق خدا عَزِيْزٌ غالب اور قدرت رکھنے والا ہے ہر امر کی حَكِيْمٌ حکمت والا محکم کار ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے گدھ اور مور اور بط اور مرغا پکڑ کر مار ڈالا اور ان کے ٹکڑے کر کے چاروں کے ٹکڑوں کو آپس میں ملا دیا اور بعد اس کے ان کو کوٹ اور پیس کر مثل قیمہ کے کر دیا کہ وہ سب مل کر ایک جسم ہو گئے اور بعد اس کے ان کے دس حصہ کر کے دس پہاڑوں پر جو کہ اُن کے گرد تھے ہر پہاڑ پر ایک حصہ ڈال دیا چونچ ہر ایک کی اپنی انگلیوں میں رکھی اور آواز دی کہ اے گدھ اور اے مور اور اے بط اور اے مرغ اپنی چونچوں کی طرف آ ویں پس فوراً ہر ٹکڑا اور ریزہ ریزہ ہر ایک کا جدا ہو کر اپنے ٹکڑے اور ریزہ میں جا ملتا تھا اور ٹکڑا اور ریزہ مل کر ہر ایک جانور اپنی اپنی صورت پر درست ہو گیا اور ہر ایک میں جان پڑ گئی اور کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام واسطے امتحان کے ہر جانور کی چونچ دوسرے جانور کے بدن پر رکھتے تھے لیکن وہ بدن اس چونچ سے علیحدہ ہو جاتا تھا جب ہر جانور کی چونچ اُسی کے بدن پر رکھتے تھے تو وہ اس سے پہلے پیوست ہو جاتا تھا اسی طرح چاروں جانور زندہ ہو گئے اور دانا اور پانی کھانے لگے اور اب خدائے تعالیٰ راہ خدا میں خرچ کرنے کے ثواب کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ مثل ان لوگوں کے کہ خرچ کرتے ہیں اَمْوَالَهُمْ مالوں کو اپنے بے ریا اور بے منت اور بے آمیزش غرض دنیا کے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے كَمَثَلِ حَبَّةٍ مثل دانہ کی ہے یعنی مثال ان لوگوں کی کہ جو اپنے مالوں کو راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں مثل اُس دانہ اور تخم کے ہے کہ اَنْۢبَتَتْ اُگائے وہ تخم سَبْعَ سَنَابِلَ سات خوشہ کو کہ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ بیچ ہر خوشہ کے مِّائَةُ حَبَّةٍ سو دانے ہیں کہ ہر تخم سے سات سو دانے حاصل ہوں پس جو کوئی ایک درہم راہ خدا میں دیوے تو اسکو سات سو درہم کا ثواب حاصل ہو وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اور خدا چند در چند کرتا ہے واسطے جس شخص کے کہ چاہتا ہے ثواب اس نیکی کو وَاللّٰهُ وَاسِعٌ اور خدا فراخ اور کشادہ کرنے والا ہے روزی کا عَلِيْمٌ جاننے والا ہے خرچ کرنے والوں کی نیت کا بعضے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حکم خاص ہے جہاد کرنے والوں کے واسطے کہ جو کوئی ان کو دیوے تو اسقدر ثواب اسکو حاصل ہو لیکن حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حکم اس آیت کا عام ہے خواہ جہاد میں خرچ کرے خواہ جہاد کے سوا اور امور خیر میں سب کے واسطے یہی ثواب ہوگا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جس وقت بندہ مومن عمل نیک کرتا ہے اور راہ خدا میں دیتا ہے تو خدائے تعالیٰ مضاعف کرتا ہے اسکے عمل کو یہاں تک کہ ہر ایک حسنہ کو سات سو کرتا ہے اور منقول ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی دولتسرائے میں تشریف لائے اور حسنین کو دیکھا کہ حضرت فاطمہؑ ان کو سلاتی ہیں اور وہ صاحبزادے سبب گرسنگی سے سوتے نہیں تھے حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ اے ابن عم یہ دونوں بھوک کی شدت سے سوتے نہیں ہیں اور تین روز سے انھوں نے کھانا نہیں کھایا ہے جناب امیر علیہ السلام یہ سنکر گھر سے باہر نکلے اور عبد اللہ بن عوف کے پاس تشریف لے گئے کہ ایک دینار اس سے قرض لیویں عبد اللہ بن عوف نے تھیلی سو دینار کی جناب امیرؑ کے روبرو رکھی اور کہا کہ اسکو قبول کرو کہ یہ ہبہ اور تصدق ہے بدوں عوض کے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ واللہ میں ہرگز نہ لونگا تیسے جناب سوتحدا سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ ہاتھ دینے والے کا بہتر ہے لینے والے کے ہاتھ سے اور میں نہیں چاہتا کہ مجھ پر کسی کا منت اور احسان ہو اور لیکن ایک دینار مجھکو قرض دے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ثواب صدقہ کا دس ہے اور ثواب قرض کا اٹھارہ ہے پس ایک دینار اس سے قرض

لشکر کفار کی طرف روانہ ہوئے تاکہ واسطے اولاد کے کچھ کھانا خرید کریں حضرت نے مقداد کو دیکھا کہ رستہ کے سرے پر بیٹھے ہیں فرمایا کہ
اے مقداد تم ایسی ہوائے گرم میں کس واسطے گھر سے باہر آئے کہا کہ چاروں سے میں نے کھانا نہیں کھایا ہے اور بے طاقت ہو کر گھر سے اس امید پر
کہ کچھ ہاتھ لگے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے وہ دینار مقداد رضی اللہ عنہ کو دیدیا اور فرمایا کہ تو ہم سے زیادہ سزاوار ہے اس واسطے
کہ ہم تین روز سے کھانا نہیں کھایا ہے اور تو نے چار دن سے کھانا نہیں کھایا ہے اور بعد اس کے مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف
لائے اور شان میں حضرت علی علیہ السلام کی یہ آیت نازل ہوئی ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنی اور ایثار کرتے ہیں اوپر نفسوں اپنے
کے دوسروں کو اگرچہ ہو ساتھ ان کے گرسنگی یعنی خود اگرچہ بھوکے ہوں لیکن اپنی جان پر دوسرے کو مقدم رکھتے ہیں اور دوسرے کو
کھلاتے ہیں اور خود بھوکے اور فاقہ سے رہتے ہیں اور اپنی عیال کو بھی فاقہ سے رکھتے ہیں اور دوسرے کا فاقہ نہیں دیکھ سکتے اور
دوسرے روز حضرت علیؑ مسجد کے دروازے پر بیٹھے تھے ایک عرب اونٹنی پر بیٹھ کر آیا اور حضرت علیؑ کو اس نے ایک تھیلی دی اور کہا کہ
اسکو لے کہ یہ تیری ہے اور اسی وقت غائب ہو گیا حضرت علیؑ اس تھیلی کو لیکر جناب رسول خدا صلعم کی خدمت حاضر ہوئے اور حضرت کے روبرو
وہ تھیلی رکھدی اور حال اس کا بیان کیا جناب رسول خدا صلعم نے اس تھیلی کو کھولا اس میں سات سو دینار تھے اور حضرت سے پوچھا کہ اے علیؑ
تو نے پہچانا کہ وہ عرب کون تھا عرض کی کہ خدا و رسول اس کا جانتا ہے حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا حق تعالیٰ نے اسکو حکم کیا کہ بہشت
کے خزانوں میں سے خزانہ لیجا کر تمکو دیوے اور یہ عوض ان دینار کے ہے کہ تو نے مقداد کو دیا تھا اور آخرت میں خدائے تعالیٰ تجھکو
اس قدر دیوے گا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سنا ہو اور نہ کسی کے دل میں گذرا ہو اور حضرت علیؑ نے فرمایا کہ راست اور درست
فرمایا خدا نے کہ وہ بہت بزرگ ہے مثل الذین ینفقون اموالہم اور ان دیناروں میں سے ایک تو عبداللہ عوف کو قرض کا دیا اور باقی اپنے اہلبیت
اور فقرا پر خرچ کئے اور اب خدائے تعالیٰ خوبی ان لوگوں کی بیان کرتا ہے کہ جو راہ خدا میں دے کر اپنے احسان نہیں جتلاتے ہیں اور
نہ ان لوگوں کو ایذا دیتے ہیں کہ جنکو دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں مالوں اپنے کو
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے خالص نیت سے ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ پھر پیچھے نہیں لاتے ہیں مَآ اَنْفَقُوْا اس چیز کے کہ خرچ کیا
ہے انھوں نے مَنًّا وَّلَآ اَذًى احسان جتلانے کو اور آزار دینے کو یعنی جو لوگ کہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور بعد اس خرچ کرنے کے پیچھے
اس خرچ کرنے کے نہیں لاتے احسان جتلانے کو اور آزار پہنچانے کو کہ جس کو راہ خدا میں دیتا ہے اس پر اپنا احسان نہیں کہتے ہیں کہ کہیں اس نے
کہ ہم نے تجھ کو اسقدر دیا ہے اور نہ آزار پہنچاتے ہیں اسکو کہ محتاج کو دیکر دینے کے سخت کلمہ کہیں کہ جس سے اسکو رنج ہووے اور نہ کسی
طرح کی تکلیف اس کو دیویں ایسا نہیں کرتے ان لوگوں کے حق میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَهُمْ اَجْرُهُمْ واسطے ان لوگوں کے
کہ اجر ان کا ہے اور ثواب ان کے اعمال کا کہ وہ بہشت ہے عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار ان کے کے وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ اور نہیں
خوف ہے اوپر ان کو ثواب کے کم ہونے کا وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگیں ہوں گے کہ وہ ثواب ان کا کم ہو جائے اور آخرت میں
خاطر خواہ انکو ثواب اُن کے اعمال کا ملے گا اور فرمایا ہے رسول خدا نے کہ جو کوئی اپنے برادر مومن سے نیکی کرے اور پھر اس پر منت رکھے اور احسان جتلاوے
تو خدا اُسکے اعمال کو حبط کر دیتا ہے اور مٹا دیتا ہے اور عذاب اسیر کرتا ہے اور کوشش کو اسکی ہرگز قبول نہ کرے گا اور کسی کو کچھ دیکر اپنی
تعریف کی اس سے امید رکھنی کہ اسکے عوض میں وہ میری تعریف کرے یہ بھی منت رکھنے ہی میں داخل ہے اور فرماتا ہے خدا کہ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ
بات کہنی نیک سائل سے یعنی محتاج کو اچھی بات کہکر خالی پھیر دینا وَّمَغْفِرَةٌ اور بخشنا اور درگذر کرنا سائل سے اگرچہ بہت در پے ہو کر
مانگے اور گڑگڑائے اور اسکو سخت کلمہ نہ کہنا خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ بہتر ہے اس صدقہ اور راہ خدا میں دینے سے کہ یَّتْبَعُهَآ اَذًى
پیچھے اس کے اذیت اور رنج پہنچانا کہ سائل کو ملامت کرے اور رنج پہنچائے وَاللّٰهُ غَنِیٌّ اور خدائے بے پروا ہے ان کے دینے سے کہ

احسان رکھ کر جتانے کی ممانعت

جن میں منت رکھی اور آزار پہنچایا ہو حَلِيمٌ بردبار ہے خدا کہ جلدی عذاب نہیں کرتا ہے منت رکھنے والے اور آزار پہنچانے والے کو اور
منقول ہے کہ جناب خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ کوئی کلمہ حکمت کا بیان کرو فرمایا کہ کیا نیک ہے شفقت اور مہربانی تونگروں کی
درویشوں پر واسطے رغبت ثواب کے جناب خضر نے فرمایا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اس سے بہتر نہیں ہے جناب خضر نے
فرمایا کہ اس سے بہتر تکبر درویشوں کا ہے تونگروں پر واسطے اعتماد کرنے کے خدا پر اور منت کشی نہ کرنی لوگوں کی اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ جوانمردی چار ہیں تواضع کرنی تونگری اور بزرگی میں اور بخشنا باوجود قدرت عوض لینے کے اور نصیحت کرنی باوجود دشمنی کے اور
نہ یاد دلانی احسان رکھنے کے اور اب خدائے تعالیٰ منع کرتا ہے منت رکھنے اور آزار پہنچانے سے چنانچہ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ نہ باطل کرو تم خیراتوں اپنی کو اور نہ تباہ کرو اپنے صدقوں کو بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ ساتھ
احسان رکھنے اور آزار پہنچانے کے کہ یہ امر مخالف قرب اور اخلاص کے ہے اور تم ایسا کرو اور جو نہیں تو ہو جاؤ گے تم كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ
مانند اس شخص کے کہ خرچ کرتا ہے مال اپنے کو رِئَاءَ النَّاسِ واسطے دکھلانے آدمیوں کے نہ واسطے رضامندی خدا کے وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور نہیں ایمان لاتا ہے وہ ساتھ خدا اور دن آخرت کے اس واسطے کہ اگر خدا پر ایمان لاتا تو صدقہ کو اسی کے واسطے دیتا اور اگر
آخرت کو باور کرتا تو خدائے پاک کے واسطے دیتا کہ وہ ثواب کو ملے گی نہ واسطے دکھلانے آدمیوں کے فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ پس مثال اس
شخص کی مانند پتھر صاف کی ہے کہ عَلَيْهِ تُرَابٌ اوپر اس کے مٹی ہووے فَأَصَابَهُ وَابِلٌ پس پہنچا ہو اسکو مینہ بڑے بڑے قطروں کا
فَتَرَكَهُ صَلْدًا پس چھوڑ دیا اس مینہ نے اس پتھر کو صاف یعنی بڑی بڑی بوندوں کے مینہ نے برس کر اس پتھر کو ایسا صاف کر دیا کہ مٹی کا
نشان اس پر باقی نہ رہا ہو پس مثال ریا سے خرچ کرنے والے کی مثال پتھر کی ہے کہ جو کچھ اس نے خرچ کیا ہے وہ مثال اس مٹی کی ہے جو پتھر
پر ہے جیسے کہ پتھر مینہ برسنے سے صاف ہو جاتا ہے اور مٹی اس پر سے نہ جاتی ہے ایسے ہی اسکا خرچ کیا ہوا سب برباد ہو جائیگا چنانچہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ لَا يَقْدِرُونَ نہ قدرت رکھیں گے عَلَىٰ شَيْءٍ اوپر کسی چیز کے ثواب حاصل کرنے کے مِمَّا كَسَبُوا اس چیز سے
کہ کسب کیا ہے انہوں نے ریا سے یعنی ریا سے دینے کا انکو کچھ ثواب نہ ہوگا بلکہ عذاب میں گرفتار ہو جاویں گے وَاللَّهُ لَا يَهْدِي اور خدا نہیں
ہدایت کرتا ہے طرف خیر کے الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ قوم کفار کو جیسے کہ مومن کو ہدایت کرتا ہے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ
ریا اور منت رکھنے اور آزار دینے کے سے یہ سب صفات کفار سے ہے نہ صفات مومنین سے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ خدائے
تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی عمل کرے میرے واسطے اور اسمیں میرے غیر کو شریک کرے میں اسکو اسکے شریک کے واسطے چھوڑ دوں گا کہ وہ
اس سے اپنا ثواب لیوے اور مجھسے اسکو کچھ کام نہیں ہے اور اب خدا تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے کہ جو خالص خدا کے واسطے دیتے ہیں چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ اور مثال ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں وہ مالوں اپنے کو ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ
اللَّهِ واسطے طلب کرنے رضامندی خدا کے وَتَثْبِيتًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ اور واسطے ثابت کرنے نفسوں اپنے میں سخاوت اور اعطا اور بخشش کو
مفعول لہ ینفقون کے ہیں یعنی مثال ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو واسطے طلب کرنے رضامندی خدا کے اور واسطے ثابت کرنے نفسوں
اپنے کے ایمان پر اور واسطے تصدیق اسلام کے پس مثال انکی مانند كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ مانند باغ بلند کے کہ وہ باغ بلندی پر ہو کہ تاب
آفتاب کی اور ہوائے خنک بخوبی پہنچتی ہو اور آفت ارضی سے محفوظ ہو اور ایسا ہو کہ أَصَابَهَا وَابِلٌ پہنچا ہو اسکو باران بزرگ قطرہ
فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ پس لائیگا وہ باغ میوہ اپنا دو چند یعنی وہ ایک سال میں اس قدر میوہ لائے گا کہ جس قدر دو سال میں ہوتا ہو اور
خدا فرماتا ہے کہ فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ پس اگر نہ پہنچے اس باغ کو مینہ بڑی بڑی بوندوں کا تو فَطَلٌّ پس تھوڑا مینہ کہ وہ بھی واسطے
اسکے کافی ہی ہے غرض یہ ہے کہ جو کچھ ان لوگوں نے بخلوص نیت خرچ کیا ہے وہ پاک اور پاکیزہ ہے کہ اسمیں برکت اور بڑھنا ہے ہی اگر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے

تو کثرت سے ثواب عطا کرے اور اگر عدالت کو کام فرمائے تو موافق اسکے خرچ کرنے کے ثواب بخشے اور دکھاوا ان کا ضائع نہ جائیگا چنانکہ ریا سے
دعا ضائع ہو جاتا ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم ریا سے یا اخلاص سے سب کو بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہے اور موافق
اسکے تمکو جزا دیوے گا اور حضرت سید محمد صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشت گھر سخی لوگوں کا ہے اور فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ سردار اہل دنیا و
آخرت کے سخی ہیں اور فرمایا حضرت علی نے کہ تعجب ہی مجھکو ان لوگوں سے کہ غلام کو اپنے مال سے خرید کرکے آزاد کرتے ہیں وہ لوگ آزاد دینے
احسان کرکے ہمیشہ کو انکو اپنا غلام کیوں نہیں بنائے رکھتے ہیں اور اب خدائے تعالے پھر مال دینے والوں کو مثال دیتا ہے أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ
کیا دوست رکھتا ہے کوئی تمہارا یہ استفہام ہے اور یہ اس میں انکاری ہے یعنی کوئی تم میں سے دوست نہیں رکھتا ہے أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ
اسکو کہ ہووے واسطے اسکے باغ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّأَعْنَابٍ کھجوروں اور انگوروں سے کہ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ جاری ہوں نیچے
اس کے سے نہریں لَهٗ فِيْهَا کہ ہووں واسطے اس مالک باغ کے بیچ اس باغ کے مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ہر قسم کے میووں میں سے سوائے خرما اور انگور
کے وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ اور پہنچا ہو اس باغ والے کو بڑھاپا کہ اس سبب اس سے کچھ کام ہو سکتا ہو وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ اور واسطے اس کے
اولاد ناتوان خورد سال ہوں کہ کچھ کمائی نہ کر سکتے ہوں اور معاش انکی اس باغ پر منحصر ہو فَأَصَابَهَآ پس پہنچے اس باغ کو ناگاہ إِعْصَارٌ فِيْهِ
نَارٌ بگولا کہ بیچ اسکے آگ ہو فَاحْتَرَقَتْ پس جل جائے وہ باغ اور باغ والا متحیر رہجائے یعنی جو کوئی کہ اعمال نیک کرے اور ریا کو اس
میں دخل دیوے تو حال اس شخص کا ایسا ہی کہ کوئی باغ میوہ دار رکھتا ہو اور سبب اسکی معاش کا وہی باغ ہو اور ہوائے گرم اسکو جلا کر نابود کر دے
اور کوئی فائدہ اسپر مترتب نہو اور جیسا کہ باغ والا با وجود احتیاج کے بے سبب ہو جائے ایسے ہی ریا سے عمل کرنے والا قیامت کے روز باوجود احتیاج
کے اپنے عمل کا کچھ فائدہ نہ پاوے گا اور افسوس کریگا پس جیسے کہ تم ایسے باغ نہیں چاہتے ہو کہ بے فائدہ ہو ایسے ہی ریا سے دینا بیفائدہ نہیں چاہئے کہ
کہ اگر راہ خدا میں دو تو ریا کو اس میں دخل مدو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ یہی حال اس شخص کا ہے کہ کسی کو کچھ دیوے نیکی کرے اور پھر
احسان اپنا اسپر رکھے اور فرمایا ہے کہ كَذٰلِكَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ صدقہ کے باب میں بیان ہوا ہے ایسے ہی يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
بیان کرتا ہے خدا تمہارے واسطے نشانیاں اپنے الطاف و احسان کی لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ تم فکر کرو اور سوچو اور اس سے نصیحت پکڑو

ع ۳۶

اور اب خدائے تعالے حکم کرتا ہے کہ اگر راہ خدا میں دو تو حلال اور بہتر مال دو نہ حرام اور ناکارہ اور یہ آیت زکوٰۃ دینے کے حکم میں ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ خرچ کرو تم پاکیزہ
اس مال میں سے کہ کمایا ہے تم نے وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ اور اس مال میں سے کہ نکالا ہے ہم نے واسطے تمہارے زمین میں سے مثل غلہ
اور میوہ کے اور ایام جاہلیت اور کفر میں جو مال کہ بگڑا ہوا اکٹھا یا بطور حرام کے کمایا تھا اسکو چاہتے تھے کہ اوقات اسلام کے زکوٰۃ میں اور راہ
خدا میں دیں خدائے تعالے نے ایسے مال کے خرچ کرنیکو منع فرمایا ہے کہ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ اور نہ قصد کرو تم ناپاک یعنی حرام اور

بگڑے ہوئے مال کا مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ کہ اس میں سے خرچ کرو تم وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہو تم لینے والے اس ناکارہ
چیز کے کہ اگر کوئی تمہارا حق تمکو دیوے إِلَّآ أَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ مگر یہ کہ چشم پوشی کرو تم بیچ اسکے اور کراہت اور ناخوشی سے اسکو لیلو پس جبکہ
تم خود نہیں لیتے ہو ایسی چیز کو تو خدا کے حق میں ایسی چیز کیوں دیتے ہو انچہ بر خود نپسندی بر دیگرے مپسند وَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ اور جانو تم
کہ تحقیق خدا بے پرواہ ہے اس شخص سے کہ راہ خدا میں مال ناپاک و ناکارہ دیتا ہی حَمِيْدٌ سراہا گیا ہے اپنی ذات میں اور کسی کی تعریف کرنے اور مال
دینے کا محتاج نہیں ہے اور تعریف کرنے والا ہے اس شخص کی کہ مال پاکیزہ اپنی راہ میں دیوے اور خدائے تعالے کہ پاک ہے ناپاک مال کو نہیں قبول کرتا ہی
بلکہ مال پاک کو قبول کرتا ہے اور اب خدائے تعالے بخل اور حسد کو منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ شیطان وعدہ کرتا
ہے تم سے فقیری کا یعنی تم جو راہ خدا میں اپنی فقیری کا خوف کرکے نہیں دیتے ہو یہ بات سوچ کر کہ اگر ہم اپنے مال میں سے کسی محتاج کو دیوینگے

تو ہم فقیر اور محتاج ہو جائیں گے یہ خیال ہمارا باطل ہے اور شیطان تمکو بہکاتا ہے وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ اور حکم کرتا ہے تمکو ساتھ بُرے
کام کے کہ وہ بخیلی اور حرص ہے وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً اور خدا وعدہ کرتا ہے تم سے بخشنے گناہ کا مِّنْهُ وَفَضْلًا اسی واسطے اور زیادتی
روزی کا کہ راہ خدا میں خرچ کرنے سے دنیا میں آسودگی زیادہ ہوتی ہے اور آخرت میں ثواب حاصل ہوتا ہے وَاللَّهُ وَاسِعٌ اور خدا فراخ کرنے
والا روزی کا ہے عَلِيمٌ جاننے والا اس خالص نیت سے خرچ کرنے والوں کا يُؤْتِي الْحِكْمَةَ دیتا ہے حکمت کو مَن يَشَاءُ جس کو چاہتا ہے یعنی علم
شریف کہ جس سے فرق درمیان الہام ربانی اور شیطانی کے کرتے ہیں وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ اور جو شخص کہ دیا جائے حکمت فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا
كَثِيرًا پس تحقیق دیا گیا ہے وہ خیر کثیر وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ اور نہیں نصیحت پکڑتے ہیں مگر صاحبان عقول اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد حکمت سے اس آیت میں علم قرآن ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ مراد حکمت سے طاعت خدا اور معرفت امام ہے
اور ایک اور حدیث میں ہے کہ مراد حکمت سے معرفت امام اور پرہیز کرنا اُن گناہوں سے ہے کہ جن کے کرنے والے پر خدا تعالیٰ نے آتش دوزخ واجب
کی ہے اور اسی طرح بھی حدیث میں آیا ہے کہ مراد حکمت سے معرفت خدا اور جاننا حلال و حرام کا ہے اور مراد خیر کثیر سے معرفت خداوند و امام علیہم السلام ہے
اور منقول ہے کہ رأس الحکمۃ مخافۃ اللہ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہے کہ تو حرام ہے ہر
بخیل پر اور ریا کرنے والے پر اور چغل خور پر اور والدین کے ناخوش کرنے والے پر اور حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہانہ اور عذر کرنا
سائل سے علامت بخل کی ہے اور فرمایا ہے خدا نے وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ اور جو کچھ خرچ کیا ہے تم نے اے مومنین کچھ خرچ کرنا بہت یا
تھوڑا ساتھ خالص نیت کے یا ریا سے ظاہر یا پوشیدہ حق میں یا باطل میں أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ یا نذر مانی ہے تم نے کوئی نذر یا ہی طاعت
میں یا معصیت میں یا بعض امر معین فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ پس تحقیق خدا جانتا ہے اسکو اور اسکے نیک و بد اور حلال و حرام کا عالم ہے اُس کے
موافق تمکو جزا دے گا وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ اور نہیں ہے واسطے ظالموں کے نصرت اور مدد کرنے والے آخرت میں کہ عذاب
کو دفع کریں ان لوگوں سے کہ جو لوگ حرام اور گناہوں میں صرف کرتے ہیں اور ریا سے دیتے ہیں اور نذر حرام کرتے ہیں اور کسی طاعت
کی نذر کرتے ہیں تو اس کو وفا اور پورا نہیں کرتے ہیں اور انصار جمع ناصر کا ہے اور مِن اس سے پہلے زاید ہے اور ظالمین خبر ما کی ہے إِن
تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَ اگر ظاہر کرو تم صدقوں کو یعنی اگر وقت دینے نام خدا کے جو کسی کو کچھ دو تو وہ ظاہر میں دو کہ تمہارے دینے کو لوگ دیکھیں تو
نِعِمَّا هِيَ پس اچھی شے ہے وہ جو کہ ظاہر میں دیتے ہو تاکہ تم کو دیتے ہوئے دیکھ کر دوسرے آدمیوں کو بھی دینے کی رغبت ہو اور بخل کی تہمت
لازم آئے اور بیگانوں کے دل طرف آشنائی اور دوستی دینے والے کے مائل ہوں اور ضمیر ہی کی بعد نعم تنہا ابتدا ہے اور اس مقام میں شے کے
معنی میں ہے اور نکرہ ہے اور محل نصب میں ہے کہ تمیز فاعل مضمر کی ہے اور وہ فاعل نعم میں پوشیدہ ہے اور ابتدا مخصوص بالمدح ہے اور خبر ابتدا جو مضاف
ہے وہ محذوف ہو گیا ہے اور مضاف الیہ اُسکا ضمیر ہے جو صدقات کی طرف پھرتی ہے اور قائم مقام اسکے ضمیر ہی کی ہے اور ابن عامر اور اہل کوفہ
نے سوائے عاصم کے نعما کے نون کو فتح سے پڑھا ہے اور عین کو کسرہ سے اور اہل مدینہ نے سوائے ورش اور یحییٰ اور ابو عمرو کے اسکے نون کو
مکسور پڑھا ہے اور عین کو ساکن وَإِن تُخْفُوهَا اور اگر پوشیدہ کرو تم اُن صدقوں کو وقت دینے کے وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ اور دو تم ان
محتاجوں کو اس طرح سے کہ کوئی دوسرا آدمی اسپر مطلع ہو تو فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ پس وہ چھپا کے دینا بہتر ہے واسطے تمہارے اسواسطے کہ اسمیں
دینے والا ریا سے بچتا ہے اور جس کو دیوے وہ بھی لینے کی شرم اور خواری سے محفوظ رہتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
پوشیدہ دینا مخصوص ہے صدقہ مستحب اور سنت کے ساتھ اور صدقہ فرض مثل زکوٰۃ اور خمس کے اسکو ظاہر کر کے دینا افضل ہے تاکہ لوگ اسکو
متہم نہ کریں کہ یہ زکوٰۃ اور خمس واجب کو ادا نہیں کرتا ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو چیز خدا نے تجھ پر فرض کی ہے
اسکا ظاہر کرنا افضل ہے پوشیدہ دینے سے اور جو چیز کہ سنت ہے اُسکا پوشیدہ دینا افضل ہے اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ پوشیدہ دینا

صدقہ سنت کا افضل ہے ظاہر میں دینے سے ستر مرتبہ اور صدقہ فرض ظاہر میں دینا افضل ہے پوشیدہ دینے سے پچیس مرتبہ اور جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پوشیدہ خدا کے غضب کو کم کرتا ہے اور بجھاتا ہے اور گناہوں کو دفع کرتا ہے جیسے کہ پانی آگ کو
بجھاتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ اور دور کرے گا خدا تم سے اور پوشیدہ کرے گا بعضے گناہوں تمہارے
میں سے جو گناہ کہ آدمیوں کے اور حقوق ان کے بمنزلہ نہیں ہیں مثل غیبت اور آزار دینے کے اور آدمی کے حق غصب کرنے کے کیونکہ بدوں
بخشے اس آدمی کے جس کا کہ وہ گناہ ہے معاف نہیں ہوسکتا ہے اور سوائے اسکے جو گناہ ہے اسکو خدا فرماتا ہے کہ ہم دور کریں گے اور نکفر کو
اہل مدینہ اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے نکفر پڑھا ہے متکلم کا صیغہ اور آخر میں اسکے جزم دیا ہے اور ان لوگوں کی جزا مقرر کرکے باعتبار
عطف کے اور ابن عامر نے اور حفص نے غائب کا صیغہ پڑھا ہے اور آخر میں رفع دیا ہے خبر مبتدا محذوف کی مقرر کرکے اور تقدیر اس کی
ونحن نکفر ہے اور یا یہ کہ کلام جدید یہاں سے شروع ہوا ہے اور ما قبل سے کچھ تعلق نہیں ہے اور باقیوں نے نون اور آخر کے رفع سے
پڑھا ہے اور تقدیر اس کی ونحن نکفر ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم ظاہر دینا یا پوشیدہ دینا صدقہ کا
اس سے خَبِيرٌ خبردار ہے اور جانتا ہے جس طرح سے کہ تم نے دیا ہے اور اسکے موافق جزا دینے کے تمکو جزا دیوے گا لَيْسَ عَلَيْكَ نہیں
ہے اوپر تیرے واجب اے محمد صلعم هُدَاهُمْ راہ راست پر لانا ان کافروں کا بلکہ تجھ پر تو یہی پہنچانا ہے ہمارے احکام کا اور بتلانا
طرف حق کے ہے اور راہ راست پر لانا ان کا کہ وہ صدقہ دے کر کسی پر منت نہ رکھیں اور کسی کو آزار نہ دیں اور ریا نہ کریں اور مال ناکارہ
صدقہ میں نہ دیویں یہ تیرے ذمہ نہیں ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اور لیکن خدا اپنے لطف اور توفیق سے يَهْدِي رہنمائی کرتا ہے ایمان کی
اور اعمال نیک کی طرف مَنْ يَّشَاءُ جس کو چاہتا ہے یعنی جو کہ لائق توفیق کے ہے کہ وہ طالب ہدایت کا ہے اور حق کی دلیلوں میں
نظر کرتا ہے اسکو توفیق دیتا ہے نہ جو کہ وہ طرف دلیلوں روشن کو نظر نہیں کرتا ہے اور دیدہ و دانستہ انکار کرتا ہے وَمَا تُنْفِقُوا
مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم اے مومنین مال میں سے راہ خدا میں فَلِاَنْفُسِكُمْ پس واسطے نفسوں تمہارے کے ہے کہ اس کا ثواب
اور فائدہ تمکو پہنچے گا پس کس واسطے خرچ کرکے منت رکھتے ہو اور مال ناکارہ صدقہ میں دیتے ہو اور خدا تمہارا محتاج نہیں ہے کہ تمہارے
دینے کا فائدہ کچھ اسکو ہوتا ہو اور ما تنفقوا معنی شرط ہے اور اسی واسطے اس کا نون محذوف ہوگیا ہے وَمَا تُنْفِقُونَ اور نہیں خرچ
کرتے ہو تم اور کہتے ہیں کہ یہ نفی معنی نہی ہے یعنی اور نہ خرچ کرو تم اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ مگر واسطے طلب کرنے خوشنودی خدا کے
اور ابتغاء مفعول لہ واقع ہوا ہے یعنی تم جو واسطے راضی ہونے خدا کے دیتے ہو پس چاہیئے کہ خالص سب سے دو کہ خدا تم سے راضی
ہو وَمَا تُنْفِقُوا اور جو کچھ خرچ کرو تم مِنْ خَيْرٍ مال میں سے اپنے اور وہ مال بہتر ہے تو يُوَفَّ اِلَيْكُمْ پورا دیا جائے گا طرف
تمہارے ثواب اس کا وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ اور تم نہ ظلم کئے جاؤ گے کہ ثواب تمہارے اعمال کا تمکو کم دیا جائے اور جو صدقہ کہ ماکہ
مال کا ہے وہ لِلْفُقَرَاءِ واسطے فقیروں محتاجوں کے ہے الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو لوگ کہ روکے گئے ہیں بیچ راہ
خدا کے یعنی جو کہ مشغول ہیں جہاد میں یا طاعت میں ہمیشہ کہ طاعت نے انکو معاش کے کسب کرنے سے باز رکھا ہے اور وہ ایسے ہیں کہ لَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ نہیں طاقت رکھتے ہیں وہ بسبب مشغول ہونے جہاد کے اور طاعتوں کے ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ چلنے بیچ زمین کے
واسطے تجارت اور کسب معاش کے اس واسطے کہ ان کو جہاد اور عبادت سے فرصت نہیں ہوتی ہے اور ضربا یستطیعون کا مفعول ہے
اور یہ لوگ کہ جن کا یہ ذکر ہے مہاجرین میں سے تھے محتاج آدمی مثل عمارؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ اور ابن مسعود وغیرہ کے کہ مدینہ میں کوئی اپنا
گھر اور ملک نہیں رکھتے تھے کہ شب کو اس میں بسر کریں بلکہ شب کو ایوان مسجد میں پڑے رہتے تھے اور اسی واسطے انکو اصحاب صفہ کہتے ہیں اور صفہ
ایوان کو کہتے ہیں اور دن کو وہ لوگ جناب رسول خدا کی مسجد میں حاضر رہتے تھے نہ کچھ کسب کیا کرتے تھے اور نہ کسی سے سوال کرتے تھے اس واسطے

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ گمان کرتے تھے ان کو نادان اوپر خبر ان کے حال سے اَغْنِيَاءَ تونگر مِنَ التَّعَفُّفِ عفت اختیار کرنے سے کہ کسی سے
وہ سوال نہیں کرتے تھے اور حمزہ اور ابو جعفر اور عاصم اور ابن عامر نے یحسب کو بفتح سین پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر سین تَعْرِفُهُمْ پہچانتا ہے تو ان کو
اے محمد صلعم بِسِيمَاهُمْ ساتھ نشان اور علامت ان کی کے کہ رنگ ان کا زرد ہے اور بدن ان کا نالواں ہے اور کمریں اُن کی خمیدہ ہو رہی
ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا نہیں سوال کرتے ہیں وہ آدمیوں سے گڑگڑا کر الحاح کرنے سے اور مراد اس سے بالکل نہ
سوال کرنا ہے اور الحافاً قائم مقام حال کے ہے یعنی لا یسئلون الناس ملحفین وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم مال بہتر
اپنے میں سے اے مومنین اصحاب صفہ پر اور سوائے اُن کے اور مستحقوں پر تو فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ پس تحقیق خدا ساتھ اس کے عالم
ہے اور اس کو خوب جانتا ہے اور موافق اس کے تمکو خدا اجر دیوے گا اور جناب سولخدا نے فرمایا ہے کہ فقرا بادشاہ بہشتوں کے ہونگے اور قیامت
کے روز آدمی مشتاق بہشت کے ہوں گے اور بہشت مشتاق فقرا کا ہوگا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت رسولخدا صفہ مسجد پر
گذرے اور ان لوگوں کی فقیری اور احتیاج ملاحظہ فرمائی اور بعد اس کے فرمایا ان سے کہ جو کوئی میری امت سے اس حال پر کہ جو حال تمہارا
ہے اور اس حال پر وہ خوش ہو تو کل کو قیامت کے روز وہ میرے رفیقوں میں سے ہوگا اور منقول ہے کہ جس وقت فقرا اور تنگدست میدان
قیامت میں آئیں گے تو ملائکہ اُن سے کہیں گے کہ دنیا میں تمہارے پاس کچھ نہ تھا کہ آج اسکا حساب ہووے اور بعد اس کے بے حساب انکو بہشت
میں لیجائیں گے تونگروں سے پانسو برس پہلے اور شیعہ اور سنی کی دونوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ امیر المومنینؑ کے پاس ایک مرتبہ چار درہم تھے
ایک درہم کو انھوں نے ان میں سے شب کو راہ خدا میں دیا اور ایک کو دن میں دیا اور ایک کو پوشیدہ دیا اور ایک کو ظاہر دیا اور جناب سولخدا
نے سنا تو فرمایا کہ اے علیؑ اس طرح سے تو نے تصدق کیوں کیا حضرت علیؑ نے عرض کی کہ یا رسولخدا اس تصدق سے کہ خدا راضی ہو وہ تصدق
ان چار صورتوں سے باہر نہیں ہے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے علیؑ جو کچھ تو امید رکھتا ہے خدائے تعالے نے تجھکو عنایت فرمایا اور یہ آیت
شان میں علیؑ کے نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ وہ لوگ کہ خرچ کرتے ہیں راہ خدا میں مستحقوں پر
أَمْوَالَهُمْ مالوں اپنے کو بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بیچ رات کے اور دن کے سِرًّا وَعَلَانِيَةً پوشیدہ اور ظاہر فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ
پس واسطے ان کے اجر ان کا ہے اس صدقے کے عوض میں کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار انکے کے وَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ اور نہیں خوف ہے اوپر ان کے تو انکے کم ہونیکا وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے اسکے سبب سے اور جناب سولخدا سے روایت کرتے
ہیں فرمایا کہ علیؑ نے چار درہم جو تصدق کئے ہیں اس تصدق کرنے میں سبقت لیگیا وہ چار ہزار درہم کے تصدق کرنے پر اور اب خدا تعالے
سود کا حال بیان کرتا ہے کہ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا اور جو لوگ کہ کھاتے ہیں سود کو لَا يَقُومُونَ نہ اُٹھیں گے وہ قیامت کے روز
اپنی قبروں سے إِلَّا كَمَا يَقُومُ مگر جیسے کہ اٹھتا ہے الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ وہ شخص کہ دیوانہ کردے اسکو شیطان مِنَ الْمَسِّ
چھونے سے اور گمان عرب کا یہ تھا کہ جس وقت جن آدمی کو چھوتا ہے تو عقل اسکی زائل ہو جاتی ہے اور دماغ میں اسکے خلل ہو جاتا ہی
اور وہ دیوانہ اور باؤلا ہو جاتا ہے حقتعالے نے اسی وجہ سے کہ مشہور تھا عرب میں اسکو بیان کیا ہے کہ سود کے کھانے والے قیامت کے روز
مثل دیوانوں کے اُٹھیں گے جیسے کہ کسی کو بھتنا لپٹا ہے اور قیامت کے روز جو آدمی یہ عذاب اُن کا دیکھیں گے تو کہیں گے
کہ ذٰلِكَ یہ عذاب بِأَنَّهُمْ قَالُوا سبب اسکے ہے کہ تحقیق کہا تھا انھوں نے دنیا میں کہ إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ
الرِّبَا سوائے اس کے نہیں ہے کہ بیع مانند سود کے ہے اور کہتے ہیں کہ عرب ایک درم کو دو درہم سے فروخت کرتے تھے اور کہتے تھے
کہ یہ سود نہیں ہے بلکہ بیع ہے اور بیع اور سود میں فرق نہیں کرتے تھے اور خدا فرماتا ہے کہ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ اور حال یہ ہے کہ حلال کیا ہے خدا نے بیع کو
وَحَرَّمَ الرِّبَا اور حرام کیا ہے سود کو فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ پس وہ شخص کہ آئے اسکو نصیحت پروردگار اس کی طرف سے

یعنی سود کھانے کی ممانعت کا حکم آئے خدا کی طرف سے اور حضرت باقر نے فرمایا ہے کہ مراد موعظہ سے توبہ ہے اگر جہالت سے کھائے اور پھر توبہ کرے فَانْتَهٰى پس باز آئے وہ کہ سود کھانے کو چھوڑ دے فَلَهٗ مَا سَلَفَ پس واسطے اس کے ہے جو کچھ گذر گیا ہے لیا سود کا یعنی ممانعت سے پہلے جو سود لیا ہے وہ معاف ہے وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ اور کام اس کا طرف خدا کے ہے کہ اسکو توفیق دے کہ سود لینے سے وہ محفوظ رہے اور ان آیتوں کے مضمون کو دیکھ کر وہ خوف کرے اور پرہیز کرے سود لینے سے وَمَنْ عَادَ اور جو شخص کہ عود کرے اور پھر سود کھانے لگے حلال جان کر بعد ممانعت کے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ سود کو حلال جان کر یا خدا کے حکم کو خفیف جان کر پھر سود کے لینے والے اَصْحٰبُ النَّارِ صاحب دوزخ کے یعنی رہنے والے دوزخ کے ہیں کہ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وہ بیچ اس دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اس واسطے کہ حلال جاننا سود کا یا خفیف جاننا خدا کے حکم کا کفر ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عمداً سود کا لینے والا اس کو حلال جان کر اس آیت کے حکم میں ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سود کا لینا بعد نازل ہونے حکم ممانعت کے گناہ کبیرہ ہے اور ممانعت کا خفیف جاننے والا داخل کفر میں ہے اور بعض عارفین کہتے ہیں کہ سود کا کھانے والا سب کبائر کے اختیار کرنے والوں سے بدتر حال ہے اس واسطے کہ ہر کسب میں خدا پر توکل ہوتا ہے کسب کرنے والوں کو تھوڑا ہوتا ہے مثل تاجر کے اور کسان اور اور پیشہ والے کے کہ وہ روزی میں اپنی عقلوں کا بھروسا نہیں کرتے ہیں اور پہلے کسب کرنے سے روزی ان کی معین نہیں ہوتی ہے کہ کس قدر حاصل ہو گی اور سود کا کھانے والا اپنی روزی کو معین کر لیتا ہے اور پروردگار پر اسکو توکل نہیں ہوتا ہے اس واسطے وہ قیامت کے روز اس طرح سے اٹھے گا کہ جیسے کسی کو جھٹنا لیتا ہے يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا گھٹاتا ہے خدا سود کو اور اسکے مال کو کم کرتا ہے کہ اسمیں برکت نہیں دیتا اور انجام کو اس مال میں خسارہ اور نقصان ہے وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ اور بڑھاتا ہے صدقوں کو کہ زیادہ کرتا ہے برکت دے کر اس مال کو کہ جس میں سے وہ صدقہ دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا عوض بہت زیادہ اور کثرت سے دے گا اگرچہ وہ صدقہ تھوڑا ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر شے کے واسطے ایک فرشتہ موکل ہے مگر صدقہ کہ اسکو خدائے تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے لڑکے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے روز اسکو دیکھیں گے تو وہ مثل کوہ احد کے ہوگا غرض یہ ہے کہ ثواب راہ خدا میں دینے کا بہت کثرت سے ہوگا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ اور خدا نہیں دوست رکھتا ہے كُلَّ كَفَّارٍ ہر ناشکری کرنے والے کو کہ حرام کے حلال کرنے پر اصرار کرے کہ اَثِيْمٍ گناہ کرنے والا ہو کہ سود کے کھانے پر اور سوائے اس کے اور محرمات کے اختیار کرنے پر حرص رکھتا ہو اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے روز پیٹ سود کھانے والوں کا سانپوں سے پر ہوگا اور پوست ان لوگوں کا ایسا پتلا اور ضعیف ہوگا کہ وہ سانپ ان کے پیٹ میں سے دیکھے جاتے ہوں گے اور اب خدا تعالیٰ مومنین کے حق میں فرماتا ہے جو کہ سود کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے خدا اور پیغمبر پر اور ہر اس حکم پر کہ جو پیغمبر لاتا ہے خدا کے یہاں سے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک موافق حکم خدا کے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کیا ہے انھوں نے نماز کو یعنی ہمیشہ پڑھتے ہیں وہ اسکو مع شرائط اور ارکان کے وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں وہ زکوٰۃ کو لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ واسطے ان کے اجر ہے ان کا نزدیک پروردگار ان کے کے قیامت کے روز وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہیں ہے خوف اوپر ان کے کسی طرح کا وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے ثواب کے نہ ملنے اور کم ہونے سے بلکہ پورا ثواب ان کو ملے گا اور کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ ایام جاہلیت میں یعنی اسلام سے پہلے لوگوں سے معاملہ سود کا کرتا تھا اور قبیلہ بنی ثقیف پر اس کا کچھ باقی رہ گیا تھا جب وہ مر گیا تو اس کے پسر خالد بن ولید نے جو سیف اللہ سنیوں کا ہے اس سے سود کی روپیہ کا مطالبہ کیا خدا نے منع کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو دل سے اتَّقُوا اللّٰهَ ڈرو تم عذاب خدا سے وَ

ذَرُوْا اور چھوڑ دو تم اور دستبردار ہو تم اُس سے کہ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا جو کچھ باقی رہا ہے سود میں سے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
اگر ہو تم ایماندار کرنے والے سود کے حرام ہونے کو اس واسطے کہ دلیل ایمان کی فرمانبرداری خدا کے حکم کی ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پس اگر نہ کرو گے
تم یعنی اگر سود باقی رہے کو ترک نہ کرو گے تم تو فَاْذَنُوْا پس خبردار ہو جاؤ تم بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ساتھ لڑائی کے خدا سے اور
پیغمبر اس کے سے آپس میں ایک دوسرے کو خبر کرو تم اور یقین کرو تم اور عاصم اور حمزہ نے فاذنوا کو ہمزہ کی مد سے اور کسرہ ذال سے پڑھا ہے
یعنی جانو تم اور عالم ہو تم ساتھ لڑائی کے خدا کے اور پیغمبر اس کے سے اور خدا سے لڑائی کرنے والا دوزخ میں جاتا ہے اور رسول صلعم
سے لڑائی کرنی یہ ہے کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر جہاد کریں اس سے معلوم ہوا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ سود کے کھانے کو حلال جانے تا کہ
نوبت کفر کی پہنچے پس اس کے واسطے یہ عذاب ہے اور اگر سود کے کھانے کو حلال نہ جانے بلکہ اسکو حرام جانے تو یہ کفر نہیں ہے لیکن سود
کا کھانا ہی ایسا ہے کہ گویا خدا سے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی کرنی ہے اور انجام اس کا آتش جہنم ہے اگر توبہ نہ کریں پس
اس گناہ کی عظمت کے واسطے مجازاً ایسا بیان کیا ہے جیسا کہ بعضے کہتے ہیں اور حدیث یا علیؑ حربک حربی میں حرب کے معنی حقیقی مراد ہیں پس
یہ حرب اللہ کفر کی طرف منجر ہوتی ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ قیامت کے روز سود خوروں سے کہا جائے گا کہ خذ سلاحک للحرب
من اللہ یعنی سنبھالو تم ہتھیار اپنے خدا سے لڑنے کے واسطے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک درہم سود کا لینا نزدیک
خدا کے زیادہ سخت ہے ستر زنا سے اور دوسری روایت میں ان حضرت کے یہ ہے کہ وہ زنا ایسی حالت میں کہ ماں یا بہن سے ہو اور بیت اللہ میں
واقع ہو اور تیسری روایت میں انہیں حضرت سے یہ ہے کہ سود کے ستر ٹکڑے ہیں اور کمتر اس کا یہ ہے کہ اپنی ماں سے خانہ خدا میں زنا
کریں اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسول محمد صلعم نے لعنت کی ہے سود کو اور اسکے کھانے والے کو اور اس کے خرید
اور فروخت کرنے والے کو اور اس کے تمسک کے لکھنے والے کو اور اس پر گواہی کرنے والے کو وَاِنْ تُبْتُمْ اور اگر توبہ کرو تم سود کے لینے
سے اور اس کے حلال جاننے کے اعتقاد سے تو فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ پس واسطے تمہارے اصل مال تمہارے ہیں بدوں سود کے
کہ لَا تَظْلِمُوْنَ نہ ظلم کرو تم کہ مقروض سے اصل مال سے کچھ زیادہ طلب کرو تم وَلَا تُظْلَمُوْنَ اور نہ ظلم کئے جاؤ تم کہ تم پر کوئی
ظلم کرے یہاں تک کہ اصل مال سے بھی کم تم کو دیوے اور کہتے ہیں کہ مسلمان بعد نازل ہونے اس آیت کے اپنے اصل مال کے لینے پر راضی
ہو گئے اور جو کچھ اصل مال ان کا لوگوں پر آتا تھا اس کو انہوں نے وصول کر لیا لیکن جو لوگ کہ تنگدست تھے انہوں نے کہا کہ ہم کو چند روز کی
مہلت دے کہ ہمارا غلہ زراعت کا طیار ہو جاوے اس وقت ہم تمہارا قرض ادا کریں گے اور قرض خواہوں نے طلب کرنے میں جلدی کی اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت نازل کی وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ اور اگر ہووے وہ قرضدار صاحب تنگی کا کہ تہی دست ہو تو فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ
پس انتظار کرنا ہے طرف آسانی کے یعنی اس کو مہلت دینی چاہئے یہاں تک کہ اس کو میسر ہو کہ اس وقت وہ تمہارا قرض
ادا کرے اور یہ کَانَ کہتے ہیں کہ تامہ ہے یعنی واقع ہو ذو عسرۃ اور ابو جعفر نے عسرہ کو بضم سین پڑھا ہے اور باقیوں نے
سکون سین پڑھا ہے اور زید ابن یعقوب نے میسرہ کو بضم سین پڑھا ہے مضاف طرف ہا کی وَاَنْ تَصَدَّقُوْا
اور اگر صدقہ کرو تم قرضدار پر اپنے اس مال کو کہ اسکو بخش دو اور بری الذمہ اپنے مال سے اسکو کر دو تم تو خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے
تمہارے یعنی ثواب اسکا بہتر ہے مہلت دینے سے اور زیادہ ہے اس واسطے کہ دونوں کا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم کہ جانتے ہو تم اس کے ذکر نیک اور ثواب کثیر کو اور عاصم نے تصدقوا کو تخفیف صاد پڑھا ہے اور
باقیوں نے بتشدید صاد وَاتَّقُوْا يَوْمًا اور ڈرو تم عذاب اس روز کے سے کہ تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ رجوع کرو گے تم بیچ
اس کے طرف خدا کے اور پھیرو گے اس کے حکم کی طرف واسطے جزائے اعمال کے ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ پھر پورا دیا جائے گا ہر نفس

مَّا كَسَبَتْ جو کچھ کہ کسب کیا ہے اس نے اور اعمال نیک یا بد کئے ہیں اور اس کی جزا اسکو پوری ملے گی وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور وہ نہ
ظلم کئے جائیں گے کہ ثواب میں ان کے کمی کیجائے اور نہ یہ کہ عذاب میں ان کے زیادتی کی جائے ایسا ہوگا اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ اے آدمیو چاہیئے کہ پہنچا دے حاضر تم میں سے غائب کو کہ جو
شخص مہلت دیوے تنگدست مقروض کو تو ہووے گا واسطے اس کے ہر دن خدا پر صدقہ مثل مال اس کے کے یہاں تک کہ وصول کرے
وہ مال اپنا اور کہتے ہیں کہ یہ آیت واتقوا یوما ترجعون فیہ سب آیتوں کے بعد نازل ہوئی ہے اور بعد اس کے کوئی آیت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل نہیں ہوئی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو إِذَا تَدَايَنْتُمْ جس وقت معاملہ
کرو تم آپس میں بِدَيْنٍ ساتھ قرض کے خواہ کسی کو قرض دو یا خرید اور فروخت کسی کے ذمہ کچھ رہ جائے إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ایک
مدت نام رکھے گئے تک یعنی ایک مدت کے وعدے پر کسکو کچھ دو یا کسی سے کچھ لو تو فَاكْتُبُوهُ پس لکھو تم اس معاملہ کو ایک کاغذ پر کہ کتنے
روپے لیئے ہیں اور کب تک دینے ہوں گے اور نام دینے والے اور لینے والے کا اس میں درج ہو تاکہ وقت حاجت کے اس کے طرف
رجوع کرو اور یہ امر سنت ہے واجب نہیں ہے اور خدائے تعالے نے تمہاری آسانی اور دفع نزاع کے لئے بیان کر دیا ہے وَلْيَكْتُب
اور چاہیئے کہ لکھے اس تمسک کو قرض کے بَيْنَكُمْ درمیان تمہارے كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ایک لکھنے والا ساتھ انصاف کے کہ کم یا زیادہ
نہ کر دیوے مال کو اور مدت وعدہ کو وَلَا يَأْبَ اور چاہیئے کہ انکار نہ کرے كَاتِبٌ کوئی لکھنے والا أَنْ يَكْتُبَ اس سے کہ لکھے وہ یعنی
لکھنے سے اس کاغذ کے انکار نہ کرے بلکہ چاہیئے کہ لکھے كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ جیسے کہ سکھلایا ہے اس کو خدا نے یعنی جیسے کہ حکم شرع ہے اس کے موافق
لکھے فَلْيَكْتُبْ پس چاہیئے کہ لکھے یا مطلب کو کہے وَلْيُمْلِلِ اور چاہیئے کہ لکھے الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وہ شخص کہ اوپر اس کے حق ہے کہ وہ
مقروض ہے اس مال کا وہ لکھے یعنی اگر قرضدار لکھنا جانتا ہے تو وہ اپنی طرف سے اپنے اقرار سے لکھے اور اگر وہ لکھنا نہیں جانتا ہے یا یہ
کہ جانتا ہے اور لکھتا نہیں تو دوسرے شخص کاتب کے سامنے اقرار کرے کہ وہ اس کی طرف سے لکھے وَلْيَتَّقِ اللَّهَ
رَبَّهُ اور چاہیئے کہ ڈرے وہ لکھنے والا خدا سے کہ پروردگار اس کا ہے وَلَا يَبْخَسْ اور نہ کم کرے وقت لکھنے کے
مِنْهُ اس حق میں سے کہ اس کے ذمہ ہے شَيْئًا کسی چیز کو بلکہ جو کچھ ہے وہ تمام اور پورا لکھے فَإِنْ كَانَ الَّذِي
پس اگر ہووے وہ شخص کہ عَلَيْهِ الْحَقُّ اوپر اس کے حق ہے سَفِيهًا بے عقل ہرچند کہ بالغ ہو گیا ہو اور مال کو غرض صحیح میں خرچ
نہیں کرتا ہے اور فائدہ اور نقصان کو کچھ نہیں سمجھتا ہے أَوْ ضَعِيفًا یا ضعیف اور ناتواں ہو گیا ہو مثل بوڑھے آدمی اور لڑکے کے
أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ یا نہ طاقت رکھتا ہو یہ کہ لکھے وہ بسبب مشغول ہونے معاش کے یا دوسرے کام ضروری کے تو اس
صورت میں فَلْيُمْلِلْ پس چاہیئے کہ لکھے حق کو وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ والی اس کا ساتھ انصاف کے یا مطلب کہے وہ والی کہ جس میں نہ
کسی طرح کی کمی اور زیادتی ہو اور ولی ایسے آدمیوں کا باپ ہوتا ہے یا دادا ہوتا ہے وَاسْتَشْهِدُوا اور گواہ
پکڑو تم ایسے معاملہ پر شَهِيدَيْنِ دو گواہ یعنی سنت ہے اور بہتر ہے کہ ایسے معاملہ میں تم دو گواہ مقرر کرو مِنْ رِجَالِكُمْ
مردوں اپنے سے کہ وہ مومن مرد ہوں فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ پس اگر نہ ہوئیں وہ دو گواہ مرد فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ
پس ایک مرد اور دو عورتیں ہوں اور فرجل وامراتان کی تقدیر فلیکن رجل وامراتان ہے یعنی پس چاہیئے کہ ہووے ایک مرد اور دو
عورتیں کہ ان کو گواہ مقرر کرو مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ ان شخصوں میں سے کہ پسند کرو تم اور راضی ہو تم ان گواہوں سے یعنی
گواہان عادل مقرر کرو اور دو عورتیں اس واسطے مقرر کی ہیں کہ أَنْ تَضِلَّ اگر بھول جائے إِحْدَاهُمَا ایک ان دونوں میں کی اس
معاملہ کو کہ جس پر وہ گواہ ہوئی تھی تو فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ پس یاد دلائے ایک ان دونوں کی دوسری کو اس

معاملہ کو یعنی اگر ایک ان دونوں میں سے اس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلائے اور اس لئے فرمایا ہے کہ بسبب ضعف عقل کے عورت
پر غلبہ نسیان کا ہوتا ہے کہ شاید بھول جائے اس واسطے دوسری مقرر ہوئی کہ اگر ایک فراموش کرے تو دوسری اسکو یاد دلائے اور حمزہ
نے ان تضل کی ہمزہ کو مکسور پڑھا ہے اور باقیوں نے مفتوح اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور یعقوب نے فتذکر کو تخفیف سے پڑھا ہے اور منصوب
اور حمزہ نے مشدد پڑھا ہے اور مرفوع اور باقیوں نے مشدد اور منصوب پڑھا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ
اور نہ انکار کریں گواہ گواہی کے قبول کرنے کو إِذَا مَا دُعُوا جس وقت بلائے جائیں وہ واسطے گواہ ہونے کے یہ فرض کفای
ہے وَلَا تَسْأَمُوا اور نہ سستی کرو تم لکھنے میں اور نہ اظہار ملال کرو تم أَنْ تَكْتُبُوهُ اس سے کہ لکھو تم اسکو صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا چھوٹا
ہو یا بڑا ہو یعنی وہ مطلب تھوڑا ہو یا بہت ہو اسکو لکھنا چاہئے اور اسکے لکھنے میں کاہلی نہ کرنی چاہئے إِلَىٰ أَجَلِهِ طرف مدت اسکی
کے یعنی جو مدت کہ واسطے اسکے مقرر ہوئی ہے اس مدت تک لکھو اور کم زیادہ اس میں نہ کرو ذَٰلِكُمْ یہ تحریر تمہاری تمسک کی أَقْسَطُ
عِنْدَ اللَّهِ بہت راست اور درست ہے نزدیک خدا کے وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ اور ثابت اور قایم رہنے واسطے گواہی دینے کے اس واسطے
کہ تمسک یاد دلا دیتا ہے گواہ کو اگر وہ بھول گیا ہو اس مطلب کو کہ جس پر گواہ ہوا ہے کہ وہ جس وقت تمسک کو دیکھیگا تو اسی وقت اسکو یاد آ
جائیگا کہ ہاں میں اس پر گواہ ہوا ہوں وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا اور نزدیک تر اسکے ہے کہ نہ شک کرو گے تم اگر اس تمسک کو دیکھو گے
پس تمسک کے لکھنے کو ترک مت کرو إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً مگر یہ کہ ہووے وہ معاملہ خرید و فروخت حاضر یعنی ہاتھوں ہاتھ
اور روبرو دونوں معاملہ کرنے والوں کے اور عاصم نے تجارۃ حاضرۃ کو منصوب پڑھا ہے کان کی خبر مقرر کر کے اور باقیوں نے مرفوع
پڑھا ہے کان کو تامہ ٹھہرا کر پس وہ تجارت حاضر ہو کہ تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ پھراتے ہو تم اس کو درمیان اپنے کہ دست بدست ایک شخص
ایک چیز کو لیتا ہے اور دوسری چیز اس کے عوض میں اسکو دیتا ہے اور وہ دوسرا اسکو لیتا ہے اور کہیں دینا اور وعدہ آئندہ کو دینے
کا نہیں ہوتا ہے بلکہ ایک چیز خرید کر کے لیتے ہیں اور قیمت اسکی اسی وقت دیدیتے ہیں تو اس صورت میں فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ پس نہیں
ہے اوپر تمہارے کوئی گناہ أَلَّا تَكْتُبُوهَا یہ کہ نہ لکھو تم اس کو کہ نہیں کوئی صورت نزاع کی نہیں ہے کہ یہ معاملہ نقد ہے وَأَشْهِدُوا
إِذَا تَبَايَعْتُمْ اور گواہ مقرر کرو تم جس وقت خرید اور فروخت کرو تم آپس میں نقد اور دست بدست اس واسطے کہ اگر گواہ اسپر کوئی ہو تو ہوسکتا ہے
کہ بائع یا مشتری اس معاملہ کا انکار کرے اور یا یہ کہ قیمت کی اور خرید کی ہوئی چیز کی کمی زیادتی میں جھگڑا ہو اور یہ امر بھی واجب نہیں ہے بلکہ مباح
ہے اور دفع نزاع کے واسطے خدا نے ارشاد کیا ہے وَلَا يُضَارَّ اور چاہئے کہ نہ ضرر پہنچایا جائے اور نہ رنج دیا جائے كَاتِبٌ لکھنے والا
تمسک کا کہ زبردستی اسپر جبر کر کے اس سے کاغذ لکھوائیں وَلَا شَهِيدٌ اور نہ گواہ یعنی اور نہ گواہ ضرر اور رنج دیا جائے کہ اسکو زبردستی گواہ
مقرر کریں اگر وہ کچھ عذر رکھتا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لا یضار معروف کا صیغہ ہو اور اصل میں نہ یضارر بکسر رائے اولی ہو اور معنی اس کے اس
صورت میں یہ ہوں گے کہ اور نہ ضرر پہنچائے لکھنے والا بائع کو یا مشتری کو اس طرح سے کہ کاغذ کو درست اور صحیح نہ لکھے اور اسکی عبارت میں
خیانت کرے اور گواہ بھی ضرر نہ پہنچائے کہ گواہی کے ادا کرنے سے انکار کرے اور یا یہ کہ درست گواہی نہ دیوے اور ابو جعفر نے لا یضار کو مشدد
اور بے سکون راء پڑھا ہے اور باقیوں نے مشدد اور بنصب راء پڑھا ہے وَإِنْ تَفْعَلُوا اور اگر کرو تم ایسے معاملہ کرو تو اس امر کو کہ جس سے
کہ نہی تمکو ممانعت ہے جیسے کہ ضرر پہنچانا کاتب کا اور گواہ کا اور سوا اس کے منہیات میں سے تو فَإِنَّهُ پس تحقیق وہ کرنا فُسُوقٌ بِكُمْ
بدکاری ہے کہ لاحق ہوئی ہے ساتھ تمہارے اور باہر ہو جانا ہے حکم خدا سے وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم خدا سے کہ اس کے حکم کے برخلاف
مت کرو امور دین اور دنیا میں وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ اور سکھلاتا ہے تمکو خدا احکام دین اور دنیا تمہاری کو وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور خدا
ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور جاننے والا ہے اور اب دوسرا حکم قرض کا خدائے تعالے بیان کرتا ہے کہ وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ اور اگر ہو تم اوپر سفر کے

یعنی جس وقت تم سفر میں ہو وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا اور نہ پاؤ تم کسی لکھنے والے کو کہ تمہارے معاملہ کا وہ کاغذ لکھے یا دوات اور قلم اور کاغذ میسر نہ
فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ پس کوئی چیز گرو قبضہ کی گئی ہو اور ابو عمرو نے رہان کو رُہُن پڑھا ہے اور وہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی فالوثیقہ رہان
مقبوضہ اور رہان جمع رہن کی ہے یعنی کوئی چیز قرض لینے والے کی لیکر اپنے قبضہ میں لاؤ اور اسکو رکھ لو عوض میں قرض کے اور قبضہ
کر یا گرو کا اکثر علماء کے نزدیک لطریق جواز کے ہے اس صورت میں اگر رہن کو قبضہ نہ کرے تو بھی ہو سکتا ہے فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ
بَعْضًا پس اگر امین جانے بعض تمہارا بعض کو یعنی قرض دینے والا قرض لینے والے کو معتبر جانے بسبب حسن ظن کے اور پایا یہ کہ معاملہ میں
اسکو ہمیشہ درست پایا ہے اور اسکو معتبر جان کر اسکو قرض دیوے بدون اسکے کہ کوئی چیز اس کے عوض میں اپنے قرض کی گرو کرے تو فَلْيُؤَدِّ
الَّذِي اؤْتُمِنَ پس چاہیے کہ ادا کرے وہ شخص کہ امین اور معتبر جانا گیا ہے یعنی قرض لینے والا ادا کرے اَمَانَتَهٗ امانت اس قرض سے
والے کو یعنی قرض قرض دینے والے کا کہ وہ امانت قرض دینے والے کی قرض لینے والے کے پاس ہے چاہیے کہ قرض لینے والا اسکو ادا کرے اور اس کے حق
کا انکار نہ کرے کہ اس نے احسان ایسا اسپر کیا تھا اور ایک ضرورت میں اسکو دیا تھا وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ اور چاہیے کہ وہ ڈرے خدا سے کہ
رَبَّهٗ پروردگار اس کا ہے اور امانت میں خیانت نہ کرے اور اب خدائے تعالیٰ گواہی کے پوشیدہ کرنے کو منع کرتا ہے اور فرماتا ہے
کہ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ اور نہ پوشیدہ کرو تم گواہی کو اے گواہو وَمَنْ يَّكْتُمْهَا اور جو کوئی کہ پوشیدہ کرے اسکو تو فَاِنَّهٗ
اٰثِمٌ قَلْبُهٗ پس تحقیق گناہ کرنے والا ہے دل اُس کا اور خدائے تعالیٰ نے دل کو گنہگار فرمایا ہے اس واسطے کہ ارادہ ہر چیز کے کرنے کا دل سے
ہوتا ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور بیچ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم ظاہر کرنا گواہی کا یا پوشیدہ کرنا اس کا عَلِيْمٌ عالم ہے اور جاننے والا ہے
کہ موافق اس کے تمکو جزا اور سزا دے گا اور گواہی کا ادا کرنا حاکم کے روبرو واجب کفائی ہے اور وہ حاکم شرع کے روبرو نہ حاکم ظالم کے
روبرو لِلّٰهِ خاص واسطے خدا کے ہے اور ملک اور مخلوق اسکی ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے مثل ملک اور ستاروں کے
وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے مثل حیوانات اور درختوں اور پہاڑوں کے پس جو کچھ کہ تم کو حکم کرتا ہے وہ تمہارے
فائدہ کی اور تمہاری مصلحت کے واسطے ہے خدا کو کچھ احتیاج کسی چیز کی نہیں ہے وَاِنْ تُبْدُوْا اور اگر ظاہر کرو تم مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ
اس چیز کو کہ بیچ نفسوں تمہارے کے ہے نیک ارادہ یا بد ارادہ اَوْ تُخْفُوْهُ یا پوشیدہ کرو تم اسکو يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ حساب
کرے گا تمہارا ساتھ اس کے خدا اور تمکو موافق اس کے جزا دے گا اور کہتے ہیں کہ اعمال بندے کے اُس کے پیش کرنے گا زبان سے کہنے کو
اور سب اعضا کے اعمال کو اور نیک اور بد کے قصد کرنے کو فَيَغْفِرُ پس بخشے گا لِمَنْ يَّشَآءُ واسطے جس شخص کے کہ چاہے وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَّشَآءُ اور عذاب کرے گا جسکو کہ چاہے اور عاصم اور ابن عامر اور ابو جعفر اور یعقوب نے یغفر اور یعذب کو مرفوع پڑھا ہے اور
پہلے کلام سے اسکو قطع کر دیا ہے اور فعل کو خبر مبتدائے محذوف کی ٹھہرایا ہے اور باقیوں نے اسکو مجزوم پڑھا ہے باعتبار عطف کے
جزا شرط کی مقرر کرکے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اور خدا اوپر ہر چیز کے خواہ بخشش ہو خواہ عذاب کرنا قَدِيْرٌ قدرت رکھنے والا ہے
چاہے بخشے چاہے عذاب کرے لیکن احادیث میں وارد ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ بعضی چیزوں پر مواخذہ نہ کرے گا جیسے کہ دل میں وسوسے گذرتے
ہیں کہ ان سے بچنا بہت مشکل ہے اور خطا اور نسیان سے اگر کوئی امر صادر ہوتا ہے تو اسپر بھی مواخذہ نہ کرے گا اور جس چیز کا علم نہیں
رکھتے ہیں اور جسکی طاقت نہیں رکھتے ہیں جس کام کرنے کی طرف مضطر اور ناچار ہوں اور بے بس ہوں اور جب تک کہ ظاہر ہووے
ان چیزوں سے مواخذہ ہو گا اور مواخذہ اس سے ہو گا کہ جس کا اعتقاد رکھتا ہے یا اسے ارادہ اور اختیار سے کوئی امر کرتا ہے اور اگر کوئی
فعل بد دل میں گذرے اور ارادہ اس کے کرنے کا ہو لیکن جب تک کہ اسکو نہ کرے گا تو مواخذہ اس کا اس سے ہو گا اور اگر نیک کام دل میں گذرے گا
اور ارادہ اس کے کرنے کا ہو اور اسکو نہ کرے تو ثواب اسکا تو بھی پائے گا اور منقول ہے کہ قیامت کے روز بندہ کو حاضر کریں اور نامہ اعمال کو اسکے ہاتھ

ع ۳۹ (۶)

میں ڈالویں وہ اسکو کھولے تو اسکے اول ہی میں خرچ مقبول دیکھے ایک ساعت آہستہ تامل کرے اور بعد اسکے کہے کہ خداوند تو جانتا ہے کہ دنیا
میں کوئی خرچ نہیں کیا ہے۔ حق تعالیٰ فرمائے گا اگرچہ تو نے کوئی خرچ نہیں کیا ہے لیکن فلانے روز روانے حاجیوں کا قافلہ دیکھا تو چشم پر آب ہوا تو اور کہا تھا
کہ کاش مجھ کو طاقت ہوتی خرچ کرنے کی تو میں بھی ہمراہ ان کے جاتا سو تیری نیت کی راستی اور درستی کو جان کر خرچ مقبول تیرے واسطے لکھا اور اب خدا
تعالیٰ امت مرحومہ کی تعریف میں اور انکی تکلیف کی سبکساری میں بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ ایمان لایا اور اعتقاد کیا پیغمبر نے یعنی
محمد نے بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف اسکے مِنْ رَّبِّهٖ پروردگار اسکے کی طرف سے اور وہ ہیں قرآن اور احکام شرع کے اور یہ گواہی ہے
خدا کی طرف سے رسول کے ایمان کی صحت پر اور ایسے ہی وَالْمُؤْمِنُوْنَ یعنی اور مومنین ایمان لائے ہیں اور اعتقاد کیا ہے انہوں نے
جو مومنین کہ امت محمد صلعم کی ہیں كُلٌّ یہ اصل میں کلهم ہے اور مضاف الیہ اسکا محذوف ہے اور تنوین کل کی قائم مقام اسکے ہے اور ضمیر ہم
کی رسول کی اور مومنین کی سب کی طرف پھرتی ہے یعنی کل ان کے اٰمَنَ بِاللّٰهِ ایمان لائے ساتھ خدا کے اور وہ واحد ہے وَ
مَلٰٓئِكَتِهٖ اور ساتھ فرشتوں اسکے کے کہ وہ معصوم اور مقرب درگاہ الٰہی کے ہیں وَكُتُبِهٖ اور ساتھ کتابوں اسکی کے ایمان لائے
کہ وہ حق ہیں اور خدا کی بھیجی ہوئی ہیں وَرُسُلِهٖ اور ساتھ پیغمبروں اسکے کے ایمان لائے کہ ہر ایک ان میں سے معصوم اور بھیجا ہوا خدا کا ہے
بخلاف اہل کتاب کے کہ بعضے پیغمبر پر اور بعضی کتابوں پر وہ ایمان لاتے ہیں اور بعضے پر ایمان نہیں لاتے اور بعضے پیغمبروں کو خدا کا بیٹا کہتے
ہیں اور سب مومنین متفق الکلمہ ہو کر کہتے ہیں کہ لَا نُفَرِّقُ نہیں فرق کرتے ہیں ہم اور جدائی نہیں ڈالتے ہیں ہم ایمان لانے میں بَيْنَ اَحَدٍ
درمیان کسی کے مِّنْ رُّسُلِهٖ پیغمبروں اس کے سے اسطرح سے کہ بعضے کو سچا جانیں اور بعضے کو جھوٹا جانیں یہ اعتقاد ہمارا نہیں ہے بلکہ سب
پیغمبر پر ہم ایمان لائے ہیں وَقَالُوْا اور کہا ان سب مومنین نے کہ سَمِعْنَا سنا ہم نے یعنی قبول کیا ہم نے حکم خدا کو وَاَطَعْنَا اور فرمانبرداری
کی ہم نے یعنی خدا کا فرمانا مانا ہم نے غُفْرَانَكَ بخشش مانگتے ہیں ہم تجھ سے رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اور طرف حکم
تیرے کے پھرنا ہے واسطے جزائے اعمال کے اور غفران مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی اللھم اغفر لنا غفرانك ہے اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ میں جس وقت شب معراج کو سدرۃ المنتہی پر پہنچا تو دیکھا میں نے کہ ایک
پتا اس کا ایک گروہ کو سایہ کرتا ہے اور میں اپنے پروردگار سے مثل قاب قوسین کے تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے اپنے پروردگار کو دل کی آنکھ سے دیکھا نہ سر کی آنکھ سے اور مجھکو میرے پروردگار نے آواز دی کہ
آمن الرسول بما انزل الیه من ربه میں نے کہا کہ میں اسکو قبول کرتا ہوں اپنی طرف سے اور اپنی امت کی طرف سے پھر آواز آئی کہ والمومنون کل
امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ اس وقت میں نے کہا کہ سمعنا واطعنا غفرانك ربنا والیك المصیر اور
اسوقت فرمایا خدا نے کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نہیں تکلیف دیتا ہے خدا نَفْسًا کسی نفس کو اِلَّا وُسْعَهَا مگر موافق طاقت اور گنجائش اسکی
کے بلکہ طاقت سے کم تکلیف دی ہے کہ شب و روز میں سوائے سترہ رکعت نماز کے اور تمام سال میں سوائے ایک مہینے ماہ رمضان کے روزے
واجب نہ کئے اور حال یہ ہے کہ اس سے زیادہ کی طاقت رکھتے ہیں لَهَا مَا كَسَبَتْ واسطے اس نفس کے ہے جو کچھ کسب کیا ہے اسنے نیکیوں
میں سے یعنی جو نیکیاں کہ کسی نے کی ہیں ان کا فائدہ اسی کے واسطے ہے وَعَلَيْهَا اور اوپر اسی نفس کے یعنی اسی کے ضرر کے واسطے ہے مَا
اكْتَسَبَتْ جو کچھ کہ کسب کیا ہے اس نفس نے برائیوں میں سے یعنی اگر اس نے گناہ کئے ہیں تو ان کا ضرر اسی کے واسطے ہے اور خیر
کے واسطے کسب فرمایا اور شر کے واسطے اکتساب اس واسطے کہ اکتساب بہت سعی اور اضطراب سے اور ارادہ اور اختیار سے کسب کرنے کو کہتے
ہیں اور شر کی طرف نفس کی رغبت بہت ہوتی ہے بخلاف خیر کے اور رسول خدا فرماتے ہیں کہ بعد اسکے میں نے کہا کہ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
اے پروردگار ہمارے نہ مواخذہ کر تو ہم سے اور منقول ہے دوسری روایت میں کہ حضرت رسول خدا نے شب معراج یہ کلمات اے پروردگار میرے

تو خدا نے الہام کر کے یہ کلمات اس کی زبان پر جاری کیے کہ ربنا لا تواخذنا یعنی اے پروردگار ہمارے نہ مواخذہ کر تو ہم سے یعنی ہمکو عذاب
مت کر ہمارے گناہوں پر اِنْ نَّسِيْنَآ اگر فراموش کیا ہے ہمنے اور کسی طاعتکو ہم بھول گئے ہیں اَوْ اَخْطَاْنَا یا خطا کی ہے ہمنے کہ بے قصد کوئی فعل بد
ہم سے صادر ہوا ہے اور یہ کلام بر سبیل خشوع اور خضوع کے اور عاجزی اور انکساری کے اعتبار سے ہے ورنہ بندۂ مومن ان دو چیزوں
میں عذاب سے بیخوف ہے اور خدا نے نہ شکر فرمایا کہ نہ مواخذہ کرونگا میں اور فرماتے ہیں حضرت کہ پھر میں نے کہا کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے
وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اور نہ بار کر تو اوپر ہمارے اِصْرًا بوجھ بھاری کو یعنی تکلیف امور شاقہ کی ہمکو مت دے کہ جس کو بہت محنت اور مشقت
سے کرنا ہووے ایسا بوجھ تو ہم پر مت رکھ كَمَا حَمَلْتَهٗ جیسا کہ رکھا ہے تونے اس بوجھ کو عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا اوپر ان لوگوں کے
کہ پہلے ہم سے تھے اور بڑی تکلیفیں شاقہ ان کو تونے دی تھیں مثل یہود اور نصاریٰ کے کہ رات دن میں یہود پر پچاس نمازیں
فرض تھیں اور زکوٰۃ اوپر چہارم حصہ مال کا تھا اور انکا کپڑا نجس ہوتا تو دھونیکا حکم تھا بلکہ اوپر واجب تھا کہ جسقدر کپڑا نجس ہے اس قدر کتر کر
پھینکدیں اور نماز انکی سوائے مسجد کے دوسری جگہ درست نہ تھی اور اگر پانی نہ ملتا تو انکو تیمم جائز نہ تھا اور جسوقت گناہ کرتے تو علامت گناہ کی ان
چہرہ پر ظاہر ہوتی تھی اور اگر گھر میں کوئی گناہ کرتے تو دروازہ پر مرقوم ہوجاتا تھا کہ فلانا فلانے کام میں مشغول ہوا ہے سب تکلیفیں برکت سے جناب محمدؐ
کی امت مرحومہ سے اُٹھائی گئیں اور یہ دعا بھی اس آیت میں بر سبیل خشوع اور خضوع ہے اسواسطے کہ خدا تعالیٰ کسی پر بوجھ بھاری نہیں
رکھتا ہے اور یہ دعا حضرت نے کی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیری امت پر بوجھ بھاری نہ رکھوں گا اور حضرت نے فرمایا کہ پھر کہا میں نے کہ
رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے وَلَا تُحَمِّلْنَا اور نہ اُٹھوا تو ہم سے مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اس چیز کو کہ نہیں ہے طاقت واسطے ہمارے ساتھ
اُٹھانے اسکے کے یہ دعا بھی بر سبیل خشوع اور خضوع ہے اس واسطے کہ اگرچہ ہم یہ دعا نہ کریں لیکن خدا تعالیٰ ہمکو تکلیف ما لا یطاق
نہیں فرماتا ہے وَاعْفُ عَنَّا اور معاف کر تو ہم سے وَاغْفِرْ لَنَا اور بخش تو واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کو اور پوشیدہ کر تو ہمارے
عیبوں کو اور ان کا مواخذہ کر کے ہمکو رسوا مت کر وَارْحَمْنَا اور رحم کر تو ہم پر کہ ہماری طاعت کو قبول کر تو کہ اَنْتَ مَوْلٰىنَا تو ہی ہے آقا
ہمارا اور کارساز اور مدد کرنے والا فَانْصُرْنَا پس نصرت دے تو ہمکو عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اوپر قوم کافروں کے کہ ہمکو تو اوپر غالب کر
جنگ میں بھی اور دلیل و حجت میں بھی اور منقول ہے کہ رسول خداؐ یہ دعا کرتے تھے شب معراج کو ملائکہ آمین کہتے تھے اور خدائے تعالیٰ قبول کرتا
تھا اور اسی واسطے سبب ہے کہ ان دو آیتوں کو بہت پڑھے اور رسول خدا صلعم سے روایت ہے کہ یہ دو آیتیں بہشت کے خزانوں میں سے ہیں
اور خدائے تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے ان کو لکھا ہے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے اور جو کوئی اسکو بعد
نماز عشا کے پڑھے تو ایسا ہو گویا تمام شب وہ بیدار رہا ہے عبادت خدا میں اور فرمایا ہے حضرت نے کہ جو کوئی ان دو آیتوں کو پڑھے تمام
مقصود اس کے دنیا اور آخرت کے بر آئیں اور شیطان اس کے گرد نہ پھرے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فرمایا ہے مجھ سے
خدا تعالیٰ نے کہ دیا ہے تجھکو اور تیری امت کو ایک خزانہ عرش کے خزانوں میں سے کہ وہ سورہ فاتحہ اور خاتمہ سورہ بقر کا ہے اور ابن عباس
سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جس وقت بندہ ان دو آیتوں کو پڑھتا ہے اور جس وقت اس مقام پر پہنچے کہ غفرانک ربنا
تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ بخشا میں نے تجھکو اور جسوقت کہے کہ ربنا لا تواخذنا تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھ سے میں مواخذہ نہ کروں گا
اور جس وقت کہے کہ ولا تحمل علینا تو خدا تعالیٰ فرمائے کہ ایسی تکلیف تجھ کو میں نہ دوں گا کہ جس کی طاقت تجھ کو ہو اور جس وقت بندۂ مومن
کہے کہ واعف عنا تو خدائے تعالیٰ فرمائے کہ معاف کیا میں نے تجھ سے اور جس وقت کہے کہ واغفر لنا تو خدائے تعالیٰ فرمائے کہ میں نے تجھکو بخشا
اور جس وقت کہے کہ وارحمنا تو خدا تعالیٰ فرمائے کہ رحم کیا میں نے تجھ پر اور جس وقت کہے فانصرنا علی القوم الکافرین تو حق تعالیٰ فرمائے کہ سب
کافروں پر میں نے تجھکو نصرت دی اور تیری مدد کی سورۃ اٰل عمران یہ سورہ مدنی ہے کہ مدینہ میں نازل ہوا ہے اور اسمیں دو سو آیتیں ہیں پہلے

ع ۴۰

سورۃ اٰل عمران

اس سے سورۂ بقر کی فضیلت میں گزر گیا ہے کہ جو کوئی سورۂ بقر اور آل عمران کو پڑھے تو یہ دونوں سورتیں قیامت کے روز اس کے سر پر مثل ابر کے سایہ کریں گی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی سورۂ آل عمران کو جمعہ کے روز پڑھے اس پر خدائے تعالیٰ اور ملائکہ درود بھیجتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ یہ بھی حروف مقطعہ ہیں کہ یہ حروف رمز ہیں اس درمیان خدا کے اور پیغمبر کے اور اس کے اوصیا کے اور اس کا ذکر سورۂ بقر میں گذر گیا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آل عمران کے الم کے معنی یہ ہیں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں خدائے بزرگ ہوں اَللّٰهُ معبود قابل پرستش لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس خدا کے کہ وہی مستحق عبادت کا ہے اَلْحَیُّ زندہ ہے کہ زندگی اس کی دائم ہے اور زندگی ہر زندہ کی اسی سے ہے اَلْقَیُّوْمُ ہمیشہ قائم ہے اور باقی ہے اور اسی سے سب کا قیام ہے اور ابو جعفر اور اعشیٰ نے الم کے میم کو ساکن اور اللہ کے الف کو قطعی پڑھا ہے اور باقیوں نے میم کو مفتوح کر کے اللہ میں وصل کیا ہے اور کہتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ ایک تو سورۂ بقر میں اور وہ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ہے اور دوسرے سورۂ آل عمران میں اور وہ بھی اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ہے اور تیسرے سورۂ طٰہٰ میں اور وہ وعنت الوجوہ للحی القیوم اور آصف بن برخیا اسی اسم مبارک سے تخت بلقیس کا شہر سبا سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لائے تھے اور کہتے ہیں کہ اسی آیتیں یا کچھ زیادہ اس سورہ کے اول سے نصارائے نجران کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہیں کہ وہ ساٹھ سوار تھے اور جناب رسول خدا صلعم سے دین کے مقدمہ میں گفتگو کرنے مدینہ میں آئے تھے اور پیشوا ان کے تین آدمی تھے ایک تو عاقب کہ امیر ان کا تھا اور دوسرا ایہم کہ کارگذار اور بہتر ان کا تھا اور تیسرا ابو حارثہ کہ مدرس ان کا تھا یہ لوگ لباس فاخرہ پہنکر بآراستگی تمام رسول خدا کی مسجد میں آئے جس وقت کہ حضرت نماز عصر سے فراغت پائی تھی اور حضرت کے پاس وہ سب بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے یہانتک کہ ان کی نماز کا وقت پہنچا حضرت سے وہ اجازت لے کر کھڑے ہوئے اور مشرق کی طرف منہ کر کے ناقوس بجانے لگے اور نماز اپنی مسجد میں پڑھی اور بعد اس کے پھر حضرت کے پاس جا کر بیٹھے جناب رسول خدا نے ان سے فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ عاقب اور ایہم نے کہا کہ تجھ سے پہلے ہی دین خدا کو اختیار کئے ہوئے ہیں حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ تم جو خدائے تعالیٰ کے زن و فرزند مقرر کرتے ہو اور سولی کی عبادت کرتے ہو اور گوشت خوک کھاتے ہو اس نے تمکو اسلام سے باز رکھا ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم جو عیسیٰ کو فرزند خدا کہتے ہیں حق پر ہیں اور اگر عیسیٰ فرزند خدا کا نہیں ہے تو اس کا باپ کون ہے حضرت نے فرمایا کہ تمہارے دین میں خدا زندہ اور زوال پذیر نہیں ہے اور تم جانتے ہو کہ ایک روز عیسیٰ کو اجل گرفتار کرے گی اور سوائے اسکے تم اعتقاد رکھتے ہو کہ تصویر عیسیٰ کی صورت کی مریم کے شکم میں خدا کی تقدیر سے کھینچی اور تم کہتے ہو کہ عیسیٰ کھانا پیتا سوتا تھا اور زنانہ لڑکپن سے بڑھ کر جوانی کو پہنچا اور خدا سب ان امور سے پاک اور منزہ ہے وہ لوگ الزام کھا کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے خدا نے اسی آیتیں اول میں اس سورہ کے نازل کیں ان لوگوں کے مقدمہ میں اور نزاع ان کا ایک بار خدا کی خدائی میں تھا اور بار دوسری نبوت میں خاتم الانبیاء کے اس واسطے اول میں اس صورت کے پہلے ذکر اپنے خدا ہونے اور اپنی حیات کا اور قیوم ہونے کا کیا اور بعد اسکے نبوت میں خاتم الانبیاء صلعم کے فرمایا کہ وہ معبود زندہ اور قائم وہی ہے کہ نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ نازل کیا اس نے اوپر تیرے کتاب کو اے محمدؐ یعنی قرآنکو بتدریج تجھ پر نازل کیا ہے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے اور ساتھ راستی اور درستی کے کہ مُصَدِّقًا سچا کرنے والا ہے وہ لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ واسطے اس کے کہ آگے اسکے ہے یعنی جو کتابیں خدا کی طرف سے پہلے نازل ہوئی ہیں ان کی تصدیق کرنے والا ہے یہ قرآن اور موافق ہے ان کتابوں کے توحید عدل اور نبوت اور معاد میں اور تمام اصول دین میں اور مصدقا حال واقع ہوا ہے وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ اور نازل کیا ہے توریت اور انجیل کو ایک دفعہ میں مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے کہ هُدًی لِّلنَّاسِ ہدایت کرنے والی تھیں واسطے آدمیوں بنی اسرائیل وغیرہ کے وہ دونوں کتابیں اور ہدی حال واقع ہوا ہے اور ان دونوں کتابوں میں اثبات وحدانیت خدا کا اور ابطال شرک کا تھا لیکن یہودیوں نے عزیر کو ابن اللہ کہا اور نصرانیوں نے عیسیٰ کو ابن اللہ کہا

وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اور نازل کیا قرآن کو کہ حق سے باطل کو جدا کرنے والا ہے وہ اور فرقان آیات محکمات کو کہتے ہیں اور قرآن کل آیات کو
کہتے ہیں اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ فرقان معجزات انبیاء کے ہیں اور منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ قرآن کو فرقان اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ آیتیں
اور سورتیں جو اس میں ہیں متفرق نازل ہوئی ہیں بخلاف اور کتابوں کے کہ پہلے انبیاء کے صحیفے اور توریت اور انجیل اور زبور ایک دفعہ
مجموعہ اور کاغذوں پر لکھے ہوئے نازل ہوئے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ساتھ
نشانیوں قدرت خدا کے یا ساتھ آیتوں خدا کے کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں اور اُن کو مانا نہ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ واسطے انکے عذاب ہے
سخت بسبب ان کے کفر اور نفاق کے وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ اور خدا غالب ہے اور قادر ہے عذاب کرنے پر کہ کوئی اسکو منع نہیں کر سکتا ہے ذُوانْتِقَامٍ صاحب بدلا
لینے اور عذاب کر سکتا ہے کہ جس طرح چاہے عذاب کرے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا وہ شخص ہے کہ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ نہیں پوشیدہ ہے اوپر اسکے
کوئی شے فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ بیچ زمین کے اور نہ بیچ آسمان کے بلکہ علم اسکا سب اشیا کو محیط ہے اور گھیرے ہوئے ہے اور کلیات
اور جزئیات سب کو جانتا ہے اور علم حضرت عیسیٰ کا کہ بعض اسرار غائب کو وہ جانتے تھے ناقص تھا اور وہ بھی بتعلیم اور الہام الٰہی تھا پس
ایسے علم ناقص کو دلیل ان کے خدا ہونے کی نہ جاننا چاہئے هُوَ الَّذِيْ اور خدا ہی وہ شخص ہے يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ صورت بناتا
ہے تمہاری بیچ پیٹوں ماؤں کے كَيْفَ يَشَآءُ جس طرح چاہتا ہے اور جس طرح سے کہ اسکی حکمت تقاضا کرتی ہے نر یا مادہ یا کوتاہ یا دراز یا گورا
کالا خوبصورت یا بدصورت کامل یا ناقص اور عیسیٰ کی قدرت ایسی نہ تھی بلکہ صورت انکی بھی ماں ہی کے پیٹ میں بنی تھی پس جبکہ وہ خود محتاج صورت بنانے کا ہوا کہ
کوئی اسکی صورت کو بنا دے تو وہ دوسرے کی صورت پیٹ میں کیونکر بنائے گا اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب نطفہ عورت کے رحم میں جاتا ہے
تو چالیس روز اس میں حرکت کرتا ہے اور بعد اسکے خون بستہ ہو جاتا ہے اور چالیس روز وہ خون رہتا ہے اور بعد اسکے وہ گوشت کا ٹکڑا ہو جاتا
ہے اور چالیس روز کے بعد پھر ہڈیاں پیدا ہوتی ہیں اور اوپر گوشت پہنایا جاتا ہے اور پٹھے اور رگیں سب درست ہو جاتی ہیں اور جبکہ پورے
چار مہینے پیٹ میں گذر گئے اور سب اعضا اُس کے تیار ہو گئے تو دو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اسکی ماں کے منہ میں سے ہو کر پیٹ میں جاتے ہیں اور اس کی
آنکھ اور کان اور ناک سب چیزوں کو بناتے ہیں اور بعد اسکے اسمیں روح کو داخل کرتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود لائق
پرستش مگر وہ خدا ایسا پاک کہ جو کچھ وہ کرتا ہے دوسرا سوائے اسکے کوئی نہیں کر سکتا ہے اور جو کچھ وہ جانتا ہے دوسرا نہیں جانتا اور جو کچھ وہ قدرت
رکھتا ہے دوسرا نہیں رکھتا ہے الْعَزِيْزُ غالب ہے سب چیزوں پر الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے
کرتا ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وہ خدا وہ شخص ہے کہ نازل کیا ہے اسنے اوپر تیرے کتاب کو اے محمد یعنی قرآن کو کہ مِنْهُ
اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ یعنی اس میں سے آیتیں محکم ہیں کہ جس کے ظاہر معنی میں کچھ دشواری نہیں ہے اور مقصود ان سے بآسانی حاصل
ہو جاتا ہے اور وہ مفصل اور مبین ہیں کہ ان میں احتمال کسی طرح کا نہیں ہوتا ہے هُنَّ وہ آیات محکمات اُمُّ الْكِتٰبِ اصل کتاب کے ہیں
اور معظم ہیں کہ اور آیتیں انکی طرف رجوع ہوتی ہیں وَاُخَرُ اور دوسری آیتیں کہ سوائے ان محکمات کے ہیں مُتَشٰبِهٰتٌ کہ متشابہات ہیں
کہ ان کے معنی کئی طرح کے احتمال رکھتے ہیں اور ظاہر معنی سے اسکے مقصود اسکا حاصل نہیں ہوتا اور معانی انکے نہایت مجمل ہیں کہ انہیں فکر اور
تامل درکار ہے اور اس میں فضل اور علم علماء کا آزمایا جاتا ہے کہ اُسکے مقصود کو حاصل کریں اور آیات محکمات پر انکو رد کریں فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ
لیکن جو لوگ کہ تعصب نفسانی کی جہت سے قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ بیچ دلوں انکے کجی ہے یا خدا کے حق میں انکو شک ہے تو فَيَتَّبِعُوْنَ پس پیروی کرتے
ہیں وہ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ اس آیت کی کہ جو متشابہ ہے اس کتاب میں سے اور معانی اس کے مشکل ہیں اور وہ لوگ اُس کے ظاہر معنی پر عمل
کرتے ہیں یا تاویل باطل بنا کر اسکو حجت لاتے ہیں امر باطل پر اور کہتے ہیں کہ یہ آیت قرآن کی اس مطلب پر دلالت کرتی ہے اور کرتے ہیں
وہ پیروی اس کی ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ واسطے طلب کرنے فتنہ کے تاکہ آدمیوں کو شک میں ڈال دیں اور دین میں جاہلوں کو شبہہ ہو جاوے

اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد فتنہ سے کفر اور شرک ہے اور ابتغاء مفعول لہ واقع ہوا ہے پس وہ پیروی متشابہ کی کرتے ہیں لوگوں کو کفر اور شرک میں ڈالنے کو اور جاہلوں کو شک اور شبہ میں ڈال کر تباہ کرنے کو وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ اور واسطے طلب کرنے تاویل اس کی کے کہ ان کے مدعا کے موافق ہو وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ اور حال یہ ہے کہ نہیں جانتا ہے تاویل اسکی اور حقیقت اسکے معنی کی کوئی إِلَّا اللَّهُ مگر خدا کہ جس نے اسکو نازل کیا ہے وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ اور وہ لوگ کہ ثابت قدم اور مضبوط ہیں علم میں اور مراد راسخون فی العلم سے جناب امیر المومنین اور ان کی اولاد طیبین ہے کہ انکو سینہ بسینہ رسول خدا صلعم سے علم پہنچا ہے اور رسول خدا کو جبرئیل سے اور جبرئیل کو لوحِ محفوظ سے اور لوح محفوظ کی تحریر جنابِ خالق سے ہے چنانچہ تفسیر اہل بیت علیہم السلام میں ہے اور اس آیت میں وقف الا اللہ کے لفظ پر نہ کرنا چاہیے بلکہ فی العلم پر کرنا چاہیئے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت جناب امیر المومنین علیہ السلام اس آیت کو پڑھتے تھے تو فرماتے تھے کہ میں ہوں ان راسخون فی العلم سے کہ جو تاویل متشابہ کے جانتے ہیں اور حق یہی ہے اس واسطے کہ اکثر اصحاب رسول خدا ان کی طرف رجوع کرتے تھے مشکل مسئلوں میں اور جناب امیر المومنین نے کسی کی طرف رجوع نہیں کی ہے اور ایسا ہی حال باقی آئمہ علیہم السلام کا تھا کہ لوگ مسائل دین میں انکی طرف رجوع کرتے تھے اور انھوں نے کسی کی طرف رجوع نہیں کی ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ایک ایسا مرد ہو کہ تاویل قرآن پر جنگ کرے جیسا کہ میں تنزیل قرآن پر جنگ کرتا ہوں اور دست مبارک اپنا شانہ پر حضرت علیؑ کے رکھ کر فرمایا کہ مراد اس سے یہ مرد ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں راسخون فی العلم اور ہم جانتے ہیں تاویل اسکی اور ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم افضل راسخون فی العلم کے ہیں اور جو کچھ خدا تعالےٰ نے نازل کیا ہے سب کی تنزیل اور تاویل سے حضرت کو مطلع کر دیا ہے اور سکھلا دیا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ نے کوئی چیز نازل کی ہو اور اسکی تاویل نہ سکھلائی ہو اور بعد اس حضرت کے اوصیا اسکے راسخون فی العلم ہیں کہ وہ کل تاویل کو جانتے ہیں يَقُولُونَ کہتے ہیں وہ راسخون فی العلم کہ آمَنَّا بِهِ ایمان لائے ہم ساتھ اس متشابہ کے کہ كُلٌّ ہر ایک محکم اور متشابہ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا نزدیک پروردگار ہمارے سے ہے وَمَا يَذَّكَّرُ اور نہیں نصیحت پکڑتے ہیں اور نہیں یاد کرتے ہیں إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ مگر صاحب عقلوں کے کہ ذہن جن کے کجی سے صاف ہیں اور یہ تعریف ان راسخون فی العلم کی ہے کہ جو عقل صاف اور ذہن ذکی رکھتے ہیں کہ جو مقصود کو آیہ متشابہ سے حاصل کرتے ہیں اور جسطرح آیات کی دو قسم ہیں محکم اور متشابہ ایسے ہی احادیث کی بھی دو قسم ہیں کہ وہ بھی محکم اور متشابہ ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ احادیث متشابہ کو محکمات پر رد کرو اور متشابہات کی پیروی مت کرو کہ گمراہ ہو جاؤ گے اور لوگوں کو گمراہ کر دو گے اور یہ تفسیر دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ واوِ عاطفہ یقولون میں مقدر ہے اور اصل میں ویقولون ہے اور اسی طرح سوائے اس کے اور آیت میں بھی واو عاطفہ مقدر ہے چنانچہ ابو علی فارسی کہتا ہے اور وہ آیت یہ ہے کہ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت اور تقدیر اس کی وقلت ہے لیکن واوِ عاطفہ بہت کم مقدر ہوتا ہے چنانچہ نحو کی کتابوں میں لکھا ہے اور کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں راسخون فی العلم کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا نہ کج کر تو دلوں ہمارے کو اور نہ پھیر تو ان کو حق سے یعنی توفیق اور لطف جو تو نے عطا کیا ہے وہ ہمارے اوپر سے مت اٹھا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا بعد اس کے کہ ہدایت کی ہے تو نے ہمکو طرف حق کے اور توفیق عطا کر کے راہ راست تو نے ہمکو دکھلائی ہے دلیل قائم کر کے وَهَبْ لَنَا اور بخش تو واسطے ہمارے مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً نزدیک اپنے سے رحمت اور بخشش کو وہب امر کا صیغہ ہے وہب سے یعنی بخش تو ہمکو وہ لطف کہ جس کے سبب سے درجہ بلند اور مرتبہ بزرگ تیری درگاہ سے حاصل کر کے سعادت ابدی کو ہم پہنچیں إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ تحقیق کہ تو ہی ہے بخشنے والا ہر مقصود و مدعا کا رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ اے پروردگار ہمارے تحقیق کہ تو جمع کرنے والا آدمیوں کا ہے بعد مرنے کے

لِيَوْمٍ واسطے اس دن کے اور کہتے ہیں کہ مضاف یوم کا محذوف ہے یعنی واسطے جزا اس روز کے لَا رَيْبَ فِيْهِ نہیں شک بیچ
واقع ہونے اس کے کے اور جو کچھ کہ اس میں ہے حساب اور جزا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تحقیق کہ خدا نہیں خلاف کرتا ہے وعدہ کو کہ جو
کچھ اس نے وعدہ حشر اور نشر اور حساب کا کیا ہے اس کو وفا کرے گا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تحقیق وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انہوں نے لَنْ
تُغْنِيَ عَنْهُمْ ہرگز نہ بے پروا کریں گے ان سے اور نہ دفع کریں گے اَمْوَالُهُمْ مال ان کے کہ جس پر وہ نازاں اور غرہ کرتے تھے وَلَآ اَوْلَادُهُمْ
ور نہ اولاد ان کی کہ جن کے ہونے سے وہ فخر کرتے تھے مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا عذاب خدا سے کسی چیز کو نہ بیچ اس کے اگر کوئی بلا نازل ہو اور نہ آخرت
میں جب کہ دوزخ میں ڈالے جاویں وَاُولٰٓئِكَ اور یہ لوگ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ وہی ایندھن ہیں آتش جہنم کے کہ مثل ہیزم کے اس میں
جلیں گے اور عادت ان کی پیغمبری کے جھٹلانے میں كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ مانند عادت لوگوں فرعون کے ہے کداب خبر ہے مبتدا کے
محذوف کی یعنی عادتهم كداب آل فرعون یعنی عادت ان کی مثل عادت تابعداری کرنے والوں فرعون کے موسیٰ کے جھٹلانے میں ہے وَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور مثل عادت ان لوگوں کے کہ پہلے ان سے تھے جیسے کہ قوم عاد کی اور ثمود کی کہ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا جھٹلایا انہوں
نے اور مکذب کی ساتھ نشانیوں ہماری کے کہ ان کی عادت بھی انبیا علیہم السلام کے جھٹلانے کی تھی فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑ لیا
ان کو خدا نے یعنی اس کے عذاب نے ان کو گرفتار کیا دنیا و آخرت میں بِذُنُوْبِهِمْ سبب گناہوں ان کے کہ انبیاء کو جھٹلاتے تھے وَ
اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے کافروں پر قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا واسطے ان لوگوں کے
کہ کافر ہوئے ہیں وہ قریش ہیں یا یہود سَتُغْلَبُوْنَ قریب ہے کہ مغلوب ہو گے تم دنیا میں کہ مومن تم پر غالب ہوں گے جیسے کہ جنگ بدر میں غالب
ہوئے وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ اور جمع کیے جاؤ گے تم طرف دوزخ کے آخرت میں وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور بد آرام گاہ ہے وہ دوزخ
اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی لڑائی فتح کرکے مدینہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے
گروہ یہود کے ڈرو تم خدا سے کہ تم کو مثل قریش کے شکست نہ پہنچے جیسے کہ بدر میں ان کو پہنچی ہے چاہیے کہ بلا کے نازل ہونے سے پہلے تم مسلمان
ہو جاؤ اور تم جانتے ہو کہ میں پیغمبر ہوں اور تم اپنی کتاب میں میری پیغمبری کی صفات دیکھتے ہو یہودیوں نے یہ بات سن کر کہا کہ قریش
کیا جانتے ہیں لڑائی کو کہ ان کو لڑائی کا فن کچھ یاد نہیں ہے اس واسطے تو غالب ہو گیا ہے اور ہم سے اگر مقابلہ کرے گا تو معلوم
ہو گا کچھ کو پس خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قل الذین کفروا ستغلبون اور خدائے تعالیٰ نے جو کچھ کہ وعدہ کیا تھا ان کے
مغلوب کرنے کا وہ ظہور میں آیا کہ بنی قریظہ قتل ہوئے اور بنی نضیر جلاوطن ہوئے اور خیبر فتح ہوا کہ وہ یہودیوں کا مسکن تھا اور باقی
یہودیوں پر جزیہ لگایا گیا اور سب یہودی تباہی میں آئے اور یہ بڑی دلیل صدق نبوت کی ہے اور خدائے تعالیٰ بعد وعدہ کرنے فتح
اور ظفر مومنین کے بیان اس امر کا کرتا ہے کہ جو کچھ روز جنگ بدر کفار پر واقع ہوا کہ وہ مغلوب ہوئے اور شکست ان کو حاصل ہوئی چنانچہ
فرماتا ہے کہ قَدْ كَانَ لَكُمْ تحقیق کہ تھی واسطے تمہارے اے قریش اٰيَةٌ علامت اور نشانی درستی نبوت محمدؐ کے حق ہونے
کی فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا بیچ دو گروہ کے کہ ملے آپس میں اور ملاقات کی ان دونوں گروہ نے صف باندھ کر جنگ بدر میں اور ایک گروہ دوسرے
گروہ کے مقابلہ میں لڑنے کے واسطے کھڑے ہوئے فِئَةٌ تُقَاتِلُ ایک گروہ کہ لڑتے تھے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے اور
یہ گروہ لشکر ظفر پیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا کہ تین سو تیرہ آدمی تھے ستتر تو ان میں مہاجرین تھے اور دو سو چھتیس
انصار تھے وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ اور دوسرے گروہ کافر تھے کہ وہ لشکر ابوجہل وغیرہ کا تھا اور وہ نو سو پچاس آدمی تھے يَّرَوْنَهُمْ
دیکھتے وہ مسلمان ان کو مِّثْلَيْهِمْ دو برابر اپنے رَاْيَ الْعَيْنِ دیکھنا معائنہ کا یعنی ظاہر اور آشکارا اور رای مفعول مطلق یرون کا ہے
اور العین کہ محل رفع میں ہے فاعل اسکا ہے اور یرونہم کو اہل مدینہ اور اہل بصرہ نے ترونہم پڑھا ہے تا سے اور باقیوں نے یا سے پڑھا ہے یعنی

اور اگرچہ کفار زیادہ تھے مسلمانوں سے ظاہر میں کہ ان سے دگنے تھے لیکن خدائے تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا کہ مومنین کو غالب کریں گا
کافر ڈر اس واسطے قوی دل ہو کر مسلمانوں نے کافروں پر حملہ کیا وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور خدا قوت دیتا ہے ساتھ نصرت
اپنی کے جسکو چاہتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اسکے یعنی غالب کرنے قلیل نے ہتھیار کے کثیر ہتھیار والوں پر لَعِبْرَةً البتہ یہ ایک نصیحت
اور پند ہے لِّاُولِي الْاَبْصَارِ واسطے صاحبوں بینائیوں اور عقلوں کے اور منقول ہے کہ لشکر مسلمانوں کے لشکر کا امیر المومنین علیہ السلام کے پاس
تھا اور ان تین سو تیرہ آدمیوں میں دو شخص کے پاس گھوڑا تھا ایک مقداد کے پاس اور ایک مرثد کے پاس اور چھ آدمی ان میں زرہ پوش تھے
اور کفار کے لشکر میں سو آدمی گھوڑوں پر سوار تھے ہتھیار لگائے ہوئے اور پہلے جو اسلام میں مسلمانوں کی لڑائی کافروں سے ہوئی وہ یہی لڑائی تھی
اور بات خدائے تعالیٰ خبر دیتا ہے لوگوں کے رونے سے اور باعث نہ اختیار کرنے حق ہدایت سے اور سب غافل ہونے جانب خدا سے اور آگاہ کرتا
ہے گمراہی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے چنانچہ فرماتا ہے کہ زُيِّنَ لِلنَّاسِ آراستہ کی گئی ہے واسطے آدمیوں کے اور زینت دی گئی حُبُّ
الشَّهَوٰتِ دوستی خواہشوں نفسوں کی یعنی جو کچھ نفس خواہش کرتا ہے شیطان اسکو وسوسہ ڈال کر بہت خوب اور اچھا دکھلاتا ہے کہ وہ آدمی کو بھلا
معلوم ہوتا ہے اور خواہشوں سے مراد اس آیت میں وہ چیزیں ہیں کہ جن کو انسان دوست رکھتا ہے اور خواہشوں کی دوستی کا ذکر مبالغۃً ہوا ہے
اور حقیقت میں انسان اُن چیزوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ کئی چیزیں ہیں ایک تو دوستی انسان کی مِنَ النِّسَآءِ عورتوں سے ہے کہ وہ بہت
بڑا دام شیطان کا ہے اور انسان اس کو بہت چاہتا ہے اور عورت مرد کو جی سے پیار رکھتی ہے اور انسان کے واسطے عورت کی برابر کوئی فتنہ نہیں
ہے اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی فتنہ ضرر کرنے والا واسطے مرد کے عورت کی برابر نہیں ہے اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ عورت دام شیطان
کا ہے اور مرد کو عورت بیگانہ کے پاس تنہائی میں بیٹھنا نہ چاہئے کہ تیسرا اُن کا شیطان ہو جائیگا اور منقول ہے کہ زیادہ معاصی اور فتنے کہ عالم میں واقع
ہوتے ہیں وہ عورتوں کی بابت سے ہیں وَالْبَنِيْنَ اور بیٹوں سے یعنی دوسری دوستی انسان کی بیٹوں سے ہے کہ بہت محبوب ماں اور باپ کے ہوتے ہیں اور
جی سے وہ پیار رکھتے ہیں اور انسان انکی محبت اور پرورش میں خدا کو بھولتا ہے اور ان کے لئے مال جمع کرنے کی اسقدر رغبت ہوتی ہے کہ بخل کو
اختیار کرتا ہے اور انکے واسطے مال حرام جمع کرنے میں اور لوگوں کے حق غصب کرنے میں دریغ نہیں کرتا ہے اور انکی محبت میں دشمنوں سے لڑنے کو نہیں
جاتا ہے وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ اور کھالیں بیلوں کی جمع کیگئی اور بھری ہوئی سونے اور چاندی سے یعنی اور تیسری
چیز جسکو انسان بہت دوست رکھتا ہے وہ بیلوں کی کھالیں پُر کی گئیں سونے اور چاندی سے ہیں کہ انکی محبت میں آدمی اللہ حق سے غافل ہوتا
ہے کہ سب غرور انکی نگہبانی میں رہتا ہے اور قنطار سے مراد مال کثیر ہے اور کہتے ہیں کہ وہ آٹھ مثقال طلائی ہیں اور ایک مثقال وزن میں ماشہ
اور تین رتی کچھ ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ اسی ہزار مثقال چاندی کے ہوتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قنطار
بیل کی کھال کو کہتے ہیں جو کہ طلائی دیناروں سے پُر ہو اور چاندی کے درہموں سے بھری ہوئی ہو وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ گھوڑوں نشاندار سے
یعنی چوتھے محبت انسان کی گھوڑوں نشاندار سے ہے کہ علامت خوب رکھتے ہیں اور خوبصورت اور چالاک ہوں ان کے شوق میں انسان غافل
ہو کر حق سے منحرف رہتا ہے وَالْاَنْعَامِ اور چوپاؤں سے یعنی پانچویں چوپایوں سے انسان محبت رکھتا ہے مثل اونٹ اور گائے بکریوں اور
گوسفند کے کہ ان کی طرف ایسی رغبت ہوتی ہے کہ ان کے شوق میں حق سے بہت غافل رہتا ہے وَالْحَرْثِ اور زراعت سے انسان کو ایسی محبت
ہوتی ہے کہ اس کے شغل میں حق کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتا ذٰلِكَ یہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے سب مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فائدہ زندگانی
دنیا کا ہے کہ چند روز کا ہے اور بعد اسکے فنا اور زوال ہے وَاللّٰهُ اور خدا معبود حق ہے کہ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ نزدیک اسکے نیک جگہ پھرنے کی
ہے کہ بعد مرنیکے آدمی جہاں پہنچے گا اور وہاں قسم قسم کی نعمتیں ہیں کہ بدرجہا ان چیزوں سے بہتر ہیں اور ہمیشہ کو وہ رہیں گے کہ کبھی ان کو زوال نہیں
اور اب خدائے تعالیٰ آخرت کی نعمتوں کی تعریف کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اَؤُنَبِّئُكُمْ کیا خبر دوں میں تمکو اے آدمیو بِخَيْرٍ

مِّنْ ذٰلِكُمْ ساتھ بہتر کے ان چیزوں سے کہ مذکور ہوئے ہیں اور وہ بہتر لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا واسطے ان لوگوں کے ہیں کہ جو پرہیز کرتے ہیں کاموں بد سے
عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار ان کے کے جَنّٰتٌ بہشتیں ہیں کہ ادنیٰ چیز بھی وہاں کی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اور وہ بہشتیں
ایسی ہیں کہ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہیں نیچے درختوں اُن کے سے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ متقی بیچ اُن
بہشتوں کے وَاَزْوَاجٌ اور زوجہ ہیں ان کی بہشتوں میں حوریں بھی اور ان کی دنیا کی بیبیاں بھی کہ مُّطَهَّرَةٌ پاک اور پاکیزہ ہیں وہ سب عیبوں
سے جو کہ عورتوں کو ہوتے ہیں وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور رضامندی ہے خدا کی جانب سے کہ سب نعمتوں سے بہتر ہے وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ اور خدا
معبود سچی دیکھنے والا ہے اور بینا ہے بِالْعِبَادِ ساتھ بندوں کے اور اعمال کو ان کے دیکھتا ہے پس جزا دیتا ہے موافق عمل کے اور کہتے ہیں کہ یہی
استفہام کا قل اؤنبئکم میں بخیر من ذالکم ہے اور للذین اتقوا سے جملہ علیحدہ شروع ہوا ہے اور خالدین حال واقع ہوا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ نہیں لذت پائی ہے آدمیوں نے دنیا اور آخرت میں ایسی لذت کہ وہ عورت کی لذت سے زیادہ ہو اور یہی مراد ہے قول حقتعالیٰ سے زین
للناس حب الشہوات اور پھر فرمایا کہ بہشتی نہ لذت پائیں گے بہشت میں ایسی کہ وہ نزدیک اُن کے عورتوں سے زیادہ مرغوب ہو کہ نہ کھانے میں ایسی
لذت ہوگی اور نہ پینے کی چیزوں میں ہوگی اور کہتے ہیں کہ نعمتوں کے مراتب ہیں کہ ادنیٰ سب نعمتوں میں تو فائدہ دنیا کا ہے اور اعلیٰ سب سے رضامندی خدا
کی ہے اور میانہ اور اوسط کے مرتبہ کا بہشت ہے اس آیت میں خدا نے ان نعمتوں کے مراتب سے خبر دی ہے اور منقول ہے کہ خدا تعالیٰ بہشتیوں
کی طرف خطاب کرکے فرمائے گا کہ اے بہشتیو تم مجھ سے راضی ہو وہ جواب میں کہیں گے کہ خداوندا اس نعمت سے زیادہ اور کونسی نعمت بہشت کی
ہوگی خدائے تعالیٰ فرمائیگا کہ میں تم سے ایسا راضی ہوں کہ کبھی تم پر غصہ نہ کروں اور روایت میں آیا ہے کہ بہشت میں کئی چیزیں بہتر ہیں ایک
تو رضامندی خدا کی دوسرے ہمیشہ بہشت میں رہنا اور تیسری بہشت کی اور تیسرے ہمسائیگی حضرت رسالت پناہ صلعم کی اور اب خدا تعالیٰ متقیوں کے
اوصاف بیان کرتا ہے اَلَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں وہ پرہیزگار کہ بہ عاجزی سے يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں وہ کہ رَبَّنَآ اے پروردگار ہمارے
اِنَّنَآ اٰمَنَّا تحقیق ہم ایمان لائے ہم ان چیزوں پر کہ تو نے فرمایا ہے جن چیزوں پر ایمان لائیں اور اپنے اعضا کو تیری عبادت میں صرف کرتے ہیں
اور تجھ سے استدعا بخشش کی کرتے ہیں فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا پس بخش تو واسطے ہمارے گناہ ہمارے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور نگاہ رکھ تو
ہم کو آتش دوزخ سے اور وہ لوگ ہیں وہ متقی پرہیزگار کہ اَلصّٰبِرِيْنَ صبر کرنے والے ہیں ادا کرنے پر جمیع واجبات اور مستحبات کے اور ترک کرنے پر
محرمات کے اور وقت نازل ہونے بلاؤں کے وَالصّٰدِقِيْنَ اور سچ بولنے والے ہیں وہ متقی اور راستگو ہیں اور قول میں اور فعل میں اپنی راستی پر
ہیں اور نیت اُنکی بہت درست ہے اور خبر یہ ہے اور منقول ہے کہ جو کوئی عادت اپنی راستگوئی کی کرے اور راستگو مشہور ہو تو نام اسکا صدیقوں میں
درج کریں اور اگر دروغگوئی عادت اپنی کرے تو برعکس اسکے ہو وَالْقٰنِتِيْنَ اور فرمانبرداری کرنیوالے ہیں وہ متقی خدا کے ظاہر و باطن میں
وَالْمُنْفِقِيْنَ اور خرچ کرنے والے ہیں مال حلال میں سے مستحقوں پر بقصد طاعت اور خوشنودی خدا کے واسطے اور حدیث میں وارد ہوا ہے
کہ آفتاب کے دو طرف دو فرشتے ہوتے ہیں وہ دعا کرتے ہیں کہ خداوندا خرچ کرنے والے کو عوض دے تو اور بخیل کا مال تلف اور برباد کر تو
وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ اور بخشش چاہنے والے ہیں وہ متقی لوگ اپنے خدا سے گناہوں اپنے کے واسطے بِالْاَسْحَارِ ساتھ وقت سحر کے کہ وہ وقت
صبح صادق سے پہلے ہوتا ہے اور وہ وقت قبول ہونے دعا کا ہے اور مراد اس سے نماز تہجد ہے اور وہ وقت ایسا ہے کہ نفس
مطمئن ہوتا ہے اور دنیا کے شغلوں سے دور ہوتا ہے اور الذین اور صابرین سے مستغفرین تک سب حالت جر میں ہیں اس واسطے کہ یہ
سب اوصاف ہیں للذین اتقوا کے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سحر کے وقت ستر مرتبہ استغفر اللہ واتوب کہے
وہ اس آیت کے لوگوں میں سے ہو یعنی پرہیزگاروں میں داخل ہو اور اسی واسطے نہ استغفار نماز تہجد کی وتر کی قنوت میں ستر مرتبہ پڑھنا
سنت ہوا ہے اور سبب اس کے زیادہ ہونے ثواب کا یہ ہے کہ وہ وقت تنہائی کا ہے اور سب جاندار اس وقت سوتے ہیں اور نفس کو

گو کہ صفائی حاصل ہوتی ہے اور قدرے اس وقت معبود کی طرف توجہ بھی ہوتی ہے اور اسی وقت نفس کسی بھی ہوتی ہے کہ نفس اس وقت
بستر سے اٹھنے کو ہرگز راضی نہیں ہوتا ہے اور اس وقت وہ عبادت میں مشغول ہوتے ہیں اس لئے دعا انکی قبول ہوتی ہے اور اس قدر ثواب
حاصل ہوتا ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ خدا تعالے تین آواز دل کو دوست رکھتا ہے آواز مرغ سحر کو اور آواز قرآن پڑھنے والے کو اور آواز
استغفار کرنے والے کو وقت سحر کے اور جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد مستغفرین سے نماز پڑھنے والے ہیں وقت سحر کے
اور منقول ہے کہ دو عالم نصرانی شام سے مدینہ میں آئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی علامتیں جو اپنی کتاب میں دیکھی تھیں
ان علامات سے حضرت کو انھوں نے پہچانا اور عرض کی حضرت سے کہ ایک سوال ہے اگر تم جواب دو اس کا تو ہم ایمان لائیں حضرت نے
فرمایا کہ وہ سوال کیا ہے کہا کہ زیادہ بزرگ کلمہ اور زیادہ شہادت قرآنمیں کونسی ہے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ
شَهِدَ اللّٰهُ گواہی دی خدانے اپنی وحدانیت کی دلیلیں بیان کرکے اور جو آیات کہ دلالت کرتی تھیں اسکے وجود اور وحدانیت پر ان کو
نازل کرکے واضح اور روشن کردیا اَنَّهٗ اس طرح سے کہ تحقیق وہی ہے معبود حق از روئے نص لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود قابل پرستش
سوائے اس خدا کے وَالْمَلٰٓئِكَةُ اور گواہی دی فرشتوں نے اس کی وحدانیت پر وَاُولُوا الْعِلْمِ گواہی دی ہے صاحبان علم نے
کہ وہ مومنین ہیں اور بدلائل عقلیہ ان کے نزدیک ثابت ہوا ہے اور اس کے مظاہر اور عجائب صانع کا مشاہدہ کرکے انھوں نے دریافت
کیا ہے کہ وہ معبود بحق واحد ہے اور انھوں نے بھی اس کی وحدانیت کی گواہی دی ہے اور دل سے ان کو اعتقاد ہے اس کے واحد ہونے
کا اور زبان سے اقرار ہے کہ قَآئِمًا قیام کرنے والا ہے وہ خدائے پاک بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف کے تمام قولوں اور فعلوں میں اور قائمًا
حال واقع ہوا ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اولوا العلم سے مراد انبیا اور ان کے اوصیا ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے
عام علمائے مومنین ہیں جو کہ بدلائل عقلیہ خدا کے وجود اور وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں اور جابر ابن عبد اللہ نے پیغمبر خدا صلعم سے روایت
کی ہے کہ ایک ساعت کہ عالم اپنے بستر پر تکیہ کرکے علم دین کی طرف نظر کرے وہ بہتر ہے اس عابد سے کہ ستر برس خدا کی عبادت میں مشغول
رہے اور اسی سبب اولوا العلم شہادت میں معارن حقتعالےٰ کی اور ملائکہ کے ہوئے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سزاوار
پرستش سوائے خدائے پاک کے اور یہ فقرہ مکرر واسطے تاکید کے آیا ہے اور تاکہ تعلق ہو اس کو اس کے ساتھ کہ الْعَزِيْزُ غالب
ہے وہ جمیع ممکنات پر اور سب اس کے زیر حکم ہیں الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے کہ جو کام کرتا ہے موافق حکمت کے کرتا ہے اور انس سے روایت
ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی اس آیت کو پڑھے اور اس کے آخر میں کہے وانا علیٰ ذالک من الشاہدین حق
تعالےٰ بعد دہر حرف ایک فرشتہ پیدا کرے کہ وہ فرشتہ قیامت تک اس کے واسطے استغفار کرے اور خدائے تعالےٰ آٹھ دروازے
آٹھ بہشتوں کے اس پر کھولدے اور سات دروازے سات دوزخ کے اس پر بند کرے اور فرمایا حضرت نے کہ جو کوئی وقت خواب
کرنے کے اس آیت کو پڑھے حقتعالےٰ اس پر ہزار فرشتے پیدا کرے کہ قیامت تک اس کے واسطے وہ استغفار کریں اور ابن مسعود سے
روایت کرتے ہیں کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی اس آیت کو پڑھے اور اس کے آخر میں وانا اذالک من الشاہدین
کہے حقتعالےٰ قیامت کے روز اسکو حاضر کرے اور فرمائے کہ اے بندے میرے عہد کو میرے تونے وفا کیا کہ وہ توحید میری ہے
اور میں زیادہ سزاوار ہوں وفا کرنے میں اس شخص سے کہ عہد کو وفا کرے اے فرشتو میرے بہشت کے دروازے اسکے واسطے کھولدو
جس دروازے سے چاہے وہ داخل ہو جائے اور فرمایا حضرت نے کہ دو فرشتے ہوا میں آپسمیں ملے اور ملاقات کی ایک نے دوسرے کو کہا کہ تو
کہاں سے آتا ہے کہا کہ ایک بندہ گنہگار کے پاس سے آتا ہوں کہ آج وہ گناہوں میں مشغول تھا اور یہ نامۂ اعمال اس کا کہ جو سیاہ ہو رہا ہے
آسمان کو لیجاتا ہوں اس دوسرے فرشتہ نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ میں واسطے اس بندہ کے آزادی آتش دوزخ سے لیجاتا ہوں پہلے فرشتے کو یہ

سکر ہیبت لاحق ہوا دوسرے فرشتہ نے کہا فرشتہ اول سے کہ جس وقت تو اس سے جدا ہوا تھا تو اُسے آیۂ شہادت کو پڑھا تھا حق تعالیٰ نے فرمایا
کہ وہ جو مجھ پر ایمان لایا اور اس نے مجھ کو پہچانا تو میں نے اُس کے گناہ کو بخشا اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ تین سو ساٹھ بت خانہ کعبہ کے
گرد رکھے تھے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو سب منہ کے بل گر پڑے اور توحید جو اصل دین اسلام کی ہے اس واسطے بعد توحید کے ذکر اسلام کا کرتا
ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ تحقیق دین پسندیدہ نزدیک خدا کے اسلام ہے نہ ملت یہود اور نصاریٰ
کا کہ خالی شرک سے نہیں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسلام قبل ایمان ہے اور اسلام کی جہت سے آپس میں مسلمان میراث
لیتے ہیں اور نکاح کرتے ہیں اور ثواب ایمان کی جہت سے حاصل ہوتا ہے وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اور نہ اختلاف کیا ان لوگوں نے کہ اُوْتُوا
الْکِتٰبَ دیے گئے ہیں وہ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ دین اسلام کی اور نبوت محمد کے حق ہونے میں اختلاف نہیں کیا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَهُمُ الْعِلْمُ مگر بعد اس کے کہ آیا ان کو علم ان کے حق ہونے میں یعنی جبکہ اُنھوں نے بملاحظہ آیات اور معجزات حقیت نبوت محمد اور حقیت اسلام کو
معلوم کر لیا تب اُنھوں نے اختلاف کیا کہ قرآن اور محمد حق نہیں ہیں اور اختلاف ان کا اس وجہ سے تھا بعضے کہتے تھے کہ اسلام حق ہے اور بعضے
کہتے تھے کہ وہ خاص عرب کے واسطے ہے اور اکثر مطلق انکار کرتے تھے اسلام کا اور یہ اختلاف کیا اُنھوں نے بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ واسطے طلب کرنے ریاست
کے درمیان اپنے اور واسطے حسد کے اور ظلم کے کہ درمیان اُن کے ہیں نہ واسطے کسی شبہ کے کہ اسلام کے حق ہونے میں ان کو ہوا ہو اور بغیا
مفعول لہ واقع ہوا ہے اور بغی ظلم سے بلندی اور بزرگی کے طلب کرنے کو کہتے ہیں اور ایسے لوگوں کے واسطے عذاب میں فرماتا ہے کہ وَمَنْ
یَّکْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اور جو کوئی کفر کرے ساتھ آیتوں خدا کے کہ وہ قرآن ہے اور اوپر ایمان نہ لائے اور بانعام معجزوں اوپر رسول خدا صلعم کے
ایمان نہ لائے اور ان کو نہ مانے تو فَاِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق خدا سَرِیْعُ الْحِسَابِ جلد لینے والا حساب کا ہے یعنی عنقریب اہل حق اور عناد اور
انکار کرنے والے قرآن کے موت اور محمد صلعم کے دنیا سے کوچ کرکے عذاب آخرت میں گرفتار ہوں فَاِنْ حَآجُّوْكَ پس اگر حجت لائیں وہ یہودی
تجھ سے اے محمد صلعم اور جھگڑا کریں عناد کی راہ سے دین اسلام میں بعد قائم ہونے حجت کے اوپر ان کے یا نصاریٰ نزاع سے بیچ آئین عیسیٰ کی جہت سے
تو فَقُلْ پس کہہ تو اے محمد صلعم کہ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ تسلیم کیا میں نے نفس اپنے کو اور فرمانبرداری کی میں نے اپنی ذات سے لِلّٰهِ واسطے خدا
کے اور کسی وجہ سے اس کا شریک کسی کو نہ کروں گا وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور جس شخص نے کہ پیروی کی ہے میری یعنی جو شخص کہ مومن ہیں اور میری
پیروی کرتے ہیں اُنھوں نے بھی اپنے نفسوں کو تسلیم کیا ہے خاص واسطے خدا کے کہ واسطے اس کے کسی کو شریک نہیں کرتے وَقُلْ اور کہہ تو اے
محمد صلعم لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ واسطے ان لوگوں کے کہ دیے گئے ہیں کتاب توریت اور انجیل وَالْاُمِّیّٖنَ اور واسطے ناخواندوں
کے کہ وہ مشرکین عرب ہیں کہ لکھنے اور پڑھنے نہیں جانتے یعنی ان سے کہہ تو کہ ءَاَسْلَمْتُمْ کیا اسلام لائے ہو تم اسکی حقیقت کے ظاہر ہونے کی جہت
سے جیسے کہ میں اسلام لایا ہوں اور وہ لوگ کہ جو میری پیروی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ استفہام معنی امر ہے یعنی اسلام لاؤ تم فَاِنْ اَسْلَمُوْا
پس اگر اسلام لائیں وہ حق کو قبول کریں اور فرمانبرداری اسکی کریں تو فَقَدِ اهْتَدَوْا پس تحقیق ہدایت پائی اُنھوں نے اور گمراہی سے
رستگار ہوئے وَاِنْ تَوَلَّوْا اور اگر پھر جائیں وہ اور انکار کریں تو تجھ کو کچھ ضرر نہیں ہے فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ پس سوائے اسکے نہیں
کہ اوپر تیرے پہنچانا ہے ہمارے پیغام کا اور تو نے وہ پہنچا دیا ہے اور حجتیں قائم کر دی ہیں وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ اور خدا دیکھنے والا
اور بینا ہے ساتھ بندوں کے کہ کون تیری تصدیق کرتا ہے اور کون تجھ کو جھٹلاتا ہے سو موافق اُن کے عمل کے جزا دے گا اِنَّ الَّذِیْنَ
یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے ہیں ساتھ آیتوں خدا کے کہ وہ قرآن اور محمد ہیں اور اوپر ایمان نہیں لاتے ہیں اور خدا کو
واحد نہیں جانتے ہیں وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ساتھ ناحق کے اور حمزہ نے یقتلون کو یقاتلون پڑھا ہے
وَیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ اور قتل کرتے ہیں وہ ان لوگوں کو کہ حکم کرتے ہیں وہ بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف کے مِنَ النَّاسِ آدمیوں میں سے

کہ وہ سوائے پیغمبروں کے نیک آدمی ہیں اور رسول خدا سے کسی نے پوچھا کہ زیادہ سخت عذاب قیامت کے روز کن لوگوں کو ہوگا فرمایا کہ جو
کوئی قتل کرے پیغمبر کو یا اس شخص کو کہ جو حکم کرتا ہے نیکی کا اور منع کرتا ہے بد کام کرنے سے اور بعد اس کے یہ آیت تلاوت فرمائی ویقتلون النبیین
بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط اور بعد اس کے فرمایا کہ قتل کیا بنی اسرائیل نے تینتالیس انبیا کو اول روز ایک ساعت میں بعد
اسکے کھڑے ہوئے ایک سو بارہ آدمی بنی اسرائیل کے عابد و مومنین سے اور انھوں نے ان قاتلوں کو نیکی کا حکم کیا اور بدی سے منع کیا ان کو بھی انھوں
نے اسی روز کے آخر روز میں قتل کیا اور یہ لوان لوگوں کا ذکر ہے کہ جو بنی اسرائیل سے پہلے تھے اور حضرت کے زمانہ کے لوگ جو کہ ان کی اولاد میں تھے
کہتے ہیں کہ وہ اپنے باپ دادے کے فعل سے راضی تھے اور انھوں نے جناب رسول خدا اور مومنین کے قتل کا ارادہ کیا تھا لیکن خدائے تعالیٰ نے
ان کو محفوظ رکھا اس سبب سے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَبَشِّرْهُمْ پس خوشخبری دے ان کو تو اے محمد صلعم بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ساتھ عذاب
دردناک کے قیامت کے روز اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ یہ قتل کرنے والے انبیاء اور مومنین نیکی کا حکم کرنے والوں کے وہ لوگ ہیں کہ
نابود ہو گئے اور مٹ گئے اَعْمَالُهُمْ عمل اُن کے فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بیچ دنیا اور آخرت کے دنیا میں تو یہ حال ہے کہ تعریف انکی کوئی
نہیں کرتا ہے بلکہ لعنت اُن پر کرتے ہیں اور آخرت میں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ اور انھوں کے واسطے انکے مددگار نہیں کہ پس
جہنم سے انکو نجات دلوائیں اور اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو کوئی نیکی کے حکم کرنے والے کو قتل کرے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور کوئی اسکو
عذاب سے بچا سکے گا اور اہل سنت کی کتب احادیث میں لکھا ہے کہ رسول خدا نے عمار یاسر سے فرمایا کہ تجھ کو گروہ باغی قتل کرینگے اور تو انکو بہشت کی
طرف بلاتا ہوگا اور وہ تجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے یعنی تو ان کو نیکی کا حکم کرتا ہوگا اور جو کہ باغ ہے اُن کے بیچ میں جاسکا
وہ ان کو کہتا ہوگا اور عمار یاسر حضرت علی کی طرف ہو کر معاویہ کے لشکر سے لڑے اُن باغیوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے پس معلوم ہوا
کہ معاویہ اور اس کے ہمراہی جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہیوں نیکی کے حکم کرنے والوں کو قتل کرتے تھے وہ سب ہمیشہ کو دوزخ میں
جائیں گے اور کوئی اُن کو عذاب سے رہائی نہ دلوا سکے گا اور منقول ہے کہ خیبر کے یہودیوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے آپس میں زنا کیا اور
توریت میں واسطے زنا کرنے والوں کے حکم سنگسار کرنیکا لکھا تھا اس واسطے انھوں نے جناب رسول خدا کی طرف رجوع کی کہ حکم سنگسار کرنیکا نہ فرمائیں گے
بلکہ حد جاری کریں گے اور حضرت نے بھی وہی حکم دیا کہ جو توریت میں لکھا تھا کہ زنا کرنیوالوں کو سنگسار کرنا چاہیے بعض یہودیوں نے کہا کہ حکم سنگسار
کرنیکا ہم پر ظلم ہے حضرت نے فرمایا کہ توریت میں بھی یہی لکھا ہے یہودیوں نے کہا کہ توریت میں یہ نہیں لکھا ہے حضرت نے ایک توریت منگوائی اور ایک
عالم یہود سے اس کو پڑھوایا تو وہ سنگسار کرنیکی آیت کو چھوڑ گیا عبد اللہ بن سلام کہ پہلے یہودیوں کے مذہب میں تھے وہ کھڑے ہوئے اور توریت
کو اس کے ہاتھ میں سے لیکر سنگسار کرنے کی آیت کو پڑھا اس میں لکھا تھا کہ اگر مرد صاحب زوجہ اور عورت شوہر دار زنا کریں تو ان کو سنگسار کرنا
چاہیے اور اگر عورت حاملہ ہے تو تا وضع حمل انتظار کرنا چاہیے اور بعد اسکے اسکو سنگسار کرنا چاہیے اور حضرت نے فرمایا کہ میرا حکم مطابق توریت کے
ہے خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمد طرف ان لوگوں کے کہ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ
الْكِتٰبِ دیے گئے ہیں وہ ایک حصہ کتاب توریت میں سے یعنی علماء یہود کہ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ بلائے جاتے ہیں وہ طرف کتاب خدا کے
کہ وہ توریت ہے لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ تاکہ حکم کرے وہ کتاب درمیان اُن کے اور بعضے کہتے ہیں کہ رسول خدا یہودیوں کے مقام درس میں تشریف
لے گئے اور ان کو اسلام کی طرف بلایا ایک شخص نے انمیں سے حضرت سے کہا کہ تو کس دین پر ہے حضرت نے فرمایا کہ ملت ابراہیم پر اُسنے کہا کہ ابراہیم تو یہودی
تھا حضرت نے فرمایا کہ درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے توریت مصحف ہے انھوں نے انکار کیا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ پس
منہ پھیرتا ہے ایک فرقہ انمیں سے جانب حق سے وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اس وقت کہ وہ انکار کرنے والے اور روگردانی کرنے والے ہیں حق سے باوجود
علم کے کہ رجوع کرلی ان کو طرف حکم رسول خدا کے واجب تھی کہ مطابق توریت کے بھی تھا وہ حکم ذٰلِكَ یہ انکار اور روگردانی انکی بِاَنَّهُمْ قَالُوْا

سبب اسکے ہے کہ کہا انھوں نے کہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ ہرگز نہ چھوئے گی ہمکو آگ دوزخ کی اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ مگر چند روز شمار
کئے گئے کہ وہ سات روز یا چالیس روز ہیں اس واسطے عذاب کو سہل جانکر حکم توریت سے روگردانی کرتے ہے اور ایام منصوب علی الظرفیۃ ہیں اور معدودات اسکی
صفت ہے وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ اور فریب دیا اُن یہود کو بیچ دین ان کے کے مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۝ اس چیز نے کہ تھے وہ افترا کرتے اور جھوٹ
بناتے اور کہتے تھے کہ ہمارے باپ اور دادا کہ انبیاء تھے ہماری سفارش کرکے ہمکو بچالیں گے اور یا یہ کہ کہتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے یعقوب سے
وعدہ کیا تھا کہ تیری اولاد کو عذاب نہ کروں گا مگر چند روز قسم کے کھولنے کے واسطے کہ وہ قول خدائے تعالیٰ کا ہے لاملأن جہنم من الجنۃ والناس اور
فرماتا ہے کہ وان منکم الا واردہا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَكَيْفَ پس کیونکر ہوگا حال ان کا اِذَا جَمَعْنٰهُمْ جس وقت جمع کریں گے ہم
ان کو لِيَوْمٍ واسطے اس دن کے یعنی واسطے حساب یا جزا اس دن کے کہ لَّا رَيْبَ فِيْهِ نہیں شک ہے بیچ واقع ہونے اس دن کے منقول
ہے کہ قیامت کے روز پہلا نشان کفار کا جو بلند ہوگا وہ نشان یہودیوں کا ہوگا اور خدائے تعالیٰ ان کو اہل محشر میں رسوا کرے گا اور بعد اسکے
حکم کرے گا کہ ان کو دوزخ میں لیجاؤ اور ہمیشہ وہ وہاں رہیں گے وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ اور پورا دیا جائیگا ہر نفس مَّا كَسَبَتْ
جو کچھ کہ کسب کیا اور عمل کئے ہیں اُسنے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝ اور نہ وہ ظلم کئے جائینگے کہ کسی کے ثواب میں کمی کی جائے یا عذاب کسی کا زیادہ
کیا جائے بلکہ جزا موافق عمل کے ملے گی اور اب خدائے تعالیٰ اپنے حبیب کو تعلیم کرتا ہے کہ یہودیوں کے جواب میں اس طرح کہنا چاہئے
چنانچہ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اللّٰهُمَّ اے خدا مٰلِكَ الْمُلْكِ بادشاہ ملک دنیا اور آخرت کے تیری ہی بادشاہی
ہمیشہ کو قایم اور باقی ہے اور سوائے تیرے سب بادشاہ ہلاک ہونے والے ہیں اور اللہم کی اصل یا اللہ ہے اور میم مشدد اُس کے آخر
میں عوض یا حرف ندا کے ہے کردیا ہے۔ اور ضمہ ہا اس واسطے کہ وہ منادی مفرد معرفہ ہے اور آخر میں میم اس واسطے مفتوح ہوا اور
وہ ساکن تھا مگر فتح کہ خفیف ہے اس کو دے دیا اور مالک الملک منادی مضاف ہے اور حرف ندا کا اس میں سے محذوف ہے کہتے
ہیں کہ جنگ احزاب میں مسلمان اپنے گرد خندق کھودتے تھے ایک پتھر ایسا سخت نکلا کہ دال اس میں کام نہیں کرتی تھی رسول خدا صلعم نے
سلمان کے ہاتھ میں سے کدال لیکر اس پتھر پر مارا کہ ایک تہائی اس میں سے ٹوٹ گیا اور ایک روشنی مثل بجلی کے پتھر میں سے نکلی کہ
پہاڑ مدینہ کے روشن اس سے ہوگئے اور اس روشنی میں کنگرے ایوان کسرے کے جو کہ مدائن میں تھا لوگوں نے اس مقام سے جو کہ وہاں
حاضر تھے بخوبی دیکھے اور اس وقت حضرت نے اور حضرت کے اصحاب نے تکبیر کہی اور جب دوسری ضرب لگائی تو تہائی پتھر اور شکست
ہوا اور اس میں سے روشنی چمکی اور اس روشنی میں محل صنعا یمن کے دکھلائی دیے پھر حضرت صلعم اور حضرت کے اصحاب نے تکبیر کہی اور
تیسری ضرب کی روشنی میں روم کے اور فارس کے محل نظر آئے اور حضرت نے مع اصحاب تکبیر کہی اور فرمایا حضرت نے کہ مجھ کو جبرئیل نے خبر
دی تھی کہ غلبہ اسلام کا اطراف عالم میں پھیل جائے گا اصحاب نے یہ سنکر خدا کا شکر کیا اور منافق ہنسنے لگے اور کہتے تھے کہ عجب حال ہے اس
شخص کا کہ لڑائی کے خوف سے تو اپنے گرد خندق کھودتا ہے اور اپنے یاروں سے روم اور فارس کے لینے کا وعدہ کرتا ہے تب خدائے
تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اے خدا مالک بادشاہی دنیا و آخرت کے تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ تو دیتا ہے
تو بادشاہی جس کو چاہتا ہے وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ اور چھین لیتا ہے تو بادشاہی کو جس سے چاہتا ہے تو اور آثار اسکے حکومت
مکہ کی اور اطراف مکہ کی کفار قریش سے چھین کر رسول خدا صلعم کے خادموں کو دی اور ملک روم اور فارس اور یمن وہاں کے بادشاہوں سے لیکر
حضرت کے تابعین کو دیا اور بعضوں کے نزدیک مراد ملک سے ملک نبوت ہے کہ بنی اسرائیل سے چھین کر اولاد اسمٰعیل میں دیا وَتُعِزُّ مَنْ
تَشَآءُ اور عزت دیتا ہے تو جس کو چاہتا ہے تو ایمان کی توفیق دیکر وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ اور خوار اور بے مقدار کرتا ہے جسکو چاہتا ہے
تو اس کے عناد کی جہت سے مثل ابوجہل وغیرہ کفار کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد عزت سے عزت قناعت کی ہے اور مراد ذلت سے ذلت حشمت اور حرص کی

ہے بِیَدِكَ الْخَیْرُ ط تیرے ہی ہاتھ میں ہے نیکی اور خیر ہے اے خدا کہ ملک اور عزت تو مومنین کو دیتا ہے اور ذلت اور عذاب کفار کو دیتا ہے یہ عدل
تیرا ہے اور خیر میں یہ داخل ہے اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تحقیق کہ تو اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے کہ جس سے چاہے بادشاہی کو چھین
لیوے اور جسکو چاہے عطا کرے اور جسکو چاہے عزت دیوے اور جسکو چاہے ذلیل و خوار کرے تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ داخل کرتا ہے تو رات کو
بیچ دن کے کہ رات گھٹتے گھٹتے دن ہو جاتا ہے وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ اور داخل کرتا ہے تو دن کو بیچ رات کے کہ دن گھٹتے گھٹتے رات ہو جاتی ہے
وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردہ سے کہ نطفہ مردہ سے حیوان زندہ کو نکالتا ہے یا نکالتا ہے تو مومن کو کافر
سے یا عالم کو جاہل سے وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ اور نکالتا ہے تو مردہ کو زندہ سے یعنی کافر کو مومن سے پیدا کرتا ہے یا جاہل کو عالم سے
کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ایک زوجہ کے پاس تشریف لے گئے ایک عورت پاکیزہ صورت اور نیک سیرت وہاں بیٹھی تھی حضرت نے پوچھا کہ یہ کون ہے
کہا کہ تیری خالاؤں میں سے ایک خالہ ہے فرمایا کہ کونسی خالہ کہا کہ خالدہ بنت الاسود اور یہ مومنہ ہے اور باپ اسکا کافر تھا یہ سنکر فرمایا کہ سبحان
الذی یخرج الحی من المیت اور بعضوں نے میت کی یا کو مخفف پڑھا ہے وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور روزی دیتا ہے جسکو
چاہتا ہے تو بے حساب اور بے شمار اپنے خزانۂ رحمت سے کہ خلق جس کا حساب کر سکے اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہے کہ میں بسبب مطالبہ قرض کے
ایک مرتبہ نماز جمعہ میں حاضر نہ ہوا رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تو نماز جمعہ میں کیوں نہیں حاضر ہوا میں نے عرض کی کہ فلانے یہودی کے میرے ذمے کچھ گیہوں قرض
آتے ہیں اس نے مجھکو نہیں آنے دیا حضرت نے فرمایا کہ آیہ قل اللهم کو بغیر حساب تک پڑھ اور کہہ کہ یا رحمان الدنیا والآخرة ورحیمهما تعطیهما من تشا
ء وتمنع منهما من تشاء اقض عنی دینی جو کوئی اسکو پڑھے اگر قرض اس کا اس قدر ہو کہ زمین گنجایش اسکی نہ رکھتی ہو تو خدا تعالے اسکو ادا کر دے گا اور حضرت صادق
علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ جس وقت خدا تعالے نے چاہا کہ سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آیہ شهد الله اور آیہ قل اللهم کو
زمین پر نازل کرے تو انھوں نے عرض کی کہ خداوندا تو ہمکو زمین پر بھیجتا ہے کہ جو جگہ گناہ کی ہو گئی ہے اور ہم تیرے عرش پر لٹکے ہوئے ہیں کہ وہ مقام
پاک ہے اللہ تعالے نے فرمایا کہ مجھکو قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جو کوئی تمکو بعد نماز فریضہ کے پڑھے گا میں اسکو حظیرۂ قدس میں جگہ
دوں گا اور ہر روز ستر بار بنظر رحمت اسکو دیکھوں گا اور ہر روز ستر حاجت اسکی بر لاؤں گا کہ کمتر حاجت ان حاجتوں میں سے یہ ہے کہ اسکے گناہ کو
بخشوں گا اور دشمنوں سے اسکو نگاہ رکھوں گا اور کوئی چیز اسکو بہشت میں جانے سے منع نہ کر سکے گی اور اس آیت میں خدا تعالے نے بیان کیا
کہ مالک دنیا اور آخرت کا اور قادر عزت دینے اور ذلت دینے پر خدا ہے اور بعد اسکے مومن کو منع کرتا ہے کافروں سے دوستی کرنے پر کہ وہ قادر نہیں ہیں
عزت دینے اور ذلت دینے پر چنانچہ فرماتا ہے کہ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ چاہیے کہ نہ پکڑیں مومنین کہ دوستان خدا ہیں اور معزز اور مکرم ہیں نزدیک
اس کے اَلْكٰفِرِیْنَ کافروں کو کہ دشمنان خدا ہیں اور ذلیل اور خوار ہیں نزدیک اس کے اَوْلِیَآءَ دوست مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
سوائے مومنین کے یعنی مومن کافر سے دوستی نہ کرے اور مومن دوست نہ رکھے مگر مومن کو خدا تعالے نے منع کیا ہے اس آیت میں کہ جاہلیت میں
جو قرابت اور ملاقات کی جہت سے دوستی تھی اسکو موقوف کرو کہ کفار سے دوستی نہیں چاہیے اور دوستی اور بغض جو ہو تو خاص خدا کیواسطے ہے
ہو کہ یہ ایمان کے اصول میں سے ہے اور یہ مضمون قرآن میں کئی جگہ آیا ہے لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء اور لا تجد قوما یؤمنون
بالله والیوم الآخر (الآیہ) اور فرماتا ہے کہ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو شخص کہ کرے اس دوستی کو دشمنان خدا سے تو فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ
فِیْ شَیْءٍ پس نہیں ہے وہ دوستی خدا کی سے کسی شی کی یعنی خدا کی دوستی سے اسکو کچھ نصیب نہ ہو گا اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مگر یہ کہ بچو تم مِنْهُمْ
تُقٰىةً ان کفار سے بچنا اور اس چیز کا خوف ہو کہ نگاہ رکھنا اور بچانا اسکا واجب ہے جیسے کہ ضرر ہو جان کا یا مال کا یا عزت کا نقصان ہو تو ان
سے اس صورت میں دوستی کر سکتے ہیں تقیہ کی راہ سے ظاہر میں اور یعقوب نے تقاۃ کو تقیہ پڑھا ہے یعنی نگاہ رکھو تم اپنے تئیں ان کفار
سے از روئے تقیہ کے اور اس آیت سے تقیہ ثابت ہوا اور جو لوگ کہ تقیہ کو منع کرتے ہیں ان کا ایمان اس آیت پر نہیں ہے اور اس آیت کے

وہ منکر ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا فرماتے تھے کہ نہیں ایمان ہے واسطے اس شخص کے کہ نہیں تقیہ ہے واسطے جس شخص کے اور حال یہ ہے کہ خدا اُٹھا لیے قرآن میں فرماتا ہے کہ الا ان تتقوا منھم تقٰۃ اور دوسری روایت میں ہے کہ تقیہ سپر خدائی ہے درمیان اس کے اور درمیان خلق اس کی کے اور حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تقیہ ہر شے میں ہے کہ جس کی طرف مضطر اور لاچار ہو فرزند آدم اور جو شخص حلال کیا ہے خدا نے واسطے اسکے تقیہ کو وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ اور ڈراتا ہے تم کو خدا دشمنوں سے دوستی کرنے کے مدمیں نَفْسَهٗ عذاب ذات اپنی سے کہ سبب قاہر ہونے کے اسکی ذات سے صادر ہو وَاِلَى اللّٰهِ اور طرف خدا کے یعنی اسکے حکم کی طرف ماتحت کے جزا دینے کی طرف الْمَصِيْرُ پھر جانا ہے اور موافق عمل کے سب کو جزا دے گا فرماتا ہے خدا اے نبی قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِىْ صُدُوْرِكُمْ اگر پوشیدہ رکھو تم اس چیز کو کہ بیچ سینوں تمہارے کے ہے یعنی کفار کی دوستی کو اپنے دلوں میں جگہ دو اَوْ تُبْدُوْهُ یا ظاہر کرو تم اسکو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے يَعْلَمْهُ اللّٰهُ جانتا ہے اسکو خدا اور رحم کو اس کے عوض میں عذاب الیم میں گرفتار کرے گا وہ سب کچھ جانتا ہے وَيَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ اور جانتا ہے خدا اس چیز کو کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِى الْاَرْضِ اور اس چیز کو کہ بیچ زمین کے ہے پس تمہارے ظاہر اور پوشیدہ کا سب کا وہ عالم ہے اور تمہارا کوئی امر اس سے پنہاں نہیں ہے وَاللّٰهُ اور خدا کہ علم ذاتی اس کا سب چیزوں کو پہنچا ہے عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ اوپر ہر چیز کے قادر ہے کہ تمکو تمہارے ظاہر اور پوشیدہ پر سزا دے گا اس صورت میں چاہیے کہ مخالفت اسکی نہ کرو اور دل سے اسکی فرمانبرداری میں حاضر اور مستعد رہو اور پہلے اس سے جو دلالے کا فروں اور گنہگاروں کو عذاب سے ڈراتا تھا اور اس عذاب کے وقت کو بیان کرتا ہے کہ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ جس دن کہ پائیگا ہر نفس یعنی ہر ایک شخص مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ جو کچھ کیا ہے نیکی میں سے مُّحْضَرًا حاضر کیا گیا نزدیک اپنے کہ اس کے نامۂ اعمال میں وہ لکھا ہوگا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ اور جو کچھ کیا ہے بدی میں سے یعنی جس وقت ہر آدمی اپنے اعمال نیک کو اپنے پاس حاضر پائے گا اور ایسے ہی اعمال بد کو موجود اور لکھا ہوا اپنے نامۂ اعمال میں پائے گا تو اسکو دیکھے گا تو تَوَدُّ دوست رکھے گا اس امر کو کہ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا کاش یہ کہ یہ بات ہوتا کہ تحقیق ہوتی درمیان اس عمل بد کے وَبَيْنَهٗٓ اور درمیان اس دن کے اَمَدًا بَعِيْدًا ایک مدت بعید جیسے کہ مشرق سے مغرب تک دوری ہوتی ہے یعنی آرزو کرے گا کہ بالکل اس عمل کو میں نہ کرتا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ اور ڈراتا ہے تمکو خدا نَفْسَهٗ عذاب ذات اپنی سے اور یہ فقرہ واسطے تاکید کے مکرر آیا ہے وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اور خدا مہربان ہے ساتھ بندوں اپنے کے اس واسطے ان کو ڈراتا ہے عمل بد کرنے سے کہ جو باعث عذاب ہے تاکہ وہ پرہیز کریں اور عذاب سے نجات پائیں اور منقول ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم پسران خدا ہیں اور دوستان اسکے ہیں اور نصاریٰ کہتے تھے کہ ہم مسیح کو پسر خدا جانتے ہیں اس سبب سے اسکی تعظیم میں ہم کوشش کرتے ہیں اور مشرک کہتے تھے کہ ہم بتوں کو دوست رکھتے ہیں اور انکی شفاعت کے امیدوار ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اِنْ كُنْتُمْ اگر ہو تم کہ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ دوست رکھتے ہو تم خدا کو اور اسکی دوستی کی لاف زنی کرتے ہو تو فَاتَّبِعُوْنِىْ پس پیروی کرو تم میری اور میری تابعداری میں رہو يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ دوست رکھے گا تمکو میری تابعداری کرنے کی جہت سے وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اور بخشے گا واسطے تمہارے گناہ تمہارے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے ان لوگوں کو کہ جو میری پیروی پر ثابت قدم رہیں رَّحِيْمٌ مہربان ہے اپنی رحمت خاص سے اور رسول خدا صلعم سے منقول ہے پس جو شخص دعوی کرے خدا کی محبت کا تو لازم ہے کہ اسکو محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس واسطے کہ محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہے اور محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں حاصل ہوتی ہے مگر ان حضرت کی پیروی اور متابعت سے کہ جو کوئی ان کی متابعت کرتا ہے اور ان کے طریق پر چلتا ہے قول میں اور فعل میں وہی ان کا دوست ہے پس جو شخص کہ متابعت رسول اللہ کی کرے گا وہی خدا کا دوست ہے اور ایسے ہی جو شخص کہ کہتے ہیں کہ ہم شیعیان علیؑ ہیں اور آل رسولؐ کے دوست ہیں لیکن وہ ان کی متابعت نہیں کرتے ہیں

ع ۱۱

نہ قول میں اور نہ فعل میں اور نہ عقیدہ میں اور نہ سیرت میں اور ان کے طریق پر نہیں چلتے ہیں وہ ہرگز ان کے دوست نہیں ہیں اور جس وقت ان کی مخالفت ہر امر میں نہ کی تو رسول خدا صلعم کی بھی مخالفت نہ کی اور جبکہ رسولخدا کی متابعت نہ کی تو خدا کے دوست ہوئے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کہ خوش کرے یہ امر کہ جانے وہ کہ خدا اسکو دوست رکھتا ہے تو بس چاہیے کہ عمل کرے وہ خدا کی طاعت کا اور پیروی اور متابعت کرے ہماری کیا نہ سنا ہے تو نے قول خدائے عز وجل کا کہ اپنے نبی صلعم سے فرمایا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم قسم ہے خدا کی کہ نہیں فرمانبرداری کرتا ہے بندہ کبھی مگر کہ داخل کرتا ہے خدا اوپر اسکے بیچ فرمانبرداری اپنی کے پیروی ہماری کو اور قسم ہے خدا کی نہیں پیروی کرتا ہے ہماری بندہ کبھی مگر کہ دوست رکھتا ہے اُس کو خدائے تعالے اور قسم ہے خدا کی نہیں چھوڑتا ہے ہماری پیروی کو کوئی کبھی مگر وہ کہ بغض رکھتا ہے ہم سے اور قسم خدا کی ہے کہ نہیں بغض رکھتا ہے ہم سے بندہ کبھی مگر کہ نافرمانی کی اُسنے خدا کی اور جو کوئی خدا کا نافرمان ہو کر مرا تو رسوا کرے گا اسکو خدا اور اوندھے منہ اسکو دوزخ میں ڈالے گا اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسولخدا صلعم جو حکم فرمائیں اسکو قبول اور تسلیم کرنا چاہیے تاکہ محبت خدا کی حاصل ہو بس جو لوگ کہ جناب رسولخدا صلعم کے حکم کو رد کریں اور جس وقت رسولخدا فرمائیں کہ تم یہ کام کرو اور وہ لوگ جواب میں اُن حضرت کے کہیں کہ یہ مرد بکتا ہے کہ اسکو ہذیان ہو رہا ہے اس کے کہنے کو ہم نہیں مانتے ہمارے پاس قرآن موجود ہے کہ وہ ہمکو کفایت کرتا ہے اور مانند کہ حضرت کے فعل پر اعتراض کریں اور یہ کہیں کہ تو یہ کام کیوں کرتا ہے اور حضرت کو یہ اعتراض ناخوش معلوم ہو البتہ وہ لوگ خدا کے دوستوں میں سے ہرگز نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ دشمنان خدا ہیں اور اسی معرفت واسطے ان کے منقطع ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میں بعد اپنے دو چیزیں چھوڑتا ہوں قرآن اور اہلبیت جو کوئی ان کو مضبوط پکڑے گا اور انکی پیروی کرے گا یعنی موافق حکم قرآن اور اہلبیت کے عمل کرے گا وہ شخص گمراہ نہ ہوگا بس جو لوگ کہ اہلبیت کو ترک کر کے اُن کے غیروں کے اقوال پر عمل کرتے ہیں وہ لوگ رسولخدا کی متابعت سے خارج ہیں اور جسوقت کہ حضرت کے تابعین میں سے نہوئے تو خدا کے دوست بھی نہوئے اور منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا صلعم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا تو عبد اللہ اُبی منافق نے اپنے یاروں سے کہا کہ دیکھو کہ محمد اپنی دوستی کو خدا کی دوستی کے برابر کہتا ہے اور ہمکو حکم کرتا ہے کہ اسکو ایسا دوست رکھیں کہ جیسے نصاریٰ عیسیٰ کو دوست رکھتے ہیں حقتعالے نے اسکے جواب میں فرمایا کہ **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم کہ **اَطِيْعُوا اللّٰهَ** فرمانبرداری کرو تم خدا کی سب احکام میں **وَالرَّسُوْلَ** اور پیغمبر کی احکام شرع میں اور جو کچھ وہ حکم کریں اسکو قبول کر کے عمل میں لاؤ **فَاِنْ تَوَلَّوْا** یہ لفظ ماضی کا اور مضارع کا بحذف تا دونوں کا احتمال رکھتا ہے یعنی بس اگر پھر جائیں وہ کفار اور روگردانی کر کے اپنے کفر پر قائم رہیں اور متابعت نہ کریں خدا کی اور پیغمبر کی تو **فَاِنَّ اللّٰهَ** بس تحقیق خدا **لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ** نہیں دوست رکھتا ہے کافروں کو اور ان سے ہرگز راضی نہیں ہے اور جس وقت کہ ان کو خدا نے دوست نہ رکھا تو معلوم ہوا کہ ان سے بغض رکھتا ہے بس چاہیے کہ دوستان خدا بھی ان لوگوں سے بغض رکھیں جیسے کہ خدا بغض رکھتا ہے اور روایت میں آیا ہے کہ ایمان اس امر پر موقوف ہے کہ دوستان خدا کو دوست رکھیں اور دشمنان خدا سے دشمنی رکھیں اور ان آیتوں میں فرمانبرداری پیغمبر کی واجب کی اور اب تعریف انکی کرتا ہے **اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ** تحقیق خدا نے برگزیدہ کیا ہے آدم کو کہ اسما اشیاء کے ان کو تعلیم کیے اور ملائکہ سے انکو سجدہ کروایا اور نبوت ان کو عطا کی ہے اور اُن کے نطفہ سے انبیا اور اوصیا اور اولیا پیدا کیے **وَنُوْحًا** اور برگزیدہ کیا نوح کو کہ ان کی عمر دراز کی اور کشتی کا بنانا انکو الہام کیا اور غرق ہونے سے ان کو نجات دی اور پیغمبر کیا ان کو **وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ** اور برگزیدہ کیا آل ابراہیم کو کہ وہ اسمٰعیل اور اسحاق اور اولاد انکی ہیں اور نبوت انکو عطا کی اور اسمٰعیل کی اولاد میں ہمارے پیغمبر صلعم ہیں اور اسحاق کی اولاد میں یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان اور یونس اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام ہیں **وَاٰلَ عِمْرٰنَ** اور برگزیدہ کیا آل عمران کو کہ وہ موسیٰ اور ہارون ہیں اور یہ دو نو بیٹے عمران

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا

مِنْ بَعْضٍ

بن یصہر بن قاہت بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام کے ہیں اور یا مراد اس سے حضرت عیسیٰ ہیں اس واسطے کہ ماں انکی مریم دختر عمران ہے
اور فاصلہ ان دونو عمران میں ایک ہزار آٹھ سو سال کا تھا اور تفسیر اہل بیت علیہم السلام میں ہے کہ مراد آل عمران سے علیؑ ابن ابیطالبؑ
ہے اور اولاد ان کی اس واسطے کہ عمران نام ابو طالب کا ہے اور کئی حدیثیں اس مقدمہ میں وارد ہوئی ہیں اور آل ابراہیم سے مراد ہمارے
پیغمبر کی آل ہے کہ وہ اہل اس کے ہیں اس واسطے کہ آل ابراہیم میں ہمارے حضرت جیسے کہ داخل ہیں ایسے ہی ان کی اولاد طاہرین بھی داخل
ہے اور جس کو خدائے تعالیٰ برگزیدہ کرتا ہے چاہیئے کہ وہ پاک ہو سب گناہوں سے اور معصوم ہو خواہ پیغمبر ہو خواہ امام ہو پس اس
صورت میں آل ابراہیم اور آل عمران میں سے برگزیدہ وہ ہوگا جو کہ معصوم ہے اور ابن عباس اور ابو ذر اور انس سے روایت ہے کہ فرمایا
ہے رسول خدا صلعم نے کہ میں آل ابراہیم ہوں اور علیؑ آل عمران ہے اور جس صورت میں کہ آل ابراہیم سے مراد ہمارے پیغمبر مراد ہوں تو آل
عمران سے مراد علی ابن ابیطالب کا ہونا بہت مناسب اور چسپاں ہے نہ مراد ہونا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون اور عیسیٰ علیہ السلام کا جیسا کہ
بعضے کہتے ہیں اس واسطے کہ اگر آل عمران سے موسیٰ یا عیسیٰ مراد ہوں تو اس صورت میں ذکر کی ترتیب میں فرق آجاتا ہے اور یہ امر نظم قرآن
سے بہت بعید ہے اس لئے کہ ذکر میں ہمارے پیغمبر موسیٰ یا عیسیٰ سے مقدم ہو جاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ ہمارے حضرت ان سے پیچھے ہیں
اور اگر اس میں کچھ قباحت نہیں تو خدائے تعالیٰ نے نوحؑ کو آدمؑ سے پہلے ذکر کیوں نہ کیا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت
کو تلاوت فرمایا اور بعد اسکے فرمایا کہ ہم ہیں انہیں سے اور ہم باقی اس عترت کے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ محمد
بن اشعث کندی ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ اے حسینؑ پسر فاطمہؑ تجھ کو رسول خدا صلعم کی طرف سے کونسی حرمت اور
بزرگی ہے کہ وہ دوسرے غیر کے واسطے نہیں ہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل
ابراہیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضہا من بعض اور پھر فرمایا کہ واللہ محمد آل ابراہیم میں سے ہے اور عترت رہنما اللہ آل محمد میں سے
ہے حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ تمام انبیاء کو اور ان کی اولاد کو برگزیدہ کیا خدا نے اور فضیلت دی عَلَى الْعَالَمِينَ کا اوپر عالم کے
لوگوں کے اس سے ثابت ہوا کہ یہ سب بزرگ ملائکہ سے افضل ہیں اور قرأت اہل بیت علیہم السلام میں وآل محمد علی العالمین آیا ہے اس
صورت میں عطف خاص کا عام پر ہوگا جیسے کہ عطف آل عمران کا آل ابراہیم پر ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ
آل محمد کون ہیں فرمایا کہ آل محمد وہ ہیں کہ جن سے نکاح ان کا حرام ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ آل محمد اولاد آنحضرت کی ہے
اور اہل بیت ان کے جو کہ اوصیا انہی کے اور آئمہ طاہرین ہیں اور عترت ان حضرت کی اصحاب عبا ہیں کہ وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ
ہیں اور امت آنحضرت کی وہ مومنین ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور سچا جانا ہے اور حق سمجھا ہے انھوں نے اس امر کو کہ جو رسول خدا کے یہاں
سے لایا ہے اور تمسک کرتے ہیں دو ثقلین سے یعنی قرآن اور اہلبیت کی پیروی کرتے ہیں بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاصل یہ ہے
کہ خدا فرماتا ہے کہ اولاد ابراہیم اور اولاد عمران کو برگزیدہ کیا عالم کے لوگوں پر ذُرِّيَّةً جس وقت کہ فرزند اور اولاد ہیں وہ کہ بَعْضُهَا
مِنْ بَعْضٍ بعض ان کا بعضے سے ہے جیسے کہ آدم سے نوح ہے اور نوح سے ابراہیم ہے اور ایسے ہی عمران سے علیؑ ہے اور علیؑ سے حسینؑ اور حسینؑ
سے علیؑ اور علیؑ سے محمدؑ اور محمدؑ سے جعفر اور جعفر سے موسیٰ اور موسیٰ سے علیؑ اور علیؑ سے محمدؑ اور محمدؑ سے علیؑ اور علیؑ سے حسنؑ اور حسنؑ سے صاحب
العصر والزمان صلوات اللہ علیہم اجمعین کہ یہ سب اولاد پسندیدہ ہیں ایسے بزرگان برگزیدہ سے اور ذریہ حال واقع ہے اور ذریت واحد اور جمع پر
دونوں پر کہا جاتا ہے یعنی وہ ایک ذریت ہے سلسلہ وار کہ بعض اس کا نکلا ہے بعض سے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق
کہ جن لوگوں کی خدا نے برگزیدہ کیا ہے بعض ان کا نسل بعضے کے سے ہے وَاللّٰهُ سَمِيعٌ اور خدا سننے والا ہے لوگوں کے اقوال کا عَلِيمٌ جاننے
والا ہے ان کے اعمال کا پس برگزیدہ کرتا ہے اس شخص کو کہ جس کا قول اور عمل درست ہے اور اب خدائے تعالیٰ مریم کے حال میں جو کہ اولاد انبیا

میں سے ہے بیان کرتا ہے کہ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہا عورت عمران میں ماثان نے کہ وہ ماں
حضرت مریم کی تھی اور نام اس کا حنہ تھا اور وہ زوجہ عمران کی تھی جس وقت ہوئی وہ حاملہ تو اس نے کہا رَبِّ اے پروردگار میرے اِنِّیْ
نَذَرْتُ لَکَ تحقیق میں نے نذر کیا ہے واسطے تیرے مَا فِیْ بَطْنِیْ اس چیز کو کہ بیچ پیٹ میرے کے ہے کہ مُحَرَّرًا آزاد کی گئی ہے تعلقات
دنیا سے اور ہمارے حق سے اور محررًا حال واقع ہوا ہے یعنی اس کو مشغول نہ کروں میں کاروبار دنیا میں تاکہ خاص تجھ کو ہی عبادت کرے وہ تیری مسجد
کی خدمت کرے اور خدمت کرنا مسجد بیت المقدس کا ایک امر عظیم تھا اور اس کو بڑی عبادت جانتے تھے اور فرزند کو اُس کام کے واسطے نذر
کرتے تھے کہ وہ اس میں جھاڑو دیتے اور مسجد کے عابدوں کی خدمت کرے اور مسجد میں چھڑکاؤ کرے اور چراغ روشن کرے اور اس سے
باہر نہ جاتے تھے مگر رفع حاجت ضروری کے واسطے اور اسی طرح اسکی خدمت کرے یہاں تک کہ بالغ ہو جاتے اور بعد اس کے اُس کو
اختیار ہوتا تھا چاہے وہاں رہے اور چاہے باہر چلے آوے اور انبیا اور علما ایک پسر اپنا بار بار اسکی خدمت کے واسطے آزاد کرتے
تھے اور جس وقت حنہ نے نذر کی تو اس کے شوہر عمران نے کہا کہ تو نے یہ کیا نذر کی ہے شاید کہ تیرے پیٹ میں دختر ہو اور مسجد کی خدمت کی
لائق نہ ہو یہ سنکر حنہ کی زبان پر جاری ہوا کہ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ پس قبول کر تو مجھ سے اے خدا جو کچھ کہ میں نے نذر کیا ہے اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ
تحقیق تو سننے والا ہے میری نذر کرنے کے قول کو الْعَلِیْمُ جاننے والا ہے میرے مقصود کو کہ میں نے اس نذر میں سوائے رضامندی تیری کے
اور کچھ نہیں چاہا فَلَمَّا وَضَعَتْهَا پس جب وہ حنہ اس بچہ کو تو قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى کہا اے پروردگار میرے
تحقیق میں نے جنا ہے اسکو مادہ یعنی دختر جنی ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے وحی کی عمران
پر کہ میں تجھکو فرزند نرینہ عطا کروں گا کہ وہ مادرزاد اندھوں کو بینا کرے اور مُردوں کو زندہ کرے باذن خدا اور اسکو بنی اسرائیل کا پیغمبر کروں
گا عمران نے اپنی زوجہ سے اس امر کا ذکر کیا اور جس وقت وہ حاملہ ہوئی تو اسکو یہ گمان تھا کہ میرے پیٹ میں لڑکا ہے اور جس وقت جنی تو
دختر پیدا ہوئی یعنی حضرت مریم پیدا ہوئیں اور از راہ تحسر و تحزن افسوس کر کے کہا کہ پروردگار میرے یہ دختر جنی ہے اور نہیں ہوتا ہے
مرد مانند عورت کہ عورت پیغمبر نہیں ہوتی اور بعد اس کے خدا تعالیٰ نے عیسیٰ کو مریم کے پیٹ سے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے پیدا
ہونے کی خوشخبری عمران کو دی تھی نہ حنہ کے پیٹ کے بچہ کی اس ذکر کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ پس جس وقت جنی زوجہ
عمران کی اسکو تو کہا اس نے کہ اے پروردگار میرے تحقیق میں نے جنا ہے اسکو عورت وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور خدا زیادہ عالم ہے بِمَا وَضَعَتْ
ساتھ اس چیز کے کہ جنا ہے اُس حنہ نے اور بِمَا وَضَعَتْ کی تا کو ابن عامر اور ابوبکر اور یعقوب نے مضموم پڑھا ہے متکلم کا صیغہ یعنی اور خدا زیادہ
عالم ہے ساتھ اس چیز کے کہ جنا ہے میں نے وَلَیْسَ الذَّکَرُ اور نہیں ہے مرد کہ میں نے اسکو طلب کیا تھا بیت المقدس کی خدمت کے واسطے
کَالْاُنْثٰى مانند عورت کے کہ تو نے مجھکو دی ہے اس واسطے کہ عورت کو بعد بالغ ہونے کے حیض آتا ہے تو وہ مسجد سے باہر نکالی جاتی ہے
اور محرر یعنی آزاد کیا گیا مسجد کی خدمت کے واسطے مسجد سے باہر نہیں جاتا ہے اور مرد پیغمبر بھی ہوتا ہے اور عورت پیغمبر نہیں ہوتی وَ
اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ اور تحقیق میں نے نام رکھا ہے اس کا مریم اور مریم ایک لغت میں عابدہ یا امۃ اللہ کو کہتے ہیں یعنی کنیز خدا یس
حنہ نے کہا کہ میں نے اس کا مریم نام رکھا ہے وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِکَ اور تحقیق میں پناہ میں لاتی ہوں اسکو ساتھ تیرے وَذُرِّیَّتَهَا
اور اولاد اس کی کو مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وسوسہ شیطان راندہ ہوئے رحمت اور برکت سے اور منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ کو
وقت پیدا ہونے کے شیطان چھوتا ہے اور مس کرتا ہے مگر مریم کو اور اس کے فرزند عیسیٰ کو مس نہیں کیا اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ رسول
خدا صلعم نے فرمایا کہ بہترین زنان عالم چار عورتیں ہیں مریم بنت عمران ۔ اور آسیہ زن فرعون اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد
اسما بنت عمیس سے روایت ہے کہ جس وقت خدیجہ فاطمہ سے حاملہ ہوئیں تو کہا اے خدا تو جانتا ہے کہ میں زوجہ عمران سے بہتر ہوں اور محمد

عمران سے بہتر ہے میں نے اپنے اس فرزند کو جو کہ میرے شکم میں ہے آزاد کیا حقتعالیٰ نے حنا کے سوال پر وحی کی کہ خدیجہ سے کہو کہ آزاد کرنا ملک
سے پہلے نہیں ہو سکتا اور اس عمل کو مجھ پر چھوڑ دے کہ وہ صغیرہ اور برگزیدہ میری ہے اور ماں اما ہو چکی ہے اور آزاد کی ہوئی دوزخ سے ہے
خدیجہ نے یہ سنکر کہا کہ اگرچہ یہ دختر ہے لیکن دل میرا اس سے خوش ہے اور رسول خدا صلعم فرمایا کرتے تھے کہ مریم بتول ہے اور فاطمہ بتول ہے
پس جس وقت کہ مریم پیدا ہوئی تو فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا پس قبول کیا اسکو پروردگار اسکے نے بِقَبُولٍ حَسَنٍ ساتھ قبول کرنے نیک کے
منقول ہے کہ حنہ کو دختر کے پیدا ہونے سے بہت افسوس ہوا اور کہتی تھی کہ یہ لڑکی ہے خدمت بیت المقدس کی کیونکر کر سکیگی اسی خدمت تو
پسر سے ہوتی ہے لیکن حنہ نے دعا کی کہ خداوندا تو قبول کر اسکو خدا نے اسکی دعا کو بہ قبول نیک قبول کیا کہ بیت المقدس کی خدمت کے
واسطے اس دختر کو مقصود کیا کہ وہ بجائے مرد کے بیت المقدس کی خدمت کے واسطے بس ہے وَّاَنْۢبَتَهَا اور اگایا اس دختر کو یعنی نشو ونما
کیا اور پرورش کیا نَبَاتًا حَسَنًا اگانا اچھا یعنی نشو ونما کرنا اور بڑھانا نیک اور نباتا مفعول مطلق انبت کا ہے یعنی توفیق اسکو خدا نے دیا اور زیادہ کی
اور معرفت کی اس درجہ پر دی کہ جس وقت وہ بالغ ہوئی تو عابدوں اور زاہدوں سب عابدوں اور زاہدوں پر غالب ہوگئی اور کہتے ہیں کہ حضرت
مریم پیدا ہوئیں تو انکی ماں حنہ انکو ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد میں لے گئی اور عابدوں کے سامنے انکو رکھا اور کہا کہ تم لو اس حقیر نذر کو عابدوں
میں آپس میں جھگڑا واقع ہوا اور ہر ایک کو اس کے لینے کی رغبت ہوئی کہ وہ ان کے امام کی دختر تھی اس واسطے کہ اولاد ماثان روسا بنی اسرائیل
تھی اور بادشاہ انکی اسلئے ہر ایک کہتا تھا کہ میں اسکی پرورش کروں زکریا علیہ السلام نے کہا کہ میں اسکا زیادہ حقدار ہوں کہ اسکی خالہ میری زوجہ
ہے لوگوں نے اس وجہ سے انکار کیا آخر کو قرعہ ڈالنے کی رائے سبکی ہوئی اور کہا کہ جسکے نام قرعہ آئے وہ اسکی پرورش کرے اس رائے پر متفق
ہو کر سب نہر پر گئے اور کہا کہ جن قلموں سے توریت کو لکھتے ہو ان قلموں کو ہر ایک اپنی اپنی قلم کو نہر میں ڈالے جسکا قلم پانی میں غرق ہو وہ مریم کی
پرورش کرے سب نے اپنی اپنی قلم پانی میں ڈالے سب کے قلم غرق ہوگئے لیکن زکریا کا قلم پانی میں نہیں غرق ہوا اور مشہور یہ ہے کہ زکریا مریم کے خالو تھے
لیکن ہماری روایتوں میں آیا ہے کہ زکریا کی زوجہ مریم کی خالہ نہ تھی بلکہ بہن مریم کی تھی اور وہ عابد بیت المقدس کے ستائیس آدمی تھے
انمیں سے زکریا کے نام مریم کی پرورش کا قرعہ آیا پس زکریا مریم کی پرورش کے متولی ہوئے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا اور سپرد کیا
خدا نے اس مریم کو زکریا کو اور اہل کوفہ نے کفلہا کی فا کو تشدید سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تخفیف سے اور اہل کوفہ نے سوائے ابوبکر کے
زکریا کو مقصور پڑھا ہے اور باقیوں نے ممدود اور جس نے کفل کی فا کو تشدید پڑھا ہے اسنے اللہ کو فاعل اور زکریا کو مفعول کفل کا کہا ہے اور جس نے
اس کی فا کو تخفیف سے پڑھا ہے اسنے زکریا کو فاعل کفل کا کہا ہے اور حالت مد میں ہمزہ کو زکریا کے مرفوع پڑھا ہے یعنی کفیل ہوا اس مریم کی پرورش
کا زکریا اور حضرت زکریا حضرت سلیمان کی اولاد میں سے تھے اور یہ بھی پیغمبر تھے جس وقت انکے نام قرعہ آیا تو مریم کو اپنے گھر میں لے گئے اور دایہ انکے واسطے
مقرر کی اور جبکہ مریم بچپن سے گزر گئی تو انکو مسجد میں لے گئے اور ایک حجرہ انکے واسطے بلندی پر بنایا کہ بدون زینہ کے اسپر نہ جاسکتے تھے اسمیں مریم دن کو عبادت
کرتی تھی اور جب زکریا کہیں کو جاتے تھے تو حجرہ کو قفل لگا کر اور کبھی اپنے ہمراہ لیکر چلے جاتے تھے اور مریم اسمیں بند رہتی تھی اور شب کو زکریا مریم کو اپنے گھر لیجاتے
تھے اسی طرح سے حضرت مریم جوان ہوگئیں اور آثار ولایت انسے ظاہر ہوئے تھے اور کہتے ہیں کہ جس وقت مریم کے پاس جاتے تھے تو انکے پاس موسم گرما میں
موسم سرما کے میوے پاتے تھے اور موسم سرما میں موسم گرما کے میوے دیکھتے اور یہ میوہ انکو خدا تعالیٰ کے عطا سے پہنچتا تھا اس ذکر کو خدا بیان کرتا ہے
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ جس وقت کہ داخل ہوتا اوپر اس مریم کے زکریا محراب میں یعنی جس وقت آتا زکریا مریم کے پاس اسکے حجرے میں
وَجَدَ عِنْدَهَا پاتا نزدیک اس مریم کے رِزْقًا روزی کو یعنی میوے گرمی کے جاڑے میں اور جاڑے کے گرمی میں دیکھتا اسکو پس زکریا نے متعجب ہو کر
قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا کہا اے مریم کہاں سے آئے ہیں واسطے تیرے یہ میوے بغیر موسم کے قَالَتْ کہا مریم نے کہ هُوَ وہ میوے بے موسم کے مِنْ عِنْدِ
اللّٰهِ نزدیک خدا کے سے ہیں اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا يَرْزُقُ روزی دیتا ہے مَنْ يَّشَآءُ جسکو چاہتا ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ بے حساب اور بے شمار بدون

استحقاق کے محض اپنے فضل اور کرم سے اور شیعہ اور سنی کی دونوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایام قحط میں اکثر جناب رسول خدا حضرت فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فاطمہ میرے گھر میں کچھ کھانا ہو تو لا کہ میں نے تین روز سے کھانا نہیں کھایا ہے اور حضرت فاطمہ اور امیر المومنین اور حسنینؑ نے بھی تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا حضرت فاطمہؑ اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئیں اور مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نماز ادا کی اور بعد اس کے دعا کی کہ الٰہی غیب سے ہمکو کھانا بھجوا دے اور دلکو میرے باپ اور شوہر اور فرزندوں کے رنج سے رہائی دے ناگہاں اسی وقت کیا دیکھتی ہیں حضرت خاتون محشر کہ ایک کاسہ بڑا جو کہ گھر میں رکھا تھا اس میں سے دھواں اٹھتا ہے جس وقت انہیں نظر کی تو دیکھا کہ وہ پیالہ کھانے سے بھر رہا ہے اسی وقت اسکو اٹھا کر جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں لے گئیں اور جناب امیر المومنین اور حسنینؑ کو طلب کر لیا جس وقت جناب رسول خدا نے اس کا سر پوش اٹھایا تو دیکھا کہ وہ پیالہ پاکیزہ روٹیوں اور لذیذ گوشت سے پُر ہے اور مسک کی خوشبو اس میں سے آتی ہے جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ انّی لک ہذا یعنی کہاں سے آیا ہے واسطے تیرے کھانا حضرت فاطمہؑ نے با الہام خدا عرض کی کہ ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب یعنی وہ کھانا نزدیک خدا کے سے آیا ہے تحقیق کہ خدا روزی دیتا ہے جسکو چاہتا ہے بیشمار جناب رسول خدا نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ حقتعالیٰ نے تجھکو مثل مریم کے کیا کہ جس وقت خدا اسکو روزی بھیجتا اور زکریا اس سے پوچھتا تو وہ یہی جواب دیتی تھی جو کہ تو نے جواب دیا پس کھانا اسکو جناب رسول خدا صلعم نے مع اپنے اہلبیت کے تناول فرمایا اور وہ سب بزرگوار اس سے سیر ہو گئے اور پیالہ اس کھانے سے اسی طرح پُر تھا اور نہیں سے کچھ کم ہوا تھا حضرت فاطمہؑ نے ہمسایہ کے لوگوں کو بھی اس کھانے سے محظوظ فرمایا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ سے کھانا طلب کیا تھا اس روایت میں اور اس روایت میں کچھ فرق بھی ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت مریم بہت خوبصورت تھیں اور جس وقت نماز کے واسطے کھڑی ہوتی تھیں تو محراب مسجد انکے حسن سے روشن ہو جاتی تھی الغرض جب زکریا ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ مریم کے پاس موسم گرما کے میوے موسم سرما میں آئے ہیں اور موسم سرما کے میوے موسم گرما میں آئے ہیں مریم سے پوچھا کہ یہ تیرے پاس کہاں سے آئے ہیں کہا کہ خدا کے پاس سے آئے ہیں اس وقت دعا کی زکریا نے اور تفسیر امامؑ میں سورہ بقر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ زکریا نے اپنے جی میں کہا کہ جو شخص کہ قادر ہے اس امر پر کہ اپنے رب کے میوے مریم کو دیتا ہے گرمی کے میوے جاڑے میں اور جاڑے کے میوے گرمی میں تو قادر ہے اس پر بھی کہ مجھ کو فرزند عطا کرے اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور زوجہ میری حاملہ ہونے کے قابل نہیں رہی ہے اس واسطے کہ یہ امر خدا پر بہت آسان ہے اور ایک روایت میں ہے کہ زکریا نے مریم کے پاس بے رت کے میوے دیکھ کر جانا کہ نا بیچ مرد اور عورت کو بھی خدا تعالیٰ اولاد دیسکتا ہے اس واسطے زکریا نے رغبت کی کہ حقتعالیٰ مجھ کو بھی ایک ایسا فرزند عطا کرے کہ مثل مریم کے صاحب ولایت اور صاحب کرامت ہوئے ازبسکہ وہ پیر ہو گئے تھے اور زوجہ بھی انکی بسبب پیری کے قابل حمل رہی تھی لیکن جانتے تھے کہ یہ امر خدا پر آسان ہے اس واسطے ساجات کی جانب خدا فرماتا ہے کہ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا اسجگہ دعا کی زکریا نے یعنی جسجگہ کہ زکریا نے مریم کی کرامت دیکھی تھی اسجگہ دعا کی زکریا نے رَبَّهُ پروردگار اپنے سے اور نہایت عاجزی سے قَالَ رَبِّ هَبْ لِي کہا اے پروردگار میرے بخش تو واسطے میرے مِنْ لَدُنْكَ نزدیک اپنے سے ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً فرزند پاک کو گناہوں سے جیسے کہ بخشی تو نے حنہ کو مریم إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ تحقیق کہ تو سننے والا دعا کا ہے یعنی قبول کرنے والا ہے تو دعا کو فَنَادَتْهُ پس پکارے اس زکریا کو الْمَلَائِكَةُ فرشتے اور آواز دی انہوں نے اسکو وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ جس وقت کہ وہ کھڑا ہوا نماز پڑھتا تھا بیچ محراب کے أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ یہ کہ تحقیق خدا خوشخبری دیتا ہے تجھ کو اے زکریا بِيَحْيَىٰ ساتھ یحییٰ کے یعنی خوشخبری دیتا ہے تجھ کو فرزند کی کہ نام اس کا یحییٰ ہے اور وہ تجھ سے پیدا ہوگا اور یحییٰ اسواسطے نام ہوا کہ اس سے نام پدر کا باقی یا ایمان زندہ ہوا اور یا یہ کہ رحم ماں کا زندہ ہوا مُصَدِّقًا جس وقت کہ تصدیق کرنیوالا اور ایمان لانے والا اور باور کرنے والا ہوگا وہ فرزند بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ ساتھ ایک کلمہ کے کہ موجود ہو جانب خدا سے مراد کلمہ سے حضرت عیسیٰؑ ہیں کہ خدا کے کلام سے بغیر باپ کے

پیدا ہوئے اور پہلے سب سے حضرت عیسیٰ پر یحییٰؑ ایمان لائے ہیں اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے اور یحییٰ کو عیسیٰ کے آسمان پر جانے سے پہلے
شہید کیا ہے اور یحییٰ چھ مہینے عیسیٰ سے عمر میں زیادہ تھے اور یحییٰ کے عیسیٰ پر ایمان لانیکی وجہ تفسیر امامؑ میں اس طرح سے مرقوم ہے کہ حضرت
مریم کے پاس سوائے حضرت زکریا کے کوئی نہ جاتا تھا اور جس وقت وہ کہیں جگہ جاتے تھے تو مریم کے حجرہ کو مقفل کر کے جاتے تھے جبکہ حضرت مریم کو
بقدرت خدا حضرت عیسیٰ کا حمل ہوا تو زکریا نے دیکھ کر کہا کہ اسکے پاس تو سوائے میرے کوئی نہیں جاتا ہے شاید مجھ کو لوگ متہم کرینگے اور کہینگے کہ یہ حمل زکریا
کا ہے اپنی بی بی کے پاس جاکر یہ قصہ زکریا نے بیان کیا اُس نے کہا کہ تو خوف مت کر اور میرے پاس مریم کو لا کہ میں اسکو دیکھوں اور اس سے دریافت
کروں کہ یہ حال کیونکر ہوا حضرت زکریا حضرت مریم کو اپنی زوجہ کے پاس لائے اور زوجہ انکی حضرت مریم کی بڑی بہن تھیں جس وقت مریم
اپنی بڑی بہن کے پاس گئیں تو بہن مریم کی کہ مریم سے بڑی تھیں اسواسطے مریم کی تعظیم کو نہ اُٹھی بقدرت خدا حضرت یحییٰ اپنی ماں کے پیٹ میں کہا کہ
کہ اے ماں تیرے پاس سردار عالم کی عورتوں کی آئی ہیں کہ جس کے پیٹ میں سردار عالم کے مردوں کا ہے تو اسکی تعظیم کو کیوں نہیں اُٹھتی ہے اور اپنی
ماں کو حرکت دی کہ وہ اسی وقت کھڑی ہوگئی اور یحییٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کے پیٹ میں عیسیٰ علیہ السلام کو سجدۂ تعظیم کیا یہ وجہ ہے یحییٰ کے
عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی اور یحییٰ علیہ السلام کی تعریف میں خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ **سَیِّدًا** اور سردار قوم کا ہو وہ علم میں اور
حلم میں اور کثرت عبادت میں اور تقوےٰ اور زہد اور اخلاق نیک میں **وَّحَصُوْرًا** اور روکنے والا ہو وہ اپنے نفس کو تمام گناہوں سے اور
لہو و لعب سے اور سیدًا اور حصورًا کا عطف مصدقًا پر ہے اور جیسے کہ مصدقًا حال ہے ایسے ہی یہ سب حال ہیں اور کہتے ہیں کہ جس وقت یحییٰ تین
برس کی عمر کے ہوئے تو لڑکوں میں گئے دیکھا کہ آپس میں کھیلتے ہیں اور لڑکوں نے یحییٰ کو دیکھا تو اُن سے بھی کہا کہ آؤ کھیلیں یحییٰ نے کہا کہ ہم
کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے ہیں اور تمام عمر یحییٰ کسی عورت کے پاس نہیں گئے بلکہ مشغول ہوئے عبادت اور طاعت کے بلکہ اس جہت
سے انھوں نے کسی عورت سے نکاح ہی نہیں کیا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حصور وہ شخص ہے کہ کسی عورت کے پاس نہ پہنچا ہو اور
امام زین العابدین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ امیر المومنین کی کوئی فضیلت بیان کرو فرمایا کہ مختصر بیان کروں یا طول کہا کہ مختصر
فرمایا کہ انھوں نے گناہ کا قصد نہیں کیا جیسے کہ یحییٰ علیہ السلام نے کبھی گناہ کا قصد نہیں کیا تھا **وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ** ۝
اور پیغمبر پیدا ہونے والا نیکوں سے اور انبیاء کا عطف بھی مصدقًا پر ہے اور مِن کو کہتے ہیں کہ تبعیضیہ ہے یہ تبعیضیہ اور تفسیر امام علیہ السلام
میں واستشہدوا شہیدین میں جابر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ کمال عقل میں چار لڑکے مردوں کے لاحق ہوئے ہیں یحییٰؑ اور عیسیٰ اور حسنؑ اور حسینؑ
اور جس وقت کہ زکریا کو اپنے فرزند کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو زکریا نے استفہام کی راہ سے یا تعجب سے **قَالَ رَبِّ** کہا
کہ اے پروردگار میرے **اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ** کہاں سے ہووے واسطے میرے لڑکا **وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ** اور حال یہ ہے کہ تحقیق
پہنچا ہے مجھ کو بڑھاپا **وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ** اور عورت میری بانجھ ہے کہتے ہیں کہ عمر زکریا کی ان ایام میں ایک سو بیس برس کی تھی اور انکی زوجہ
کی چھیانوے برس کی تھی اور غرض زکریا کی اس کلام سے یہ تھی کہ معلوم کریے کہ خدا تعالیٰ ہم دونوں کو جوان کرے گا یا اسی بڑھاپے میں
فرزند دیگا اور جبکہ زکریا نے تعجب سے کہا کہ ہم بوڑھے ہوگئے ہیں ہمارے کیونکر فرزند ہوگا تو اس کے جواب میں **قَالَ** کہا خدا نے فرشتہ کی زبانی
كَذٰلِكَ اسی طرح ہے یعنی تمہارا یہی حال ہے کہ تم دونو بوڑھے ہو مگر خدا قادر ہے اور اسپر بہت آسان ہے بوڑھوں کو اولاد کا دینا
اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ خدا کرتا ہے جو چاہتا ہے برخلاف عادت کے **قَالَ** کہا زکریا نے کہ **رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ** اے پروردگار میرے
مقرر کر تو واسطے میرے **اٰيَةً** کوئی نشانی کہ جس سے مجھ کو اپنی زوجہ کا حاملہ ہونا معلوم ہو تاکہ تیرا شکر ادا کروں **قَالَ** کہا جبرئیل نے بحکم خدا
کہ **اٰيَتُكَ** نشانی تیری اسے امر پر **اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ** یہ ہے کہ نہ کلام کرسکے گا تو آدمیوں سے باوجود صحت اور درستی زبان کے **ثَلٰثَةَ**
اَيَّامٍ تین روز **اِلَّا رَمْزًا** مگر اشارہ کرتا تھا سے باتیں سے اور حکمت اسمیں یہ بھی کہ اسوقت تک ذکر خدا میں اور اسکی شکرگذاری میں مشغول رہے

اور فرماتا ہے خدا کہ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اور ذکر کر پروردگار اپنے کو كَثِيْرًا بہت اور کثیرًا صفت ہے ذکرًا محذوف کی کہ وہ مفعول مطلق ذکر کا ہے وَسَبِّحْ اور تسبیح کر تو اس کی بِالْعَشِيِّ ساتھ آخر روز کے یعنی عصر سے شام تک وَالْاِبْكَارِ اور ساتھ اول روز کے یعنی صبح سے چاشت تک اور مشکل زمانہ زکریا کی بی بی کے حاملہ ہونے کا آیا تو خود بخود ان کی زبان بند ہو گئی اور جانا انھوں نے کہ سوائے خدا کے کسی کو کوئی قدرت نہیں رکھتا ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ اس وقت وہ اپنے سر سے اشارہ کرتے تھے اور باقی قصہ زکریا کا سورۂ مریم میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور جس وقت خدائے تعالیٰ نے ذکر عمران کا کیا اور انکی دختر کا حال مجملًا بیان کیا تو بعد اسکی تفصیل اسکی کرتا ہے اپنے قول سے کہ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عطف اس کا پہلی اذ قالت پر ہے یعنی اور یاد کرو اے محمد صلعم کہ جس وقت کہا فرشتوں نے یعنی جبرئیل نے مع ایک جماعت فرشتوں کے کہ ہمراہ اسکے مریم کے دیکھنے کو آئی تھی کہا کہ يٰمَرْيَمُ اے مریم اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ بتحقیق خدا نے برگزیدہ کیا ہے تجھ کو واسطے عبادت کے وَطَهَّرَكِ اور پاکیزہ کیا ہے تجھ کو شرک اور حیض سے اور نفاس سے یعنی اس خون سے کہ جو جننے کے وقت آتا ہے اور سب عیبوں سے اور برائیوں سے وَاصْطَفٰىكِ اور برگزیدہ کیا ہے تجھ کو اور مکرر یہ فقرہ واسطے تاکید کے آیا ہے یعنی برگزیدہ کیا ہے تجھ کو عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اوپر عورتوں عالم کے لوگوں اس زمانہ کے اور یا یہ کہ برگزیدہ کیا تجھ کو سب عورتوں سے کہ بیت المقدس کی خدمت سب عورتوں میں سے خاص تجھی کو دی اور پہلے ایسی عورت کوئی نہ تھی اور یا اس وجہ سے کہ تجھ کو بے شوہر فرزند عطا کیا نہ کہ جمیع زنان عالم سے برگزیدہ کیا ہے تجھ کو اس واسطے کہ جمیع زنان عالم سے افضل ہو یا صفت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی ہے چنانچہ ابن عباس نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ دختر میری فاطمہ زہرا سردار زنان عالم کی ہے اور وہ پارۂ جگر اور نور چشم اور میوۂ دل اور روح میری ہے جس وقت وہ محراب میں کھڑی ہوتی ہے آگے خدا کے عبادت کے واسطے تو نور اس کا فرشتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسے کہ ستارگان آسمان زمین کے لوگوں کو روشنی بخشتے ہیں اس وقت حق تعالیٰ ملائکہ سے خطاب کرتا ہے کہ کنیز خاص میری فاطمہ زہرا کو دیکھو کہ جو سردار عورتوں کی اور میری پرستش کرنے والی ہے میرے خوف سے محراب میں کھڑے ہو کر کانپتی ہے اور رو رہی ہے تمکو میں گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکو اور اسکے شیعوں کو آتش دوزخ سے بچوف کروں گا اور خدائے تعالیٰ نے حضرت مریم کو اصطفاک اور طہرک فرمایا ہے اور ایسے ہی رسول خدا صلعم کے اہلبیت کو فرمایا ہے ویطہرکم تطہیرًا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جیسے کہ مریم بتول ہے ایسے ہی فاطمہ بتول ہے اور بتول اس کو کہتے ہیں کہ جس کو حیض نہ آتا ہو اور اسکو بھی کہتے ہیں کہ جو خلقت سے انقطاع کر کے بالکل خدا کی طرف متوجہ ہو جائے اور بعد اسکے مریم کو حکم کرتا ہے شکر گذاری کرنے کا عوض میں ان نعمتوں کے اس طرح سے کہ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ اے مریم فرمانبرداری کر لِرَبِّكِ خاص واسطے پروردگار اپنے کے وَاسْجُدِيْ اور سجدہ کر تو اس معبود پاک کو وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ اور رکوع کر تو ہمراہ رکوع کرنے والوں کے کہ جماعت میں نماز کو پڑھ یہ حکم ہے نماز جماعت کے واسطے یا یہ کہ رکوع کرنے والوں کی نماز میں تو بھی ہو جا اور سجدہ کو رکوع سے پہلے اس واسطے ذکر کیا ہے کہ ان کی شریعت میں سجدہ رکوع سے پہلے تھا اور یا یہ کہ وقت جمع کرنے آیات قرآنیہ کے تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے اور آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت مریم کی باتیں ملائکہ سے ہوتی تھیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کا نام محدثہ اس واسطے ہوا کہ وہ بھی فرشتوں سے کلام کیا کرتی تھیں اور ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے تھے اور پکارتے تھے فاطمہ کو جیسے کہ مریم بنت عمران کو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ یا فاطمہ ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی نساء العالمین۔ یا فاطمہ اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین پس باتیں کرتی تھی فاطمہ ان فرشتوں سے اور ایک شب فاطمہ نے فرشتوں سے کہا کہ کیا مریم دختر عمران عالم کی عورتوں سے بزرگ نہ تھی فرشتوں نے جواب میں کہا کہ مریم اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل اور بزرگ تھی اور تو ان کے زمانہ کی اور اپنے زمانہ کی سب عورتوں سے افضل ہے اور سردار زنان اولین و آخرین کی ہے ذٰلِكَ یعنی جو کچھ مذکور ہوا ہے قصہ مریم اور زکریا اور یحیٰی میں مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ خبروں غیب کی سے ہے کہ مدلول

۴ ع (۱۱) ۱۲

وحی کے معلوم نہیں ہوتا اور پہلی کتابوں میں جو ایسے قصے لکھے ہیں وہ صحیح اور واقعی نہیں ہیں بلکہ ان میں تغیر و تصرف لوگوں کا ہو گیا ہے اس واسطے جو کچھ قصص کہ قرآن میں مذکور ہیں وہ پہلی کتابوں سے مطابق نہیں ہوئے بلکہ جو کچھ کہ قرآن میں ہے وہ واقعی ہے نہ اور کتابوں پہلیوں کے لکھے ہوئے قصے اسی واسطے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ غیب کی خبر کو نُوحِيهِ إِلَيْكَ وحی کرتے ہیں ہم طرف تیری اور جبرئیل کے واسطے سے تیرے پاس بھیجتے ہیں ہم وَمَا كُنتَ اور نہ تھا تو اے محمد صلعم لَدَيْهِمْ نزدیک ان کے اور اس خبر کے غیب کی خبر ہونیکو خدائے تعالیٰ اس طرح سے بیان کرتا ہے کہ تو نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے اس واقعہ کو اور تو موجود نہ تھا نزدیک ان عابدوں بیت المقدس کے إِذْ يُلْقُونَ جس وقت کہ ڈالتے تھے وہ واسطے قرعہ کے نہریں أَقْلَامَهُمْ قلموں اپنی کو تاکہ جانیں وہ کہ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ کہ کون ان میں سے ذمہ دار اور ضامن ہو مریم کا تاکہ اسکو پرورش کرے وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ اور نہ تھا تو نزدیک اُن کے إِذْ يَخْتَصِمُونَ جس وقت کہ جھگڑتے تھے وہ عابد مریم کی پرورش کے مقدمہ میں کہ ہر ایک طالب تھا مریم کی پرورش کا اور یہ آیت دلیل ہے قرعہ کے جائز ہونے کے واسطے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جہاد میں جاتے تھے تو اپنے بیبیوں کے نام قرعہ ڈالتے تھے جس کا نام نکلتا تھا اسکو اپنے ہمراہ لیجاتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ ڈالے کوئی قوم قرعہ کو اور اپنا کام خدا کے سپرد نہ کریں مگر کہ خدائے تعالیٰ جو کچھ کہ حق ہے اسکو باہر لائے گا إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ یاد کر اے محمد صلعم جس وقت کہا فرشتوں نے یعنی کہا جبرئیل نے مریم سے کہ يَا مَرْيَمُ اے مریم إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ تحقیق خدا خوشخبری دیتا ہے تجھ کو بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ساتھ ایک کلمہ کے اپنی جانب سے کہ وہ عیسیٰ ہے کہ کلمہ کن کے کہنے سے وہ پیدا ہو گیا تھا یعنی اے مریم خدائے تعالیٰ تجھ کو عیسیٰ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے کہ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ نام اس کا مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا ہے اور نام اُن کا عیسیٰ ہے اور لقب اُن کا مسیح ہے اور عیسیٰ معرب الیسوع کا ہے اور مسیح عبرانی زبان میں مسیحا ہے اور مسیحا مبارک کو کہتے ہیں اور یا یہ کہ مسیح اس واسطے کہتے ہیں کہ مسح کیا گیا ہے ساتھ برکت کے اور یا یہ کہ مسیح کیا گیا ہے یعنی صاف کیا گیا ہے ناپاکیوں سے اور پاک ہے وہ اور یا یہ کہ مسح کیا ہے اسکو جبرئیل نے وَجِيهًا کہ صاحب قدر اور شرف ہے فِي الدُّنْيَا بیچ دنیا کے باعتبار نبوت کے اور طاعت کے وَالْآخِرَةِ اور بیچ آخرت کے شفاعت کے اور بلند درجہ ہونے کے اعتبار سے وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ اور مقربان خدا سے اور وجیہاً حال واقع ہوا ہے اور حضرت عیسیٰ زمانہ میں صاحب الزمان علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور حضرت صاحب الزمان کے پیچھے نماز پڑھیں گے بسبب منسوخ ہونے شریعت اپنی کے اور نہ واقف ہونے ہماری شریعت کے اور حضرت عیسیٰ نے پیدا ہوتے ہی کلام کیا یہ ایک معجزہ ان کا تھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ پیغمبر ہے اور حضرت مریم سے تہمت موقوف ہو جائے اور مجاہد سے روایت ہے کہ جس وقت مریم تنہا ہوتی تھی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیٹ میں اُن سے باتیں کرتے تھے اور جب کسی کام میں مشغول ہوتی تھی تو عیسیٰ علیہ السلام تسبیح خدا کرتے تھے اگرچہ پیٹ میں ماں کے بہت کم مدت رہے ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جب خدیجہ حضرت فاطمہؑ سے حاملہ ہوئیں تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب خدیجہ کے جا کر سنا کہ کسی سے باتیں کرتی ہیں پوچھا کہ اے خدیجہ کس سے باتیں کرتی ہو کہا یا رسول اللہ اس بچہ سے باتیں کرتی ہوں جو کہ میرے شکم میں ہے حضرت نے فرمایا کہ اے خدیجہ خوشخبری ہو تجھ کو کہ جبرئیل خوشخبری دیتا ہے مجھ کو کہ یہ فرزند جو تیرے شکم میں ہے یہ دختر ہے اور یہ ماں اماموں کی ہے اور اسکی نسل سے آئمہ دین پیدا ہوں گے کہ جن کی پیروی بندگان خاص کریں گے اور فرماتا ہے خدا حضرت عیسیٰ کے حال میں کہ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ اور باتیں کرے گا وہ عیسیٰ آدمیوں سے فِي الْمَهْدِ بیچ گہوارے کے اور جس وقت کہ تیری گود میں دودھ پیتا ہو وَكَهْلًا اور ایام کہولت میں جس وقت کہ ادھیڑ ہو جائے یعنی گفتگو کرنا اس کا گہوارہ میں اور ایام کہولت میں برابر ہے اور کہلاً حال واقع ہوا ہے وَمِنَ الصَّالِحِينَ اور نیکوں میں سے ہو گا کہ وہ پیغمبر خدا کا ہو گا پس جس وقت مریم نے کلام ملائکہ کا سنا قَالَتْ کہا تعجب کر کے

رَبِّ اے پروردگار میرے اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ کہاں سے ہو واسطے میرے فرزند اور کیونکر صورت ہو مجھ سے فرزند کے پیدا
ہونے کی وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ اور حال یہ ہے کہ نہیں چھوا ہے مجھ کو کسی آدمی نے اور پیدا ہونا بچہ کا بدوں شوہر کے عادت کے
خلاف ہے اور عورت سے بدون مرد کے پاس گئے کیونکر بچہ پیدا ہوا ہو قَالَ کہا جبرئیل نے مریم کے جواب میں کَذٰلِکِ اسی طرح ہے کہ بے
شوہر ہی فرزند پیدا ہو اَللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ خدا پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا جس وقت حکم کرے کسی امر کو کہ اس کا
کرنا چاہتا ہے تو فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ پس سوائے اسکے نہیں کہ کہتا ہے واسطے اسکے کہ کُنْ ہو تو عدم سے موجود میں فَیَکُوْنُ پس ہو جاتی ہے وہ
اُسی وقت مقصود یہ ہے کہ جس وقت کسی چیز کا پیدا کرنا چاہتا ہے تو بلا تاخیر وہ اُسی وقت ہو جاتی ہے وَیُعَلِّمُهُ الْکِتٰبَ اور سکھلائے گا خدا
اس عیسیٰ کو کتاب یعنی جو کتاب کہ اس سے پہلے نازل ہوئی ہے وَالْحِکْمَةَ اور سکھلائے گا اسکو حکمت کہ وہ علم حلال اور حرام کا ہے اور مراد شرع
سے ہے وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ اور سکھلائے گا اسکو توریت اور انجیل اور اگرچہ یہ بھی کتاب میں داخل تھی لیکن واسطے ان کی فضیلت کے
علاحدہ ان کا ذکر کیا ہے وَرَسُوْلًا یہ مفعول ہے بفعلہ مقدر کا یا ارسلت کا یعنی اور کریں ہم اسکو پیغمبر اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ طرف بنی اسرائیل
کے کہ وہ کہے گا کہ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ تحقیق میں لایا ہوں تمہارے پاس ایک نشانی اور علامت مِّنْ رَّبِّکُمْ پروردگار تمہارے
کے پاس سے کہ وہ علامت گواہ ہے میرے پیغمبر ہونے کی اور آیت سے مراد جنس آیت ہے نہ ایک آیت اس واسطے کہ خدا نے پانچ علامتیں اور نشانیاں
بیان کی ہیں پہلی علامت یہ ہے کہ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ تحقیق کہ میں پیدا کرتا ہوں یعنی بناتا ہوں واسطے تمہارے مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ
مٹی سے مانند شکل پرندہ کے فَاَنْفُخُ فِیْهِ پس دم پھونکتا ہوں میں بیچ اُس کے فَیَکُوْنُ طَیْرًا پس ہو جاتا ہے وہ مٹی کا جانور پرندہ
کہ اس میں جان پڑ جاتی ہے اور وہ پرواز کر جاتا ہے بِاِذْنِ اللّٰهِ بحکم خدا اور دوسری علامت کو بیان کرتا ہے کہ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ
اور اچھا کرتا ہوں میں مادرزاد اندھے کو وَالْاَبْرَصَ اور سفید داغ والے کو کہ اندھا تو بینا ہو جاتا ہے اور آنکھیں اسکی روشن ہو جاتی ہیں اور
سفید داغ والے کا بدن صحیح اور درست ہو جاتا ہے کہ کوئی داغ اس کے بدن پر باقی نہیں رہتا ہے اور داغ والے کا اچھا ہونا تیسری علامت
ہے اور چوتھی علامت کو بیان کرتا ہے کہ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی اور زندہ کرتا ہوں میں مردوں کو بِاِذْنِ اللّٰهِ ساتھ حکم خدا کے اور باذن اللہ کو مکرر
فرماتا ہے اسلئے کہ کسی کو وہم عیسیٰ کے خدا ہونے کا ہو اور روایت ہے کہ عیسیٰ نے چار آدمی زندہ کئے ہیں ایک بوڑھیا کا بیٹا کہ ماں اسکی بہت دُکھی
تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس پر رحم آیا اور اسکے بیٹے کو بحکم خدا زندہ کر دیا اور ایک دوست حضرت عیسیٰ کا تھا کہ وہ مر گیا تھا اسکو زندہ کیا کہ وہ
بیس برس تک زندہ رہا اور اسکے اولاد بھی پیدا ہوئی اور جب تک وہ زندہ رہا کھاتا پیتا رہا اور ایک بڑھیا کو زندہ کیا ہے کہ اس کے واسطے قوم اسکی
بہت روتی تھی اور حضرت عیسیٰ کی دعا سے وہ زندہ ہو گئی اور چوتھے سام پسر نوح علیہ السلام کو زندہ کیا ہے کہ اسکو مرے ہوئے قریب
چار ہزار سال کے عرصہ ہوا ہوگا حضرت عیسیٰ کی قوم نے کہا کہ اگر تو اسکو زندہ کر دے تو ایمان لائیں ہم تجھ پر حضرت عیسیٰ اسکی قبر پر گئے اور کہا
اسکو قُم باذن اللہ اسی وقت قبر شق ہوئی اور وہ اس میں سے باہر نکلا اور بال اسکے سفید تھے کہنے لگا کہ قیامت آ گئی حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ
نہیں میں نے خدا سے درخواست کی تھی اس نے تجھکو زندہ کر دیا ہے تو تو جوان مرا تھا بال سر کے کیوں سفید ہیں کہا کہ تیری آواز سنکر میں نے گمان کیا کہ
قیامت ہو گئی ہے اس واسطے اس کی ہول سے بال میرے سفید ہو گئے ہیں پھر حضرت عیسیٰ نے اس سے کہا کہ مر جا تو بحکم خدا وہ اسی وقت مر گیا اور
زمین میں چلا گیا اور حضرت امام حسین اور امام رضا علیہما السلام سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ نے بھی مردے زندہ کئے
ہیں ایک مرتبہ ترسا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے مردوں کو زندہ کر دے حضرت نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو
ہمراہ ان کے کر دیا کہا کہ جس جس آدمی کا یہ نام لیویں باآواز بلند اسکو پکار نام اسکا لیکر کہ محمدؐ فرماتا ہے کہ اُٹھو تم بحکم خدا حضرت علیؑ ان کے
ہمراہ گئے اور جس جس کا انھوں نے نام لیا تھا حضرت علیؑ نے ان کو پکارا کہ اے فلانے اے فلانے محمدؐ کہتا ہے کہ اٹھو تم بحکم خدا اسوقت وہ زندہ

بھاگ گئے اور قریش نے اس سے پاس کہیں اور اس سے کہا کہ محمد صلعم سمیر ہوا ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم رندہ اس پر ایمان لائے ہیں اور امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم مادر زاد اندھوں کو بھی اچھا کرتے تھے اور برص کے داغ والوں کو بھی شفا بخشتے تھے اور دیوانوں کو اچھا کرتے تھے اور چوپاؤں نے اور پرندوں نے ساطین اور جن نے اُن حضرت صلعم سے کلام کیا ہے اور پانچویں علامت کو بیان کرتا ہے کہ وَاُنَبِّئُكُمْ اور خبر دیتا ہوں میں تمکو بِمَا تَاْكُلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُيُوْتِكُمْ اور ساتھ اس چیز کے کہ جمع کرتے ہو تم بیچ گھروں اپنے کے منقول ہے کہ چالیس آدمیوں نے اتفاق کر کے چند قسم کا کھانا کہ ہر ایک کھانا دوسرے کھانے کے غیر تھا اپنے اپنے گھر میں لائے اور اس میں سے ایک قدر معین کو کھایا اور باقی کو متفرق کر کے علیحدہ علیحدہ ہر ایک جگہ رکھ دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جا کر کہا کہ ہمکو خبر کر کہ ہم نے کیا کھایا ہے اور کس قدر کھایا ہے اور کس قدر باقی ہے جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ کو سب بتلا دیا اور عیسیٰ نے ہر ایک کھانے کی خبر دی اس کھانے کا خدائے تعالیٰ ذکر کرتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ تحقیق کہ بیچ اُن پانچ معجزوں کے البتہ علامت اور نشانی ہے میرے دعوے نبوت کے راست ہونے کی اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ایمان لانے والے اور باور کرنے والے نہ عناد اور انکار کرنے والے وَمُصَدِّقًا اس کا عطف رسولًا پر ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے اور تقدیر اسکی وجئتکم مصدقا ہے یعنی اور آیا ہوں میں تمہارے پاس جس وقت کہ تصدیق کرنے والا اور سچا کرنے والا ہوں لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ واسطے اس چیز کے کہ آگے مجھ سے ہے مِنَ التَّوْرٰىةِ کہ وہ توریت ہے کتاب موسیٰ کی وَلِاُحِلَّ لَكُمْ اور آیا ہوں میں تاکہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ بعضی وہ چیز کہ حرام کی گئی تھی اوپر تمہارے موسیٰ کی شرع میں مثل چربی اور گوشت شتر اور تعظیم روز شنبہ کے وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اور لایا ہوں میں تمہارے پاس نشانی نبوت کی پروردگار تمہارے کی طرف سے کہ وہ معجزے ہیں کہ دلالت کرتے ہیں میری نبوت پر وہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم خدا سے میری مخالفت میں وَاَطِيْعُوْنِ اور فرمانبرداری کرو تم میری اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ تحقیق کہ خدا پروردگار میرا ہے وَرَبُّكُمْ اور پروردگار تمہارا ہے فَاعْبُدُوْهُ پس عبادت کرو تم اسکی هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ راہ سیدھی کہ منزل مقصود کو پہنچانی ہے اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے معجزات ظاہر اور روشن حضرت عیسیٰ کے دیکھے اور پھر ان کا انکار کیا اور ان سے عناد کرنے لگے یہاں تک کہ ارادہ ان کے قتل کا کیا اس مقدمہ میں خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِيْسٰى پس جس وقت کہ دریافت کیا عیسیٰ نے مِنْهُمُ الْكُفْرَ ان یہودیوں سے کفر کو یعنی وہ امر کہ جو دلالت کرتا تھا ان کے کفر پر کہ ان لوگوں نے آپس مشورہ اور اتفاق کیا تھا عیسیٰ کے قتل پر اس وقت قَالَ کہا عیسیٰ نے ان لوگوں سے کہ جو اس پر ایمان لائے تھے مَنْ اَنْصَارِیْۤ کون ہیں مدد کرنے والے میرے تم میں سے کہ پناہ لیجانے والے ہیں اِلَى اللّٰهِ طرف خدا کے دشمنوں سے قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ کہا حواریوں نے جو کہ اس پر ایمان لائے تھے کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ہم ہیں مددگار خدا کے یعنی نصرت کرنے والے اسکے دین کے اور کہتے ہیں کہ حور لغت میں سفید اور خالص کو کہتے ہیں اور وہ لوگ لباس سفید جو پہنے تھے اس واسطے ان کو حواری کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دھوبی تھے کہ کپڑوں کو سفید کرتے تھے اس واسطے ان کو حواری کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو رنگریز کے سپرد کیا تھا کہ وہ اپنا کام انکو سکھلائے اور رنگریز طرح طرح کے رنگ کے کپڑے سب سے اسکو دکھا کہیں کو گیا اور حضرت عیسیٰ سے کہا کہ ان سب کو رنگ دینا انھوں نے وہ سب کپڑے نیل کے ماٹ میں ڈال دیئے اور کہا کہ خدا وندا جس رنگ چاہتا ہوں ویسا ہی ہو جائے اور ان کے استاد نے یہ حال دیکھا تو غل مچایا اور کہا کہ تو نے سب کپڑے خراب کر دیئے اور لوگ وہاں جمع ہوگئے اور حضرت عیسیٰ نے اپنے استاد سے کہا کہ جیسا تو رنگ چاہے ویسا ہی پہلے جس رنگ کو اسنے کہا وہی عیسیٰ نے نیل کے ماٹ میں سے نکال کر اسکو دیا یہ معجزہ دیکھ کر وہ سب لوگ ایمان لائے وہ حواری حضرت عیسیٰ کے تھے اور امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک حواری وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے نفسوں میں خالص تھے اور لوگوں کو خالص کرتے تھے کینہ ہونے چرک اور میل سے بسبب وعظ اور

نصرت کے اور وہ بارہ شخص تھے اور سب سے افضل فاضل اور عالم ان کا تھا حاصل یہ ہے کہ ان حواریوں نے کہا کہ ہم نصرت کرنے والے دین خدا کے ہیں کہ
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ایمان لائے ہیں ہم ساتھ خدا کے کہ اسکو واحد ہم جانتے ہیں وَاشْهَدْ اور گواہ رہ تو ہمارا اے عیسیٰ قیامت کے روز نزدیک خدا کے
بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ساتھ اسکے کہ تحقیق ہم اسلام کو قبول کرنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے کل احکام کے ہیں اور بعد اسکے کہا انھوں نے کہ رَبَّنَا
اے پروردگار ہمارے اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے تو نے یعنی ایمان لائے ہم انجیل پر وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ
اور تابعداری کی ہم نے پیغمبر کی کہ وہ عیسیٰ ہے فَاكْتُبْنَا پس لکھ تو ہمکو مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ہمراہ گواہی دینے والوں وحدانیت خدا کو
یعنی ہمارے ناموں کو ثبت کر ان لوگوں کے زمرہ میں کہ جو ایمان لائے ہیں خدا پر اور تمام پیغمبروں پر اور حق تعالیٰ اشارہ کرتا ہے طرف اُس
امر کے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کا سولی پر چڑھانا چاہا تھا اور خدا نے ان کو بچا لیا اور سردار یہودیوں کا کہ جس کا نام یہودا تھا حضرت عیسیٰ کو قید خانہ
میں سے واسطے سولی دینے کے باہر لانے کو گیا تھا وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت بن گیا اور اسکو عیسیٰ کے بدلے میں سولی دیدی اور حضرت
عیسیٰ کو جبرئیل اس کے سولی دینے سے پہلے روشندان سے باہر نکال کر لے گئے اور آسمان پر ان کو روانہ کیا چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَمَكَرُوْا
اور مکر کیا ان یہودیوں نے اس طرح سے کہ پوشیدہ ایک جماعت کو انھوں نے بھیجا تھا کہ عیسیٰ کے قتل کا قصد کریں اور جس جگہ کہ پاویں وہاں انکو
قتل کریں اور مشہور اس قصہ میں یہ ہے کہ طرح طرح کے حیلوں سے ایک شب حضرت عیسیٰ کو گرفتار کر کے ایک گھر میں قید کیا اور قید ہونے سے
پہلے حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو جو کچھ وصیت کرنی تھی وہ وصیت کر کے فراغت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ تمام اطراف عالم میں متفرق ہو جانا اور جس شب
یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو قید کیا تھا اسکی صبح کو ارادہ کیا کہ قید خانہ میں سے باہر لا کر انکو سولی پر چڑھاویں اور یہودا سے کہا کہ تو عیسیٰ کو قید خانہ
سے باہر نکال کر لا اور جبرئیل بحکم خدا حضرت عیسیٰ کو اُسی شب روشندان سے باہر نکال کر آسمان پر لیگئے تھے اور یہودا حضرت عیسیٰ کے لانیکو علی الصباح
قید خانہ کے اندر گیا لیکن حضرت عیسیٰ کو وہاں نہ دیکھا خدا تعالیٰ نے یہودا کی صورت عیسیٰ کی صورت کے مشابہ کر دی اور یہودا نے حضرت عیسیٰ کو جو
اس قید خانہ میں نہ پایا تو مایوس ہو کر باہر چلا آیا اور چاہا کہ اپنے یاروں سے بیان کرے کہ عیسیٰ اس گھر میں نہیں ہے لوگوں نے اسکو بات کرنے کی بھی
مہلت نہ دی اور اس سے لپٹ گئے اور وہ ہر چند فریاد کرتا تھا اور کہتا تھا میں تو یہودا ہوں تمہارا یار مجھ کو کس واسطے گرفتار کرتے ہو اُس کے
یاروں نے کچھ نہ سنا اور اسکو عیسیٰ جان کر سولی پر چڑھا دیا اور اسکو سولی دے کر بعد اُس کے لاشہ پر تیر مارے اور بعد اسکے یہودا اپنی صورت پہلی
پر ہو گیا اور تواریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس شب حضرت عیسیٰ کو آسمان پر لے گئے وہ شب ماہ رمضان کی تھی اور شب قدر تھی اور کہتے ہیں
کہ وہ اکیسویں ماہ رمضان کی تھی حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہودیوں نے مکر کیا کہ کسی حیلہ سے عیسیٰ کو قتل کریں وَمَكَرَ اللّٰهُ
اور جزا مکر کی دی خدا نے ان کو کہ یہودا کو جو کہ ان کا سردار تھا عیسیٰ کی صورت میں کر کے سولی دلوائی اور عیسیٰ کو بچا کر آسمان پر لے گیا
وَاللّٰهُ اور خدا خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ بہتر مکر کرنے والوں کا ہے کہ سب مکر کرنے والوں سے قوی زیادہ ہے ضرر پہنچانے میں اس جگہ سے کہ گمان
جس جگہ سے ہو اور فرماتا ہے خدا کہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یاد کر تو اے محمد صلعم اس وقت کو کہ کہا خدا نے کہ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ
اے عیسیٰ تحقیق کہ میں پورا کرنے والا تیری اجل کا ہوں وقت مقرر تک کہ اس سے پہلے تجھکو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہے اور میں نگاہ رکھنے والا تیرا ہوں
اس وقت تک کہ پہنچ سکے تو دوسری اجل کا آئے وَرَافِعُكَ اِلَيَّ اور اٹھانے والا تیرا ہوں طرف کرامت اپنی کے اور بلند کرنے والا
تیرا ہوں مقام قدس میں کہ وہ آسمان اور مسکن ملائکہ کا ہے وَمُطَهِّرُكَ اور پاک کرنے والا تیرا ہوں صحبت سے مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ان لوگوں سے کہ کافر ہوتے ہیں اور رہائی دینے والا تیرا ہوں ان کی قصد سے وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ اور کر دینے والا
ان لوگوں کا کہ پیروی کی ہے انھوں نے تیری مومنوں میں سے فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اوپر ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے
انھوں نے اور مراد ان لوگوں سے یہودی ہیں اور اس وقت کا ذکر ہے کہ نصاریٰ غالب ہوئے یہودیوں پر حجت اور دلیل سے اور قوت شمشیر

عیسیٰ کی آنکھوں نے بات کی اور بایں کہ غالب ہوئے یہود پر سے اور یہودی مسلمانان نصاریٰ پر کبھی غالب نہیں ہوئے پس جو لوگ کہ ایمان لائے
عیسیٰ کی نبوت پر وہ ہمیشہ غالب رہیں گے یہود لوگوں پر إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ دن قیامت تک ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ پھر طرف میرے پھیر جانا تمہارا
ہے سب کا یعنی عیسیٰ کا اور ان کے فرمانبرداروں کا اور ان کے انکار کرنے والوں کا فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ پس حکم کروں گا میں درمیان تمہارے فِيمَا
كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ بیچ اس چیز کے کہ ہو تم اس میں اختلاف کرتے کہ یہودی تو اختلاف کرتے کہ یہودی تو اعتقاد حضرت موسیٰ کو رکھتے ہیں اور عیسیٰ اور محمد کے منکر ہیں اور نصاریٰ
موسیٰ اور عیسیٰ کو مانتے ہیں اور محمد کا انکار کرتے ہیں اور مومن خدا کا اعتقاد رکھتے ہیں اور مومن کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد سب حق ہیں اور مومن پیغمبر سچے ہو کر خدا کے ہیں ان سب میں اچھوں بروں کی
جزا دوں گا ہی فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا پس لیکن جو لوگ کہ کافر ہوئے یعنی یہود و نصاریٰ فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا پس عذاب کروں گا میں انکو عذاب
سخت فِي الدُّنْيَا بیچ دنیا کے کہ قتل اور غارت کروں گا اور جزیہ ان پر رکھوں گا وَالْآخِرَةِ اور بیچ آخرت کے کہ ہمیشہ وہ دوزخ میں جلا کریں گے
وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ اور نہ ہوں گے واسطے ان کے نصرت کرنے والے اور مددگار کہ آتش دوزخ کی سے انکو رہائی دلوائیں اور من ناصرین
میں من زائد ہے وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا اور لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور محمد صلعم کی نبوت پر وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے
ہیں انہوں نے نیک فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ پس پورا دے گا ان کو خدا اجر ان کا دنیا میں تو نیکنامی اور عزت سے ان کو رکھے گا اور آخرت
میں درجہ ان کا بلند کرے گا اور فیوفیہم کو حفص نے یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور باقیوں نے نون سے پڑھا ہے متکلم کا صیغہ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ
اور خدا نہیں دوست رکھتا ہے ظلم کرنے والوں کو کہ ایمان اور طاعت کو چھوڑ کر کفر اور گناہوں کو اختیار کرتے ہیں ذَٰلِكَ یہ کلام جو کہ مذکور ہوا ہی قصہ میں عیسیٰ کے
اور سوائے اس کے نَتْلُوهُ عَلَيْكَ پڑھتے ہیں ہم اسکو اوپر تیرے کہ وہ مِنَ الْآيَاتِ نشانیوں اور حجتوں میں سے ہے کہ جو دلالت کرتے ہیں تیری
نبوت کے راست اور درست ہونے پر وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ اور نصیحت محکم میں سے ہے کہ جس میں تمام حکمت بھری ہوئی ہے کہ شامل ہے حلال اور حرام
کے حکم کو اور کہتے ہیں کہ نصاریٰ نجران نے بعد سننے قصہ عیسیٰ کے جناب رسول خدا صلعم سے کہا کہ تو کس واسطے عیسیٰ کو گالی دیتا ہے کہ تو اسکو بندہ کہتا ہے
حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ کو بندہ خدا کا کہنا ہرگز گالی نہیں ہے وہ بیشک بندہ خدا کا اور بھیجا ہوا اسکا ہے یہ سنکر نصاریٰ نجران کے غصہ ہوئے
اور کہنے لگے کبھی ایسا نہیں دیکھا اور نہ سنا ہے کہ فرزند بدون باپ کے پیدا ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ
عِنْدَ اللَّهِ تحقیق مثال عیسیٰ کی نزدیک خدا کے یعنی حال عیسیٰ کا اور صفت اس کی خدا کے نزدیک كَمَثَلِ آدَمَ مانند آدم کے ہے اور تمکو یقین
ہے اور اعتقاد رکھتے ہو کہ آدم بدون باپ اور ماں کے پیدا ہوا ہے اور اسکو تم خدا کا بیٹا نہیں کہتے ہو اور جو شخص کہ ماں سے بدون باپ کے
پیدا ہوا ہو اس کو کس واسطے خدا کا بیٹا کہتے ہو اور جیسے کہ آدم خلاف عادت کے پیدا ہوا ہے ایسے ہی عیسیٰ پیدا ہوا ہے فرق ان دونوں میں
کیا ہے اور اگر زیادہ تعجب تو آدم میں ہے کہ وہ بدون ماں اور باپ کے پیدا ہوا ہے کہ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ پیدا کیا ہے اس کو مٹی سے
ثُمَّ قَالَ لَهُ پھر کہا واسطے اس کے بعد پیدا کرنے قالب کے کہ خدا کے حکم سے كُنْ ہو تو زندہ فَيَكُونُ پس ہو گیا وہ اسی وقت یہ حکایت حال
ماضی کی ہے الْحَقُّ یہ خبر مبتدا محذوف کی ہے اور تقدیر اس کی هو الحق ہے یعنی وہ وصف عیسیٰ کا حق ہے کہ جو نازل ہوا ہے مِنْ
رَبِّكَ پروردگار تیرے کی طرف سے کہ وہ مثل آدم کے ہے فَلَا تَكُنْ پس نہ ہو تو مِنَ الْمُمْتَرِينَ شک کرنے والوں میں سے اور ثابت
قدم رہ تو اس امر پر کہ عیسیٰ علیہ السلام بندہ خدا کا ہے اور پیغمبر اس کا اور خطاب اس میں ہر ایک سننے والے کی طرف ہے یا رسول خدا کی طرف
خطاب ہے اور مراد اس سے ہر ایک آدمی امت کا ہے یعنی اے مومنین تم ان لوگوں میں سے مت ہو جو کہ عیسیٰ کو مثل آدم کے ہونے میں شک
رکھتے ہیں اور اس کو فرزند خدا کہتے ہیں اور اب خدائے تعالیٰ آیہ مباہلہ کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَمَنْ حَاجَّكَ
پس جو شخص کہ جھگڑا کرے تجھ سے نصرانیوں میں سے اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فِيهِ بیچ اس عیسیٰ کے یعنی جو کوئی عیسیٰ علیہ
السلام کے مقدمہ میں تجھ سے جھگڑا کرے ان نصرانیوں میں سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اپنے اعتقاد باطل پر رہیں مِنْ

بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اس کے کہ آیا ہے تجھکو علم یعنی بعد اسکے کہ جانا ہے تو نے اس امر کو کہ عیسیٰ خدا کا بندہ اور پیغمبر ہے فَقُلْ پس کہہ تو اے محمد صلعم کہ تَعَالَوْا آؤ تم اے نصرانیو واسطے مباہلہ کرنے کے کہ نَدْعُ بلاویں ہم اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہارے کو یعنی ہم اپنے بیٹوں کو بلاویں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ اور عورتوں اپنیوں کو اور عورتوں تمہاری کو یعنی ہم عورتوں اپنی کو بلاویں اور تم عورتوں اپنی کو بلاؤ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ اور نفسوں اپنے کو اور نفسوں تمہارے کو یعنی ہم انکو بلاویں کہ جو ہمارے برابر نفسوں کے ہیں اور تم ان کو بلاؤ کہ جو تمہارے برابر نفسوں کے ہیں اور مراد اس سے یہ ہے کہ ہم اپنے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور جو کہ ہمارے برابر نفسوں کے ہیں ان سب کو ہمراہ لیچلیں اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور انکو جو تمہارے برابر نفسوں کے ہیں ہمراہ اپنے لیچلو اور چلکے مباہلہ کریں ثُمَّ نَبْتَهِلْ پھر لعنت کریں ہم دروغگو پر فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ پس کریں ہم لعنت خدا کی عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اوپر جھوٹ بولنے والوں کے اور نجعل لعنت اللہ عطف بیان ہے نبتہل کا اس واسطے کہ معنی میں ایک ہی ہیں حاصل یہ ہے کہ ہم دونو جھوٹ کہنے والو پر لعنت کریں تا کہ عذاب خدا کا جھوٹوں کی طرف متوجہ ہو اور اہل حق اہل باطل سے جدا ہو جاویں اور منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلعم نے نجران کے نصاریٰ کو طلب کر کے فرمایا کہ ہر چند تم سے ہم گفتگو میں غالب ہوئے ہیں لیکن تم زیادہ عناد کرتے ہو اور جھگڑتے ہو آؤ ہم اور تم آپس میں مباہلہ کریں یعنی دعا کریں کہ جو کوئی باطل پر ہو اسپر لعنت خدا کی نازل ہو نصاریٰ اس بات پر راضی ہوئے اور ٹھہر گیا صبح ایک جگہ مباہلہ کے واسطے مقرر کی اور نصاریٰ نے اپنے مکانوں میں جمع ہو کر مشورہ کیا عاقب نے کہ سب سے زیادہ عالم اُن کے مذہب میں تھا اس نے ان نصرانیوں سے کہا کہ تم خوب جانتے ہو کہ محمد صلعم پیغمبر برحق ہے اگر ہم اس سے مباہلہ کریں گے تو ایک نصرانی زمین پر باقی نہ رہے گا اور اسقف نے کہا کہ اے قوم اگر محمد اپنے اصحاب کے ہمراہ مباہلہ کرے تو ہم اس سے مباہلہ کریں گے اور اگر وہ اپنے یگانوں کے ہمراہ مباہلہ کرے گا تو خوف کرنا چاہئے کہ اس صورت میں وہ راستگو ہے جبکہ صبح ہوئی تو اصحاب باوفا صف باندھ کر دولتسرائے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے اس امید میں کہ ہمکو مباہلہ کے واسطے اپنے ہمراہ لیچلینگے سلمان فارسی ایک کملی سرخ اور چار چوب لیکر حضرت کی دولتسرا سے باہر آئے اور وعدہ گاہ پر جا کر ایک سائبان کھڑا کیا اور بعد اسکے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دولتسرا سے برآمد ہوئے اور حضرت علیؑ کے حجرے میں تشریف لے گئے اور حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہمراہ لیا اور حسنؑ کو حکم دیا کہ تم ہمارے آگے آگے چلو اور جناب فاطمہؑ زہرا سے فرمایا کہ تو ہمارے پیچھے پیچھے چل اور صحابہ میں سے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیا اور جس وقت وعدہ گاہ پر پہنچے تو امیر المومنین سے فرمایا کہ میں تو دعا کرتا ہوں اور تم چاروں آدمی آمین کہو اور اسقف نصرانی نے انکو دیکھا تو پوچھا کہ محمد کے ہمراہ یہ کون ہیں کسی نے کہا کہ یہ جوان تو اسکے چچا کا بیٹا اور داماد اُس کا ہے اور یہ عورت اسکی دختر نیک اختر ہے اور یہ دو لڑکے اسکے نواسے ہیں یہ سنتے ہی خوف اسکے دل میں پیدا ہوا اور کہنے لگا کہ اے نصاریٰ اگر اسکو خوف ہوتا تو یہ اپنے یگانوں کو مقام خوف میں نہ لاتا اس سے مباہلہ نہ کرنا چاہئے یہ سنکر سب نصرانیوں نے کہا کہ مناسب ہے کہ مصالحہ کرنا چاہئے اسقف جناب رسول خدا صلعم کے پاس آیا کہ کہا کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے ہیں جیسے تم صلح کر لو جس طرح سے کہ مرضی ہو جناب رسول خدا صلعم نے دو ہزار حلہ بطور جزیہ کے مقرر کئے کہ قیمت ایک حلہ کی چالیس درہم ہوتے تھے اور ایک درہم تخمیناً سوا دو ماشہ چاندی کا ہوتا ہے جب یہ مقرر ہو لیا تو نصاریٰ اپنے شہر کو چلے گئے اور رستہ میں عاقب نے کہا کہ واللہ ہم اور تم سب جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر برحق ہے اگر وہ مباہلہ کرتا تو کوئی تم میں سے زندہ باقی نہ رہتا اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر نصاریٰ مجھ سے مباہلہ کرتے تو عذاب خدا ان پر نازل ہوتا اور بندروں اور خوکوں کی صورت میں وہ ہو جاتے اور تمام بادیہ نجران کے یہاں تک کہ پرندے بھی وہاں کے جل جاتے اور اس آیت سے کئی مقصود ثابت ہوئے ایک تو فضیلت اہلبیت رسول کی تمام امت پر اس واسطے کہ سوا انکے اگر اور کوئی بھی ایسا مقرب اور مقبول درگاہ الٰہی ہوتا تو رسول خدا صلعم اللہ اسکو بھی واسطے دعا کے اپنے ہمراہ لیجاتے پس معلوم ہوا کہ مثل ان کے اور کوئی ایسا برگزیدہ نہ تھا اور دوسرے

ثابت ہوا کہ حسنین علیہم السلام جناب رسول خدا کے بیٹے ہیں اور دختر کا فرزند اپنا فرزند ہوتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ فاطمہ علیہا السلام کی فضیلت سب
عورتوں پر ثابت ہوئی اور تائید کرتی ہے اسکو وہ حدیث کہ فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ فاطمہ پارہ جگر میری ہے اور وہ سردار زنان عالم کی ہے
اور سردار زنان جنت کی ہے اور اس سے ایک اور بہتر مقصد ثابت ہوا اور وہ یہ ہے کہ اکثر اطلاق ہمارا کا زنان خاص پر ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہیں
کہ فلانے کی عورت یعنی زوجہ اسکی پس جس وقت کہ نساء کے لفظ سے آیۂ مباہلہ میں حضرت صلعم کی بیبیاں مراد ہوتیں باوجودیکہ وہ لفظ مخصوص انکی
ہی واسطے تھا بلکہ یہاں بھی مراد نساء سے فاطمہ زہرا ہوئیں تو آیہ تطہیر میں مراد اہل بیت سے کہ وہ لفظ عام ہے اور اولاد اور بی بی اور غلام اور
لونڈی کو سب کو شامل ہے تو اس سے بیبیاں رسول خدا صلعم کی کیونکر مراد ہوں گی بلکہ وہاں بھی یہی لوگ مراد ہیں جو کہ مقبول درگاہ الہی ہیں
اور لطیفہ ایسے ہی لوگوں کے واسطے چاہیے نہ اور لوگوں کے واسطے کہ جن کے حق میں خدائے تعالیٰ نقل فرمائے پیغمبر کے قول کو فقد صغت قلوبکما
اور دوسرا یہ کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ علی نفس رسول ہے یعنی وہ بمنزلہ نفس رسول خدا کے ہے اور انفسنا کے لفظ سے نفس رسول مراد لیا اور علی کو
ابناءنا میں داخل کرنا کمال تعصب اور چشم پوشی حق صریح سے ہے اس واسطے کہ اپنے نفس کو کوئی نہیں بلاتا ہے بلکہ غیر کو بلاتے ہیں اور ابناء میں
اگر علی داخل ہوتے تو جناب فاطمہ کا داخل ہونا ابناء میں زیادہ اولی تھا اور نساء کا ذکر کرکے کلام فصیح کو دراز کرنے کی کیا احتیاج تھی بلکہ خدا کو
تو فضیلت اہل بیت کی لوگوں پر ظاہر کرنی منظور تھی کہ حسن اور حسین فرزندان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تائید کرتی ہے اسکو وہ روایت کہ
حضرت علی نے جنگ صفین میں محمد حنفیہ کو لڑتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ حقیقت میں تو فرزند میرا ہے لوگوں نے پوچھا کہ حسنین علیہم السلام کیا تمہارے
فرزند نہیں ہیں فرمایا کہ وہ رسول خدا کے فرزند ہیں اور نساء میں صاحب شرف اور بہتر لیت فاطمہ زہرا ہے چنانچہ معلوم ہے اور مشہور ہے
کہ علی نفس رسول ہے کہ سوائے شرف نبوت کے جو فضیلت کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی وہی علی کو ہے اور تاکید کرتی ہے نفس
رسول ہونے کو وہ روایت کہ سوال کیا کسی نے جناب رسول خدا سے حضرت کے بعض اصحاب سے ایک شخص نے کہا کہ وہ علی ہے حضرت نے فرمایا کہ تو نے
نہیں سوال کیا تھا مجھ سے مگر آدمیوں سے اور نہیں سوال کیا تھا تو نے میرے نفس سے یعنی علی کہ میرا نفس ہے تو نے اس سے سوال نہیں کیا تھا
اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں اور فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کل آدمی متفرق
درختوں سے پیدا ہوئے ہیں اور میں اور علی ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں علی سے ہوں
اور علی مجھ سے ہے اور فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے علی گوشت تیرا گوشت میرا ہے اور خون تیرا خون میرا ہے اور واسطے
نہایت اختصاص اور کمال محبت کے جو درمیان رسول خدا اور علی کے تھی علی کو نفس رسول فرمایا ہے پس ایسے بزرگ پر کسی دوسرے کو فضیلت
دینی بڑی بے انصافی ہے بجز عداوت علی علیہ السلام کے اور کیا کہا جائے اور اب خدائے تعالیٰ نصاریٰ کے رد میں فرماتا ہے کہ اِنَّ ھٰذَا
تحقیق یہی جو کچھ مذکور ہوا ہے قصہ عیسیٰ اور مریم کا اور سوائے اسکے لَھُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ البتہ وہ قصے حق اور درست ہیں وَمَا مِنْ
اِلٰہٍ اور نہیں ہے کوئی معبود دوسرا اور پرستش کے اِلَّا اللّٰہُ سوائے حق کے کہ مستحق ہونا عبادت کا اسی کو ثابت ہے وَاِنَّ اللّٰہَ
لَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اور تحقیق کہ خدا البتہ وہ غالب ہے بڑی حکمت والا ہے کہ جو کام ہے اس کا وہ محکم ہے اور موافق حکمت اور مصلحت
کے ہے اور سوائے اسکے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ شریک خدائی میں ہو اور قابل پرستش کے ہو فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر پھر جائیں وہ نصاریٰ
مباہلہ سے اور خدائے تعالیٰ کی وحدانیت کا باوجود واضح ہونے اسکی دلیلوں کے اقرار نہ کریں فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِالْمُفْسِدِیْنَ
پس تحقیق خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ فساد کرنے والوں اس کام کے کہ باوجود ظاہر ہونے علامتوں وحدانیت خدا کے اقرار
نہیں کرتے ہیں وحدانیت خدا کا اور شریک کئے جاتے ہیں کہ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نصاریٰ نجران کے مدینہ میں آئے تو مدینہ
کے یہودیوں نے حضرت ابراہیم کے مقدمہ میں ان سے مناظرہ اور بحث کی یہودی کہتے تھے کہ ابراہیم یہودی تھا اور نصاریٰ کہتے تھے کہ ابراہیم نصرانی

تھا یہ جھگڑا انکا واسطے فیصلے کے رسول خدا صلعم کے پاس آئے حضرت نے فرمایا کہ ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی تھا بلکہ مسلمان تھا یہودیوں نے حضرت سے کہا کہ غرض تیری یہ ہے کہ ہم تجھے حق میں وہ کہیں کہ جو نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہا ہے اور نصاریٰ نے حضرت سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ ہم تیرے حق میں وہ کہیں کہ جو یہود نے عزیر کے حق میں کہا ہے خدائے تعالیٰ نے واسطے رد کرنے اُن کے قول کے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اے اہل کتاب یعنی اے یہود و نصاریٰ تَعَالَوْا آؤ تم اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ طرف کلمہ برابر اور راست اور درست کے بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے کہ کسی پیغمبر نے اس میں اختلاف نہیں کیا ہے اور کوئی کتاب خدا کی اس کے مخالف نہیں ہے اور وہ کلمہ راست اور درست أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ کہ نہ پرستش کریں ہم مگر خدا کو توحدانیت وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا اور نہ شریک کریں ہم ساتھ اس کے کسی چیز کو سوائے اسکے کہ کسی دوسرے کو معبود نہ جانیں وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا اور نہ پکڑے یعنی نہ مقرر کرے بعض ہمارا بعض کو پروردگار اپنے مِنْ دُونِ اللَّهِ سوائے خدا کے جو کہ معبود حق ہے اور نہ کہیں ہم کہ عیسیٰ اور عزیر بیٹے خدا کے ہیں اور نہ پیروی کریں ہم علماء کی اس امر میں کہ جو انھوں نے حلال کو حرام کر دیا ہے اور حرام کو حلال کر دیا ہے اس واسطے کہ ہر ایک ان میں سے بعض ہمارا بشر ہے مثل ہمارے اور کہتے ہیں کہ جس وقت نازل ہوئی یہ آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ تو کہا عدی بن حاتم نے کہ یا رسول اللہ ہم ان احبار اور رہبان کو پرستش نہیں کرتے تھے حضرت نے فرمایا کہ کیا وہ واسطے تمہارے حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتے تھے اور تم اس کے موافق عمل نہیں کرتے تھے کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا کہ یہی مراد اس آیت سے ہے اور لا یتخذ کا عطف الا نعبد پر ہے اس واسطے وہ منصوب ہے فَإِنْ تَوَلَّوْا پس اگر پھر جائیں وہ اہل کتاب اس کلمہ حق سے تو کہو فَقُولُوا اشْهَدُوا پس کہو تم اے مسلمانو کہ گواہ رہو تم اے اہل کتاب بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ساتھ اسکے کہ ہم اسلام لائے واسطے اور مسلمان ہیں کہ ہم توحید سے ہرگز نہ پھریں گے اور تم پھر گئے ہو اور بات کا اقرار کر لیا چاہیے کہ ہم کو تم مسلمان کہو نہ ایسے جیسے يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اے اہل کتاب یعنی اے یہود اور نصاریٰ لِمَ تُحَاجُّونَ کس واسطے جھگڑتے ہو تم فِي إِبْرَاهِيمَ بیچ دین ابراہیم کے کہ یہودی تو تم میں سے کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ وہ نصرانی تھا وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ اور حال یہ ہے کہ نہیں نازل کی گئی ہے توریت جس پر یہودی عمل کرتے ہیں وَالْإِنْجِيلُ اور نہ انجیل نازل کی گئی ہے کہ جس پر نصاریٰ عمل کرتے ہیں إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ مگر بعد اس ابراہیم کے یعنی ابراہیم سے موسیٰ تو ایک ہزار سال پیچھے ہوا ہے اور عیسیٰ ابراہیم کے دو ہزار سال بعد ہوا ہے پس جو شخص کہ ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ سے پہلے اس قدر مدت ہوا ہے تو وہ یہودی یا نصرانی کیونکر ہو گا أَفَلَا تَعْقِلُونَ کیا پس نہیں سمجھتے ہو کہ یہ امر محال ہے اور باوجود اسکے کہ تم توریت اور انجیل میں پڑھتے ہو کہ وہ مسلمان تھا اور خدا کی وحدانیت کا اعتقاد رکھتا تھا اور توریت اور انجیل میں بھی اسکا یہودی یا نصرانی ہونا نہیں لکھا ہے پس ہم کہ مسلمان ہیں ہم اس کے ساتھ اولیٰ ہیں نہ تم هَا أَنْتُمْ خبردار ہو تم اے یہود و نصاریٰ هَؤُلَاءِ وہ لوگ ہو کہ نہایت احمق ہو اور حماقت تمہاری یہ ہے کہ حَاجَجْتُمْ جھگڑا کیا تم نے دشمنی سے فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ بیچ اس چیز کے کہ واسطے تمہارے ساتھ اُس کے علم ہے کہ توریت اور انجیل میں محمد کی نبوت اور صفات کو لکھے ہوئے دیکھتے ہو اور اُس میں جھگڑا کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ شخص وہ نہیں ہے فَلِمَ تُحَاجُّونَ پس کس واسطے جھگڑتے ہو تم فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ بیچ اس چیز کے کہ نہیں واسطے تمہارے ساتھ اس کے علم کہ ابراہیم کا تمہاری کتاب میں یہودی یا نصرانی ہونا ہرگز مرقوم نہیں ہے اور پھر تم اس میں جھگڑتے ہو اور کہتے ہو کہ وہ ایسا ہی تھا حاصل یہ ہے کہ پہلے سے تم ایک امر کا علم رکھتے تھے اور اسکو سمجھتے تھے لیکن از راہ عداوت اور عناد جان بوجھ کر اس میں تم جھگڑا کرتے تھے اور اب تمہاری جہالت اور عداوت کی نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ جس امر کا تم علم نہیں رکھتے ہو اس میں بھی تم جھگڑا کرتے ہو اور ہا انتم میں ہا تنبیہ کا ہے اور انتم مبتدا ہے اور ہؤلاء خبر اسکی ہے اور حاججتم دوسرا جملہ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہؤلاء عطف بیان ہو اور حاججتم خبر انتم کی

ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہؤلاء بمعنی الذین کے ہے اور حاججتم صلہ اس کا ہے اور اہل کوفہ نے ہا انتم کو بے ہمزہ سے پڑھا ہے اور اہل مدینہ اور ابو
عمرو نے بغیر مد اور ہمزہ کے پڑھا ہے اور ابن کثیر اور یعقوب نے ہمزہ اور قصر کے ساتھ پڑھا ہے بغیر مد کے اور ابن عامر نے مد کے ساتھ پڑھا ہے
بغیر ہمزہ کے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے کہ ابراہیم تمہارے کسی دین پر نہ تھا کہ وہ عالم ہر ایک امر کا ہے وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم نہیں
جانتے ہو اس کی حقیقت حال کو پس اسکے مقدمہ میں گفتگو مت کرو اور جس چیز کو نہیں جانتے اس کو اس کی طرف منسوب مت کرو بلکہ اس کے
حال کو اس شخص سے دریافت کرو کہ جو عالم اس کے حال کا ہے اور خوب واقف ہے اور وہ خاتم الانبیاء صلعم ہے پس خدائے تعالے اہل
کے قول کے رد میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا نہ تھا ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی وَّلٰكِنْ
كَانَ اور لیکن تھا وہ حَنِيْفًا پھرنے والا عقائد باطلہ سے طرف حق کے مُّسْلِمًا مسلمان گردن رکھنے والا اور فرمانبرداری کرنے والا خدا کے احکام
کی وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ تھا وہ شرک کرنے والوں میں سے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ تحقیق سزاوار تر آدمیوں کے بِاِبْرٰهِيْمَ
ساتھ دین ابراہیم کے لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ البتہ وہ لوگ ہیں کہ پیروی کی ہے انھوں نے اسکی اور للذین پر لام مفتوح لام تاکید کا ہے یعنی زیادہ
لائق دین ابراہیم کے وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے اسکی پیروی کی ہے اسکے زمانہ میں وَهٰذَا النَّبِيُّ اور پھر پیغمبر آخر الزماں خصوصًا
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اسکی امت میں سے وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور خدا دوست مومنین کا ہے اور
کام بنانے والا ان کا اور نصرت کرنے والا ان کا اور ایمان پر ان کو جزا اور ثواب دینے والا اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ سزاوار تر
دین محمد کا وہ شخص ہے کہ متابعت اس کی کرے امر اور نہی میں اور سب احکام خدا میں چنانچہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے پہلے اس آیت
کو تلاوت فرمایا اور بعد اس کے فرمایا کہ دوست محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ شخص ہے جو کہ تابعداری کرے خدا کی اگرچہ قرابت سے حضرت کی
دور ہو اور دشمن محمد کا وہ شخص ہے جو کہ نافرمانی کرے خدا کی اگرچہ یگانہ حضرت کا ہو اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہشت
واسطے پرہیزگاروں کے اور متقیوں کے ہے اگرچہ وہ غلام حبشی ہوں اور دوزخ واسطے نافرمانبرداری کرنے والوں خدا کے ہے اگرچہ وہ سید
قریشی ہوں اور کہتے ہیں کہ فرقہ یہود کے آدمی عمارؓ اور حذیفہؓ اور معاذؓ کو اپنے دین کی طرف بلاتے تھے اور اپنے دین کی رغبت دلاتے
تھے اس کا ذکر خدا کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ دوست رکھتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں ایک
گروہ اہل کتاب میں سے یعنی یہودی چاہتے ہیں کہ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ کاش گمراہ کریں وہ تمکو اے عمار اور حذیفہ اور معاذ وَمَا
يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور حال یہ ہے کہ نہیں گمراہ کرتے ہیں وہ مگر نفسوں اپنے کو کہ وبال اس گمراہ کرنے کا انکی جانوں پر ہے کہ وہ وعید
ان کو عذاب کیا جائے گا وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور نہیں اطلاع رکھتے ہیں وہ اپنی جہالت کے سبب سے کہ وبال اس کا ہمارے ہی واسطے ہے اور
خدائے تعالے تنبیہہ کرتا ہے یہود اور نصاریٰ کو کہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ کس واسطے کفر کرتے ہو تم
ساتھ آیتوں خدا کے کہ جو توریت اور انجیل میں لکھی ہوئی ہیں دلالت کرنے والی نبوت محمد صلعم کی اور اسکی صفات کی وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اور
حال یہ ہے کہ تم گواہی دیتے ہو کہ توریت اور انجیل حق ہے اور یا یہ کہ کس واسطے کفر کرتے ہو تم قرآن کی آیتوں کا کہ وہ معجزے ہیں نبوت محمد صلعم کے
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ کس واسطے خلط کرتے ہو تم حق کو ساتھ باطل کے کہ تحریف کرکے حق
کو مٹاتے ہو اور باطل کو ظاہر کرتے ہو وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ اور پوشیدہ کرتے ہو تم حق کو کہ وہ نبوت خاتم النبیین کی اور صفات اسکی
ہیں جو کہ توریت اور انجیل میں لکھی ہیں وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ تم جانتے ہو جس کو تم پوشیدہ کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ بارہ آدمیوں
نے یہودیوں کے اس امر پر اتفاق کیا کہ اول روز ہم دین محمد پر ایمان لائیں مکر اور حیلہ سے اور آخر روز ان سے کہیں کہ ہم نے اپنی کتاب میں
دیکھا ہے اور اپنے علماء سے بحث کی ہے تو معلوم ہوا کہ دین محمدی حق نہیں ہے اور جو صفات پیغمبر آخر الزماں کے توریت میں لکھے ہیں وہ محمد میں

ع ۸ / ۱۵

کہیں مانے جاتے تاکہ یہ بات سکر اصحاب محمد کے تردد میں پڑیں اور کہیں کہ اس امر میں یہود جھوٹ کیوں کہتے جو سچ تھا انھوں نے بیان
کر دیا اس آیت میں خدائے تعالیٰ ان کے مکر کی خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ کہا ایک فرقہ نے
اہل کتاب میں سے یعنی یہودیوں نے آپس میں کہا کہ آمِنُوا بِالَّذِي ایمان لاؤ تم ساتھ اس چیز کے یعنی زبان سے اقرار کرو تم ساتھ اس چیز کے کہ
أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا نازل کی گئی ہے اوپر ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں محمد پر یعنی ایمان لاؤ تم ظاہر میں قرآن پر وَجْهَ النَّهَارِ
اول روز وَاكْفُرُوا آخِرَهُ اور کفر کرو تم اسکا آخر دن کے اور بعضی روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت
رسول خدا مدینہ میں تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور لوگوں کو یہ خوش آمد معلوم ہوتا تھا اور جس وقت خدا نے ان کو بیت
المقدس سے کعبہ کی طرف پھیرا تو یہودی غصہ ہوئے اور قبلہ کی طرف پھرنے کا حکم ظہر کے وقت ہوا تھا یہودیوں نے کہا کہ نماز پڑھی ہے محمد نے
صبح کو ہمارے قبلہ کی طرف پس ایمان لاؤ تم اس چیز پر کہ جو نازل ہوئی محمد پر اول روز یعنی ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنی اور کفر کرو تم اس
چیز کا کہ نازل ہوئی ہے اس پر آخر روز یعنی کعبہ کی طرف نماز پڑھنی اور پہلی روایت کے موافق یہ ہے کہ کہا انھوں نے کہ پس اقرار کرو تم اور ظاہر
میں ایمان لاؤ تم اول روز میں اور کفر کرو تم آخر روز میں تاکہ اس اقرار اور انکار تمہارے سے اصحاب محمد کے تردد میں پڑیں اور تردد میں پڑ کر
لَعَلَّهُمْ شاید کہ وہ مسلمان يَرْجِعُونَ پھر جائیں اپنے دین سے وَلَا تُؤْمِنُوا اور نہ ایمان لاؤ تم دل سے اور تصدیق اور باور نہ کرو تم إِلَّا
لِمَن تَبِعَ دِينَكُمْ مگر واسطے اس شخص کے کہ پیروی کرے وہ دین تمہارے کی یعنی دین یہود کی اور بعد اسکے خدائے تعالیٰ یہودیوں کے کلام کو
قطع کرتا ہے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ إِنَّ الْهُدَىٰ تحقیق ہدایت یعنی دین حق هُدَى اللَّهِ دین خدا کا ہے یعنی دین اسلام
کہ موجب رستگاری اور پانے ثواب جاودانی کا ہے یہ جملہ معترضہ ہے قل کے لفظ سے ھدی اللہ تک کہ یہودیوں کے کلام کے بیچ میں آگیا ہے اور
اب خدائے تعالیٰ پھر کلام یہودیوں کا بیان کرتا ہے ان کے پہلے کلام کو ختم کرکے کہ وہ یہودی کہتے تھے کہ نہ تصدیق کرو تم أَن يُؤْتَىٰ أَحَدٌ
اس کو کہ دیا گیا ہے کوئی مسلمانوں میں سے مِّثْلَ مَا أُوتِيتُمْ مثل اس چیز کے کہ دیے گئے ہو تم علم اور حکمت اور فضل اور شرف أَوْ يُحَاجُّوكُمْ
عِندَ رَبِّكُمْ یا حجت پکڑیں وہ مسلمان اور غالب ہوں اوپر تمہارے نزدیک پروردگار اپنے کے روز قیامت اس کا بھی باور مت کرو تم اس واسطے کہ دین
تمہارا بہت صحیح ہے اور یہ آیہ ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم متشابہات میں سے ہے اور اس کے معنی میں بہت اختلاف ہے اور ان یؤتی کا جملہ مفعول
واقع ہوا ہے ولا تؤمنوا کا اور قل ان الھدی ھدی اللہ جملہ معترضہ ہے کہ درمیان فعل کے اور اسکے مفعول کے واقع ہوا ہے اور یحاجوکم کا عطف
یؤتی احد پر ہے اور وہ بھی باعتبار عطف کے مفعول ولا تؤمنوا کا واقع ہوا ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ ولا تؤمنوا ان یؤتی احد مثل ما اوتیتم
الا لمن تبع دینکم او یحاجوکم عند ربکم اور کہتے ہیں کہ ان یؤتی کی تقدیر بان یؤتی ہے حرف جر کا اس میں سے محذوف ہے اور ابن کثیر نے
ان یؤتی کو آن یؤتی پڑھا ہے استفہام اور مد کے ساتھ اور بعضے کہتے ہیں کہ ولا تؤمنوا سے آخر تک خطاب مسلمانوں کی طرف ہے اور ان
یؤتی کی تقدیر بان یؤتی ہے اور یہ سب کلام خدا کا ہے کہ خطاب ہے اس میں مومنین کی طرف نہ کلام یہودیوں کا کہ خدا نے اسکو نقل
کیا ہو اور معنی اس کے اس صورت میں یہ ہوں گے کہ اور نہ تصدیق اور باور کرو تم اے مومنین مگر واسطے اس شخص کے کہ پیروی کرنے دین
تمہارے کی کہ وہ دین اسلام ہے اور نہ تصدیق کرو تم ساتھ اس طرح کے کہ دیا جائے کوئی مثل اسکے کہ دیے گئے ہو تم دین میں سے پس نہیں
ہے کوئی پیغمبر بعد پیغمبر تمہارے کے اور نہیں ہے کوئی شریعت بعد شریعت تمہاری کے قیامت تک اور نہ تصدیق اور باور کرو تم ساتھ اس طرح کے
کہ واسطے کسی کے حجت اور غلبہ ہو اوپر تمہارے نزدیک پروردگار تمہارے کے اس واسطے کہ دین تمہارا سب دینوں سے بہتر ہے اور تحقیق دین حق
دین خدا کا ہے اور تحقیق فضیلت اور شرف خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ خطاب مومنین کے واسطے ہوا جس وقت کہ غلط کر دیا یہودیوں نے
حق کو باطل سے اور وہ کہتے تھے کہ ہم حجت پکڑیں گے اور غالب ہونگے نزدیک پروردگار کے اس شخص پر جو کہ ہمارے دین کے

مخالف ہے پس بیان کیا خدا تعالیٰ نے کہ وہ یہودی ذلیل کئے گئے اور مغلوب کئے گئے ہیں اور تحقیق مومنین اوپر غالب ہیں اور فرماتا ہے
خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان یہودیوں کے رد میں اِنَّ الْفَضْلَ تحقیق فضیلت علم اور حکمت کے اوپر بادشاہی اور بلند مرتبہ کے نزدیک
خدا کے بِيَدِ اللّٰهِ بیچ ہاتھ خدا کے ہے کہ اپنے دست قدرت سے يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ دیتا ہے اسکو جسکو چاہتا ہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
اور خدا ہے گنجائش والا رحمت کا ہے عَلِيْمٌ جاننے والا ہے استحقاق کا فضل کے دینے میں کہ کون اس کا مستحق ہے يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ خاص
کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے کہ وہ نبوت ہے یا اسلام ہے مَنْ يَّشَآءُ جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور مستحق اس کا جانتا ہے۔
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے مومنین پر اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عبداللہ بن سلام کے پاس جو کہ
یہودیوں کے مذہب میں تھے بارہ سو اوقیہ طلا امانت رکھا تھا اور اوقیہ کہتے ہیں کہ وزن میں چالیس درہم ہوتا ہے اور درہم
تخمینا سوا دو ماشہ ہوتا ہے عبداللہ نے وہ سب طلا اس کو دیا اور کسی طرح کی خیانت اس میں نہ کی اور ایک شخص دوسرے نے ایک دینار
فنحاص بن عازوراء کے پاس امانت رکھا اس میں اس نے خیانت کی خدائے تعالیٰ ان دونوں کا حال بیان کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے
وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور بعض اہل کتاب میں سے مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ وہ شخص ہے کہ اگر امانت داری کرے تو اسکو ساتھ مال
کثیر کے یعنی ساتھ ایک ہزار دو سو اوقیہ طلا کے يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ادا کرتا ہے وہ اسکو طرف تیرے اور يُؤَدِّهٖ کی ہ کو حمزہ اور ابوبکر نے ساکن پڑھا ہے
اور ابوجعفر اور یعقوب نے اسکو کسرہ سے پڑھا ہے اختلاس کے ساتھ یعنی دو ہالی حرکت سے اور باقیوں نے کسرہ کو اس کے اتباع سے
یعنی پورا پڑھا ہے اور حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ اگر عبداللہ کے پاس کوئی مال کثیر امانت رکھے تو وہ اسکو ادا کرتا ہے اور اسکے مالک کو
پاس بھیجا دیتا ہے وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ اور بعض ان اہل کتاب میں سے وہ شخص ہے کہ اگر امین کرے تو اسکو ساتھ ایک
دینار کے لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ نہ ادا کرے گا وہ اسکو طرف تیرے اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا مگر جب تک کہ ہے تو اوپر اس کے کھڑا
یعنی ہمیشہ تو اس کے سر پر کھڑا رہے اور اس سے مطالبہ کرتا رہے تو وہ دیوے اور یہ مراد فنحاص سے ہے ذٰلِكَ وہ خیانت بِاَنَّهُمْ
قَالُوْا سبب اسکے ہے کہ تحقیق کہا ان یہودیوں نے کہ لَيْسَ عَلَيْنَا نہیں ہے اوپر ہمارے فِي الْاُمِّيّٖنَ بیچ خیانت جاہلوں اور
نا نوشتہ بندوں کے کہ وہ عرب میں سَبِيْلٌ کوئی راہ یعنی یہ یہودی اس واسطے خیانت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ عرب کے لوگ ناخواندہ
ہیں اور لکھنا نہیں جانتے ہیں اور توریت کو نہیں پڑھ سکتے ہیں اور ان پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی ہے اور نہ ان کا دین یہود ہے اگر ان
کا مال ہم لے لیویں تو ہمپر کوئی سبیل یعنی کوئی گناہ اور عذاب نہیں ہے کہ مال کھا جانا انکا ہمکو مباح اور حلال ہے اور ہمکو نہیں کچھ عذاب ہوگا
اور نہ کچھ پرسش ہوگی وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں وہ یہودی اور بناتے ہیں اس امر میں کہ یہودیوں کو مال غیر یہودی کا کھا جانا مباح ہے
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اوپر خدا کے جھوٹ کو کہ مال غیر یہود کا بے اجازت کھا جانا مباح ہے اس واسطے کہ سب نبیوں اور تمام کتابوں میں امانت
کے ادا کرنے کا حکم ہے انکو امانت غیر کی بے اجازت کیونکر مباح ہو جائے گی وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ یہودی جانتے ہیں کہ خیانت
کرنی حرام ہے اس واسطے کہ خیانت تمام جاہلیت میں بھی حرام تھی اور ایسا نہیں ہے کہ جو وہ کہتے ہیں کہ عرب کے مال میں خیانت کرنے سے کوئی
گناہ نہیں ہے بَلٰى ہاں یعنی بلکہ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ جو شخص کہ وفا کرے ساتھ عہد خدا کے کہ امانت کو ادا کرے اور اس عہد کو وفا
کرے کہ جو توریت میں امانت کے ادا کرنے کے واسطے لکھا ہے وَاتَّقٰى اور ڈرے خدا سے اور پرہیز کرے حرام سے فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَّقِيْنَ کا پس تحقیق خدا دوست رکھتا ہے پرہیزگاری کرنے والوں کو اور جو شخص کہ عہد کو وفا نہ کرے امانت کے ادا کرنے میں اور خدا سے خوف نہ
کرے امانت کے خیانت کرنے میں تو خدا اسکو دوست نہیں رکھتا ہے اور اس کے اس عمل کی ان کو سزا دے گا اور جناب رسول خدا صلعم سے
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ جس میں تین خصلتیں ہیں وہ منافق ہے ہر چند روزہ رکھے اور نماز پڑھے جو وقت کوئی بات کہے تو جھوٹ بولے اور

اگر کسی سے وعدہ کرے تو اسکے خلاف کرے اور اگر اس کے پاس امانت رکھیں تو اس میں خیانت کرے اور فرمایا حضرت نے کہ سوداگر راستگو امانت
کا ادا کرنے والا قیامت کے روز صدیقوں اور شہیدوں کے ہمراہ ہوگا اور جو کوئی امانت کو ادا کرے خدائے تعالیٰ حور العین کو اس کی زوجہ کرے گا
اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت یہود کی کعب بن اشرف یہودی کے پاس آئی اور اس سے گندم طلب کئے اُسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حق میں کہا کہ یہ شخص جو دعوے نبوت کا کرتا ہے اس کے مقدمہ میں تم کیا کہتے ہو ان علماء نے کہا کہ وہ پیغمبر خدا ہے کعب یہ بات سنکر غصہ ہوا
اور کہا کہ تم محروم رہے کھانے سے تب اُنھوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں اور اسکو دیکھتے ہیں اور توریت میں جو صفات پیغمبر آخر الزمان کے لکھے ہیں اس
سے مقابلہ کرتے ہیں جس وقت ان لوگوں نے توریت میں دیکھا تو سب صفات حضرت کی مطابق توریت کے پائیں اس وقت ان صفات کو
بدل کر بر خلاف اسکے دوسری صفات تحریر کیں اور کعب کو دکھلائیں وہ بہت خوش ہوا اور گیہوں ان کو دئے اس قصہ کو خدائے تعالیٰ بیان
کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ تحقیق جو لوگ کہ يَشْتَرُونَ خرید کرتے ہیں بِعَهْدِ اللَّهِ ساتھ عہد خدا کے کہ خدا کے ساتھ
عہد کیا تھا محمد پر ایمان لانے کا اور امانت کے ادا کرنے کا وَأَيْمَانِهِمْ اور ساتھ قسموں اپنی کے یعنی خرید کرتے ہیں ساتھ قسموں جھوٹی
کے جو کہ پیغمبر کی صفات کی مخالفت میں قسمیں کھا کر کہا تھا کہ توریت میں یہی لکھا ہے ثَمَنًا قَلِيلًا مول تھوڑے کو یعنی خرید کرتے ہیں
عوض میں عہد کرنے کے اور قسمیں کھانے کے مال اندک دنیا کا کہ وہ چند سیر گیہوں ہیں اور چند گز کپڑا ہے اور اسکی طمع میں عوام کے روبرو
جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو صفات کہ توریت میں لکھے ہیں وہ صفات محمد کے صفات کے مطابق نہیں ہیں أُولَئِكَ یہ وہ لوگ ہیں عہد کے
توڑنے والے اور جھوٹی قسمیں کھانے والے کہ لَا خَلَاقَ لَهُمْ نہیں ہے کوئی حصہ واسطے ان کے فِي الْآخِرَةِ بیچ آخرت کے وَلَا
يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ اور نہ کلام کرے گا اُن سے خدا وہ کلام کہ جس سے اُن کا دل خوش ہو اور اُنکو فائدہ ہو بلکہ ملائکہ عذاب اُن سے سخت کلامی کریں گے
وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ اور نہ نظر رحمت کرے گا طرف اُنکے يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے وَلَا يُزَكِّيهِمْ اور نہ پاکیزہ کریگا اُنکو گناہ کی ناپاکی
سے گناہوں کی بخشش کر کے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور واسطے ان کے ہے عذاب دردناک جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہ
جھوٹی قسم کھا کر مال برادر مومن کا قطع کرے وہ شخص قیامت کے روز خدائے تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اس طرح سے کہ خدائے تعالیٰ اسپر
بہت غصہ میں ہوگا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھائے تاکہ مال آدمیوں کا جھوٹی قسم کھا کر لیجائے حق تعالیٰ دوزخ کو اُس پر
واجب کرے اور جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر دیتی ہے اور لوگوں سے ان کو خالی کرتی ہے اور تحریف کے مقدمہ میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے
کہ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا اور تحقیق بعضے ان یہودیوں میں سے البتہ ایک گروہ ہے مثل کعب بن اشرف اور حی بن اخطب اور کنانہ بن ابی
الحقیق اور مالک بن صیف وغیرہ کے کہ يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ موڑتے ہیں وہ زبانوں اپنی کو بِالْكِتَابِ ساتھ پڑھنے کتاب کے اور
فریقا اسم ان کا ہے اور لام اسپر تاکید کا ہے اور یہ لام اس وقت آتا ہے کہ جس وقت اسم خبر سے موخر ہو اس واسطے کہ دو تاکید ایک
جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ جس وقت وہ توریت کو پڑھتے ہیں تو جو آیتیں حق میں محمد کے اور خدا کے پاس سے نازل ہوا ہے
اسکو اپنی زبان کو موڑ کر دوسری طرح سے جو کہ ان کے مقصود کے موافق ہے پڑھتے ہیں لِتَحْسَبُوهُ تاکہ گمان کرو تم اسکو اے مومنو
مِنَ الْكِتَابِ کتاب توریت میں سے وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہے وہ کتاب توریت میں سے بلکہ وہ تحریف
ان کی ہے وَيَقُولُونَ هُوَ اور کہتے ہیں وہ کہ وہ تحریف اور ساختہ انکی مِنْ عِنْدِ اللَّهِ نزدیک خدا کے سے ہے وَمَا
هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہے وہ نزدیک خدا کے سے وَيَقُولُونَ اور کہتے ہیں وہ اور باندھتے ہیں عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ اوپر خدا کے جھوٹ کو کہ جس کے سخن کو خدا کا سخن کہتے ہیں وَهُمْ يَعْلَمُونَ اور حال یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ جھوٹ کہتے ہیں
اور اب خدائے تعالیٰ نصاریٰ کے امر کو بیان کرتا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ نے دعوی خدائی کا کیا تھا اور ہمکو اپنی عبادت کیواسطے حکم دیا تھا اگر چہ قول

کے رد میں فرماتا ہے کہ مَا کَانَ لِبَشَرٍ نہیں ہے واسطے آدمی کے اور بشر کا اطلاق واحد اور کثیر پر دونوں پر ہو سکتا ہے یعنی نہیں لائق
ہے واسطے آدمی کے یعنی نہیں سزاوار ہے واسطے عیسیٰ کے اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ کہ دیوے اس کو خدا کتاب انجیل اور
علم شریعت وَالنُّبُوَّةَ اور پیغمبری ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ پھر کہے واسطے آدمیوں کے کہ ہو تم عبادت کرنے والے
اور بندے واسطے میرے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابو رافع یہودی اور رئیس نجران کے نصاریٰ حضرت سے کہتے
کہتے تھے کہ اے محمد کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم تیری عبادت کریں حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ معاذ اللہ کہ میں غیر خدا کی عبادت کروں یا کسی کو حکم کروں
کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت کرو تم خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ نہیں لائق ہے واسطے آدمی کے کہ جس کو خدا
کتاب اور علم شریعت اور نبوت دیوے اور باوجود اس فہم اور دانائی کے وہ آدمیوں کو اپنی امت کے کہے کہ تم میری عبادت کرو سوائے خدا کے
وَلٰكِنْ اور لیکن کہے وہ لوگوں کو یہ کہ كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ ہو تم کامل علم دینی اور عمل دینی میں اور ربانی منسوب طرف رب کے ہے الف کی
زیادتی سے مثل لحیانی اور رقبانی کے اور معنی اس کے کامل الحکم کے ہیں یعنی پیغمبر لوگوں کو سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی غیر خدا کی عبادت
کو نہیں کہتا اور لیکن وہ تو یہ کہتا ہے کہ تم علمائے کامل ہو بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ سبب اس کے کہ سکھاتے سکھلاتے ہو تم کتاب کو
جو خدائے تعالیٰ کے پاس سے نازل ہوئی ہے اور اہل کوفہ اور ابن عامر نے تعلمون کو بہ تشدید لام پڑھا ہے اور باقیوں نے بتخفیف لام
یعنی سبب اس کے کہ جانتے ہو کتاب کو وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ اور سبب اس کے کہ تم ہمیشہ پڑھتے ہو تم اس کتاب اور درس
حلال اور حرام کا سیکھتے ہو اور کہتے ہیں کہ ایک قوم ملائکہ کی عبادت کرتی تھی اور ایک قوم عیسیٰ علیہ السلام کو پروردگار گمان کرتی
تھی اور یہودی کہتے تھے کہ عزیر فرزند خدا ہے اس کے رد میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یَاْمُرَكُمْ اور نہیں سزاوار ہے کہ حکم کرے
تمکو پیغمبر کہ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا کہ پکڑو تم یعنی مقرر کرو تم فرشتوں کو اور پیغمبروں کو پروردگار اور
معبود اپنے اور عاصم اور حمزہ اور ابن عامر اور یعقوب نے ولا یامر کو منصوب پڑھا ہے تو ثم یقول پر عطف کرکے اور لفظ پر اس کی یہ ہے
کہ ما کان لبشر ان یامرکم اور باقیوں نے اس کو مرفوع پڑھا ہے اس سے قطع کرکے اور اب خدائے تعالیٰ بطریق انکار ان کے قول کے رد میں
فرماتا ہے کہ اَیَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ کیا حکم کرے گا تم کو وہ پیغمبر ساتھ کفر کے اور واسطے پوشیدہ کرنے حق کے بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ
بعد اس کے کہ تم اسلام کے قبول کرنے والے ہو گئے یعنی کیا تمہارے مسلمان ہونے کے بعد تم کو یہ حکم کرے گا پیغمبر کہ سوائے خدا کے تم
کسی اور کو اپنا پروردگار مقرر کرو کہ سراسر یہ امر کفر اور شرک ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہلاک ہوئے ہیں
میرے مقدمہ میں دو شخص اور وہ دونوں جہنم میں جائیں گے ایک تو وہ شخص کہ میری دوستی میں افراط کرتا ہے یہاں تک کہ مجھ کو میرے درجہ سے
بڑھا دیتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے کہ جو مجھ سے عداوت رکھتا ہے اور میرا اس میں کچھ گناہ نہیں ہے اور جو شخص کہ ان کو باوجود دیکھنے
کثرت آیات فضائل کے ان کے مرتبہ سے گھٹاتا ہے اور ان کے فضائل کی روایات میں تاویل کرکے ان کی فضیلت کو کم کرتا ہے وہ بھی اس
میں داخل ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کرو تم مجھ کو میرے حق اور مرتبہ سے زیادہ اس واسطے
کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو پہلے اپنا بندہ کیا اور اس کے بعد پیغمبر کیا اور یہی آیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت فرمائی
پس جو شخص کہ غلو کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جناب امیر علیہ السلام کے بابت اور امام کے بابت میں کہ ان کو ان کے مرتبہ سے
بڑھاتے ہیں وہ ایمان سے خارج ہیں اور احادیث میں آیا ہے کہ جناب سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ سے پہلے جس قدر کہ انبیا گزرے
ہیں حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک سب سے خدا نے عہد کیا ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس پیغمبر ہو کر آئیں تو تم اس پر ایمان لانا اور
اس کی نصرت کرنا اور اپنی امتوں کو اس کے پیغمبر ہونے کی اور اس کی صفات کی خبر دینا اور اپنی امتوں سے کہنا کہ جس وقت وہ آئے تو اس کی تصدیق

کریا اور اسپر ایمان لایا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس سے
عہد لیا ہے کہ محمد صلعم آئے تو اسپر ایمان لانا اور اپنی امت کو اسپر ایمان لانے کا حکم کرنا اس مقدمہ کا سارا بیان ذکر کرتا ہے کہ وَاِذْ اَخَذَ
اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ اور یاد کرو اے محمد صلعم جس وقت لیا خدا نے عہد پیغمبروں کا یعنی پیغمبروں سے یہ عہد لیا کہ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ
كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ البتہ جو کچھ دوں میں تمکو کتاب اور علم شریعت میں سے ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ پھر آئے تمہارے پاس پیغمبر جو ایسا کہ وہ محمد
صلعم ہے مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ تصدیق اور باور کرنے والا اسلئے اسچیز کے کہ ہمراہ تمہارے کتاب اور شریعت ہے تو اس صورت میں لَتُؤْمِنُنَّ
بِهٖ البتہ ایمان لاؤ تم ساتھ اس کے وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اور البتہ نصرت کرو تم اسکی اور مدد کرو اپنی جان اور زبان سے اور ان کی صفات جو کچھ کہ
پہلی کتابوں میں مذکور ہیں ان کو ظاہر کرو اور لما آتیکم کے لام کو حمزہ نے مکسور پڑھا ہے اور باقیوں نے مفتوح اور نافع نے آتیناکم پڑھا ہے اور
باقیوں نے آتیتکم اور کہتے ہیں کہ اضافت میثاق کی طرف نبیین کی اضافت اسکی طرف فاعل کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اضافت میثاق کی
طرف اولاد نبیین کی ہے کہ وہ بنی اسرائیل ہیں اور مضاف نبیین کا محذوف ہے قَالَ کہا خدا نے انبیا علیہم السلام کو بعد یقین کرنے اس عہد کے
کہ ءَاَقْرَرْتُمْ کیا اقرار کیا تم نے وَاَخَذْتُمْ اور لیا ہے تم نے عَلٰى ذٰلِكُمْ اوپر اس کے کہا ہے میں نے اِصْرِيْ عہد میرے کو اس طرح
سے کہ اسکو وفا کرو قَالُوْٓا کہا انبیاء علیہم السلام نے اور ان کی امتوں نے اَقْرَرْنَا اقرار کیا ہم نے اور اس عہد کو قبول کیا ہم نے قَالَ کہا
خدا نے کہ فَاشْهَدُوْا پس گواہ رہو تم اپنی امتوں پر وَاَنَا اور میں کہ خدا ہوں مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ہمراہ تمہارے گواہوں
میں سے ہوں اس اقرار پر اور گواہ ہوں پر فَمَنْ تَوَلّٰى پس جو شخص کہ منہ پھیرے اور انکار کرے ایمان لانے سے اس پیغمبر آخر الزمان پر اور
اس کی نصرت کرنے سے بَعْدَ ذٰلِكَ بعد اس کے اور انکار کرے اقرار اور شہادت کا تو فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ انکار کرنے والے هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ وہی باہر ہونے والے ایمان سے یا عہد اور پیمان سے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت اہل کتاب نے جھگڑا
کیا ابراہیم کے مقدمہ میں اور یہودی کہتے تھے کہ ابراہیم یہودی تھا اور نصاریٰ کہتے تھے کہ ابراہیم نصرانی تھا اور جھگڑا ان کا فیصلہ کے واسطے
رسول خدا صلعم کے پاس لے گئے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ دونوں ابراہیم سے بیزار ہیں تو اب دونوں اہل کتاب غصہ ہوئے
اور کہا کہ ہم تیرے حکم کرنے سے راضی نہیں ہیں حق تعالیٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل کی اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ کیا
پس غیر دین خدا کو طلب کرتے ہیں اور یبغون کا مفعول اسپر مقدم ہے یعنی کیا انکار کرتے ہیں ایمان سے اور دین خدا کے سوا کسی اور دین کو طلب
کرتے ہیں وَلَهٗٓ اَسْلَمَ اور حال یہ ہے کہ واسطے اس کے اسلام لایا ہے اور گردن جھکائی ہے یعنی خاص واسطے اس کے فرمانبرداری کی ہے
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ انھوں نے کہ بیچ آسمانوں کے ہیں وَالْاَرْضِ اور زمین کے طَوْعًا بسبب نظر کرنے کے طرف دلیلیں
وحدانیت خدا کی جیسے کہ مومنین اور ملائکہ ہیں وَّكَرْهًا اور بضرورت اور ناخوشی سے جیسے کہ منافقین کہ تلوار کے خوف سے اسلام کو
ظاہر کرتے ہیں اور طوعا اور کرہا دونوں مصدر ہیں کہ واقع ہوتے ہیں موضع حال میں اور بعضے کہتے ہیں کہ بعضے اضطرار سے ایمان لائے ہیں
جیسے کہ موت کے وقت کہ ایمان ان کو نافع تھا اور جو کہ کراہت سے اسلام کو قبول کرتے ہیں وہ کفار ہیں کہ وقت مرنے کے عذاب کو دیکھ کر
ایمان لاتے ہیں لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ امر صاحب الزمان علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا کہ سب
آدمی دنیا کے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلعم کہیں گے بعضے خوشی سے اور بعضے کراہت سے اور یہی قریب قیاس ہے وَاِلَيْهِ
يُرْجَعُوْنَ اور طرف اسی کے رجوع کرو گے یہ واسطے جزائے اعمال کے اور یبغون کو ابو عمرو نے یا سے پڑھا ہے صیغہ غائب کا اور یرجعون
کو یا سے صیغہ غائب کے ساتھ اور عباس اور حفص اور یعقوب اور سہل نے دونوں کو یا سے پڑھا ہے اور باقیوں نے دونوں کو تا سے پڑھا ہے
قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ایمان لائے ہم ساتھ خدا کے کہ وہ واحد ہے اور یکتا ہے اپنی ذات اور صفات میں

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے اوپر ہمارے یعنی قرآن وَمَآ اُنْزِلَ اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے عَلٰٓی
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اوپر ابراہیم کے اور اسمٰعیل کے اور اسحاق کے اور یعقوب کے اور یہ بارہ اسباط
کے اور کتاب اسباط کی وہی صحیفے تھے کہ جو ابراہیم پر نازل ہوئے تھے اسواسطے کہ وہ انکی شریعت میں تھے وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ
دیا گیا ہے موسیٰ اور عیسیٰ کو کہ توریت موسیٰ کو اور انجیل عیسیٰ کو دی گئی ہے وَالنَّبِيُّوْنَ اور ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ دیئے گئے ہیں اور پیغمبر سب اور ادریس
مِنْ رَّبِّهِمْ پروردگار اس کے کی طرف سے لَا نُفَرِّقُ نہیں فرق کرتے ہیں ہم اور نہیں جدائی ڈالتے ہم بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ درمیان کسی کے
ان میں سے کہ بعضے پیغمبر پر ایمان لائیں اور بعضے پر نہ لائیں جیسے کہ یہود و نصاریٰ بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں ہم وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم ہیں
واسطے اس کے گردن جھکانے والے اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں مسلمون کی وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا
اور جو شخص کہ طلب کرے سوائے اسلام کے کسی دین کو تو فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ پس ہرگز نہ قبول کیا جائے گا اس سے وہ دین وَهُوَ اور وہ شخص
دین اسلام کے ترک کرنے کی جہت سے فِي الْاٰخِرَةِ بیچ آخرت کے مِنَ الْخٰسِرِيْنَ نقصان پانے والوں میں سے ہیں اور بابت اس قوم
کی شان میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بعد قبول کرنے اسلام کے مرتد ہو گئے تھے پس فرماتا ہے کہ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ کیونکر رہنمائی کرے
خدا یعنی بہت بعید ہے کہ رہنمائی کرے خدا قَوْمًا كَفَرُوْا اس قوم کی کہ کافر ہوئے وہ بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ پیچھے ایمان اپنے کے اور کہتے ہیں کہ
وہ بارہ آدمی تھے کہ بعد ظاہر کرنے شرائط ایمان کے اور قبول کرنے اسلام کے مرتد ہوکر کافروں میں مل گئے وَشَهِدُوْٓا اور گواہی دی تھی
ان لوگوں نے اَنَّ الرَّسُوْلَ کہ تحقیق پیغمبر بھیجا ہوا خدا کا کہ محمد صلعم ہے حَقٌّ حق ہے اور رسول اس کا درست ہے وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ
اور آئیں تھیں ان کے پاس دلیلیں روشن یعنی قرآن کہ فصاحت اور بلاغت اس کی طاقت بشر سے خارج ہے اور تمام معجزے کہ سب
ایسے ہیں کہ جس سے حق ہونا اسلام کا ثابت ہوتا ہے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور خدا نہیں رہنمائی کرتا ہے قوم
ظلم کرنے والوں کو کہ باوجود ظاہر ہونے حقیقت اسلام کے سبب عناد اور انکار کے راہ حق سے پھرتے ہیں اُولٰٓئِكَ یہ لوگ مرتد ہونے
والے جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ جزا ان کی یہ ہے کہ تحقیق اوپر ان کے لعنت خدا کی ہے وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی اور سب کی کہ وہ دوری ہے رحمت خدا سے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ
بیچ اس لعنت کے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ نہ سبک کیا جائے گا ان سے عذاب دوزخ کا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ
اور نہ وہ مہلت دیے جائیں گے کہ ایمان کو قبول کریں یا عذاب میں ان کے تاخیر کی جائے اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر وہ لوگ کہ توبہ کی ہے
انہوں نے اور رجوع کی ہے طرف خدا کے اور اسکو واحد جانا ہے اور پیغمبر کی تصدیق کی ہے مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پیچھے اس مرتد کے
مرنے سے وَاَصْلَحُوْا اور درست کیا ہے انہوں نے اپنے تئیں اور اپنے اعتقاد کو فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس تحقیق کہ
خدا بخشنے والا اور مہربان ہے اپنے بندوں پر کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بخشتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت
ہے کہ یہ آیت ایک شخص انصاری کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ نام اس کا حارث بن سوید تھا اور ایک شخص کو وہ قتل کرکے بھاگ گیا تھا
اور اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اور مکہ میں جاکر کافروں سے مل گیا تھا اور بعد اس کے وہ پشیمان ہوا اور اپنی قوم کے پاس ایک آدمی
بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو کہ میں توبہ کرتا ہوں تو یہ میری قبول ہے یا نہیں یہ آیت
اس کے حق میں نازل ہوئی اور گناہ اس کا بخشا گیا اور ایک مرد اسکی قوم کا ان آیتوں کو لیکر حارث کے پاس گیا اس نے ان آیتوں
کو دیکھ کر کہا کہ تو سچا ہے اور رسول خدا تجھ سے زیادہ راست گو ہیں اور سب سے زیادہ سچا ہے خدائے تعالیٰ اور مدینہ میں
جاکر اس نے توبہ کی اور ایمان اس کا پھر درست ہو گیا اور کہتے ہیں کہ حارث کے بھائی نے ان آیتوں کو ایک معتبر آدمی کے ہاتھ حارث کے پاس بھیجا

حارث نے ان آیتوں کو پڑھا اور توبہ کرکے مدینہ کو روانہ ہوا اور وقت روانگی مدینہ کے ان آیتوں کو گیارہ آدمیوں ساتھی کے روبرو پڑھا
اور اُنھوں نے توبہ کرکے اور ایمان لانے سے انکار کیا ان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ تحقیق جو لوگ کہ کافر
ہوئے بعد ایمان لانے کے کہ پہلے تو اُنھوں نے اسلام کو قبول کیا اور پھر وہ اس سے پھر گئے ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا پھر زیادہ کیا اُنھوں نے کفر کو اور کفر پر
ثابت قدم رہے اور اصرار کیا اور ثابت ہوئے کہ ایمان لائے ہوئے اور توبہ نہ کر اور کفر کیا اُنھوں نے عیسیٰؑ اور انجیل سے اور پھر زیادہ کیا اُنھوں نے
کفر کو کہ محمدؐ اور قرآن پر ایمان نہ لائے اور ان کہ ایمان لائے وہ محمدؐ پر مبعوث ہونے سے پہلے اور حین بعثت کے وہ زیادہ انکا کفر کیا اور ایمان اس پر لائے اور پھر
زیادہ کیا اُنھوں نے کفر کو کہ کفر پر اصرار کرتے اور عناد اور طعن کرتے اور لوگوں کو ایمان سے بند کرتے لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ ہرگز نہ قبول کی جائیگی توبہ
انکی کہ موت کو دیکھ کر وہ توبہ کریں اور اگر پہلے سے توبہ کریں گے تو باخلاص توبہ نہ کریں گے وَاُولٰٓئِکَ اور یہ لوگ جو کہ کفر پر قائم رہے ہیں ھُمُ
الضَّآلُّوْنَ وہی گمراہ ہونے والے ہیں ازلی سے اور ثابت قدم گمراہی پر اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے وَمَاتُوْا اور مر گئے
وَھُمْ کُفَّارٌ جس وقت کہ وہ کفر کرنے والے تھے یعنی حالت کفر میں وہ مر گئے فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ پس ہرگز نہ قبول کیا جائیگا کسی ایک
سے مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا برابر زمین کے سونا وَّلَوِ افْتَدٰی بِهٖ اور اگرچہ فدا کرے وہ اسی رہائی کے واسطے یعنی اگر مرتد اور کافر تمام روئے زمین کو
مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک سونے سے پُر کردے اور اسکو فدا کرے تاکہ عذاب دوزخ سے رہائی پائے تو ہرگز اس سے قبول کیا جائیگا اور دُنیا
تمام ہے اور اسکے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اگر سونے سے تمام زمین کو پُر کرکے راہ خدا میں خرچ کرے وہ مرتد اور کافر تو بھی اسکو عذاب سے نجات ہوگی
اُولٰٓئِکَ یہ لوگ وہ ہیں کہ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ واسطے ان کے عذاب دردناک ہے وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور نہیں ہیں واسطے اُنکے
نصرت کرنے والے کہ عذاب سے ان کو نجات دلوائیں اور بعض ناصرین میں زائد ہے اور کہتے ہیں کہ قیامت کے روز کافر دل تو حاضر کریں اور ان سے
کہیں کہ اگر تمھارے پاس مواقع پُری زمین کے سونا ہو تو اسکو کیا تم اپنی مخلصی کے واسطے خرچ کرو تاکہ عذاب سے نجات پاؤ۔ وہ کہیں گے کہ ہاں تب اُن
سے کہا جائیگا کہ تم دنیا میں تو اس سے کمتر چاہتے تھے لیکن تم نے یہ بات نہ کی جو عذاب دوزخ کا ہمیشہ کو لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ ہرگز نہ پہنچو گے تم
نیکی کو یعنی نیکی کی حقیقت کو نہ پہنچو گے اور ابرار میں داخل ہو گے حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یہاں تک کہ خرچ کرو تم اس چیز میں سے کہ
دوست رکھتے ہو تم اس کو مثل مال کے کہ راہِ خدا میں اسکو خرچ کرو اور مثل جان کے اور قوت کے کہ خدا کی مرضی کے واسطے اور اسی کی محبت میں
اسکو صرف کرو اسکی اطاعت میں اور جہاد میں اور منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کپڑا خرید کیا اور وہ نہایت مرغوب اور پسندیدہ معلوم
ہوا تو اسکو راہِ خدا میں دیدیا اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے جناب رسول خداؐ سے کہ فرماتے تھے کہ جو کوئی اپنے نفس پر دوسرے کو اختیار کرے تو خدائے
تعالیٰ اختیار کرے گا اسکو بہشت کے واسطے اور جو شخص کہ دوست رکھتا ہے کسی چیز کو چاہئے کہ وہ چیز خدا کو دیوے کہ اس کے نام پر تصدق کرے
اور حسنین ابن علیؑ اور صادقین علیہما السلام قند اور مصری کو راہِ خدا میں تصدق کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم اسکو بہت دوست رکھتے ہیں اس
واسطے اسکو تصدق کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور کہتے ہیں کہ ابوطلحہ انصاری نے جو یہ آیت سنی تو
جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول خداؐ میں ایک باغ رکھتا ہوں کہ اسکی برابر کسی چیز کو دوست نہیں رکھتا ہوں اسکو راہ خدا میں صرف
کیجئے حضرتؐ نے وہ باغ اس کے کنبہ کو تقسیم کر دیا اور زید بن حارثہ نے عرض کی کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے کہ میں اسکی برابر کسی کو دوست نہیں رکھتا
ہوں اسکو راہِ خدا میں دو حضرتؐ نے وہ دیدیا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو تم کسی چیز میں سے تھوڑی یا بہت دوست ہیں
یا غیر دوست فَاِنَّ اللّٰہَ بِهٖ عَلِیْمٌ پس تحقیق خدا ساتھ اسکے عالم ہے اور اسکی حقیقت کو خوب جانتا ہے اور موافق اسکی نیت کے جزا دے گا اور کہتے
ہیں جس وقت رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں ملت ابراہیم پر ہوں تو یہودیوں نے کہا کہ اگر تو ملت ابراہیم پر ہے تو اونٹ کا گوشت اور دودھ کس واسطے کھاتا اور
پیتا ہے کہ یہ تو ابراہیم پر حرام تھا حضرت نے فرمایا کہ ابراہیم پر یہ ہرگز حرام نہ تھا تم دروغ کہتے ہو بلکہ سب کھانا اسپر حلال تھا خدا نے حبیب کی تصدیق

کے لئے فرماتا ہے کہ کُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ ہر کھانا کھانا حلال واسطے بنی اسرائیل کے یعنی واسطے اولاد یعقوبؑ کے ہر قسم کا
کھانا حلال اور مباح تھا اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مگر وہ کھانا کہ حرام کیا تھا یعقوب نے اوپر نفس اپنے کے اور حرام کرنے کی وجہ
یہی کہ ایک مرتبہ حضرت یعقوبؑ کو عرق النسا کی بیماری لاحق ہوئی تھی انہوں نے نذر کی کہ اگر مجھ کو شفا حاصل ہو تو میں جس کھانے کو زیادہ دوست
رکھتا ہوں اسکو اپنے اوپر حرام کروں گا جب شفا پائی ان کو سب سے زیادہ انہوں گوشت اونٹ کا اور دودھ اونٹنی کا پسند تھا اسکو اپنے اوپر حرام کیا اور لوگوں نے بھی اپنے
او پر حرام کیا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت حضرت یعقوب اونٹ کا گوشت کھاتے تھے تو انکو درد پہنچتا
تھا اس لئے انہوں نے گوشت اپنے اوپر حرام کیا تھا اور حضرت ابراہیم کے زمانہ میں یہ کھانا حرام نہ تھا بلکہ حضرت یعقوب نے حضرت ابراہیم کی
اسی بات پر حرام کر لیا تھا اور یہودیوں نے ان کی پیروی سے اس کھانے سے اجتناب کر کے کہا کہ توریت اسکے حرام ہونیکا حکم کرتی ہے اور خدا
ہے کہ یعقوب کے اس کھانے کو حرام کرنیکا قصہ توریت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے توریت میں اسکا ذکر کہاں ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا
ہے کہ جو یہودی کہتے ہیں کہ توریت اسکے حرام ہونیکا حکم کرتی ہے بلکہ یعقوب نے نذر کے اپنی اوپر حرام کیا تھا مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ
التَّوْرٰىةُ پہلے اس سے کہ نازل کی جائے توریت کہ جو موسیٰ کے زمانہ میں نازل ہوئی اور حضرت یعقوب کے تھے اپنے اوپر اس کھانے کو حرام کیا ہو وہ
حضرت موسیٰ سے بہت پہلے تھے اور اگر یہودی اسکا انکار کرتے ہیں تو قُلْ کہہ تو اے محمدؐ ان یہودیوں سے کہ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ پس
لاؤ تم توریت کو پس پڑھو تم اسکو یعنی جو آیت توریت کی اسکے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے اسکو پڑھو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے
یہودیوں نے اسکی دلیری نہ کی اسواسطے کہ وہ جانتے تھے کہ پیغمبرؐ سچ کہتا ہے اور اپنے تئیں وہ دروغگو جانتے تھے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى
اللّٰهِ الْكَذِبَ پس جو شخص کہ اپنے ویسے بنالے اور خدا کے جھوٹ کہ دعوے اسکے حرام ہونیکا کرے مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوگیا ہے
کہ تحریم یعقوبؑ کی طرف سے تھی اس کے نفس کے واسطے نہ خدا کی جانب تو فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ کہ یہ دعوے کرتے ہیں هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وہی ظالم ہیں کہ خدا
پر افترا کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور اسی معنی میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمدؐ صلعم کہ صَدَقَ اللّٰهُ سچ کہا خدا نے تحریم
کی خبر میں یعنی خدا کا صدق تیرے نازل کرنے میں اور ظاہر کرنے اسکے دعوے میں واضح ہو گیا فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ پس پیروی کرو
تم دین ابراہیم کی کہ وہ دین اسلام ہے اور اس دین پر محمدؐ ہے اور ہر شخص کہ اس پر ایمان لایا ہو کہ حَنِيْفًا مائل کرنے والا ہے وہ باطل میں اور
اعتقاد سے طرف دین اسلام کے کہ جو حق ہے اور حنیفا حال واقع ہوا ہو وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور تھا وہ ابراہیم مشرک کرنے والوں میں سے
مثل یہود و نصاریٰ کے کہ وہ شرک کرتے ہیں وہ ہرگز ایسا نہ تھا اور ہمارے پیغمبرؐ کسی پہلے پیغمبر کی شرع کے تابع نہ تھے اور لیکن شرع ہمارے پیغمبر کی
جو موافق ابراہیم کی شرع کے تھی اسواسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فاتبعوا ملة ابراہیم اور وہ حضرتؐ پیغمبر ہونے سے پہلے الہام کے ہونے سے اسی
شرع ہی کے موافق عبادت کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے اور مسلمانوں نے آپس میں اختلاف کیا کعبہ اور بیت المقدس کی شان میں یہودی
کہتے تھے کہ بیت المقدس بہتر ہے اور مسلمان کہتے تھے کہ کعبہ بزرگ زیادہ ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ تحقیق
کہ پہلا گھر بنایا گیا ہے واسطے آدمیوں کے کہ زیارت اسکی کریں لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ البتہ وہ گھر بیچ مکہ کے ہے اور اصل بکہ کی بک ہو ازدحام کرنے کے
معنی میں اور مکہ کو بکہ اس واسطے فرمایا کہ وہاں حاجیوں کا ازدحام ہوتا ہے اور اصل مکہ کی بھی بک ہو سکتی ہے اور بعض میم با سے بدلی ہوئی ہے
اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ زمین کو پیدا کرے تو ہوا کو حکم کیا کہ وہ سمندر پر اس طرح
چلی کہ وہاں ایک موج پیدا ہو گئی اور پھر ہوا نے اس موج کو ایسا ملا کہ اس کا کف بن گیا اور اسکو اس جگہ جمع کیا کہ جس جگہ اس زمانہ میں بیت اللہ
ہے اور اس کف کا ایک پہاڑ سا بنا دیا اور نیچے اس کے چاروں طرف زمین پھیلا دی وہ زمین بیت اللہ کی اصل سب میں کی ہے کہ پہلے سے وہی
زمین ہی ہے اور باقی کی زمین اسکے چاروں طرف پھیلا دی ہے اور بیت اللہ ایک مروارید سفید تھا اللہ تعالیٰ نے اسکو آسمان پر اٹھا لیا اور وہ اب تک

کے مقابلہ میں ہے اور بعد اسکے حضرت ابراہیم کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم ہوا اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل دونوں باپ بیٹوں نے مل کر اس کو
بنایا اور دوسری روایت میں ہے کہ آدم سے پہلے اس خانہ کو بیت الضراح کہتے تھے اور ملائکہ طواف اس کا کرتے تھے اور جس وقت آدم زمین
پر آئے تو حکم ہوا کہ حج کرو اور طوفان کے زمانہ میں اسکو آسمان پر لے گئے اور ملائکہ آسمان طواف اس کا کرتے تھے حاصل یہ کہ اول گھر جو زمین پر
بنایا گیا ہے وہ بیت اللہ ہے کہ مُبَارَكًا برکت والا ہے وہ گھر اور کثیر الخیر ہے اور بہت فائدہ ہیں اس میں ان لوگوں کے واسطے کہ جو حج اور عمرہ بجا لاتے ہیں اور
حدیث میں آیا ہے کہ ایک حسنہ اس میں کرنا برابر لاکھ حسنہ کے ہے کہ جو دوسری جگہ کرے اور ایک دینار دینا برابر لاکھ دینار کے ہے کہ جو دوسری جگہ دے
اور نظر کرنی خانہ کعبہ کی طرف عبادت ہے اور طواف کرنے والا ایسا گناہوں سے باہر ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی داخل ہوا خانہ کعبہ میں وہ داخل ہوا
رحمت میں اور جس وقت اس سے باہر نکلا تو اپنے گناہوں سے باہر نکلا اور فرماتا ہے خدا کہ وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ اور رہنمائی کرنے والا ہے وہ مکان واسطے
عالم کے لوگوں کے کہ وہ قبلہ ہے مسلمانوں کا اور اسکی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں کہ جس میں ثواب کثیر حاصل ہوتا ہے اور اس میں عبادت کرنے سے اور جگہ کی لاکھ
عبادتوں کا ثواب پاتے ہیں اور مبارک اور ہدی حال واقع ہوئے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ بیچ اس گھر کے نشانیاں ہیں روشن
سبب اس کے شرف اور منزلت کے کہ اُسکے اوپر سے کوئی پرندہ اڑ کر نہیں جاتا ہے اور اسکے حرم کے درندے جنگلی جانوروں کو ضرر نہیں پہنچاتے ہیں اور اگر کوئی شخص
بدی سے اُسکا قصد کرے تو ہلاک ہو جائے جیسے کہ اصحاب فیل ہلاک ہوئے اور بیمار دکھ والے وہاں لیجائیں تو شفا حاصل ہوتی ہے اور کوئی جانور مسجد الحرام میں سرگیں
نہیں گراتا ہے اور جو کوئی اس خانہ کی طرف نظر کرتا ہے تو انکی آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں اور ہر سحر ہزار ملائکہ ہر روز آسمان سے نازل ہوتے ہیں کہ دوسری بار وہ نہیں آتے
اور سوائے اسکے بہت سی نشانیاں ہیں اور ایک نشانی عجیب مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ جگہ کھڑے ہونے ابراہیم کی ہے اور مقام ابراہیم خبر ہے مبتدائے محذوف کی
اور تقدیر اسکی یہی مقام ابراہیم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ بدل ہے بعض آیات سے اور مقام ابراہیم ایک پتھر ہے کہ ابراہیم کے قدم کا نشان اس پر ہے اور حضرت
ابراہیم اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کو بناتے تھے اور ابو حمزہ ثمالی نے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے ابو حمزہ بہتر جگہ جو ہیں درمیان
مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے ہے اگر کوئی مرد نوح کی سی عمر پائے اور ہر روز روزہ رکھے اور تمام شب اس مکان شریف میں عبادت کرے اور بعد
اس کے بدون محبت ہماری کے وفات پائے تو کچھ فائدہ اسکو نہ ہوگا اور دوزخ میں وہ داخل ہوگا وَمَن دَخَلَهُ اور جو کوئی داخل ہو اس گھر میں
تو كَانَ آمِنًا ہوگا امن میں قتل اور غارت سے اس واسطے کہ حکم ہے کہ جو گنہگار وہاں پہنچے اور پناہ لے جائے اسکو کچھ نہ کہو کہ وہاں آزار دینا حرام ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی داخل ہو اس میں واسطے بجا لانے حج اور عمرہ کے وہ بے خوف ہو عذاب سے گناہوں کے اور جو گناہ کہ حج سے
پہلے کئے ہیں وہ سب بخشے جائیں اور امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو کوئی کہ حرم میں داخل ہو جس وقت کہ عارف ہو یعنی عقیدہ درست رکھتا ہو
سب ان چیزوں کا جو کہ خدا نے واجب کی ہیں تو وہ شخص آخرت میں عذاب سے بے خوف ہو اور حجر اسود بھی اسکی نشانیوں میں سے ہے اور پہلے
یہ پتھر سفید تھا اور بہشت سے آدم کے ہمراہ آیا تھا ایام جاہلیت میں کفار اور مشرکین کے بوسہ دینے اور مس کرنے کے سبب سیاہ ہو گیا ہے یہاں
تک کہ اب اسکو حجر اسود کہنے لگے اور اسکے ٹوٹ کر کئی ٹکڑے ہو گئے ہیں وہ ٹکڑے آپس میں ملا رکھے ہیں اور چاندی کے حلقہ میں وہ سب ٹکڑے ہیں اور
اب خدا حج کے واجب ہونے کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ اور خاص واسطے خدا کے لازم اور ثابت ہے اوپر آدمیوں کے
حِجُّ الْبَيْتِ قصد کرنا خانہ کعبہ کا واسطے ادا کرنے اعمال حج کے اور عمرہ کے مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا جو شخص کہ طاقت رکھے طرف اسکے راہ
چلنے کی کہ توشہ اور خرچ راہ اپنے جانے آنے کا اور کھانا اور لباس ان دنوں کا اپنے عیال کا رکھتا ہو اور صحت بدنی حاصل ہو اور رستہ میں کسی طرح کا خوف نہ ہو خواہ
سواری پر چل سکتا ہو خواہ پیدل جا سکتا ہو یہ امور جمع ہوں تو حج بجا لانے کے واسطے جانا واجب ہے اور ترک کرنا اسکا گناہ عظیم ہے اور حدیث میں آیا ہے
کہ جس کسی پر حج واجب ہو گیا ہو اور وہ حج کو بجا نہ لائے تو یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ اسکا حشر ہوگا وَمَن كَفَرَ اور جو شخص کہ کفر کرے حج کر کے یعنی باوجود وجوب
کے اسکو ترک کرے بے پروائی سے اور اسکی قدر اور منزلت کچھ نہ سمجھے اور نہ اسکو خدا کے حکم کا کچھ پاس ہو تو فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ پس تحقیق خدا

بے پروا ہے عالم کے لوگوں سے کہ اسکو انکے حج کی کچھ پروا نہیں ہی اور جابر سے منقول ہے جو حضرت علیؑ کو وصیت کی ہیں اسمیں فرمایا ہے کہ اے علی ترک کرنے
والا حج کا با وجود قدرت کے کافر ہے اس واسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین اور حضرت کاظمؑ نے قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا کی
تفسیر میں فرمایا ہے کہ مراد استطاعت والا وہ آدمی ہے اسحال میں کہ حج کرنے میں تاخیر اور دیر کرے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہی کہ مراد قول حق تعالیٰ
ونحشرہم یوم القیامۃ اعمی سے وہ لوگ مراد ہیں کہ حج ان پر واجب ہوا اور وہ اسکو ادا نکریں حق تعالیٰ قیامت کے روز انکو اندھا کرکے اٹھائیگا اور حج کے ترک کرنیکی
عذاب کی حدیثیں کثرت سے ہیں اور سب امامیہ نے حج کے ترک کرنیوالے کو کافر فرمایا ہے اور حدیث میں بھی ایسا آیا ہے یہ واسطے مبالغہ اور تہدید تاکید کے
ہے کہ ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے اور موجب عذاب جہنم ہے اسواسطے کافر فرماتا ہے اور حقیقت میں وہ کافر نہیں ہی البتہ اگر حج کے واجب ہونیکا انکار کرے
اور یا بسبب اسکے ترک کرنیکو روا رکھے کہ یہ بھی موجب عدم اعتقاد فرضیت حج ہے اس صورت میں کافر کہہ سکتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز پنجگانہ پڑھو اور روزے ماہ رمضان کے سارے مہینے کے رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور حج خانہ خدا بجالاؤ تاکہ اپنے پروردگار کی
بہشت میں داخل ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حج درویشی اور گناہوں کو دور کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی
کہ وللہ علی الناس حج البیت تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب مذہبوں کے آدمیوں کو جمع کیا اور پہلے خطبہ پڑھا اور بعد اسکے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تمپر حج کو
فرض کیا ہے پس حج کو ادا کرتے رہو پس سوا ایک مذہب والے لوگ ایمان لائے حج کے واجب ہونے پر اور پانچ مذہب والوں نے کفر اور انکار کیا اسواسطے
یہ آیت نازل ہوئی لیکن ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین اور حج کی ہا کو ابو جعفر اور اہل کوفہ نے سوائے ابوبکر کے مکسور پڑھا ہے اور باقیوں نے مفتوح
اور معنی حج کے قصد کے ہیں اور من استطاع بدل بعض ہے ناس سے اور اب خدا تعالیٰ اہل کتاب کو پھر الزام دیتا ہے اور ملامت کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اے اہل کتاب کس واسطے کفر کرتے ہو تم ساتھ آیتوں خدائے
تعالیٰ کے کہ وہ عقلی اور سمعی دلیلیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے راست اور درست ہونے کی حج وغیرہ کے واجب ہونے میں اور جو کچھ
کہ وہ دعوے کرتا ہے حج وغیرہ کے واجب ہونیکا احکام شرع سے وَاللّٰہُ شَھِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ اور حال یہ ہے کہ خدا گواہ ہے اوپر اس
امر کے کہ کرتے ہو تم کہ حق کو پوشیدہ کرتے ہو اور آیات خدائے تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے پس تمکو تمہارے ان اعمال کے عوض میں قرار واقعی سزا دیگا
اور بتخصیص اہل کتاب کی آنہیں اسواسطے ہے کہ یہ کفر میں زیادہ مدہیں اس واسطے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے ہیں توریت اور انجیل پر اور حال یہ
ہے کہ وہ ہرگز ایمان نہ لائے تھے بلکہ اسکی آیات کی تحریف اور تبدیل کرتے تھے پھر فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ
لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اے اہل کتاب کس واسطے سد کرتے ہو تم راہ خدا کی سے کہ وہ دین اسلام ہے مَنْ اٰمَنَ ان لوگوں کو کہ
ایمان لائے ہیں وہ خدا پر مثل عمار اور ابوذر وغیرہ کے کہ ان کو تم اپنے دین کی طرف بلاتے ہو تَبْغُوْنَھَا عِوَجًا طلب کرتے ہو تم راہ خدا
میں بیچ کجی کو اور گمراہی کو کہ لوگوں کو وہم میں ڈالتے ہو کہ توریت میں نسخ نہیں ہے اور صفات محمد کو جو کچھ توریت میں ہیں تم بدلتے ہو وَاَنْتُمْ
شُھَدَآءُ اور حال یہ ہے کہ تم گواہ ہو اس امر کے کہ راہ راست دین اسلام ہے اور اسکو ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیتوں میں سے
جانتے ہو وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہیں ہے خدا غافل اس امر سے کہ کرتے ہو تم بلکہ تمہارے سب اعمال اور افعال کو جانتا ہے
اور موافق اس کے تمکو جزا دیگا اور کہتے ہیں کہ شاس بن قیس یہودی کہ ایک مرد پیر سخت کافر اور سنگدل اور بدگو مسلمانوں کا تھا ایک روز مجمع میں
اوس اور خزرج کے اس نے گذر کیا تو دیکھا کہ دونو فرقے بہت محبت اور پیار سے آپسمیں باتیں کرتے ہیں اس شخص کو یہ امر دیکھکر حسد ہوا کہ دونو فرقہ
اسلام سے پہلے تو آپسمیں جنگ و جدال رکھتے تھے اور اب یہ دونو فرقے مسلمان ہوکر ایک ہوگئے ہیں ایک شخص کو اس نے کہا کہ تو ان میں بیٹھکر
بعاث کی لڑائی کا کہ جو ان میں آپسمیں واقع ہوئی تھی ذکر کرے اور اوسیوں نے جو قصیدہ خزرج کی مذمت میں لکھا تھا اسکو پڑھ اسنے وہ قصیدہ
جو پڑھا تو خزرج کو بہت ناگوار معلوم ہوا اور غصہ ہوکر اوسیوں کی مذمت بیان کرنے لگے اور آپسمیں ان دونوں فرقوں کے نوبت جنگ کی پہنچی حتیٰ

آپس میں لشکر بار ل ہوئے اور رسول خدا صلعم نے اس معرکہ میں جا کر فرمایا کہ باوجودیکہ میں تم میں موجود ہوں اور تم پھر دعوے جاہلیت کے مارے
کرتے ہو دیکھو خدا نے کیا فرمایا ہے نازل کرکے جس وقت انہوں نے وہ آیتیں سنیں تو استغفار اور توبہ کرکے ہتھیار اپنے پھینکدئے اور ایک دیگر ان
ہوکر بغلگیر ہوئے آپس اور جانا کہ اگر یہودیوں کے کہنے پر ہم چلیں گے تو وہ پھر ہمکو کفر کی طرف پھیر دینگے اور وہ آیتیں یہ ہیں کہ خدا تعالے
فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو إِن تُطِيعُوا فَرِيقًا اگر کہا مانوگے تم کسی فرقہ کا مِّنَ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ ان لوگوں میں سے کہ دئے گئے ہیں وہ کتاب مثل یہود وغیرہ ہونیوں کے تو يَرُدُّوكُم پھیر دینگے وہ تمکو بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
بعد مومن ہونے تمہارے کے یعنی کر دینگے تمکو بعد ایمان لانیکے كَافِرِينَ کافر کرنے والے یعنی تمکو پھر کافر کر دینگے اور مرتد بنا دینگے وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ
اور کیونکر کفر کروگے تم وَأَنتُمْ اور حال یہ ہے کہ تم وہ ہو کہ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ پڑھی جاتی ہیں اوپر تمہارے آیتیں خدا کی کہ وہ قرآن
میں ہیں وَفِيكُمْ رَسُولُهُ اور درمیان تمہارے پیغمبر اس کا ہے وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ اور جو کوئی چنگل مارے ساتھ دین خدا کے یعنی جو
کوئی اختیار کرے دین خدا کو کہ وہ اسلام ہے تو فَقَدْ هُدِيَ پس تحقیق رہنمائی کیا گیا ہے وہ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ طرف راہ سیدھی
کے اور جس وقت راہ راست کو پہچانا تو ضرور وہ بہشت میں داخل ہوگا اور کہتے ہیں کہ ثعلبہ بن غنم اوسی اور سعد بن زرارہ خزرجی آپس میں ایک شخص
دوسرے شخص پر فخر کرتا تھا نسب اور حسب میں اور فخر کرتے کرتے نزاع نوبت انکی پہنچی خزرجی نے کہا کہ اگر رسول خدا ہمارے ہاں نہ آتے تو ہم تمہاری اولاد
کو سر سے اکھاڑ کر پھینکدیتے اور اوسی نے کہا کہ اسلام سے پہلے تم ہمارے خوف کی جہت باہر نہیں نکل سکتے تھے اور نوبت انکی نزاع سے جنگ کو
پہنچی اور یہ خبر رسول خدا نے سنی اسی وقت سوار ہو کر ان کے پاس پہنچے اور ان کو جدا کیا اور جبرئیل یہ آیت لیکر نازل ہوئے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو قوم اوس اور قوم خزرج میں سے اتَّقُوا اللَّهَ ڈرو تم خدا سے حَقَّ تُقَاتِهِ حق ڈرنے اسکے کا کہ
جیسا کہ لائق ہے کہ واجبات کو ادا کرتے رہو اور حرام اور بد کاموں سے پرہیز کرو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ مراد ہے اس سے کہ
فرمانبرداری خدا کی کرو اور نافرمانی اسکی مت کرو اور اسکی شکر گذاری میں مشغول ہو اور ہمیشہ کرتے رہو اور کسی وقت اس سے غافل نہو
اور حق تقاتہ مفعول مطلق واقع ہوا ہے وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ اور نہ مرو تم مگر جس وقت کہ تم اسلام لانیوالے اور مسلمان ہو
مراد یہ ہے کہ ہمیشہ رہو مسلمان معلوم نہیں کہ کس وقت تمکو موت آئے اور نہی لا تموتن میں اگرچہ موت پر وارد ہوئی ہے لیکن مراد اس سے قید اسکی
ہے یعنی لا تموتن علی غیر الاسلام اور وانتم مسلمون کا جملہ حال واقع ہوا ہے اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے بعد تلاوت اس آیت کے فرمایا کہ اگر
ایک قطرہ زقوم دوزخ کا زمین پر گرے تو تمام اہل دنیا کی زندگی تلخ ہو جائے کیونکر ہوگا حال اس شخص کا کہ جسکی خورش یہی ہوگی آخرت میں
پس چاہئے کہ تم حالت اسلام میں دنیا سے کوچ کرو وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ اور چنگل مارو تم ساتھ رسی خدا کے یعنی ساتھ دین خدا کے
کہ وہ نہایت مضبوط ہے جَمِيعًا سب جمیعا حال واقع ہوا ہے یعنی دین خدا کو مضبوط پکڑو کہ دوزخ سے نجات پاؤ تم کہ جیسے کہ رسی پکڑنے سے
نجات پاتے ہو کوئیں میں گرنے سے اس آیت حبل سے اشارہ ہے طرف قرآن اور اہلبیت علیہم السلام کے چنانچہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے اپنی
رحلت سے پہلے کہ دو حبل میں تم میں چھوڑے جاتا ہوں کہ وہ قرآن اور اہلبیت میرے ہیں اگر ان کو مضبوط پکڑوگے یعنی اگر ان دونوں کی پیروی
کروگے تو تم میرے گمراہ نہوگے کہ یہ دونوں آپس کبھی جدا نہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں اور جدا ہونیسے مقصود یہ ہے کہ
جو مضمون کہ قرآن کا ہے وہ اہلبیت کے پاس ہے اور قرآن کلام ساکت ہے اور یہ کلام ناطق ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں
حبل المتین جسکو خدا نے فرمایا ہے کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا پس جو کہ پیروی ان کی کرتا ہے وہ ناجی ہے اور جو کہ پیروی انکی نہیں کرتا ہے وہ
ناری ہے اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اہلبیت میرے مثل کشتی نوح کے ہیں جو کہ اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جسنے اس کے خلاف
کیا اور اس کشتی سے پیچھے ہٹ رہا وہ غرق اور ہلاک ہوا اور اس کشتی میں وہی لوگ سوار ہوئے تھے جو کہ پیروی کرنے والے نوح کے تھے اور تنہا

دوستی بدوں متابعت کے کسی کام کی نہیں ہے اگر فقط دوستی بے متابعت کام آتی تو روجہ اور پسر نوح اللہ سبحانہ بانے لیکن انہیں فقط دوستی نوح کی
تھی اور اطاعت و فرمانبرداری نوح کی نہ تھی اس واسطے غرق ہو گئے وہ ایسے ہی جو لوگ کہ اہل بیت کی محبت کا دعوے کرتے ہیں لیکن پیروی انکی نہیں کرتے
ان کی نجات مشکل ہے اور حضرت محمد باقر علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ آل محمد حبل متین خدا کے ہیں کہ جن کے ساتھ چنگل مارنے کا قرآن میں حکم ہوا ہے
آیۂ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا میں اور حضرت کاظم نے فرمایا ہے کہ حبل متین خدا کے علی ابن ابیطالب ہیں اور فرمایا ہے خدا کہ وَلَا تَفَرَّقُوا
اور نہ متفرق ہو تم آپس میں اور مت پراگندہ ہو اختلاف کر کے مثل یہود و نصاریٰ کے بلکہ ایمان پر متفق اور طاعت خدا پر ہمیشہ ثابت قدم رہو اور
گناہوں سے پرہیز کرتے رہو اور پرآوان نے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم مسجد میں امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے راس الجالوت
کو کہ سردار علمائے یہود کا تھا اور جاثلیق کو کہ امام نصاریٰ کا تھا جناب امیر علیہ السلام کے پاس لائے حضرت امیر نے راس الجالوت سے پوچھا
کہ تو جانتا ہے کہ یہودی بعد حضرت موسیٰ کے کتنے فرقے ہو گئے ہیں کہا کہ کتاب میں دیکھوں تو بیان کروں فرمایا جناب امیر نے کہ تعجب ہے جو تجھ
پر تو کس طرح لوگوں کا امام بنا ہوا ہے اگر تجھ سے کوئی مسئلہ پوچھیں اور کتاب جل جائے یا چوری جائے تو اس وقت کیا کرے گا تو اس وقت بھی یہی
کہے گا کہ کتاب ہوتی تو دیکھ کر بتلاتا اور بعد اس کے جاثلیق کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ نصاریٰ بعد حضرت عیسیٰ کے کتنے فرقے ہو گئے کہا کہ بہت سے
فرقے فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے قسم خدا کی میں توریت کو اس سے بہتر جانتا ہوں اور انجیل کو تجھ سے بہتر جانتا ہوں امت موسیٰ کے اکہتر فرقے
ہوئے ہیں ستر ان میں سے ناری ہیں ایک ناجی ہے اور یہ ناجی وہ ہیں کہ جن کے حق میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن قوم موسیٰ امة یهدون
بالحق اور امت عیسیٰ کے بعد عیسیٰ کے بہتر فرقے ہوئے ہیں ایک فرقہ ان میں سے ناجی ہے اور باقی کے ناری ہیں اور ناجی فرقے کے حق میں خدائے
تعالیٰ نے فرمایا ہے تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق اور امت محمد مصطفیٰ صلعم کے تہتر فرقے ہوں گے ایک تو ان میں سے ناجی فرقہ ہوگا
اور باقی کے ناری ہوں گے اور اس ناجی فرقہ کے حق میں فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ ممن خلقنا امة یهدون بالحق وبه یعدلون اور وہ شیعہ
میرے ہیں اور نہ اس واسطے حضرت امیر نے فرمایا ہے کہ پیروی انکی شیعہ ہی کرتے ہیں اور پیروی میں جناب امیر کی نجات اس واسطے ہوئی کہ وہ حکم ساتھ
حق کے کرتے تھے خاص اور جناب امیر بھی حق کی طرف ہدایت اس واسطے کرتے تھے کہ بعد رسول خدا کے حق ان کے ہی پاس تھا چنانچہ فرمایا ہے رسول خدا
نے کہ علی مع الحق والحق مع علی یدور حیث دار یعنی علی ہمراہ حق کے ہے اور حق ہمراہ علی کے ہے پھرتا ہے وہ حق جدہر کو پھرتا ہے علی کہ حق علی سے ہرگز جدا
نہیں ہوتا ہے پس دلالت کی اس بیان نے اس امر پر کہ حق شیعوں کے ہمراہ ہے اور شیعوں کے سوائے اور فرقے حق پر نہیں ہیں اور اہل سنت جو کہتے ہیں کہ
ناجی فرقے کے واسطے رسول خدا نے فرمایا ہے ما انا علیہ واصحابی اگر یہ روایت تسلیم کی جائے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ناجی وہ
ہے کہ پیروی کرے اس امر کی کہ جس پر میں اور میرے اصحاب دونوں متفق ہیں۔ تنہا اصحاب کی پیروی اور حضرت رسول خدا اور اصحاب کا دونوں کا اتفاق
ہے اسکو ہم بھی صحیح اور درست جانتے ہیں اور حدیث ثقلین سے ثابت ہوتا ہے کہ فقط اہل بیت کی پیروی واسطے نجات کے کفایت کرتی ہے
اور اصحاب تنہا کی پیروی کے واسطے رسول نے کہیں نہیں فرمایا ہے اور بعضی روایات جو بیان کرتے ہیں مثل اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم
اور اصحابی کلهم عدول اور سوائے اسکے اگر ہم تسلیم کریں ان روایتوں کو تو وہ لوگ مراد ہیں کہ جن کے حق میں علمائے فریقین بیان کرتے ہیں کہ من
ادرکوا صحبة النبی وماتوا مع الایمان یعنی وہ لوگ کہ پائی انہوں نے صحبت پیغمبر کی اور مرے وہ ہمراہ ایمان کے یہ مراد ہے اصحاب رسول سے اور کل ہمراہی حضرت کے مراد
نہیں ہیں اس واسطے کہ بعض صحابہ کے فسق و تحریف قرآن اور کذب احادیث اہل بیت کی بلکہ بعضوں کے ارتداد پر روایتیں اہل سنت کی کتابوں کی
دلالت کرتی ہیں اور علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین کی روایت اگر تسلیم کی جائے تو مراد خلفاء راشدین سے آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اس واسطے
کہ جناب رسول خدا صلعم راشدین ان لوگوں کو نہ فرمائیں گے کہ جو خلاف شرع کے حکم دیتے تھے اور مسائل دین میں غلطیاں کرتے تھے اور ایسے لوگوں کی پیروی
کے واسطے حضرت صلعم کیونکر حکم دیویں گے ایسی شریعت کے مخالف اور جن کو اہل سنت خلفائے راشدین کہتے ہیں وہ ایسے ہی تھے کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے اکثر

مسائل میں حکم دیتے تھے چنانچہ کتب اہل سنت میں یہ سب لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ دین حق سے متفرق اور جدا مت ہو
وَاذْكُرُوْا اور یاد کرو تم اے مومنین نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ نعمت خدا کو کہ اوپر تمہارے ہے کہ تمکو ہدایت کرے اور توفیق دے دین اسلام کی
اور پیروی کرلی مذہب حق کی باعث ہوئی آپس کی الفت کا پس یاد کرو تم اس نعمت کو کہ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً جس وقت تھے تم دشمن آپس میں بسبب
جاہلیت اور کفر میں فَاَلَّفَ پس الفت دی خدا نے اور محبت ڈالی بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ درمیان دلوں تمہارے کے اسلام کی برکت سے اور عداوت
تمہارے درمیان سے اٹھ گئی فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا پس ہو گئے تم ساتھ نعمت اس خدا کے بھائی یعنی اسکی رحمت سے تم سب آپس میں
دینی بھائی ہوگئے کہ ہر ایک دوسرے سے محبت کرنے لگا وَكُنْتُمْ اور تھے تم ایام جاہلیت میں عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ اوپر کنارے
گڑھے کے کہ آتش دوزخ سے بسبب کفر اور گمراہی کے یعنی قریب تھا کہ تم حالت کفر میں دوزخ میں جاؤ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا پس چھوڑایا تمکو
خدا نے اس گڑھے دوزخ کے سے ایمان اور اسلام کی برکت سے كَذٰلِكَ اسی طرح یعنی جیسی کہ بیان کی تمہاری عداوت قدیم اور محبت جدید اسی طرح يُبَيِّنُ
اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ بیان کرتا ہے خدا واسطے تمہارے آیتیں اپنی لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ تم ہدایت پاؤ اور ہدایت ابدی سے رستگاری ناگزیر
ابدی کو حاصل کرو وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ اور چاہیے کہ ہووے تم میں سے ایک گروہ کہ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ بلائیں وہ لوگوں کو طرف خیر کے
یعنی اسلام کے وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اور حکم کریں وہ ساتھ نیکی کے جس طرح سے کہ خدا اور رسول نے فرمایا ہے کہ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
اور منع کریں وہ بدی سے موافق حکم خدا کے اور پیغمبر کے جن جن امور سے انھوں نے منع کیا ہے وَاُولٰٓئِكَ اور یہی لوگ جو کہ حکم کرتے ہیں نیکی کا اور
منع کرتے ہیں برائی سے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی رستگاری پانے والے ہیں جناب سید سجاد نے فرمایا ہے کہ بہتر سب آدمیوں میں سے وہ لوگ ہیں کہ جو لوگوں کو
حکم کرتے ہیں نیکی کا اور برائی سے منع کرتے ہیں اور زیادہ سب سے وہی رہبر کار ہیں اور فرمایا ہے حضرت نے کہ آدمی ہمیشہ خیر سے ہیں جبتک کہ حکم نیکی
کا کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیکی پر آپس میں مدد کرتے ہیں پس جس وقت کہ ایسا نہ کریں تو برکتیں اُن سے دور کی جاویں اور بعض ان کا
بعض پر غالب کیا جاوے اور کوئی اُن کا ناصر و مددگار ہووے زمین میں نہ آسمان میں اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالےٰ نے لعنت کی
ہے ان لوگوں کو کہ وہ دوسرے آدمیوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور خود نیکی کو ترک کرتے ہیں اور لعنت کی ہے ان لوگوں کو کہ دوسروں کو تو منع کرتے
ہیں برائیوں سے اور آپ برائیوں کو عمل میں لاتے ہیں اور امت کے لفظ کا استعمال آٹھ معنی میں ہوتا ہے جماعت اور پیروی انبیا اور قدرت اور
دین و ملت اور جنس اور زمان اور قامت اور نعمت اور قصد اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا تَكُوْنُوْا اور نہ ہو تم اے مومنین كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا
مانند ان لوگوں کے کہ متفرق ہو گئے وہ مثل یہود و نصاریٰ کے کہ ہر ایک چند فرقے ہو گئے اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا دشمن ہو گیا وَاخْتَلَفُوْا
اور اختلاف کیا انھوں نے دین میں کہ یہودیوں نے [illegible] سو برس بعد موت موسیٰ کے اور نصرانیوں نے تین سو برس بعد آسمان پر جانے عیسیٰ
کے اختلاف کیا انھوں نے آپس میں مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ پیچھے اس سے کہ آئیں اُن کے پاس دلیلیں روشن اُنکی کتابوں
میں کہ جو موجب اتفاق کے ہیں خدا کے واحد جاننے میں اور آخرت کی تصدیق پر وَاُولٰٓئِكَ اور یہ لوگ مخالف کرنے والے اصول دین میں وہ ہیں کہ
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ واسطے ان کے عذاب ہے بڑا يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ جس دن کہ سفید ہونگے منہ مومنین کے وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ اور سیاہ
ہونگے منہ کفار کے قیامت کے روز فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ پس لیکن وہ لوگ کہ سیاہ ہونگے منہ انکے تو خدا فرشتوں کو حکم کریگا کہ وہ فرشتے ملامت کر
کے ان کو کہینگے کہ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ کیا کفر کیا تم نے بعد ایمان لانے کے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ پس چکھو تم عذاب کو بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ
بسبب اسکے کہ تھے تم کافر ہوئے تھے تم بعد ایمان کے جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ مراد ان لوگوں سے بدعتی ہیں اس امت کے باطل رائے والے کہ
جو اپنے نفسوں کی خواہشوں کے پابند تھے اور بخاری میں اور جمع بین الصحیحین عمدہ کتب احادیث اہل سنت میں لکھا ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا
نے کہ حوض کوثر پر کچھ آدمیوں کو لاتے ہونگے اور دور جبکہ انکو لیجاویں گے میں ان کو دیکھ کر پہچانونگا اور کہونگا فرشتوں سے کہ انکو دوزخ میں کیوں لیے

جاوے ہو۔ تو سرے صحاب ہیں وہ فرقے مجھکو خواب میں کہیں گے کہ تو نہیں جانتا ہے کہ انھوں نے کیا احداث کیا ہے دین میں بعد تیرے اور پھر گئے
اپنے پاشنو پر پھیرنے والے رہے ہیں دین سے جس وقت سے مفارقت کی ہے تونے ان سے یعنی تیرے مرتے ہی یہ لوگ مرتد ہو گئے اور دین سے پھر گئے
وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ اور لیکن جو لوگ کہ سفید ہوں گے منہ ان کے یعنی مومنین کہ جو شیعہ ہیں آئمہ معصومین علیہم السلام کے فَفِي
رَحْمَةِ اللَّهِ پس بیچ رحمت خدا کے ہوں گے کہ بہشت میں آرام کرتے ہوں گے هُمْ وہ سفید منہ والے فِيهَا بیچ اس رحمت خدا کے خَالِدُونَ
ہمیشہ رہنے والے ہوں گے تِلْكَ یعنی جو کچھ کہ گذرا ہے پہلے اس سے آيَاتُ اللَّهِ آیتیں خدا کی ہیں نَتْلُوهَا عَلَيْكَ پڑھتے ہیں ہم ان
کو اوپر تیرے وحی کے واسطے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے کہ اس کی راستی اور درستی میں کسی طرح کا شبہہ اور فرق نہیں ہے وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا
لِلْعَالَمِينَ اور خدا نہیں چاہتا ہے ظلم کو واسطے عالم کے لوگوں کے کہ بے جرم کسی کو عذاب کرے اس واسطے کہ ظلم قبیح ہے اور خدا تعالیٰ فعل قبیح سے
پاک ہے وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے
یعنی سب اسکی مخلوق اور بندے اسکے اور اسکی ملک میں ہیں وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور طرف حکم خدا کے پھیرے جاویں گے سب امور پس جزا دیگا
ہر شخص کو موافق وعدہ اور وعید کے اور کہتے ہیں کہ مالک بن صیف اور وہب بن یہودا کہ دو عالم تھے یہودیوں کے علماء میں سے مسلمانوں سے انھوں نے
کہا کہ ہم تم سے بہتر ہیں اور دین ہمارا تمہارے دین سے افضل ہے خدا نے مسلمانوں کی تعریف میں یہ آیت نازل کی کہ كُنْتُمْ ہو تم اے محمد صلعم خَيْرَ
أُمَّةٍ بہتر اس گروہ کے کہ عالم میں أُخْرِجَتْ نکالے گئے یعنی ظاہر کئے گئے لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے تاکہ ان کو راہ راست کی طرف بلاؤ اور
بہتر ہونا اس امت کا تین وصفوں کی جہت سے ہے چنانچہ بیان کرتا ہے کہ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ حکم کرتے ہو تم ساتھ نیکی کے یعنی کہ جو شرع
حکم کرتی ہے وہی تم لوگوں کو فرماتے ہو وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتے ہو تم بدی سے اس بدی سے کہ جو شرع کے حکم سے وہ ممنوع ہے وَ
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ اور ایمان لاتے ہو تم ساتھ خدا کے کہ نہایت تولی اور استواری سے اس کا اعتقاد رکھتے ہو اور ایمان لانے کا ذکر نیکی کے حکم کرنے
سے اور بدی کے منع کرنے سے پہلے چاہئے تھا لیکن اس واسطے آخر میں فرمایا کہ حکم کرنا نیکی کا اور منع کرنا بدی سے واسطے ایمان لانے اور تصدیق کرنے دین
اسلام کے ہے اور تفسیر اہل بیت علیہم السلام میں مذکور ہے کہ یہ آیت خاص آئمہ طاہرین اور ان کے مقلدین کی شان میں ہے کہ جو صالحین ہیں اور انکی تقلید
کے موافق حکم کرتے ہیں اور یہی حق ہے اس واسطے کہ بعد رسول خدا صلعم کے وہی اس قابل ہیں کہ رسول خدا نے انکو سینہ بسینہ علم پہنچایا ہے اور نا وہ لوگ ہیں کہ
جو ان کی پیروی سے نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور بعض آدمی جو کہ مسائل دین میں غلطی کرتے تھے اور جناب امیر انکو سمجھاتے تھے وہ ہرگز
اس آیت سے مراد نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ نیکی کے حکم کرنیکو اور بدی سے منع کرنے کو علم چاہئے کہ موافق حکم خدا کے حکم کرے اور منع کرے اور جو لوگ
کہ غلطی کریں وہ کیونکر اس آیت سے مراد ہوں گے اور یہ بھی بعضی روایت اور قرات میں آیا ہے کہ خیر امت خیر آئمۃ ہے اور ایسے ہی ولتکن منکم امۃ اصل میں ولیکن منکم آئمۃ
ہے اور اگرچہ سب آئمہ طاہرین وقت نزول اس آیت کے موجود نہ تھے لیکن راس و رئیس ان کے علی ابن ابیطالب موجود تھے اور اکثر آیات میں خطاب طرف کل
مومنین کے ہے جس قدر قیامت تک ہوں گے اور حال یہ ہے کہ وقت نزول آیت کے وہ موجود نہیں ہیں اور انس سے روایت ہے کہ اسقف نصرانی کہ
عالم نصاریٰ کا تھا جناب رسول خدا کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں حضرت نے پوچھا کہ کیا سبب ہے مسلمان ہونیکا کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا
کہ گویا قیامت برپا ہے اور لوگ اسی حال میں مبتلا ہیں اور ایک گروہ کو میں نے دیکھا کہ ہاتھ اور پاؤں انکے سفید نورانی ہیں اور مثل بجلی کے صراط پر سے گذرتے
ہیں میں نے پوچھا کہ یہ لوگ انبیا نہیں فرشتوں نے کہا کہ یہ امت محمد کے لوگ ہیں مجھکو یہ دیکھ کر طرف اسلام کے رغبت ہوئی حضرت نے اسکو مسلمان کیا اور جناب رسول خدا
نے فرمایا ہے کہ جبتک پہلے سب پیغمبروں سے میں بہشت میں نہ جاؤں تو اور پیغمبروں پر بہشت میں جانا حرام ہے اور جبتک میرا وصی بہشت میں نہ جاوے تو اور
اوصیا پر بہشت میں جانا حرام ہے اور جبتک میری امت بہشت میں نہ جائے تو اور امتوں پر بہشت میں جانا حرام ہے اور انس سے روایت ہے کہ میں ہمراہ
رسول خدا کے ایک مقام پر پہنچا ایک آواز سنی وہاں سے اس آواز کی طرف میں نے نگاہ جو کی تو ایک مرد کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتا ہے

اور یہ دعا کرتا ہے کہ خداوندا مجھکو اس امت مرحومہ سے کر کہ جسکی تو نے حمد کی ہے یعنی محمدؐ کی امت میں سے مجھکو کر سو محمد صلعم کو اس کے حال سے مینے خبر دی فرمایا کہ تو اس کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ رسول خدا تجھ کو سلام بھیجتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تو کون ہے اس کہتا ہے کہ میں گیا اور حضرت کا سلام اور پیغام اس کو پہنچایا اس نے جواب میں کہا کہ رسول خدا کو میرا سلام پہنچا اور کہہ کہ میرا بھائی خضر ہے خدائے تعالے سے دعا کرتا ہے کہ اسکو تیری امت میں سے کرے اس نے پیغام حضرت کا پہنچایا اور یحیی بن معاذ کہتا ہے کہ آپ نے محمدؐ کی تعریف میں ہے اور خدائے تعالے اپنے کرم سے ہرگز روا نہ رکھیگا کہ جس قوم کی تعریف کی ہو اسکو دوزخ میں ڈالے اور بعد اس کے فرماتا ہے کہ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ اور سو اگر ایمان لاتے اہل کتاب کہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں محمدؐ پر اور قرآن پر اور تمام ان امروں پر کہ جو محمدؐ خدائے تعالے کے یہاں سے لایا ہے تو لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے دنیا و آخرت میں کہ دنیا میں تو قتل اور جزیہ کی ذلت و خواری سے چھوٹتے اور آخرت میں عذاب دوزخ سے نجات پاتے مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ بعضے ان میں سے تو ایمان لانے والے ہیں محمدؐ اور قرآن پر مثل عبداللہ بن سلام کے اور ان کے رفیقوں کے کہ وہ یہودی تھے اور مثل نجاشی وغیرہ کے کہ وہ نصرانی تھے وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ اور اکثر ان کے باہر ہونے والے ہیں حکم خدا سے اور فرمان پیغمبر سے اور عداوت رکھنے والے پیغمبر سے اور عناد کرنے والے اس سے اور کہتے ہیں کہ چند آدمی یہودیوں کے عبداللہ بن سلام کے پاس آئے اور مسلمان ہونیکی جہت سے ان کو ملامت کیا خدائے تعالے نے آیت نازل کی کہ لَن يَضُرُّوكُمْ ہرگز نہ ضرر پہنچا سکیں وہ یہودی تمکو لیکن إِلَّا أَذًى مگر تھوڑا سا رنج کہ اسلام پر اور تم پر وہ طعن کریں اور یا طرف کفر کے تمکو بلائیں اور لڑائی کرنے سے تمکو ڈرائیں وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ اور اگر لڑیں وہ تم سے تو يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ پھیر دینگے وہ پیٹھیں تمکو اور تمہارے سامنے سے وہ بھاگ جائینگے ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ پھر نہ مدد کئے جائینگے وہ نہ خدا کی طرف سے نہ خلق کی طرف سے اور یہ خبر غیب کی دی ہے اس واسطے کہ حال یہودیوں کا ایسا ہی ہوا کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر اور بنی قینقاع اور یہودی خیبر کے رسول خدا سے لڑے اور شکست کھا کر بھاگے اور خواری جزیہ کی ان پر رکھی گئی چنانچہ فرماتا ہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ مارے گئے یعنی رکھی گئی اوپر ان کے خواری ساتھ ہونے انکے جان کے اور مال کے واسطے مسلمانوں کے اور ناچار جزیہ کے کہتے ہیں کہ یہودی اسلام سے پہلے مجوسیوں کو جزیہ دیا کرتے تھے اور بعد اسکے مسلمانوں کو دینا اختیار کیا ہمیشہ وہ اسی خواری میں رہتے ہیں أَيْنَ مَا ثُقِفُوا جہاں کہیں پائے جائیں وہ یہودی إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ مگر ساتھ عہد خدا کے سے کہ وہ قبول کرنا جزیہ کا ہے یعنی انکو پناہ دیتے ہیں اور قتل نہیں کرتے ہیں سبب عہد خدا کے کہ انھوں نے دینا جزیہ کا قبول کر لیا ہے وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ اور ساتھ عہد کے آدمیوں کی جانب سے کہ وہ مومنین ہیں اور انکو انھوں نے امان دی ہے اور عہد کا نام حبل اس واسطے ہوا ہے کہ اسکے امان باندھی جاتی ہے جیسے حبل سے کوئی چیز باندھی جاتی ہے اور حبل رسی کو کہتے ہیں وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ اور ہو گئے وہ یہودی اور رجوع کی انھوں نے ساتھ غضب کے خدا کی جانب کے غضب خدا کا ان پر ہے وَضُرِبَتْ اور مارے گئے اور لازم کی گئی عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ اوپر ان کے محتاجگی کہ اکثر یہودی فقرا و تنگدست رہتے ہیں اور جو کہ تونگر ہیں وہ بھی اپنے تئیں محتاج ظاہر کرتے ہیں کہ جزیہ کم دینا ہو اور جسجگہ ہیں بطور رعیت کے ہیں اور نہ حکومت انکی دنیا میں کسی جگہ نہیں ذَٰلِكَ یہ ذلت و خواری اور فقیری اور جزیہ دینا اور خدا کے غضب میں ہونا بِأَنَّهُمْ كَانُوا اس سبب سے ہے کہ تحقیق وہ تھے کہ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ کفر کرتے تھے وہ ساتھ آیتوں خدا کے کہ وہ معجزے ہیں رسول کے اور قرآن ہے وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور قتل کرتے تھے وہ پیغمبروں کو ساتھ ناحق کے کہ جیسا انبیاء کا قتل کرنا نفس الامر میں ناحق تھا ایسے ہی وہ بھی جانتے تھے کہ ہم ناحق قتل کرتے ہیں ذَٰلِكَ یہ کفر انکا اور قتل کرنا انبیا کا بِمَا عَصَوا بسبب اسکے تھا کہ نافرمانی کرتے تھے وہ خدا کی وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ اور تھے وہ کہ حد سے گذر جاتے تھے کہ حد خدائے تعالے کے احکام پر عمل نہیں کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام مع یاروں اپنے کے مسلمان ہوئے تو یہودی انپر طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ بدتر قوم کے ہیں کہ ان لوگوں نے ہماری مخالفت کی اور یہودی سے مسلمان ہو گئے اگر [illegible] خدا نے یہ آیت نازل کی اور خبر دی کہ لَيْسُوا نہیں ہیں وہ مومن اہل کتاب کے کہ جو یہودیوں کا مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے ہیں سَوَاءً برابر کفار کے کہ جو ان یہودیوں میں

سے ہیں مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ بعض اہل کتاب میں سے ایک گروہ اور جماعت ایسی ہے کہ قَآئِمَةٌ قائم ہے حق پر کہ وہ دین اسلام ہے يَتْلُوْنَ
اٰيٰتِ اللّٰهِ پڑھتے ہیں وہ آیات خدا کو کہ وہ قرآن ہے اٰنَآءَ الَّيْلِ بیچ وقتوں اور ساعتوں رات کے یہ منصوب علی الظرفیۃ ہے وَهُمْ اور وہ
يَسْجُدُوْنَ سجدے کرتے ہیں خدا کو یعنی شب کو نماز تہجد میں قرآن پڑھتے ہیں اور تلاوت کے سجدے کرتے ہیں يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ایمان
لاتے ہیں وہ ساتھ وحدانیت خدا کے اور اعتقاد اس کا رکھتے ہیں اور اس پر ثابت قدم رہتے ہیں وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور ساتھ دن آخرت کے ایمان
لاتے ہیں وہ کہ اسکے واقع ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ اور حکم کرتے ہیں وہ ساتھ نیکی کے اچھے عمل کو وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتے ہیں وہ برائی سے اور ہر کام بد سے وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ اور جلدی کرتے ہیں وہ بیچ نیکیوں کے یعنی امر خیر کے
بجا لانے میں بہت جلدی کرتے ہیں وَاُولٰٓئِكَ اور یہی لوگ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ نیکوں میں سے ہیں نزدیک خدا کے اور پیغمبر کے اور یہود لوگوں میں سے
یہ سب صفات مفقود ہیں نہ حق پر قائم ہیں وہ اور نہ تلاوت آیات جاری کرتے ہیں وہ اور نہ شب کو سجدہ کرتے ہیں وہ اور نہ نیکی کا حکم کرتے ہیں
وہ اور نہ فعل بد سے منع کرتے ہیں وہ نہ امر خیر کے بجا لانے میں جلدی کرتے ہیں وہ اور جناب سید سجاد فرماتا ہے کہ دو رکعت نماز آخر شب میں بہتر
ہے تمام دنیا سے اور اس چیز سے کہ اس میں ہے اور اگر نماز شب میری امت پر شاق ہوتی تو میں اسکو واجب کرتا اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا کہ جن گھروں میں نماز شب پڑھتے ہیں اور تلاوت قرآن کرتے ہیں وہ گھر روشن ہوتے ہیں آسمان کے لوگوں کے واسطے جیسے کہ ستارے زمین کے
لوگوں کے واسطے روشن کرتے ہیں اور بعد اس کے فرمایا کہ نماز شب پڑھتے رہو کہ وہ سنت تمہارے پیغمبر کی ہے اور طریقہ صالحین کا ہے اور دور کرنیوالا
دردوں کا ہے بدن سے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلعم نے امیر المومنین سے خطاب کرکے فرمایا کہ اے علی نماز شب کو ہمیشہ قائم رکھ تو اور یہ کلمہ
تین مرتبہ فرمایا اور فرمایا کہ جو کوئی بہت پڑھے نماز شب کو تو منہ اس کا خوبی کے ساتھ ہو اور فرماتا ہے خدا ان مومنین اہل کتاب کے حق میں کہ وَمَا
يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ کرتے ہیں وہ کسی کار نیک میں سے تو فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ پس ہرگز نہ ناشکری کریں گے وہ اسکی یعنی ان کے ثواب میں
کچھ کمی ہوگی کہ جس کی وہ ناشکری کریں اور یفعلوا کو اہل کوفہ نے سوائے ابابکر کے یا سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تا سے پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ اور خدا جاننے والا اور عالم ہے ساتھ احوال پرہیزگاروں کے یعنی جو لوگ کہ پرہیزگار ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں خدائے
تعالیٰ ان کے احوال سے مطلع ہے اور قیامت کے روز ان کے درجے بلند کریگا اور اب کافروں کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے قرآن اور محمد سے لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ ہرگز نہ بے پروا کریں گے ان سے اور نہ دور کرینگے اَمْوَالُهُمْ مال انکے وَلَآ
اَوْلَادُهُمْ اور نہ فرزند ان کے مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا عذاب خدا سے کسی چیز کو یعنی کوئی چیز ان کو فائدہ نہ دیگی نہ مال کہ جو دنیا میں جمع کئے تھے نہ اولاد
ان کی اور عذاب کو ان سے ہرگز دفع نہ کرسکیں گے وَاُولٰٓئِكَ اور یہ کفار اَصْحٰبُ النَّارِ صاحبان آتش دوزخ ہیں کہ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
وہ بیچ آتش دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ان لوگوں کے خرچ کرنیکا حال خدا بیان کرتا ہے کہ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ مثال اس چیز کی کہ
خرچ کرتے ہیں وہ یہودی کہ اپنے علماء کو بطور رشوت کے تحریف کرنے کے واسطے دیتے ہیں اور مانند ابو سفیان اور یاران اسکے کہ جنگ احد میں کفار پر خرچ کرکے ان
کی مدد کرتے ہیں یا اور کسکو جو لوگ کہ نا سے دیتے ہیں فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بیچ اس زندگانی دنیا کے كَمَثَلِ رِيْحٍ مانند ہوا کے ہے وہ دینا انکا کہ
فِيْهَا صِرٌّ بیچ اس ہوا کے ٹھنڈک ہووے کہ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ پہنچی وہ کھیتی کسی قوم کی کو کہ بسبب شرک اور گناہوں اور نا سے دینے کے ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ ظلم کیا ہے انھوں نے جانوں اپنی پر فَاَهْلَكَتْهُ پس ہلاک کردیا اس ٹھنڈے نے اس کھیتی کو اور نابود کردیا عذاب کی جہت سے اور اس
آیت میں تشبیہ دی ہے ان کے خرچ کرنے کو زراعت کے ساتھ اور قہر الٰہی کے واقع ہونے کو ٹھنڈے کے ساتھ اور وجہ تشبیہ کی ضائع کرنا ہے وَمَا
ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ اور نہیں ظلم کیا ہے ان کو خدا نے ان کے خرچوں کے ضائع کرنے میں اور ثواب اسکا نہ دینے میں وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ لیکن نفسوں اپنے کو
يَظْلِمُوْنَ ظلم کرتے ہیں وہ بسبب کرنے ان عملوں کے کہ جو موجب عذاب کے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ مسلمان اور یہودی آپس میں دوستی رکھتے تھے اور یار اور آشنا کہتے تھے لہٰذا اس

قرابت کے کہ جو اسلام سے پہلے ان میں تھی خدا تعالیٰ منع کرتا ہے مومنوں کو کہ سوائے برادر مومن اپنے کے کسی دوسرے مذہب والے سے دوستی کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً نہ پکڑو تم یعنی نہ اختیار کرو تم ہمراز اور دوست خالص مِنْ دُونِكُمْ سوائے اپنے یعنی سوائے مومنوں کے کسی دوسرے مذہب والے کو اپنا دوست اور ہمراز مت ٹھہراؤ اس واسطے کہ لَا يَأْلُونَكُمْ نہ قصور کریں گے وہ بیچ تمہارے فساد میں خَبَالًا تباہی کو اور فساد اور گمراہی کو کہ وہ درپے تمہارے گمراہ کرنے کے ہیں وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ دوست رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں وہ رنج میں پڑنے تمہارے کو ما اس میں مصدریہ ہے کہ یعنی وہ چاہتے ہیں کہ تم رنج اور مشقت اور بلا میں پڑ جاؤ کہ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ تحقیق ظاہر ہوئی ہے دشمنی یعنی علامت دشمنی کی ظاہر ہوئی ہے مِنْ أَفْوَاهِهِمْ منہوں ان کے سے اس واسطے کہ بسبب کثرت عداوت اور بغض کے ان سے ضبط نہیں ہو سکتا ہے اور زبان سے ان کی بات دشمنی کی نکل جاتی ہے وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ اور جو کچھ کہ پوشیدہ رکھتے ہیں سینے ان کے یعنی جو کچھ کہ ان کے دلوں میں تمہارا بغض اور عداوت ہے أَكْبَرُ بہت بڑا ہے اور زیادہ ہے دلوں کی عداوت اس عداوت سے کہ جو زبان پر ان کی جاری ہوتا ہے اس واسطے کہ جو کچھ ان کی زبان پر جاری ہوتا ہے عداوت میں سے وہ بے اختیاری ہے اور دلوں کی عداوت اختیاری ہے اور ان کے ارادے سے ہے قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ تحقیق بیان کیں ہم نے واسطے تمہارے وہ آیتیں کہ جو دلالت کرتی ہیں فقط مومنوں سے دوستی کرنے پر نہ کافروں سے محبت کرنے پر بلکہ کفار کی دوستی سے پرہیز کرنا چاہیے إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ اگر ہو تم کہ کچھ سمجھتے ہو تم کہ دوستی کفار کی اور مخالفوں کی موجب ضرر اور باعث خشم خدا ہے اور اب خدا تعالیٰ مخالفین سے دوستی کرنے کی قباحت کو بیان کرتا ہے کہ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ خبردار ہو کہ تم وہ لوگ ہو کہ تُحِبُّونَهُمْ دوست رکھتے ہو تم ان کو اے مومنو وَلَا يُحِبُّونَكُمْ اور نہیں دوست رکھتے ہیں وہ یہودی تم کو اور مراد اس سے یہ ہے کہ اگر تم ان سے دوستی کرو تو تم ان کے ہو جاؤ گے کفر اور معصیت کرنے میں اور وہ چاہتے ہیں کہ تم کو مثل اپنے کر لیں اور یہ باعث دشمنی ہے تمہارے ساتھ ان کی اور تم ان کو چاہتے ہو کہ وہ مسلمان ہو جائیں یہ باعث دوستی تمہاری ہے ان کے ساتھ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ اور ایمان لائے ہو تم ساتھ کتاب کل اس کتاب کے یعنی وہ نہیں دوست رکھتے ہیں تم کو اور حال یہ ہے کہ تم ایمان لاتے ہو کل کتاب پر یعنی کتاب الٰہی پر اور ان کی کتابوں توریت اور انجیل اور زبور پر بھی اور وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں لائے ہیں پھر تم ان سے کس واسطے دوستی رکھتے ہو وَإِذَا لَقُوكُمْ اور جس وقت ملاقات کریں تم سے وہ کافر لوگ قَالُوا کہتے ہیں وہ تمہارے فریب دینے کو کہ آمَنَّا ایمان لائے ہیں ہم وَإِذَا خَلَوْا اور جس وقت خلوت اور تنہائی میں ہوتے ہیں وہ عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ کاٹتے ہیں وہ اوپر تمہارے انگلیوں کو غصہ سے کہ کیسا تمہارا اتفاق ہے وہ اپنے دلوں میں کہتے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ مر جاؤ تم ساتھ غصہ اپنے کے یعنی بسبب ترقی اور غلبہ اسلام کے تم ہمیشہ غصہ میں رہو یہاں تک کہ اسی غصہ ہی میں مر جاؤ اور اسی غصہ ہی میں خدا تم کو عذاب میں گرفتار کرے إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ تحقیق کہ خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے بِذَاتِ الصُّدُورِ ساتھ بھیدوں کی باتوں کے اور تم کو اس پر سزا دے گا اور عداوت ان کی تم سے اس مرتبہ کو پہنچی ہے اے مومنو إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ اگر پہنچتی ہے تم کو کوئی بھلائی کہ نصرت اور فتح تمہاری ہو اور مال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے جیسا کہ بدر کی لڑائی میں ہاتھ آیا تھا تو یہ بھلائی تمہاری تَسُؤْهُمْ بری لگتی ہے ان کو اور نہایت برا معلوم ہوتی ہے اور دل تنگ ہوتے ہیں وہ اس سے وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچتی ہے تم کو کوئی برائی کہ تمہاری شکست ہو یا کوئی رنج تم کو پہنچے تو يَفْرَحُوا بِهَا خوش دل ہوتے ہیں وہ ساتھ اس کے وَإِنْ تَصْبِرُوا اور اگر صبر کرو تم اے مومنو ان کافروں کی جفا پر اور یہودیوں اور منافقوں کے مکر اور فریب پر شکیبائی اختیار کرو وَتَتَّقُوا اور پرہیز کرو تم ان سے ملکر بیٹھنے سے اور یا یہ کہ پرہیز کرو تم گناہوں سے تو لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا نہ ضرر کرے گا تم کو مکر ان کا کچھ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ تحقیق خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں اور عمل میں لاتے ہیں وہ مُحِيطٌ احاطہ کرنے والا اور گھیرنے والا ہے اپنے علم سے اور موافق ان کے عمل کے ان کو سزا دے گا اور جس وقت کہ تم نے

ع ۱۱ ۱۲

لازم ہے کہ تم اس درہ سے نہ ٹلنا اور اگر تم دیکھو کہ انھوں نے ہمکو بھگا دیا ہے یہاں تک کہ ہمکو مدینہ میں داخل کر دیا ہے تو تمکو لازم ہے کہ تم
اس صورت میں بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلنا اور کسی طرح سے وہاں سے حرکت نہ کرنا البتہ اپنی جگہ ہی پر قائم رہنا اور ابوسفیان نے خالد بن ولید شقی کو مع دو
سو سوار کے کمین گاہ میں درہ سے ادہر طرف کو روانہ کیا اور کہدیا کہ جس وقت تم یہ دیکھو کہ دونوں لشکر آپس میں مل گئے ہیں اس وقت تم درہ سے باہر
نکل کر دشمنوں کی پشت پر جا پڑنا اور جناب رسول خدا صلعم نے لشکر کی صف آرائی کی اور امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا علم سپرد کیا اور انصار نے لشکر
ابوسفیان پر حملہ کیا اور مشرکین اس طرح سے بھاگے کہ انکو پیچھے کی کچھ خبر نہ رہی اور لشکر اسلام کفار قریش میں جا ملا اور لشکری قریش کو لوٹنے لگے اور خالد
بن ولید پلید مع دو سو سوار کے درہ کی طرف آیا کہ درہ سے باہر نکل کر لشکر اسلام پر جا پڑے عبداللہ بن جبیر کے ہمراہیوں نے کہ وہ درہ پر متعین تھے
خالد کا آگا روکا اور تیر باران کرنے لگے بس کام نہ کر سکا اور نا امید ہو کر اپنے ہمراہیوں سمیت پیچھے کو بھاگ گیا اور عبداللہ بن جبیر کے ہمراہیوں نے دیکھا
کہ مسلمان کفار کا مال اور اسباب لوٹتے ہیں تو دیکھ کر عبداللہ بن جبیر سے کہا کہ ہمارے یار مال و اسباب لوٹتے ہیں اور ہم محروم رہتے ہیں
عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ خدا سے ڈرو جناب رسول خدا نے تاکید کر دی ہے ہم سب کو کہ تم یہاں سے نہ ہلنا اس بیچارہ سردار کا کہنا ان لوگوں نے
نہ مانا اور ایک ایک دو دو آدمی کفار کا اسباب لوٹنے کے واسطے وہاں سے کھسکنے لگے یہاں تک کہ عبداللہ بن جبیر کے پاس بارہ آدمی رہ گئے اور
باقی سب چلے گئے اور نشان کفار کا طلحہ بن ابوطلحہ داری کے ہاتھ میں تھا حضرت علیؑ نے اسکو قتل کیا اور نشان انکا ابوسعید بن ابوطلحہ نے اٹھایا حضرت
علیؑ نے اسکو بھی قتل کیا اسی طرح ہر ایک شخص نشان کو لیتا تھا قبیلہ داری کے لوگوں میں سے اور حضرت علیؑ اسکو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ نو آدمی ان کے
جانباز قتل کئے بعد اسکے ایک حبشی نے کہ غلام انکا تھا اور صولت اسکا نام تھا اس نے اس نشان کو جھک کے اٹھایا حضرت علیؑ نے اسکا دست راست
قلم کیا اس نے جرأت کر کے دست چپ میں نشان کو پکڑ لیا حضرت علیؑ نے دست چپ بھی اسکا قطع کیا اسنے اس نشان کو دونوں ہاتھ کے ٹنڈوں
سے پکڑ کر اپنے سینے سے چمٹا لیا جناب امیر نے اسکے سر پر ایک تلوار ماری کہ وہ بھی جہنم کو بھاگا اور نشان گر پڑا اسکو ایک عورت عمرہ بنت علقمہ کنانیہ نے
پکڑ کر اٹھایا اور خالد بن ولید نے دیکھا کہ درہ پر تھوڑے سے آدمی باقی رہے ہیں ایکمرتبہ ہی عبداللہ بن جبیر پر جا پڑا اور بارہ آدمی جو عبداللہ بن جبیر کے ہمراہ
رہگئے تھے ان میں سے بھی کچھ بھاگ گئے اور عبداللہ بن جبیر مع چند آدمیوں کے اس درہ پر خالد بن ولید پلید کے ہمراہیوں کے ہاتھ سے شہید ہو کر خلد برین کو سدھارے
بڑا امر یہ ہے جنس جدا عبداللہ بن جبیر کا کہ رسول خدا کے فرمانے پر عمل کر کے سرخرو نہ کیا آخر کو کفار کے ہاتھ سے درہ ہی پر شہید ہو گئے اور جس وقت
خالد عبداللہ بن جبیر کے اور انکے ہمراہیوں کو شہید کر چکا تو مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ کیا اور قریش نے جب بھاگتے کے نشان کو زمین پر پڑا
ہوا دیکھا اسکو اٹھا لیا اور خالد نے مسلمانوں پر انکے پیچھے سے حملہ کیا تو مسلمان بھاگے اور ایسے بے تحاشا بھاگے کہ آگے اور پیچھے کی انکو کچھ خبر نہ رہی اور
پہاڑ پر چڑھ گئے اور بعض جدھر کو منہ ہوا ادھر ہی کو دوڑے اور جناب رسول خداؐ پیچھے سے انکو پکارتے تھے اور فرماتے تھے کہ ادہر آؤ کہاں بھاگے جاتے
ہو میں ہوں رسول خدا کیا خدا اور رسولؐ سے بھاگتے ہو کوئی پیچھے پھر کے نہ دیکھتا تھا کہ کون پکار رہا ہے اور ہند بنت عتبہ کفار کے لشکر کے درمیان
تھی اور اسکے ہاتھ میں سرمہ دانی اور سلائی تھی جو کوئی قریش میں سے بھاگتا تھا وہ اسکو کہتی تھی کہ تو عورت ہے سرمہ لگا کر بیٹھ جا اور قریش کے جس
قدر آدمی بھاگے تھے سب پھر کر چلے آئے اور مسلمانوں کو بیچ میں لے کر لیا اور جب مسلمانوں میں بھگی پڑی تو سوائے علی ابن ابیطالبؑ اور ابو دجانہ انصاری کے
حضرتؐ کے پاس کوئی آدمی باقی نہ رہا سب آدمی بھاگ گئے اور حضرت امیر حمزہؓ حملہ پر حملہ کرتے تھے اور لڑائی میں مشغول ہو رہے تھے اور ان کے
سامنے کوئی مشرک تاب قدم نہیں رکھتا تھا اور مقابلہ میں سے انکے بھاگ جاتا تھا اور ہندہ نے وحشی سے عہد کیا تھا اگر تو محمدؐ یا علیؑ یا حمزہؓ کو قتل
کریگا تو میں تجھ کو اسقدر مال دونگی اور وحشی غلام تھا جبیر بن مطعم کا اس نے ہندہ سے کہا کہ محمدؐ کے قتل کرنیکی تو میری قدرت نہیں ہے اور علیؑ سے
مجھکو خوف ہے اور حضرت حمزہؓ کی طرف وہ گیا اور دیکھا کہ لوگ انکو وہ اپنے سامنے سے بھگاتے ہیں اور وحشی کمین گاہ میں جا بیٹھا اور حضرت حمزہ کو دیکھتا تھا
کہ ناگاہ پاؤں حضرت حمزہؓ کا پھسلا اور زمین پر وہ گر پڑے وحشی نے داؤ پا کر کمینگاہ میں سے ایک حربہ فولادی حضرت حمزہؓ کی طرف پھینکی کہ وہ ان کے پہلو میں

حال شہادت حضرت امیر حمزہؓ سید الشہداء و کیفیت جنگ احد

جا لگی اور دل کو توڑ کر نکل گئی اور وہ راہِ خدا میں شہید ہوگئے اور وحشی بے رحم ان کے قریب آیا اور پیٹ ان کا چاک کر کے جگر ان کا نکالا اور ہند کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ جگر حمزہؓ کا ہے ہند نے وہ جگر وحشی سے لیکر اپنے منہ میں رکھا اور اسکو دانتوں سے چبایا تو وہ اسکے منہ میں مثل ہڈی کے سخت ہوگیا اسکو منہ سے نکال کر پھینک دیا خدا تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا کہ وہ اسکو اٹھا کر لے گیا اور حضرت حمزہؓ کے پیٹ میں جس جگہ وہ تھا اسی جگہ پھر اسکو رکھ دیا اور ہند نے حضرت حمزہؓ کے نزدیک جا کر ان کا عضوِ تناسل اور کان اور ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے اور جناب رسولخدا کے پاس کوئی نہ رہا تھا مگر علیؓ بن ابیطالب اور ابودجانہ انصاری اور بعضی روایت میں سہل بن حنیف اور بعضی میں سماک بن خرشہ کو لکھا ہے کہ یہ بھی تھے اور آخر میں فقط علی ابن ابیطالب رہ گئے تھے اور سوائے ان کے کوئی حضرت کے پاس موجود اور ثابت قدم نہ رہا تھا اور جس وقت قوم کفار کی رسولخداؐ پر حملہ کرتی تھی حضرت فرماتے تھے کہ اے علیؓ انکو دفع کر حضرت علیؓ ان کو قتل تمام کرتے تھے اور متفرق کر دیتے تھے یہاں تک لڑے جناب امیرؑ کہ لڑتے لڑتے تلوار ان کی ٹوٹ گئی جناب رسول خدا صلعم نے ذوالفقار ان کو عنایت کی اور جناب رسولخدا صلعم کوہ احد کے نیچے کھڑے تھے اور ایکطرف لڑائی ہو رہی تھی اس قدر جناب امیر علیہ السلام اس جنگ میں لڑے کہ اُن کے سر پر اور منہ پر اور ہاتھوں پر اور پاؤں پر اور پیٹ پر زخم لگے اس اثنا میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت علیؓ کو لڑتا ہوا دیکھ کر جناب رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ یا رسولؐ خدا اس کو یاری اور شجاعت کہتے ہیں کہ جو علی کر رہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ میں اُس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں تم دونوں سے ہوں اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولخدا صلعم نے جبرئیل کو دیکھا کہ بیچ زمین و آسمان طلائی کرسی پر بیٹھے ہیں اور علیؓ کو لڑتا ہوا دیکھ کر کہتے ہیں کہ لافتیٰ الا علیؓ لاسیف الا ذوالفقار اور جناب رسولخدا صلعم بیٹھے تھے اور کفار حضرت پر پتھر برساتے تھے یہاں تک کہ ابن وقاص ملعون نے حضرت کے لب و دندانِ مبارک پر ایک پتھر مارا کہ لب مبارک زخمی ہوئے اور چار دندانِ پیش ٹوٹ گئے اور ابلیس ملعون نے آواز دی کہ محمدؐ مارا گیا اور یہ خبر مدینہ میں پہنچی اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام پریشان ہو کر احد کو روانہ ہوئیں اور اسجگہ سے گذر ہوا کہ جہاں بہادر اور شجاع قوم کفار کے علیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے اور باقی سب مکہ کو بھاگ گئے تھے جس وقت حضرت فاطمہؑ جناب رسولخدا کے پاس پہنچیں تو چہرہ مبارک حضرت کا خون آلودہ دیکھ کر رونے لگیں حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ رونا نہیں چاہیے کہ خدائے تعالیٰ نے آج ہمکو کفار پر فتح دی ہے اور جو کچھ علیؓ کے ذمہ تھا وہ اُس نے ادا کیا اور حق تعالیٰ نے اشراف قریش کے اس کے ہاتھ سے قتل کروائے اور قیس بن سعد روایت کرتا ہے اپنے باپ سے وہ کہتا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کہتے تھے کہ جنگ احد میں سولہ زخم بہت سخت اور کاری مجھ کو لگے تھے کہ چار ضرب میں زمین پر میں گر پڑا ایک مرد خوش رو اور خوشبو میرے پاس آیا اور میری انگلی پکڑ کر مجھکو اس نے اُٹھایا اور کہا کہ دشمنان خدا کی لڑائی کی طرف متوجہ ہو کہ خدا اور رسولخدا تجھ سے راضی ہیں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور یہ حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اے علیؓ خدا تیری آنکھوں کو روشن رکھے جس نے تیرا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا تھا وہ جبرئیل تھا یہ سنکر بہت قوت مجھ میں ہو گئی سب دو تو ہاتھ سے کفار کو میں قتل کرتا تھا اور خدائے تعالیٰ کی تائید سے میں نے کفار پر فتح پائی اور منقول ہے کہ جس وقت دندان مبارک حضرت کے شہید ہوئے تو حضرت کے اصحاب میں سے بعضے آدمیوں نے عرض کی کہ یا رسولخدا ان کفار کے واسطے دعائے بد کر لی چاہیے کہ یہ جہنم واصل ہوں حضرت نے فرمایا کہ میں تو الٰہی ہدایت اور نجات کے واسطے آیا ہوں کہ ان کو ہدایت کر کے عذاب دوزخ سے رہائی دلواؤں دعائے بد ان کے واسطے کیونکر کروں اور اُحد کی لڑائی کے بیان میں خدائے تعالیٰ بدر کی فتح کو یاد دلاتا ہے کہ مومنین اسکو یاد کر کے خدا کا شکر ادا کریں اور جنگ احد کے زخموں کا اس کو مرہم بنائیں چنانچہ وہ یہ ہے کہ **وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ** اور البتہ تحقیق نصرت دی تمکو اے مومنین خدا نے بیچ جنگ بدر کے اور بدر ایک بستی ہے مابین مکہ اور مدینہ کے اور فتح دی تمکو اس وقت کہ **وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ** جس وقت تم ذلیل اور خوار دکھلائی دیتے تھے دشمنوں کی نظروں میں اور تمہاری جنگ کو وہ شمار میں نہیں لاتے تھے اور انکی کثرت تھی کہ وہ ایک ہزار آدمی تھے اور تم تین سو تیرہ ہی تھے اور پھر خدائے تعالیٰ نے تمکو فتح دی **فَاتَّقُوا اللّٰهَ** پس ڈرو تم خدا سے اسکی نافرمانی کرنے میں اور دشمنوں کی کثرت کا اندیشہ مت کرو **لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** تا کہ تم

شکر کرو اس نصرت کا کہ جو تم کو کفار پر خدا کی جانب سے حاصل ہوا اور جنگ بدر میں بھی جو کہ شجاعت علیؑ نے کی تھی ایسی شجاعت کسی سے ظہور میں نہیں آئی کہ دو تہائی کفار حضرت علیؑ نے قتل کیے تھے اور ایک تہائی باقی کے اصحاب نے اور جنگ بدر میں ملائکہ بھی مسلمانوں کی کمک کو آئے تھے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ جس وقت کہ کہتا تھا تو واسطے مومنین کے یعنی خدائے تعالیٰ نے نصرت دی جنگ بدر میں جب کہ کہتا تھا تو اے محمد مومنین کو وقت گھبرانے انکے اپنی قلت سے اور دشمنوں کی کثرت سے کہ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ کیا نہیں کفایت کرتا ہے تمکو اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ یہ کہ مدد کرے تمکو پروردگار تمہارا بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ساتھ تین ہزار کے فرشتوں میں سے کہ نازل کیے گئے ہیں اور منزلین حال واقع ہوا ہے اور اسکی زا کو ابن عامر نے تشدید پڑھا ہے۔ اور منقول ہے کہ بدر کی لڑائی میں خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کو فرشتے نازل کیے تھے اور نشان ان کا یہ تھا کہ سفید عمامے انکے سر پر تھے اور شملے ان کے پیچھے کو پڑے تھے اور کہتے ہیں کہ پہلے تو ایک ہزار نازل ہوئے تھے اور بعد اسکے انکو تین ہزار کر دیا اور بعد اس کے پانچ ہزار کر دیے اس حال کو خدائے تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے اے محمدؐ ہم نے نصرت اور مدد کی ہے اس وقت کہ جس وقت تو مومنین کو مضطرب دیکھ کر کہتا تھا کیا تمکو کفایت نہیں کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کریں ہزار فرشتوں سے بَلٰٓى ہاں فرشتے تمہاری مدد کو خدا بھیجے گا اِنْ تَصْبِرُوْا اگر صبر کرو گے تم جنگ میں اور ثابت قدم رہو گے وَتَتَّقُوْا اور ڈرو گے تم خدا سے اسکی مخالفت میں اور اسکے رسول کی مخالفت میں وَيَاْتُوْكُمْ اور آئیں گے تمہارے پاس دشمن مِّنْ فَوْرِهِمْ جلدی اپنے سے اسی وقت یا غصہ اپنے سے اسی وقت اور اصل میں فور بمعنی میں جوش کرنے دیگ کے ہے اور پھر سرعت سے استعارہ کیا گیا ہے اور بعد اس کے اطلاق کیا گیا ہے حال کے معنی میں کہ جسمیں درنگ نہ ہو اور یہ مجرور المحل ہے اس واسطے کہ وہ فورہم کی صفت ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر صبر کرو گے تم اور ثابت قدم رہو گے تم اور فرمانبرداری خدا کی اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کرو گے تم اور آئیں اسی وقت تمہاری اوپر چڑھائی کر کے دشمن تمہارے بدون درنگ اور تاخیر کے تو يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ یہ کہ مدد کرے گا تمہاری پروردگار تمہارا ساتھ پانچ ہزار کے فرشتوں سے وقت آنے دشمنوں کے مُسَوِّمِيْنَ خوب کہ نشان کرنے والے ہوں گے اپنے تئیں وہ فرشتے اور نشان انکے انکے میں ہزار کے ذکر کی تفسیر میں بیان ہو گئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ گھوڑے ان کے نشاندار ہوں گے کہ وہ ابلق گھوڑے پر سوار ہو کے آئے تھے اور سرخ پشم پیشانی اور دُم پر گھوڑوں کے باندھے تھے پہلے ایک ہزار فرشتے نازل ہوئے اور پھر تین ہزار ہو گئے اور پھر پانچ ہزار اور منقول ہے کہ اس روز حضرت علیؑ نے چھتیس آدمی بہادر اور شجاع نامی کفار کے قتل کیے اور باقی آدمی کچھ تو اصحاب رسولؐ نے قتل کیے اور کچھ ملائکہ نے اور نصرت بدون نازل ہوئے فرشتوں کے بھی ممکن تھی اگر خدا چاہتا لیکن فرشتے واسطے تسلی مومنین کے خدا تعالیٰ نے نازل کیے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اور نہیں کیا ہے اسکو خدا نے یعنی فرشتوں کے نازل کرنے کو نہیں کیا ہے اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ مگر خوشخبری واسطے تمہارے کہ جلدی فتح ہو جائے وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ اور تاکہ مطمئن ہو جائیں دل تمہارے ساتھ اس مدد کرنے ملائکہ کے اور خوف دشمنوں کا تمہارے دلوں سے جاتا رہے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اور نہیں ہے نصرت مگر نزدیک خدا کے سے کہ غالب ہے صاحب حکمت جسکو چاہتا ہے اپنی حکمت سے فتح دیتا ہے اور فتح اور نصرت آدمیوں کی کثرت پر موقوف نہیں ہے بلکہ خدا جسکو چاہتا ہے فتح دیتا ہے اور بدر کی لڑائی میں تمکو فتح دی۔ لِيَقْطَعَ تا کہ کاٹے اور قطع کرے اور شکست و نابود کرے طَرَفًا ایک ٹکڑے جماعت اشراف کو مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ان لوگوں میں سے کہ کافر ہوئے وہ اور اس طرح سے قطع کیے کہ بعضے ان میں سے مقتول اور بعضے اسیر ہوئے اور بعضے ذلیل و خوار ہو کر بھاگ گئے اَوْ يَكْبِتَهُمْ یا خوار و ذلیل کرے انکو کہ اسیری کی خواری میں وہ گرفتار ہیں فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ پس پھریں وہ ناامید ہو کر شکست کامل ہوتی ناامیدوں کو اور خوار و ذلیل اور نگوں ہو کر بھاگ جائیں جیسا کہ انہیں حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا صلعم کے دندان مبارک جنگ احد میں شکستہ ہوئے اور حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تو حضرت کو بہت رنج ہوا اور چاہا کہ لوگوں کے کہنے سے کفار پر لعنت کریں خدا تعالیٰ نے منع فرمایا اور یہ آیت نازل کی

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ نہیں ہے واسطے تیرے اس امر سے کچھ چیز یعنی تو جو کفار پر لعنت کرے اس میں کچھ حکمت نہیں ہے کہ ان لوگوں میں سے
بھی ایمان لانے والے ہیں ان پر لعنت نہ کرنی چاہئے اور پہلے اس سے ایک روایت بیان ہوئی ہے کہ رسول خدا نے چاہا تھا کہ کفار پر لعنت کریں
ہر چند لوگوں نے لعنت کرنے کے واسطے کہا مگر فرمایا کہ میں تو ان کی نجات کے واسطے آیا ہوں نہ اس واسطے کہ ان کو عذاب میں گرفتار کراؤں اور اس
آیت کی تفسیر حضرت امام محمد باقرؑ سے اس طرح منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے چاہا کہ بعد میرے علیؑ خلیفہ ہو خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ امر تیرے اختیار
نہیں ہے بلکہ وہ امر ہم پر ہے اور ہم اسکو بعد تیرے خلیفہ کریں گے اور تو اسکو نہیں کر سکتا ہے ہم کریں گے تو ہوگا اور اب خدائے تعالیٰ اپنے کلام میں
مومنین کے نصرت دینے میں بیان کر کے فرماتا ہے کہ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ یا توبہ قبول کرے خدا اوپر ان کافروں کے پہلے تو خدا نے فرمایا تھا کہ تمکو نصرت
دی ہے اے مومنین تاکہ قطع اور نابود کرے خدا جماعت کفار کو خوار اور سرنگوں سار کرے اور اب فرماتا ہے کہ توبہ قبول کرے انکی اگر اسلام کو اختیار کریں وہ
اَوْ یُعَذِّبَهُمْ یا عذاب کرے ان کو اگر اپنے کفر پر اصرار کریں وہ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ پس تحقیق وہ ظلم کرنے والے ہیں اپنے نفسوں پر کہ کفر کو بھی
اختیار کر کے مستحق عذاب کے ہوتے ہیں اور اب خدائے تعالیٰ اپنی قدرت اور مالکیت اور عدالت اور تفضل کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے یعنی جو کچھ ہے وہ سب
اس کے دست قدرت میں ہے اور سب چیز کا وہ مالک اور خالق ہے یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ بخشتا ہے واسطے جس شخص کے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے
وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے کافروں کو ان کے کفر سے اور مسلمانوں کو اپنے عدل سے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا
بخشنے والا ہے اپنے بندوں کو جس وقت ایمان لائیں وہ اور گناہ ہوئے توبہ کریں رَّحِیْمٌ مہربان ہے کہ جلدی عذاب نہیں کرتا ہے اور اب سود کا
ذکر کرتا ہے اور اس کے کھانے سے منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا
نہ کھاؤ تم سود کو اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً چند در چند سود در سود اور اضعاف مضاعفہ حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے اور ابتدائے
اسلام میں لوگ اپنا مال سود پر دیتے تھے ایک مدت معین تک جس وقت کہ وہ مدت گذر جاتی تھی تو اصل اور سود کو ملا کر جمع کرتے تھے اور کل پر سود
مقرر کرتے تھے اور یہ مدت گذر جاتی تھی تو پھر اصل اور سود کو جمع کر کے سود کو بڑھاتے تھے اسی طرح چند در چند کرتے چلے جاتے تھے خدائے تعالیٰ
اس کو منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اس کی نافرمانی میں اور سود کے کھانے میں لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم رستگاری
پاؤ عذاب دوزخ سے اور تخصیص سود کے منع کرنے کی سب محرمات میں سے یہ ہے کہ یہ فعل لوگوں سے بہت واقع ہوتا تھا یہاں تک کہ اکثر معاملات ان
کے اسی طرح پر ہوتے تھے اور اسی واسطے منع کرنے کی زیادہ تاکید میں فرماتا ہے کہ وَاتَّقُوْا اور ڈرو تم اے مومنین کفار کی متابعت میں سود کھانے
اور اس سے بچا رکھو تم اپنے تئیں النَّارَ الَّتِیْۤ اس آگ سے کہ جو کہ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے وَاَطِیْعُوا
اللّٰهَ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی جس چیز کا کہ وہ تمکو حکم کرے وَالرَّسُوْلَ اور پیغمبر کی جو کچھ کہ فرمائے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم رحم کئے
جاؤ اور عذاب سے رہائی پاؤ اور پہلے اس سے بھی خدائے تعالیٰ سود کو منع کر چکا ہے سورۂ بقر میں اور اب پھر منع کیا اس واسطے کہ تاکہ سود بند
ہو جائے اور قرض حسن جاری ہو اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سود کھائے خدائے تعالیٰ اس کے پیٹ کو آتش دوزخ سے
پر کرے گا بقدر اسکے کہ کھاتا ہے سود کو اور اس سود سے کچھ مال کماتا ہے تو خدائے تعالیٰ اسکے عمل کو قبول نہ کرے گا اور ہمیشہ وہ شخص خدا کی اور
فرشتوں کی لعنت میں رہے گا جب تک کہ سود میں سے اسکے پاس کچھ باقی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ اور جلدی کرو تم
طرف بخشش کے یعنی بہت سرعت اور جلدی کرو تم طرف اس امر کے کہ موجب مغفرت کا ہے مِّنْ رَّبِّكُمْ پروردگار تمہارے کی جانب سے اور وہ
یہ ہے کہ اعمال نیک بجا لاؤ واجبات کو ادا کرتے رہو اور محرمات سے پرہیز کرو اور اخلاق کو اپنے درست کرو تاکہ تمہاری مغفرت ہو
اور غفلت میں نہ گزارو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آ جائے اور اگر بدون اعمال نیک اور بے توبہ دنیا سے کوچ کرو گے تو باعث حسرت اور ندامت ہوگا اور اس وقت

کی ندامت کسی کام نہ آئے گی وَجَنَّةٍ اور جلدی کرو تم طرف بہشت کے یعنی ایسا عمل کرنے میں جلدی کرو کہ جو تمکو بہشت میں پہنچائے وہ بہشت کہ
عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ چوڑائی اسکی مثل آسمانوں کے اور زمین کے ہے اور خدا تعالیٰ نے بہشت کے عرض کو بیان کیا ہے اور طول کو اسکے
بیان نہیں کیا ہے اس واسطے کہ وہ آدمی کے فہم میں نہیں آتا اور منقول ہے کہ عرض بہشت کا مثل آسمانوں اور زمین کے اس طرح سے ہو گا کہ آسمانوں اور زمینوں
کے طبق آپس میں ملا دیں جیسے کہ پیاز کے چھلکے ہوتے ہیں اور وہ باہم ملکے جس قدر لمبے ہوں اسی قدر عرض بہشت کا ہو گا اور جناب رسولخدا صلعم
سے کسی نے دریافت کیا کہ جس وقت بہشت کا عرض مثل آسمانوں اور زمین کے ہو گا تو دوزخ کہاں ہو گا فرمایا کہ جس وقت رات آتی ہے تو دن کہاں
جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو مکان کہ مومن کے واسطے بہشت ہے وہ مکان کافر کے لئے دوزخ ہو سکتا ہے اور خدا قادر ہے بہشت کے دوزخ کرنے پر
جیسے کہ قادر ہے دیگی جگہ پر آکر دے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ بہشت ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور دوزخ ساتوں زمین کے نیچے ہے اور وہ
بہشت اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ تیار کیا گیا ہے واسطے پرہیزگاروں کے جو کہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ
پہنچو گے تم اُس بہشت میں بدوں تقوے کے اور متقیوں کے اوصاف خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ وہ لوگ ہیں کہ خرچ
کرتے ہیں وہ اپنے مالوں کو راہ خدا میں فِي السَّرَّآءِ بیچ آسانی کے کہ وہ حالت تونگری کی ہے وَالضَّرَّآءِ اور سختی کے کہ وہ حالت مفلسی کی ہے
یعنی اُس سے جو کچھ ہو سکتا ہے ہر حالت میں خرچ کرتے ہیں راہ خدا میں حالت آسودگی میں بھی اور حالت تنگدستی میں بھی اور جناب امیر المومنین نے
فرمایا ہے کہ سردار دنیا اور آخرت کے لوگوں کے سخی لوگ ہیں اور رسولخدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ بہشت سخی لوگوں کے واسطے
ہے اور فرمایا کہ سخی نزدیک ہے خدا کے اور نزدیک ہے آدمیوں سے اور نزدیک ہے بہشت سے اور بخیل دور ہے خدا سے اور دور ہے بہشت سے اور دور ہے
آدمیوں سے اور بخیل ایک درخت ہے دوزخ میں اور شاخیں اسکی دنیا میں لٹکتی ہیں جو کوئی انمیں لٹکے اسکو وہ دوزخ میں پہنچائے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ
اور کھانے والے غصہ کے ہیں وہ پرہیزگار اور یعنی باوجود قدرت بدلا لینے کے اس شخص سے کہ جو غصہ میں لائے اور کظم اصل میں بھری ہوئی مشک
کے منہ باندھنے کو کہتے ہیں اور کظیم حزن اور غصے سے بھرے ہوئے کو کہتے ہیں اور فرق درمیان غضب اور غیظ کے یہ ہے کہ غضب ضد رضا کی
ہے اور وہ ارادہ عذاب کرنیکا ہے سرکش اور نافرمانبردار کو اور غیظ طبیعت کے ہیجان کو کہتے ہیں جسمیں ارادہ بدلا لینے کا ہو اور حدیث میں وارد ہوا ہے
کہ صاحب قوت وہ شخص نہیں ہے کہ لوگوں کو زمین پر دے مارے بلکہ صاحب قوت وہ ہے کہ جو اپنے نفس کا مالک ہو اور اپنے قابو میں اسکو رکھے اور وقت
غصے کے غصہ کو نوش کر جائے اور کوئی گھونٹ خدا کے نزدیک زیادہ دوست غصہ کے گھونٹ سے نہیں ہے یا صبر کرنا گناہ پر کہ وہ گھونٹ بھی نزدیک
خدا کے زیادہ دوست ہے اور جو کوئی غصہ کو پی جائے خدائے تعالیٰ حور العین کو اسکی زوجہ کریگا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کھا جائے
غصہ کو اور اگر چاہے تو اس غصہ کو جاری بھی کر سکتا ہے لیکن اسی صورت میں غصہ کو کھائے تو خدائے تعالیٰ قیامت کے روز اُسکے دل کو اپنی رضامندی
سے پُر کر دیگا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ اور معاف کرنے والے ہیں آدمیوں سے وہ متقی لوگ اور اگر کوئی ان کی خطا کرے اور سزاوار عداوت کے
کا ہو ویں تو اس آدمی سے وہ درگذر کرتے ہیں اور اسکا عوض اس سے نہیں لیتے اور کاظمین اور عافین دو توصیفیں متقین کی ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ
قیامت کے روز ایک آواز کرنے والا آواز کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ جن کا اجر بزرگ خدا پر ہے کہ جنھوں نے معاف کیا ہے اس شخص کو کہ
جس نے ان پر ظلم کیا ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ لازم ہے تمکو یہ کہ معاف کرو تم اس واسطے کہ معاف کرنا نہیں زیادہ کرتا ہے بندہ کو مگر عزت
پس معاف کرو تم آپسمیں ایک شخص دوسرے شخص کو کہ خدا تمہاری عزت کو بڑھائیگا اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی کے ظلم کرنے کو معاف کرے
خدا اسکی عزت کو زیادہ کرے اور جو کوئی مال کے زیادہ ہونے کے واسطے سوائے خدا کے کسی آدمی سے سوال کرے خدا اسکی فقیری اور محتاجگی کو زیادہ
کرے اور جو کوئی کسی کو اپنے مال میں سے کچھ دیوے تو خدائے تعالیٰ اسکے مال میں برکت دے اور زیادہ کرے اور قیامت کے روز آواز کرنے والا
آواز کریگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ بڑا احسان کا خدا پر ہے جس کسی نے کہ ظالم کو ظلم اس کا معاف کر دیا ہو اور اس سے درگذر کی ہو وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور

نیکی کرنے والوں کو اور حدیث میں آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے بہشت میں محل دیکھے کہ مرتبہ میں وہ بہت بلند تھے جبرئیل سے میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کے واسطے بنائے گئے ہیں کہا کہ واسطے غصّہ کھانے والوں کے اور واسطے معاف کرنے والوں کے اور واسطے نیکی کرنے والوں کے اور روایت ہے کہ ایک لونڈی جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی کہ ان حضرت کا منہ دھولاتی تھی اور آفتابہ سے پانی منہ پر ڈالتی تھی کہ ناگاہ آفتابہ اس لونڈی کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت سجاد کے سر پر گر پڑا کہ سر کو ان حضرت کے زخمی کر دیا حضرت زین العابدین علیہ السلام نے سر اٹھا کر طرف اسکے دیکھا لونڈی نے کہا کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ الکاظمین الغیظ یہ سنکر فرمایا کہ غصّہ میں نے اپنا نوش کیا پھر اس لونڈی نے کہا کہ والعافین عن الناس حضرت سجاد نے فرمایا کہ معاف کیا میں نے تجھ کو بعد اس کے اس لونڈی نے کہا کہ واللہ یحب المحسنین حضرت سجاد نے یہ سنکر فرمایا کہ جا تو کہ میں نے واسطے رضامندی خدا کے تجھ کو آزاد کیا اور بعض تفاسیر اہلسنت میں یہ نقل حضرت امام حسن علیہ السلام کی لکھی ہے کہ وہ ہمراہ اشراف عرب کے دسترخوان پر بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرماتے تھے غلام ان کا پیالہ طعام گرم کا لیکر آیا اور دہشت سے پاؤں اسکا فرش کے کنارے پر پھسلا اور پیالہ طعام سمیت حضرت امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اور چہرے پر گر پڑا اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے اسکی طرف دیکھا وہ غلام حیران ہو گیا اور ایک دفعہ ہی اس کی زبان پر جاری ہوا کہ الکاظمین الغیظ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ غصّہ اپنا میں نے نوش کیا پھر اس نے کہا کہ والعافین عن الناس حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو معاف کیا بعد اسکے اس نے کہا کہ واللہ یحب المحسنین حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور معاش بھی تیری میں نے اپنے ذمہ لی اور بعضی کتاب میں دیکھا گیا ہے کہ یہ نقل حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہے تعجب نہیں ہے کہ یہ امر تینوں بزرگوں سے ظہور میں آیا ہو اس واسطے کہ یہ تینوں بزرگوار مظہر العجائب والغرائب اور معدن علوم ہی تھے **وَالَّذِينَ** اور وہ لوگ ہیں وہ متقی کہ **إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً** جس وقت کریں وہ بالائی فعل نامسدید کے اور مثل اس کے **أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ** یا ظلم کریں وہ نفسوں اپنے پر سبب کرنے گناہوں کے کہ سوائے زنا کے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد فاحشہ سے گناہان کبیرہ ہیں اور ظلم سے مراد گناہان صغیرہ پر اصرار کرنا ہے یعنی جس وقت گناہان کبیرہ اور صغیرہ کریں وہ تو **ذَكَرُوا اللَّهَ** یاد کرتے ہیں وہ خدائے تعالے کو اسی وقت اور نادم ہوتے ہیں **فَاسْتَغْفَرُوا** پس بخشش چاہتے ہیں وہ خدائے تعالے سے کہ **لِذُنُوبِهِمْ** واسطے گناہوں اپنے کے یعنی توبہ کریں گناہوں سے اور نادم ہو کر مصمم ارادہ کریں کہ پھر نہ کریں گے گناہ کو اور ایسا ہی ہو کہ پھر مرتکب گناہوں کے اس کے بعد نہوں **وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ** اور کون شخص ہے کہ بخشے گناہوں کو یعنی کوئی نہیں بخشتا ہے **إِلَّا اللَّهُ** مگر خدا کہ وہی بخشتا ہے **وَلَمْ يُصِرُّوا** اور نہ اصرار کریں وہ **عَلَىٰ مَا فَعَلُوا** اوپر اس گناہ کے کہ کیا ہے انھوں نے کہ اسکو کرتے رہیں بلکہ گناہ کر کے پشیمان ہوتے ہیں **وَهُمْ يَعْلَمُونَ** اور حال یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں اس گناہ کی قباحت کو اور اسکے عذاب الیم کو اور اعتقاد اس کا رکھتے ہیں اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک جماعت اصحاب رسولخدا نے آپس میں بیان کیا کہ بنی اسرائیل ہم سے زیادہ بزرگ تھے خدا کے نزدیک اس واسطے کہ جو گناہ کہ وہ کرتے تھے اُن کے گھر کے دروازے پر لکھا جاتا تھا کہ ایسے اوپر عذاب کریں اور جس وقت کہ وہ کان اور ناک کاٹتے تھے تو کفارہ انکے گناہ کا ہو جاتا تھا اور خوف سے اسی عذاب کے پھر وہ گناہ نہ کرتے تھے اور ہمکو ایسی تنبیہہ نہیں ہوتی تاکہ گناہوں سے ہم باز رہیں خدا نے یہ آیت نازل کی کہ ہم بنی اسرائیل سے زیادہ بزرگ ہو تمہارے نزدیک اس واسطے کہ میں نے توبہ اور استغفار ہی پر رکھی ہو گناہوں اور اسکو کفارہ تمہارے گناہوں کا کر دیا ہے اور وہ عذاب جو کہ بنی اسرائیل پر مقرر کیا تھا تم سے اس عذاب کو اٹھا لیا ہے اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی گناہ پر استغفار کرتا ہے اسکو اصرار نہیں کیا ہے اگرچہ ایک روز میں ستر بار گناہ کرے اور خوشا حال وہ بندہ کہ جس وقت اپنے نامہ اعمال کو کھولے تو نیچے ہر گناہ کے استغفار دیکھے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز صبح میں کہے استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ خدا اسکے سات سو گناہان کبیرہ کو بخشے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ استغفار کرنے سے گناہان کبیرہ باقی نہیں رہتے اور اصرار کرنے سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتے ہیں یعنی اگر گناہان صغیرہ

پر اصرار کرے تو وہ گناہان کبیرہ کے حکم میں ہو جاتے ہیں اور جو کوئی استغفار بہت کرے حق تعالیٰ اسکو تمام غم اور اندوہ سے فرحت بخشے اور اسکو روزی
پہنچاوے اس جگہ سے کہ وہ گمان نہ کرتا ہو اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بہت استغفار کرے اُسکے نامۂ اعمال کو جو آسمان پر لیجائیں تو وہ مثل
ستارہ کے روشن ہو اور کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی تو شیطان نے غصہ ہو کر کہا کہ خداوندا قسم ہے تیری عزت اور جلال کی جتنی کہ مجھ سے ہو سکے گا
اور میری قدرت ہے تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھکو اپنی عزت کی جو بندہ کہ استغفار کرے گا میں اسکو بخشونگا اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو ابلیس پہاڑ پر چڑھ گیا اور بلند آواز سے گروہ کو پکارا سب حاضر ہو کر پوچھا کہ اے آقا ہمارے تو نے ہمکو
کیوں طلب کیا ہے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ اسکی تدبیر کر لی چاہیے سو وسواس خناس نے کہا کہ میں اسکی تدبیر کرونگا ابلیس نے کہا کیونکر کہا کہ جو شخص کوئی گناہ کریگا تو اسکو
استغفار کرنا بھلا دونگا کہ بعد گناہ کرنیکے توبہ نہ کرے ابلیس نے کہا کہ تو اس کام کے سزاوار ہے اور قیامت تک ابلیس نے اسکو اس خدمت پر قائم رکھا اور فرماتا ہے خدا کہ
أُولَٰئِكَ یہ لوگ یعنی پرہیز کرنے والے کہ جنکے ایسے اوصاف ہیں جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ جزا اُن کی بخشش ہے پروردگار انکی کی جانب سے
وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور بہشتیں ہیں کہ جاری ہیں نیچے درختوں یا محلوں انکے سے نہریں خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے
ہیں بیچ ان بہشتوں کے وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ اور اچھا ہے اجر عمل کرنیوالوں کا کہ وہ مغفرت اور بہشت ہے اور اس آیت کی تفسیر میں والذین اذا فعلوا
فاحشۃ سے ونعم اجر العاملین تک تفسیر صافی میں عبد الرحمن بن غنم الدوسی سے اُسکی شان نزول میں روایت ہے اور خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ ایک مرتبہ معاذ بن
جبل جناب رسولخدا کے پاس روتے ہوئے آئے حضرتؐ نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے عرض کی کہ دروازے پر ایک جوان خوبصورت کھڑا رو رہا ہے اور چاہتا ہے کہ خدمت
میں حضرت کی حاضر ہو فرمایا کہ بلاؤ معاذ اسکو حضرتؐ کی خدمت میں لے آئے اُسنے حضرت کو سلام کیا اور حضرت نے اسکو جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ
تو کیوں روتا ہے کہا کہ میں نے ایسا سخت گناہ کیا ہے کہ اس میں سے اگر تھوڑے سے کا بھی خدا مواخذہ کرے تو مجھکو دوزخ میں ڈالدے اور میں ایسا جانتا ہوں
کہ مجھکو خدا کبھی نہ بخشے گا حضرتؐ نے پوچھا کہ کیا تو نے شرک کیا ہے کہا کہ معاذ اللہ شرک تو میں نے نہیں کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تیرے گناہ کو بخشے گا اگرچہ مثل پہاڑ
کے ہوں کہا کہ وہ گناہ پہاڑ سے بڑے ہیں فرمایا کہ خدا بخشدے گا اگرچہ مثل ساتوں زمین اور دریا اور ریت اور درختوں کے ہوں اسنے عرض کی کہ میرے گناہ ان سے
بھی بڑے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تیرے گناہوں کو بخشے گا اگرچہ مثل آسمانوں اور ستاروں اور عرش اور کرسی کے ہوں کہا کہ وہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں حضرتؐ
نے غصہ کی نظر سے اُسکو دیکھا اور فرمایا کہ گناہ تیرا بڑا ہے یا پروردگار تیرا بڑا ہے یہ کلمہ سنکر وہ شخص سجدہ میں گر پڑا اور کہا کہ پاک ہے پروردگار میرا کہ اس سے کوئی چیز
بڑی نہیں ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ بس گناہ بڑے کو خدا بڑا بخشتا ہے اسنے کہا کہ نہیں یا رسولخدا وہ گناہ بہت ہی بڑا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ تو اپنے گناہ کو بیان
تو کر کہ وہ کیا گناہ ہے کہا کہ میں قبر کو کھود کر کفن مُردہ کا نکال لیتا تھا سات برس تک میں نے یہی کیا آخرش ایک لڑکی ایک شخص کی انصار میں سے مرگئی
اور لوگ اسکو دفن کرکے چلے آئے اور شب کو میں نے اسکی قبر پر جا کر اور اسکی قبر کو کھود کر اسکی لاش کو قبر سے نکالا اور سارا کفن اُسکا اُسکے بدن سے اتار لیا
اور اسکو برہنہ کرکے قبر کے کنارے پر ڈالدیا اور میں وہاں سے چند قدم پھرا تھا کہ شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا کہ یہ عورت کیا خوبصورت ہی تھی یہانتک کہ
میں نہ رہ سکا اور وہاں سے پھر واپس ہو کر اسکی قبر پر آیا اور اُس عورت سے میں نے مجامعت کی اور اسکو اسی طرح قبر کے کنارے پر برہنہ چھوڑ کر وہاں سے پھر کر
روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ ایک آواز پیچھے سے میں نے سنی وہ عورت کہتی تھی کہ وائے تجھ پر اے جوان کہ تو مجھکو مُردوں کے لشکر میں اسطرح برہنہ چھوڑ کر چلا گیا
کل کو جو خدا میرے اور تیرے درمیان حکم کرے گا تو کیا جواب دیگا کہ اس طرح تو مجھکو برہنہ چھوڑ کر چلا گیا کہ میں قیامت کے روز واسطے حساب کے ناپاک اٹھونگی
اور افسوس ہے تیری جوانی پر کہ کل کو مانند چولہی کے تو دوزخ میں جلے گا یا رسول اللہ مجھکو گمان نہیں ہے کہ بہشت کی بو بھی سونگھوں آپ اس میں کیا فرماتے ہیں حضرت
رسولخدا نے فرمایا کہ الگ ہو تو مجھ سے اے بدکار اور میرے قریب سے دور ہو کہ تیرے ساتھ کہیں میں بھی آگ میں جلوں وہ جوان یہ سنکر اپنے گھر میں آیا اور بعد زاد
اپنے ہمراہ لیکر ایک پہاڑ پر گیا اور جھولا ٹاٹ کا پہن لیا اور ہاتھوں کو اپنی گردن میں باندھ لیا اور کہتا تھا کہ اے پروردگار میرے بندہ تیرا بہلول آگے تیرے ہاتھوں کو
گردن میں باندھ کر کھڑا ہوا ہے اور تو مجھکو جانتا ہے کہ اب میں بہت نادم ہوں اور تیرے پیغمبر کے پاس توبہ کرنے گیا تھا اُسنے بھی مجھکو اپنے پاس سے نکال دیا اور زیادہ خوف

دلایا ہے اے پروردگار بخش اسم بزرگ اپنے کے منہ کو ناامید کر کے مت پھیر اسی طرح چالیس رات دن کہتا رہا اور اسی طرح گڑگڑا کر روتا تھا کہ اس کے
حال پر درندے اور پرند روتے تھے اور چالیس روز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوندا اگر تو نے دعا میری قبول کی ہو اور گناہ معاف بخشتا ہے تو اپنے پیغمبر پر وحی
بھیج اور اسکو میری دعا کے قبول ہونے کی خبر دے اور اگر میرے گناہ کو نہیں بخشتا ہے تو یہیں دنیا میں تو مجھکو جیسا چاہے عذاب کر اور جلا دے کہ قیامت کی رسوائی
اور فضیحت سے نجات پاؤں خدا نے دعا اسکی قبول کی اور گناہ اسکا بخشا اور یہ آیت نازل ہوئی والذین اذا فعلوا فاحشة (الآیة) اور یہ آیت مع ترجمہ اوپر
گذر گئی ہے اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا تبسم کرتے ہوئے اپنی دولتسرا سے باہر تشریف لائے اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کون مجھکو لے چلے اس جوان
تائب کے پاس معاذ بن جبل نے عرض کی کہ یا رسول خدا سنا ہے کہ وہ فلانی جگہ ہے جناب رسول خدا ہمراہ اصحاب کے اس پہاڑ پر تشریف لے گئے بہلول کو دیکھا کہ دو پتھر کے
درمیان کھڑا ہے اور دونوں ہاتھ اس کے گردن سے بندھے ہوئے ہیں اور رنگ اس کے چہرہ کا سیاہ ہو گیا ہے اور پلکیں روتے روتے آنکھوں پر سے جھڑ گئیں ہیں اور
عاجزی اور توبہ کے کلمات اسکی زبان پر جاری ہیں اور خاک اپنے سر پر ڈالتا ہے اور درندوں نے اسکے گرد حلقہ باندھا ہے اور سر پر اسکے پرندے صف باندھے
ہوئے ہیں اور اسکے رونے سے سب روتے ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے نزدیک گئے اور اس کے ہاتھ گردن سے کھولے اور اسکے سر پر سے خاک جھاڑی
اور اسکو خوشخبری دی کہ اے بہلول تو آزاد کردہ خدا ہے آتش جہنم سے اور اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ گناہوں کا اس طرح تدارک کرنا چاہئے جیسا کہ بہلول
نے کیا ہے اور اس آیت کو تلاوت فرمایا اور بہلول کو خوشخبری جنت کی سنادی اور اب خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ بخشنا نعمت کا نیکوں اور پرہیزگاروں کو
اور نازل کرنا محنت اور مصیبت کا کافروں اور گنہگاروں کو عادت خدا کی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ تحقیق گذرے ہیں پہلے تمسے سُنَنٌ
طریقے اور وقائع بہت ظلم اور شادی کے اور محنت اور دولت کے کہ جاری کئے ہیں ہم نے پہلی امتوں پر موافق استحقاق کے فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
پس روانہ ہو تم بیچ زمین کے اور شہروں اور جنگلوں میں پھرو فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ پس دیکھو تم کہ کیونکر ہوا انجام
جھٹلانے والونکا پیغمبروں کو اور کفر کیا انہوں نے مثل عاد اور ثمود اور قوم لوط اور ان کے شہروں کو دیکھو کہ ویران پڑے ہیں اور کیونکر زیر و زبر ہو گئے هَٰذَا
یعنی قرآن یا حال وقائع کہ پہلی امتوں کے گذرے ہیں بَيَانٌ لِلنَّاسِ دلیل روشن ہے واسطے امتوں کے یعنی رسول خدا صلعم کے زمانہ کے
لوگوں کے واسطے جو کہ جھٹلاتے ہیں وَهُدًى اور رہنمائی کامل ہے وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ اور نصیحت ہے واسطے پرہیزگاروں کے اگرچہ
نصیحت تو سب کے واسطے ہے لیکن پرہیزگار اور متقی جو اسکو قبول کرتے ہیں اور اس سے نصیحت پکڑتے ہیں اس واسطے ذکر کیا ہم نے انکو خاص کر اور اب
خدائے تعالیٰ پھر جنگ احد کا ذکر کرتا ہے اور مسلمانوں کو جو شکست ہوئی تھی انکو تسلی دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ آنسرور رسول خدا صلعم نے کثرت اور دلیری کفار
کی ملاحظہ کی تو خاطر اقدس میں یہ گذرا کہ ایسا ہو کہ کفار ہمکو جماعت قلیل اور حقیر دیکھ کر ہم پر حملہ کریں اور ہمکو ہلاک کریں حضرت کی اور جمیع مومنین کی تسلی کے
واسطے یہ آیت نازل کی کہ وَلَا تَهِنُوا اور نہ سستی کرو تم جہاد میں وَلَا تَحْزَنُوا اور نہ غمگین ہو تم اس واسطے کہ تمکو زخم پہنچے ہیں وَأَنْتُمُ
الْأَعْلَوْنَ اور حال یہ ہے کہ تم زیادہ بلند ہو مرتبہ کے اعتبار سے اس واسطے کہ تم حق پر ہو اور وہ باطل پر ہیں تم بہشت میں جاؤ گے اور وہ
دوزخ میں جاینگے اور تم منصور اور غالب ہو گے إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ اگر ہو تم اعتقاد کرنے والے خدا کے وعدے کے اور اس کے باور
کرنے والے کہ اس نے فرمایا ہے ان جندنا لهم الغالبون یعنی تحقیق لشکر ہمارا البتہ وہ غالب ہونیوالا ہے کفار پر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ
جس وقت جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو حضرت رسالت پناہ صلعم نے ہاتھ دعا کے واسطے اٹھائے اور کہا کہ خداوندا اس شہر میں سوا اس
گروہ مسلمانوں کے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو تجھ کو یگانگی سے یاد کرے اور تیری پرستش کرے اگر یہ ہلاک ہو جائیں گے تو کوئی تجھ کو توحید سے یاد نہ کریگا
اسوقت وہ آیت نازل ہوئی اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد سے مراجعت فرمائی اور اصحاب بھی جمع ہو گئے تو بعضے ان میں زخمی
ہو کر آئے تھے عورتیں اور لڑکے ان کے روتے تھے حضرت یہ حال دیکھ کر دلتنگ ہوئے اور کہا کہ یا خدا میرے رسول کے ساتھ ایسا کرتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی
کہ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ اگر پہنچا ہے تمکو زخم اس لڑائی میں تو فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ پس تحقیق پہنچا ہے قوم کفار کو جنگ بدر میں

قرح زخم مِّثْلُهٗ مانند اس کے کہ تمکو پہنچا ہے اور ان لوگوں کے زخم بہت کاری تھا اور انھوں نے باوجود ان زخموں کے لڑائی میں سستی نہیں کی ہے اور تم جو
رحمت خدا سے امیدوار رکھتے ہو زیادہ لائق ہو جہاد کرنے میں اور چاہیے کہ تم بھی اس حکم خدا کو تسلیم کر کے اس جہاد میں صبر کرو اور اہل کوفہ نے سوائے حفص کے قرح کو دونوں جگہ بضم
قاف پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح قاف اور کہتے ہیں کہ قرح بفتح قاف زخم کے معنی میں ہے اور بضم قاف الم کے معنی میں پس خدا فرماتا ہے کہ تم زخموں کے
ہونے سے نامردی مت کرو اور دستور ہے کہ لڑائی میں طرفین کے زخم لاحق ہوتے ہیں لیکن لڑنے میں سستی نہیں کرتے اور جس وقت کہ لڑائی کرنے سے مقصد
اعلیٰ اور سعادت ابدی ہو تو زخموں کو شمار میں نہیں لاتے ہیں وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ اور یہ دن ہیں کہ پھیرتے ہیں ان کو درمیان
آدمیوں کے کہ کبھی تو دولت اور عسرت ہے اور کبھی تنگی اور رنج ہے اور کبھی خوشحالی ہے اور کبھی پریشانی خاطر ہے تاکہ مومنین حرص نہ کریں دنیائے فانی کی
لذتوں کی اور آخرت کی طرف رغبت کریں کہ جو دائمی نعمتوں سے پُر ہے پس اس جہت سے ایام نصرت کو ہم درمیان تمہارے اور کفار کے پھیرتے ہیں اور یہ گردش
ایام کی ہے اس کا تمکو کچھ خیال نہ کرنا چاہیے اور انجام کو فتح تمہارے ہی واسطے ہے وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا اور تاکہ جانے خدا ان لوگوں کو کہ
ایمان لائے ہیں یعنی تاکہ اس گردش ایام سے جانے خدا یعنی ظاہر کرے جیسا کہ پہلے سے جانتا ہے کہ کون اس جہاد میں صبر کرتا ہے اور ثابت قدم رہتا
ہے اپنے ایمان کے خلوص سے وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ اور تاکہ پکڑے تم میں سے گواہ ایک کو دوسرے کا کہ ہر ایک دوسرے کی گواہی دیوے کہ کون
جہاد میں ثابت قدم رہا ہے اور کون بھاگ گیا ہے اور یا یہ کہ تمکو مرتبہ شہادت کا عطا کرے مارے جانے کی جہت سے وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ اور خدا
نہیں دوست رکھتا ہے ظلم کرنے والوں کو اپنے نفسوں پر کہ جہاد میں سے بھاگ جاتے ہیں اور ثابت قدم نہیں رہتے ہیں اور یا یہ کہ ظاہر میں دعویٰ ایمان کرتے ہیں
اور باطن میں وہ کافر ہیں اور یہ جملہ معترضہ ہے کہ درمیان میں آگیا ہے واسطے تنبیہ کے اس امر پر کہ خدا حقیقت میں کفار کی نصرت نہیں کرتا ہے بلکہ ان کے
استدراج کے واسطے اور مومنین کی آزمائش کے واسطے دنوں کو پھیرتا ہے اور انجام میں کفار کے واسطے نگونساری اور شکست ہے وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ اور تاکہ
خالص کرے خدا یعنی اور گردش ایام کی اس واسطے کرتا ہے خدا تاکہ خالص اور پاکیزہ کرے گناہوں سے الَّذِينَ آمَنُوا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں اس
واسطے کہ مغلوب ہونا اور نازل ہونا بلاؤں کا کہ اس میں انواع اور اقسام کے رنج ہیں موجب ساقط ہونے گناہوں کا ہے اور تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون
مومن خالص ہے اور کون ایمان خالص نہیں رکھتا ہے وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ اور تاکہ نیست کرے اور گھٹاوے کافروں کو اگر وہ مغلوب ہوں اور محق تھوڑا کم
ہونے کو کہتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ أَمْ حَسِبْتُمْ کیا گمان کیا ہے تم نے اے مومنین یہ ام منقطعہ ہے یعنی بلکہ کیا گمان کیا ہے تم نے أَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ کہ داخل ہو تم بہشت میں ایسا کیونکر ہو سکتا ہے وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ اور حال یہ ہے کہ نہیں جانتا ہے خدا یہ لما نفی کا ہے متضمن توقع کے یعنی
ابھی ظہور اور وقوع میں آیا ہوا نہیں جانتا ہے خدا الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ ان لوگوں کو کہ جہاد کیا ہے انھوں نے تم میں سے وَيَعْلَمَ
الصَّابِرِينَ اور نہیں جانتا ہے صبر کرنے والوں کو جہاد پر یعنی اب تک تم نے جہاد نہیں کیا ہے تاکہ خدا اس جہاد کا واقع ہونا اور تمہارا اس جہاد میں
صبر کرنا کہ تم ثابت قدم رہے ہو جان لیتا بلکہ ابھی تک تو تم بھاگتے رہے ہو وَلَقَدْ كُنْتُمْ اور البتہ تحقیق تھے تم کہ ابتدا ہی کے اشتیاق میں تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ
آرزو کرتے تھے تم موت کی یعنی تم لڑائی کے وسیلہ سے اور شہید ہونے کی راہ خدا میں تمنا کرتے تھے بعد جنگ بدر کے شہادت کا ثواب سن کر مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ
پہلے اس سے کہ ملاقات کرو تم اس موت کو یعنی اسباب موت کے دیکھنے سے پہلے کہ وہ ڈالتا ہے اپنی ہیبت لڑائی کے خطرہ میں تم آرزو مندی دشمنوں کی لڑائی میں کرتے تھے
فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ پس تحقیق دیکھا تم نے اس موت کو یعنی اسباب موت کو دیکھ لیا تم نے وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ اور تم نظر کر رہے ہو کہ بھائی اور اقارب
اور یار تمہارے موئے ہوئے پڑے ہیں اور مقصود اس آیت سے ملامت کرنا مسلمانوں کا ہے کہ بعد جنگ بدر کے شہادت کے ثواب کو سن کر نہایت تمنا
کرتے تھے کہ ہم کسی طرح جہاد میں مارے جاویں اور جس وقت جنگ احد میں کفار سے مقابلہ ہوا تو حضرت رسول خدا کو معرکہ جہاد میں تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور کتب
تواریخ میں لکھا ہے کہ جس وقت رسول خدا نے سات سو آدمیوں کے مقابلہ میں تین ہزار یا پانچ ہزار کفار کی صف آراستہ کی اور عبد اللہ بن جبیر کو
جیسا کہ پہلے مذکور ہوا ایک درہ پر کوہ احد کے مع پچاس تیر اندازوں کے تعین کیا کہ ہمکو درہ کی طرف سے آنے دیں اور جب آنحضرت نے چار دلاور نامی کو قتل کیا اور مشرکین بھاگ گئے اور صحابہ

لوٹنے میں مشغول ہوئے اور درہ کوہ کے معین ہمراہی عبداللہ بن جبیر کے درہ کوہ چھوڑ کر لوٹ میں جا پڑے اور خالد بن ولید درہ کو خالی پا کر درہ سے باہر
نکلا اور مسلمانوں پر اس نے پیچھے سے حملہ کیا اور بہت سے مسلمان قتل ہو گئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور مسلمان کافروں کے
مقابلہ میں سے بھاگ گئے اور ابلیس نے آواز دی کہ محمد صلعم قتل ہو گیا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بہادری کر کے کفار کو مغلوب کیا اور شکست دی اور بھس کر
اصحاب جو بھاگ گئے تھے پھر الٹے گھر چلے آئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ملامت کی کہ تم کس واسطے بھاگ گئے تھے صحابہ نے عذر کیا کہ ہم نے آپ
کے قتل ہو جانے کی آواز سنی تھی اس واسطے پریشان ہو کر ہم بھاگ گئے تھے بہت دہشت ہو ان کو خدا تعالےٰ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ وَمَا مُحَمَّدٌ
اور نہیں ہے محمد إِلَّا رَسُولٌ مگر پیغمبر کہ آدمی ہے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ تحقیق کہ گذرے ہیں پہلے اس سے پیغمبر کہ مر گئے ہیں یا قتل ہو گئے ہیں
اور یہ بھی ایک روز مرے گا ہمیشہ کو زندہ نہ رہے گا کہ سوا ذات خدا کے کسی کو بقا نہیں ہے أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ کیا پس اگر مر جائے وہ پیغمبر اور یا
قتل کیا جائے تو انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ پھر جاؤ گے تم اوپر پاشنوں اپنے کے اے اصحاب محمدؐ اور مرتد ہو جاؤ گے دین سے محمدؐ کے مرنے سے
یا قتل ہونے سے وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ اور جو شخص کہ پھر جائے اوپر دونوں پاشنوں اپنے کے اور مرتد ہو جائے تو فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ پس ہرگز
ضرر دے گا وہ خدا کو اس پھر جانے سے شَيْئًا کچھ بلکہ ضرر اس کا اس کے اوپر ہے جیسے کہ بعضے آدمی بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتد ہو گئے
اور روز قیامت حوض کوثر سے ہانکے جائیں گے اور پھر دوزخ میں ڈالے جائیں گے وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ اور جزا دے گا خدا شکر
کرنے والوں کو جو کہ اسکی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور ایمان سے پھرتے نہیں ہیں اور بروز جنگ احد حضرت کے اصحاب میں سے بعضے کہتے تھے کہ محمدؐ قتل ہو گیا ہے تم اپنے
پہلے دین پر پھر جاؤ اور بیضاوی میں لکھا ہے کہ وہ منافق تھے جن لوگوں نے ایسا کلمہ کہا تھا اور خدا تعالےٰ انہیں کی طرف خطاب کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا
اگر محمد صلعم مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم دین سے پھر جاؤ گے اور مرتد ہو جاؤ گے اور ایسا ہوا ہے کہ بعد رسولؐ کے بعضے آدمی اصحاب میں سے دین سے پھر گئے اور مرتد
ہو گئے چنانچہ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں نے حوض کوثر پر سے کچھ مردوں کو ہانکے ہوئے دوزخ میں لیجائینگے میں کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہیں
ان کو کہاں لیجاتے ہو فرشتے کہیں گے کہ تو نہیں جانتا ہے کہ بعد تیرے جس وقت سے کہ تو نے انتقال کیا ہے اسی وقت سے مرتد ہو گئے ہیں اور جامع الاصول
میں لکھا ہے کہ جس وقت رسول خداؐ نے شہدائے احد سے کہا کہ انجام تمہارا بہت اچھا ہوا تو ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم بھی ان کے ہی بھائی ہیں اور جیسے بھی
مثل ان کے جہاد کیا ہے اور ایمان لائے ہیں حضرت نے فرمایا کہ نہیں جانتا میں کہ تم بعد میرے کیا احداث کرو گے دین میں اور حضرت جابرؓ نے بھی فرمایا ہے کہ
بعد رسول خداؐ کے حضرت کے اصحاب میں سے بعضے آدمی مرتد ہو گئے تھے اور اس آیت میں خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ ما محمد الا رسول (الآیۃ) محمد رسول خدا صلعم کا نام ہے
اور احمد و محمود بھی حضرت کا نام ہے اور محمد محمود کثیر یا فصیح ہو اور احمد محمد کثیر یا فصیح سو اسطے خدا نے قرآن شریف میں حضرت کو تمام محمد اور احمد یاد فرمایا ہے اور نام
حضرت کا خدا کے نام سے مشتق ہے چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ انا المحمود وانت محمد یعنی میں محمود ہوں اور تو محمدؐ ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے
روایت ہے کہ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ اگر اپنے فرزند کا نام محمد رکھو تو اسکی تعظیم کرو اور جس وقت وہ کسی مجلس میں آئے تو اسکو جگہ دو اور ترش روئی
مت کرو اور اگر مشورہ میں محمد نام کا کوئی شریک ہو تو سراسر اسمیں خیر ہوگی اور حضرت رسالت پناہ نے فرمایا ہے کہ جسکے چار پسر ہیں اور اسنے ان میں سے کسی کا نام
محمد نہ رکھا ہو اس نے مجھ پر جفا کی اور حضرت ابو الحسنؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جس گھر میں کوئی محمد یا احمد یا محمود یا علی یا حسن یا حسین یا جعفر یا طالب یا عبداللہ یا
فاطمہ کے نام کا ہو تو اس گھر میں درویشی ہرگز داخل ہو اور اس سے پہلے خدا تعالےٰ نے جہاد سے بھاگنے والوں کو ملامت کیا تھا اور اب مومنین کو جہاد
کی رغبت دلاتا ہے اور دلیر کرتا ہے کہ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اور نہیں لائق ہے واسطے کسی نفس کے أَنْ تَمُوتَ یہ کہ مرے وہ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ
مگر ساتھ حکم خدا کے کہ جس وقت وہ فرمائے تو ملک الموت روح کو قبض کرتا ہے اور یہ حکم لکھا ہوا ہے لوح محفوظ میں كِتَابًا مُؤَجَّلًا لکھا معین کہ مقرر ہے
وقت اس کا اور اس وقت سے پہلے اور پیچھے نہیں ہو سکتا ہے اور جبکہ یہ حال ہے تو مرنا جہاد کے سبب سے نہیں ہے بلکہ موافق حکم اسکے اوپر لوح محفوظ کے ہے پھر تم
جہاد کرنے سے کیوں خوف کرتے ہو اور کتابا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا اور جو شخص کہ ارادہ کرے اور چاہے

ثواب دنیا کا چاہا کرے سے نُؤْتِهٖ مِنْهَا دیں گے ہم اسکو دنیا میں سے جو کچھ کہ واسطے اس کے مقرر کیا گیا ہے اور ہماری مصلحت ہو لیکن آخرت میں اسکو
کچھ حصہ اور نصیب نہیں ہے یہ کنایہ ہے ان پچاس تیراندازوں کی طرف کہ واسطے طمع غنیمت اور لوٹ کے انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر
عمل کیا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ اور جو شخص کہ اللہ ڈھونڈتا ہے ثواب آخرت کا چاہا کرے سے نُؤْتِهٖ مِنْهَا دیں گے ہم اسکو اُس آخرت میں سے
کہ بہشت کی نعمتیں ہیں وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ اور قریب ہے کہ جزا دیں گے ہم شکر کرنے والوں کو جو کہ ہماری نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور اس آیت جہاد
بھی ایک نعمت ہے کہ موجب حصول نعمائے اُخروی ہے اور جناب امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنگ احد میں علیؑ کو ساٹھ زخم پہنچے تھے اور جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم اور ام عطیہ کو حکم دیا کہ ان زخموں کا علاج کرو انھوں نے کہا کہ ہم علاج کریں تو یہ ہوگا کہ اگر ایک جگہ اچھا ہوگا تو
دوسری جگہ سے پھٹ جائے گا ہم ان کا علاج نہیں کریں گے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع مسلمانوں کے عیادت کو علی علیہ السلام کی جایا کرتے تھے
اور وہ تمام ایک زخم ہو گیا تھا اور جناب رسول خدا صلعم اس زخم پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ شخص اس مرد نے راہ خدا میں یہ زخم دیکھے ہیں اور وہ زخم حضرت
کے ہاتھ پھیرنے سے اچھا ہو جاتا تھا یہاں تک کہ بالکل اچھا ہو گیا اور حضرت علیؑ نے شکر کیا اور کہا کہ الحمد للہ کہ میں جہاد میں سے بھاگا نہیں اور میں نے لڑائی میں سے
پیٹھ نہیں پھیری خدائے تعالیٰ نے دو آیتیں علیؑ کی شان میں نازل کیں وسیجزی اللہ الشاکرین وسنجزی الشاکرین وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ اور بہت سے
پیغمبر گذرے ہیں کہ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ کہ لڑے ہمراہ ان کے ہو کر عالم اور زاہد بہت فَمَا وَهَنُوْا اس سستی کی انھوں نے لِمَآ
اَصَابَهُمْ واسطے اس چیز کے یعنی واسطے اُن محنتوں اور رنجوں کے کہ پہنچے انکو فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے کفار سے جہاد کرنے میں وَمَا
ضَعُفُوْا اور ضعیف اور ناتوان نہوئے وہ بہت لڑنے سے اور یاد کہ سبب ہوتے وہ دین میں وَمَا اسْتَكَانُوْا اور نہ عاجزی کی انھوں
نے دشمنوں کے روبرو بلکہ لڑائی میں ثابت قدم تھے اور بڑی مردانگی سے لڑتے تھے یہاں تک کہ فتح پاتے تھے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ
اور خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے صبر کرنے والوں کو جہاد پر اور ابن کثیر نے کاین کو کائن پڑھا ہے کاعن کے وزن پر اور ابو جعفر نے ہمزہ کو لین
کے ساتھ پڑھا ہے اور اہل بصرہ اور ابن کثیر اور نافع نے قاتل کو قتل بضم قاف بغیر الف کے پڑھا ہے اور یہی قرات ابن عباس کی ہے اور باقیوں نے
قاتل پڑھا ہے الف کے ساتھ اور وہ قرات ابن مسعود کی ہے اور کاین کی اصل ای تھی ہے کاف تشبیہ کا اس پر داخل ہو گیا ہے اور کم خبریہ کے
معنی میں ہے اور من نبی میں من زائد ہے اور ربیون کہ بعضی علما نے کہا ہے منسوب ہے طرف ربہ کے اور ربہ جماعت کو کہتے ہیں اور استکانوا مشتق
سکون سے ہے وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اور نہ تھا قول اُن علمائے زاہدین کا اِلَّآ اَنْ قَالُوْا مگر یہ کہ کہا انھوں نے کہ رَبَّنَا اغْفِرْ
لَنَا اے پروردگار ہمارے بخش تو واسطے ہمارے ذُنُوْبَنَا گناہوں ہمارے کو وَاِسْرَافَنَا اور حد سے گذرنے ہمارے کو فِيْٓ اَمْرِنَا
بیچ کام ہمارے کے کہ جو کچھ ہم سے زیادتی یا فرمانبرداری میں اور تقصیری طاعت میں ہوئی ہے وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور ثابت رکھ تو قدموں
ہمارے کو وقت مقابلہ جنگ دشمنوں کے وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور نصرت اور مدد کر تو ہماری اوپر قوم کافروں کے
فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ پس دیا اُن کو خدا نے اس دعا کی برکت سے اور استغفار اور صبر کی جہت سے ثَوَابَ الدُّنْيَا ثواب دنیا کا کہ دشمنوں پر ان کو فتح
دی اور مال غنیمت کا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ اور دیا ان کو اچھا ثواب آخرت کا کہ وہ مغفرت اور نعمتیں بہشت کی ہیں وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

ع ۱۵ / ۶

اور خدا دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو جو کہ صبر کرتے ہیں سدی سے منقول ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت مسلمان جنگ احد میں سے بھاگے تو
منافقوں نے کہا کہ جلد سے اپنے گھروں کو چلو اور اپنے اہل و عیال کی خبر لو اور اپنے دین کی طرف پھر جاؤ خدا نے اُن کے رد میں فرمایا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اگر مانو گے کہنا ان لوگوں کا کہ کافر ہوئے ہیں يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ پھیر
دیں گے وہ تمکو اوپر پاشنوں تمہارے کے کہ تمکو مرتد اور کافر کر دیں گے فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ پس پھر جاؤ گے تم نقصان پانے والے ہو کر دنیا و آخرت میں
اور یہ کفار مددگار تمہارے نہیں ہیں بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ بلکہ خدا آقا اور مددگار تمہارا ہے نصرت کرنے والا تمہارا وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ اور وہ

بہتر مدد کرنے والوں کا ہے یعنی سب مدد کرنے والوں سے وہ بہتر اور مدد کرنے والا ہے اور کہتے ہیں کہ ابوسفیان اور کافر جس وقت جنگ احد میں سے اپنے یاروں اور
ہمراہیوں کے مکہ کو بھاگا تو شکست کھا کر اپنے یاروں سے راہ میں کہا کہ ہم جو وہاں سے پھرے بڑی خطا ہوئی ہے اسواسطے کہ مسلمان تھوڑے سے آدمی تھے اور اکثر ان
میں زخمی تھے اور شرمندہ ہو رہے تھے مناسب یہ ہے کہ الٹے پھر چلو اور ایک بار اُن پر ہجوم کر کے ان کو قتل کریں سب نے ارادہ کیا کہ پھر چلو مدینہ کو خدائے تعالیٰ نے
ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا کہ وہ اُلٹے نہ پھر سکے اور جناب رسول خدا کو اس امر سے خبر دی چنانچہ فرماتا ہے کہ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا
قریب ہے کہ ڈالیں گے ہم بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا رعب کو بسبب اس کے کہ شریک کیا ہے انہوں بِاللَّهِ مَا لَمْ
يُنَزِّلْ ساتھ خدا کے اس چیز کو کہ نہیں اتاری کیا ہے خدا نے بِهِ سُلْطَانًا ساتھ اسکے غلبہ کو اور دلیل کو تاکہ اُن کو اس میں عذر ہو وَمَأْوَاهُمُ
النَّارُ اور جگہ ان کی دوزخ ہے وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ اور بری جگہ ہے ظلم کرنے والوں کی اپنے نفس پر کہ وہ دوزخ ہے اور کہتے ہیں کہ جو بعض
اصحاب رسول خدا صلعم کے مدینہ میں آئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہمکو شکست کیوں ہوئی احد میں ہمیں تو خدا نے وعدہ نصرت کا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں
فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ اور البتہ تحقیق راست کیا تم سے خدا نے وَعْدَهُ وعدے اپنے کو کہ فتح اور نصرت تمہاری میں شرط صبر اور
پرہیزگاری اور متابعت پیغمبر کی تھی اگر تم صبر کرتے اور پیغمبر کی تابعداری کرتے تو فتح پاتے تم نے پیغمبر کے حکم کی مخالفت کی اسواسطے تمکو شکست ہوئی اور بعد اسکے
پھر جو ثابت قدم رہے تو تمہاری فتح ہوئی اور وعدہ نصرت اور فتح کا پورا ہوا اور پہلے اُس سے تمکو ہمنے فتح دی تھی إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ جس وقت کہ
قتل کرتے تھے تم ان کافروں کو ساتھ خواہش خدا کے اور اس کے توفیق اور لطف عطا کرنے سے اور یہ فتح اول تمکو دی تھی حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ یہاں تک کہ
جس وقت نامردی کی تم نے اور لڑنے میں سستی کی اور پہاڑ کے درہ کو چھوڑ کر غنیمت کے لوٹنے میں پڑ گئے اور جس وقت خالد نے پیچھے سے جا کر تم پر حملہ کیا تو تم بھاگ
گئے اور رسولؐ تمکو پکارتا تھا کہ کہاں بھاگے جاتے ہو تم پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ اور جھگڑا اور مخالفت کی تم نے بیچ امر لڑائی
کے کہ بعضوں نے تو پیغمبر کی متابعت کی مثل عبداللہ بن جبیر وغیرہ چند آدمیوں کے کہ وہ درہ کو چھوڑ کر نہ گئے اور اکثر نے پیغمبر کا کہنا نہ مانا اور درہ کو چھوڑ
کر غنیمت کے لوٹنے کے واسطے چلے گئے وَعَصَيْتُمْ اور نافرمانی کی تمنے خدا کی اور رسولؐ کی کہ درہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ
پیچھے اُس کے کہ دکھلایا خدا نے تمکو مَا تُحِبُّونَ اُس چیز کو کہ دوست رکھتے تھے تم اور چاہتے تھے کہ یہ امر ہم کو نصیب ہو یعنی تمکو ہم نے پہلے فتح اور نصرت
دی اور کفار کو بھگا دیا اور اسی امر کو تم چاہتے تھے لیکن بعد اس کے تم پیغمبر کے کہنے پر نہ چلے مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا بعضے تم میں سے وہ ہیں
کہ چاہتے ہیں دنیا کو یعنی مال غنیمت کو کہ غنیمت کی طمع میں خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کی وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ اور بعضے تم میں سے
وہ شخص ہیں کہ چاہتے ہیں آخرت کو کہ پیغمبر کی فرمانبرداری کی جہت سے درہ کو انہوں نے نہ چھوڑا مثل عبداللہ بن جبیر وغیرہ کے یہاں تک کہ خالد
کے ہاتھ سے وہ وہیں قتل ہو گئے ثُمَّ صَرَفَكُمْ پھیر دیا تمکو یعنی تمہارے مونہوں کو خدا نے پھیر دیا عَنْهُمْ ان کافروں سے بسبب نافرمانی تمہاری کے کہ بعد
غلبہ کے تم بھاگ گئے اور تمہارے مونہہ کو اس واسطے پھیر دیا لِيَبْتَلِيَكُمْ تاکہ آزمائے تمکو یعنی سبب باز رکھنے نصرت کے تم سے خدا معاملہ آزمانے والوں کا سا کرے
تاکہ عالم کے لوگوں پر ظاہر ہو کہ کون تم میں سے ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے اور کون مصیبتوں پر صبر کرتا ہے اور کون تم میں سے ضعیف الایمان ہے وَلَقَدْ
عَفَا عَنكُمْ اور البتہ تحقیق معاف کیا تمسے اس خطا کو بھاگنے کی بسبب اپنی فضل اور رحم کے اور یہ جانا کہ بسبب مخالفت کے تم سے غفلت ہو جا وَاللَّهُ
ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اور خدا صاحب فضل کا ہے اوپر مومنوں کے خدا نے اس بھاگنے کی خطا کو معاف کیا ہے لیکن بعد اسکے جو بعضے مسلمان بھاگے
ہیں اس بھاگنے کا معاف کرنا ثابت نہیں ہے اور خدائے تعالیٰ بعد اسکے بیان کرتا ہے حال بھاگنے والوں کا چنانچہ فرماتا ہے کہ إِذْ تُصْعِدُونَ یاد کرو
تم جسوقت کہ چلے جاتے تھے تم بھاگے ہوئے زمین پر وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ اور نہیں مڑ کر دیکھتے تھے تم اور کسی کے اور ایسے بھاگے کہ پیچھے کو پھر کر نہیں
دیکھتے تھے وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ اور پیغمبر پکارتا تھا تمکو فِي أُخْرَاكُمْ بیچ جماعت پچھلی تم بھاگنے والوں کی آواز بلند کہ کہاں بھاگے چلے ہو ادھر آؤ کہ میں ہوں
رسول اللہ دوسری بار فرمایا تم مت کرو فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ بس پہنچایا تمکو خدا نے غم کو ساتھ غم کے یعنی غم پر غم تمکو پہنچایا کہ قتل ہوئے تم اور زخمی ہوئے لِّكَيْلَا

تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ تاکہ نہ غم کرو تم اوپر اس چیز کے کہ فوت ہوئی ہے تم سے یعنی غنیمت جو تم میں سے فوت ہوئی ہے اور تمہارے ہاتھ نہیں
آئی ہے اب بعد پہنچنے غم پر غم کے اس کا رنج و فکر کرو گے اور راہ خدا میں محنت اور رنج اٹھانے کی تم کو عادت ہوگی اور پیغمبر کے حکم کی تم مخالفت نہ کرو گے اور نہ
رنج کرو گے تم کسی مصیبت پر جو کہ تم کو پہنچے گی لیکن بعضوں نے پھر بھی پیغمبر کی مخالفت کی وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ اور نہ اوپر اس کے کہ مصیبت پہنچی ہے تم کو بھائیوں
کے قتل کر دینے کہ اس کا بھی تم رنج نہ کرو گے اور نہ فائدہ کے جاتے رہنے سے اور ضرر کے پہنچنے سے تم رنج کرو گے وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ اور خدا خبردار اور آگاہ ہے
بِمَا تَعْمَلُوْنَ تمہارے ساتھ اس چیز کے کہ کرو گے تم آئندہ کو فرماں برداری یا نافرمانی اور موافق اسکے تم کو جزا دے گا ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا پھر نازل کیا اوپر تمہارے پیچھے غم سے امن کو کہ وہ اونگھ تھی اور امنۃ مفعول انزل کا ہے اور نعاسا بدل ہے امنہ
سے یعنی بعد غم اور اندوہ کے تم پر اونگھ کو نازل کیا کہ وہ نشان اس کی چیز ہے کہ جس وقت کو کمال راحت ہوتی ہے تو اسکو اونگھ اور نیند آتی ہے
يَّغْشٰى ڈھکتی تھی اور گھیرے تھی وہ نیند طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ایک گروہ کو تم میں سے کہ وہ حقیقی مومن تھے کہتے ہیں کہ جو وقت نیند ہوئی تو باوجود سخت
ہونے اس دور کے غم کو ایسا خواب غلبہ کیا کہ بعضے کے ہاتھ میں سے تلوار گر پڑتی تھی تو اٹھا نہیں سکتے تھے اور اگر چاہتے تھے کہ اٹھا لیں تو گر پڑتی تھی اور نیند
واسطے ان لوگوں کے تھی کہ جو مومن کامل تھے مثل علی ابن ابی طالب اور سہل بن حنیف وغیرہ کے جو بھاگے نہیں تھے کہ ان کے غم کے دور کرنے کو خدا نے نازل
کی تھی اور سبب اس کا یہ تھا کہ کفار نے وعدہ کیا تھا کہ ہم پھر آتے ہیں الٹے پھر کے تم سے لڑنے کو اور مومن لڑنے کے واسطے طیار ہو کر ڈھال کے نیچے بیٹھ
گئے خدا نے اُن پر نیند کو غالب کیا اور جو کہ منافق تھے وہ بسبب بد اعتقادی کے خوف اور اضطراب میں تھے اور نیند انہیں نہیں آئی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَطَآئِفَةٌ اور ایک
گروہ دوسرا کہ وہ منافق تھے قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ تحقیق کہ غم میں ڈالا اُن کو نفسوں انکے نے بسبب بیقراری اور سستی ایمان کے يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ گمان
کرتے تھے وہ ساتھ خدا کے غَيْرَ الْحَقِّ سوائے حق کے کہ وہ گمان اُن کا باطل اور ناسزا تھا ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ گمان کرنا جاہلیت کا یعنی گمان کرنا
کفار کا سا کہ نہیں محمد کی پوری ہوگی اور خدا نے جو وعدہ فتح کا کیا ہے وہ وقوع میں نہ آئے گا اور وہ بدگمانی یہ ہے کہ يَقُوْلُوْنَ کہتے تھے وہ منافق
وقت بھاگنے مسلمانوں کے انکار کی راہ سے کہ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ کیا ہے واسطے ہمارے امر فتح میں سے کوئی شے یعنی وہ منافق مسلمانوں کو
بھاگتے ہوئے دیکھ کر کہتے تھے کہ ہم جو طمع نصرت اور غلبہ کی رکھتے تھے اور محمد جو اس مقدمہ میں ہم سے وعدہ کرتا تھا کیا پورا ہو گا یعنی نہ ہو گا بلکہ کفار ہی مسلمانوں
پر غالب ہوں گے اور نہایت ناامید ہوئے یعنی نہیں ہے واسطے ہمارے امر فتح میں سے کچھ قُلْ کہہ تو اے محمد ان منافقوں کے جواب میں کہ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ
تحقیق کام سارے وہ خاص واسطے خدا کے ہیں جس کو چاہے نصرت دیوے اور جس کو چاہے شکست دلوے موافق مصلحت کے يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ چھپاتے ہیں
وہ منافق بیچ نفسوں اپنے کے مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ اس چیز کو کہ نہیں ظاہر کر سکتے وہ واسطے تیرے مسلمانوں کی تلوار کے خوف سے اور دل میں انکے کفر
ہے اور تجھ کو پیغمبر نہیں جانتے ہیں وہ يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں وہ منافق اپنے یاروں سے کہ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اگر ہوتا واسطے ہمارے
امر میں سے کچھ یعنی اگر فتح اور نصرت ہمارے نصیب میں ہوتی کہ جیسے کہ محمد وعدہ کرتا ہے تو مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا نہ قتل کئے جاتے ہم اس جگہ یعنی ہمارے
ہمراہی اس جگہ نہ مارے جاتے اور شکست ہمارے نصیب میں نہ ہوتی قُلْ کہہ تو اے محمد ان منافقوں سے کہ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اگر ہوتے تم بیچ گھروں اپنے
کے اور ہمراہی ہمارے کیواسطے گھروں سے باہر نہ نکلتے لَبَرَزَ الَّذِيْنَ البتہ باہر نکلتے وہ لوگ تم میں سے کہ لوح محفوظ میں كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى
مَضَاجِعِهِمْ لکھا گیا ہے اوپر اُن کے مارا جانا طرف جگہوں اپنے کے یعنی نکلتے وہ طرف قتل گاہوں اپنی کے واسطے پہنچنے اجل کے اس واسطے کہ اجل سے
کچھ چارہ نہیں ہے وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ اور تاکہ آزمائے خدا یعنی اور یہ قتل اور شکست اور زخم اس واسطے واقع ہوا ہے کہ تاکہ خدائے تعالیٰ تم سے معاملہ آزمانے
والوں کا سا کرے کہ عالم کے لوگوں پر ظاہر ہو مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ جو کچھ بیچ سینوں تمہارے کے پوشیدہ ہے اخلاص یا نفاق اور وَ
لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ اور تاکہ خالص اور پاک کرے اسکو کہ بیچ دلوں تمہارے کے ہے یعنی تمہارے اعتقاد کو وساوس شیطانی سے خالص کرے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور خدا جاننے والا اور عالم ہے ساتھ سینے کی باتوں کے اور دلوں کی پوشیدہ کو جو کچھ اور اب جنگ کے بھاگنے والوں کا حال

بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا تحقیق وہ لوگ کہ پیٹھ دی انھوں نے جہاد میں مِنْكُمْ تم میں سے اور بھاگ گئے وہ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ
جس دن کہ ملیں آپس میں دو جماعتیں مومنین اور کفار کی واسطے لڑائی کے جنگ احد کے روز اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ سوائے اسکے نہیں کہ ڈگایا
تھا ان کو شیطان نے وسوسہ ڈال کر راہ حق سے اور مدد اُنکے دشمنوں کے مقابلہ سے پھیر دئے بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا بسبب بعض اس چیز کے کہ کسب کیا تھا
انھوں نے کہ شیطان کے بہکانے سے طمع مال غنیمت کی کر کے درہ سے باہر چلے گئے تھے واسطے لوٹنے مال کے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اور البتہ تحقیق معاف
کیا خدا نے ان سے ان بھاگنے کو ان کے توبہ کرنے کی جہت اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ تحقیق کہ خدا بخشنے والا بردبار ہے کہ جلدی عذاب نہیں کرتا ہے تاکہ
بندہ نادم ہو کر توبہ کرے اور اب خدائے تعالیٰ مومنین کو منع کرتا ہے کہ تم منافقین کی سی گفتگو کرنا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے
ہو لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا نہ ہو تم مانند ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے انھوں نے یعنی منافقین کی مانند نہ ہو تم کہ دلوں میں اپنے انھوں نے کفر
کو پوشیدہ کیا ہے وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اور کہا انھوں نے واسطے بھائیوں اپنے کے کہ وہ بھائی نسبی ہیں یا دینی ہیں یعنی ان کے مقدمہ میں کہا کہ وہ
مارے گئے تھے جہاد میں یا سفر میں وہ مر گئے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ وہ مر گئے تھے اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ جس وقت کہ چلے وہ بیچ زمین کے یعنی
سفر کیا انھوں نے کسی کام کے واسطے اَوْ كَانُوْا غُزًّى یا تھے وہ غازی جہاد کرنے والے غزی جمع غازی کی ہے یعنی تھے وہ جہاد کرنے والے
اور مارے جاتے تھے پس ان دو طرح سے جو بھائی منافقین کے مرے تھے منافقین نے ان کے مقدمہ میں کہا کہ لَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا اگر ہوتے وہ نزدیک
ہمارے اور سفر یا جہاد میں نہ جاتے تو مَا مَاتُوْا نہ مرتے وہ اس سفر میں وَمَا قُتِلُوْا نہ قتل کئے جاتے وہ جہاد میں اور انجام ان کی اسی گفتگو
کا یہ ہے کہ لِیَجْعَلَ اللّٰهُ تاکہ کرے خدا ذٰلِكَ اس اعتقادِ باطل کو حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ افسوس اور غم بیچ دلوں ان کے پس اے مومنین اس
گفتگو میں تم مثل ان کے مت ہو اور ان کا سا اعتقاد مت رکھو کہ ان کی موافقت سے تمہارے واسطے بھی خدا تعالیٰ اسکو سبب افسوس اور رنج کا کرے
وَاللّٰهُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ اور خدا زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے سب کو نہ سفر میں مارتا ہے نہ گھر میں بٹھا رکھتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مسافر کو جہاد کرنے والے کو زیادہ عمر دیتا
ہے اور کبھی گھر میں بیٹھے کو جلدی موت دیتا ہے جو کرتا ہے خدا کرتا ہے ہر امر کا موثر وہی ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم اے
مومنین صبر اور ثابت قدم رہنا بَصِیْرٌ دیکھنے والا ہے اور موافق اسکے تمکو جزا دے گا وَلَىِٕنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور البتہ اگر قتل کئے جاؤ تم بیچ
راہ خدا کے کفار سے جہاد کر کے اَوْ مُتُّمْ یا مر جاؤ تم سفر میں یا حضر میں یعنی اپنے گھر میں خدائے تعالیٰ کی رضامندی میں تو لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ
البتہ بخشش خدا کی جانب سے اور رحمت اسکی خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہیں وہ کفار حفص نے یجمعون کو یا سے پڑھا ہے باقی کا صیغہ
باقیوں نے تا سے پڑھا ہے یعنی بہتر ہے اس چیز سے کہ جمع کرتے ہو تم اے مومنین وَلَىِٕنْ مُّتُّمْ اور البتہ اگر مر جاؤ تم اے مومنین خدا کی رضامندی میں اَوْ
قُتِلْتُمْ یا قتل کئے جاؤ تم کفار سے لڑ کر تو لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ البتہ طرف خدا کے محشور ہو گے تم واسطے جزائے اعمال کے اور تمکو وہ
اجر عظیم عطا کرے گا اور اب خدائے تعالیٰ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق کہ احد کے بھاگنے والے مسلمانوں پر حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرمی کی اور معاف کر دیا اور سختی ان پر نہ کی جتاتا ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَبِمَا رَحْمَةٍ پس ساتھ رحمت اور بخشش
کے کہ پہنچی ہے تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِّنَ اللّٰهِ جانب خدا سے لِنْتَ لَهُمْ نرمی کی تو نے واسطے ان کے یعنی احد کے بھاگنے والے
مسلمانوں کے ساتھ تو نے نرمی کی کہ بعد ان کے واپس آنے کے تو نے ان کے ساتھ سختی نہ کی بلکہ مہربانی اور شفقت ہی تو نے ظاہر کی باوجود اپنے گناہ سخت
کرنے کے کہ تجھ کو وہ دشمنوں میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور فبما رحمۃ میں ما زائد ہے وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا اور اگر ہوتا تو سخت بدخو اور سخت گو تو
غَلِیْظَ الْقَلْبِ سخت دل اور نامہربان تو لَانْفَضُّوْا البتہ متفرق ہو جاتے وہ اصحاب تیرے مِنْ حَوْلِكَ گرد سے اور جس وقت کہ
حال ایسا ہے تو فَاعْفُ عَنْهُمْ پس معاف کر تو ان سے کہ تیری تقصیر انھوں نے کی ہے اور تیرے حکم کے خلاف انھوں نے کیا ہے وَاسْتَغْفِرْ
لَهُمْ اور بخشش چاہ تو واسطے ان کے مجھ سے کہ میرے کام میں انھوں نے بے پروائی کی ہے وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ اور مشورہ کر تو ان سے

مشورہ کر لو اُن سے بیچ امر قابل مشورہ کے جیسے کہ جنگ کرنا اور ناکوئی اور امر مشورہ طلب ہو اور یہ حکم مشورہ کا اس واسطے ہوا کہ وہ خوشدل ہوں اور
طرف رسول خدا صلعم کے ان کو التفات ہوا اور ان کے قول کا اعتماد ہو اور تاکہ امت حضرت کی پیروی اس حکم کی کرے آپس میں مشورہ کرتے رہیں اور تاکہ
لوگوں کی نظروں میں بزرگی صحابہ کی ظاہر ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واسطے حکم مشورہ کا ان سے ہوا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون ان میں ناصح اور
درست رائے ہے اور یہ مشورہ امور دنیا میں ہے نہ حلال اور حرام میں کیونکہ اجتہاد اس سے ثابت ہوگا اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ کوئی تنہائی
وحشتناک اس سے زیادہ نہیں ہے کہ آدمی اپنی رائے کو بہت خوب جانے اور کوئی مددگار مشورے سے زیادہ معتمد نہیں ہے اور نہج البلاغہ میں جناب امیر
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے ہٹ کی اپنی رائے پر وہ ہلاک ہوا اور جس نے مشورہ کیا مردوں سے وہ انکی عقلوں میں شریک ہوا اور مشورہ لینے میں عین
ہدایت ہے اور تحقیق خطرے میں پڑا وہ شخص کہ جس نے استغنا کیا اپنی رائے کے ساتھ اور دوسروں کی رائے سے بے پروائی کی اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے مشورہ کر تو اپنے امر میں ان لوگوں سے کہ جو ڈرتے ہیں خدا سے فَاِذَا عَزَمْتَ پس جس وقت قصد کرے تو بعد مشورہ کے کسی کام کا
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پس توکل کر تو اوپر خدا کے کہ فقط مشورہ ہی پر اس کام کو نہ چھوڑ دینا چاہئے کہ کام کا انجام دینے والا خدا ہے اس لئے اُسپر
توکل کرنا چاہئے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ یعنی کہ خدا دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو پس مدد انکی کرتا ہے اور طرف امر خیر کے اُن
کو ہدایت کرتا ہے اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر توکل کرو تم جیسے کہ حق توکل کرنے کا ہے تو روزی دئے جاؤ تم جس طرح جیسے کہ پرندے روزی
دئے جاتے ہیں کہ صبح کو بھوکے ہو کر باہر جاتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر اپنے آشیانوں کی طرف پھرتے ہیں اور معانی الاخبار میں روایت ہے کہ ایکمرتبہ
جبرئیل رسولخدا کے پاس آئے حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل توکل کیا چیز ہے کہا کہ یقین کرنا اس کا کہ مخلوقات ضرر نہیں پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں
اور نہ دے سکتے ہیں اور نہ منع کر سکتے ہیں اور مایوس ہونا خلق سے پس جس وقت بندہ ایسا ہوگا تو سوائے خدا کے کسی پر اعتماد نہ کریگا اور نہ امید
رکھے گا اور نہ خوف رکھے گا سوائے خدا کے کسی سے اور نہ طمع رکھے گا سوائے خدا کے کسی سے اور بعضے کہتے ہیں کہ علامت توکل کی تین چیزیں ہیں ایک تو یہ
کہ کسی آدمی سے سوال نہ کرے اور دوسرے یہ کہ اگر کوئی اس سے سوال کرے تو اسکو محروم نہ کرے اور تیسرے یہ کہ اسکے پاس کوئی شے ہو تو اسکو خزانہ میں
جمع نہ کرے اور بعضے توکل کی حقیقت میں بیان کرتے ہیں کہ اگر تیرے دست راست کی جانب درندے ہوں اور جانب چپ سانپ ہوں تو تیرے نفس میں کسی
طرح کا تغیر اور خوف ہو اور خدائے تعالیٰ کی قضا اور قدر سے تو راضی ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ اعتماد کرے خدا پر اور اسکے غیر سے منقطع
ہو جائے اور جو کوئی توکل کرے خدا پر تو وہ ہر مقام میں اسکی مدد کرے گا اور منقول ہے کہ ایک شخص نے طرف خانہ کعبہ کے واسطے بجا لانے حج کے ہمراہ ایک
قافلہ کے ارادہ کیا خدا پر توکل کر کے بدون توشہ اور سواری کے کہ ناگاہ ایک دوسرے شخص کو اس نے اپنے دست راست بیٹھا ہوا دیکھا کہ اسکے پاس
ایک توشہ تھا اس نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں کا قصد رکھتا ہے کہا کہ میں بھی بیت اللہ کو جاتا ہوں اُسنے پوچھا کہ تیرا توشہ کہاں ہے اس شخص نے کہا
کہ خدا پر میں نے توکل کیا ہے اُسنے کہا کہ تو نے بڑی غلطی کی اس واسطے کہ جس وقت تو نے ایک ایسے قافلہ کے ہمراہ سفر کیا کہ جس میں تونگر اور آسودہ آدمی ہیں تو
وہ ہمیشہ تجھ کو کھانا اور پانی دیں گے اور یہ توکل نہیں ہے بلکہ توکل یہ ہے کہ تیرا دل کسی غیر سے متعلق ہو اور نہ غیر کا دل تجھ سے تعلق رکھتا ہو اور کہا کہ
دیکھ کہ میرے توشے میں کیا ہے جو وہ نظر کی تو دیکھا کہ اس میں پتھر بھرے ہیں اور اُسنے کہا کہ پچاس برس سے میں اسی طرح سفر کرتا ہوں خدا پر توکل کر کے
اور توشہ میرا پتھروں سے پُر رہتا ہے تاکہ گمان کریں نظر کرنے والے کہ اُسکے توشے میں اسکا توشہ بھرا ہوا ہے کہ دل کسی کا میرے ساتھ متعلق نہو پس
جو شخص کہ توکل کرے گا خدا پر اسکا کھانا بھی خدا پر ہوگا اور بعد اسکے خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ نصرت اور فتح پانی دشمنوں پر کچھ آدمیوں کی کثرت پر
موقوف نہیں ہے بلکہ تعلق اس کا خدا سے ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ اگر نصرت دے تمکو خدا جیسے کہ
جنگ بدر میں دی تھی تو پس نہیں غالب کوئی واسطے تمہارے کہ تم پر کوئی غلبہ کرے وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ اور اگر چھوڑ دے تمکو جیسا کہ جنگ احد میں
چھوڑ دیا تھا تو فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ پس کون شخص ہے وہ کہ نصرت کرے تمہاری بعد اس چھوڑ دینے کے وَعَلَى اللّٰهِ

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ اور اوپر خدا ہی کے چاہیے کہ توکل کریں ایمان لانے والے یعنی اس کے فضل و کرم پر اور کہتے ہیں کہ کسی شخص نے اصحاب
میں سے رسولخدا سے عرض کی کہ مجھکو مال غنیمت میں سے اور لوگوں سے زیادہ دو اور بعضے کہتے ہیں کہ مال غنیمت بدر میں سے ایک چادر سرخ چوری
گئی تھی کسی نے اصحاب منافقین میں سے کہا کہ وہ چادر رسولؐ خدا نے لی ہے اسکے جواب میں خدائے تعالے فرماتا ہے کہ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ
اور نہیں سزاوار ہے واسطے پیغمبر کے اور نہیں صحیح ہے أَنْ يَغُلَّ یہ کہ خیانت کرے وہ مال غنیمت میں کہ کسی کو وہ حصہ سے زیادہ دلوے یا یہ کہ
مال غنیمت میں سے چوری کر کے خود واسطے اپنے کچھ لیوے وَمَنْ يَغْلُلْ اور جو کوئی کہ خیانت کرے غنیمت میں تو يَأْتِ بِمَا غَلَّ لائے گا وہ
اس چیز کو کہ جس کی چوری کی ہے گردن میں ڈال کر يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے تاکہ اہل قیامت کے سامنے رسوا ہو اگرچہ ایک سوئی ہو۔
اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ چاہیے کہ دیکھوں میں قیامت کے روز تم میں سے کسی کے گلے میں اونٹ لٹکا ہوا اور وہ اونٹ آواز کرتا ہوا اور وہ
شخص کہے کہ یا رسولخدا میری فریاد کو پہنچ میں کہوں گا کہ میں نے حکم خدا کا تجھ کو پہنچا دیا تھا تو نے نہ مانا آج کچھ فائدہ میں تجھکو نہ پہنچاؤنگا اس سے معلوم ہوا
کہ جو کوئی کچھ چیز چرا لیگا تو وہ چیز اسکے گلے میں ڈالی جائے گی جس۔ ف وہ محشور ہوگا اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی کسی کی ایک بالشت
زمین دبا لیگا اور زبردستی سے غصب کرے گا تو وہ زمین قیامت کے روز اسکے گلے میں لٹکائی جائے گی اور منقول ہے کہ جنگ خیبر کے روز ایک شخص
اصحاب میں سے مر گیا لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس پر نماز جنازہ پڑھو فرمایا کہ تم اس پر نماز پڑھو لوگوں نے پوچھا کہ اس نے کیا گناہ کیا ہے
فرمایا کہ اسنے چوری کی تھی اسکے اسباب کی تلاشی لی تو تھوڑا سا مال غنیمت خیبر میں سے اسکے پاس پایا کہ اس نے وہ چرا لیا تھا دو درہم کی بھی قیمت کا
نہ تھا ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ پھر پورا دیا جائے گا ہر نفس جو کچھ کہ کمایا ہے اُسنے نیکی یا بدی کو اور اسکی جزا اُسکو قیامت کے روز ملیگی
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور وہ ظلم کئے نہ جائیں گے اس طور پر کہ ثواب فرمانبردار کا کم کیا جائے اور عذاب گنہگار کا زیادہ کیا جائے ایسا نہ ہوگا اور کہتے
ہیں جس وقت رسولخدا نے اصحاب سے فرمایا کہ ہم لڑنے کے واسطے جاؤ تو بعضے منافقین نے حضرت کا کہنا نہ مانا اور ایک جماعت مومنین کی بھی انکی پیروی کر کے
اپنے گھروں میں بیٹھ رہی یہ آیت نازل ہوئی کہ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ کیا پس جو شخص کہ پیروی کرے رضامندی پیغمبر خدا کی متابعت میں
کہ پیغمبر کے پیچھے چلے اور جہاد میں كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ مانند اس شخص کے ہے کہ پھر گیا ہے وہ شخص ساتھ نارضامندی اور غصہ کے
خدا کی جانب سے بسبب گناہوں کے اور نہ کہا ماننے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ اور جگہ اسکی دوزخ ہے وَبِئْسَ
الْمَصِيرُ اور بری جگہ ہے وہ دوزخ اور جن لوگوں نے کہ فرمانبرداری کی ہے پیغمبر اور مومنین کے هُمْ وہ لوگ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّهِ
درجوں والے ہیں نزدیک خدا کے درجات کا مضاف محذوف ہے اور بقدر اسکی اہل درجات ہے یعنی صاحب درجوں کے ہیں وَاللَّهُ بَصِيرٌ
بِمَا يَعْمَلُونَ اور خدا دیکھنے والا ہے اور جاننے والا ہے ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم عبادت یا گناہ اور سب کو موافق عمل کے جزا دیگا اور بعد اسکے
پیغمبر کے بھیجنے کی نعمت کا ذکر کرتا ہے کہ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ البتہ تحقیق احسان کیا خدا نے اور بڑا انعام ہے خدا کا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ
فِيهِمْ اور مومنین کے جس وقت بھیجا اس بیچ ان کے رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ پیغمبر کو نفسوں انکے سے یعنی انہیں کی جنس سے کہ وہ آدمی ہے جیسے
کہ مومنین آدمی ہیں تاکہ اُس پیغمبر سے وہ انس رکھیں اور اسکے کلام کو سنیں اور اگر فرشتہ یا جن پیغمبر ہو کر آتا تو اس سے بھاگتے اور الفت نہ پکڑتے اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد نفسوں سے قوم عرب کی ہے کہ وہ عرب ہیں تاکہ کلام کو اسکے بخوبی سمجھیں اور صدق اور امانت کو وہ خوب جانتے ہیں اور انکو معلوم ہے کہ یہ
پہلے سے لکھا پڑھا نہیں ہے اور یہ جو حضرت رسولخدا کل آدمیوں پر پیغمبر ہو کر آئے ہیں لیکن مومنین کو ذکر میں خاص اسواسطے کیا ہے کہ فائدہ اُسکے آنے
کا انکے واسطے ہی حاصل ہے کہ وہ ہدایت پاتے ہیں اور پیغمبر کا بھیجنا واسطے ہدایت کے خدا پر واجب ہے اور منت و احسان کرنا مومنین پر اس کے
بھیجنے کے خوب کو دفع نہیں کرتا ہے اور نہ اس کے مخالف ہے جیسے کہ آدمی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور جب کسی دوسرے کو دیتا ہے تو اسپر
اسکا احسان ہوتا ہے ایسے ہی خدائے تعالے پر پیغمبر کا بھیجنا واجب ہے اور جس وقت اسکو بھیجا اور مومنین نے اس سے فائدہ حاصل کیا تو خدا نے

اور بیکر دکھاوے کو الَّذِينَ وہ لوگ ہیں منافقین کہ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ کہا انہوں نے واسطے بھائیوں اپنے کے یعنی اپنی مثلوں کے حق میں کہا
جو کہ احد میں مارے گئے اور کہا انہوں نے اس وقت میں کہ وَقَعَدُوا اور وہ بیٹھ رہے تھے وہ اپنے گھروں میں۔ کہا کہ لَوْ أَطَاعُونَا اگر
فرمانبرداری کرتے وہ ہماری اور ہمارا کہنا مان کر لڑنے کو نہ جاتے تو مَا قُتِلُوا نہ مارے جاتے وہ جیسے کہ ہم نہیں مارے گئے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان
منافقین سے کہ اگر موت تمہارے اختیار میں ہے تو فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ پس دفع کرو تم نفسوں اپنے سے موت کو اور موت کو کبھی
اپنے پاس نہ آنے دو إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر ہو تم راست گو کہ جہاد میں نہ جانا موت کو دفع کرتا ہے اور اب خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے مرتبہ
ان لوگوں کا کہ جو جنگ بدر اور جنگ احد میں اور سوائے اسکے جو راہ خدا میں مارے گئے ہیں اور شہید ہوئے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ
اور نہ گمان کر تو اے محمد صلعم الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ان لوگوں کو کہ مارے گئے ہیں بیچ راہ خدا کے أَمْوَاتًا مردے یعنی ان کو مردے
مت گمان کرو بَلْ أَحْيَاءٌ بلکہ زندہ ہیں وہ عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار اپنے کے اور یہ بدن جو انکے دنیا میں ہیں ان بدنوں کی مثل ان کے
واسطے اور بدن ہو جاتے ہیں اور ان بدنوں سے يُرْزَقُونَ روزی دیے جاتے ہیں وہ بہشت کے میووں سے فَرِحِينَ جس وقت کہ خوش
ہونے والے ہوں گے بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو خدا نے فضل اپنے سے کہ وہ خوشنودی اور رضامندی
خدا کی ہے کہ سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اور خوش ہوتے ہیں وہ ساتھ
خبر ان لوگوں کے کہ نہیں پہنچے ہیں وہ پیچھے ان کے سے یعنی ملائکہ جو ان کو خبر دیتے ہیں کہ تمہارے برادران ایمانی کہ ابھی تمہارے پاس نہیں پہنچے
ہیں پیچھے ان کو کسی طرح کا رنج اور غم نہیں ہے اور وہ بھی شہادت پا کر یا عبادت اور جہاد کی برکت سے تمہارے پاس آنے والے ہیں اور تمہاری
مانند درجہ پانے والے ہیں تو یہ خوش خبری سن کر وہ شہدا خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے برادران ایمانی کو کسی طرح کا رنج و غم نہیں ہے اور وہ بھی ہمارے
پاس آنے والے ہیں اور مطلع ہو گئے ہیں وہ شہدا اپنے برادران ایمانی کے حال سے أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ یہ کہ نہیں خوف ہے اوپر ان کے اولاد
کی طرف سے کہ پیچھے اپنے چھوڑیں گے اس واسطے کہ خدا کارساز ان کا ہے وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ غمگین ہوں گے اپنے مالوں کے چھوڑنے
سے کہ خدائے تعالیٰ ان کو بہشت میں بہت کچھ دیوے گا و الّا خوف مجرور ہے بنا بر جارہ سے کہ جو الذین پر آئی ہے اور ان لا خوف بدل ہے
الذین سے يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ خوش ہوتے ہیں وہ شہدا ساتھ اس نعمت کے کہ پہنچی ہے جانب خدا سے ان کے عمل کے عوض
میں ان کو وَفَضْلٍ اور یہ سب فضل اور زیادتی نعمت کے خدا کی طرف سے اور فضل کا عطف نعمت پر ہے وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ
الْمُؤْمِنِينَ اور تحقیق خدا نہیں ضائع کرتا ہے اجر مومنوں کے جو کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور معمر نے اور کسائی نے ان کی ہمزہ
کو مکسور پڑھا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص جناب رسول خدا کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں جہاد سے
رغبت رکھتا ہوں فرمایا کہ تو راہ خدا میں جہاد کر اگر تو قتل کیا جائے گا تو خدا کے نزدیک زندہ ہوگا اور روزی پائے گا اور اگر مر جائے گا
تو اجر تیرا خدا پر ہے اور اگر زندہ رہا تو گناہوں سے نکل جائے گا اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی قطرہ خدا کے نزدیک زیادہ دوست اس
قطرہ سے نہیں ہے کہ جو راہ خدا میں قطرہ خون کا گرتا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جس وقت
مومن جہاد کے واسطے تیار ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ برائت اس کی دوزخ سے اس کے واسطے لکھتا ہے اور ستر ہزار فرشتے پر اپنے بچھاتے ہیں اور
خوشخبری بہشت کی اسکو دیتے ہیں اور جس وقت آواز اسلحہ کی اسکے کان میں پہنچی تو جو ضرب کہ اسپر واقع ہو وہ اسکو بہتر جانتا ہے آب سرد کے پینے سے
ہوائے گرم میں اور جس وقت گھوڑے کی پشت سے نیچے گرے تو ہنوز زمین پر نہ پہنچے کہ حور العین اسکے سر کو اپنے دامن میں لیوے اور اسکو بہشت کی نعمتوں
کی خوشخبری دیوے اور سر محل بہشت کے محلوں میں سے اسکو دیویں اور نور اس کے محل کا اس قدر روشن ہو کہ مشرق سے مغرب تک اس سے پر ہو جائے اور ہر
محل کے ستر در ہوں سب کے اور ہر در پر طلائی پردہ لٹکتا ہو اور ہر محل میں ستر خیمہ ہوں اور ہر خیمہ میں ستر تخت طلائی ہوں کہ پائے ان کے زبرجد کے ہوں اور ہر تخت

ع ۱۶ ۸

پر ستر فرش ہوں اور ہر فرش چالیس ہاتھ کا ہو اور ہر فرش پر ایک حور بیٹھی ہو حور العین میں سے کہ وہ زوجہ اسکی ہو اور ہر حور کے واسطے ستر کرسی ہوں اور ستر ہزار غلام ہوں کہ جن کے چہرے مثل ماہ کے روشن ہوں اور ہر ایک کے ہاتھ میں ظروف شراب کے ہوں قسم ہے اس خدا کی کہ جس کے قبضہ میں جان محمدؐ کی ہے کہ شہیدوں کو میدان حشر میں اس دبدبہ اور شوکت سے لاویں گے کہ اگر انبیا راہ میں ملیں تو سب پیادہ ہو جاویں اُن کے واسطے اور وہ نجیبوں پر جا کر بیٹھیں اور ستر ہزار کے قرابتیوں اور ہمسایوں میں سے شفاعت کریں اور روایت ہے کہ جس وقت رسول خداؐ جنگ احد کو فتح کر کے مدینہ میں داخل ہوئے تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور حکم لائے کہ خدا فرماتا ہے کہ تو ابو سفیان کے پیچھے جا اور وہ مع باقی ماندوں کے مکہ کو بھاگ کر چلا گیا تھا اور جبرئیل نے حضرتؐ سے کہا کہ تیرے ہمراہ زخمی آدمی جاویں حضرتؐ نے مہاجرین و انصار کو حکم دیا کہ جو کوئی تم میں سے زخمی ہے وہ ہمراہ چلے اور بے زخم کا آدمی ہمراہ نہ چلے ستر زخمی حضرت کے ہمراہ ہوئے اور حمراء الاسد پر جا کر اترے اور قریش بھاگے ہوئے روحا پر ٹھہرے ہوئے تھے اور ارادہ اُن کا یہ تھا کہ مدینہ کو الٹے پھر چلیں اور مسلمانوں کو قتل کریں ایک شخص مدینہ سے آتا تھا اس سے خبر پوچھی تو اس نے کہا کہ محمدؐ اور اس کے اصحاب حمراء الاسد پر بیٹھے ہوئے ہیں اور تمہارا ارادہ رکھتے ہیں ابو سفیان اور خالد بن ولید و عکرمہ کفار کے دل میں یہ بات سن کر رعب پڑ گیا ایک شخص نعیم بن مسعود اشجعی مدینہ کو جاتا تھا ابو سفیان نے اس سے کہا کہ تو حمراء الاسد کو ہوتا ہوا جا اور محمدؐ کے اصحاب سے ملاقات کر کے بیان کر کہ قریش کے ہمراہ بہت بڑا لشکر ہے تم یہاں سے چلے جاؤ اگر تو ان کو یہ بات کہیگا تو میں تجھ کو اس کے عوض میں دس اونٹ خرما اور انگور خشک کے بار کر کے دونگا دوسرے روز حمراء الاسد پر پہنچا اور اور اس نے حضرتؐ کے اصحاب سے بیان کیا کہ قریش کے لشکر میں کثرت سے آدمی جمع ہو گئے ہیں تم یہاں سے اُلٹے پھر جاؤ اور مدینہ کو چلے جاؤ اصحاب نے جس وقت یہ بات سنی تو کہا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنی کافی ہے ہمکو خدا اور اچھا کارساز ہے اور کہا کہ ہمکو ان کی کچھ پروا نہیں ہے جبرئیل نے نازل ہو کر خبر پہنچائی کہ قریش کے آدمیوں کے دلوں میں تمہارا رعب پڑ گیا ہے اور وہ مکہ کو چلے گئے ہیں تم بھی مدینہ کو پھر جاؤ حضرت صلعم مع اصحاب کے مدینہ کو چلے گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابو سفیان احد سے بھاگ کر مکہ کو روانہ ہوا اور عبد القیس وغیرہ سوار مسلمانوں کے پاس خبر لائے کہ ابو سفیان لشکر آراستہ کر کے ارادہ ادھر آنیکا رکھتا ہے اصحاب حضرتؐ کے باوجودیکہ زخمی تھے کچھ پروا نہ کی اور کہا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور حضرتؐ نے سب کو جہاد کی رغبت دلائی سب نے باوجودیکہ زخمی تھے حضرت کے ارشاد کو قبول کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا کہ عبد القیس جھوٹ کہتا تھا مطمئن خاطر ہو کر سب مدینہ کو پھر گئے اور یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ مومنین ثابت قدم معرکہ جہاد میں الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ وہ لوگ ہیں کہ قبول کیا ہے انہوں نے واسطے خدا کے اور پیغمبر کے جو کچھ حضرت صلعم نے فرمایا ہے مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ پیچھے اس سے کہ پہنچے ان کو زخم لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ واسطے ان لوگوں کے کہ نیکی کی ہے انہوں نے انہیں سے کہ عہد کو وفا کیا ہے اور فرمانبرداری اختیار کی ہے وَاتَّقَوْا اور خوف کیا انہوں نے خدا کے غضب سے پیغمبر کی مخالفت میں أَجْرٌ عَظِيمٌ اجر بڑا ہے یعنی ان لوگوں کے واسطے اجر بڑا ہے کہ وہ بہشت ہے نعمتوں سے بھری ہوئی اور ان نیکی کرنیوالوں ہی کی شان میں فرماتا ہے کہ الَّذِينَ وہ لوگ ہیں وہ کہ واسطے ڈرانیکے قَالَ لَهُمُ النَّاسُ کہا واسطے ان کے آدمیوں نے کہ نعیم بن مسعود تھا یا عبد القیس تھا ان دونوں میں سے کسی نے کہا کہ إِنَّ النَّاسَ تحقیق آدمی یعنی ابو سفیان اور ہمراہی اسکے قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ تحقیق جمع کیا ہے انہوں نے واسطے تمہارے لشکر عظیم کو اور اتفاق کیا ہے انہوں نے تمہارے قتل کرنے پر فَاخْشَوْهُمْ پس ڈرو تم ان لوگوں سے یعنی ابو سفیان وغیرہ سے کہ تمکو طاقت اُن سے لڑنیکی نہیں ہے اسواسطے کہ تم تھوڑے ہو اور باوجود اسکے زخمی بھی ہو اور وہ کثرت سے ہیں اور بندوبست ہیں فَزَادَهُمْ پس زیادہ کیا ان مومنین کو اس خبر کے سننے نے إِيمَانًا ایمان کو بسبب مضبوطی اعتقاد اور یقین خدا اور رسولؐ کے وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ اور کہا انہوں نے کافی ہے ہمکو خدا مدد کرنے والا کفار سے لڑنے میں وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اور اچھا کارساز ہے وہ کہ اگر وہ ہماری فتح کو چاہیگا تو ہمکو انکی کچھ پروا نہیں ہوگی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت اور جو کچھ کہ اسکے تابع ہے وہ غزوۂ بدر صغریٰ میں نازل ہوئی ہے اور قصہ اسکا اسطرح سے ہے کہ جس وقت ابو سفیان جنگ احد سے شکست کھا کر الٹا مکہ کی طرف پھرا اس وقت پکار کے جناب رسول خداؐ سے کہا کہ اے محمدؐ ہمارا اور تیرا

وعدہ سال آئندہ میں بدر پر ہے اگر ارادہ سر لڑائی کا ہے حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب ہاں کیا تامل ہے جب سال آئندہ آیا تو ابوسفیان مکہ کے
لوگوں کو ہمراہ لے کر مکہ سے باہر نکلا اور مر الظہران پر مقام کیا اور خود بخود اس کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے رعب پڑ گیا اور وہاں سے ارادہ مکہ کے
پھر جانے کا کیا اور نعیم بن مسعود اشجعی عمرہ کر کے مدینہ کو جاتا تھا اس سے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمدؐ سے وعدہ کیا تھا بدر میں جانے کا اور یہ سال قحط کا
ہے اور ہمکو چاہیے کہ ارزانی کے موسم میں نکلیں اور اب ہم نہیں جا سکتے ہیں اور اگر محمدؐ چلا اور ہم نہ نکلے لڑنے کے واسطے تو ہمکو خراب ہو جائے گی تو ان کو ہماری طرف
سے جا کر خوف دلا کہ وہ بھی مدینہ سے باہر نہ نکلیں تجھکو دس اونٹ اسکے عوض میں دونگا ایکو سہیل بن عمرو کے پاس رکھ دونگا وہ نعیم کو گیا اور لشکر اسلام کو
ابوسفیان کے لشکر سے خوف دلایا اور کہا کہ تم میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑے گا اصحاب نے یہ سنکر نکلنا مکروہ جانا جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے
اس شخص کی کہ جسکے دست قدرت میں میری جان ہے البتہ میں نکلوں گا اور بدر صغریٰ پر پہنچوں گا اور اگر کوئی نہ جائیگا تو میں تنہا ہی جاؤں گا جو کوئی نامرد
تھا وہ رہ گیا اور جو کوئی بہادر اور شجاع تھا وہ لڑنے کو حضرت کے ہمراہ چلا اور سب نے سنکر کہا کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور عرض کی کہ ہم حضرت کے ہمراہ ہیں جس وقت ارادہ ہو
چلو جناب رسول خدا مع اصحاب مدینہ سے باہر نکل کر روانہ ہوئے اور بدر صغریٰ میں جا پہنچے اور وہ ایام جاہلیت میں یعنی اسلام سے پہلے مقام میلہ کا تھا
یعنی ہر سال وہاں آٹھ روز بازار لگتا تھا اور مال تجارت وہاں خرید و فروخت ہوتا تھا جناب رسول خدا منتظر ابوسفیان کے وہاں ٹھہرے رہے اور ابوسفیان
مر الظہران میں سے مکہ کو کوچ کر گیا اور ان میں سے کسی کی ملاقات حضرت سے ہوئی اور اصحاب حضرت کے مال تجارت جو اپنے پاس رکھتے تھے وہ انہوں
نے وہاں فروخت کیا اور کچھ مال وہاں سے خرید کیا ایک درہم کے دو درہم فائدے میں حاصل ہوئے اس حال کو حق تعالیٰ بیان کرتا ہے اور اسی طرح حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے جناب حق فرماتا ہے خدا کہ فَانْقَلَبُوْا پس پھرے وہ مومنین بدر سے بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ ساتھ نعمت کے جانب خدا سے
یعنی ثواب حاصل کر کے خیر و عافیت سے پھرے وَفَضْلٍ اور ساتھ فضل کے خدا کی جانب سے مال تجارت میں فائدہ حاصل کر کے کہ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ
کہ نہ پہنچی ان کو کوئی برائی اور نہ چھوا انکو کسی امر مکروہ نے مثل قتل اور زخم کے بلکہ سلامتی سے گئے اور آئے وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰہِ اور پیروی کی خوشی
رضامندی خدا کی کہ سبب رستگاری دنیا اور آخرت کا ہے وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے کہ مشرکوں کو مومنوں سے دفع کرتا
کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا کہ میں تعجب کرتا ہوں اس آدمی سے کہ چار چیزوں سے خوف کرے تو کس واسطے چار چیزوں کی
طرف پناہ نہیں لیجاتا ہے ایک تو یہ کہ جس وقت دشمن سے ڈرے تو کیوں نہیں کہتا ہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور حال یہ ہے کہ سنتا ہے کہ خدائے تعالیٰ
اس کے بعد فرماتا ہے فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل دوسرے یہ ہے کہ جس وقت دشمن کے مکر سے ڈرے تو کس واسطے پناہ نہیں لیجاتا ہے کلمہ افوض امری الی اللہ
کی طرف اور حال یہ ہے کہ خدا اسکے بعد فرماتا ہے کہ فوقاہ اللہ سیئات ما مکروا اور تیسرے یہ کہ جس وقت کسی کو غم پہنچے تو کس واسطے نہیں کہتا لا الہ
الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اور حال یہ ہے کہ خدا اس کے بعد فرماتا ہے کہ فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم اور چوتھے یہ کہ جسکو خواہش زیادتی مال کی طلب کری
تو کس واسطے نہیں کہتا ہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور حال یہ ہے کہ بعد اس کے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فعسیٰ ربی ان یؤتین خیرا اور بعد اس کے
خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ سوائے اس کے نہیں کہ وہ ڈرانا شیطان سے یعنی ڈرانا نعیم یا عبد القیس کا شیطان
کے فعل اور اس کے اغوا سے ہے کہ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ڈراتا ہے دوستوں اپنے کو کہ وہ منافقین ہیں کہ تا کہ رسول خدا کے لشکر سے وہ
روگرداں ہو جائیں اور یہ امر باعث مومنوں کی شکست کا ہو فَلَا تَخَافُوْهُمْ پس نہ ڈرو تم اے مومنو ان کفار سے کہ وہ ابوسفیان وغیرہ ہیں۔
وَخَافُوْنِ اور ڈرو تم مجھ سے میرے حکم کی مخالفت میں اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اگر ہو تم باور کرنے والے اور اعتقاد رکھنے والے میرے وعدہ
اور وعید کو اس واسطے کہ ایمان تقاضا کرتا ہے خوف کرنے کا خدا سے نہ آدمیوں سے وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ
اور نہ غمگین کریں تجھ کو اے محمدؐ وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں وہ بیچ کفر کے یعنی جو کہ کفر میں بڑھتے ہیں اور بے تامل کافر ہو جاتے ہیں اور کفر کے باطل
ہونے میں کچھ ملاحظہ نہیں کرتے ہیں اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا تحقیق وہ ہرگز ضرر نہ پہنچا سکیں گے خدا کو کچھ یعنی خدا کے دوستوں کو کچھ ضرر نہ

پہنچا سکیں گے اسے کفر کی جلدی کرنے میں بلکہ ضرر اس کا ان کے ہی نفسوں کی طرف پھرنے والا ہے اسواسطے کہ اس کے سبب سے غضب الٰہی میں و
گرفتار ہونگے يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ ارادہ کرتا ہے خدا یہ کہ نہ مقرر کرے واسطے ان لوگوں کے کفر میں جلدی کرنیوالوں حَظًّا فِي الْآخِرَةِ
کوئی حصہ بیچ آخرت کے اس سبب سے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور واسطے ان کے عذاب بزرگ ہے کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے إِنَّ
الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ تحقیق وہ لوگ کہ خرید کیا ہے انہوں نے کفر کو یعنی بدل کیا ہے کفر کو بِالْإِيمَانِ ساتھ ایمان کے کہ کفر کو ایمان پر پسند
کیا ہے لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ہرگز نہ ضرر پہنچا سکیں گے وہ خدا کو کچھ بسبب اختیار کرنے کفر کے اور شیئًا دونوں جگہ مفعول بہ بھی ہو سکتا ہے اور
مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے اور تقدیر با محذوف بھی ہو سکتا ہے یعنی بشیءٍ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور واسطے ان کے عذاب ہے دردناک اور اب حق تعالیٰ
بیان کرتا ہے کہ کفار کے بڑھ جانے اور مغرور ہونے سے یہ سمجھو کہ بہتر ہے ان کے واسطے بلکہ برا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا يَحْسَبَنَّ
الَّذِينَ كَفَرُوا اور نہ گمان کریں وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں قتل ہو جانے اور قید کرنے کے اور ابن کثیر اور ابن عمرو لا یحسبن کو تا سے پڑھتا ہے
اور کسرہ سین سے ہر جگہ اور حمزہ نے کل کو تا سے اور فتح سین اور باقی نے یا سے پڑھا ہے یعنی کفار گمان نہ کریں کہ أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ سوائے اس کے نہیں کہ
ڈھیل دیتے ہیں واسطے ان کے دنیا میں یہ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ بہتر ہے واسطے نفسوں ان کے کے اس سے کہ ایمان لاویں وہ اور درجہ شہادت کو
پہنچیں ایسا امر نہیں ہے بلکہ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ سوائے اس کے نہیں کہ مہلت دیتے ہیں ہم واسطے ان کے زندگانی دنیا میں اس واسطے کہ لِيَزْدَادُوا
إِثْمًا تاکہ زیادہ کریں وہ گناہوں کو یعنی انجام کار ان کا زیادتی گناہ کی ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ اور واسطے ان کے عذاب ہے
رسوا کرنے والا اور خوار کرنے والا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کافر کے واسطے موت بہتر ہے یا زندگی فرمایا کہ مومن کے اور کافر کے
دونوں کے واسطے موت بہتر ہے مومن کے واسطے اسلئے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ما عند اللہ خیر للابرار یعنی اور جو کچھ نزدیک خدا کے ہے بہتر ہے واسطے نیکوں کے
کہ بعد مرنے کے اس کو حاصل کرتے ہیں اور لیکن کافر پس اس کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لہم خیر لانفسہم انما نملی لہم لیزدادوا اثما
ولہم عذاب مہین یعنی اور نہ گمان کریں وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں سوائے اسکے نہیں کہ مہلت دیتے ہیں ہم واسطے ان کے بہتر ہے وہ واسطے نفسوں انکے کے سوائے
اس کے نہیں کہ مہلت دیتے ہیں ہم واسطے ان کے تاکہ زیادہ کریں وہ گناہ کو اور واسطے ان کے عذاب ہے خوار کرنیوالا پس معلوم ہوا کہ موت ہی انکی بھی بہتر زندگی
سے بہتر ہے اور رسولخدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ جس طرح آدم کی اولاد کو آدم پر ظاہر کر کے دکھلایا تھا اسی طرح میری امت کو مجھ پر ظاہر
کر کے دکھلایا اور مجھکو مطلع کیا کہ کون انمیں سے اسلام کو قبول کرے گا اور کون گمراہ رہے گا منافقوں نے یہ سنکر کہا کہ تعجب ہے محمدؐ سے کہ دعوے کرتا ہے کہ جو کچھ
عدم میں ہے اسکو میں جانتا ہوں کہ کون مومن ہے اور کون کافر ہے اور حال یہ ہے کہ ہمارے دلوں کی بات تو اسے خبر ہے اگر سچ کہتا ہے تو چاہیے کہ بیان کرے
کہ کون ہم میں مومن خالص ہے اور کون منافق ہے جس وقت حضرت کو یہ خبر پہنچی تو منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کی تعریف بیان کی اور بعد اسکے
فرمایا کہ کیا ہوا ہے آدمیوں کو کہ میرے مقام اور مرتبہ کو نہیں پہچانتے ہیں اگر مجھ سے وہ پوچھیں تو جو کچھ آج سے قیامت تک واقع ہوگا اسکی خبر دونگا
عبداللہ بن حذافہ اٹھا اور کہا کہ یا رسولخدا وہ کون ہے کہ جو اس سے انکار کرے فرمایا کہ حذافہ اور بعد اسکے منبر سے نیچے تشریف لائے اور یہ آیت نازل
ہوئی مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ ہرگز نہیں ہے خدا ایسا کہ چھوڑ دے مومنین کو عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ اوپر چیز کے کہ تم اوپر اس کے
ہو ملے ہوئے آپس میں اور مخلوط کہ مومن اور منافق میں فرق نہ معلوم ہوتا ہو پس مومنین کو ایسے حال پر خدائے تعالیٰ نہیں چھوڑتا ہے کہ وہ بھی آپس میں
ایسے مخلوط ہوں کہ مومن اور منافق میں فرق نہ معلوم ہوتا ہو حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ یہاں تک کہ جدا کرے خدا ناپاک کو یعنی منافق کو مِنَ
الطَّيِّبِ پاک سے یعنی مومن سے کہ حکم جہاد کا اعدائے دین سے لڑنے کو دے کہ جو کہ مومن خالص ہیں وہ تو کفار سے لڑنے پر مستعد ہوتے ہیں
اور جو کہ منافق ہیں وہ جان چرا کر بیٹھ رہتے ہیں اور جہاد کو نہیں جاتے ہیں اور نفاق کی علامت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علی ابن ابیطالب سے بغض رکھے
چنانچہ رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے اور بعضے ان آیتوں کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شان نزول ان آیتوں کا یہ ہے کہ منکروں نے ابوطالب سے کہا تھا کہ اگر محمد سچا ہے

تو بتلاوے کہ کون ہم میں سے ایمان لائیگا اور کون نہ لائیگا اگر وہ اس خبر میں سچا نکلا تو ہم اسپر ایمان لاوینگے اور کہتے ہیں کہ مومنین نے سوال کیا تھا
کہ کوئی ایسی علامت ہو کہ جس سے مومن اور کافر میں فرق معلوم ہو جاوے اور الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل کیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُطْلِعَكُمْ اور نہیں خدا کہ مطلع کرے تمکو یعنی نہیں مطلع کرتا ہے خدا تم کو اے آدمیو عَلَى الْغَيْبِ اور غیب کے کہ کون ایمان لائیگا اور کون کافر رہے گا
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ اور لیکن خدا برگزیدہ کرتا ہے رسولوں اپنے میں سے واسطے مطلع کرنے غیب پر مَنْ يَّشَآءُ جس کو چاہتا ہے
اور بعضے امور غیب کے اسکو بتلا دیتا ہے فَاٰمِنُوْا پس ایمان لاؤ تم اے آدمیو ساتھ اخلاص اور اعتقاد خالص بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ساتھ خدا کے اور پیغمبروں اسکے اور جو کچھ وہ اسرار خبر دیتے ہیں بطریق غیب کے وہ خدا کے بتلانے سے ہے وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا اور اگر ایمان لاؤ تم
اور ڈرو تم خدا سے اور پرہیز کرو تم اور گناہوں سے فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ پس واسطے تمہارے اجر ہے بڑا اور جیسے کہ خدا تعالیٰ انبیاء کو وحی
سے غیب کی خبر دیتا ہے ایسے ہی اوصیا اور اولیا کو الہام سے غیب کی خبر دیتا ہے اور ہمارے آئمہ معصومین علیہم السلام کو جناب رسولخدا صلعم سے سینہ
بسینہ ہی علم غیب کا پہنچا تھا وہ بھی مثل رسولخدا کے غیب کی خبر دیتے تھے اور منافقین جنکہ جہاد سے بیٹھ رہتے تھے ایسے زکوٰۃ اور خمس وغیرہ حقوق خدا
بھی نہیں ادا کرتے تھے اس واسطے خدا تعالیٰ حکم عام سب آدمیوں کے واسطے بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ
اور نہ گمان کریں وہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں بیچ مال کے بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے ان کو خدا نے فضل اپنے سے
یعنی خدا نے فضل اپنے سے جو مال دیا ہے جن لوگوں کو اور وہ اس مال کو راہ خدا میں دینے سے بخل کرتے ہیں اور زکوٰۃ وغیرہ حقوق واجبہ کو ادا نہیں کرتے
ہیں وہ لوگ نہ گمان کریں کہ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ کہ وہ بخل بہتر ہے واسطے ان کے بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ بلکہ وہ بدتر ہے واسطے اُن کے کہ دنیا میں تو
مال میں اُن کے برکت نہیں ہوتی اور آخرت میں سَيُطَوَّقُوْنَ قریب ہے کہ طوق کئے جائیں گے وہ گردنوں میں مَا بَخِلُوْا بِهٖ اس چیز کا کہ بخل
کیا انہوں نے ساتھ اُس کے یعنی وہ مال کہ جسکی زکوٰۃ وغیرہ تمام حقوق ادا نہیں کئے ہیں وہ مال طوق کرکے انکی گردنوں میں ڈالے جاوینگے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
دن قیامت کے اور یہ خبر اس بخل کا ہے اور خبر مفعول ثانی لا یحسبن کا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا میں کسی کو مال دلوے اور وہ
زکوٰۃ اس مال کی ادا نہ کرے بخل کی جہت سے تو خدا تعالیٰ قیامت کے روز اس مال کو سانپ کی صورت کر دیگا کہ زہر کی کثرت سے اسکے سر پر بال ہوں گے اور
سیاہ نقطے اسکی دونوں آنکھوں پر ہوں گے پس ایسے سانپ کو کہ جو سب سانپوں میں مانند اژدہا ہو اسکی گردن میں طوق بنا کر ڈالیں گے اور یہ
سانپ اُس کے چہرے کو اپنے منہ میں لیگا اور زبان کو اسکی ملامت کرنیکے واسطے باہر نکال کر کہیگا کہ میں وہ مال ہوں کہ دنیا میں جس سے تو مجھ پر
فخر کرتا تھا اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ مال کی نہ دیوے اور زکوٰۃ دینے کو منع کرے تو خدا تعالیٰ قیامت
کے دن اس مال کو کہ جس کی زکوٰۃ نہیں دی ہے آگ کا سانپ بنا دیگا اور اسکو اس مال والے کے گلے میں ڈلوا دیگا کہ وہ سانپ اسکا گوشت
نوچ کر کھاوے گا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ کو دینے سے منع کرے اور اسکو ادا نہ کرے تو اسکی زمین کو
ساتوں زمین کی جڑ سے اکھاڑ کر اس کے گلے میں ڈالے گا اور فرماتا ہے خدا کہ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خاص نہ
واسطے خدا کے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی یعنی جو لوگ کہ کسی مال میں بخل کرتے ہیں اس مال کو خدا تعالیٰ بطور میراث ان لوگوں سے
لیوے گا کہ ان کو ہلاک کر دیوے گا پس باوجود قدرت کے کس واسطے اس کے حقوق ادا نہیں کرتے ہو کہ بخل کو ادا نہ کرنا حقوق کا موجب حسرت اور
ندامت کا ہوگا اور اس وقت کی ندامت کچھ فائدہ نہ دیوے گی وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم بخل یا خرچ کرنا اور
بعضوں نے یعملون پڑھا ہے یائے تحتانی سے یعنی اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ بخل یا راہ خدا میں دینا خَبِيْرٌ خبردار ہے پس موافق اسکے عمل کے جزا دیگا
اور کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا تو بعضے یہودیوں نے کہا کہ خدا فقیر ہے کہ ہم سے قرض مانگتا ہے اور ہم تونگر ہیں اور
یہودی کہتے تھے کہ خدا کے دوست فقیر اور محتاج ہیں اگر خدا تونگر ہوتا تو اپنے دوستوں کو تونگر کر دیتا اسکے جواب میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل

ع ۹ ۱۸

کی لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ البتہ سن لیا خدا نے قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا کہنا ان لوگوں کا کہ کہا انھوں نے اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ کہ تحقیق خدا فقیر ہے اور ہم تونگر ہیں سَنَكْتُبُ قریب ہے کہ لکھیں ہم یعنی فرشتوں کو حکم کریں ہم کہ لکھیں وہ اُن کے اعمال میں مَا قَالُوْا جو کچھ کہا ہے انھوں نے کہ ہمکو فقیر ٹھہرایا ہے اس واسطے کہ بیشک تونگر مقرر کیا ہے تا کہ ان کو سزا دیویں ہم وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ اور لکھیں ہم مار ڈالنے اُنکے کو کہ انبیا کو ساتھ ناحق کے یعنی ان کے باپوں نے جو انبیا کو ناحق قتل کیا ہے اور یہ بھی جانتے تھے ناحق تو یہ اس قتل پر راضی ہیں اور اسی قتل کرتے ہیں اُن کے ان افعال کو ہم اُنکے نامہ اعمال میں تحریر کریں گے وَّنَقُوْلُ اور کہیں گے ہم ان کو مرنے کے وقت یا جس وقت وہ قبروں سے اٹھیں گے کہ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ چکھو عذاب آگ جلانے والی کا اور حمزہ نے سَیُكْتَبُ کو بصیغہ نامعلوم پڑھا ہے غائب مجہول کا صیغہ اور قتلہم کو مرفوع پڑھا ہے باعتبار عطف کے مفعول مالم یسم فاعلہ سیکتب کا مقرر کرکے اور یقول کو بھی یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور باقیوں نے سنکتب اور نقول نون سے پڑھا ہے متکلم کا صیغہ اور قتلہم کو منصوب پڑھا ہے باعتبار عطف کے مفعول پہ ٹھہرا کر ذٰلِكَ وہ عذاب مذکور بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ سبب اسکے ہے کہ آگے بھیجا ہاتھوں تمہارے نے کہ انبیا کو تم نے قتل کیا ہے اور خدا کو تم فقیر کہتے تھے اور اسے تونگر وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ اور تحقیق خدا نہیں ہے ظلم کرنیوالا واسطے بندوں کے کہ بدوں استحقاق کے کسی کو عذاب کرے اور کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف وغیرہ سرداروں اور اشراف یہودیوں کے نے کہا کہ اے محمدؐ تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ کو پیغمبر کیا ہے اور ہم سے خدا نے عہد لیا ہے کہ ہم کسی دعوے کرنیوالے پیغمبری پر ایمان نہ لاویں یہاں تک کہ قربانی کریں اور آگ آسمان سے نازل ہو کر اسکو کھائے اگر تو سچا پیغمبر ہے تو قربانی کرکے آگ آسمان سے نازل کرکہ ہم تجھ پر ایمان لائیں جبکہ لئے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ سنا کہنا اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اُن لوگوں کا کہ کہا انھوں نے اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَآ کہ تحقیق خدا نے عہد کیا ہے طرف ہماری یعنی توریت میں ہمکو حکم کیا ہے اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ یہ کہ نہ ایمان لاویں ہم واسطے کسی پیغمبر کے اور اسکی تصدیق نہ کریں حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ یہاں تک کہ لاوے وہ ایسی قربانی کو تَاْكُلُهُ النَّارُ کھاوے اسکو آگ یعنی جلادیوے اسکو وہ آگ اور یہ کلام اُن کا محض افترا تھا خدا پر اور اسے جی سے بنالیا تھا اور توریت میں یہ ہرگز مذکور نہیں ہے اور خدا اُن کے جواب میں فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان یہودیوں سے کہ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ تحقیق آئے تمہارے پاس پیغمبر پہلے مجھ سے بِالْبَیِّنٰتِ ساتھ دلیلوں روشن اور معجزوں کے مثل زکریا اور یحیٰی اور عیسٰی کے وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ اور ساتھ اس چیز کے کہا تھا تم نے یعنی ساتھ قربانی کو بھی لائے تھے جس طرح سے کہا ہے فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ پس کس واسطے قتل کیا تمنے ان کو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم راستگو کہ ہم اس معجزے کو دیکھ کر ایمان لاویں گے یعنی اگر ایمان لانا اس معجزے پر موقوف تھا تو پہلے ان پیغمبر زکریا اور یحیٰی اور عیسٰی اکثر معجزے لائے اور یہ معجزہ بھی ان بزرگوں نے دکھلایا لیکن پھر ان کو قتل کر ڈالا اور ایمان نہ لائے پس اگر معجزہ کا دیکھنا انکے ایمان کا باعث ہوتا تو سوائے اسکے انھوں نے بہت سے معجزے دیکھے ہیں چاہئے کہ ایمان لاتے لیکن ایمان نہ لائے پس اُن کا یہ عذر بیجا ہے اور قتل کرنا انبیاء کا ان کی طرف اس واسطے منسوب ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپوں کے ایسے فعلوں سے راضی تھے اور فرماتا ہے خدا کہ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ پس اگر جھٹلاویں وہ تجھکو اے محمدؐ تو رنجیدہ اور ملول تو مت ہو کہ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ پس تحقیق جھٹلائے گئے ہیں پیغمبر تجھ سے پہلے بھی باوجودیکہ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ لائے وہ دلیلوں روشن کو وَالزُّبُرِ اور صحیفوں کو جو کفر اور گناہوں کو منع کرتے تھے وَالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ اور کتاب روشن کو لائے وہ جو کہ ظاہر کرنے والے حرام اور حلال کے تھے مثل توریت اور انجیل کے پس اے محمد ان یہودیوں نے معجزے بہت دیکھے اور تجھ پر ایمان لائے آنکا رنج تو مت کر اس واسطے کہ یہ یہودی وہ ہیں کہ پہلے انبیاء کے معجزے دیکھ کر انکو قتل کرتے تھے اگر تو انکو قربانی کا معجزہ دکھلاویگا تو بھی ایمان لاوینگے پھر ان کو تو ہمارے سپرد کر دے کہ ان کو ہم سزا دینے والے ہیں بعد مرنیکے اور مرنے کسیکو بھی نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس چکھنے والا موت کا ہے پس قریب ہے کہ اے مومنو اور کافرو تم مزہ موت کا چکھو گے وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور سوائے اسکے نہیں کہ پورا دیا جاؤگے تم اجر اپنا دن قیامت کے جو کچھ کہ تمنے عمل کئے ہیں نیک یا بد اور حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جس وقت صور پھونکا جاویگا تو پہلے اہل زمین مریں گے

اور بعد اس کے اہل آسمان اور فقط حاملان عرش اور ملک الموت اور جبرئیل و میکائیل باقی رہیں گے خدا تعالیٰ باوجود علم کے ملک الموت سے پوچھیگا کہ کون
باقی رہا ہے وہ کہیگا کہ ملک الموت اور حاملان عرش اور جبرئیل و میکائیل خدا فرمائیگا کہ جبرئیل اور میکائیل بھی مرجائینگے وہ کہیگا کہ خداوندا یہ سب تیرے امین
ہیں فرمائیگا کہ یہی حکم ہے کہ کوئی جاندار باقی نہ رہے وہ بھی مرجائیں گے اور بعد اسکے حاملان عرش کو حکم ہوگا وہ بھی جائیں اور بعد اسکے ملک الموت غمگین
ہوکر سامنے کھڑا ہوگا خدا پوچھیگا کہ کون باقی رہا ہے وہ کہیگا کہ ملک الموت حکم ہوگا کہ تو مرجا وہ بھی مرجائیگا تب دنیا میں کوئی باقی رہیگا
نہ وحیات ست کے لیے خدائے لکھی ہے یہاں شعر کس نے لگائے ہو دل اس جہان سے دنیا کی زندگی کو نہیں سنگھڑی ثبات فَمَنْ زُحْزِحَ
عَنِ النَّارِ پس جو شخص کہ دور کیا جائے آتش دوزخ سے وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ اور داخل کیا جائے بہشت میں تو فَقَدْ فَازَ پس تحقیق
رستگار ہوا اور مراد کو پہنچا اور جناب رسول خدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو کوئی ارادہ کرے کہ دوزخ سے دور کیا جائے اور بہشت میں
داخل کیا جائے تو اس حالت میں موت آوے اسکو جب پاوے کہ شہادت ایمان کہنے والا وحدانیت خدا کا اور نگاہ رکھنے والا ہو حقوق خدا کا اور حقوق آدمیوں کا
اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ بہتر تمہارے سخی ہیں اور بدتر تمہارے بخیل ہیں اور جو کوئی خالص کیا چاہے ایمان کو اپنے تو برادر
ایمانی سے نیکی کرے اور حاجتیں انکی برلائے اور مومنین کے ساتھ نیکی کرنیوالوں کو خدا دوست رکھتا ہے اور شیطان کی ناک رگڑی جاتی ہے اور دور کیا جائیگا
دوزخ سے اور داخل کیا جائیگا وہ بہشت میں وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی یعنی لذتیں اور مال اندک اسکا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ
مگر پونجی غرور کی اور فریب کی کہ لوگوں کو فریب دیکر آخرت سے باز رکھتے ہیں اور باوجود اسکے پھر بہانہ ناپائدار ہے حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت جناب رسول خدا
کا گذر ایک بکری مری ہوئی بدبودار پر ہوا فرمایا کہ یہ جانو اسکو کہ دنیا خدا کے نزدیک اس مردار اور بدبودار سے زیادہ خوار و ذلیل ہے اور کہتے ہیں کہ بعد
ہجرت کرنے مہاجرین کی طرف مدینہ کے جو کچھ مال ان کا مکہ میں تھا اسکو مشرکین ظلم اور تعدی سے غصب کرکے فروخت کرتے تھے اور جو مومن کہ مکہ میں
انکے ہاتھ آتا تھا اسکو سخت عذاب کرتے تھے حق تعالیٰ واسطے صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے مومنین کے فرماتا ہے کہ لَتُبْلَوُنَّ البتہ آزمائش کیجاؤگے تم
فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ بیچ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے کہ مال تمہارے تلف ہوجائیں اور جانوں کو تمہاری تکلیفیں اور آزار پہنچیں اور جہاد کی
تکلیف دیجائے اور قید و قتل اور زخم اور مرض کی ایذا ہووے وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اور البتہ سنوگے تم ان لوگوں
سے کہ دئے گئے ہیں کتاب مِنْ قَبْلِكُمْ پہلے تمسے یعنی یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ توریت اور انجیل دئے گئے ہیں وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا اور
ان لوگوں سے کہ شرک کیا ہے انھوں نے أَذًى كَثِيرًا آزار بہت یعنی وہ باتیں کہ جو باعث آزار و رنج کی ہیں نسبت پیغمبر کے اور نسبت تمہارے
وہ تم سنوگے کہ پیغمبر کی وہ ہجو کریں گے اور دین حق پر وہ طعن کریں گے کہ جس سے تمکو رنج ہو وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا اور اگر صبر کروگے تم اور پرہیز
کروگے تم ان کے بدلا لینے سے اور خدا کے سپرد کردو کہ وہ بدلا لیوے گا تو فَإِنَّ ذَٰلِكَ پس یہ صبر و پرہیزگاری مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ارادہ کرنے امور
دین اور ایمان سے ہے اور باستواری اور امور ایمان سے ہے چاہیئے کہ اس پر عزم بالجزم رکھو اور ثابت قدم رہو اور جب خدا اہل کتاب کے عہد توڑنے
اور امر و نہی پر عمل نکرنیکا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ اور یاد کر تو اے محمد جسوقت کہ لیا خدا نے مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ پیمان
ان لوگوں کا کہ دئے گئے ہیں وہ کتاب یعنی علماء بنی اسرائیل سے پیغمبری حضرت کے مقدمہ میں پیمان لیا اور مضمون پیمان کا یہ تھا کہ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ البتہ
بیان کریں گے وہ اس کتاب کو واسطے آدمیوں کے کہ جو اوصاف محمد کے اسمیں لکھے ہوئے ہیں وہ سب ظاہر کر دیجئے آدمیوں پر وَلَا تَكْتُمُونَهُ اور نہ
پوشیدہ کرینگے ان لوگوں کو جو کچھ اسمیں محمد کے اوصاف لکھے ہیں سب بیان کردیں گے اور ابن کثیر اور ابوعمرو نے لیبیننہ اور لایکتمونہ کو دونوں کو یا سے پڑھا
ہے غائب کا صیغہ اور باقیوں نے تا سے پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ یعنی البتہ بیان کروگے تم اسکو اور نہ پوشیدہ کروگے تم اسکو فَنَبَذُوهُ پس پھینک دیا انھوں نے اس کتاب
کو وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ پیچھے پشتوں اپنی کے کہ اس عہد کی کچھ رعایت کی اور جو کچھ کتاب میں تھا اسکو پوشیدہ کردیا وَاشْتَرَوْا بِهِ اور خرید کیا انھوں
نے ساتھ اسکے یعنی بدل ڈالا انھوں نے عوض اسکے ثَمَنًا قَلِيلًا مول تھوڑا سا کہ وہ مال اندک دنیا کا ہے اور عوام سے عوض میں تحریف کرلی

کتاب کے اندر تو سند دیویں نبوت محمد کے اسکو وصول کرینگے اور یہ بھی انکو خیال تھا کہ اسلام پر ہم قبول کریں گے تو لوگ جو ہم پر ایمان لائے ہیں انکے ارتجویجہ
ہدیہ تحریف کے عوض میں لوگوں سے وصول ہوتا ہے وہ سب بند ہو جائے گا اور ہم ایس سے محروم رہیں گے فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ یعنی بری ہے وہ چیز
کہ خرید کرتے ہیں وہ اور بدلے اسکے بیچ ڈالتے ہیں ہدایت کو مال دنیا فانی سے اور اسی سبب سے مستحق ہمیشہ کے عذاب کے ہوتے ہیں اور حضرت علی ابن ابی
طالب روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حق تعالے نے جاہلوں سے عہد نہ لیا کہ علم دین کو سیکھیں یہاں تک کہ علماء سے عہد لیا کہ جاہلوں کو تعلیم کریں اور
سکھلاویں پس واجب ہے عالم پر کہ جاہلوں کو احکام دین کے سمجھاوے اور جاہلوں پر لازم ہے کہ دین کی باتیں سیکھیں تاکہ عذاب آخرت میں گرفتار نہوں
اور اب خدائے تعالے ایک اور خصلت اہل کتاب کی بیان کرتا ہے کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ یعنی مت گمان کر تو اے محمد صلعم ان لوگوں کو کہ خوش
ہوتے ہیں وہ بِمَا أَتَوْا ساتھ اس چیز کے کہ لائے وہ یعنی تو سند کلمات اپنے کو وہ سبب کتمان نبوت محمد کے وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا اور دوست رکھتے ہیں
اور چاہتے ہیں یہ کہ تعریف کیے جاویں وہ بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کیا ہے انہوں نے یعنی عہد توڑا ہے اور کہتے ہیں کیا ہے انہوں نے اور
وصف پیغمبر کا جس طرح سے کہ توریت میں ہے بیان کیا ہے انہوں نے اور باوجود کیکہ صفات پیغمبر کی تحریف کی ہے کہ وہ ایسے تھے حالانکہ خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں
کہ تعریف کیے جاویں ظاہر کے اقرار کے ساتھ اور بعضوں نے یحسبن کو یحسبن پڑھا ہے اور حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے خوش
ہوکر کہا تھا کہ ہم فرزندان خدا ہیں اور دوست اسکے اور نماز اور روزہ کے پابند ہیں اور حال یہ کہ نہیں ہیں وہ دوست خدا کے اور نہ نماز اور روزے
والے بلکہ وہ اہل شرک اور نفاق ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ رسول خدا نے توریت کے حکموں میں سے ایک حکم کو علمائے اہل کتاب سے پوچھا تھا انہوں نے اسکو پوشیدہ
کیا اور دوسری طرح اسکو بیان کیا اور اس طور سے بیان کیا کہ گویا سچ کہتے ہیں اور با وجود اسکے چاہتے تھے کہ انکی تعریف کی جاوے تب یہ آیت انکی شان میں نازل ہوئی
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک جماعت منافقوں کی نے رسول خدا کے زمانہ میں کہا کہ اگر تم وقت لڑائی کے جاوے تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور جس وقت
لڑائی ہوئی تو بیٹھ رہے اور لڑنے کو نہ جاتے اور جس وقت رسول خدا جہاد سے الٹے پھرے تو وہ لوگ عذر کرتے تھے کہ فلانے سبب سے ہم نہیں آسکے اور
باوجود اسکے امید تعریف کی رکھتے تھے خدائے تعالے نے یہ آیت انکی شان میں نازل کی کہ فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ پس نہ گمان کر تو اے محمد کہ جو لوگ ایسی چال اور مکر سے اور
پوشیدہ کرنے حق سے اور عذر بہانے سے کہ وہ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ رستگاری پانے والے اور چھوٹنے والے ہیں عذاب سے ہیں بلکہ کبھی ہرگز نجات ہوگی اور
الذین یفرحون مفعول اول پہلے لا تحسبن کا ہے اور بمفازۃ دوسرا مفعول اسکا ہے اور فلا تحسبنہم تاکید اسکی ہے یعنی اے محمد مت گمان کر ان لوگوں کو کہ خوش ہوتے ہیں
وہ ساتھ اس چیز کے کہ لائے وہ اور دوست رکھتے ہیں یہ کہ تعریف کیے جاویں وہ ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کیا انہوں نے وہ پس مت گمان کر تو انکو رستگاری پانے
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور واسطے انکے عذاب ہے دردناک کہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ علمائے یہود و نصاریٰ نے حضرت کے وصف کو
بدل کر خوش ہوتے ہیں اور عہد کے توڑنے میں چاہتے ہیں کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ ہم نے بڑا کام کیا ہے یہ لوگ عذاب سے ہرگز نجات نہ پائینگے
اور عذاب دردناک میں وہ ہمیشہ کو گرفتار رہینگے وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور
زمین کی اور بندوبست امور کا وہ مالک ہی کہ موافق کردار کے سب کو جزا دیگا وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے کہ انکو عذاب کی
اور تواب کی قدرت رکھتا ہے اور اب خدائے پاک ساتھ ہونے دلیلیں بیان کرتا ہے کہ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ تحقیق بیچ پیدا کرنے آسمانوں کی اور زمین
کے اور جو کچھ انکے درمیان میں عجائب چیزیں اور امور ہیں وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور پیچ آنے جانے رات اور دن کے یا آمد و رفت انکی کی تاریکی
اور روشنی میں اور یا مختلف ہونے زیادتی یا کمی میں لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں ہیں اسکے وجود اور وحدانیت اور قدرت کی اور دلیلیں روشن ہیں لِأُولِي
الْأَلْبَابِ واسطے صاحبوں عقلوں کے کہ جو صاف عقلیں کہتے ہیں خالص آلودگی وہم سے اور ان نشانیوں میں فکر کرکے صانع عالم کے راہ سمجھتے
ہیں اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ وائے ہے اس شخص کو کہ جو کوئی اس آیت کو پڑھے اور اسمیں فکر نہ کرے کہ یہ چیزیں بدون کسی پیدا ہونے والے کے
نہیں ہو سکتی ہیں اور ضرور انکا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہ خود مند آدمی الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ وہ لوگ ہیں یاد کرتے ہیں خدا کو ہر حال میں قِيَامًا وَقُعُودًا

ع ۱۹ / ۱

جس وقت کہ کھڑے ہوئے ہوتے ہیں اور جس وقت کہ بیٹھے ہوتے ہیں ۔ دو حال واقع ہوئے ہیں اور یہ بھی حال واقع ہوا ہے کہ وَعَلٰی جُنُوْبِهِمْ اور
یاد کرتے ہیں خدا کو جس وقت کہ پہلو پر کروٹوں ہی کے لیٹتے ہیں یعنی ہمیشہ ذکر خدا میں رہتے ہیں [illegible] کہ انہیں کے اولو میں تدبیر
یں چاہیے ذکر خدا ہمیشہ یاد رکھو وَيَتَفَكَّرُوْنَ اور سوچتے ہیں اور فکر و تامل کرتے ہیں وہ عاقل لوگ اسی دلیل لائے وجود اور وحدانیت اور قدرت کاملہ
خدا کے فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیچ پیدائش آسمانوں اور زمین کے تاکہ وہ فکر ان کو طرف صانع قدیم کے راہ دکھلائے اور جناب رسول خدا
نے فرمایا ہے کہ کوئی عبادت مثل تفکر کے نہیں ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ تفکر ایک ساعت کا بہتر ہے تمام سال کے قیام سے کہ عبادت میں مشغول ہو اور ایک
روایت میں ۔ ہے کہ ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ایک میں ہے کہ بہتر ہے ساٹھ برس کی عبادت سے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
نہیں ہے عبادت کثرت نماز اور روزہ سے بلکہ عبادت تفکر کرنا خدا کے امر میں ہے کہ کیا قدرت ہے اسکی اور کیا صنعتیں اور کاریگریاں ہیں کہ جن میں عقل آدمی کی
حیران ہے اور سوائے اس کے احادیث اہلبیت علیہم السلام میں آیا ہے کہ یہ آیتیں شان میں ان لوگوں کی ہیں کہ جو کہ بعد نماز تہجد کے تعقیب پڑھتے ہیں
اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ خدا نے آسمانوں کو بغیر ستون کے کیونکر قائم رکھے ہیں اور ستاروں سے ان کو آراستہ کیا ہے اور سات زمینیں اوپر تلے بالائے رکھی
چھوڑی ہیں اور زمین پر طرح طرح کے حیوانات کو پھیلایا ہے اور قسم قسم کے جواہر روئیں اور درخت انہیں اگایا ہے اور چشمے انہیں جاری کیے ہیں اور پہاڑ ان پر قائم
کیے ہیں کہ جن میں قسم قسم کے جواہر پیدا کیے ہیں جب آدمی اس طرح تامل کرتا ہے تو اسکو یقین زیادہ ہوتا ہے کہ یہ چیزیں بغیر صانع کامل کے کہ جو کوئی بہت بڑی
قدرت اور علم رکھتا ہو نہیں ہو سکتیں اور حضرت رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ جو بندہ مومن بستر پر لیٹا ہوا آسمان کی طرف متوجہ ہو اور ستاروں
پر نظر کرے اور کہے کہ گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا ایک پروردگار اور پیدا کرنے والا ہے خداوندا گناہ میرے بخش دے خدا تعالیٰ اسکے گناہوں کو بخشتا ہے اور جس
وقت عقلمند خدا کی عجائب صنعتوں کی طرف نظر کر کے تفکر کرتے ہیں تو کمال تضرع اور زاری سے کہتے ہیں کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے مَا
خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا نہیں پیدا کیا تو نے اس مخلوق کو باطل یعنی بیکار اور بے فائدہ اور عبث بدون حکمت کے بلکہ اس واسطے پیدا کیا ہے کہ تو مظہر اس
چیز کا ہو اور ان چیزوں سے طرف دوسری راہ نکالے ہیں کہ بغیر بنانے والے کے کوئی چیز نہیں بن سکتی اور لوازم ان چیزوں کا ماسوا اللہ ہی اور قائم اور موجود
رکھنے والا اکیلا ہے سُبْحٰنَكَ پاک ہے تو [illegible] اور ناکارہ ہے تو اس سے کہ کوئی چیز عبث بدون حکمت اور مصلحت کے پیدا کرے فَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ پس نگاہ رکھ تو ہم کو عذاب آتش دوزخ سے اپنے فضل اور کرم سے کہ ہم قصور مند ہیں اور تیری اطاعت میں ہم سے بہت تقصیر ہوئی ہے اور اس آیت سے معلوم
ہوتا ہے کہ کفر اور گمراہی اور بداختوں کو خدا نے نہیں پیدا کیا ہے اس واسطے کہ یہ سب چیزیں باطل ہیں اور پیدا کرنے
والا باطل کو پیدا نہیں کرتا ہے چنانچہ فرمایا کہ مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا پس معلوم ہوا کہ جسکو خدا پیدا کرتا ہے وہ باطل نہیں اور کفر و گمراہی اپنی اصل میں
باطل ہیں اور ان کا پیدا کرنا حق اور پیدا نہیں ہے اور کہتے ہیں وہ خردمند کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ تحقیق کہ
تو جس شخص کو کہ داخل کرتا ہے تو اس دوزخ میں اپنے عدل سے فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ پس اس شخص کو رسوا کرتا ہے تو اسکو عذاب دیتے سے وَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ اور نہیں ہے واسطے ظلم کرنے والوں کے اپنے نفسوں پر سبب کفر اور گناہوں کے مانند مشرکین یہود و نصاریٰ کے اور سوائے ان کے مِنْ اَنْصَارٍ
مددگار ہوئے کہ عذاب کو ان سے دفع کریں اور نصرت ہونے سے یہ لازم آتا ہے کہ جو مومنین کہ اپنی سامنے گناہ ہوئے دوزخ میں گئے ہیں انکی شفاعت بھی ۔
ہو سکے اس واسطے کہ نصرت سے مراد یہ ہے کہ لیے غلبہ سے عذاب کو دفع کریں اور شفاعت ظاہری اور خوشامد سے ہوتی ہے اور شفاعت مومنین کے واسطے
حق ہے اور ابوسعید خدری نے رسول خدا سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ میری شفاعت سے ایک جماعت دوزخ سے باہر نکلے گی کہ جہنم سے [illegible] ہوئے ہیں
کوئلے کے مانند ہو جائیں پس اسکو نہر الحیواۃ میں غسل دیویں کہ اثر جلنے کا ان سے جاتا رہے اور بعد اسکے وہ جنت میں داخل ہوں اور کہتے ہیں وہ مومنین
خردمند کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا تحقیق ہم نے سنا منادی کو [illegible] کہ وہ محمد ہے یا قرآن ہے کہ وہ يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ
ندا کرتا ہے واسطے ایمان کے یعنی محمد لوگوں کو کہتا پھرتا ہے کہ تم خدا کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور کلام اللہ تمکو کہتا ہے اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ یہ کہ ایمان لاؤ تم

ساتھ پروردگار اپنے کے جس نے تمکو پیدا کیا ہے فَاٰمَنَّا یعنی پس ایمان لائے ہم منقول ہے ایک شخص روایت کرتا ہے کہ بیچ بازار عکاظ میں کہ ایام جاہلیت
میں وہ مکہ میں تھا ایک جوان کو دیکھا کہ سرخ عمامہ اپنے سر پر رکھے ہوئے جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ اے لوگو کہو لا الٰہ الا اللہ اور اسکے پیچھے ایک آدمی کو دیکھا کہ
وہ اس جوان کے پیچھے سے پتھر مارتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے لوگو یہ جھوٹا ہے اسکا کہنا نہ مانیو وہ شخص راوی کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دونو
کون ہیں کہا کہ یہ جوان جو آگے آگے جاتا ہے یہ تو محمد ﷺ ہے کہ لوگونکو طرف ایمان کے بلاتا ہے اور اسکے پیچھے جو پتھر مارتا جاتا ہے وہ اسکا چچا ابولہب ہے
پس یہ مومنین جو مسند خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں تفکر کرنے والے کہتے ہیں کہ ہمنے ایمان کی ندا کرنے والے محمد ﷺ کو سنا کہ وہ ایمان کی طرف لوگوں کو بلاتا
ہے پس ایمان لائے ہم رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا پس بخش تو واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کو یعنی گناہان کبیرہ کو بخش وَكَفِّرْ
عَنَّا سَيِّاٰتِنَا اور مٹا دے تو ہمسے بدیاں ہماری کہ وہ گناہان صغیرہ ہیں اور یا یہ کہ بخش تو گناہ ہمارے کہ جنکی توبہ ہمنے کی ہے اور مٹا دے تو بدیاں
ہماری بعد توبہ کے کہ جنکی توبہ ہمنے کی ہے وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ اور موت دے تو ہمکو ہمراہ نیکوں کے یعنی قیامت کے روز ہمکو اُن کے زمرہ میں اُٹھا رَبَّنَا
اے پروردگار ہمارے اپنے فضل و کرم سے وَاٰتِنَا اور دے ہمکو مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ جو کچھ وعدہ کیا ہے تو نے ہمسے اوپر زبانوں پیغمبروں
اپنے کے یعنی جو کچھ تو نے وعدہ کیا ہے اپنے پیغمبروں کی زبانی ثواب کے عطا کریگا اور بہت سی نعمتوں کے دینے کا وہ اپنے فضل و کرم سے ہمکو عنایت فرما وَلَا
تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور نہ رسوا کر تو ہمکو دن قیامت کے یعنی ہمکو نگاہ رکھ کہ ہمسے کوئی ایسا فعل سرزد ہو کہ موجب رسوائی اور ذلت کا ہو قیامت کے
روز اور یا یہ کہ بسبب صادر ہونے خطاؤں کی ہمکو اس روز رسوا مت کر اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تحقیق کہ تو نہیں خلاف کرتا ہے بلکہ وعدہ کو پورا کرتا ہے اور
مومنین سے تونے ثواب کے بخشنے کا اور دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور جناب رسولخدا سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت ﷺ نے کہ خدا نے جس سے وعدہ ثواب
کا کیا ہے اللہ اس کو وفا کرے گا اور جس سے وعدہ عذاب کا کیا ہے اسکا اختیار ہے چاہے عذاب کرے اور چاہے نہ کرے یہ کمال رحمت ہے خدا کی اور
فرمایا ہے حضرت ﷺ نے کہ جو کوئی ان پانچ آیتوں کو ہر شب کو پڑھے ایسا ہے کہ گویا تمام شب اس نے عبادت کی ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ
جس کسی کو کوئی مہم پیش آئے اور وہ پانچ مرتبہ کہے ربنا تو حقتعالیٰ اسکی مہم کو درست کرے گا کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسولخدا اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ حق
تعالیٰ نے ذکر کیا ہے ان پانچ کلموں کے دعا قبول کی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ پس قبول کیا واسطے اُن کے دعا کو اور جواب دیا واسطے
ان کے رَبُّهُمْ پروردگار اُنکے نے کہ اَنِّیْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ تحقیق میں نہیں ضائع کرتا ہوں عمل کسی عمل کرنے والے کا تم میں سے
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مرد سے یا عورتوں سے بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ کہ بعض تمہارا بعض سے ہے نصرت اور دین اور دوستی میں پس حکم میرا تم سب میں
ایک حکم ہے کہ کسی مرد اور عورتکا عمل ضائع نہ کروں گا اور یا یہ کہ مرد عورت سے ہے اور عورت مرد سے ہے اور وہ دونو ایک ہیں کہ اصل ان دونو کی ایک ہی
اس واسطے بعض بعض سے فرمایا ہے اور یہ جملہ معترضہ ہے کہ مرد اور عورت کی شراکت جو وعدہ ضائع نہ کرنے عمل میں ہوئی ہے اسکے بیان میں آگیا ہے اور
جناب ام سلمہ نے جناب رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسولخدا حقتعالیٰ ہجرت اور جہاد کے ثواب میں مردونکا ذکر کرتا ہے اور عورتونکا ذکر نہیں ہے حقتعالیٰ نے یہ
آیت نازل کی اور عورتوں اور مردوں کا دونوں کا اس آیت میں ذکر کیا اور فرمایا کہ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا پس جن لوگوں نے کہ ہجرت کی یعنی مکہ کے
شہر وطن اور اپنے وطن اصلی کو خدا کی مرضی کے واسطے ترک کیا ہے وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ اور نکالے گئے وہ گھروں اپنے سے ناچاری اور مجبوری
سے وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ اور آزار دئے گئے وہ بیچ راہ میری کے سبب لائے ایمان کے مثل بلال اور صہیب کے کہ مشرکوں نے انکو زد و کوب کیا اور لوٹ لیا
وَقٰتَلُوْا اور لڑے وہ کفار سے راہ خدا میں کمال کوشش سے مثل امیر المومنین علیہ السلام کے کہ کبھی جہاد سے بھاگے نہیں وَقُتِلُوْا اور مارے گئے
راہ خدا میں مثل امیر حمزہ کے لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ البتہ مٹا دونگا میں انسے برائیاں انکی اگر انھوں نے کی ہونگی وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ اور البتہ داخل
کرونگا میں انکو جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہشتوں میں کہ جاری ہیں نیچے درختوں یا محلوں انکے سے نہریں کہ ثواب دئے جاوینگے وہ ثَوَابًا
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثواب دینا نزدیک خدا کے سے ثوابا مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ اور خدا نزدیک اسکے حُسْنُ الثَّوَابِ نیکوئی

سوائے اُسکے کوئی اس ثواب نہیں دے سکتا ہے اور روایت ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ حقتعالیٰ روز قیامت رضوان کو حکم کریگا کہ بہشت کو آراستہ
کرے اور بعد اس کے فرمائیگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ جن لوگوں نے میری راہ میں جہاد کیا ہے اور رنج و آزار پہنچائے گئے ہیں اور اپنے وطن سے نکالے گئے
اور شہید ہوئے ہیں انکو حاضر کرو اور بہشت کو ان پر جلوہ میں لاؤ پس ان لوگوں کو نہایت تعظیم سے یاقوت پر سوار کرکے بہشت میں لیجائینگے اور جس وقت وہ قدم اپنے
بہشت میں رکھیں گے تو ملائکہ اُن کو کہیں گے کہ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار یعنی سلامتی ہے تمپر بسبب اسکے کہ صبر کیا تمنے پس اچھا ہے خانہ آخرت اور انہونکی
تفسیر امالی نے لکھا ہے کہ جس وقت امیر المومنینؑ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنینؑ اور فاطمہؑ بنت رسولخدا اور فاطمہ بنت زبیر
اُن کے ہمراہ تھیں صجنان ایک منزل ہے وہاں جاکر ٹھہریں اور ایک رات اور ایک دن وہاں رہیں بعضی ضعفائے مومنین ام ایمن وغیرہا بھی اُنکے پاس آگئیں اور
اُس شب کو حضرت علیؑ اور عورتوں بی بی فاطمہ نماز پڑھتی تھیں اور اُٹھتے اور بیٹھتے اور لیٹتے خدا کا ذکر کرتی تھیں تمام شب یہی کرتی رہیں اور صبح کو وہاں سے
روانہ ہوئیں اور ہر منزل میں ایسا ہی کرتی تھیں یہانتک کہ مدینہ میں داخل ہوئیں اُن کے داخل ہونے سے پہلے وحی آئی الذین یذکرون الله قیاما وقعودا
علی جنوبہم آخر تک اور ذکر سے یعنی مرد سے مراد علیؑ ہے اور انثی سے یعنی عورت سے مراد بیبیوں فاطمہ ہیں اور بعضکہتے ہیں بعض سے یہ مراد ہے کہ علیؑ فاطمہ بنت
اسد سے ہے کہ وہ ماں انکی ہے اور کہتے ہیں کہ مکہ کے رہنے والے مشرکین عیش و عشرت میں تھے اور جو مومن کہ نادار تھے وہ تنگی سے گذارا کرتے تھے اور
ویسی حال گذرتا تھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ بت پرست تو آسودگی سے رہتے ہیں اور جو کہ خداشناس ہیں وہ تنگدست رہتے ہیں الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل
کی اور خطاب انہیں پیغمبر کی طرف ہے اور مراد اس سے امت کے لوگ ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ لا یغرنک چاہیے کہ نہ فریب دے تجھکو یعنی نہ فریب دے تم کو
اے مومنین تقلب الذین کفروا آمد و رفت ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے یعنی آمد و رفت ان کافروں کی فی البلاد بیچ شہروں کے کہ واسطے تجارت
کے اور جمع کرنے مال کے شہر اور دیہ میں پھرتے ہیں کہ وہ متاع متاع قلیل فائدہ لینا تھوڑی ہے اور متاع قلیل خبر ہے مبتدائے محذوف
کی اور تقدیر اسکی ہو متاع قلیل ہے جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ دنیا مقابلہ میں آخرت کے ایسی ہے کہ جیسے انگلی اپنی دریا میں تر کرے اور باوجود اسکے
سریع الزوال ہے کہ جلد فنا ہونے والی ہے پس کفار ہر چند حظ لیویں دنیا کا مگر آخر کو سب یہیں چھوڑ کر چلے جائینگے ثم ماویہم جہنم
پھر جگہ ان کے دوزخ میں ہے کی ہے وبئس المهاد اور بدتر آرامگاہ ہے وہ دوزخ کہ اُنکے واسطے بچھایا گیا ہے لکن الذین اتقوا ربہم
لیکن جو لوگ ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے اور مال اندک دنیا سے فریفتہ نہیں ہوئے لہم جنت تجری واسطے اُنکے بہشتیں ہیں کہ جاری ہیں
من تحتها الانهار نیچے درختوں محلوں اُنکے سے نہریں شہد کی اور شراب کی اور دودھ کی اور آب لذیذ کی خالدین فیها ہمیشہ رہنے والے
ہیں وہ بیچ ان بہشتوں کے اور وہ بہشتیں واسطے اُن کے نزلا حال یہ ہے کہ ضیافت ہیں من عند الله نزدیک خدا کے سے وما عند الله
اور جو کچھ پاس خدا کے ہے یہ کی نعمتیں بزرگ خیر للابرار بہتر ہے واسطے نیکوں کے مال اندک اور لذت چند روزہ دنیائے فانی سے اسکے روایت
ہے کہ اکثر جناب سید المرسلین خرما کے پتوں کے بورئیے پر استراحت فرماتے تھے کہ اصحاب حاضر ہوئے اور جس وقت بیدار ہوئے تو نقش بوریکا اوپر بدن
مبارک کے نمایاں تھا ایک شخص اصحاب میں سے رویا اور کہا کہ یا رسولخدا کسریٰ اور قیصر تو ریشمی بچھونوں پر آرام کریں اور آپ اس بورئیے پر فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں انکے واسطے
دنیا ہے اور ہمارے واسطے آخرت ہے اور کہتے ہیں کہ نجاشی بادشاہ حبشہ کا مر گیا تو جبرئیل نازل ہوئے اور اُسکے مرنے کی رسولخدا کو خبر کی اور پہلے تو وہ نصرانی تھا
اور بعد اُس کے مسلمان ہو گیا تھا حضرت نے جبرئیل سے اسکا مرنا سنا تو صحابہ سے فرمایا کہ چلو اپنے برادر پر کہ غیر جگہ مرا ہے نماز پڑھیں یہ فرما کر مع اصحاب بقیع میں
تشریف لائے اور حقتعالیٰ نے حضرت کے سامنے سے حجاب کو اُٹھا دیا حضرت نے اسپر نماز پڑھی اور منافقوں نے طعن کیا کہ محمدؐ اس شخص پر نماز پڑھتا ہے کہ نصرانی
ہے اور کبھی اسکو دیکھا نہیں ہے حقتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے وان من اهل الكتاب اور تحقیق بعضے اہل کتاب میں سے لمن یؤمن
الله وہ شخص ہے کہ ایمان لایا ہی یعنی ہمیشہ ایمان رکھتا ہے بالله ساتھ خدا کے وما انزل الیکم اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف تمہارے کہ
وہ قرآن ہے وما انزل الیہم اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف انکے یعنی توریت اور انجیل کہ خاشعین لله ڈرنیوالے اور عاجزی کرنیوالے

ہیں واسطے خدا کے لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ نہیں خرید کرتے وہ ساتھ آیتوں خدا کے یعنی نہیں بدلے لیتے ہیں عوض آیات خدا کے کہ جو کہ توریت میں ہیں
محمدؐ کے اوصاف کے بیان میں ثَمَنًا قَلِیْلًا مول تھوڑے کو جیسا کہ علماء یہود کرتے تھے کہ تحریف کرتے اور رشوتیں لیتے تھے اُولٰٓئِکَ یہ لوگ خدا کے واسطے
عاجزی کرنے والے اور ڈرنے والے وہ ہیں کہ لَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ واسطے ان کے اجر ان کا ہے نزدیک پروردگار ان کے کے اِنَّ اللّٰہَ
سَرِیْعُ الْحِسَابِ تحقیق خدا جلد لینے والا حساب کا ہے یعنی جلدی اور آسانی سے حساب مومنوں کا لیوے گا اور روایت ہے کہ خدائے تعالیٰ مومنوں کو ایک
مقام میں جمع کرے گا اور بمقدار پلک مارنے کے سب کا حساب لیوے گا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت نجران کے چالیس آدمیوں کے اور حبشہ کے بتیس آدمیوں کے
اور روم کے آٹھ آدمیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نصرانی تھے اور پھر مسلمان ہو گئے تھے اور اب سب مسلمانوں کو حکم کرتا ہے کہ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے
وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اصْبِرُوْا صبر کرو تم اطاعت پر اور ان مصیبتوں پر کہ جو تم کو پہنچی ہیں وَصَابِرُوْا اور صبر کرو تم جہاد پر اور دشمنوں سے لڑنے پر کہ مقابلہ
میں ثابت قدم رہو وَرَابِطُوْا اور تیار رہو تم دشمنان دین سے لڑنے کے واسطے اور یا یہ کہ منتظر رہو نماز وقتی ایک کے بعد دوسرے کے اور یا یہ کہ ربط کرو تم آئمہ معصومینؑ
سے اور مشہور اسکے معنی میں یہ ہے کہ آمادہ اور تیار رہو تم دشمنان دین سے لڑنے پر اور گھوڑوں اور ہتھیاروں سے موجود رہو اور گھوڑے اپنی سرحد پر باندھو کہ کوئی کافر
ادھر کا قصد نہ کرے اور مرابطہ کا معنی گھوڑوں کو سرحد پر کھڑا کرنا اسکا ثواب تو حدیث میں مذکور ہوا ہے لیکن رسول خداؐ کے زمانہ میں یہ صورت ہوئی تھی کہ گھوڑے سرحدوں پر
باندھے ہوں مگر یہ حکم ہے کہ جہاد کے واسطے اور وقعہ کی کتابوں میں بھی اسکا ذکر ہے اور رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرتؐ نے کہ جو کوئی مرابطہ کرے راہ خدا میں
ایک رات اور دن اُس آدمی کی مانند ہو کہ جس نے تمام ماہ رمضان میں روزے رکھے اور تمام راتوں کو عبادت خدا میں گذارا ہو اور خدائے تعالیٰ درمیان اُس کے اور دوزخ کے درمیان
دوزخ کے سات خندقیں پیدا کرے اور کشادگی ہر خندق کی آسمان اور زمین کی برابر ہو وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرو تم خدا سے اور پرہیز کرو گناہوں سے لَعَلَّکُمْ
تُفْلِحُوْنَ ۝ تا کہ تم رستگاری پاؤ اور بہشت کے بلند درجوں کو پہنچو سُوْرَۃُ النِّسَآءِ یہ سورہ مدنی ہے کہ مدینہ میں نازل ہوا ہے مگر بعضے کہتے ہیں کہ آیہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ
تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَہْلِہَا اور آیہ وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ یہ دونوں آیتیں مکہ میں نازل ہوئی ہیں اور شمار میں کل آیتیں اس سورت کی ایک سو چھہتر ہیں اور حضرت امیر المومنینؑ نے
فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر جمعہ سورہ نساء کو پڑھے وہ فشار قبر سے محفوظ رہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ اے آدمیو
ڈرو تم پروردگار اپنے سے اسکے حکم کی مخالفت کرنے میں الَّذِیْ وہ خدائے تعالیٰ کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ
پیدا کیا ہے تم کو ایک نفس اور تن سے کہ وہ آدم علیہ السلام ہے وَّخَلَقَ مِنْہَا زَوْجَہَا اور پیدا کیا ہے اُس سے جوڑا اسکا کہ وہ حوا ہے وَبَثَّ مِنْہُمَا اور
پھیلایا ان دونوں سے یعنی آدم اور حوا سے رِجَالًا کَثِیْرًا مردوں بہت کو وَّنِسَآءً اور عورتوں کو اور حضرت آدم کے پیدا ہونے کی کیفیت تو سورہ
بقر میں بیان ہو گئی ہے اور حضرت حوا کے پیدا ہونے کی کیفیت موافق مشہور کے تو یہ ہے کہ وہ حضرت آدم کی جانب چپ کی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئی
ہیں اور بعض روایات بھی اسپر دلالت کرتی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت حوا حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا نہیں ہوئی ہیں بلکہ اُس مٹی سے پیدا
ہوئی ہیں کہ جو مٹی حضرت آدم کی پتلی بنکر بچ رہی تھی آدم کا پتلا بنا کر جو مٹی باقی بچ گئی تھی اُس مٹی سے خدا نے حوا کو بنایا ہے۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ سے
روایت ہے کہ کسی نے آنحضرت سے سوال کیا کہ حوا کس طرح پیدا ہوئی ہے فرمایا کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت حوا حضرت آدمؑ کی پسلی
سے پیدا ہوئی ہیں فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہیں کیا خدائے تعالیٰ کو قدرت نہ تھی کہ پسلی کے سوا اور کسی چیز سے پیدا کرتا اور فرمایا کہ خبر دی ہے مجھ کو میرے
باپ نے اپنے پدران طاہرین سے کہ فرمایا جناب رسول خداؐ نے کہ خدا نے اپنے دست قدرت سے مٹی کو گوندھا اور اس سے آدم کو پیدا کیا اور جو کچھ مٹی اس
میں سے باقی رہ گئی تھی اس سے حوا کو پیدا کیا اور ایک روایت میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ کیا خدا عاجز تھا کہ حوا کو آدم کی پسلی سے بنا کر اس کے
بدن ہی کے ٹکڑے کو اسکی جورو بنایا اور اسکی پسلی کے سوا اور کسی چیز سے پیدا نہ کر سکا اور ایسے ہی مشہور ہے کہ حضرت آدم کے نطفہ سے اور حوا کے پیٹ سے
ایک حمل میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی جوڑواں پیدا ہوتی تھی ستر جوڑے اسی طرح پیدا ہوئے اور ایک پیٹ کے پسر کا نکاح دوسرے پیٹ کی دختر سے ہوتا تھا اور بعض روایات بھی اسپر
دلالت کرتی ہیں لیکن وہ روایتیں تقیہ کی ہیں اور امام نے فرمایا ہے کہ یہ بھی جھوٹ ہے بھائی کا نکاح بہن سے جائز نہیں ہوا اور حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

سورۃ النساء ۴

خدا تعالیٰ کو آدم کی نسل جاری کرنی منظور ہوئی تو حضرت حوا سے شیث تنہا کو پیدا کیا اور بعد اسکے یافث تنہا کو پیدا کیا اور شیث کے واسطے حور
نازل کی جنت سے روز بعد عصر کے کہ نام اس کا نزلہ تھا اور آدم کو حکم کیا کہ شیث کا نکاح اس سے کرے اور دوسرے روز عصر کے بعد ایک اور حور جنت سے
بھیجی کہ نام اس کا منزلہ تھا اور حکم کیا کہ یافث کا نکاح اس سے کرے جب ان دونوں کا نکاح آپس میں ہوا تو شیث کے بیٹا پیدا ہوا اور یافث کے دختر
پیدا ہوئی اور ان دونوں کے بیٹا اور بیٹی کا نکاح آپس میں ہوا اور ان دونوں سے نسل پھیلی اور حضرت نوح ان دونوں کی اولاد میں سے تھے اور وہ حوریں بعد
جننے کے بہشت کو چلی گئیں اور آدمی رہ گئے ہیں یہ سب مختلف ہیں وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ اور ڈرو تم خدا سے کہ آپس میں سوال کرتے ہو تم بہ سائلہ
یعنی اسکی قسم کھا کر بعض تم میں سے بعض کو کہتا ہے کہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے بحق خدا کہ تو یہ کام کر یا مانگتا ہوں میں تجھ سے بحق خدا اور اہل کوفہ نے تسائلون
کو تخفیف سین پڑھا ہے اور باقیوں نے تشدید سین اور اصل میں تتسائلون ہے دوسری تا سین میں ادغام کی گئی ہے وَالْاَرْحَامَ اور ڈرو تم یگانوں
سے کہ انکی قسم کھاؤ وقت سوال کرنے کے آپس میں اور یہ معنی ہیں کہ خدا ایسا بزرگ ہے کہ اسکے واسطے سے آپس میں اپنی حاجتیں تم طلب کرتے ہو ڈرو اس کی
مخالفت سے کہ اس کے حکم کی تعمیل نہ کرو اور ایسے ہی ڈرو تم یگانوں سے کہ ان سے قطع کرو اور بگاڑ کرو کہ یہ قطع کرنا بڑا ہی سخت گناہ ہے اور حضرت امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ملاپ رکھو تم اپنے یگانوں سے اور رشتہ داروں سے اگرچہ سلام علیک ہی ہو اور حدیث قدسی میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں
رحمان ہوں کہ میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام کو اس میں سے لیا ہے جو کہ رحم سے یعنی یگانہ اور رشتہ دار سے ملاپ رکھے میں بھی اس سے ملاپ رکھونگا
اور جو کوئی اس سے قطع کرے میں بھی اس سے قطع کرونگا اور حمزہ نے ارحام کو مجرور پڑھا ہے کہ ضمیر مجرور پر عطف کرکے اور یہ مذہب بہت ضعیف ہے اور
باقیوں نے اسکو منصوب پڑھا ہے اللہ کا تساءلون کا معمول مقدر کرکے اور اس آیت میں خدا نے اپنے ذکر کے ہمراہ رحم کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اس سے قطع کرنا کیسا سخت گناہ ہے اور خدا تعالےٰ پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ تحقیق خدا ہے اوپر تمہارے یعنی تمہارے
اعمال کا رَقِيْبًا نگہبان پس چاہئے کہ ہر حال میں اپنے تئیں گناہ سے بچاتے رہو کہ قطع رحم اور سوائے اسکے کوئی گناہ تم سے ہونے پائے اور اب خدا تعالےٰ
یتیمونکے مال کے نہ کھانے کی تاکید کرتا ہے اور ان کے مال کی حفاظت کے لئے حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اور دو تم یتیموں کو جس وقت
وہ بالغ تمیز دار ہو جائیں اَمْوَالَهُمْ مالوں انکے کو اور وہ اگر ایسے ہوں تو ان کے والیوں کو اور وصیوں کو انکے مال دو اور اگر تم ان کے والی یا وصی ہو تو پہلے
بالغ ہونے انکے کھانے پینے میں خرچ کرو اور نیکی تربیت کرو اور بیجا خرچ بھی مت کرو اور جس وقت وہ بالغ تمیز دار ہو جائیں تو انکی مال انکے سپرد کر دو اور کہتے ہیں کہ
والی یتیمونکے انکے مالوں میں بیجا تصرف کرتے تھے کہ گوسفند چھوٹے اور دبلے اپنے ان کے گوسفند بکری ریوڑ میں ملا کر اسکے عوض میں گوسفند فربہ انکے لیتے تھے حقتعالےٰ نے فرمایا
کہ ان کے مالوں میں تصرف بغیر جائز مت کرو وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ اور بدل کر لو تم ناپاک مال کو بِالطَّيِّبِ ساتھ پاک مال کے یعنی مال یتیم کا کہ تم پر حرام
کیا ہے خدا نے اور تمہارے واسطے وہ ناپاک اور حرام ہے اپنے مال سے کہ وہ حلال اور پاک ہے تمہارے واسطے اور خدا نے وہ تم پر حلال کیا ہے بدل مت کرو اور یہ معنی
ہیں کہ مال یتیم کا کہ تم پر حرام ہے اسکے کھانے میں جلدی مت کرو پہلے اس سے کہ مال حلال جو تمہارا مقدر کیا ہے وہ تمہارے ہاتھ آئے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص کہ وہ بنی
غطفان سے تھا بھائی اسکا مر گیا تھا اور ایک بیٹا اسنے چھوڑا تھا اور یہ اسکا وصی تھا سختی سے اسکے مال میں تصرف کیا جس وقت بیٹا اسکا بالغ ہوا تو اسی مال کو
اس سے طلب کیا اور یہ مال کے دینے میں دیر اور انکار کرتا تھا اس لڑکے نے محکمۂ عالیۂ رسول خدا میں اپنے مال کی نالش کی یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ
وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اور نہ کھاؤ تم مالوں ان یتیموں کے کو اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ طرف مالوں اپنے کے یعنی اپنے مال کو انکے مالوں میں ملا کر ان کے مال مت کھاؤ
اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ کھانا مال یتیم کا ناحق کرنی اسمیں كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ہے گناہ بڑا خدا کے نزدیک کہتے ہیں کہ جس وقت اس لڑکے کے چچا نے سنا کہ مال
یتیم کا کھانا بہت بڑا گناہ ہے تو اسی وقت وہ مال اُسنے اس لڑکے کو دیدیا اور کہتے ہیں کہ اس لڑکے نے وہ مال راہ خدا میں دیدیا حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ لڑکے کو تو ثواب ہوا اور اسکے
باپ پر وبال اسکے جمع کرنے کا ہوا کہ قیامت کے روز افسوس کریگا کہ میں نے رہ خدا میں اسکو کیوں نہ دیا اور کہتے ہیں کہ ایک لڑکی مالدار ایک شخص کے پاس تھی وہ اسکی پرورش
کرتا تھا اور اسکا مال بھی اسکے قبضہ میں تھا وہ شخص چاہتا تھا کہ اس سے نکاح کرکے اسکا مال خرد برد کرے اور حق زوجیت اور مہر اسکا کچھ دلوے یہ آیت نازل

ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِنْ خِفْتُمْ اور اگر خوف کرو تم اے والی یتیموں کے اَلَّا تُقْسِطُوْا یہ کہ نہ انصاف اور عدالت کرو تم فِی الْیَتٰمٰی
بیچ یتیم عورتوں کے یعنی اگر جانتے ہو کہ بعد نکاح کے یتیموں کے مال کی رعایت نہ کرو گے انصاف و عدالت سے بلکہ انکا مال کھا جاؤ گے اور حقوق ان کے
ادا نہ کرو گے کہ ان کے حق کا طلب کرنے والا کوئی نہیں ہے تو فَانْکِحُوْا پس نکاح کرو تم مَا طَابَ لَکُمْ جو کچھ خوش آئے واسطے تمہارے اور پسند ہو اور
موافق تمہاری طبیعت کے ہو مِنَ النِّسَآءِ عورتوں حلال میں سے سوائے ان یتیم عورتوں کے یعنی ان صورتوں میں یتیم عورتوں سے اور جو کہ تم پر حرام ہیں ان سے
نکاح مت کرو اور سوائے انکے جس عورت سے چاہو نکاح کرو مَثْنٰی جوڑے دو دو ہوں وَثُلٰثَ اور تین تین وَرُبٰعَ اور چار چار ہوں یعنی ان
عدد میں سے جس عدد کو چاہو اختیار کرو اور زیادہ چار سے نکاح دائمی درست نہیں ہے اور مثنٰی اور ثلث اور رباع حال واقع ہوئے ہیں اور غیر منصرف
ہیں فَاِنْ خِفْتُمْ پس اگر خوف کرو تم اَلَّا تَعْدِلُوْا یہ کہ نہ انصاف کرو تم کہ ان عورتوں کو برابر نہ رکھو تم نفقہ دینے میں اور انکے پاس سونے میں تو
اس صورت میں فَوَاحِدَةً پس ایک ہی زوجہ ہے اور ایک ہی کو اختیار کرو اور اس سے زیادہ کی طمع مت کرو اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یا وہ عورت
کہ مالک ہوتے ہیں ہاتھ تمہارے یعنی لونڈی کو اختیار کرو کہ جس کے تم مالک ہوئے ہو اور انکو اپنے تصرف میں لاؤ جس قدر چاہو اگرچہ چار سے زیادہ
ہوں کہ انکا نفقہ اور خرچ بہت نہیں ہوتا جیسے کہ آزاد عورتوں کے زیادہ خرچ ہوتے ہیں اور باریوں کی تقسیم بھی ان میں واجب نہیں ہے ذٰلِکَ یعنی نکاح
ایک عورت کا اور لونڈیاں کر لینی اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا زیادہ نزدیک ہے اس کے کہ نہ بے انصافی کرو تم کہ ایک عورت سے زیادہ رغبت اور اختلاط رکھو اور
دوسرے کے حقوق ادا نہ کرو اور اس مقام میں نکاح دائمی کے اور لونڈیوں کے ذکر کرنے سے اور نکاح متعہ کے ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ نکاح متعہ جائز
نہ ہو اس واسطے کہ ضرور نہیں ہے کہ سب احکام کا بیان ایک ہی جگہ ہو اگر متعہ کا یہاں ذکر نہیں کیا ہے تو کیا مضائقہ ہے دوسری جگہ بعد اسکے ذکر کیا ہے اور سوائے اس کے
یہاں ان عورتوں کا ذکر ہے کہ جنسے انتظام خانہ داری متعلق ہے اور وہ یا تو زوجہ دائمی ہوتی ہے اور یا لونڈیاں اور متعہ ایسی نہیں ہوتی بلکہ وہ فقط رفع حاجت کے لیے
ہوتی ہے اس واسطے اسکا ذکر یہاں نہیں کیا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے ایام جاہلیت میں عورتوں کی مہر کو شوہر انکے لیکر اپنے
تصرف میں لاتے تھے اور عورتوں کو اس سے محروم رکھتے تھے خدا تعالیٰ نے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ وَاٰتُوا النِّسَآءَ اور دو تم عورتوں کو اے والو عورتوں کے
صَدُقٰتِهِنَّ مہر ان کے جو کہ ان کے شوہروں سے تمنے لیے ہیں اس واسطے کہ یہ حق انکا ہے اور تمہارا کچھ حصہ اس میں نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت
میں خطاب شوہروں کی طرف ہے یعنی اے شوہرو عورتوں کے دو تم عورتوں کو مہر ان کے اور انکے دینے میں مضائقہ مت کرو کہ نِحْلَةً عطا ہے وہ شوہروں کی
اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جو شخص نکاح کرے کسی عورت سے اور اسکے مہر کے ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو تو وہ شخص خدا کے نزدیک زانی ہے اور جناب رسولخدا سے
روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جو کوئی قرض لیوے اور نیت اسکے ادا کرنے کی نہ رکھتا ہو وہ چور ہے اور جو کوئی کسی عورت سے نکاح کرے اور اسکے مہر کے دینے کی نیت نہ
رکھتا ہو وہ زانی ہے اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ لائق تر سب چیزوں کا یہ ہے کہ وفا کرو تم اس چیز کو کہ حلال کیا ہے تمنے اسکے عوض میں فرج کو فَاِنْ طِبْنَ
پس اگر خوشی سے دیویں وہ عورتیں لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ واسطے تمہارے کچھ مِّنْهُ نَفْسًا اس مہر میں سے از روئے نفس کے یعنی اپنے نفس کی خوشی
اور رضامندی سے کچھ مہر یا کل مہر تمکو بخشدیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے فَکُلُوْهُ پس کھاؤ تم اسکو هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا خوشگوار جانا ہوا کہ وہ تمکو مباح ہے اور اسکے
کھانے میں تمکو کچھ گناہ نہیں ہے کہ اپنی خوشی سے اسے تمکو بخشا ہے اور بعضا مفسر واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ کسی شخص نے ہنیئًا مریئًا کے معنی کو رسولخدا سے پوچھا
فرمایا کہ ہنی وہ ہے کہ جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور مری وہ ہے کہ جسمیں درد اور رنج نہ ہو اور روایت ہے کہ ایک شخص امیر المومنین کے پاس آیا اور درد شکم کی اپنے
شکایت کی فرمایا کہ اپنی زوجہ سے کچھ مہر طیب نفس سے ہبہ کروا لے اور اس مہر کا شہد خرید کر اور آب باراں میں اسکو ملا کہ جمع کیا ہو تو نے درمیان ہنی اور
مری اور برکت شفا کی چنانچہ خدا مہر کے لیے فرماتا ہے ہنیئًا مریئًا اور شہد کی شان میں فرماتا ہے فیہ شفاء للناس اور آب باراں کی برکت میں فرماتا ہے
ونزلنا من السماء ماء مبارکا اور جس وقت کہ برکت اور شفا اور ہنی اور مری جمع ہوں گے تو شفا پاوے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس شخص نے موافق ارشاد
جناب امیر المومنین کے عمل کیا تو شفا پائی اور پہلے اس سے خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یتیم بالغ ہو جاویں تب مال انکا انکو دو اور اب فرماتا ہے کہ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ

اور نہ دو تم بے عقلوں کو اَمْوَالَكُمُ تمہارا اپنا مال یعنی مال اُن کے کہ جو تمہارے تحت تصرف میں ہیں اور ان بے عقلوں کے مالوں کے تم مالک ہو الَّتِي وہ مال کہ جَعَلَ
اللّٰهُ لَكُمْ کیا ہے خدا واسطے تمہارے قِيَامًا سبب قائم رہنے معیشت کا اور وہ مال ان کو مت دو حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ وہ یتیم ہیں کہ جن کے مال
تمہارے پاس ہیں وہ مال ان کو مت دو جب تک کہ وہ بالغ اور ہوشیار ہو جائیں اور جس وقت ایسے ہو جائیں تو اس وقت ان کے مال سپرد اُن کے کر دو اور
کسی نے پوچھا کہ مال ان کے ہمارے مال کیونکر ہو جائیں گے فرمایا کہ جس وقت تو ان کا وارث ہو اس وقت وہ مال تجھ کو ہی پہنچے گا اور بعضی روایت میں ہے
کہ مراد سفہاء سے شراب کے پینے والے ہیں ان کو مال مت دو اور قیامًا کو نافع اور ابن عامر نے قیمًا پڑھا ہے بدون الف کے اور کہتے ہیں کہ معنی آیت
کے یہ ہیں کہ مال اپنے کہ جو تمہاری ملک ہیں اور سبب تمہاری معاش اور معاد کے ہیں کہ دنیا میں اُس سے گذارا کرتے ہو اور آخرت کے فائدہ کے لئے اُس
سے حج اور جہاد کرتے ہو اور راہ خدا میں دیتے ہو ان مالوں کو اپنی عورتوں اور فرزندوں کو مت دو اور ان کے سپرد مت کرو کہ وہ بے وقوفی سے تمہارے مال کو خرچ
کریں گے اور تم محتاج ہو جاؤ گے اور روایت بھی اس معنی پر دلالت کرتی ہے چنانچہ فرماتا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے کہ سفہاء سے مراد عورتیں
ہیں اور فرزند ہیں پس جس وقت مرد کو علم ہو اور جانتا ہو کہ زوجہ اور فرزند بے خرد ہیں اور مال کے خراب کرنے والے ہیں تو ان کو سزاوار نہیں کہ ان دونوں میں سے کسی کو اپنا
مال جو کہ سبب اُس کی معیشت کا ہے سپرد کرے حاصل یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو مت دو خواہ وہ مال اُن کے ہوں خواہ تمہارے ہوں وَارْزُقُوهُمْ اور روزی دو
تم ان کو یعنی کھانا مقرر کر دو تم فِيهَا بیچ اُن مالوں کے یعنی واسطے اس قدر کہ جس میں وہ بھوکے نہ رہیں اور موافق ان کے حال کے ہو وَاكْسُوهُمْ اور کپڑا دو تم ان کو موافق
اُن کی حیثیت کے وَقُولُوا لَهُمْ اور کہو تم واسطے اُن کے قَوْلًا مَعْرُوفًا بات نیک اور پسندیدہ کہ جس کو سن کر وہ خوش ہوں اور راضی رہیں اور سختی ان کو نہ ہو
بلکہ اچھے اور نیک وعدے ایسے کرو مثلاً کہو اگر وہ یتیم ہو کہ یہ مال تیرا تیرے پاس ہے اور میں اس کا محافظ ہوں اور تیری طرف سے اس کا خزانہ دار ہوں اور
جس وقت تو بالغ ہو جائے گا تو سب مال تیرا تیرے سپرد کر دوں گا اور ایسے ہی عورت سے ایسا وعدہ کرے کہ جو وہ خوش ہو جائے وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ
اور آزماؤ تم یتیموں کو بالغ ہونے سے پہلے اگر مرد ہے تو خرید و فروخت اور نگہبانی مال سے آزماؤ کہ وہ اپنے فائدہ کو سمجھتا ہے یا نہیں اور اگر عورت ہے تو کاتنے اور
سینے اور گھر کے کاروبار سے آزماؤ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ یہاں تک کہ جس وقت کہ پہنچیں وہ حد نکاح کو کہ بالغ ہو جائیں اور مرد کا بالغ ہونا احتلام سے یا
زیر ناف کے بال اُگنے سے اور اگر ان دونوں میں سے کوئی نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر ہونے سے معلوم ہوتا ہے اور عورتوں کا بالغ ہونا ان دونوں علامتوں سے
یا نو برس کے تمام ہونے سے معلوم ہوتا ہے پس جس وقت وہ حد بلوغ کو پہنچ جائیں تو اس وقت فَإِنْ آنَسْتُمْ پس اگر دیکھو تم مِنْهُمْ رُشْدًا
اُن سے ہوشیاری اور راستی کو خرید و فروخت اور صرف کرنے میں کہ وہ اپنے مال کے فائدے اور نقصان کو خوب سمجھتے ہیں تو فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ
پس دفع کرو تم طرف ان کے مالوں ان کے کو یعنی اُن کے مال ان کو دے دو جو کہ تمہارے پاس ہیں اور اس میں کچھ تامل نہ کرو اس واسطے کہ بعد بلوغ کے ان کے مالوں کو تم اپنے پاس
نہیں رکھ سکتے ہو لیکن حدیث میں آیا ہے کہ اگر وہ ایسا ہے کہ مال کو ضائع کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور زنا کرتا ہے تو ابھی اس کو مت دو وَلَا تَأْكُلُوهَا
اور نہ کھاؤ تم ان مالوں کو یتیموں کے اور تلف نہ کرو ان کو إِسْرَافًا حد سے گذر کر اور بیجا وَبِدَارًا اور جلدی کر کے أَنْ يَكْبَرُوا اس سے کہ بڑے ہو جائیں
وہ اور اسرافا اور بدارا مصدر ہیں اور محل حال میں واقع ہوئے ہیں یعنی مسرفین اور مبادرین اور ان یکبروا مفعول مصدر منصوب ہے بدارا سے یعنی مبادرین کبرہم
یعنی مال یتیموں کے زیادہ حد مقرر سے اور جلدی کر کے اس خوف سے کہ یہ بالغ ہو جائیں گے نہ کھاؤ کہ جائز نہیں ہے اور حد مقرر سے مراد یہ ہے کہ موافق احتیاج کے
محتاج کو عوض نگہبانی مال یتیم سے کھانا جائز ہے وَمَن كَانَ غَنِيًّا اور جو شخص کہ ہو توانگر دولتمندوں اور اوصیاء سے جو کہ نگہبانی یتیم کے مال کی کرتے ہیں تو
فَلْيَسْتَعْفِفْ پس چاہیے کہ اپنے نفس سے پرہیزگاری اختیار کرے کہ اپنے تئیں یتیم کا مال کھانے سے نگاہ رکھے کہ بدون عوض اس کے مال کی نگہبانی کرے وَمَن كَانَ فَقِيرًا اور جو شخص
کہ ہووے محتاج مال یتیم کی نگہبانی کرنے والوں میں سے تو فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ پس چاہیے کہ کھائے ساتھ نیکی کے یتیم کے مال میں سے نگہبانی کے عوض میں بقدر حاجت کے اور بقدر
ضرورت کے کپڑے کے واسطے بھی لیوے کہ مباح ہے اور یہی نیک اور زیادہ اس سے جائز نہیں ہے اور ایک حدیث میں آیا کہ بعد اس کے اگر اس کے ہاتھ کچھ آئے اور قدرت ہو جائے
تو جس قدر اس نے کھایا ہے وہ بھی اس کو واپس کر دے فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ پس جس وقت دفع کرو تم طرف ان کے مال ان کے یعنی جس وقت کہ بالغ ہو کر دو تم

یتیموں کو مال اُن کے جو کہ تمہارے پاس ہیں تو فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ پس گواہ مقرر کر دو تم اوپر ان کے یعنی اگر یتیموں کا مال دیدو تو ان کے
قبض کر لینے اور اقرار پر گواہ مقرر کر لو تاکہ وہ اسکے اقرار کو سن کر اسکے گواہ رہیں اور تم میں اور اُن میں جھگڑا ہو تو وہ گواہ اسکے اقرار کرنے قبض مال کے گواہی دیں
وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا اور کافی ہے خدا حساب لینے والا قیامت کے روز یعنی گواہ مقرر کرنے اسواسطے ہیں کہ دنیا میں تمہارا آپس میں جھگڑا ہو کہ تم
نے ہمیں مال کو دیا ہے اور جس کو دیا ہے وہ کہیں ہم نے نہیں لیا ہے اور گواہونکی گواہی دینے سے جلد فیصلہ ہو جائے اور جو شخص کہ خائن اور عاصی ہے
اور دروغ دعوے کسی پر کرتا ہے پس اس سے خدا قیامت کے روز سمجھ لیگا پس مخالف اس کے حکم کی مت کرو اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں اسلام سے
پہلے حال عرب کی یہ تھی کہ عورتوں کو اور خورد سال لڑکوں کو میراث نہیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مال اس شخص کو دیا جائے کہ دشمن سے جنگ کرے جس وقت
رسولخدا ہجرت کر کے مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو یہی قانون وہاں جاری تھا ایک عورت رسولخدا کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسولخدا میرا شوہر مر گیا اور تین
لڑکیاں اُسنے مجھسے بعد اپنے چھوڑی ہیں اور مال بہت اُسنے چھوڑا ہے اور اس کے چچا کے بیٹے مال کو اپنے تصرف میں لائے ہیں حضرت نے انکو طلب کیا
اور حال کو اُن سے دریافت کیا اُنھوں نے عرض کی کہ یا رسولخدا ہماری قوم میں یہ قانون جاری ہے کہ عورتونکو اور لڑکونکو ہم میراث میں حصہ نہیں
دیتے ہیں اور مال اُسکے واسطے ہی جو کہ دشمن کو دفع کرے حصے لینے یہ آیت نازل کی کہ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ واسطے مردوں کے حصہ ہے خواہ بڑے
ہوں خواہ چھوٹے ہوں مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اسمیں سے کہ جو چھوڑا ہے والدین نے اور قریبوں نے یعنی جو مال کہ باپ یا ماں نے
چھوڑا ہے اس میں مردونکا حصہ ہے کہ وہ اولاد انکی ہیں خواہ وہ مرد عمر میں بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں اور ایسے ہی رشتہ دارونکے مال میں چھوٹے اور بڑے
مردونکا حصہ ہے وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ اور واسطے عورتونکے حصہ ہے خواہ چھوٹی ہوں خواہ بڑی ہوں مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ
اسمیں سے کہ چھوڑا ہے والدین نے اور قریبوں نے یعنی مرد و عورت سب حصہ پاتے ہیں اس مال اور جائداد میں سے کہ جو کہ باپ یا ماں یا کسی رشتہ دار نے بعد اپنے چھوڑا ہے
مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اس چیز میں سے کہ کم ہے اس سے اَوْ كَثُرَ یا بہت ہے یعنی وہ مال جو انھوں نے بعد اپنے چھوڑا ہے تھوڑا ہو یا بہت سب میں حصہ پائینگے نَصِيْبًا
مَّفْرُوْضًا حصہ مقرر کیا گیا اور معین جو کہ فرائض کی کتابوں میں لکھا ہے یعنی مرد اور عورت دونوں حصہ معین جو کہ شارع نے مقرر کیا ہے باپ کے اور ماں کے اور
قریبوں کے سب مال میں سے پائینگے وہ مال تھوڑا ہو یا بہت ہو مگر افسوس ہے کہ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے اپنے باپ کے مال میں سے حصہ نہ پایا اور بالکل محروم
رکھیں اور حال یہ ہے کہ وہ بھی نساء میں داخل ہیں اور خارج نساء سے نہیں مخالف قرآن کے ایک روایت بنا کر اس مظلومہ کو اس کا حق نہ دیا اور نصیبًا حال
واقع ہوا ہے اور بعد نازل ہونے اس آیت کے رسولؐ نے ان لوگونکو بلا کر اس مرد کی بیٹیوں کو حصہ دلایا اور اب خدا اس جماعت کا ذکر کرتا ہے کہ انکو مال میں سے
حصہ دینا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اور جس وقت حاضر ہوں تقسیم ہونے کو یعنی جس وقت حاضر ہوں وقت تقسیم ہونے میراث کے
اُولُوا الْقُرْبٰى رشتہ دار میت کے وَالْيَتٰمٰى اور یتیم لڑکے کہ میراث نہ پاتے ہوں وَالْمَسٰكِيْنُ اور محتاج لوگ فَارْزُقُوْهُمْ پس روزی دو تم
انکو کچھ مِّنْهُ اس مال میراث میں سے یعنی اگر وقت تقسیم میراث کے یہ لوگ آجائیں تو اسمیں سے کچھ ان کو بھی دو کہ دل انکے خوش ہو جائیں وَقُوْلُوْا لَهُمْ اور کہو تم
واسطے انکے قَوْلًا مَّعْرُوْفًا بات نیک کہ باعث انکی خاطر کی خوشی کا ہو کہ انکے واسطے دعائے خیر کریں اور انکو دلویں تو احسان اپنا سر نہ رکھیں اور کہتے ہیں کہ یہ آیت
منسوخ ہے میراث کی آیت سے لیکن اسکا وجوب منسوخ ہے نہ جواز اور استحباب اور اب خدا بیان کرتا ہے کہ تمکو چاہیے کہ یتیموں پر مہربانی کرو اس امر کا خوف کر کے کہ اگر تمہاری
اولاد بھی تمہارے پیچھے باقی رہجائیں تو ان پر کوئی مہربانی کرے اور رحم کھائے چنانچہ فرماتا ہے وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ اور چاہیئے کہ ڈریں خدا سے وہ لوگ کہ
لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ اگر چھوڑیں وہ پیچھے اپنے ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا اولاد ناتوان اور عاجز کو کہ ڈرا ہوا اسے ہوتے خَافُوْا عَلَيْهِمْ خوف کریں
اوپر انکے بسبب بیکس ہونے اور ضائع ہونے یعنی جیسا کہ تم اپنی اولاد کے واسطے نہیں چاہتے ہو کہ ہمارے بعد یہ ضائع ہو جائیں کوئی اُن پر رحم نہ کرے ایسی ہی تم اپنی اولاد کے
بے سہارے اور عاجز رہجانے کا خوف کر کے لوگونکے یتیموں پر شفقت اور مہربانی کرو کہ بعد تمہارے تمہارے یتیموں پر مہربانی کریں فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ پس چاہیئے کہ ڈریں خدا سے یتیمونکو
آزار دینے میں وَلْيَقُوْلُوْا اور چاہیئے کہ کہیں یتیموں سے قَوْلًا سَدِيْدًا بات درست جیسے کہ اپنی اولاد سے کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت لوگ کسی کے

مرنے کے وقت سے پہلے جانتے تھے تو اُس سے۔ یہی تھے کہ تو اسباب مال خرچ کر ڈال تیری اولاد کا خدا ضامن ہے اور پرورش کرنے والا ہے خدا نے اسکو منع
کیا اور وہ آیت نازل کی اور اب خدا مال یتیموں کا بے وجہ شرعی کھانے سے منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ
یعنی جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کے اور تلف کرتے ہیں ظُلْمًا ظلم سے یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی یظلمونہم ظلماً ہے اور یا تمیز ہے یعنی جو
لوگ کہ کھاتے ہیں مال یتیموں کے از روئے ظلم کے إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ سوائے اسکے نہیں کہ کھاتے ہیں وہ بیچ پیٹوں اپنے کے نَارًا آگ کو یعنی پر کرتے
ہیں اپنے پیٹوں کو اسچیز سے کہ وہ اُنکو طرف آتش دوزخ کے کھینچتی ہے وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا اور قریب ہے کہ داخل ہوں اور جلیں وہ لوگ آگ میں حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ جس وقت قیامت کے روز ایک قوم کو اٹھائینگا کہ آگ اُن کے موہوں کے اندر سے نکلتی ہوگی
جماعت کے لوگ پہچانینگے کہ یہ لوگ کون ہیں ندا آئے گی کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ مال یتیموں کے ظلم سے کھاتے تھے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ
شب معراج میں جو آسمانوں پر گیا تو ایک قوم کو میں نے دیکھا کہ آگ اُنکے موہوں میں داخل ہوتی ہے اور پیچھے سے نکلتی ہے میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں کہا کہ جو ظلم سے
مال یتیموں کے کھاتے ہیں اور دوسری روایت میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ کھانا مال یتیم کا قریب ہے کہ وبال اسکا اسکو پہنچے دنیا میں اور آخرت میں دونوں میں اور
امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ کھانا مال یتیم کا تھوڑا ہو یا بہت ہو آتش دوزخ میں داخل ہوگا اور یتیم کے مال کے کھانے میں دو عذاب ظاہر ہیں ایک تو اُن میں سے
عذاب دنیا ہے کہ قسم قسم کی بلاؤں میں مبتلا ہوا اور آخرت میں واسطے اُسکے آتش سوزان دوزخ کی ہے اور اب خدا تعالے میراث کے حصوں کو بیان کرتا ہے اور
سبب اسکا یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں اسلام سے پہلے جو لوگ کہ زبردست تھے قبیلہ میں وہ میراث کو لیتے تھے اور باقی کے لوگ محروم رہتے تھے اس واسطے
خدائے تعالے تفصیل حصوں کی بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ وصیت کرتا ہے تم کو خدائے تعالے بیچ اولاد
تمہاری کے اگر کوئی مرجائے اور اولاد کو بعد اپنے چھوڑے تو لِلذَّكَرِ واسطے مرد کے یعنی واسطے پسر کے مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ مانند حصہ دو
عورتوں کے ہے یعنی مانند حصہ دو دختروں کے ہے حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی مرجائے اور بعد اپنے اولاد کو چھوڑے تو پسر کا حصہ دختر کے حصہ سے دو چند ہوگا
یعنی دو دو حصے پسروں کے ہونگے اور ایک ایک حصہ دختراں کا ہوگا اور یہ خطاب کل بندوں کی طرف ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی
اور امت کی طرف بھی البتہ اگر قل کا لفظ اسکے پہلے ہوتا تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خطاب میں شریک نہ ہوتے اور اب وہ حضرت بھی اس
خطاب میں شریک ہیں اور ان حضرت کے خارج کرنے کی اس خطاب سے کوئی وجہ نہیں ہے اور مرد کے حصہ کے دو چند ہونے کی وجہ عورت کے حصہ سے
حدیث میں مذکور ہوئی ہے کہ مرد کے ذمہ جہاد کرنا ہے اور نفقہ عیال کا ہے اس واسطے حصہ اس کا عورت کے حصہ سے دو چند ہوا فَإِنْ كُنَّ
پس اگر ہوویں اولاد مرنے والے کے سارے نِسَاءً عورتیں اور پسر اس کے اولاد میں کوئی نہ ہووے اور وہ عورتیں اولاد اُس مرنے والے کی
فَوْقَ اثْنَتَيْنِ زیادہ دو سے ہوں یا دو ہی ہوں تو فَلَهُنَّ پس واسطے ان عورتوں کے ثُلُثَا مَا تَرَكَ دو تہائی اُس کا ہے کہ جو چھوڑا ہے
اس مرنیوالے نے اور ایک تہائی جو باقی رہتا ہے وہ بھی اُن دختروں ہی کو بطور رد کے پہنچیں گے اگر باپ اور ماں یا اور کوئی وارث اسکے ہمراہ نہ ہوگا وَ
إِنْ كَانَتْ اور اگر ہووے وہ وَاحِدَةً ایک دختر اور اہل مدینہ نے اسکو مرفوع پڑھا ہے اور کان کی ضمیر مولودہ کی طرف پھرتی ہے کہ اسکو تاویل کرکے نکالا
ہے یعنی اگر مرنیوالے کی اولاد میں فقط ایک دختر ہو اور ایک دختر سے زیادہ نہ ہو تو فَلَهَا النِّصْفُ پس واسطے اس دختر کے آدھا مال مرنیوالے کا ہے اور نصف
باقی کا بھی بطور رد کے اسی دختر کو پہنچے گا اگر کوئی اور وارث ہمراہ اسکے نہ ہوگا اور اب خدائے تعالے ماں اور باپ کے حصوں کو بیان کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَلِأَبَوَيْهِ اور واسطے والدین اس مرنے والے کے اور مرجع ابویہ کا اگرچہ مذکور نہیں ہے لیکن سیاق آیت کا دلالت کرتا ہے کہ وہ میت
کا لفظ ہے یعنی اگر کوئی مرجائے اور اپنے ماں باپ کو بعد اپنے چھوڑے تو لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ پس واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے
مِمَّا تَرَكَ اس میں سے کہ چھوڑا ہے اس مرنے والے نے بعد اپنے مال یا جائداد کو یعنی یہ چھٹا حصہ ماں کے واسطے اور چھٹا حصہ باپ کے واسطے اس صورت
میں ہے کہ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ اگر ہووے واسطے اس مرنیوالے کے فرزند ایک یا زیادہ ایک سے مرد ہو یا عورت ہو یعنی اگر کوئی شخص مرجائے اور

باپ اور ماں کو دونوں کو یا ایک کو اُن میں سے اور اولاد کو بعد اپنے چھوڑے خواہ وہ اولاد مرد ہوں خواہ عورتیں ہوں اور خواہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں
تو کل ترکہ میں سے اس مرنے والے کے چھٹا حصہ باپ کا ہے اور چھٹا حصہ ماں کا ہے اور اگر ان دونوں میں سے ایک ہی شخص ہو خواہ باپ خواہ ماں تو اسکا بھی چھٹا ہی حصہ ہے اور
باقی کا ترکہ اولاد کا حق ہے خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہو اور اگر اولاد میں فقط ایک دختر ہے تو اسکو نصف پہنچے گا اور چھٹا حصہ باپ کو
اور چھٹا ہی حصہ ماں کو اور اگر ان کو دیکر کچھ باقی رہجائیگا تو وہ بھی بطور رد کے انکو ہی پہنچیگا ہر ایک کے حصہ کے موافق اور اگر اولاد میں عورت و مرد دونوں ہیں
تو مرد کے دو حصے ہونگے اور عورت کا ایک حصہ ہوگا اور اگر کل مرد ہیں یا کل عورتیں ہیں تو برابر آپس میں تقسیم کر لینگی فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ پس اگر ہو
واسطے اس مرنے والے کے فرزند نہ بیٹا نہ بیٹی اور فقط باپ اور ماں دونوں ہوں وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ اور وارث ہوں اس مرنے والے کے باپ اور ماں اُسکے
تو فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ پس واسطے ماں اُس مرنے والے کے تہائی حصہ ہے اور باقی کا مالک باپ ہے اور حمزہ اور کسائی نے فلِاِمّہ کو ہمزہ اور میم کے کسرہ سے پڑھا ہے
اور یہ تہائی حصہ ماں کو اس صورت میں پہنچتا ہے کہ مرنے والے کے بعد کوئی بہن اور بھائی اُس مرنے والا کا زندہ ہو فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ پس اگر ہوں واسطے
اس مرنے والے کے بھائی بہن یعنی دو بھائی یا ایک بھائی اور دو بہنیں یا چار بہنیں اور اس سے کم ہوں تو فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ پس واسطے ماں اس مرنے والے
کی چھٹا حصہ ہے اس مرنے والے کے ترکہ میں سے ہر چند اس صورت میں مرنے والے کے بھائی اور بہن کو تو مرنے والے کے ترکہ میں سے کچھ نہیں پہنچتا ہے لیکن بھائی اور بہن
کے ہونے سے ماں کا حصہ تہائی سے چھٹا ہو جاتا ہے اور اگر مرنے والا بھائی اور بہن ایسے میں سے کسی کو نہ چھوڑے تو اس صورت میں البتہ ماں کو مرنے والے کے ترکہ میں سے
تہائی حصہ پہنچے گا اور ماں کے تہائی حصہ میں سے چھٹا حصہ ہو جانے میں کئی شرطیں دو بھائی ہونے یا ایک بھائی اور دو بہن ہونے یا چار بہن ہونے سوائے
اور بھی ہیں ایک تو یہ کہ وہ بھائی اور بہن میت کے اعیانی ہوں کہ میت کے اور بھائی اور بہن کے اور باپ اور ماں دونوں ایک ہوں یا علاتی بھائی
اور بہن ایسے ہوں کہ میت کا اور ان کا باپ تو ایک ہو اور ماں میت کی وہ ہو کہ جو بھائی اور بہن کی ماں ہے اور وہ بھائی اور بہن اخیافی نہ
کے ہوں کہ اگر اخیافی ہوں گے تو تہائی حصہ سے چھٹا حصہ ماں کا ہو جائے گا اور اخیافی بھائی بہن وہ ہیں کہ ماں اُنکی تو ایک ہو اور باپ علیحدہ
علیحدہ ہوں اور دوسری یہ کہ باپ بھی ہمراہ ماں کے موجود ہو اور اگر فقط ماں ہوگی اور باپ نہ ہوگا تو ماں کا حصہ تہائی سے چھٹا ہو جائے گا اور تیسرے
یہ کہ بھائی اور بہن کافر اور غلام کسی کے نہوں جس وقت ماں آزاد ہو اور چوتھے یہ کہ میت کے مرنے سے پہلے بھائی اور بہن پیدا ہو چکے ہوں اور
اسکے مرنیکے وقت حمل میں نہوں کہ اگر حمل میں ہونگے تو تہائی حصہ کو چھٹا حصہ نہ کر سکیں گے اور پانچویں یہ کہ وقت مرنے اس میت کے بھائی اور
بہن زندہ ہوں اور اگر میت سے پہلے ہی مر گئے ہوں تو تہائی حصہ کو ماں کے چھٹا حصہ نہ کر سکیں گے چھٹا حصہ نہ کر سکینگے اور چھٹے یہ کہ بھائی اور بہن قاتل میت کے
نہوں اور اگر قاتل ہونگے اُسکی تو تہائی حصہ کو ماں کے چھٹا حصہ نہ کر سکینگے اور یہ حصے جو خدا تعالیٰ نے اولاد کے اور باپ اور ماں کے بیان کئے ہیں مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ پیچھے وصیت کے ہیں کہ يُوصِي بِهَا وصیت کیجائے ساتھ اُسکے اور ابن کثیر اور ابوبکر نے عاصم سے یوصی کو بفتح صاد پڑھا ہے اور باقیوں نے
صاد کے کسرہ سے پڑھا ہے یعنی پیچھے وصیت کے کہ وصیت کرے وہ میت ساتھ اُسکے أَوْ دَيْنٍ یا پیچھے دَین سے اگر وہ مرنے والا ذمہ اپنے کچھ دَین رکھتا ہو اور حاصل یہ ہے
کہ اگر کوئی مر جائے اور کچھ مال بعد اپنے چھوڑے تو پہلے اسکے مال میں سے کفن اسکا دیا جائے گا اور اگر کفن دیکر کچھ باقی رہے تو اس مُرد کا قرض اس میں سے ادا کیا جائیگا
اگر وہ ذمہ اپنے قرض رکھتا ہے اور اگر اُسکا قرض ادا کر کے کچھ باقی رہے تو بعد اسکے دیکھینگے اگر اس مرنے والے نے کسیکو کچھ دینے کی وصیت کی ہے اور وہ وصیت تہائی
مال سے زیادہ کی نہیں ہے تو وصیت کو ادا کریں گے اور اگر تہائی مال سے زیادہ مال کے دینے کی وصیت کی ہے تو بدون اجازت وارثوں کے تہائی مال سے زیادہ وصیت
میں نہ دینگے اور بعد ادا کرنے وصیت کے جو کچھ باقی رہے گا اسکو سب وارث آپس میں تقسیم کر لیں گے اور قرض اور وصیت سے پہلے وارثوں کا کچھ حق نہیں ہے میت
کے ترکہ میں اور اگر باپ بیٹا کو چھوڑا ہے تو وہ کل ترکہ کا مالک ہوگا اور اگر ماں بیٹا کو چھوڑا ہے تو وہ بھی کل ترکہ کی مالک ہوگی اور اب خدا بیان کرتا ہے کہ
یہ جو حصوں کی تعیین کی ہے کہ کسی کو زیادہ پہنچتا ہے اور کسی کو کم پہنچایا ہے تم اسکے فائدہ سے واقف نہیں ہو چنانچہ فرماتا ہے کہ آبَاؤُكُمْ باپ تمہارے
وَأَبْنَاؤُكُمْ اور بیٹے تمہارے لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ نہیں جانتے ہو تم کہ کون ان میں زیادہ نزدیک ہے لَكُمْ نَفْعًا واسطے تمہارے از روئے نفع کے

فائدہ میں باپ یا بیٹا اور بعضا امر واقع ہوا ہے یعنی تم نہیں جانتے ہو کہ وارثوں میں سے وہ کونسا ہے کہ جسکا نفع دنیا اور آخرت میں تمکو زیادہ پہنچتا ہے ورنہ بہت
ہیں اسواسطے بیچ حصوں میں تفریق کی ہے کہ کسیکو زیادہ پہنچاتا ہے اور کسیکو کم پہنچاتا ہے اور بعضوں کو محروم رکھا ہے فرض کیا گیا ہے فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ فرض کیا
اور مقرر کیا گیا تاکید ہے جانب خدا سے فریضہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور حال بھی ہو سکتا ہے وہ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا تحقیق کہ خدا ہی جاننے والا ہے ظاہر اور باطن کے تمہارے
مصلحت کا وارثوں میں سے حَكِيمًا حکم کرنیوالا حصوں کی مقدار کا موافق حکمت کے اور اب خدا ازواج کے حصوں کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَكُمْ اور واسطے تمہارے
حصہ ہوئے مردو نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ آدھا اسکا کہ چھوڑا ہے جوروؤں تمہاری نے إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ اگر نہ ہووے واسطے انکے فرزند
نرینہ و دختر نہ تم سے نہ دوسرے شوہر سے نہ ایک ہو نہ زیادہ ہو تمہارے نطفہ سے نہ تمہاری اولاد کے نطفے اور شکم سے اور باقی کا ترکہ اس مرنیوالیکا وارثان عصبی کو پہنچیگا
فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ پس اگر ہو واسطے ان کے فرزند اسی صورت سے جیسے کہ بیان ہوا ہے تو اسوقت فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ پس واسطے تمہارے چوتھائی
حصہ ہے اسمیں سے کہ چھوڑا ہے ان عورتوں نے تمہاری یعنی اگر زوجہ کسیکی مر جائے اور شوہر کو اور اولاد کو بعد اپنے چھوڑے اور وہ اولاد ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہو پسر ہو یا دختر ہو
اس شوہر سے ہو یا دوسرے شوہر سے تو اس صورت میں شوہر کو حصہ چہارم زوجہ کے ترکہ میں سے پہنچیگا اور باقی کا اولاد کو پہنچیگا حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی عورت مر جائے
اور اپنے شکم سے اولاد کو چھوڑے نہ اس شوہر سے نہ دوسرے شوہر سے اور سوائے اولاد کے کسی اور وارث کو چھوڑے یا نہ چھوڑے تو اس صورت میں شوہر کو آدھا پہنچیگا
زوجہ کے ترکہ میں سے اور اگر اس عورت نے بعد اپنے اولاد بھی چھوڑی ہے ہمراہ شوہر کے اس شوہر سے یا پہلے شوہر سے تو اس صورت میں شوہر کو چوتھائی حصہ پہنچیگا زوجہ کے ترکہ میں سے
اور باقی کا اور وارثوں کو پہنچیگا مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ پیچھے وصیت کے يُوصِينَ بِهَا وصیت کریں ساتھ اسکے وہ عورتیں تمہاری أَوْ دَيْنٍ یا پیچھے قرض سے اگر وہ
اسے چھوڑ گئے ہوں یعنی یہ آدھا یا چوتھائی تمکو اپنی زوجہ کے ترکہ میں سے بعد ان کے قرض اور وصیت کے ادا کرنیکے پہنچتا ہے اگر قرض اور وصیت کو ادا کرکے انکے مال میں سے
کچھ باقی رہے اور اگر قرض اور وصیت کے ادا کرنیکے بعد کچھ باقی نہ رہے تو تمکو اور دوسرے وارثوں کو کچھ نہ پہنچیگا وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اور واسطے ان جوروؤں تمہاری کے
چوتھائی حصہ ہے اسمیں سے کہ چھوڑا ہے تم نے بعد اپنے کچھ مال اور جائداد سوائے زمین کے إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ اگر نہ ہو واسطے تمہارے فرزند نہ پسر نہ دختر نہ اس جورو سے
نہ دوسری زوجہ سے فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ پس اگر ہو واسطے تمہارے فرزند کہ تم نے بعد اپنے چھوڑا ہو پسر ہو یا دختر ہو ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہو اس جورو سے
یا دوسری زوجہ سے تو فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم پس واسطے ان عورتوں تمہاری کے آٹھواں حصہ ہے اسمیں سے کہ چھوڑا ہے تم نے بعد اپنے کچھ مال سوائے زمین کے شوہر
کی زمین میں سے زوجہ کو کچھ نہیں پہنچتا ہے اور اس مسئلہ میں درمیان علماء کے اختلاف ہے بعضے تو کہتے ہیں کہ زوجہ صاحب فرزند کو زمین سے حصہ پہنچتا ہے اور بعضے کہتے
ہیں کہ نہیں پہنچتا اس صورت میں اچھا یہ ہے کہ زوجہ اور دوسرے وارث آپس میں مصالحہ کریں اور زوجہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ سب اس چوتھے اور آٹھویں حصہ میں شریک
ہوں گے اس سے زیادہ انکو نہ پہنچیگا اور پہنچنا حصہ کا انکو مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ پیچھے وصیت سے ہے کہ تُوصُونَ بِهَا وصیت کرو تم ساتھ اسکے أَوْ
دَيْنٍ یا پیچھے قرض کے یعنی یہ حصہ زوجہ کو تمہارے مال میں سے اسی وقت دیا جائیگا کہ جسوقت تمہارے پہلے قرض کو اور وصیت کو تمہاری ادا کرینگے اور
اور قرض اور وصیت کے ادا کرنیکے بعد کچھ باقی رہیگا تو اسمیں سے زوجہ کو آٹھواں حصہ دیں گے اور اگر تم قرض اپنے ذمہ نہیں رکھتے ہو اور کسیکو وصیت کی ہے تو کل مال میں
سے زوجہ کو حصہ دیا جائیگا چہارم آٹھواں اور باقی کا اور وارثوں کو پہنچیگا اور اب خدا بھائی اور بہن کے حصہ کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَإِن
كَانَ رَجُلٌ اور اگر ہووے کوئی مرد یا مردہ ایسا کہ يُورَثُ میراث لیجاتی ہے اس سے كَلَالَةً ازروئے کلالہ کے اور کلالہ باپ اور بیٹے کے غیر کو
کہتے ہیں جانب عرض کے قرابت کو نہ جانب طول کے قرابت کو جیسے کہ بھائی اور بہن کہ یہ جانب عرض کے قرابت ہیں اور کلالہ حال واقع ہوا ہے یا تمیز ہے اور کان
تامہ ہے اور اگر ناقصہ ہو تو یورث اسکی خبر ہو جائیگی کلالہ بھی اسکی خبر ہو سکتا ہے اور کلالہ مفعول لہ بھی ہو سکتا ہے یعنی اگر کوئی مر جائے اور وارث اسکے بھائی اور
بہنیں أَوِ امْرَأَةٌ یا عورت ہووے کہ میراث لیجائے اس سے باعتبار کلالہ کے اور بھائی بہن اسکے وارث ہوں وَلَهُ اور واسطے اس مرد یا عورت مرنے
والیکے أَخٌ بھائی مادری ہو کہ ماں اسکی اور اسکی ایک ہو اور باپ دونوں کے علیحدہ علیحدہ ہوں أَوْ أُخْتٌ یا بہن مادری ایسی ہی تو فَلِكُلِّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا السُّدُسُ پس واسطے ہر ایک کے ان دونوں بھائی یا بہن میں سے چھٹا حصہ ہے یعنی بھائی کے واسطے بھی چھٹا حصہ ہے اور واسطے بہن کے بھی چھٹا

حقیقت میں وہ جاہل ہے کہ اپنے نفس کو وہ گناہ کی جہت سے خطرے میں ڈالتا ہے اور ایک شخص نے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بعد توبہ کے گناہ کرے
اور پھر توبہ کرے تو یہ اسکی قبول ہے یا نہیں فرمایا کہ خدا سمجھے گا اسکو اس شخص نے عرض کی کہ توبہ کب تک قبول ہوتی ہے فرمایا کہ جب تک سلطان اس کے ساتھ ہے اور سلطان
آدمی سے جدا نہیں ہوتا ہے جب تک کہ سکرات موت نہ آئے اور من لا یحضرہ الفقیہ میں لکھا ہے کہ جناب رسولؐ نے خطبہ آخر میں فرمایا کہ جو کوئی مرنے سے ایک برس پہلے توبہ کرے خدا اسکی
توبہ قبول کرتا ہے پھر فرمایا حضرت نے کہ یہ بھی بہت ہے معلوم نہیں کہ توبہ نصیب ہو یا نہیں جو کوئی ایک مہینے پہلے مرنے سے توبہ کرے خدا توبہ اسکی قبول کریگا پھر فرمایا حضرت
نے کہ ایک مہینہ بھی بہت ہے جو کوئی ایک ہفتہ مرنے سے پہلے توبہ کرے خدا اسکی توبہ قبول کریگا پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک روز بھی بہت ہے جو کوئی مرنے سے ایک ساعت پہلے توبہ کرے
توبہ اسکی خدا قبول کرے گا اور زجاج سے نقل ہے کہ ذکر جہالت کا اس واسطے ہے کہ اختیار کرنا لذت فانیہ دنیا کا لذت باقیہ آخرت پر محض نادانی ہے پس جو کوئی
واسطے لذت فانی کے گناہ کو اختیار کرے وہ نادان اور جاہل ہے پس جو کوئی جہالت سے گناہ کرے اور بعد اسکے توبہ کرے خدا تعالے توبہ اسکی قبول کرتا ہے اور کہتے
ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ شیطان لعین نے طرف پروردگار کے خطاب کرکے کہا کہ قسم ہے تیرے عزت اور جلال کی میں فرزند آدم سے جدا ہونگا یہانتک کہ
روح اس کی تنسے جدا ہو خدا تعالے نے فرمایا کہ قسم ہے مجھ کو اپنے عزت وجلال کی کہ بندہ کی توبہ کے قبول کرنے میں باز رہوں یہانتک کہ روح اسکی غرغرہ کو
پہنچے اور بعضے کہتے ہیں کہ جس وقت کوئی ایک آدم مرنے سے پہلے توبہ کرے تو ملائکہ اسکو بطور خوشخالی کہیں کہ جلد خبر لی تو نے اور جلدی کی تو نے درگاہ خدا کی طرف اور
وقت موت کا تو معلوم نہیں ہے کہ کس وقت آجائے عاقل کو چاہیئے کہ اسی خیال سے گذر کر ہر دم اپنے کو دم آخر اور واپس تصور کرے اور توبہ کرے ایسے عاقل بعد
کہ موت توبہ کرنے کی فرصت نہ دیگی تو حسرت ہی دل میں باقی رہجائے گی اور مرنیکے بعد کی حسرت اور ندامت کچھ فائدہ نہ بخشے گی ۔ غافل اے عاصی و یاد آور دو دم باش
ہر دم دم آخر شمر و حاضر دم باش فَاُولٰٓئِکَ پس یہ لوگ کہ جو تائب توفیق توبہ کرتے ہیں یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ توبہ قبول کرتا ہے خدا اوپر انکے اور گناہ
کے انکو بخشتا ہے اور یہی ہے دعا کرنا وعدہ کا کہ جو فرماتا ہے کہ انما التوبۃ علی اللہ وَکَانَ اللّٰہُ اور ہے خدا عَلِیْمًا خدا جانے والا ایت خالص توبہ کرنیوالوں کا
حَکِیْمًا حکمت والا کہ توبہ کرنیوالونکو عذاب نہ کرے گا وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ اور نہیں ہے توبہ یعنی نہیں ہے قبول کرنا توبہ کا لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ
واسطے ان لوگوں کے کہ عمل کرتے ہیں بُرے اور اُسپر اصرار کرتے ہیں اور گناہ کرنے کے بعد نادم نہیں ہوتے بلکہ گناہ کرنا انکو بُرا نہیں معلوم ہوتا حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ
یہاں تک کہ جس وقت حاضر ہوتی ہے اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ ایک انکی کو موت یعنی یہانتک کہ پہنچے کسی کو انمیں سے موت کہ آثار موت کے وہ دیکھے اور زندگی سے نا امید
ہوا اور روح اسکی حلق میں جاکر غرغر کرنے لگے اور اس وقت وہ زندگی سے نا امید ہو کر کہے قَالَ کہے کہ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ تحقیق میں نے توبہ کی اب ایسے
ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی کہ جو ایسے وقت میں توبہ کرتے ہیں وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ اور نہ ان لوگونکی کہ مرتے ہیں وہ وَھُمْ کُفَّارٌ جس وقت کہ وہ
کفار ہیں اگر آدمی حالت کفر میں ہے اور موت کو دیکھکر توبہ کرے تو توبہ اسکی قبول نہیں ہے اور توبہ گنہگار کی پشیمانی ہے گناہونسے جو کہ پہلے کئے ہیں اور آئندہ ارادہ گناہ کرنیکا نہ
اور توبہ کافر کی یہ ہے کہ ایمان لائے خدا اور پیغمبر اور اس آخر وقت میں توبہ اس واسطے قبول نہیں ہوتی کہ جس وقت روح گلے میں پہنچتی ہے اس وقت ہر تکلیف شرع سے باہر
ہو جاتا ہی اور آخرت میں قدم رکھتا ہے اور اہل آخرت کے لوگوں پر تکلیف نہیں ہے اور خدا فرماتا ہے کہ اُولٰٓئِکَ یہ گنہگار مومن کہ وقت پہنچے روح کے گلے میں اور آثار موت دیکھکر توبہ کرتے
ہیں اور کفار کہ علامت عذاب کے وقت مرنیکی دیکھکر توبہ کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ اَعْتَدْنَا لَھُمْ تیار کیا ہے ہم نے واسطے انکے آخرت میں عَذَابًا اَلِیْمًا عذاب
دردناک کہ وہ عذاب اس دوزخ کا ہے اور اگر ہم چاہیں اپنے فضل وکرم سے مومن کو بخشدیں پس آدمی کو چاہیئے کہ بہت جلد توبہ کرے اس واسطے کہ موت کا اعتبار نہیں ہے
کس وقت آجائے سو مرنے سے پہلے توبہ بلکہ تقوی ضرور ہے پس آدمی کو توشہ عقبیٰ ضرور ہے گر چاہتے ہو بادہ کے اعمال کی سزا اور پیش حق حساب کو جانا ضرور ہی کیوں دمبدم
اتنی کرتے ہو توبہ ہی عاقلو . عصیاں سے اپنے تمکو تبرا ضرور ہی . توبہ سے پہلے آگئی گر موت ناگہاں پھر تو تمہیں عذاب کا کھٹکا ضرور ہی . مرنیکے وقت جرم پہ نادم ہوئے تو کیا
پہلے ہی تمکو موت سے توبہ ضرور ہی اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ طلحہ کی کہ اُسنے جنگ جمل میں موت کو دیکھکر توبہ کی تھی سو مقبول نہیں ہوا اور ایسے ہی زبیر بھی بے توبہ کے
مارا گیا اور بے توبہ رہ گیا اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں اسلام سے پہلے جس وقت کوئی مر جاتا تھا تو اسکے رشتہ داروں میں سے وہ شخص کہ جو مستحق اسکی میراث
کا ہوتا تھا وہ اسکی زوجہ بیوہ کے سر پر کپڑا ڈالکر اسی مہر شوہر متوفی پر اس عورت کو اپنی زوجہ بنالیتا تھا اور اہل شرف میں اگر وہ چاہتا تھا اور اگر چاہتا دوسرے شخص سے اس عورت

نکاح کر کے مہر اس کا اس نے دیا تھا اور اپنے خرچ میں لایا تھا اس عورت کو قید میں رکھتا تھا یہاں تک کہ جو میراث کہ اس عورت کو شوہر سے پہنچی تھی وہ میراث
اس مرد کو دیکر وہ عورت قید سے رہائی پاتی تھی یا وہیں مرجاتی تھی اور میراث اسکی وہ مرد اسی کے شوہر کا رشتہ دار اپنے تصرف میں لاتا تھا اور ابتدائے اسلام
میں بھی یہی قاعدہ جاری تھا یہاں تک کہ ابو قیس انصاری نے وفات پائی اور کبیشہ نام زوجہ اسکی باقی رہی اور بیٹا اس کا حصن بن قیس کہ پہلی زوجہ سے تھا اس عورت
کے سر پر کپڑا ڈالکر اپنے تصرف میں لایا اور اسکو تنگ کر رکھا تھا اور کھانا کپڑا اسکو نہیں دیتا تھا کبیشہ نے جناب سرور انبیا کی سرکار میں حاضر ہو کر یہ بات کی حضرت نے فرمایا
کہ تو اپنے گھر کو جا جو کچھ تیرے مقدمہ میں وحی نازل ہوگی تجھکو میں اطلاع اسکی کردونگا اور بعد اسکے اور عورتیں بھی مدینہ کی جو کہ اسی میں مبتلا تھیں دوسرے
روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم سب مثل کبیشہ کے ہیں عصمت میں گرفتار ہیں خدا تعالے نے اپنی شفقت و مہربانی سے آیت
نازل کی کہ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ نہیں حلال ہے واسطے تمہارے یہ کہ وارث ہو تم عورتوں کے
کَرۡہًا زبردستی سے کہ انکو قید کر رکھو ان کے شوہروں کی میراث کی طمع سے اور ان ترثوا تاویل مصدر کے فاعل لایحل کا ہے اور کرہا محل حال میں ہے اور حمزہ اور
کسائی نے کرہا کو بضم کاف پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح کاف وَلَا تَعۡضُلُوۡہُنَّ اور نہیں حلال ہے واسطے تمہارے یہ کہ منع کرو تم انکو اسکا عطف ترثوا پر ہے
اس واسطے تاویل مصدریہ بھی فاعل لایحل کا ہوگا یعنی اور نہیں حلال ہے واسطے تمہارے اے مومنو یہ کہ منع کرو تم عورتوں کو اور لاتعضلوا اگر نہی کا صیغہ ہو تو معنی ہونگے
کہ نہ منع کرو تم ان عورتوں کو اپنے موافق نکاح کرنے سے لِتَذۡہَبُوۡا تاکہ لیجاؤ تم اپنے بعد ان کے مرنے کے بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ بعض وہ چیز ہے کہ دی ہے تم نے
انکو یعنی تم جو انکو نکاح کرنے سے منع کرتے ہو اس واسطے کہ جو کچھ تمنے انکو مہر دیا ہے انکے مرنے کے بعد وہ سب اُسے لیلو ایسا نہ کرو اور بعضے کہتے ہیں کہ خطاب شوہروں کی
طرف ہے یعنی اے شوہرو تم ان عورتوں کو تنگ نہ کرو کہ وہ مجبور و ناچار ہو کر مہر اپنے تمکو دیں یا کہ مہر دیکر تمہارے اس تنگ کرنے سے رہائی پائیں اور حضرت نے
فرمایا ہے کہ بعضے آدمی اپنی زوجہ کو مارتے تھے تاکہ اس سے مہر لیلویں خدا نے انکو منع کیا اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ مگر یہ کہ عمل میں لاویں وہ بدکاری ظاہر
کہ وہ ناموافقی یا بیزاری تمہاری ہے اور حقوق زوجیت کے نہ بجا لاویں اس صورت میں جائز ہے تمکو کہ اُسے خلع کرلو اور کچھ اُسے لیکر انکو طلاق دو اور حضرت نافعؒ نے فرمایا ہے کہ مراد
فاحشہ سے ہے زنا اور ابن کثیر اور ابوبکر نے عاصم سے مبینہ کو بفتح یا پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر یا وَعَاشِرُوۡہُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ اور زندگانی کرو تم ان عورتوں کے
ساتھ ساتھ نیکی کے کلام کرنے میں اور روٹی کپڑا دینے میں بلکہ سب امور میں خوش خلقی سے رہو جسطرح سے کہ خدا نے تمکو حکم کیا ہے فَاِنۡ کَرِہۡتُمُوۡہُنَّ پس اگر برا
جانو تم ان عورتوں کو اور انکی صحبت سے ناخوش ہو تو فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡـًٔا پس قریب ہے کہ مکروہ جانو تم ایک چیز کو وَّیَجۡعَلَ اللّٰہُ اور کرے خدا واسطے تمہارے
فِیۡہِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا بیچ اس کے خیر کثیر یعنی اگر تم انکی صحبت سے ناخوش ہو تو انکے طلاق دینے میں جلدی مت کرو بلکہ صبر کرو کہ صبر کرنیمیں تمکو ثواب حاصل ہو یا خدا
انکو تمسے کوئی فرزند عطا کرے پس چاہیئے کہ بسبب کراہت کے تم اُسے مفارقت مت کرو بلکہ تمہاری نظر اس امر کی طرف چاہیئے کہ جس میں بھلائی تمہارے دین کی ہو
اور کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں اگر کوئی شخص کسی عورت خوبصورت اور صاحب جمال کو دیکھتا تو اپنی زوجہ کو تہمت بدکاری اور بدخوئی کی کرکے اسکو آزار پہنچاتا تھا
اور رنج و تکلیف دیتا تھا یہاں تک کہ وہ عورت تنگ ہو کر اپنے مہر سے در گذر کرتی تھی اور وہ مرد اسکو طلاق دیتا تھا حق تعالے نے اس فعل کو منع فرمایا اور فرمایا کہ وَ
اِنۡ اَرَدۡتُّمُ اور اگر ارادہ کرو تم اور چاہو تم بدون قصور اور بدوں نافرمانی اور مخالفت عورتوں اپنی کی اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ بدلنا زوجہ اپنی کا مَّکَانَ
زَوۡجٍ جگہ زوجہ دوسری کی کہ اپنی پہلی زوجہ کو چھوڑکر دوسری زوجہ کرلی چاہو اور پہلی زوجہ کو بدوں صادر ہونے قصور کے طلاق دو اور دوسری
عورت سے کسی طمع سے نکاح کرنا چاہو وَّاٰتَیۡتُمۡ اِحۡدٰہُنَّ اور دیا ہو تمنے کسی کو ان میں سے یعنی زوجہ پہلی کو جس کی طلاق کا تم ارادہ رکھتے ہو اسکو دیا ہو
تمنے قِنۡطَارًا مال کثیر اسکے مہر میں فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡہُ شَیۡـًٔا پس نہ لو تم اس مال میں سے کچھ نہ بہت نہ تھوڑا اَتَاۡخُذُوۡنَہٗ بُہۡتَانًا کیا لیتے ہو تم اس مال کو بہتان
کرکے وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا اور گناہ اور حرام ظاہر سے اور بہتانا اور اثما حال ہے وَکَیۡفَ تَاۡخُذُوۡنَہٗ اور کیونکر لوگے تم اس مال مہر کو عورتوں سے وَقَدۡ اَفۡضٰی بَعۡضُکُمۡ
اِلٰی بَعۡضٍ اور حال یہ ہے کہ تحقیق پہنچا ہے بعض تمہارا طرف بعض کے اور ایک نے دوسرے سے صحبت کرکے فائدہ اٹھایا ہے اور جو صحبت اور مجامعت و سیاکسی ہیں وَّ
اَخَذۡنَ مِنۡکُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا اور لیا ہے اُن عورتوں نے تم سے پیمان سخت کہ ایجاب اور قبول نکاح کا واقع ہوا ہے اور حضرت نافعؒ نے فرمایا کہ

میثاق وہ عہد ہے کہ جو لیا گیا ہے شوہر سے وقت واقع ہونے نکاح کے کہ … اور رسول خدا نے فرمایا ہے
کہ لیا ہے تم نے عورتوں کو امانت خدا اور حلال کیا ہے تم نے انکی فروج کو کلمہ خدا … کہتے ہیں کہ جب ابو قیس انصاری مر گیا تو اسکے بیٹے نے جو باپ کی دوسری
زوجہ سے نکاح کرنا چاہا اس عورت نے کہا کہ میں تجھ سے کہو کر نکاح کرتی ہوں کہ … چاہتی ہوں اور اس قصہ کو رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے اس عورت سے
فرمایا کہ لوٹ جا گھر میں بیٹھی رہ … کا منتظر ہوں کہ اس مقدمہ میں نازل ہو جب … یہ آیت نازل ہوئی فرماتا ہے کہ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ اور نکاح
کرو تم اُس سے کہ نکاح کیا ہے باپوں نے تمہارے مِنَ النِّسَاءِ عورتوں میں سے اور … کہا اس واسطے کہ ما موصولہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مصدریہ ہے اور مراد مصدر
مفعول ہے یعنی منکوحہ اور … اور نکاح کے دو معنے ہیں … یعنی … نکاح کیا ہے تم اُن سے مت نکاح کرو کہ مستحق عذاب کے ہو اس
واسطے کہ وہ … إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مگر جو کچھ کہ گذر گیا ہے پہلے اس سے کہ وہ معاف ہے اور اس پر کچھ عذاب نہیں ہے کہ وہ ممانعت کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے
ہوا اور آمد کو اسلام کے … إِنَّهُ كَانَ تحقیق وہ نکاح کیا ہوا … فَاحِشَةً … کاری اور بڑا گناہ ہے اور پہلے اس سے خدا تعالیٰ نے کسی امت کو اسکا حکم نہیں دیا
ہے بہت سخت گناہ ہے وَمَقْتًا اور … رکھا گیا خدا کا اور لوگوں کا … کام عقلا … کا اس واسطے کہ … اسکو مکروہ جانتے تھے اور جو فرزند کہ باپ کی
زوجہ سے پیدا ہوتا تھا اسکو مقیت کہتے تھے یعنی … رکھا گیا وَسَاءَ سَبِيلًا اور برا طریقہ ہے نکاح کرنا باپ کی زوجہ سے اور إلا ما قد سلف استثنا منقطع ہے اس واسطے
کہ استثنائے ماضی کا مستقبل سے جائز نہیں ہے اور … ضمیر مبہم ہے … اور مخصوص بالذم اسکا محذوف ہے اور خدا ان عورتوں کو بیان کرتا ہے
جو کہ حرام ہیں مرد پر حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ حرام کی گئی ہیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری امہات کا مضاف محذوف ہے یعنی حرام کیا گیا ہے اور تمہارے نکاح ماؤں
تمہاری کا اور تمہارے باپ کی ماں کا اور ماں کی ماں کا اسی طرح اوپر تک چلے جاؤ وَبَنَاتُكُمْ اور حرام کی گئی ہیں بیٹیاں تمہاری اور پسر کی بیٹی اور دختر کی بیٹی اور تمہاری
اولاد کی سب بیٹیاں وَأَخَوَاتُكُمْ اور بہنیں تمہاری خواہ بہن حقیقی ہو اپنی ماں باپ سے خواہ فقط باپ سے خواہ فقط ماں سے وَعَمَّاتُكُمْ اور پھپھیاں تمہاری
اور باپ اور دادا اور دادی کی … اور نانا اور نانی کی سگی پھپھیاں حرام ہیں اوپر تک چلے جاؤ وَخَالَاتُكُمْ اور خالائیں تمہاری اور باپ اور ماں کی خالہ
اور دادا اور دادی اور نانا اور نانی کی سگی خالہ حرام ہے وَبَنَاتُ الْأَخِ اور بیٹیاں بھائی کی کسی طرح کا بھائی ہو پدری مادری ہو یا مادری ہو یا پدری
فقط ہو اور اولاد … اور بھائی کی اولاد کی بیٹیاں اسطرح نیچے تک چلے جاؤ یہ سب حرام ہیں وَبَنَاتُ الْأُخْتِ اور بیٹیاں بہن کی اسی طرح سے یعنی جس
طرح سے کہ بھائی کی بیٹیاں حرام ہیں اسی طرح بہن کی بیٹیاں حرام ہیں یہ سات عورتیں حرام ہیں اور سات عورتیں اور بھی جو حرام ہیں انکو بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ
وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ اور حرام کی گئی ہیں مائیں تمہاری جنہوں نے کہ دودھ پلایا ہے تمکو بچپن … کے وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ
اور بہنیں تمہاری دودھ پینے کی جہت سے یعنی … کسی عورت کا تم دونوں نے دودھ پیا ہو اور فرمایا ہے رسول خدا نے کہ جو عورت کہ نسب سے حرام ہے وہ عورت دودھ پینے
کی جہت سے بھی حرام ہے وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ اور حرام کی گئی ہیں مائیں عورتوں تمہاری کی کہ جو منسوب ہیں تمہاری ہیں اور اسکی ماں اور اسکی ماں کی ماں اوپر تک چلے جاؤ
وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ اور گیلڑیں تمہاری جو کہ بیچ گود تمہاری کے ہیں کہ تم انکی پرورش کرتے ہو اور ربائب جمع ربیبہ کی ہے اور ربیبہ
اسکو اس واسطے کہتے ہیں کہ … پرورش … یعنی تمہاری … بیٹیاں … شوہر … ہیں لیکن وہ گیلڑیں مِنْ نِسَائِكُمُ
اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ان عورتوں تمہاری میں سے ہوں کہ مجامعت کی ہے ساتھ انکے دخول سے مراد یہاں مجامعت ہے پس عورتوں کی بیٹیاں دوسرے شوہر
سے حرام ہیں کہ جس سے مجامعت کی ہو اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اسکی سب بیٹیاں حرام ہیں خواہ گود میں ہوں خواہ گود میں نہوں اور زن موطوئہ مملوکہ
کی بیٹیاں بھی اسطرح حرام ہیں فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا پس اگر نہو تم کہ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ مجامعت کی ہو تم نے ساتھ اُن کے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ پس نہیں گناہ
ہے اوپر تمہارے اگر انکی بیٹیوں سے نکاح کرو وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ اور حرام کی گئی ہیں جوروئیں بیٹوں تمہاری کی الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ اور
وہ بیٹے کہ پیٹوں تمہارے سے یعنی نطفے تمہارے سے ہیں … کی … بھی حرام ہے وَأَنْ تَجْمَعُوا اور حرام ہے یہ کہ جمع
کرو تم بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ درمیان دو بہنوں کے یعنی اسی جورو کی بہن سے نکاح مت کرو جب تک کہ جورو زندہ ہے یا اسکو طلاق نہیں دی ہے اور زن موطوئہ کی

ان عورتوں کا ذکر جو مردوں پر حرام ہیں

ع ۳

اجورهن فريضة یعنی پس جو عورتیں کہ متعہ کیا ہے تم نے ساتھ ان کے ان عورتوں سے ایک مدت معین تک پس دو تم انکو اجورہ انکا کہ فرض ہے یعنی جس وقت کہ
مدت معین کا ذکر اس آیت میں ہوا تو سوائے متعہ کے اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ نکاح یہ جماع اور بخاری اور مسلم میں اور جمع بین الصحیحین وغیرہ کتب احادیث
میں لکھا ہے اور جابر ابن عبداللہ وغیرہ صحابہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا کے زمانہ میں ہم متعہ کیا کرتے تھے اور مسلم اور جمع بین الصحیحین میں جابر ابن عبداللہ
انصاری سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا کے زمانہ میں اور ابوبکر کی خلافت میں اور عمر کی خلافت میں متعہ کیا کرتے تھے یہانتک کہ عمر نے منع کیا عمرو ابن حریث
کو جس وقت کہ اسنے متعہ کیا اور تفسیر درمنثور میں جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ فرمایا علی ابن ابیطالب نے کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتے تو کوئی زنا نہ کرتا سوائے
شقی کے اور ابن اثیر نے نہایہ میں لکھا اور ابن عباس سے روایت کی ہے فرمایا انھوں نے کہ تھا متعہ مگر رحمت کہ رحم کیا تھا خدا نے اسکو نازل کرکے امت
محمد پر اور اگر نہ منع کرتے اس سے عمر تو نہ زنا کرتا مگر شقی اور اس روایت میں اگرچہ تصریح عمر کے نام کی نہیں ہے لیکن دوسری روایتوں سے ثابت ہوتا
ہے کہ نہی کی ضمیر عمر کی طرف پھرتی ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ نہی کی ضمیر رسول خدا کی طرف پھرے اس واسطے کہ حضرت رحمت خدا کو منع نہیں کر سکتے اور ابن
عباس کی شان سے یہ ہے کہ رسول خدا پر اعتراض کریں بلکہ ابن عباس کا اعتراض تو عمر پر اکثر رہتا تھا جیسا کہ عمر کا اعتراض رسول خدا پر رہتا تھا اور عینی شارح
صحیح بخاری نے باب غزوہ خیبر میں ابو سعید خدری اور جابر ابن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمنے عمر کی نصف خلافت تک متعہ کیا ہے یہاں تک
کہ عمر نے متعہ کو منع کیا عمرو بن الحریث کی شان میں اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ مالک کے نزدیک متعہ جائز ہے اور بعضے علمائے اہلسنت جو کہتے ہیں کہ صاحب ہدایہ
نے اس مسئلہ کے بیان میں غلطی ہوئی وہ خود غلطی پر ہیں اس واسطے کہ سوائے ہدایہ کے بہت کتابوں میں لکھا ہے کہ مالک کے نزدیک متعہ جائز ہے شرح مقاصد میں
اور جامع الرموز شرح مختصر وقایہ میں اور فتاوی قاضی خان میں اور کنز الدقائق میں اور فتاوی تاتارخانیہ اور خزانۃ الروایات میں سوائے اسکے بہت کتابوں میں
لکھا ہے کہ متعہ مالک کے نزدیک جائز ہے کیا یہ سب غلطی پر تھے اور جس وقت مالک کے نزدیک متعہ جائز ہوا تو معلوم ہوا کہ رسول خدا نے اسکو منع نہیں کیا ہے اور سوائے
اسکے اور فقہائے عمر کی پیروی سے اسکو غیر جائز لکھا ہے اور منع کرنا عمر کا متعہ کو مشہور و معروف ہے اور علمائے اہلسنت اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں چنانچہ قوشجی نے شرح تجرید
میں اور سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ عمر منبر پر چڑھا اور کہا کہ اے لوگو رسول خدا کے زمانہ میں تین چیزیں تھیں اور میں ان کو منع کرتا ہوں
اور حرام کرتا ہوں اور ان میں عذاب کرتا ہوں متعہ عورتوں کا اور متعہ حج کا اور حی علی خیر العمل اذان میں کہنا اور شاہ ولی اللہ نے
ازالۃ الخفا میں جابر ابن عبداللہ سے روایت کی کہ متعہ کیا ہم نے رسول اللہ کے زمانہ میں اور ابوبکر کے زمانہ میں پس جس وقت حاکم ہوا عمر آدمیوں کا
تو کہا قرآن تو اسی جگہ ہے اور رسول اسی جگہ ہے دو متعہ رسول خدا کے زمانہ میں تھے ایک تو متعہ حج اور دوسرا متعہ زنان میں انکو منع کرتا ہوں اور نہیں
ہیں۔ پس تو بعد اسکے اور حاصل یہ ہے کہ میں منکر قرآن اور رسول نہیں ہوں لیکن رائے میری متعہ کے حرام ہونیکا تقاضا کرتی ہے پس روایات اہلسنت سے
ثابت ہوا کہ متعہ رسول خدا کے زمانہ میں مباح تھا اور وہ منسوخ نہیں ہوا یہانتک کہ ابوبکر کی خلافت میں بھی جاری رہا اور عمر نے اپنی خلافت میں اسکو
حرام کر دیا اور منسوخ ہونا بھی اس کا ثابت ہے چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ کتب اہلسنت میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نازل ہوئی ہے آیت متعہ
کی کتاب خدا میں اور نہ اسکے بعد نازل ہوئی تھی کوئی ایسی آیت کہ منسوخ کرے اسکو اور حکم کیا تھا ہمکو رسول خدا نے متعہ کرنیکا اور پھر نہ منع کیا اسکو اور
بعد اسکے کہا ایک مرد نے اپنی رائے سے جو کچھ چاہا یعنی عمر نے اسکو حرام کیا اور لکھتا ہے کہ اول من حرم المتعۃ یعنی عمر اول وہ شخص ہے کہ حرام کیا ہے اسنے متعہ کو
اور صحیح مسلم میں ابو نضرہ سے روایت ہے کہا کہ ابن عباس تو متعہ کا حکم کرتا تھا اور ابن زبیر متعہ کو منع کیا کرتا تھا پس جابر سے اسکا ذکر کیا اسنے کہا کہ متعہ کیا ہمنے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور بعد اسکے عمر کھڑا ہوا اور کہا کہ خدا اپنے پیغمبر کے واسطے جو کچھ چاہتا تھا حلال کرتا تھا اور قرآن اسپر نازل
ہوتا تھا تم حج اور عمرہ بجا لاتے رہو جیسے کہ تمکو خدا نے حکم کیا ہے اور عورتوں سے نکاح کرو اور جو کوئی مدت معین تک نکاح کریگا یعنی جو کوئی
نکاح متعہ کریگا تو میں اسکو پتھروں سے سنگسار کرونگا اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ متعہ کو عمر ہی نے منسوخ کیا ہے اور جاننا چاہئے کہ متعہ زنان تو ظاہر ہے اور متعہ
حج یہ ہے کہ حج افرادی کو عمرہ تمتع سے بدلیں پس صحیح کہا ہے جسنے کہ متعہ زنان کو منع کیا ہے اور حلال اور حرام کرنا اور حکم خدا کو منسوخ کرنا ایک امر عظیم اور جرم سخت اور موجب

اور موجب طعن کا جو ہے اس واسطے علمائے اہلسنت نے رعایت عمر اور دفع کرنے میں قباحت کے اپنی طرف سے تاویلیں اسمیں بہت کیں اور قسم قسم کی گفتگو کرنے لگے اول تو
آیہ متعہ میں گفتگو کی کہ استمتاع کے معنی کو بگاڑا کوئی تو کہتا ہے کہ استمتاع بمعنی جماع ہے اور کوئی کہتا ہے کہ معنی نکاح ہے لیکن جس وقت دیکھا کہ اس معنی میں معنی
آیت کے درست نہیں ہے اور روایات بھی متعہ ہی مراد ہونے پر دلالت کرتی ہیں تو متعہ کے حرام ہونے کے واسطے روایتیں وضع کیں اور اُن روایتوں کے موضوع
ہونیکی وجہ یہ ہے کہ روایتیں متعہ کی مباح ہونے کی تو انکی کتابوں میں اور ہماری کتابوں میں دونو جگہ موجود ہیں اور عمر کے متعہ کا حرام کرنا اور عمر کے زمانہ
سے پہلے مباح رہنا بھی دونو کی کتابوں میں مرقوم ہے اور حرام ہونا متعہ کا فقط ان کی کتابوں میں لکھا ہے اور ہماری کتابوں میں اسکا نشان بھی نہیں ہے تو اس سے
معلوم ہوا کہ اتفاقی تو حق ہے اور جو کہ خلاف اتفاق کے ہے وہ باطل ہے اور موضوع ہے اور تقیہ کا اہل بیت کے مذہب میں اس بارہ میں وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ روایتیں
حلال ہونے متعہ کے تقیہ کی راہ سے وارد ہوئی ہوں لیکن علمائے اہلسنت نے دیکھا کہ قرآن میں تو متعہ کی آیت موجود ہے اور ناسخ اسکا قرآن میں موجود نہیں ہے اور جبتک کہ قرآن میں
کوئی اسکا ناسخ نہ ہو تو حرام ہونے متعہ کی روایتوں سے کام نہیں چلتا اس واسطے کوئی تو کہتا ہے کہ متعہ کی یہ آیت آیہ الا علی ازواجہم سے منسوخ ہے لیکن یہ لحاظ نہ رہا
اسکو کہ یہ آیت مکی ہے اور ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اور متعہ کی آیت مدنی ہے اور بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہے اور پہلی آیت پچھلی آیت کو کیونکر منسوخ
کر دیگی اور سوائے اسکے یہ ہے کہ زن ممتوعہ ہرگز ازواج سے خارج نہیں ہے بلکہ وہ تو ازواج میں داخل ہے اور جیسے کہ نکاح دائمی کے صیغہ میں انکحت اور زوجت کہتے ہیں
ایسے ہی متعہ کے صیغہ میں کہتے ہیں دیکھو صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ تزوج المرأة بالثوب اور مسلم میں لکھا ہے کہ فکان احدنا ینکح المرأة بالثوب اور تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ تزوج
الزبیر اسماء نکاح المتعة اور ابن زبیر نکاح متعہ ہی سے پیدا ہوئے ہیں اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ زن ممتوعہ ازواج میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ زوجہ
وہ ہے کہ جس کے لئے میراث اور نفقہ اور طلاق ہو اور زن ممتوعہ کے یہ اوصاف نہیں ہیں یہ قول بھی باطل ہے اس واسطے کہ یہ امور زوجہ ہونیکی جہت سے نہیں ہیں
بلکہ یہ امور رضامند رکھنے اور فرمانبرداری کرنے شوہر کی جہت سے اور موافق ہونے شوہر کے دین کے سبب سے ہیں دیکھو کہ اگر زوجہ شوہر کو ناراض رکھے تو نفقہ اس کا
ساقط ہے اور لونڈی ہو یا کافرہ ہو جائے تو میراث بھی نہیں پاتی اور اگر مرتد ہو جائے عورت تو بے طلاق کے بائن ہو جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ امور زوجہ ہونے
کی جہت سے نہیں ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ متعہ تین روز کے واسطے مباح ہوا تھا بھلا احکام کہیں معین بھی ہوئے ہیں تین چار روز کو اسواسطے جبتک کہ پہلے حکم کا کوئی
ناسخ نازل ہو اور رسول خدا کی طرف منسوب کرنا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میں نے حکم کیا تھا تمکو متعہ کرنیکا مگر اب خدا نے اسکو قیامت تک حرام کیا ہے یہ امر تو بہت
سہل ہے ہر کوئی عربی دان جو کچھ چاہے عربی میں کہہ سکتا ہے اور اگر خدا نے حرام کیا ہے تو جیسے کہ مباح کرنیکی آیت نازل کی تھی ایسے ہی حرام کرنیکی بھی
آیت نازل کرتا اور بڑی دلیل اسکے رد کی یہ ہے کہ اکثر یہی کہتے ہیں کہ متعہ اور گوشت خر دونو جنگ خیبر میں حرام اور منسوخ ہو گئے ہیں لیکن امام فخر الدین
رازی کہ بڑے عالم ہیں سنیوں کے مذہب میں وہ اس قول کے رد میں کہتے ہیں کہ اکثر روایات ایسی ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اس امر پر کہ رسول خدا نے حجۃ الوداع
میں اور روز فتح مکہ متعہ کو مباح کیا تھا اور یہ دونو روز فتح خیبر کے بعد ہیں پس جس وقت کہ ان دونوں میں متعہ مباح ہوا تو فتح خیبر کے روز حرام ہونا بیکار رہا بلکہ
غلط محض ہے اس واسطے کہ ناسخ بعد منسوخ کے ہوتا ہے نہ پہلے منسوخ سے اور جو شخص کہتا ہے کہ متعہ کئی دفعہ حلال ہوا اور کئی دفعہ حرام ہوا یہ قول اسکا نہایت
ضعیف ہے یہانتک تھا قول فخر الدین رازی کا پس معلوم ہوا کہ خیبر کے روز کا منسوخ ہونا باطل ہے اور بعضے عمر کے قول میں تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ انا احرمہما کے معنی انا انبہ تحریمہما ہیں یعنی میں بیان کرتا ہوں حرام کرنا اُن دونوں کا یعنی متعہ حج اور متعہ زنان کا اول تو غیر معصوم کے قول میں تاویل
جائز نہیں ہے ورنہ ہر ایک قول کفر تاویل کرکے درست کر دیا جائے چنانچہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے اور سوائے اسکے اس تاویل سے کچھ فائدہ
نہیں ہے جو مضمون پہلے تھا وہی ہے اگر اسطرح کہتے کہ رسول خدا کے زمانہ میں دو متعہ حلال تھے اور بعد اسکے حضرت نے حرام کر دیئے تھے اور میں حرام کرتا ہوں یعنی
بیان کرتا ہوں حرام کرنا انکا تو اس صورت میں مضائقہ نہ تھا اور یہ انکے قول میں کہاں ہے اور رسول خدا کے زمانہ کا حلال ہونا تو بیان کیا اور حرام ہونا بیان نہ کیا
بلکہ حرام کرنیکو اپنی طرف منسوب کیا اور بعضے جو کہتے ہیں کہ یہ چیز میرے نزدیک حرام ہے اور یہ چیز حلال ہے تو مقصود اُن کا اُس سے یہ ہے کہ میرے نزدیک شرع
سے اسکی حرمت ثابت ہے اور اسکی حلت ثابت ہے اور یہ مقصود انکا نہیں ہوتا کہ جو چیز رسول خدا کے زمانہ میں حلال تھی میں اسکو حرام کرتا ہوں حاصل یہ ہے کہ حلال ہونے متعہ کا

آیہ قرآن سے اور روایات صحابہ سے پایا ہے اور اُسکے حرام میں طرح طرح کے اختلاف بیان کرتے ہیں وہ بالکل فضول کرتے ہیں اور سوائے اسکے بعضی آیات کو بھی جو
کہ متعہ کی اصل کے حرام ہونے میں لاتے ہیں اور وہ احادیث متعہ کی بیان کرکے بڑے بڑے نامی صحابہ کے اقوال کو رد کرتے ہیں بیان حافظ جلیلہ سیالی اور تفصیل اسکی اور جواب
تاویلات اور موضوعات ان لوگوں کی شرح حدیقہ اور شرح اثنا عشریہ کے باب فقہیات میں ہیں جو کوئی چاہے دیکھ لیوے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور نہیں گناہ
اوپر تمہارے اے شوہرو فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ بیچ اُس چیز کے کہ راضی ہوئے تم آپس میں ساتھ اس چیز کے مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ پیچھے مہر مقرر کئے کے کہ اگر چاہو مہر کو کم
یا زیادہ کرو باہمی رضامندی سے یا مدت کو بڑھا دو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا تحقیق کہ خدا ہی جاننے والا تمہاری مصلحتوں کا اور ان مصلحتوں
میں سے ایک متعہ بھی ہے کہ تمہارے واسطے مباح کیا ہی حَكِيمًا حکمت والا یعنی کہ جو کام کرتا ہے موافق حکمت کے کرتا ہی کہ متعہ کو مباح کر دیا اس واسطے کہ لوگ زنا اور غلام
میں نہ گرفتار ہوں چنانچہ جناب امیر المؤمنینؑ نے فرمایا ہے کہ اگر عمر متعہ کو نہ منع کرتا تو کوئی زنا نہ کرتا مگر وہ شخص کہ جو شقی ہے اور فرماتا ہے خدا لونڈیوں کے نکاح کے بیان
میں کہ وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ اور جو شخص کہ نہ طاقت رکھے تم میں سے طَوْلًا تونگری کو یعنی بقدر مال نہ رکھتا ہو أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ
کہ نکاح کرے پاکدامن عورتوں ایمان والیوں آزادوں سے خواہ نکاح دائمی ہو خواہ نکاح متعہ تو فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم پس اُس سے کہ مالک ہوئے ہیں
ہاتھ تمہارے نکاح کرے مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ جوان لونڈیوں تمہاری ایمان لانے والیوں سے یعنی اگر تم عورتوں آزاد سے نکاح کرنیکا مقدور
نہیں رکھتے ہو تو جوان لونڈیاں جو تمہاری ہیں آپس میں نکاح کرو لیکن جو شخص کہ کسی لونڈی سے نکاح کرے تو دوسرے کی لونڈی سے نکاح کرے اس
واسطے کہ اپنی لونڈی سے نکاح کرنے کی حاجت نہیں ہے اور خدائے تعالیٰ نے اس سورہ میں نکاح کو ترتیب سے بیان کیا ہے پہلے تو نکاح دائمی کو بیان
کیا فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنیٰ الا تعولوا اور بعد اسکے خدائے تعالیٰ نے نکاح
متعہ کو بیان کیا واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن فریضة ولا جناح علیکم فیما
تراضیتم به من بعد الفریضة ان الله کان علیما حکیما اور بعد اسکے لونڈی کے نکاح کو بیان کیا چنانچہ فرمایا کہ من لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمما ملکت ایمانکم
من فتیاتکم المؤمنات اور آیۂ فما استمتعتم به منهن سے نکاح دائمی مراد نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ اس صورت میں خلل نظم قرآن میں لازم آتا ہے اور تحریف واقع ہوتی ہے کہ پہلی آیت
میں تو نکاح دائمی کو بیان کر لیا تھا اور اسکے احکام مذکور ہو گئے تھے اور اس آیت میں نکاح دائمی مراد لیویں تو کلام الٰہی میں تکرار لازم آتی ہے ایک ہی سورہ
میں اور یہی فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں متعہ کے جائز کرنیوالوں کی طرف سے لکھا ہے اور کوئی نقض اور اعتراض اس پر وارد نہیں کیا ہے اور جیسے کہ نکاح
دائمی کی طاقت آدمی کو نہیں ہوتی ہے ایسے ہی اکثر اوقات متعہ کرنے کی بھی طاقت نہیں ہوتی ہے کہ متعہ کے مقابلہ میں عورتیں آزاد بہت سا مہر
طلب کرتی ہیں اور اکثر عورتیں متعہ کرنے کے واسطے ملتی نہیں ہیں اس واسطے خدائے تعالیٰ نکاح دائمی اور نکاح متعہ کے دونو کے واسطے فرماتا ہے کہ ومن
لم یستطع منکم طولا یعنی جس کو آزاد عورتوں کے نکاح دائمی یا نکاح متعہ کے کرنے کی طاقت نہ ہو تو لونڈیوں سے نکاح دائمی یا نکاح متعہ کرے وَاللَّهُ
أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ اور خدا زیادہ عالم ہے ساتھ ایمان تمہارے کے یعنی ایمان ظاہری پر کفایت کرنی چاہئے نکاح میں حسب اور نسب کی تحقیق کی حاجت نہیں ہے
کہ بَعْضُكُم بعض تمہارا بھی آزاد اور بندہ حاصل ہوا ہے مِّن بَعْضٍ بعضے سے اور نسب تمہارا سب کا ایک ہی کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور یہ کہ تم سب
ایمان میں شریک ہو فَانكِحُوهُنَّ پس نکاح کرو تم ان لونڈیوں سے جس وقت کہ نسب اور ایمان میں تو ایک ہوئے بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ ساتھ اذن مالکوں
انکے کے کہ لونڈیوں کا مہر کم ہوتا ہے اور انکے نفقہ میں بھی تخفیف ہوتی ہے وَآتُوهُنَّ اور دو تم ان لونڈیوں کو کہ جنسے تمنے نکاح کیا ہے أُجُورَهُنَّ مہر
اُنکے بِالْمَعْرُوفِ ساتھ نیکی کے کہ اسمیں کچھ کمی اور عذر نہ ہو مُحْصَنَاتٍ جبکہ وہ پاکدامنی اختیار کرنیوالی ہوں لونڈیاں غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ نہ زنا کرنیوالیاں
ہوں ظاہر میں وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ اور نہ پکڑنے والیاں یاروں یعنی نہ اختیار کرنیوالیاں یاروں پوشیدہ کی ہوں فَإِذَا أُحْصِنَّ پس جب ہوویں نکاح
میں گھری باندھی وہ اور بعضوں نے اسکو بفتح ہمزہ اور صاد پڑھا ہے یعنی جس وقت کہ نگاہ رکھیں وہ اپنی فرج کو بسبب نکاح کے فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ پس اگر بجا لاویں
بدکاری کو کہ زنا کرنے لگیں تو فَعَلَيْهِنَّ پس لازم ہے اوپر ان لونڈیوں کے نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ آدھا اسکا کہ جو کہ اوپر عورتوں آزادوں کے ہے

مِنَ الْعَذَابِ عذاب میں سے یعنی لونڈی اگر زنا کرے خواہ شوہر دار ہو خواہ بے شوہر ہو اسکو آدھا اس عذاب کا کرے کہ جو عذاب کہ زن آزاد بے شوہر کو عذاب
کرتے ہیں اور زن آزاد بے شوہر زنا کرے تو اسکو سو کوڑے مارنے کا حکم ہے اس صورت میں لونڈی کو اسکے آدھے پچاس کوڑے مارنے چاہیں اور اگر بعد اسکے وہ لونڈی
زنا کرے تو پھر اسکے پچاس کوڑے مارنے چاہیں سات دفعہ کے زنا میں اسکے پچاس کوڑے ماریں اور اگر آٹھویں مرتبہ زنا کرے تو اسکو قتل کرنا چاہیے اور یہی حکم غلام کا ہے اور اگر
زن آزاد شوہر دار زنا کرے تو اسکو سنگسار کرنا چاہیے اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام نے بھی فرمایا ہے کہ اگر لونڈی زنا کرے تو زن آزاد بے شوہر کے نصف حد اسپر
جاری کرنی چاہیے اور فرمایا کہ آٹھویں مرتبہ اسکو قتل کا حکم اسواسطے ہوا ہے کہ خدا نے اسپر رحم کیا ہے کہ زیادہ شرمندہ ہوکے انکے گلے میں باقی رہے ذٰلِكَ یہ نکاح لونڈیکا
لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ واسطے اس شخص کے ہے کہ خوف کرے رنج میں پڑنے سے یعنی زنا میں پڑنے سے جو کوئی خوف کرے مِنْكُمْ تم میں سے اسکو واسطے ہے نکاح کرنا وَأَنْ تَصْبِرُوا اور یہ کہ صبر کرو تم
لونڈیکے نکاح کرنے سے خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے کہ لوگ تمکو طعن نہیں کہ فلانا لونڈیکا شوہر ہے اور تمہارے فرزند کو کہیں کہ یہ فلانی کی لونڈیکا بچہ ہے اور انس سے یہ روایت ہے کہ فرمایا
رسولخدا نے جو کوئی چاہے کہ خدا کے نزدیک پاک و پاکیزہ جائے تو چاہیے کہ آزاد عورتوں کو نکاح کرے اسواسطے کہ عورت آزاد درست کرنیوالی گھرکی ہوتی ہے اور کنیز
خراب کرنیوالی گھرکی وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے اس شخص کو کہ لونڈی کے نکاح کرنے سے صبر کرے رَّحِيْمٌ مہربان ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کرنے کا حکم
دیا ہے يُرِيْدُ اللّٰهُ ارادہ کرتا ہے خدا اور چاہتا ہے لِيُبَيِّنَ لَكُمْ تا کہ بیان کرے واسطے تمہارے احکام حلال اور حرام کے وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ
اور ہدایت کرتا ہے تمکو طریقے ان لوگوں کے کہ مِنْ قَبْلِكُمْ پہلے تم سے تھے مثل ابراہیم اور اسمعیل کے کہ پیروی انکی کرو اور مانند اہل حق کہ تم سے پہلے تھے تا کہ انکی روش پر
چلو وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ اور توبہ کو قبول کرے خدا اور رجوع کرے کہ احکام کی بابت تخفیف کرے اور گناہوں کو تمہارے بخشے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ اور خدا جاننے والا ہے تمہاری مصلحت کا
حَكِيْمٌ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت کے کرتا ہے وَاللّٰهُ يُرِيْدُ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ اور خدا ارادہ کرتا ہے کہ توبہ قبول کرے اور تمہاری یعنی ہدایت کرے
طرف اسکی جو کہ وہ سبب نجات کا ہے وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ اور ارادہ کرتے ہیں وہ لوگ کہ اپنی غفلت یا عناد سے يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ پیروی کرتے ہیں خواہشوں
نفس کی أَنْ تَمِيْلُوْا یہ کہ میل کرو تم اور پھرو تم حق سے اور راہ راست سے طرف گمراہی کے کہ میل کرو تم مَيْلًا عَظِيْمًا میل کرنا اور پھر جانا بڑا کہ بدکاری کرنے لگو
تم اور حرام فعلوں کو اختیار کرو تم اور روایت ہے کہ جس وقت آیت بھانجی بھتیجی کے حرام ہونے کی نازل ہوئی تو یہودیوں نے یہ
اعتراض کیا کہ نکاح پھوپھی اور خالہ کی بیٹی کا جائز ہو گیا باوجودیکہ خالہ اور پھوپھی حرام ہیں پس اگر یہ حرام ہے تو اُس کی
بیٹی کس واسطے حرام ہے اور اس شبہہ میں چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو باطل کی طرف میل دلویں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ خدائے تعالیٰ
ارادہ کرتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے یعنی توبہ کے سبب کی توفیق دلوے اور وہ چاہتے ہیں کہ راہ راست سے تمکو پھیر دلویں يُرِيْدُ اللّٰهُ
ارادہ کرتا ہے خدا اور چاہتا ہے أَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ یہ کہ تخفیف کرے تم سے احکام نکاح میں اور سخت گیری نہ کرے تمپر اوراسی واسطے حکم دیا ہے
تمکو پھوپھی اور خالہ کی بیٹیوں کے نکاح کا اور لونڈیوں کا نکاح تمہارے واسطے جائز کیا وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيْفًا اور پیدا کیا گیا ہے آدمی
ناتوان کہ عاجز ہے زیادہ تکلیف کے اٹھانے میں اس واسطے ہے اپنے فضل اور کرم سے بہت تخفیف کی ہے احکام میں اور اب خدا ایک حکم علیحدہ بیان کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ نہ کھاؤ تم مالوں اپنے کو بَيْنَكُمْ درمیان اپنے
آپسمیں ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ تم اے مومنو بِالْبَاطِلِ ساتھ باطل کے کہ جو مال حرام ہے اور شرع میں اسکا کھانا حرام ہے اور جائز نہیں ہے اسکو مت کھاؤ
جیسے کہ مال غصبی اور سودی اور چوری کا اور جواء کا اور قمار بازی کا اور رشوت کا اور معاملہ حرام کا اور جھوٹا دعوےٰ کرکے اور جھوٹی گواہی دیکر اور جھوٹے
مقدمہ کو سچا بناکر اور سوا اسکے جو کہ شرع میں حرام ہے إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً مگر یہ کہ ہووے سوداگری یا اور کوئی معاملہ درست اور صحیح موافق شرع کے عَنْ
تَرَاضٍ مِّنْكُمْ رضامندی اور خوشنودی ہر ایک کی سے تم میں سے جو کہ دو شخص آپسمیں معاملہ کرنے والے ہیں اور اسطرح کی آیت پہلی بھی گذر گئی ہے اور تجارۃ کو اہل
کوفہ نے منصوب پڑھا ہے باقیوں نے مرفوع اور تجارۃ سے مستثنیٰ منقطع ہے اور اب خدائے تعالیٰ ایک اور حکم کرتا ہے واسطے محافظت جانوں کے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا
تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ اور مت قتل کرو تم نفسوں اپنے کو ناحق و مار ڈالو اپنے تئیں کہ بعضے آدمی جناب رسولؐ کے ہمراہ جہاد میں جاتے تھے اور بے اجازت اور بدون حکم حضرت

کے جہاد دشمنوں پر حملہ کرے جیسے خدائے تعالیٰ نے اس امر کو منع کیا کہ بحکم اپنے نفسوں کو ہلاکت میں مت ڈالو اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مقصود اس
آیت سے یہ ہے کہ اپنے نفسوں کو خطر میں مت ڈالو کہ جس شخص سے طاقت لڑنے کی نہ رکھو ہو اس سے جا کر لڑائی کرو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ قتل کرو
تم مومنین کو آپس میں اس واسطے کہ تمام مومنین حقیقت میں بمنزلہ ایک نفس کے ہیں اور ظاہر آیت کا دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ یہ حکم عام ہے کہ نفسوں کو اپنی مقام ہلاکت
میں مت ڈالو إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ تحقیق کہ خدا ہے ساتھ تمہارے اے مومنو رَحِيمًا مہربان کہ بہت رحمت اور شفقت سے تمکو منع کرتا ہے وَمَنْ يَفْعَلْ
ذَٰلِكَ اور جو شخص کہ کرے اسکو کہ جو مذکور ہوا ہے حرام امروں میں سے عُدْوَانًا از روئے تعدی کے حد سے گزر کر وَظُلْمًا اور ظلم سے یعنی اپنی نفس پر
ظلم کر کے کہ وہ قتل باعث عذاب کا ہے نفس پر ہو تو اس صورت میں فَسَوْفَ نُصْلِيهِ پس قریب ہے کہ داخل کریں گے ہم اسکو نَارًا آگ میں دوزخ کی وَ
كَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ اور ہے یہ آتش دوزخ میں ڈالنا اوپر خدا کے يَسِيرًا آسان اور بعد اس کے خدائے تعالیٰ ایک اور حکم کرتا ہے کہ إِنْ تَجْتَنِبُوا اگر
پرہیز کرو تم اور دور رہو تم كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ بڑے ان گناہوں سے کہ منع کیے جاتے ہو تم عَنْهُ اسکے کہ خدا تمکو ان گناہوں سے منع کرتا ہے کہ جس وقت
تم ان گناہوں سے باز رہو گے تو نُكَفِّرْ عَنْكُمْ دور کر دینگے ہم تم سے سَيِّئَاتِكُمْ گناہان صغیرہ تمہارے کو اگر تم گناہان کبیرہ سے پرہیز کرو گے اور ان
گناہوں کا تم سے مواخذہ نہ کریں گے وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا اور داخل کریں گے ہم تمکو مقام بزرگ میں کہ وہ بہشت ہے اور گناہان کبیرہ میں خلاف ہے
بعضی روایات صادقیہ میں تو سات گناہ ہیں لیکن وہ اکبر الکبائر ہیں اور وہ کفر ہے اور قتل نفس ہے اور والدین کو آزردہ اور عاق کرنا ہے اور کھانا سود کا ہے اور
کھانا مال یتیم کا ظلم سے ہے اور بھاگنا جہاد سے ہے اور بعد ہجرت کے صحرا نشین ہو جانا اور یہ رسول خدا صلعم کے زمانہ میں تھا اور دوسری روایت میں ناامید ہونا
رحمت خدا سے اور بےخوف ہونا عذاب خدا سے اور زن مومنہ شوہردار کو تہمت زنا کی کرنی یہ بھی کبائر میں لکھا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
یہ اکبر المعاصی ہیں راوی نے پوچھا کہ کھانا ایک درم مال یتیم کا ظلم سے زیادہ گناہ ہے یا ترک کرنا نماز کا فرمایا کہ ترک کرنا نماز کا زیادہ گناہ ہے راوی نے عرض کی کہ
آپ نے ترک صلوٰۃ کو کبائر میں نہیں شمار کیا ہے فرمایا کہ میں نے پہلے کونسی چیز کبائر میں بیان کی ہے راوی نے کہا کہ کفر کو بیان کیا ہے فرمایا حضرت نے کہ تارک الصلوٰۃ
کافر ہے جو کہ بغیر سبب اور عذر کے نماز کو ترک کرے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کبائر وہ ہیں کہ جن کا وعدہ قرآن میں دوزخ ہے اور بعضے
گناہان کبیرہ وہ ہیں کہ جن کا وعدہ دوزخ میں جانے کا حدیث میں آیا ہے لیکن علمائے گناہان کبیرہ کو جمع کیا ہے ان سب سے پرہیز کرنا چاہیے اور اکثر ان میں
سے یہ ہیں شرک خدا اور ناامیدی رحمت خدا سے اور بےخوف ہونا عذاب الٰہی سے اور ناحق قتل کرنا اور ضائع کرنا کوئی عضو مومن کا اور آزردہ کرنا ماں باپ کا اور ناتا اور
رشتہ داروں سے قطع کرنا اور تہمت زنا کی مومنہ عفیفہ کو اور دشنام دہی اور کھانا مال یتیم کا ظلم سے اور بھاگنا جہاد سے اور کھانا سود کا اور جادو کرنا
اور زنا کرنا اور اغلام کرنا اور چوری کرنی اور قمار بازی کرنی اور راگ گانا اور سننا اور باجہ کا بجانا اور سننا اور بے سبب واجبات کو ترک کرنا مثل صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ
اور خمس اور حج یعنی حج کے باوجود قدرت کے اور تاخیر حج کی بدون عذر شرعی کے اور جھوٹی گواہی دینی اور گواہی پوشیدہ کرنی اور شراب اور نشہ کی چیز کھانی اور
عہد کو وفا نہ کرنا اور صحرائی ہو جانا بعد ہجرت کے اور دروغ کہنا خدا اور پیغمبر پر اور بہتان کرنا مومن پر اور غیبت کرنی مومن کی اور طعن کرنا مومن پر اور چغلی کھانی
مومن کی اور آزار دینا مومن کا اور لعنت کرنی مومن پر اور سد کرنا مومن کے رستہ کا اور منع کرنا آب مباح کا مومن سے اور ترک کرنا تمام سنتوں کا اور نہ ملاحظہ کرنا
مشیت کا اور باعث ہونا ماں اور باپ کی دشنام دہی کا اور ضرر کرنا وصیت میں اور کھانا مردار کا اور نجس کا اور واسطہ ہونا زنا اور اغلام کا اور چغلی کرنا
عورتوں کا اور بد کا حکم کرنا اور نیکی سے منع کرنا اور مطلق جھوٹ بولنا بدون استثنائے شرعی کے اور امانت میں خیانت کرنی اور غلام کو عتق نہ کرنا اور عیال کا
ترک کر دینا باوجود قدرت کے اور کھانا سونے اور چاندی کے برتن میں اور مرد کو پہننا ریشم خالص کے کپڑے کا اور عورت کو گھر سے باہر جانا بے اجازت شوہر کے
اور اپنی قوم کو اچھا جاننا اور جنگ کے بکو سے اور ظلم کرنا اور قرب کرنا مومن سے اور دو زبان ہونا اور جبر سمجھنا مومن کا اور عیب جوئی مومن کی اور بدگمانی مومن
کی اور ڈرانا مومن کا اور کم زیادہ کرنا وزن کا وقت دینے اور لینے کے اور سبک جاننا گناہ کا اور بدکاروں کی مجلس میں بیٹھنا اور بدعت کرنی اور بدعتی کی مجلس میں
بیٹھنا اور کھانا حرام کا اور اجنبی عورت کو قصداً دیکھنا اور غصب کرنا مال مومن کا اور باوجود قدرت ادا کے طلب قرضخواہ کا دفعہ کرنا اور تصویر سایہ دار کا

اور سارے شوہر کا اور خرید و فروخت کرنا اسمیں کی خبروں کا اور اس کے سوائے اور بھی بعضے گناہ ہیں کہ وہ معتبر باب گناہوں میں مذکور ہیں اور بدخلا کو ابوجعفر اور طرح
نے بصیغہ معلوم پڑھا ہے اور باقیوں نے بصیغہ مجہول اور کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ نے جناب رسولخدا سے عرض کی کہ مرد جہاد کرتے ہیں کا شرف لیتے ہیں اور عورتیں اس سے محروم
ہیں اور مرد دوبارہ حصہ لیتے ہیں غنیمت کے اور کمائے مال کے عورتوں سے دو حصہ میراث لیتے ہیں کاش ہم بھی مرد ہوتے زمرے میں ہوتیں تاکہ جہاد کے ثواب اور کل
میراث کے پانے سے محروم ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک جماعت عورتوں کی رسولخدا کے پاس آئی اور ان عورتوں نے کہا کہ یا رسولخدا کیا خدا پروردگار مردوں کا اور عورتوں کا دو نہیں
اور تو سب رب خدا کا بھیجا ہوا نہیں ہے فرمایا کہ ہاں خدا پروردگار سب کا ہے اور میں ہی پیغمبر سب کا ہوں تب ان عورتوں نے کہا کہ کیا سبب کہ خدا تعالیٰ
مردوں کا ذکر کرتا ہے اور عورتوں کا ذکر نہیں کرتا ہم خوف کرتے ہیں اس سے کہ ہم میں خیر ہووے اور خدا کو ہم سے کچھ سروکار نہ ہو اور مرد کہتے تھے کہ ہمکو عورتوں سے
دو گنی میراث ملتی ہے آخرت میں ثواب بھی ہمارا عورتوں سے دو چند ہوگا اور عورتیں کہتی تھیں کہ جیسے کہ میراث ہمکو مردوں سے نصف ملتی ہے ایسے ہی عذاب بھی ہمکو
آخرت میں مردوں سے نصف ہوگا خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ اور نہ آرزو کرو تم اس چیز کی کہ بزرگی دی ہے خدا نے
بہ سبب اس چیز کے کہ وہ مرتبہ ہے یا مال ہے بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بعض تمہارے کو اوپر بعض کے یعنی خدا نے جو بعض کو تم میں سے بعض پر کسی امر میں بزرگی دی ہے اسکی
آرزو تم مت کرو شاید کہ تمہارے واسطے بہتر اس کے ہو نہیں ہوا اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ کوئی تم میں سے یہ نہ کہے کہ کاش جو کچھ فلانا شخص دیا گیا ہے مال
یا نعمت یا عورت خوبصورت وہ مجھ کو دیا جاتا اس واسطے کہ یہ حسد ہے لیکن اس طرح کہنا جائز ہے کہ خداوندا جیسا کہ تو نے اسکو دیا ہے مجھ کو بھی دے لِلرِّجَالِ
نَصِيْبٌ واسطے مردوں کے حصہ ہے مِّمَّا اكْتَسَبُوْا اس چیز میں سے کہ کمائی کی ہے انہوں نے مثل جہاد کے اور تمام اعمال نیک کے وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ
اور واسطے عورتوں کے حصہ ہے مِّمَّا اكْتَسَبْنَ اس چیز میں سے کہ کمائی کی ہے انہوں نے مثل عفت اور فرمانبرداری شوہر وغیرہ کے پس خوب کہ واسطے ہر ایک کے حصہ مقرر ہے موافق
اسکی کمائی کے تو آرزو دوسرے کے حصہ کی کیوں کرتے ہو اور خدا کا فضل اعمال نیک کرنے سے حاصل ہوتا ہے نہ حسد سے وَاسْئَلُوا اللّٰهَ اور سوال کرو تم خدا سے اور مانگو مِنْ فَضْلِهٖ فضل اسکے
سے یعنی جو کچھ آدمیوں کو ملا ہے اسکی آرزو مت کرو کہ ہمکو ہو بلکہ مثل اسکے خدا سے طلب کرو کہ ہمکو بھی خزانہ کرم سے دے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہی بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمًا ساتھ ہر چیز کے عالم اور جاننے والا ہے کہ کون مستحق اسکے فضل کا ہے اور فرمایا رسولخدا نے کہ خدائے تعالیٰ نے دوست رکھا ہے واسطے ذات اپنی کے ایک چیز کو اور
دشمن رکھا ہے اسکو واسطے مخلوق کے دوست رکھا ہے سوال کرنیکو اپنی ذات سے اور دشمن رکھا ہے مخلوق سے سوال کرنیکو اور نہیں ہے کوئی چیز دوست زیادہ خدا کو
اس سے کہ سوال کرے کوئی اس سے پس چاہیے کہ نہ حیا کرے کوئی خدا سے سوال کرنے میں اسکے فضل سے اگرچہ تسمہ جوتے کا ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
نہ سوال کرے اسکے فضل سے وہ محتاج اور تنگدست ہو جائے گا اور کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں اسلام سے پہلے جسکو چاہتے اور لے پالک کرتے تھے اسکو وارثوں میں
داخل کرکے میراث میں شریک کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسولخدا نے حضرت علی کو اپنا بھائی کیا اور مہاجرین اور انصار کو
آپس میں ایک کو دوسرے کا بھائی کیا تو مہاجرین اور انصار نے جانا کہ ہم اپنے دینی بھائی سے بھی میراث پاوینگے خدا نے فرمایا کہ میراث رشتہ داروں کے واسطے ہے نہ
دینی بھائیوں کے واسطے ہے چنانچہ فرماتا ہے وَلِكُلٍّ اور واسطے ہر ایک کے یعنی ہر ایک کو جَعَلْنَا کئے ہیں یعنی مقرر کئے ہیں مَوَالِيَ میراث لینے والے
کہ سب قرابت کے ساتھ حصہ لیویں مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اس چیز میں کہ چھوڑا ہے ماں باپ اور رشتہ داروں نے لیکن فاطمہ رحمہا
کو باپ کی جائداد میں سے حصہ نہ ملا کیونکہ وہ رسولخدا کے موالیوں میں سے نہ تھیں اور کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں ایسا دستور تھا کہ ہر کوئی شخص ایک آدمی کا ہاتھ
پکڑ کر کہتا تھا کہ خون میرا خون تیرا ہے اور دوست میرا دوست تیرا ہے اور دشمن تیرا دشمن میرا ہے تو مجھ سے میراث لیجائے اور میں تجھ سے میراث لیجاؤں اور تو میرا
عاقلہ ہووے اور میں تیرا عاقلہ ہوں اور باتوں کو قسم کھا کر پختہ کرتے تھے اور اس جہت سے ہر ایک دوسرے کا وارث ہو کر چھٹا حصہ اسکے ترکہ میں سے لیتا تھا ایک جماعت
صحابہ نے رسولخدا سے عرض کی کہ ہمنے آپس میں میراث کے لینے کے واسطے عہد کیا ہے مطابق اسکے آیت نازل ہوئی کہ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اور وہ لوگ کہ عقد
اور قسم کی ہیں تم نے ساتھ اَيْمَانُكُمْ قسموں اپنی کے فَاٰتُوْهُمْ پس دو تم انکو نَصِيْبَهُمْ حصہ ان کا کہ وہ چھٹا حصہ ہے اور اس آیت کا حکم آیت واولوا الارحام
بعضہم اولیٰ ببعض کے حکم سے منسوخ ہو گیا کہ رشتہ دار ہوتے ہوئے اجنبی آدمی حصہ نہیں لے سکتے اور والذین عقدت کا عطف والدین پر ہے اور سب والوں کے عہد

ع ۶

تو سوائے اہل کو دینے کے اور عاقبت رکھتا ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا اوپر ہر چیز کے گواہ یعنی عہد و پیمان اور قسم پر کہتے ہیں کہ
حبیبہ زوجہ سعد بن ربیع انصاری کی اپنے شوہر کا کہنا نہیں مانتی تھی اور فرمانبرداری سے اسکی باہر ہو گئی تھی اسکے شوہر سعد نے ایک طمانچہ اسکے رخسار پر مارا اور اسکے
باپ نے شکایت کی اور وہ اس کو ہمراہ لیکر جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس قصہ کو بیان کیا تب یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ
مرد قائم ہونے والے ہیں عَلَى النِّسَاۗءِ اوپر عورتوں کے جیسے کہ حاکم قائم اور کارگذار ہوتے ہیں رعیت پر بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بسبب اس چیز کے کہ بزرگی دی
ہے خدا نے بَعْضَهُمْ بعض ان کے کو کہ وہ مرد ہیں عَلٰى بَعْضٍ اوپر بعض کے کہ وہ عورتیں ہیں کمال عقل اور علم اور جہاد اور نماز جمعہ اور جماعت میں اور سوائے
اس کے بہت امور ہیں کہ مردوں کو عورتوں پر ان امور میں خدا نے بزرگی دی ہے وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا اور بزرگی دی ہے بسبب اسکے کہ خرچ کیا ہے ان مردوں نے عورتوں پر
مِنْ اَمْوَالِهِمْ مالوں اپنے میں سے مہر اور نفقہ وغیرہ میں اور روایت ہے کہ کسی نے جناب رسول خدا سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا بزرگی ہے مردوں کو عورتوں پر فرمایا کہ
جیسے بزرگی پانی کو زمین پر ہے کہ زمین پانی سے زندہ ہوتی ہے ایسے ہی مردوں سے عورتیں زندہ ہوتی ہیں اور اگر نہ ہوتے مرد تو نہ پیدا کی جاتیں عورتیں اور آیت
کو تلاوت فرمایا اور پہلے اس سے خدا تعالیٰ نے مردوں کی فضیلت عورتوں پر بیان کی تھی اور اب نیک عورتوں کا حال بیان کرتا ہے کہ فَالصّٰلِحٰتُ پس نیک
عورتیں شائستہ اعمال کی قٰنِتٰتٌ فرمانبردار ہیں خدا کی اور تابعدار اپنے شوہروں کی حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ نگاہ رکھنے والیاں واسطے غیب کے
یعنی شوہروں کے غائب ہونے کے وقت نگاہ رکھتی ہیں اپنی عفت اور عصمت کو اور شوہروں کے مالوں کو بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ بسبب نگاہ رکھنے خدا کے ان عورتوں کو
اور ما اسمیں مصدریہ ہے اور جناب رسول خدا نے فرمایا کہ بہتر عورتوں میں وہ عورت ہے کہ جس وقت کہ تجھ کو دیکھے تو شاد ہووے اور جس وقت تو اسکو حکم کرے تو اسی وقت
وہ بجا لاوے اور جس وقت تو غائب ہو تو اپنی عصمت کی اور تیرے مال کی حفاظت کرے اور اب خدا حکم بیان کرتا ہے ان عورتوں کا کہ جو شوہروں کی فرمانبرداری
نہیں کرتی ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ اور وہ عورتیں کہ ڈرتے ہو تم نافرمانی کرنے انکے سے بسبب ظاہر ہونے علامات نافرمانی
کے تو فَعِظُوْهُنَّ پس نصیحت کرو تم ان عورتوں کو خوش خلقی سے کہ دل انکے نرم ہو جائیں اور حقوق زن و شوہر کے ان کو تعلیم کرو اور سمجھاؤ انکو نافرمانی شوہر
کی بہت سخت گناہ ہے وَاهْجُرُوْهُنَّ اور کنارہ کشی کرو تم ان سے فِي الْمَضَاجِعِ بیچ خوابگاہوں کے یعنی ان کے ہمراہ خواب نہ کرو یا انکی طرف سے
پیٹھ پھیر لو اگر تمہاری نصیحت کو وہ نہ مانیں وَاضْرِبُوْهُنَّ اور مارو تم انکو اگر کنارہ کشی سے بھی تمہاری متابعت نہ کریں لیکن ایسا نہ مارو کہ زخم ہو جائے
یا ان کی ہڈی کو صدمہ پہنچے اور حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مسواک سے مارو فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ پس اگر فرمانبرداری کریں وہ تمہاری اور
تمہاری متابعت کو اختیار کریں تو فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ پس نہ طلب کرو تم اوپر ان کے اور نہ چاہو تم سَبِيْلًا راہ کو آزار دہی کی اور ملامت کی یعنی اگر
تمہاری فرمانبرداری وہ کریں تو پھر ان کو نہ ستاؤ اور زیادتی اوپر نہ کرو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَلِيًّا بلند اس امر سے کہ ظلم سے راضی ہو كَبِيْرًا
بزرگ ہے اس سے کہ مظلوم کی داد کو نہ پہنچے اور اس سے ڈرنا چاہیے کہ وہ ظلم سے راضی نہیں ہوتا ہے اور تمکو اتنی قدر عورتوں پر قدرت نہیں ہے کہ جس قدر اسکو تم پر قدرت ہے
اگر تم ان عورتوں پر ظلم کرو گے تو تمکو سزا اس ظلم کی دیگا وَاِنْ خِفْتُمْ اور اگر ڈرو تم بسبب ظاہر ہونے علامات نافرمانی کے شِقَاقَ بَيْنِهِمَا بدخلقی سے
درمیان ان دونوں جورو اور خاوند کے اور ناموافقت کا ان کے خوف ہو تو فَابْعَثُوْا پس بھیجو تم یعنی مقرر کرو تم واسطے دفع کرنے نافرمانبرداری کے حَكَمًا مِّنْ
اَهْلِهٖ ایک منصف کو لوگوں اس شوہر کے سے یعنی اس شوہر کے کنبہ میں سے جو شخص کہ انصاف حکم کرے اور منصف ہو سکنے رکھتا ہے اسکو واسطے فیصلہ کے مقرر کرو وَ
حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اور ایک منصف کو قبیلہ اس عورت کے سے کہ وہ بھی مثل اسکے لیاقت حکم کرنیکی رکھتا ہو اور عورت کے مافی الضمیر کو دریافت کرے کہ وہ مفارقت
چاہتی ہے یا ملاقات اور ایسے ہی مرد کا منصف مرد کی مرضی کو دریافت کرے گا اور اضافت شقاق کی طرف ظرف کی یا تو قائم کرنے اسکے کے مقام مفعول کے
ہے جیسے کہ یا سارق اللیلۃ یا مقام فاعل کی ہے جیسے کہ نہارہ صائم اور دو منصف جبھی ہو سکتے ہیں لیکن کنبہ کے آدمی کا ہونا مناسب ہے کہ وہ انکے باطن کے حال کو دریافت
کر سکتے ہیں اسواسطے فرمایا کہ ایک شخص کو مرد کے کنبہ میں سے مقرر کرو اور ایک شخص کو عورت کے کنبہ میں سے اِنْ يُّرِيْدَآ اگر ارادہ کریں اور چاہیں وہ دونوں منصف بھی
اِصْلَاحًا درست کرنا زن و شوہر کو تو يُّوَفِّقِ اللّٰهُ توفیق دیگا خدا اور موافقت پیدا کرے گا بَيْنَهُمَا درمیان ان دونوں کے اور یا یہ کہ اگر زن و شوہر ارادہ

اپنے کام کی درستی کا کریں تو خدا ان کو توفیق دیگا موافقت کی اور دونوں میں ان کے الفت ڈالیگا إِنَّ اللَّهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَلِيمًا جاننے والا اور
شوہر کی مصلحتوں کا خَبِيرًا خبردار اُن کے مقصدوں سے اور پہلے اس سے خدا تعالیٰ نے احکام یتیموں کے اور سود نہ کھانے کے اور زن و شوہر کی آپس میں بدگمانی
کر نیکی نازل کر دئیے تھے لیکن وہ کچھ فائدہ نہیں رکھتے ہیں جبتک کہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتقاد نہ کرے اور اس کو واحد جان کر اور شرک سے تبرا کرکے اسکی عبادت میں
جبتک کہ مشغول نہو واسطے خدا نے بعد اس کے یہ آیت نازل کی وَاعْبُدُوا اللَّهَ اور عبادت کرو تم خدا کو توحید سے وَلَا تُشْرِكُوا اور نہ شریک کرو تم بِهِ شَيْئًا
ساتھ اسکے کسی چیز کو وَبِالْوَالِدَيْنِ اور نیکی کرو تم ساتھ باپ اور ماں کے إِحْسَانًا نیکی کرنی قول میں اور فعل میں دونوں میں اور احسانا مفعول مطلق فعل محذوف
کا ہے اور تقدیر اسکی واحسنوا بالوالدین احسانا ہے یعنی اور نیکی کرو تم ساتھ والدین کے نیکی کرنی وَبِذِي الْقُرْبَىٰ اور نیکی کرو تم ساتھ قرابتیوں کے اور اسکے ثواب کی
روایتیں پہلے اس سے سورہ بقر میں گذر گئی ہیں وَالْيَتَامَىٰ اور نیکی کرو تم ساتھ یتیموں کے اسکا ذکر بھی پہلے ہو لیا ہے وَالْمَسَاكِينِ اور نیکی کرو تم ساتھ محتاجوں کے
اسکے ثواب میں روایتیں بھی سورہ بقر میں مذکور ہو گئی ہیں وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ اور نیکی کرو تم ساتھ ہمسایہ صاحب قرابت کے کہ وہ دو حق رکھتا ہے حق قرابت
اور حق ہمسایگی وَالْجَارِ الْجُنُبِ اور نیکی کرو تم ساتھ ہمسایہ اجنبی کے جو کہ قرابت نہ رکھتا ہو روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسولخدا
دل میرا سخت ہو گیا ہے اور کسی طرح سے نرم نہیں ہوتا فرمایا کہ تو اپنے مال اور ہاتھ سے نیکی کر اور مسکینوں کو کھانا دے اور یتیموں کے سر پر ہاتھ مہربانی کا پھیر اور
ہمسایہ یگانہ اور بیگانہ پر بخشش کر اور انکو رنج مت پہنچا پھر اسنے عرض کی کہ یا رسولخدا حق ہمسایہ کا ہمسایہ پر کیا ہے فرمایا کہ اگر وہ تجھکو پکارے تو اسکو جواب دے اور
دستگیری کر اسکی اور اگر قرض طلب کرے تو اس کو دے اور اگر مصیبت اسپر نازل ہو تو تسلا اسکا دے اور اگر وہ مر جائے تو جنازے پر اس کے حاضر ہو اور اپنی دیوار اسکی
دیوار سے زیادہ بلند مت کر اور فرمایا کہ ہمسایہ تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہے کہ جو مسلمان اور رشتہ دار ہو اسکے تین حق ہیں حق قرابت اور حق اسلام اور حق ہمسایگی
اور دوسرا ہمسایہ وہ ہے کہ جو مسلمان اور ہمسایہ ہو اور اسکے دو حق ہیں حق اسلام اور حق ہمسایگی اور تیسرا ہمسایہ وہ ہے کہ جو نہ مسلمان ہو اور نہ رشتہ دار ہو اور اسکا ایک
حق ہے کہ وہ حق ہمسایہ ہے اور وہ ہمسایہ اجنبی اور کافر ہے اور دو حق والا ایک اور بھی ہو سکتا ہے اور وہ رشتہ دار کافر ہے کہ ہمسایہ میں رہتا ہو اسکے بھی دو حق ہیں
حق ہمسایہ اور حق قرابت اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ خوبی ہمسایگی یہ نہیں ہے کہ اسکو ایذا نہ دیوے اور لیکن خوبی ہمسایہ کی یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ کے
آزار دینے پر صبر کرے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ نیکی کرنی ہمسایہ سے زیادہ کرتی ہے رزق کو اور آباد کرتی ہے گھروں کو اور زیادہ کرتی ہے عمر کو اور
حد ہمسایہ کی حدیث میں وارد ہے کہ چاروں طرف سے چالیس گھر تک ہے لیکن علماء نے چالیس ہاتھ چاروں طرف سے لکھے ہیں اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ
کہ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ اور نیکی کرو تم ساتھ صحبت رکھنے والے کے ساتھ کروٹ کے یعنی نیکی کرو تم ہمنشیں اور ہم صحبت کے ساتھ جس کے ساتھ اٹھتے
اور بیٹھتے ہو سفر میں یا شہر میں خواہ زوجہ ہو خواہ طالب علمی کا شریک ہو خواہ کسی پیشہ کا شریک ہو یا خادم ہو وَابْنِ السَّبِيلِ اور نیکی کرو تم ساتھ
مسافر اور مہمان کے اگرچہ وہ اپنے شہر میں تونگر ہوں وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اور نیکی کرو تم ساتھ ان کے کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھ تمہارے یعنی اپنے غلام
اور لونڈی پر شفقت اور مہربانی کرو إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا لَا يُحِبُّ نہیں دوست رکھتا ہے مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا اس شخص کو کہ ہووے
اترانے والا فخر کرنے والا کہ والدین پر نیکی نہ کرے اور قریبوں اور ہمسایہ پر نیکی کرنے سے ننگ رکھے اور اپنے ہم صحبتوں سے غرور رکھے اور آپ سے روایت ہے کہ فرمایا
رسولخدا نے کہ جو کوئی ہمسایہ کو آزار پہنچاوے اُس نے مجھکو آزار پہنچایا اور جس نے مجھکو آزار پہنچایا اُسنے خدا کو آزار پہنچایا اور بعد اسکے فرمایا کہ جبرئیل مجھکو ہمیشہ
وصیت کرتا تھا ہمسایہ کے حق میں یہاں تک کہ گمان کیا میں نے کہ وہ مجھسے میراث لیوے گا اور خدا دوست نہیں رکھتا ہے اترانے والے فخر کرنیوالے کو الَّذِينَ
يَبْخَلُونَ وہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ اور حکم کرتے ہیں آدمیوں کو ساتھ بخل کے کہ مستحقوں کو نہیں دیتے ہیں اور آدمیوں کو
منع کرتے ہیں دینے سے وَيَكْتُمُونَ اور پوشیدہ کرتے ہیں لوگوں سے مَا آتَاهُمُ اللَّهُ اُس چیز کو کہ دی ہے اُنکو خدا نے مِنْ فَضْلِهِ فضل سے
کہ وہ تونگر ہو گئے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کیا ہے کہ جو ہم کسی کو کچھ دیویں اور فرماتا ہے خدا کہ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ اور تیار کیا ہے ہمنے
واسطے کافروں کے جو کہ ہماری نعمتوں کا شکر نہیں کرتے ہیں اور جو حقوق کہ اُن کے ذمہ ہیں انکو ادا نہیں کرتے ہیں بلکہ اوروں کو دینے سے منع کرتے ہیں اُنکے واسطے تیار کیا ہے

گواہی دے تو اس موافق اپنے علم کے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ پس کھڑے کئے جاوینگے انبیا اور ان سے سوال کیا جائے گا کہ جیسے خدا تعالیٰ نے پیغام اپنی امتوں کو پہنچا دئے ہیں یا نہیں وہ کہینگے کہ ہم نے پہنچا دئے ہیں پیغام پس اپنی امتوں پھر انکی امتوں سے پوچھیں گے تو وہ انکار کرینگے جیسے کہ فرمایا ہے خدا نے فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین اور کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی پیغمبر ڈرانے والا نہیں آیا ہے اور نہ کوئی خوشخبری دینے والا آیا ہے پس انبیا ہمارے پیغمبر صلعم کو اپنا گواہ لاویں گے وہ حضرت انبیا علیہم السلام کی راستگوئی کی اور انکی امتوں کے منکرین کے جھوٹ کی گواہی دیں گے اور ہر امت سے فرمائینگے کہ ہاں تمہارے پاس ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا آیا تھا اور خدا ہر چیز پر قادر ہے کہ ابھی تمہارے اعضا سے گواہی دلوا دے پیغمبروں کے آنیکی اور خدا کے پیغام پہنچانیکی اسی واسطے خدا نے فرمایا ہے اے نبی کو کہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا پس وہ لوگ امتوں کے جو کہ منکر ہیں حضرت کی گواہی کو رد نہ کر سکیں گے اس خوف سے کہ خدا انکے مونہوں پر مہر کر دیگا اور اعضا انکے گواہی دینگے حضرت اپنی قوم کی اور امت کے منافقوں اور عہد کے توڑنے والوں اور سنتوں کے بدل دینے والوں پر حکم اس آیت کا عام ہے کہ وہ حضرت انبیا کی بھی اور اپنی امت کی بھی سب کی گواہی دینگے **یَوۡمَئِذٍ** اس روز کہ حضور گواہی دینگے **یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا** دوست رکھیں گے وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور چاہینگے وہ لوگ کہ خدا پر ایمان نہیں لائے ہیں **وَعَصَوُا الرَّسُوۡلَ** اور نافرمانی کی ہے انہوں نے پیغمبر کی کہ **لَوۡ تُسَوّٰی بِہِمُ الۡاَرۡضُ** کاش برابر کی جائے ساتھ انکے زمین کہ یعنی وہ دفن کئے جائیں اور مٹی انکے اوپر ڈالکر زمین برابر کی جائے اور کبھی زندہ نہ ہوں **وَلَا یَکۡتُمُوۡنَ اللّٰہَ حَدِیۡثًا** اور نہ پوشیدہ کر سکیں گے وہ خدا سے کسی بات کو کہ انبیا اور آئمہ اور اعضا انکے سب اعمال کی انکی گواہی دینگے اور ایسے ہی غاصبان حقوق آل محمد کا حال ہوگا اور کہتے ہیں کہ ایک روز جماعت اصحاب کی عبدالرحمن بن عوف کے گھر میں شراب پیتی تھی اور وقت پہنچے کے آواز اذان کی سکر واسطے نماز مغرب کے کھڑے ہوئے اور امام انکا کہ عبدالرحمن ہوا تھا بہت مستی سے انہیں سورہ قل یا ایہا الکافرون میں حرف لا کا کہ چار جگہ ہے حذف کر دیا اور اسکو نہ کہا تب یہ آیت نازل ہوئی **یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا** اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا پر **لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوۃَ** نہ نزدیک ہو تم نماز کے یعنی نماز کو مت پڑھو تم **وَاَنۡتُمۡ سُکٰرٰی** جس وقت کہ تم نشہ میں ہونے والے ہو اور وانتم کی حالیہ ہے اور سکاریٰ جمع سکران کی ہے یعنی جس وقت تم نشہ میں ہو تو نماز کو مت پڑھو **حَتّٰی تَعۡلَمُوۡا** یہاں تک کہ جانو تم اور سمجھو تم کہ **مَا تَقُوۡلُوۡنَ** کیا کہتے ہو تم نماز میں اور نشہ سے مراد عام ہے خواہ نشہ کسی چیز کے کھانے سے ہو اور خواہ نشہ نیند کا ہو کہ آنکھوں میں نیند کا خمار بھرا ہو اسی حالت میں نماز کو مت پڑھو یہاں تک کہ جانو تم کہ کیا کہتے ہو نماز میں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ پڑھو تم نماز کو کاہلی سے کہ وہ علامت نفاق کی ہے اور فرماتا ہے خدا نے تعالیٰ کہ **وَلَا جُنُبًا** اور نہ پڑھو تم نماز کو جس وقت کہ حالت جنابت میں ہو تم اور جنبا حال واقع ہوا ہے اور عطف اسکا وانتم سکاریٰ پر ہے اور وہ بھی حال ہے اور جنب مذکر اور مونث اور واحد اور تثنیہ اور جمع سب کے لئے آتا ہے اور یہاں مراد اس سے جمع ہے پس حالت جنابت میں نماز کو مت پڑھو تم **اِلَّا عَابِرِیۡ سَبِیۡلٍ** مگر ہو تم گذر ہونے والے رستے کے کہ سفر میں ہو تم اور غسل جنابت کی ضرورت ہوئی اور پانی دستیاب نہوا ہو تو مٹی سے تیمم کرکے نماز پڑھ سکتے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد صلواۃ سے مواضع صلوٰۃ کے ہیں یعنی مسجد و میں حالت نشہ میں اور ناپاک ہو کر مت جاؤ تم **حَتّٰی تَغۡتَسِلُوۡا** یہاں تک کہ غسل کرو تم پس اسوقت جاؤ تم اور اگر پانی دستیاب ہو تو تیمم کر لو اور بعض علما زمانہ میں ہمارے فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ سے مراد بطریق استخدام دو معنی ہو سکتے ہیں نماز کا قائم کرنا تو حتی تعلموا ما تقولون کے قرینہ سے اور مواضع صلواۃ کے عابری سبیل کے قرینہ سے یعنی نماز کو نہ پڑھو تم حالت نشہ میں یہانتک کہ جانو تم کہ کیا کہتے ہو تم اور نہ داخل ہو تم مسجدوں میں حالت جنابت میں مگر گزر ہو تمہارا کہ مسجدوں سے گذر سکتے ہو اور ٹھیر نہیں سکتے یہانتک کہ غسل کرو تم اور جس وقت غسل کر لو ٹھہر سکتے ہو اور مطابق اسکے حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ حائض اور جنب نہیں داخل ہو سکتے ہیں مسجدوں میں کہ انمیں جاکر ٹھیریں مگر گزر تو انمیں سے جا سکتے ہیں اس واسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا اور اہل سنت کے علما میں خلاف ہے کوئی تو صلوٰۃ سے نماز کا پڑھنا مراد لیتا ہے اور کوئی مواضع صلوٰۃ کے اور عابری سبیل کو کہتے ہیں کہ مراد اس سے سفر ہے اور عابری سبیل مستثنیٰ ہونیکی جہت سے منصوب ہے اور نون اسکا اضافت کے سبب ساقط ہو گیا ہے اور حالت جنابت اور حیض اور نفاس میں مسجد مکہ اور مدینہ میں گزر نا بھی جائز نہیں ہے اور سوائے ان دونوں مسجدوں کے اور مسجدوں

میں گذر جاویگا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن ٹھیرنا اُسمیں جائز نہیں ہے اور ابھی کوئی جنبی بھی وہاں رکھی جائز نہیں ہے یہانتک کہ غسل کرے اور رسول خدا کو اور انکی
اہلبیت کو حالت جنابت میں مسجدوں میں ٹھیرنیکی اجازت ہے اور سوائے انکے اور کسیکے واسطے اجازت نہیں یہانتک کہ حضرت کی بیبیوں سے کسیکو اجازت نہ
تھی اور نہ حیض کی حالت میں حضرت کی بیبیوں کو اور نہ سوائے انکے اور عورتوں کو مسجد میں داخل ہونیکی اجازت تھی یہ فضیلت اور شرف خاص اہلبیت خاتم النبیین کے واسطے
مخصوص ہے اور اہل سنت کی احادیث صحاح میں بھی ایسی روایتیں موجود ہیں چنانچہ مشکوٰۃ میں موجود ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ حالت جنابت میں سوائے میرے
اور علیؑ کے اس مسجد میں کوئی داخل ہو اور بعضی روایت میں اہل سنت کی کتابوں میں علیؑ کی جگہ فاطمہ کا نام آیا ہے اور جس شخص کا دروازہ مسجد کی طرف تھا اسکو حکم
ہوا کہ تو دروازہ اپنا بند کر دے اور علیؑ کو حکم تھا کہ تو دروازہ اپنا بند مت کر اور تیرے واسطے دروازہ کے کھلا رکھنے کا حکم ہے جس وقت کہ صحابہ نے سنا تو انکو
بہت ناگوار معلوم ہوا کہ ہمارے سب کے دروازے تو بند ہو گئے اور فقط علیؑ کا دروازہ نہ بند ہوا اور طرح طرح کی گفتگو آپس میں کرنے لگے یہانتک کہ حضرت کو خبر ہوئی
تو غصہ ہوئے اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا کہ کیا چاہتے ہو تم علیؑ سے علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں چنانچہ اہلسنت کی کتابوں میں لکھا ہے اور جذب
القلوب میں لکھا ہے کہ یہ روایت علیؑ کو ابوبکر پر فضیلت ہوتی ہے یہ بھی روایت صحیح رکھی جاتی ہے کہ ایک کھڑکی یعنی ایک روزن ابوبکر کی دیوار میں بھی مسجد کی
طرف کو تھا اور اب ایک اور حکم خدا تعالےٰ بیان کرتا ہے کہ وَإِنْ كُنْتُمْ اور اگر ہو تم حالت جنابت میں مَّرْضٰٓى بیمار اور یہ جمع مریض کی ہے یعنی حالت بیماری
میں کہ غسل جنابت کی صلاح ہو اور وہ بیماری ایسی ہو کہ اُسمیں غسل نہیں کر سکتے ہو بسبب ضرر کرنے پانی کے أَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا ہو تم اوپر سفر کے یعنی تم سفر میں
ہو اور پانی بمقدار دستیاب ہوتا ہو أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ یا آئے کوئی تم میں سے مِّنَ الْغَآئِطِ مکان ضرور سے اور غائط اصل میں زمین پست کے معنی میں
ہے اور چونکہ پھرنے کے واسطے ایسے مکان پست اور غار کو تلاش کرکے اسجگہ رفع حاجت کیا کرتے تھے اس واسطے نام بیت الخلا کا غائط ہو گیا ہے اور یہاں مراد
بول و براز دونوں ہی ہیں کہ تم ان دونوں میں سے کسی کو رفع کرکے آؤ أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یا مس کرو تم عورتوں کو اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے لمستم پڑھا ہے اور
مس کرنے سے مراد جماع کرنا ہے یعنی یا جماع کرو تم عورتوں سے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً پس نہ پاؤ تم پانی کو ان صورتوں مذکورہ میں فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
طَيِّبًا پس قصد کرو تم مٹی پاک کو اور تیمم کے معنی قصد کے ہیں اور اب نام ایک فعل خاص کا بدلے وضو اور غسل کے ہو گیا ہے یعنی تیمم کرو تم مٹی پاک سے اس طرح سے کہ
پہلے دونوں ہاتھوں کو ٹھونک کر دو بار ٹھوک کر زمین پر مارو فَامْسَحُوْا پس مسح کرو تم ہتھیلیوں سے بِوُجُوْهِكُمْ ساتھ مونہوں اپنے کے یعنی پیشانی اور دونوں ابرو پر مسح کرو
اور موئے سر کی انتہا سے شروع اور ناک کے سرے پر تمام کرو اور چشم اور رخسار و سر اور باقی کے منہ پر مسح کرو اگرچہ بعضی روایت میں تمام چہرے پر بھی آیا ہے
وَأَيْدِيْكُمْ اور مسح کرو تم دونوں ہاتھوں اپنے کی پشت دست پر اس طرح سے کہ پہلے دست چپ کی ہتھیلی سے دست راست کی پشت پر مسح کرو مند دست سے
انگلیوں کے سروں تک اور ایسے ہی دست راست سے دست چپ پر مسح کرو اور جنابت والا تو مسح بدلے غسل کے کریگا اور بول و براز کا رفع کرنیوالا بدلے وضو کے
إِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَفُوًّا غَفُوْرًا درگذر کرنیوالا تکلیف کی سختی سے بخشنے والا تیمم کرنیوالوں کا کہ تمہاری آسانی کے واسطے بدلے
غسل اور وضو کے تیمم کو تم پر فرض کیا ہے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزیں ہمیں پہلی اُمتوں پر ہمکو فضیلت دی ہے کہ انکے واسطے یہ چیزیں نہیں ایک
تو یہ کہ تمام روئے زمین کو ہمارے واسطے مسجد بنایا ہے اور خاک اسکی واسطے ہمارے پاک کی ہے اور ہماری صفوں کو نماز میں مثل صفوف ملائکہ کے بنایا ہے اور کہتے
ہیں کہ ایک سفر میں جناب رسول خدا کے ہمراہ کچھ عورتیں تھیں اور ایک منزل میں پانی بہم نہ پہنچا اور وضو کے واسطے سب حیران تھے یہ آیت نازل ہوئی سب نے
تیمم کیا اور خدا تعالےٰ نے اس آیت میں اُن چیزوں کے مسح کا تیمم میں حکم دیا ہے کہ وضو میں جن کے دھونے کا حکم ہے اگر پاؤں کا دھونا وضو میں واجب ہوتا
تو خدا تعالےٰ تیمم میں بھی پاؤں کے مسح کا حکم دیتا معلوم ہوا کہ وضو میں پاؤں کا دھونا واجب نہیں ہے اور اب خدا تعالےٰ یہود کے علما کی گمراہی اور عناد کا
حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ أَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمد صلعم إِلَى الَّذِيْنَ طرف ان لوگوں کے کہ أُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ دئے
گئے ہیں وہ ایک حصہ کتاب سے یعنی علما یہود کہ توریت کو پڑھتے ہیں يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ خرید کرتے ہیں وہ یعنی بدل کرتے ہیں گمراہی کو کہ وہ پوشیدہ کرنا صفات
محمد کا ہے ساتھ ہدایت کے کہ وہ ظاہر کرنا صفات محمد کا ہے جو کچھ کہ توریت میں لکھے ہوئے ہیں اور عمداً جان اور بوجھ کر انکو پوشیدہ کرتے ہیں وَيُرِيْدُوْنَ اور ارادہ کرتے ہیں لوگ

اور چاہتے ہیں وہ حسد و عداوت سے أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ یہ کہ گم کرو تم راہ راست کو کہ وہ اسلام ہے اے مومنین وَاللَّهُ أَعْلَمُ اور خدا خوب
جانتا ہے اور زیادہ عالم ہے بِأَعْدَائِكُمْ ساتھ دشمنوں تمہارے کے کہ وہ یہودی ہیں اور تمکو ان کی دشمنی کی خبر کر دی ہے اُن سے ڈرتے رہو اور ان
کے کہنے کو نہ مانو وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا اور کافی ہے خدا دوست وَكَفَىٰ بِاللَّهِ اور کافی ہے اللہ نَصِيرًا نصرت کرنیوالا اور تمہاری مدد کرنیوالا
پس اسی پر تم اعتماد کرو اس کے غیر سے بے پرواہ ہو اور تا ما بعد میں ربط ہے اور نصیرا حال واقع ہوا ہے مِنَ الَّذِينَ هَادُوا بعضے ان لوگوں سے
کہ یہودی ہوئے ہیں اور مِن کا لفظ واسطے تبعیض کے ہے اس واسطے بیان کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ من الذین خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی
من الذین ہادوا قوم ہے اور اس صورت میں یحرفون قوم کی صفت ہوگی یعنی یہودیوں میں سے ایک وہ قوم ہے کہ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ بدل لیتے ہیں کلموں کو
عَنْ مَوَاضِعِهِ جاؤں اسکے سے کہ جو صفات یا نام حضرت کا ہے اسکو توریت میں سے مٹا کر اس کی جگہ دوسری عبارت لکھ دیتے ہیں اور کلم جنس ہے
اس واسطے ضمیر مفرد کی اس کی طرف پھرتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ علما یہود مجلس اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتے تھے اور جس وقت ہوا
معقول ہے سوال کا پاتے جب تو مجلس سے اٹھکر اس جواب کو بدل ڈالتے تھے خدائے تعالیٰ نے اپنے حبیب کو خبر دی کہ یہ دشمن تمہارے ہیں اور تیرے کلام
کو اے محمد بدل ڈالتے ہیں وَيَقُولُونَ اور کہتے ہیں وہ عناد اور دشمنی کی راہ سے کہ سَمِعْنَا سنا ہم نے بات تیری کو وَعَصَيْنَا اور نافرمانی کی ہم نے
تیرے حکم کی اور کہتے ہیں کہ ظاہر میں تو سمعنا کہتے تھے اور پوشیدگی میں عصینا کہتے تھے حضرت سے کہ وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ اور سن تو غیر سنایا گیا یعنی
ہم سے تو سنائی گئی بات سن کہ جس امر کی طرف تو ہمکو بلاتا ہے اسکے برخلاف ہیں اور وہ کلام کہ جس سے راضی ہو اور پسند کرے اس کا سن کہ جو شر سے
کے قابل نہیں اور غیر مسمع حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ کلام ان کا دو وجہ رکھتا ہے مدح بھی اور مذمت بھی مذمت کی وجہ تو یہ ہے کہ تجھے بہرے ہوتے اور
موت کی جہت سے کان تیرے کچھ مت سنو اور مدح کی وجہ یہ ہے کہ سن تو ہماری بات کو کہ پھر کوئی مکروہ نہ سنوانا چاہیو اور ایسے ہی قول انکا ہے کہ کہتے
تھے وَرَاعِنَا اور رعایت کرو ہماری زبان عربی میں ہر چند یہ کلمہ مدح کے واسطے ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ رعایت اور نگہبانی کرو ہماری لیکن زبان عبری
میں راعونا دشنام ہے اور راعنا اور راعونا لوگ لیتے ہیں قریب قریب ہے اور وہ راعنا کو زبان موڑ کر اسطرح سے کہتے تھے کہ راعونا کے معنی ہو جاتا تھا جو کہ
دشنام ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ اور کہتے ہیں کہ لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ موڑ زبانوں کے ساتھ زبانوں اپنی کے وَطَعْنًا فِي الدِّينِ اور طعن کرنے سے دین
کے ہنسی کی راہ سے اور لیا اور طعنا دونوں مصدر ہیں اور یہ واقع ہوئے ہیں موضع حال میں اور خدا فرماتا ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا اور اگر
تحقیق وہ یہودی کہتے کہ سَمِعْنَا سنا ہم نے بات تیری کو وَأَطَعْنَا اور فرمانبرداری کی ہم نے حکم تیرے کی وَاسْمَعْ اور سن تو بات ہماری کو وَانْظُرْنَا اور نگاہ کر تو
ہمکو کہ ہمارے حال کا ملاحظہ کر تو اور توقف کر تو کہ تیرے کلام کو ہم سمجھیں لَكَانَ البتہ ہوتا وہ قول خَيْرًا لَهُمْ بہتر واسطے انکے اس ہنسی اور طعن کرنے سے وَ
أَقْوَمَ اور راست اور درست زیادہ وَلَٰكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ اور لیکن لعنت کی ہے انکو خدا نے اور اپنی رحمت سے دور کیا ہے بِكُفْرِهِمْ بسبب کفر ان کے کے اور
اُن کے عناد اور تکبر کی جہت سے فَلَا يُؤْمِنُونَ پس نہیں ایمان لاتے ہیں وہ إِلَّا قَلِيلًا مگر تھوڑا کہ وہ شمار میں نہیں ہے اور بعضی کتاب پر ایمان
لاتے ہیں اور بعضی پر نہیں لاتے اور قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی ایمانا قلیلا اور کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلعم نے یہودیوں کے علما کو بلا کر کہا کہ اے
یہود خدا سے ڈرو اور اسلام کو قبول کرو میں قسم کھاتا ہوں کہ تم خوب جانتے ہو کہ یہ کلام جو میں خدا کے پاس سے لایا ہوں یہ سچ ہے اور تمکو توریت میں میرے
حال سے خبر دی ہے اور تمسے ایمان لانے پر عہد لیا ہے یہودیوں نے یہ سنکر انکار کیا اور کہا کہ نہ ہم تجھ کو جانتے ہیں اور نہ تیری صفت اور نہ قرآن سے ہمکو خبر ہے
یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اے وہ لوگو کہ دی گئی ہے کتاب یعنی توریت آمِنُوا ایمان لاؤ تم اور باور
کرو تم بِمَا نَزَّلْنَا ساتھ اسچیز کے کہ نازل کی ہمنے اپنے بندے پر کہ وہ قرآن ہے مُصَدِّقًا درحالیکہ سچا کرنیوالا ہے وہ لِمَا مَعَكُمْ واسطے اسچیز کے کہ ہمراہ تمہارے
ہے یعنی توریت کی تصدیق کرتا ہے کہ اصول اور اکثر احکام میں اسکے مطابق ہے پس اعتقاد کرو تم اسکا مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا پہلے اسکے کہ مٹاویں ہم مونہوں
کو پھر ہمکو اسطرح بگاڑ دیں ہم کہ اسپر اثر آنکھ اور دہن اور ناک کا باقی نہ رہے فَنَرُدَّهَا پس پھیر دیں ہم ان مونہوں کو کہ جنکا اثر محو ہو گیا ہے عَلَىٰ أَدْبَارِهَا اوپر

تشتوں اُن کے یعنی انکی شکل کو مثل پس سر کے کردیں اور یہ تردّد منصوبہ ہے اس واسطے کہ بعد وقوع کے امر کے بعد واقع ہوا ہے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ
معنی اسکے یہ ہیں کہ مٹادیں ہم ہدایت سے پس پھیر دیں ہم اور پشتوں اُن کے کے گمراہی انکی میں اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن سلام آیت کو سنکر
رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے اور فرماتا ہے خدا کہ اَوْ نَلْعَنَهُمْ یا لعنت کریں ہم ان کو اور رحمت اپنی سے دور کریں اگر وہ ایمان نہ لائیں
كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ جیسے کہ لعنت کی ہے اور رحمت سے دور کیا ہے ہم نے صاحبوں سبت کو کہ انکو بندر بنادیا کیونکہ انھوں نے ہمارا حکم نہ مانا اور سنیچر
کو مچھلیوں کا شکار کیا اور نلعن کا عطف نردّ پر ہے اور مثل اُسکے یہ بھی منسوب ہے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ جیسے کہ وہ جیسے سنیچر والوں کو سزا دی ہے ایسے ہی ان کو سزا دیویں
وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ اور ہے حکم خدا کا ہر کسی چیز کے کرنے میں مَفْعُولًا کیا گیا کہ وہ ضرور واقع ہوا اور جو کچھ کہ وعدہ عذاب کا کیا ہے اسکے ہونے میں کچھ شبہہ نہیں
ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ تو جناب رسولخدا منبر پر تشریف لے گئے اور صحابہ کے
روبرو یہ آیت پڑھی ایک شخص کھڑا ہو کر بولا کہ یا رسول اللہ اگرچہ کوئی شرک کرے کیا وہ بھی بخشا جائیگا حضرت نے اسکو جواب کچھ نہ دیا پھر اس نے پوچھا تو حضرت نے پھر بھی
اس کو جواب نہ دیا جب تیسری مرتبہ پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ تحقیق کہ خدا نہیں بخشتا ہے أَنْ يُشْرَكَ بِهِ یہ کہ شرک کیا جائے
ساتھ اُس کے یعنی خدائے تعالیٰ اس شخص کو نہ بخشے گا کہ جو کوئی شرک کرے ساتھ اُسکے اس واسطے کہ حکم خدا جاری ہو گیا ہے کہ مشرک مدام دوزخ میں رہیگا اگر وہ
حالت شرک میں مرے گا وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ اور بخشے گا اس گناہ کو کہ جو کمتر اور پست تر اس شرک سے ہے مرتبہ میں لِمَنْ يَشَاءُ واسطے جس شخص
کے چاہے گا مومنین میں سے اپنے فضل اور احسان سے چہ جائیکہ کفر کہ وہ تو بدرجہ اولیٰ نہ بخشا جائے گا اس واسطے کہ وہ شرک سے زیادہ ہے مرتبہ میں اور جو گناہ کہ
شرک سے کم ہے مرتبہ میں وہ بخشا جائے گا کیسا ہی گناہ ہو سوائے شرک اور کفر کے اور اگر چاہے گا باعتبار عدل کے عذاب کرے گا بقدر گناہ کے اور جناب امیرالمومنین
نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ سنا ہے اپنے دوست رسولخدا سے کہ فرماتے تھے کہ اگر مومن دنیا سے نکلے اور وہ مثل تمام باشندگان زمین کے گناہ رکھتا ہو تو البتہ موت
اُسکے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی اور بعد اُسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء من شیعتک ومحبیک
یا علی یعنی تیرے شیعوں اور دوستوں میں سے اے علیؑ اور فرمایا کہ جو کوئی خالص نیت سے کہے لا الٰہ الا اللہ وہ بری ہے شرک سے اور جو کوئی نکلے دنیا سے کہ شرک
نہ کرتا ہو تو وہ داخل ہوگا بہشت میں اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ ادنیٰ شرک کیا ہے فرمایا کہ جو کوئی ایک رسم اور امر کو ایجاد کرے اور اُس
کے عمل میں لانے والے کو دوست رکھے اور اسکے عمل میں نہ لانے والے کو دشمن رکھے وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ اور جو کوئی کہ شرک کرے ساتھ خدا کے فَقَدِ
افْتَرَى پس تحقیق افترا کیا اُس نے إِثْمًا عَظِيمًا گناہ بڑے کو کہ جس کے سبب سے مستحق عذاب کا ہوگا اور کہتے ہیں کہ جس وقت وہ پہلی آیت مشرک کی
نہ بخشے جانے کی نازل ہوئی تو یہودیوں کو اس کے مضمون سے اطلاع ہوئی اور عزیر کو جو ابن اللہ کہتے تھے اور گوسالہ پرستی سے جو مشرک ہو گئے تھے
اس آیت کے نازل ہونے سے تنبیہہ پاکر انکار کرنے لگے شرک سے اور کہنے لگے کہ ہم مشرک نہیں ہیں بلکہ ہم مقربان درگاہ الٰہی ہیں خدا تعالیٰ نے ان کے نفسوں کی
ستائش کا انکار کیا اور فرمایا کہ أَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھا تو نے اور نہ ملاحظہ کیا تو نے اے محمد صلعم إِلَى الَّذِينَ طرف اُن لوگوں کے کہ اپنے فخر کا دعوے کر کے
يُزَكُّونَ أَنْفُسَهُمْ پاکیزہ ہونا بیان کرتے ہیں نفسوں اپنے کا اور اپنی تعریف کرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی پاکیزگی
کے دعوے سے پاکیزہ ہو جائے بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ بلکہ خدا پاکیزگی سے یاد کرتا ہے جس کو چاہتا ہے کہ وہ سب باطنوں سے واقف ہے اور
جسکو مستحق پاکیزگی کا جانتا ہے اسکو پاکیزگی سے یاد کرتا ہے وَلَا يُظْلَمُونَ اور نہ ظلم کئے جائیں گے وہ لوگ جو کہ اپنے تئیں پاکیزہ کہتے ہیں فَتِيلًا
بمقدار خرما کی گٹھلی کی لکیر کہ بدون صادر ہوئے گناہ کے اُن پر ظلم کیا جائے بلکہ وہ باعتبار عدل کے اپنے افعال ناشائستہ کی جہت سے دوزخ میں ڈالے
جائیں گے اور خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے کہ کسی بیگناہ کو عذاب کرے اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اسواسطے نازل ہوئی ہے کہ وہ اپنے
تئیں فرزندان خدا اور دوست خدا کے کہتے تھے اور کہتے تھے کہ بہشت میں نہ داخل ہوگا مگر یہودی یا نصرانی اور فرماتا ہے خدا کہ انْظُرْ دیکھ تو اے محمدؐ ان یہودیوں کو
کہ اپنے عبادے كَيْفَ يَفْتَرُونَ کیونکر افترا کرتے ہیں اور بناتے ہیں وہ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ اور خدا کے جھوٹ کو کہ کہتے ہیں کہ ہم فرزندان خدا اور دوست اسکے ہیں

اس کی بارگاہ کے مقرب ہیں وَكَفٰى بِهٖ اور کفایت کرتا ہے وہ افترا اور گمان باطل اُن کا اِثْمًا مُّبِيْنًا گناہ ظاہر کو کہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے یعنی
یہ گناہ اُن کا واسطے مستحق ہونے عذاب کے کفایت کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ اُحد کی لڑائی کے بعد کعب بن اشرف یہودی ستّر سوار ساتھ لیکے مکہ میں کفار قریش کے
پاس آیا اور ابوسفیان کے گھر میں اترا اور پیغمبر صلعم سے جو عہد کیا تھا اسکو توڑ ڈالا ابوسفیان نے اس سے کہا کہ تم اور محمدؐ دونوں اہل کتاب ہو ہمکو تمہارا اعتبار نہیں ہے
جب تک کہ تم ہمارے بتوں کو سجدہ نہ کرو اُسنے جبت اور طاغوت کو سجدہ کیا پھر ابوسفیان نے کہا کہ ہم حاجیوں کو اونٹ پر چڑھا لاتے ہیں اور انکو کھانا اور پانی دیتے
ہیں اور حرم کی حرمت کرتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور قیدیوں کو آزاد کرتے ہیں دین ہمارا بہتر ہے یا دین محمد کا کعب ملعون نے کہا کہ دین تمہارا بہتر
ہے محمد کے دین سے اور یہ بغض کعب کو اس سبب سے تھا کہ اسمٰعیل کی اولاد میں سے پیغمبر کیوں ہوا اگر پیغمبر ہوتا تو بنی اسرائیل میں سے ہوتا خدا اسکے حال میں بیان کرتا ہے
کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمد اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا طرف ان لوگوں کے کہ دئے گئے ہیں وہ ایک حصہ مِّنَ الْكِتٰبِ کتاب توریت سے
یعنی یہودی لوگ کہ مسلمانوں کی عداوت کی جہت سے يُؤْمِنُوْنَ ایمان لاتے ہیں وہ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ساتھ جبت اور طاغوت کے کہ وہ بت ہیں اور
انکو سجدہ کرتے ہیں وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں وہ یہودی لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا واسطے ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے انھوں نے یعنی ابوسفیان وغیرہ سے کہا کہ
هٰٓؤُلَآءِ یہ گروہ قریش کے اَهْدٰى زیادہ ہدایت والے ہیں مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں وہ یعنی پیغمبر سے اور اسکے اصحاب سے
سَبِيْلًا از روئے راہ راست کے یعنی کفار قریش راہ راست پر زیادہ ہیں مسلمانوں سے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ دشمن مسلمانوں کے الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں کہ لَعَنَهُمُ
اللّٰهُ لعنت کی ہے انکو خدا تعالیٰ نے اور اپنی رحمت سے دور کیا ہے وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ اور جس شخص کو کہ لعنت کرے خدا فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا پس ہرگز
نہ پاویگا تو واسطے اُسکے کوئی مددگار یعنی ایسا کہ عذاب الٰہی اس سے دفع کرے اَمْ لَهُمْ کیا واسطے ان یہود لوگوں کے ہے یہ استفہام انکاری ہے یعنی نہیں ہے واسطے انکے نَصِيْبٌ
مِّنَ الْمُلْكِ کوئی حصہ بادشاہی میں سے اور یہ اس واسطے فرماتا ہے کہ یہودی کہتے تھے کہ بادشاہی اور پیغمبری کے سزاوار ہم ہیں اسواسطے عرب کی متابعت کو ننگ جانتے
تھے خدا نے فرمایا کہ انکو بادشاہی میں کچھ حصہ نہیں ہے اور اگر بالفرض ملک اور مال سے وہ بہرہ مند ہوں تو فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ پس اسوقت نہ دیویں گے
آدمیوں کو نَقِيْرًا مقدار اس گڑھے کے کہ جو پشت پر دانہ خرما کے ہوتا ہے ایسا بخیل ہے کہ وہ آدمیوں کو کچھ نہ دیویں اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ بلکہ حسد
کرتے ہیں وہ آدمیوں سے عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ اوپر اسچیز کے کہ دی ہے انکو خدا نے مِنْ فَضْلِهٖ فضل اپنے سے کہ وہ کتاب اور نبوت ہے کہ خدا نے اسکو دی ہے
اور وہ اسکا حسد کرتے ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ وہ آدمی کہ جن سے حسد کرتے ہیں وہ محمدؐ ہے اور آل محمدؐ ہیں اور حسد کرنیوالے وہ لوگ ہیں کہ جو حسد کرتے ہیں
محمدؐ سے نبوت پر اور اسکی اولاد امجاد سے امامت پر اور فرماتا ہے خدا کہ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ پس تحقیق دیا ہے اولاد ابراہیم علیہ السلام کو کہ وہ موسیٰ اور داؤد اور
اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام ہیں الْكِتٰبَ کتاب کو کہ وہ توریت اور زبور اور انجیل اور قرآن ہے یعنی ان چاروں کو یہ چار کتابیں دی ہیں وَالْحِكْمَةَ اور
دی ہے ہمنے انکو حکمت کہ وہ احکام حلال اور حرام کے ہیں وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا اور دیا ہے انکو ملک بڑا کہ وہ بادشاہی نبوت کی ہے اور حضرت امام محمد
باقرؑ نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ کئے ہیں ہمنے اُن میں مرسلین اور انبیا اور ائمہ پس کیونکر اقرار کرتے ہیں وہ بنی آل ابراہیم اور انکار کرتے ہیں اسکا حالانکہ آل نبی
ہیں اور ملک عظیم سے مراد یہ ہے کہ کئے ہیں ہمنے ان میں امام جسنے انکی تابعداری کی اُسنے خدا کی تابعداری کی اور جسنے انکی نافرمانی کی اسنے خدا کی نافرمانی کی
دوسری روایت میں ہے کہ مراد آل ابراہیم سے محمدؐ اور آل انکی ہے اور مراد کتاب سے قرآن ہے اور مراد حکمت سے نبوت ہے اور مراد ملک عظیم سے امامت ہے اسواسطے کہ یہ کسی
میں جمع نہیں ہو سکتے سوائے خاندان خاتم الانبیاء کے فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ پس بعض ان یہودیوں میں سے وہ شخص ہے کہ ایمان لایا ساتھ اُس محمدؐ کے
وَمِنْهُمْ اور بعض ان یہودیوں سے مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وہ شخص ہے کہ باز رہا اُس حضرت سے اور ایمان نہ لایا وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ اور کافی ہے دوزخ سَعِيْرًا
جلانیوالا کافروں کا واسطے عذاب کے کہ دنیا میں انکو عذاب ہوا اور جہنم کی مار ابد ہے اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تحقیق وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور نہ
ایمان لائے وہ بِاٰيٰتِنَا ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں اور علامتیں ہماری قدرت کی کہ وہ معجزے ہیں سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ
قریب ہے کہ داخل کرینگے ہم انکو نَارًا آتش دوزخ میں كُلَّمَا نَضِجَتْ جس وقت کہ پکائے جاویں یا جلائے جاویں جُلُوْدُهُمْ چمڑے انکے بَدَّلْنٰهُمْ

بدل دیں گے ہم اُن چمڑوں کو جُلُوداً غَیرَهَا چمڑے سوائے اُن کے یعنی اور چمڑوں کے ہیں اس طرح سے کہ ان چمڑوں جلے ہوئے کو پھر صورت اصلی پر کر دیں گے لِیَذُوقُوا
الْعَذَابَ تاکہ چکھیں وہ عذاب کو ہمیشہ اور کبھی عذاب سے انکو فرصت نہ ہو اِنَّ اللّٰهَ کَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَزِیزاً غالب کہ اسپر دشوار نہیں ہے جس طرح سے
چاہے عذاب کرے اور نہ اسکو کوئی منع کر سکتا ہے حَکِیماً حکمت والا ہے کہ موافق حکمت اور مصلحت کے عذاب کریگا ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک ساعت میں سو بار
انکے پوست کو بدل کرینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر بار انکو آگ کھا جائیگی اور حضرت صادق علیہ السلام سے ابو العوجاء نے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ غیر چمڑے کا کیا
گناہ ہے کہ اسکو جلاویگے فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر وہ چمڑا وہ ہے جو پہلے تھا اور وہ اسکی غیر بھی ہے اُسنے عرض کی کہ مجھ کو دنیا کی چیزوں میں سے مثال دیکر سمجھا فرمایا کہ اگر کوئی
اینٹ کو توڑ ڈالے اور پھر اسکو اُسکے قالب میں گھڑے لوگ کہیں گے کہ یہ وہی ہے لیکن اسکی غیر ہے کہ اسکو صورت میں فرق آگیا ہے اور اب خدا تعالےٰ ابرار و صالحین کا
حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور رسول پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے ہیں اُنھوں نے نیک
کہ خدا کی طاعت موافق حکم کے بجا لائے ہیں سَنُدْخِلُهُمْ قریب ہے کہ داخل کریں گے ہم انکو جَنّٰتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِی مِن تَحْتِهَا جاری ہیں نیچے
محلوں اُنکے سے یا درختوں اُنکے سے الْاَنْهٰرُ نہریں خٰلِدِینَ فِیهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اُن بہشتوں کے اَبَداً ہمیشہ ابد تک کہ اُسکی کچھ نہایت
نہیں ہے کہ کسی کا نہ ہوگا لَهُمْ فِیهَا واسطے اُنکے بیچ اُن بہشتوں کے اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ بیبیاں ہیں پاکیزہ اُنکی کہ پاک کیگئی ہیں حیض و نفاس سے اور تمام
کثافتوں اور عیبوں سے کہ جن سے طبیعت کو نفرت ہووے وَّنُدْخِلُهُمْ اور داخل کریں گے ہم انکو ظِلًّا ظَلِیْلًا سایہ ہمیشہ میں کہ جسکو آفتاب زائل کر سکے
اسواسطے کہ وہاں آفتاب نہیں ہے اور چونکہ امانت کے ادا کرنے کی تاکید کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ تحقیق خدا حکم کرتا ہے تمکو اَنْ تُؤَدُّوا
الْاَمٰنٰتِ یہ کہ ادا کرو تم امانتوں کو اور پہنچا دو تم اُنکو اِلٰٓی اَهْلِهَا طرف ان لوگوں اور مالکوں اُنکی کہ یعنی جنکی امانتیں ہیں جسسے کہ تُمنے لی ہوں یہی اُنکو دو
اور خیانت مت کرو اور احادیث میں آیا ہے کہ نہ نظر کرو تم طرف درازی رکوع اور سجدہ آدمی کے اسواسطے کہ یہ ایک شے ہے کہ عادت کی ہے اسکی اگر ترک کریگا تو وحشت
ہو واسطے اُسی کے لیکن نظر کرو تم طرف قول اسکی کے کہ سچ کہے اور نظر کرو تم طرف ادا کرنے امانت کے کہ جسکی امانت لی ہے اسکے پاس وہ پہنچا دے اور امیر المؤمنین
کرے اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ تحقیق تلوار مارنے والا علیؑ کا اور قاتل اسکا اگر امانت رکھے میرے پاس اور نصیحت چاہے مجھ سے اور مشورہ چاہے مجھ سے
اور پھر قبول کروں میں اس سے یہ سب تو البتہ پہنچا دوں میں طرف اسکے امانتکو اور امانت کے ادا کرنے کی تاکید میں حدیثیں بہت ہیں اور مقصود اسے یہ ہے کہ
امانت مومن اور کافر کی سب کی ادا کرنی چاہیے اور خیانت کسی کی امانت میں نہ کرنی چاہیے کہ جائز نہیں ہے اور کئی روایتوں میں آیا ہے کہ خطاب امانت
کے ادا کرنیکا طرف آئمہ معصومین علیہم السلام کے ہے کہ ہر ایک امام اس امام کو کہ جو بعد اسکے ہے امامت امامت کی ادا کردے لیکن یہ امانت اُس امانت کو مانع
نہیں ہو سکتا ہے کہ مراد امانت سے عام ہو کہ دونو قسموں کو شامل ہو اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذَا حَکَمْتُمْ اور جس وقت حکم کرو تم بَیْنَ النَّاسِ
درمیان آدمیوں کے اے حکام شرع کے تو واجب ہے تمپر اَنْ تَحْکُمُوا بِالْعَدْلِ یہ کہ حکم کرو تم ساتھ انصاف کے اور راستی کے موافق شریعت کے کہ
تمہارے پاس ہے اور کسی کی عداوت اور جانبداری سے حکم کرتے نہیں ہو جو کچھ کہ حق ہے وہی کرنا چاہیے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدائے تعالےٰ پروردگار تمہارا اسکا ہم بتلا
ہے کہ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِهٖ اچھی ہے وہ شے کہ نصیحت کرتا ہے تمکو ساتھ اسکے کہ وہ ادا کرنا امانت کا ہے اور انصاف سے حکم کرنا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ تحقیق کہ خدا
ہے سَمِیْعاً سننے والا تمہاری باتوں کا بَصِیْراً دیکھنے والا اس عمل کا جو کہ تم کرتے ہو یعنی ادا امانت کا اور انصاف کرنا حکم میں اور نعما اصلکم میں نعم
کی بعد ہے نعم نسلے ہے اور نسا لفسر ہے ضمیر مبہم کی جو کہ نعم میں ہے اور بعما یعظکم کا مخصوص محذوف ہے کہ اُنکی ادا اور خدا تعالےٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ انصاف سے حکم کرو
موافق شرع کے انصاف سے حکم نہیں کریگا مگر وہ شخص کہ جس کے پاس شریعت کا علم ہے اور جو شخص کہ بسبب لاعلمی کے حکم دینے میں غلطیاں کرتے تھے اور وقت
مشکل کے طرف علیؑ کے رجوع کرتے تھے وہ شخص قابل منصب حکومت کے نہ تھے اور جو لوگ کہ باوجود واقف ہونے انکی جہالت کے انکو سردار اور اس کے جانتے ہیں
اور علی پر اُنکو ترجیح دیتے ہیں وہ لوگ راہ حق سے منحرف ہیں اور پہلے اس سے گذر چکا ہے روایتوں میں کہ خدا نے امانتوں کو ادا کرنیکو آئمہ معصومین کی طرف خطاب
کیا ہے اور بعد اسکے فرماتا ہے کہ حکم کرو تم ساتھ انصاف کے وہ بھی خطاب انکی ہی طرف ہے چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اس واسطے کہ

الربع

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ

انصاف سے وہ شخص حکم کرے گا کہ جس کے پاس شرع کا علم ہے اور وہ لوگ آئمہ معصومین ہیں کہ سبب نسبت رسول خدا کے انکو علم پہنچا ہے اور بعد اسکے خدا تعالیٰ نے
اسی واسطے کل مومنین کو ان کی متابعت کا حکم کرتا ہے اپنی اور پیغمبرؐ کی تابعت کی مانند چنانچہ فرماتا ہے کہ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے
ہو اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فرمانبرداری کرو تم خدا کی اور فرمانبرداری کرو تم پیغمبرؐ کی وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور صاحبان حکم کے اپنے میں سے
یعنی مومنین میں سے اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ اولی الامر سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں آل محمدؐ میں سے کہ خدا تعالیٰ
نے اُن کی متابعت کو واجب کیا ہے سب بندوں پر جیسے کہ اپنی اور پیغمبرؐ کی متابعت کو واجب کیا ہے سب بندوں پر اور حق یہی ہے جو کچھ اُنھوں نے
فرمایا ہے اس واسطے کہ یہ معصوم تھے چنانچہ اپنے مقام پر ثابت ہوا ہے اور علم شرع کا سبب نسبت رسول خدا کے انکو پہنچا تھا اور ظاہر و باطن ان کا ایک تھا اور احکام
میں غلطی کرنے سے پاک تھے اور علی العموم ہر بادشاہ اولوالامر میں سے نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ اکثر امور میں جو خلاف شرع کے ہیں انکی مخالفت واجب ہے اور
حق تعالیٰ حکم کرتا ہے اولوالامر کی متابعت کا اپنے اور پیغمبرؐ کی متابعت کی مانند اور انکی متابعت کو ضم کیا ہے اپنی اور پیغمبرؐ کی متابعت سے اس صورت میں چاہیئے
کہ جیسے کہ خدا تعالیٰ جمیع قبائح سے اور پیغمبر تمام گناہوں سے پاک ہے اولوالامر بھی تمام گناہوں سے پاک ہوں اور باتفاق بعد پیغمبر خدا کے سوائے آئمہ معصومین
کے ایسا کوئی نہیں ہوا پس چاہیئے کہ اولوالامر سے مراد آئمہ معصومین ہوں نہ غیر اُن کا کہ جو فاسق اور جائز الخطا اور بے علم ہے اور مراد اولوالامر سے عام ہو تو چاہیئے
کہ جو حاکم یا عالم ناحق حکم دیوے اس کی متابعت واجب ہو اور یہ بالاتفاق باطل ہے اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ خدا خاطیوں اور بے علموں کی متابعت کا حکم دیوے
اس واسطے کہ ذات خدا ایسے امر قبیح سے پاک ہے اور جس وقت بے علم اور غیر معصوم حکم دیوے کسی مقدمہ میں تو ہمکو کیونکر معلوم ہو کہ یہ حق کہتا ہے یا ناحق کہتا ہے
جیسے کہ ہم بے علم ہیں ایسے ہی وہ بے علم ہے اور امراء اور ملوک دنیا گو مسلمان ہوں لیکن بندۂ ہوا اور خواہش نفس کے ہوتے ہیں انکی پیروی کیسے۔ اسواسطے خدا کیونکر کہدیگا
لیکن خلفا جو انکے بے علم اور غیر معصوم گذرے ہیں اس واسطے ناچار اور مضطر ہوکر انکو کہتے ہیں گو خلاف عقل اور شرع ہو ایسا حال ہے انکا کہ جیسے ایک بھیڑ کے پیچھے سب
سی بھیڑیں ہوتی ہیں اور اگر وہ خندق میں گر پڑیگی تو وہ سب اُسکی ہمراہی گر پڑیں گی اور یہ نہیں دیکھیں گی کہ یہ خندق ہے یا غار ہے ایسا ہی انکا حال ہے جو کچھ کہ پہلے
لوگ خلاف عقل اور خلاف شرع کہہ گئے ہیں اسکی پیروی کئے جاتے ہیں اور انکی مخالفت کرنے کو نہ اختیار کرینگے اور جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے
کہتے ہیں وہ کہ میں نے رسول خدا سے عرض کی کہ یا رسول خدا میں خدا کو اور رسولؐ کو جانتا ہوں مگر اولوالامر کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں فرمایا کہ اے جابر وہ میرے
خلفا ہیں اور امام ہیں مسلمانوں کے بعد میرے اول ان کا علیؑ ابن ابیطالب ہے اور بعد اسکے حسنؑ ہے اور بعد اسکے حسینؑ ہے اور بعد اسکے علیؑ ابن الحسین ہے
اور بعد اسکے محمد بن علیؑ ہے کہ توریت میں وہ باقر مشہور ہے اور تو اسکو پاویگا اور جس وقت تو اسکو دیکھیگا تو میرا سلام اسکو پہنچانا بعد اسکے رسول خدا نے باقی کے
آئمہ معصومین کا ہر ایک کا نام فرمایا یہاں تک کہ جس وقت حضرت صاحب الزمان کے نام پر پہنچے تو فرمایا کہ نام میرا نام اس کا ہوگا اور کنیت اسکی کنیت میری ہوگی
اور وہ حجت خدا ہے زمین خدا میں اور بیٹا حسن بن علیؑ کا ہے اور وہ شخص ہے کہ فتح کریگا خدا اُسکے ہاتھ پر مشارق اور مغارب زمین کو اور غائب ہوگا وہ اپنے
شیعوں سے اور دوستوں سے یہاں تک کہ سبب درازیٔ مدت کے کوئی تصدیق انکی امامت کی نہ کریگا مگر وہ شخص کہ امتحان کیا ہے خدا نے دل اسکا واسطے ایمان کے جابر
کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول خدا شیعونکو انکی غیبت میں کچھ اُن سے فائدہ ہوگا فرمایا کہ قسم خدا کی کہ جسنے مجھکو پیغمبر کرکے بھیجا ہے شیعہ اُسکے نور سے روشنی پاوینگے اور
فائدہ حاصل کرینگے اسکی ولایت سے اسکی غیبت میں جیسے کہ فائدہ پاتے ہیں آدمی آفتاب سے اگرچہ زیر ابر ہوتا ہے جابر وہ سر مکنون خدا اور مخزن اسکے علم کا ہے
اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اسکو اپنے دل میں نگاہ رکھ اور کسی کے روبرو اسکو مت بیان کر مگر ان لوگوں سے کہ جو اہل ایمان ہیں جابر کہتے ہیں کہ بعد اسکے مدت دراز کے بعد میں
علی بن الحسینؑ کے پاس گیا اور خدمت میں انکی جاکر بیٹھا تھا کہ ناگاہ فرزند ارجمند انکا محمد بن علی الباقر عورتوں کے حجرہ میں سے باہر آیا ایام طفولیت میں اور دو
گیسو اُسکے لٹکتے تھے جس وقت میں نے اسکو دیکھا تو میرے گوشت کو درمیان پوست کے لرزہ ہوا میں نے عرض کی کہ اے لڑکے میری طرف رجوع کر اور روبرو ہو جس وقت
اُسنے میری طرف منہ کیا تو میں نے کہا کہ پس میری طرف کر پشت اپنی پشت میری طرف کی تو میں نے دیکھ کر کہا کہ یہ سب شمائل اور ڈھنگ رسول خدا کے ہیں میں نے پوچھا کہ اے لڑکے ترا
نام کیا ہے فرمایا کہ محمد پھر میں نے پوچھا کہ تو کس کا فرزند ہے فرمایا کہ علیؑ ابن الحسینؑ کا میں نے عرض کی کہ میں قربان اور جان تجھ پر فدا ہو تو کیا تو باقر ہی فرمایا کہ ہاں جابر سوئے

کا ماں کر میں اس کلام کو سنکر حیران اور متعجب ہو گیا اور بیٹے کہا کہ رسول خدا نے مجھ کو بشارت دی تھی تیری ملاقات کی اور فرمایا تھا کہ عنقریب تو اسکو دیکھے تو
میرا سلام اسکو پہنچا یہ سنکر فرمایا کہ سلام خدا کا ہو حضور رسول خدا پر جبتک کہ آسمان اور زمین ہے اور تجھ پر سلام ہو جیوٹے جابر اور جابر کہتے ہیں کہ میں ہر روز انکی
خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور مشکل مسائل اُنسے پوچھتا تھا اکثر وہ مجھسے ایک مسئلہ پوچھا میں نے عرض کی کہ بخدا اس جواب نہ کرونگا اس امر کی کہ جسکو رسول خدا نے صلعم
نے منع فرمایا ہے اور نہ خلیفہ ہوا اُسکے اور لڑکپن میں سب آدمیوں سے زیادہ حلیم اور بردبار ہو اور سب سے زیادہ بزرگ ہو اور امام راہ حق کی دکھلانیوالے ہو اور فرمایا
ہے حضرت کہ انکو کچھ مت سکھلاؤ کہ وہ تمسے زیادہ عالم ہیں یہ سنکر فرمایا کہ سچ کہا کہ میرے جد بزرگوار نے میں انکو تجھسے بہتر جانتا ہوں کہ لڑکپن ہی میں خدائے
تعالے نے علم اور حکمت عطا فرمائی ہے اور یہ سب خدا کے فضل سے اور رسول خدا کی برکت سے ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے کہ وہ کل قریش
میں سے ہونگے اور دین کو اُنسے عزت اور قوت ہوگی اور اسلام کے امور کی اُنسے درستی ہوگی ان بارہ سے بھی مراد وہ بارہ امام علیہم السلام ہیں اور یہی اولوالامر ہیں
اور اہلسنت کہتے ہیں کہ وہ بارہ جنسے کہ درستی اسلام کے امور کی ہوتی رہے گی وہ یہ ہیں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور معاویہ اور یزید پسر معاویہ اور
عبدالملک اور چاروں اسکے پسر ولید اور سلیمان اور یزید اور ہشام اور عمر بن عبدالعزیز یہ ہیں وہ بارہ کہ جنسے اہل سنت کے دین کی اور انکے اسلام کے امور کی
درستی تھی اور تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ وہ بارہ خلفا اور امام یہ ہیں ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذو النورین معاویہ اور پسر اسکا یزید کہ جو ارض مقدس
کے مالک ہوئے تھے اور سفاح اور سلام اور منصور اور جابر اور مہدی اور امین اور امیر اور علی کو اس روایت والے خلفائے راشدین شمار نہیں کہ ایسے ہی عالم
سے طالب دین حق اور باطل دریافت کر سکتا ہے اور صحیح مسلم میں حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ بعد میرے ایسے امام اور پیشوا ہونگے کہ میری ہدایت
پر اور میرے طریق پر وہ نہوں گے اور قریب ہے کہ انمیں ایسے آدمی قائم ہونگے کہ دل اُنکے شیاطین کے سے ہونگے بدن انسانی میں حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ یا
رسول خدا ایسے آدمیوں کو میں پاؤں تو کیا کروں فرمایا کہ انکی متابعت اور فرمانبرداری نہ کر اگرچہ تیری پشت زخمی کی جاوے اور مال تیرا لوٹ لیا جاوے یہ ہیں اولوالامر اور بارہ
خلفا جو کہ قریش سے ہونگے لوگوں کے نزدیک اور اسی واسطے ہر بادشاہ اسلام کو بھی اولوالامر میں شمار کرتے ہیں کیسا ہی فاسق ہو اور کہتے ہیں کہ امام بدکاری کے
کرنے سے امامت سے معزول نہیں ہو سکتا اور مقصود اصلی ہمارا یہ ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام سب اولوالامر ہیں اور حکم اُنکا وہی ہے کہ جو حکم رسول خدا ہے اسواسطے کہ
وہ نائب ہیں حضرت کے اور حافظ اور امین شریعت کے اور اسی جہت سے بعد اُسکے خدا مراجعہ کرنیکو فرماتا ہے وقت نزاع کے طرف خدا اور پیغمبر کے اور اولوالامر کا ذکر
نہ کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ پس اگر جھگڑا کرو تم فِیْ شَیْءٍ بیچ کسی چیز کے دین کے امور سے تو فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ پس پھیرو تم اسکو
طرف خدا کے وَالرَّسُوْلِ اور پیغمبر کے یعنی خدا کے حکم کے اور پیغمبر کے حکم کی طرف اُس جھگڑے کو لیجاؤ اور حضرت کے حکم کی طرف اُس جھگڑے کو پھیرو اور بعد حضرت کے
آئمہ علیہم السلام کے حکم کی طرف کہ حکم اُنکا وہ ہے جو حکم پیغمبر ہے اِنْ کُنْتُمْ اگر ہو تم باخلاص تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ایمان لاتے ہو ساتھ خدا کے وَالْیَوْمِ
الْاٰخِرِ اور دن آخر کے اس واسطے کہ ایمان لانا روز قیامت پر اسی امر کا تقاضا کرتا ہے کہ جھگڑے میں خدا اور رسول کی طرف رجوع کرنی چاہیے اور جو حکم
اُنکا اس مقدمہ میں ہے اُسکے مطابق کرنا چاہیے اور اس آیت میں اولوالامر کا ذکر نہیں ہے اسواسطے کہ رجوع کرنا طرف اولوالامر کے وہ بعینہ رجوع کرنا طرف
پیغمبر کی ہے کہ اولوالامر حضرت کی سنت کے مطابق حکم کرتے ہیں اور وہ نائب ہیں حضرت کے روایت صادقہ میں یہ ہے کہ اصل میں یہ آیت اسطرح ہے کہ فان
تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول والی اولی الامر منکم اور اس آیت سے قیاس باطل ہو گیا اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ خدا اور پیغمبر کے حکم کی طرف اپنے جھگڑے کو رد
کرو نہ طرف قیاس کے ذٰلِکَ یعنی رجوع کرنا طرف خدا کے اور پیغمبر کے خَیْرٌ بہتر ہے واسطے تمہارے وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا اور نیک تر ہے باعتبار
انجام کے آخر میں اور کہتے ہیں کہ ایک یہودی کا منافق سے جھگڑا ہوا یہودی نے کہا کہ محمد رشوت نہیں لیتا ہے ہم اُسکے پاس اپنا مقدمہ لیجائیں وہ ہمکو حکم صاف
دیگا اور منافق نے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کے پاس چلیں آخر الامر یہودی اسکو رسول خدا کے پاس پکڑ لایا حضرت نے موافق دعوے یہودی کے حکم دیا اس مقدمہ میں خدا
فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے یعنی تعجب سے نگاہ کر تو اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ طرف اُن لوگوں کے کہ گمان کرتے ہیں وہ کہ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا تحقیق
وہ ایمان لائے ہیں بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ ساتھ اُس چیز کے کہ نازل کی گئی طرف تیرے یعنی قرآن وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ اور وہ چیز کہ نازل

خدا اور رسول کی طرف رجوع کرنیکا حکم

ع ۵

کی گئی ہے پہلے تجھ سے کہ وہ کتابیں پہلے انبیا کی ہیں کیا نہیں دیکھا ہے تو ان کو جو لوگ گمان کرتے ہیں کہ قرآن پر اور پہلی کتابوں پر ایمان لائے ہیں اور حقیقت میں وہ منافق ہیں يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا ارادہ کرتے ہیں وہ یہ کہ محاکمہ کریں وہ اپنے مقدمہ کا إِلَى الطَّاغُوتِ طرف طاغوت کے کہ حد سے گزرنے والا ہے اور وہ کعب بن اشرف یہودی ہے اور سوائے اُسکے جو کوئی کہ حکم باطل دیوے وہ بھی ایسا ہی ہے وَقَدْ أُمِرُوا اور حال یہ ہے کہ تحقیق حکم کیے گئے ہیں وہ دعوے کرنیوالے ایمان کا اور سب بندوں کو حکم ہے أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ کہ کفر کریں وہ ساتھ اس طاغوت کے کہ اُسکے حکم پر ایمان نہ لاویں وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ اور چاہتا ہے شیطان جو کہ رحمت سے دور ہے أَنْ يُضِلَّهُمْ یہ کہ گمراہ کرے وہ ان کو جو کہ طاغوت کی طرف مائل ہیں ضَلَالًا بَعِيدًا گمراہ ہونا دور کہ کبھی راہ راست کی طرف رجوع نکریں اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ جو حاکم موافق قول ہم اہلبیت کے حکم نہ کرے طاغوت ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور بعد اسکے فرمایا کہ بخدا اُسنے رجوع کی طرف طاغوت کے اور اُسنے انکو گمراہ کیا اور اس جہت اُنھوں نے اس آیت سے نجات نہ پائی مگر ہمنے اور ہمارے شیعوں نے اور غیر انکے ہلاک ہوئے اور حضرت صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ اگر ہم میں سے دو شخصوں میں آپس میں جھگڑا ہوا اور طرف حکام کے اور قاضیوں کے رجوع کریں تو ہمکو یہ حلال ہے یا نہیں فرمایا کہ جو شخص رجوع کرے طرف طاغوت کے پس حکم کرے وہ واسطے اُسکے تو پس وہ حرام کو لیتا ہے اُسکے حکم سے اگرچہ حق اس کا ثابت ہو اس واسطے کہ اس نے لیا ہے طاغوت کے حکم سے اور تحقیق فرمایا ہے خدا نے کہ کفر کیا جاوے اُسکا پھر پوچھا اُسنے کہ کیا کریں ہم دو تو فرمایا کہ نظر کرو طرف اُس شخص کے کہ وہ تم میں سے ہے اور روایت کرتا ہے وہ حدیث ہماری کو اور نظر کرتا ہے وہ ہمارے حلال کے اور حرام کے بیان کیے ہوئے میں اور پہچانتا ہے وہ ہمارے احکام کو پس راضی ہو تم اُس سے حکم کرنے میں کہ تحقیق میں نے کیا ہے اسکو میں حاکم پس جس وقت وہ حکم کرے مطابق ہمارے حکم کے اور ہماری پیروی سے اور اسکو قبول نکریں تو اُنھوں نے ہمارے حکم کو سبک اور ضعیف جانا ہے اور ہمارے حکم کو اسنے رد کیا ہے اور ہمارا رد کرنا خدا کا رد کرنا ہے اور خدا کا رد کرنا ہوا الا حد شرک میں ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اور جس وقت کہا جاوے واسطے ان منافقوں کے جھگڑے کے وقت کہ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ آؤ تم طرف اُس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے اپنی کتاب میں وَإِلَى الرَّسُولِ اور طرف حکم پیغمبر کے کہ وہ ان کے درمیان حکم کرے تو رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ دیکھے تو منافقوں کو کہ عناد کی راہ سے يَصُدُّونَ عَنْكَ باز رہتے ہیں وہ تجھ سے اور منہ پھیرتے ہیں وہ تجھ سے صُدُودًا منہ پھیرنا دشمنی سے فَكَيْفَ پس کیونکر ہوگا حال انکا اور کیا کریں گے وہ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ جس وقت پہنچے گی انکو مصیبت کہ قتل ہوں وہ یا کسی عذاب میں گرفتار ہوں بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ بسبب اُسکے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں انکے کہ مرافعہ طاغوت کی طرف اُنھوں نے کیا ہے ثُمَّ جَاءُوكَ پھر آویں وہ تیرے پاس عذر کرتے ہوئے کہ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ قسم کھاویں وہ ساتھ خدا کے اس مضمون کی کہ إِنْ أَرَدْنَا نہیں ارادہ کیا تھا ہم نے تیرے محکمہ سے منہ پھیرنے کا إِلَّا إِحْسَانًا مگر نیکی کرنیکو واسطے اپنے یہ واسطے بچنے برائی اور مکروہ کے یا نسبت اونچی سری مجلس کے کہ آوازیں وہاں بلند ہوویں اس واسطے تیرے محکمہ میں ہمنے ارادہ مرافعہ کا نہ کیا وَتَوْفِيقًا اور موافق کرنے دو جھگڑنے والوں کو اور صلح کرنیکو اسواسطے ہمنے تیرے پاس مرافعہ کا ارادہ نہیں کیا نہ یہ کہ تجھ سے کوئی مخالفت کرنی چاہا ہو أُولَئِكَ یہ گروہ منافقوں کے اور جھوٹی قسم کھانے والے الَّذِينَ وہ لوگ ہیں کہ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ جانتا ہے خدا جو کچھ بیچ دلوں انکے کے ہے عداوت اور نفاق فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ پس منہ پھیرے تو اُنسے اور ارادہ انکے عذاب کا نکرے وَعِظْهُمْ اور نصیحت کر تو انکو کہ نفاق اور دروغ کو وہ ترک کریں وَقُلْ لَهُمْ اور کہہ تو واسطے انکے جو کہ تو انکو فِي أَنْفُسِهِمْ بیچ نفسوں اُنکے کے یعنی انکے ناپاک نفسوں کے مذمت میں کہہ تو قَوْلًا بَلِيغًا بات پہنچنے والی کہ اثر کرے اور انکو رنج ہو جیسے کہ ڈرانا انکو قتل کرنے سے اور غارت کرنے سے اگر نفاق سے توبہ نہ کریں وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر ایسا بندوں پر إِلَّا لِيُطَاعَ مگر واسطے اس کے کہ فرمانبرداری کیا جاوے اور سب آدمی اسکی متابعت کریں بِإِذْنِ اللَّهِ ساتھ حکم خدا کے یعنی پیغمبر کو ہم نے اس واسطے بھیجا ہے کہ تمام آدمی اسکی فرمانبرداری کریں بحکم خدا اور اسکے کہے پر چلیں اور جو کچھ وہ کہے یا کرے اسکو تسلیم کریں اور اس کے قول اور فعل پر اعتراض نکریں اور جو کوئی اسکی فرمانبرداری نہ کریگا اور اُسکے کہنے کو نہ مانیگا وہ اسلام سے خارج ہے گو ظاہر میں وہ اسلام کا اقرار کرتا ہو وَلَوْ أَنَّهُمْ اور اگر تحقیق وہ

ساتھیں اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جس وقت ظلم کیا تھا انھوں نے نفسوں اپنے کو بہ سبب نفاق کے اور انکار کرنے تیرے حکم کے جَآءُوْكَ آتے
وہ تیرے پاس اور تیرے حکم سے انکار نہ کرتے اور اگر طاغوت کی طرف مرجعہ کیا تھا تو اس سے پشیمان ہوتے فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ پس بخشش چاہتے
خدا سے تیرے وسیلے سے وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ اور چاہتا بخشش واسطے اُن کے پیغمبر تو اس صورت میں لَوَجَدُوا اللّٰهَ البتہ پاتے وہ خدا کو وہ
تَوَّابًا توبہ قبول کرنے والا گنہگاروں کا رَّحِيْمًا مہربان بخشش چاہنے والوں پر اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت بارہ منافقوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انھوں نے آپس میں
نفاق پر اتفاق کیا تھا جبرئیل نے اسی حسب کو ان کے حال سے خبر دی ہے اور رسول خدا نے جمع کر کے سب کو حاضر کیا اور فرمایا کہ بارہ آدمیوں نے تم میں سے
نفاق پر اتفاق کیا ہے اگر وہ اُٹھیں اور بخشش چاہیں تو میں اُن کے واسطے سفارش کروں ہر چند حضرت نے کئی مرتبہ فرمایا لیکن کوئی نہ اٹھا پس حضرت نے ہر ایک کا مع نسب
نام لیا اور اُنکو درمیاں لوگوں کے رسوا کیا تب انھوں نے کہا کہ یا رسول خدا ہمارے واسطے استغفار کر جو اسلئے یہ آیت نازل کی اور فرمایا حضرت نے کہ اگر پہلی دفعہ بخشش چاہتے
تو تمہاری بخشش ہو جاتی اور اس لئے ہم نے یہ کہا تو اب تمکو طرف خدا اور پیغمبر کے کوئی راہ نہیں ہے اور حضرت نے حکم دیا لوگوں نے مسجد سے باہر نکال دیا اور بعد اسکے اسی آیت
کو آگے یہ دیا اور فرماتا ہے خدا کہ فَلَا پس ایسا ہے کہ باوجود تیری مخالفت کے وہ ایمان رکھتے ہوں وَرَبِّكَ قسم ہے پروردگار تیرے کی کہ لَا
يُؤْمِنُوْنَ نہیں ایمان لاتے ہیں وہ یعنی نہیں مومن ہوتے ہیں حقیقت میں حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ یہاں تک کہ حکم کریں وہ تجھ کو اور منصف ٹھہراویں
تجھکو حکم کرنے کے واسطے فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ بیچ اس چیز کے کہ اختلاف ہوا ہے درمیاں اُن کے اور تو اُنکے واسطے حکم کرے ثُمَّ لَا يَجِدُوْا پھر نہ
پاویں وہ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ بیچ نفسوں اپنے کے حَرَجًا کوئی تنگی مِّمَّا قَضَيْتَ اُس چیز سے کہ حکم دیا ہے تو نے اگرچہ انکی طبیعت کے مخالف
ہو یعنی جو کچھ تو نے اُن کے مقدمہ میں حکم دیا ہے ہر چند وہ ان کی خواہش کے موافق نہ ہو لیکن اس حکم سے وہ تنگ اور ناراض نہ ہوں وَيُسَلِّمُوْا اور تسلیم کریں وہ
تیرے حکم کو تَسْلِيْمًا تسلیم کرنا ظاہر میں اور دل میں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی جماعت ایسی ہو کہ خدا کی عبادت کریں اور نماز کو ہمیشہ قایم رکھیں اور
زکوٰۃ ادا کریں اور ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور حج بیت اللہ کا بجا لاویں اور بعد اسکے کہیں کہ فلانا امر جو رسول خدا نے کیا ہے نہ کرنا اسکا بہتر تھا یا رسول خدا
کے کئے ہوئے سے دل تنگی پا گر ایسی باتیں تو وہ لوگ مشرک ہیں اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی فلا وربك لا يؤمنون (الآیہ) وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا
اور اگر تحقیق ہم لکھتے ہم یعنی فرض کرتے ہم عَلَيْهِمْ اوپر ان منافقوں کے اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یہ کہ قتل کرو تم نفسوں اپنے کو اور کفار کے ڈر سے
ہو اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ یا لکھتے ہم کہ نکل جاؤ تم گھروں اپنے سے واسطے جہاد کے تو مَّا فَعَلُوْهُ نہ کرتے وہ اسکو یعنی کفار کے ڈر سے ہوتے
اور جہاد کو نہ جاتے اِلَّا قَلِيْلٌ مگر تھوڑے سے مِّنْهُمْ انہیں سے کہ جو خالص ہیں ایمان میں اور بعض نے قلیل کو منصوب پڑھا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اور اگر
تحقیق وہ منافقین فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ کرتے وہ اس امر کو کہ نصیحت کئے جاتے ہیں وہ ساتھ اسکے کہ فرمانبرداری کرتے وہ حکم پیغمبر کی تو لَكَانَ
خَيْرًا لَّهُمْ البتہ ہوتا بہتر واسطے ان کے دنیا اور آخرت میں وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا اور بہت سخت اور مضبوط باعتبار ثابت کرنے ایمان کے واسطے ان کے
وَّاِذًا اور اسوقت یعنی جسوقت کہ وہ ایسا کرتے لَّاٰتَيْنٰهُمْ البتہ دیتے ہم اُن کو مِّنْ لَّدُنَّآ نزدیک اپنے سے اَجْرًا عَظِيْمًا اجر بڑا کہ وہ بہشت سے بھرا ہوا
نعمتوں سے وَّلَهَدَيْنٰهُمْ اور البتہ دکھلاتے ہم انکو صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا راہ سیدھی کہ جسکے وسیلہ سے مقربان بارگاہ خدا ہوئے اور علم انکو زیادہ ہوتا
اور رسول خدا نے فرمایا کہ جو کوئی عمل کرے اسے علم پر تو خدا تعالیٰ اسوائے اسکے اور علم اسکو زیادہ کرے گا اور کہتے ہیں کہ ثوبان ایک شخص سا اور صالح خادم رسول خدا کا
تھا ایک روز حضرت کی خدمت میں وہ حاضر ہوا لیکن بہت ناتوان اور دُبلا ہو گیا تھا حضرت نے پوچھا کہ اے ثوبان تیرا حال ایسا کیوں ہو گیا ہے عرض کی کہ یا رسول خدا
جسوقت میں حضرت کے جمال کی زیارت نہیں کرتا ہوں اسوقت کو میں زندگی میں نہیں شمار کرتا ہوں اور اب میں اس اندیشہ میں ہوں کہ اگر اجل میری آئے اور اتفاق
مفارقت ضروری کا ہو تو کیا علاج کروں میں اور بہشت میں یہ ہے کہ اگر اس جہاں میں ہیں دور رہ میں جاؤں میں تو انکو کیونکر دیکھوں اور بعض کے نزدیک یہ شخص
عبداللہ انصاری تھا خدا نے اسکے حق میں یہ آیت نازل کی کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اور جو شخص فرمانبرداری کرے خدا کی وَالرَّسُوْلَ اور پیغمبر کی شرع کے احکام میں
فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ فرمانبرداری کرنے والے ہونگے قیامت کے روز مَعَ الَّذِيْنَ ہمراہ اُن لوگوں کے کہ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ انعام کیا ہے خدا نے

اور ان کے مِنَ النَّبِيِّيْنَ پیغمبروں میں سے وَالصِّدِّيْقِيْنَ اور راستگو یوں میں سے کہ سب سے پہلے تصدیق انبیا کی انھوں نے کی ہے وَالشُّهَدَاۤءِ اور شہیدوں میں سے جو کہ راہ حق میں مارے گئے ہیں وَالصّٰلِحِيْنَ اور نیکوں میں سے کہ جن کے اعمال شائستہ ہیں وَحَسُنَ اُولٰۤئِكَ رَفِيْقًا اور رفیق میں یہ سب اچھے رفیق ہو سکتے اور ممیز ہو سکتا اور رفیق ممیز ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے اور واحد اور جمع کے دونوں کیواسطے آتا ہے مثل صدیق کے اور حاصل یہ ہے کہ جو لوگ راہ خدا کی اور پیغمبرؐ کی فرمانبرداری کریں گے احکام شرع میں وہ لوگ قیامت کے روز ہمراہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے ہونگے اور ان کے رفیق ہونگے اور حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ مراد نبیین سے حضرت محمد مصطفےٰؐ ہیں اور مراد صدیقین سے علی مرتضیٰؑ ہیں اور مراد شہدا سے حسینؑ ہیں اور مراد صالحین سے باقی آئمہؑ ہیں امام حسن عسکریؑ تک صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور حسن اولئک رفیقا سے مراد صاحب الزمانؑ ہیں اور حضرت صادقؑ نے ابو بصیر سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمکو یاد کیا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ مراد نبیین سے رسول خداؐ ہیں اور صدیقین و شہدا ہم ہیں اور صالحین تم ہو اور رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو فرمایا ہے کہ یہ صدیق اکبر ہے اور فاروق اعظم ہے چنانچہ سیوطی کی کتابوں میں لکھا ہے لیکن لوگوں نے صدیق اکبر ابو بکر کیواسطے اور فاروق اعظم عمر کے واسطے تجویز کیا ہے اور حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ ہر امتؐ میں ایک صدیق اور فاروق ہوتا ہے اور صدیق فاروق اس امت کا علی ابن ابی طالب ہی اور اس آیت میں خدا تعالیٰ نے رغبت دلایا ہے مومنین کو اپنی اور پیغمبر کی فرمانبرداری کیواسطے کہ اگر خدا اور پیغمبر کے کہنے پر چلینگے اور احکام خدا کو بجا لائینگے تو قیامت کے روز ہمراہ انبیاء اور شہدا اور صالحین اور صدیقین کے ہونگے خدا توفیق عطا کرے اپنی فرمانبرداری کی ذٰلِكَ یعنی ہونا ہمراہ انبیا و صدیقین اور شہدا اور صالحین کے الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ محض فضل ہے خدا کی جانب سے فرمانبرداری کرنیوالوں کو وَكَفٰى بِاللّٰهِ اور کافی ہے خدا عَلِيْمًا جاننے والا اس شخص کی جزا کا کہ جو اسکی فرمانبرداری کرے اور جو شخص کہ انکی رفاقت کی لیاقت رکھتا ہی اسکو بھی خوب جانتا ہی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اس آیت میں خدا مومنین کو جہاد کرنیکا حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے مومنین خُذُوْا حِذْرَكُمْ پکڑو تم ہتھیار اپنے دشمنوں سے لڑنیکے واسطے فَانْفِرُوْا پس باہر نکلو تم انسے لڑنیکے واسطے ثُبَاتٍ متفرق ہو کر کئی جماعتیں یہ حال واقع ہوا ہے اور متفرق جماعتوں کے معنی میں ہے یعنی متفرق ہو کر نکلو اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا باہر نکلو تم اکٹھے ہو کر یہ بھی حال واقع ہوا ہے یعنی یا تو کئی جماعتیں متفرق ہو کر نکلو کہ ہر جماعت ہر ایک طرف کو روانہ ہو اور یا سب اکٹھے ہو کر نکلو دشمنوں کے مقابلے کے واسطے لیکن ہر حال میں فرمانبردار رہو وَاِنَّ مِنْكُمْ اور تحقیق بعض تم میں سے یعنی منافقین کہ انکو ظاہر کرتے ہیں لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ البتہ وہ شخص وہ ہے کہ کاہلی کرتا ہے باہر نکلنے سے اور یہ وہ منافق تھے کہ جنگ احد میں نگئے تھے اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے عبداللہ ابن ابی وغیرہ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ پس اگر پہنچے تمکو اے مومنین مُّصِيْبَةٌ کوئی مصیبت مثل قتل اور شکست کے تو قَالَ کہتا ہے وہ منافق جہاد سے بیٹھ رہنے والا کہ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ تحقیق انعام کیا ہے خدا نے اوپر میرے اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ اس واسطے کہ نہ تھا میں ہمراہ ان مومنوں کے شَهِيْدًا حاضر معرکہ جہاد میں تاکہ میں بھی مبتلا ہوتا انکی طرح بلا میں وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ اور البتہ اگر پہنچے تمکو اے مومنین فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ فضل اور زیادتی نعمت کی خدا کیجانب سے کہ فتح تمہاری ہو اور غنیمت تمہارے ہاتھ آئے تو لَيَقُوْلَنَّ البتہ کہے وہ منافق جہاد سے بیٹھ رہنے والا كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ جیسے کہ گویا نہ تھے بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ درمیان تمہارے اور درمیان اسکے مَوَدَّةٌ دوستی یعنی جیسے کہ کوئی اجنبی ہوتا ہے اسی کیطرح کی محبت اور آشنائی نہیں ہوئی تمکو فائدہ مند دیکھ کر حسد اور حسرت سے کہے کہ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ اے کاش کہ ہوتا میں ہمراہ ان کے جہاد میں تو فَاَفُوْزَ پس مراد کو پہنچتا فَوْزًا عَظِيْمًا مراد کو پہنچنا بڑا کہ میں بھی مال غنیمت میں سے لیتا اور اپنی مراد کو پہنچتا اور فافوز منصوب ہے اسواسطے کہ بعد یا کے تمنی کے جو میں آیا ہے اور بعضوں نے اسکو مرفوع پڑھا ہے اور لیت کی تمنی کر کے اور جواب میں نہ کی اسکو نہیں گِنا اور کان لم تکن جملہ معترضہ ہے کہ درمیان فعل کے اور اسکے مفعول کے واقع ہوا ہے اور ابن کثیر نے لم تکن کو یا سے پڑھا ہے بذکر کا صیغہ اور اب خدا خالص مومنوں کا ذکر کرتا ہے اور انکو جہاد کی رغبت دلاتا ہے کہ فَلْيُقَاتِلْ پس چاہیے کہ لڑیں فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے دشمنوں سے الَّذِيْنَ وہ لوگ کہ يَشْرُوْنَ فروخت کرتے ہیں الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا زندگانی دنیا کو کہ فنا ہونیوالی ہے بِالْاٰخِرَةِ ساتھ آخرت کے کہ ہمیشہ رہنے والی ہے یعنی دنیا کو فروخت کر کے اسکے عوض میں آخرت کو خرید کرتے ہیں کہ جو ہمیشہ کو باقی ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے

یعنی عنقریب کہ فرض کیا گیا عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اوپر ان کے لڑنا جو بعد کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو اِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ اس وقت ایک فرقہ اُن میں سے کہ ضعیف الایمان ہیں يَخْشَوْنَ النَّاسَ ڈرتے ہیں آدمیوں سے لڑنے میں كَخَشْيَةِ اللَّهِ مانند ڈرنے کے خدا سے یعنی جیسے کہ خدا سے ڈرنا چاہیے ایسے وہ کفار سے ڈرتے ہیں أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً یا زیادہ سخت ڈرنا بسبب نامردی کے مرنے کے خوف سے وَقَالُوا اور کہا اُنہوں نے کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے لِمَ كَتَبْتَ کس واسطے لکھا ہے تو نے یعنی کس واسطے واجب کیا ہے تو نے عَلَيْنَا الْقِتَالَ اوپر ہمارے لڑنے کو لَوْلَا أَخَّرْتَنَا کیوں ڈھیل دی تو نے ہم کو إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ طرف ایک مدت قریب کے۔ گفتگو ان لوگوں کی ہے کہ جو اکثر جہاد میں سے بھاگتے تھے اور کبھی معرکہ میں داخل ہو کر کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ کبھی کوئی زخم کھایا ہے خدائے تعالیٰ اُنکے واسطے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمدؐ ان ڈرپوک والوں کہ جن لوگوں نے دل دنیا کی دولت سے لگایا ہے مَتَاعُ الدُّنْيَا مادہ دنیا کا قَلِيلٌ تھوڑا ہے مقابلہ میں آخرت کے اور وہ بھی چند روز کا ہے وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ اور آخرت بہتر ہے دنیا سے بدرجہا لِّمَنِ اتَّقَىٰ واسطے اس شخص کے کہ پرہیز کرے کفر اور گناہ سے وَلَا تُظْلَمُونَ اور نہ ظلم کیے جاؤ گے تم اے جہاد کرنے والو فَتِيلًا مقدار رشتہ ہستہ خرما کے کہ وہ بہت کم ہوتا ہے یعنی تمہارے جہاد کرنے کے ثواب میں کسی طرح کی کمی ہوگی اور مرنا کہ وہ ضرور ہے اُس سے کیوں ڈرتے ہو أَيْنَمَا تَكُونُوا جہاں کہیں ہو گے خواہ مکہ میں خواہ مدینہ میں خواہ کسی جگہ يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ پائیگی تم کو موت کہ وہ ہرگز تم کو نہ چھوڑے گی وَلَوْ كُنتُمْ اگرچہ ہو تم فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ بیچ برجوں بلند اور مضبوط کے۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت جناب سید کائنات مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ان دنوں میں بدستور سابق کثرت سے میوے پیدا ہوتے تھے اور غلہ کا نرخ بھی گراں تھا یہودیوں نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ یہ گرانی غلہ کی اور کمی میووں کی محمدؐ کے یہاں آنے کی نحوست کی جہت سے ہے حق تعالیٰ نے واسطے جھوٹا کرنے ان لوگوں کے یہ آیت نازل کی وَإِن تُصِبْهُمْ اور اگر پہنچے اُنکو حَسَنَةٌ کوئی بھلائی مثل نعمت اور ارزانی غلہ کے اور میووں کے يَقُولُوا کہتے ہیں وہ کہ هَٰذِهِ یہ بھلائی مِنْ عِندِ اللَّهِ نزدیک خدا کے سے ہے وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچے اُنکو کوئی برائی مثل قحط اور تنگدستی کے يَقُولُوا کہتے ہیں وہ کہ هَٰذِهِ یہ برائی مِنْ عِندِكَ نزدیک تیرے سے ہے اے محمدؐ یعنی آنے تیرے سے ہے اس طرف کو قُلْ کہہ تو اے محمدؐ کہ كُلٌّ سب یعنی ارزانی اور گرانی اور دولت و مفلسی مِّنْ عِندِ اللَّهِ نزدیک خدا کے سے ہے یعنی اُسکے حکم سے ہے اور کوئی شخص اُسکے حکم کو دور نہیں کر سکتا ہے اور کہہ تو اے محمدؐ صلعم کہ مجھ کو اس میں دخل نہیں ہے فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ پس کیا ہے واسطے اس قوم کے کہ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ نہیں نزدیک ہیں کہ سمجھیں وہ حَدِيثًا بات کو کہ جس اُنکے واسطے نصیحت ہے اس واسطے کہ اگر عقل اور فہم رکھتے تو جانتے کہ تمام بھلائی اور برائی خدا کے حکم سے ہے اور فرماتا ہے کہ مَّا أَصَابَكَ جو کچھ پہنچا ہے تجھ کو اے آدمی مِنْ حَسَنَةٍ بھلائی میں سے مثل فراخی رزق اور ارزانی کے اور تمام نعمتوں کے فَمِنَ اللَّهِ پس فضل خدا کے سے ہے کہ تو استحقاق رکھتا ہے اس واسطے کہ جو کچھ آدمی طاعت کرتا ہے وہ برابر نہیں ہو سکتی اسکی نعمتوں کی وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ اور جو کچھ پہنچا ہے تجھ کو برائی میں سے مثل قحط اور مصیبت کے فَمِن نَّفْسِكَ پس سبب نفس تیرے سے ہے کہ گناہ تیرے باعث اُسکے ہوتے ہیں اور پہلے تو خدا نے مجمل فرمایا تھا کہ کل خدا کی طرف سے ہے اور بعد اُسکے تفصیل اسکی کر دی کہ کل خدا کی طرف سے ہے لیکن بھلائی اسکے فضل و کرم سے ہے اور برائی آدمی کے گناہوں کے عوض میں بطور سزا کے ہے چنانچہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ کوئی پوست بدن کا لکڑی سے نہیں چھلتا ہے اور پاؤں کسی بندہ کا نہیں پھسلتا ہے مگر سبب گناہ کے اور امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ فرمایا خدا نے کہ اے فرزند آدم جو کچھ تو اپنے نفس کے واسطے چاہتا ہے وہ میری مشیت سے ہے اور میری دی ہوئی قوت سے تو ادا کرتا ہے فرائض کو اور میری ہی دی ہوئی نعمت سے تو قوی ہوا میری نافرمانی پر کر دیا ہے تجھ کو سننے والا اور دیکھنے والا اور قوت والا اور جو کچھ بھلائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ خدا کے فضل اور احسان سے ہے اور جو برائی کہ تجھ کو پہنچتی ہے پس وہ تیری شامت نفس سے ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ میں اولیٰ ہوں تیری بھلائی کے ساتھ تجھ سے اور تو اولیٰ ہے اپنی برائی کے ساتھ مجھ سے اور یہ اس واسطے ہے کہ میں نہیں سوال کیا جاتا ہوں اس فعل سے کہ جو کرتا ہوں اور وہ سوال کیے جاویں گے یعنی خدا جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اس واسطے اسکے کیے ہوئے پر سوال نہیں ہوتا ہے اور بندہ اکثر خلاف حکمت کرتا ہے اس واسطے اسکے کیے ہوئے پر سوال ہوتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَأَرْسَلْنَاكَ اور بھیجا ہے ہم نے تجھ کو اے محمدؐ لِلنَّاسِ واسطے کل آدمیوں کے رَسُولًا پیغمبر کر کے تاکہ سب آدمیوں کو احکام ہمارے پہنچائے اور طاعت کی رغبت دلائے تاکہ اُسکے سبب سے لائق نیکی اور بھلائی کے ہوں اور

ڈرائے تو انکو گناہ ہوسے تاکہ وہ مصیبت میں گرفتار نہوں وَكَفٰى بِاللّٰهِ اور خدا کافی ہے شَهِيْدًا گواہ میرے پیغمبر کا اور احکام کے پہنچانے کا اور
اس سے دیکو پیغمبر کی فرمانبرداری کی عزت دلاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ جو کوئی فرمانبرداری کرے پیغمبر کی فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ پس
تحقیق فرمانبرداری کی اسنے خدا کی وَمَنْ تَوَلّٰى اور جو کوئی منہ پھیرے پیغمبر سے یعنی کہنا اسکا نہ مانے تو فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا پس نہیں بھیجا ہمنے
تجھکو لیے انکے اور ان کے نگہبان تاکہ تو انکو گناہوں سے مار رکھے اسواسطے کہ میرے ذمہ تو فقط پہنچانا احکام کا ہے اور انکے اعمال نیک و بد کی جزا دینی
حضرت اور اسکے خدا تعالیٰ منافقوں کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَيَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں وہ منافق میرے پاس حاضر ہو کر کہ کام ہمارا طَاعَةٌ
فرمانبرداری ہے اور یہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور لفظ پر اسکی امرنا طاعۃ ہے یعنی کام ہمارا فرمانبرداری ہے فَاِذَا بَرَزُوْا پس جسوقت کہ باہر ہوتے ہیں
وہ اور چلے جاتے ہیں مِنْ عِنْدِكَ نزدیک تیرے سے تو بَيَّتَ طَآئِفَةٌ رات بیداری کرتا ہے ایک فرقہ مِّنْهُمْ انمیں سے یعنی مشورت کرتے ہیں غَيْرَ الَّذِيْ
تَقُوْلُ غیر اسکے کہ کہتے تھے وہ تجکو یا غیر اسکے کہ کہتا ہے تو انکو وَاللّٰهُ يَكْتُبُ اور خدا لکھتا ہے کہ ان کے نامہ اعمال میں یعنی ملائکہ کو حکم کرتا ہے کہ وہ
لکھتے ہیں مَا يُبَيِّتُوْنَ جو کچھ کہ شب کو کہتے ہیں وہ اور تدبیر کرتے ہیں اور مشورہ کرتے ہیں تیری مخالفت میں اور جسوقت کہ حال انکا ایسا ہے تو فَاَعْرِضْ
عَنْهُمْ پس منہ پھیرے تو ان سے اور انسے عذر کہ سبب ظاہر کرنے اسلام کے حکم انکے قتل کا نہیں ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور توکل کر تو خدا پر ہر حال
میں خصوصًا ان منافقوں کے مقدمہ میں اور کام اپنا خدا کے سپرد کردے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور کافی ہے خدا کارساز تیرا اور منافقوں کا دفع کرنیوالا
اور خدا تعالیٰ انکو ملامت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کیا پس نہیں تامل کرتے ہیں وہ قرآن کو کہ اسکے معانی کو سمجھیں اور اسمیں
فکر کریں اور اسکے الفاظ کو دیکھیں تاکہ معجزہ ہونا اسکا انکو معلوم ہو اور جانیں کہ یہ کلام حق ہے اور خدا کے پاس سے نازل ہوا ہے وَلَوْ كَانَ اور اگر ہوتا وہ
قرآن مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ نزدیک غیر اس خدا کے سے جیسا کہ گمان منافقوں اور کفار کا ہے تو لَوَجَدُوْا فِيْهِ البتہ پاتے وہ بیچ اسکے اخْتِلَافًا كَثِيْرًا
اختلاف بہت اسکے معنی میں اور نظم میں بعض میں فصاحت ہوتی اور بعض میں نہ ہوتی اور بعض میں صعوبت ہوتی اور بعض میں سہولت ہوتی اور کہتے ہیں کہ جس
وقت جناب سید سجاد اپنے لشکر کی فتح کی یا خوف اور نقصان کی وحی سے معلوم کرکے خبر دیتے اسی خوف کے ثابت کرنیکے واسطے اور منافقین کے شک کے
دور کرنیکے واسطے تو بعضے ضعیف الایمان اور منافقین اسکو مشہور کردیتے تھے اور یہ امر موجب فساد کا ہوتا تھا اس مقدمہ میں خدا تعالیٰ انکی مذمت کرتا ہے
اور فرماتا ہے کہ وَاِذَا جَآءَهُمْ اور جس وقت آتا ہے ان منافقین کو اَمْرٌ کوئی امر یعنی کوئی خبر مِّنَ الْاَمْنِ امن سے کہ باعث اس کا ہوتا ہے کہ
فتح لشکر اسلام کی یا ارادہ حضرت کا قوم سے صلح کرنیکا اَوِ الْخَوْفِ یا خوف سے یعنی کوئی خبر ایسی سنتے کہ وہ موجب خوف کا ہوتی جیسے کہ مغلوب ہونا لشکر
اسلام کا اور ایسی خبر امن یا خوف کو جو سنتے ہیں تو اَذَاعُوْا بِهٖ مشہور دیتے ہیں وہ ساتھ اس خبر کے کہ اسکو مشہور کردیتے ہیں اور ملاحظہ اسکے
شر و فساد کا نہیں کرتے وَلَوْ رَدُّوْهُ اور اگر رد کریں وہ اسکو اور چھوڑدیں اِلَى الرَّسُوْلِ طرف پیغمبر کے کہ اگر وہ مصلحت جانے تو اسکو ظاہر کرے
وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ اور چھوڑدیں وہ اسکو طرف صاحبان حکم کے ان مسلمانوں میں سے جو کہ اشرف اور سردار اسلام کے لشکر کے ہیں یہانتک
کہ سنیں وہ اسکو اپنے اور جانیں کہ وہ سزاوار کرنے کے ہے یا نہیں تو لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ البتہ جانیں اسکو وہ لوگ کہ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ تحقیق کرتے ہیں
وہ اسکو اور نکالتے ہیں تدبیر اسکی کو مِنْهُمْ انمیں سے یعنی ابرار اور آئمہ علیہم السلام سے سکر یعنی وہ لوگ خبر کو مشہور نہ کریں بلکہ وہ پیغمبر اور اولو الامر پر اسکو
چھوڑدیں کہ وہ اگر اسمیں صلاح جانیں تو مشہور کریں اور جو لوگ کہ تحقیق ہر امر کی پیغمبر اور اولو الامر سے کرتے ہیں وہ اسکو جانتے ہیں کہ یہ خبر کس طرح
سے ذکر کیجائے یا قابل ذکر کرنے کے ہے یا نہیں اور اس صورت میں فاعل علم کا الذین ہے اور یستنبطون کی ضمیر الذین کی طرف پھرتی ہے اور امام محمد باقر
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اولو الامر سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فعل الذین کا مقدر ہے اور تقدیر اسکی علی ای وجہ یذکرہ
الذین یستنبطونہ یعنی اور ہر کس وجہ سے ذکر کرتے ہیں اس خبر کو کہ وہ لوگ کہ تحقیق کرتے ہیں اور نکالتے ہیں تدبیر کو اسکی فکر کرکے انمیں سے اور فرماتا ہے خدا کہ
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور اگر نہوتا فضل خدا کا اوپر تمہارے سبب بھیجنے پیغمبر کے وَرَحْمَتُهٗ اور رحمت اسکی کہ قرآن کو پیغمبر نازل

کیا ہے یعنی فضل خدا کا کہ رسول خدا ہیں اور رحمت خدا کی کہ قرآن ہے ان کی برکت ہوئی تو لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ البتہ پیروی کرتے تم شیطان کی
اِلَّا قَلِیْلًا مگر تھوڑے سے تم میں کہ وہ عقل کو کام فرما کر اور فکر و تامل کرکے اسکے وسوسوں سے محفوظ رہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ قلیل آدمی زید بن عمرو
بن نفیل اور ورقہ بن نوفل اور بحیرا راہب تھے کہ حضرت رسولخدا کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور قرآن کے نازل ہونے سے پہلے راہ راست رکھتے اور روایات اہلبیت علیہم السلام
میں آیا ہے کہ مراد رحمت سے رسولخداؐ ہیں اور فضل سے مراد علی ابن ابیطالب ہیں اور یا یہ کہ فضل سے مراد رسولخدا ہیں اور رحمت مراد علیؑ ہیں کہ رسولخدا نے لوگوں کو
ہدایت کی اور علیؑ نے جہاد سر کیے جس وقت کہ سب صحابہ رسولخدا کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور علیؑ کے سبب سے اسلام نے خوب ترقی کی اور بہت کثرت مسلمانوں کی
ہو گئی رسولخداؐ کے زمانہ میں تو بعد حضرتؐ کے جو کوئی چاہے حاکم بنکر خوب جہانکشی کرے اور جہاد کے واسطے لوگوں کو روانہ کر دے اور بعد رسولخداؐ کے علیؑ مثل پیغمبر
خدا کے ہادی امت تھے کہ صحابہ میں سے جو کوئی غلطی کرتا تھا حکم خدا میں تو علیؑ اسکو متنبہ کرتے تھے اور پھر خدا جہاد کے لئے فرماتا ہے کہ فَقَاتِلْ پس لڑ تو کافروں سے
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بیچ راہ خدا کے تنہا اگر سب لوگ تجھکو تنہا چھوڑ دیں لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ تکلیف دیتے تو مگر نفس اپنے کو کہ تکلیف جہاد کی تو اکیلا ہی تھا
اور تو اکیلا ہی جہاد کر کہ اگرچہ کوئی تیری مدد نہ کرے خدا تیرا مددگار ہی کفایت کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو
وہ تکلیف دی تھی کہ ایسی تکلیف اپنی مخلوقات میں سے کسی کو نہیں دی تھی اور وہ یہ ہے کہ حضرت کو حکم دیا کہ سب آدمیوں کے مقابلہ کو تو اکیلا ہی نکل اگر تیرے ہمراہ اور
کوئی نہ نکلے اور سوائے حضرت کے نہ تو پہلے حضرت کے اور نہ بعد حضرت کے اور کسکو ایسی تکلیف نہیں دی ہے کہ اکیلا ہزاروں آدمیوں سے مقابلہ کرے اور کہتے
ہیں کہ یہ آیت اسوقت نازل ہوئی ہے کہ جس وقت پیغمبر خدا نے ارادہ بدر صغریٰ کے جانیکا کیا تھا اور نعیم نے مسلمانوں کو ابوسفیان کے لشکر سے ڈرایا تھا اور بعضے
صحابہ لڑائی کو نہیں جاتے تھے اور حضرت فرماتے تھے کہ اگر کوئی اور نہ جائے گا تو میں اکیلا ہی جاؤں گا پس حضرت مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور حضرت کے ہمراہ
ستر آدمیوں سے زیادہ نہ تھے اور اکثر اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور خدا کا حکم ہوا کہ اگرچہ لوگ بیٹھ رہے ہیں لیکن تو واسطے لڑائی کے
اے محمدؐ تنہا ہی جا سو جب حضرت نے جانیکا ارادہ کیا تو ستر آدمی حضرت کے ہمراہ ہوئے اور اگر یہ بھی نہ جاتے تو حضرت تنہا ہی جاتے کفار کے دلوں میں خدا نے ایسا رعب ڈالدیا
اور ابوسفیان اپنے ہمراہیوں کو لیکر رستہ میں سے مکہ کو الٹا پھر گیا اور خدا نے آیت نازل کرکے حضرت کو حکم دیا کہ تو راہ خدا میں اکیلا ہی جہاد کر اور تو تنہا ہی اپنے
نفس کو تکلیف دے وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور رغبت دلا تو مومنین کو لڑائی کے واسطے اس واسطے کہ تیرا کام رغبت اور حرص دلانا ہے نہ جبر اور زبردستی
عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ قریب ہے کہ خدا باز رکھے مسلمانوں سے بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا خوف ان لوگوں کا کہ کافر ہوئے ہیں یعنی قریش اور
خوف کو ان کے اس طرح سے باز رکھے کہ دلوں میں کفار کے مسلمانوں کا رعب ڈالدے جیسے کہ بدر صغریٰ میں واقع ہوا کہ ابوسفیان مسلمانوں کا خوف کرکے
الٹا پھر گیا اور بدر میں نہ آیا وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا اور خدا زیادہ سخت ہے جنگ میں وَّاَشَدُّ تَنْکِیْلًا اور زیادہ سخت ہے عذاب کرنے میں یہ زجر اور
توبیخ ہے اس شخص کے واسطے کہ جو پیغمبر کی پیروی میں جہاد کو نجائے اور باز آئے اور سکلا امر واقع ہوئے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً
حَسَنَةً اور جو شخص سفارش کرے سفارش اچھی کہ کسی برادر مومن کے حق میں دعائے خیر کرے اور خدا سے اسکی بہتری چاہے تو یَکُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا
ہووے گا واسطے اسکے حصہ اس سے چنانچہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی غائبانہ برادر مومن کے حق میں دعائے خیر کرے تو خدا تعالیٰ اسکی دعا قبول کرتا ہے اور
جو فرشتہ کہ اسکے ہمراہ ہے کہتا ہے کہ مثل اسکے تیرے واسطے بھی ہے اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی مومن کے واسطے بعد اسکے مرنیکے عمل خیر کرے اور اسکے واسطے بخشش
چاہے تو یہ بھی اسکے ثواب میں شریک ہوتا ہے وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً اور جو شخص سفارش کرے سفارش بد کہ مومن کے ضرر کی دعا مانگے تو
یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ہوویگا واسطے اسکے حصہ وبال میں سے اسکے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا اور ہے خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا اور نگہبان اور گواہ اور
حضرت صادقؑ نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخداؐ نے کہ جو کوئی حکم کرے کسکو نیکی کا یا منع کرے بدی سے یا ہدایت کرے یا اشارہ کرے طرف نیکی کے تو وہ شریک ہے اور جو
کوئی حکم کرے بدی کا یا ارادہ دکھلاویگا کرے طرف بدی کے یا اشارہ کرے طرف اسکے پس وہ شریک ہے اسمیں اور حضرت سجادؑ نے فرمایا ہے کہ جسوقت ملائکہ سنتے ہیں کسیکو کہ وہ اپنے برادر مومن کے
واسطے اسکی غیبت میں دعا کرتا ہے اور نیکی سے اسکو یاد کرتا ہے تو وہ ملائکہ اسکو کہتے ہیں کہ اچھا بھائی ہے تو اسی ہے بیچ واسطے کہ اسکی غیبت میں دعا خیر اسکے واسطے تو کرتا ہے اور نیکی اسکی

یاد کرتا ہے تحقیق کہ وہ جانتا ہے خدا تعالیٰ نے تجھکو دو برابر اسکے کہ تو نے اُسکو واسطے سوال کیا ہے اور تعریف کی بہتری دو برابر اسکی کہ تعریف کی ہے تو نے واسطے اُس کے
اور فضیلت اور زیادتی ہے تجھکو اسرار اور حضور سے سبب ہیں ملائکہ کسی کو کہ وہ اپنے برادر مومن کو نیکی سے یاد کرتا ہے اور دعائے نیک اسکے واسطے کرتا ہے تو کہتے
ہیں وہ ملائکہ کہ اسکو کہ بُرا بھائی ہے تو اپنے بھائی کے واسطے یاد کرتا اور زبان کو اپنی بند کر لو اپنے تو بندگی میں کہنے والے گناہوں اور عیبوں اسکے کے اور ٹھیرلو
اور اپنے نفس کو سبب ہیبت ڈال اور شکر ہے خدا کا کہ جس نے تجھ پر پوشیدہ کیا ہے اور جان تو کہ خدا زیادہ عالم ہے اپنے بندہ کا تجھ سے اور حاصل سکا یہ ہے کہ پس اگر کوئی
نیکی کرے کسی سے تو واسطے اپنے حق میں نیکی کی ہے اور اگر کسی سے بدی کی ہے تو اپنے حق میں بدی کی ہے پس جس وقت کہ حال ایسا ہے تو جو کوئی کہ رغبت دلاوے
کسی مومن کو جہاد کی تو اس کا ثواب وہ پاویگا اور اب خدا مومنین کو تحیہ اور سلام کے مقدمہ میں حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ اور جس وقت
سلام کئے جاؤ تم ساتھ سلام علیکم کے تو فَحَيُّوا پس جواب سلام کا دو تم بِأَحْسَنَ مِنْهَا ساتھ بہتر کے اس سے کہ اگر کوئی مومن تمکو کہے کہ سلام علیکم تو تم اس کے
جواب میں کہو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ أَوْ رُدُّوهَا یا پھیر دو تم اسی سلام کو جو کہ اُسنے کہا ہے یعنی اگر کوئی مومن کہے سلام علیکم تو تم اسکے جواب میں کہو
کہ وعلیکم السلام کہ اس قدر جواب دینا سلام کا واجب ہے اور اس سے زیادہ سنت ہے جو کہ پہلے بیان ہوا ہے إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا اور
تحقیق کہ خدا ہے اوپر ہر چیز کے حساب لینے والا پس بیشتر سلام پر اور اسکے جواب پر حساب لیگا اور احادیث میں آیا ہے کہ سلام کرنا سنت ہے اور اسکا جواب دینا واجب ہے
اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سلام علیکم مومن کو کہے تو دس نیکیاں اُسکے واسطے لکھی جاتی ہیں اور اگر کہے سلام علیکم ورحمۃ اللہ تو بیس نیکیاں
اسکے واسطے لکھی جاتی ہیں اور اگر کہے سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو تیس نیکیاں اُسکے واسطے لکھی جاتی ہیں اور فرمایا کہ تھوڑے آدمی سلام کریں بہتوں پر اور
سوار سلام کرے پیدل پر اور جو کہ خچروں پر سوار ہیں وہ سلام کریں گدھوں کے سواروں کو اور گھوڑے سوار سلام کریں خچر کے سواروں کو اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹا
سلام کرے بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے کو اور فرمایا کہ بخیل وہ شخص ہے کہ بخل کرے سلام سے اور آواز بلند سے سلام کرنا چاہیے اور ایسے ہی جواب سلام کا دیوے کہ وہ سُنے
اور اگر کوئی غیر مذہب والا سلام کرے تو جواب میں کہے کہ وعلیک اور یہودی اور نصاریٰ اور مجوس اور بُت پرست اور شراب کے دستر خوان پر بیٹھنے والے اور شطرنج و
نرد کے کھیلنے والے وقت کھیلنے کے اور مخنث اور شاعر سے کہ جو بیہودہ عورتوں کو تہمت کرتے ہیں اور نماز پڑھنے والے سے وقت پڑھنے نماز کے اور سود کھانے والے سے اور
پائخانہ پھرنے والے سے اور علانیہ بدکام کرنے والے سے سلام علیکم نہ کہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ امام باقرؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ ایک قوم پر گذرے اور انپر سلام کیا
کہ ان لوگوں نے جواب میں کہا کہ علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ جناب امیر علیہ السلام نے سنکر فرمایا کہ اس سے زیادہ نہ کہو کہ جو ملائکہ نے پدر ابراہیم
علیہ السلام کو کہا ہے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت اس سے معلوم ہوا کہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ سے زیادہ نہ کہے اور روایت کی گئی ہے کہ ایک مرد نے رسول خداؐ سے کہا
کہ السلام علیک حضرتؐ نے جواب میں فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ دوسرے آدمی نے حضرتؐ سے کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ وعلیک
السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تیسرے آدمی نے حضرت سے کہا کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت نے جواب میں اسکے فرمایا وعلیک اُس آدمی نے کہا کہ میرے
سلام کے جواب میں یا رسول خدا آپنے کمی کی اور جو کچھ آیہ فحیوا باحسن منھا او ردوھا میں ہے وہ اس جواب میں کہاں ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے میرے واسطے
کوئی فضیلت باقی نہیں چھوڑی جو سلام میں چاہیے تھا وہ تو نے سب ادا کر دیا اس سے بھی معلوم ہوا کہ حد سلام کی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تک ہے اور اس سے زیادہ
اور کوئی لفظ نہیں ہے اور فرمایا امام علیہ السلام نے کہ تمام تحیہ کا واسطے مقیم کے تو مصافحہ ہے اور تمام تسلیم کا مسافر کے واسطے معانقہ اور بغلگیر ہونا ہے اور فرمایا
کہ تین شخص کو سلام نہ کریں ایک تو جنازے کے ہمراہ جانے والے کو اور ایک نماز جمعہ کے واسطے جانیوالے کو اور ایک حمام میں اور اب خدا ثواب و عذاب کا ذکر کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ خدا مستحق عبادت کے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے لَيَجْمَعَنَّكُمْ البتہ جمع کرے گا وہ تمکو قبروں میں إِلَىٰ
يَوْمِ الْقِيَامَةِ روز قیامت تک کہ لَا رَيْبَ فِيهِ نہیں شک ہے بیچ ہونے اسکے وَمَنْ أَصْدَقُ اور کون شخص زیادہ سچا ہے مِنَ اللَّهِ
خدا سے حَدِيثًا بات میں یہ تفسیر واقع ہوا ہے یعنی کوئی شخص خدا سے زیادہ سچا نہیں ہے اور وہ ایسا ہے کہ اُسکے سخن اور وعدہ میں دروغ اور کذب کو کسی
طرح سے راہ نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت نے مکہ سے ہجرت کی اور اثنائے راہ میں وہ پشیمان ہوکر پھر گئے اور مدینہ کو پیغام بھیجا کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام سے پھرے

سلام کرنے کا طریق

ع ۱۱ ۸ النصف

مومنوں کو ان کے حق میں اختلاف پیدا ہوا بعضے تو کہتے تھے کہ وہ مومن ہیں اور بعضوں نے ان کے نفاق کا حکم کیا اور امام محمد باقرؑ سے روایت ہے
کہ وہ مکہ سے مدینہ کو جاتے تھے اور اپنا اسلام انہوں نے ظاہر کیا تھا اور پھر مکہ کو واپس ہو گئے اور وہاں پھر کر اپنے شرک کو ظاہر کیا اور یمامہ کی طرف انہوں
نے سفر کیا مسلمان اُن سے لڑنے میں مختلف ہوئے کوئی تو اُن کو مسلمان کہتا تھا اور کوئی کافر کہتا تھا خدا نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ فَمَا لَكُمْ یعنی
کیا ہے واسطے تمہارے اے مسلمانو فِي الْمُنَافِقِينَ بیچ مقدمہ منافقوں کے کہ متفرق ہوئے تم فِئَتَيْنِ دو فرقے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک جماعت
مہاجرین کی ناموافقت ہوئی مدینہ کا بہانہ کر کے رسول خدا سے اجازت صحرا میں رہنے کی لیکر مدینہ سے چلے گئے اور مکہ میں مشرکوں میں جا ملے اور اصحاب رسول خدا
کو اُن کے اسلام میں تردد ہوا یہ آیت نازل ہوئی کہ تم کس واسطے دو گروہ ہو گئے رہو اور اُنکے کفر پر اتفاق نہیں کرتے وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ اور حال یہ ہے کہ خدا
نے اُلٹا کر دیا ہے انکو یعنی کفر کے حکم میں کر دیا ہے انکو کہ وہ قتل اور اسیری اور آتش دوزخ ہے بِمَا كَسَبُوا سبب اسکے کہ کسب کیا ہے انہوں نے کہ وہ مومنوں سے منہ
پھیر کر مشرکوں سے جا ملے ہیں أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا کیا چاہتے ہو تم یہ کہ ہدایت کرو تم اے مسلمانو مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ اس شخص کو کہ گمراہی میں چھوڑ
دیا ہے خدا نے اور مقرر ہے وہاں انکو اسکے کفر میں اسکے عناد اور انکار کی جہت سے اور لوگوں کو ہے بار رکھا ہے پس ایسے آدمی کو کیونکر ہدایت کرو گے تم وَمَنْ
يُضْلِلِ اللَّهُ اور جس شخص کو کہ گمراہی میں برقرار رہنے دے خدا اور یا یہ کہ جسکو گمراہی کا حکم کرے خدا اور یا یہ کہ حق کی راہ سے گم کرے تو فَلَنْ تَجِدَ لَهُ پس
ہرگز نہ پائے گا تو واسطے اُسکے طرف ہدایت کے سَبِيلًا کوئی راہ وَدُّوا دوست رکھتے ہیں وہ لوگ برگشتہ اور آرزو کرتے ہیں لَوْ تَكْفُرُونَ کاش
کفر کرو تم كَمَا كَفَرُوا جیسا کہ کفر کیا ہے انہوں نے فَتَكُونُونَ سَوَاءً پس ہو جاؤ تم اور وہ دونوں برابر گمراہی اور کفر میں فَلَا تَتَّخِذُوا پس نہ پکڑو
تم یعنی نہ اختیار کرو تم مِنْهُمْ ان برگشتہ لوگوں میں سے أَوْلِيَاءَ دوست حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا یہاں تک کہ ہجرت کریں وہ کفر کے شہر سے طرف شہر اسلام
کے فِي سَبِيلِ اللَّهِ بیچ راہ خدا کے کہ وہ ہجرت محض صادق خدا کے واسطے ہو اور سوائے اُسکے اور کوئی غرض اُس سے ہو فَإِنْ تَوَلَّوْا پس اگر
پھر جائیں وہ ایمان اور ہجرت سے فَخُذُوهُمْ پس پکڑو تم ان کو اور قید کرو وَاقْتُلُوهُمْ اور قتل کرو تم انکو حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ جس جگہ کہ پاؤ
تم انکو حل اور حرم کے وَلَا تَتَّخِذُوا اور نہ پکڑو تم مِنْهُمْ وَلِيًّا ان میں سے کوئی دوست یعنی کسی کو ان میں سے نہ اختیار کرو تم اپنا دوست
وَلَا نَصِيرًا اور نہ مددگار بلکہ پکڑو انکو اور قتل کرو إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ مگر وہ لوگ کہ جا پہنچیں اور پناہ لیجائیں وہ إِلَىٰ قَوْمٍ طرف اس
قوم کے کہ واقع ہوا ہے بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ درمیان تمہارے اور درمیان اُن کے مِيثَاقٌ پیمان یعنی تم ان برگشتہ لوگوں کو قتل کرو مگر جو
لوگ کہ ان میں سے پناہ لیجائیں طرف اس قوم کے کہ تم نے اُن سے نہ لڑنے کا عہد کیا ہے کہ اس صورت میں انکو قتل نہ کرو اور وہ قوم بنی خزاعہ یا بنی اسلم تھی
کہ رسول خدا نے ان سے عہد کیا تھا اور مقرر کیا تھا کہ جو کوئی تمہارے پاس جائے گا وہ امان میں ہے اس قوم کے واسطے خدا فرماتا ہے کہ اُن کے پاس جائیں پس
انکو قتل مت کرو أَوْ جَاءُوكُمْ یا آئیں وہ تمہارے پاس حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ جس وقت کہ تنگ ہوں سینے اُنکے أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ اس
سے کہ لڑیں وہ تم سے یعنی لڑنے سے وہ مکروہ جانیں أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ یا لڑیں وہ قوم اپنی سے کہ کافر ہیں یعنی جیسے رسول خدا سے عہد نہ لڑنے کا
کیا ہے ایسے ہی وہ لڑنے کو مکروہ جانیں تو ان سب صورتوں میں اُن سے مت لڑو اور حصرت صدورهم حال واقع ہوا ہے اور قد اسمیں مقدر ہے واسطے کہ جس وقت
ماضی حال واقع ہو تو بغیر قد نہیں ہوتا ہے خواہ ظاہر ہو خواہ مقدر ہو وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ اور اگر چاہتا خدا اور حکمت اور مصلحت اسکی تقاضا کرتی لَسَلَّطَهُمْ
البتہ غالب کرتا ان کو عَلَيْكُمْ اوپر تمہارے کہ دلوں کو اُن کے قوی کرتا اور رعب کو اُنکے دلوں سے دور کرتا فَلَقَاتَلُوكُمْ پس البتہ لڑتے وہ تم سے اور نہ
باز رہتے فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ پس اگر کنارہ کریں وہ تم سے فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ پس نہ لڑیں وہ تم سے وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ اور ڈالیں وہ طرف
تمہارے صلح کو یعنی وہ تم سے صلح کریں اور فرمانبرداری کو اختیار کریں اور امان چاہیں تو فَمَا جَعَلَ اللَّهُ پس نہیں کیا ہے خدا نے لَكُمْ واسطے تمہارے
عَلَيْهِمْ سَبِيلًا اوپر اُنکے کوئی طریقہ کہ تم ان سے لڑو اور انکو غارت کرو اور اس زمانہ میں رسول خدا کو یہ حکم تھا کہ جو کوئی تم سے لڑے تو بھی اُس سے
لڑو اور جو کوئی تم سے نہ لڑے تو بھی تم اس سے مت لڑو یہاں تک کہ سورۂ برات نازل ہوئی اور بعد اسکے سب مشرکین سے لڑنے کا حکم ہوا اگرچہ حضرت سے درپے جنگ

کچھ عہد کیا تھا ان سے لڑنے کا حکم نہ تھا اور یہ آیت منسوخ ہے آیت فاقتلوا المشرکین سے اور ایک اور قوم کے مقدمہ میں خدا فرماتا ہے کہ سَتَجِدُونَ
آخَرِينَ اور ملیں گے تم دوسری قوم کو کہ وہ بنی غطفان ہیں یا بنی اسد ہیں کہ مدینہ میں جا کر انھوں نے اسلام کو ظاہر کیا تھا يُرِيدُونَ چاہتے ہیں وہ کہ
أَنْ يَأْمَنُوكُمْ یہ کہ امن میں ہوں وہ تم سے اور مدینہ سے باہر جا کر کافر ہو جاویں وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ اور چاہتے ہیں یہ کہ امن میں ہو وے قوم
اپنی سے اور کہتے ہیں کہ وہ ایک قوم تھی کہ اسے اسلام کو ظاہر کرتے تھے تاکہ مسلمانوں سے امن میں رہیں اور جس وقت وہ اپنی قوم کی طرف جاتے تھے تو کفر کو ظاہر کرتے تھے
کہ ان سے امن میں رہیں اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ یہ آیت عیینہ بن حصن الفزاری کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ اُنکے شہروں میں خشک سالی ہو گئی تھی
اور وہ رسول خداؐ کے پاس آیا تھا اور اس نے حضرت سے مصالحہ کیا تھا کہ درمیان نخلستان کے رہے اور کوئی ان کے درپے نہ ہو اور یہ ملعون منافق تھا اور جناب
رسول خداؐ کا نام اس ملعون نے احمق مطاع رکھا تھا اور فرماتا ہے خدا کہ كُلَّمَا رُدُّوا جس وقت پھیرے جاتے ہیں وہ اور بلائے جاتے ہیں إِلَى الْفِتْنَةِ
طرف فتنہ کے کہ وہ کفر یا قتل اہل اسلام ہے تو أُرْكِسُوا فِيهَا رجوع کئے جاتے ہیں وہ بیچ اس فتنہ کے کہ قصد کفر یا مسلمانوں کے قتل کا کریں فَإِنْ لَمْ
يَعْتَزِلُوكُمْ پس اگر نہ کنارہ کریں وہ تم سے بلکہ لڑنے کا ارادہ کریں وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ اور نہ ڈالیں وہ طرف تمہارے صلح کو وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ
اور نہ باز رکھیں وہ ہاتھوں اپنے کو اور نہ بند کریں تمہارے لڑنے سے فَخُذُوهُمْ پس پکڑو تم ان کو وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ اور قتل
کرو تم ان کو جس جگہ پاؤ تم ان کو وَأُولَئِكُمْ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جَعَلْنَا لَكُمْ کیا ہے ہم نے واسطے تمہارے عَلَيْهِمْ اوپر اُنکے سُلْطَانًا مُبِينًا
غلبہ ظاہر اور حجت روشن اُنکے قتل اور اسیر کرنے میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عیاش بن ربیعہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا اور اپنے اسلام کو
اپنے یگانوں سے پوشیدہ رکھا تھا ایک شب چھپ کر مدینہ کو روانہ ہوا اور ماں اسکی فراق میں اسکے نالہ و فریاد کرتی تھی ابوجہل اور اسکا بھائی حارث بن زید تو
عیاش کے برادر مادری تھے اُنھوں نے اپنی ماں کی بیقراری دیکھی تو عیاش کے پیچھے روانہ ہوئے اور مدینہ کے قریب اسکو جا لیا اور فریب کرکے لائے اور مکہ میں لا کر
اس کا یہ حال کیا کہ ہاتھ اور پاؤں اسکے باندھ کر دھوپ میں ڈال دیتے تھے تاکہ اسلام سے پھر جائے اور حارث بن زید نے آکر اسکو کہا کہ اے عیاش شہد محبت اور رنج
تو کس واسطے کھینچتا ہے دین اسلام کو ترک کر جس وقت کہ بہت تکلیف اور ایذا عیاش نے پائی تو ناچار ہو کر جو کچھ انھوں نے کہلایا وہ کہا اور حارث نے پھر اسکو
ملامت کیا اور کہا کہ تو نے جو اس دین کو ترک کیا ہے اگر وہ دین حق تھا تو تو نے حق کو ترک کیا اور اگر وہ دین باطل تھا تو پہلے اس سے باطل پر تھا عیاش نے غصہ ہو کر
قسم کھائی اور حارث سے کہا کہ ضرور مجھکو قدرت ہو گی ایسا ہا تو پا کر تجھکو قتل کروں گا اور عیاش نے مکہ سے ہجرت کر کے پھر اسلام کو قبول کیا اور حارث بھی مدینہ
میں جا کر مسلمان ہو گیا اور عیاش وقت مسلمان ہونے حارث کے حاضر نہ تھا اکثر حارث کو تنہا پایا اور اپنی قسم کی وفا کرنے کے واسطے حارث کو مار ڈالا
مسلمانوں نے عیاش کو ملامت کیا کہ تو نے ایک مسلمان کو ناحق مار ڈالا تب اس نے روبرو خدا کو کیا جواب دیگا عیاش نادم اور پشیمان ہو کر رسول خداؐ کی خدمت
میں حاضر ہوا اور تمام قصہ کو حضرت کے روبرو عرض کیا اور کہا کہ مجھکو اس کے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی اور مجھ سے خطا ہوئی ہے اس کے قتل کرنے میں
جو کچھ اسکی جزا ہو اسکو حکم دیجئے اُس مقدمہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اور نہیں لائق ہے واسطے کسی مومن کے أَنْ يَقْتُلَ

مُؤْمِنًا یہ کہ قتل کرے کسی مومن کو ناحق إِلَّا خَطَأً مگر خطا سے اور خطا مستثنیٰ ہے منقطع ہے یا حال یا مفعول لہ ہے وَمَنْ قَتَلَ
مُؤْمِنًا خَطَأً اور جو کوئی قتل کرے مومن کو خطا سے تو فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ پس آزاد کرنا ایک گردن ایماندار کا ہے اور خطا تمیز ہے
اور فتحریر رقبۃ مبتدا محذوف الخبر ہے اور تقدیر اسکی فعلیہ تحریر رقبۃ ہے یعنی جو کوئی قتل کرے مومن کو خطا سے پس اوپر اسکے واجب ہے آزاد کرنا
گردن ایماندار کا یعنی آزاد کرنا ایک بندہ مومن کا اسپر واجب ہے اور یہ کفارہ اُس قتل کا ہے وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ اور خونبہا سپرد کیا گیا طرف
لوگوں اس مقتول کے یعنی اُس قاتل پر لازم ہے کہ خونبہا اس مقتول کا اسکے وارثوں کو پہنچا دے کہ وہ اسکو مثل میراث کے آپس میں تقسیم کر لیویں إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا مگر یہ کہ
خیرات کر دیویں اور معاف کریں وارث مقتول کے قاتل کو اور جو خونبہا اس سے کچھ دیا نہیں آیا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ پس اگر ہووے وہ مقتول
اس قوم میں سے کہ دشمن ہیں وہ واسطے تمہارے یعنی کفار سے ہو وہ مقتول وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور وہ قاتل مومن ہی تو فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ پس آزاد

کرنا گردن ایماندار کا ہے اسکے کفارہ میں اور خون بہا اس صورت میں مقتول کے وارثوں کو دینا واجب نہیں ہے وَاِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ اور اگر
ہو وہ مقتول اُس قوم میں سے کہ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہُمْ درمیان اور درمیان اُن کے مِّیْثَاقٌ عہد اور پیمان ہے جیسے کہ اہل ذمہ میں ہو اور نصاریٰ کی
پس حکم اُسکا حکم مسلمان کا ہے خون بہا اور کفارہ دونوں جیسا کچھ خدا فرماتا ہے فَدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰٓی اَھْلِہٖ پس خون بہا سپرد کیا گیا ہے طرف لوگوں اس مقتول
کے یعنی اُسکے وارثوں تک طرف وَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ اور آزاد کرنا گردن ایماندار کا ہے اسکے کفارہ میں فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ پس جو شخص کہ نہ پائے بندہ کو اور
اُسکے آزاد کرنیکی قدرت نرکھتا ہو تو فَصِیَامُ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ پس روزے ہیں دو مہینے کے درپے یعنی دو مہینے کے درپے روزے رکھے اُسکے
کفارہ میں اور یہاں صیام کی خبر بھی محذوف ہے اور بعد اس کی تعلیہ صیام شہرین متتابعین ہے اور یہ تَوْبَۃً قتل کرنا توبہ کا ہے مِّنَ اللہِ خدا
کی جانب سے یعنی جو خون بہا اور کفارہ کے اور توبہ مفعول کہ ہے یا مفعول مطلق ہے یعنی تاب علیکم توبۃ وَکَانَ اللہُ عَلِیْمًا اور خدا جاننے والا حال قاتل اور مقتول کا
حَکِیْمًا صاحب حکمت کہ تمہاری آسانی کے واسطے کفارہ اور خون بہا مقرر کر دیا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا اور جو کوئی قتل کرے
مومن کو عمداً جان بوجھ کر تو فَجَزَاۗؤُہٗ جَہَنَّمُ پس جزا اسکی دوزخ ہے کہ خٰلِدًا فِیْھَا ہمیشہ رہنے والا ہے وہ قاتل بیچ اُس دوزخ کے وَغَضِبَ اللہُ
عَلَیْہِ اور غضب کیا ہے خدا نے اوپر اسکے وَلَعَنَہٗ اور لعنت کی ہے اسکو اور اپنی رحمت سے دور کیا ہے وَاَعَدَّ لَہٗ اور تیار کیا گیا ہے واسطے اُس کے
عَذَابًا عَظِیْمًا عذاب بڑا آخرت میں کہ وہ عذاب سخت دوزخ کا ہے متعمداً اور خالداً دونوں حال ہیں اور اس آیت کے نازل ہونے کے سبب میں اسطرح بیان کرتے
ہیں کہ مقیس بن صبابہ نے اپنے بھائی ہشام کو محلہ بنی النجار میں قتل کیا ہوا پایا اور جناب رسول خدا کو خبر کی حضرت نے اسکو زبیر فہری کے ہمراہ کرکے بنی النجار کے
لوگوں کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ قاتل کو اسکے سپرد کرو کہ اس سے قصاص لیا جائے ورنہ خون بہا اسکا موافق شرع کے ادا کرو بنی النجار نے کہا کہ قاتل
کی تو ہمکو خبر نہیں ہے کہ کون ہے لیکن خون بہا اس کا ہم ادا کرینگے اور سو اونٹ اسوقت خون بہا میں مقیس کو دیدئے اور مقیس ہمراہ زبیر کے مدینہ کو واپس
آیا اور جس وقت کہ شہر کے نزدیک پہنچا تو شیطان نے اُسکے دل میں وسوسہ ڈالا کہ لوگ مجھکو طعن کرینگے کہ اُسنے بھائی کا اپنے خون بہا لیا ہے اور اسکے قاتل کو قتل
کیا مناسب یہ ہے کہ زبیر کو قتل کرنا چاہئے اور اونٹوں کو مکہ کو روانہ کردوں پس جسوقت زبیر فہری کو غافل پایا ایک بڑا پتھر اسکے سر پر مارا کہ وہ مرگیا اور
ایک اونٹ پر سوار ہوکر مکہ کو روانہ ہوا اور باقی اونٹ ہانکدئے اور مکہ میں جاکر مرتد ہوگیا جناب رسول خدا کو خبر پہنچی تو فرمایا کہ میں ہرگز اسکو امان نہ دونگا نہ حرم
میں نہ غیر حرم میں اور روز فتح مکہ وہ قتل ہوکر جہنم کو پہنچا اور خدا تعالیٰ نے یہ آیت اُسکے مقدمہ میں نازل کی اور قاتل مومن کا اگر مومن ہے اور عمداً اُسکو
قتل کیا ہے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں نرہیگا جبتک کہ قتل کرنیکو حلال نہ سمجھے اور اگر حلال جانے تو وہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہیگا اور مانع کہ ایمان کی جہت سے
قتل کرے تب بھی ہمیشہ کو دوزخ میں رہیگا اور اگر یہ امر نہیں ہے اور بعد اسکے وہ توبہ کرے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا چنانچہ کسینے حضرت صادق سے پوچھا
کہ اگر کوئی مومن قتل کرے عمداً کسی مومن کو تو اُسکی توبہ ہے یا نہیں فرمایا کہ اگر اسکو ایمان کی جہت سے قتل کیا ہے تو اس کے واسطے توبہ نہیں اور اگر غصہ سے
یا دنیا کی کسی شئے کے سبب سے قتل کیا ہے تو اسکی توبہ یہ ہے کہ اسکے عوض میں وہ بھی مارا جائے اور جو نہیں تو مقتول کے وارثوں کے پاس جاکر اقرار کرے کہ
میں نے قتل کیا ہے پس اگر معاف کریں اور قتل نہ کریں تو خون بہا اُس کا انکو دیوے اور اُسکے کفارہ میں ایک مومن بندہ آزاد کرے اور دو مہینے کے درپے
روزہ رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے لیکن قتل کرنا مومن کا بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ قتل کرنا مومن کا نزدیک خدا کے
تمام دنیا کے زائل ہونے سے زیادہ ہے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر کل باشندے آسمان کے اور زمین کے مومن کے قتل کرنے میں شریک ہوں تو خدا اسکو دوزخ
میں ڈالے اور اسی طرح کی بہت روایتیں ایسی وارد ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے مسلمانوں کو ایک قوم کے لڑنے کے واسطے بھیجا اُس قوم کے آدمی سب
بھاگ گئے اور ایک شخص مرداس فدک کی اُسکا نام تھا وہ ایمان مسلمان تھا وہ اپنے عیال اور اسباب اور گوسفندوں کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور لشکر اسلام کے آدمی تکبیر کہتے
ہوئے وہاں پہنچے مرداس نے آواز تکبیر سنی تو جانا کہ یہ لشکر اسلام کا ہے وہ بھی تکبیر کہتا ہوا پہاڑ سے نیچے اترا اور مسلمانوں سے کہا کہ السلام علیکم اور کہا کہ اشہد ان
لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ اُسامہ بن زید نے اس مومن کو کافر جانکر مار ڈالا اور مال و اسباب اسکا لوٹ لیا جناب

سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اے اسامہ تو نے اس شخص کو قتل کیا ہے کہ جو خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتا تھا تب
بے پشیمان ہو کر کہا کہ یا رسول خدا وہ شخص تلوار کے خوف سے کلمہ کہتا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو نے اسکا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ کہتا ہے اور بعد اسکے
یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ جس وقت چلو
تم بیچ راہ خدا کے واسطے جہاد یا راہ خدا کے سفر کرو تم تو فَتَبَيَّنُوا پس تحقیق کرو تم اور جلدی مت کرو تم کہ مسلمانوں کو کافر گمان کر کے مار ڈالو تم وَلَا تَقُولُوا
لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ اور نہ کہو تم واسطے اس شخص کے کہ ڈالے طرف تمہارے صلح کو اور تمہیں سلام علیکم کہے اور کلمہ شہادت پڑھے کہ لَسْتَ مُؤْمِنًا نہیں
ہے تو مومن اور ہمارے خوف سے تو کلمہ پڑھتا ہے تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا طلب کرتے ہو تم مال و اسباب زندگانی دنیا کا کہ [illegible]
اور اسکے مال کی طمع میں تمنے اسکو قتل کر ڈالا اور سب مال و اسباب اسکا لوٹ لیا اور اگر طالب مال غنیمت کے ہو تو فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ پس نزدیک خدا
کے غنیمتیں بہت ہیں کہ تمکو دیگا لیکن مسلمانوں کو انکے مال کے واسطے قتل مت کرو كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ ایسے ہی تھے تم بھی پہلے کہ کلمہ شہادت کے وسیلے سے
اپنے مال اور جان سے محفوظ رہے اور تمہارے ظاہر کے کلمہ کہنے کو کون جانتا تھا کہ تمہارا دل بھی تمہاری زبان کے موافق ہے فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ پس احسان
کیا خدا نے اوپر تمہارے کہ تمکو مومن مشہور کیا اور تمہارا دین درست کیا فَتَبَيَّنُوا پس تحقیق کر لیا کرو تم کہ یہ مومن ہے یا کافر ہے اور لوگوں کے
قتل کرنے میں جلدی مت کرو فقط گمان کر کے کہ یہ کافر ہے اور مسلمان کا قتل کرنا بدتر ہے کافر کے زندہ چھوڑ دینے سے إِنَّ اللَّهَ كَانَ
تحقیق خدا ہے بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار کہ موافق اعمال کے تمکو جزا دیگا اس آدمی کے قتل کرنے میں جلدی مت کرو
جب تک کہ تحقیق نہ کر لو اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے فتثبتوا کو فتبینوا پڑھا ہے اور یہ اسامہ وہ شخص ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے برگشتہ تھا اور
اور کسی لڑائی میں حضرت علیؑ کے ہمراہی نہیں کی نہ جنگ جمل میں نہ جنگ نہروان میں نہ جنگ صفین میں اور کہتے ہیں کہ جنگ تبوک کے جانے کے وقت ایک
جماعت مسلمانوں کی بیٹھ رہی اور جہاد کو نہ گئے مثل کعب بن مالک اور مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ اور عبداللہ بن ام مکتوم کہ اندھے تھے اور
سوائے انکے اور کئی آدمی بے عذر جہاد سے بیٹھ رہے لیکن عبداللہ ابن ام مکتوم اندھے ہونے کی جہت سے نہ گئے اور عذر کیا کہ یا رسول خدا میں نابینا ہونے کی
جہت سے نہیں جا سکتا ہوں اور اس ثواب سے محروم ہوں خدا تعالیٰ نے یہ آیت انکے مقدمہ میں نازل کی کہ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ نہیں برابر ہیں بیٹھ رہنے والے مومنوں میں سے اپنے گھروں میں غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ سوائے صاحبوں ضرر یعنی عاجزی اور بیماری کے
وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور جہاد کرنے والے بیچ راہ خدا کے بِأَمْوَالِهِمْ ساتھ مالوں اپنے کے کہ جہاد کے سامان میں اور مجاہدین کے
مدد کے واسطے صرف کرتے ہیں وَأَنْفُسِهِمْ اور ساتھ جانوں اپنی کے کہ کفار کا مقابلہ کر کے انسے لڑتے ہیں اور اپنی جانوں پر کھیلتے ہیں یعنی جو کہ
جہاد سے اپنے گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں وہ لوگ برابر ان لوگوں کے ہونگے فضیلت اور مرتبہ میں جو کہ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور اپنے مالوں کو جہاد
کے سامان میں خرچ کرتے ہیں فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ برتری دی ہے خدا نے جہاد کرنے والوں کو بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ساتھ مالوں اپنے
کے اور جانوں اپنی کے عَلَى الْقَاعِدِينَ اوپر بیٹھ رہنے والوں کے جہاد سے دَرَجَةً باعتبار درجہ کے کہ درجہ جہاد کرنیوالوں کا زیادہ ہے بیٹھ
رہنے والوں سے اور درجہ منصوب بہ نزع خافض ہے یعنی بفضل درجہ اور وہ واقع ہوا ہے موضع مصدر میں وَكُلًّا اور سب کو یعنی جہاد کرنے والوں کو
اور بیٹھ رہنے والوں کو جو کہ رغبت جہاد کی رکھتے ہیں اور کسی عذر کے سبب سے جہاد میں نہیں جا سکتے ہیں وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وعدہ کیا ہے خدا نے
نیک یعنی عذر سے بیٹھ رہنے والوں اور جہاد کرنے والوں سے نیک وعدہ کیا ہے کہ بہشت میں انکو داخل کریگا بسبب اعتقاد صحیح اور ایمان
درست اور خالص انکے کے لیکن زیادتی درجوں کی اعمال نیک کی جہت سے ہے وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ اور برتری دی ہے
اور زیادہ کیا ہے خدا نے جہاد کرنیوالوں کو اوپر بیٹھ رہنے والوں کے أَجْرًا عَظِيمًا اجر بڑے کو کہ وہ دَرَجَاتٍ مِنْهُ درجے ہیں اسکی جناب کی جانب
آخرت میں اور کہتے ہیں کہ وہ ستر درجے ہیں کہ بیچ ہر دو درجوں کے مقدار راہ ایسی ہے کہ سرپٹ گھوڑا ستر برس میں طے کرے وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً اور بخشش

اور رحمت بھی جدا کی جاتی ہے اور درجات اور مغفرت اور رحمت بدل واقع ہوئے ہیں اجراً عظیماً سے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور ہے خدا
بخشنے والا مہربان کہ جہاد کرنیوالوں کو اجر عظیم عطا کرتا ہے اور ان کے سب گناہوں کو بخشتا ہے اور فضیلت مجاہدین کی خدا تعالیٰ نے مکرر بیان کی ہے کہتے
ہیں کہ پہلے سے تو مراد اجمال ہے اور دوسرے سے مراد تفصیل ہے واسطے رغبت دلانے جہاد کے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سے تو مراد وہ درجے دنیا کے ہیں جیسے کہ حاصل
ہونا غنیمت کا اور فتح اور ظفر کا اور مذکور ہونا نام نیک کا اور مراد درجات سے درجات عالیات آخرت کے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد درجہ سے بلند ہونا مرتبہ کا ہے
نزدیک خدا کے اور درجات سے مراد منازل جنت کے ہیں آخر تک کہ بہشت میں وہ منازل ہونگے اور کہتے ہیں کہ پہلا قاعدون سے مراد ضرر والے لوگ ہیں کہ جنکو عذر
ہے اور دوسرے قاعدون سے مراد وہ ہیں کہ جنکو اذن بیٹھ رہنے کا ہے اور وہ بھی جانتے ہیں کہ وہ کفایت کرتی ہیں اور مجاہدین اول سے مراد مجاہدین کفار ہیں اور مجاہدین ثانی سے مراد مجاہدین
نفس ہیں جیسا کہ حضرت رسول خدا نے کفار کے جہاد سے پھر کر فرمایا تھا کہ پھرے ہم جہاد اصغر سے کہ وہ جہاد کفار ہے طرف جہاد اکبر کے کہ وہ جہاد نفس ہے اور کہتے
ہیں کہ عالمگیر بادشاہ نے اپنے دربار میں اہل دربار کیطرف خطاب کر کے کہا کہ حضرت عائشہ کی فضیلت حضرت فاطمہ پر احادیث سے تو ثابت ہی لیکن معلوم نہیں
کہ کوئی آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے یا نہیں کسی نے جواب نہ دیا مگر نعمت خان عالی نے کہا کہ ہاں قرآن کی آیت سے بھی حضرت عائشہ کی فضیلت حضرت فاطمہ پر
ثابت ہوتی ہے بادشاہ نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے نعمت خان نے عرض کی کہ وہ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین ہے یعنی فضیلت دی ہے خدا نے مجاہدین کو
اور بیٹھ رہنے والوں کے بادشاہ نے پوچھا کہ اس سے فضیلت حضرت عائشہ کی کیونکر ثابت ہوئی عرض کی کہ اس واسطے کہ حضرت عائشہ نے جہاد کیا ہے جنگ
جمل میں علی ابن ابیطالب پر اور فاطمہ نے کسی پر جہاد نہیں کیا ہے وہ تو ہمیشہ اپنے گھر میں بیٹھی رہی ہیں اور اہل دربار کو کچھ جواب نہ بن پڑا اور سنی طرح
کے براہین ذکر اسکو وضع کردیا اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت مسلمانوں کی کہ بظاہر وہ کلمہ پڑھتے تھے مثل قیس بن فاکہ اور قیس بن ولید وغیرہ کے باوجود قدرت
کے انھوں نے مکہ سے طرف مدینہ کے ہجرت نہ کی اور جسوقت قریش جنگ بدر میں رسول خدا سے لڑنے کو گئے تو وہ کفار قریش کے ہمراہ بدر میں آئے اور مسلمانوں کے
ہاتھوں سے مارے گئے انکے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ تحقیق وہ لوگ کہ قبض کرتا ہے انکی جان فرشتوں نے جو کہ مددگار
ملک الموت کے ہیں ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ جس وقت تھے وہ ظلم کرنے والے جانوں اپنی کو بسبب ترک کرنے ہجرت کے اور جنگ کرنے رسول خدا کے ہمراہ
کفار کے ہوکر تو وقت نکلنے روحوں کے قَالُوْا کہا ان فرشتوں نے ان لوگوں سے کہ فِيْمَ كُنْتُمْ بیچ کس چیز کے تھے تم دین میں سے یعنی دین تمہارا کیا تھا
یا یہ کہ تم کون سے فرقہ میں سے تھے مشرکین میں سے قَالُوْا کہا ان لوگوں نے جواب میں فرشتوں کے کہ كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ تھے ہم ضعیف
اور عاجز بیچ زمین مکہ کے اور کفار بہت غالب تھے اور ان کے روکنے سے ہم ہجرت نہیں کرسکتے تھے اور علانیہ کلمہ اسلام کا ظاہر نہیں کرسکتے تھے اور توفٰہم ماضی
اور مضارع کا دونوں کا احتمال رکھتا ہے اور بعضوں نے اسکو توفاہم الملائکہ پڑھا ہے اور ظالمی انفسہم حال واقع ہوا ہے اور ظالمی کا نون اضافت کے سبب ساقط ہو گیا ہے
اور فیم کی اصل فیما تھی الف ما استفہامیہ میں سے ساقط ہو گیا ہے اور فیم جار اور مجرور مل کر خبر ہے کنتم کی کہ اسم مقدم ہے اور قالوا جزا اُس کی ہے اور کسی شخص نے
حضرت امیر المومنین سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ کہیں تو قرآن میں قبض روح کے فعل کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا
اور کبھی ملک الموت کی طرف منسوب کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ قل یتوفاکم ملک الموت اور کبھی رسولوں کی طرف منسوب کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ توفتہ رسلنا اور
کبھی ملائکہ کی طرف منسوب کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ ان الذین توفاہم الملائکہ جناب امیر نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ برتر و بزرگتر ہے اس سے کہ خود کسی جان کو
نکالے لیکن فعل ملائکہ کا اور رسولوں کا کہ وہ بھی ملائکہ ہیں وہ فعل خدا کا ہے اس واسطے کہ وہ خدا کے حکم سے کرتے ہیں اور برگزیدہ کیا ہے خدا نے فرشتوں میں
سے رسولوں کو کہ وہ ایلچی ہیں درمیان اسکے اور درمیان خلقت اسکی کے اور وہ ہیں وہ کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس جو شخص کہ خدا
کے فرمانبرداروں میں سے ہے اسکی روح کو فرشتے رحمت کے نکالتے ہیں اور جو شخص کہ نافرمانبرداروں میں سے ہے اسکی روح کو فرشتے عذاب کے نکالتے ہیں اور ملک الموت کے
اعوان و انصار سب ہیں ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب اور اسکے حکم سے وہ جان کو نکالتے ہیں فعل ان فرشتوں کا فعل ملک الموت کا ہے اور جو کچھ کہ وہ ملائکہ
بجا لاتے ہیں وہ ملک الموت کی طرف منسوب ہے پس جس وقت کہ فعل انکا فعل ملک الموت کا ہے تو فعل ملک الموت کا فعل خدا کا ہے اس واسطے کہ خدا موت دیتا ہے جسکے ہاتھ پر

چاہتا ہے اور دیتا ہے اور منع کرتا ہے اور ثواب بخشتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسکے تئیں چاہے اور فعل اسکے اسی کا اور کاروبار کا فعل اسکا ہی جیسے کہ فرماتا ہے کہ
وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ یعنی اور نہیں چاہتے ہو تم مگر یہ کہ چاہے خدا اور جس وقت ان لوگوں نے فرشتوں سے عذر کیا کہ ہم مکہ میں مغلوب اور ضعیف تھے اور کفار ہم پر غالب
تھے اور ہمکو ہجرت نہیں کرنے دیتے تھے تو اسوقت فرشتوں نے انکے جھٹلانے کو کہا قالوا کہا انہوں نے کہ الم تکن ارض اللہ واسعۃ کیا تھی نہیں زمین خدا کی کشادہ
کہ فتہاجروا فیہا پس ہجرت کرتے تم بیچ اسکے اور جس طرف کو چاہتے چلے جاتے فاولئک پس یہ لوگ ترک کرنے سوائے ہجرت کے بدون عذر واقعی کے ساتھ اسکے وہ ہیں
کہ ماوٰہم جہنم جگہ ان کی دوزخ ہے وساءت اور برا ہے وہ دوزخ مصیرا جگہ پھرنے کی ان لوگوں کے واسطے سبب ترک کرنے امر واجب کے
اور مدد کرنے کفار کے الا المستضعفین مگر ضعیف اور عاجز ہونے واقع ہیں من الرجال والنساء والولدان مردوں اور عورتوں
اور لڑکوں میں سے لا یستطیعون نہیں طاقت رکھتے ہیں وہ حیلۃ کسی حیلہ کی ہجرت کے واسطے ولا یہتدون سبیلا اور نہیں پاتے
ہیں وہ راہ مدینہ کو اور طریق باہر نکلنے کو اور ذکر لڑکوں کا ان کے والدین کی پیروی سے ہے کہ جس وقت انکے والدین ہجرت کریں تو وہ بھی انکے ہمراہ ہجرت کریں
ورنہ لڑکوں پر کوئی ہجرت واجب نہیں ہے فاولئک پس یہ لوگ عاجز اور بیچارے عسی اللہ ان یعفو عنہم قریب ہے کہ خدا معاف کرے انکے
وکان اللہ عفوا اور ہے خدا معاف کرنیوالا عذر والوں سے غفورا بخشنے والا ان کے گناہوں کا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ مستضعفین سے وہ
مرد اور عورت مراد ہیں کہ جو دین کے مقدمہ میں کچھ نہیں سمجھتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مستضعفین وہ لوگ ہیں کہ نہیں دفع کر سکتے
ہیں کفر کو کسی حیلہ سے اور نہیں راہ پاتے ہیں طرف ایمان کے کہ نہ کفر کو اختیار کر سکتے ہیں اور نہ ایمان کو اختیار کر سکتے ہیں اور روایت ہے کہ جسوقت ہجرت
کرنے کی آیت نازل ہوئی تو ایک شخص مسلمان نے کہ وہ مکہ میں تھا اور جندع یا جندب اسکا نام تھا اسے سنا اور وہ ان دنوں میں بیمار تھا یہ سنکر کہنے لگا کہ
واللہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں کہ جن کو خدا نے ہجرت سے مستثنی کیا ہے میں قوت بھی رکھتا ہوں اور مدینہ کا رستہ بھی جانتا ہوں اپنے بیٹوں سے کہا کہ واللہ
میں مکہ میں رات نہ گذارونگا یہاں تک کہ اس سے باہر نکلجاؤں اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں ایسا ہو کہ مکہ ہی میں مرجاؤں مجھکو تم تختے پر اٹھا کر لیچلو بیٹے اسکے
اسکو تختہ پر اٹھا کر لیچلے اور جسوقت وہ تنعیم میں پہنچے کہ وہ منزل اول مدینہ کی ہے وہاں وہ شخص مر گیا اور بہشت میں داخل ہوا خدا نے اسکے مقدمہ میں یہ آیت نازل کی
ومن یہاجر فی سبیل اللہ اور جو شخص کہ ہجرت کرے بیچ راہ خدا کے واسطے رضامندی خدا کے اپنے وطن کو چھوڑ کر دار الاسلام کو روانہ ہو تو وہ شخص یجد فی الارض
پاویگا بیچ زمین کے مراغما کثیرا آرامگاہ بہت کہ جسکو جاتا ہے وسعۃ اور فراخی روزی میں اور ظاہر کرنے دین میں بخوف کہ پہلے مکہ میں
رہتا تھا اور کفار کے ڈر سے دین کی بات کو چھپاتا تھا اور بعد ہجرت کے بے تردد امور دین کو ظاہر کریگا اور بجا لائیگا ومن یخرج من بیتہ اور
جو شخص کہ نکلے گھر اپنے سے مہاجرا الی اللہ ورسولہ جس وقت کہ ہجرت کرنیوالا ہے طرف خدا کے اور پیغمبر اسکے کے خالص ہے کہ سوائے
فرمانبرداری خدا کے اور کوئی غرض ہو ثم یدرکہ الموت پھر پالیوے اسکو موت کہ رستہ ہی میں وہ مرجاوے تو فقد وقع اجرہ علی
اللہ پس تحقیق ثابت ہو گیا ہے اجر اس کا اوپر خدا کے مثل اور اعمال واجبہ کے اور اگر ایسا نہ ہو تو وعدے میں اسکے اور حکمت اور مصلحت میں اسکی مخالفت
لازم آئے وکان اللہ غفورا اور ہے خدا بخشنے والا اس کے گناہوں کا رحیما مہربان ہے کہ ہجرت میں ثواب کا وعدہ کرتا ہے اور اب خدا نماز
قصر اور نماز خوف کا ذکر کرتا ہے کہ چار رکعتی نماز کو دو رکعت کر کے پڑھنے مثل اور نماز صبح کے حاجت فرماتا ہے کہ واذا ضربتم اور جس وقت چلو تم اور
سفر کرو تم فی الارض بیچ زمین کے تو فلیس علیکم جناح پس نہیں ہے اوپر تمہارے گناہ ان تقصروا کہ کم کرو تم من الصلوۃ
نماز میں سے کہ چار رکعتی نماز کو دو رکعتی پڑھو مثل نماز صبح کے اور دو رکعت آخر کو نہ پڑھو ان خفتم اگر خوف کرو تم ان یفتنکم الذین کفروا
یہ کہ فتنہ میں ڈالیں تمکو وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انہوں نے یعنی تمکو قتل کریں یا ستائیں ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا تحقیق
کہ کافر ہیں واسطے تمہارے دشمن ظاہر یہ شرط خوف کی باعتبار غالب کے ہے اس واسطے کہ اس زمانہ میں گرد مدینہ کے مسلمانوں کے دشمن بہت تھے اور اب سفر مباح میں
بدون خوف کے بھی نماز کو قصر کرنا واجب ہے اگر کوئی شخص جان بوجھ کر سفر میں نماز ظہر اور عصر اور عشا کی پوری چار رکعت پڑھے گا تو نماز اسکی نہ ہوگی اور سفر کی

حد آٹھ فرسخ یا زیادہ اس سے ہیں اور اگر ایک روز میں آٹھ فرسخ آنے اور جانے میں دونوں ملا کر ہو جائیں تو بھی نماز کو قصر کرے اور آٹھ فرسخ اٹھائیس میل انگریزی
کے برابر سمجھا ہوتے ہیں اور شرعی چوبیس میل ہیں اور ایک میل شرعی چار ہزار ہاتھ مسافہ کا ہوتا ہے اور فلیس علیکم جناح سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
چار رکعت کی دو رکعت پڑھنی واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہے پس عدم جناح کو اس واسطے فرمایا ہے کہ نمازی کو یہ گمان ہو کہ قصر کرنے میں کچھ نقصان ہے اور اس
واسطے نہیں فرمایا ہے کہ چاہو تمام پڑھو چاہو تم قصر کرو بلکہ قصر کرنا واجب ہے اور نماز قصر کے واجب ہونے پر سفر میں احادیث دلالت کرتی ہیں اور زرارہ اور محمد
بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا حکم دیتے ہو تم سفر میں نماز کا کہ کس قدر ہے وہ اور کے رکعت ہیں فرمایا کہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے واذا
ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ پس ہو گیا قصر کرنا سفر میں واجب جیسے کہ تمام کرنا حضر میں واجب ہے اور ان دونوں راویوں نے کہا کہ خدائے
تعالیٰ فرماتا ہے کہ فلیس علیکم جناح یعنی اگر قصر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور اس طرح نہ کہا کہ اگر تم سفر میں ہو تو قصر پڑھو اس سے واجب ہوا قصر کا کیونکر تمام
ہوا جیسے کہ تمام پڑھنا حضر میں واجب ہے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کیا قرآن میں نہیں فرمایا ہے کہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان
یطوف بھما کہ نہیں دیکھتے ہو تم کہ طواف کرنا ان دونوں کا واجب ہے اس واسطے کہ خدا نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور پیغمبر نے اسکو ادا کیا ہے اور ایسی ہی نماز
ہے کہ پیغمبر نے اسکو سفر میں قصر کیا ہے اور خدا نے اپنی کتاب میں اسکو ذکر کیا ہے اور ان دونوں راویوں نے پوچھا کہ جو کوئی سفر میں پوری چار رکعت
پڑھے تو اس کا اعادہ کرے یا نہیں فرمایا کہ اگر اس نے قصر کرنے کی آیت کو اور تفسیر کو اسکے جانتا ہے اور پھر اس نے چار رکعت پڑھی ہیں تو اس نماز کا
اعادہ کرے اور اگر قصر کرنے کی آیت کو نہیں جانتا ہے کہ نہ اسکو خود دیکھا ہے اور نہ کسی سے سنا ہے تو اس پر اعادہ اس نماز کا نہیں ہے اور سفر میں کل نماز
یومیہ کی دو دو رکعت پڑھنی اور دو دو رکعت ساقط کر لی واجب ہیں مگر نماز مغرب کی کہ اسکی تین رکعت ہیں اور اسمیں قصر نہیں ہے اور رسول خدا نے حضر اور سفر
دونوں میں اسکی تین رکعت پڑھی ہیں اور اب خدا تعالیٰ نماز خوف کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ اور جس وقت ہووے تو اے محمد بیچ انکے
یعنی جس وقت کہ تو اپنے اصحاب کے درمیان ہو وقت خوف دشمنوں کے اور خلفا حضرت کے کہ وہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں وے بھی اس حکم میں داخل ہیں اس
واسطے کہ قائم مقام حضرت کے ہیں پس جس وقت کہ تو اپنے اصحاب میں ہو فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ پس قائم کرے تو واسطے ان کے نماز کو یعنی
ہمراہ اصحاب کے تو نماز کو پڑھنا چاہے تو اپنے لشکر کے دو گروہ کر فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ پس چاہیئے کہ کھڑا ہووے ایک گروہ انمیں سے واسطے پڑھنے
نماز کے مَعَكَ ہمراہ تیرے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو اور بعد اسکے فرماتا ہے خدا کہ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ اور چاہیے کہ
لیویں وہ نماز پڑھنے والے ہتھیار اپنے واسطے احتیاط اور ہوشیاری کے فَاِذَا سَجَدُوْا پس جس وقت سجدہ کریں وہ نماز پڑھنے والے فَلْيَكُوْنُوْا پس چاہیے
کہ ہوویں وہ دوسرے گروہ والے جو کہ نماز نہیں پڑھتے ہیں مِنْ وَّرَآئِكُمْ پیچھے تمہارے سے دشمن کے مقابلہ میں یعنی جو مسلمان کہ نماز نہیں پڑھتے ہیں وہ وقت سجدہ
کرنے نماز پڑھنے والوں کے نمازیوں کے پیچھے کھڑے ہوں دشمنوں کے مقابلہ میں اور جس وقت یہ نماز پڑھنے والے ایک رکعت نماز کی پڑھ لیویں تو یہ دشمن کے مقابلہ میں
جا کھڑے ہوں اور بعد اسکے دوسرا گروہ پیش نماز کے یعنی رسول خدا کے پیچھے نماز پڑھنے کو آئے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى اور
چاہیے کہ آئے گروہ دوسرا کہ لَمْ يُصَلُّوْا نہیں نماز پڑھی ہے انھوں نے یعنی جو گروہ مسلمانوں کا کہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا تھا اور انھوں کی نماز نہیں پڑھی تھی اب وہ
نماز پڑھنے آئیں اور جن لوگوں نے ایک رکعت نماز کی پڑھ لی ہے وہ دشمنوں کے مقابلہ میں جا کر کھڑے ہوں اور پہلا گروہ کہ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی فَلْيُصَلُّوْا
مَعَكَ پس چاہیے کہ نماز پڑھیں وہ ہمراہ تیرے اے محمد اور دوسری رکعت میں شامل ہوں وَلْيَاْخُذُوْا اور چاہیے کہ لیویں وہ بھی حِذْرَهُمْ حذر اپنا یعنی وہ چیز
کہ دشمن کے ضرر سے محفوظ رکھتی ہے مثل خود و زرہ اور سپر کے وَاَسْلِحَتَهُمْ اور ہتھیار اپنے مثل شمشیر اور نیزہ و کمان وغیرہ کے کہ جس سے جنگ کرتے ہیں اور اس
ہتھیار رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا دوست رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ اگر غافل ہو جاؤ
تم ہتھیاروں اپنے سے وَاَمْتِعَتِكُمْ اور اسباب اپنے سے فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ پس حملہ کریں وے اوپر تمہارے مَّيْلَةً وَّاحِدَةً حملہ کرنا ایک بارگی اور جو کچھ کہ اس سے سمجھا
اور کیفیت نماز خوف کی یہ ہے کہ ایک فرقہ تو دو فرقوں میں سے دشمن کے مقابلہ پر کھڑا ہوا اور دوسرا فرقہ امام کے ہمراہ ایک رکعت نماز کی پڑھے اور جب وہ دوسری رکعت کیواسطے

بیان نماز خوف

امام کھڑا رہے تو یہ نماز پڑھنے والے انفراد کی نیت کر کے جلدی سے دوسری رکعت پڑھ کے چلے جائیں اور دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہوں اور دوسرا فرقہ
جو پہلے سے دشمن کے مقابلہ میں تھا وہ دوسری رکعت میں جا کر شریک ہو اور اسکو اپنی پہلی رکعت سمجھے جس وقت امام تشہد شروع کرے تو تشہد کو طول
دے اور جو لوگ کہ اس کے پیچھے کھڑے ہو کے نماز پڑھتے ہیں وہ کھڑے ہو کر دوسری رکعت کو تمام کریں اور تشہد میں شریک ہو کر امام کے ہمراہ سلام پھیریں اور یہ نماز کی
جو قسم کہ نماز سفر کے دو رکعت ہیں اور کہا ہے اور وہ یہ کہ جو علاج حرف قصر میں ہوئی ہے اسکا ذکر فقہ کی کتابوں میں ہے اور پہلے تو طائفہ اخریٰ کہا اور طائفہ آخر نہ کہا
اور بعد اسکے طائفہ کو پہلا کہا اور طائفہ کو متصل کہا اسواسطے کہ پہلا تو باعتبار ربط کے ہے اور دوسرا باعتبار معنی کے اور بعضے وقت ہتھیار کا اٹھانا اور اپنے پاس رکھنا موجب مشقت اور
اذیت کا ہوتا ہے اسواسطے خداتعالیٰ واسطے تخفیف کے فرماتا ہے کہ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى اور نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے اگر ہووے
ساتھ تمہارے ایذا یعنی اگر ہو تمکو ایذا مِنْ مَطَرٍ مینہ سے کہ مینہ سے ہتھیار بھاری ہو جائیں أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى یا ہو تم بیمار کہ ناتوانی کے سبب ہتھیار نکو
نہیں اٹھا سکتے ہو تو نہیں گناہ ہے تمپر أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ یہ کہ رکھدو تم ہتھیار اپنے کو کھولکر ان دونوں حالتوں میں لیکن دشمن کے ہجوم کرنیکا بھی
گمان ہے اسواسطے خدا فرماتا ہے کہ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ اور لیلو سامان نگاہ رکھنے اور بچانے اپنے کو مثل خود اور سپر اور زرہ کی تاکہ دشمن تمکو ہجوم کر کے
زخمی نہ کرے إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ تحقیق کہ خدا نے تیار کیا ہے واسطے کافروں کے عَذَابًا مُهِينًا عذاب خوار کرنیوالا اور رسوا کرنیوالا
کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے اور اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یوں بیان کرتے ہیں کہ جناب رسولخدا واسطے سفر حدیبیہ کے مکہ کا ارادہ کر کے تشریف لیجاتے تھے
جس وقت قریش کو خبر ہوئی تو انھوں نے خالد بن ولید کو مع دو سو سوار کے رسولخدا کے روکنے کو بھیجا اور پہاڑ میں جا کر مقابلہ ہوا رستہ میں نماز ظہر کا وقت
آیا تو بلال نے اذان کہی اور رسولخدا نے مع ہمراہیوں کے نماز پڑھی خالد بن ولید نے کہا کہ اگر حالت نماز میں ہم ان پر حملہ کرتے تو سبکو مار لیتے کہ یہ ابھی نماز کو قطع نہیں
کر سکتے ہیں لیکن بعد اسکے ایک اور نماز آتی ہے کہ وہ نماز انکے نزدیک بہت بہتر ہے اور وہ اسکو بہت دوست رکھتے ہیں جس وقت وہ اس نماز میں مشغول
ہونگے تو اسوقت ہم ان پر حملہ کریں گے جب انھوں نے یہ ارادہ کیا تو جبرئیل نماز خوف کی کیفیت کا حکم لائے اور حضرت نے دو فرقے کر کے نماز عصر پڑھی جسکا ذکر
اس کا اوپر ہو چکا ہے اور بعد نماز خوف کے فرماتا ہے کہ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ پس جس وقت ادا کر لو تم نماز خوف کو تو فَاذْكُرُوا اللَّهَ پس یاد کرو
تم خدا کو قِيَامًا وَقُعُودًا اٹھتے اور بیٹھتے کہ جس وقت کھڑے ہوتے ہو تو تلوار مارتے ہو اور جس وقت بیٹھتے ہو تیر چلاتے ہو اور یہ دونوں حال واقع ہوتے ہیں
وَعَلَى جُنُوبِكُمْ اور اوپر پہلوؤں اپنے کے یعنی یاد کرو خدا کو اوپر پہلوؤں کی کہ اس وقت زخم کھاتے ہو اور غرض اصلی اس سے یہ ہے کہ ہمیشہ خدا کا ذکر کرتے رہو
تاکہ تمکو دشمن پر فتح دلوے فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ پس جس وقت مطمئن ہو تم دشمن سے اور خوف دشمن کا تمکو باقی رہے تو فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ پس قائم کرو تم نماز کو
مع شرائط اور ارکان کے اسلیے کہ حکم خدا کا ہے إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا تحقیق کہ نماز ہے لکھی گئی اوپر مومنوں کے لکھا وقت
معین کیا کہ اس وقت سے پیچھے اور کرنا جائز نہیں ہے کتابًا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور موقوتًا صفت کتابًا کی ہے اور یہ جملہ تعلیلیہ جزا کی علت کی اور مراد اس
آیت سے یہ ہے کہ جس نماز کی ہو ویں یہ واجب کہ وقت گذر گئی ہے اور وقت معین پر اسکو پڑھنا چاہیے اور اگر کوئی اسوقت سے گذر کر پڑھے تو نماز اسکی قضا ہو گی اور پھر
جہاد کا ذکر کرتا ہے کہ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ اور نہ سستی کرو تم بیچ طلب کرنے لڑائی قوم کفار کے کہ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ اگر ہو تم کہ
دردمند ہو تم زخموں سے تو فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ پس تحقیق وہ کفار بھی دردمند ہیں اور زخم خوردہ ہیں كَمَا تَأْلَمُونَ جیسے کہ دردمند ہو تم اور زخم کھائے
ہیں تمنے وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ اور امید رکھتے ہو تم خدا سے مَا لَا يَرْجُونَ اس چیز کے کہ نہیں امید رکھتے ہیں وہ یعنی تمکو امید نصرت دنیا کی
اور ثواب آخرت کی ہے اور انکو نہیں ہے پھر تم کس واسطے سستی کرتے ہو اور لڑتے نہیں ہو وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا اور ہے خدا جاننے والا تمہارے دلوں کی باتوں کا
حکمت والا کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور اس آیت کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ جس وقت جناب رسولخدا احد کی لڑائی سے فارغ
ہو کر مدینہ منورہ میں داخل اور دراز ہوئے تو جبرئیل نازل ہوئے اور حکم لائے کہ خدا فرماتا ہے کہ کفار قریش کے پیچھے روانہ ہو اور انکا تعاقب کرو اور جو کوئی تیرے
ہمراہیوں میں سے زخمی ہے اسکو ہمراہ اپنے لیجا رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ مہاجرین ہیں اور انصار جو کوئی زخمی ہے وہ میرے ہمراہ چلے اور جو کوئی زخمی

ہیں ہے وہ جیلے اور لوگ اپنے زخموں کی مرہم پٹی میں مشغول تھے جانے میں سستی کرتے تھے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کرکے تاکید کی کہ تمکو سستی
کرنی نہیں چاہیئے اور یہ کہتے ہیں کہ ایک شخص ابو طعمہ بن ابیرق نے قتادہ کی اور بعضے کہتے ہیں کہ قتادہ کے چچا کی زرہ نقب لگا کر چرا لی اور ایک یہودی کے پاس
امانت رکھی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ زرہ آٹے کی تھیلی میں رکھی تھی اور وہ تھیلا پھٹ رہا تھا اور آٹا اُس میں سے گرتا تھا اس علامت سے یہودی کے گھر میں اسکا پتہ
لگا تھا اُس یہودی کو گرفتار کیا اُسنے کہہ دیا کہ فلانے مسلمان نے میرے پاس رکھی ہے اور ابو طعمہ کی قوم نے اپنی رسوائی کے دفع کرنے کے واسطے لبید کو تہمت
لگائی کہ اُس نے چرائی ہے لبید تلوار لیکر اُن کے سامنے ہوا اور کہا کہ یہ چوری تمنے کی ہے اور میرے سر لگاتے ہو اور تم منافق اور اسی کے لائق تم ہو ان لوگوں
نے اُس سے ڈر کر صلح تو کی لیکن جناب رسول خدا کے پاس حاضر ہو کر جھگڑا شروع کیا اور عرض کی کہ مسلمان کو تہمت لگاتے ہیں وہ رسوا ہو جائیگا اور یہودی
لوگوں کے نزدیک پاک اور صاف ہو جائیگا جناب رسول خدا نے ارادہ کیا کہ مسلمان پر تہمت ہو اور یہودی گرفتار ہو جائے اور اس روایت میں بہت مختلف
ہیں لیکن مقدمہ یہ چوری ہی کا ہے اور ترمذی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ بنو ابیرق انصار میں سے تین بھائی تھے منافق بشر اور بشیر اور مبشر ان میں سے بشیر نے
قتادہ کے چچا کے گھر میں کہ جو مدینوں میں سے تھا نقب لگا کر کھانا کہ جو اُس نے اپنے عیال کے واسطے رکھا تھا چرا لیا اور تلوار اور زرہ بھی اس کی
چرا لی قتادہ نے اسکی شکایت رسول خدا صلعم سے کی اور کہا کہ یا رسول خدا لوگوں نے میرے چچا کے گھر میں نقب لگا کر جو کچھ کھانا کہ اُسنے اپنے عیال کے واسطے
جمع کیا تھا وہ اُنہوں نے چرا لیا اور اسکی تلوار اور زرہ بھی چرا لی اور وہ بُری قوم کے آدمی ہیں اور اُن کے ہمراہ ایک مرد مومن تھا اور انکی رائے میں
وہ نیک تھا اور نام اُسکا لبید بن سہل تھا بنو ابیرق چوروں نے قتادہ سے کہا کہ یہ کام لبید بن سہل کا ہے لبید کو خبر ہوئی تو وہ تلوار لیکر نکلا اور کہا کہ
بنو ابیرق تم مجھکو چوری لگاتے ہو اور سزاوار اسکے تم ہو اور تم منافق ہو کہ رسول خدا کی ہجو کرتے ہو اور قریش کی طرف منسوب کرتے ہو اسکو تم بیان کرو ورنہ تلوار سے تمکو
ماروں گا اُس سے اُنہوں نے صلح کر لی اور کہا کہ تو چلا جا کہ تو اس سے بری اور پاک ہے اور بنو ابیرق ایک مرد کے پاس گئے کہ وہ اُنکے گروہ میں سے تھا
اور نام اسکا اسید بن عروہ تھا اور وہ بڑا گویا اور زبان دراز تھا اُسکو رسول خدا کے پاس بھیجا اُسنے جا کر کہا کہ یا رسول خدا قتادہ بن نعمان نے ارادہ کیا ہے طرف
اہل خاندان کے ہم میں سے کہ وہ لوگ بزرگ اور بڑے حسب نسب والے ہیں اور اُسنے انکو چوری لگائی ہے اور وہ بات کہتا ہے اُن کے حق میں کہ وہ اس کے
لائق نہیں ہے رسول خدا کو یہ بات سنکر بہت رنج ہوا اور قتادہ رسول خدا کے پاس آیا تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ تو نے قصداً ایسے لوگوں کو کہا ہے کہ وہ عالی
خاندان اور صاحب حسب و نسب کے ہیں اور تو نے انکو چوری لگائی ہے اور رسول خدا اُس پر بہت غصہ ہوئے اور قتادہ رنجیدہ ہو کر حضرت کے پاس سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور اپنے چچا کے پاس آیا کہ میں کاش مر جاتا اور رسول خدا صلعم سے کلام نہ کرتا اور رسول خدا نے مجھ سے وہ کلام کیا کہ مجھکو مکروہ معلوم ہوا اور اُس کے
چچا نے کہا کہ خدا ہماری مدد کرنے والا ہے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ تحقیق نازل کیا ہے ہمنے طرف تیری کتاب
کو یعنی نازل کیا ہے ہمنے قرآن کو بِالْحَقِّ ساتھ حق کے اور راستی اور درستی کے ساتھ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ تاکہ حکم کرے تو درمیان آدمیوں کے بِمَا
أَرَاكَ اللَّهُ ساتھ اس چیز کے کہ شناسا کیا ہے تجھکو خدا نے اور وحی کیا اُسکو طرف تیری وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ اور نہ ہو تو واسطے خیانت کرنیوالوں کے
یعنی خیانت کرنے والے مسلمانوں کی طرف سے انکا حسن ظن کرکے کہ یہ مسلمان ہیں انہوں نے چوری کی ہوگی اُن پر سے الزام کے دفع کرنیکے واسطے ہو تو خَصِيمًا
دشمن اس شخص کا کہ وہ بیگناہ ہے اور تجھ کو خبر نہیں ہے اور تو اپنے حسن ظن سے ایسے خائن کو دفع کرتا ہے اور حقیقت میں اس نے خیانت کی ہے وَ
اسْتَغْفِرِ اللَّهَ اور بخشش چاہ تو خدا سے اس ارادہ سے یعنی خدا کی طرف بالکل توجہ اپنی کر اور سب امور میں توفیق اس سے طلب کر إِنَّ اللَّهَ كَانَ
غَفُورًا تحقیق کہ خدا ہے بخشنے والا اس شخص کا کہ بخشش کو اس سے چاہے رَّحِيمًا مہربان ہے اس شخص پر یہ خطاب اگرچہ رسول خدا کی طرف ہے لیکن
یہ تعلیم ادب کی امت کے واسطے ہے اور تاکہ معلوم ہو کہ گناہ خیانت کا بہت بڑا گناہ ہے اور حضرت پر وہ امر پوشیدہ اور ظاہر ہوا تھا لیکن بسبب حسن
ظن اہل اسلام کے ارادہ ہی کیا تھا کہ وہ مسلمان بچ جائے اور یہودی ماخوذ ہو کہ بہ نسبت مسلمانوں کے یہودی کی طرف زیادہ گمان خیانت کا ہے اور درپئے
اس یہودی کے ہونے تھے اور قتادہ سے بھی شکایت ہی کی تھی کہ تو مسلمان عالی خاندان کو چوری لگاتا ہے گو قتادہ کو یہ ارشاد حضرت کا مکروہ معلوم ہوا تھا کہ اسکی

مطلب کی یہ بات نہ تھی اور نہ ارادہ کرنا تھی نخیب نہیں کہ واسطے تعلیم لوگوں کے ہووے کہ ایسی کچھ حکم خدا کا نازل ہوا ہو تاکہ معلوم ہو کہ خیانت بُری شئے ہے اور خیانت
اس کا سبب ہے مسلمان ہو خواہ غیر مسلمان ہو اور اسی واسطے اس مسلمان سے اسکا دفع کرنا چاہا تھا اور اصحاب حضرت کے معصوم نہ تھے کہ اُن سے اس امر صادر ہونا محال
ہوتا اور روایت اصحابی کالنجوم عدول کی وضعی ہے اس واسطے کہ مخالف قرآن کے ہے اور استغفار واسطے گناہ کے ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ واسطے کسر نفس کے اور واسطے
خشوع اور خضوع کے بھی سامنے اپنے پروردگار کے ہوتا ہے اور واسطے حصول ثواب کے بھی ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ بھی ایک طاعت اور عبادت ہے
پروردگار کی اور اسی مقدمہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تُجَادِلْ اور نہ جھگڑا کر تو عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ خائن لوگوں کی طرف
سے ہو کہ خیانت کرتے ہیں وہ نفسوں اپنے کو إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ تحقیق کہ خدا نہیں دوست رکھتا ہے مَن كَانَ خَوَّانًا اس شخص کو کہ ہووے خیانت
کرنے والا أَثِيمًا گنہگار کہ اپنے گناہوں میں غرق ہو اور قوم نے اس خائن کی جو حمایت کی تھی اور جھوٹی قسمیں کھا کر اسکو بری کیا تھا اس واسطے وبال
خیانت کا اُن کے نفسوں کی طرف راجع ہے اور نہ تجادل فقط تعلیم کے لیے آتا ہے کہ مجادلہ ایسے امور میں کسی سے نہ چاہیے اور حضرت نے کچھ مجادلہ اس سے اس
تک نہ کیا تھا کہ نہ بطریق عتاب کے ہوتا اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بدون صدور جرم مبالغہ کی جہت سے بھی نہی وارد ہوتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خطاب
حضرت کی طرف ہو اور قصد مجادلہ کا خائن کے لوگوں کی طرف ہو اور فرماتا ہے کہ يَسْتَخْفُونَ پوشیدہ کرتے ہیں وہ خیانت کو مِنَ النَّاسِ
آدمیوں سے حیا اور خوف کی جہت سے وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ اور نہیں پوشیدہ کرتے ہیں خدا سے اُس کا خوف کر کے کہ وہ عذاب میں گرفتار
کرتا ہے خیانت کرنے والوں کو وَهُوَ مَعَهُمْ اور حال یہ ہے کہ وہ خدا ہمراہ اُن کے ہے اور ان کے دلوں کی بات اوس پر پوشیدہ نہیں ہے اور اگر خدا سے
پوشیدہ کرنا خیانت کا منظور ہو تو چاہیے کہ اسکو ترک کریں اور کہتے ہیں کہ ابو طعمہ کی قوم کے لوگ یا بنو ابیرق کی قوم کے لوگ شب کو آپس میں مشورہ کرتے
تھے اس امر پر کہ ابو طعمہ یا بنو ابیرق نے جھوٹی قسم کھائی ہے کہ ہم نے چوری نہیں کی ہے اس واسطے کہ رسول خدا اسکو مسلمان جان کر اسکی قسم کو قبول کریں
گے اور ہماری گواہی کو بھی سماعت فرماویں گے اور یہودی کہ کافر ہے اسکے قول کی طرف توجہ نہ کریں گے اسکے مشورہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا کہ
وہ خدا ہمراہ ان کے ہے إِذْ يُبَيِّتُونَ جس وقت کہ تدبیر شب کو کرتے ہیں وہ مَا لَا يَرْضَىٰ اس چیز کو کہ نہیں پسند کرتا ہے خدا مِنَ الْقَوْلِ
کہنے جھوٹ کے سے اور بُرا کام کرنے سے وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ اور ہے خدا ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہو وہ تدبیر و مشورہ مُحِيطًا احاطہ کرنے والا اور
گھیرنے والا کہ اس پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور موافق انکے عمل کے انکو جزا دے گا اور فرماتا ہے خدا کہ هَا خبردار ہو اے ابو طعمہ کی قوم کے لوگو یا بنی ابیرق کہ
أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تم وہ لوگ ہو کہ اسی حالت کی غرض جَادَلْتُمْ جھگڑا کیا تم نے اور دفع کیا تم نے عَنْهُمْ ان خائنوں سے خیانت کو فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا قبیح زندگانی دنیا کے فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ پس کون جھگڑے گا خدا سے عَنْهُمْ ان خیانت کرنے والوں کی طرف سے ہو کر يَوْمَ الْقِيَامَةِ
دن قیامت کے أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا یا کون شخص ہے کہ ہووے اوپر ان خائنوں کے نگہبان کہ انکو عذاب ہونے دلوے وَمَن يَعْمَلْ
سُوءًا اور جو کوئی کہ کرے عمل بد کو کہ اُس سے ضرر اسکے غیر کو پہنچے أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ یا ظلم کرے وہ نفس اپنے کو کہ اُس سے اُسکے غیر کو ضرر نہ پہنچے بلکہ اُسکا
حاصل ہونا اُس کے نفس کے واسطے ہو اور غیر کا گناہ وہ ہو ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ پھر بخشش چاہے وہ خدا سے توبہ کر کے تو يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا
پاویگا وہ خدا کو بخشنے والا گناہوں کا رَّحِيمًا مہربان اُوپر اپنے فضل اور کرم سے اس آیت میں رغبت دی ہے خیانت کرنے والوں کو اور انکی قوم کو توبہ کے واسطے
وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا اور جو شخص کہ کسب کرے گناہ کو اور چاہے کہ کسی بیگناہ کو تہمت کرے اسکی تو فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ پس سوائے اسکے نہیں کہ
کسب کرتا ہے وہ اسکو اوپر نفس اپنے کے کہ اُسکا ضرر اسکی جان پر ہے نہ دوسرے پر وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا اور ہے خدا جاننے والا چوری والے کو حَكِيمًا
حکم کرنے والا اسکی سزا میں ہاتھ کاٹنے کا موافق حکمت کے کہ دوسرے آدمی اُس سزا کو دیکھ کر چوری کرنے سے پرہیز کریں وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً اور جو شخص
کہ کسب کرے خطا کو کہ وہ گناہ صغیرہ ہو جو کچھ کہ خطا سے سرزد ہو أَوْ إِثْمًا یا گناہ کو کہ وہ کبیرہ اور بڑا گناہ ہوتا جو کچھ کہ عمداً اس سے صادر ہوا ہے ثُمَّ
يَرْمِ بِهِ پھر ڈالے اس گناہ کو یعنی تہمت کرے اس گناہ کی بَرِيئًا کسی بیگناہ کو کہ گناہ تو خود کرے اور دوسرے کے سر پر دھرے اور کہے کہ تو نے کیا کیا ہی فَقَدِ

احْتَمَلَ بُهْتَانًا پس تحقیق اٹھایا اُسنے بہتان کو وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا اور گناہ ظاہر کو پس بہتان کہتے ہیں کہ عیب کرے دوسرے کی گردن پر اپنے گناہ کا رکھنا یہ بہت سخت
گناہ ہے اور اب خدا تعالیٰ اپنے احسان کو بیان کرتا ہے کہ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اور اگر نہ ہوتا فضل خدا کا اوپر تیرے اے محمد وَرَحْمَتُهٗ اور رحمت
اُسکی کہ وحی بھیجکر تجھکو خبر دیتا ہے اور جعفر سے اس امر کی تجھکو مطلع کر دیا کہ تو اس سے خوب واقف ہو گیا اور اگر تجھکو اس سے خبردار نہ کرتے تو لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
البتہ قصد کیا تھا ایک فرقے نے اُن میں سے کہ وہ ابو طعمہ کی قوم کے آدمی یا بنو ابیرق تھے اَنْ يُّضِلُّوْكَ یہ کہ بھٹکا دیں تجھکو وہ راہ راست سے کہ وہ حکم کرتا سچ ہے
وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور نہیں بھٹکاتے ہیں وہ مگر اپنے نفسوں کو کیونکہ وبال اس کا انکی ہی جانوں پر ہے وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ اور نہیں
ضرر پہنچا سکتے ہیں وہ تجھکو کچھ کیونکہ تو ہماری پناہ میں ہے اور جو کچھ کہ تیری خاطر پر رنگ گزرا تھا وہ باعتبار ایمان ظاہر ان لوگوں کے تھا نہ بسبب حکم کرنے میں
وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اور نازل کیا ہے خدا نے اوپر تیرے کتاب کو کہ وہ قرآن ہے وَالْحِكْمَةَ اور حکمت کو کہ وہ احکام حلال اور حرام کے ہیں وَ
عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور سکھلایا تجھکو جو کچھ کہ نہیں جانتا تھا تو کہ وہ علم اولین اور آخرین ہے یہاں تک جیسا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ شب معراج
کو میں زیر عرش تھا کہ ایک قطرہ میرے حلق میں گرا تاکہ اسکے سبب سے عالم ہو گیا اُس امر کا کہ جو پہلے اس سے زمانہ گذشتہ میں ہو چکا ہے اور جو کچھ کہ آئندہ کو ہوگا قیامت
تک اور رسول خدا نے سب ائمہ معصومین علیہم السلام کو پہنچایا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء جانتے تھے سب پیغمبروں کے
علوم کو اور جو کچھ کہ پہلے گذرا ہے اور جو کچھ کہ آئندہ قیامت تک واقع ہوگا اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ میں جانتا ہوں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ
زمین میں ہے اور جو کچھ کہ بہشت میں ہے اور جو کچھ کہ دوزخ میں ہے اور جو کچھ کہ پہلے ہو چکا ہے اور جو کچھ کہ آئندہ کو ہوگا قیامت تک اور اسی جہت سے خدا حضرت کو فرماتا ہے
کہ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اور ہے فضل خدا کا اوپر تیرے اے محمد عَظِيْمًا بڑا کہ اتنے علوم تجھکو تعلیم کئے ہیں اور مرتبہ تیرا زیادہ کیا تمام انبیاء اور
ملائکہ اور کل مخلوقات سے اور اس سے پہلے قصہ کو تتمہ کو خدا بیان کرتا ہے کہ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ نہیں خیر بیچ بہتوں کے مشورے اور راز ان
کے کہ ابو طعمہ یا بنو ابیرق کی قوم نے شب کو ابو طعمہ یا بنو ابیرق کی نجات کے واسطے جھوٹا مشورہ کیا تھا اور حضرت کے روبرو جھوٹی قسمیں کھائی تھیں ایسے
جھوٹے مشورے اور راز کسی طرح کی خیر اور نیکی نہیں ہیں اِلَّا مَنْ اَمَرَ مگر راز اُس شخص کا کہ حکم کرے بِصَدَقَةٍ ساتھ صدقہ اور خدا کے نام دینے کا
اَوْ مَعْرُوْفٍ یا نیکی کرنے کے اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ یا ساتھ صلح کرانے درمیان آدمیوں کے اور دور کرا دینا آپس کی رنجشوں کا اور الفت کرا دینی
درمیان دلوں کے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس آیت میں حکم کیا ہے کہ اگر کوئی بات کا اثر چہرہ پر تیرے برادر مومن سے زیادہ ہو
پس چاہیے کہ بشاشت کو ظاہر کرے تو اپنے برادر مومن کے واسطے اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ جیسے خدا نے زکوٰۃ مال کو پیغمبر فرض کیا ہے ایسے ہی زکوٰۃ
جاہ کو پیغمبر فرض کیا ہے اور جاہ سے مراد ظاہر کرنا بشاشت اور خوشدلی کا ہے لوگوں پر اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
مراد معروف سے اس آیت میں قرض دینا ہے اور فرمایا کہ جنت کے دروازہ پر لکھا ہے کہ ثواب صدقہ کا دس گنا ہے اور ثواب قرض دینے کا اٹھارہ گنا
اور وجہ اسکے ثواب کے زیادہ ہونیکی اسطرح بیان کرتے ہیں کہ قرض تو وہ شخص طلب کرتا ہے کہ جسکو احتیاج ہوتی ہے اور جسکو صدقہ دیتے ہیں ضرور نہیں کہ وہ
حقیقت میں محتاج ہو اور فرماتا ہے جناب رسول خدا نے کہ جو کوئی اپنے برادر مومن کو قرض دیوے ہر درہم کی عوض میں تول کوہ رضوی اور طور سینا حسنات
اُس کے واسطے ہوں گے اور منقول ہے کہ مراد اصلاح بین الناس سے یہ ہے کہ کسی مومن سے بات ایسی سنی کہ جس سے اسکو رنج پہنچے تو چاہیے کہ اُسکے
روبرو برخلاف اسکے بیان کرے کہ جسکو سنکر وہ خوش ہو اور فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو کوئی کرے اسکو کہ جو کچھ مذکور ہوا یعنی صدقہ کا اور نیکی کا حکم کرتا اور
صلح کرواتا درمیان آدمیوں کے ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ واسطے طلب کرنے خوشنودی خدا کے تو فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا پس قریب ہے کہ دینگے
ہم اسکو اجر بڑا کہ شمار میں نہ آئے اور کہتے ہیں کہ ابو طعمہ بعد ثابت ہونے خیانت کے ہاتھ کٹنے کے خوف سے وہاں سے بھاگ کر مکہ کو چلا گیا اور وہاں جا کر مرتد ہو گیا اور ایک
شخص کے گھر میں جا کر نقب لگائی تو دیوار اسپر گر پڑی اور پھنس رہ گیا اور صبح کو لوگوں نے دیوار کے نیچے سے اسکو نکالا اور ارادہ کیا کہ اسکو مار ڈالیں بعضے آدمیوں نے کہا
کہ مدینہ سے بھاگ کر ہمارے پاس پناہ لایا ہے اسکا مار ڈالنا مناسب نہیں ہے اسکو اس لحاظ سے چھوڑ دیا لیکن مکہ سے باہر نکال دیا اور پھر تاجروں کے قافلے

کے ہمراہ شام کا قصد کیا اور ابحمر ل میں قافلہ والوں کو غافل پا کر کچھ اسباب اُن کا چورا لیا اور اُن کے پاس سے بھاگ گیا آخر الامر گرفتار ہو کر مارا گیا
اس کے مقدمہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ اور جو کوئی مخالف کرے پیغمبر کی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ پیچھے اس کے کہ ظاہر
ہو گئی ہو واسطے اُسکے ہدایت معجزوں کے دیکھنے سے اور صحف اسلام کی دلیلوں کے ظاہر ہونے سے وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ اور پیروی کرے وہ سوائے
طرف مومنوں کے کہ وہ دین اسلام ہے پس اگر ایسا کریگا نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ پھیر دینگے ہم اسکو اسی چیز پر کہ دوست رکھا ہے اُس نے جسکو یعنی گمراہی اور کفر کو جو
اُسنے دنیا میں دوست رکھا ہے قیامت میں اُسکو اُسکا دوست اور والی کرینگے اور اسکو اسی پر چھوڑ دینگے اور گمراہوں اور کافروں میں اسکو محشور اور محسوب کرینگے
وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ اور داخل کرینگے ہم اسکو دوزخ میں وَسَاءَتْ مَصِيرًا اور بُرا ہے وہ دوزخ ٹھکانا اور مسند احمد بن حنبل میں لکھا ہے کہ صحیحہ
کہ قرآن کی آیت میں یا ایہا الذین آمنوا ہو وہاں راس اور رئیس مومنوں کے علی ابن ابی طالب مراد ہیں پس جبکہ علیؑ سردار مومنوں کے ہوئے تو جو لوگ
کہ علیؑ سے برگشتہ تھے اور اُنکے طریق کے سوا غیر کی پیروی کرتے تھے انکی مخالفت میں ہم نے یہ آیت پڑھ دی ہے اور سبیل مومنین سے وہ راہ ہے کہ جو موافق حکم خدا
اور رسولؐ کے ہو اور مراد نہیں کہ جسپر اجماع خلاف حکم خدا اور رسولؐ کے چند مسلمانوں اہل غرض طالب دنیا اور ریاست کا ہو وہ بھی حق ہو جائے اور اس کی
پیروی نہ کرنے سے دوزخ میں جائے چنانچہ مخالفین اس آیت کو دلیل لاتے ہیں اجماع کے حق ہونے پر اور اگر یہ بات حق ہو تو چاہیے کہ جنگ جمل اور جنگ
صفین والے لوگ جو کہ حضرت علیؑ کے پیرو تھے وہ جہنم میں داخل ہوں اس واسطے کہ اجماع ہوا تھا خلاف پر علیؑ کے ان کے نزدیک اور اُنھوں نے
خلاف کیا ہے علیؑ کا اور ابو بکر کی خلافت پر تو اجماع بھی نہوا تھا اس واسطے کہ اجماع اُسکو کہتے ہیں کہ ایک امر پر سب مومنین کا اتفاق ہو کہ اسکو یوں کرنا
چاہیے اور بعد اُسکے اس امر کو جاری کریں اور ابو بکر کیواسطے نہیں ہوا اور نہ ابو بکر کے خلیفہ ہونیسے پہلے لوگوں نے ابو بکر کی خلافت پر اتفاق کیا تھا
بلکہ پہلے ایک آدمی نے مثل عمر اور ابو عبیدہ کے ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد اس کے اُنھوں نے اپنے دوستوں میں سے چند آدمیوں سے بیعت کرائی
اور بعد اسکے کسی کو طمع دیکر اور کسیکو ڈرا کر لوگوں سے بیعت کرائی اس طرح بتدریج لوگوں کی بیعت کا اتفاق ہوا جیسے کہ سلاطین لوگوں کو رفتہ رفتہ اپنا
مطیع کرتے ہیں اور بیعت سے پہلے لوگ ابو بکر کی خلافت پر اتفاق نہیں کیا ہے چنانچہ کتب تواریخ سے واضح ہوتا ہے اور آگے طعمہ وغیرہ ہی کے
واسطے فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ تحقیق کہ خدا نہیں بخشتا ہے شرک کئے جانے کو ساتھ اسکے یعنی جو شخص کہ شرک کرے خدا
کے ساتھ اس کو خدا نہیں بخشتا ہے وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اور بخشتا ہے اُن گناہ کو کہ سب تر اور کمتر مرتبہ میں اس شرک سے ہے واسطے
جس شخص کے چاہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت ایک پیرمرد کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ صحرائی آدمیوں میں سے تھا اس شخص نے رسول خدا
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں کہ گناہوں میں غرق ہوں مگر خدا کو پہچانتا ہوں اور اسکا شریک کسیکو نہیں کیا ہے اور
گناہ بھی عمداً جرأت اور بے ادبی اور گستاخی کر کے نہیں کیا ہے اور اس کا تصور بھی کبھی نہیں کیا ہے کہ ایک لحظہ خدا سے بھاگ کر عاجز کروں اور اب میں
گناہوں سے پشیمان ہو کر اور درگاہ خدائے تعالیٰ میں توبہ کرنے والا ہو کر آیا ہوں میرے واسطے کیا حکم ہوتا ہے خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل
کر کے اسکو خوشخبری دی کہ کمتر شرک کے مرتبہ سب گناہوں میں اسکو بخشش کی ہے اور یہ آیت واسطے تاکید کے مکرر نازل ہوئی ہے وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ
اور جو شخص کہ شرک کرے ساتھ خدا کے تو فَقَدْ ضَلَّ پس تحقیق گمراہ ہوا وہ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا گمراہ ہونا دور جو سے اس واسطے کہ شرک گمراہی کے نہایت
درجہ میں ہے اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ نہیں پکارتے ہیں وہ سوائے اس خدا کے اور نہیں پوجتے ہیں وہ مشرک اِلَّآ اِنٰثًا مگر بتوں کو کہ
نام اُن کے مادگان اور مونثوں کے سے ہیں مثل لات اور منات اور عزیٰ کے اور کہتے ہیں کہ ہر قبیلہ کے یہاں ایک بت تھا کہ وہ اسکو پوجتے تھے اور مادہ پر
اس کا نام رکھتے تھے اور ابو حمزہ ثمالی کی تفسیر میں ہے کہ ابلیس کی کارگری سے ہر بت میں ایک مادہ شیطان کی تھی اور بُت پرست اُس سے باتیں کرتے تھے
اس واسطے خدا تعالیٰ نے اناث فرمایا ہے اور اسی شیطان پر لعنت کی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اور نہیں پکارتے ہیں وہ مشرکین اور
نہیں پوجتے ہیں اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا مگر شیطان سرکش کو کہ جو باہر ہو گیا ہے خدا کے فرمان سے لَّعَنَهُ اللّٰهُ لعنت کی ہے اسکو خدا نے اور اپنی

ع ۱۴

رحمت سے اس کو دور کیا ہے اور منقول ہے کہ ابتدائے اسلام میں ایک روز ایک جماعت مشرکین کی مکہ میں بتوں کو سجدہ کرتی تھی ایک شیطان ایک بت کے شکم میں داخل ہوا اور چند شعر اس نے پڑھے کہ مضمون ان کا یہ ہے کہ ایک جماعت کہ وہ محمد اور اس کے اصحاب ہیں یہاں آئے اور ہمکو انھوں نے عیب لگایا اور ہمارے باپوں کے دین کی وہ مذمت کرتے ہیں باوجودیکہ وہ بڑے بزرگ تھے جس وقت مشرکوں نے ان شعروں کو سنا تو ایکدفعہ ہی خوشی کی آوازیں کرنے لگے اور کہا کہ محمد کہاں ہے تاکہ سنے وہ کہ ہمارے معبود کیا کہتے ہیں پس ایک آدمی بھیجکر حضرت کو بلوایا اور حضرت نے جانا کہ یہ شیطان کا کام ہے اور اسی اندیشہ اور فکر میں تھے کہ ایک جن مومن حضرت کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول خدا آپ رنج نہ کریں کہ وہ خبیث جانا کہ جس نے بت کے اندر آواز دی تھی اور مسعرہ اس کا نام تھا اسکو میں نے مار ڈالا ہے آپ مشرکوں کے پاس تشریف لے جائیں تاکہ میں وہاں پہنچکر جواب معقول انکو دوں دوسرے روز مشرکوں نے قربانیاں کیں اور بتوں کے پاس جمع ہوئے اور رسول خدا بھی تشریف لے گئے جسوقت حضرت وہاں پہنچے تو بت منہ کے بل اوندھے ہو کر زمین پر گر پڑے مشرکوں نے پھر انکو کھڑا کیا اور انکی تعریف کی اور بعد اسکے انکے روبرو سجدہ میں گئے اور کہا کہ اے معبود ہمارے جو کچھ کہ کل کے روز کہا تھا ویسے وہ آج بھی کہو تاکہ محمد سے حق بات کہی تو بڑے بت کے اندر سے آواز آئی کہ میں نے مسعرہ کو مار ڈالا ہے جو کہ بدکار اور گمراہ تھا اور حق کا انکار کرتے تھے اور لعنت کی ہے اسکو پیغمبر ہمارے کہ قرآن جس پر نازل ہوا ہے بعد موسیٰ کے اور ہم فرمانبردار اور پیروی کرنیوالے انکے ہیں جسوقت کہ مشرکوں نے یہ کلام سنا تو آپس میں کہنے لگے کہ محمد ہمکو فریب دیتا تھا اور اب ہمارے معبودوں کو فریب دیتا ہے اور بہت روز سے دین اسلام روز بروز ترقی پکڑتا جاتا تھا یہانتک کہ قوی ہوگیا اور فرماتا ہے خدا کہ وَقَالَ اور کہا شیطان نے پروردگار سے جسوقت اسکو فرمایا کہ قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے کہ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ البتہ لونگا میں تیرے بندوں میں سے گمراہ کرکے نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ایک حصہ مقرر اور معین یعنی اکثر کو ان میں سے اپنا تابع کرونگا گمراہی اور کفر میں وَلَاُضِلَّنَّهُمْ اور البتہ گمراہ کرونگا میں انکو طریق حق سے وسوسہ ڈالکر ان کے دلوں میں ابو حمزہ ثمالی نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ سو آدمیوں میں سے ننانوے آدمی دوزخ میں جاویں گے اور ایک آدمی بہشت میں جائیگا اور دوسری روایت میں ہے کہ ہزار آدمیوں میں سے ایک شخص تو خدا کے واسطے ہے اور نوسو ننانوے آدمی واسطے ابلیس کے اور دوزخ کے ہیں اور فرماتا ہے کہ کہا اس شیطان نے کہ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ اور البتہ آرزو میں ڈالونگا میں آدمیونکو کہ مال اور مرتبہ اور زندگانی کو انکی آنکھوں میں آراستہ کروں کہ انکی آرزو کریں اور توبہ کرنے میں دیر اور تاخیر کریں وَلَاٰمُرَنَّهُمْ اور البتہ حکم کرونگا میں ان آدمیونکو فَلَيُبَتِّكُنَّ پس البتہ چاک کریں یا جڑ سے کاٹ ڈالیں وہ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ کانوں چوپاؤں کے کہ بتوں کے واسطے حرام کریں ان چوپاؤں کو کہ جن کو حلال کیا ہے خدا نے کہ بحیرہ نام کا اسکو کرتے تھے اور ذکر اسکا سورہ مائدہ میں تفصیل سے آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا اس شیطان نے کہ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ اور البتہ حکم کرونگا میں ان آدمیوں کو فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ پس البتہ متغیر کریں اور بدل دیں گے وہ پیدائش خدا کو جیسے کہ خصیہ نکالنے غلاموں کی اور حیوانات کی اور بال بھرنا چہرہ میں اور سینہ میں اور بھنوں میں اور مثل اسکی وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور جو شخص کہ پکڑے اور مقرر کرے شیطان کو دوست سوائے خدا کے کہ شیطان کے کہنے پر چلے تو فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا پس تحقیق نقصان میں ہوا وہ نقصان میں ہونا ظاہر کہ اسکی پیروی میں دوزخ کو اختیار کیا اور اس سے زیادہ کون نقصان والا ہوگا کہ بہشت کی نعمتوں کو ترک کرکے دوزخ میں جانے کو اختیار کرے يَعِدُهُمْ وعدہ کرتا ہے ان سے وہ وَيُمَنِّيْهِمْ اور آرزو میں ڈالتا ہے انکو اس چیز کی کہ وہ انکو حاصل ہوگی وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اور نہیں وعدہ دیتا ہے انکو شیطان اِلَّا غُرُوْرًا مگر فریب دینا کہ نفع ظاہر کرتا ہے اس چیز میں کہ جسمیں سراسر نقصان ہی اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کہ پیروی کرنے والے شیطان کے ہیں مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جگہ انکی دوزخ ہے وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا اور نہ پائیں گے وہ اس دوزخ سے جگہ بھاگنے کی کہ دوزخ سے نکلکر اس جگہ میں چلے جائیں اور عذاب کی شدت سے وہاں پناہ پکڑیں اور اب مومنوں کا ذکر کرتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور پیغمبر اور عبادتیں دین پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں اچھے سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ عنقریب ہے کہ داخل کرینگے ہم انکو بہشتوں میں کہ جاری ہیں نیچے محلوں اور درختوں انکے سے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان بہشتوں کے ہمیشہ یہ تاکید خلود کی ہے وَعْدَ اللّٰهِ وعدہ کرنا خدا کا یہ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے

اور تقدیر اس کی وعد اللہ ذالک وعدا ہے اور ایسے ہی حَقًّا مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے اور تقدیر اس کی حق حقا ہے اور پہلا تاکید لنفسہ ہے اور دوسرا تاکید لغیرہ ہے یعنی وعدہ کیا ہے خدا نے اس کا وعدہ کرنا ایسا کہ حق ہے وہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا اور کون شخص زیادہ سچا ہے خدا سے بات کہنے میں اور قیلا تمیز واقع ہوا ہے یعنی خدا سے زیادہ کوئی راستگو نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ مسلمان اور اہل کتاب آپس میں جمع ہوئے اور آپس میں اپنا اپنا فخر بیان کرتے تھے یہودی اور نصاریٰ کہتے تھے کہ پیغمبر ہمارا تمہارے پیغمبر سے پہلے ہوا ہے اور کتاب ہماری تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی ہے اور بہشت میں نہ جاوینگے مگر یہودی اور نصرانی مسلمانوں نے جواب دیا کہ پیغمبر ہمارا خاتم النبیین ہے کہ جس کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور کتاب ہماری تمہاری کتابوں کی منسوخ کرنیوالی ہے پس ہم زیادہ سزاوار بہشت کے ہیں یہ آیت نازل ہوئی کہ لَیْسَ نہیں ہے وہ داخل ہونا بہشت میں بِاَمَانِیِّکُمْ ساتھ آرزوؤں تمہاری کے اے مسلمانو وَلَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتٰبِ اور نہ ساتھ آرزوؤں اہل کتاب کے کہ اپنی آرزوؤں سے تم بہشت میں چلے جاؤ بلکہ ایمان اور اعتقاد خالص خدا سے رکھنا چاہیے اور اسکی اطاعت اور عبادت کی مشقتیں اٹھانی چاہئیں تاکہ استحقاق بہشت میں جانیکا حاصل ہو اور لفظ آرزو کرنے سے کیا ہوتا ہے مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا جو شخص کہ عمل کریگا بد یُّجْزَ بِہٖ جزا دیا جاویگا وہ ساتھ اس عمل بد کے دنیا میں یا آخرت میں مومن ہو یا کافر ہو عیون میں روایت ہے کہ حضرت اسمٰعیل فرزند امام جعفر صادق نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اے باپ میرے کیا فرماتے ہو تم حق میں اس شخص کے کہ ہو کوئی ہم میں سے گناہ کرے یا ہمارے عترت میں سے کوئی گناہ کرے فرمایا کہ نہیں ہے بہشت میں جانا تمہاری اور اہل کتاب کی آرزوؤں سے جو شخص کہ عمل بد کریگا اسکی سزا پائے گا اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب رسولخدا بہت غمگین ہوئے اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسولخدا اس آیت کے نازل ہونے سے معلوم ہوا کہ رستگاری کسی طرح نہیں ہے اور کیا صورت رستگاری کی ہو کہ آپکے سوا ایسا کون ہے کہ بدی سے خالی ہو حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی بیمار نہیں ہوتا اور کسی کو کیا کچھ غم لاحق نہیں ہوتا ہے اور کیا کوئی تم میں سے بلا میں مبتلا نہیں ہوتا ہے عرض کی کہ ہاں یا رسولخدا ایسا تو ہمکو ہوتا ہے فرمایا کہ یہی ہے سزا عمل بد کی اور حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے کہ خدا اگر کسی بندہ گنہگار کو اکرام کرنا چاہے تو اسکو بیماری میں مبتلا کرے اور اگر یہ نہ کرے تو کسی حاجت میں مبتلا کرتا ہے اور اگر یہ نہ کرے تو وقت مرنیکے اسپر سختی کرتا ہے تاکہ بدلا اس گناہ کا ہو جاوے جو اسنے کیا ہے اور وہ بندہ مومن گناہ سے پاک ہو جاوے لیکن یہ امر مومن کے واسطے ہے جو کہ گناہ کرنے کو برا جانتا ہے۔ اور گناہ کرنیکے بعد جانے کہ تو نے جو یہ کام کیا ہے بد ہے اور جو کوئی برا نہیں جانتا ہے اور بدی کے کرنے اور نہ کرنیکو برا جانتا ہے اسکے واسطے یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے الغرض جو کوئی عمل کریگا اسکی جزا پاویگا وَلَا یَجِدْ لَہٗ اور نہ پاویگا وہ بدی کرنیوالا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا سوائے خدا کے کوئی دوست کہ اسکو فائدہ پہنچاوے وَّلَا نَصِیْرًا اور نہ مدد کرنیوالا کہ اسکو عذاب سے بچاوے اور اعمال نیک کرنیوالی کا ذکر کرتا ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ اور جو شخص کہ بجالاوے نیک اعمال میں سے جسقدر کہ اس سے ہو سکیں مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی مرد ہو یا عورت وَھُوَ مُؤْمِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ مومن ہے نیک اعمال کرنیوالا اسواسطے کہ بدون ایمان کے کوئی عمل نیک معتبر نہیں ہے فَاُولٰٓئِکَ پس مومنین اعمال نیک کرنیوالے یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ داخل ہونگے بہشت میں اور ھو کی ضمیر طرف مَنْ کے باعتبار لفظ کے پھرتی ہے کہ لفظ اس کا مفرد ہے اور اولئک کا اشارہ طرف اسکی باعتبار معنی کے ہے کہ معنی میں وہ جمع کیواسطے بھی آتا ہے اور یدخلون کو اہل مکہ اور اہل بصرہ اور ابو بکر اور ابو جعفر نے بضم یا پڑھا ہے یعنی داخل کیے جاوینگے وہ بہشت میں وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا اور نہ ظلم کیے جاوینگے وہ مقدار گڑھی تخم خرما کے کہ انکے ثواب میں سے کچھ کمی کیجاوے وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا اور کون شخص زیادہ نیک ہے باعتبار دین کے مِمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ اس شخص سے کہ تسلیم اور خالص کیا ہو اسنے ذات اپنی کو لِلّٰہِ واسطے خدا کے اور سوائے اسکے اور کسیکو نہیں جانا اور بالکل اسی کی طرف متوجہ ہے وَھُوَ مُحْسِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ شخص نیکی کرنیوالا ہے اور بدی سے پرہیز کرنیوالا ہے وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ اور پیروی کی ہے اسنے دین ابراہیم کی کہ وہ موافق دین اسلام کی ہے حَنِیْفًا وہ جسوقت کہ رغبت کرنیوالا ہے اور جھکنے والا ہے وہ شخص یا ابراہیم یا دین ابراہیم سب دینوں سے طرف دین حق کے اور حنیفا حال واقع ہے وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اور پکڑا ہے خدا نے اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا ابراہیم کو دوست اور ابراہیم کے خلیل ہونیکی حکایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اسطرح سے منقول ہے کہ جس وقت اختیار کیا خدا نے ابراہیم کو خلیل اپنا تو آئی اسکے پاس خوشخبری خلت کی اسطرح سے کہ آیا اسکے پاس ملک الموت صورت میں ایک جوان سفید رنگ کے کہ بدن پر اسکے دو کپڑے سفید تھے اور سر سے اسکے روغن یا پانی ٹپکتا تھا اور ابراہیم کے گھر میں داخل

ہوا اور حضرت ابراہیم مرد غیرت دار تھے جس وقت کسی حاجت کے واسطے باہر جاتے تھے تو دروازہ اپنا بند کر جاتے تھے اور کنجی اسکی اپنے ہمراہ لیجاتے
تھے ایک روز باہر سے آئے تو دروازہ کو کھلا ہوا پایا اور اندر گئے تو دیکھا کہ ایک مرد خوبصورت کھڑا ہے اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے بندہ خدا کے تجھکو اس گھر میں کسنے
داخل کیا ہے کہا کہ اس گھر کے پروردگار نے مجھکو اسمیں داخل کیا ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ پروردگار اسکا مجھ سے زیادہ لائق ہے پس لوگوں کہا کہ میں ملک الموت
ہوں پس سنکر حضرت ابراہیم گھبرائے اور پوچھا کہ کیا تو میری جان نکالنے آیا ہیں اور لیکن خدا تعالی نے ایک بندہ کو اپنا خلیل بنایا ہے اسکو خوشخبری دینے آیا ہوں
فرمایا کہ کون ہے وہ کہ میں اسکی خدمت کروں جبتک کہ زندہ ہوں ملک الموت نے کہا کہ تو ہی ہے وہ پس حضرت ابراہیم اپنی زوجہ سارہ کے پاس گئے اور
فرمایا کہ خدا نے مجھکو اپنا خلیل بنایا ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ فرشتہ جبرئیل تھا اور حضرت ابراہیم نے اپنے خلیل ہونیکی وجہ پوچھی تو کہا کہ تونے
سوائے خدا کے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے ابراہیم کے خلیل ہونے کے قصہ میں روایت ہے کہ ابراہیم وہ شخص ہے کہ اول اُسی کے
واسطے ریت کا آٹا بن گیا ہے اور وہ اس طرح سے ہے کہ مصر میں ایک دوست ابراہیم کا تھا اُسکے پاس کچھ غلہ قرض لینے گئے اس کو گھر میں نہ پایا او وہاں سے
خالی پھرنا گدھے کا مکروہ جانا کہ یہاں خالی دیکھکر رنج کرینگے اُس گدھے کی گونوں میں ریت بھردی اور وہاں سے واپس ہوکر جسوقت کہ گھر داخل ہوئے
تو گدھے کو اپنی بی بی سارا کے پاس چھوڑ دیا بسبب حیا کے کہ انمیں ریت بھر کر لائے تھے اور خود گھر میں جاکر سو رہے حضرت سارا نے گونوں کو کھولا تو دیکھا
کہ اُن میں بہت نفیس آٹا بھرا ہوا ہے اسکی روٹیاں پکائیں اور حضرت ابراہیم بیدار ہوئے تو روٹیاں اُنکے سامنے لا رکھیں حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ یہ
روٹیاں کہاں سے آئی ہیں کہا کہ یہ اُس آٹے کی ہیں کہ جو تو اپنے دوست مصری کے پاس سے لایا تھا ابراہیم نے کہا کہ البتہ وہ خلیل یعنی دوست میرا ہی لیکن
وہ مصری نہیں ہے اس واسطے ابراہیم خلیل کہے گئے اور خدا کا شکر کیا انھوں نے اور خدا نے سورہ نحل میں فرمایا ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہے اور خلیل مشتق ہے خلت
سے اور خلت بمعنی فقر و فاقہ ہے لیکن ابراہیم خلیل یعنی فقیر اپنے پروردگار کی طرف تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا نے ابراہیم کو خلیل اس واسطے کہا ہے کہ اسکو تین
چیزوں سے آزمایا تھا فرزند اور مال اور تن سے فرزند تو اپنا انھوں نے قربانی میں دیا اور مال اپنا مہمانوں کے کھلانے میں اٹھایا اور تن کو اپنے آتش نمرود میں
ڈالا اور بعضی روایت میں ہے کہ ابراہیم کو خلیل اس واسطے کہا ہے کہ جس وقت نمرود نے اسکو آگ میں ڈالا ہے تو خدا تعالی کا حکم جبرئیل کو ہوا کہ تو جا کر میرے بندہ کی
خبر لے جبرئیل نے ہوا میں ابراہیم سے ملاقات کر کے کہا کہ میں تیری نصرت کے واسطے آیا ہوں کہا کہ مجھکو خدا میرا کفایت کرتا ہے اور وہی اچھا کارساز ہے
میرا اور اسکے سوائے میں سوال نہ کرونگا اور سوائے اُسکے مجھکو کسی سے حاجت نہیں ہے اس واسطے ابراہیم کا نام خلیل ہوا یعنی فقیر اور محتاج خدا کا اور سوائے
خدا کے سب سے منقطع ہو جانے والا اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق خدا نے اختیار کیا ابراہیم کو عبد پہلے اس سے کہ کرے اسکو نبی اور کیا
اسکو نبی پہلے اس سے کہ کرے اسکو رسول اور کیا اسکو رسول پہلے اس سے کہ کرے اسکو خلیل اور کیا اسکو خلیل پہلے اس سے کہ کرے اُسکو امام اور سوائے اسکے
اور بھی طرح طرح کی روایتیں ایسی ہیں اور خدا تعالی نے جو حضرت ابراہیم کو خلیل اپنا کہا تو اس میں یہ توہم ہوتا تھا کہ خدا محتاج خلیل کا ہے اسکے دفع
کرنیکو فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے
ہے پس وہ محتاج کسی چیز کا اور کسی آدمی کا نہ ہوگا اور آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے جسکو چاہے اپنا دوست مقرر کرے وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا اور ہے خدا ساتھ ہر چیز کے احاطہ کرنے والا اپنے علم اور قدرت سے اور اب خدا تعالی پھر ذکر عورتوں اور یتیموں کا کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
کہ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ اور فتوے چاہتے ہیں تجھ سے وہ فِي النِّسَاءِ بیچ حق عورتوں کے یعنی ان کی میراث کے مقدمے میں اور مراد اس سے دختران یتیم
ہیں اور کہتے ہیں کہ عرب کا پہلے یہ دستور تھا کہ عورتوں کو اور لڑکوں کو میراث میں سے حصہ نہیں دیتے تھے اور جو عورت کہ مالدار اور خوبصورت ہوتی تھی اور
یتیم ہوتی تھی اور واسطے پرورش کے جس کے سپرد ہوتی تھی تو وہ اسکو اپنی جورو بناتا تھا اور اُسکا مال اپنے تصرف میں لاتا تھا اور یا اسکا نکاح دوسرے
آدمی سے کر کے اسکے مہر کا مالک ہو جاتا تھا اور اپنے تصرف میں لاتا تھا اور یا اسکو اپنے پاس بے نکاح رہنے دیتا تھا یہاں تک کہ وہ مرجاتی اور بعد اسکی مال اسکا اپنے تصرف
میں لاتا تھا خدا اسکو منع کرتا ہے اور اس آیت میں جواب ہے عیینہ بن حصین کا کہ جناب رسولخدا پر وہ اعتراض کرتا تھا کہ تم دختر اور خواہر کو نصف مال دیتے ہو

اور ہم میراث نہیں دیتے ہیں مگر اس شخص کو کہ جو جنگ کرے اور غنیمت لائے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد جواب میں اس اعتراض کرنے والے کے
کہ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ خدا فتویٰ دیتا ہے تمکو بیچ مقدمہ اُن عورتوں کے یعنی ان کی میراث کو بیان کرتا ہے وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ اور فتویٰ دیتا ہے
تمکو بیچ اس چیز کے کہ پڑھی جاتی ہے اوپر تمہارے یعنی بیان کرتا ہے واسطے تمہارے اس چیز کو کہ پڑھی جاتی ہے تم پر فِي الْكِتَابِ بیچ کتاب کے یعنی قرآن
میں فِي يَتَامَى النِّسَاءِ بیچ مقدمہ یتیم عورتوں کے اللَّاتِي وہ عورتیں کہ لَا تُؤْتُونَهُنَّ نہیں دیتے ہو تم اُن کو مَا كُتِبَ لَهُنَّ وہ چیز کہ
لکھی گئی ہے واسطے ان عورتوں کے یعنی وہ چیز کہ واجب کی گئی ہے واسطے اُن کے میراث میں سے وہ انکو نہیں دیتے ہو وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ
اور رغبت کرتے ہو تم یہ کہ نکاح کرو تم اُن سے اور مال اُن کے کھا جاوے ہو وَالْمُسْتَضْعَفِينَ اور فتویٰ دیتا ہے تمکو بیچ مقدمہ بیچاروں ناتوانوں کے
مِنَ الْوِلْدَانِ ان لڑکوں میں سے کہ انکو میراث نہیں دیتے ہو تم وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ اور فتویٰ دیتا ہے خدا یہ کہ قیام کرو تم واسطے یتیموں کے انکی مہر اور
میراث کے مقدمہ میں بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف کے اور راستی کے وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ کرتے ہو تم خیر سے یتیموں اور لڑکوں کے حق میں
تو فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ پس تحقیق کہ خدا ہے ساتھ اس خیر اور نیکی کے عَلِيمًا جاننے والا اور عالم کہ موافق اُس کے تمکو جزا دے گا اور حضرت امام محمد باقرؑ
فرماتا ہے کہ خولہ بنت محمد بن مسلمہ بن رافع بن خدیج کی زوجہ تھی جس وقت بڑھیا ہو گئی تو اُس کے شوہر نے چاہا کہ جوان عورت سے نکاح کروں اور پہلی زوجہ
بڑھیا کو طلاق دیدوں اس عورت نے کہا کہ مجھکو طلاق نہ دے ہے اپنی رات کی نوبت تجھکو بخشی تو جس عورت کے پاس جا ہے قیام کر تو شوہر نے اُسکے قول نہ کیا اور
وہ عورت شکایت اس امر کی جناب رسول خدا کے پاس لے گئی۔ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا اور اگر کوئی عورت
خوف کرے شوہر اپنے سے نُشُوزًا نافرمانی کو کہ وہ مرد اُس سے کراہیت کرے اور صحبت نکرے أَوْ إِعْرَاضًا یا منہ کے پھیر لینے کو شوہر کے خوف کرے کہ شوہر
اس کی ہمنشینی اور کلام کرنیکو ناخوش جانے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پس نہیں گناہ ہے اوپر ان دونوں کے أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا یہ کہ صلح کریں وہ دونو درمیان
اپنے صُلْحًا صلح کرنی اس طرح کہ عورت اپنے مہر میں سے شوہر کو کچھ بخشدے یا نوبت اپنے شوہر کی دوسری زوجہ کو معاف کردے اور مرد اس کے قدیمی حقوق
کو نگاہ رکھے اور اپنے سے جدا نکرے اور یُصْلِحَا کو اہل کوفہ نے نعم یا پڑھا ہے باب افعال سے اور باقیوں نے یَصَّالَحَا تشدید صاد پڑھا ہے باب افعال
سے اور صلحا مفعول بہ ہے پہلی قرات کے موافق اور دوسری قرات کے موافق مفعول بہ اور مطلق دونو ہو سکتا ہے وَالصُّلْحُ خَيْرٌ اور صلح بہتر ہے مفارقت
اور طلاق سے دونو کو اور بعضے کہتے ہیں کہ رسول خدا نے اپنی زوجہ سودہ بنت زمعہ کو طلاق دی اور وہ حضرت کے سر راہ پر بیٹھ گئی جس وقت حضرت کا گذر
اُسکی طرف ہوا تو سودہ نے تمام تضرع و زاری سے عرض کی کہ یا رسول خدا مجھکو پھر رجوع کرلو قسم ہے خدا کی کہ میرے دلمیں دوستی مرد کی توانائی نہیں
رہی ہے لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ کل کو قیامت کے روز تمہاری بیبیوں کے زمرے میں محشور ہوں اور اپنی نوبت کو میں بخشتی ہوں جس بی بی کے پاس چاہو رہو
حضرت نے پھر رجوع کر لیا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ صلح بہتر ہے مفارقت سے وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ اور حاضر کئے گئے ہیں نفس بخل کے
کو یعنی طبیعت انسان کی بخل کا تقاضا کرتی ہے گویا کہ بخل اسکو لازم ہے اس واسطے زن و شوہر آپسمیں چشم پوشی کرنے میں بخل کرتے ہیں عورت تو چاہتی
ہے کہ میں نان و نفقہ اور نوبت اپنی سب کی دوسری عورت کو نہ بخشوں اور مرد چاہتا ہے کہ میں عورت کو نان و نفقہ نہ دوں اور فرماتا ہے خدا کہ
وَإِنْ تُحْسِنُوا اور اگر نیکی کرو تم آپسمیں اور اچھی صحبت رکھو وَتَتَّقُوا اور ڈرو تم خدا سے اپنے سلوک میں اور پرہیز کرو تم آپس کی نافرمانی اور رو
گردانی سے تو فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ پس تحقیق کہ خدا ہے بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار کہ تو سارا میں سے نیکی اور احسان کرتا ہے
اور کون جھگڑا کرتا ہے موافق تمہارے عمل کے تمکو جزا دیگا وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا اور ہرگز نہیں طاقت رکھتے ہو تم أَنْ تَعْدِلُوا یہ کہ انصاف کرو تم بَيْنَ النِّسَاءِ
درمیان عورتوں کے کہ کسی طرح سے ایک عورت کی طرف نسبت دوسری عورت کے رغبت زیادہ ہو اور ہر وجہ سے دونو کو برابر رکھو ایسا ممکن نہیں سکتا وَلَوْ حَرَصْتُمْ
اور اگرچہ حریص ہو تم برابر رکھنے میں اور ہر چند اپنی کوشش کرو تم لیکن ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے اور اسواسطے رسول خدا صلعم کہتے ہیں کہ باوجودیکہ تقسیم نوبت کے
ہم درمیان بیبیوں کے کرتے تھے اور نفقہ دیتے ہیں برابر رکھتے تھے لیکن فرماتا تھا کہ خداوندا میں نے یہ تقسیم کی ہے موافق اپنی قدرت کے جسقدر کہ مجھ سے ہو سکا

نفقہ اور محبت اور شبوں کی تقسیم میں پس مواخذہ نہ کریگا تم سے اُس امر میں کہ جسکی تمکو قدرت نہیں ہے کہ وہ میل طبعی کا طرف بعض کے کم اور طرف
بعض کے زیادہ ہے پس جس وقت کہ ممکن نہیں ہے رعایت عدل حقیقی کی تو فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ نہ جھک جاؤ تم کل جھکنا کہ جس عورت کی قدر
رکھتے ہو اُسکو بھی ترک کر دو یعنی جو رغبت کہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے اُس کے لیے اختیار ہے کہ رغبت کو ترک کرو کہ فَتَذَرُوهَا پس چھوڑ دو تم اُس
عورت کو جس سے بالکل رغبت اٹھالی ہے كَالْمُعَلَّقَةِ مانند لٹکے ہوئے کے ادھر میں کہ نہ وہ شوہر دار ہے بسبب رعایت نہ کرنے شوہر کے اسکے حقوق کو اور نہ
وہ بیوہ ہے اسواسطے کہ علاقہ زوجیت کا نہیں ہے اور نکاح سے ابھی باہر نہیں ہوئی ہے اور منقول ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ جس عورت کی نوبت
ہوتی تھی اُسکی نوبت میں دوسری عورت کے گھر وضو بھی نہیں کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ حضرت سید انبیاء بیمار ہوتے تو کل بیبیوں کے گھروں میں اُنکو پھراتے تھے
اور حضرت صادق نے بھی یہی فرمایا ہے اور معاذ بن جبل کی دو زوجہ وبا میں مر گئیں تھیں قرعہ ڈالا کہ کونسی کو پہلے غسل دینا چاہیے غرض یہ ہے کہ دو تو
زوجہ کو اور اگر دو سے زیادہ تین اور چار ہوں تو سب کو موافق قدرت اور اختیار کے برابر رکھنا واجب ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ جس کسی کے دو زوجہ ہوں اور
وہ بیچارا ایک طرف رغبت کرے اور دوسری کی طرف رغبت نہ کرے اور اُسکے حقوق میں کمی کرے تو قیامت کے روز آدھا بدن اُسکا شل کر کے
طرف بہشت کے ہو جائیگا اور فرمایا ہے خدا نے کہ وَإِنْ تُصْلِحُوا اور اگر درست کرو تم اُن حقوق کو کہ بگاڑتے تھے پہلے اس سے وَتَتَّقُوا اور پرہیز
کرو تم آئندہ اُن اعمال سے تو فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا پس تحقیق خدا ہے بخشنے والا گناہوں کا اُن کاموں کے کہ گذشتہ میں صادر ہوئے ہیں رَحِيمًا
مہربان ہے کہ آئندہ کو توفیق طاعت کی دیوے وَإِنْ يَتَفَرَّقَا اور اگر جدا ہو جاویں وہ دونوں شوہر اور زن برابر نہ ہونے سے کہ شوہر زوجہ کو
طلاق دیوے تو يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ سَعَتِهِ غنی اور بے پروا کریگا خدا ہر ایک کو اپنی کرم اور بخشش سے یعنی ہر ایک کو تسلی بخشیگا یا دوسرا کوئی اسکے
نصیب کر دیگا کہ وہ اسکا ہمسر ہو جاوے وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا اور ہے خدا فراخی سے بخشش کرنے والا اور ہے حَكِيمًا صاحب حکمت اپنے افعال میں وَلِلَّهِ
مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے پس قادر ہے عطا کرنے اور روزی
دینے پر بعد جدا ہونے کے اور آدمیوں کے حقوق کی رعایت کرنے فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اور البتہ تحقیق وصیت کی ہم نے
اُن لوگوں کو کہ دیے گئے ہیں وہ کتاب مِنْ قَبْلِكُمْ پہلے تمہارے کہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں وَإِيَّاكُمْ اور تمکو وصیت کی ہے أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ کہ ڈرو تم خدا
سے اور شرک اور گناہ ہونے سے پرہیز کرو وَإِنْ تَكْفُرُوا اور اگر کفر کرو گے تم اور میرے حکم کو نہ مانو گے فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
پس تحقیق خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے یعنی سب چیزوں کا وہ خالق ہے اور تمہارا کفر اور گناہ خدا تعالیٰ کو کچھ ضرر نہ
پہنچاویگا جیسے کہ ایمان تمہارا اور تمہاری عبادت اُسکو فائدہ نہیں پہنچاتی ہے اور وصیت تقویٰ کی تمکو واسطے ہی کہ ثواب اُسکا تمکو عطا کریگا وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا
اور ہے خدا بے پروا کہ کسیکی پروا نہیں رکھتا ہے چاہو حکم اسکے مانو چاہو نہ مانو حَمِيدًا سراہا ہوا ہے اپنی ذات میں چاہو تم اسکی تعریف کرو چاہو نہ کرو وَ
لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ اور خاص واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے مثل ملائکہ وغیرہم کے وَمَا فِي الْأَرْضِ اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے
مثل حیوانات اور نباتات وغیرہ کے یعنی سب اسکی مخلوق اور مملوک ہیں وَكَفَىٰ بِاللَّهِ اور کافی ہے خدا وَكِيلًا کارساز بندوں کا اُنکے مقاصد کا درست کرنیوالا اور
اپنی قدرت کے کمال کو بیان کرتا ہے کہ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ اگر چاہے نیست کر دے تمکو خدا أَيُّهَا النَّاسُ اے آدمیوں اور فنا کر دے جیسا کہ قوم عاد اور ثمود اور
فرعون کو بسبب نافرمانی کے ہلاک کیا ہے وَيَأْتِ بِآخَرِينَ اور لاوے اور کو تمہارے عوض کہ وہ فرمانبردار ہوں وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ اور ہے خدا
اوپر اس نیست کرنے اور پیدا کرنیکے قَدِيرًا قدرت رکھنے والا کہ کوئی چیز اسکو عاجز نہیں کر سکتی ہے اور کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ جبرئیل رسول خدا کے پاس آئے اور اُس وقت
دو شخص حضرت کے محکمہ عدالت میں ایک قطعہ زمین پر جھگڑا کر رہے تھے جبرئیل نے جھگڑا دیکھ کر مسکرائے حضرت نے سبب مسکرانیکا پوچھا تو کہا کہ یاد ہے مجھکو کہ اسی قطعہ کے لیے جھگڑا
کرتے ہیں چالیس ہزار مالک تھے اسیطرح جھگڑا کرتے ہوئے مر گئے اور بیضاوی وغیرہ تفاسیر میں آیا ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا
النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ تو حضرت رسول خدا نے سلمان کے شانہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ وہ قوم اسکی یعنی وہ ایران کے لوگ ہیں کہ جو پیدا ہونگے اور خدا کی فرمانبرداری کرینگے

فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا جو شخص ہوئے کہ چاہے ثواب دنیا کا اپنے عمل کے عوض میں کہ غنیمت کے لینے کے واسطے کوئی جہاد کرے
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ پس نزدیک خدا کے ثواب دنیا اور آخرت کا دونوں کا ہے پس چاہئے کہ دونوں ثوابوں کو خدا کے فضل اور کرم سے طلب کرے
نہ کہ ثواب فقط دنیا کا کہ خسیس اور پست ہے اُسکو طلب کرے اور ثواب آخرت کا کہ اشرف ہے اسکو ترک کرے اور اگر اشرف کو طلب کرے تو خسیس کو بھی پائے پس مجاہد اگر ثواب
آخرت کا چاہے کہ واسطے خدا کے جہاد کرے تو آخرت میں بھی ثواب پائے اور غنیمت بھی اسکو ملے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا اور ہے خدا سننے والا باتوں کا بَصِيْرًا
دیکھنے والا اعمال بندگان کا کہ ہر ایک کو موافق اُن کے اعمال کے جزا دیگا اور حضرت صادقؑ نے اپنے پدران طاہرین سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت
امیر المومنینؑ نے کہ حکما اور فقہا ہمیشہ سے ایک شخص دوسرے شخص کو میں لکھتے لکھا تھا کہ جو تھا ان میں تھا اور وہ کلمات یہ ہیں کہ جو شخص کہ ہووے ہمت اُسکی
طرف آخرت کے تو کفایت کرے گا خدا ہمت اُسکی کو دنیا سے اور جو شخص کہ درست کرے گا اپنے باطن کو تو درست کرے گا خدا اس کے ظاہر کو اور جو شخص کہ درست
کرے گا اس امر کو کہ جو درمیان اُسکے اور خدا کے ہے تو درست کرے گا خدا اس امر کو کہ جو درمیان اُس کے اور درمیان آدمیوں کے ہے اور فرمایا حضرت
صادقؑ نے کہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی ہے جو شخص کہ طلب کرے گا دنیا کو آخرت طلب کریگی اسکو موت یہاں تک کہ نکال دے اسکو دنیا سے اور جو شخص کہ
طلب کرے گا آخرت کو تو طلب کریگی اسکو دنیا یہاں تک کہ پورا دیوے اسکو روزی تو اسکی اور اب خدا تعالیٰ سچی گواہی دینے اور انصاف کرنیکو حکم کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ ہو جاؤ تم قائم ہونیوالے ساتھ انصاف کے یعنی
انصاف و عدل میں کوشش اور ہمیشگی کرو شُهَدَاءَ لِلّٰهِ گواہ دینے والے ہو جاؤ واسطے خدا کے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی حق بات گواہی دو تو خالص
واسطے خوشنودی خدا کے اور قربۃ الی اللہ گواہی دو کہ جو حق اور راست ہے کہو وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ اگرچہ اوپر نفسوں تمہارے کے ہو کہ راست گواہی
دینے میں اگرچہ ضرر تمہارے نفسوں کا ہوتا ہے اُسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے اور جو کچھ کہ حق ہو وہ کہو اور اگر اپنے ذمہ کچھ رکھتے ہو اسکا اقرار کرو اس واسطے
کہ گواہی حق کی بیان کرنیکو کہتے ہیں خواہ اپنے نفس پر گواہی ہو خواہ غیر پر أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ یا اوپر ماں باپ اور یاروں اور قرابتیوں کے ہو وہ
گواہی یعنی اگرچہ گواہی راست میں ضرر والدین اور قرابتیوں کا ہوتا ہو لیکن تم حق اور راست ہی بیان کرو اور رعایت والدین اور قرابتیوں کی مت کرو کہ انکی
خاطر سے اور اُنکے فائدہ کے واسطے اور انکے ضرر کے دور کرنیکے واسطے جھوٹی گواہی دینے لگو اس بات کو اِنْ يَكُنْ اگر ہووے وہ شخص کہ جسکے فائدہ کے واسطے
گواہی دو یا وہ شخص کہ جس کے ضرر کے واسطے گواہی دو غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا تونگر یا محتاج یعنی تونگر کی تونگری اور توفیر کا لحاظ کر کے اور مال کی طمع سے اور
محتاج اور فقیر پر رحم کر کے اس کی محتاجگی کی سبب سے جھوٹی گواہی مت دو فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا پس خدا بہتر اور لائق تر ہے ساتھ ان دونوں کے یعنی
ساتھ اس تونگر اور محتاج کے کہ اسکے حکم کے موافق راست اور درست گواہی دو خواہ اُس میں فائدہ یا ضرر مدعی کا ہوتا ہو خواہ مدعا علیہ کا اور ان دونوں
میں سے خواہ محتاج ہو کوئی خواہ تونگر ہو خدا تعالیٰ اُس سے اولیٰ اور سزاوار تر ہے کہ اسکے حکم کی رعایت چاہئے نہ کسی کی محتاجگی اور تونگری کی وان یکن
غنیا او فقیرا فاللہ اولیٰ بہما میں او بمعنی واو جمع ہے ورنہ بہما کی ضمیر کسکی طرف راجع ہوگی کہ مراد غنی یا فقیر ہے ایک اُن دونوں میں سے ہے اور یا یہ کہ مراد غنی اور
فقیر سے جنس اُنکی ہے نہ بعینہ غنی اور فقیر اور اُبی کی قرأت میں اولیٰ بہم آیا ہے سب صحیح ہے اور جس وقت کہ حکمت الٰہی نے تقاضا اس امر کا کیا کہ گواہی
دینے میں رعایت تونگری اور فقیری مدعی یا مدعا علیہ کی رعایت نکریں بلکہ جو امر واقعی ہے وہ گواہی میں بیان کریں تو فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى پس
پیروی کرو تم خواہش نفس کی اَنْ تَعْدِلُوْا یہ کہ عدول کرو تم اور پھر جاؤ تم حق سے وَاِنْ تَلْوُوْا اور اگر موڑو تم زبانوں اپنی کو کہ گواہی حق سے
کہ گواہی میں کوئی بات رکھ جاؤ اَوْ تُعْرِضُوْا یا منہ پھیرو تم گواہی حق سے یا انکار کرو تم اور اسکو ادا نہ کرو تم فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ پس تحقیق خدا ہی
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم اور عمل میں لاتے ہو خَبِيْرًا خبردار کہ موافق اسکے تمکو جزا اور سزا دے گا اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے
کہ مراد اِنْ تَلْوُوْا سے یہ ہے کہ گواہی کو بدل دو تم کہ حق کے خلاف بیان کرو اور مراد تعرضوا سے یہ ہے کہ گواہی کو پوشیدہ کرو تم اور تلووا کو ابن عامر اور حمزہ نے
تلوا بضم لام اور ایک واو ساکن سے پڑھا ہے اور باقیوں نے دو واو سے پڑھا ہے کہ پہلی تو مضموم ہے اور دوسری ساکن ہے اور اب خدا ظاہر و باطن کے

دلوں کے ایمان لانے کی تاکید کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ظاہر میں اور زبانوں سے اٰمِنُوْا ایمان
لاؤ تم اپنے باطنوں سے اور دلوں سے یہ خطاب منافقین کی طرف ہے یعنی جیسے کہ تم زبانوں سے ایمان کا اقرار کرتے ہو ایسے ہی اپنے دلوں سے ایمان لاؤ تم
بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ساتھ خدا کے اور پیغمبر اسکے کے کہ وہ محمدؐ ہے وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اور ایمان لاؤ تم ساتھ اُس کتاب کے جو نازل
کی ہے اوپر پیغمبر اپنے کے اور وہ قرآن ہے اور نزّل کو عاصم اور یعقوب نے معروف کا صیغہ پڑھا ہے اور باقیوں نے مجہول کا صیغہ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ
اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ اور ایمان لاؤ تم ساتھ اس کتاب کے کہ جو نازل کی ہے پہلے اس سے کہ وہ توریت اور زبور اور انجیل وغیرہ ہے اور نزل کو ابن کثیر اور ابن عامر
اور ابو عمرو نے مجہول کا صیغہ پڑھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب منافقین اور یہود و نصاریٰ مومنوں کی طرف ہے اور فرماتا ہے کہ وَمَنْ یَّکْفُرْ
بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ اور جو کوئی کہ کفر کرے ساتھ خدا کے اور فرشتوں اُسکے کے اور کتابوں اسکی کے اور پیغمبروں اسکے کے وَالْیَوْمِ
الْاٰخِرِ اور روز آخرت کے کہ اُسپر ایمان نہ لائے تو وہ شخص فَقَدْ ضَلَّ پس تحقیق گمراہ ہوا ضَلٰلًاۢ بَعِیْدًا گمراہ ہونا دور حق سے کہ کبھی راہ راست
کی طرف نہ آئے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے موسیٰ پر جیسے کہ یہودی ثُمَّ کَفَرُوْا پھر کفر کیا انھوں نے گوسالہ پرستی کرکے ثُمَّ اٰمَنُوْا پھر ایمان
لائے وہ توبہ کرکے اس سے ثُمَّ کَفَرُوْا پھر کفر کیا انھوں نے کہ عیسیٰ پر ایمان نہ لائے ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا پھر زیادہ کیا انھوں نے کفر کو کہ محمدؐ
کا انکار کیا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ نہیں ہے خدا کہ بخشے واسطے اُن کے اس واسطے کہ اُس نے اپنے علم سے جان لیا ہے کہ یہ لوگ سبب اپنے حسد
اور بغض کے ہرگز حق کی طرف رجوع نہ کریں گے اس لیے انکو نہ بخشے گا وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ اور نہ رہنمائی کرے گا اُنکو سَبِیْلًا راہ حق کو بلکہ سبب انکے
انکار کے اور عناد کے انکو گمراہی میں پڑا رہنے دیگا اور توفیق کو اُن سے اُٹھا لیگا اور یا یہ کہ راہ بہشت انکو نہ دکھلائیگا اور اب منافقین کے حق میں فرماتا ہے کہ
بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ خوشخبری دے تو منافقین کو یہ کلمہ بطریق مزاح کے ہے ورنہ عذاب کے واسطے خوشخبری سے کیا تعلق ہے اور خوشخبری دے تو بِاَنَّ لَھُمْ
عَذَابًا اَلِیْمًا ساتھ اس طرح کے کہ تحقیق واسطے ان منافقین کے عذاب ہے دردناک الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ وہ لوگ کہ پکڑتے ہیں
وہ کافروں کو یعنی اختیار کرتے ہیں وہ کفار کو اَوْلِیَآءَ دوست اپنے مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ سوائے مومنوں کے کہ مومنوں سے دوستی نہیں کرتے ہیں بلکہ دل میں
اُنکے بغض رکھتے ہیں اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ کیا طلب کرتے ہیں وہ نزدیک ان کافروں کے عزت کو یعنی منافقین جو کفار سے دوستی رکھتے ہیں کیا
اُن کی دوستی میں انکو عزت اور مرتبہ حاصل ہوتا ہے فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ پس تحقیق عزت واسطے خدا کے ہے جَمِیْعًا تمام وہ کہ جسکو چاہے عزت دیوے
اور عزت دار وہ شخص ہے کہ جسکو خدا عزت والا جانے اور اب خدا تعالیٰ منافقین کی ہمنشینی سے منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ
اور تحقیق نازل کیا ہے اوپر تمہارے بیچ کتاب کے یعنی قرآن میں مراد آیت الذین یخوضون کی آیت میں اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یہ کہ جسوقت سنو تم آیات
خدا کو یعنی قرآن کی آیتوں کو کہ یُکْفَرُ بِھَا کفر کیا جاتا ہے ساتھ اُن کے اور انکار کیا جاتا ہے ان کا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا اور ہنسی کیجاتی ہے ساتھ اُنکے
تو فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ پس مت بیٹھو تم ہمراہ اُن کافروں کے جو کہ ہنسی کرتے ہیں حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ یہاں تک کہ خوض شروع
کریں وہ بیچ اس بات کے کہ سوائے اس کفر اور ہنسی کے ہے اِنَّکُمْ اِذًا تحقیق کہ تم اُس وقت یعنی وقت ہنسی کرنے کے تم بھی مِّثْلُھُمْ مثل اُن کے ہو جاؤ گے
گناہ میں کہ باوجود قدرت کے اُن کے پاس بیٹھے رہے اور اگر اُن کے انکار اور ہنسی سے راضی ہو تم بھی مثل انکے کافر ہو اور حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جس
وقت سُنے تو کسی مرد کو کہ وہ انکار کرتا ہے حق کو اور جھٹلاتا ہے اسکو اور اہل حق کو حقارت سے یاد کرتا ہے تو وہاں سے کھڑا ہو جا تو اور اسکو پاس مت بیٹھ
اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ فرض کیا ہے خدا نے کان پر کہ بازگی اختیار کرے اور پرہیز کرے سننے اس کلام سے کہ حرام کیا ہے خدا نے سننا اسکا اور روگردانی
اور انکار کرے اس سے کہ نہیں حلال کیا ہے خدا نے واسطے اسکے اس چیز کو کہ جسکو خدا نے منع کیا ہے اور کان کہنے واسطے اسکے کہ جسمیں خدا کی مرضی نہیں ہے اور فرمایا ہے
خدا نے اس مقدمہ میں کہ وقد نزل علیکم فی الکتاب الآیہ اور پھر کفار اور منافقین کے حق میں فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ تحقیق
خدا جمع کرنیوالا منافقوں اور کافروں کا ہے فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا بیچ دوزخ کے سب کو جیسے کہ وہ دنیا میں متفق ہیں مومنین کی عداوت پر الَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ

وہ لوگ ہیں منافقین کہ انتظار کرتے ہیں وہ بکم یعنی ساتھ تمہارے سختی اور بلا کے نازل ہونیکا فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ پس اگر ہووے واسطے تمہارے فتح جانب خدا سے اے مومنین تو قَالُوْا کہتے ہیں وہ منافقین تمکو کہ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ آیا نہ تھے ہم ہمراہ تمہارے اور کیا تمہاری مدد ہمنے نہیں کی پس حصہ غنیمت میں سے ہمکو بھی دو وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ اور اگر ہووے واسطے کفار کے کوئی حصہ کہ مسلمانوں پر وہ غالب ہو جائیں تو قَالُوْا کہتے ہیں وہ منافقین کافروں کو کہ اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ کیا نہیں غالب تھے ہم اوپر تمہارے کہ ہم قتل کرتے تمکو لیکن جان بوجھ کر ہم تمسے نہیں لڑتے تھے وَنَمْنَعْكُمْ اور کیا نہیں باز رکھا ہے ہم نے تمکو مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں سے کہ ہم نے اُنکے ہمراہ ہو کر لڑنے میں سستی کی اور دلشکنی کی تاکہ اُنکو نہیں یہانتک کہ تم غالب ہو گئے پس ہمکو اپنی غنیمتوں میں شریک کرو فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ پس خدا حکم کرے گا درمیان تمہارے اے مومنین اور منافقین يَوْمَ الْقِيٰمَةِ [illegible] اور سوا اسکے کوئی حاکم ہوگا وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ اور نہیں کرے گا خدا واسطے کافروں کے عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ [illegible] سَبِيْلًا اور مومنوں پر کوئی طریق حجت کا کہ وہ مومنین پر غالب ہوں گفتگو میں اگرچہ دنیا میں باعتبار قوت کے زیادہ ہوں اور فرمایا ہے منافقین [illegible] میں کہ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ تحقیق منافقین فریب کرتے ہیں وہ ساتھ خدا کے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں وَهُوَ اور وہی خدا خَادِعُهُمْ جزا دینے والا ہے ان منافقوں کا اور وہ اس طرح سے ہے کہ جس وقت قیامت کے روز مومنین کو نور دیا جائیگا [illegible] جس وقت وہ صراط پر قدم رکھیں گے تو نور مومنین کا باقی رہیگا کہ وہ اسی نور کی روشنی میں صراط سے اُتر جائیں اور منافقین کا نور [illegible] رہے گا وہ تاریکی میں صراط سے پھسل کر دوزخ میں گر پڑیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذَا قَامُوْا اور جس وقت کھڑے ہوتے ہیں وہ منافقین اِلَى الصَّلٰوةِ طرف نماز کے قَامُوْا كُسَالٰى کھڑے ہوتے ہیں وہ کاہلی کرنے والے ہو کر سست ایسے جیسے کہ کوئی کسی کو زبردستی کھڑا کرتا ہے اور کسالے حال واقع ہوا ہے يُرَآءُوْنَ النَّاسَ دکھلاتے ہیں وہ آدمیوں کو یعنی مومنین کو کہ دیکھو ہم مومن ہیں اور نماز کو ادا کرتے ہیں وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا اور حال یہ ہے کہ نہیں یاد کرتے ہیں وہ خدا کو مگر تھوڑا کہ دکھلانے والے کے روبرو تھوڑا سا ذکر کرتے ہیں اور اگر تنہا ہوں تو کچھ ذکر نہیں کرتے اور حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے پدران طاہرین سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت سے پوچھا کہ نجات کس چیز میں ہے فرمایا کہ نجات وہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے مکر نہ کرو تاکہ خدا تعالیٰ تمسے معاملہ مکر کرنیوالوں کا نہ کرے اور جو شخص کہ خدا کے ساتھ مکر کریگا اُس نے [illegible] کے ساتھ مکر کیا [illegible] پوچھا کہ کیونکر مکر کرتا ہے فرمایا کہ کوئی شخص عمل کرے موافق فرمانے خدا کے اور مراد اس عمل سے خدا کا غیر ہو پس خدا کے شریک سے [illegible] کل کو [illegible] پکارے جاوینگے کہ اے کافر اے فاجر اے غادر اے خاسر عمل تیرا بیکار ہوا اور ثواب تیرا باطل ہوا اور تیرا کوئی حصہ نہیں ہے [illegible] ثواب کو اُس سے تو طلب کر کہ جس کے واسطے تو نے عمل کیا ہے حاصل یہ ہے کہ منافقین نماز کو ریا سے اور دکھلانے کے واسطے پڑھتے ہیں مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ [illegible] متردد اور سرگرداں ہیں درمیان اس کے اور درمیان کفر اور ایمان کے لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ نہ طرف اہل ایمان والوں کے بسبب کفر باطنی کے ہیں وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ اور نہ طرف اہل کفر کرنیوالوں کے ہیں بسبب ظاہر کرنے کلمہ اسلام کے اور حال یہ ہے کہ وہ نہ مومن خالص ہیں اور نہ کافر ہیں وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور وہ شخص کہ گمراہی میں چھوڑ دے اسکو خدا بسبب اُسکے عناد اور انکار کے باوجود ظاہر ہونے دلیلوں حقیت اسلام کے اور اس سبب توفیق اور لطف کو اس سے باز رکھے تو فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا پس ہرگز نہ پاویگا تو واسطے اُسکے راہ حق کو اور راہ نجات کو جناب سید اسے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت نے کہ منافقوں کا حال مثل اس گوسفند کے ہے کہ درمیان دو ریوڑ کے حیران اور متردد و سرگرداں ہوا اور کبھی اس ریوڑ کیطرف نظر کرے اور کبھی طرف اُسکے اور جی میں اپنے کہے کہ کس ریوڑ میں جاؤں اور اہل کفار سے دوستی کرنیکو منع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ نہ پکڑو تم کافروں کو یعنی نہ جانیو تم ان کو اَوْلِيَآءَ دوست اپنے مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ سوائے مومنین کے اس واسطے کہ یہ عمل منافقوں کا ہے کہ دشمنان خدا سے دوستی کریں اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ کیا چاہتے ہو تم یہ کہ کرو تم واسطے عذاب خدا کے اوپر اپنے سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا حجت روشن اور

ع ٣ ١٨

دلیل ظاہر کہ وہ دوستی کرلی کافروں سے ہے جو کہ موجب عذاب کا ہے اس واسطے کہ دوستی کفار کی دلیل نفاق کی ہے اور جزا نفاق کی یہ ہے کہ اِنَّ
الْمُنٰفِقِيْنَ تحقیق کہ منافقین فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ بیچ طبقہ نیچے کے ہیں آتش دوزخ میں سے پس عذاب انکا کفار کے عذاب سے بھی
زیادہ ہے اور دوزخ کے سات طبقے ہیں منافقین سب سے نیچے کے طبقے میں ہونگے کہ جہاں سب سے زیادہ عذاب ہے اور جیسے کہ دوزخ کے طبقوں کو درکات کہتے ہیں
ایسے ہی بہشت کے طبقوں کو درجات کہتے ہیں اور الدرک کا لام کوفہ نے سوائے ابوبکر کے ساکن پڑھا ہے اور باقیوں نے فتح سے اور فرماتا ہے خدا کہ جو منافقین کہ دوزخ
میں ڈالے گا وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا اور ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے ان منافقوں کے کوئی مددگار سوا اللہ کے اُن کو عذاب سے نجات دلوے اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
وَاَصْلَحُوْا مگر وہ لوگ کہ توبہ کی ہے انہوں نے کفر دلی سے اور نفاق سے اور درست کیا ہے انہوں نے امر اپنے کو وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ اور چنگل مارے ہیں انہوں
نے ساتھ خدا کے یعنی دین خدا کو انہوں نے مضبوط پکڑا ہے وَاَخْلَصُوْا اور خالص کیا ہے انہوں نے دِيْنَهُمْ دین اپنے کو لِلّٰهِ واسطے خدا کے یعنی
طاعت اور عبادت نہیں کرتے ہیں وہ مگر واسطے خدا کے نہ واسطے دکھلانے لوگوں کے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ کہ جن لوگوں نے توبہ اور صلاح اپنی کی ہے
اور خدا کے دین پر چنگل مارا ہے اور خالص واسطے خدا کے دین کو خالص کیا ہے یہ لوگ ہوویں گے مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ہمراہ مومنوں کے درجہ اور شمار میں دونوں جہاں
وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور قریب ہے کہ دیوے گا خدا مومنوں کو قیامت کے روز اَجْرًا عَظِيْمًا اجر بڑا کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں اور اب خدا تعالیٰ
اُن منافقین کا ذکر کرتا ہے کہ جن منافقین نے توبہ کی تھی چنانچہ فرماتا ہے کہ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ کیا کرے گا خدا ساتھ عذاب تمہارے کے
یعنی خدا تعالیٰ کیوں عذاب کرے گا تمکو اِنْ شَكَرْتُمْ اگر شکر کرو گے تم اسکی نعمتوں کا اور اسے سمجھیں کہ یہی ہوگے تم وَاٰمَنْتُمْ اور ایمان لاؤ گے
تم اور خدا کی وحدانیت کی تصدیق کرو گے تم وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا اور ہے خدا قدردان مومنوں کا اور ثواب دینے والا اُن کا عَلِيْمًا جاننے والا ایمان
اور شکر کے حقوق کا اور کہتے ہیں کہ ایک شخص ایک جماعت کو مہمان کرکے اپنے گھر لے گیا اور انکو کھانا نہ دیا وہ لوگ جس جگہ جاتے تھے اسکی بے مروتی کی شکایت
کرتے تھے اور لوگ انکو اس شکایت پر ملامت کرتے تھے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ نہیں دوست رکھتا ہے خدا آشکار کر
کہنے کو بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ ساتھ بدی کی بات میں سے یعنی خدا تعالیٰ بدی کی بات آشکار کرنے کو دوست نہیں رکھتا ہے اِلَّا مَنْ ظُلِمَ مگر وہ شخص کہ ظلم کیا
گیا ہے یعنی کسی کو بری بات آشکار کہنی نہ چاہیے مگر مظلوم کہ جس پر ظلم ہوا ہے وہ اپنے ظالم کو بددعا کر سکتا ہے اور بعضی حدیث میں آیا ہے کہ مراد سوء سے
گالی ہے اور خدا اسکو دوست نہیں رکھتا ہے مگر مظلوم کو جو کہ بد کو کہ دین میں جائز ہے ظالم کے واسطے کہہ سکتا ہے اور یہ بھی اکثر واہب میں ہے کہ اگر لوگوں کو مہمان
میں بلاوے اور کھانا نہ دیوے تو وہ مہمان اسکو برا کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی ایک ظلم ہے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا اور ہے خدا سننے والا باتوں کا عَلِيْمًا جاننے
والا بدوں کے فعلوں کا اور فرماتا ہے خدا کہ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اگر ظاہر کرو تم نیکی کو اَوْ تُخْفُوْهُ یا پوشیدہ کرو تم اسکو اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ یا
معاف کرو تم برائی سے کہ جس کا مواخذہ کرنا چاہیے ہو تم فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا پس تحقیق خدا ہے معاف کرنے والا گنہگاروں کا باوجود قدرت بدلا لینے کے
قَدِيْرًا قدرت رکھنے والا ظالموں کے عذاب کرنے پر اور معاف کرنے والوں کے ثواب دینے پر اس آیت میں خدا تعالیٰ رغبت دلاتا ہے مظلوموں کو
معاف کرنے پر ہر چند بدلا لینے کی بھی رخصت ہے لیکن معاف کرنا بہتر ہے اور اب خدا تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی مذمت بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں ساتھ خدا کے وَرُسُلِهٖ اور پیغمبروں اسکے کے وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اور
چاہتے ہیں کہ جدائی ڈالدیں درمیان خدا کے اور پیغمبروں اسکے کے کہ خدا پر تو ایمان لاویں اور اسکے پیغمبروں پر ایمان نہ لاویں وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ اور کہتے
ہیں کہ ایمان لائے ہیں ہم ساتھ بعض کے پیغمبروں میں سے وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اور کفر کرتے ہیں ہم ساتھ بعض کے جیسے کہ یہودی کہ ایمان لاتے ہیں موسیٰ پر اور کفر
کرتے ہیں عیسیٰ اور محمد کا اور جیسے نصاریٰ کہ ایمان لاتے ہیں موسیٰ اور عیسیٰ پر اور کفر کرتے ہیں محمد کا وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا اور چاہتے ہیں وہ یہ کہ پکڑیں
بَيْنَ ذٰلِكَ درمیان اسکے یعنی درمیان کفر اور ایمان کے سَبِيْلًا ایک طریق کو اور حال یہ ہے کہ خدا پر ایمان لانا تمام نہیں ہوتا ہے جبتک کہ سب
پیغمبروں پر ایمان نہ لائے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کہ جن لوگوں نے درمیان کفر اور ایمان کے ایک طریق اختیار کیا ہے هُمُ الْكٰفِرُوْنَ وہی ہیں کافر پورے کہ کامل ہیں کفر بیچ حَقًّا

حقیقت میں یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ اور تیار کیا ہے ہم نے واسطے کافروں کے عَذَابًا مُّهِينًا عذاب خوار
کرنے والا وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ خدا کے اور پیغمبروں اسکے کے وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ
مِّنْهُمْ اور نہ فرق کیا انھوں نے درمیان کسی کے اُن پیغمبروں میں سے بلکہ سب پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں وہ آدم سے محمد صلعم تک أُولَٰئِكَ یہ لوگ وہ ہیں کہ
سَوْفَ نُؤْتِيهِمْ قریب ہے کہ دے گا خدا اُن کو اور حفص نے تو ہم کو تا سے پڑھا ہے متکلم کا صیغہ یعنی دینگے ہم اُن کو أُجُورَهُمْ اجر اور ثواب اُن کے کہ وہ نیکیاں
جو کی ہیں وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا اور ہے خدا بخشنے والا بسبب نیکی گناہوں کا رَّحِيمًا مہربان ہے کہ اپنے فضل و کرم سے زیادہ ثواب عطا کرتا ہے اور بعد اسکے
خدائے تعالیٰ یہودیوں کا ذکر کرتا ہے کہ وہ رسول خدا پر اعتراض کرتے تھے کہ قرآن ایک مرتبہ ہی کیوں نہیں نازل ہوا چنانچہ فرماتا ہے کہ يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ
سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمد اہل کتاب کہ وہ علماء یہود ہیں مثل کعب بن اشرف اور فنحاص بن عازر کے کہ اگر تو سچا پیغمبر ہے تو ایک بار کتاب کو نازل کر جیسے
کہ موسیٰ توریت کو ایک مرتبہ لایا تھا حق تعالیٰ اس سے خبر دیتا ہے کہ علماء یہود تجھ سے درخواست کرتے ہیں أَن تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ یہ کہ نازل کرے تو اوپر
ان کے ایک بارگی كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ کتاب کو آسمان سے مثل توریت کے کہ وہ ایک مرتبہ نازل ہوئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت سے سوال
کیا تھا کہ اس طرح سے کتاب کو لا کہ ہم اسکو لاتے ہوئے تجھے دیکھیں یا ہمارے ہر ایک کے نام کتاب لا کہ جس میں لکھا ہو کہ تو پیغمبر ہے خدا کا پس ایسے ایسے سوال عناد
اور عداوت کی راہ سے جو تھے خدائے تعالیٰ نے اُنکو قبول نہ کیا اور واسطے تسلی رسول خدا کے فرماتا ہے کہ اے حبیب میرے تو غمگین مت ہو کہ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ
پس تحقیق سوال کیا تھا ان یہودیوں نے موسیٰ سے أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ بہت بڑا اس سوال سے کہ جو اب تجھ سے کرتے ہیں فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ پس
کہا تھا انھوں نے کہ دکھلا تو ہم کو خدا کو جَهْرَةً ظاہر کہ اپنی آنکھوں سے ہم اسکو دیکھیں فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ پس پکڑ لیا اُنکو بجلی کی آگ نے
بِظُلْمِهِمْ بسبب ظلم اُن کے کہ انھوں نے محال امر کا سوال کیا تھا اس واسطے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ کے واسطے نہ جسم ہے نہ جہت ہے تو دیکھنا اُس کا
البتہ محال ہے اس صورت میں اسکو آنکھوں سے کیونکر دیکھ سکتے ہیں ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ پھر پکڑا انھوں نے بچھڑے کو پرستش کے واسطے یعنی بچھڑے کی
انھوں نے پرستش کی مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ پیچھے اس سے کہ آئیں اُنکے پاس دلیلیں اور معجزے حقیقت کے مثل عصا کے کہ سانپ بنجاتا تھا اور
ہاتھ موسیٰ کا روشن ہوجاتا تھا فَعَفَوْنَا عَن ذَٰلِكَ پس درگزر کی ہم نے اس گناہ سے اور معاف کیا ہم نے اس گناہ کو وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا
مُّبِينًا اور دیا ہم نے موسیٰ کو غلبہ ظاہر اور بہت ہی ایک یہ تھا کہ حکم کیا موسیٰ نے گوسالہ پرستوں کو کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو اور وہ حکم اسکا بجالائے اور
سب آدمی اُن میں سے قتل ہوئے چنانچہ سورہ بقر میں پہلے پارے میں فاقتلوا انفسکم کی تفسیر میں گذرا ہے وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ اور بلند کیا ہم نے
اوپر اُن کے کوہ طور کو اُنکے لشکر کے طول اور عرض کی برابر جسوقت وہ توریت کے احکام بجالانے سے باز رہے اور جو کچھ موسیٰ حکم کرتے تھے اسکو وہ نہ مانتے تھے
اس واسطے طور کو اوپر بلند کیا بِمِيثَاقِهِمْ بسبب پیمان اُنکے کہ پہاڑ کے اوپر گرنے سے خوف سے پیمان کو اور عہد کو انھوں نے قبول کیا کہ جو کچھ موسیٰ حکم
کریگا اسکو ہم بجالاوینگے اور ذکر اسکا سورہ بقر میں ورفعنا فوقکم الطور کی تفسیر میں ہوچکا ہے اور اسکے بعد انھوں نے اس عہد کو توڑ ڈالا وَقُلْنَا لَهُمُ اور کہا ہم نے
واسطے ان یہودیوں کے یعنی جس وقت کہ انھوں نے عہد کو توڑ ڈالا تو اسکے بعد ہم نے اُن یہودیوں سے کہا کہ ادْخُلُوا الْبَابَ داخل ہو تم دروازہ شہر میں سُجَّدًا
سجدہ کرتے ہوئے یہ حال واقع ہوا ہے اور یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کہا کہ بیت المقدس میں باب الحطہ سے داخل ہو حطہ کہتے ہوئے اور سجدہ
کرتے ہوئے انھوں نے سجدے سے روگردانی کی اور دوسرے دروازے سے داخل ہوئے اور حطہ کے بدلے حنطہ کہا اور ذکر اسکا سورہ بقر میں گذر
گیا ہے وَقُلْنَا لَهُمْ اور کہا ہم نے واسطے اُن کے یعنی ان یہودیوں سے ہم نے کہا کہ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ اور نہ حد سے گزرو تم بیچ حکم روز شنبہ کے اور اہل مدینہ
لا تعدوا کو بسکون عین اور تخفیف دال پڑھا ہے اور ورش نے نافع سے روایت کی ہے فتح عین اور تشدید دال کی اور باقیوں نے تخفیف سے پڑھا ہے یعنی روز شنبہ
میں کچھ کسب مت کرو اور جو چیز کہ تم پر حرام ہوئی ہے اسکو نہ کرو اور عبادت و طاعت میں مشغول رہو اور انھوں نے موسیٰ کے زمانہ میں تو اس پر عمل کیا اور داؤد کے
زمانہ میں عہد کو توڑ ڈالا اور اس کے سبب سے وہ بندر ہوگئے چنانچہ مفصل سورہ بقر میں وقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین کی تفسیر میں گذرا ہے وَأَخَذْنَا مِنْهُم

مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ اور لیا ہے ہم نے ان یہودیوں سے یعنی اُن کے باپوں سے پیمان سخت اُن سب حکموں کے بجا لانے پر چنانچہ انھوں نے کہا کہ سمعنا و اطعنا فَبِمَا نَقْضِهِمْ پس ساتھ توڑ ڈالنے ان کے کے ما اسمیں زائد ہے اور بعد سا یا لعنا کے متعلق ہے یعنی پس عذاب کیا ہم نے انکو سبب توڑ ڈالنے اُن کے مِّيْثَاقَهُمْ پیمان اپنے کو وَكُفْرِهِمْ اور سبب کفر کرنے اُن کے کے اور نہ عمل کرنے اُن کے کے بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ساتھ آیتوں خدا کے جو کہ انکی کتاب میں ہیں وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور سبب مار ڈالنے ان کے کے پیغمبروں کو ساتھ ناحق کے وَّقَوْلِهِمْ اور سبب کہنے اُن کے کے قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۝ دل ہمارے غلاف میں ہیں کہ محمدؐ کی بات کو ہم نہیں سنتے ہیں اور یا یہ کہ دل ہمارے ظروف ہیں علموں کے کہ ہم محتاج کسی کے علم کے نہیں ہیں اور دل ہمارے علوم سے پر ہو رہے ہیں ایسا نہیں ہے کہ وہ کہتے ہیں بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بلکہ علامت جہالت کی ہے خدا نے اوپر دلوں انکے کے بِكُفْرِهِمْ سبب کفران کے کے اپنے علم سے حالانکہ یہ ہرگز ایمان نہ لاویں گے فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ پس نہ ایمان لاویں گے وہ مگر تھوڑے اُن یہودیوں میں سے مثل عبد اللہ بن سلام کے اور اس کے یاروں کے وَّبِكُفْرِهِمْ اور عذاب کیا ہم نے انکو سبب کفران کے کے کہ وہ عیسیٰ پر ایمان نہ لائے بعد موسیٰ کے اور بعد اس کے محمدؐ پر ایمان نہ لائے وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ اور سبب کہنے اُن کے کے اور بسا لینے اُن کے کے اور مریم کے بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ بہتان بڑا کہ اس عفیفہ مقدسہ کو تہمت زنا کی لگائی وَّقَوْلِهِمْ اور سبب کہنے ان کے کے اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ یہ کہ تحقیق ہم نے قتل کیا ہے عیسیٰ پسر مریم کو رَسُوْلَ اللّٰهِ پیغمبر خدا کا ہے یہ قول خدا کا ہے کہ عیسیٰ پیغمبر خدا کا ہے یہ قول یہودیوں کا اور یا یہ کہ قول یہود کا ہوئی کی راہ سے وَمَا قَتَلُوْهُ اور حال یہ ہے کہ نہیں قتل کیا ہے ان یہودیوں نے اس عیسیٰ کو وَمَا صَلَبُوْهُ اور نہ سولی دی ہے انھوں نے اسکو وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ولیکن مشتبہ ہو گیا ہے واسطے ان کے وہ شخص کہ جس کو قتل کیا ہے انھوں نے اور وہ شخص دوسرا تھا کہ عیسیٰ کی صورت میں ہو گیا تھا اور یہ اسکو سمجھے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں اس واسطے اس کو عیسیٰ علیہ السلام جان کر سولی دی اور کیفیت اس قصہ کی روایت ابن عباس سے اس طرح منقول ہے کہ جس وقت خدا نے مسخ کیا عیسیٰ کی دعا سے ان لوگوں کو کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی تھی مریم اور عیسیٰ کو تو خبر اسکی یہودا کو پہنچی اور وہ سردار یہودیوں کا تھا اُس نے یہ خبر سنی تو ڈرا کہ عیسیٰ کہیں میرے واسطے بددعا نہ کریں انسے یہود لوگوں کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ عیسیٰ کو قتل کرنا چاہیے خدا تعالےٰ نے جبرئیل کو بھیجا کہ وہ عیسیٰ کو ان لوگوں سے بچائے اور یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے گرد جمع ہوئے اور عیسیٰ سے سوال کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ فرماتے تھے کہ اے یہود تو خدا تعالیٰ تم سے بغض رکھتا ہے اور یہودی حضرت عیسیٰ کی طرف کو روانہ ہوئے کہ اُنکو قتل کریں جبرئیل عیسیٰ کو کوٹھری میں لے گئے اور اُس میں ایک روشندان تھا اُس میں سے عیسیٰ کو نکال کر آسمان پر لے گئے یہودا نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو کہ نام اُس کا ططیانوس تھا کوٹھری کے اندر بھیجا کہ عیسیٰ کو جا کر قتل کر وہ اندر گیا تو عیسیٰ کو وہاں نہ دیکھا جب اسکو دیر ہوئی تو لوگوں نے جانا کہ عیسیٰ اور ططیانوس میں لڑائی ہو رہی ہے خدا تعالےٰ نے اس شخص کو جو کہ اندر گیا تھا حضرت عیسیٰ کی صورت میں کر دیا جس وقت وہ باہر نکلا تو لوگوں نے اسکو عیسیٰ جان کر سولی پر چڑھایا ہر چند وہ فریاد کرتا تھا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن کسی نے اسکا کہنا نہ مانا مگر بعد سولی دینے کے آپس میں کہتے تھے کہ اس گھر میں فقط عیسیٰ اور ہمارا یار تھا اگر یہ عیسیٰ تھا تو ہمارا یار کہاں ہے اور اگر یہ ہمارا یار تھا تو عیسیٰ کہاں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جس شخص نے عیسیٰ کی صورت میں ہو کر سولی پائی تھی نام اُسکا یہودا تھا اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ اور تحقیق وہ لوگ کہ اختلاف کیا ہے انھوں نے بیچ حال اس عیسیٰ کے کہ بعضے تو کہتے تھے کہ وہ جھوٹا ہے اس واسطے ہم نے اسکو قتل کیا اور بعضے تردد کرتے تھے کہ یہ عیسیٰ تھا تو ہمارا یار کہاں ہے اور بعضے کہتے تھے کہ چہرہ اسکا چہرہ عیسیٰ کا ہے اور بدن اس کا بدن یار ہمارے کا ہے اور بعضے کہتے تھے کہ وہ آسمان پر گیا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جسے عیسیٰ نے کہا تھا کہ میں آسمان پر جاؤں گا اور بعضے کہتے تھے ناسوت کہ بدن ہے وہ سولی دیا گیا اور لاہوت کہ روح ہے وہ آسمان پر پہنچی ہے اور بعضے کہتے تھے کہ وہ خدا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ پسر خدا ہے اور یہ جماعت اختلاف کرنے والی لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ البتہ بیچ شک کے ہیں حال اس عیسیٰ کے سے اور تردد میں ہیں کہ تحولی حال اس کا انکو معلوم نہیں ہے اس واسطے کہ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے واسطے ان یہودیوں کے ساتھ حال اس عیسیٰ کے علم اور یقین اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ مگر پیروی کرنی گمان کی کہ جو کوئی کہتا تھا از راہ گمان اور احتمال کے کہتا تھا اور یقین کسیکو

تھا وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا اور نہیں قتل کیا ہے انہوں نے اسکو یقیناً بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ بلکہ اٹھا لیا ہے اسکو خدا نے إِلَيْهِ طرف اپنی یعنی اپنی طرف
التفات اپنی کے آسمان چہارم پر وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا اور ہے خدا غالب ہر چیز پر حَكِيمًا حکمت والا اپنے امور میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت
ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا تو اُنکے بدن میں ایک کرتا تھا کہ جسکا سوت حضرت مریم نے کاتا تھا اور حضرت مریم ہی نے
سیا تھا جس وقت آسمان پر پہنچے تو آواز آئی کہ عیسیٰ اسکو ڈال دے کہ یہ زینت دنیا کی ہے اور فرماتا ہے کہ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ
بِهِ اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ ایمان لائے گا وہ ساتھ اس عیسیٰ کے اور تصدیق کرے گا اس کی کہ بندہ خدا کا ہے اور پیغمبر اس کا قَبْلَ
مَوْتِهِ پہلے مرنے اُس کے کے اور بعد نازل ہونے اُنکے آسمان سے اور یا یہ کہ یہود اور نصاریٰ وقت مرنیکے جسوقت آثار موت اور عذاب کے دیکھیں گے تو حضرت
عیسیٰ پر ایمان لاویں گے لیکن اس وقت کا ایمان اُنکو کچھ فائدہ نہ دیگا کہ عذاب کو دیکھ کر ایمان لاویں گے وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا
اور روز قیامت کے ہووے گا عیسیٰ اوپر ان اہل کتاب کے گواہ کہے گا کہ ان لوگوں نے مجھکو جھٹلایا اور نصاریٰ کو کہے گا کہ ان لوگوں نے مجھکو فرزند خدا کہا
اور شیعہ اور سنی دونوں کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ جسوقت عیسیٰ آسمان سے نزول فرماویں گے دجال کو قتل کریں تو سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ پر ایمان لاویں گے
اور جانیں گے کہ وہ پیغمبر حق ہے اور اسوقت مذہبوں میں اختلاف باقی نہ رہے گا اور سوائے دین اسلام کے کوئی دین نہ ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
تابع مہدی آل محمد کے ہوں اور ہماری شرع کے احکام پر عمل کریں اور چالیس برس زمین پر زندہ رہیں اور بعد اُنکے دنیا سے رحلت فرماویں اور مومنین اُن
پر نماز پڑھیں اور اس زمانہ میں اسطرح سے امن ہو کہ شیر اور چیتا اور گائے اور بکری اور بھیڑیا آپس میں ایک مقام میں رہیں اور لڑکے سانپ سے بازی
کریں کوئی حیوان کسی حیوان کو آزار نہ پہنچائے اور روایات اہل بیت علیہم السلام میں آیا ہے کہ جس وقت امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرماویں گے تو سب اہل کتاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاویں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اہل کتاب
ایمان لاویں گے اور کہیں گے کہ عیسیٰ بندہ خدا تھا اور امام مہدی علیہ السلام سولی کو توڑیں گے اور سور کو ہلاک کریں گے اور جزیہ نہ لیں گے تاکہ ایک مذہب
ہو جاوے اور حضرت عیسیٰ تابع امام مہدی علیہ السلام کے ہوں گے اس واسطے کہ عیسیٰ طریقہ محمدی کو نہیں جانتے اور دین عیسوی منسوخ ہو گیا ہے اور فرماتا ہے خدا
کہ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا اس سبب ظلم کے ان لوگوں سے کہ یہودی ہوئے ہیں حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ حرام کیں
ہمنے اوپر ان کے پاکیزہ کھانے کہ حلال کئے گئے تھے واسطے اُن کے اور تفصیل اسکی سورۃ انعام میں آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ
اللَّهِ اور سبب سد کرنے اُن کے راہ خدا سے كَثِيرًا بہتوں کو کہ توریت میں تحریف کر کے صفات پیغمبر آخر الزمان کو مٹا دیتے تھے اور لوگوں کو کہتے تھے کہ محمد
وہ پیغمبر نہیں ہے کہ جس کا وعدہ ہے اور ایمان لانے سے لوگوں کو باز رکھتے تھے وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا اور سبب لینے ان کے سود کو وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ
اور حال یہ ہے کہ تحقیق منع کئے گئے تھے وہ ان سے توریت میں وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ اور سبب کھانے اُن کے مال آدمیوں کے بِالْبَاطِلِ
ساتھ باطل کے مثل رشوت اور غصب کے وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا اور تیار کیا ہے ہم نے واسطے کافروں کے اُن بنی اسرائیل میں
سے عذاب دردناک مگر جو شخص کہ ایمان لاوے اور توبہ کرے لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ لیکن مضبوط ہونے والے لوگ بیچ علم اور [illegible] کے مثل عبداللہ بن
سلام اور اس کے اصحاب کے مِنْهُمْ اُن بنی اسرائیل سے کہ جن لوگوں نے توریت کا علم حاصل کیا ہے یقین اور باخلاص تحریف نہیں کی ہے وَ
الْمُؤْمِنُونَ اور کل مومنین اُن کے دین محمدی کے يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف
تیرے یعنی قرآن وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ اور ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے پہلے تجھ سے یعنی کل کتابیں پہلے پیغمبروں کی
وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ اور دائم رکھنے والے نماز کو ہمیشہ اور المقیمین منصوب علی المدح ہے یعنی المقیمین اور الصلوٰۃ مفعول اسکا ہے اور یا یہ کہ المقیمین کا
عطف ما انزل الیہ پہ ہے اور مراد مقیمین صلوٰۃ سے انبیاء ہیں کہ اتمام کرنے والے نماز کے ہیں اور معنی اس کے اس وقت یہ ہوں گے کہ ایمان لاتے ہیں قائم کرنے والوں
نماز پر کہ وہ انبیاء ہیں وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ اور دینے والے زکوٰۃ کو وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور ایمان لانے والے ساتھ خدا کے اور روز آخرت کے

اُولٰٓئِكَ ۔ وہ لوگ ہیں کہ سَوْفَ نُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا قریب ہے کہ دیں گے ہم ان کو اجر بڑا کہ وہ دولت رضامندی خدا کی ہے اور نعمیں جنت کی ہیں اور کہتے ہیں
کہ یہودیوں نے جو حضرت سے سوال کیا تھا کہ قرآن ایک دفعہ کیوں نہیں نازل ہوا جیسے کہ اور کتابیں ایک دفعہ نازل ہوئی ہیں اُنکے جواب میں خدا نے فرمایا کہ امر
انکا وحی میں مثل اور انبیاء کے ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ تحقیق ہم نے وحی کی ہے طرف تیرے كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ جیسے کہ وحی کی
ہم نے طرف نوح کے کہ وہ شیخ المرسلین ہے اور سب سے پہلے اس نے کفر کو ڈرایا ہے اور انکی دعا سے ہلاک ہوئے وَّالنَّبِيّٖنَ اور جیسے کہ وحی کی ہم نے
طرف پیغمبروں کے مِنْۢ بَعْدِهٖ پیچھے اس سے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اور وحی کی ہے ہم نے طرف ابراہیم کے وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَ
يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اور طرف اسمٰعیل کے اور اسحاق کے اور یعقوب کے اور اسباط کے اور یہ چاروں نام غیر منصرف ہیں اور اسباط سے مراد بارہ گروہ
ہیں اولاد دوازدہ فرزند ان یعقوب کے وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ اور وحی کی ہے ہم نے طرف عیسیٰ کے اور ایوب کے اور یونس کے
اور ہارون کے اور سلیمان کے یہ بھی غیر منصرف ہیں اور نبیین میں سب انبیاء داخل تھے پھر جو بعد نبیین کے ذکر ان کا کیا ہے ۔ اُنکی تعظیم کے واسطے ہے وَاٰتَيْنَا
دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ اور دی ہم نے داؤد کو زبور کہ جس میں فقط حمد اور ثنائے الٰہی تھی اور احکام شرع اُس میں نہ تھے بلکہ توریت کے احکام پر عمل ہوتا تھا اور
زبور کو حمرہ اور جلاجل کے نغم پر پڑھتے تھے اور باصوت بلیغ پڑھا اور کہتے ہیں کہ حضرت داؤد بہت خوش الحان تھے اور روایت ہے کہ داؤد زبور کو ہمراہ لشکر صحرا
کو جاتے تھے اور ایک مقام میں جا کر ٹھہرتے تھے اور علمائے بنی اسرائیل اُن کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے اور سوائے اُن کے اور آدمی اُنکے پیچھے کھڑے ہوتے تھے اور
پیچھے ان کے جن کھڑے ہوتے تھے ان کے پیچھے دواب صحرائی اور پرندے اُنکے سر کے اوپر اڑتے تھے پروں کو صف باندھ کر اور جس وقت داؤد زبور کو پڑھتے تھے لوگ انکی
خوش الحانی سے سب بیہوش ہو جاتے تھے جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ علیؑ کو اسقدر قوت دیگا کہ جیسے جبرئیل کی قوت ہے اور نور
آدم کا سا اور جمال یوسف کا سا اور آواز داؤد کی سی دیگا اور خطیب بہشت کا اسکو کرے گا بہشتی اسکی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ
وَرُسُلًا اور بھیجا ہے پیغمبروں کو کہ قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ تحقیق قصہ بیان کیا ہے ہم نے اُن کا اوپر تیرے قرآن میں اور نام اُن کا لکھا ہے ایسا
مِنْ قَبْلُ پہلے اس سورے سے یا پہلے آج کے دن سے جیسے کہ قصہ یوسف اور زکریا اور یحییٰ اور الیاس اور الیسع اور عزیر اور سوائے اُن کے وَ
رُسُلًا اور بھیجا ہے ہم نے پیغمبروں کو کہ لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ نہیں قصہ بیان کیا ہے ہم نے انکا اوپر تیرے اور نام ان کا قرآن میں نہیں لکھا ہے
وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى اور کلام کیا ہے خدا نے موسیٰ سے تَكْلِيْمًا ۚ کلام کرنا اسطرح سے کہ سخن کو درخت میں پیدا کر دیا اور درخت نے حضرت موسیٰ
سے باتیں کیں اور تکلیماً مصدر ہے ارسلنا یا اوحینا مقدر سے اور موسیٰ سے خدا تعالیٰ نے کلام کیا یہ انتہا کا درجہ ہے وحی کا کہ اسکے ساتھ موسیٰ کو خاص
کیا اور خدا تعالیٰ نے محمدؐ کو سب انبیاء پر فضیلت دی ہے کہ اُن کو مثل سب پیغمبروں کے اور زیادہ اسسے رتبہ دیا ہے اور حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ درمیان آدم اور نوح علیہما السلام کے انبیاء پوشیدہ بھی تھے اور ظاہر بھی تھے اس واسطے قرآن میں اُن کا ذکر پوشیدہ رہا اور انکا نام نہ لکھا جیسے کہ انبیا
ظاہر کا نام لکھا ہے اور یہی مراد ہے قول حق تعالیٰ سے ورسلا قد قصصناهم عليك من قبل ورسلا لم نقصصهم عليك یعنی نہیں نام لکھا ہے پوشیدہ
انبیاء کا جیسے کہ نام لکھا ہے ظاہر انبیاء کا اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مناجات کی ہے موسیٰ نے اور برابر کہا ہے خدا نے ایک لاکھ اور چوبیس کلموں سے بیچ
رات اور دن میں کہ اس مدت میں موسیٰ نے نہ کھانا کھایا ہے اور نہ پانی پیا اور جس وقت بنی اسرائیل کی طرف آیا تو انکا کلام موسیٰ کو بُرا معلوم ہوتا ہے اس
واسطے کہ خدا کے کلام کی خبر ہی موسیٰ کے کانوں میں پڑی ہوئی تھی اور حضرت کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ موسیٰ بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر کوہ طور پر گیا اور ان کو
پہاڑ کے نیچے کھڑا کر دیا اور خود پہاڑ پر چڑھا اور خدا تعالیٰ سے درخواست کی کلام کرنے کی کہ بنی اسرائیل خدا کے کلام کو سنیں خدا نے درخواست موسیٰ
کی قبول کی اور کلام کیا اور بنی اسرائیل نے کلام خدا کا سنا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور اوپر سے اور نیچے سے سب طرف سے آواز آئی
یعنی خدا تعالیٰ نے آواز کو درخت میں پیدا کر کے سارے میں پھیلا دیا یہانتک کہ بنی اسرائیل نے ہر جگہ سے آواز سنی اور منقول ہے کہ بنی اسرائیل نے
رسولخدا صلعم سے کہا کہ موسیٰ تجھ سے بہتر ہے حضرت نے پوچھا کہ کس طرح بہتر ہے ان لوگوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا ہے چار ہزار کلمہ سے

اور سچھ سے کچھ کلام نہیں کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے بی کلام کیا ہے اور میں افضل ہوں موسیٰ سے ان لوگوں نے پوچھا کہ تو کیونکر افضل ہے حضرت نے فرمایا
کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً الآیہ یعنی مجھکو معراج ہوئی ہے اور موسیٰ کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا رُسُلًا بھیجا ہے ہم نے پیغمبروں کو کہ مُّبَشِّرِينَ خوشخبری
دینے والے مومنوں کو جنت کی وَمُنذِرِينَ اور ڈرانے والے ہیں کافروں کو اور گنہگاروں کو آتش دوزخ سے اور رسلاً منصوب ہے ارسلنا مقدر سے اور مبشرین
اور منذرین حال واقع ہوا ہے اور پیغمبروں کو اس واسطے بھیجا ہے کہ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ تاکہ نہ ہووے واسطے آدمیوں کے اوپر خدا کے
حجت بَعْدَ الرُّسُلِ بعد پیغمبروں کے کہ قیامت کے روز کفار کہنے لگیں کہ تو نے پیغمبر کیوں نہ بھیجے کہ ہم ایمان لاتے اور جب پیغمبر انکی ہدایت کے واسطے بھیجے
تو پھر کچھ نہیں کہہ سکتے وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا اور ہے خدا غالب جو کچھ چاہے سو کرے اگر پیغمبر بھیجے ہدایت کے واسطے تو اس کا کوئی مانع نہیں ہے
حَكِيمًا حکمت والا ہے کہ انبیاء کو بہ حکمت اور مصلحت کے بھیجا ہے کہتے ہیں کہ یہودیوں نے جناب رسول خدا سے کہا کہ ہمارے پاس کوئی گواہ نہیں ہے کہ تیرے دعوے کے
راست ہونیکی گواہی دے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہودی گواہی نہیں دیتے ہیں لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ لیکن خدا گواہی دیتا ہے اور نبوت کہ تیری سب لوگوں پر
ظاہر کرتا ہے بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کیگئی ہے طرف تیرے کہ وہ قرآن ہے اور وہ معجزہ دلیل روشن ہوئے راست اور درست ہونے
أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ نازل کیا ہے اسکو ساتھ علم اپنے کے کہ تو لائق اور سزاوار ہے اسکے یعنی تجھکو اہل اسکا جانکر تجھ پر نازل کیا ہے وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ اور فرشتے گواہی دیتے ہیں نبوت کی اور
قرآن کے حق ہونے پر وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا اور کافی ہے خدا گواہی دینے والا اگرچہ اور کوئی گواہی نہ دیوے اہل کتاب انکار کریں تو غمگین مت ہو کہ بہ عناد اور
عداوت کی جہت سے تیری نبوت کی تصدیق نہیں کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے پیغمبر آخر الزمان کی نبوت
سے یعنی یہود وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ اور بند کیا انہوں نے راہ خدا سے لوگوں کو توریت میں تحریف کرکے اور پیغمبر آخر الزمان کی صفات
بدل کے تو قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا تحقیق گمراہ ہوئے وہ گمراہ ہونا دور حق سے کہ لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں باوجود اپنے گمراہ ہونیکے إِنَّ
الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے وَظَلَمُوا اور ظلم کیا انہوں نے اپنے نفسوں پر محمد کی نبوت کا انکار کرکے اور لوگوں کو راہ حق سے منع کرکے
لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ نہیں ہے خدا کہ بخشش کرے واسطے اُن کے وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا اور نہ یہ کہ رہنمائی کرے ان کو راہ حق کی کہ وہ
راہ بہشت کی ہے إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ مگر راہ دوزخ کی کہ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اس دوزخ کے ہمیشہ وَكَانَ
ذَٰلِكَ اور ہے یعنی دوزخ میں ہمیشہ رکھنا عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا اوپر خدا کے آسان کہ اسپر کچھ دشوار نہیں ہے اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق
علیہما السلام سے روایت ہے کہ فرمایا جسنے ظلم کیا آل محمد پر اور حق اُن کا غصب کیا خدائے تعالیٰ انکو نہ بخشیگا اور اب خدائے تعالیٰ ایمان لانیکو حکم کرتا ہے اور
فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ اے آدمیو تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر کہ وہ محمد ہے بھیجا ہوا خدا کا بِالْحَقِّ ساتھ حق کے
کہ وہ قرآن ہے یا دین اسلام ہے مِن رَّبِّكُمْ پروردگار تمہارے کے پاس سے فَآمِنُوا پس ایمان لاؤ تم کہ خَيْرًا لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے
اس واسطے کہ اسمیں تمہارے دنیا اور آخرت کی دونو کی بھلائی ہے اور خیراً منصوب ہے اسواسطے کہ وہ صفت مصدر محذوف کی ہے اور تقدیر اسکی فامنوا ایماناً
خیراً لکم ہے وَإِن تَكْفُرُوا اور اگر کفر کروگے تم محمد کی نبوت کا انکار کرکے تو خدائے تعالیٰ کو اسکی کچھ پروا نہیں ہے فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ پس تحقیق واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے کہ سب اس کی مخلوق اور مملوک
ہیں اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو اس کا کچھ نقصان نہیں ہے تمہارے ہی فائدے کو کہتا ہے وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا اور ہے خدائے تعالیٰ جاننے والا
تمہارے احوال کا حَكِيمًا حکمت والا کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور اب خدائے تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی طرف خطاب
کرکے فرماتا ہے کہ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اے یہود و نصاریٰ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ نہ غلو کرو تم بیچ دین اپنے کے یعنی حد سے
بڑھکر نہ کہو تم اے یہودیو کہ عزیر کو خدا کا بیٹا کہو اور اے نصاریٰ تم عیسیٰ کو فرزند خدا کہو ایسا تمکو نہ چاہئے اور یا یہ کہ اے یہودیو تم عیسیٰ
کو تہمت نہ لگاؤ کہ کسی مرد کا بیٹا اس کو کہو اور اے نصاریٰ تم عیسیٰ کو اما معبود اور خدا مت کہو وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ اور نہ کہو تم

اور نہ بندے کے مگر حق بات کہ جو اسکی خدائی کے لائق ہے اور وہ سزاوار اسکے نہیں ہے کہ اسکے کوئی فرزند ہو پس عزیر اور عیسیٰ کو فرزند اس کا مت کہو
اس واسطے کہ وہ دونوں بندے اور مخلوق اسکی ہیں اور خدا کے لائق نہیں کہ فرزند ہے اور نہ زوجہ ہے إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ نہیں سوائے اسکے
نہیں کہ مسیح عیسیٰ پسر مریم رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ پیغمبر خدا کا ہے اور کلمہ اسکا کہ کلمہ کن کے کہنے میں وہ پیدا ہو گیا تھا اور تحقیق عیسیٰ کے کلمہ ہونے کی سورہ
آل عمران میں گذر گئی ہے پس وہ کلمہ خدا کا ہے کہ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ ڈالا اور پہنچایا ہے اسکو طرف مریم کے کہ عیسیٰ کو اس سے پیدا کیا ہے وَرُوحٌ مِنْهُ
اور روح ہے وہ عیسیٰ کہ صادر ہوئی ہے وہ روح اس خدا سے بے واسطہ پدر اور نطفہ کے کہ جبرئیل نے وہ روح گریبان میں مریم کے پھونکی تھی اور اس سے خدا تعالیٰ
نے مریم کے شکم سے عیسیٰ کو پیدا کیا فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ پس ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے اور پیغمبروں اسکے کے وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ اور نہ کہو تم
تین خدا مریم اور عیسیٰ اور اللہ اور مشہور نصاریٰ میں یہ ہے کہ وہ تین خدا خدا تعالیٰ اور عیسیٰ اور روح القدس ہیں اور فرماتا ہے کہ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ باز آؤ تم
اس قول سے کہ بہتر ہو واسطے تمہارے اور کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی انتهوا عن التثليث واقصدوا خيرا لكم ہے یعنی باز آؤ تم تین خدا کہنے سے اور قصد کرو تم بہتر
کو واسطے اپنے کہ وہ قائل ہونا ایک خدا کا ہے کہ نہ جسکے فرزند ہے اور نہ زوجہ اس صورت میں خیراً مفعول اقصدوا مقدر کا ہوگا اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ دو روحیں ایسی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو پیدا کر کے برگزیدہ کیا ہے روح آدم اور روح عیسیٰ علیہما السلام اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ إِنَّمَا اللَّهُ
إِلَٰهٌ وَاحِدٌ سوائے اسکے نہیں کہ خدا معبود ایک ہی ہے ایسی ذات ہے کہ کسی طرح کی ترکیب اور تعدد اس میں نہیں سُبْحَانَهُ پاکی سے یاد کرتے ہیں ہم اسکی
یاد کرنا اسکو اور وہ پاک اور پاکیزہ ہے أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ اس سے کہ ہووے واسطے اسکے کوئی فرزند لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ واسطے اسی کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے یعنی سب مخلوق اسکی ہیں اور مخلوق مثل خالق کے نہیں ہو سکتا پس آسمان
اور زمین کے باشندوں میں سے اسکا فرزند کوئی نہیں ہو سکتا اور خدا کے فرزند اس واسطے نہیں ہو سکتا کہ خدا بے مانند ہے اور اگر فرزند اسکے کوئی ٹھیرا تو یہ چاہیے
کہ جو باتیں کہ اسکے فرزند میں ہیں وہ اس میں بھی ہوں پس اگر عیسیٰ فرزند خدا کا ہوا اور وہ سوتا اور جاگتا اور کھاتا اور پیتا اور ہگتا اور پیشاب کرتا بھی تھا اور
حدوث بھی اس میں تھا کہ پہلے وہ نہ تھا اور ایک زمانہ میں وہ پیدا ہو گیا پس چاہیے کہ یہ سب امور خدا میں بھی ہوں اس واسطے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جیسا باپ
ہوتا ہے ایسا ہی اسکا بیٹا ہوتا ہے اور باپ اور بیٹے میں اتفاق سب امور خلقی کا چاہیے اور جو امر کہ باپ میں ہے وہ بیٹے میں چاہیے جیسے کہ قدیم ہونا اور
عیسیٰ میں کوئی امر مثل اسکے نہ تھا بلکہ وہ پیدا ہوا اور نصاریٰ کے نزدیک وہ سولی پا کر مارا گیا اور خدا کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام بہت
چیزوں کا محتاج تھا جیسے کہ کھانا اور پینا اور خدا کو فنا نہیں ہے اور عیسیٰ کو نصاریٰ کہتے ہیں کہ فنا ہو گیا پس جس وقت خدا میں اور عیسیٰ میں کوئی نسبت نہ
ہوئی تو عیسیٰ خدا کا بیٹا ہوا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا اور کافی ہے خدا کارساز بندوں کا کام بنانے والا ہے انکا بے پروا مددگار اور حمایت کرنے والا اپنے اور
کہتے ہیں کہ نجران کے نصاریٰ کہتے تھے کہ اے محمد تو کہتا ہے کہ عیسیٰ خدا کا بندہ ہے اور بندہ ہونا باعث عیب ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا کے بندے ہونے میں
کچھ عیب نہیں ہے اور اسکے موافق خدا فرماتا ہے کہ لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ ہرگز نہ ننگ و عار کرتا ہے مسیح اس سے کہ
ہووے وہ بندہ واسطے خدا کے بلکہ ہمیشہ وہ اپنے تئیں بندہ خدا کا کہتا تھا اور بندگی کو خدا کی باعث شرف جانتا تھا اور فرشتوں کے پوجنے والے فرشتوں کو
فرزندان خدا کہتے تھے ان کے رد میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ اور نہ ننگ رکھتے ہیں ملائکہ مقرب بندے خدا کے
بندے ہونے سے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ اور جو لوگ کہ ننگ کریں اور ابا کریں عبادت سے خدا کے
وَيَسْتَكْبِرْ اور تکبر کریں اور سرکشی کریں وہ فَسَيَحْشُرُهُمْ پس قریب ہے کہ محشور کرے انکو خدا إِلَيْهِ طرف اپنی یعنی اس موضع میں جو مقرر ہوا ہے واسطے
جَمِيعًا سبکو واسطے جزائے اعمال کے اور قرار واقعی انکو سزا دیوے اور استکبار اور استنکاف میں فرق یہ ہے کہ استنکاف استکبار سے بھی بڑھ
کے ہوتا ہے اس واسطے کہ استنکاف تو وہ ہے کہ جو بدون استحقاق کے ہو اور استکبار کبھی موافق استحقاق کے بھی ہوتا ہے جیسے کہ خدا میں فَأَمَّا الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ پس پورا دیگا خدا انکو مزد ان کو

ع ۲۳

اور تو انہوں اُن کے کو وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ اور زیادہ دے گا ان کو فضل اپنے سے کہ ایک کے عوض میں دس یا ستر نیکیوں کا ثواب بلکہ اس سے زیادہ
ثواب دے گا وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا اور لیکن جو لوگ کہ ننگ کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں عبادت ہماری سے فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
أَلِيمًا پس عذاب کرے گا ان کو خدا عذاب دردناک وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ اور نہ پاویں گے وہ واسطے اپنے سوائے خدا کے وَلِيًّا
وَلَا نَصِيرًا کوئی دوست اور نہ نصرت کرنے والا اور فرماتا ہے خدا کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ اے آدمیو تحقیق آئی ہے
تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے کی طرف سے کہ وہ محمد ہیں یا معجزے ان کے یا دین اسلام وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا اور نازل کیا ہم نے طرف
تمہارے نور ظاہر کو کہ وہ قرآن ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد برہان سے رسول خدا ہیں اور نور سے مراد علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں فَأَمَّا
الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ساتھ خدا کے وَاعْتَصَمُوا بِهِ اور چنگل مارے انہوں نے ساتھ اسکے کہ اسی طرف پناہ لے گئے
اور سب کام اپنے اسکے سپرد کر دیے فَسَيُدْخِلُهُمْ پس قریب ہے کہ داخل کرے گا ان کو خدا فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ بیچ رحمت کے کہ بہشت ہے کہ اسی طرف سے یعنی داخل
کرے گا ان کو ثواب میں کہ جو مقابل ان کے ایمان اور اعمال کے ہے وَفَضْلٍ اور بیچ فضل کے اسی طرف سے کہ ان کے ایمان اور اعمال کے ثواب سے زیادہ
ان کو دیوے وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ اور راہ دکھلاویگا ان کو طرف اپنے یعنی ایسی توفیق ان کو دے کہ بالکل متوجہ ہو جاویں اور چلیں وہ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا
راہ سیدھی کو کہ وہ راہ ہے جاتی طرف بہشت کے اور اس سورے کے اول میں خدا تعالیٰ نے احکام میراث کے بیان کیے تھے اور کچھ احکام اس کے اس
سورت کے آخر میں بیان کرتا ہے اور روایت ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری بیمار ہوئے تو رسول خدا صلعم ان کی عیادت اور مزاج کے پوچھنے کو ان کے پاس
رونق افروز ہوئے جابر نے عرض کی کہ یا رسول خدا میرے پاس کچھ مال ہے اور والدین اور اولاد تو میں رکھتا نہیں لیکن بہنیں زندہ ہیں میں اپنا مال
کیونکر تقسیم کروں حضرت نے کچھ جواب نہ دیا دوسری بار جو تشریف لائے تو فرمایا کہ اے جابر تو اس بیماری سے صحت پائے گا لیکن خدائے تعالیٰ نے تیرے
اور تیری بہنوں کے مقدمہ میں فرمایا ہے کہ يَسْتَفْتُونَكَ فتویٰ اور حکم چاہتے ہیں تجھ سے اے محمد بہنوں کے وارث ہونے میں قُلِ کہہ تو کہ
اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ خدا حکم کرتا ہے تم کو بھائی اور بہن کی میراث میں اس طرح سے کہ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ اگر کوئی
مرد مر جائے کہ نہیں ہے واسطے اسکے کوئی فرزند بیٹا یا بیٹی وَلَهُ أُخْتٌ اور واسطے اس کے ایک بہن ہے پدر مادری کہ مرنے والے کے جو کہ باپ اور
ماں ہیں وہی اس بہن کے باپ اور ماں ہیں اور اگر ایسی بہن ہو تو فقط پدری بہن ہو کہ باپ تو بھائی اور بہن کا دونوں کا ایک ہے اور ماں دونوں کی
علیحدہ علیحدہ ہے ان دونوں صورتوں میں فَلَهَا پس واسطے اس بہن کے نِصْفُ مَا تَرَكَ آدھا مال اس مال کا ہے کہ چھوڑا ہے بعد اپنے اس مرنے والے
نے وَهُوَ اور وہ بھائی يَرِثُهَا وارث ہوتا ہے اس بہن کا اس طرح سے کہ اگر بہن مر جائے اور بھائی زندہ ہے إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ اگر نہ ہوئے
واسطے اس بہن کے فرزند بیٹا یا بیٹی فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ پس اگر ہوویں وہ بہنیں دو یا زیادہ دو سے فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ
پس واسطے ان بہنوں کے دو تہائی مال سے مِمَّا تَرَكَ اس مال میں سے کہ چھوڑا ہے اس مرنے والے نے وَإِن كَانُوا اور اگر ہوویں وہ
وارث مرنے والے کی إِخْوَةً بھائی اور بہن دونوں قسم کے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی ہوں کہ رِّجَالًا وَنِسَاءً مرد اور عورتیں دونوں
ہوں تو اس صورت میں فَلِلذَّكَرِ پس واسطے مرد کے یعنی واسطے بھائی کے مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ مثل حصہ دو عورتوں کے ہے یعنی
مثل دو حصہ بہنوں کے ہے کہ وہ دوگنا حصہ بھائی کا بہن کے حصہ سے ہے اور بہن کا حصہ بھائی کے حصہ سے آدھا ہے اور اگر فقط کئی بھائی
چھوڑے تو برابر تقسیم کریں گے اور اگر بہنیں چھوڑے تو برابر تقسیم کر لیں گی يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ بیان کرتا ہے خدائے تعالیٰ واسطے تمہارے
احکام میراث کے کہ وہ حق اور ثواب ہیں أَن تَضِلُّوا واسطے کراہت اسکے کہ گمراہ ہو جاؤ تم یعنی اس واسطے کہ نہیں چاہتا ہے خدائے تعالیٰ کہ
تم میراث کے حکموں میں گمراہ ہو جاؤ اور جو کہ شک اور صواب امر میں ہے وہ حکم کرو تم جو کہ صواب ہے وہ بیان کرتا ہے کہ اس پر تم عمل کرو اور رجالاً اور
نساءً بدل ہے اخوہ سے اور اخوہ خبر کان کی ہے اور تضلوا کی تقدیر بعضے تو کہتے ہیں کہ کراہۃ ان تضلوا ہے اور کراہۃ مفعول لہ واقع ہوا ہے

اور بعضے کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی ان لا تضلوا ہے حرف نفی کا اس میں سے محذوف ہو گیا ہے اور جمیش کہتا ہے ان مع فعل بتاویل مصدر کی منصوب ہے
مفعول سے اور تقدیر اسکی یبین اللہ لکم الضلال لتجتنبوہ ہے وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ اور خدا ساتھ ہر چیز کے بندوں کی مصلحت میں زندگی میں انکی اور بعد مرنے
عَلِيْمٌ عالم اور جاننے والا ہے کہ ان کی مصلحت کے موافق حکم کرتا ہے سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ اس سورہ میں ایک سو بیس آیتیں ہیں اور یہ سورہ مدنی ہے کہ
کل آیتیں اسکی مدینہ میں نازل ہوئی ہیں مگر آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم حجۃ الوداع میں نازل ہوا ہے جس وقت رسول خدا راستہ میں تھے اور اکثر روایات سے ثابت
ہوتا ہے کہ آیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک خم غدیر میں نازل ہوا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیتیں اور سورتیں قرآن کی
بعضی ان میں سے ناسخ بعض کی ہیں اور آخر سورت جو رسول خدا پر نازل ہوئی ہے وہ سورہ مائدہ ہے اور یہ سورہ ناسخ ہے اپنے ما قبل کا ہے اور اسکو نسخ کر ڈالی
کوئی آیت نہیں اور وہ سورہ اسوقت نازل ہوا ہے کہ جس وقت رسول خدا ناقہ عضبا پر سوار تھے اسوقت وحی نے حضرت کو سنگین کر دیا اس طور سے کہ ناقہ حضرت
کا چلنے سے رکتا اور قریب تھا کہ پیٹ اسکا زمین پر لگجائے بسبب سنگینی کے اور حضرت اس وقت بیہوش ہو گئے اور دست مبارک اپنا وہب بن ثبیبہ کے دوش پر رکھا
اور بعد تھوڑی دیر کے سر مبارک اپنا اوپر کو اٹھایا اور یہ سورہ ہمارے روبرو پڑھا اور جو کچھ اس سورہ میں ہے اسپر عمل فرمایا اور ہمکو بھی واسطے عمل کے حکم فرمایا
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو کوئی سورہ مائدہ کو ہر پنجشنبہ کو پڑھے تو ایمان اسکا شرک اور ظلم سے آلودہ ہو اور حضرت صادق سے
روایت ہے کہ جبرئیل ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ سورہ مائدہ کو جناب رسول خدا کے پاس لائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ پورا کرو تم عہدوں کو کہ جو کچھ خدا نے تمپر لازم کئے ہیں ایمان لانا خدا پر اور
رسول پر اور اسکے پیغمبروں پر اور کتابوں پر اور اوصیا پر اور حلال جاننا اسکے حلال کا اور حرام جاننا اسکے حرام کا اور بجا لانا اُس کے فرائض کا اور سنتوں کا
اور رعایت کرنی اسکے حدود و اوامر و نواہی اور جو کچھ کہ مومنین آپس میں عہد کرتے ہیں اور عقد باندھتے ہیں جیسے کہ امانتیں اور شرکت اور
نکاح اور بیع اور شرا اور مثل اسکے اور حضرت جواد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلعم نے دس موضع میں علی علیہ السلام کے واسطے لوگوں پر عقد کیا ہے
یعنی علی کی خلافت کے مقدمہ میں اور بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا اوفوا بالعقود اور کئی جگہ علی کے واسطے عقد کرنا اہل سنت
کی کتابوں سے بھی ثابت ہوتا ہے اور اب کلام دوسرا بیان کرتا ہے کہ جو شامل ہے بعض احکام شرع کو چنانچہ فرماتا ہے کہ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَ
نْعَامِ حلال کئے گئے ہیں واسطے تمہارے چوپائے زبان بستہ اور بہیمۃ الانعام میں اضافت بیانیہ ہے اور بہیمہ تمام اُنکو کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں
کہ چوپائے کو کہتے ہیں اور انعام بھی چوپاؤں کو کہتے ہیں اور وہ جمع نعم کی ہے اور زبان بستہ اُنکو اسواسطے کہتا ہے کہ وہ اپنا مطلب کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں اور
اور روایات اہلبیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مراد اس سے بچے چوپاؤں کے ہیں جو کہ اپنی ماؤں کے پیٹ میں ہیں پس فرماتا ہے خدا کہ حلال کئے گئے ہیں تمپر
چوپائے مثل شتر اور گوسفند اور بز کوہی اور آہو وغیرہ کے جو کہ شرع کے حکم سے حلال ہیں اور بچے اُنکے جو کہ پیٹ میں ہیں اور اُس میں جان پڑ گئی ہے اور
بال اُس کے نکل آئے ہیں کہ انکی ماؤں کا ذبح کرنا کفایت کرتا ہے اور انکی ماؤں کے ذبح کرنے سے وہ بھی حلال ہو جائیں گے اور اُنکے ذبح کرنے کی کچھ احتیاج نہیں ہے
اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ مگر جو کچھ کہ پڑھا جائیگا اوپر تمہارے اس سورہ میں بعد اسکے کہ وہ حرمت علیکم المیتۃ کی آیت ہے اور جو کچھ یہیں کو ہی وہ حرام ہے اور اسکے سوائے جو کچھ
چوپائے گاؤ اور گوسفند وغیرہ میں حلال ہیں غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ جس وقت کہ یہ حلال جانے والے شکار کے ہو وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ جس وقت کہ تم حرام باندھے
ہوئے حج کا یا عمرہ کا اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ تحقیق کہ خدا حکم کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے یعنی چوپائے سوائے چوپاؤں حرام کے جو کچھ کہ حلال ہیں وہ حالت ہر
میں حلال ہیں مگر جس وقت کہ احرام حج اور عمرہ کا باندھے ہوئے ہو اسوقت شکار کرکے صحرائی چوپاؤں کو نہ کھاؤ کہ وہ حلال نہیں ہیں اور حرم بضم حا اور را
ضم راجمع حرام کی ہے اور امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حطم بن سعد بکری کہ جو ناپاک اور جاہل عرب میں مشہور تھا جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوکر اُسنے عرض کی کہ
آپ لوگوں کو کس امر کی دعوت کرتے ہیں فرمایا کہ خدا کو ایک جانیں اور میری پیغمبری کا اقرار کریں اور نماز پنجگانہ بجا لائیں اور زکوٰۃ کو ادا کریں حطم نے کہا کہ جو بات ہی
لیکن کئی بھائی اپنے ہیں کہ میں اپنے کام کو اُنسے مشورہ کرکے کرتا ہوں اُنسے ذکر کروں گا اگر وہ اجازت دینگے تو میں قبول کرونگا اور حضرت نے اُسکے آنے سے پہلے فرمایا تھا کہ ایک شخص

سورۃ المائدۃ ع ۲۴

سر بان شیطان کلام کرے گا اور کافر ہو کر آئے گا اور غادر ہو کر جائے گا الغرض اُس نے ایمان کو قبول نہ کیا اور حضرت کے پاس سے اُٹھ کر چلا گیا اور جو کچھ
اونٹ صدقہ کے گرد مدینہ کے باندھے اُنکو لوٹ کرلے گیا دوسرے سال جناب رسول خدا صلعم نے واسطے قضائے عمرہ کے مکّہ کو ارادہ کیا جس وقت وادی تنعیم میں پہنچے
تو آواز تلبیہ حاجیان یمامہ کی سنی اور ساتھ حطم کندی جو اونٹوں کو لوٹ کر لے گیا تھا وہ اُن اونٹوں کی گردنوں میں رسن پٹے ڈالکر واسطے ہدیہ کعبہ کے لئے جاتا ہے صحابہ
نے چاہا کہ اسکو قتل کریں اور اونٹ اور مویشی جو غارت کرکے لے گیا تھا اس سے چھین لیویں اور سال حدیبیہ میں اہل یمامہ نے جو مومنین کو مکہ سے منع کیا تھا اس واسطے
حاجیان یمامہ پر بھی ہاتھ تعدی کا دراز کریں جناب رسول خدا صلعم نے اُنکو اس ارادہ سے منع کیا اور فرمایا کہ وہ حرام باندھے ہوئے ہیں اور اونٹوں کو تقلید کیا ہے
یہ امر تمہارے لئے لائق نہیں ہے کہ حرم میں اور ماہِ حرام میں ان کے معترض ہو انھوں نے عرض کی کہ یا رسول خدا ہم ایام جاہلیت میں یہ کام سب کرتے تھے اور
اس امر میں انھوں نے مبالغہ کیا تو آیت نازل ہوئی۔ پس فرماتا ہے خدا کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تُحِلُّوْا
شَعَآئِرَ اللّٰهِ نہ حلال کرو تم نشانیوں کو جانب خدا کی جو کہ حرام ہیں اور شعائر جمع شعیرہ کی ہے اور اعمال حج اور علامت کے معنی میں ہے وَلَا الشَّهْرَ
الْحَرَامَ اور نہ حلال جانو تم ماہِ حرام کو کہ جس میں لڑنا حرام ہے کہ تم اس میں لڑائی کرنے لگو اور ماہ حرام رجب اور ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم ہے وَ
لَا الْهَدْیَ اور نہ حلال ٹھیراؤ تم قربانی کو مثل شتر اور گاؤ اور گوسفند کے جو کہ قربانی کے واسطے قربان گاہ کو جاتے ہیں وَلَا الْقَلَآئِدَ اور نہ
گلے میں پٹے پڑے ہوئے اونٹوں کو اور قلائد ان اونٹوں کو کہتے ہیں کہ جنکی گردنوں میں نعل عربی یا چھال درخت کی لٹکا کر موسم حج میں قربانی کے واسطے لیجاتے
تھے تاکہ اس علامت کو دیکھ کر جانیں کہ یہ ہدی کے معنی قربانی کے اونٹ ہیں اور ان کے درپے نہوں ہرچند ہدی کا لفظ اسکو بھی شامل تھا لیکن پھر
جو اسکا ذکر کیا یہ اسکی خصوصیت کے واسطے ہے کہ یہ ہدی کی سب قسموں میں شریف تر اور اعلیٰ ہے اسکو خدا فرماتا ہے کہ ان اونٹوں کی گردنوں میں پٹے پڑے ہوئے کے
لوٹنے کا قصد مت کرو وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ اور نہ قصد کرنے والوں بیت الحرام کو کہ اُن کے لوٹنے کو حلال مت جانو کہ وہ کعبہ کے طواف
اور زیارت کے واسطے جاتے ہیں یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ طلب کرتے ہیں وہ فضل کو پروردگار اپنے سے جو کہ مومن ہیں وہ تو ثواب کو اور روزی
کو خدا سے طلب کرتے ہیں اور جو کہ کافر ہیں وہ فقط روزی کو اسکے فضل سے طلب کرتے ہیں اور مال تجارت وہاں لاتے ہیں تاکہ اُنکو فائدہ ہو وَرِضْوَانًا
اور طلب کرتے ہیں وہ رضامندی اور خوشنودی خدا کو یعنی مومنین تو روزی کو اور رضامندی خدا کو دونو کو طلب کرتے ہیں اور کافر فقط روزی کو طلب
کرتے ہیں وَاِذَا حَلَلْتُمْ اور جس وقت محل ہو تم یعنی جس وقت کھول ڈالو تم احرام کو عمرے اور حج سے فارغ ہو کر تو فَاصْطَادُوْا اس شکار
کرو تم اگر چاہو وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ اور چاہئے کہ نہ باعث ہو تمکو اے مسلمانو شَنَاٰنُ قَوْمٍ دشمنی کسی قوم کفار کی اَنْ صَدُّوْكُمْ کہ بند کیا
تھا اُنھوں نے تمکو اور باز رکھا تھا حدیبیہ میں عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد الحرام سے کہ تمکو اُنھوں نے مسجد الحرام میں نہ جانے دیا تھا یہ دشمنی تمکو باعث
اسکا ہووے کہ اَنْ تَعْتَدُوْا زیادتی کرو تم ان پر اور حد سے گزرو تم کہ حرم کے آنے والوں کے مالوں کو تم لوٹ کھسوٹ لو اور بعضے کہتے ہیں کہ حکم اس
آیت کا منسوخ واقتلوا المشرکین کے حکم سے لیکن صحیح یہ ہے کہ اسکی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اور ان صدوکم کو ابن کثیر اور ابو عمرو نے ہمزہ کے کسرہ
سے پڑھا ہے اور فرماتا ہے کہ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ اور مدد کرو تم آپس اور نیکی کے کہ وہ معاف کرنا اور متابعت حکم خدا کی ہے وَالتَّقْوٰی
اور پرہیزگاری کی کہ وہ مخالف خواہش نفس کی ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور نہ مدد کرو تم آپس ایک شخص دوسرے کے اوپر
گناہ اور عداوت کی کہ حرم میں کسی پر زیادتی اور ظلم کرو تم وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اُسکی نافرمانی میں اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ
تحقیق کہ خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے ان لوگوں کو کہ جو کہا اس کا نہ مانیں اور اب ان جانوروں کا ذکر کرتا ہے کہ جو حرام ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ حُرِّمَتْ
عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے مردار کہ جو بدون ذبح کے مرجائے سوائے مچھلی اور ٹڈی کے وَالدَّمُ اور حرام کیا گیا ہے اوپر
تمہارے خون سوائے اس خون کے کہ جو بعد ذبح کے گوشت میں رہجائے وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ اور حرام کیا ہے گوشت سور کا اور سب چیزیں اسکی چربی وغیرہ
وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ اور جو کہ وقت ذبح کے آواز دیا جائے واسطے غیر خدا کے بہ ساتھ اُس چیز کے یعنی جو حیوان کہ وقت ذبح کے سوائے

نصف القرآن

ربع

خدا کے اور کسی کے نام پر ذبح کیا جائے وہ بھی حرام ہے اور مراد اس سے ذبیحہ کفار کا ہے کہ وہ بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے وَالْمُنْخَنِقَةُ
اور حرام کیا گیا ہے گلا گھونٹا ہوا جانور مشرکوں کا دستور تھا کہ گوسفند وغیرہ کا گلا گھونٹتے تھے جس وقت وہ مر جاتی تھی اسوقت اسکو کھاتے تھے وَالْمَوْقُوذَةُ
اور حرام کیا گیا ہے لکڑی یا پتھر سے مارا ہوا کہ مر جائے وَالْمُتَرَدِّيَةُ اور حرام کیا گیا ہے بلندی سے نیچے پھینکا ہوا اور گرایا ہوا جانور کہ مر جائے وَ
النَّطِيحَةُ اور حرام کیا گیا ہے سینگ کے صدمہ سے مُوا ہوا جانور کہ جس وقت اسکو دوسرے حیوان سے لڑایا ہو اور اسکے سینگ کی ضرب سے وہ مر گیا ہو وَمَا
أَكَلَ السَّبُعُ اور حرام کیا گیا ہے وہ کہ کھایا ہو اس کو درندوں نے کہ جان اسمیں باقی نہ رہے اور کچھ درندوں نے کھایا ہو اور کچھ باقی رہا ہو اور یا
نہ کہ درندوں نے اسکو کھایا ہو لیکن مار ڈالا ہو وہ بھی حرام ہے إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ مگر وہ جانور کہ ذبح کرو تم اگر جان اسمیں باقی رہی ہے وہ جانور بعد ذبح کے
حلال ہے وَمَا ذُبِحَ اور حرام کیا گیا ہے وہ جانور کہ ذبح کیا گیا ہے عَلَى النُّصُبِ اور پتھروں کے کہ جو کھڑے کئے گئے تھے گرد بیت الحرام کے کہتے ہیں
کہ گرد خانہ کعبہ کے تین سو ساٹھ پتھر کھڑے کئے تھے اور مشرکین اُن پتھروں کی تعظیم کرتے تھے اور ان پر قربانی کیا کرتے تھے اس قربانی کو خدا فرماتا ہے کہ اس کا
کھانا بھی حرام ہے وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا اور حرام کیا گیا ہے وہ جانور کہ تقسیم معلوم کرو تم اسکی بِالْأَزْلَامِ ساتھ تیروں کے کہتے ہیں کہ عرب میں
دستور تھا کہ تیروں سے دریافت کرتے تھے اور کیفیت اس کی اسطرح ہے کہ کفار عرب کے پاس تین تیر بغیر پر اور پیکان کے ہوتے تھے ایک پر تو لکھا ہوا
تھا کہ امرنی ربی یعنی حکم کیا ہے مجھکو پروردگار میرے نے اور دوسرے پر لکھا ہوتا تھا کہ نہانی ربی یعنی منع کیا ہے مجھکو پروردگار میرے نے اور تیسرا خالی ہوتا
تھا اسپر کچھ لکھا ہوا ہوتا تھا اور اسکو غفل کہتے تھے جب کوئی کام کرنا منظور ہوتا تھا یا سفر کو جاتے تھے تو اُن کو ایک تھیلی میں ڈالکر ایک تیر نکالتے تھے اگر وہ
تیر امرنی ربی کا ہوتا تھا تو اس کام کو کرتے تھے اور اگر نہانی ربی کا ہوتا تو اس کام کو نہیں کرتے تھے اور اگر سفر کے واسطے ہوتا تھا تو ایک سال سفر نہ کرتے تھے اور اگر
وہ تیر غفل ہوتا تھا تو اسکو تھیلی میں پھر ڈالتے تھے اور سب تیروں کو باہم ملا کر پھر ایک تیر نکالتے تھے یہاں تک کہ حکم کا یا ممانعت کا تیر نکلے خداے تعالیٰ نے اُن
تیروں سے قسمت کے معلوم کرنے کو منع فرمایا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں اس طرح روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ مردار اور
خون اور گوشت خوک کا تو مشہور اور معلوم ہے اور وما اہل لغیر اللہ بہ وہ ہے کہ بتوں کے واسطے ذبح کرتے ہیں اور منخنقۃ وہ ہے کہ مجوس گوسفند یا گاؤ کا
گلا گھونٹ کر مار ڈالتے تھے اور اس مرے ہوئے کو کھاتے تھے اور ذبح کی ہوئی کو نہ کھاتے تھے اور موقوذہ وہ ہے کہ حیوان کے پاؤں باندھ کر اسکو مارتے تھے جس
وقت وہ مر جاتا تھا تو اسوقت اسکو کھاتے تھے اور متردیہ وہ ہے کہ حیوان کی آنکھیں باندھ کر اس کو چھت پر سے نیچے ڈالدیتے تھے اور جس وقت وہ مر جاتا
تھا اسکو کھاتے تھے اور نطیحہ وہ ہے کہ دو گوسفندوں کو آپس میں لڑاتے تھے جب اُن میں سے ایک مر جاتا تھا تو اس کو کھاتے تھے وما اکل السبع الا ما
ذکیتم سے مراد یہ ہے کہ جس جانور کو شیر یا بھیڑیا مار کر کھاتے تھے اُسکے بچے ہوئے کو وہ کھاتے تھے خداے تعالیٰ نے اس کو حرام کیا ہے اور وما ذبح
علی النصب سے مراد یہ ہے کہ حیوان کو آتشخانوں پر ذبح کرتے تھے اور قریش جس درخت اور پتھر کو پوجتے تھے انکے واسطے ذبح کرتے تھے اور ان تستقسموا سے
مراد یہ ہے کہ حیوان کے دس ٹکڑے مقرر کرتے تھے اور اسپر جمع ہو کر اُسکے حصے نکالتے تھے اور جس کے نام کے حصے ہوتے تھے اسکو دیتے تھے اور ان دس میں
سے سات کے تو حصے مقرر تھے اور تین بغیر حصے کے تھے اور جن کے حصے مقرر تھے ان کا نام فذ اور توام اور مسبل اور نافس اور حلس اور رقیب اور معلی تھا
اور فذ کا ایک حصہ مقرر تھا اور توام کے دو اور مسبل کے تین اور نافس کے چار اور حلس کے پانچ اور رقیب کے چھ اور معلی کے سات اور جن ٹکڑوں کے حصے مقرر
نہ تھے انکا نام سفیح اور منیح اور وغد تھا اور قیمت حیوان کی وہ دیتا تھا کہ جس کے نام پر بغیر حصے کا ٹکڑا آتا تھا یہ تقسیم بطور قمار کے ہے خداے تعالیٰ نے اسکو
حرام کیا ہے لیکن مطلق قرعہ ممنوع نہیں ہے جو قرعہ کہ روایات صحیحہ شارع سے منقول ہے اُس قرعہ پر عمل کرنا جائز ہے چنانچہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کا عمل قرعہ پر تھا اگر اُس قرعہ کے موافق قرعہ ڈالے یا استخارہ جو کہ منقول ہے آئمہ معصومین علیہم السلام سے اسکو عمل میں لائے تو مضائقہ نہیں ہے کہ
اس کا حکم شارع کی جانب سے صادر ہے ذٰلِكُمْ فِسْقٌ یہ تقسیم کرنی بدکاری اور باہر ہونا حکم خدا سے ہے اور افترا اور بہتان ہے خدا پر اگر مراد رب سے خدا ہے
اور اگر بُت مراد ہیں تو شرک ہے اور یا یہ کہ اس طرح سے جو عمل میں لاتے ہیں یہ قمار ہے اور روایت صحیحہ منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حر

سال میں لوگوں کو اپنی وفات کی خبر سنائی مشرکوں اور منافقوں نے جب یہ خبر سنی تو کہنے لگے کہ اگر محمدؐ مر جائے گا تو اس کے دین کو ہم برہم کریں گے اور اس کے اصحاب کو قتل کریں گے اور اسکی اولاد اور مال کو لوٹ لینگے جس وقت رسول خدا نے غدیر خم میں علی ابن ابیطالب کو اپنا خلیفہ اور جانشین کیا اور یہ خبر مشہور ہوئی تو اہل کفر اور نفاق نے کہا کہ افسوس کہ جو ہمارا باطل ہوا اور جو خیال کہ ہم کرتے تھے وہ بیکار ہوا حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا آج کے دن کہ علی منصوب بخلافت ہوا نا امید ہوئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں مِنْ دِیْنِکُمْ دین تمہارے سے یعنی باطل کرنے دین تمہارے سے کہ اپنے دین کو چھوڑ کر تم ان کے دین کی طرف رجوع کرو فَلَا تَخْشَوْهُمْ پس نہ ڈرو تم ان سے یعنی ان کے قصد سے اور ان کے غلبہ سے اپنے اوپر مت خوف کرو وَاخْشَوْنِ اور ڈرو تم مجھ سے اور خالص کرو تم میرے خوف کو واجبات کے بجا لانے میں اور منہیات سے پرہیز کرنے میں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خم غدیر میں علی ابن ابیطالب کو اپنا خلیفہ اور جانشین کیا اور اسکے حق میں فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلْیَوْمَ آج کے دن کہ علی ابن ابی طالب جانشین رسول خدا کے مقرر ہوئے ہیں اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کامل کیا ہے میں نے واسطے تمہارے دین تمہارے کو کہ جو امر اہم تھا اس کو کر دیا اور یہ آخر فریضہ تھا کہ نازل کیا ہے حق تعالیٰ نے اور بعد اس کے کوئی فریضہ نازل نہیں ہوا اور اہل سنت کی کتابوں میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ہم جب غدیر سے آئے نہ بڑھتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور فرماتا ہے خدا کہ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور تمام کی میں نے اوپر تمہارے نعمت اپنی ہدایت کر کے اور توفیق اور احکام دین عطا کر کے وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اور پسند کیا میں نے واسطے تمہارے اسلام کو دین کہ سب دینوں سے پاکیزہ تر اور بہتر دین ہے جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جس وقت رسول خدا صلعم نے علیؑ کو روز خم غدیر منصوب کیا اور ندا بلند کی انکے واسطے ولایت کی تو جبرئیل یہ آیت لیکر نازل ہوئے کہ الیوم اکملت لکم دینکم (الخ) اور امام احمد حنبل نے کہ اہل سنت کے امام ہیں روایت کی ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ الحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء ربی برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی یعنی شکر ہے واسطے خدا کے اوپر کامل کرنے دین کے اور تمام کرنے نعمت کے اور راضی ہونے اسکے ساتھ پیغمبری میری کے اور خلافت علی علیہ السلام کی بعد میرے یہ دو تو محدث اہل سنت کے ہیں جنہوں نے کہ یہ روایت بیان کی ہے اور ابن مردویہ کہ جو محدث اہل سنت کا ہے وہ اپنی کتاب مناقب میں ابو القاسم حسکانی سے روایت کرتا ہے اسی تقریر سے کہ اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضاء الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی ان دونوں روایتوں میں کچھ فرق نہیں مگر پچھلی روایت میں الحمد للہ کی جگہ اللہ اکبر ہے اور بعد اسکے روایت کرتے ہیں کہ اسکے بعد رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ یعنی جو شخص کہ تھا میں مولا اسکا پس علیؑ مولا اسکا ہے اے خدا دوست رکھ تو اس شخص کو کہ دوست رکھے علیؑ کو اور دشمن رکھ تو اس شخص کو کہ دشمن رکھے علیؑ کو اور مدد کر تو اس شخص کی جو مدد کرے علیؑ کی اور ترک نصرت کر تو اسکی جو کہ ترک نصرت کرے علیؑ کی اور لکھا ہے کہ بعد اس کے ملاقات کی علیؑ سے عمر بن خطاب نے اور کہا کہ اے علیؑ ہو گیا تو مولا میرا اور تمام مومن مردوں کا اور مومنہ عورتوں کا اور مفصل بیان اس کا انشاء اللہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کی تفسیر میں آئے گا اور جاننا چاہیئے کہ کامل کرنا دین کا امر خفیف اور ادنیٰ سے نہیں ہوتا ہے جیسے کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ مردار اور خون وغیرہ کے حرام کرنے سے دین کامل ہو گیا بلکہ وہ امر عظیم اور عالی مرتبہ ہے کہ جس سے دین کامل ہو اور وہ نہیں ہے مگر خلافت اور نیابت رسولؐ کہ جس پر اجرائے احکام دین موقوف ہے کہ جیسے امت محتاج تھی پیغمبر کی طرف ہر حکم میں ایسے ہی اس کے جانشین کی طرف محتاج ہے بھلا یہ زیادہ امر اہم ہے یا حرام ہونا مردار اور خون وغیرہ کا جو کہ آیت میں بیان ہوا ہے کہ جس کا حال دوسری جگہ سے بھی معلوم ہو سکتا ہے اور اگر اسواسطے کہتے ہیں کہ الیوم اکملت حرمت علیکم اور خون کی آیت کے بعد آئی ہے تو ایسے جملہ معترضہ تو قرآن میں بہت ہیں کہ ایک جگہ کی آیت دوسری جگہ ڈال دی ہے اور اب ہم اس آیت کے حکم سے سوال کرتے ہیں کہ خلافت دین میں داخل ہے یا نہیں اگر داخل

ہے تو بتلاؤ کہ کس کو رسولخداؐ نے خلیفہ کیا ہے تاکہ دین کامل ہوا اور اگر رسولخداؐ نے کسیکو ایسا خلیفہ نہیں کیا ہے اور خلافت دین میں داخل نہیں ہے تو اس صورت میں دین ناقص رہا اگر اصول دین میں داخل ہے تو دین باعتبار اصول کے ناقص رہا اور اگر فروع دین میں داخل ہے تو دین باعتبار فروع کے ناقص رہا اور خدا فرماتا ہے کہ دین کو میں نے کامل کر دیا ہے اور اگر خلافت دین میں داخل نہیں ہے تو لوگوں نے بعد پیغمبرؐ کے ابوبکر کو خلافت دین کے کس واسطے خلیفہ کیا پس معلوم ہوا کہ یہ خلافت خلافت نبوت نہیں ہے بلکہ سلطنت اور ریاست ہے سلاطین دنیا کی سی اور حق یہی ہے اس واسطے کہ اگر خلافت نبوت ہوتی تو نبی جو خلیفہ اپنا اسکو کرتا اور اگر چند آدمیوں نے متفق ہو کر کہدیا کہ ہمنے اسکو فلانے شخص کا خلیفہ کیا ہے تو بدون منظور کرنے اس شخص کے وہ کیونکر خلیفہ اس کا ہو جائے گا اور اگر یہی ہے کہ چند آدمی جسکو چاہیں خلیفہ کردیں تو ایسی خلافت تو اب بھی ہو سکتی ہے اور کچھ قدر اور مرتبہ خلافت کی ہوئی اور اگر یہ خلافت دین کے امور میں سے تھا تو دین کے واسطے ایسی سختی کیا کرنی چاہیے تھی کہ جس کے واسطے فاطمہ زہراؑ کا گھر جلانیکو آگ اور لکڑیاں لے گئے چنانچہ اشعات عمرہ میں لکھا ہے اور زبیر کو فاطمہؑ کے گھر میں سے گھسیٹ کر لائے اور سعد عبادہ کی بے عزتی کی اور اصلے انیٔگانے پہلی آیتوں کے متعلقات میں سے پھر شروع کرتا ہے اور انکے درمیان میں آیۃ الیوم یئس الذین اور آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم دو آیتیں جملہ معترضہ ہیں کہ یہاں سے انکو کچھ تعلق نہیں ہے وقت جمع کرنے قرآن کے دوسری جگہ کی آیت یہاں ذکر کر دی ہے اور ان حرام چیزوں میں سے جو کہ مذکور ہوئی ہیں بعضے وقتوں میں انکو خداتعالیٰ انکو مباح کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص کہ ناچار اور بیچارہ ہو گیا فِي مَخْمَصَةٍ بیچ بھوک کے کہ بغیر کھائے نہ رہ سکتا ہو اور سوائے حرام چیزوں کے اور کچھ موجود نہ ہو اور ارادہ کھانیکا کرے تو غَيْرَ مُتَجَانِفٍ نہ میل کرنیوالا ہو لِّإِثْمٍ واسطے گناہ کے یعنی لذت کے واسطے نہ کھائے اور سد رمق سے زیادہ نہ کھائے بلکہ ایسی حالت میں بقدر قلیل کھائے کہ مرنے سے بچ رہے پس اگر اس قدر تھوڑا سا کھائے تو فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ پس تحقیق خدا بخشنے والا اس گناہ کا ہے رَّحِيمٌ مہربان ہے کہ اس قدر کھانیکی اجازت دی ہے کہتے ہیں کہ ایک مرد صالح اور متقی کہ فقیر اور محتاج تھا اس نے اپنی مفلسی کو پوشیدہ کر رکھا تھا اور حال اپنا ایسا ظاہر کیا تھا کہ جیسے کوئی آسودہ اور تونگر ہوتا ہے اور اپنی محتاج ہونیکا کسی کے روبرو ذکر نہیں کرتا تھا اور اسکا ایک ہمسایہ تھا کہ وہ تونگر اور مالدار تھا اور اس ہمسایہ کے ایک بیٹا تھا کہ اسکو وہ بہت دوست رکھتا تھا ایک روز وہ لڑکا اس ہمسایہ مفلس کے گھر میں گیا دیکھا انھوں نے ہنڈیا چولھے پر سے اتاری ہے اور اس میں سے انھوں نے گوشت نکال کر کھایا اور اس لڑکے کو نہ دیا وہ لڑکا روتا ہوا اپنے گھر کو گیا اور اپنے باپ سے اس نے یہ حال بیان کیا اور ہر چند اسکے والدین طرح طرح کے کھانے رکھتے تھے لیکن اسکی تسلی نہیں ہوتی تھی اور بار بار یہی کہتا تھا کہ میں تو وہی کھانا ہمسایہ کے گھر کا کھاؤں گا یہ بات سنکر باپ اسکا پریشان ہوا اور ہمسایہ کو بلا کر کہا کہ کیونکر روا ہو کہ تمھیں ہمکو آزار پہنچے اور تمام قصہ بیان کیا وہ ہمسایہ فقیر تھوڑی دیر تو خاموش رہا اور بعد اسکے اُسنے سر کو اُٹھا کر کہا کہ مجھے ایک عار ہے اور اس ضرورت ہی کہ میں اسکو ظاہر کروں کہ وہ کھانا جو ہم نے پکایا اور لڑکے کو نہ دیا سبب اس کا یہ ہے کہ وہ کھانا ہمپر حلال تھا اور تیرا اور تمہاری اولاد پر حرام ہے اس نے سنکر کہا کہ سبحان اللہ ایک چیز ایک شخص پر حلال ہو اور دوسرے شخص پر حرام ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے مرد فقیر نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ الآیہ اور کہا کہ وہ مردار تھا ہمکو تو ناچاری کی جہت سے حلال تھا اور تمپر تونگری کی جہت سے حرام تھا اس مرد تونگر نے دل تنگ ہو کر کہا کہ کیونکر جائز ہو کہ تو میرے ہمسایہ میں اس طرح سے بسر کرتا ہو اور ناچار ہو اور میں تیرے حال سے بالکل بیخبر رہا ہوں اور قسم کھائی کہ تو میرے گھر سے باہر نہ جائے یہاں تک کہ میں اپنا آدھا مال تجھکو ہبہ کردوں پس تمام مال اپنا جمع کر کے آدھا مال اس میں سے اسکو دیدیا جس وقت وہ تونگر مرا تو بعضے لوگوں نے اسکو خواب میں دیکھا کہ بہت خوش و خرم ہے اس سے پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ میں نے جو اپنے ہمسایہ سے سلوک نیک کیا تھا اسکے عوض میں حق تعالیٰ نے مجھکو اعلیٰ علیین میں پہنچایا جو کہ مقام صالحین کا ہے اور کہتے ہیں کہ عدی بن حاتم نے رسولخداؐ صلعم سے عرض کی کہ یا رسولخدا ہم بعض مرتبہ ایسی جگہ ہوتے ہیں کہ وہاں سگ شکاری جانوروں کا شکار کرتے ہیں اور ہم اگر کسی شکار کو زندہ پاتے ہیں تو اسکو ذبح کرتے ہیں اور بعضے جانور ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک ہم انکے پاس پہنچیں کتے انکو مار ڈالتے ہیں اور خدا نے فرمایا ہے کہ مردار حرام ہے ہمیں کیا کرنا چاہیے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمدؐ کیا حلال کیا گیا ہے واسطے انکے کھانوں میں سے قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ کہہ تو حلال کئے گئے ہیں واسطے تمہارے پاکیزہ جانور کہ

ذبح کیے جائیں خدا کے نام پر ہوا ہو سرع کے وَمَا عَلَّمْتُمْ اور حلال کیا گیا ہے شکار اسکا کہ تعلیم کیا ہے تمنے اس کو مِّنَ الْجَوَارِحِ کتوں شکاری
میں سے مُكَلِّبِينَ جس وقت کہ ادب دینے والے ہو تم ان کو کہ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ سکھلاتے ہو تم ان کو اس چیز میں سے کہ سکھلایا ہے تمکو خدا
نے یعنی وہ کتے شکاری کہ ادب دیا ہے تم نے ان کو اور تعلیم کیا ہے اس طرح سے کہ ان کو بسم اللہ کہکر شکار پر چھوڑ دو اور اگر رستہ میں سے بعد چھوڑنے کے تم ان کو بلاؤ
تو وہ شکار کو چھوڑ کر تمہارے پاس چلے آئیں اس طرح سے کتے کا شکار کیا ہوا جانور اگر اس کتے کے مارنے سے مر جائے تو اسکو کھاؤ کہ وہ حلال ہے اور اگر زندہ ہاتھ آئے
تو اسکو ذبح کر کے کھاؤ اور مراد یہاں جوارح مکلبین سے کتے ہیں چنانچہ دلالت کرتا ہے اسپر لفظ مکلبین کا اور سوائے سگان شکاری کے اور جانور مراد نہیں
ہیں بلکہ کتے ہی اس سے مراد ہیں گو جوارح سب جانوران شکاری کو کہتے ہیں اس واسطے کہ ادب اور تعلیم سے کتے ہی درست ہوتے ہیں کہ جس وقت
بھیجو تو چلے جائیں اور بلاؤ تو چلے آئیں اور سوائے ان کے اور کوئی جانور ایسا شکاری نہیں ہے پس سوائے کتے کے اگر کسی اور جانور شکاری کے شکار کرنے
سے شکار مر جائے گا تو کھانا اسکا درست نہیں ہے چنانچہ حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ سگ شکاری کا شکار کیا ہوا جانور اگر مر جائے اسکے مارنے سے
تو وہ حلال ہے اور باز اور عقاب اور چیتے کا وغیرہ کا مارا ہوا حلال نہیں ہے اور مکلبین حال واقع ہوا ہے اور ابن مسعود نے اسکو مخفف پڑھا ہے اور
مشہور تشدید کے ساتھ ہے باب تفعیل سے اور سگ شکاری کے شکار کیے ہوئے کے حق میں خدا فرماتا ہے فَكُلُوا پس کھاؤ تم پاک اور حلال جانکر مِمَّا
أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ اس میں سے کہ تھام رکھا ہے اور نگاہ رکھا ہے ان کتوں نے اوپر تمہارے یعنی تمہارے واسطے جو کتوں نے شکار کو تھام رکھا ہو اور خود نہیں
کھا لیا ہو تو اسکو تم کھاؤ اگرچہ اسکو مار ڈالا ہو وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ اور ذکر کرو تم نام خدا کو اوپر اس کے یعنی جس وقت کتے کو شکار پر چھوڑو تو خدا
کا نام لیکر چھوڑو جس طرح سے کہ وقت ذبح کے خدا کا نام لیتے ہو اور اگر وقت چھوڑنے کے خدا کا نام نہ لوگے تو اس کا مارا ہوا حلال ہوگا اور ایسے ہی
مسلمان آدمی کتے کو شکار پر چھوڑے اور اگر کافر چھوڑے گا تو اس صورت میں بھی اس کتے کا مارا ہوا حلال ہوگا وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم خدا
سے حرام کے کھانے میں إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ تحقیق کہ خدا جلد لینے والا حساب کا ہے اور حلال اور حرام سے سوال کرے گا الْيَوْمَ آج کے
دن یعنی جس روز کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ حلال کیے گئے ہیں واسطے تمہارے پاکیزہ کھانے کہ شرع نے جنکو حلال کیا ہے
وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اور کھانا ان لوگوں کا کہ دیے گئے ہیں کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کا کھانا حِلٌّ لَّكُمْ حلال ہے واسطے
تمہارے اے مسلمانو وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ اور کھانا تمہارا حلال ہے واسطے ان کے یعنی واسطے ان اہل کتاب کے مراد اہل کتاب کے کھانے سے یہاں
سوائے ترچیز انکی چھوئی اور سوائے ذبح کیے ہوئے ان کے ہاتھ کے جانور کے ہے اور دلالت کرتی ہیں اسپر روایتیں اہل بیت علیہم السلام کی اور حضرت
امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے فرمایا ہے مراد طعام سے غلات اور میوہ جات ہیں اور مراد غلات اور میوہ جات سے انکے ترغلات اور میوہ
جات نہیں ہیں اور نہ ان کے ہاتھوں کے پختہ کیے ہوئے مراد ہیں بلکہ خشک اور غیر پختہ مراد ہیں گو امام علیہ السلام نے مطلق فرمایا ہے کہ اس صورت میں
تخصیص بعینہ غلات اور میوہ جات کی کیا تھی اور کس واسطے طعام کی تفسیر میں غلات اور میوہ جات فرمایا بلکہ چاہیے کہ ہر کھانا ان کا مراد ہو اور لغت میں
طعام یعنی گندم بھی آتا ہے اس واسطے مراد طعام سے غلات وغیرہ ہونگے اور کھانا اور طعام مطلق اہل کتاب کا مراد نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اگر مطلق
کھانا مراد ہو تو چاہیے کہ خوک اور مردار کہ مخصوص ان کا کھانا ہے یہ بھی حلال ہو جائے اور اگر مستثنیٰ ہے شرع سے تو ایسے ہی ترچیز ان کے ہاتھوں کی چھوئی
بھی شرع سے مستثنیٰ ہے کہ اسکے واسطے بھی خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ اور ظاہر اس آیت کا دلالت کرتا ہے مشرکین کے نجس ہونے
پر اور اکثر اہل کتاب کے مشرکین ہونے میں کچھ شبہہ نہیں ہے لیکن جس وقت کہ روایات مختلفہ طہارت اور نجاست کے دونوں کے وارد ہوئے تو احتیاط اسی امر کا تقاضا
کرتی ہے کہ انکو نجس جانا چاہیے خصوصاً جس وقت کہ آیت قرآن شریف کی معاضد اور قوت بخشنے والی نجاست کی روایتوں کی ہو اور احادیث میں انکے طعام کی تفسیر
جو حبوب منقول ہوئی ہیں تو یہ بھی نجاست ہی کی روایتوں کی تائید کرتا ہے اور یہ سب روایتیں آحاد میں سے ہیں پس ہم یقینی امر کو ترک کر کے جو کہ قرآن میں ہے کہ
مشرکین نجس ہیں ان آحاد روایتوں پر اور طہارت پر عمل کریں یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے پس ہمکو چاہیے کہ طہارت کی روایتوں کی تاویل کریں تاکہ انکو

تفسیر قرآن در طعام یہود و نصاریٰ

ترک کریں اور روایتیں نجاست کے موافق ہیں کلام خدا کی چنانچہ فرماتا ہے انما المشرکون نجس پھر ہمکو کون ضرورت ہے کہ قرآن شریف کی موافقت
کو ترک کرکے اُن کی مخالف پر عمل کریں اور امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ہمارے کلام میں اختلاف دیکھو تو اسکو کلام خدا کے مطابق کرو جو روایت
کہ کلام خدا کے موافق ہے اسپر عمل کرو اور اسکے مخالف کو ترک کر دیں اس صورت میں لازم ہوا ہمکو عمل کرنا نجاست کی روایتوں پر اور ترک کرنا طہارت
کی روایتوں کے عمل کا اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو کوئی کہ شہادتین کا قائل ہو اور ناصبی اور خارجی وہ ہو اور نہ غُلات اور مفوضہ میں سے ہو وہ سور
(یعنی جھوٹا) اسکا پاک ہے اور سوائے اسکے سبکا سور نجس ہے اور خصوص اہل کتاب کی خشک کھانے کی ذکر کی اور بت پرستوں کے کھانیکی نہ ذکر کرنے کے
باوجودیکہ وہ بھی نجاست میں مل ایکے ہیں اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمان اس زمانہ میں بسبب قرابت اور ہم قوم ہونیکے مشرکوں میں مخلوط رہتے
تھے اور اُنکے ہم پیالہ اور ہم نوالہ تھے اور اہل کتاب سے بسبب اجنبیت کے پرہیز کرتے تھے دیکھو اس ملک میں کہ مسلمان ہندو لوگوں سے بسبب مخلوط رہنے باہم
کے پرہیز نہیں کرتے ہیں اور کھانا انکا کھاتے ہیں اور نصرانیوں کے کھانوں سے اجتناب اور پرہیز کرتے ہیں بسبب اُن کے اجنبی اور غیر ہونیکے ہے باوجودیکہ
کھانا نصرانیوں کا ان پرہیز کرنے والوں کے اکثر کے مذہب میں طاہر ہے ایسا ہی حال اس زمانہ کے مسلمانوں کا تھا کہ مشرکین کے کھانے باوجود نجس ہونے کے
پرہیز نہیں کرتے تھے اور اہل کتاب جو غلہ باہر سے مدینہ میں لاکر فروخت کرتے تھے اُنکے ہاتھ کے غلہ کو نجس جانتے تھے اور اُن کے ہاتھ اپنے غلہ کا فروخت
کرنا بھی مذموم جانتے تھے اس واسطے خدا نے فرمایا کہ اہل کتاب کے طعام خشک کے کھانیکا کہ وہ غلہ ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے بخلاف اسکے اُن کے ہاتھوں کے
ذبح کئے ہوئے کا حال ہے کہ اُسکو کھانا نہ چاہئے کہ صحیح مذہب یہی ہے اور امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ کھاؤ ذبح کیا ہوا یہود اور نصاریٰ کا اور
نہ کھاؤ تم اُن کے برتنوں میں اس واسطے فرمایا ہے کہ اکثر اُن کے ظروف میں گوشت خوک اور مردار اور شراب کھی جاتی ہیں اگر اُنمیں کھائے تو انکو پاک کرکے
کھائے اور نصرانیوں کے نزدیک جانور کا ذبح کرکے کھانا واجب نہیں ہے بلکہ بدون ذبح کئے ہوئے کو کھاتے ہیں اور یہ حدیث میں جو آیا ہے کہ جسوقت
اہل کتاب کے پاس وقت ذبح کے حاضر ہو اور سنو تم کہ وہ خدا کا نام وقت ذبح کے لیتا ہو تو اسی کو کھاؤ تو جائز ہے یہ روایت متروک العمل ہے اور
سوائے اسکے جسوقت انکے نزدیک خدا کے نام پر ذبح کرکے کھانا شرط نہیں ہے تو وہ خدا کا نام لیکر کیوں ذبح کریں گے پس بعضے آدمی جو انکے ذبح کئے
ہوئے کو بدون شرط استماع نام خدا کے حلال جانتے ہیں وہ اگر ان کے ہاتھ کے مردار گوشت کو بھی کھالیویں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اُن کے نزدیک
وَالْمُحْصَنٰتُ اور حلال کی گئی ہیں واسطے تمہارے پارسا عورتیں مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ مومنہ عورتوں میں سے خواہ آزاد ہوں وہ عورتیں خواہ لونڈیاں
وَالْمُحْصَنٰتُ اور حلال ہیں پارسا اور عفیفہ عورتیں مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ان لوگوں میں سے کہ دئے گئے ہیں وہ کتاب مِنْ قَبْلِكُمْ
پہلے تمسے کہ وہ یہود و نصاریٰ ہیں یعنی جو عورتیں کہ پہلے دین یہود یا نصاریٰ پر تھیں اور بعد اُسکے ایمان لائی ہیں یا یہ کہ پہلے دین پر ہیں اور جزیہ دیتی ہیں اور
یا یہ کہ مراد اس سے نکاح متعہ ہے یہ عورتیں حلال ہیں اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ جس وقت دو تم ان کو اجورہ انکا کہ وہ مہر انکا ہے اور دینا اجور
کا دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ مراد اس سے نکاح متعہ ہے اور نکاح دائمی میں اسی وقت مہر دینا واجب نہیں ہے اگر زوجہ طلب کرے پر اصرار نہ کرے بلکہ اس کے
واسطے مہلت ہے اور اگر مراد اُس سے نکاح دائمی ہو تو دینا مہر کا بسبیل اولیت اور افضلیت ہو گا مجامعت سے پہلے نہ بسبیل وجوب لیکن مذہب اکثر علما
کا یہ ہے کہ زن یہودیہ اور نصرانیہ سے نکاح دائمی جائز نہیں ہے اور نکاح متعہ جائز ہے اور فرماتا ہے خدا کہ یہ عورتیں تمپر حلال ہیں مُحْصِنِيْنَ
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ جس وقت کہ عفت اختیار کرنے والے ہوں نہ زنا کرنے والے وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ اور نہ پکڑنے والی یار پنہانی یعنی
ان عورتوں سے زنا مت کرو بلکہ مہر مقرر کرکے اور عقد نکاح کرکے مجامعت کرو اور ایسے ہی عورتوں کو حکم ہے کہ وہ یار پنہانی اختیار نہ کریں اور کہتے ہیں کہ پہلے
عرب میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو دوست رکھتا تھا اور اُس سے آشنائی ہو جاتی تھی تو اسکو بمنزلہ نکاح کے جانتا تھا خدا نے یہ آیت نازل
کرکے اس فعل سے انکو منع کیا اور فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرکے فائدہ اُٹھاؤ نہ زنا کرکے اور نہ پوشیدہ آشنائی کرکے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ
اور جو شخص کہ کفر کرے ساتھ ایمان کے یعنی جس چیز کا کہ ایمان واجب ہے جیسے کہ اصول اور فروع دین کے کہ اُنمیں سے کسی کا انکار کرے اور یا کسی حلال یا حرام کا انکار کرے

ہاں ترک کرے بدون عذر شرعی کے کسی واجب ضروری کو مثل نماز حج کے تو فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ پس تحقیق باطل اور نابود ہو جائیگا عمل اُس کا وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اور وہ بیچ آخرت کے نقصان والوں میں سے ہے بسبب ترک کرنے اعمال نیک کے اور انکار کرنے اصول و فروع ایمان کے بواسطے محروم رہ کر دوزخ میں جلا کرے گا اور حضرت صادق علیہ السلام نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جس عمل کا اقرار کیا ہے اسکو ترک کرے جیسے کہ نماز کہ بغیر عذر اسکو چھوڑ دے وہ شخص مراد ہے یہاں اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صادقؑ نے کہ ادنی اس امر کا کہ جس سے آدمی اسلام سے نکل جائے وہ یہ ہے کہ خلاف حق کے کوئی رائے ایجاد کرے اور اسکو عمل میں لائے اور فرمایا کہ میں مُنکر بالایمان سے وہ شخص مراد ہے کہ جس چیز کا خدا نے حکم کیا ہے اسکو عمل میں نہ لائے اور اس سے راضی ہو اور اب خدائے تعالیٰ وضو کی کیفیت کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ جس وقت کہ کھڑے ہو تم طرف نماز کے اور حضرت باقر اور حضرت صادق علیہم السلام کی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت اُٹھو تم خواب سے پس حاصل اُس کا یہ ہے کہ جس وقت ارادہ کرو تم نماز پڑھنے کا خواب سے اُٹھ کر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے علی العموم ہو کہ جس وقت ارادہ کرو تم نماز پڑھنے کا اور وضو نہ رکھتے ہو تو فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ پس دھوؤ تم مونہوں اپنے کو پیشانی کے بالوں کی ابتدا سے ٹھوڑی تک طول میں اور جو کچھ کہ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کے درمیان آئے عرض میں اور پیشانی سے شروع کرو اور ٹھوڑی تک تمام کرو اور عکس اسکا جائز نہیں ہے وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ اور دھوؤ تم ہاتھوں اپنے کو کہنیوں تک کہ کہنیوں سے شروع کرو اور ہاتھ کی انگلیوں کے سروں پر تمام کرو اور یہ جو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ یہ حد ہاتھوں کی بیان کی ہے کہ یہانتک دھوؤ اور اس سے لازم نہیں آتا ہے کہ انگلیوں سے شروع کرو اور کہنیوں پر تمام کرو بلکہ دھونے جانیکے اسی طرح سے کہ جو دستور دھونیکا ہے کہ پانی اوپر سے نیچے کو جاری ہو نہ کہ پانی کو نیچے سے اوپر لیجاؤ اور ہاتھ جو ہے سو دست تک بھی بولا جاتا ہے اور کہنیوں تک اور شانوں تک بھی اسواسطے خدائے تعالیٰ نے بیان کیا کہ کہنیوں تک دھوؤ اور یہ کہاں فرماتا ہے کہ انگلیوں سے شروع کرکے کہنیوں پر تمام کرو بلکہ ہاتھوں کی حد بیان کی ہے کہ کہنیوں تک دھوؤ اور اگر خدائے تعالیٰ فرماتا کہ تم ہاتھوں کو شانوں تک دھوؤ یا فرماتا کہ پاؤں کو گھٹنوں تک دھوؤ تو اسکو نہیں سمجھتے ہے اوپر کو کیونکر لیجانے اصل یہ ہے کہ اگر آدمی اہلبیت علیہم السلام کی پیروی سے جو منحرف ہیں تو اپنی رائے سے خلاف عقل و نقل جو کچھ چاہتے ہیں اختیار کرتے ہیں وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ اور مسح کرو تم ساتھ سروں اپنے کے آگے کی طرف سے ایک ہاتھ پر کو سکم بہ آئی ہے۔ دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ بعضے سر کا مسح کرنا چاہیے نہ کل سر کا وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اور مسح کرو تم پاؤں اپنے کو ٹخنوں تک یا پاؤں کی انگلیوں سے مسح کرتے ہوئے ٹخنوں تک جاؤ اور اسکا عکس بھی جائز ہے اور روایات اہلبیتؑ اور اقوال اکثر صحابہ مفسرین مثل ابن عباس اور انس بن مالک وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت مسح پاؤں پر دلالت کرتی ہے نہ غسل پر چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اختلف الناس فی مسح الرجلین وفی غسلهما فنقل القفال فی تفسیرہ عن ابن عباس وانس بن مالک وعکرمة والشعبی وابی جعفر محمد بن علی الباقر ان الواجب فیهما المسح وهو مذهب الامامیة من الشیعة وکذا قال محی السنة شمس الدین البغوی فی معالم التنزیل یعنی اختلاف کیا ہے آدمیوں نے بیچ مسح دونوں پاؤں کے اور بیچ دھونے انکے پس نقل کی ہے قفال نے بیچ تفسیر اپنے کے ابن عباس اور انس بن مالک اور عکرمہ اور شعبی ابو جعفر محمد بن علی باقر سے کہ تحقیق واجب بیچ ان دونوں پاؤں کے مسح ہے اور وہ مذہب امامیہ کا ہے شیعوں میں سے اور ایسا ہی کہا ہے محی السنہ شمس الدین بغوی نے بیچ تفسیر اپنی معالم التنزیل کے اور ابن حجر نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ غسل پا میں اختلاف کیا ہے علی اور ابن عباس اور انس بن مالک نے کہ وہ مسح پا کے قائل ہیں اور عینی شارح بخاری نے ثابت حدیث مسح پا کی اسی شرح میں لکھی ہیں پس جس صورت میں کہ علی علیہ السلام مسح پا کے قائل ہوں تو موجب حدیث علی مع الحق والحق مع علی کی پیروی اُن کی چاہیے اور نہ صحابہ کی کہ جو جاہل تھے اور تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کہ قسم ہے خدائے تعالیٰ کی میں ہر آیت کو جانتا ہوں کہ کس چیز میں نازل ہوئی ہے اور کس شخص پر نازل ہوئی ہے اور اسی کتاب میں ہے کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ سوال کرو تم مجھ سے کتاب خدا سے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی آیت مگر یہ کہ جانتا ہوں میں کہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو نازل ہوئی ہے اور

زمین پر نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر نازل ہوئی ہے پس جو شخص کہ انصاف رکھتا ہے قرآن کی آیت سے اسکی تقلید چاہیئے نہ ان لوگوں کی کہ جو سمجھ میں قرآن کے مضامین سے اور قطع نظر ان سب امور سے کسی یہودی یا نصرانی عربی دان کو یہ آیت دو اور اس سے پوچھو کہ تو انصاف سے بیان کر کہ اس آیت سے مسح پاؤں کا ثابت ہوتا ہے یا دھونا پاؤں کا اور مذہب علماء اہل سنت کا یہ ہے کہ ظاہر قرآن پر عمل کرنا چاہیئے اور صاحب تحفہ متعہ کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر کو خلاف نظم قرآن کے کوئی صحابی روایت کرے مقبول نہیں ہے لیکن تعجب ہے کہ اس مقام پر نہ ظاہر پر عمل ہے اور نہ موافق نظم قرآن کے ہے بلکہ سراسر تحریف نظم قرآن میں ہے کہ قریب کو چھوڑ کر طرف بعید کے جاتے ہیں اور بیموقع عطف کرتے ہیں سر دی سے خلیفہ ثانی کی جانب تعلیمی میں طرف اس کے اشارہ ہے اور ایسا ہی بخاری میں ہاتھوں کا ساتھ رکھنا ایجاد خلیفہ صاحب کا ہے اور اگر عطف ارجلکم کا روس پر ہو اور مجرور ہو تو ظاہر ہے کہ یہاں مسح ہی مراد ہے اور اگر رجل منصوب ہو جیسے کہ ابن عامر اور یعقوب اور کسائی اور حفص کہتے ہیں تو بھی مسح ثابت ہے اسواسطے کہ اس صورت میں عطف ارجل کا روس کے محل پر ہوگا کہ وہ محل مفعول کا ہے اور حالت نصب میں ارجل عطف وجوہ پر کرنا بالکل باطل ہے کہ قریب کو چھوڑ کر بدون حجت اور دلیل کے طرف بعید کے جاتے ہیں اور جو کچھ کہ اختلاف مسح اور غسل میں درمیان علماء اہل سنت اور امامیہ کے ہے وہ تفصیل مجمع البیان میں مذکور ہے اور اب خدا تعالے غسل اور تیمم کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا اور اگر ہو تم جنابت سے کہ تمکو احتلام ہوا ہو یا عورت سے مجامعت کی ہو تم نے تو فَاطَّهَّرُوْا پس پاک ہو جاؤ تم یعنی غسل کرو تم جس طرح سے کہ کیفیت اسکی فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اور اگر ہو تم بیمار کہ پانی کا استعمال تمکو ضرر کرتا ہو اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا اوپر سفر کے ہو یعنی تم سفر میں ہو اور پانی تمکو دستیاب ہوتا ہو اور احتیاج پانی کی رکھتے ہو اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ یا آئے کوئی تم میں سے مِّنَ الْغَآئِطِ جائے ضرور میں سے پائخانہ پھر کے یا پیشاب کر کے یعنی جو کوئی تم میں سے پائخانہ پھرے یا پیشاب کرے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یا مس کیا ہو تم نے عورتوں کو کہ مجامعت کی ہو تم نے اُنسے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً پس نہ پاؤ تم پانی کو ان سب صورتوں میں نہ وضو کے واسطے نہ غسل کیواسطے کہ یا تو اصل میں پانی ہی ملتا ہو اور یا یہ کہ کوئی امر مانع ہے پانی کے ہاتھ آنے کا اور یا یہ کہ پانی تو ملتا ہے لیکن استعمال اسکا نہیں کر سکتے ہو تو اس صورت میں فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا پس تیمم کرو تم خاک پاک سے یعنی دونوں ہاتھ اپنے خاک پر مارو فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ پس مسح کرو تم ساتھ مونہوں اپنے کے کہ تمام پیشانی پر مسح کرو تم وَاَيْدِيْكُمْ اور ساتھ ہاتھوں اپنے کے مِّنْهُ اس خاک سے کہ پہلے کف دست چپ سے پشت دست راست پر مسح کرو مدد دست سے انگلیوں کے سروں تک اور بعد اس کے کف دست راست سے اسطرح پشت دست چپ پر مسح کرو اور مشہور وضو کے بدلے ایک ضرب ہے کہ اسی ایک ضرب سے پیشانی اور ہاتھونکا بھی مسح کرو اور غسل کے بدلے دو ضرب مشہور ہیں ایک ضرب پیشانی کے واسطے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے واسطے اور بعضے علماء وضو کے بدلے بھی تیمم میں دو ضرب کہتے ہیں اور بعضے غسل کے بدلے ایک ضرب کہتے ہیں جیسے کہ وضو کے بدلے ایک ضرب ہے اور احوط اس صورت میں یہ ہے کہ وضو کے اور غسل کے دونوں کے بدلے دو تیمم کرے ایک ضرب بھی اور دو ضربی بھی اگرچہ موافق مشہور کے وضو کے بدلے ایک ضرب اور غسل کے بدلے دو ضرب کافی ہیں اور باء جو یکم کی دلالت کرتی ہے بعض وجہ کے ہونے پر اس واسطے پیشانی کہ وہ بعض وجہ ہے مسح کے واسطے مقرر ہوئی اور ایسے ہی بعضے ہاتھ اور جو اعضا کہ وضو میں دھوئے جاتے ہیں اُنکے ہی اوپر مسح کرنیکا حکم ہے اور وہ منہ اور دونوں ہاتھ ہیں اور اگر پاؤں کا دھونا شارع کی جانب سے مقبول ہوتا تو پاؤں کا بھی اس آیت میں مذکور ہوتا اور جس وقت مسح پاؤں کا اس آیت میں مذکور نہوا تو معلوم ہوا کہ دھونا پاؤں کا وضو میں موافق حکم خدا کے نہیں ہے اور خدا تعالے نے واسطے پاک کرنے بندوں کے وضو اور غسل اور تیمم کا حکم دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ نہیں چاہتا ہے خدا وضو اور غسل اور تیمم کے فرض کرنے میں لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ تاکہ کردے اوپر تمہارے تنگی وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ اور لیکن ارادہ کرتا ہے کہ پاک کرے تمکو نجاست حکمی سے پانی کے وسیلہ سے اور خاک کے ذریعہ سے اور یا یہ کہ گناہوں سے پاک کرے تمکو وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ اور تاکہ تمام کرے نعمت اپنی کو اوپر تمہارے اس پاک کرنے سے کہ وہ طہر کفارہ تمہارے گناہوں کا ہوگا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکر کرو اسکی نعمتوں کا اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی وضو یا غسل کرے موافق حکم شرع کے جو قطرہ کہ اسکے بدن سے ٹپکتا ہے اس سے خدا ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ قیامت تک اسکے واسطے استغفار کرتا ہے اور سلمان فارسی روایت کرتے ہیں

میں نے جناب رسول خدا سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو کوئی وضو واسطے نماز کے اچھی طرح کرے تو گناہ اسکے ایسے جھڑتے ہیں کہ جیسے درخت سے پتے جھڑتے
ہیں اور فرمایا ہے جناب رسول خدا نے کہ جو کوئی وضو میں کلی کرے اور ناک میں پانی ڈلوے جو گناہ کہ اسنے زبان اور ناک سے کیا ہے وہ گناہ دور ہو جائے گویا کہ
وہ اسی وقت اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک جماعت علمائے یہود کی رسول خدا کے پاس آئی اور پوچھا کہ اے
محمد خبر دے ہمکو کہ کسواسطے کہ منی کے نکلنے سے تو غسل کیا جاتا ہے اور گوہ اور پیشاب کے نکلنے سے غسل نہ کیا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ سب ناپاک ہیں حضرت
نے فرمایا کہ اس واسطے کہ جس وقت آدم نے اس درخت میں سے کھایا تو وہ سب رگوں اور اعضا میں ہی ہو گیا جسوقت آدمی مجامعت کرتا ہے تو وہ پانی
ہر بن مو سے باہر آتا ہے جبواسطے خدا نے اس غسل کو اسپر واجب کیا ہے تاکہ کفارہ گناہ کا سب اعضا کی اور طہارت اصلی ہووے اور شکر اس نعمت کا کہ خدا نے
ایک لذت وقت منی نکلنے کے عطا فرمائی ہے بجالاوے یہودیوں نے شکر کیا کہ سچ کہتا ہے تو لیکن یہ بتلا کہ ثواب غسل جنابت کا کیا ہے فرمایا کہ جسوقت مومن
جنب ہوتا ہے غسل کی توجہ سے خدا بہشت میں ایک محل اسکے واسطے تیار کرتا ہے اور کوئی بندہ مومن غسل نہ کرے مگر یہ کہ حقتعالے اسکی تعریف کرتا ہے اور فرماتا
ہے کہ اے فرشتو میرے بندے کو دیکھو کہ غسل کرتا ہے میری فرمانبرداری کا یقین ہے کہ میں خدا اوسکا ہوں گواہ رہو کہ میں نے اسکو بخشا اور جو بال
کہ اسکے بدن پر اور سر پر ہیں ہوا ہیں انکے ہر بال کی عوض ہزار مکان میں اسکو بخش اور ہزار برائیاں اسکی مٹا دیں اور ہزار درجے اسکے بلند کیے یہودیوں
نے جو یہ سنا تو کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اور فرماتا ہے کہ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ اور یاد کرو تم نعمت خدا کو جو کہ عَلَيْكُمْ
اور تمہارے ہے کہ تمکو مسلمان کیا اور احکام شرع کے تمکو تعلیم کیے تاکہ تم شکر اسکا کرو وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ اور یاد کرو تم پیمان اسکے کو وہ
پیمان کہ مضبوطی کی تھی تم نے ساتھ اس کے شب عقبہ رسول خدا سے یا وقت اسلام لانے کے کہ ہم فرمانبرداری کرینگے اور فرماتا ہے حضرت باقرؑ نے کہ مراد اس
پیمان سے وہ ہے کہ حجاج کے واسطے حجۃ الوداع میں بیان کیا تھا حرام کرنے محرمات کا اور کیفیت طہارت کی اور فرض کرنا ولایت کا علیؑ کی اور سوا
اسکے اسکو خدا فرماتا ہے کہ یاد کرو تم اس عہد کو اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہ جس وقت کہا تھا تم نے کہ سنا ہم نے بات تیری کو اور فرمانبرداری کی ہم
تیرے حکم کی وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے عہد کے توڑنے اور نعمت کے فراموش کرنے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تحقیق خدا عالم
ہے ساتھ سینہ کی باتوں کے یعنی وہ پیمان کہ جنسے کیا تھا کہ ہم تابعداری کرینگے خدا کی ہر چیز میں جو کہ ہمکو حکم کرے گا اور اسکو دیکھا اور سنکر سب حال میں
بجا لاوینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ پیمان وہ ہے کہ جو بیعت رضوان میں زیر درخت واقع ہوا تھا اور سب نے کہا تھا کہ ہم نصرت پیغمبر کی کرینگے اور جہاد میں
سے نہ بھاگیں گے لیکن پھر بھاگ گئے اور صحیح وہ ہے کہ جو حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد اس سے وہ عہد ہے کہ جو رسول خدا نے امیر المومنین کی
خلافت کے واسطے لیا تھا انھوں نے اسکو توڑ ڈالا اور اب خدا سچی گواہی دینے کی اور انصاف کی تاکید کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ ہو تم قیام کرنے والے لِلّٰهِ خاص واسطے خدا کے شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ گواہی دینے والے ساتھ
انصاف کے اور راستی اور درستی کے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ اور نہ باعث ہو تمکو شَنَاٰنُ قَوْمٍ دشمنی کسی قوم کی عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اوپر اسکے کہ نہ انصاف
کرو تم بلکہ چاہیے کہ دوست ہووے یا دشمن ہووے مومن ہو یا کافر بے انصافی کسی سے نہ چاہیے اور کسی کی عداوت اور بغض کی جہت سے اسپر زیادتی کرو
اور جو امر کہ حلال نہیں ہے ایسا ہو کہ وہ کرنے لگو کہ عہد کو توڑ ڈالو اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرو اور انکی عورتوں کو تہمت لگاؤ اور سوائے اسکے
دشمنی کے کام کرو اپنے دل کی تسلی کے واسطے ایسا تمکو نہ چاہیے بلکہ انصاف چاہیے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ اِعْدِلُوْا انصاف کرو تم اور راستی اور
درستی کا چلن رکھو تم کہ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وہ نزدیک تر ہے واسطے پرہیزگاری کے اور جسوقت رعایت انصاف کی کافر کے مقدمہ میں چاہیے
تو مومن کا کیا ذکر ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے ظلم اور بے انصافی کرنے میں اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تحقیق کہ خدا خبردار ہے ساتھ
اس چیز کے کہ کرتے ہو تم انصاف یا ظلم اور موافق اسکے تمکو جزا دے گا اور فرماتا ہے خدا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وعدہ کیا ہے
خدا نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں وہ اور عمل کیے ہیں انھوں نے نیک کہ اسکے عہد و پیمان کو وفا کیا ہے انھوں نے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

واسطے ان کے بخشش ہے اور اجر بڑا کہ وہ بہت ہی بھرا ہوا نعمتوں سے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور تکذیب کی ہے انھوں نے ساتھ نشانیوں ہماری کے کہ وہ قرآن اور تمام معجزے پیغمبر کے ہیں اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ یہ لوگ صاحبان دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اُس میں جلا کریں گے اور کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم غطفان کی لڑائی میں ایک جماعت بنی ثعلبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ لوگ حضرت کے آنے کی خبر سنکر مع اپنے سردار کے کہ دعثور اُس کا نام تھا قلعہ میں جا ٹھیرے اور قلعہ کے اوپر سے مسلمانوں کو دیکھتے تھے اور رسولخدا اپنے لشکر سے دور ہو کر ایک درخت کے پیچھے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور کپڑے حضرت کے پسینہ میں تر ہو گئے تھے اُن کے واسطے خشک ہونے کے درخت پر ڈال دیا تھا عربوں نے قلعہ کے اوپر سے حضرت کو دیکھکر اپنے سردار دعثور سے کہا کہ محمد تنہا درخت کے پیچھے بیٹھا ہے اور اصحاب اُس کے اُس سے دور ہیں جلد جا کر اُسکا کام تمام کرو دعثور تلوار لیکر پہنچا اور حضرت کے قریب جا کر کہنے لگا کہ اس وقت کون ہے کہ تیری حمایت کرے حضرت نے فرمایا کہ خدا تعالی تیرے شر کو مجھ سے دفع کرے گا اسوقت جبرئیل نازل ہوئے اور دعثور کے سینہ پر پر مارا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے گر پڑی حضرت نے اُسکی تلوار اُٹھالی اور اس کے سر پر جا کر فرمایا کہ اب مجھ سے تجھکو کون بچا سکتا ہے کہا کہ تجھکو کوئی منع نہیں کر سکتا ہے اور اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوا اور اپنی قوم میں جا کر کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یاد کرو تم نعمت خدا کو کہ اوپر تمھارے ہے اِذْ هَمَّ قَوْمٌ جس وقت قصد کیا ایک قوم نے کہ وہ دعثور اور تابعین اُسکے ہیں اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ یہ کہ کھولیں وہ طرف تمھارے ہاتھوں اپنے کو تمھارے قتل کے واسطے فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ پس باز رکھا اور بند کیا ہاتھوں کو ان کے تمسے اور ان کے ضرر کو تمسے دفع کیا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے ان نعمتوں کی ناشکری کرنے سے وَعَلَى اللّٰهِ اور اوپر خدا ہی کے فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان لانے والے کہ وہی کافی ہے خیر کے پہنچانے میں اور شر کو دفع کرنے میں اور جیسے کہ قریش پیغمبر خدا صلعم کے درپے تھے اور قصد اُن کے قتل کر ڈالنے کا رکھتے تھے اور حقتعالی نے اُن کے شر کو اپنے پیغمبر سے دفع کیا اسی طرح یہود بھی قصد جان کا اسکے رکھتے تھے جیسے کہ خدا تعالی فرماتا ہے وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور البتہ تحقیق لیا تھا خدا نے عہد بنی اسرائیل کا موسی کی موافقت میں اور عمالقہ سے لڑنے میں وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اور اُٹھائے تھے ہمنے اُن بنی اسرائیل میں سے اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا بارہ سردار کہ مردم کار زار تھے اور جناب رسولخدا صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ بارہ خلیفہ میرے ہوں گے بعد نقبائے بنی اسرائیل لیکن لوگوں نے رسولخدا کی مخالفت کر کے جو کہ حقیقت میں بارہ خلیفہ تھے ان کو تسلیم نہ کیا اور اپنی رائے سے خلیفہ مقرر کئے مشہور تو چار ہیں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی حدیث میں جو آتا ہے کہ وہ بارہ ہیں اور دین اُن سے قوی اور عزیز رہے گا کہتے ہیں سنی کہ وہ بارہ یہ ہیں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور معاویہ اور یزید بن معاویہ اور عبدالملک اور چاروں فرزند اُسکے ولید اور سلیمان اور یزید اور ہشام اور ایک عمر بن عبدالعزیز سبحان اللہ کیا اچھا دین ہے وہ کہ جسمیں عزت اور قوت معاویہ اور یزید مدعے سے حاصل ہوا اور تاریخ خلفا میں سفیان ثوری سے روایت ہے کہ خلفا پانچ ہیں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عمر بن عبدالعزیز اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ وہ پانچ ہیں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور معاویہ اور شاہ عبدالعزیز نے تحفہ میں لکھا ہے کہ وہ پانچ خلیفہ یہ ہیں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور حسن بن علی اور شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبدالعزیز نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے کہ خلافت نبوت کی بنص مخصوص منحصر تھی ابوبکر اور عمر اور عثمان میں اور علی کو خلافت سے خارج کیا ہے اور سلاطین اور ملوک میں انکو شمار کیا ہے اور ایسے ہی بخاری اپنی تاریخ میں لکھتا ہے اور تاریخ الخلفاء میں حبیب بن مہدالاسلمی سے روایت ہے کہ وہ تین خلفاء یہ ہیں ابوبکر اور عمر بن خطاب اور عمر بن عبدالعزیز اور سوائے اسکے اور بھی روایتیں خلفا کی اختلاف کی ہیں لیکن قول رسولخدا کو ترک کر کے جو کچھ کہتے ہیں اپنی رائے سے کہتے ہیں اور اسی واسطے اختلاف کرتے ہیں اور حق سے نہایت دور پڑے ہیں اور اگر پیروی آل رسول کی کرتے تو حق سے ماہر ہوتے اور بارہ خلفا کہ وہ اولاد سے رسولخدا کی ہیں انکی خلافت کے قائل ہوتے اور خلافت میں اپنی اپنی رائے سے اختلاف کرتے اور منقول ہے کہ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے اور اولاد کی بارہ جماعتیں تھیں سو اسواسطے موسی نے ہر جماعت کے واسطے ایک سردار کار گذار مقرر کیا تھا اور منقول ہے کہ حقتعالے نے موسی سے وعدہ کیا تھا کہ زمین مقدسہ ایلیا اور اریحا مع تمام ولایت شام کے بنی اسرائیل کو میں عطا کروں گا اور یہ شہر اس زمانہ میں جباروں کے وطن تھے کہ انکو عمالقہ کہتے ہیں اور وہ لوگ مرد اور

ہووے تو اس شرط کے تم میں سے وہ شرط کہ جو موجب ثواب کا ہے فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ یعنی تحقیق گمراہ ہوا وہ راہ سیدھی سے کہ پھر کبھی مطلوب کو نہ پہنچے اور بنی اسرائیل نے اس عہد کو وفا نہ کیا اور مستحق لعنت کے ہوئے چنانچہ فرماتا ہے حق تعالیٰ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ پس سبب توڑ ڈالنے انکو کے عہد اپنے کو اور ما تمامیں میں زائد ہے یعنی جو عہد کہ ہم نے اُن سے لیا تھا وہ عہد انھوں نے توڑ ڈالا تو لَعَنّٰهُمْ لعنت کی ہم نے انکو اور اپنی رحمت سے دور کیا کہ مسخ کیا انکو یا خواری جزیہ کی اوپر رکھی وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً اور کر دیا ہم نے دلوں اُن کے کو سخت اس طرح پر کہ وہ لطف کہ جس سے دل ان کے نرم ہوں وہ لطف ہم نے اُنسے اُٹھا لیا سبب اُنکے عناد اور انکار کے کہ وہ معجزات روشن کو دیکھ کر طرف حق کے رجوع نہیں کرتے تھے اور حمزہ اور کسائی نے قاسیہ کو قسیہ پڑھا ہے بدون الف کے اور حاصل یہ ہے کہ ہم نے اُنکی گمراہی میں انکو چھوڑ دیا ہے اور توفیق اور لطف کو اُن کے دیدہ و دانستہ انکار کرنے کی سبب سے باز رکھا ہے کہ دل اُن کے سخت ہو گئے ہیں اور نصیحت کرنا اور ڈرانا اُن کو کچھ اثر نہیں کرتا ہے اور کفر و سنگ دلی یہاں تک نوبت انکی پہنچی ہے کہ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ بدلتے ہیں وہ کلموں کو توریت کے مقاموں اپنے سے کہ جو کلمے محمد کی صفات کے ہیں انکو اور طرح سے بیان کرتے ہیں کہ جس سے حضرت کی نبوت ثابت نہو وَنَسُوْا اور بھول گئے وہ یعنی ترک کیا انھوں نے حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ حصہ کو اس چیز سے کہ نصیحت کئے گئے تھے وہ ساتھ اسکے کہ پیغمبر آخر الزمان کی متابعت کرنا انھوں نے ترک کی وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ اور ہمیشہ ہی تو اے محمد کہ مطلع ہوتا ہے تو عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اوپر خیانت کے ان یہودیوں میں سے کہ نئی خیانت پر خیانت کرتے ہیں اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ مگر تھوڑے آدمی اُنمیں سے کہ وہ خائن نہیں ہیں مثل عبد اللہ بن سلام کے اور اُنکے یاروں کے جو کہ اُن یہودیوں میں سے ایمان لائے ہیں فَاعْفُ عَنْهُمْ پس درگذر کر تو اُن سے اگر توبہ کریں وہ اور ایمان لائیں وہ وَاصْفَحْ اور منہ پھیر لے اُنکی ایذا سے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ تحقیق کہ خدا دوست رکھتا ہے نیکی کرنیوالوں کو پس معاف کرنا ان کا شعار کرنا چاہئے اور اب خدا تعالیٰ نصاریٰ کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اور ان لوگوں میں سے کہ کہا ہے انھوں نے کہ اِنَّا نَصٰرٰٓى تحقیق ہم نصاریٰ ہیں کہ نصرت خدا کی ہے اور یہ کہ عیسیٰ ناصرہ کا رہنے والا ہے اور ہم اسکے ساتھ رہیں لوپس جن لوگوں نے کہا ہے اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ لیا ہم نے عہد ان کا جیسا کہ یہودیوں سے عہد لیا تھا فَنَسُوْا پس بھول گئے وہ یعنی ترک کیا انھوں نے حَظًّا حصہ کو مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ اس چیز سے کہ نصیحت کی گئی وہ انجیل میں اور فارقلیط پر ایمان لانے کو کہ وہ محمد ہے فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمْ پس اُٹھایا ہم نے درمیان ان کے سبب اُنکی عہد شکنی کے الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ دشمنی ظاہر کو اور دشمنی پوشیدہ کو اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ روز قیامت تک یعنی ہم نے سبب عہد شکنی اُن کی کے اُن کو اُنکے حال پر چھوڑ دیا اور توفیق اور لطف کو اُن سے اُٹھا لیا یہاں تک کہ وہ کئی فرقے ہو گئے یعقوبیہ کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا عیسیٰ ابن مریم ہے اور ملکانیہ وہ کہتے ہیں کہ خدا تیسرا تین کا ہے اور نسطوریہ وہ کہتے ہیں کہ خدا مسیح میں حلول کر گیا ہے اور کہتے ہیں کہ الثلث ہو الوحدۃ والواحد ہو الثلث اور یہ سب فرقے آپس میں عداوت رکھتے ہیں وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ پس قریب ہے کہ خبر دیگا اُن کو خدا بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ کرتے افعال قبیحہ اور بدلا لینی اُن کو سزا دیگا اُن کے افعال بد کی اور اس واسطے لازم کرنے حجت کے فرماتا ہے کہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا اے یہود و نصاریٰ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر ہمارا کہ يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ بیان کرتا ہے واسطے تمہارے بہت اس چیز میں سے کہ ہو تم چھپاتے مِنَ الْكِتٰبِ کتاب میں سے یعنی اے یہود تو تم صفات محمد کے اور آیہ رجم کو توریت میں سے چھپاتے ہو اور اے نصاریٰ تم بشارت محمد کو جو کہ عیسیٰ نے دی ہے کہ احمد آنیوالا ہے اور انجیل میں وہ موجود ہے اسکو تم چھپاتے ہو وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ اور درگذر کرتا ہے وہ پیغمبر بہت سی چیزوں سے کہ ذکر انکی نہیں دیتا ہے جو کچھ کہ تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے اس واسطے کہ کوئی مقصود اس سے متعلق نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت سے عرض کی کہ کونسی چیز ہے وہ کثیر کہ جس سے تو درگذر کرتا ہے حضرت نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور دوسری اور تیسری مرتبہ بھی اس نے بہت مبالغہ کرکے پوچھا لیکن حضرت نے پھر منہ پھیر لیا اور مقصود اس یہودی کا یہ تھا کہ درگذر کرنیکی مخالف لازم آئے اگر کچھ بیان کریں لیکن جس وقت دیکھا کہ حضرت نے کچھ جواب نہ دیا تو حضرت کی راستی کا یقین کرکے حق

ایمان لایا اور فرماتا ہے خدا کہ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس جانب خدا سے نُوْرٌ نور کہ وہ محمد صلعم ہے وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ
اور کتاب روشن کہ وہ قرآن ہے اور نکالے ہیں جو لوگ گمراہ ہوں انکو تاریکی ضلالت سے اور فرماتا ہے جناب رسول خدا صلعم نے کہ اول ما خلق اللہ نوری یعنی پہلے جو کچھ
خدا نے پیدا کیا ہے وہ نور میرا ہے اور فرمایا کہ انا وعلیٌّ من نور واحد یعنی میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں اور فرمایا کہ وانا کالشمس وعلی کالقمر یعنی
میں مانند آفتاب کے ہوں اور علی مانند ماہتاب کے ہیں یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ رہنمائی کرتا ہے ساتھ اس نور کے خدا مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ اس شخص کو کہ پیروی
کرے رضامندی الٰہی کی اعمال نیک کے وسیلے سے سُبُلَ السَّلٰمِ رہبر وراں سلامتی کو عذاب سے کہ وہ راہ دار السلام کی ہے وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی
النُّوْرِ اور نکالتا ہے ان کو تاریکیوں کفر یا شک یا جہل سے طرف روشنی ایمان یا یقین یا علم کی بِاِذْنِہٖ ساتھ ارادے اور توفیق اپنی کے وَیَھْدِیْھِمْ اور رہنمائی
کرتا ہے ان کو دلیلوں روشن اور لطف اور ترغیب کے وسیلہ سے اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ طرف راہ سیدھی کے کہ وہ راہ حق ہے کہ کسی طرح کی کجی اس
میں نہیں ہے لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا البتہ تحقیق کفر کیا ان لوگوں نے کہ کہا انہوں نے کہ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ
تحقیق خدا وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے اور یہ قول نصاری میں سے فرقہ یعقوبیہ کا ہے اس کے رد میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کہ فَمَنْ یَّمْلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا پس کون شخص مالک ہو جانب خدا سے کسی چیز کا کہ منع کرے خدا کی قدرت اور ارادہ کو کسی چیز میں سے اِنْ
اَرَادَ اگر ارادہ کرے وہ خدا اَنْ یُّھْلِکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ یہ کہ ہلاک کرے مسیح پسر مریم کو وَاُمَّہٗ اور ماں انکی کو کہ وہ مریم ہے وَمَنْ فِی
الْاَرْضِ جَمِیْعًا اور ان کو کہ بیچ زمین کے ہیں سب کی مراد یہ ہے کہ مسیح مثل سب ممکنات کے خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ہے اور جیسے کہ اور ممکنات
ہیں ایسا ہی وہ ہے پس کیونکر وہ خدائی کے لائق ہوگا اور جیسے کہ اور ممکنات پیدا ہوئے ہیں اور مرے ہیں ایسے ہی عیسیٰ نصاری کے نزدیک سولی پاکر
مر گیا تھا اگر وہ خدا ہوتا تو اسکو کیونکر موت آتی وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی
وَمَا بَیْنَھُمَا اور اس چیز کی کہ جو درمیان ان دونوں کے ہے یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ پیدا کرتا ہے جو کچھ کہ چاہتا ہے کسی کو بے مدد بغیر مادہ کے
پیدا کرتا ہے جیسے کہ آسمان اور کسی کو مادہ سے جیسے کہ گھاس اور درخت اور حیوانات اور کسی کو اصلی جنس سے کہ جنس اسکے سے نہیں ہے جیسے کہ آدم کو
خاک سے اور کسی کو اس اصل سے کہ جنس اس کی سے ہے جیسے کہ بچہ کہ باپ اور ماں سے اور کسی کو مرد سے بغیر عورت کے جیسے کہ حوا اوپر موافق مشہور
کے ہے کہ حوا آدم کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور کسی کو عورت سے بدون مرد کے جیسے کہ عیسیٰ کو مریم سے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور خدا
اوپر پیدا کرنے ہر چیز کے قادر ہے جو کچھ چاہے موافق حکمت اور مصلحت کے پیدا کرے وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصٰرٰی اور کہا یہود و نصاری نے کہ
نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ ہم پسران خدا ہیں یعنی پیروی کرنے والے اسکے فرزندوں کے ہیں کہ وہ عزیر اور عیسیٰ ہیں اور یا یہ کہ مقرب اسکے ہیں مانند
مقرب ہونے پسر کے اپنے اور کہتے ہیں کہ یہودی دعوے کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے وحی کی طرف یعقوب کے کہ میرے فرزند اول میرے فرزند ہیں انکو
چالیس روز سے زیادہ دوزخ میں نہ رکھوں گا تاکہ آگ انکے گناہوں کو جلادے اور وہ پاک ہو جائیں اور بعد اسکے وہ بہشت میں داخل ہوں اور
کہتے ہیں کہ اکثر نے جناب رسول خدا صلعم نے کعب بن اشرف کو اور کعب بن اسید کو عذاب سے ڈرایا کہنے لگے کہ اے محمد ہمکو کیا ڈراتا ہے ہم جو چاہیں
گناہ کریں خدائے تعالیٰ ہمکو معاف کردے گا اس واسطے کہ ہم فرزند اسکے ہیں وَاَحِبَّآؤُہٗ اور دوست اسکے اور خدا ہرگز اپنے فرزندوں اور دوستوں کو
عذاب نہ کرے گا حق تعالیٰ نے فرمایا قُلْ کہہ تو اے محمد ان کے جواب میں کہ ہم نے فرض کیا کہ تم اس دعوے میں سچے ہو لیکن فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ
پس کس واسطے عذاب کرتا ہے تم کو خدا بسبب گناہوں تمہارے کے دنیا میں تو تم قتل اور اسیر اور مسخ ہوتے ہو اور آخرت میں تمہارے قول کے موافق تم کو
چالیس روز عذاب ہوگا اگر تم اسکے فرزند ہوتے تو ایک روز بھی عذاب نہ کرتا اس واسطے کہ باپ بیٹے کو قتل اور قید اور مسخ اور آتش دوزخ کا عذاب نہیں
کرتا ہے اور ایسے ہی دوست کے عذاب کو کوئی روا نہیں رکھتا ہے پس اس صورت میں تم نہ اسکے فرزند ہو نہ دوست ہو بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ
بلکہ تم آدمی ہو انمیں سے کہ پیدا کیا ہے خدا نے جنکو یعنی مثل تمام مخلوقات کے تم بھی ہو کہ نیکی اور بدی پر جزا پاؤ گے یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ بخشتا ہے خدا واسطے

جس شخص کو چاہتا ہے مومنوں میں سے وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ اور عذاب کرتا ہے جس شخص کو چاہتا ہے کہ اسکا کوئی مانع نہیں ہے اور کافروں کو عذاب
کرے گا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ کہ درمیان ان دونوں
کے ہے سب کا بادشاہ اور مالک ہے جو کچھ چاہے سو کرے وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ اور طرف اسی کے ہے بازگشت اور پھرنا واسطے جزائے اعمال کے کہ سبکو موافق عمل
کے جزا دے گا اور فرماتا ہے کہ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اے یہود اور نصاریٰ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر ہمارا کہ وہ محمد صلعم ہے
يُبَيِّنُ لَكُمْ بیان کرتا ہے واسطے تمہارے راہ حق کو کہ وہ دین اسلام ہے عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اور منقطع ہونے وحی کے پیغمبروں سے یعنی جس وقت
بعد عیسیٰ کے وحی آنی موقوف ہو گئی تو آپ محمد آیا اور بیان کرتا ہے وہ احکام خدا کو أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ واسطے مکروہ جانے
اس کے کہ کہو تم کہ نہیں آیا ہے ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ ڈر سنانے والا کافروں کا اور ان تقولوا کی تقدیر کراہۃ ان تقولوا ہے اور کراہۃ مفعول
لہ ہے کہ وہ یہاں سے محذوف ہے اور کسائی اور فراء کے نزدیک لئلا تقولوا ہے اور دین تفسیر میں بھی زاہد ہے اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَقَدْ جَاءَكُم
بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ پس تحقیق آیا ہے تمہارے پاس خوشخبری دینے والا ثواب کی مومنوں کو اور ڈرانے والا عذاب سے کافروں اور گنہگاروں کو وَاللَّهُ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے کہ بے در بے پیغمبر بھیجتا ہے چنانچہ ایک ہزار سات سو برس کی مدت میں ایک ہزار پیغمبر بھیجے اور
ابن عباس سے روایت ہے کہ درمیان عیسیٰ علیہ السلام کے اور ہمارے پیغمبر صلعم کے چھ سو برس کا فاصلہ ہے اور بعد عیسیٰ علیہ السلام کے ایک سو چونتیس برس
میں چار پیغمبر ہوئے تین تو بنی اسرائیل میں سے اور ایک عرب میں خالد بن سنان اور مشہور یہ ہے کہ عرب میں اولاد اسمٰعیل میں سے سوائے محمدؐ کے کوئی پیغمبر
نہیں ہوا اور جو کوئی پیغمبر بعد عیسیٰ کے ہوا بھی ہے تو اس پہلی شریعت پر ہوا ہے اور اب خدائے تعالیٰ بنی اسرائیل کی مخالفت سے انصار کے حق میں بیان
کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اور یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے یعنی کہا موسیٰ علیہ السلام نے
اپنی قوم سے کہ وہ بنی اسرائیل ہیں يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اے قوم میری یاد کرو تم نعمت خدا کو کہ اوپر تمہارے ہے إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ
أَنْبِيَاءَ جس وقت کئے اس نے بیچ تمہارے پیغمبر تا کہ تم کو راہ راست دکھلائیں اور بہت کثرت سے کئے تم میں پیغمبر کہ ایسے کسی قوم میں نہیں کئے وَجَعَلَكُم
مُّلُوكًا اور کیا تم کو بادشاہ یعنی بعضے تم میں سے بادشاہ کئے کہ وہ بھی کثرت سے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ ملوک اور غلام ہوئے تھے
بیچ قبطیوں کے ہاتھوں میں اور خدا تعالیٰ نے ان کو اس بلا سے رہائی دلوائی یہانتک کہ وہ اپنے نفسوں کے مالک ہو گئے اور بڑے بڑے محل قبطیوں کے کہ جن
میں نہریں جاری ہیں انکو عطا فرمائے اس جہت سے انکو ملوک سے تشبیہ دی ہے وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ اور دیا تمکو
اے بنی اسرائیل وہ کچھ کہ نہیں دیا ہے کسی کو عالم کے لوگوں میں سے کہ تمکو من وسلویٰ دیا اور ابر نے تم پر سایہ کیا اور چشمے پانی کے تمہارے واسطے پتھر میں سے
جاری کئے اور دریا کو تمہارے واسطے پھاڑا اور سوائے اس کے بہت سی نعمتیں تمکو دیں اور کہا موسیٰ نے يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ
اے قوم میری داخل ہو تم زمین پاک میں کہ وہ زمین شام کی ہے اور قرار گاہ اکثر انبیا کی ہے اور طرح طرح کے میوے اس میں ہیں اور وہ بہت برکت کی جگہ ہے
اور کفر اور شرک سے وہ زمین پاک ہے الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وہ زمین کہ لکھی ہے خدا نے واسطے تمہارے لوح محفوظ میں کہ وہ مسکن تمہارا ہو گا بشرطیکہ ایمان
پر قائم رہو تم اور جباروں پر جہاد کرو اور ان سے لڑو وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ اور نہ پھرو تم اور پیٹھوں اپنی کے جباروں کے خوف سے
فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ پس ہو جاؤ گے تم نقصان پانیوالے دنیا اور آخرت میں قَالُوا کہا ان لوگوں نے کہ يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا
جَبَّارِينَ اے موسیٰ تحقیق کہ بیچ اس زمین کے قوم جبارین ہیں وہ بڑے قوی اور زبردست ہیں کہ مقابلہ اُنسے آسان نہیں ہے وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا اور تحقیق ہم
ہرگز نہ داخل ہوں گے اس زمین میں حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا یہاں تک کہ نکلیں وہ جبارین اس زمین سے فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا پس اگر وہ نکل جائیں اس میں
سے فَإِنَّا دَاخِلُونَ پس تحقیق ہم داخل ہونے والے ہیں اور اُن سے لڑنے کی تو طاقت ہم میں نہیں ہے قَالَ رَجُلَانِ کہا دو مردوں نے
مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ ان لوگوں میں سے کہ ڈرتے ہیں وہ خدا سے اور وہ یوشع بن نون تھے سبط بنی یامین اور کالب بن یوحنا سبط بنی یہودا

ع ٦

تھے کہ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمَا انعام کیا تھا خدا نے اوپر ان دو لوگوں کے ایمان کو اور عہد و پیمان پر ثابت قدم رہنے کو ان دونوں نے بنی اسرائیل کو کہا
کہ اُدْخُلُوْا عَلَیْھِمُ الْبَابَ داخل ہو تم اوپر جباروں کے دروازہ بستی میں سے کہ وہ باہر نکلنے پاویں اور راہ اُن پر تنگ ہو جاوے فَاِذَا
دَخَلْتُمُوْهُ پس جس وقت داخل ہو تم اس میں تو فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ پس تحقیق تم غالب ہونے والے ہو اس واسطے کہ بسبب تنگی کوچوں کے اور بڑے
بڑے ہونے اُنکے جسموں کے اُنکو اوپر حملہ کرنا بہت دشوار ہے اور خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ اگر تم اس میں داخل ہو گے تو البتہ اُن پر غالب ہو گے اور
کہا ان دو لوگ مردوں نے کہ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اور اوپر خدا کے پس توکل کرو تم اے بنی اسرائیل اس لڑائی میں اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
اگر ہو تم باور کرنے والے وعدہ خدا کے اس واسطے اگر تم ایک دفعہ ہی اُن کے شہر کے دروازہ میں گھس جاؤ گے تو وہ باہر نہ نکل سکیں گے اور تم سے اس شہر کے
اندر لڑ سکیں گے قَالُوْا کہا اُن لوگوں نے کمال بے ادبی سے کہ يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا اے موسیٰ تحقیق ہم ہرگز نہ داخل ہوں گے اس میں کبھی
مَّا دَامُوْا فِيْهَا جب تک کہ ہیں وہ لوگ بیچ اُس شہر کے پس بہت گستاخی اور بیباکی سے اُن لوگوں نے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جرأت
کر کے کہا کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ پس جا تو اور پروردگار تیرا اور لڑو تم ان سے دونوں اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ تحقیق کہ ہم
اسی جگہ بیٹھے والے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام تنگدل ہو کر شکایت اُنکی خدا سے کی کہ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ کہا اے پروردگار
میرے میں مالک نہیں ہوں مگر اپنے نفس کا وَاَخِىْ اور بھائی اپنے ہارون کا فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ پس جدائی ڈال
تو درمیان ہمارے اور درمیان قوم حکم سے باہر جانے والوں کے اور یوشع اور کالب اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے موافق تھے لیکن تمام قوم نے جو مخالفت کی تھی
اُنکو بھی قوم میں شمار کر کے کہا کہ میں فقط اپنی جان کا اور اپنے بھائی ہارون کا مالک ہوں اور جس وقت خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شکوہ
سنا تو قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ کہا کہ پس تحقیق وہ زمین مقدس حرام کی گئی ہے اوپر اُن بنی اسرائیل کے بسبب نافرمانی اُن کی کے اَرْبَعِيْنَ
سَنَةً چالیس برس کہ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ حیران اور سرگرداں پھریں وہ بیچ زمین کے کہتے ہیں کہ زمین تیہ میں بنی اسرائیل چالیس
برس تک سرگرداں پھرتے رہے اور وہ زمین فقط چھ فرسخ میں تھی کہ موافق کوسوں اطراف دہلی کے تخمیناً بہتر ۷۲ کوس ہوتی ہے صبح کو سفر کرتے تھے اور
تمام روز پھرتے تھے اور شام کو پھر وہیں پہنچتے تھے جس جگہ سے کہ کوچ کیا تھا اور یہ اس وجہ سے تھا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین کو حکم کیا تھا وہ پھر جاتی
تھی اور جو کہ ابتدا تھی وہ انتہا ہو جاتی تھی اور جو انتہا تھی وہ ابتدا ہو جاتی تھی اور جس وقت وہ شام کو مقام پر پہنچتے تھے وہ ابتدا ہی
معلوم ہوتی تھی اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہم چالیس برس تک انکو حیران اور سرگرداں رکھیں گے زمین تیہ
میں سے موسیٰ اس خبر کو سنکر پشیمان ہوئے اور جی میں کہنے لگے کہ میں نے ان کی شکایت کیوں کی تھی اس لیے خدا تعالیٰ حضرت موسیٰ کو فرماتا ہے کہ فَلَا
تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ پس نہ افسوس کر تو اوپر قوم حکم سے باہر ہونے والوں کی یعنی اے موسیٰ وہ سب نافرمانی کے سزاوار اس عذاب کے
ہیں تو اُنکی شکایت کرنے سے پشیمان مت ہو تواریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کی ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی تھی بیس برس تو افریدوں
کی بادشاہی میں گذرے تھے اور سو برس منوچہر کے زمانہ میں اور زمین تیہ میں جس جگہ کہ بنی اسرائیل سرگرداں رہتے تھے حضرت موسیٰ نے وفات
پائی اور حضرت ہارون اُن سے پہلے دنیا سے کوچ کر گئے تھے اور وہ بھی زمین تیہ میں مرے تھے اور یوشع بوصیت موسیٰ علیہ السلام خلیفہ موسیٰ کے
ہوئے اور اُنکی جگہ مقرر ہوئے انھوں نے بنی اسرائیل کو جباروں سے لڑنے کا حکم دیا بنی اسرائیل نے چالیس برس جو عذاب پایا تھا اس خوف سے لڑنے
پر مستعد ہوئے اور اُن کے شہر کو جا کر گھیر لیا اور اُسکا محاصرہ کر لیا اور بتائید الٰہی ان کو قتل کیا اور جمعہ کے روز اُن سے لڑائی ہوئی اور جس وقت آفتاب
غروب ہوا تو حضرت یوشع نے دیکھا کہ کچھ جبار باقی رہ گئے ہیں حق تعالیٰ سے دعا کی کہ پھر آفتاب اُلٹا پھر کر بلند ہوا اور باقیماندوں کو بھی قتل کیا اور ابن عباس
سے روایت ہے کہ آفتاب نہیں پھرا ہے غروب ہو کر مگر تین شخصوں کے واسطے ایک تو سلیمان وصی داؤد کا کہ اس کے واسطے پھرا ہے اور دوسرا یوشع وصی موسیٰ
کا اور تیسرا علی ابن ابیطالب وصی محمد رسول اللہ کا کہ اُن کے واسطے آفتاب غروب ہو کر پھرا ہے اور علی ابن ابیطالب کے واسطے آفتاب دو مرتبہ

خدا سے سرکشی پر بنی اسرائیل کا چالیس برس تک میدان میں حیران و سرگرداں رہنا

پھرا ہے ایک مرتبہ تو رسولخداؐ کی زندگی میں اور کیفیت اس کی یہ ہے کہ رسولخداؐ کو آثار وحی کے معلوم ہوئے اور حضرت علیؑ کے زانو پر سر مبارک اپنا رکھا اور نماز عصر کا وقت تنگ ہوا تو حضرت علیؑ نے نماز کو اشارہ سے ادا کیا اور رسولخداؐ وحی سے فارغ ہوئے تو علیؑ کو رنجیدہ اور دلگیر پایا سبب اس کا پوچھا حضرت علیؑ نے عرض کی کہ نماز عصر کو میں نے اشارہ سے پڑھا ہے اس سبب سے کہ سر مبارک آپکا میرے زانو پر تھا اس نماز سے میری تسلی نہیں ہوئی رسولخداؐ نے دعا کی کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ علیؑ تیری اور تیرے رسول کی طاعت اور فرمانبرداری میں تھا اسکو قدرت کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی نہوئی تھی آفتاب کو اسکے واسطے الٹا پھیر دے تاکہ اطمینان سے وہ نماز کو ادا کرے اسی وقت آفتاب الٹا پھرا اور اسکے واسطے ایک آواز تھی جیسے کہ وقت پھرنے آرہ کی لکڑی پر آواز پیدا ہوتی ہے اور شعاع اسکی تمام عالم پر پڑی اور اس قدر ٹھیرا کہ علیؑ نے نماز اپنی ادا کی اور جس وقت سلام کو ادا کیا تو آفتاب نے یکمرتبہ ہی غروب کیا اور یہ روایت ابن عباس اور ابوذر اور مقداد اور جابر وغیرہ اصحاب کبار سے ہے اور دوسری مرتبہ آفتاب علیؑ کے واسطے بعد وفات رسولخداؐ کے پھرا اور وہ اس طرح ہے کہ جویرہ بن شمرہ نے روایت کی ہے کہ میں ہمراہ امیرالمومنینؑ کے تھا جنگ نہروان کے سفر میں جسوقت ہم بابل میں پہنچے تو نماز عصر کا وقت آیا حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے کہ خدا تعالے نے اسمیں ایک قوم کو نیچے لیگیا ہے اور کسی پیغمبر اور وصی پیغمبر کو نہ چاہیے کہ یہاں نماز پڑھے ہم چلے جاتے تھے کہ اس عرصہ میں آفتاب غروب ہوگیا اور میں اپنے جی میں کہتا تھا کہ جس وقت یہ نماز پڑھینگے اسوقت میں پڑھونگا اور جس وقت کہ نماز کا وقت جاتا رہا تو میں نے تعجب کیا کہ نماز جناب امیرؑ کی کیونکر فوت ہو پس ایک مقام پر پہنچکر اترے اور وضو کرکے جناب امیرؑ نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور لب مبارک کو حرکت دی اسیوقت دیکھا میں نے کہ آفتاب نکلا اور اسقدر بلند ہوا کہ نماز عصر کے وقت کے مقام پر پہنچا اور جناب امیرؑ نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ نماز کو ادا کر جس وقت ہم نماز سے فارغ ہوئے تو یکمرتبہ ہی آفتاب غروب کر گیا اور میں نے کہا کہ یا امیرالمومنین گواہی دیتا ہوں میں اپنی یقین سے کہ تو بیشک وصی پیغمبر خدا کا ہے اور اب خدائے تعالے حضرت آدم کے فرزندوں کا حال بیان کرتا ہے ہابیل اور قابیل کا کہ قابیل نے عہد شکنی کرکے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ اور پڑھ تو اوپر ان لوگوں کے خصوصاً اہل کتاب پر خبر فرزندوں آدم کی یعنی ہابیل اور قابیل کی اور یہ خبر واسطے تسلی رسولخداؐ کے ہے کہ عہد شکنی مخصوص اہل کتاب کی نہیں ہے بلکہ پہلے بھی ایسا ہوا ہے کہ بھائی نے بھائی کو عہد شکنی کرکے قتل کیا ہے کہ جو بڑا سخت گناہ ہے اس خبر کو فرزندان آدم کی اہل کتاب کے روبرو پڑھ تو اے محمد صلعم بِالْحَقِّ ساتھ حق اور راستی کہ کسیطرح کی آمیزش خلاف واقع کے اسمیں نہو اور قصہ انکا مجملاً اس طرح مشہور ہے کہتے ہیں کہ حضرت آدم کے حوا کے پیٹ سے ہر دفعہ میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی جوڑواں پیدا ہوتے تھے یکمرتبہ قابیل اور اقلیمیا دو بھائی اور بہن پیدا ہوئے اور دوسری مرتبہ ہابیل اور لیوذا بھائی اور بہن پیدا ہوئے اور حضرت آدمؑ کا دستور تھا کہ ایک جوڑے کے پسر کا نکاح دوسرے جوڑے کی دختر سے کرتے تھے اس دستور کے موافق قابیل کو تو منسوب لیوذا سے کیا کہ یہ بدصورت تھی اور ہابیل کو منسوب اقلیمیا سے کیا اور یہ خوبصورت تھی قابیل نے اپنی نسبت سے انکار کیا اور کہا کہ میری بہن تو خوبصورت ہے اور میرے ہمراہ وہ پیٹ میں ہی پیدا ہوئی اسکے واسطے اولی ہوں اور ہابیل کی بہن بدصورت ہے میں اس سے نکاح نہ کرونگا اور ہابیل سے اسکو حسد ہو گیا تھا اس وقت حضرت آدم نے فرمایا کہ میرا اسمیں کچھ اختیار نہیں ہے خدا تعالی نے جو حکم دیا ہے اسکے موافق کیا قابیل کو اس بات کا یقین نہوا اور کہا کہ تو ہابیل کو زیادہ دوست رکھتا ہے اسواسطے تو اسکو خوبصورت عورت دیتا ہے آدمؑ نے فرمایا کہ تو میرے کہنے کو قبول نہیں کرتا ہے تو تم دونو بھائی قربانی کرو جسکی قربانی قبول ہووے اسکو میں اقلیمیا سے منسوب کرونگا اس بات پر قابیل راضی ہوا اور دونو بھائی اپنی اپنی قربانی پہاڑ پر رکھ آئے ہابیل تو گوسفند ان کا ریوڑ رکھتا تھا ایک بچہ گوسفند کا فربہ کہ اسکو بہت دوست رکھتا تھا اور کچھ دودھ اور مسکہ پہاڑ کی چوٹی پر رکھ آیا اور ارادہ کیا کہ اگر میری قربانی قبول ہو گی تو میں اقلیمیا سے دست بردار ہونگا اور قابیل زراعت کرتا تھا اپنی زراعت میں سے گیہوں کے خوشے خراب اور ناکارہ لیگیا اور انکو پہاڑ پر رکھکر چلا آیا اور ارادہ کیا کہ قربانی میری قبول ہووے یا نہووے میں اپنی بہن سے دستبردار نہونگا پس جس وقت کہ وہ دونو اپنی اپنی قربانیاں رکھ کر چلے آئے تو بعد اسکے آگ آسمان سے نازل ہوئی اور ہابیل کی قربانی کو اسنے کھالیا اور قابیل کی قربانی ویسی ہی پڑی رہی اور قبول نہوئی قابیل کو یہ حال دیکھ کر زیادہ حسد ہوا اس لئے اسنے ہابیل کو مار ڈالا اور اس کے قتل

سے بعد اسکے آیت کی ابتدا اللہ تعالیٰ اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قابیل نے ہابیل کو اقلیما کی جہت سے قتل نہیں کیا تھا اس
واسطے ہابیل کا نکاح اقلیما سے درست ہی نہ تھا کہ وہ دونوں توأم نہیں بھائی اور بہن تھے اور حضرت آدم بھائی کا نکاح بہن سے کیونکر کرتے کہ نکاح بھائی
کا بہن سے کبھی درست نہیں ہوا ہے اور ذکر اسکا سورۂ نساء میں گزر گیا ہے راوی نے پوچھا کہ پھر قابیل نے ہابیل کو کس واسطے قتل کیا فرمایا کہ حضرت آدم کو
خدائے تعالیٰ نے حکم کیا کہ ہابیل کو وصی اپنا کر اور اسم اعظم اسکے سپرد کر اور قابیل ہابیل سے عمر میں زیادہ تھا اسکو خبر پہنچی تو غصہ ہوا اور حضرت آدم سے کہا
میں بڑا ہوں مجھکو وصی کرنا چاہیے اس وقت آدم نے دونوں کو قربانی کرنیکا حکم دیا ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی اس قصہ کو خدائے
تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ اے محمد صلعم خبر کر تو خبر بیٹوں آدم کی ان اہل کتاب کو بحق راستی اِذْ قَرَّبَا جس وقت کہ قربانی رکھی ان دونوں نے قُرْبَانًا ایک قربانی
یعنی قربت طلب کی انھوں نے خدا کی کہ اس سے حق ظاہر ہوجائے تاکہ اسپر قرار کریں فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا پس قبول کی گئی وہ قربانی ایک کی ان
دونوں میں سے کہ وہ قربانی ہابیل کی تھی اور آگ آسمان سے آکر اسکو لے گئی وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے کہ وہ قابیل تھا
اس واسطے کہ آگ اسکی قربانی پر سے گزر کر چلی گئی اور قربانی کی طرف توجہ نہ کی قابیل نے غصہ ہوکر قَالَ کہا ہابیل سے کہ لَاَقْتُلَنَّكَ البتہ قتل کروں گا
میں تجھکو قَالَ کہا ہابیل نے کہ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ سوائے اسکے نہیں کہ قبول کرتا ہے خدا پرہیزگاروں سے جو کہ خالص نیت سے قربانی
کرتے ہیں اور تو نے پرہیزگاری اختیار نہ کی سبب تیری قربانی قبول نہ ہوئی اسمیں میرا کیا گناہ ہے کہ میرے قتل کا تو نے ارادہ کیا ہے لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ
البتہ اگر کشادہ کرے گا تو طرف میرے ہاتھ اپنے کو لِتَقْتُلَنِيْ تاکہ قتل کرے تو مجھکو مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ نہیں ہوں میں کشادہ کرنے والا
ہاتھ اپنے کو طرف تیرے ہرگز لِاَقْتُلَكَ تاکہ قتل کروں میں تجھکو اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ تحقیق کہ میں خوف کرتا ہوں خدا سے کہ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
پروردگار عالموں کا ہے کہتے ہیں کہ ہابیل قوت میں قابیل سے زیادہ تھا لیکن خدا کے خوف سے اسکے دفع کرنے میں کوشش نہ کی اور یہ معنی ہیں کہ تو بطریق ظلم
کے قتل کی ابتدا کر لیکن میں ظلم کے قصد سے تیرے قتل کی ابتدا نہ کروں گا اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ تحقیق میں ارادہ کرتا ہوں یہ کہ پھرے تو بِاِثْمِيْ وَ
اِثْمِكَ ساتھ گناہ میرے کے اور گناہ اپنے کے یعنی میرا گناہ اور اپنا گناہ دونوں کا تو ہی گردن پر رکھے اور حسن نیت کہ تو مجھکو قتل کریگا تو فَتَكُوْنَ مِنْ
اَصْحٰبِ النَّارِ پس ہو تو صاحبان دوزخ میں سے وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ اور یہی ہے بدلا ظلم کرنیوالوں کا کہ جو ناحق کسی کو قتل کریں جاننا چاہیے کہ
اسکے عوض میں وہ روز قیامت حلال کرے اور کہتے ہیں کہ اثمی واثمک سے مراد یہ ہے کہ گناہ میرے قتل کا اگر تو مجھکو قتل کرے گا اور گناہ تیرے جو کچھ کہ پہلے تھے یا تو
گناہ کہ جسکے سبب قربانی تیری قبول نہیں ہوئی اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص قتل کرے کسی مومن کو تو تمام گناہ اس مومن کے اس قاتل پر خدائے
تعالیٰ رکھیگا اور مقتول گناہ سے پاک اور بری ہو جائیگا اور یہی مراد ہے باثمی واثمک سے فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ پس رغبت دلائی واسطے اس قابیل کے نفس
اس کے نے قَتْلَ اَخِيْهِ مار ڈالنے بھائی اپنے کو کہ ہابیل کے قتل کی تدبیر میں تھا جس وقت حضرت آدم نے ارادہ مکہ کی زیارت کا کیا بیت المعمور کے واسطے
تو قابیل فرصت پاکر ہابیل کے پاس آیا دیکھا کہ سوتا ہے ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر ہابیل کے سر پر مارا کہ سر اسکا پاش پاش ہوگیا فَقَتَلَهٗ پس مار ڈالا اسکو پس
صبح کو فَاَصْبَحَ پس ہو گیا وہ قابیل اپنے بھائی کو قتل کرکے مِنَ الْخٰسِرِيْنَ نقصان پانیوالوں سے کہ دنیا میں تو مردود اور رانده ہوا
اور آخرت میں نصف عذاب اہل دوزخ کا اسکو ہوگا اور اسکے قتل کی کیفیت اس طرح سے بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدم واسطے حج کے مکہ کو گئے
تھے پیچھے قابیل نے ہابیل کو جنگل میں سوتا ہوا پایا حیران تھا کہ کیونکر اسکو قتل کروں شیطان ایک جانور پکڑ لایا اور دوسرے جانور کا سر پتھر سے کچلا کہ وہ مر گیا
قابیل نے یہ حال دیکھ کر ایک پتھر ہابیل کے سر پر مارا کہ وہ مر گیا اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا لیکن حیران تھا کہ اسکو کیونکر پوشیدہ کروں اور نعش
ہابیل کی لاش کو کمر پر رکھے ہوئے پھرا کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ چالیس روز تک لیے ہوئے پھرا کیا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک سال تک لیے ہوئے پھرا کیا
یہاں تک کہ اسمیں بدبو آنے لگی اور درندوں اور پرندوں نے حملہ کیا کہ اسکو ہم کھالیں اس وقت خدا نے دو کوّے بھیجے کہ وہ دونوں آپس میں لڑے ایک کوّے نے
دوسرے کوّے کو مار ڈالا اس کوّے قاتل نے اپنی چونچ سے زمین کو کھود کر اس کوّے مردہ کو اسمیں دفن کیا اور قبر کی شکل بنا دی اور مٹی سے اسکو بھر دیا قابیل

النصف

نے یہ دیکھ کر ایک گڑھا کھودا اور ہابیل کو اس میں دفن کیا اور مٹی سے اسکو پر کر دیا چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا پس بھیجا خدا نے کوے کو کہ
يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ کھودتا تھا بیچ زمین کے گڑھا اسی چونچ سے اور پاؤں سے لِيُرِيَهُ تاکہ دکھاوے اس قابیل کو كَيْفَ يُوَارِي سَوْأَةَ أَخِيهِ
کیونکر پوشیدہ کرے لاش بھائی اپنے کی جس وقت قابیل نے یہ ماجرا دیکھا تو قَالَ يَا وَيْلَتَىٰ کہا کہ وائے مجھ پر أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ
کیا عاجز ہوا ہوں میں اس سے کہ ہوں مثل اس کوے کے یعنی ایسا عاجز ہوا ہوں میں کہ کوے کی مانند بھی ہوا فَأُوَارِيَ سَوْأَةَ أَخِي پس پوشیدہ کرتا
میں لاش بھائی اپنے کی فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ پس ہو گیا وہ قابیل پشیمانوں میں سے بھائی کے قتل کرنے سے کہ اس کے قتل کرنے سے بہت مشقت
اٹھائی اور منقول ہے کہ قابیل اپنے بھائی کو دفن کر کے باپ کے پاس آیا اور حضرت آدم نے ہابیل کو جو اس کے ہمراہ نہ دیکھا تو پوچھا کہ ہابیل کہاں ہے کہا کہ کیا تو نے
مجھکو اس کا نگہبان کیا تھا آدم نے فرمایا کہ میرے ہمراہ قربانگاہ پر چل اور حضرت آدم کے دل میں گزرا کہ قابیل نے اسکو قتل کیا ہے پس جس وقت قربانگاہ پر پہنچے تو
آدم پر واضح ہو گیا کہ قابیل نے اسکو مار ڈالا ہے پس آدم نے لعنت کی اس زمین کو کہ جس نے ہابیل کا خون قبول کیا اور حکم کیا حضرت آدم نے کہ قابیل پر لعنت
بھیجیں اور آواز دی گئی قابیل کو آسمان کی طرف سے کہ لعنت کیا گیا ہے تو کہ اپنے بھائی کو تو نے قتل کیا اور اسی واسطے زمین لہو کو نہیں پیتی ہے پس حضرت آدم
وہاں سے پھر آئے اور روئے ہابیل پر چالیس روز اور شب اور جس وقت زاری کرتے تھے تو شکایت اسکی طرف خدا کے کرتے تھے اور خدا نے وحی کی طرف آدم کے
کہ میں بخشنے والا ہوں تجھکو ایک پسر کہ وہ قائم مقام ہابیل کے ہو اور بعد اسکے حوا نے ایک لڑکے کو جنا کہ وہ مبارک اور پاکیزہ تھا اور جبکہ ساتواں روز ہوا تو
خدا تعالیٰ نے وحی کی کہ اے آدم یہ لڑکا بخشش ہے میری طرف سے اسکا نام تو ہبۃ اللہ رکھ اور وہ حضرت شیث پیغمبر تھے اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ حضرت
آدم سو برس تک ہابیل کی مصیبت میں دلتنگ رہے کہ کبھی ہنستے نہ تھے جب عمر انکی ایک سو تیس برس کی ہوئی تو شیث ان کے پیدا ہوئے اور پچاس صحیفے انکو
خدا نے بھیجے اور حضرت آدم کا انکو وصی کیا اور جس وقت آدم نے قابیل کو نکال دیا تو وہ عدن کو چلا گیا اور ابلیس کے وسوسہ کرنے سے آتش پرست ہو گیا اور اسکی اولاد نے
بھی اسکی پیروی کی اور لہو و لعب اور مزامیر اور شراب اور زنا اور تمام شہوات میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ نوح کے طوفان میں سب غرق ہوئے اور اولاد شیث
کی باقی رہی اور فرماتا ہے خدا کہ مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ اس قتل کی جہت سے کہ ناحق ہوا ہے کہ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ لکھا ہم نے اوپر بنی اسرائیل
کے یعنی حکم کیا ہے اوپر کہ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ تحقیق جو شخص کہ قتل کرے نفس کو بغیر عوض کسی نفس کے أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ
یا بدون فساد کے بیچ زمین کے یعنی وہ قتل کرنا فساد کا بھی نہ ہو جیسے کہ شرک اور رہزنی اور زنا وغیرہ کی جہت سے قتل کرنا ہوتا ہے پس
وہ دو قسم ہی کا قتل کرنا ناحق کا ایسا ہے کہ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ پس گویا کہ قتل کیا آدمیوں کو جَمِيعًا سب کو اس واسطے کہ اس عمل بد نے لوگوں
کو دلیر کیا قتل کرنے پر اس صورت میں ایک کا قتل کرنا اور سب کا قتل کرنا برابر ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جہنم میں ایک صحرا ہے
اگر کوئی سب آدمیوں کو قتل کرے تو اس صحرا میں جاوے گا اور ایک آدمی کو قتل کرے تو بھی اس صحرا میں جاوے گا اور اس آیت میں اگرچہ خدائے تعالیٰ
نے بنی اسرائیل کو فرمایا ہے لیکن حکم اس کا قیامت تک سب آدمیوں میں جاری ہے وَمَنْ أَحْيَاهَا اور جو شخص کہ زندہ کرے اس نفس کو کہ قصاص کو کسی کے
معاف کرے یا کسی قاتل کے چنگل سے کسی کو چھڑاوے یا وہ مارا جاتا ہے قتل ناحق سے تو ایسا ہے کہ فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا پس گویا کہ زندہ
کیا اس نے آدمیوں کو سب کو اس واسطے کہ ثواب اسکا مثل ثواب اس شخص کے ہو گا کہ جو تمام آدمیوں کو ہلاکت سے بچاوے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت
ہے فرمایا کہ جو کوئی بچاوے کسی کو گمراہی سے تو گویا زندہ کیا اسکو اور جو شخص کہ بچاوے کسی کو ہدایت سے طرف گمراہی کے تو ایسا ہے کہ گویا قتل کیا اسکو اور بعضے
کہتے ہیں کہ زندہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ چھڑاوے کسیکو ڈوبنے یا جلنے سے اور کبھی دیوار اور چھت وغیرہ کے نیچے دبنے سے اور درندے سے اور فقیری سے طرف
آسودگی کے اور افضل سب سے یہ ہے کہ بچاوے کسی کو گمراہی سے طرف راہ حق کے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ اور البتہ تحقیق آئے ان
بنی اسرائیل کے پاس رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ پیغمبر ہمارے ساتھ دلیلوں اور معجزوں روشن کے ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ پھر تحقیق بہت انمیں سے
بَعْدَ ذَٰلِكَ پیچھے ان پیغمبروں اور معجزوں روشن کے فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ بیچ زمین کے البتہ حد سے گذر جانے والے ہیں کہ حرام کو حلال کرتے ہیں اور

ناحق لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ بنی ضبہ کی قوم کے لوگ بیمار ہو کر حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں آئے حضرت نے فرمایا کہ تم میرے پاس ٹھہرو جس وقت تم کو صحت حاصل ہو جائے گی تو تم کو لشکر کی طرف بھیجوں گا ان لوگوں نے کہا کہ ہم کو مدینہ سے رخصت فرماؤ حضرت نے انکو صدقہ کے گلے کے اونٹوں میں بھیجدیا وہاں وہ شفا کے واسطے اونٹوں کا موت پیتے تھے اور اونٹیوں کا دودھ کھاتے تھے جس وقت اچھے ہو گئے اور قوت حاصل ہوئی تو تین آدمیوں کو انھوں نے جو کہ اونٹوں کے نگہبان تھے قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے یہ خبر جناب رسول خدا کو پہنچی حضرت نے جناب امیر علیہ السلام کو ان کے پیچھے بھیجا وہ لوگ ایسے جنگل میں چلے گئے تھے کہ وہاں سے نکل سکتے تھے لیکن حضرت علی نے وہاں پہنچکر انکو قید کیا اور رسول خدا صلعم کی خدمت میں لے آئے اس مقدمہ میں خداتعالیٰ فرماتا ہے إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ سوائے اسکے نہیں کہ جزا ان لوگوں کی کہ جنگ کرتے ہیں وہ خدا سے اور پیغمبر اسکے سے کہ قتل کرتے ہیں اور مال لوگوں کے لوٹتے ہیں وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا اور دوڑتے ہیں وہ بیچ زمین کے فساد کرنے والے ہو کر فساداً حال واقع ہوا ہے یعنی پھرتے ہیں وہ زمین میں فساد کرتے ہوئے کہ قتل اور غارت کرتے ہیں پس جزا ان لوگوں کی أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں وہ یا سولی دئے جائیں أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ یا کاٹے جائیں ہاتھ ان کے اور پاؤں انکے مِنْ خِلَافٍ مخالف طرح سے کہ کاٹا جائے سیدھا ہاتھ اور الٹا پاؤں یا سیدھا پاؤں اور الٹا ہاتھ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ یا نکالے جائیں وہ زمین سے کہ شہر بدر کردیں اور کسی شہر میں انکو ٹھہرنے نہ دیں پس جس وقت یہ نازل ہوئی تو کہتے ہیں کہ حضرت نے حکم دیا ان کی سزا دینے کا ہاتھ اور پاؤں انکے برخلاف کاٹے گئے یعنی دست راست اور پائے چپ اور پائے راست اور دست چپ اور بعد اس کے سلائی انکی آنکھوں میں پھیر کر سولی پر انکو چڑھا دیا اور بعضے اس آیت کی شان نزول میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ چھٹے سال ہجرت کے ایک جماعت عرینہ میں سے خدمت جناب رسول خدا صلعم کے حاضر ہو کر مسلمان ہوئی اور خدمت گذاری میں حضرت کی رہی۔ ہوا مدینہ کی ان کے مزاج کو موافق نہ تھی اس واسطے وہ بیمار ہو گئی اور چہرہ اور آنکھیں انکی زرد ہو گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ شتران سرداری میں جاؤ کہ کوہ عیر کے نزدیک ہے وہ وہاں گئے اور چند روز وہاں رہے اور موت اور دودھ اونٹیوں کا پیتے تھے جس وقت انکو صحت حاصل ہوئی تو پندرہ اونٹ حضرت کے ہانک کر لے گئے اور یسار کہ غلام حضرت صلعم کا تھا اس نے انکا تعاقب کیا اور یسار میں اور ان میں پیکار چلا آخر یسار کو ان لوگوں نے گرفتار کیا اور ہاتھ اور پاؤں اسکے کاٹ ڈالے اور کانٹے اسکی آنکھوں اور زبان میں چبھوئے یہانتک کہ وہ شہید ہو گیا حضرت صلعم نے یہ خبر سنکر کرز بن جابر کو مع بیس سواروں مسلح کے انکے پیچھے بھیجا کہ وہ سب کو ہاتھ اور پاؤں انکے باندھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا حق تعالیٰ نے ان کی سزا میں وہ آیت نازل کی اور رسول خدا نے انکو سزا دی ذَٰلِكَ وہ سزا کہ جو انکے واسطے وقوع میں آئی ہے لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا واسطے ان کے رسوائی ہے بیچ دنیا کے کہ ذلت پاتے ہیں وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا ان کے گناہ کے بڑے ہونے کے سبب إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مگر جو لوگ کہ توبہ کریں مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ پہلے اس سے کہ قادر ہو تم اوپر ان کے کہ پکڑو تم ان کو اور شہادت قائم ہو اوپر فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ پس جانو تم کہ تحقیق خدا بخشنے والا ہے گناہوں کا بعد توبہ کے رَحِيمٌ مہربان ہے توبہ کرنیوالوں پر کہ ایسے گناہ کو بخشدیتا ہے لیکن گناہ آدمیوں کا مثل قتل اور زخم اور غارت کے کہ بدون قصاص اور ادا کرنے مال کے ساقط نہیں ہوتا ہے اور باب جزا پرہیزگاری اور اعمال نیک کی طرف حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ڈرو تم خدا سے اسکی نافرمانی کرنے میں وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ اور طلب کرو تم طرف اسکے وسیلہ کو سبب بجا لانے اعمال نیک کے کہ اسکی واجبات اور مستحبات کو بجا لاؤ اور منہیات سے پرہیز کرو وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ اور جہاد کرو تم بیچ راہ اسکی کے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ تاکہ تم رستگاری پاؤ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ وسیلہ ڈھونڈو تم خدا کی طرف اسکی رضامندی کے طلب کرنے سے کہ اسکی قضا پر راضی رہو اور اس کی نازل کی ہوئی بلا پر صبر کرو اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اولاد حسینؑ میں سے جو کہ آئمہ ہیں جس کسی نے انکی متابعت کی اس نے خدا کی متابعت کی

ع ۵ ۹

اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی وہ ہیں دستاویز مضبوط اور وسیلہ طرف خدا کے اور انس بن مالک سے روایت ہی کہ فرمایا
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وسیلہ ایک حجاب ہی درمیان بندے کے اور خدا کے اور وہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے جو بندہ کہ اسکو وسیلہ کرے
خدائے تعالےٰ اسکو اُس درجہ پر پہنچاوے اور امیر المومنین نے فرمایا ہی کہ بہشت میں دو گھر ہیں موتی کے کہ چھت انکی عرش تک ہی ایک تو سفید ہے اور دوسری
زرد ہی اور ہر ایک کے اوپر ستر ہزار بالاخانے ہیں سفید تو ان میں سے وسیلہ محمدؐ کا اور اُس کے اہل بیت علیہم السلام کا ہے اور زرد وسیلہ ابراہیمؑ کا اور اُس کے
اہل بیت کا اور اب خدائے تعالےٰ کفار کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا ہے بتوں کی پرستش
کرے لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اگر تحقیق ہووے واسطے ان کے جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے مال اور اسباب کی قسم سے وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ
اور مثل اُسکے ہمراہ اسکے ہو یعنی جس قدر کہ مال دنیا میں ہے وہ سب ہو اور مثل اُسکے اور ہو کافروں کے واسطے لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ
یَوْمِ الْقِیٰمَةِ تاکہ بدلا دیویں وہ ساتھ اسکے عذاب روز قیامت کے سے کہ وہ مال دے کر اپنے نفس کو قیامت کے عذاب سے بچانا چاہیں تو مَا
تُقُبِّلَ مِنْھُمْ نہ قبول کیا جائے گا اُن سے وہ مال کسی طرح سے وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور واسطے ان کے عذاب ہے دردناک اور لیفتدوا بہ میں
ضمیر بہ کی کہ واحد ہے دو چیز کی طرف اسواسطے پھرتی ہے کہ وہ ضمیر بمنزلہ اسم اشارہ کے ہے جیسے کہ عوان بین ذالک میں اور یا واؤ ومثلہ کی بمعنی مع ہے
اور جس وقت وہ کفار دوزخ میں ڈالے جاویں گے تو یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ ارادہ کریں گے یہ کہ نکلیں وہ آتش دوزخ سے
وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْھَا اور حال یہ ہے کہ نہیں ہیں وہ نکلنے والے اس سے وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ اور واسطے ان کے عذاب ہی
ہمیشہ کہ ہرگز منقطع نہو کہتے ہیں کہ خدائے تعالےٰ دروازہ بہشت کا دوزخ کی طرف کھولے گا اور کفار جس وقت اسکو دیکھیں گے تو ارادہ بہشت میں جانیکا
کریں گے اور اُدھر کو دوڑینگے اور ہر ایک دوسرے پر گرنے لگے تاکہ آتش دوزخ سے باہر نکل جاویں جسوقت بہشت کے دروازے کے نزدیک پہنچیں تو خدائےتعالےٰ
دروازہ بہشت کا بند کرا دے اور وہ محروم ہو کر الٹے پھر جاویں اور اب خدا تعالےٰ چوروں کی سزا کو بیان کرتا ہے جو کہ پوشیدہ لوگوں کا مال لیتے ہیں چنانچہ
فرماتا ہے وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَھُمَا پس کاٹو تم دست راست
ان کا اگر چوتھائی دینار سے کم نہ چرایا ہو اور دینار تین ماشہ اور تین رتی تخمینًا کا ہوتا ہے طلا سے بنا ہوا اور اگر اُس سے کم کی یعنی چوتھائی دینار
سے کم کی چوری کی ہو تو تعزیر لازم ہے اور چور کا ہاتھ کاٹیں تو چاہئے کہ اس طرح سے کاٹیں کہ چاروں انگلیاں اسکی کاٹیں اور کف دست اور انگوٹھے
کو باقی رکھیں جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا بدلا ہے بسبب اس چیز کے کہ کسب کیا ہے اُنھوں نے نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ واسطے عذاب دینے کے خدا کی
جانب سے وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ اور خدا غالب ہے اپنے حکم میں حَکِیْمٌ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور السارق
والسارقة نزدیک سیبویہ کے دو جملہ ہیں یعنی حکم السارق والسارقة فیما یتلے علیکم اور ایسے ہی باعتبار عطف کے السارقة مبتدا ہے اور مضاف اُسکا
کہ وہ لفظ حکم کا محذوف ہے اور فیما یتلی خبر اُسکی ہے کہ محذوف ہے مبتدا اور خبر مل کر ایک جملہ تو یہ ہوا اور فاقطعوا دوسرا جملہ ہے اور نزدیک مبرد کے
وہ سب ایک جملہ ہے اور فا سببیہ ہے جو کہ خبر پر داخل ہوئی ہے واسطے متضمن ہونے معنی شرط کے اور جزا کے اور نکالا مفعول لہ واقع ہوا ہے اور فرماتا ہے خدا
کہ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ پس جو شخص کہ توبہ کرے پیچھے ظلم اپنے سے یعنی چوری کے بعد توبہ کرے وَاَصْلَحَ اور درست کرے کار
اپنے کو کہ جس کا مال چرایا ہے اُس کو راضی کرے اور چوری سے توبہ کرے فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ پس تحقیق کہ خدا توبہ قبول کرتا ہے
اوپر اس کے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ تحقیق خدا بخشنے والا ہے گنہگاروں کا بعد توبہ کے رَّحِیْمٌ مہربان ہے کہ قیامت میں انکو نہ رسوا کرے
اور فرماتا ہے خدا کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا نہیں جانتا ہے تو کہ تحقیق خدا واسطے اسکے پادشاہی
آسمانوں اور زمین کی ہے یعنی بیشک جانتا ہے تو خدائے تعالےٰ مالک اور بادشاہ آسمانوں کا اور زمین کا ہے یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ عذاب
کرتا ہے جسکو چاہتا ہے وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ اور بخشتا ہے واسطے جس شخص کے چاہے جس وقت وہ شخص توبہ کرے وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور خدا

اوپر ہر چیز کے قادر ہے عذاب کرنے میں اور بخشنے میں اور اب خدا تعالیٰ حضرت کی تسلی کے واسطے فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْکَ اے
پیغمبر غمگین نہ کریں تجھکو الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں وہ بیچ کفر کے یعنی کفر کو ظاہر کرتے ہیں جس وقت وسیلے
ہیں مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ان لوگوں میں سے کہ کہا انھوں نے کہ ایمان لائے ہم اور یہ کلمہ کہتے ہیں وہ ظاہر میں بِاَفْوَاھِھِمْ ساتھ مونہوں
اپنے کے وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُھُمْ اور نہیں ایمان لائے ہیں دل اُن کے مراد اس قوم سے منافقین ہیں جو ساتھ یہود کے دوستی رکھتے تھے اور مسلمانوں سے مسخر کرتے
کرتے تھے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط زبان سے اسلام کا ظاہر کرنا کفایت نہیں کرتا ہے جبتک کہ دل سے اقرار ہووے وَمِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا
اور ان لوگوں میں سے ہیں وہ کفر میں جلدی کرنے والے کہ یہودی ہوئے ہیں سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ بہت سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سَمّٰعُوْنَ
لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ بہت سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے کہ جو لَمْ یَاْتُوْکَ نہیں آئے ہیں تیرے پاس بسبب تکبر اور عناد اور ننگ کے اور مراد اس سے
خیبر کے یہودی ہیں کہ یہودی مدینہ کے ان کی طرف سے یہ بیچ جاسوسی کرتے تھے اور جھوٹی خبریں خیبر کے یہودیوں کو پہنچاتے تھے کہ محمدؐ نے ایسا اور ایسا
کہا ہے اور وہ خیبر کے یہودی بسبب اپنے تکبر کے حضرت کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت
شوہردار اور ایک مرد صاحب زوجہ نے خیبر کے یہودیوں سے آپس میں زنا کیا اور توریت میں اُن کے واسطے حکم سنگسار کرنے کا تھا یہودیوں نے ان کی بزرگی
اور شرافت کا لحاظ کرکے چاہا کہ ان کو سنگسار نہ کریں آپس میں کہا کہ یہ مرد جو دعوے پیغمبری کا کرتا ہے اسکی کتاب میں یہ حکم نہیں ہے لیکن ہم جو اس سے جنگ
اور کارزار رکھتے ہیں اس مجلس میں نہیں جاسکتے ہیں مطلب یہ ہے کہ کسی کو بنی النضیر اور بنی قریظہ میں سے بھیجیں کہ وہ اس سے ہم عہد ہیں اور وہ اُس سے حد زنائے محصنہ
کی پوچھیں اگر وہ کوڑے لگانیکا حکم دیوے تو قبول کریں اور اگر سنگسار کرنیکا حکم دیوے تو اسکی بات کو نہ سنیں پس وہ اس زانی اور زانیہ سمیت مدینہ میں آئے اور
مدینہ کے یہودیوں سے سب حال بیان کیا اور اشراف یہود مدینہ کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس اقدس میں حاضر ہوئے اور زنا
محصنہ کی حد سے سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ سنگسار کرنا چاہیئے انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ توریت میں چالیس کوڑے روغن قیر سے ملے ہوئے کے مارنے
کا حکم ہے تاکہ آگا اور پیچھا اُسکا سیاہ ہو جاوے اور بعد اسکے گدھے پر الٹا سوار کرکے محلوں میں اسکو پھرائیں جبرئیل نے حضرت سے عرض کی کہ یہ لوگ جھوٹ
کہتے ہیں توریت میں یہ حکم نہیں ہے ان سے کہو کہ ہمارا اور تمہارا منصف ابن صوریا ہے کہ وہ سب سے زیادہ عالم یہودیوں کا ہے حضرت نے یہودیوں کو فرمایا کہ
تمہاری قوم کا خیبر میں ایک جوان سادہ رو زرد رنگ ہے اور ایک آنکھ اسکی ہے اور اسکو ابن صوریا کہتے ہیں کہا کہ ہاں وہ بڑا عالم ہے تونے اسکو
کہاں دیکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ میں نے جبرئیل سے سنا ہے اور فرمایا کہ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان منصف ہے کہ جو توریت میں ہے اُس سے فیصلہ
کرنا چاہیئے وہ انصاف سے کہدیگا یہودیوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں حضرت نے آدمی بھیجکر اسکو خیبر سے بلوایا جب وہ آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس
سے پوچھا کہ ابن صوریا تو ہی ہے کہا کہ ہاں پھر حضرت نے اُس سے فرمایا کہ تو ہمارے اور یہودیوں کے درمیان منصف ہو کہا کہ بہت خوب حضرت نے اُس کو
قسم دی کہ تجھکو قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے توریت کو موسیٰ پر نازل کیا ہے اور دریا کو اُس کے واسطے چیرا ہے اور تمکو فرعون سے نجات دی ہے اور من وسلویٰ
تم پر نازل کیا اور ابر سے تم پر سایہ کیا ہے اور حکم حلال اور حرام کا توریت میں بیان کیا ہے کہ حد زنائے محصنہ کی سنگسار کرنا ہے یا نہیں ہے ابن صوریا نے کہا کہ اگر
یہ بات ہوتی کہ آگ آسمان سے نازل ہوکر مجھ کو جلا دے تو میں جھوٹ بیان کرتا لیکن تو بتلا کہ تیرے خدا نے اس میں کیا حکم کیا ہے حضرت نے فرمایا
کہ میرے خدا نے حکم کیا ہے کہ جس وقت چار گواہ زنا محصنہ پر گواہی دیویں تو سنگسار کرنا زانیوں کا واجب ہے ابن صوریا نے کہا کہ بخدا کہ موسیٰ
توریت میں بھی یہی حکم ہے حضرت نے فرمایا کہ اُن دونوں کو سنگسار کرو یہودیوں نے ابن صوریا سے کہا کہ تونے کس واسطے ہمارا راز ظاہر کر دیا
کہا کہ محمدؐ نے سوگند جو مجھ کو دی تھی اس واسطے میں نے راست بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ تم نے حکم خدا کو بدلا کہنے لگے کہ واسطے رعایت حال
اشراف کے اور انکی حرمت کے ملاحظہ سے چھپا لئے ہیں اُس کے بعد یہ آیت نازل کرکے فرمایا کہ وہ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ بدلتے ہیں کلموں کو یعنی آیہ
رجم کو مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِہٖ پیچھے رکھے اُسکے سے مقاموں اُس کے سے یعنی پیچھے اسکے کہ خدا نے اسکو ایک جگہ رکھا تھا وہاں سے اسکو بدل

ڈالتے ہیں کہ ایکی جگہ کچھ اور لکھ دیتے ہیں اور یحرفون صفت سماعون کی ہے اور مبتدا اس کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی یحرفون الکلم ہے اور تقدیر من بعد مواضعہ
کی من بعد وضعہ کلام مواضعہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ حلال کو وہ حرام کی جگہ رکھتے ہیں اور حرام کو حلال کی جگہ رکھتے ہیں یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ
هٰذَا کہتے ہیں وہ کہ اگر دیئے جاؤ تم یہ یعنی حکم کوڑے لگانے کا محمد کے پاس سے فَخُذُوْهُ پس لو تم اس کو اور قبول کرو اور اس پر عمل کرو وَاِنْ لَّمْ
تُؤْتَوْهُ اور اگر نہ دیئے جاؤ تم وہ حکم بلکہ حکم سنگسار کرنے کا تمکو محمد دیوے فَاحْذَرُوْا پس تم اوپر پرہیز کرو تم اسکو قبول کرنے سے وَمَنْ
یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ اور جو شخص کہ ارادہ کرے خدا آزمانے اسکے کا یعنی جس چیز کو کہ اس نے پوشیدہ کیا ہے اس کو اس کی رسوائی اور ذلت کے واسطے ظاہر کرے
یا جس کو چاہے اسکی عناد کی جہت سے عذاب کرے تو اے محمد فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا پس ہرگز نہیں مالک ہے تو واسطے اسکے خدا کی طرف
سے کسی چیز کا کہ اس کی رسوائی یا عذاب کو دفع کرے اس واسطے کہ اختیار اس کا تیرے ہاتھ میں نہیں ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ
وہ لوگ ہیں کہ نہیں چاہا ہے خدا نے یعنی اسکی حکمت اور مصلحت نے تقاضا نہیں کیا ہے اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ط کہ پاک کرے وہ دلوں اُن کے کو
سبب اُن کے عناد کے اور معجزات روشن کو دیکھ کر انکار کرنے کی جہت سے کہ دلیلوں و معجزے تیرے نبوت کے حق ہونے کی دیکھتے ہیں اور پھر ایمان نہیں
لاتے ہیں اور اپنے کفر کو نہیں چھوڑتے ہیں برخلاف مومنین کے کہ وہ اُن دلیلوں کو دیکھ کر اعتقاد کرتے ہیں تو ہم اُن کی دلیلوں سے گمراہی کو دھو
ڈالتے ہیں اور لطف اور توفیق انکو بخشتے ہیں اور یہ کفار باوجود ملاحظہ حقیقت کے پھر انکار کرتے ہیں تو ہم اُن کے دلوں کو پاک نہیں کرتے ہیں اور
فرماتا ہے خدا کہ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ ج واسطے کافروں کے بیچ دنیا کے رسوائی ہے کہ جزیہ دیتے ہیں اور مومنین سے ڈرتے ہیں وَّلَهُمْ فِی
الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اور واسطے ان کے بیچ آخرت کے عذاب ہی بڑا کہ ہمیشہ دوزخ میں جلا کریں گے سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ بہت سے
سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے یعنی جھوٹ کہنے کے واسطے اپنی طرف سے بنا کر تیری بات کو سنتے ہیں کہ تجھ سے تو کچھ سنیں اور اپنی قوم سے کچھ بنا
کر جھوٹ بنا کر اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ط بہت کھانے والے ہیں واسطے حرام کے کہ حکم کے برخلاف بیان کرنے میں رشوت لیتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ مراد سحت سے رشوت ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ ثمن مردہ کی اور سگ غیر شکاری کی اور شراب کی اور خرچی زنا کار عورت کی اور اجرت
جادو کرنے کی ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے برادر مومن کی حاجت کو روا کرنا اور پھر اس کا ہدیہ قبول کرنا یہ بھی سحت ہے اور فرماتا ہے خدا
کہ فَاِنْ جَآءُوْكَ پس اگر آئیں وہ اہل کتاب تیرے پاس اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جھگڑا لیکر تو فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ پس حکم کر تو درمیان
اُن کے اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ج یا منہ پھیرے تو ان سے یعنی حکم کرنے میں اور حکم نہ کرنے میں تجھکو اختیار ہے وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ اور اگر منہ
پھیرے تو ان سے کہ کچھ حکم اُن کو نہ دے تو فَلَنْ یَّضُرُّوْكَ شَیْـًٔا پس ہرگز نہ ضرر کریں گے اور نہ کوئی گزند پہنچا سکیں گے وہ تجھ کو کچھ وَاِنْ
حَكَمْتَ اور اگر حکم کرے تو ان کے مقدمہ میں تو فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ پس حکم کر تو درمیان اُن کے ساتھ انصاف کے کہ جس طرح سے ہم نے
تجھکو حکم دیا ہے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ تحقیق خدا دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو حکم میں وَكَیْفَ یُحَكِّمُوْنَكَ اور کیونکر حاکم
ٹھہراتے ہیں وہ تجھ کو وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ اور حال یہ ہے کہ نزدیک اُن کے توریت ہے کہ فِیْهَا حُكْمُ اللّٰهِ بیچ اس کے حکم خدا کا
ہے سنگسار کرنے کا پس تجھ کو وہ اپنا حاکم بناتے ہیں یہ اس واسطے ہے کہ کوئی حکم ایسا ہو جائے کہ اس میں مشقت کمتر ہو اگرچہ اُن کے گمان میں اس حکم
کو خدا نے نہ فرمایا ہو ثُمَّ یَتَوَلَّوْنَ پھر پھر جاتے ہیں وہ اور منہ پھیر لیتے ہیں تیرے حکم سے مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ط پیچھے اُس سے کہ حکم دیا ہے
تو نے موافق اُن کی کتاب کے وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ؀ اور نہیں ہیں یہ لوگ باور کرنے والے اور تصدیق کرنے والے اپنی کتاب کے حکم
کی اور بعضے کہتے ہیں کہ آیہ فاحکم بینہم منسوخ ہے آیۃ ان احکم بینہم بما انزل سے اس واسطے کہ اس آیت میں تو یہ حکم تھا کہ چاہے تو موافق انکی کتاب کے حکم کر
اور چاہے تو اپنی کتاب کے موافق اور اس آیت میں یہ حکم ہے کہ قرآن کے موافق حکم کر اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ
تحقیق ہم نے نازل کیا ہے توریت کو فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ج کہ بیچ اس کے ہدایت حق کی اور روشنی ہے کہ گمراہی کے اندھیروں سے وہ باہر نکالتی ہے۔

ع ٩ ٦ ١٠

یَحْکُمُ بِہَا النَّبِیُّوْنَ حکم کرتے تھے ساتھ اُس توریت کے پیغمبر بنی اسرائیل کے بعد موسیٰ کے کہ ایک ہزار کے قریب ہوئے ہیں تاکہ موسیٰ کے دین کو رواج
دیویں الَّذِیْنَ وہ پیغمبر کہ اَسْلَمُوْا فرمانبرداری کی اُنہوں نے حکم خدا کی اور توریت بھیجی ہے ہم نے لِلَّذِیْنَ ہَادُوْا واسطے ان لوگوں
کے کہ یہودی مذہب یہود ہوئے ہیں وَالرَّبَّانِیُّوْنَ اور حکم کرتے تھے عابد دین خدا کے وَالْاَحْبَارُ اور علما یہود کے کہ تابع انبیا کے تھے بِمَا
اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰہِ بسبب اس کے کہ حفاظت کا حکم کئے گئے تھے کتاب اللہ سے کہ اس میں تحریف اور تبدیل کسی حکم کی نہ کریں وَکَانُوْا
عَلَیْہِ شُہَدَآءَ اور تھے وہ اوپر اُس کے گواہ کہ توریت کے احکام کو حق اور راستی سے بیان کریں گے فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ پس نہ ڈرو تم آدمیوں
سے اے حکم کرنے والو وَاخْشَوْنِ اور ڈرو تم مجھ سے حکموں کے بیان کرنے میں کہ خلاف حکم کے بیان نہ کرو وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا
قَلِیْلًا اور نہ خریدو تم ساتھ آیتوں میری کے مول تھوڑا کہ رشوت لے کر احکام توریت کے بدل ڈالو اور ایک فائدہ دنیا کے واسطے ایسا مت کرو اور
فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اور جو شخص کہ نہ حکم کرے انکار کر کے ساتھ اس چیز کے کہ نازل کیا ہے خدا نے محمدؐ پر
فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْکٰفِرُوْنَ پس یہ لوگ وہی کافر ہیں سبب انکار کرنے حکم حق سے وَکَتَبْنَا عَلَیْہِمْ فِیْہَآ اور لکھا ہے ہم نے اوپر اُن بنی
اسرائیل کے بیچ اس توریت کے یعنی فرض کیا ہے ہم نے اوپر اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ یہ کہ تحقیق ایک جان بدلے ایک جان کے ہے یعنی ایک جان
کے بدلے قصاص میں ایک جان کو مار ڈالو نہ دو جان کو جیسا کہ بنی نضیر دونوں کو بنی قریظہ کے ایک تن کے بدلے میں قتل کرتے تھے برخلاف حکم خدا کے تم
ایسا نہ کرو وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ اور ایک آنکھ بدلے ایک آنکھ کے ہے نہ زیادہ اس سے یعنی اگر ایک آنکھ کا تم قصاص لو تو ایک ہی آنکھ کو کور
کرو نہ اس سے زیادہ کو وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ اور ناک بدلے ناک کے ہے وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ اور کان بدلے کان کے ہے وَ
السِّنَّ بِالسِّنِّ اور دانت بدلے دانت کے ہے وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ اور زخم قصاص والے ہیں یعنی ہر زخم کا بدلا اُسی زخم کے برابر
ہے اور اسی طرح سب اعضا میں مساوات چاہئے مثل لب اور دست اور پا وغیرہ کے اور جس میں کہ مساوات ممکن نہ ہو جیسے کہ توڑنا ہڈیوں کا وہاں یہ
حکم جاری نہیں ہے اور تفصیل اس کی فقہ کی کتابوں میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سوائے وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ کے یہ آیت منسوخ ہے آیہ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ
فِی الْقَتْلٰی سے فَمَنْ تَصَدَّقَ بِہٖ پس جو شخص کہ تصدق کرے ساتھ اس بدلا لینے کے یعنی معاف کرے بدلا لینے کو تو فَہُوَ کَفَّارَۃٌ
لَّہٗ پس وہ معاف کرنا کفارہ ہے گناہوں کا واسطے اس مجروح کے یا وارثان مقتول کے اگر قصاص کو معاف کریں کہ اُس معاف
کرنے سے گناہ اُس کے بخشے جائیں گے اور کسائی نے عین کو اور مابعد اُس کے سب کو مرفوع پڑھا ہے اور ابوجعفر اور ابن کثیر اور ابوعمرو نے
سب کو منصوب پڑھا ہے مگر وَالْجُرُوْحَ کو مرفوع پڑھا ہے اور باقیوں نے سب کو منصوب پڑھا ہے اور اُذُن کو نافع نے خفیف پڑھا ہے
اور باقیوں نے ثقیل وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اور جو شخص کہ نہ حکم کریں ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوْنَ پس یہ لوگ وہی ظلم کرنے والے ہیں کہ حق کو اس کی جگہ پر نہیں رکھتے ہیں اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی کو بخشے زخم وغیرہ کا عوض اس کا نہ لیوے تو موافق اس کے کفارہ اُس کے گناہوں کا ہوگا۔ اور
الودرداء نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر کوئی مسلمان کہ اس کو زخم کسی
مسلمان نے لگایا ہو اور وہ اس کو معاف کرے تو خدائے تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرے اور گناہوں کو اس کے بخشے اور جابر نے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا حضرت صلعم نے کہ اگر کوئی مومن تین کام کرے بخدا جس دروازے سے بہشت کے چاہے داخل ہو اور
حور العین اس کی زوجہ ہو ایک تو یہ کہ اگر کسی کے ذمہ اپنا قرض رکھتا ہو اس کو بخش دے دوسرے یہ کہ قاتل کو معاف کرے تیسرے یہ کہ بعد فریضہ کے
دس بار قل ہو اللہ احد پڑھے کسی نے پوچھا کہ یا رسول خدا اگر کوئی ان تین کاموں میں سے ایک کام کرے تو وہ بھی اس مرتبہ کو پہنچے گا یا نہیں حضرت نے
فرمایا کہ ہاں وہ بھی اس مرتبہ کو پہنچے گا اور اب خدائے تعالیٰ نصاریٰ کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَقَفَّیْنَا عَلٰٓی اٰثَارِہِمْ اور پیچھے

کیا ہم نے اور برابر اُن پیغمبروں کے بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عیسیٰ پسر مریم کو یعنی پیغمبروں کے پیچھے لائے ہم عیسیٰ پسر مریم کو اور پیغمبروں سے پیچھے اُس کو کیا مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ جس وقت کہ سچا کرنے والا تھا واسطے اس چیز کے کہ آگے اُس کے ہے کہ توریت ہے وہی توریت کہ عیسیٰ سے پہلے نازل ہوئی ہے اس کا سچا کرنے والا تھا اور اس کو حق اور خدا کی طرف سے نازل کی گئی جانتا تھا وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ اور دی ہم نے اس عیسیٰ کو انجیل کہ فِيهِ هُدًى ہے بیچ اس کے رہنمائی حق کی بھی وَنُورٌ اور روشنی طرف راہ حق کے وَمُصَدِّقًا اور سچا کرنے والا تھا وہ لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ واسطے اس چیز کے کہ آگے اسکے تھی کہ وہ توریت ہے وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ اور ہدایت اور نصیحت تھی واسطے پرہیزگاروں کے اور ہدیٰ کا معطوف اول محذوف ہے اور تقدیر اس کی وَهُدًى ہے اور یا عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے تعدیہ کے ہے اور عیسیٰ معطوف تالی قفینا کا ہے اور وہ دو لفظ مصدقاً اور ہادی اور موعظہ حال واقع ہوئے ہیں اور فرماتا ہے وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ اور چاہئے کہ حکم کریں اہل انجیل یعنی علمائے نصاریٰ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کیا ہے خدا نے بیچ اسکے وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ اور جو شخص نہ حکم کریں ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ پس وہ لوگ وہی حکم خدا سے باہر ہونے والے ہیں اور اگر انکار اسکا کریں تو ایمان سے باہر ہونے والے ہیں اور اب خدائے تعالےٰ آنحضرت کو خطاب کرتا ہے کہ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ اور نازل کیا ہم نے طرف تیرے کتاب کو کہ وہ قرآن ہے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے مُصَدِّقًا تصدیق کرنے والا ہے یعنی اصول میں موافق اور مطابق ہے لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ واسطے اس چیز کے کہ آگے اُسکے ہے مِنَ الْكِتَابِ کتاب سے کہ وہ توریت اور انجیل ہے کہ اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ اور نگہبانی کرنے والی ہے وہ کتاب کہ قرآن ہے اوپر اس کتاب توریت اور انجیل کے کہ اس کے بدل ڈالنے کی حفاظت کرتی ہے وہ کتاب کہ قرآن ہے یعنی جو کچھ اُن میں تغیر اور تبدل ہوتا ہے اُس سے درست ہو جاتا ہے یا یہ کہ وہ قرآن گواہ ہونے والا ان کی صحت کا ہے اور مصدقاً اور مہیمناً دو حال واقع ہوئے ہیں اور مہیمن کی اصل مؤیمن ہے اور معنی اُس کے حفاظت کرنے والے اور گواہی دینے والے کے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ پس حکم کر تو درمیان اہل کتاب کے ساتھ اُس چیز کے کہ نازل کیا ہے خدا نے اسکی طرف تیرے کہ وہ حکم سنگسار کرنیکا واسطے مرد صاحب زوجہ اور زن شوہر دار کے ہے جس وقت کہ وہ زنا کریں اور قصاص میں برابری کرلی جائے وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ اور نہ پیروی کر تو خواہشوں انکی کی منحرف ہو کر عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ اس چیز سے کہ آیا ہے تیرے پاس حق سے یعنی جو حکم حق تجھ پر نازل ہوا ہے اس کے برخلاف نہ کر اُن لوگوں کی خواہشوں کے موافق لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ واسطے ہر ایک کے مقرر کی ہے ہم نے تم میں سے اے امت موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ایک شرع اور طریق یعنی ہر ایک کے واسطے ایک شرع علیحدہ اور احکام حلال اور حرام کے ہم نے مقرر کئے ہیں وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً اور اگر چاہتا خدا البتہ کر دیتا تمکو امت ایک سی کہ واسطے ایک طرح کے احکام ہوتے اور کچھ منسوخ نہ کرتا اور سبکو ایک مذہب پر کرتا اور نہ کہ تمکو جبر اور قہر کرکے ایک مذہب پر کرتا وَلَٰكِن اور لیکن ایسا کیا لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ تاکہ آزمائے تم کو بیچ اُس چیز کے کہ دیا ہے تمکو یعنی ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ شرع دی ہے موافق ہر زمانہ کے تاکہ معلوم ہو باعتبار ظاہر اور واقع ہونے کے کہ کون تم میں سے متابعت کرتا ہے اور کون متابعت نہیں کرتا ہے اور کون شرع جدید کی تصدیق اور انکار کرتا ہے اور کون سبب حبت اور جاہلیت اور عناد کے تصدیق نہیں کرتا ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پس جلدی کرو تم اور ہر ایک دوسرے پر سبقت کرو تم نیکیوں کی طرف کہ إِلَى اللَّهِ طرف خدا ہی کے ہے مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا پھر جانا تمہارا سب کا فَيُنَبِّئُكُم پس خبر دے گا تمکو وہ خدا وقت جزا دینے کے بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ ساتھ اس چیز کے کہ ہو تم بیچ اُس کے اختلاف کرتے اور دین میں سے کہ کوئی تو حق پر ہے اور کوئی باطل پر ہے سب کو موافق اعمال کے جزا دے گا وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم اور نازل کیا ہے ہم نے کتاب کو اور یہ کہ حکم کر تو درمیان اُن کے جو کہ اہل کتاب ہیں بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے تجھ پر اور کہتے ہیں کہ بعضے علمائے یہود نے مکر اور فریب سے مشورہ کیا کہ آؤ محمد کے پاس چلیں اور اس سے کہیں کہ تو جانتا ہے کہ ہم اشراف اور دانا اپنی قوم کے ہیں جس وقت کہ تیری تصدیق کرینگے ہم تو سب عوام یہود کے ہماری پیروی سے تیری تصدیق کرینگے اور درمیان

ہمارے اور ہمارے اک قوم کے بیچ خون اور زنا کا جھگڑا ہے اور تجھکو ہم اچھا حاکم مانتے ہیں اگر تو ہماری مرضی کے موافق حکم دیوے تو ہم تیری تصدیق کریں
اور خدا تعالیٰ اسے سب کو اس امر سے منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے مطابق اسکے حکم کر وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ اور نہ پیروی کر تو
خواہشوں اُنکے کی وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ اور ڈر تو اُن سے اس امر سے کہ فتنہ میں ڈالدیں وہ تجھکو عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ
بعض اُس چیز سے کہ نازل کی ہے خدا نے طرف تیری اس طرح سے کہ وعدہ کریں وہ تجھ سے کہ ہم ایمان لاوینگے تجھپر اور اس وعدہ کی جہت سے حکم حق دینے میں سستی
کرے ان کے مکر وفریب میں آکر فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر پھر جاویں وہ حکم تیرے سے فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ پس جان تو کہ سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا
ہے خدا کہ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ کہ پہنچاوے اُنکو عذاب بعض سبب گناہوں ان کے کے کہ دنیا میں عذاب اُن کے منہ پھیر لینے کا ہو حکم خدا
سے اور ذکر کرنا عذاب بعضے گناہ کا تنبیہ ہے اس امر پر کہ اُن کے گناہ بہت ہیں اور منہ پھیر لینا محمد کے حکم سے ایک گناہ ہے ان سب گناہوں میں سے وَ
اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ اور تحقیق کہ بہت آدمی لوگوں میں سے باہر ہونے والے ہیں حکم خدا سے اور وہ یہودی ہیں اور بعد نازل ہونے
اس آیت کے یہودیوں نے حضرت سے کہا کہ ہم تیرے حکم سے راضی نہیں خدا اُن کے جواب میں فرماتا ہے کہ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ کیا پس حکم جاہلیت کو کہ
وہ روگردانی حق سے اور رسول کی اس سے يَبْغُوْنَ طلب کرتے ہیں وہ اور کفر کے حکموں کو چاہتے ہیں وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ اور کون شخص بہتر ہے
خدا سے حُكْمًا باعتبار حکم کے لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ یقین کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ سب حکموں میں بہتر حکم خدا کا ہے اور کہتے ہیں کہ
عبادہ بن صامت مجلس اقدس رسول خدا میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہودیوں میں سے بعضے آدمی میرے دوست ہیں کہ ہر امر میں وہ میری مدد کرتے ہیں
لیکن خدا کی دوستی میں سب سے بیزار کیا ہے اور خدا اور رسول کی دوستی مجھ کو کافی ہے اور عبد اللہ اُبی منافق نے کہا کہ رات اور دن کے حادثوں اور
فتنوں سے میں ڈرتا ہوں اور یہودیوں کی مدد کی مجھکو ضرورت ہوتی ہے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ
لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى نہ پکڑو تم یہودیوں اور نصرانیوں کو اَوْلِيَآءَ دوست اور انکی مدد پر اعتماد مت کرو
کہ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ بعض اُن کے دوست بعض کے ہیں بسبب اُن کے اتفاق کے تمہاری مخالفت میں پس اُنکی مدد کی رغبت نہ کرو اور
اُن سے دوستی مت رکھو وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ اور جو شخص کہ دوستی کرے اُنسے تم میں سے فَاِنَّهُ مِنْهُمْ پس تحقیق کہ وہ بھی اُن میں سے
ہے دین کی مخالفت میں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ تحقیق کہ خدا نہیں ہدایت کرتا ہے قوم ظلم کرنیوالوں کو کہ دشمنوں سے دوستی کرکے
اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں یعنی خدائے تعالیٰ راہ بہشت کی انکو نہ دکھلاوے گا بلکہ ان کو کافروں کی راہ دکھلاوے گا کہ وہ دوزخ ہے اور اب خدا تعالیٰ منافقوں کا حال بیان
کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ پس دیکھتا ہے تو اے محمد ان لوگوں کو کہ بیچ دلوں انکے کے مرض ہے اور بیماری نفاق
کی کہ وہ منافق ہیں يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ جلدی کرتے ہیں وہ بیچ دوستی ان کفار کی کہ يَقُوْلُوْنَ کہتے ہیں وہ منافق عذر کرکے کہ نَخْشٰٓى اَنْ
تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ڈرتے ہیں ہم اس امر سے کہ پہنچے ہمکو گردش زمانہ کی گردشوں میں سے یعنی زمانہ بدل جاوے کہ اہل اسلام مغلوب ہو جاویں اور کفار غالب
ہوں اور دولت کفار کو پہنچے خدا تعالیٰ اُن کے اندیشہ کو رد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ پس قریب ہے کہ لاوے خدا فتح کو
واسطے مومنوں کے کہ عنقریب مکہ فتح ہو اور سوائے اسکے اور جو شہر ہیں اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یا لاوے خدا کوئی امر نزدیک اپنے سے کہ یہودیوں کے
قتل اور نکال دینے کا اور منافقوں کے قتل کا حکم بھیجے فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ پس ہو جاویں وہ منافق اوپر اس چیز کے کہ پوشیدہ
کیا ہے انہوں نے کفر کو بیچ دلوں اپنے کے یا اور کفار کی دوستی کو نٰدِمِيْنَ پشیمان ہونیوالے اور پھر وہ پشیمانی انکو کچھ فائدہ نہیں سکتے
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اور کہیں گے لوگ کہ ایمان لائے ہیں تعجب کرکے منافقوں کے حال سے کہ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ کیا
یہی ہیں وہ لوگ کہ قسم کھاتے تھے وہ ساتھ خدا کے جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ بہت سخت قسمیں اپنی کہ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ تحقیق وہ البتہ ہمراہ تمہارے ہیں یعنی مسلمان
اُن منافقوں کو کہیں گے کہ یہی ہیں وہ لوگ کہ جو خدا کی قسمیں کھاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تمہاری طرف ہیں اور مثل تمہارے ہم مسلمان ہیں اور اس زور دروغ ان کا

ع ۷ ۱۱
الثلثہ

طاہر ہو جائے فرماتا ہے خدا کہ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ نابود اور باطل ہو جائیں اعمال اُن کے کہ اُنکے اعمال کا کچھ ثواب ملا بسبب کفر باطنی کے فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ پس ہوگئے وہ نقصان پانے والوں میں سے کہ آخرت میں اُن کو کچھ ثواب حاصل ہوگا اور اب خدائے تعالیٰ مومنین کی طرف خطاب کرکے فرماتا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو اسکی کچھ پرواہ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ عنقریب ایسے لوگوں کو لائے کہ ان میں ہوں اوصاف مومنین کے کہ وہ دوستی خدا اور رسول خدا کی ہے پائی جاتی ہو چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ جو شخص کہ مرتد ہو جائے تم میں سے دین اپنے سے کہ پہلے مسلمان تھا اور بعد اس کے کافر ہو گیا یعنی ترک کرے یا اختیار کرے بعضے اعمال ناشائستہ کے کہ منحرف طرف کفر کے ہوں اگر ایسے تم ہو جاؤ گے تو فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ پس قریب ہے کہ لائے خدا ایسی قوم کو کہ يُّحِبُّهُمْ دوست رکھے وہ خدا اُن کو وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اور دوست رکھیں وہ لوگ اس خدا کو اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ نرمی اور تواضع اور مہربانی کرنے والے ہوں وہ لوگ اوپر مومنین کے اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ سختی کرنے والے ہوں اوپر کافروں کے يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جہاد کریں وہ بیچ راہ خدا کے وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اور نہ خوف کریں گے وہ ملامت کرنے والے کا ذٰلِكَ یعنی یہ جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے قوم کی تعریف میں فَضْلُ اللّٰهِ فضل اور کرم خدا کا ہے يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ دیتا ہے اس فضل کو جس کو چاہتا ہے مومنین صادق الاعتقاد میں سے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ اور خدا گنجائش والا اور فراخ کرنے والا فضل کا ہے عَلِيْمٌ جاننے والا اُس کے مستحق کا اور یرتد کو ابو جعفر اور نافع اور ابن عامر نے یرتدد پڑھا ہے اور اذلہ جمع ذلیل کی ہے اور معنی اذلہ کے عاطفین کے ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے صلہ اس کا علیٰ آیا ہے اور اعزہ جمع عزیز کی ہے اور عزیز بمعنی شدید ہے اور اذلہ اور اعزہ دو وصف قوم کی ہیں اور یجاہدون بھی صفت قوم کی ہے اور لایخافون کا عطف بھی یجاہدون پر ہے اور یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی اس واسطے کہ جس قدر اوصاف کہ اس آیت میں مذکور ہیں وہ سب اوصاف جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ہیں نہ دوسرے شخص کے موجب روایت مذہب سنی اور شیعہ کے چنانچہ منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مرغ بریان کیا ہوا آیا تو حضرت نے دعا کی کہ خدایا میرے بندوں میں سے جو بندہ کہ تیرا دوست زیادہ ہے اسکو میرے پاس بھیج کہ وہ ہمراہ میرے اس مرغ کو کھائے جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور اس مرغ کو حضرت کے ہمراہ شریک ہو کر کھایا اس روایت سے معلوم ہوا کہ سوائے جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے زیادہ دوست خدا کا کوئی نہ تھا کہ ہمراہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرغ کو کھائے اور زیادہ واضح اور مطابق اس آیۂ قرآنیہ کے وہ روایت ہے کہ جو شیعہ اور سنی دونوں کی کتابوں میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے بعد فرار کرنے ابوبکر اور عمر کے جنگ خیبر سے کہ لاعطین الرایة غدًا رجلًا کرارًا غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یعنی دوں گا میں علم اسلام کل کو ایسے مرد کو کہ حملہ کرنے والا اور مکرر ایک مرتبہ بعد دوسرے مرتبہ کے میدان میں جانے والا ہے کہ نہیں بھاگنے والا ہے جہاد میں سے دوست رکھتا ہے وہ خدا کو اور پیغمبر اسکے کو اور دوست رکھتا ہے اسکو خدا اور پیغمبر اس کا اور وہ علی ابن ابیطالب ہے کہ انہوں نے راہ خدا میں جہاد کرکے خیبر کو فتح کیا تھا اور خدا اور پیغمبر کو دوست رکھا اور خدا اور پیغمبر کا اس کو دوست رکھا اور راہ خدا میں جہاد کرنا تو اس روایت سے ثابت ہوا اور مومنین پر نرمی اور تواضع کرنی بھی عادت اُنکی تھی چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز ایک عورت گھڑا پانی کا لیکر کوفہ کے کوچہ میں جاتی تھی اور کہتی تھی کہ خداوندا علی علیہ السلام کے اور میرے درمیان حکم کر اور حضرت علی علیہ السلام کا بھی اُدھر سے گذر ہوا اس عورت کے کلام کو سنا اور اس سے فرمایا کہ اے عورت علی نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے کہا کہ میرے شوہر کو کسی جگہ بھیج دیا ہے اور مجھ کو اس مشقت میں ڈال دیا کہ میں پانی بھرنے کو جاتی ہوں آپ نے فرمایا کہ تو یہ گھڑا مجھکو دے کہ میں تیرے واسطے پانی لاتا ہوں اور علی سے کہوں گا کہ تیرے شوہر کو جس جگہ بھیجا ہے وہاں سے بلوائے پس حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے وہ گھڑا اُس کے گھر میں پہنچا دیا اس عورت کے ہمسایہ کے لوگوں نے جو یہ حال دیکھا تو اس عورت کو بہت ملامت کی اور کہا کہ تو نہیں جانتی کہ یہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں وہ عورت بہت پشیمان ہوئی اور جناب امیر کے پاؤں پر گر پڑی اور بہت عذر کیا اور کہا کہ مجھ سے بڑی بے ادبی ہوئی کہ حضرت سے میں نے اپنے گھر کا کام لیا میں حضرت کو پہچانتی نہ تھی فرمایا کہ کچھ

مضائقہ نہیں ہے اور جس وقت تیرا کوئی کام ہو تو مجھکو بلوا لے کر دونگا میں تیرا کام کر دیا کرونگا اور ایسی نقل اُس عورت کی ہے کہ حضرت علی کی شکایت کرتی تھی
کہ میرے شوہر کو کہیں کو بھیجدیا ہے اور بچے میرے فاقہ کشی میں رہتے ہیں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اُسکے واسطے کچھ جو لائے اور اُس کے گھر میں ٹھیکر آٹا گوندھوایا
کہ وہ عورت روٹی پکاتی تھی اور جناب امیر اُس کے بچوں کو کھلاتے تھے کہ وہ بھوکے تھے یہانتک کہ وہاں بیٹھے رہے اور ان کو کھانا کھلوایا اور ایسے
ہی ایک مرتبہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے گھر میں تین روز کا فاقہ تھا اور حسنین علیہما السلام بھی گرسنہ تھے یہ حال دیکھکر گھر سے اپنے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام
باہر نکلے اور ایک شخص سے ایک دینار قرض لیا تاکہ اہل و عیال کی فاقہ شکنی کریں وہ دینار لیے ہوئے چلے آتے تھے رستہ میں مقداد کو دیکھا کہ کہیں کو جاتے ہیں اپنے
پاس بلایا دیکھا کہ بہت پریشان ہے پوچھا کہ اے مقداد کیا حال ہے کہا کہ یا امیرالمومنین علیہ السلام اپنے عیال کا بھوک سے فاقہ نہ دیکھا گیا پریشان ہوکر گھر سے
باہر نکل آیا جناب امیر نے یہ سنا تو مقداد کی پریشانی پر زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ اے مقداد میرا بھی یہی حال ہے جو کہ تیرا حال ہے لیکن میں ایک دینار
قرض لایا ہوں اور اپنے عیال پر تیرے عیال کو اختیار کرتا ہوں تو یہ دینار لے جا ہر چند مقداد نے عذر کیا لیکن جناب امیر علیہ السلام نے وہ دینار مقداد کو
دے دیا اور اپنے عیال کی فاقہ کشی کی کچھ پرواہ نہ کی بھلا ایسی محبت اور کس میں تھی سوائے جناب امیر کے اور یہی کفار پر ایسی سختی کرتے تھے کہ کبھی جہاد سے بھاگے نہیں
اور تلوار سے جناب امیر علیہ السلام ہی سب کفار کو ہلاک کرتے تھے اور کافر بیٹھے تھے اور رسول خدا قریش کو علی کی تلوار سے ڈرایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے قریش تم باز آؤ
ورنہ ایسے شخص کو بھیجونگا کہ وہ تمکو قتل کرے اور جب لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے تو فرمایا کہ وہ علی ابن ابیطالب ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے جہاد فی سبیل اللہ
کیا چنانچہ ناکثین اور مارقین اور قاسطین سے لڑے اور ملامت کرنے والوں سے کچھ خوف نہ کیا کہ کلمہ گویوں سے لڑے اور اکثر جہاد کیا اس واسطے کہ کفار پر جہاد کرنے
سے ملامت نہیں ہوتی بلکہ کلمہ گو لوگوں پر جہاد کرنے سے ملامت کرنا شروع ہے پس جو اوصاف کہ اس آیت میں ہیں وہ سب جناب امیرالمومنین علیہ السلام میں تھے
اور اُن کے عصر میں اس صورت میں مراد ان لوگوں سے جناب امیر علیہ السلام ہیں اور ان کے ہمراہی ہونگے مثل مالک اشتر اور محمد بن ابی بکر وغیرہ کے اور حضرت امام
محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ امیرالمومنین اور ان کے اصحاب ہیں جن کو خدا لائے گا اور امیرالمومنین کے اوصاف میں جو ہی
روایت علم و سخا کی رو سے حضرت کی ساری کی اور فرمایا کہ نرمی اور مہربانی ان کی مومنین پر اور سختی اُن کی کفار پر اظہر من الشمس ہے کہ انکار
اس کا کوئی نہیں کرسکتا ہے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے روز جنگ بصرہ یعنی جنگ جمل کے روز جس روز کہ عائشہ سے لڑائی ہوئی تھی بصرہ میں فرمایا
کہ واللہ نہیں جنگ کی گئی ہے اس آیت کے لوگوں سے مگر آج کے دن اور بعد اسکے یہی آیت تلاوت فرمائی اور بعد رسول خدا کے مرتد ہونا صحابہ کا ثابت ہے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے چنانچہ بخاری اور جمع بین الصحیحین وغیرہ کتب اہل سنت میں ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ قیامت کے روز کچھ لوگوں کو حوض کوثر سے ہانکتے ہونگے اور دوزخ میں لیجائینگے میں کہونگا کہ ان کو کہاں لے جاتے ہو یہ تو میرے اصحاب ہیں
اس وقت ملائکہ میرے جواب میں کہیں گے کہ تو نہیں جانتا ہے کہ بعد تیرے کیا احداث کیا ہے اُنھوں نے دین میں اور جس وقت سے کہ تو ان سے جدا ہوا اسی وقت سے یہ
مرتد ہو گئے تھے اور ہمیشہ مرتد رہے اور یہ بخاری اور معالم التنزیل وغیرہ میں جو کہ تفاسیر اہل سنت کی ہیں ان میں کئی روایتیں ہیں ایک روایت تو یہ ہے کہ
بعضے کہتے ہیں کہ مراد اُس سے ابوبکر اور اُسکے ہمراہی ہیں کہ ان لوگوں نے مرتدین پر جہاد کیا تھا میں کہتا ہوں کہ ابوبکر ہرگز اس سے مراد نہیں ہوسکتا ہے اسلئے
کہ ابوبکر میں وہ اوصاف نہ تھے جو کہ اس آیت میں مذکور ہیں چنانچہ حدیث عطا کرنے علم کے روز جنگ خیبر ثابت ہے کہ رسول خدا صلعم نے بعد بھاگنے ابوبکر اور عمر کے اداسی
برساکر کے فرمایا کہ میں کل کو نشان ایسے شخص کو دونگا کہ جو بھاگنے والا نہیں اور خدائے تعالے کو اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہو اور خدا اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کو بھی دوست رکھتے ہوں اس بیان سے حضرت کے معلوم ہوا کہ یہ خدا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتے تھے اور خدا
اور پیغمبر ان کو دوست رکھتے تھے اور جہاد میں سے ہمیشہ بھاگتے رہے ہیں یہ سختی کفار پر کیونکر کرتے اور اپنے زمانہ میں بھی خود جہاد کرنے نہیں گئے ہیں لوگوں کو
جہاد کے واسطے بھیجدیا کرتے تھے اور اپنی ذات سے جہاد کرنا اُن کا کہیں ثابت نہیں لوگوں نے اُن کے حکم سے جہاد کیا ہے اور خدائے تعالے اس آیت
میں اس شخص کی تعریف کرتا ہے کہ جو خود جہاد کرے نہ یہ کہ لوگوں کو حکم جہاد کا دیوے اپنی ریاست کی ترقی کے واسطے اور خود اپنے مکان میں بیٹھا ہوا

آرام کرے اور نرمی کرے مومنین پر یہ بھی ان کی ذات کے واسطے ثابت نہیں ہے بلکہ امر بالعکس ہے کہ وقت لینے بیعت کے مومنین پر کس قدر سختی کی چنانچہ اہل سنت کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ جس وقت علیؑ اور عباسؓ اور جملہ بنی ہاشم اور دیگر صحابہ جنابِ فاطمہؑ زہرا میں بیٹھے تو حکم دیا ابوبکر نے عمر کو کہ اگر یہ بیعت سے انکار کریں تو ان کو قتل کر اور زبیرؓ کی بے عزتی کی اور اسکو پکڑ کر لائے اور تلوار اسکی توڑ ڈالی اور سعد عبادہ کی بے عزتی کی اور عمر نے اُسکو کہا کہ قتل کرو اسکو اور تکملۂ سعادت میں لکھا ہے کہ ایک مرد صالح عمر خطاب کی محفل میں وارد ہوا ایک شخص نے اہل محفل میں سے اسکی تعریف کی کہ یہ شخص بہت نیک اور دیندار ہے خلیفہ صاحب نے یہ سنکر اُس شخص نو وارد کے تین چار کوڑے مارے اور کہا کہ ایسا ہو کہ تو اپنی تعریف سن کر غرور میں آجائے بھلا یہ کون سا عدل و انصاف ہے کہ بے قصور نیک مرد کو سزا دیوے یہ بھی نرمی مومنین پر ان لوگوں کی اس صورت میں یہ لوگ اس آیت کے کیونکر مراد ہو سکتے ہیں اور ایک روایت ہے کہ حضرت پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ وہ یمن کے لوگ ہیں ابوموسیٰ اشعری کے قوم کے آدمی یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ابوموسیٰ کی مذمت کی ہے اور جناب امیر علیہ السلام کی طرف سے حکم مقرر ہو کر جو اُس نے دغا کی ہے وہ سبکو معلوم ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگ فارس کے آدمی ہیں چنانچہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی کے شانہ پر ہاتھ مارکر فرمایا کہ وہ اسکی قوم کے آدمی ہیں فارس کے رہنے والے یہ لوگ اگر اس آیت سے مراد ہوں تو ممکن ہے کہ سلمان فارسی مقرب درگاہ خدا اور رسولؐ اور ممدوح اور صحابہ کبار میں سے تھے اور اکثر اہل فارس حق پر ثابت قدم ہیں اور یہ تینوں روایتیں اہل سنت کی تفسیروں کی ہیں اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد اُس سے ہمراہیان امام مہدی علیہ السلام ہیں اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے ہم لائیں گے اس قوم کو اس سے معلوم ہوا کہ وہ آدمی وقت نزول آیت کے موجود نہ تھے بلکہ اس کے بعد ہوں گے اور وہ نہیں ہیں مگر مہدیؑ اور ہمراہی اسکے اور ہو سکتا ہے کہ حکم آیت کا عام ہو اور مراد اس سے جناب امیرؑ اور ہمراہی اُس کے اور امام مہدی اور ہمراہی اُس کے سب ہوں اور خدا اب جناب امیرؑ کی خلافت کے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ **اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ** سوائے اسکے نہیں کہ مالک اور آقا تمہارا اور حاکم تمہارے امور دین اور دنیا کا اے مومنین خدا ہے **وَرَسُوْلُهٗ** اور پیغمبر اُس کا کہ وہ محمد صلعم ہے **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ** اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ لوگ کہ قائم کرتے ہیں وہ نماز کو مع شرائط اور ارکان کے **وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ** اور دیتے ہیں وہ زکوٰۃ کو جس وقت کہ وہ رکوع کرنیوالے ہیں حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنینؑ کی فضیلت اور خلافت میں نازل ہوئی ہے اس وقت اُنھوں نے حالت رکوع میں سائل کو انگوٹھی دی تھی اور اہل سنت کی تفسیروں میں مثل بیضاوی اور کشاف اور مدارک اور زاہدی اور معالم التنزیل اور تفسیر کبیر اور تفسیر ثعلبی وغیرہ کے مذکور ہے کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے جس وقت کہ علیؑ نے حالت رکوع میں سائل کو انگشتری دی تھی اور تفسیر کبیر کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ روایت کی ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے اور بیان کیا کہ ایک روز میں نے جناب رسولخداؐ کے ہمراہ نماز ظہر پڑھی اور ایک سائل نے مسجد میں حاضر ہو کر سوال کیا اسکو کسی نے کچھ نہ دیا پس بلند کئے اس سائل نے ہاتھ اپنے طرف آسمان کے اور کہا کہ خداوندا تو گواہ رہنا کہ اسوقت بیچ مسجد رسولؐ میں سوال کیا پس کسی نے مجھکو کچھ نہ دیا اور حضرت علیؑ اس وقت رکوع میں تھے اُنھوں نے اشارہ کیا دست راست کی انگلی سے طرف سائل کے اور انگلی میں اُنکی ایک انگشتری تھی پس سائل نے آگے بڑھ کر وہ انگشتری اُن کی اُنگلی میں سے اتار لی جناب رسولخدا صلعم نے یہ دیکھ کر کہا کہ خداوندا بھائی میرے موسےٰ نے سوال کیا تھا تجھ سے کہ پروردگار میرے کھولدے تو سینہ میرا اور آسان کر تو امر میرا اور کھولدے تو گرہ کو زبان میری سے کہ سمجھیں وہ بات میری کو اور کردے تو واسطے میرے ایک وزیر اہل میرے میں سے ہارون بھائی میرے کو مضبوط کر تو اُس سے پشت میری کو اور شریک کر تو اسکو میرے امر میں اور فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پس نازل کیا تو نے قرآن ناطق کو یعنی موسیٰؑ کے التماس کے جواب میں فرمایا تو نے سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما یعنی قریب ہے کہ مضبوط کروں میں بازو تیرا ساتھ بھائی تیرے کے اور کردیں واسطے تمہارے غلبہ پس نہ پہنچیں گے وہ طرف تمہارے اب ہمارے حضرت صلعم مطابق اُس کے دعا کرتے ہیں کہ خداوندا میں محمدؐ نبی تیرا اور برگزیدہ تیرا ہوں

پس کھول دے تو واسطے میرے سینے میرے کو اور آسان کر تو واسطے میرے امر میرے کو اور کر دے تو واسطے میرے وزیر اہل میرے سے علیؑ کو مضبوط کر تو ساتھ اُس کے پشت میری کو ابوذر کہتے ہیں کہ کلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام ہوا تھا کہ جبرئیل یہ آیت لیکر نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد پڑھ تو انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وهم راکعون پس انما کے لفظ سے کہ کلمہ حصر کا ہے ثابت ہوا کہ مالک اور آقا جمیع مومنین کا اور ان کے کل امور دنیا اور دین کا خدا ہے اور پیغمبر اس کا اور جس مومن نے کہ حالت رکوع میں زکوٰۃ دی ہے وہ عترت اس کا اور حالت رکوع میں زکوٰۃ کا دینا کسی شخص سے وقوع میں نہیں آیا ہے بجز علی ابن ابیطالب کے اور ہماری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سب آئمہ معصومین نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دی ہے اس صورت میں وہ بھی اس آیت میں داخل ہوں گے پس علی علیہ السلام مالک و آقا جمیع مومنین کے ہوئے اور یہی ہیں معنی خلافت کے اور اس آیت میں خطاب جمیع مومنین کی طرف ہے پس خلفائے ثلثہ اگر مومنین میں داخل ہیں تو اس خطاب سے خارج ہوں گے وہ بھی تحت تصرف علیؑ کے داخل ہوں گے اور اس صورت میں علیؑ کی خلافت کو بعد خلافت ثلثہ کے قرار دینا بے وجہ ہے البتہ اگر اُن کے واسطے بھی قرآن میں کوئی ایسا حکم نازل ہوتا تو مضائقہ نہ تھا اور اگر ابوبکر کی شان میں یہ آیت ہوتی جیسے کہ عکرمۂ خارجی دشمن علی علیہ السلام روایت کرتا ہے کہ ابوبکر کی شان میں یہ آیت ہے تو چاہیے تھا کہ وقت نزاع خلافت ابوبکر کے اس آیت کو پیش کرتے اور الائمۃ من قریش کے کہنے پر اکتفا کرتے جیسے کہ علی ابن ابیطالب نے وقت نزاع خلافت کے ابوبکر سے کہا تھا کہ میرے واسطے ولایت ہے ہمراہ خدا اور رسولؐ کے جس وقت میں نے انگشتری سائل کو رکوع میں دی تھی یا تیرے واسطے ہے ابوبکر نے کہا کہ واسطے تیرے ہے چنانچہ صافی میں خصال سے نقل کی ہے اور لفظ ولی کا اس آیت میں بمعنی محب اور ناصر نہیں ہو سکتا جیسے کہ بعضے مفسرین مخالفین کہتے ہیں اس واسطے کہ اس صورت میں معنی اس آیت کے بلحاظ کلمہ انما اس طرح ہوں گے کہ محب یا ناصر تمہارا خدا اور رسول اُس کا اور وہ لوگ ہیں کہ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو حالت رکوع میں اور یہ معنی ہرگز درست نہیں ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ سب مومنین آپس میں محب و ناصر ہیں گو زکوٰۃ کو حالت رکوع میں نہ دیویں اور فقط علی کے ناصر و محب ہونے کی تخصیص نہیں ہے اور الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ کہ سب الفاظ جمع کے ہیں ان الفاظ کے لحاظ سے جمیع مومنین مراد نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ سب مومنین نے حالت رکوع میں زکوٰۃ نہ دی تھی اور نیز اسکے خطاب جمیع مومنین کی طرف ہے اگر جمیع مومنین ولی یا ناصر ہوں تو ہر ایک شخص اپنے نفس کا ولی اور محب اور ناصر ہو جائے اور یہ مقصود اس سے ہرگز نہیں ہے پس مراد صیغہ الفاظ جمع سے اس آیت میں علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں اور قرآن شریف میں لفظ واحد کا جمع کے واسطے اکثر آیات میں آیا ہے اور ہماری کتابوں میں مذکور ہے کہ ہر امام نے آئمہ معصومین علیہ السلام میں سے اپنے عہد میں سائل کو حالت رکوع میں زکوٰۃ دی ہے اس صورت میں الفاظ جمع کے اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہوئے اور حصر بھی خدا و رسولؐ اور دوازدہ امام میں درست رہا اور جس صورت میں کہ بعد وفات رسول خدا کے یہ آیت نازل ہوئی تو اس صورت میں جو لوگ کہ تاویلات واہیہ اپنی طبیعت سے ایجاد کر کے علیؑ کی خلافت بلافصل کو باطل کرتے ہیں محض تعصب اور ہٹ دھرمی ہے اور آیات بالتقدم اور بالتاخر کا لحاظ اس میں ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تالیف قرآن کے موافق تنزیل اُسکی نہیں ہے اور سوائے اسکے ظاہر ہے کہ پہلے اس حدیث کو جو کہ علی علیہ السلام کی وزارت میں ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کی وزارت کے واسطے دعا مانگی ہے باطل کر لیں تو بعد اس کے کوئی جواب تاویل کر کے دیویں اور عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ واللہ میں نے چالیس مرتبہ سائل کو انگوٹھی رکوع میں دی اور چاہا کہ میرے واسطے بھی آیت نازل ہو جیسے کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے واسطے نازل ہوئی ہے لیکن میرے واسطے نازل ہوئی اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ ایک سائل آیا اور اس وقت میں رکوع میں تھا میں نے اس وقت انگشتری اپنی انگشت میں سے اُس کو دی پس نازل کی خدا نے یہ آیت کہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا (الآیہ) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلعم بیٹھے تھے اور اُس وقت حضرت کے پاس یہودیوں کے قوم کے بھی آدمی بیٹھے تھے اور اُن میں عبداللہ بن سلام بھی تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی پس رسول خدا مسجد کی طرف روانہ ہوئے ایک سائل کے آگے آیا اُس سے پوچھا کہ تجھ کو کسی نے کچھ دیا ہے کہا کہ ہاں یہ شخص جو نماز پڑھتا ہے اُس نے مجھ کو دیا ہے اور وہ

امیر المومنین علیہ السلام تھے اور فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے یہودیوں میں سے کئی شخص مثل عبد اللہ بن سلام اور اسید اور ثعلبہ اور ابن امین اور ابن
صوریا وغیرہ کے کہ جو مسلمان ہوئے تھے رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر تھے اُن لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول خدا موسیٰ نے یوشع بن نون کو اپنا وصی کیا تھا
آپ کا وصی کون ہے اور آپکے بعد ہمارا مولا کون ہے اس وقت آیہ انما ولیکم اللہ کا نزول ہوا رسول خدا نے فرمایا کہ یہاں سے اُٹھو دیکھا کہ ایک سائل کھڑا ہے
اس سے پوچھا کہ تجھ کو کسی نے کچھ دیا ہے کہا کہ ہاں یہ انگوٹھی دی ہے پوچھا کہ کس نے دی ہے کہا کہ اس شخص نے کہ جو نماز پڑھتا ہے پھر پوچھا کہ کس حالت میں
دی ہے کہا کہ حالت رکوع میں اس وقت رسول خدا صلعم نے تکبیر کہی اور اہل مسجد نے بھی تکبیریں کہیں اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام
تمہارا ولی ہے بعد میرے اس وقت ان لوگوں نے کہا کہ راضی ہوئے ہم خدا کے پروردگار ہونے سے اور محمد صلعم کے نبی ہونے سے اور علی کے وصی ہونے سے
اور اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اور جو شخص کہ دوست اور ولی رکھے خدا کو اور پیغمبر اسکے کو کہ اسکی متابعت کرے
وَالَّذِينَ آمَنُوا اور دوست رکھے اور ولی جانے ان لوگوں کو کہ ایمان لاتے ہیں فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ پس تحقیق لشکر خدا کا کہ وہ مومنین ہیں
هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ وہی غالب ہونے والے ہیں اور ضمیر ہم کی جگہ لفظ حزب کا جو آیا ہے۔ ان لوگوں کی تعظیم کے واسطے ہے یعنی جو شخص خدا کو اور رسول صلعم کو
اور مومنین کو دوست رکھتے ہیں اور مولیٰ اور ولی اپنا جانتے ہیں وہ لشکر خدا کے ہیں اور وہی غالب ہیں اور یہاں تولیٰ کے معنی ولی اور مولا جاننے کے مناسب
ہیں یعنی آیت کے مطابق اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ والذین آمنوا سے مراد اس آیت میں وہ لوگ ہیں کہ جو ایمہ ہیں خلائق پر کہ وہ حجت ہیں خدا کی
اور اوصیا پیغمبر کے ہیں اپنے اپنے زمانہ میں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ بعضے صحابہ کی بعضے یہودیوں سے دوستی تھی اور وہ یہودی پہلے تو اسلام کو ظاہر
کرتے تھے اور آخر کو منافق ہو گئے تھے اور وہ رفاعہ بن زید اور سوید بن حارث تھے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو انکی دوستی سے منع کیا اور فرمایا يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ - نہ پکڑو تم یعنی نہ مقرر کرو تم ان لوگوں کو کہ پکڑا ہے انھوں
نے یعنی ٹھہرا لیا ہے اُنھوں نے دین تمہارے کو کہ وہ دین اسلام ہے هُزُوًا وَلَعِبًا ٹھٹھا اور کھیل کہ ظاہر میں تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور دلوں میں اپنے
کفر کو پوشیدہ رکھتے ہیں مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ ان لوگوں میں سے کہ دیے گئے ہیں وہ کتاب مِنْ قَبْلِكُمْ پہلے تم سے یعنی یہود و
وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ اور کفار کو دوست یعنی جن لوگوں نے کہ تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل مقرر کیا ہے یہودیوں میں سے اُن یہودیوں کو اور کفار کو
اپنا دوست مقرر مت کرو اور عطف کفار کا الذین اتخذوا پر ہے اس واسطے وہ منصوب ہے اور باعتبار عطف کے مفعول لا تتخذوا کا ہے اور اہل بصرہ
اور کسائی نے اسکو مجرور پڑھا ہے الذین اوتوا الکتاب پر عطف اس کا کر کے اور اولیا مفعول ثانی لا تتخذوا کا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم
خدا سے اُسکے حکم کی مخالفت میں إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ اگر ہو تم ایمان لانے والے خدا اور پیغمبر پر کہ اس واسطے کہ ایمان اسی امر کا مقتضا کرتا
ہے کہ دشمنان خدا سے دوستی نہ کرنی چاہیے اور کہتے ہیں کہ جس وقت مومنین بعد اذان دینے کے نماز کے واسطے اُٹھتے تو یہودی کہتے ہنسی کی راہ سے کہ
اُٹھے۔ اس طرح سے کہ اُٹھنا چاہیے اور نماز پڑھتے ہیں نہ اس طرح سے کہ پڑھنی چاہیے خدا نے یہ آیت نازل کی کہ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ
اور جس وقت آواز دیتے ہو تم طرف نماز کے لیے مومنین یعنی جس وقت تم اذان کہہ کر لوگوں کو نماز کے واسطے بلاتے ہو اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا
پکڑتے ہیں وہ اسکو ہنسی اور کھیل یعنی تمہاری نماز کو وہ ٹھٹھا اور بازی مقرر کرتے ہیں ذَٰلِكَ یہ ٹھٹھا اور کھیل اُن کا بِأَنَّهُمْ سبب اسکے ہے کہ تحقیق
وہ لوگ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝ ایک ایسی قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے ہیں اور نہیں عقل رکھتے ہیں اور نہیں جانتے ہیں کہ اس ہنسی کے عوض میں کیا عذاب ہوگا اور
کہتے ہیں کہ ایک نصرانی مدینہ میں رہتا تھا جس وقت اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سنتا تو کہتا کہ خدائے تعالیٰ دروغ گو کو جلا کر سوختہ کرے
ایک شب خادم اس کا آگ لایا اور وہ نصرانی مع اہل و عیال اپنے گھر میں سوتا تھا اس خادم نے آگ کو روشن کیا اور تپنگا آگ کا اُڑ کر اسکی چھت میں پہنچا
سب مکان اُس کا جل گیا اور نصرانی بھی اپنے اہل و عیال سمیت جل کر مر گیا اور کہتے ہیں کہ ابو یاسر بن اخطب اور رافع بن ابی رافع ایک جماعت یہود
کو ہمراہ لے کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا کہ تو ان پیغمبروں میں سے کس پر ایمان رکھتا ہے فرمایا کہ میں خدا پر ایمان

ع ۸/۶ ۱۲

رکھتا ہوں اور اس چیز پر کہ مجھ پر نازل ہوئی ہے اور جو چیز کہ ابراہیم اور اسحاق اور موسیٰ اور عیسیٰ پر نازل ہوئی ہے جس وقت یہودیوں نے حضرت عیسیٰ
کا نام سنا تو ان کی نبوت کا انکار کیا اور کہا کہ تمہارے دین سے بدتر ہم کسی دین کو نہیں جانتے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو
اے محمد صلعم کہ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اے اہل کتاب هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا نہیں عیب کرتے ہو تم اور نہیں انکار کرتے ہو تم ہم سے إِلَّا أَنْ آمَنَّا
بِاللَّهِ مگر اس واسطے کہ ایمان لائے ہم ساتھ خدا کے وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے وہ طرف ہمارے یعنی قرآن
وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے پہلے انبیاء سے مثل توریت اور انجیل کے وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ اور تحقیق کہ
اکثر تمہارے بدکار اور باہر ہونے والے حکم خدا سے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد کہ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكَ کیا خبر دوں میں تم کو
ساتھ بدتر کے اس سے کہ جو تم نے کہا ہے کہ دین تمہارا بدتر سب دینوں سے ہے، یعنی میں تم کو خبر دوں کہ جو تم نے کہا ہے اس سے بھی بدتر ہے مَثُوبَةً
عِنْدَ اللَّهِ باعتبار بدلے کے نزدیک خدا کے اور وہ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وہ شخص ہے کہ لعنت کی ہے اس کو خدائے تعالےٰ نے اور مثوبۃ تمیز واقع
ہوا ہے اور اصل میں مثوبۃ نیکی کے بدلے کو کہتے ہیں اور یہاں بدی کی سزا پر واقع ہوا ہے یہ ایسا ہے جیسے کہ فبشرھم بعذاب الیم اور من لعنہ اللہ
میں من بدل شرط ہے یا خبر مبتدا محذوف کی ہے اور تقدیر اسکی ہم من لعنہ اللہ ہے وَغَضِبَ عَلَيْهِ اور غصہ میں ہوا ہے اوپر اس کے اور وہ
یہودی ہیں کہ جن کو خدائے تعالےٰ نے اپنے غصہ میں گرفتار کیا ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ اور کر دیئے ان میں سے بندر
اور سور مسخ کر کے ان کی نافرمانی کی جہت سے بندر ہو جانے کا ذکر تو سورہ بقر میں گذرا ہے اور سور ہو جانے کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اس سورہ کے آخر
میں آئے گا وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ اور وہ شخص کہ عبادت کی جس نے طاغوت کی یعنی شیطان کی یا سوائے خدا کے جس کسی کو کہ معبود اپنا مقرر کیا
ہے یعنی وہ بدتر نزدیک خدا کے اعتبار جزا کے وہ شخص ہے کہ جس پر لعنت کی ہو خدا نے اور غضب کیا ہے اور ان میں سے بندر اور سور کر دیے ہیں اور وہ
شخص ہے بدتر باعتبار جزا کے کہ جس نے عبادت کی طاغوت کی اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ أُولَٰئِكَ یہ وہ لوگ جو کہ لعنت کیے گئے ہیں۔
شَرٌّ مَكَانًا بدتر ہیں باعتبار مکان اور جگہ کے کہ جگہ ان کے بیٹھنے کی آتش دوزخ ہے وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ اور
گمراہ زیادہ ہیں راہ سیدھی سے اور عبد الطاغوت کو حمزہ نے بضم با اور کسرہ تا پڑھا ہے اور باقیوں نے فتح دال اور نصب تا پڑھا ہے اور سوائے اسکے
اس میں بہت قرأتیں ہیں ذکر کیا اون کی قرأت کی کچھ حاجت نہیں) اور اب خدائے تعالیٰ منافقوں کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَإِذَا
جَاءُوكُمْ اور جس وقت آتے ہیں وہ منافق یہودی اوپر پیغمبر کے تمہارے پاس اے مومنین تو قَالُوا آمَنَّا کہتے ہیں وہ کہ ایمان
لائے ہم مثل تمہارے وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ اور تحقیق داخل ہوئے ہیں وہ ساتھ کفر کے وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ اور وہ تحقیق نکلے ہیں ساتھ
اس کفر کے یعنی وقت داخل ہونے کے تمہارے پاس اور وقت نکلنے کے ہر حالت میں وہ کفر کے ساتھ ہیں اور جو کچھ اے محمد تجھ سے سنتے ہیں وہ
ان کے دلوں میں اثر نہیں کرتا ہے وَاللَّهُ أَعْلَمُ اور خدا خوب جانتا ہے اور زیادہ عالم ہے بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ساتھ اس چیز کے
کہ چھپاتے ہیں وہ کفر اور نفاق کو اور مومنین کے کینہ کو اپنے دلوں میں پس موافق اس کے کفر کے خدا ان کو سزا دے گا اور فرماتا ہے خدا کہ وَتَرَىٰ
كَثِيرًا مِنْهُمْ اور دیکھتا ہے تو اے محمد بہتوں کو ان یہودیوں یا منافقوں میں سے کہ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ جلدی کرتے
ہیں اور دوڑتے ہیں وہ بیچ گناہ کے اور ظلم کے اور حد سے گذر جانے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ اثم وہ گناہ ہے کہ اسکے کرنے والے سے غیر کو وہ گناہ پہنچے اور
عدوان وہ گناہ ہے کہ جو غیر کو پہنچے وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ اور بیچ کھانے ان کے حرام کو کہ رشوت یا سود کھاتے ہیں لَبِئْسَ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ البتہ بد ہے وہ چیز کہ ہیں وہ یہودی عمل میں لاتے لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ کیوں نہیں منع کرتے ہیں ان کو عابد لوگ وَالْ
أَحْبَارُ اور عالم ان کے بدینے عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ ان کے گناہ کو وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ اور کھانا ان کے حرام کو یعنی
دروغ کہنے سے اور رشوت کھانے سے وہ ان کو نہیں منع کرتے ہیں لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ البتہ بد ہے وہ چیز کہ ہیں وہ کرتے اس سے

معلوم ہوا کہ بد کام سے منع کرنا اور نیک کام کا حکم کرنا واجب ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی قوم پر گذرے کہ وہ
گناہوں میں مشغول ہوں اور وہ ان کو افعال ناشایستہ سے منع نہ کرے تو قریب ہے کہ خدا تعالیٰ اس پر عذاب کو نازل کرے لیکن یہ منع کرنا قدرت پر موقوف ہے
اور اگر قدرت رکھتا ہو اور منع کرنے سے کچھ ضرر ہوتا ہو اور شخص نہ کر سکتا ہو تو اس وقت معترض اُنکو نہ ہونا چاہیے بلکہ اُن سے اجتناب لازم ہے اور کافی
میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت شعیب پیغمبر کو وحی کی کہ تیری قوم کے ایک لاکھ آدمیوں کو میں عذاب کروں گا اور چالیس ہزار بدوں کو اور ساٹھ ہزار نیکوں کو
حضرت شعیب نے عرض کی کہ خداوندا جو کہ بد تھے اُنھوں نے اپنے اعمال بد کی سزا پائی اور نیکوں کے عذاب ہونے کی کیا وجہ ہے وحی آئی کہ ان لوگوں کو اس
واسطے عذاب ہوگا کہ ان لوگوں نے سستی کی گناہوں کے کرنے والوں سے کہ ان پر غصہ ہوتے میرے غصہ کی مطابقت سے اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ یہ
ذکر حضرت یوشع کا ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن نیکوں کو اسواسطے عذاب کروں گا کہ اُن پر غصہ ہوئے اور نشست و برخاست اور کھانا پینا اُن لوگوں نے اُن
گناہ کرنے والوں کے ہمراہ کیا اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہودی کہتے تھے کہ خدائے تعالیٰ اپنے کام سے فارغ ہو گیا ہے کم اور زیادہ کچھ نہیں کر سکتا
ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بعضے یہودی ہجرت سے پہلے مدینہ میں مالدار تھے اور بعد ہجرت کے وہ اپنے عناد سے ایمان نہ لائے تو خدائے تعالیٰ نے اُن
کے مالوں میں سے برکت اُٹھا لی اُس وقت وہ کہنے لگے کہ ہاتھ خدا کے بند ہیں خدائے تعالیٰ نے اُن کے رد میں یہ آیت نازل کی کہ وَقَالَتِ الْيَهُودُ
يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ط اور کہا یہودیوں نے کہ ہاتھ خدا کا بستہ ہو رہا ہے کم و زیادہ کرنے سے بخشش کرنے سے یعنی بخیل ہے کہ ہمکو کچھ نہیں دیتا ہے اور
نہ یہ کہ اُس سے کچھ نہیں ہو سکتا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ بستہ ہو جائیں ہاتھ اُن یہودیوں کے بخل سے تاکہ وہ ہمیشہ ذلیل اور خوار
رہیں اور فقیر اور عاجز ہوں وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ اور لعنت کئے جائیں سبب اس چیز کے کہ کہا ہے اُنھوں نے خدائے تعالیٰ کی شان میں کہ ہاتھ اس کا
بستہ ہے بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ بلکہ دونوں ہاتھ اُس خدا کے کشادہ ہیں یہ کنایہ ہے اُس کی نعمت کے فراخ ہونے سے اور اُس
کے فضل و کرم کی کثرت سے اور ہاتھوں سے وہ پاک ہے يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ خرچ کرتا ہے وہ خدا جس طرح چاہتا ہے اپنے فضل اور کرم کے جیسی
کثرت سے بخشش اور انعام کرتا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے دیتا ہے اور مراد دونوں ہاتھوں سے دینے سے یہ ہے کہ بہت بخشش کرتا ہے اور فرماتا ہے
خدائے تعالیٰ کہ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم اور البتہ زیادہ کرلی ہے بہتیروں کو ان یہودیوں میں سے مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ
مِن رَّبِّكَ وہ چیز کہ نازل کی گئی ہے پروردگار تیرے کی طرف سے یعنی قرآن طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ نافرمانی اور کفر کو یعنی خدائے
تعالیٰ جو تجھ پر احکام کو نازل کرتا ہے قرآن میں تو یہ یہودی سبب عناد کے اُن احکام کے نازل ہونے سے اپنی نافرمانی اور کفر کو زیادہ
کرلیتے ہیں اور سبب عداوت کے اپنے کفر کو بڑھاتے ہیں اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ
اور ڈالا ہمنے درمیان اُن یہودیوں کے عداوت اور دشمنی إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ روز قیامت تک یعنی اُنکے دونوں قوموں میں مثل قریظہ اور
بنی نضیر کے انکی آپس میں ہمنے دشمنی ڈالدی ہے کہ ہر فرقہ اُن کا دوسرے فرقہ کو کافر کہتا ہے روز قیامت تک اُنکی دشمنی آپس میں چلی جائے گی اور یہ
سبب اسکے ہے کہ اُن کے عناد کی جہت سے توفیق اور لطف کو اُن پر سے اُٹھا لیا ہے اور اُن کے حال پر اُن کو چھوڑ دیا ہے اسواسطے یہ کفر اور عداوت
میں زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ جس وقت روشن کیا اُنھوں نے آگ کو واسطے لڑائی
پیغمبر کے تو أَطْفَأَهَا اللَّهُ بجھا دیا اسکو خدا نے یعنی جس وقت اُن یہودیوں نے چاہا کہ متفق ہو کر مسلمانوں سے لڑیں خدائے تعالیٰ نے اُن میں
پھوٹ ڈالدی اور آپس میں اُن کے نزاع ڈلوائے کہ وہ اپنے ہی جھگڑوں میں مشغول رہتے ہیں اور دوسرے کام کا ارادہ نہیں کرتے اور اگر کسی سے
لڑائی کا ارادہ کرتے ہیں تو مغلوب ہو جاتے ہیں پس جس وقت اُنھوں نے توریت کے احکام سے مخالفت کی تو بخت نصر ان پر غالب ہوا اور جس وقت پھر اُنھوں
نے فساد کیا تو قسطوس رومی نے ان پر غلبہ کیا اور پھر اُنھوں نے زمین میں تباہی اور فساد کیا تو مجوس ان پر غالب ہوئے اور اسکے بعد جو اُنھوں نے فساد
کیا تو مسلمان اُن پر غالب ہوئے وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ اور دوڑتے ہیں وہ بیچ زمین کے فساد کرنے والے ہو کر اور فسادًا

حال واقع ہوا ہے یعنی یہودی زمین میں تباہی ڈالتے ہوئے پھرتے ہیں اور رسول خدا کی رسالت اور نبوت کے مٹانے میں کوشش کرتے ہیں وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ اور خدا نہیں دوست رکھتا ہے فساد کرنے والوں کو اور اُن کے اعمال کے موافق اُن کو سزا ملے گی کہ ذلت اور خواری حربیہ کی اور آخرت ہی اور قتل ہونا اُن کے واسطے مقرر ہوا اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہودیوں نے اسرائیل میں فساد کئے تو یہ ذلت و خواری اُن کو اُن کے اعمال کی جہت سے پہنچی کہ آج تک وہ مغلوب ہیں مسلمانوں سے اور قیامت تک اسی طرح چلے جائیں گے اور جاننا چاہیے کہ کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا کی آیت سے صاف ظاہر ہے کہ فعل بندہ کا غیر فعل خدا ہے اس واسطے کہ خدائے تعالیٰ نے بندہ کے فعل کو اپنے فعل سے علیحدہ شمار کیا ہے اگر فعل بندے کا فعل خدا کا ہوتا تو خدا اس طور کیوں فرماتا کہ انھوں نے آگ کو روشن کیا اور میں نے وہ آگ بجھائی بلکہ اس طرح کہنا چاہیے تھا کہ میں نے آگ روشن کی اور میں نے بجھائی پس باطل ہوا اس آیت سے مذہب اُن لوگوں کا کہ جو کہتے ہیں کہ خالق بندہ کے اعمال کا خدا ہے اور جو بندہ کرتا ہے وہ فعل خدائے تعالیٰ ہے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اور اگر تحقیق اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا ایمان لاتے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور خدا کو خدا جانتے اور ڈرتے خدا سے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ البتہ دور کرتے ان گناہوں سے اُن کے کو وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ اور البتہ داخل کرتے ہم اُن کو بہشتوں نعمتوں کی میں وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اور اگر تحقیق وہ قائم کرتے توریت اور انجیل کو کہ احکام اُن کے جاری کرتے اور اُس پر عمل کرتے وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ اور قائم کرتے وہ اس چیز کو کہ نازل کی گئی ہے طرف اُن کے مِّنْ رَّبِّهِمْ پروردگار اُن کے کی طرف سے کہ وہ قرآن ہے تو لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ البتہ روزی کھاتے وہ اوپر اپنے سے وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۝ اور نیچے پاؤں اپنے سے کہ روزی اُن پر فراخ ہوتی اور ہر طرف سے روزی اُن کو پہنچتی کہ اوپر سے تو ہم مینہ اُن پر برساتے اور نیچے اُن کی زمین پر زراعت کثرت سے پیدا کرتے لیکن انھوں نے کفر کو اختیار کر کے روزی اپنے اوپر تنگ کی مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ بعضے ان یہود کو میں سے ایک گروہ ہیں میانہ سیدھے چلنے والے جو کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان لائے ہیں وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور بہت ان میں کے ایسے ہیں کہ بُری ہے وہ چیز کہ عمل کرتے ہیں وہ کہ کفر اور عناد اور انکار کو انھوں نے اختیار کیا ہے اور اب خدائے تعالیٰ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت بلافصل کی تاکید میں بیان کرتا ہے چنانچہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے اور اہل سنت کے محدثوں میں اس گروہ نے کتاب سائنس میں ابن عباس اور زید بن علی سے اور ابو القاسم سکانی نے شواہد التنزیل میں ابی سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جس وقت مامور ہوئے جناب رسول خدا خدائے تعالیٰ کی جانب سے کہ پہنچاویں لوگوں کو علیؑ کے فضائل میں جس طرح سے حکم خدا کا تھا تو رسول خدا صلعم نے کہا کہ اے پروردگار میرے یہ لوگ تازہ مسلمان ہیں یعنی میں ڈرتا ہوں کہ میرے کہنے کو قبول نہ کریں جو کچھ کہ میں علیؑ کے مقدمہ میں کہوں جس وقت کہ مکہ سے آخری حج کر کے مدینہ کو پھرے اور غدیر خم پر پہنچے تو یہ آیت نازل ہوئی اور ایسے ہی حضرت باقرؑ اور حضرت صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے اور وہ آیت یہ ہے کہ فرماتا ہے خدائے تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ اے پیغمبر بَلِّغْ پہنچا دے تو لوگوں کو مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اس چیز کو کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے مِنْ رَّبِّكَ ؕ پروردگار تیرے کی طرف سے شرع کے احکام میں سے وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ اور اگر نہ کرے گا تو یعنی اگر تو اس حکم کو نہ پہنچائے گا فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ بس نہ پہنچایا ہے تو نے پیغام اُس کا لوگوں کو اور اپنی رسالت کو تو نے ادا نہیں کیا ہے اس واسطے کہ بعضے احکام کا نہ پہنچانا ضائع اور برباد کرتا ہے ان حکموں کو جو کہ پہنچائے ہیں جیسے کہ بعض رکن نماز کا ادا نہ کرنا باطل کرتا ہے تمام نماز کو اور بعض حکم نہ پہنچانا ایسا ہے جیسے کہ کل احکام کو نہیں پہنچایا اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ اپنے حبیب کو کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اور خدا نگاہ رکھے گا تجھ کو آدمیوں سے یعنی نگاہ رکھے گا خدا تجھ کو آدمیوں کے شر سے کہ وہ تجھ کو آزار نہ پہنچا سکیں گے اس حکم کے پہنچانے میں بس کوشش کر تو اس حکم کے پہنچانے میں اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ تحقیق خدا راہ نہ دکھلائے گا قوم کفار کو کہ تجھ پر اُن کا غلبہ ہو اور تیرے ہلاک کرنے پر ہرگز اُن کو قادر نہ کرے گا اجماع اہل بیت علیہم السلام کا یہ ہے کہ یہ آیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خلیفہ کرنے کی تاکید میں نازل ہوئی ہے اور جس وقت

ع ۱۴

یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق میں علی ابن ابیطالبؑ کے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من
عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ یعنی وہ شخص کہ تھا میں آقا اور مالک اور متصرف جمیع امور اسکے کا پس علیؑ آقا اور مالک اور متصرف جمیع امور اسکے کا ہے
اے خدا دوست رکھ تو اس شخص کو کہ دوست رکھے اسکو اور دشمن رکھ تو اس شخص کو کہ دشمن رکھے اسکو اور مدد کر تو اسکی جو کہ مدد کرے اسکی اور ترک نصرت کر
تو اسکی جو کہ ترک نصرت کرے اسکی یہ آخر کے فقرات بھی سب خلیفہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں کہ لوگ اس کی کمک کرکے خلافت کو ان کی جاری اور قائم کریں
اور تنہا اور بے یار اسکو نہ چھوڑیں اور اگر علیؑ دوست یا ناصر ہوں، سب کے جیسے کہ بعض سلف بلا اصل کہتے ہیں تو ہیں اس صورت میں کیا احتیاج ہے
دعا کی جو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے حق میں کی ہے اور علیؑ کے دوست یا ناصر ہونے کو کسی کی نصرت کیا درکار ہے بہت
تعجب ہے کہ واسطے رعایت خاطر لوگوں کے ایسے امر ظاہر میں تاویلیں کر کے حق صریح کو باطل کرتے ہیں اور تفسیر درمنثور اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر کبیر اور تفسیر
اسباب نزول میں لکھا ہے اور تفسیر کبیر کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت یعنی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوئی تو جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ ابن ابیطالبؑ کی فضیلت میں فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقال عمر ھنیئا
لک اصبحت مولای ومولا کل مومن ومومنۃ ترجمہ پہلے فقرہ کا تو گذر گیا ہے اور باقی کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ پس ملاقات کی عمر نے علیؑ ابن ابیطالب
علیہ السلام سے بعد سننے حدیث من کنت مولاہ کے رسولخدا صلعم سے اور کہا عمر نے علیؑ سے کہ مبارک ہو واسطے تیرے اے ابن ابوطالبؑ کہ ہو گیا تو مولا میرا
اور مولا جمیع مومنین اور مومنات کا دیکھو اس روایت میں عمر کے قول میں اصبحت کا لفظ آیا ہے اور اصبح صار کے معنی میں ہے اور صار سے مراد یہ ہے کہ پہلے
مولا نہ تھا اور اب مولا ہو گیا پس اگر مولا کے معنی دوست یا ناصر کے ہوں تو قول عمر کا صحیح اور درست نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ علی علیہ السلام موجب قول حق تعالیٰ
کے المومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض پہلے ہی سے سب مومنین کے دوست تھے اس وقت دوست خدا ہونے کے کیا معنی ہوں گے اور ترجمہ اس آیت
کا یہ ہے کہ مومن مرد اور مومنہ عورت بعض ان کے دوست بعض کے ہیں یعنی سب مومنین ایک دوسرے کا دوست ہے پس علی علیہ السلام حدیث من کنت
مولاہ کے فرمانے سے پہلے ہی سب مومنین کے دوست تھے اور ایسے ہی حدیث کے صادر ہونے سے پہلے ناصر بھی سب مومنین کے تھے کہ جہاد کفار کر کے
مومنین سے کفار کو دفع کرتے تھے اور مومنین کی نصرت کرتے تھے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اس آیت کے نازل ہونے سے
پہلے اور حدیث من کنت کے صادر ہونے سے پہلے اور جہاد کرنا علی ابن ابیطالبؑ کا اور مومنین سے کفار کا دفع کرنا مثل آفتاب کے روشن ہے پس جو امر
کہ علیؑ کو پہلے سے حاصل تھا اصبحت کا لفظ کیونکر دلالت کرے گا بلکہ چاہیے کہ وہ امر اب علی ابن ابیطالب علیہ السلام میں ہوا چاہیے کہ پہلے سے
وہ علی علیہ السلام میں نہ تھا اور وہ نہیں ہے سوائے خلافت کے اس واسطے کہ مولا کے معانی میں ہے اور کوئی معنی یہاں درست نہیں ہو سکتے اور دوست
یا ناصر کے معنی بھی دوسری وجہ سے حدیث من کنت میں صحیح نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ اگر یہ معنی درست ہوں تو چاہیے کہ جس کے کہ رسول خدا
دوست یا ناصر تھے تو اسکے علیؑ بھی دوست یا ناصر ہوں اور یہ امر وقوع میں نہیں آیا ہے اس واسطے کہ اہل سنت کے نزدیک جنگ میں عائشہ کی
طرف کے آدمی اور جنگ صفین میں معاویہ کی طرف والے آدمی سب مومن اور کثیر مہاجرین اور انصار میں سے تھے اور جناب رسولخدا
اہل سنت کے نزدیک ان سب کے دوست بھی تھے اور اگر علیؑ علیہ السلام مثل رسولخدا کے ان کے دوست یا ناصر تھے تو نصرت ان کی کیوں نہ کی بلکہ نصرت
کے عوض ان کو قتل کیا اور جس وقت علی علیہ السلام ان کے ناصر نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ مولا بمعنی ناصر ہے اور نہ بمعنی دوست ہے اور گو ان
لوگوں کو بغاوت کی جہت سے قتل کیا ہے لیکن دوست اور ناصر ہونا صادق آتا اور عثمان کے مقدمہ میں کیا کہیں گے کہ وہ تو باغی بھی نہ تھے اور
لوگوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر کے ان کو قتل کیا اور علیؑ بیٹھے ہوئے دیکھا کئے خلیفہ رسولؐ کی نصرت نہ کی باوجودیکہ مصر کے آدمی سب ان کی فرمان
برداری میں تھے نہ کسی دوستی اور نصرت بھی مثل رسولخداؐ کے پس معلوم ہوا مولا نہ بمعنی دوست ہے اور نہ بمعنی ناصر ہے اور نہیں ہے وہ مگر معنی مالک اور متصرف
جمیع امور اور علی علیہ السلام کے واسطے ثابت تھا گو لوگوں نے سبب تمرد اور عناد اور حب جاہ کے اطاعت علیؑ کی نہ کی ہو اور تعجب ہے علمائے

اہل سنت نے کہ صریح اس امر کا تو اقرار کیا کہ بعد نازل ہونے آیۂ یا ایہا الرسول کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کی فضیلت میں من کنت مولاہ فرمایا ہے
لیکن بپاس خاطر خلفائے ثلثہ کہ اُنکی خلافت باطل ہوئی جاتی تھی اُنکی زبانوں نے یارا نہ دیا کہ کہتے کہ بعد نزول اس آیہ کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ علی علیہ السلام
کی خلافت کے مقدمہ میں فرمایا ہے کہ خلافت کی جگہ فضیلت کا ذکر کیا اور خلافت کو نہ کہا لیکن مراد اس فضیلت سے بھی سوائے خلافت کے اور کچھ نہیں ہو سکتا
جس طرح سے چاہیں تاویلیں کریں کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کو باطل کریں اور فضیلت سے خلافت مراد ہونے کو تائید کرتی ہے
سوا اسکے ابن مردویہ محدث اہل سنت نے کہ ابن عباس اور زید بن علی نے فرمایا کہ جس وقت مامور ہوئے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ کی
فضیلت بیان کرنے کو تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذر کیا کہ خداوندا یہ لوگ تازہ مسلمان ہیں یعنی ڈرتا ہوں میں کہ قبول نہ کریں علیؑ کے مقدمہ میں
جو کچھ میں کہوں پس جس وقت غدیر خم میں حج ادا کر کے پھرے تو آیہ یا ایہا الرسول اس تاکید سے نازل ہوا پس مراد ہوا کہ مراد فضیلت سے خلافت ہے ورنہ
فضیلت کے پہنچانے میں کیا خوف تھا قبول نہ کرنے کا تازہ مسلمانوں سے وہ خلافت ہی علیؑ کی تھی کہ جو لوگوں کو پسند نہ تھی اور ابوالقاسم حسکانی نے بھی
مثل ابن مردویہ کے یہی روایت کی ہے ابی ہریرہ سے شواہد التنزیل میں چنانچہ اول میں مذکور ہی ہے اور اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ جس روز
یہ امر وقوع میں آیا ہے وہ روز بہت گرم تھا کہ کپڑوں کو پاؤں کے نیچے رکھتے تھے اور جو آدمی کہ پیچھے رہ گئے تھے اُن کا جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے انتظار کیا اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ ستر ہزار آدمی اُس روز جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے بعدد قوم موسیٰ کہ
خدائے تعالیٰ نے واسطے بیعت ہارون کے حکم دیا تھا سب نے اسی وقت بیعت کی اور بعد اس کے وہ بیعت توڑ ڈالی اور غدیر خم میں بھی ہمراہی رسولؐ خدا کے جس
وقت کہ سب جمع ہو گئے تھے تو حضرت نے کجاووں کا اونٹوں کے منبر بنایا اور اسپر تشریف لے گئے اور حمد خدا بجا لا کر خطبہ پڑھا اور پہلے فرمایا کہ میں تم میں سے
عنقریب رحلت کرتا ہوں کہ میری وفات کے ایام بہت قریب پہنچے ہیں اور دو چیزیں تم میں چھوڑے جاتا ہوں قرآن اور اہلبیت میرے اگر ان دونوں کو مضبوط
پکڑو گے تم یعنی اگر اُنکی پیروی کرو گے تو گمراہ نہ ہو گے اور پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا میں اولیٰ نہیں ہوں تمہارے نفسوں سے اور مالک اور متصرف
تمہارے امور کا نہیں ہوں سب نے اقرار کیا اور عرض کی کہ ہاں یا رسولخداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اولیٰ ہیں جب لوگوں نے اقرار کر لیا تو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور بعد اس کے دعا کی کہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من
نصرہ واخذل من خذلہ اور یہ روایت من کنت مولاہ کی اہل سنت کی بہت کتب احادیث میں ہے اور امام الحرمین جوینی نے لکھا ہے کہ میں نے
ایک کتاب مجلد اسی روایت کی بغداد میں دیکھی ہے اور ابن مردویہ محدث اہل سنت نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم آیہ یا ایہا الرسول
کو رسولخدا کے زمانہ میں اس طرح پڑھتے تھے کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین پس معلوم ہوا کہ رسولخداؐ نے جو علیؑ کو مولی
مومنین کا مثل اپنے فرمایا ہے وہ اس آیت میں موجود تھا اور تفسیر در منثور میں جلال الدین سیوطی نے اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابو سعید خدری
سے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو منصوب کیا روز غدیر خم اور ندا
بلند کی واسطے اسکے ولایت تو جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لیکر نازل ہوئے کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
آج کے دن کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارے کو اور تمام کی میں نے اوپر تمہارے نعمت اپنی اور راضی ہوا میں تم سے دین اسلام
کے قبول کرنے سے یعنی دیکھو یہ کامل ہونا دین کا خلافت سے ہے یا اور کسی چیز سے اور کتاب مودۃ القربیٰ میں سید علی ہمدانی نے کہ جس کی تعریف میں
مولوی جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ اُس نے ایک ہزار چار سو اولیا کی صحبت پائی ہے اور علوم ظاہری و باطنی رکھتا تھا اُس نے روایت
کی ہے عمر خطاب سے بیان کیا عمر خطاب نے کہ قال نصب رسول اللہ علیا علما فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و
عاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ اللہم انت شہیدی علیہم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح
فقال لی یا عمر عقد رسول اللہ عقدا لا یحلہ الا المنافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ انک حیث قلت فی علیؑ کان فی جنبی شاب

حسن الوجه طیب الریح قال کذا ارکن فقال لعمر یا عمر انه لیس من ولد آدم لکن جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلته فی علی یعنی کہا عمر نے کہ قائم کیا رسول خدا نے
علیؑ کو علم یعنی کوہ کہ ہدایت پاتا ہے اُس سے گمراہ آدمی پس کہا پیغمبر نے وہ شخص کہ تھا میں مولا اس کا پس علیؑ مولا اُس کا ہے اے خدا دوست رکھ تو اسکو کہ جو کوئی
دوست رکھے اس علیؑ کو اور دشمن رکھ تو اسکو کہ جو کوئی دشمن رکھے اسکو اور ترک کر نصرت تو اسکی کہ جو کوئی ترک نصرت کرے اسکی اور مدد کر تو اسکی کہ جو کوئی
مدد کرے اُسکی اے خدا تو گواہ میرا ہے اور ساتھ ان کے کہا عمر نے کہ اور تھا بیچ پہلو میرے کے ایک جوان خوب رو اور خوشبو اور پاکیزہ تو پس کہا اُس نے مجھکو اے عمر
البتہ تحقیق منعقد کیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عقد کو کہ نہیں کھولتا ہے اسکو مگر منافق پس ڈرتا ہوں میں اس سے کہ کھولے تو اسکو کہتے ہیں عمر
کہ پس کہا میں نے کہ یا رسولؐ خدا تحقیق کہ جس وقت تو نے کہا بیچ حق علیؑ کے تو تھا بیچ پہلو میرے کے ایک جوان خوبرو اور خوشبو کہا اُسنے ایسا اور ایسا پس کہا
رسول خداؐ نے یہ سنکر کہ ہاں اے عمر تحقیق کہ وہ نہیں ہے اولاد آدم میں سے لیکن وہ جبرئیل ہے ارادہ کیا اُس نے یہ کہ تاکید کرے وہ اوپر تمہارے اوپر اس کے کہ کہا
ہے میں نے بیچ مقدمہ علیؑ کے اور اس حدیث کو ابن مردویہ نے اور عبد اللہ مرزبانی نے اور خطیب خوارزمی نے جو کہ علما اہل سنت میں سے ہیں لکھا ہے کہ بعد منصوب کرنے
علیؑ کے ولایت پر حسان شاعر نے کہ رسول خداؐ کے اصحاب میں سے تھا علیؑ کی مدح اور امامت اور خلافت میں اُس نے قصیدہ لکھا ہے اور قصیدے کو لکھ کر جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا ہے از انجملہ وہ ابیات اسکی یہ ہیں کہ ؎ ینادیهم یوم الغدیر نبیهم ٭ بخم واسمع بالنبی منادیا فقال له قم یا علی
فاننی رضیتک من بعدی اماما و هادیا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ندا کرتا تھا اُنکو سرور غدیر خم میں ان کا اور سنا تھا میں پیغمبر کو کہ ندا کرتا تھا کہ اُٹھ تو
اے علی رضامندی میری اس میں ہے کہ تو بعد میرے امام اور ہادی خلق کا ہو اور کمیت شاعر نے بھی قصیدہ عینیہ لکھا ہے کہ ایک شعر اس کا یہ ہے
؎ ویوم الدوح دوح غدیر خم ٭ ابان له الولایة لو اطیعا اور حاصل اُس کا یہ ہے کہ روز غدیر خم میں ظاہر کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے
علی علیہ السلام کے ولایت کو کاش فرمانبرداری اسکی لوگ کرتے اور فاضل الدین حموی نے منتخب الفاضلین میں لکھا ہے کہ کمیت شاعر کہتا ہے کہ میں نے یہ
قصیدۂ عینیہ کہہ لیا تو ایک رات حضرت علیؑ کو میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے فرمایا کہ قصیدہ عینیہ کو پڑھ تو میں نے وہ قصیدہ پڑھا جب اُس بیت
کو پڑھا تو حضرت علیؑ نے فرمایا ؎ ولم ار مثل ذاک الیوم یوما ٭ ولم ار مثله حقا اضیعا حاصل اس کا یہ ہے کہ نہ دیکھا میں نے مثل اس دن کے کوئی دن
اور نہ دیکھا میں نے کوئی حق مثل اس حق کے ضائع ہوتا اور سبط ابن جوزی نے اس خواب کو مع اس بیت کے کہ جو کمیت نے کہی ہے اور حضرت علیؑ نے
فرمایا ہے نقل کیا ہے کہ تفسیر ثعلبی اور تفسیر کواشی اور جواہر العقدین اور کتاب الاکتفا کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ سفیان بن عیینہ سے پوچھا گیا
کہ سأل سائل بعذاب واقع للکافرین کس کے حق میں نازل ہوا ہے اُس نے جواب میں کہا کہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے باپ دادا سے روایت
کی ہے کہ جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم میں علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جس کا میں مولا تھا علیؑ مولا اس کا ہے اور یہ خبر مشہور ہوئی تو
نصر بن حارث بن نعمان فہری اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ میں رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور بطور مزاح کے اس نے حضرت سے کہا کہ اے محمد کلمہ شہادت
کا تو نے ہمکو حکم دیا ہمنے قبول کیا اور نماز پنجگانہ کا تو نے ہمکو حکم دیا ہم نے قبول کیا اور ماہ رمضان کے روزوں کا تو نے ہمکو حکم دیا ہمنے قبول کیا اور
بعد اسکے راضی اسپر تو نہوا یہاں تک کہ اپنے چچا کے پسر کو ہمپر فضیلت دی اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر تو نے کہا کہ جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے
یہ کام تو نے اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے ہے حضرت نے فرمایا کہ بخدا یہ امر خدا کی طرف سے ہے نصر بن حارث یہ بات سنکر وہاں
سے کھڑا ہوا اور اپنے اونٹ کی طرف کو کہتا ہوا چلا کہ خداوندا جو کچھ محمد کہتا ہے اگر یہ امر حق ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا اپنے اونٹ تک
وہ نہ پہنچا تھا کہ پتھر آسمان سے نازل ہوا اور اُس کے سر پر لگ کر پیچھے سے نکل گیا اور اسی وقت وہ مر گیا تب خدائے تعالیٰ نے اس آیت
کو نازل کیا کہ سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع من الله ذی المعارج یعنی سوال کیا ایک سوال کرنے والے نے ساتھ عذاب واقع
ہونے والے کے واسطے کافروں کے کہ نہیں ہے واسطے اُسکے کوئی دفع کرنے والا خدا کی طرف سے کہ صاحب درجوں بلند کا ہے اور تفسیر کبیر میں کئی
وجوہ اس آیت کی تفسیر میں لکھے ہیں اور پہلے سب سے یہ لکھا ہے کہ جس وقت نصر بن حارث نے کہا کہ خداوندا اگر یہ امر حق ہے نزدیک تیرے سے تو بیں

برسا تو پھر آسمان سے یا لا تو عذاب دردناک اس وقت خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ سال سائل بعذاب واقع للکافرین اور تفسیر مدارک میں فقط یہی ایک
لکھی ہے کہ جس نے سوال کیا تھا وہ نضر بن حارث تھا کہ اس نے کہا تھا خداوندا اگر یہ امر حق ہے نزدیک تیرے سے تو پس برسا تو اوپر ہمارے پتھر آسمان سے یا لا
تو عذاب دردناک لیکن اُن دونوں نے بسبب تعصب مذہب اور پوشیدہ رکھنے حق کے بعد اس کے نضر بن حارث پر پتھر برسنے کا ذکر نہیں کیا اور احمد ابن حنبل
نے اپنی مسند میں اور ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب میں اور محمد بن طلحہ شافعی نے مطالب السؤل میں کہ سب علمائے اہل سنت ہیں روایت کی ہے
کہ جمع کیا علیؑ نے آدمیوں کو رحبہ میں یعنی میدان مسجد کوفہ میں اور قسم دی مسلمانوں کو خدا کی کہ جس کسی نے روز خم غدیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سنے جو میں سنا ہو وہ شخص اٹھے اور بیان کرے پس تیس آدمی اٹھے اور بعضی روایت میں تیرہ اور بعضی میں بارہ لکھے ہیں کہ وہ روز خم غدیر حاضر تھے
ان لوگوں نے گواہی دی کہ اس روز پکڑا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا اور لوگوں کو کہا کہ کیا تم جانتے ہو
کہ میں اولیٰ ہوں مومنین سے اُن کے نفسوں سے اور مالک ان کے امور کا ہوں سب نے کہا کہ ہاں یا رسول خدا اُس وقت فرمایا حضرت نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اور بعضے آدمیوں نے باوجود علم اور اطلاع کے سچی گواہی جو نہ دی تو وہ عذاب میں گرفتار ہوئے کہ کوئی تو اندھا ہو گیا اور کوئی مبروص ہو گیا کہ اس کی پیشانی
پر سفید داغ ہو گیا علی علیہ السلام کے بددعا کرنے سے اُنکے حق میں چنانچہ شواہد النبوۃ میں مولوی جامی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ علیؑ نے یہ شہادت
لوگوں سے عثمان کے زمانہ میں طلب کی تھی ایسی خلافت کے واسطے ابوبکر کے زمانہ میں کیوں نہ طلب کی جس وقت خلافت میں جھگڑا پڑا تھا ہم کہیں گے کہ
جیسے زمانہ عثمان کا تھا ایسے ہی زمانہ ابوبکر کا تھا دونوں زمانوں میں خلافت حق علی علیہ السلام کا تھا اور دعویٰ علیؑ نے ابوبکر کے زمانہ میں کیا تھا اور حدیث
غدیر کو پیش کیا تھا چنانچہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے اہل سنت نے یہ نہیں لکھا ہے کہ علیؑ نے حدیث غدیر کو ابوبکر کے زمانہ میں بھی سند پکڑا تھا اس واسطے کہ اگر
اسکو لکھتے تو البتہ لوگوں کے نزدیک بالکل علی ابن ابیطالب کا حق ظاہر ہو جاتا اور خلافت ثلاثہ کی باطل ہوتی اسی خوف سے بسبب تعصب مذہب کے
اس کا ذکر نہ کیا اور اگر مولیٰ کے معنی میں شک ہو کہ یہ معنی ولی اور اولیٰ بتصرف آتا ہے یا نہیں تو اس حدیث کو سنا چاہیئے کہ فرّا کہ علمائے نحو اور
عربیت سے ہے وہ معانی القرآن میں تفسیر آیہ ماویکم النار ہی مولاکم میں لکھتا ہے کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ ہے اور جوہری نے صحاح میں مولا کے معنی اولیٰ بھی
لکھے ہیں اور صاحب قاموس نے بھی ایک معنی مولیٰ کے ولی صاحب تصرف لکھے ہیں اور مولیٰ بمعنی متولی اور مالک امور اور اولیٰ بہ تصرف میں
مشہور ہے کلام عرب میں اور اسم ہے واسطے اولیٰ بتصرف کے لیکن یہ لفظ مشترک ہے کئی معنی میں اور جو معنی کہ مراد ہیں وہ قرائن سے معلوم
ہوتے ہیں اور حدیث غدیر میں معنی مولیٰ کے بجز اولیٰ بتصرف کے صحیح نہیں ہوتے کہ قرائن اُس کے کثرت سے یہاں موجود ہیں اوّل تو
یہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کو بنظر تامل ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ کس قدر اس میں تاکید ہے کہ اگر تو اس امر کو نہ پہنچائے گا تو کوئی حکم تو نے
نہیں پہنچایا ہے اور ایسی گرمی کے وقت میں اور حرارت آفتاب میں کہ لوگ پاؤں کے نیچے کپڑا رکھتے اور ایسی جگہ میں ٹھہرنا کہ جو جگہ ٹھہرنے کی نہ تھی اور
پس ماندگان کا انتظار کرنا کہ سب حاضر ہو جائیں اور ضرورت میں کجاووں کا منبر بنا کر اس پر حضرت کا رونق افروز ہونا اور خطبہ پڑھ کر اپنی رحلت
کی خبر دینی اور فرمانا کہ میں تم میں قرآن اور اہل بیت کو چھوڑے جاتا ہوں اُن کی پیروی کرنا اور بعد اُس کے فرمانا کہ جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کا
مولا ہے یہ جلدی اور یہ اہتمام کس امر کے واسطے ہے اور یہ امر حکم خلافت نہیں تو کیا ہے اور سوائے خلا کے وہ کون سا امر اہم ہے کہ جس کی اسقدر
تاکید ہے احکام تو حضرت سب پہنچا چکے تھے اب وہ امر جدید بیان کرنا چاہیئے کہ جس کے نہ پہنچانے میں تمام حکموں کا نہ پہنچانا متصور ہے اور وہ کون
سا امر ہے سوائے خلافت کے کہ جس کے پہنچانے میں خوف ہے آدمیوں سے کہ وہ اُس کو قبول نہ کریں گے چنانچہ خدائے تعالیٰ
فرماتا ہے کہ واللہ یعصمک من الناس اور وہ کون سا امر ہے کہ جو لوگوں کو ناگوار تھا کہ جس کے پہنچانے میں حضرت صلعم لوگوں سے خوف
کرتے تھے اگر ظاہر کرنا جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی فضیلت کا تھا تو اس کے پہنچانے میں کیا تامل تھا اور کس سے خوف کرتے تھے بارہا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے زیادہ فضائل اور مناقب بیان کئے ہیں اور خوف کسی کا نہیں کیا ہے اور اگر مولیٰ کو بمعنی محب یا ناصر کہیے

ہو تو اُس کے پہنچانے میں آدمیوں سے کیا خوف ہے اور محب اور ناصر کرنے کے واسطے خدائے تعالیٰ کو اس قدر تاکید کرنے سے کیا منظور تھا اب بہ نظر
انصاف دیکھو کہ یہ سب قرینے اس آیت اور حدیث غدیر میں خلافت کے ہیں یا محب اور ناصر ہونے کے کہ جو امر علیؑ کو پہلے سے حاصل تھا اور بعد اس کے جو یہ
آیہ نازل ہوئی کہ الیوم اکملت لکم دینکم اس کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کامل کرنا دین کا اور تمام کرنا نعمت کا کس چیز پر دلالت کرتا ہے امر بزرگ پر کہ وہ بات
رسول نے یا کسی شخص کے محب یا ناصر کرنے پر یا مردار کے حرام ہونے کے بیان کرنے پر اور بعد اس کے فرمایا رسول خدا نے کہ شاید واسطے جانے کے کہ
وہ راضی ہوا میری رسالت سے اور بعد میرے علیؑ ابن ابیطالبؑ کی خلافت سے کہ تصریح تمام خلافت پر دلالت کرتا ہے اور قصیدہ کہنا حسان کا اور
کمیت کا اور کمیت کے شعر کے جواب میں حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا شعر پڑھنا اور نصر بن حارث کا آسمان سے پتھر برس کر ہلاک ہونا اور عمر بن
خطاب کا مبارکباد پہنچانا اور نقل کرنا حکایت جبرئیل کا اور علیؑ علیہ السلام کا لوگوں سے گواہی طلب کرنا خلافت کے واسطے بسند حدیث غدیر یہ سب
امور قرائن خلافت کے ہیں کہ جو امر ضروری ہے مثل نبوت کے یا علیؑ کے محب اور ناصر ہونے کے واسطے ہیں کہ جو امر کہ بموجب آیہ المومنون والمومنات
بعضہم اولیاء بعض اور الف بین قلوبکم اور رحماء بینہم کے پہلے ہی سے جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے واسطے حاصل تھا اور تحصیل حاصل سے
خدائے تعالیٰ کو کیا حاصل تھا اور ایسے امر خفیف کے واسطے ایسے امر بلیغ کی کیا ضرورت تھی اور تاکید کے ساتھ خصوصیت علی علیہ السلام کی کیا
تھی بلکہ شیعہ کہ افضل ہیں علیؑ سے اہل سنت کے نزدیک ایسی بڑی فضیلت ایسے اہتمام اور تاکید والی اُس کے واسطے چاہیے تھی نہ علی علیہ السلام کے
واسطے کہ چوتھی مرتبہ میں جس کو ٹھہراتے ہیں اور فرض کیا ہم نے کہ یہ تاکید اور اہتمام علی علیہ السلام کے محب یا ناصر ہونے کے واسطے ہے مثل پیغمبر کے کہ جو
محبت اور نصرت پیغمبر کی کہ امت کے واسطے تھی اب وہ محبت اور نصرت علیؑ کے سپرد ہوئی اور کل صحابہ میں سے علی ابن ابیطالب علیہ السلام مخصوص ہوئے
کہ تمام امت کے محب اور ناصر ہوں مثل پیغمبر کے اور سوائے علیؑ کے اور کسی کو لیاقت اس منصب کی نہ تھی کہ وہ مثل پیغمبر کے محب اور ناصر امت کا ہو ویں یہ
بھی نہیں دلالت کرتا ہے مگر خلافت پر یہاں تک درکاسہ است جو معنی چاہو اور تاویل چاہو بیان کرو اور یہ جو بعضے کہتے ہیں کہ حدیث من کنت مولاہ
میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید کی ہے علیؑ سے دوستی رکھنے کی کہ تم علی علیہ السلام سے دوستی رکھو یہ اس حدیث میں کہاں ہے اس حدیث
کے تو معنی موافق تمہاری بناوٹ کے یہ ہوتے ہیں کہ جس کا میں دوست یا ناصر تھا علی علیہ السلام اس کا دوست یا ناصر ہے اور یہ اس میں کہاں ہے کہ تم علیؑ سے
دوستی کرو البتہ اگر مولا محبوب کے معنی میں ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں لیکن لغت میں مولا محبوب کے معنی میں ہرگز نہیں آیا
محب کے معنی میں البتہ آیا ہے اور اس سے مقصود مخالفین کا ثابت نہیں ہوتا اور اگر ہم فرض کریں مولا کو محبوب کے معنی میں تو اس صورت میں تحصیل حاصل
ہے اور ایسا امر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہونا ہی قبیح ہے اور تحصیل حاصل اس واسطے ہے کہ خدائے تعالیٰ پہلے اس سے فرما چکا
ہے کہ مومنین آپس میں سب دوست ہیں چنانچہ اس امر کی آیتیں پہلے اس سے بیان کی ہیں اور اگر یہ کہو کہ جناب رسول خداؐ علم نبوت سے جانتے تھے کہ بعد
میرے لوگ علیؑ سے عداوت کریں گے اور اس کو آزار پہنچائیں گے اس واسطے حضرت نے بغرض تاکید کے لیے علیؑ سے دوستی کرنے کے واسطے فرمایا ہے
گو آیت میں آیا تھا کہ مومنین آپس میں سب دوست ہیں میں کہتا ہوں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ حسینؑ کو بعد میرے قتل کریں گے اور
یہ بھی جانتے تھے کہ بعد میرے لوگ خلفائے ثلثہ کی مذمت کریں گے اور اُن میں طعن کریں گے چنانچہ اہل سنت نے لکھا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک فرقہ
بعد میرے ہوگا کہ یطعنون فی السلف یعنی طعن کریں گے وہ گزرے ہوئے بزرگوں میں پس چاہیے تھا کہ رسول خدا ایسے معرکہ میں اسی تاکید سے سب کو جمع کر کے
ان لوگوں کے حق میں فرماتے کہ ان سے دوستی رکھنا اور کسی کو آزار نہ پہنچانا اور طعن نہ کرنا علیؑ کی تخصیص کیا تھی کہ جو اس قدر آدمیوں کو جمع کر کے
روبرو اس اہتمام اور تاکید سے فرمایا اور تاکید دلالت کرتا ہے کہ مولا کو مالک اور آقا اور متصرف بجمیع امور ہونے کے معنی میں وہ کہ جو کچھ جناب رسول خدا صلعم
نے اور روایتوں میں علیؑ کو ولی فرمایا ہے اور ان روایتوں میں مراد ولی سے سوائے خلیفہ ہونے کے معنی میں اور کچھ نہیں ہو سکتا چنانچہ طبرانی نے
کتاب کبیر میں وہب بن حمزہ سے روایت کی ہے کہ بریدہ ہمراہ علیؑ کے یمن کو گیا تھا اور جس وقت وہاں سے پھرا تو علیؑ سے ناخوش ہو کر علیؑ کے حق

بیچ بالائی منبر کے کہنے لگا یہ حضرت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہی فقال له لا تقل هذا فهو اولى الناس بكم من بعدي یعنے علیًا اور حاصل اس کا یہ
ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ مت کہو تو ایسا بات کہ وہ اولیٰ بتصرف آدمیوں کا ہے تم میں بعد میرے یعنی علی اور اسی طرح مناوی نے لکھا ہے تھوڑے سے فرق کر
اور ابن جریر نے تہذیب الآثار میں لکھا ہے اور روایت کی ہے بریدہ سے یا اس نے کہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق علی مجھ سے ہے
اور میں علی سے ہوں اور پیدا ہوا ہے وہ خاک میری سے اور میں پیدا ہوا ہوں اس کی خاک سے اور میں افضل ہوں ابراہیم سے اور اس روایت کے آخر
میں فرمایا ہے کہ انه وليكم بعدي یعنی تحقیق علی اولی بتصرف تمہارا ہے بعد میرے اور ریاض نضرہ میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے
علی ابن ابی طالب کو ایک لشکر کا سردار کر کے جہاد کے واسطے بھیجا حضرت علیؑ نے فتح کر کے ایک کنیز مال غنیمت میں سے اپنے واسطے پسند کی اور ہمراہیوں
کو یہ امر ناخوش معلوم ہوا اور چار آدمیوں نے آپس میں عہد کیا کہ شکایت علی علیہ السلام کی اس امر میں رسولؐ خدا سے ہم کریں گے سو جب وہ مدینہ میں
پہنچے تو ایک شخص نے ان چاروں میں سے رسول خدا سے کہا کہ یا رسول خدا علیؑ نے ایسا اور ویسا کیا ہے حضرت نے منہ اپنا اسکی طرف سے پھیر لیا اور کچھ جواب اسکو نہ دیا دوسرا آدمی نے اٹھ کر
شکایت کی اسکی طرح بھی منہ پھیر لیا اور تیسرے نے شکایت کی تو اسکی طرف سے بھی منہ پھیر لیا اور کچھ جواب نہ دیا اور چوتھے آدمی نے شکایت کی تو حضرت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو علی سے تحقیق
علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں وهو ولي كل مومن بعدي یعنی اور وہ علی اولیٰ بتصرف تمہارا ہے بعد میرے یعنی وہ مالک تمہارے امور دنیا و آخرت
کا ہے بعد میرے اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر دونوں نے اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کے
باب میں خدائے تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے شب معراج تو انہ سید المسلمین وولی المتقین وقائد الغر المحجلین یعنی تحقیق وہ سردار مسلمانوں کا ہے اور اولیٰ
بتصرف پرہیزگاروں کا اور کھینچنے والا سفید رو ہاتھ پاؤں والوں کا بہشت میں اور امام غزالی نے از راہ انصاف سر العالمین میں لکھا ہے اور لیکن روشن ہوئی
وجہ حجت اور دلیل کی اور اجماع کیا ہے جمہور نے حدیث روز غدیر خم کے وقت کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
کہا عمر نے بخ بخ لک یا ابا الحسن ہو گیا تو آقا اور مالک میرا اور تمام مومنین اور مومنات کا اور یہ مبارکباد کہنا عمر کا یعنی بخ بخ تسلیم رکھنا اور راضی ہونا ہے
خلافت سے علیؑ کی اور فرمانبرداری حکم رسولؐ کی لیکن بعد تسلیم اور مان لینے کے غالب ہوئی خواہش نفس کے واسطے دوست رکھنے ریاست اور بزرگی
کے اور بلند کرنے ستون خلافت کے اور پھڑکنے پھریروں نشانوں کے اور بسبب ہواؤں کے وقت چلنے لشکروں کے آگے اور پیچھے اور مسک اور نظر
آئی ہنہنانے گھوڑوں کی ٹاپوں کی بیچ وقت جمع ہونے اور فتح کرنے شہروں کا اور دوستی ان امر دنیوی نے اس جماعت کو خواہش نفس کے پیالہ
سے شراب ملائی پس ان کو اس امر پر کہ خلافت تو انھوں نے اس سے لیا اور اس حالت پر پھر گئے جو کہ اسلام سے پہلے رکھتے
تھے اور عہد اور پیمان روز غدیر کو توڑ کر پس پشت ڈال دیا اور خرید کیا انھوں نے اس عہد کے توڑنے سے ایک ثمن اندک اور برے اعتبار
کو پس بہت برا ہے جو کچھ کہ خرید کیا ہے انھوں نے اور بعضے نادان آدمی اس عبارت کو دیکھ کر انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سر العالمین تصنیف
امام غزالی کی نہیں ہے اور حال یہ ہے کہ ان کے علما اقرار کرتے ہیں کہ یہ کتاب تصنیف امام غزالی کی ہے اور ان کی عبارت کو نقل کرتے ہیں چنانچہ
ذہبی نے میزان ذہبی میں ترجمہ حسن بن صباح میں لکھا ہے کہ قال ابو حامد الغزالي ساقها في قصة الحسن بن صباح لما هو تحت حس الموت اور
یہ جو حقیقی روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے مرض الموت میں حضرت عباس سے فرمایا کہ تم میری میراث کو قبول کرو اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ حقیقت
میں رسول خدا ان کو اپنا خلیفہ کرتے تھے اس واسطے کہ علی علیہ السلام کو خلیفہ اپنا کر چکے تھے اور عباسؓ میں اتنا علم کہاں تھا جو سزاوار خلافت کے
ہوتے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کو کیونکر اپنا خلیفہ کرتے کہ جس میں لوگوں کی گمراہی متصور تھی بلکہ منظور اس میں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امتحان عباس رضی اللہ عنہ کا تھا اس واسطے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم نبوت کے جانتے تھے کہ بعد
میرے لوگ بسبب حب جاہ کے خلافت میں دعوے کریں گے اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت کو غصب کریں گے اور عباسؓ کہ میرا
چچا ہے اسکو بھی حب جاہ ہو اور بسبب قرابت کے دعوے خلافت کا کرے اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباسؓ کا مافی الضمیر

کے دریافت کرنے کو عباس سے فرمایا تھا سو عباس نے جواب معقول دیا کہ علی ابن ابی طالب ہی سزاوار خلافت کے ہے اور مراد اس سے یہ ہو کہ علی کو
جو آپ غدیر میں خلیفہ کر چکے ہیں وہی لائق خلافت کے ہے اس واسطے عباس نے خلافت کے واسطے علی ابن ابی طالب کا نام لیا اور اگر یہ مراد ہوتی تو علی
کے نام لینے کی کیا خصوصیت تھی اور کسی کا علی العموم نام لیتے ابوبکر یا عمر کا کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ کر دو علی کو سزاوار خلافت کا کیوں کہتے اور یہ کیونکر
ہو سکتا ہے کہ رسول خدا ایسا منصب جلیل عباس کو عطا کریں اور وہ قبول نہ کرے اور رسول خدا کا کہنا نہ مانے پس عباس جانتے تھے کہ حضرت خلیفہ کر
چکے ہیں علی ابن ابی طالب کو اور اب مجھکو فرماتے ہیں تو میری آزمائش کرتے ہیں اور حضرت نے عباس کا جواب سنکر سکوت کیا اس میں گویا کہ ایک یہ جتلا
ئی کہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے اور خلیفہ کرنا علی کا روز غدیر شیعوں کے نزدیک متواترات میں سے ہے اور کثرت سے روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ ایک
روایت کہ جس کی صحت میں کلام ہے اور اگر فرض بھی کیجئے تو آحاد میں سے ہے۔ یہ اس متواتر کی معارض کیونکر ہو سکتی ہے بلکہ مراد اس سے یہ ہے جو کہ
بیان کیا گیا اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت یہود کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور پوچھا کہ تو توریت پر ایمان لاتا ہے کہ وہ کتاب خدا
ہے فرمایا کہ ہاں یہودیوں نے کہا کہ تو اس امر میں ہمارے متفق ہے اور ہم تیرے متفق نہیں ہیں اور قرآن کو ہم حق نہیں جانتے ہیں اور جو ا
کا لکھا ہوا اسکو ہم نقل نہیں کرتے ہیں۔ اب ہمکو اسی چیز پر چھوڑ دے کہ جس کا ہمکو نقل اور اعتقاد ہے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ
قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ اے اہل کتاب نہیں ہو تم اوپر کسی چیز کے دین صحیح میں سے حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ
وَ الْاِنْجِیْلَ یہاں تک کہ قائم کرو تم حکم توریت اور انجیل کو اور انکی تصدیق کرو اور جو کچھ صفات پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور
بشارتیں انکی نبوت کی ان میں مرقوم ہیں اس کا اعتقاد کرو وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ اور اعتقاد کرو تم اس چیز کا کہ نازل کی گئی ہے طرف تمہارے
مِّنْ رَّبِّكُمْ پروردگار تمہارے کی طرف سے یعنی احکام قرآن کے وَ لَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ اور البتہ زیادہ کر لی ہے بہتوں کو ان
اہل کتاب میں سے مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ یہ چیز کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے پروردگار تیرے کی طرف سے یعنی قرآن کہ جو کچھ تجھ پر نازل
کیا گیا ہے زیادہ کرتا ہے ان اہل کتاب کو طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا سرکشی اور کفر کہ جوں جوں آیات قرآن کی سنتے ہیں کفر ان کا زیادہ ہوتا ہے فَلَا
تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ پس مت غمگین ہو تو اوپر سرکشی اور کفر قوم کافروں کے کہ ضرر اس کا ان کے ہی واسطے ہے اور تجھکو ان کے کفر سے
کچھ نقصان نہیں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ظاہر میں زبان سے نہ دل سے وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا اور وہ لوگ
کہ یہودی ہوئے ہیں وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰی اور ستارہ پرست اور نصاریٰ مَنْ اٰمَنَ جو شخص کہ ایمان لائے ان میں سے دل سے
بہ نیت خالص بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ساتھ خدا اور دن آخرت کے کہ اس روز کی جزا کو حق جانے وَ عَمِلَ صَالِحًا اور عمل کرے نیک فَلَا
خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ پس نہیں ہے خوف اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے تو اسکے فوت ہونے سے اور صابئوں میں قیاس
تو یہ تھا کہ صابئین ہوتا اسم انکا لیکن قرآن میں صابئون آیا ہے اس لئے اس کے اعراب میں بہت اختلاف ہے اور بصریوں کے اور سیبویہ کے نزدیک
یہ ہے کہ وہ مبتدا ہے اور محمول ہے وہ تاخیر پر اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ من آمن باللہ الی آخرہ) والصابئون
والنصاریٰ جس وقت کہ انکی خبر کے بعد فرض کیا جائے گا تو عطف اس کا ان کے محل پر ہوگا اور اگر صابئون اپنے موضع میں اِنَّ کی خبر سے
پہلے ہوتے تو عطف اس کا محل اسم پر نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس میں شرط یہ ہے کہ اِنَّ اپنی خبر سے فارغ ہووے تو اس کے محل پر عطف
ہووے اور اگر فارغ ہونے سے پہلے عطف ہووے تو اِنَّ کی اور صابئوں کی ایک خبر ہو جائے گی اور اس صورت میں اس پر دو عامل جمع ہو جاتے
گے اس واسطے اس کو جائز نہیں رکھتے ہیں اور اٰمن اور عمل کی ضمیر طرف مَن کے باعتبار لفظ کے پھرتی ہے کہ لفظ اسکا مفرد ہے اور ہُم کی ضمیر
طرف اسکے باعتبار معنی کے پھرتی ہے کہ معنی میں جمع کے واسطے بھی آتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ البتہ
تحقیق لیا ہم نے پیمان بنی اسرائیل کا توحید میں اور محمد پر ایمان لانے میں وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ رُسُلًا اور بھیجا ہم نے طرف ان کے پیغمبروں کو کہ اول قوم انکی

موسیٰ تھے اور آخر ان کے عیسیٰ تھے كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ لائے اُن کے پاس پیغمبر اس چیز کو کہ نہیں چاہتے تھے نفس
اُن کے اور نہیں دوست رکھتے تھے اسکو یعنی احکام شرع کے کہ حق کے بجا لاتے ہیں تکلیف تھی ان احکام کو ان کے نفس دوست نہیں رکھتے تھے اور جب ایسے احکام
بکراہت کے خدا کی طرف سے پیغمبر لیکر آتے تو فَرِيْقًا كَذَّبُوْا ایک فرقہ کو جھٹلایا اُن یہودیوں نے جیسے کہ عیسیٰ اور محمدؐ کو وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ اور ایک
فرقہ کو قتل کرتے تھے وہ جیسے کہ ذکریا اور یحییٰ کو وَحَسِبُوْٓا اور گمان کیا اُن یہودیوں نے کہ اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ نہ ہووے فتنہ نہ تکون تامہ
ہے وقوع کے معنی میں اور فتنہ فاعل اُس کا ہے یعنی گمان کیا کہ نہ پہنچے ہمکو بلا انبیا کی تکذیب اور قتل کرنے سے فَعَمُوْا پس اندھے ہوگئے وہ دین
حق کے دیکھنے سے اور اسکی دلیلوں سے جیسے کہ کوئی اندھا کہ طرف مقصود [illegible] وَصَمُّوْا اور بہرے ہوئے وہ سخن حق کے سننے سے کہ انبیا کی
نصیحتوں کی طرف کان نہ رکھے ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ پھر توبہ قبول کی خدا نے اُن پر اس سبب سے کہ اُنھوں نے توبہ کی گوسالہ پرستی وغیرہ
ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا پھر اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے وہ دوسری بار [illegible] اور ستانے سے كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ بہت ان یہودیوں میں سے اور
کثیر بدل ہے عَمُوْا اور صَمُّوْا کی ضمیر سے وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور خدا تعالیٰ دیکھنے والا ہے اس چیز کو کہ کرتے ہیں وہ کہ موافق
اُن کے عمل کے اُن کو جزا دے گا اور اب خدا تعالیٰ نصاریٰ کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ البتہ تحقیق کافر
ہوئے وہ لوگ کہ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ کہا انہوں نے کہ تحقیق خدا وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے یہ قول نصاریٰ میں سے فرقہ یعقوبیہ کا
ہے وَقَالَ الْمَسِيْحُ اور کہا مسیح نے کہ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے فرزندان یعقوب پرستش کرو تم خدا کی کہ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ
پروردگار میرا اور پروردگار تمہارا ہے یعنی میں بندہ اور مخلوق اُس کا ہوں مثل تمہارے اور وہ خالق سب کا ہے اس کی پرستش کرو نہ میری
کہ میں مخلوق ہوں مثل تمہارے اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ یعنی جو شخص کہ شرک کرے ساتھ خدا کے فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
پس تحقیق حرام کیا ہے خدائے تعالیٰ نے اوپر اُس کے بہشت کو نہ ہرگز داخل ہو سکے گا وہ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ اور جگہ ہے اسکے کی دوزخ ہے
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ اور نہیں ہے واسطے ظالموں کے مدد کرنے والے کہ عذاب کو اُن سے دفع کریں لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ
البتہ تحقیق کافر ہوئے ان لوگوں نے کہ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ کہا انہوں نے کہ خدا تیسرا تین میں کا ہے یہ قول فرقہ نسطوریہ کا ہے نصاریٰ
میں سے کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا شریک ہے باپ بیٹا عیسیٰ اور روح القدس میں یا وہ خدا کے باپ اور بیٹا عیسیٰ اور مریم اور خدا کے شریک ہے [illegible] خدا ایک ہی
اُنہیں سے وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اور نہیں ہے کوئی معبود کہ مستحق عبادت ہو حقیقت میں اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ مگر معبود ایک کہ وہ خدا ہے پاک ہے [illegible]
کرنے والا عیسیٰ اور مریم کا اور سب ممکنات کا وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ اور نہ باز آویں وہ نصاریٰ اس چیز سے کہ کہتے ہیں وہ اور توحید
کے قائل نہ ہوویں تو لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ البتہ پہنچے گا ان لوگوں کو کہ کفر کیا ہے انہوں نے اُن میں سے عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ عذاب
دردناک اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ کیا نہیں رجوع کرتے ہیں وہ طرف خدا کے کہ شرک کو ترک کریں اور وحدانیت خدائے تعالیٰ کے
قائل ہوں وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ اور بخشش چاہیں وہ خدا سے پاک ہونے گناہوں کی توحید کے وسیلے سے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا
ہے توبہ کرنے والوں کے گناہوں کا رَّحِيْمٌ ۝ مہربان ہے بخشش چاہنے والوں پر اور اب خدا تعالیٰ مسیح کے مخلوق ہونے کی دلیلیں بیان کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ نہیں ہے بیٹا مریم کا یعنی عیسیٰ کہ جس کو نصاریٰ خدا کہتے ہیں نہیں ہے وہ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ مگر پیغمبر
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ تحقیق گذرے ہیں پہلے اس سے پیغمبر کہ اُن کو معجزات دیے ہیں جیسے کہ عیسیٰ کو دیے ہیں اور معجزوں کے
دکھلانے میں عیسیٰ کی خصوصیت نہیں ہے اگر عیسیٰ مردہ آدمی کو زندہ کرتا تھا تو موسیٰ لکڑی مردہ کو زندہ کرتا تھا کہ اسکو اژدہا بنا دیتا تھا نہ اس
سے بھی زیادہ عجب ہے اور اگر عیسیٰ کے باپ نہ تھا تو آدمؑ کے باپ اور ماں دونو نہ تھے ان معجزوں کے ہونے سے انبیا کو معبود نہیں کہہ سکتے اور یہ معجزے
دکھلانے انکو بندہ خدا کے ہونے سے خارج نہیں کر سکتے وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ اور ماں عیسیٰ کی بہت سچی تھی کہ تمام انبیاء کو اور آیات خدا کو سچ

راست اور درست جانا تھا كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ تھے وہ دونوں عیسیٰ اور مریم کہ کھاتے تھے کھانے کو جیسے کہ اور جاندار کھانا کھاتے ہیں اور
محتاج غذا کے تھے اس صورت میں یہ کیونکر خدا ہو سکتے ہیں فرماتا ہے خدا کہ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ دیکھ تو اے محمدؐ کہ کیونکر بیان کرتے
ہیں ہم واسطے اُن کے دلیلیں ایسی توحید کی اور عیسیٰ کے مخلوق ہونے کی ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ پھر نظر کر تو کہ کیونکر پلٹائے جاتے ہیں وہ حق کے
سننے سے اور ماننے اور اسکے تامل کرنے سے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ أَتَعْبُدُونَ کیا پوجتے ہو تم اے نصرانیو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا
يَمْلِكُ لَكُمْ سوائے خدا کے اسکو کہ نہیں مالک ہے واسطے تمہارے اور نہیں قدرت رکھتا ہے وہ پہنچانے ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ضرر کو اور نہ فائدہ کو یعنی
عیسیٰ میں قدرت نہیں ہے کہ کچھ ضرر اور فائدہ پہنچا سکے اور جس وقت وہ ایسا ہے تو کیونکر خدائی کے لائق ہو وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
خدا کہ وہ معبود سچا ہے سننے والا تمہاری باتوں کا جاننے والا تمہارے اعتقادوں باطل کا ہے قُلْ کہہ تو اے محمدؐ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ
لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ اے یہود اور نصاریٰ مت غلو کرو تم بیچ دین اپنے کے سوائے حق کے نہ تو آدمی ہیں اور مخلوق خدا
ہیں کہ اُن کو تم خدا یا خدا کا بیٹا کہنے لگو ایسا تمکو نہیں چاہیے وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ اور نہ پیروی کرو تم خواہشوں میں ان ایسے
رئیسوں اور گروہوں میں سے کہ یہ سب جاہل تھے قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ تحقیق گمراہ ہوئے ہیں وہ پہلے اس سے کہ پیغمبر آخر زمان
آئے کہ وہ تو گمراہی میں تھے اور تم بھی اُس کے باطل کو اختیار کرو ایسا تمکو نہیں چاہیے کہ وہ گمراہ تھے وَأَضَلُّوا كَثِيرًا اور گمراہ کیا انھوں
نے بہتوں کو جن لوگوں نے کہ اُن کی پیروی کی وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ اور گمراہ ہوئے وہ راہ سیدھی سے یعنی اسلام سے کہ وہ طریق
برابر اور سیدھا ہے جس طریق میں افراط اور تفریط اور زیادتی اور کمی نہیں ہے اور فرماتا ہے خدا کہ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
لعنت کیے گئے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے اولاد یعقوب میں سے عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ اوپر زبان داؤد پیغمبر کے کہ ایلہ کے رہنے والوں پر لعنت کی
سبب اسکے کہ وہ شنبہ کے روز مچھلی کا شکار کرنے سے باز نہ آئے اور بحکم خدا بندر بن گئے وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور لعنت کیے گئے اوپر زبان
عیسیٰ ابن مریم کے کہ عیسیٰ نے لعنت کی ان لوگوں پر کہ جب دسترخوان نازل ہوا تھا اور پھر اُنھوں نے کفر کیا تو عیسیٰ کی دعا سے وہ سور ہو گئے اور فرماتا ہے خدا
کہ ذَٰلِكَ یہ لعنت اُن پر بِمَا عَصَوْا سبب اسکے ہے کہ نافرمانی کی اُنھوں نے وَكَانُوا يَعْتَدُونَ اور تھے وہ کہ حد سے
گذر جاتے اس چیز سے کہ خدا نے اُس پر حرام کی تھی كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ تھے وہ کہ نہیں باز آتے تھے عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ بُرائی سے کرتے تھے
وہ اسکو اور نہیں منع کرتا تھا بعض اُن میں سے بعض دوسرے کو برائی کرنے سے لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ البتہ بد ہے وہ چیز کہ
تھے وہ کرتے کہتے ہیں کہ شراب وہ پیتے تھے اور سور کو کھاتے تھے اور ایام حیض میں عورتوں سے نزدیکی کرتے تھے اور ابن عباس سے روایت ہے
کہ وہ تین فرقے تھے ایک فرقہ کے آدمی مچھلیوں کا شکار کرتے تھے اور دوسرے فرقہ کے آدمی اُنکو منع کرتے تھے لیکن ہمراہ اُن کے کھانا اور پینا
اور اُٹھنا اور بیٹھنا ترک نہ کیا تھا اور تیسرے فرقہ کے آدمی اُن کو منع کرتے تھے جب اُنھوں نے اُن کا کہنا نہ مانا تو وہ ان کے پاس سے اس شہر سے
اٹھ کر اور جگہ کو چلے گئے جب عذاب نازل ہوا اُن لوگوں پر تو دو لوگ پہلے فرقہ کے آدمی بندر ہو گئے اور تیسرا فرقہ عذاب سے محفوظ رہا اور حضرت
صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ دوسرے فرقے کے آدمی نہ اُنکے پاس بیٹھتے تھے نہ اُنکی مجلس میں جاتے تھے لیکن جس وقت اُن سے ملاقات
کرتے تھے اُن سے اُنس کرتے تھے اس واسطے وہ بھی شامل عذاب ہوئے اور اُن کے ہمراہ لعنت کیے گئے اس روایت سے معلوم ہوا کہ بدوں سے انس
کرنا اور اُنکے ہمراہ کھانا پینا کچھ نہ چاہیے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت واقع ہوئی تقصیر بنی اسرائیل میں تو بعض آدمی اُن میں سے
ایسا تھا کہ اپنے بھائی کو گناہ میں دیکھ کر اُسکو اس سے منع کرتا تھا لیکن اُسکے ہمراہ کھانے اور پینے اور ہمنشینی اُس کے سے باز نہیں آتا تھا پس مارا خدا
نے بعض کے دل کو ساتھ بعض کے اور نازل کیا اُن کے مقدمہ میں آیات قرآن کو اور فرمایا کہ لعن الذین کفروا الآیہ اور حضرت صادق علیہ السلام سے
کسی نے پوچھا کہ شیعوں میں سے بعضے آدمی بادشاہوں کے اہل کار ہوتے ہیں اور اُنکے کاروبار کو انجام دیتے ہیں اور اُنکی خیر خواہی کرتے ہیں اور اُن کو

ع ۱۱

دیکھ رکھیے ہیں فرمایا کہ نہیں ہیں وہ پیغمبروں میں لیکن وہ بھی اُن میں ہی سے ہیں اور بعد اس کے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ لعن الذین کفروا الآیہ اور
فرماتا ہے خدا کہ تَرٰى كَثِيرًا مِّنْهُمْ تو دیکھتا ہے تو اے محمد صلعم بہتوں کو اُن میں سے کہ بسبب حسد اور کینہ کے يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا دوستی
کرتے ہیں وہ یہودی ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے مثل کعب بن اشرف یہودی کے کہ لیے جنگ بدر کے مکہ میں جا کر مشرکوں کو مسلمانوں سے لڑنے کی رغبت دلائی
لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ البتہ بُری ہے وہ چیز کہ آگے بھیجی ہے واسطے اُن کے نفسوں اُن کے نے أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ یہ کہ
غصہ کیا ہے خدا نے اوپر اُن کے اور ناراض ہوا ہے وہ اُن سے وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ اور بیچ عذاب کے وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور امام
محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ ان ملعونوں سے جو کہ تونگر تھے دوستی کرتے تھے اور ان کی خواہشوں کی پیروی کرتے تھے تاکہ دنیا کو اُن سے حاصل
کریں اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ اور اگر ایسے ہوتے وہ کہ ایمان لاتے وہ ساتھ خدا کے اور پیغمبر کے وَمَا
أُنزِلَ إِلَيْهِ اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی گئی ہے طرف اُس کے کہ وہ قرآن ہے مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ نہ پکڑتے وہ ان کافروں کو
دوست وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ اور لیکن بہت اُن میں سے فاسق ہیں کہ خارج ہیں ایمان سے اور اب خدائے تعالیٰ یہودیوں
کی اور مشرکوں کی عداوت کو مسلمانوں کی نسبت بیان کرتا ہے کہ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً البتہ پائے گا تو اے محمد بہت سخت آدمیوں کو
از روئے دشمنی کے لِّلَّذِينَ آمَنُوا واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا یہودیوں کو اور ان لوگوں کو
کہ مشرک ہوئے ہیں وہ یہ دونوں فرقے مسلمانوں کے دشمن خالی ہیں اور اسی سبب سے اُن کی آپس میں دوستی ہے وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم اور البتہ
پائے گا تو نزدیک زیادہ اُن کو مَّوَدَّةً از روئے دوستی کے لِّلَّذِينَ آمَنُوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا
نَصَارَىٰ ان لوگوں کو کہا ہے انھوں نے کہ ہم نصاریٰ ہیں اسکو نصاریٰ سبب نرمی دل کے اور کثرت رغبت کے طرف علم کے مثل یہود اور مشرکین کے
مسلمانوں سے دشمنی نہیں رکھتے ہیں اور اسی واسطے خدا فرماتا ہے کہ ذَٰلِكَ یعنی قریب دوستی کے ہونا بِأَنَّ مِنْهُمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق
اُن میں سے قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا علما اور عابد ہیں وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ اور تحقیق کہ وہ نہیں تکبر
کرتے ہیں قول حق کے سننے سے کہتے ہیں کہ مراد نصاریٰ سے حبشہ کے رہنے والے ہیں نجاشی وغیرہ جو کہ ایمان لائے تھے اور سوائے
اُن کے اور نصاریٰ یہودیوں سے کم نہیں ہیں عداوت میں اور مسلمانوں کے قتل اور تخریب میں کوشش کرتے ہیں لیکن حبشہ کے نصاریٰ
نے جعفر طیار سے قرآن کو سنا ہے اور اسلام کے قائل ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے ایمان لائے ہیں منقول ہے کہ حضرت
جعفر طیار نے حبشہ سے مراجعت فرمائی تو نجاشی نے ستر علماء خدمت میں جناب رسول خدا کے روانہ کئے اور انھوں نے آستانہ بوسی حاصل کی
اور حضرت نے اُن کے روبرو سورہ یٰس کو پڑھا وہ علماء اسکو سنکر بہت روئے اور احکام اسلام کے انھوں نے قبول کئے اور آپس میں انھوں
نے کہا کہ قرآن کیا اچھا ہے کیسا ہے اُس چیز سے کہ جو عیسیٰ پر نازل ہوئی ہے اور ان نصاریٰ مذکورین ہی کے حال میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے
وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ اور جس وقت سنتے ہیں وہ نصاریٰ اس چیز کو کہ نازل کی گئی ہے طرف پیغمبر کے یعنی جس وقت
سنتے ہیں وہ قرآن کو پیغمبر سے یا جعفر طیار سے تَرَىٰ تو دیکھتا ہے تو اے محمد صلعم أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ آنکھوں انکی کو کہ
ٹپکتے ہیں آنسو رقت قلب کے سبب مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ اس چیز کے کہ پہچانا ہے انھوں نے سخن حق سے يَقُولُونَ کہتے ہیں وہ نہایت
عاجزی سے کہ رَبَّنَا آمَنَّا اے پروردگار ہمارے ایمان لائے ہم قرآن پر اور محمد صلعم کی نبوت پر فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ۝
پس لکھ تو ہمکو ہمراہ ان گواہوں کے کہ جن گواہوں نے گواہی دی ہے قرآن کی اور نبوت محمد کے حق ہونے کی یعنی ہمکو امت محمدیہ میں داخل کر کہ
وہ گواہ ہیں انبیاء سابقین کی نبوت پر اور ان کی امتوں پر قیامت کے روز کہتے ہیں کہ ان منافقین یہود نے نصاریٰ کو دینداری پر
طعن کیا کہ جلدی ایمان لائے ہیں یہ اور ہم کو ایک مدت سے چاہتے ہیں وہ مسلمان کہ یہ مسلمان ہو جائیں لیکن ہم قبول نہیں کرتے خدا تعالیٰ

فرماتا ہے کہ ان نصاریٰ نے جواب میں اُن کے کہا کہ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰہِ اور کیا ہے واسطے ہمارے کہ ایمان لائیں ہم ساتھ خدا
کے اور اسکی وحدانیت کے وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ اور ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے ہمارے پاس حق سے یعنی قرآن وَنَطْمَعُ اَنْ
يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا اور طمع رکھتے ہیں ہم یہ کہ داخل کرے ہمکو پروردگار ہمارا بہشت میں مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ہمراہ قوم صالحین کے کہ
وہ امت محمدؐ کے نیک آدمی ہیں اور مالنا میں استفہام انکاری ہے یا جواب معترض کا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ تم کیوں ایمان لائے ہو اس نصاریٰ
نے جو کمال خلوص اعتقاد دعا کی تو خدائے تعالےٰ نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا پس بدلا اور ثواب دیا اُنکو خدا نے بہ
سبب اس چیز کے کہ کہا تھا اُنھوں نے بہت خالص اور جوش اعتقاد سے یعنی اعتقاد خالص سے جو اُن نصاریٰ نے دعا کی تھی خدائے تعالےٰ
نے ثواب میں دیں اُنکو جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہشتیں کہ جاری ہیں نیچے محلوں یا درختوں اُنکے سے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ ان بہشتوں کے وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ اور یہ ہے بدلا نیکی کرنیوالوں کا جو کہ قول اور فعل میں دونوں
نیک ہیں وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اور وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور جھٹلایا اُنھوں نے آیتوں ہماری کو اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْجَحِيْمِ ۝ یہ لوگ صاحبان دوزخ ہیں کہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلا کرینگے اور ان آیتوں کی شان نزول میں نصاریٰ حبشہ کی حکایات تو بہت
طولانی ہے لیکن خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مکہ میں ہجرت سے جس وقت کفار قریش نے مسلمانوں کو بہت آزار پہنچائے اور ایذا دی تو جناب رسول خدا صلعم نے
مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم یہاں سے ہجرت کر کے حبشہ کو چلے جاؤ اور جعفر طیار کو فرمایا کہ تو بھی ہمراہ اُن کے روانہ ہو جعفر طیار مکہ سے باہر
نکلے اور ستر آدمی اُن کے ہمراہ ہوئے یہاں تک کہ جہاز میں سوار ہوئے اور حبشہ میں جا پہنچے جس وقت کہ قریش کے کفار نے اُن کے جانیکی خبر سنی
تو اُنھوں نے عمرو عاص اور عمارہ بن ولید کو نجاشی کے پاس حبشہ میں بھیجا کہ اُن مسلمانوں کو واپس مکہ کو روانہ کردے یہ دونوں کچھ تحفے لیکر گئے تھے جب
حبشہ میں پہنچے تو وہ تحفہ نجاشی حبشہ بادشاہ کی نذر کیا نجاشی نے وہ تحفہ قبول کیا اور عمرو عاص نے نجاشی سے کہا کہ اے بادشاہ ہماری قوم نے
ہمسے مخالفت کی ہے اور ہمارے معبودوں کو وہ بُرا کہتے ہیں اور تیرے پاس وہ آئے ہیں انکو تو ہمارے سپرد کردے نجاشی نے جعفر طیار کو طلب کیا جب
آئے تو نجاشی نے اُن سے کہا کہ اے جعفر یہ لوگ کہتے ہیں پوچھا کہ کیا کہتے ہیں کہا کہ ان لوگوں کی درخواست یہ ہے کہ میں تمکو انکے حوالہ کردوں
جعفر طیار نے کہا کہ اے بادشاہ تو اسے سوال کر کہ کیا ہم اُن کے غلام ہیں عمرعاص نے کہا کہ نہیں بلکہ آزاد اور بزرگ ہیں پھر جعفر نے کہا کہ اس سے پوچھو
کہ کیا انکا قرض ہمارے ذمہ ہے کہ جس کو یہ طلب کرتے ہیں عمرعاص نے کہا کہ قرض تو ہمارا سر نہیں ہے جعفر طیار نے کہا کہ کیا ہم کسی کو قتل کر کے آئے
ہیں کہ یہ اُنکے خون کا دعویٰ کرتے ہیں کہا کہ نہیں پس جعفر نے عمرعاص سے کہا کہ کیا چاہتے ہو تم ہمسے تمنے ہمکو ایذا پہنچائی ہم تمہارے شہر سے نکلکر چلے آئے عمر
عاص نے نجاشی سے کہا کہ اے بادشاہ اُنھوں نے ہمسے دین میں مخالفت کی ہے اور ہمارے معبودوں کو یہ بُرا کہتے ہیں اور ہمارے جوانوں کو بگاڑ دیا اور
ہماری جماعتوں کو متفرق کر دیا اے بادشاہ تو انکو ہمارے سپرد کر کہ ہم اتفاق کریں جعفر طیار نے کہا کہ اے بادشاہ ہمنے مخالفت انکی اسواسطے کی ہے کہ خدائے تعالےٰ
نے ہم میں پیغمبر کو بھیجا ہے کہ وہ شرک کو منع کرتا ہے اور اُسنے ہمکو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے اور ظلم و خونریزی ناحق اور زنا اور سود کھانے اور خون اور
گوشت جو کہ کھاتے تھے اُسے حرام فرمایا ہے اور عدل اور احسان اور قرابتوں کے ہمراہ نیکی کرنے کو حکم دیا ہے اور بدی اور فحش گناہ کرنے کو منع کیا ہے
نجاشی نے سنکر کہا کہ یہی حکم عیسیٰ نے فرمائے ہیں اور پھر نجاشی نے کہا کہ اے جعفر جو کچھ کہ تیرے پیغمبر پر نازل ہوا ہے اسمیں سے تجھ کو کچھ یاد ہے
کہا کہ ہاں اور سورہ مریم کو پڑھا جس وقت اس آیت کو پڑھا کہ وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا نجاشی سنکر
بہت رویا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ یہی حق ہے عمرعاص نے پھر نجاشی سے کہا کہ اے بادشاہ یہ ہمارا مخالف ہے اسکو ہمارے سپرد کر نجاشی نے ایک طمانچہ اسکے منہ پر مارا
اور کہا کہ خاموش ہو اگر تو نے پھر کوئی کلمہ بد اسکو کہا تو تیری جان نکال ڈالونگا اسوقت عمرعاص وہاں سے کھڑا ہوا اور خون اسکے منہ پر جاری تھا اور
اسی وقت وہ وہانسے روانہ ہوکر مکہ میں پہنچا اور قریش کو خبر کی کہ جعفر حبشہ میں ہے اور بڑی عزت اور حرمت سے رہتا ہے یہانتک کہ رسول خدا صلعم نے قریش

ع ۹

سے صلح کی اور حیبر فتح ہوا اور جعفر طیار کے نطفہ سے اسماء بنت عمیس کے شکم سے عبداللہ پیدا ہوا اور ایک بیٹا نجاشی کے پیدا ہوا اس نے نام اس کا محمد
رکھا اور ام حبیبہ دختر ابو سفیان حبشہ میں تھی رسول خدا نے نجاشی کو لکھا کہ ام حبیبہ کو مہر دے نکاح کا پیغام دے نجاشی نے اسکو حضرت کا پیغام پہنچایا اس نے
قبول کیا اور حضرت کا عقد اُس سے کرکے اور چار سو دینار مہر کے مقرر کرکے بہت سامان سے حضرت کی خدمت میں اسکو روانہ کیا اور حضرت کے واسطے
ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم مع اسباب اور دیگر اسباب کے بھیجے اور تیس نامی علمائے نصاریٰ حضرت کی خدمت میں روانہ کئے اور اُن سے کہدیا کہ نظر کرو تم
حضرت کے کلام کی طرف اور کھانے اور پینے اور اٹھنے اور بیٹھنے کی طرف جس وقت وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو رسول خدا نے اُن کو واسطے قبول کرنے اسلام
کے بلایا اور اُنکے روبرو اس آیت کو پڑھا کہ واذ قال اللہ یاعیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی التی انعمت علیک وعلیٰ والدتک (الآیہ) جس وقت اُنھوں نے سنا
تو بہت روئے اور ایمان لائے اور نجاشی سے جاکر بیان کیا اور اُس کے روبرو بھی آیت پڑھی اس آیت کو سنکر نجاشی اور علما رونے لگے اور نجاشی
نے اسلام کو قبول کیا لیکن وہاں کے لوگوں کے خوف سے ظاہر نہیں کر سکتا تھا اور جناب رسولخدا کی زیارت کے واسطے حبشہ سے مدینہ کو روانہ ہوا جس وقت
دریا سے گذرا تو دنیا سے کوچ کر گیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں لتجدن اشد الناس سے آخر تک نازل فرمائیں اور کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسولخدا صحابہ کے
روبرو احوال قیامت کا بیان کرتے تھے اور کچھ اسکی ہولوں اور سختیوں کا بھی ذکر کرتے تھے حضرت امیر المومنین اور ابن مسعود اور مقداد اور ابوذر اور
سلمان اور سالم مولائے حذیفہ اور عثمان بن مظعون اور معقل بن مقرن وغیرہ دس آدمیوں نے عثمان بن مظعون کے گھر میں بیٹھکر اس امر کا اتفاق کیا
کہ باقی عمر کو اس طرح سے گذاریں کہ دن کو تو ہر روز رکھیں اور رات کو تمام شب عبادت کریں اور خواب ہرگز نہ کریں اور گوشت اور چکنائی کو نہ کھائیں
اور عورتوں سے نزدیکی نہ کریں اور دنیا کو ترک کرکے کملی اور کھال پہن لیں اور اس امر پر سب نے قسم کھائی یہ خبر انکی جناب رسولخدا کو پہنچی حضرت نے
انکو بلاکر فرمایا کہ مجھکو یہ حکم نہیں ہے کہ جو تم نے ارادہ کیا ہے تمہارے نفس کا بھی ایک حق ہے کہ اسکو راحت پہنچاؤ روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو
کہ کسی روز روزہ رکھو اور کسی روز نہ رکھو اور نماز تہجد پڑھو اور خواب بھی کرو میں نماز تہجد بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور کسی روز روزہ رکھتا
ہوں اور کسی روز نہیں رکھتا ہوں اور گوشت اور چکنائی بھی کھاتا ہوں اور جو کوئی میری سنت سے روگردانی کرے وہ مجھ سے نہیں ہے حق تعالیٰ
نے یہ آیت نازل کی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو تم مت حرام کرو تم اپنے اوپر طَیِّبٰتِ مَا
اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ پاکیزہ وہ چیزیں کہ حلال کی ہیں خدا نے واسطے تمہارے اور منقول ہے کہ زوجہ عثمان بن مظعون کی عائشہ کے پاس گئی اور وہ
عورت بہت خوبصورت تھی عائشہ نے کہا کہ کیا ہو گیا تجھکو کہ ایسی سادہ وضع سے رہتی ہے کہا کہ کس کے واسطے زینت کروں شوہر میرا تو بہت
دنوں سے میرے پاس نہیں آتا ہے اور زہد اُس نے اختیار کیا ہے جناب رسولخدا عائشہ کے گھر میں تشریف لائے تو عائشہ نے حضرت کو
خبر کی حضرت باہر رونق افروز ہوئے اور اصحاب کو جمع کیا اور منبر پر جاکر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ پاکیزہ چیزوں کو اپنے
اوپر حرام کرتے ہیں میں شب کو سوتا بھی ہوں اور دن کو کھاتا بھی ہوں اور عورتوں کے نزدیک بھی جاتا ہوں جو شخص کہ میری سنت سے روگردانی
کرے وہ مجھ سے نہیں ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے قسم کھائی ہے خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم جو کہ
بعد اُس کے یہ آیت آئی ہے اور صادق علیہ السلام نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے قسم کھائی تھی کہ ہرگز شب کو خواب نہ کروں گا
مگر جو کچھ کہ چاہے خدا اور بلالؓ نے قسم کھائی تھی کہ کسی روز روزہ کو موقوف نہ کروں گا اور عثمان بن مظعون نے قسم کھائی تھی کہ کسی عورت کے
نزدیک نہ جاؤں گا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ یا ایہا الذین آمنو لا تحرموا اور بعد اسکے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَعْتَدُوْا
اور نہ حد سے گذرو تم کہ جو کچھ تمہارے خدا نے حلال کیا ہے اسکو تم اپنے اوپر حرام کرو اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ تحقیق خدا نہیں
دوست رکھتا ہے حد سے گذرنے والوں کو وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ اور کھاؤ تم اس چیز میں سے کہ روزی دی ہے تمکو خدا نے حَلٰلًا
طَیِّبًا حلال پاکیزہ اور حلالاً مفعول کلوا کا ہے اور طیبا اسکی صفت ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے اسکی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کرنے

الَّذِیۡۤ اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ وہ خدا کہ تم ساتھ اس کے ایمان لانے والے ہو اور منقول ہے کہ جناب رسولخدا مرغ بریان تناول فرماتے تھے اور فالودہ اور شیرینی کو بہت دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ المومن حلو یطلب الحلوات یعنی مومن شیریں ہے طلب کرتا ہے شیرین کو اور فرمایا کہ مومن کے پیٹ میں ایک گوشہ ہے کہ پُر نہیں کرتی ہے مگر اسکو شیرینی اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے ان دونو آیتوں کے صحابے رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسولخدا ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں لیکن کیا کریں کہ ہم نے قسم کھائی ہے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغۡوِ فِیۡۤ اَیۡمَانِکُمۡ نہ مواخذہ کرے گا تم سے خدا ساتھ بیہودہ کے بیچ قسموں تمہاری کے اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے اسکی تفسیر میں روایت ہے کہ مراد بیہودہ قسم سے یہ ہے کہ آدمی ہر بات میں لا واللہ و بلیٰ واللہ بدون قصد کے قسم کھائے اور یا یہ کہ زبان سبقت کرے قسم کھانے پر بدون قصد کے اور مراد ہو مواخذہ نہ کرنے سے یہ ہے کہ ایسی قسم پر عذاب نہ کرے گا اور نہ اسکی کفارہ ہے یعنی ایسی قسم پر خدا تمکو عذاب نہ کرے گا اور نہ کفارہ تمپر لازم کرے گا وَلٰکِنۡ یُّؤَاخِذُکُمۡ بِمَا عَقَّدۡتُّمُ الۡاَیۡمَانَ ۚ اور لیکن مواخذہ کرے گا تمسے ساتھ اُسکے کہ گرہ باندھا ہے تم نے قسموں کو اور ابن عامر نے عقدتم کو عاقدتم پڑھا ہے اور اہل کوفہ نے سوائے حفص کے عقدتم تخفیف قاف پڑھا ہے اور باقیوں نے تشدید قاف یعنی زبان سے قسم کھاؤ اور دل سے اُس کا ارادہ کرو اور پھر اس قسم کو توڑ ڈالو تو مواخذہ ہے اور جب ایسا کرو تو فَکَفَّارَتُهٗۤ اِطۡعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیۡنَ پس کفارہ اس کا کھلانا دس مسکینوں کا ہے ہر ایک مسکین کو چھٹانک اوپر تین پاؤ یعنی ہلکے اور وہ مسکین مومن ہو اور کھانا دو تم مِنۡ اَوۡسَطِ مَا تُطۡعِمُوۡنَ اَهۡلِیۡکُمۡ میانہ اس کھانے میں سے کہ کھلاتے ہو تم اہل و عیال اپنے کو نہ اُس سے بڑھ کر نہ گھٹکر اَوۡ کِسۡوَتُهُمۡ یا کپڑا ان دس کا ہر ایک کو ایک کپڑا کہ جس سے بدن پوشیدہ ہو جائے۔ اَوۡ تَحۡرِیۡرُ رَقَبَةٍ ؕ یا آزاد کرنا ایک گردن بندہ کا پس ان تینوں میں سے ایک چیز کفارہ میں دیوے فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ پس جو شخص کہ نہ پاوے ان تینوں میں سے کسی کو فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ؕ پس روزہ رکھے تین روزے دریے اور صیام خبر ہے مبتدائے محذوف کی یعنی فکفارتہ صیام ثلٰثۃ ایام اور فرماتا ہے خدا ذٰلِکَ کَفَّارَةُ اَیۡمَانِکُمۡ یہ کفارہ قسموں تمہاری کا اِذَا حَلَفۡتُمۡ ؕ جس وقت کہ قسم کھاؤ تم اور پھر اسکو توڑ ڈالو تم اور فرماتا ہے خدا کہ وَاحۡفَظُوۡۤا اَیۡمَانَکُمۡ ؕ اور نگاہ رکھو تم قسموں اپنی کو توڑ نے سے کَذٰلِکَ ایسی ہے یعنی جیسے کہ کفارہ قسموں کا بیان کیا ہے۔ اور ایسے ہی یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمۡ اٰیٰتِهٖ بیان کرتا ہے خدا واسطے تمہارے نشانیاں شرع اپنے کی لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ تاکہ تم شکر کرو اسکی نعمتوں کا کہ تمکو حیلہ گناہ سے نکلنے کا بتلا دیا اور اب خدائے تعالیٰ شراب وغیرہ کے حرام ہونیکا ذکر فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِنَّمَا الۡخَمۡرُ سوائے اس کے نہیں کہ شراب اور نشہ کی چیزیں وَالۡمَیۡسِرُ اور قمار مثل شطرنج اور چوسر اور کعبتین وغیرہ کے جو کہ جوا ہے وَالۡاَنۡصَابُ اور بت کھڑے ہوئے واسطے پوجنے کے وَالۡاَزۡلَامُ اور تیر حصوں کے تقسیم کرنے کے جن کا ذکر پہلے ہو لیا ہے یہ سب چیزیں رِجۡسٌ ناپاک ہیں مِّنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ عمل شیطان کے سے فَاجۡتَنِبُوۡهُ پرہیز کرو تم اس سے لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ تاکہ تم رستگاری پاؤ تم اور ضمیر فاجتنبوہ کی رجس کی طرف پھرتی ہے اور شیطان کی طرف اس عمل کو اسواسطے منسوب کیا ہے کہ شیطان اسکے کرنے کا حکم کرتا ہے اور شراب وغیرہ حرام اس واسطے ہیں کہ ان کو نجس فرمایا ہے اور جو نجس ہے وہ حرام ہے اس واسطے خدا نے اسکو نجس فرمایا ہے اور شراب اور نشہ کی وہ چیزیں نجس ہیں کہ جو اپنی اصل میں رواں اور تر ہیں جیسے کہ شراب اور تاڑی اور سیندھی وغیرہ اور بعد اسکے اگر خشک ہو جائینگی تو بھی نجس ہیں اور جو نشہ کی چیز کہ اپنی اصل میں خشک اور بستہ ہے جیسے کہ بھنگ اور گانجا وغیرہ اگرچہ پینا اور کھانا ان کا حرام ہے لیکن نجس نہیں ہیں گو پانی میں تر کئے جائیں اور نشہ کی چیز بہت اور تھوڑی سب حرام ہے اگرچہ تھوڑی چیز کے کھانے سے نشہ ہوتا ہو اگرچہ ایک قطرہ ہو وہ بھی حرام ہے اور قمار سب حرام ہے مثل شطرنج اور چوسر اور گنجفہ وغیرہ کے یہانتک کہ کھیلنا اخروٹ سے بھی حرام ہے اور انصاب تو بتوں کو کہتے ہیں کہ وہاں پتھروں کو واسطے پرستش کے کھڑا کرتے ہیں اور ازلام تیر ہیں حصوں کی تقسیم کرنے کے جنکا ذکر مفصل پہلے اس سے اس سورت کے اول میں ہو گیا ہے

اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ پینے والا شراب کا اگر بیمار ہو تو اسکو پوچھنے کو نہ جاؤ اور اگر مر جائے تو اسکے جنازے پر مت جاؤ اور
اگر حاضر ہو تو گواہ اسکو مت دو اور اگر عورت کو واسطے نکاح کے چاہے تو نکاح اُس سے مت کرو اور جو شخص کہ اپنی دختر کا نکاح کسی شرابی سے
کرے تو گویا اس نے بیٹی اپنی کو دوزخ میں ڈالا ہے اور فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ جو کوئی شرابی کو ایک لقمہ کھانا کھلا دیوے یا ایک گھونٹ پانی کا
دیوے تو البتہ معین کرے گا خدا اوپر اسکی قبر میں سانپ اور بچھو کہ طول اُن کے دندان کا ایک سو دس گز کا ہوگا اور کھلایا جائے گا اس کو
قیامت کے روز دوزخیوں کے زخموں کا پانی اور جو کوئی حاجت روا کرے شرابی کی گویا کہ اُس نے اٹھارہ مومن قتل کئے یا کعبہ کو ستر مرتبہ ڈھایا
اور جو کوئی سلام کرے اُسپر لعنت کریں گے اسکو ستر ہزار فرشتے اور لعنت کی ہے خدا نے شراب پینے والے کو اور اسکے نچوڑنے والے کو اور اسکے
پلانے والے کو اور اسکے اُٹھا کر لیجانیوالے کو اور جس کے پاس لیجائے اسکو اور منہج العاشقین میں لکھا ہے کہ فرمایا جناب سرور کائنات نے کہ جو کوئی ایک لقمہ
بھنگ کا کھائے ایسا ہے گویا اُس نے اپنی ماں سے ستر بار زنا کیا ہو اور جو کوئی اپنی ماں سے ایک بار زنا کرے ایسا ہے کہ گویا اُسنے کعبہ کو ستر بار
ڈھایا ہو اور جو کوئی کعبہ کو ایک بار ڈھائے تو ایسا ہے کہ گویا اُس نے قتل کیا ستر پیغمبروں کو اور قرآن میں جو شجرہ ملعونہ ہے مراد اُس سے بھنگ کا
درخت ہے اور قمار کی مذمت کی روایتیں پہلے اس سے سورہ بقر میں آیہ یسئلونک عن الخمر والمیسر کی تفسیر میں گذر گئی ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ
اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ سوائے اُسکے نہیں کہ چاہتا ہے شیطان یہ کہ ڈالدے
درمیان تمہارے دشمنی اور بغض کو **فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ** بیچ کھانے پینے شراب کے اور کھیلنے قمار کے **وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ**
وَعَنِ الصَّلٰوةِ اور بند کر دے تمکو یاد کرنے خدا کے سے اور نماز سے کہ حالت نشہ میں تمکو نماز پڑھنے سے حذر رہے **فَهَلْ اَنْتُمْ**
مُّنْتَهُوْنَ ۰ پس کیا تم باز رہنے والے ہو اس شراب اور قمار سے اور یہ ممانعت بطریق مبالغہ کے ہے یعنی البتہ اس سے باز رہو بعد اسکے کہ اسکی
عیبوں پر مطلع ہوئے ہو اور شراب کے حرام ہونے کی دس وجہ اس آیت سے بیان کرتے ہیں ایک تو یہ کہ شراب کو قمار سے قریب کیا ہے اور قمار حرام
ہے اس کا قریب بھی حرام ہوگا اور دوسرے یہ کہ اسکو بت پرستی کے قریب کیا ہے اور بت پرستی حرام ہے اسکا قریب بھی حرام ہوگا اور تیسرے یہ کہ
اسکو رجس کے یعنی ناپاکی کے قریب کیا ہے اور ناپاکی حرام ہے اسکا قریب بھی حرام ہوگا اور چوتھے یہ کہ اسکو عمل شیطان کہا ہے اور عمل شیطان
حرام ہے شراب بھی حرام ہوگی اور پانچویں یہ کہ اُس سے اجتناب کرنیکو فرمایا ہے اور جس سے اجتناب کرنا واجب ہو وہ حرام ہے اور چھٹے یہ کہ رستگاری
اس سے اجتناب کرنے سے متعلق ہے اور جو چیز ایسی ہے وہ حرام ہے اور ساتویں یہ کہ وہ سبب دشمنی کا ہے اور جو چیز کہ باعث عداوت درمیان
مومنین کے ہو وہ حرام ہے اور آٹھویں یہ کہ وہ باز رکھنے والی ہے ذکر خدا سے اور جو ایسی ہے وہ حرام ہے اور نویں یہ کہ سبب منع کا نماز سے ہے اور جو ایسی
ہے وہ حرام ہے اور دسویں یہ کہ فرمایا کہ باز رہو اس سے اور جس سے باز رہنا واجب ہے وہ حرام ہے اور امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حرام
ہونے سے پہلے ابوبکر نے شراب لوگوں کی بھی جب نشہ میں ہوئے تو شعر کہتے تھے اور جو کافر کہ بدر کی لڑائی میں مارے گئے تھے اُن کے واسطے
رونے لگے رسول خداؐ نے سنا تو فرمایا کہ خداوندا اسکی زبان کو بند کر اسی وقت زبان اسکی بند ہو گئی کہ پھر کلام بیہودہ نہ کیا یہاں تک کہ وہ نشہ موقوف
ہو گیا اور بعد اسکے خدا نے شراب کو حرام ہونے کا حکم دیا اور اب خدا اپنی اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرنے کے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ **وَاَطِيْعُوا**
اللّٰهَ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی شراب کے اور تمام حرام چیزوں کے پرہیز کرنے میں **وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ** اور فرمانبرداری کرو تم
پیغمبر کی ہر امر میں **وَاحْذَرُوْا** اور ڈرو تم خدا کی اور پیغمبر کی مخالفت سے **فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ** پس اگر منہ پھیرو تم اسکے حکم سے تو
فَاعْلَمُوْا اس جانو تم کہ **اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ** سوائے اسکے نہیں کہ اوپر پیغمبر ہمارے کے پہنچانا ہے ظاہر احکام
خدا کا اور اسنے سب احکام ہمارے کو پہنچا دیا ہے وہ توبری الذمہ ہو گیا اب تمکو ان احکام پر عمل کرنا چاہئے اور اگر تم اسکے برخلاف کرو گے تو وبال اور عذاب
اسکا تمہاری گردن پر ہے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ مراد اس حکم کے پہنچانے سے تاکید ہماری دوستی اور ولایت کی ہے اور رعایت کرنی ہمارے حق کی پس جو

کوئی کہ اس کے برخلاف کرے گا وہ ہلاک ہوگا اور کہتے ہیں کہ شراب کے حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول خدا مہاجرین اور انصار
میں سے جو کہ دوست اور ہم ساتھی جہاد میں مارے گئے ہیں وہ شراب پیتے تھے انکو تو اس میں کچھ ضرر نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسکو ناپاک فرمایا ہے اور عمل
شیطان کہا ہے اور آپ نے بھی اُسکی مذمت بہت کی تھی یہ آیت نازل ہوئی کہ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ نہیں ہے اوپر ان
لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں اور عمل کئے ہیں اُنھوں نے نیک جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا کوئی گناہ بیچ اس چیز کے کہ کھایا ہے اُنھوں نے لذیذ چیزوں میں سے
إِذَا مَا اتَّقَوْا جس وقت پرہیز کیا اُنھوں نے شرک سے اور تمام ممنوعات سے وَآمَنُوا اور اعتقاد صحیح رکھا اُنھوں نے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے
اُنھوں نے نیک اور تائب ہوئے ہوں ثُمَّ اتَّقَوْا پھر پرہیزگاری کی اُنھوں نے حرام چیزوں سے وَآمَنُوا اور ایمان پر ثابت رہے وہ
ثُمَّ اتَّقَوْا پھر پرہیزگاری کی اُنھوں نے کہ حرام چیزوں کے نزدیک وہ نہ گئے وَأَحْسَنُوا اور نیکی کی اُنھوں نے کہ اعمال نیک کئے گئے وہ وَاللَّهُ
يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ اور خدا دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو غرض ایمان اور عمل صالح اور پرہیزگاری کی تکرار اسلئے مبالغہ ہے تا یہ رہیں
مرنے کے وقت تک کہ ہمیشہ حالت ایمان اور عمل نیک اور پرہیزگاری میں قائم رہے ہوں اور ایمان اور تقوے کے مدارج میں کوئی تو اعلا
درجہ پر ہے اور کوئی اس سے کم درجہ پر اور کوئی اس سے بھی کم درجہ پر چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ تقویٰ تین طرح کا ہے ایک تو
تقوے فی اللہ اور وہ تقویٰ ترک کرنا حلال کا ہے شبہ میں پڑنے کے خوف سے اور وہ تقوے خاص الخاص کا ہے اور دوسرا تقوے من اللہ اور وہ ترک کرنا ہے
شبہ کی چیزوں کا ہے حرام میں پڑنے کے خوف سے اور وہ تقویٰ خاص کا ہے اور تیسرے وہ تقوے کہ عذاب کے اور دوزخ کے خوف سے ہے اور وہ ترک کرنا حرام کا ہے
اور وہ تقوے عام کا ہے اور تقویٰ مانند اس پانی کے ہے کہ جو جاری ہے نہر میں اور یہ تینوں فرقے متقیوں کے تقوے کے معنی میں مانند درختوں کے ہیں کہ جو
لگے ہیں کنارے پر اُس نہر کے اور ہر درخت اُن میں سے چوستا ہے اور کھینچتا ہے پانی کو اس نہر میں سے موافق اپنے جوہر اور طبیعت کے لطافت اور کثافت
کے بموجب خلقت کی ان درختوں سے اور پھلوں سے انکی موافق قدر اور ہمت اُن کے ہوتے ہیں پس تقوے واسطے طاعتوں کے مثل پانی کے ہے درختوں
کے واسطے اور طبیعتیں درختوں کی اپنے رنگ اور مزے میں مانند مقداروں ایمان کے ہیں پس جو کہ اعلیٰ درجہ ایمان میں اور جوہر اسکی روح کا بہت
صاف ہے وہ زیادہ متقی ہے اور جو شخص کہ زیادہ متقی ہے عبادت اسکی بہت خالص ہوگی اور جو شخص ایسا ہے تو وہ زیادہ مقرب خدا کا ہوگا اور
جس کی عبادت تقویٰ پر نہیں ہے وہ عبادت مثل غبار پراگندہ کے ہے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ سال حدیبیہ میں جنگل کے شکاری جانور
جناب رسول خدا کے پاس جمع ہو کر آئے تھے اور صحابہ کے خیموں اور مکانوں میں ہو جاتے تھے یہاں تک کہ اُنکے سر اور ہاتھ اُن تک پہنچتے تھے اور بعضے کہتے
ہیں کہ ایک جانور ابوالیسر بن عمرو کے پاس آیا اُس نے اُسکے تیر مارا کہ وہ مر گیا لوگوں نے اسکو ملامت کیا اور کہا کہ کس واسطے تو نے حالت احرام میں یہ کام کیا
وہ جناب رسول خدا کے پاس آیا اور صورت حال کو بیان کیا یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو
کہ ایمان لائے ہو لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ البتہ آزماتا ہے تمکو خدا کہ یعنی معاملہ آزمانے والوں کا تم سے خدا کرتا ہے بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ ساتھ
ایک شے کے شکار سے جس وقت کہ تم احرام باندھے ہوئے ہو تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ کون تم میں سے شکار کرتا ہے حالت احرام میں اور کون پرہیز
کرتا ہے بسبب خوف خدا کے کہ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ پہنچتے ہیں اسکو ہاتھ تمہارے وَرِمَاحُكُمْ اور نیزے تمہارے اور یہ آزمایش اس
واسطے ہے کہ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ تا کہ جانے خدا کہ کون شخص ڈرتا ہے اُس خدا سے اپنے ایمان کی قوت کی جہت سے بِالْغَيْبِ
ساتھ غیب کے کہ عذاب کو خدا کے دیکھا نہیں ہے اور با وجودیکہ وہ عذاب خدا کا غائب ہے لیکن ہر دم اس سے خوف کرتا رہتا ہے فَمَنِ اعْتَدَى
بَعْدَ ذَٰلِكَ پس جو شخص کہ حد سے گزرے بعد اس آزمایش کے اور پھر شکار کرے تو فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ پس واسطے اُسکے عذاب ہے دردناک
کہ وہ آتش دوزخ میں جلے گا اور حالت احرام میں خدائے تعالیٰ جنگل کے جانوروں کے شکار کو منع کرتا ہے نہ کل جانوروں کے شکار کو چنانچہ فرماتا ہے
کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ مت قتل کرو تم شکار کو جس وقت کہ تم احرام باندھے

ع ۲ / ۱۲

ہوئے ہو یعنی حالت احرام میں جنگل کے جانور کو مثل ہرن وغیرہ کے مت مار ڈالو وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا اور جو کوئی کہ قتل کرے اسکو تم میں سے جان بوجھ کر مُتَعَمِّدًا حال واقع ہوا ہے یعنی جو جانتا ہے کہ اُس کا مارنا اسوقت مجھ پر حرام ہے اور پھر اسکو مارے تو فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ پس بدلا مانند اُس شکار کے ہے کہ قتل کیا ہے مِنَ النَّعَمِ چارپاؤں میں سے یعنی شتر اور گاؤ اور گوسفند میں سے اس شکار کے بدلے دیوے اور جزا کو اہل کوفہ اور یعقوب نے تنوین سے پڑھا ہے اور مثل کو مرفوع اور تقدیر اسکی عبارت جزا ہے یعنی فالواجب علیہ جزاء اور مثل صفت جزا کے ہے اور باقیوں نے جزا کو مضاف پڑھا ہے طرف مثل کے اور مثل کو مکسور اور شتر یا گاؤ یا گوسفند کو شکار کے بدلے میں قربانی کرنے کی صورت یہ ہے کہ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ حکم کریں ساتھ اُس کے دو صاحبان عدل مِنْكُمْ تم میں سے کہ وہ دونوں مومن ہوں اور عادل ہوں اور پھر دونوں اس شکار کو دیکھ کر پاس کر کے اسکے عوض میں فلانا جانور دینا چاہیے کہ جیسے کوئی ہرن کو مارے تو وہ بکری کہیں گے اور اُس کو اُس کے عوض میں ذبح کرنا چاہیے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ مراد صاحب عدل سے پیغمبر ہے اور بعد اُس کے امام ہے اور ایک شخص مراد ہے اور اصل میں ذوا عدل دو عدل ہے رسم خط میں دو کے بعد الف زیادہ ہو گیا ہے هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ قربانی ہوئے پہنچنے والے کعبہ کے اور ہدیا حال واقع ہوا ہے یعنی شکار کے عوض میں شتر ہووے یا گاؤ ہووے یا گوسفند ہووے اور کعبہ کو اسکو پہنچاوے کہ کعبہ کے سامنے اس کو قربانی کرے اگر عمرہ کا احرام باندھے ہوئے شکار کیا تھا اور اگر حج کے احرام کو باندھے ہوئے شکار کیا تھا تو منی میں قربانی کرے اور اگر شتر ہے تو اس کو نحر کرے اور اگر سوائے اسکے کوئی اور جانور ہے تو اسکو ذبح کرے أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ یا کفارہ ہے کھانا دینا مسکینوں کو اسکے عوض میں اور تفصیل اُس کے کھانے کی فقہ کی کتابوں میں ہے أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ صِيَامًا یا برابر اس کھانے کے روزے ہیں یعنی ہر مسکین کے کھانے کے موافق روزہ رکھے پس واجب ہے اُن تینوں میں سے ایک چیز لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ تاکہ چکھے وہ سختی امر اپنے کے کہ یہ سزا اسکی ہے عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ معاف کیا خدا نے اُس چیز سے کہ جو گذری ہے یعنی جو شکار کہ اسکے حکم کی ممانعت سے پہلے کیا تھا اسکو خدا نے معاف کیا کہ اُس کا مواخذہ نہیں ہے وَمَنْ عَادَ اور جو شخص کہ اعادہ کرے یعنی بعد اسکے شکار کو مارے تو فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ پس بدلا لے گا خدائے تعالیٰ اُس سے اور فقط کفارہ دینا کافی ہو گا وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ اور خدا غالب بدلا لینے والا یعنی بدلا لینے کی قدرت رکھتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ احرام باندھنے والا خطا کر شکار کرے تو کفارہ ہے اور بعد اسکے اگر پھر خطا سے شکار کرے تو پھر کفارہ ہے اور اسی طرح اگر خطا سے شکار کرے تو ہمیشہ کفارہ دیوے اور اگر ایک دفعہ عمداً شکار کرے تو اسپر بھی کفارہ ہے اور اگر بعد اسکے عمداً شکار کرے تو وہ شخص وہ ہے کہ جس سے خدائے تعالیٰ بدلا لیگا اور کفارہ اسپر نہیں ہے اور شکار کے بدلے دینے کی تفصیل حضرت صادق علیہ السلام سے اس طرح منقول ہے کہ اگر شتر مرغ یا خر صحرائی کو شکار کرے تو بدنہ دیوے کہ وہ پنج سال کا شتر ہے اور چھٹا برس اسکو شروع ہوا ہے اور اگر بدنہ کی قدرت نہیں رکھتا ہے تو ساٹھ مسکینوں کا کھانا دیوے ہر مسکین کو ایک مد یا دو مد اور مد تول میں دہلی ایک چھٹانک اوپر ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے اور اگر اسکی قدرت نہ رکھتا ہو تو اٹھارہ روزے رکھے اور اگر صحرائی گائے کو احرام باندھے ہوئے شکار کرے تو اُس کے بدلے میں گائے کو ذبح کرے اور اگر گائے کی قدرت نہ رکھے تو تیس مسکینوں کا کھانا دیوے اور اگر اسکی بھی قدرت نہ رکھے تو نو روزے رکھے اور اگر احرام باندھے ہوئے ہرن کا شکار کرے تو گوسفند کو ذبح کرے اور اگر اسکی قدرت نہ رکھے تو دس مسکین کو کھانا دیوے اور اگر اسکی بھی قدرت نہ رکھے تو تین روزے رکھے اور تفصیل سب جانوران شکار کی فقہ کی کتابوں میں ہے اور پہلے اس سے خدائے تعالیٰ نے جنگلی جانوروں کے شکار کو احرام باندھے ہوئے پر حرام کیا تھا اور بعد اسکے بیان کرتا ہے کہ احرام باندھے ہوئے دریائی جانوروں کا شکار کرنا حرام نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ اور حلال کیا گیا ہے واسطے تمہارے شکار دریا کا کہ وہ سوائے پانی کے اور جگہ زندگانی نہ رکھ سکے مثل مچھلی تازہ کے وَطَعَامُهُ اور حلال کیا گیا ہے کھانا اسکا اور وہ مچھلیاں وہ ہیں کہ جن کو جمع کر کے واسطے کھانے کے رکھ چھوڑتے ہیں اور غرض اس سے یہ ہے کہ مچھلیاں تازی اور باسی اور خشک سب حلال ہیں مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ واسطے فائدے تمہارے کے اور واسطے قافلہ کے جو کہ سفر میں ہوں یہ مچھلیوں کو خشک کر کے اپنے ہمراہ رکھیں تو انکو بہت فائدہ ہے

اور متاعاً مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور فرماتا ہے خدا کہ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ اور حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے شکار جنگل کا جو دریا کے باہر انڈے بچے دیوے اگرچہ بعضے اوقات دریا میں زندگانی کرے اور یہ حرام ہونا شکار جنگلی جانور کا ثابت ہے مَا دُمْتُمْ حُرُمًا جب تک کہ ہو تم احرام باندھے والے اور اگر احرام باندھے ہوئے نہیں ہو تو شکار صحرا کا کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن شکار زمین حرم کا کسی کے واسطے جائز نہیں ہے نہ حرام والے کو اور غیر احرام والے کو اور حرام والے کو سوائے زمین حرم کے دوسری جگہ کا بھی شکار کرنا جائز نہیں ہے مگر دریا کا شکار درست ہے اور بغیر احرام والے کو زمین حرم کا شکار درست نہیں ہے اور سوائے زمین حرم کے سب جگہ کا شکار جائز ہے اور جن لوگوں کو جانوروں کا مارنا درست نہیں وہ اگر درندوں کو اور سانپ اور بچھو کو اور موس اور پیتو کو مار ڈالیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ایسے ہی اگر چیل اور کوے کو جب ماریں کہ وہ مرجاوے تو کچھ ڈر نہیں ہے اور بعد ذکر شکار کے فرماتا ہے خدا کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ وہ خدا کہ طرف اسکے اکٹھے کیے جاؤ گے تم بعد مرنے کے اور اب خدائے تعالیٰ بیت اللہ کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ کیا ہے خدا نے کعبہ کو گھر حرمت والا قِيٰمًا لِّلنَّاسِ قائم ہونے کو واسطے آدمیوں کے یعنی سبب قائم ہونے اور درست ہونے امور لوگوں کے واسطے دین اور دنیا کے دین کے امور تو اس واسطے درست ہوتے ہیں کہ وہاں اعمال حج کو بجا لاتے ہیں اور دنیا کے امور کی درستی اس واسطے ہے کہ وہاں امن ہے قتل اور غارت سے اور سوداگر وہاں مال تجارت لے جاتا ہے تو اسکو نفع حاصل ہوتا ہے اور جو کوئی وہاں کا قصد کرتا ہے اور جاتا ہے تو بخشا جاتا ہے اور وہاں سے حج کرنے والے کو گھر سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جو کوئی اس خانہ میں یعنی خانہ خدا میں آتا ہے تو جس شے کو دنیا اور آخرت میں سے چاہے گا اسکو ملے گی اور ابن عامر نے قیام کو قوام پڑھا ہے وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ اور کیا ہے خدائے تعالیٰ نے ماہ حرام کو بھی سبب واسطے قائم ہونے امور لوگوں کے کہ اعمال حج اُس مہینے میں بجا لاتے ہیں اور وہ ماہ ذی الحجہ ہے کہ جس میں مناسک حج کے ادا کرتے ہیں اور یا مراد اُس سے کل ماہ حرام ہیں اور رجب اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم کہ ان مہینوں میں آدمی قتل اور غارت سے محفوظ رہتے ہیں وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ اور کیا ہے خدا نے قربانی اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے اور قربانی کا نشان کیے ہوئے جانور کو سبب قائم ہونے امور دین اور دنیا کا واسطے آدمیوں کے کہ اس مہینے میں اعمال حج کے بجا لاتے ہیں اور قربانی اور قلائد کہ یہ سب حج کے اعمال میں سے ہیں اور مساکین اس سے نفع پاتے ہیں یہ سب سبب قائم ہونے امور دنیا اور آخرت کا واسطے آدمیوں کے ہیں اور ایام جاہلیت میں اونٹ کے گلے میں حرم کے درخت کی چھال کا پٹا باندھ کر ڈالتے تھے اور اس کے وسیلہ سے امن میں رہتے تھے اور اسکو سبب امن سمجھتے تھے ان سب چیزوں کا خدائے تعالیٰ نے ذکر کیا ذٰلِكَ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے اس واسطے کہ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ تاکہ جانو تم کہ تحقیق خدائے تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے یعنی جس وقت کہ اطلاع پائی تم نے کہ خدائے تعالیٰ نے اسی حکمت سے کعبہ کو اور حج کے امور کو سبب قائم ہونے مقاصد دنیا اور آخرت کا واسطے آدمیوں کے کیا ہے تو جانا تم نے کہ خدا سب چیزوں کو جانتا ہے آسمانوں میں ہوں یا زمین میں وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور تحقیق خدا ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ مقرر کیا ہے حلال یا حرام موافق علم اور حکمت کے ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ جانو تم کہ تحقیق خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے اس شخص کو کہ ترک کرے واجب کو اور حلال جانے حرام کو وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ اور تحقیق خدا بخشنے والا ہے توبہ کرنے والوں کا رَّحِيْمٌ مہربان ہے اس شخص پر کہ جو حرام سے پرہیز کرے اور فرماتا ہے کہ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ نہیں ہے اوپر پیغمبر کے مگر پہنچانا خدا کے احکام کا اس کے بندوں کو تاکہ اُن کو کوئی عذر باقی نہ رہے قیامت کے روز اور یہ کہیں کہ تو نے ہمکو حلال اور حرام سے خبر کیوں نہ کی وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور خدا جانتا ہے جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہو تم اور جو کچھ کہ پوشیدہ کرتے ہو تم کہ کون تو اعتقاد کرتا ہے اور کون جھٹلاتا ہے تم سب کو موافق تمہارے اعتقاد اور اعمال کے جزا دے گا اور فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ نہیں برابر ہیں ناپاک اور پاک انسان ہو یا عمل ہو یا

مال سوائے اسکے جو کچھ ہو وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ اگرچہ تعجب میں ڈالے تجھ کو کثرت ناپاک کے واسطے کہ معتبر اور پسندیدہ وہ شے ہے کہ
جو نفیس ہو اگرچہ تھوڑی ہو اور ناکارہ کسی کام کی نہیں ہے اگرچہ بہت ہو اور دیکھو کہ تھوڑے سے حلال میں برکت ہو اور بہت سے حرام میں برکت نہیں
فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم خدا سے حرام کے حلال کرنے میں يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ اے صاحب عقلوں کے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم رستگاری پاؤ
یعنی حلال کو اختیار کرو اگرچہ تھوڑا ہو اور حرام کو حقارت کرو اگرچہ بہت ہو۔ اور کہتے ہیں کہ آدمی کثرت سے سوال جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کرتے تھے حضرت کثرت سوال سے غصہ ہو کر منبر پر تشریف لے گئے اور ایک خطبہ بلیغ پڑھا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھ سے سوال کرے گا میں اسکو جواب دوں
گا ایک آدمی اٹھا جو نسب میں مطعون تھا وہ اٹھا اور اس نے سوال کیا کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ کون ہے فرمایا کہ حذافہ بن قیس دوسرا
مرد اٹھا اور اس نے پوچھا کہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ میں اور بعد اس کے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی کہ جان میری جس کے حکم میں ہے اس وقت
بہشت اور دوزخ کو میرے روبرو رکھا ہے اور میں اس میں دیکھتا ہوں کہ بہشتیوں اور دوزخیوں کی طرف نظر کرتا ہوں اور یہ بھی ما لیا ہے ہم نے کہ کون
ہم میں سے دوزخ میں ہوگا اور کون بہشت میں ہوگا کہ اگر میں بیان کروں تو سوال کرنے سے تم پشیمان ہو اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کثرت سوال
کے سبب میں اس طرح سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا ہے عکاشہ
بن محصن اور ایک روایت میں ہے کہ سراقہ بن مالک نے کہا کہ کیا ہر سال حج کرنا واجب ہے یا رسول خدا حضرت نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا یہاں تک
کہ دو بار یا سہ بار اس نے یہی کہا حضرت نے فرمایا کہ وائے تجھ پر اور کون سی چیز امن دے گی اور محفوظ کرے گی تجھ کو اگر کہوں میں کہ ہاں اور قسم ہے
خدا کی اگر کہوں میں ہاں تو البتہ واجب ہو جائے گا اور اگر واجب ہو جائے ہر سال تو نہ طاقت رکھو گے تم اور اگر ترک کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے پس چھوڑ دو
تم مجھ کو جیسے کہ چھوڑ دیا ہے میں نے تم کو پس نہیں ہلاک ہوا ہے وہ شخص کہ تھا پہلے تم سے مگر کثرت سوال سے کہ انبیاء سے سوال کیا کرتے ہیں پس جس وقت
کہ حکم کروں میں کسی چیز کا تو پس بجا لاؤ تم اسکو موافق اپنی طاقت کے اور جس چیز سے تم کو منع کروں تو اس سے پرہیز کرو بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَسْــَٔـلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ نہ سوال کرو تم ان چیزوں سے کہ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ
اگر ظاہر کی جائیں واسطے تمہارے یعنی اگر جواب ان کا دیا جائے تَسُؤْكُمْ تو بری معلوم ہوں وہ تم کو اور غمگین کریں وہ تم کو اور اشیاء کو
غیر منصرف ہونے کی جہت سے نصب ہوا ہے اور فرمایا ہے خدا نے کہ وَاِنْ تَسْــَٔـلُوْا عَنْهَا اور اگر سوال کرو ان اشیاء سے حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ
جس وقت کہ نازل کیا جاتا ہے قرآن تو تُبْدَ لَكُمْ ظاہر کی جائیں وہ واسطے تمہارے اور جواب ان کا تم کو معلوم ہو جائے لیکن تم کو ایسے
سوالوں کی کثرت سے کہ جس میں تم کو فائدہ نہیں ہے کیوں تنگ کرتے ہو عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا معاف کیا خدا نے ان سوالوں سے لیکن آئندہ
ایسے سوال مت کرو کہ جس میں تم کو مشقت زیادہ ہو اور بعد سننے جواب کے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے گنہگاروں کا بعد توبہ حَلِيْمٌ بردبار ہے
کہ جلدی عذاب نہیں کرتا ہے قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ تحقیق سوال کیا تھا ان چیزوں سے ایک قوم نے کہ پہلے تم سے تھے جیسے کہ ثمود کہ ناقہ
کو طلب کیا اور قوم موسیٰ کہ خدا کے دیدار کو طلب کیا اور حواری کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام سے دسترخوان کی درخواست کی تھی ثُمَّ
اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ پھر ہو گئے وہ ساتھ اس کے کفر کرنے والے یعنی ان چیزوں کا کہ جن کو طلب کیا تھا کفر کیا اور ناشکری
کی ان کی اور اس کے سبب سے ان پر عذاب نازل ہوا تم ان کے حال سے نصیحت پکڑ کر زیادہ یا وہ گوئی میں مشغول مت ہو اور کہتے ہیں کہ عمر
بن لحی نے عرب کے ساتھ قبیلوں کو کہ ایک ان میں سے قریش کا قبیلہ تھا ایام جاہلیت میں دین اسمعیل سے پھیر کر بت پرستی کی طرف راغب کیا تھا
اور بتوں کا کھڑا کرنا اور بحیرہ اور سائبہ کا مقرر کرنا اسی کی تجویز ہے اس کا ذکر خدائے تعالیٰ کرتا ہے کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ نہیں کیا ہے خدا نے
یعنی خدائے تعالیٰ نے تعیین نہیں کی ہے اور حکم نہیں کیا ہے اور مقرر نہیں فرمائی ہے کوئی چیز مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَاۗىِٕبَةٍ وَّلَا
وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ کان چیرے ہوئے اونٹنی سے اور نہ مست میں چھوڑی ہوئی اونٹنی سے اور نہ گوسفند اپنے بھائی سے ملنے والے سے اور

نہ اسی لیے کی حمایت کرنے والی اونٹنی سے وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور لیکن جو لوگ کافر ہوئے مثل عمرو بن لحی اور پیرو ان اس کے کے يَ
فْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ تہمت کرتے ہیں وہ اوپر خدا کے جھوٹ کو کہ ان کے حرام ہونے کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
بحیرہ وغیرہ کو خدا نے حرام کیا ہے وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ اور اکثر ان کے نہیں سمجھتے ہیں حلال اور حرام کو آپ کے لفظوں کی اصطلاح میں بہت
اختلاف ہے لیکن ایک روایت ہے کہ جس وقت اونٹنی پانچ حمل جنتی اور پانچواں اگر نر ہوتا تو کان اوس اونٹنی کے چروا ڈالتے تھے اور عورتوں پر
اس کا گوشت اور دودھ حرام کرتے تھے اور اسکی سواری اور بار برداری سے اور بال کترنے سے منع کرتے تھے اور اس کو چھوڑ دیتے تھے جہاں چاہے
چرتی پھرے اُسکو بحیرہ کہتے تھے اور اگر کوئی بیمار ہوتا یا کسی کا کوئی سفر میں ہوتا تو واسطے شفا پانے بیمار کے اور واسطے واپس آنے مسافر کے کہتے تھے کہ یہ اونٹنی سائبہ ہے
اور اسکو چھوڑ دیتے تھے کہ وہ بحیرہ کا حکم رکھتی تھی اور اسکو سائبہ کہتے تھے اور بکری جب سات حمل جنتی تھی پس اگر ساتواں حمل مادہ ہوتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ ہمارے ہی لیے ہے
ہمارے واسطے ہی اسکو پورش چھوڑ دیتے تھے اور اگر ساتواں حمل نر ہوتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ ہمارے خداؤں کا ہے اور اسکو ذبح کرتے تھے اور اگر نر اور مادہ دونوں پیدا ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ وصلت اخاہا
یعنی مل گئے نہ مادہ بھائی اپنے سے اور انکو ذبح نہیں کرتے تھے اور نر کو مادہ کے واسطے چھوڑ دیتے تھے اور اسکو وصیلہ کہتے تھے اور شتر نر اگر اونٹنیوں کو
دس برس حاملہ کرتا تھا تو کہتے تھے کہ حمیٰ ظہرہ یعنی حمایت کی اس نے پشت اپنے کی اور بعد اسکے اسپر سواری نہیں کرتے تھے اور اسکو حام کہتے تھے
اور حضرت رسول خدا کے زمانہ تک ان سات قبیلوں کا یہ دستور تھا اور کہتے تھے کہ ہمکو خدا نے اسکا حکم کیا ہے حق تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل کی
اور فرمایا کہ خدا نے انکے واسطے کچھ حکم نہیں دیا ہے۔ لیکن جو لوگ کہ کافر ہوئے ہیں وہ خدا پر افترا اور تہمت کرتے ہیں اپنی طرف سے جھوٹ بنا کر اور
فرماتا ہے خدا کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جس وقت کہا جاتا ہے واسطے انکے کہ آؤ تم طرف اس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا
نے کہ حکم حلال اور حرام کا ہے وَاِلَى الرَّسُوْلِ اور آؤ تم طرف پیغمبر کے کہ وہ بیان کرے تم واسطے حلال اور حرام کا ہے تو قَالُوْا کہتے ہیں وہ نہایت
جہالت سے کہ حَسْبُنَا کافی ہے ہمکو مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وہ چیز کہ پایا ہے ہمنے اوپر اس کے باپوں اپنے کو اور ہم انکی ہی پیروی
کرتے ہیں اور انکے ہی دین پر ثابت قدم رہیں گے اور فرماتا ہے خدا کہ کیا کافی ہے انکو پیروی باپوں کی اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ اگرچہ ہوئے باپ ان کے
ایسے کہ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۔ جانتے ہوں کسی چیز کو اور نہ پائے ہوں وہ راہ حق کو یعنی اگر باپ ان کے گمراہ ہوں اور نہ
ہدایت پائے ہوئے ہوں کیا تب بھی ان کی پیروی انکو کافی ہو جائے گی اور فرماتا ہے خدا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان
لائے ہو عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ تم پر لازم ہے اور تمہارے محافظ نفسوں اپنے کی لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ ضرر نہ پہنچائے گا تمکو وہ شخص کہ گمراہ
ہوا ہے یعنی انکی گمراہی تمکو کچھ ضرر نہ دیوے گی اِذَا اهْتَدَيْتُمْ جس وقت ہدایت پائی تمنے اور تقدیر علیکم انفسکم کی الزموا انفسکم و احفظوہا ہے
یعنی لازم پکڑو تم امر نفسوں اپنے کو اور نگاہ رکھو انکو حرام فعلوں اور بد عملوں سے ہدایت پر ثابت رہو اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا طرف خدا کے
ہے پھرنا تمہارا سب کا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس خبر دیگا وہ تمکو ساتھ اس چیز کے کہ ہو تم عمل کرتے اور موافق اسکے تمکو جزا دیگا
اور کہتے ہیں کہ جس وقت کوئی مسلمان ہوتا تھا تو اس سے کہتے کہ تو نے اپنے مذہب میں موقوفی کی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور بعضے کہتے ہیں
کہ یہ حکم وہاں ہے جہاں کہ لوگ حکم خدا اور رسول کا نہ مانتے ہوں اسجگہ کے واسطے مومنین کو خدا فرماتا ہے کہ تم اپنے دین پر قائم رہو اور کافی میں لکھا
ہے کہ تمیم الداری اور ابن بدی اور ابی ماریہ نے سفر کیا اور تمیم الداری مسلمان تھا اور ابن بدی اور ابی ماریہ دو نصرانی تھے اور تمیم الداری کے پاس
ایک خرجین تھی کہ اس میں اسباب اس کا تھا اور ظروف منقش چاندی اور سونے سے اس میں تھے اور ایک ہار تھا اس کو فروخت کرنے کے واسطے خرجین
سے باہر نکالا تھا اور وہ بہت سخت بیمار ہو گیا تھا جس وقت مرنے لگا تو جو کچھ اس کے پاس تھا وہ سب اسباب ابن بدی اور ابی
ماریہ کے سپرد کر دیا تھا اور کہہ دیا کہ میرے وارثوں کو دیدینا جب وہ دو نصرانی مدینہ میں آئے تو ظروف اور ہار اسمیں سے نکال لئے اور باقی
کا اسباب اس کے وارثوں کو دیدیا انھوں نے اسباب کو دیکھا تو اسمیں ظروف منقش اور ہار نہ پایا ان دونوں سے کہا کہ کیا ہمارا صاحب ایسا بیمار تھا

کہ اسکی بیماری میں بہت کچھ خرچ ہوگیا انھوں نے کہا نہیں بلکہ تھوڑے دنوں تک بیمار رہا تھا پھر انھوں نے کہا کہ اسباب میں کا اسباب چرایا گیا ہے کہا کہ نہیں پھر اسکے وارثوں نے کہا کہ کیا اسنے تجارت کی تھی کہ اسکو نقصان خسارہ آیا ہے کہا کہ نہیں تب انھوں نے کہا کہ ہم اسکے اسباب میں جو بہتر کہ اصل اور اعلیٰ تھی اسکو نہیں پاتے ہیں ظرف منقش جواہر کے جڑے ہوئے کو اور ہار کو اسکی اسامی نہیں دیکھی ہیں ان دونوں نے کہا کہ ہمارے سپرد نہیں کیا تھا اور جو کچھ اسنے ہمکو دیا تھا وہ ہمنے تمہارے سپرد کردیا اسکے وارثوں نے محکمہ عالیہ رسولخدا میں نالش کی اور مقدمہ ان کے پاس ان کو لے گئے یہ آیت نازل ہوئی کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ گواہی وصیت کی یعنی گواہی دینے والے وصیت کے درمیان تمہارے اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ جس وقت کہ حاضر ہو کسیکو تم میں سے موت حاجت ہے کہ گواہ ہوویں حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ وقت وصیت کے دو شخص صاحب انصاف کے مِّنْكُمْ تم میں سے کہ مومن ہوں اثنان خبر شہادت کی ہے اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ یا دو اور ہوں غیر تمہارے سے شرط موجود ہونے مومنین کے اہل کتاب میں سے ہوں اور اپنے دین میں عادل اور منصف ہوں اور گواہوں کو مقرر کرو اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ اگر تم سفر کرو بیچ زمین کے فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ پس پہنچے تمکو مصیبت موت کی کہ مریگا وقت قریب ہوجاے تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ بند کر رکھو تم ان دو گواہوں کو پیچھے نماز کے کہ وقت جمع ہونے آدمیوں کا ہے یعنی حساب اُن کو روکے رکھو اور جانے نہ دو فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ پس قسم کھائیں وہ دونوں ساتھ خدا کے اِنِ ارْتَبْتُمْ اگر شک کرو تم ان دونوں گواہوں میں یعنی اگر وارثوں کو انمیں شک ہو کہ انکو معتبر جانیں تو انکو قسم دلوائیں اور مضمون قسم کا یہ ہے لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا نہیں خرید کرتے ہم بدل اس قسم کے مول کو یعنی دنیا کے فائدہ کے لیے قسم نہیں کھاتے ہیں وَلَوْ كَانَ اگرچہ ہووے وہ کہ جس کے واسطے قسم کھاتے ہیں ذَا قُرْبٰى صاحب قرابت کا رشتہ دار ہمارا وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اور نہیں چھپاتے ہیں ہم گواہی خدا کی یعنی خدا نے جو واسطے قائم کرنے گواہی کے حکم فرمایا ہے کہ اسکو ہم چھپاتے نہیں ہیں اور اگر چھپائیں اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ تحقیق ہم اس وقت البتہ گنہگاروں میں سے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے رسولخدا صلعم نے ان دونوں نصرانیوں کو بعد نماز عصر کے منبر کے نزدیک قسم دلوائی ان دونوں نے قسم کھائی کہ ہم نے اس کا مال نہیں چرایا ہے اور ہم جھوٹ نہیں کہتے ہیں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو رہائی دلوائی اور بعد اسکے تمیم داری کے ظروف کو ان کے پاس پایا اور انکے درمیان اُن کے اور تمیم کے وارثوں کے جھگڑا واقع ہوا اور وہ نصرانی کہتے تھے کہ ہم نے ان ظروف کو تمیم سے خرید کیا ہے لیکن کوئی گواہ ہمارا نہ تھا اس واسطے ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا جب نزاع زیادہ ہوا تو تمیم کے وارث اُن کو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منتظر وحی کے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا پس اگر اطلاع پائی جائے اس امر پر کہ تحقیق وہ دونوں گواہ مستحق ہوئے ہیں گناہ کے کہ انھوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا پس دو اور شخص قائم ہوں مقام اُن کے گواہی دینے کے واسطے مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ ان لوگوں میں سے کہ ثابت ہوا ہے وصیت کرنا اوپر اُن کے یعنی وارث تمیم کے کہ حق کے دینے کے واسطے تمیم نے وصیت کی تھی ان میں سے دو شخص قائم مقام ان خائنوں کے ہوں کہ وہ تمیم کے حال سے خوب واقف ہیں کہ وہ دونوں تمیم کے وارثوں میں سے الْاَوْلَیٰنِ اولیٰ اور بہتر ہیں ان سنگالوں سے سبب قرابت کے اور زیادہ مطلع ہوئے اس کے حال سے اور استحق کو ابوبکر نے عاصم سے اور حمزہ نے اور خلف اور یعقوب نے بضم تا پڑھا ہے اور اولیان کو الاولین پڑھا ہے جمع کا صیغہ صفت الذین کے یا بدل اس سے اور حفص نے عاصم سے استحق کو بفتح تا پڑھا ہے اور الاولیان کو تثنیہ اولی کا پڑھا ہے اور فاعل استحق کا اثم ہے یا ایصاء ہے یا وصیت ہے اور الاولیان مرفوع ہونے کی صورت میں خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی ہما الاولیان ہے یا خبر آخران کی ہے یا بدل ہے اس سے یا یقومان کی ضمیر سے بدل ہے اور وہ دونوں جو قائم مقام پہلوں کے ہوں تو فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ پس قسم کھائیں وہ دونوں ساتھ خدا تعالیٰ کے اس طرح سے کہ

لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا البتہ گواہی ہماری زیادہ حق ہے گواہی ان دونوں پہلوں کی سے وَمَا اعْتَدَيْنَا اور نہیں حد سے گذرتے ہیں ہم گواہی دینے میں کہ جھوٹی گواہی دلویں ہم اور اگر حد سے گذریں ہم تو اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ تحقیق ہم اس وقت البتہ ظلم کرنیوالوں میں سے ہیں ایسے لفسیر کہ باطل کو حق کی جگہ بیان کریں پس وہ شخص میت کے رشتہ داروں میں سے کھڑے ہوئے موجب فرمانے رسولخدا صلعم کے اور دونوں روبرو حضرت کے بعد نماز عصر کے قسم کھائی کہ یہ مال نصرانیوں کے پاس میت کا ہے اور ان دونوں نے خیانت کر کے یہ مال لے لیا ہے حضرت نے وہ مال ان نصرانیوں سے لیکر میت کے وارثوں کو دیدیا اور فرماتا ہے خدا کہ ذٰلِكَ یعنی جو کچھ مذکور ہوا اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ نزدیک زیادہ ہے اسکے کہ بجالاویں وہ گواہی کو عَلٰى وَجْهِهَاۤ اوپر طریق اسکے کے کہ اس گواہی میں کسی طرح کی خیانت نہیں ہے اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ یا نزدیک زیادہ ہے اسکے کہ خوف کریں وہ یہ کہ رد کی جاویں سوگندیں اور پھر جاویں مدعیوں پر بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ پیچھے سوگندوں انکی کے کہ انکی خیانت اور دروغ پر قسمیں کھائیں پس رسوا ہوئے وہ خیانت کے ظاہر ہونے سے اور جھوٹی قسم کھانے سے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے جھوٹی قسم کھانے سے وَاسْمَعُوْا اور سنو تم حکم خدا کو بگوش دل قبول کرو اسکو وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور خدا نہیں ہدایت کرتا ہے قوم فاسقوں کو اور یا یہ کہ نہیں دکھلاتا ہے راہ بہشت کی قوم فاسقوں کو کہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور فرماتا ہے خدا تعالیٰ کہ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ یاد کر تو اے محمد جس دن کہ جمع کرے خدا پیغمبروں کو فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ پس کہے گا کہ کیا جواب دئے گئے تم جس وقت کہ تم نے اُمتوں کو میری توحید کی طرف بلایا تھا ہر چند کہ خدائے تعالیٰ عالم ہے اور سب جانتا ہے لیکن امتوں کے ملامت کرنیکو فرمائیگا اور پیغمبر اس سوال کو سنکر قَالُوْا کہیں گے کہ لَا عِلْمَ لَنَا نہیں علم ہے واسطے ہمارے کہ ان کے دلوں میں کیا تھا اور بعد ہمارے انھوں نے کیا کیا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ تحقیق کہ تو جاننے والا غیب کا ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ انھوں نے ہمکو کیا جواب دیا تھا اور وہ دلوں میں اپنے کیا پوشیدہ رکھتے تھے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا فرمائیگا کہ کیا جواب دئے گئے تم اپنے اوصیا میں کہ بعد اپنے انکو امتوں میں چھوڑا تھا وہ کہینگے کہ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے بعد انھوں نے کیا کیا اور یہ مطابق اس کے ہے کہ رسولخدا نے فرمایا تھا کہ خدا کے روز کچھ آدمیوں کو حوض کوثر پر سے ہانکتے ہوئے دوزخ میں لیجاویں گے میں اس وقت ملائکہ سے کہوں گا کہ ان کو تم کہاں لیجاتے ہو یہ تو میرے اصحاب ہیں ملائکہ میرے جواب میں کہینگے کہ تو نہیں جانتا ہے کہ تیرے بعد انھوں نے کیا کیا تھا اور تیرے مرتے ہی یہ مرتد ہو گئے تھے اور ہمیشہ مرتد رہے اور بعد اس کے بھی ذکر اس کا عنقریب آتا ہے اور یوم یجمع میں یوم منصوب ہے اذکر یا اتقوا محذوف ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے اوپر کلام تمام ہو گیا اور علام منادی مضاف ہے اور منصوب ہے اور حرف ندا کا اس میں سے محذوف ہے اور حمزہ نے اور ابوبکر نے غیوب کے عین کو مکسور پڑھا ہے اور فرماتا ہے خدا اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ یاد کر تو جس وقت کہ کہے گا خدا کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ یاد کر تو نعمت میری کو کہ اوپر تیرے اور اوپر ماں تیری کے ہے اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ جس وقت کہ مدد کی میں نے تیری ساتھ روح القدس کے یعنی ساتھ جبرئیل کے کہ وہ تجھکو دشمنوں سے بچا کر آسمان پر لے گیا تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ کلام کرتا تھا تو آدمیوں سے بیچ گہوارے کے کہ یہ تیرا معجزہ تھا وَكَهْلًا اور ادھیڑ یعنی کلام تیرا گہوارے میں ایسا تھا کہ جیسے تو ادھیڑ ہونے کے زمانہ میں کلام کرتا تھا اور کہلاً کا عطف فی المہد کے محل پر ہے اور وہ حال واقع ہوا ہے وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ اور یاد کر تو اے عیسیٰ جس وقت کہ سکھلایا میں نے تجھکو لکھنا اور یا یہ کتابیں تجھکو سکھلائیں وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اور سکھلائی تجھکو حکمت اور توریت اور انجیل وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ اور یاد کر جس وقت کہ پیدا کرتا تھا تو گارے میں شکل پرندوں کے بِاِذْنِيْ ساتھ حکم میرے کے اور یہ جو بعضے کہتے ہیں کہ بندہ کو خالق کسی چیز کا نہیں کہہ سکتے اس آیت سے قول ان کا صحیح ہوا دیکھو کہ خدائے تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو فرماتا ہے واذ تخلق من الطین بادلی اور فرماتا ہے خدا کہ فَتَنْفُخُ فِيْهَا پس پھونکتا تھا بیچ ان پرندوں گارے کے بنے ہوئے کے فَتَكُوْنُ طَيْرًا پس ہو جاتے تھے وہ پرندے جاندار بِاِذْنِيْ ساتھ حکم میرے کے وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

بِإِذْنِي اور اچھا کرتا تھا تو مادر زاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو ساتھ حکم میرے کے کہ وہ ان مرضوں سے بالکل پاک ہو جاتے تھے وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ
اور یاد کر تو جس وقت نکالتا تھا تو مردوں کو قبروں سے بِإِذْنِي ساتھ حکم میرے کے وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ اور یاد کر تو جس وقت
باز رکھا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے کہ تیرے قتل کا وہ قصد رکھتے تھے إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ جس وقت لایا تھا تو اُن کے پاس معجزے فَقَالَ الَّذِينَ
كَفَرُوا مِنْهُمْ پس کہا اُن لوگوں نے کہ کافر ہوئے تھے اُن میں سے إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ نہیں ہے یہ مگر جادو ظاہر اور انجیل کو بھی سوائے
عاصم کے سحر کو ساحر پڑھا ہے یعنی نہیں ہے عیسیٰ مگر جادوگر ظاہر اور منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ باوجود اس امر کے اون کے کپڑے پہنتے تھے اور گھاس اور پتے
درختوں کے کھاتے تھے اور کوئی چیز دنیا کی اپنے پاس نہ رکھتے تھے کہ اُسکے ساتھ دل معلق ہو اور کوئی گھر نہ رکھتے تھے کہ اُس کے ڈھے جانے اور ویران ہونیکا
خوف ہو نا اور نہ جورو اور فرزند نہ رکھتے تھے کہ خاطر کو اُن کی طرف تعلق ہو اور جس جگہ رات ہوتی تھی وہیں پڑ رہتے تھے اور کہتے تھے کہ پتے درختوں
کے روزی میری ہے اور صحرا اس جنگل اور لوٹا ہے تاج سر کا ہے اور سردی میں آفتاب لحاف سر کا ہے اور رات کو سوتا ہوں تو میرے پاس کچھ
نہیں ہوتا اور میرے برابر کوئی غنی نہیں ہے اور نہ کبھی کسی کو جھڑکا اور نہ منہ کے اوپر سے کبھی مکھی کو دور کیا اور نہ کبھی قہقہہ مار کر ہنسے اور نہ کبھی بوئے بد
سے ناک کو بند کیا اور نہ کبھی ترش روئی کی اور پھر خدائے تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو اپنی نعمت یاد دلاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ
اور یاد کر تو جس وقت وحی کی میں نے طرف حواریوں کے کہ وہ اصحاب تیرے تھے أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي یہ کہ ایمان لاؤ تم ساتھ میرے اور ساتھ پیغمبر
میرے کے کہ وہ عیسیٰ ہے قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ کہا اُنھوں نے کہ ایمان لائے ہم اور گواہ رہ تو ساتھ اُسکے کہ تحقیق ہم
فرمانبرداری کرنے والے ہیں بیچ خالص نیت کے اور ذکر حواریوں کا اور تعداد اُن کی کہ پہلے اس سے سورۂ عمران میں گذر گیا ہے اور فرماتا ہے خدا
کہ إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ یاد کر تو اے محمد جس وقت کہا حواریوں نے کہ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ
أَن يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ کیا طاقت رکھتا ہے پروردگار تیرا یہ کہ نازل کرے اوپر ہمارے خوان کو آسمان سے یعنی ارادہ اور
حکمت اُسکے مقتضی ہے کہ وہ آسمان سے خوان کو نازل کرے قَالَ کہا عیسیٰ نے حواریوں کے جواب میں کہ اتَّقُوا اللَّهَ ڈرو تم خدا سے ایسے ایسے
سوال کرنے میں اور اس طرح کے سوال مت کیا کرو إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ اگر ہو تم ایمان لانے والے خدا پر اور میری نبوت پر قَالُوا کہا اُن
حواریوں نے عذر کر کے کہ قدرت خدا میں ہمکو کسی طرح کا شک نہیں ہے لیکن نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا چاہتے ہیں ہم کہ کھائیں ہم اس میں سے وَ
تَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا اور مطمئن ہوویں دل ہمارے کہ یقین پر یقین زیادہ ہو اُسکی قدرت کاملہ پر اگر آنکھ سے ہم دیکھ لیویں اس خوان کو وَنَعْلَمَ
أَن قَدْ صَدَقْتَنَا اور جانیں ہم یہ کہ تحقیق سچ کہا تو نے ہم سے نبوت کے دعوے میں وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ اور ہوویں ہم
ربع
اوپر اس خوان کے گواہوں میں سے جس وقت تو ہم سے گواہی کو طلب کرے کہتے ہیں حضرت عیسیٰ نے حواریوں سے فرمایا کہ تیس روز روزہ رکھو اور بعد
اس کے خوان کو خدا سے طلب کرو حواریوں نے موجب حکم حضرت عیسیٰ کے تیس روز روزے رکھے اور کہتے ہیں کہ جس وقت حواری تیس روزے رکھ لیے
تو حضرت عیسیٰ نے لباس پشمینہ کا پہنا اور اس طرح دعا کی کہ جیسے خدا فرماتا ہے قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ کہا عیسیٰ پسر مریم نے بعد اذن حاصل
کرنے کے خدا سے کہ اللَّهُمَّ اے خدا رَبَّنَا پروردگار ہمارے أَنزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ اتار تو اوپر ہمارے خوان کو آسمان سے
کہ تَكُونُ لَنَا عِيدًا کہ ہووے وہ واسطے ہمارے عید کہ ہر طرح کی خوشی اور سرور ہم کریں اور وہ عید ہووے لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا واسطے اول ہمارے
کے اور آخر ہمارے کے وَآيَةً مِّنكَ اور ایک نشانی تجھ سے ہو کہ دلالت کرے تیرے کمال قدرت پر اور میری نبوت کے صحیح ہونے پر وَارْزُقْنَا
اور روزی دے تو ہمکو اس خوان میں سے وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ اور تو بہتر روزی دینے والا ہے سب سے یعنی تو خوان کو ہم پر نازل کر اور جس روز وہ نازل
ہو تو اس روز ہم ہر سال عید کیا کریں گے اس روز کی تعظیم کی جہت اور جو لوگ کہ اول ہمارے ہیں کہ اس زمانہ میں موجود ہیں وہ عید کریں اور جو کہ آخر
ہمارے کہ بعد ہمارے ہوں گے وہ بھی عید کیا کریں گے اور جس روز وہ نازل ہو تو سب اُسمیں سے فائدہ اُٹھائیں یہی روز نکالتے ہیں کہ جس روز وہ نازل ہوا تھا

روز یکشنبہ کا تھا اس لئے نصاریٰ یکشنبہ کو عید کرتے ہیں اور بندوں کو اُس روز آزاد کرتے ہیں اور بچوں کو اُس روز مکتب میں سے چھٹی دیتے ہیں اور محکموں میں
تعطیل کرتے ہیں اور شنبہ والے اُس روز کام نہیں کرتے ہیں اور لاولنا و آخرنا بدل ہے لنا سے اور آیۃ کا عطف عید پر ہوا ہے قَالَ اللّٰهُ کہا خدا نے
عیسیٰ سے کہ کہو تم اُن لوگوں سے کہ جو خوان کو طلب کرتے ہیں اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ تحقیق میں نازل کرنے والا ہوں اس خوان کو اوپر تمہارے
سوال چاہتے ہیں کے فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ پس جو شخص کہ کفر کرے بعد اسکے نازل ہونے کے تم میں سے کہ اسکو عیسیٰ کا جادو کہے تو فَاِنِّیْٓ
اُعَذِّبُهٗ پس تحقیق میں عذاب کروں گا اسکو عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ ایسا عذاب کہ نہ عذاب کروں گا میں اس طرح کے عذاب کو اَحَدًا
مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ کسی کو عالم کے لوگوں میں سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ خوان نازل ہوا اور اسمیں سات روٹیاں
تھیں کل آدمیوں نے اول سے آخر تک ان روٹیوں میں سے کھایا اور وہ سیر ہوگئے اور وہ ویسی ہی باقی رہیں اور سلمان فارسی سے روایت ہے کہ حق
تعالیٰ نے ابر سفید بھیجا اور خوان سرخ اس میں رکھا تھا اور وہ ابر زمین کے نزدیک ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ زمین پر پہنچکر وہ خوان اُسنے حواریوں کے پاس
ڈالدیا اور حضرت عیسیٰ اسوقت روئے اور کہا کہ خداوندا اس خوان کو ہمپر رحمت کر اور عذاب ہمپر مت کر اور بعد اسکے وضو کیا اور نماز پڑھی اور
روئے اور کہا کہ بسم اللہ خیر الرازقین اور خوان پوش کو خوان سے اُٹھایا اس میں مچھلی بھونی ہوئی تھی کہ روغن اسمیں سے ٹپکتا تھا اور اُسکے سر کے
نزدیک نمک تھا اور اسکے دُم کے نزدیک سرکہ تھا اور گرد اسکے طرح طرح کے ساگ تھے اور ترکاریاں تھیں سوائے گندنا کے اور پانچ روٹیاں اُس
خوان میں تھیں ایک روٹی پر روغن زیتون تھا اور دوسری پر شہد تھا اور تیسری پر گھی تھا اور چوتھی پر پنیر تھا اور پانچویں پر گوشت خشک تھا حضرت
شمعون کہ خادم عیسیٰ کے بیچ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا روح اللہ یہ کھانا دنیا کا ہے یا آخرت کا فرمایا کہ دنیا کا لیکن یہ وہ کھانا ہے کہ خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا
ہے پھر فرمایا کہ کھاؤ تم جو کچھ کہ تمنے طلب کیا ہے خدا تمہاری مدد کرے گا اور اپنے فضل سے تمکو روزی دے گا حواریوں نے کہا کہ اے روح اللہ ہم چاہتے
ہیں کہ سوائے اسکے کوئی معجزہ ہمکو دکھلاؤ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اے مچھلی زندہ ہو تو بحکم خدا وہ مچھلی تڑپ کر زندہ ہوگئی اور خار اور چھلکے اُسپر موجود
ہوگئے اور اسکو خوان سے جدا کر لیا اور بعد اس کے فرمایا کہ اے مچھلی پھر ویسی ہی ہو جا بحکم خدا جیسے کہ پہلے تھی وہ مچھلی پھر ویسی ہی بریان کی ہوئی ہوگئی پس
حواریوں نے کہا کہ یا روح اللہ پہلے آپ اسکو تناول فرماویں بعد اسکے ہم کھاویں گے حضرت عیسیٰ نے کہا کہ معاذ اللہ میں اسمیں سے کھاؤں اسکو وہ
کھائے کہ جس نے طلب کیا تھا اور وہ لوگ اسکے کھانے سے خوف کرتے تھے حضرت عیسیٰ نے محتاج آدمی اور زمین گیر اور بیمار مبتلا بلاؤں کے طلب کئے اور
فرمایا کہ کھاؤ تم کہ یہ گوارا ہے تمکو اور غیر لوگوں کے واسطے بلا ہے پس کھایا اسمیں سے ایک ہزار اور تین سو آدمیوں نے سب سیر ہوگئے اور حضرت عیسیٰ نے
نظر کی تو وہ کھانا اسی طرح بدستور تھا کہ جس قدر نازل ہوا تھا اور وہ خوان اوپر اُڑ گیا اور وہ آدمی سب دیکھتے تھے یہاں تک کہ نظروں سے غائب
ہو گیا اور جس بیمار نے اسکو کھایا تھا اسکو شفا حاصل ہوئی اور جس اندھے نے اسکو کھایا تھا وہ بینا ہو گیا اور جس محتاج نے کھایا تھا وہ تونگر ہو گیا
اور ہمیشہ کو تا مرگ وہ تونگر رہا اور حواریوں نے جو نہ کھایا تھا اور کسی نے جو اسمیں سے نہ کھایا تھا وہ بہت پشیمان ہوئے اور جس وقت وہ نازل ہوتا تھا
تونگر و محتاج اور خرد و کلاں سب اسپر جمع ہو کر انبوہ کرتے تھے جب حضرت عیسیٰ نے ایسا دیکھا تو نوبت اسکی مقرر کردی کہ فلانے روز اسقدر آدمی اور فلانے
روز اسقدر اسمیں سے کھائیں چاشت کے وقت وہ نازل ہوتا تھا اور بعد زوال کے جس وقت دوپہر ڈھلتی تھی اس وقت وہ اُڑ جاتا تھا چالیس
روز تک آیا اور ایک روز نازل ہوتا تھا اور ایک روز نازل نہیں ہوتا تھا حضرت عیسیٰ پر وحی آئی کہ اے عیسیٰ اسکو محتاج لوگ کھائیں اور تونگر نہ کھائیں
یہ بات تونگروں پر بہت شاق گزری اُنھوں نے اسمیں شک کیا اور آدمیوں کو شک میں ڈالدیا اور اُسکو جادو قرار دیا اور خدا نے فرمایا کہ میں نے
شرط کی تھی کہ جو کوئی اُسکو جھٹلائے گا اسکو سخت عذاب کروں گا حضرت عیسیٰ نے عرض کی کہ خداوندا یہ تیرے بندے ہیں چاہے تو بخش اور چاہے
عذاب کر پس تین سو تینتیس آدمی انمیں سے خوک ہو گئے صبح کو اپنی عورتوں کے پاس سے اپنے بستر سے سور بنے ہوئے اٹھے کوچوں اور مزبلوں پر گوہ کھاتے ہوئے
پھرتے تھے لوگوں نے یہ دیکھا تو رو دئے تین روز زندہ رہے آخر کو مر گئے اور تفسیر اہل بیت علیہم السلام میں مذکور ہے کہ تونگروں اور رئیسوں نے کہا

ع ۱۵ ۷ ۵

کہ ہم محتاجوں اور بے قدروں کے ہمراہ نہ کھائیں گے خدائے تعالیٰ نے ان جوانوں کو اٹھا لیا اور ان غرور کرنے والوں کو بندر اور سور بنا دیا اور بعضی روایت
میں یہ ہے کہ وہ سور تھے اور بعضی بن گئے تھے اور اب خدائے تعالیٰ نصاریٰ کو توبیخ کرتا ہے اور خوف دلاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَإِذْ قَالَ اللَّهُ
اور یاد کر تو جس وقت کہے گا خدا کہ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي کیا تو نے کہا تھا واسطے
آدمیوں کے کہ پکڑو تم مجھکو یعنی مقرر کرو تم مجھ کو وَأُمِّيَ اور ماں میری کو إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ دو معبود سوائے خدائے حق کے قَالَ
کہے گا عیسیٰ کہ سُبْحَانَكَ پاک ہے تو شریک سے اے پروردگار میرے کہ کوئی شریک تیرا ہو مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ نہیں لائق ہے میرے لئے
یہ کہ کہوں میں مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ وہ بات کہ نہیں ہے واسطے میرے حق کہنے کا إِنْ كُنْتُ اگر ایسا ہوں میں کہ قُلْتُهُ کہا ہے میں نے اسکو تو فَقَدْ
عَلِمْتَهُ پس تحقیق جانا ہے تو نے اسکو تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي جانتا ہے تو جو کچھ کہ بیچ نفس میرے کے اور دل میں میرے پوشیدہ وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ
اور نہیں جانتا ہوں میں جو کچھ کہ ذات تیری کے ہے اور تو نے اسکو پوشیدہ کر رکھا ہے إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ تحقیق کہ تو ہے جاننے والا
غیب کا ہے کہ جیسے کہ تو ظاہر کو جانتا ہے ایسے پوشیدہ کو جانتا ہے مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ نہیں کہا ہے میں نے واسطے ان لوگوں کے
مگر جو کچھ کہ حکم کیا ہے تو نے مجھکو ساتھ اسکے کہ میں اُن سے کہوں أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ یہ کہ عبادت کرو تم خدا کو کہ پروردگار میرا اور
پروردگار تمہارا ہے بس یہی میں نے کہا ہے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ اور تھا میں اوپر قول اور فعل اُن کے گواہ جب تک کہ
تھا میں درمیان اُن کے فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي پس جس وقت کہ اٹھا لیا تو نے مجھکو میں سے اور لیگیا تو آسمان پر تو كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ
تھا تو ہی نگہبان اوپر احوال اُن کے کے وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ اور تو اوپر ہر چیز کے گواہ اور مطلع ہے إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ
عِبَادُكَ اگر عذاب کرے تو انکو پھر پس تحقیق وہ بندے تیرے ہیں اور بندے کا کیا مقدور ہے کہ مالک پر اعتراض کرے وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
اور اگر بخش دے تو واسطے اُن کے بعد اسکے کہ وہ توبہ کریں پھر بھی تو فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ پس تحقیق تو غالب ہے صاحب حکمت کہ موافق
حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے خواہ ثواب کسی کو عطا کرے خواہ عذاب میں مبتلا کرے اہل سنت کی کتب احادیث میں خصوصاً بخاری میں لکھا ہے کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز میرے اصحاب میں سے بعضے لوگوں کو دوزخ میں لیجاویں گے۔ تو میں فرشتوں سے کہوں گا کہ ان
کو دوزخ میں کیوں لیجاتے ہو اُس وقت فرشتے میرے جواب میں کہینگے کہ تو نہیں جانتا ہے تیرے بعد انھوں نے کیا کیا کہ تیرے مرتے ہی یہ مرتد ہو گئے
تھے اور ہمیشہ مرتد رہے فرمایا حضرت نے کہ میں اُس وقت وہ کہوں گا کہ جو بندہ صالح عیسیٰ جواب میں کہے گا کہ کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما
توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم اس روایت سے معلوم ہوا
کہ سب صحابہ اچھے نہ تھے اور بہتیرے بعد وفات رسول خدا کے مرتد ہو گئے سبب غصب کرنے حقوق اہل بیت علیہم السلام کے اس واسطے کہ وقت وفات رسول
خدا صلعم کے سوائے غصب خلافت کے اور کوئی امر وقوع میں نہیں آیا اور جس وقت حضرت عیسیٰ درگاہ خدا میں عذر کر لیویں جیسے کہ اوپر کی آیت
میں گذرا ہے تو بعد اسکے قَالَ اللَّهُ کہیگا خدا کہ هَٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ یہ وہ دن ہے کہ فائدہ دیگا سچ بولنے والوں کو صِدْقُهُمْ
راست گوئی ان کی جو لوگ کہ دنیا میں سچ بولتے تھے اور انبیا کی اور خدا کی کتابوں کی تصدیق کرتے تھے اور یوم ینفع کی میم کو نافع نے منصوب پڑھا ہے
اور باقیوں نے مرفوع اور یوم ینفع الصادقین اس صورت میں خبر ہے ہذا کی اور صورت نصب میں مفعول ہے قال کا اور جو لوگ کہ راست گو ہیں
لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ واسطے اُن کے بہشتیں ہیں کہ جاری ہیں نیچے محلوں اُن کے سے یا درختوں اُن کے سے
نہریں خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اُن بہشتوں کے مدام کبھی وہاں سے نہ نکلیں گے رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ راضی
ہو خدا اُن سے سبب طاعت ان کی کے وَرَضُوا عَنْهُ اور راضی ہوں وہ اس خدائے تعالیٰ سے کہ قسم قسم کی نعمتیں خدائے تعالیٰ ان کو
عطا کرے ذَٰلِكَ یعنی داخل ہونا بہشتوں میں اور رضامندی خدا کی الْفَوْزُ الْعَظِيمُ رستگاری اور مراد کو پہنچنا بڑا ہے اور اب خدائے تعالیٰ

نصاریٰ کے کو شبہہ کرتا ہے اُن کے جھوٹے دعوے پر جو کہ عیسیٰ کی اور اُن کی ماں کے حق میں دعوے کرتے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ لِلّٰہِ خاص واسطے
خدا کے ہے نہ واسطے غیر اُن کے مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بادشاہی آسمانوں اور زمین کی وَمَا فِیْھِنَّ ؕ اور جو کچھ کہ درمیان اُن کے
ہے وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۠ اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور اسی کو بادشاہی سزاوار ہے نہ اُسکے غیر کو کہ سوائے اُسکے
سب بندے اور مخلوقات اُس کے ہیں کیا عیسیٰ کیا مریم سورۃ الانعام یہ سورہ مکی ہے اور اس میں ایک سو پینسٹھ آیتیں ہیں اور بعضے چھیاسٹھ
اور بعضے سترسٹھ کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ سورہ ایک دفعہ نازل ہوا ہے اور جس وقت نازل ہوا تھا تو ستر ہزار ملائکہ اسکی
ہمراہی میں تھے اور تعظیم اسکی کرتے تھے اور ستر جگہ اس صورت میں خدائے تعالیٰ کا نام ہے اگر لوگ اسکی تلاوت کی برکتی کو جانیں تو ہرگز اسکی تلاوت کو ترک
نہ کریں بلکہ ہمیشہ اسکو پڑھا کریں اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو کوئی اس سورۃ کی تلاوت کرے ستر ہزار ملائکہ کہ جنھوں نے اسکو نازل
کیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہ ملائکہ اس کے واسطے قیامت تک تسبیح خدا کریں اور استغفار کیا کریں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب تعریفیں خاص واسطے خدا کے ہیں کہ مستحق حمد کا وہی ہے الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وہ خدا کہ پیدا کیا ہے جس نے
آسمانوں کو اور زمین کو اپنی قدرت کاملہ سے بدون مدد دوسرے شخص کے کہ بے سہارے ستون کے آسمان کھڑے ہیں وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ
النُّوْرَ ۠ اور پیدا کیا ہے اُسنے اندھیروں کو اور روشنی کو اور یہ کلام واسطے رد کرنے مجوسیوں کے ہے وہ کہتے ہیں کہ پیدا کرنے والا نور کا خدا ہے اور
پیدا کرنے والا اندھیروں کا شیطان ہے اور بعضوں کے نزدیک ظلمت و نور شب و روز ہیں ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پھر وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں وہ
باوجود دیکھنے اسقدر نعمتوں گوناگوں پروردگار اپنے کی کہ وہ لوگ بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ساتھ پروردگار اپنے کے عدول کرتے ہیں اور پھرتے
ہیں اس سے طرف عبادت غیر اسکی کے کہ وہ بت ہیں برابر کرتے ہیں خدا کے تو انکو عبادت کرنے میں حاصل یہ ہے کہ خدا نے کل ان چیزوں کو
آدمیوں کے واسطے پیدا کیا ہے چاہیے تھا کہ اُسکا شکر کرتے نہ کہ اسکی ناشکری کریں کہ اسکو چھوڑ کر اُسکے غیر کی عبادت میں مشغول ہوں یا اسکے غیر کو عبادت
میں شریک اسکا کریں اور غیر کو خدا کی برابر جانیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں رد ہے تین گروہ کا ایک تو دہریوں کا کہ
وہ کہتے ہیں کہ ان اشیا کا کوئی خالق اور پیدا کرنے والا نہیں ہے بلکہ یہ خود بخود ہو گئے ہیں اور دوسرے رد ہے اس میں مجوسوں کا وہ کہتے ہیں کہ ظلمت اور
نور خود تدبیر کرنے والے ہیں اور تیسرے رد ہے مشرکین کا وہ کہتے تھے کہ یہ بت ہمارے خدا ہیں ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ وہ خدا وہ شخص
ہے کہ پیدا کیا ہے اُس نے تمکو گارے سے کہ پہلے تمہارے پیدا ہونے کی ابتدا اُس سے ہوئی جس وقت تمہارے باپ آدم کو پیدا کیا تھا ثُمَّ قَضٰٓی
اَجَلًا ؕ پھر مقرر کیا اجل کو کہ جب تمہاری زندگی کی مدت ہو چکے تو تمہاری اجل یعنی موت تمہاری آجائے کہ اُسمیں کسی طرح کا فرق اور تقدم اور
تاخر ہو وَاَجَلٌ اور اجل یعنی موت مُّسَمًّی عِنْدَہٗ نام رکھے گئے ہیں نزدیک اُس کے یعنی مقرر کی گئی ہے نزدیک خدا کے کہ اسکو چاہے بڑھا دے
صدقہ دینے اور صلہ رحمی سے اور چاہے گھٹا دے قطع رحمی اور زنا کی جہت سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اسکی تفسیر میں روایت ہے کہ اجل دو
ہیں ایک تو محتوم کہ نہ وہ بڑھتی اور نہ گھٹتی ہے اور ایک اجل موقوف ہے کہ وہ بڑھتی بھی ہے اور گھٹتی بھی ہے اور مراد اجل سے مدت ہے آدمی کے عمر کی اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد اجل مسمّٰی سے مدت دنیا کی ہے کہ بعد اُس کے قیامت ہے اور فرماتا ہے خدا کہ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ پھر تم شک کرتے ہو باوجود اسکے
ہونے میں کہ جس نے تمکو پیدا کیا ہے اس وقت جس وقت تم کچھ نہ تھے پھر کیا تمکو وہ نہیں جلا سکتا ہے اور حال یہ ہے کہ پہلے پیدا کرنے سے پھر دوبارہ زندہ
کرنا بہت آسان ہے وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ اور وہی خدا ہے بیچ آسمانوں کے اور زمین کے کہ سوائے اسکے کوئی خدا نہیں
ہے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور وہی معبود مطلق ہے ہر جگہ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ جانتا ہے پوشیدہ تمہارے کو اور ظاہر تمہارے کو یعنی جو کچھ
کہ تم اپنے جی میں مخفی رکھتے ہو اسکو بھی جانتا ہے اور جو کچھ کہ ظاہر میں زبان سے کہتے ہو اسکو بھی جانتا ہے وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ اور جانتا ہے جو کچھ کہ کسب کرتے
ہو تم نیکی بدی کو اور موافق تمہارے اعمال کے تمکو جزا دیگا اور جابر بن عبداللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی اول سورہ کہا مگ

پڑھتے ہیں آپ انکو ہر روز خدائے تعالےٰ چالیس ہزار فرشتے بھیجتا ہے کہ وہ مثل عبادت انہی کے اسکے واسطے ثواب لکھیں قیامت تک ہر ایک فرشتے کو ساتویں
آسمان سے بھیجتا ہے کہ اُسکے پاس ایک گرز لوہے کا ہوتا ہے کہ جس وقت شیطان ان ہیں آیتوں کے پڑھنے والے کو وسوسہ ڈالنا چاہے تو فرشتہ شیطان کے سر پر گرز
مارتا ہے جس سے شیطان میں اور ان آیتوں کے پڑھنے والے میں ستر ہزار پردے ہو جاتے ہیں اور قیامت کے روز خدا تعالےٰ ان آیتوں کے پڑھنے والے سے کہیگا کہ اے
بندے میرے میرے سایہ میں چلا جا اور میرے بہشت کے میوے کھا اور میرا کوثر کا پانی پی اور تسنیم و سلسبیل میں نہا کیونکہ تو بندہ میرا ہے اور میں خدا تیرا ہوں اور آگے
کفار کے حال سے خدا تعالےٰ خبر دیتا ہے کہ وَمَا تَأْتِيهِم اور نہیں آتی ہے اُن کافروں کے پاس مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ کوئی آیت آیتوں
پروردگار اُنکے سے کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں یا معجزے ہیں معجزات میں سے مثل شق ہونے چاند کے اور تسبیح پڑھنے سنگریزوں کے ہاتھ میں رسول خدا
کے اور مثل اسکے پس نہیں آتی ہے ان کافروں کے پاس کوئی چیز ان میں سے إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ مگر ہیں وہ اس آیت یا معجزے سے منہ
پھیرنے والے اور انکار کرنیوالے اور ذرا بھی نظر اور تامل نہیں کرتے ہیں فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ پس تحقیق جھٹلایا اور تکذیب کی انھوں نے ساتھ حق کے
کہ وہ قرآن ہے لَمَّا جَاءَهُمْ جس وقت آیا اُن کے پاس فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ پس قریب ہے کہ آئیں اُن کے پاس یعنی ظاہر ہوں انکو أَنبَاءُ
مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ خبریں اس چیز کی کہ ہیں وہ ساتھ اُسکے ٹھٹھا کرتے کہ دنیا میں یا عذاب نازل ہو یا اسلام کی ترقی ہو اور جناب
رسول خدا کو شوکت حاصل ہو یا کفار آخرت میں دوزخ میں داخل ہوں اور عذاب کو مشاہدہ کریں اور فرماتا ہے خدا کہ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا
مِن قَبْلِهِم کیا نہ دیکھا انھوں نے کہ کتنے ہلاک کئے ہم نے پہلے اُن سے اپنے قہر اور غضب سے مِّن قَرْنٍ یا گروہوں گزرے ہوئے میں سے ہر زمانہ
میں کہ جس میں ہوں یا ہمعصر ہوا ہے کسی پیغمبر کا اور قرن [illegible] کو کہتے ہیں اور بعضے اسی برس کو اور صحیح یہ ہے کہ قرن [illegible] زمانہ کے لوگ ہوتے ہیں کہ جس میں
پیغمبر ہوا ہو یا قائم مقام پیغمبر کے ہو تھوڑے سے ہوں یا بہت ہوں مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ قدرت دی ہم نے اُن کو بیچ زمین کے یعنی
جسم کی اور قوت اور طاقت بڑی بڑی ہم نے انکو دی تھی مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ جو کچھ کہ نہیں قدرت دی ہے ہم نے واسطے تمہارے اے مکہ والو
کافرو اس وقت ایسے قوی اور زبردستوں کو ہم نے مار ڈالا انکی نافرمانی کی جہت سے تو تمہاری کیا اصل ہے وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا
اور بھیجا ہم نے آسمان کو یعنی ابر کو اوپر اُن کے بہت برسنے والا کر کے وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ اور کردیا تھا ہم نے نہروں کو
جاری نیچے درختوں یا محلوں اُنکے سے مثل قوم عاد اور ثمود اور فرعون کی کہ بہت آسودگی اور فراغت سے گزران کرتے تھے اور بڑے جسم اور قوی
آدمی تھے وہ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ پس ہلاک کیا ہم نے انکو سبب گناہوں انکے کے کہ اُس آسودگی نے انکو کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ قوت
اُن کے کچھ کام نہ آئی وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ اور پیدا کیا ہم نے پیچھے ہلاک کرنے سے اُن کے قَرْنًا آخَرِينَ ۝ قرنوں دوسروں کو یعنی بعد اُن کے
ہلاک ہونے کے دوسرے زمانہ کے لوگ پیدا کئے پس جیسے کہ خدا قادر تھا ان لوگوں کے ہلاک کرنے پر اور بعد انکے دوسروں کے پیدا کرنے پر ایسے ہی قادر ہے
کہ مثل ان کے تمکو ہلاک کرے اور بعد تمہارے اور لوگوں کو پیدا کرے چاہیئے کہ خواب غفلت سے تم بیدار ہو جاؤ کہ مثل اُنکے مبادا عذاب نازل ہو اور کہتے ہیں کہ
نضر بن حارث وغیرہ رسول خدا کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ چار فرشتے آسمان سے نازل نہوں اور گواہی نہ دیویں کہ یہ کتاب تمہارے
پاس ہم لائے ہیں اور ایک نوشتہ اُن کے پاس ہو کہ جس میں یہ لکھا ہو کہ تو پیغمبر ہے خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی کہ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا
اور اگر نازل کریں ہم اوپر تیرے کوئی اور نوشتہ فِي قِرْطَاسٍ بیچ کاغذ کے ہو تو فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ پس البتہ مس کریں وہ اسکو ساتھ
ہاتھوں اپنے کے یعنی ہاتھوں میں لیکر خوب دیکھیں اور دل سے یقین کریں کہ یہ نوشتہ خدا کا ہے بے شک اور شبہہ مگر یہ ہے لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا البتہ
کہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں اپنے عناد کی جہت سے کہ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ نہیں ہے یہ نوشتہ مگر جادو ظاہر کہ اسکا جادو ہونا سب پر
روشن ہے اور تفسیر امام میں سورہ بقر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرماتے ہیں امام کہ جیسے اپنے باپ سے پوچھا تھا کہ رسول خدا یہود اور مشرکین سے گفتگو کرتے تھے فرمایا
کہ کئی مرتبہ گفتگو واقع ہوئی ہے اکثر جناب رسول خدا کعبہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی نے کہا کہ اے محمد تو نے بڑا دعوی کیا ہے

کہ تو اپنے تئیں رب العالمین کا پیغمبر کہتا ہے اور رب العالمین کو سزاوار نہیں ہے کہ تجھکو کہ تو مثل ہمارے ہے پیغمبر کرکے بھیجے اور جو پیغمبر ہوتا تو اسکے
ہمراہ فرشتہ ہوتا کہ وہ تصدیق کرتا اور ہم اسکو دیکھتے بلکہ اگر خدا کو پیغمبر کرکے بھیجنا منظور ہوتا تو فرشتہ کو پیغمبر کرکے بھیجتا نہ مثل ہمارے کسی آدمی کو نہیں ہے
تو مگر جادوگر کہا گیا کہ محمد پر کسی نے جادو کر دیا ہے کہ ایسی باتیں تو کرتا ہے اور پیغمبر نہیں ہے حضرت نے شکر فرمایا کہ خداوندا تو دیکھتا ہے انکو اور سنتا ہے تو
ہر آواز کو اور جانتا ہے تو ہر شے کو سو یہ آیت نازل ہوئی جا بجا فرماتا ہے خدا کہ وَقَالُوا اور کہا ان کافروں نے کہ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ
کیوں نہیں نازل کیا گیا اوپر اُس کے فرشتہ کہ وہ ہم سے کہے کہ یہ پیغمبر ہے خدا تعالے فرماتا ہے کہ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ اور اگر
نازل کرتے ہم فرشتہ کو تو البتہ حکم کیا جاتا امر ان کی ہلاکت کا اور فیصل کر دیا جاتا اس واسطے کہ عادت خدا کی جاری ہوتی رہی ہے ہمیشہ سے کہ اگر فرشتہ
کو آنکھوں سے وہ دیکھیں جیسے کہ طلب کیا ہے تو اس وقت سب کا ہلاک ہونا لازم ہو جاتا ہے مثل قوم عاد اور ثمود اور لوط کے ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ پھر
نہ مہلت دیے جاویں وہ اس واسطے کہ ہم فرشتہ کو اس وقت آدمیوں کو دکھلاتے ہیں کہ ہمکو اُنپر عذاب کرنا منظور ہوتا ہے وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا اور اگر
کرتے ہم اُس پیغمبر کو فرشتہ یعنی ہم جو فرشتہ کو ہم پیغمبر کرکے بھیجتے لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا البتہ کرتے ہم اسکو بصورت مرد جیسے کہ جبرئیل دحیہ کلبی کی
صورت میں آتا تھا اس واسطے کہ قوت بشری فرشتہ کو اسکی صورت میں مشاہدہ نہیں کر سکتی ہے سوائے انبیا کے انبیا ہی قوت قدسیہ سے اُن کو
دیکھ سکتے ہیں اور پھر بھی نہیں دیکھ سکتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ البتہ اسکو مرد کی صورت میں ہم بھیجتے وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ اور
البتہ شبہہ میں ڈالتے ہم اوپر اُن کے اس چیز کو کہ شبہہ کرتے ہیں وہ آج کے دن ایسا ہی سمجھتے کہ آدمی کا پیغمبر ہونا اعتبار نہیں کرتے ہیں جیسے کہ
اس وقت بھی طعن کرتے اور کہتے کہ یہ تو مثل ہمارے آدمی ہے یہ پیغمبر کیونکر ہو سکتا ہے اور جناب رسول محمدؐ کی تسلی کے واسطے خدائے تعالے فرماتا ہے کہ وَ
لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا ہے ساتھ پیغمبروں کے کہ تھے وہ مِنْ قَبْلِكَ پہلے تجھ سے فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا
پس احاطہ کیا ساتھ اُن لوگوں کے کہ ٹھٹھا کیا تھا اُنھوں نے مِنْهُمْ اُن رسولوں میں سے جس کے ساتھ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ پھیر دیے کہ تھے
وہ ساتھ اُسکے ٹھٹھا کرتے یعنی عذاب کے آنے پر جو ٹھٹھا کرتے تھے اسکو نہ آنے والا جان کر اس عذاب نے اُن کو گھیر لیا یہانتک کہ وہ ہلاک ہو گئے اور فرماتا ہے خدا
قُلْ کہہ اے محمد صلعم اُن لوگوں کو کہ اگر تم عذاب کو تسلیم نہیں کرتے ہو تو سِيرُوا فِي الْأَرْضِ سیر کرو اور سفر کرو بیچ زمین کے کبھی مکی طرف اور
کبھی شام کی طرف اور عاد اور ثمود کے شہروں کو دیکھو ثُمَّ انْظُرُوا پھر نظر کرو تم ان شہروں کی طرف غور سے کہ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ
کیونکر ہوا انجام جھٹلانے والوں کا کہ بالکل خدائے تعالے نے ان کی بیخ کنی کر ڈالی اور انکو ہلاک کر دیا اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ یعنی پوچھ لوگوں سے
محمد صلعم اُن سے الزام کے طور پر کہ لِمَنْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ واسطے کس شخص کے ہے کہ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے اور
کس کے پیدا کئے ہوئے ہیں یہ اور اگر عناد کی راہ سے یہ لوگ جواب نہ دیں تو قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ لِلَّهِ واسطے خدا کے ہے یعنی واسطے خدا کے ہیں یہ تمام ہمارے
اور تمہارے نہ واسطے کسی غیر کے اور خالق اور مالک سبکا وہی خدائے پاک ہے نہ کوئی دوسرا پس مستحق عبادت کا چاہیئے کہ وہی ہو نہ غیر اُسکا كَتَبَ لکھی
یعنی واجب کی ہے خدا نے عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اوپر ذات اپنی کے رحمت کہ تمہاری ہدایت کے واسطے دلیلیں قائم کیں اور انبیا بھیجے اور کتابیں
نازل کیں کہ تم خدا کو پہچانو اور اسکو واحد جانو اور مہلت دی کہ سمجھیں اور ایمان لاویں اور سلمان فارسی سے روایت ہے کہ خدائے تعالے کی رحمت
کے ایکسو ٹکڑے ہیں ان میں سے ایک ٹکڑا تو دنیا میں پھیلا ہے کہ تمام نعمتیں دنیا کی اُس ایک ٹکڑے سے ہیں اور ننانوے ٹکڑے اسکے خزانہ کرم میں
جمع ہیں کہ اس ایک ٹکڑے کو ننانوے ٹکڑوں کے ساتھ ملا کر آخرت میں صدقہ پر خرچ کرے گا اور گناہوں کو بخشیگا اور دوسری روایت میں ہے کہ رحمت
اسکی سبقت لے گئی ہے اُسکے غضب پر اور فرماتا ہے کہ لَيَجْمَعَنَّكُمْ البتہ جمع کرے گا تمکو خدا قبروں میں سے إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ روز قیامت تک کہ
لَا رَيْبَ فِيهِ نہیں شک ہی بیچ ہونے اُسکے کے اور فرماتا ہے کہ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ جن لوگوں نے نقصان میں دیا ہے نفسوں
اپنے کو سبب ضائع کرنے عقل سلیم کے فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ پس وہ نہ ایمان لاویں گے وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور خاص

ع

واسطے اس خدا کے ہے جو کچھ کہ ٹھیرا ہوا ہے بیچ رات اور دن کے یعنی سب چیز کا وہ مالک ہے مکان کا اور زمان کا اور جو کچھ کہ ان میں ہے وَهُوَ السَّمِيعُ
اور وہ سننے والا ہے ہر شے کی خبر کا اَلْعَلِيمُ جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا اور لوگوں کے اعمال کا اور موافق اُن کے فعلوں کے انکو جزا دیگا اور کہتے
ہیں کہ کفار قریش نے حضرت سے آکر کہا کہ ہمکو معلوم ہوا کہ تیری مفلسی اور محتاجی نے تجھکو اس امر پر آمادہ کیا ہے ہم سب مال تیرے واسطے مال جمع کر دیں کہ تو سب سے
زیادہ تونگر ہو جائے لیکن تو اس دعوے سے باز آ جا اس کے جواب میں فرمایا کہ جو کچھ رات اور دن میں داخل ہے سب خدا کی ملک ہے اگر چاہے اسے جسکو
تونگر کر دے اور تمہارے مال کی کچھ احتیاج ہمکو نہیں ہے اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا کیا سوائے خدا کے پکڑوں میں
کسی دوسرے کو مددگار سوائے اسکے کہ نہ ہرگز کسی کو دوست نہ پکڑونگا کہ وہ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا وَهُوَ
يُطْعِمُ اور وہ کھانا دیتا ہے سب کو وَلَا يُطْعَمُ اور نہیں کھانا دیا جاتا ہے کہ وہ کسی کے کھانے کا محتاج نہیں ہے بلکہ تمام مخلوقات اسکی محتاج ہے اور
وہ کسی کا محتاج نہیں قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ کہہ تو اے محمد کہ تحقیق میں حکم کیا گیا ہوں کہ ہوں میں اول اُن شخصوں کا
کہ فرمانبرداری کی جنہوں نے کیونکہ پیغمبر امت کے پہلے ایمان لاتا ہے اور کہا گیا ہے مجھکو کہ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اور نہ ہو شرک کرنے والوں سے
قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي کہہ تو اے محمد کہ تحقیق میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں میں حکم پروردگار اپنے کی کہ اُس کے عذر کی
پیش نہ رکھوں عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ عذاب دن بڑے سے کہ وہ قیامت کا دن ہے یعنی میں پروردگار اپنے کی نافرمانی کرنے سے ڈرتا ہوں کہ مجھکو
قیامت کے دن عذاب ہو اس جرم کے عوض میں مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ وہ شخص کہ پھیرا جائے اُس سے عذاب يَوْمَئِذٍ اس روز کہ وہ روز
قیامت کا ہے فَقَدْ رَحِمَهُ پس تحقیق رحم کیا اسکو خدا نے کہ عذاب سے نجات دی اسکو وَذَلِكَ اور یہ یعنی پھیرنا عذاب کا الْفَوْزُ
الْمُبِينُ رستگاری اور مراد کو پہنچنا ظاہر ہے وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ اور اگر پہنچائے تجھکو خدا کوئی ضرر اور سختی مثل بیماری اور فقیری
کے فَلَا كَاشِفَ لَهُ پس نہیں ہے کوئی دور کرنے والا واسطے اُسکے إِلَّا هُوَ مگر وہ خدا کہ وہی قادر ہے غیر اُسکا وَإِنْ يَمْسَسْكَ
بِخَيْرٍ اور اگر پہنچائے وہ تجھکو کوئی شے مثل صحت اور تونگری کے فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پس وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے کہ جو چاہتا ہے
کر سکتا ہے وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ اور وہ غالب ہے اوپر بندوں اپنے کے اور بندے سب عاجز اور عاجز ہیں وَهُوَ الْحَكِيمُ
اور وہ صاحب حکمت ہے اپنے افعال میں جیسا کہ ہر شے کو اپنی جگہ اور تدبیر سے بنایا کرتا ہے ایسی حکمت اور مصلحت کرتا ہے الْخَبِيرُ خبردار ہے بندوں کے
احوال سے اور کہتے ہیں کہ مکے کے لوگوں نے حضرت سے کہا کہ اے محمد ہم کسی کو نہیں دیکھتے ہیں کہ تیری تصدیق کرے اور علمائے یہود اور نصاریٰ
سے ہمنے دریافت کیا کہ وصف اس شخص کا تم نے کتابوں میں دیکھا ہے سب نے انکار کیا اب ہمکو کوئی ایسا شخص دکھلا کہ وہ تیری اور کتاب کے حق
ہونے کی گواہی دے تب حق تعالیٰ نے آیت نازل کی اور فرمایا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً کون سی چیز
بڑی ہے باعتبار گواہی کے یعنی کون شخص گواہی میں زیادہ بڑا اور سچا ہے اگر جواب نہ دیں وہ قُلِ اللَّهُ کہہ تو کہ خدا شَهِيدٌ بَيْنِي وَ
بَيْنَكُمْ گواہ ہے درمیان میرے اور درمیان تمہارے کہ وہ میری تصدیق کرے اور تمہاری تکذیب کرے وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ
اور وحی کیا گیا ہے طرف میرے یہ قرآن لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ تاکہ ڈراؤں میں تمکو ساتھ اسکے وَمَنْ بَلَغَ اور اس شخص کو پہنچے اسکو یہ قرآن
عرب اور عجم اور جن و انس سے قیامت تک اور قرطبی نے روایت کی ہے کہ جس کسی کے پاس قرآن پہنچا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا پیغمبر کو اُس
نے دیکھا ہے اور اب خدائے تعالیٰ کفار کو ملامت کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ کیا تم تحقیق گواہی دیتے ہو کہ أَنَّ
مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَى تحقیق ہمراہ خدا کے معبود اور ہیں اور وہ بت ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد کہ لَا أَشْهَدُ نہیں گواہی دیتا ہوں میں جو
کچھ کہ تم گواہی دیتے ہو قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ سوائے اسکے نہیں کہ وہ خاص معبود ایک ہے اسکی گواہی البتہ دیتا ہوں میں
وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ اور تحقیق میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ شرک کرتے ہو کہ بتوں کو خدا کا شریک کرتے ہو اور اول سورہ میں یہاں تک

کفار قریش کو سمجھتے ہیں اور لیکن اسکے اہل کتاب کے لوگوں کو بھی الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وہ لوگ کہ دی ہے ہمنے انکو کتاب یعنی توریت اور انجیل
يَعْرِفُونَهُ پہچانتے ہیں وہ اس پیغمبر کو ان صفات سے کہ جو توریت میں لکھی ہیں كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ جیسے کہ پہچانتے ہیں وہ بیٹوں اپنے کو انکی
صفات اور علامات سے ابو حمزہ ثمالی نے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا مدینہ میں تشریف لائے تو عبد اللہ سلام سے عمر نے پوچھا کہ خدائے تعالے
نے جو قرآن میں فرمایا ہے کہ تم پیغمبر کو اس طرح سے پہچانتے ہو جیسے کہ اپنے فرزندوں کو وہ پہچاننا پیغمبر کا کس طرح سے ہے کہا مجھکو رسول خدا کی پیغمبری کا فرزند
کی نسبت کی صحت سے زیادہ یقین ہے اور اس کے بعد خدائے تعالے ان لوگوں کے حالت خبر دیتا ہے کہ جو باوجود یقین کرنے نبوت محمد کے پھر اقرار نہیں کرتے تو
چنانچہ فرمایا کہ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وہ لوگ کہ خسارے میں ڈالی انھوں نے نفسوں اپنے کو اہل کتاب اور مشرکین میں سے فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ
پس وہ نہیں ایمان لاتے ہیں بسبب اپنے عناد اور انکار کے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا اور کون شخص زیادہ ظالم ہے اس شخص
سے کہ تہمت کرے اوپر خدا کے جھوٹ کو کہ ملائکہ کو دختران خدا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بت ہماری سفارش کریں گے درگاہ خدا میں أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ یا جھٹلاوے
وہ آیتوں اسکی کو کہ وہ قرآن ہے اور اسکو جادو اور شعر بتلاوے إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ تحقیق کہ نہ رستگاری پاوینگے ظلم کرنے والے اپنے نفسوں پر کفر کر کے
اور انکار حق کا کر کے اور افترا کر کے اور فرماتا ہے خدا کہ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا اور یاد کرو جس دن کہ اکٹھا کریں گے ہم انکو سب عابد و معبود کو بھی اور ان
معبودوں کو بھی کہ ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا پھر کہیں گے ہم واسطے ان لوگوں کے کہ شرک کیا ہے انھوں نے یعنی مشرکوں سے ہم کہیں گے کہ أَيْنَ
شُرَكَاؤُكُمُ کہاں ہیں شریک تمہارے الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ وہ کہ تھے تم گمان کرتے کہ یہ شریک شفیع خدا کے ہیں اور قابل عبادت خدا کی جن
کی تم عبادت کرتے تھے اور بعضے اور لوگوں کو بعضوں کے بات پڑھاتے ہیں عیاشی کا مضمون اور کہتے ہیں کہ قیامت کے دن جس وقت مشرکین دیکھیں گے کہ خدائے تعالے
نے اہل توحید کو بخش دیا ہے اور ان کے گناہوں سے درگذر کی ہے تو وہ آپس میں کہیں گے کہ آؤ ہم بھی کہیں کہ ہم خدا کے واحد جاننے والے ہیں تاکہ ہم بھی
بخشے جاویں اور ان سے پوچھیں گے کہ کہاں ہیں شریک تمہارے اس وقت وہ انکار کریں گے ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ پھر نہ ہووے گا فتنہ ان کا یعنی عذر
کرنا انکا جس وقت دیکھیں گے کہ اپنے تئیں نجات ہوئی اور مومنین خدا کے واحد جاننے والے بخشے جاتے ہیں إِلَّا أَنْ قَالُوا مگر یہ کہ کہیں گے وہ کہ وَاللَّهِ
رَبِّنَا قسم ہے خدا کی کہ پروردگار ہمارا ہے مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ نہ تھے ہم شرک کرنے والے جس طرح سے جھوٹی قسمیں وہ کھاویں گے لیکن کچھ فائدہ انکو
ہوگا اور فرماتا ہے خدا اپنے حبیب سے کہ انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ دیکھ تو کیونکر جھوٹ کہیں گے وہ اوپر نفسوں اپنے کے کہ جھوٹی قسمیں کھاوینگے
حسرت اور خوف سے اور کہیں گے کہ ہم مشرک نہیں ہیں وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ اور گم ہو جاوے ان سے وہ چیز کہ تھے وہ افترا کرتے یعنی
وہ چیزیں کہ جن کو خدا کے شریک کرتے تھے وہ ان سے گم ہو جاویں اور عذاب انکو گھیر لے۔ دلو سکیں اور انکار سے انکی کہ ہم مشرک تھے کچھ فائدہ ہو
ان کو اور نہ عذاب سے انکو نجات ہو اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ لوگ کہ جو قسمیں کھاوینگے کہ ہم نہ تھے مشرک بلکہ خدا کو واحد جانتے
تھے یہ لوگ اہل سنت خدا کے واحد جاننے والے ہو گئے جو کہ خدا کی توحید کے قائل تھے لیکن امامت انکا انکو کچھ فائدہ نہ بخشے گا بسبب مخالفت کرنے پیغمبر کے اور
توڑ ڈالنے عہد کے جو کچھ وصایا رسول کے مقدمہ میں کیا تھا اور کہتے ہیں کہ ابو سفیان اور عتبہ اور شیبہ اور ابی خلف وغیرہ نے مسجد الحرام میں ایک
موضع میں جا کر قرآن کو سنا کہ رسول خدا صلعم تلاوت فرماتے ہیں نضر بن حارث نے کہا کہ میں تواریخ ملوک عجم کی تمہارے آگے پڑھتا ہوں جس طرح سے
کہ محمد پہلے لوگوں کے قصے پڑھتا ہے خدائے تعالے نے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ اور بعض
ان کفار مکہ میں سے وہ ہیں کہ کان رکھتے ہیں وہ طرف تیری جس وقت کہ تو قرآن پڑھتا ہے اے محمد وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً
اور کر دیئے ہمنے اوپر دلوں ان کے کے پردے اور پوشش یعنی بسبب عناد اور حسد اور تکبر کے جو انکار کرتے ہیں وہ اور غور اور تامل نہیں کرتے قرآن
میں نہیں کرتے ہیں تو حال انکا ایسا ہو گیا ہے کہ گویا دلوں پر ان کے پوستینیں پڑی ہوئی ہیں اس واسطے خدائے تعالے نے فرمایا ہے کہ ہمنے انکے دلوں پر
پردے کر دیے ہیں واسطے مکروہ جاننے أَنْ يَفْقَهُوهُ اسکے کہ سمجھیں وہ اسکو وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا اور کر دیا ہمنے بیچ کانوں انکی گرانی کو

ع ٨

اس کے سبب سے تاکہ وہ حق کو نہ سنیں اور کفر میں اپنے پڑے رہیں اور نہ سمجھیں وہ سے پہلے کراہیۃ کا لفظ مقدر ہے اور وہ مفعول لہ واقع ہوا ہے اور وقرًا باعتبار
عطف کے مفعول لہ ہونا چاہتا ہے وَاِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا اور دیکھیں اگر وہ ہر معجزہ کو تو نہ ایمان لائیں ساتھ اسکے سبب عناد اور
حسد کے اور زیادتی اُن کے انکار اور جھٹلانے کے یہاں تک نوبت پہنچی ہے حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ یُجَادِلُوْنَكَ یہاں تک کہ جس وقت آئیں
وہ تیرے پاس تاکہ جھگڑا کریں وہ تجھ سے اور یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا کہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں اِنْ هٰذَاۤ نہیں یہ قرآن اِلَّاۤ
اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ مگر قصّے پہلوں کے جیسے بادشاہ رستم اور اسفندیار وغیرہ کے کہ جس میں کچھ فائدہ نہیں ہے وَهُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ اور
وہ منع رکھتے ہیں اُس ایمان سے لوگوں کو وَیَنْــٴَـوْنَ عَنْهُ اور خود دور ہوتے ہیں اس سے یعنی کہ باوجودیکہ خود اُس سے دور ہوتے
ہیں اور ایمان نہیں لاتے ہیں لیکن دوسروں کو بھی ایمان سے منع کرتے ہیں وَاِنْ یُّهْلِكُوْنَ اور نہیں ہلاک کرتے ہیں وہ کفار لوگوں کو
ایمان سے منع کرکے اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ مگر جانوں اپنے کو وَمَا یَشْعُرُوْنَ اور نہیں اطلاع رکھتے ہیں کہ ضرر اس کا اُن کے ہی واسطے ہے اور
فرماتا ہے خدا کہ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ اور اگر دیکھے تو اے محمد صلعم جس وقت کہ کھڑے کئے جائیں گے وہ کفار اوپر آتش دوزخ کے
کہ اسکو دیکھیں اور مطلع ہوں اسپر اور جانیں کہ اب ان جلائے جائینگے تو البتہ دیکھے تو اس وقت ایک امر نہایت فضیح اور یہ جواب لو کا ہے کہ محذوف
ہے اسنہ کے لفظ سے آخر تک اور جس وقت وہ اس حال کو دیکھیں گے تو فَقَالُوْا پس کہیں گے وہ نہایت حسرت سے کہ یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ کاش
ہم پھیرے جائیں طرف دنیا کے وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا اور نہ جھٹلائیں ہم نشانیوں قدرت پروردگار اپنے کو وَنَكُوْنَ مِنَ
الْمُؤْمِنِیْنَ اور ہوویں ہم ایمان لانے والوں میں سے اور نُكَذِّبَ اور نکون کو حفص نے عاصم سے اور حمزہ اور یعقوب نے منصوب پڑھا ہے تمنی کے
بعد سمجھکر اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے کلام جدید جانکر اور وہ کفار جو کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں جائیں تو پھر ایمان لاویں ایسا نہیں ہو سکتا اور یہ تمنا
نہیں ہے بَلْ بَدَا لَهُمْ بلکہ ظاہر ہوئی ہے واسطے اُنکے اعضا کے گواہی سے یا عذاب کے ظاہر ہونے سے مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ وہ چیز کہ تھے وہ پوشیدہ
کرتے دنیا میں کفر کو اور نفاق کو مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے وَلَوْ رُدُّوْا اور اگر پھیرے جائیں وہ دنیا میں اور دنیا میں پھر دوبارہ
جائیں تو لَعَادُوْا البتہ پھریں اور عود کریں لِمَا نُهُوْا عَنْهُ اسچیز کے کہ منع کئے گئے تھے وہ اس سے یعنی کفر کر گناہ کو کرنے لگیں کہ جس سے
منع کئے گئے تھے وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور البتہ تحقیق وہ کفار جھوٹے ہیں ایمان کے دعوے کرنے میں یعنی اگر بالفرض
وہ دنیا میں آئیں تو پھر کفر کو اور گناہوں کو اختیار کریں اور جس وقت کہ یہ آیتیں کہ عذاب قیامت کے ذکر میں نازل ہوئی ہیں
تو قیامت کا اور دوبارہ زندہ ہونیکا کفار نے انکار کیا وَقَالُوْۤا کہا انھوں نے کہ اِنْ هِیَ نہیں ہے یہ زندگی اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا
مگر زندگانی ہماری دنیا کی وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ اور نہیں ہوں گے ہم اُٹھائے گئے قبروں میں سے اور نہ یہ کہ وہ دنیا میں آئیں تو پھر
کہیں کہ ہم قبروں سے زندہ کرکے اٹھائے نہ جائیں گے اور ہِیَ کی ضمیر جو حیات کے لفظ کی طرف پھرتی ہے اگرچہ لفظ اسکا مذکور نہیں ہے لیکن کلام سے
سمجھا جاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اور اگر دیکھے تو اے محمد صلعم جس وقت کھڑے کئے جائیں وہ بحکم پروردگار اپنے
کے تو اس وقت قَالَ کہے خدا اُن سے کہ اَلَیْسَ هٰذَا کیا نہیں ہے یہ دوبارہ زندہ ہونا بِالْحَقِّ ٹھیک اور راست قَالُوْا کہیں وہ کہ بَلٰى
ہاں سچ ہے وَرَبِّنَا قسم ہے پروردگار ہمارے کی یعنی اقرار کریں وہ اسکے حق ہونیکا قَالَ کہے خدا اُن کو یعنی فرشتوں کو فرمائے کہ وہ کہیں
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ پس چکھو تم عذاب کو بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ بسبب اسکے کہ تھے تم کفر کرتے اور ایمان نہیں لاتے تھے خدا کی وحدانیت پر
اور پیغمبر کی نبوت پر اور فرماتا ہے کہ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ تحقیق خسارے میں ہوئے وہ لوگ کہ تکذیب کی
انھوں نے ساتھ پہنچنے ثواب کے اور عذاب خدا کے کہ اُس کا وعدہ خدا نے کیا ہے اور اسکو انھوں نے دروغ جانا حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ یہاں تک
کہ جس وقت آوے اُن کو السَّاعَةُ قیامت یعنی مقدمات قیامت کے کہ وقت مرنیکے عذاب کو مشاہدہ کریں وہ بَغْتَةً ناگہاں تو قَالُوْا کہیں وہ

ع ۱

یاحسرتنا علی ما فرطنا فیہا ہائے افسوس اور پشیمانی ہماری اوپر اس چیز کے کہ قصور کیا ہے بیچ اُس زندگانی کے اعمال خیر میں یعنی عاقبت
سے تکذیب کی اور یا سبب اسکی تکذیب کا حسرت ہے اور یعنیہ حال ہے یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور یاحسرۃ کے معنی یہ ہیں کہ حضرت حق تعالیٰ اور
فرماتا ہے خدا کہ وھم اور کفار یحملون اوزارھم اٹھائینگے بوجھوں گناہوں اپنے کو علی ظہورھم اوپر پشتوں اپنے کے کہ وہ گناہ انکو
لازم ہو جاینگے اور ہرگز اُسسے جدا نہوں گے الا ساء ما یزرون خبردار ہو کہ بری ہے وہ چیز کہ اُٹھائینگے وہ یعنی بوجھ گناہوں کا
اور تقدیر بساء ما یزرون کی یہ ہے کہ بئس شیئا یزرون وزرھم یعنی بری چیز ہے کہ اُٹھائینگے وہ بوجھ انکا اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ عمل صالح قیامت
میں اپنے صاحب سے کہے گا وقت ہول قیامت کے کہ میں دنیا میں تجھ پر بہت سوار رہا ہوں آج تو مجھ پر سوار ہو جا اور وہ عمل انکو ان سختیوں سے نکال کر
لے جائے گا اور بعضی روایت میں ہے کہ عمل بد اپنے صاحب سے کہے گا کہ دنیا میں تو مجھ پر بہت سوار رہا ہے آج میں تجھ پر سوار ہونگا پس سوار ہو جاتا ہے
اور یہی معنی ہیں وھم یحملون اوزارھم کے اور فرماتا ہے خدا کہ وما الحیوۃ الدنیا الا لعب ولھو اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور بازی
اور شغل بے عقلی کا کہ تھوڑے سے زمانہ میں زائل ہو جاتی ہے اور تعجب ہے اُن لوگوں سے جو اسپر مغرور ہوتے ہیں وللدار الاخرۃ اور البتہ خانہ
آخرت خیر للذین یتقون بہتر ہے واسطے اُن لوگوں کے کہ جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں کہ جانتے ہیں وہ کہ خانہ
آخرت بہشت کو ہے اور بہشت اُس میں رہیں گے اور اسکی لذتوں کو کبھی زوال نہیں ہے اور ابن عامر نے للدار کو لدار پڑھا ہے ایک لام سے اور آخرت کو
مجرور افلا تعقلون کیا پس نہیں سمجھتے ہیں وہ کہ کونسی سرائے ان دونوں میں بہتر ہے اور تعقلون کو ابن عامر اور یعقوب اور سہل نے یعقلون
پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ اور کہتے ہیں کہ اخنس بن شریق نے ابوجہل سے کہا کہ اے ابوجہل محمد کے حق میں تو کیا کہتا ہے وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا نہیں
کہا کہ وہ سچا ہے لیکن اگر ہم اسکی نبوت کا اقرار کریں تو تمام عرب اور شرف کہ حرم کے لوگوں کو حاصل ہے اسکی نبوت کے اقرار کرنے سے سب شرف ہمارا جاتا رہے
گا اور تمام اشراف قریش کے اس شرف سے محروم ہو جائیں گے اور سب شرف محمد میں جا ٹھہرے گا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ قد نعلم تحقیق جانتے ہیں ہم
انہ لیحزنک الذی یقولون اس بات کو کہ تحقیق غمگین کرتی ہے تجھکو وہ چیز یعنی وہ بات کہ کہتے ہیں وہ کفار تیرے مقدمہ میں فانہم
لا یکذبونک پس تحقیق وہ کفار نہیں جھٹلاتے ہیں تجھکو حقیقت میں اور تیری راستی کو اپنے دلوں میں خوب جانتے ہیں گو ظاہر میں اقرار نہ کریں
ولکن الظالمین اور لیکن ظلم کرنے والے اپنے نفسوں پر بآیات اللہ یجحدون ساتھ آیتوں خدا کے کہ وہ قرآن اور معجزے ہیں انکار کرتے
ہیں اور لیحزنک کو نافع نے بضم یا اور کسرہ زا پڑھا ہے اور لا یکذبونک کو نافع اور کسائی اور اعشی نے مخفف پڑھا ہے اور یہ قرأت علی علیہ السلام
کی ہے اور آنحضرت کی تسلی کے واسطے فرماتا ہے کہ ولقد کذبت رسل من قبلک اور البتہ تحقیق جھٹلائے گئے ہیں پیغمبر پہلے تجھ سے
فصبروا علی ما کذبوا پس صبر کیا اُنہوں نے اوپر اسکے کہ جھٹلائے گئے وہ یعنی لوگوں کے جھٹلانے پر ان پیغمبروں نے صبر کیا واوذوا
اور آزار دیئے گئے وہ کفار کے ہاتھوں سے حتی اتاھم نصرنا یہانتک کہ آئی انکو نصرت اور مدد ہماری پس تجھکو بھی پہلے انبیا کی طرح
صبر کرنا چاہیئے قوم کے آزار اٹھانے پر اس وقت تک کہ ہم تیری نصرت کریں اور کفار کو عذاب کریں ولا مبدل لکلمات اللہ اور
نہیں ہے کوئی بدلنا واسطے کلمات خدا کے یعنی خدائے تعالیٰ کے وعدہ کو کوئی نہیں بدل سکتا ہے جو وعدہ کہ اُس نے پیغمبر سے کیا ہے کہ تجھکو
کفار پر غالب کروں گا اور وہ ضرور ہونیوالا ہے اسواسطے کہ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ولقد جاءک من نبای
المرسلین اور البتہ تحقیق آئی ہے تیرے پاس بعضی خبر رسولوں کی کہ کیا کیا آزار انکو اُمتوں سے پہنچے ہیں اور اُنہوں نے صبر کیا ہے تجھکو بھی
صبر کرنا چاہیئے یہانتک کہ تجھکو کفار پر غلبہ حاصل ہو اور خاطر خواہ مطلب تیرا آوے وان کان کبر علیک اور اگر ہے بڑی اور بھاری
اوپر تیرے اعراضھم روگردانی انکی دین حق کے قبول کرنے سے تو فان استطعت پس اگر طاقت رکھتا ہے تو ان تبتغی نفقا
فی الارض یہ کہ طلب کرے تو سوراخ کو بیچ زمین کے کہ اس میں تو چلا جائے او سلما فی السماء یا سیڑھی کو بیچ آسمان کے کہ اس پر

نصف

چڑھ جائے اور آسمان پر تو پہنچ جائے تو فَتَأْتِيَهُم بِآيَةٍ پس لاوے اُن کے پاس کوئی ایسی آیت زمین میں جاکر یا آسمان پر چڑھ کر کہ وہ مجبور ہو کر
ایمان لائیں اگر تجھ میں کچھ طاقت ہے لا سکے اور استطعت کا جواب محذوف ہے اور وہ فعل ہے یعنی اگر تو طاقت رکھتا ہے تو ایسا کر تو ایسا اور بعض پیر کو کہتے
اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ اور اگر چاہتا خدا اور مصلحت اسکی تقاضا کرتی کہ ان کو مجبور کرکے مومن کرے تو لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ
البتہ جمع کرتا ان کو اوپر ہدایت کے کہ سب مومن ہو جاتے فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ پس ہو تم نادانوں میں سے یعنی جزع اور فزع اور
حسرت کرنے والوں میں سے مت ہو اسکے ایمان نہ لانے پر کہ حال تیرا نادانوں کے حال کے قریب ہو جائے اس واسطے کہ ایمان مجبوری ہماری مصلحت کے
خلاف ہے اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اختیار سے ایمان لائیں ہر چند تجھکو حرص ان کے ایمان لانے کی بہت ہے لیکن مصلحت ہماری اسی کو
ابھی ہے کہ وہ اپنے ارادے اور اختیار سے ایمان لائیں نہ ہماری زبردستی اور جبر کرنے سے إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ سوائے
اس کے نہیں کہ قبول کرتے ہیں سر سے کہنے کو وہ لوگ کہ سنتے ہیں قبول کرنے کے کانوں سے اور سمجھتے ہیں تامل کرنے کے ارادہ سے وَالْمَوْتَىٰ
اور مردہ دلوں کو جو میری بات کو نہیں سنتے اسلئے کہ گویا مردے ہیں يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ اٹھائے گا خدا اُنکو قبروں سے ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ پھر
طرف حکم اسکے کے پھیرے جاوینگے وہ رجوع کرنا کیے دنیا میں کے واسطے جزا کے اعمال کے اس دن سمجھیں گے اور ایمان لائیں گے پس اس وقت کا ایمان ان کو
فائدہ نہ بخشے گا وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اور کہتے ہیں وہ کفار کہ کیوں نہیں نازل کی گئی اوپر اسکے آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ کوئی نشانی یعنی
کوئی معجزہ پروردگار اسکے کی طرف سے جیسے کہ صالح نے اونٹنی منگوا دی تھی اور موسیٰ کا ہاتھ روشن ہو جاتا تھا اور عصا اس کا اژدہا بنجاتا تھا کہ دلالت
کرے اسکی نبوت پر فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ إِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ اور تحقیق خدا قادر ہے اوپر اس کے کہ نازل کرے
معجزے کو وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ اور لیکن اکثر اُن کے نہیں جانتے کہ خدا قادر ہے اور عادت خدا کی اس سے جاری ہے کہ موافق سوال کے
ہی کو معجزہ دکھلائے اور پھر کفار ایمان نہ لائیں معجزہ کو دیکھ کر تو خدا عذاب کو نازل کرتا ہے مثل قوم ثمود اور اہل مائدہ کے اس واسطے اُن کے
سوال کے مطابق معجزہ کو نازل نہیں کرتا اور اب خدائے تعالیٰ اپنی قدرت اور حکمت کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ
اور نہیں ہے کوئی چلنے والا جاندار بیچ زمین کے وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ اور نہ کوئی اڑنے والا کہ اُڑے ساتھ دو بازوؤں اپنے کے إِلَّا
أُمَمٌ أَمْثَالُكُم مگر گروہیں ہیں مانند تمہارے کہ مثل تمہارے نر اور مادہ ہیں اور روزی اُن کو پہنچتی ہے اور پیدا ہوتے ہیں اور مرتے ہیں اور اپنے
صانع اور پیدا کرنے والے کے وجود پر دلالت کرتے ہیں اور سب احوال کو ہم نے ضبط کیا ہے اور یہ امر ہمارے کمال قدرت پر دلالت کرتا ہے کیا کوئی
معجزہ ہم نازل نہیں کر سکتے ہیں اور طائر کا عطف دابہ پر ہے اور فرماتا ہے کہ مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ نہیں کمی کی ہے ہمنے بیچ کتاب کے
یعنی بیچ قرآن کے مِن شَيْءٍ کسی شے کی بلکہ وہ قرآن شامل ہے ہر چیز پر کہ آدمی امر دین میں جس کا محتاج ہے مثل حلال اور حرام اور
نصائح کی اور اخبار پیغمبروں کے سب امر اس میں مجملاً مذکور ہیں اور تفصیل اسکی رسول کے بیان پر چھوڑ دی ہے ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ
پھر طرف پروردگار اپنے کے محشور کیے جائیں گے وہ سب تاکہ نیکوں کو ثواب ملے اور بدوں کو عذاب ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ حشر کے روز چار شخص سوار ہوں گے میں اور علیؑ اور فاطمہؑ اور صالح پیغمبر ہیں تو براق پر سوار ہوں گا اور فاطمہؑ میرے ناقہ عضباء پر
سوار ہوگی اور صالح اپنی اونٹنی پر سوار ہوگا جس کے پاؤں کاٹے گئے تھے اور علیؑ نور کے ناقہ پر سوار ہوگا اور فرماتا ہے کہ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا
بِآيَاتِنَا اور جو لوگ کہ جھٹلاتے ہیں آیتوں ہماری کو کہ وہ قرآن کی آیتیں ہیں یا تمام معجزے ہیں پس جو لوگ کہ جھٹلاتے ہیں وہ صُمٌّ
بہرے ہیں وحدانیت کی دلیلوں کے سننے سے وَبُكْمٌ اور گونگے ہیں حق کے کہنے سے فِي الظُّلُمَاتِ بیچ اندھیروں کفر کے پڑے ہوئے ہیں کہ کسی
طرح سے راہ حق پر نہیں چلتے ہیں مَن يَشَإِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ جسکو چاہے خدا گمراہی میں پڑا رہنے دے اسکو اور لطف اپنی اُس سے اٹھالے سبب اُس
کے عناد کے اور ظاہر دلیلوں کو دیکھ کر انکار کرنے کی جہت سے کہ باوجودیکہ حق کو جانتا ہے اور حسد اور عناد کے سبب سے پھر انکار کرتا ہے وَمَن

يشاء يجعله على صراط مستقيم ٥ اور جس شخص کو چاہے کر دے اسکو اوپر راہ سیدھی کے کہ اسکو بہ سبب اُسکے طالب ہونے حق کے اور بسبب
اُس کے تامل کرنے کے دلیلوں میں حق کے توفیق اسکو عطا کرے کہ ایمان اُسکا روز بروز ترقی پکڑے قل کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں کو کہ أرأيتكم
کیا دیکھا تم نے یعنی خبر دو تم مجھکو کہ إن أتاكم عذاب الله اگر آوے تمکو عذاب خدا کا اور أرأيتكم کی تحقیق میں لوگ حیران ہیں کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ
اور کم اس میں حرف خطاب کا ہے جیسے کہ ذالکم میں اور ضمیر خطاب کی نہیں ہے کہ اسم ہووے اور أرأيتكم کو اخبرونی کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور صیغہ
تو یہ واحد کا ہے اور جمع میں اس واسطے اسکو استعمال کرتے ہیں کہ أرأيت کا خطاب عام ہے کہ متعدد کو شامل ہے اور بعضے أرأيت کی ضمیر کو بھی ضمیر
خطاب کی نہیں کہتے ہیں اس واسطے کہ ایک کلمہ میں دو آلہ خطاب کے جمع نہیں ہو سکتے اور بعضے اُسکو علمتم کے معنی میں کہتے ہیں اور اہل مدینہ نے أرأيتكم اور
أرأيت اور أرأيتم کو تخفیف ہمزہ پڑھا ہے اور کسائی نے ہمزہ کو ترک کیا ہے اور باقیوں نے قائم رکھا ہے اور جواب إن أتاكم کا وہ فعل ہے کہ جو بعد استفہام کے
ہے اور شرط اور جواب اُسکا دونو ارایت کے مفعول کے قائم ہیں پس فرماتا ہے خدا کہ اگر آوے تمکو عذاب جیسے کہ پہلے کافروں کو آیا تھا مثل عاد اور
ثمود کے أو أتتكم الساعة یا آوے تمکو قیامت یعنی ہول قیامت کی اور عذاب اُس کے تو أغير الله تدعون کیا سوائے خدا کے
پکارو گے تم کسی کو کہ وہ عذاب کو تم میں سے دفع کرے إن كنتم صادقين ٥ اگر ہو تم راست گو اپنے اس دعوے میں کہ بت بھی خدا ہیں اور ایسا
ہرگز نہیں ہے کہ تم بتوں کو اس وقت پکارو بل إياه تدعون بلکہ اس معبود حقیقی ہی کو پکارو گے تم بہت عاجزی اور زاری سے عذاب کے دفع کرنے
کے واسطے ۔ اُس کے غیر کو فيكشف پس دور کر دے گا وہ خدائے تعالیٰ جسے دعا میں ما تدعون إليه اُس چیز کو کہ پکارتے ہو تم طرف
دور کرنے اسکے کے إن شاء اگر چاہے گا اور مصلحت اسکی اقتضا کرے گی اس کے دور کرنے کو وتنسون اور بھول جاؤ گے تم وقت پکارنے کے
ما تشركون ٥ اس چیز کو کہ شریک کرتے ہو تم خدائے تعالیٰ کے یعنی عذاب تم پر نازل ہووے تو اس وقت تم اپنے بتوں کو ہرگز نہ پکارو گے
بلکہ خدائے پاک کو پکارو گے عذاب کے دور کرنے کے واسطے اور اس وقت انہی بتوں کو بھول جاؤ گے اور فرماتا ہے کہ ولقد أرسلنا
إلى أمم من قبلك اور البتہ تحقیق بھیجا ہے ہم نے پیغمبروں کو طرف امتوں کے پہلے تجھ سے اور اُن امتوں نے اپنے پیغمبروں کو
جھٹلایا اور ایمان اُن پر نہ لائیں فأخذناهم بالبأساء والضراء پس پکڑا ہم نے اُن کو ساتھ سختی اور تنگی کے کہ بیماری اور
قحط اور فقیری اُن کے آدمیوں میں ڈالی لعلهم يتضرعون تاکہ وہ عاجزی اور زاری کریں اور شرک اور کفر سے دستبردار ہوں اور درگاہ
پروردگار اپنے میں توبہ اور استغفار کریں فلولا إذ جاءهم بأسنا پس کیوں نہیں جس وقت آیا اُن کے پاس عذاب ہمارا یعنی پس کس واسطے
جس وقت کہ ہمارا عذاب اُن پر آیا تو تضرعوا زاری کی انھوں نے تاکہ ہم بلا کو اُن سے دفع کرتے ولكن قست قلوبهم اور لیکن سخت
ہو گئے تھے دل اُن کے وزين لهم الشيطان اور آراستہ کر دیا تھا واسطے اُن کے شیطان نے ما كانوا يعملون ٥ اس چیز کو کہ تھے وہ
عمل میں لاتے یعنی شیطان نے کفر اور عصیان کو اُن کے دلوں میں بہتر اور خوب کر کے جتا دیا تھا کہ وہ اسی کو اچھا جانتے تھے فلما نسوا پس جس وقت
کہ بھول گئے وہ کافر ما ذكروا به اس چیز کو کہ نصیحت کی گئی تھی وہ ساتھ اسکے یعنی اُس سختی محتاجگی اور بیماری اور قحط کی جو ہم نے بھیجی تھی واسطے نصیحت
کے تو انھوں نے اس سے نصیحت نہ پکڑی اور جس وقت کہ اسکو بھول گئے تو فتحنا عليهم أبواب كل شيء کھول دیے ہم نے اوپر اُن کے
دروازے ہر چیز کی کہ طرح طرح کی نعمت اور فراغت ہم نے اُنکو دی اور اس میں ہم نے اُنکا امتحان کیا اور فتحنا کو ابن عامر نے تشدید پڑھا ہے باب
تفعیل سے تمام قرآن میں اور یعقوب نے اُسکی موافقت کی ہے سوائے اس مقام کے یعنی خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کے دروازے اُن پر کھول دئیے
واسطے امتحان اُن لوگوں کے اور آسودگی اور فراغت ہم نے اُنکو دی حتى إذا فرحوا بما أوتوا یہاں تک کہ جس وقت کہ خوش ہوئے وہ
بسبب اُس چیز کے کہ دیے گئے وہ قسم قسم کی نعمتیں اور لذتوں میں پڑ کر ہمکو وہ بھول گئے اور نعمتیں جو ہم نے اُنکو دیں اُنکا شکر انھوں نے ادا نہ کیا تو
أخذناهم بغتة پکڑ لیا ہم نے اُنکو ناگہاں کہ عذاب میں اُن کو گرفتار کیا فإذا هم مبلسون ٥ پس اُس وقت وہ ناامید ہوئے

ع ۱۱

تھے نجات سے عذاب کو دیکھ کر اور پشیمان تھے اور افسوس کرتے تھے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا پس کاٹی گئی جڑ اس قوم کی کہ جن لوگوں نے
ظلم کیا تھا اپنی جانوں پر کفر اور گناہ کر کے کہ کوئی ان میں سے باقی نہ رہا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور شکر ہے واسطے خدا کے کہ پروردگار عالموں کا ہے
کہ ظالموں اور مشرکوں کو ہلاک کرتا ہے اس واسطے کہ نہ باقی رہنا اہل زمین کا کفار کے عقائد بد اور گنہگاروں کے اعمال ناشائستہ سے بڑی نعمت ہے
نہ سزاوار اسکی ہے کہ شکر اس کا ادا کیا جائے اور جناب سید انبیاء فرماتا ہے کہ جس وقت دیکھے تو کہ خدائے تعالیٰ کسیکو باوجود اصرار کرنے گناہوں
کے نعمت اور فراغت عطا کرتا ہے تو جان تو کہ یہ استدراج ہے یعنی درجہ بدرجہ اسکو بڑھاتا ہے اور ایک دفعہ پکڑے گا اور حضرت صادق علیہ السلام
سے روایت ہے کہ جو کوئی ظالموں کے باقی رہنے کو چاہے اس نے گنہگاروں سے دوستی کی اور فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ أَرَأَيْتُمْ
کیا دیکھا تم نے یعنی خبر دو مجھکو کہ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ اگر لیجائے خدا شنوائی تمہاری کو اور بینائیوں تمہاری کو کہ بہرے اور
اندھے ہو جاؤ تم وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ اور مہر کر دے اوپر دلوں تمہارے کے کہ نہ کچھ سمجھ سکو اور نہ دریافت کر سکو تو مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ
کون خدا ہے سوائے معبود حقیقی کے يَأْتِيكُم بِهِ لائے تمکو اسکو کہ جو چیز ہم نے لی ہے مثال کی وغیرہ اور فرماتا ہے خدا کہ انظُرْ دیکھ تو اے
محمد صلعم کہ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو کہ کبھی تو خوف دلاتے ہیں ہم عذاب سے اور کبھی رغبت دلاتے ہیں ہم
طرف ثواب کے اور کبھی عقلی دلیلیں بیان کرتے ہیں ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ پھر وہ کفار منہ پھیر لیتے ہیں اور راہ عناد سے حق کی پیروی نہیں کرتے
ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ أَرَأَيْتَكُمْ خبر دو تم مجھکو کہ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ اگر آئے تمکو عذاب خدا کا دنیا میں بَغْتَةً
ناگہاں بیخبری میں أَوْ جَهْرَةً یا علانیہ کہ اسکے آنے کی علامت معلوم ہو تو هَلْ يُهْلَكُ نہ ہلاک کئے جائیں اس عذاب سے إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ مگر قوم
ظلم کرنے والی کہ شرک کر کے اپنی جانوں پر وہ ظلم کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ آیت اسوقت نازل ہوئی ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے
طرف مدینہ کے ہجرت کی تھی اور اصحاب کو سختیاں اور بیماریاں پہنچی تھیں اور انھوں نے شکایت اس کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھی اس وقت یہ
آیت نازل ہوئی یعنی مشقت اور بیماری تمکو دنیا میں پہنچتی ہے لیکن عذاب الیم کہ جس میں ہلاکت ہے وہ کفار کو پہنچتا ہے جو کہ بسبب اختیار کرنے کفر کے اپنی
جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ بغتۃً تو مواخذہ اسی امت سے کیا جائے گا جن لوگوں نے ان میں سے آل
رسول پر ظلم کیا ہے اور جہرۃً بنی عباس سے مواخذہ ہوگا اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ اور نہیں بھیجتے ہیں ہم پیغمبروں کو
إِلَّا مُبَشِّرِينَ مگر خوشخبری دینے والے مومنین کو بہشت کی وَمُنذِرِينَ اور ڈرانے والے کافروں اور گنہگاروں کو دوزخ سے
فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ پس جو شخص کہ ایمان لائے اور درست کرے جی نفس کو طاعت اور پرہیزگاری کر کے فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ پس نہیں
خوف ہے اوپر ان کے کہ جو طاعت اور پرہیزگاری کرتے ہیں عذاب سے وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور وہ نہ غمگین ہوں گے ثواب کے فوت ہونے سے
اور آمن اور اصلح کی ضمیر من کے لفظ کی طرف پھرتی ہے کہ وہ مفرد ہے اور علیہم اور یحزنون کی ضمیر اسکی طرف باعتبار معنی کے پھرتی ہے کہ
من میں وہ جمع کے واسطے بھی آتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور جن لوگوں نے کہ جھٹلایا آیتوں ہماری کو يَمَسُّهُمُ
الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ پہنچے گا ان کو عذاب بسبب اسکے کہ تھے وہ باہر ہوتے تھے دائرہ ایمان اور طاعت سے اور فرماتا ہے
خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ لَا أَقُولُ لَكُمْ نہیں کہتا ہوں میں واسطے تمہارے یعنی نہیں کہتا ہوں میں تم سے کہ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ
نزدیک میرے خزانے خدا کے ہیں کہ جو تم مجھ سے طلب کرو تو میں اس میں سے تمکو دے دوں وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ اور نہیں جانتا
ہوں میں غیب کو اور جبتک کہ وحی نہیں آتی تو میں کچھ نہیں بتلا سکتا ہوں وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ اور نہیں کہتا ہوں میں واسطے تمہارے
تحقیق میں فرشتہ ہوں کہ جو کچھ فرشتے کرتے ہیں میں بھی وہی کروں بلکہ آدمی ہوں تمہارے مثل إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ
نہیں پیروی کرتا ہوں میں مگر اس کی کہ وحی کی جاتی ہے طرف میرے حلال اور حرام کے احکام کے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے

حضرت موسیٰ ایک مرتبہ کوہ طور پر گئے تو کہا کہ اے پروردگار میرے اپنے خزانے تو مجھ کو دکھلا دے فرمایا کہ میرے خزانے یہ ہیں کہ جس وقت کسی چیز کو کہوں ہو
کہ ہو جا تو وہ اسوقت ہو جاتی ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے حرام کو حرام کیا ہے اور حلال کو حلال کیا
ہے اور فرائض کو فرض کیا ہے پس جو شخص لائے ایسی روایت کو کہ حلال کو حرام کرے اور حرام کو حلال کرے اور فریضہ کو رفع کرے تو اسکو قبول مت کرو کہ جناب
رسولخدا حرام کئے ہوئے کو حلال نہیں کر سکتے تھے اور خدا کے حلال کئے ہوئے کو حرام نہیں کر سکتے تھے اور فریضہ کو متغیر اور رفع نہیں کر سکتے تھے وہ سب امور
میں تابع وحی کے تھے جو کچھ خدا فرماتا تھا اسکو امت پر پہنچا دیتے تھے اور فرماتا ہے خدا باعتبار تمثیل کے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کو کہ هَلْ يَسْتَوِي
الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ کیا برابر ہے اندھا اور بینا کہ ایک تو بالکل نہیں دیکھ سکتا ہے اور دوسرا اچھے دیکھ سکتا ہے اور ایسے ہی عالم اور جاہل کیونکر برابر
ہو سکے اور راہ پایا ہوا اور گمراہ ہرگز برابر ہوں گے أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ کیا پس نہیں سوچتے اور فکر کرتے ہو تم اس مقدمہ میں وَأَنذِرْ
بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ اور ڈرا تو ساتھ اس وحی کے اے محمد ان لوگوں کو کہ خوف خدا کرتے ہیں عمل خیر میں قصور کرنے سے أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ
اسواسطے کہ جمع کئے جائیں گے وہ طرف پروردگار اپنے کے واسطے جزائے اعمال کے اور اندر یہ میں ضمیر ہ کی طرف ما کے پھرتی ہے جو کہ تو نے ہیں
پس وہ اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے جزائے اعمال کے واسطے لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ جس وقت کہ نہیں ہوگا واسطے
اُن کے سوائے اس خدا کے کوئی دوست کہ اُن کے امور کی درستی کرے وَلَا شَفِيعٌ اور نہ کوئی سفارش کرنے والا کہ ان کو عذاب سے رہائی دلوائے
ہیں ہمارا حکم یا ان کو ساتھ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ تاکہ وہ ڈریں خدائے تعالیٰ سے اور پرہیزگاری کو اختیار کریں اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت
ہے فرمایا کہ یہ مراد ہے اس سے کہ ڈرا تو ساتھ قرآن کے ان لوگوں کو کہ جو امید ثواب کی خدا سے رکھتے ہیں اور رغبت دلا تو ان خیر و نیکی کے جو نزدیک
خدائے تعالیٰ کے ہیں اسواسطے کہ قرآن سفارش کرنے والا ہے اور کہتے ہیں کہ قریش کے اشراف اور رئیسوں نے رسولخدا صلعم سے کہا کہ ہمیشہ تیری مجلس
میں محتاج آدمی اور غلام مثل ابن مسعود اور بلال اور مقداد اور عمار اور صہیب اور سلمان وغیرہ کے بیٹھے رہتے ہیں ان مفلسوں اور غلاموں کو اپنے
پاس سے اٹھا دے کہ ہم تیرے پاس نشست و برخواست رکھیں اور تیری باتیں دین کے مقدمہ میں اور قرآن کو سنیں اور ان مفلسوں اور غلاموں
کے ہمراہ بیٹھنا ہم کو عار معلوم ہوتا ہے اور غرض انکی اس سے یہ تھی کہ حضرت کے اصحاب تا وفا تو حضرت کی صحبت کو ترک کریں اور ہم اپنے وعدہ پر
وفا نہ کریں اور حضرت تمہارہ چاہیں خدائے تعالیٰ نے اُن کے مقدمہ میں یہ آیت نازل کی کہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ
رَبَّهُم اور مت ہانک تو اور نہ نکال تو اے محمد اپنی مجلس سے ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں وہ پروردگار اپنے کو اور یاد کرتے ہیں اس کو بِا
لْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ بیچ صبح کے اور شام کے یعنی ہمیشہ اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں
اول اور آخر روز کے کہ اس وقت سے يُرِيدُونَ وَجْهَهُ چاہتے ہیں وہ ذات خدا کو یعنی چاہتے ہیں اسکی رضامندی کو اور طریقہ اخلاص کو
مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ نہیں ہے اوپر تیرے اے محمد حساب ایمان انکے سے کوئی شے وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم
اور نہیں ہے حساب اور عمل تیرے سے اوپر اُن کے مِّن شَيْءٍ کوئی شے کہ فَتَطْرُدَهُمْ پس ہانکے تو اُن کو اپنے پاس سے یعنی تجھکو اُن کے
ایمان اور اعمال کا حساب دینا پڑے گا اور تیرے ذمہ یہ بھی نہیں ہے کہ اُن کے باطن سے تو آگاہ ہوتا مد کہ ایمان اُنکا اعلیٰ اور افضل ہو اُن لوگوں
کے ایمان سے کہ جو تو ان کو نکال دے اُن کے وعدہ ایمان کرتے ہیں اور اگر مومنین کو اُن لوگوں کے ایمان کی طمع میں اپنے پاس سے نکالے
گا تو فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ پس ہو جائے گا تو ظلم کرنے والے لوگوں میں سے یہ کمال مبالغہ اور بڑی عبرت ہے تونگروں کے واسطے کہ کسی محتاج
مومن کو حقیر سمجھ کر اسکی صحبت سے نفرت نہ کریں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ذلیل اور حقیر سمجھے مومن کو اس کی مفلسی کے سبب
تو تشہیر کرے گا اُس کو خدائے تعالیٰ تمام خلائق میں اور فرماتا ہے جناب رسولخدا صلعم نے کہ جو کوئی غمگین کرے مومن کو اور پھر اُس کو تمام
دنیا دیوے تو وہ اسکا عوض نہیں ہو سکتا اور بعضے اس آیت کے نازل ہونے کے سبب میں بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں بعضے فقرائے مومنین تھے کہ انکو

ع ۹

اصحاب صفہ کہتے ہیں اور رسول خدا صلعم انکو یہ حکم کیا تھا کہ وہ ایک ایوان میں رہتے تھے اور بلال عمار اور سلمان اور صہیب وغیرہ کے یہ تھے اور رسول خدا
صلعم خود اُن کے واسطے کھانا بھجواتے تھے اور جس چیز کی ان کو ضرورت ہوتی تو خدا اسکو انجام کو پہنچاتے تھے اور وہ لوگ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس حاضر ہوتے تھے تو حضرت انکو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور ایسے ان پر محبت کرتے تھے اور جس وقت کہ حضرت کے اصحاب میں سے تونگر اور
اشراف لوگ جمع ہوتے تھے کہ اس بات سے یہ لوگ فقرائے مومنین سے نفرت کرتے تھے اور حضرت سے کہتے تھے کہ انکو اپنے پاس سے نکال دے ایک روز ایک
مرد انصار میں سے حضرت کے پاس آیا اور وہ فقرا حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ شخص ان سے دور جا کر بیٹھا حضرت نے فرمایا کہ نزدیک آ جا پہلے
اُس نے حضرت کا کہنا نہ مانا حضرت نے فرمایا کہ شاید تو نے خوف اس امر کا کیا ہے کہ ایسا ہو کہ انکی فقیری کچھ کو لگ جائے اس شخص نے کہا کہ نکال دے اُن کو پاس
سے اپنے خدائے تعالے نے یہ آیت نازل کی کہ ولا تطرد الذین یدعون ربہم (الآیہ) وَكَذَٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ ارشاد ہے پھر ویسے تونگروں
کے ایسے ہی فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ آزمایا ہے ہم نے بعض اہل اسلام کو ساتھ بعضی چیزوں کے امور دین میں اور مقدم رکھا ہے ہم نے عاجزوں کو اُن کے
ایمان کی جہت سے اشراف اور تونگروں پر اور اگر ہے اشراف کو جاہ و مال دنیا ہے تو ان عاجزوں کو ہمنشینی رسول کی ہم نے عطا کی ہے کہ جس سے انکو ایک مرتبہ
حاصل ہے لِيَقُولُوا تاکہ کہیں وہ تونگر اُن فقرائے مومنین کو کہ أَهَٰؤُلَاءِ کیا یہی ہیں وہ لوگ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم احسان کیا ہے خدا نے اوپر
اُن کے توفیق ہدایت اور ایمان کی واسطے مِّن بَيْنِنَا درمیان ہمارے سے اور حال یہ ہے کہ ہم اشراف اور صاحب مرتبہ اور رئیس ہیں اور وہ فقرا
اور مساکین اور کم مرتبہ ہیں خدائے تعالے انکار کے جواب میں فرماتا ہے کہ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ کیا نہیں ہے خدا زیادہ جاننے والا
اور عالم ساتھ شکر کرنے والوں کے یعنی خدا جانتا ہے ایمان لانے والوں کو اور اسکی توفیق پر شکر کرنے والوں کو اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت مومنین نے رسول خدا
کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول خدا ہم سے بہت گناہ صادر ہوئے ہیں انکی کیا تدبیر کرنی چاہیے اور ہم کس طرح استغفار کریں حضرت نے انکو کچھ جواب نہ
دیا وہ ناامید ہو کر اُلٹے پھر گئے یہ آیت نازل ہوئی جیسا کہ فرماتا ہے خدا کہ وَإِذَا جَاءَكَ اور جس وقت آئیں تیرے پاس اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ آیتوں ہماری کے تو فَقُلْ پس کہہ تو اُن سے کہ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
سلام اوپر تمہارے ہو جو اور رحمت پروردگار سے اور انکو امید مغفرت کرا اور بعضے کہتے ہیں کہ حمزہ اور جعفر طیار اور عمار اور مصعب بن عمیر وغیرہ کے
حق میں نازل ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ انہی لوگوں ہی کے حق میں نازل ہوئی ہے جن کے نکال دینے سے حکم ممانعت رسول خدا کو آیا تھا اور کہتے ہیں
کہ جس وقت رسول خدا ان فقرائے مومنین کو دیکھتے تھے تو پہلے خود انکو سلام کرتے تھے اور ان کو اپنے سے پہلے سلام کرنے کی مہلت نہیں دیتے تھے اور فرماتے
تھے کہ شکر ہے اس خدا کا کہ جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں کہ مجھ کو اُن پر سلام کرنے کا حکم کیا ہے اور فرماتا ہے خدائے تعالے کہ كَتَبَ لکھی ہے
یعنی واجب کی ہے رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ پروردگار تمہارے نے اوپر ذات اپنی کے رحمت یعنی بخشش واسطے گنہگاروں کے خدائے تعالے نے
اپنی ذات پر فرض کی ہے اور وہ اس طرح پر ہے کہ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ تحقیق کہ جو شخص کہ عمل کرے تم میں سے بد بسبب نادانی
کے ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ پھر توبہ کرے پیچھے اس کے وَأَصْلَحَ اور درست کرے نفس اپنے کو کہ آئندہ کو پھر گناہ نہ کرے تو فَأَنَّهُ غَفُورٌ
پس تحقیق وہ خدا بخشنے والا ہے توبہ کرنے والوں کو رَّحِيمٌ مہربان ہے اوپر ان کے اور تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ وہ عمل بد جہالت سے کرنے والے حضرت
عمر ہیں وَكَذَٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ بیان کرتے ہیں ہم دلائل وحدانیت اور نبوت کی اس کتاب میں ایسی ہی نُفَصِّلُ الْآيَاتِ
تفصیل سے بیان کرتے ہیں ہم آیتوں کو صفات کی پرہیزگاروں اور گنہگاروں کے ذکر میں اور گناہوں پر اصرار کرنے والوں اور توبہ کرنے والوں
کے باب میں تاکہ دلالت حق کی ظاہر ہو کر گنہگار پر حجت لازم ہو جائے اور اہل ایمان فرمانبرداری اس کی کریں وَلِتَسْتَبِينَ
سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ اور تاکہ ظاہر ہو جائے راہ گنہگاروں کی کہ مومنین اُن کے طریق سے بعد ظاہر ہونے کے پرہیز کریں اور محمد بن مسلم نے روایت
کی ہے کہ پوچھا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ اے محمد بن مسلم جس وقت مومن اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو سب گناہ اسکے بخشے جاتے ہیں پس

ع ۵ ۱۲

چاہیئے کہ وہ مومن امید اسے سمجھ کر ہیں لیکن نہیں ہے یہ صرف مگر واسطے مومن کے پیغمبر نے عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر وہ پھر گناہ کرے
اور پھر توبہ کرے فرمایا کہ اے محمد بن مسلم تو نے دیکھا ہے کہ بندہ مومن نادم اور پشیمان ہو گناہ سے اور توبہ کرے اور خدائے تعالیٰ اسکی توبہ کو قبول نہ کرے پھر میں
نے عرض کی کہ اگر وہ کئی مرتبہ گناہ کرے اور پھر توبہ کرے فرمایا کہ اگر بندہ مومن توبہ کرتا جائے گا تو خدا قبول کرتا جائے گا خدا تعالیٰ غفور رحیم ہے
اور گناہوں کو معاف کرتا ہے تجھکو نہیں چاہیئے کہ تو بندگان خدا کو ناامید کرے رحمت خدا سے اور جابر بن عبداللہ نے روایت کی ہے حضرت باقرؑ سے کہ
فرماتے تھے توبہ کرنے والا گناہوں سے ایسا ہے کہ اسکے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے اور جو شخص کہ گناہوں سے استغفار کرتا جاتا ہے اور گناہ بھی کرتا جائے تو وہ ایسا
ہے کہ خدا کو کسی سے ہنسی کرتا ہے اور ابو عبیدہ نے حضرت باقرؑ سے روایت کی ہے فرماتے تھے کہ خدائے تعالیٰ بندہ کے توبہ کرنے سے اس شخص سے زیادہ خوش
ہوتا ہے کہ جس کا زاد راہ اور سواری شب تاریک میں صحرا میں گم ہو کر پائی جاوے یعنی وہ شخص اپنے ان گم ہوئی چیزوں کے مل جانے سے بہت خوش ہوتا ہے اور
خدائے تعالیٰ بندہ کے توبہ کرنے سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اِنِّیْ نُھِیْتُ تحقیق میں منع کیا گیا ہوں اَنْ
اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اس سے کہ پرستش کروں میں اُن کی کہ پکارتے ہو تم سوائے خدا کے جن کو یعنی تم جو آرزو کرتے ہو کہ
میں بھی مثل تمہارے سوائے خدا کے بتوں کی پرستش کروں نہ مجھ سے ہو گا اور فرماتا ہے خدا تعالیٰ کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ لَآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ
نہ پیروی کروں گا میں خواہشوں تمہاری کی کہ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا تحقیق گمراہ ہو جاؤں گا میں اسوقت یعنی جس وقت تمہاری آرزوں اور خواہشوں کی
پیروی کروں گا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ اور نہ ہوں گا میں ہدایت پانے والوں میں سے اور کہتے ہیں کہ نضر بن الحارث
وغیرہ رؤسائے قریش نے رسول خدا صلعم سے کہا کہ اے محمد ہمکو کب تک ڈراؤ گے تو عذاب خدا سے جو عذاب کہ تجھ سے ہو سکتا ہے وہ کر لو اور پہلے اس سے
ہمکو مت ڈرا کہ ہم تیرے ڈرانے سے ڈرتے نہیں ہیں خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ
تحقیق میں اوپر حجت اور دلیل کے ہوں مِّنْ رَّبِّیْ پروردگار اپنے کی طرف سے کہ وہ قرآن اور وحی ہے وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ اور جھٹلاتے ہو تم اس
دلیل کو اور ضمیر بہ کی کہ مذکر کی ضمیر ہے بینہ کی طرف اس واسطے پھرتی ہے کہ وہ بیان کے معنی میں ہے مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ نہیں ہے
نزدیک میرے وہ چیز کہ جلدی کرتے ہو تم ساتھ اسکے کہ جلدی تم پر عذاب نازل ہو یہ میری قدرت میں نہیں ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہیں ہے حکم جلدی
اور دیر کا مگر واسطے خدا کے کہ یَقُصُّ الْحَقَّ بیان کرتا ہے حق کو خواہ مصلحت اسکی تقاضا دیر کا کرے خواہ جلدی کا اور جدا کرتا ہے حق کو باطل سے اور یا یہ
معنی ہیں کہ پیروی کرتا ہے حق کی کہ حق ہی کرتا ہے اور سوائے حق کے اور کچھ نہیں کرتا ہے اور بعضوں نے یقص کو یقضی پڑھا ہے یعنی حکم حق کرتا ہے
وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ اور وہ خدا بہتر جدا کرنے والا حق کا باطل سے ہے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ اگر تحقیق ہوتی نزدیک
میرے یعنی اگر میری قدرت میں ہوتی مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ وہ چیز کہ جلدی کرتے ہو تم ساتھ اسکے کہ عذاب کے نازل ہونے کو بہت جلد چاہتے
ہو تم اگر اسکا نازل ہونا میرے اختیار میں ہوتا تو لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ البتہ فیصل کیا جاتا امر درمیان میرے اور درمیان
تمہارے کہ میں کبھی کا تمکو ہلاک کر چکا ہوتا تمہارے کفر کے سبب سے لیکن یہ میرے اختیار میں نہیں ہے خدائے تعالیٰ کو اختیار ہے جب چاہے کرے
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ اور خدا زیادہ جاننے والا اور عالم ہے ساتھ حال ظلم کرنے والوں کے جس وقت اسکی مصلحت تقاضا کرے گی اسوقت
عذاب کو نازل کرے گا اور فرماتا ہے خدا کہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ اور نزدیک اس خدا کے کنجیاں غیب کی ہیں یعنی خدا کے پاس کنجیاں
غیب کے خزانوں کی ہیں کہ جو کچھ خلق سے پوشیدہ ہے ثواب اور عذاب اور اجل وغیرہ سب کو وہ جانتا ہے نہ غیر اس کا چنانچہ فرماتا ہے کہ لَا یَعْلَمُهَآ
اِلَّا هُوَ نہیں جانتا ہے انکو مگر وہ خدا کہ کس کے لئے دیر کا مصلحت اسکی تقاضا کرتی ہے اور کس کے جلدی کا وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ اور جانتا ہے
جو کچھ کہ بیچ جنگل کے ہے درخت اور حیوانات اور غیر انکا وَالْبَحْرِ اور جو کچھ کہ بیچ دریا کے ہے جواہر اور پانی کے جانور وَمَا تَسْقُطُ مِنْ
وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا اور نہیں گرتا ہے کوئی پتہ درخت کا مگر جانتا ہے وہ خدا اسکو کہ کتنے پتے اس درخت میں سے گرے اور کتنے باقی ہیں اور کیسے گرتے ہیں

رہ گئے مگر یہ اُلٹ پلٹ کی ہیں وَلَا حَبَّةٍ اور نہ گرے کوئی دانہ بے حکم اسکے فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ بیچ اندھیروں زمین کے یعنی بیچ درخت کا جو
زمین کے اندر گرتا ہے وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک کہ دریا اور زمین کے اندر یا اوپر ہو إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ مگر
ثابت ہے وہ بیچ کتاب روشن کے کہ وہ علم اس کا ہے یا لوح محفوظ ہے کہ اس میں سب لکھا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ مراد ورقہ سے
تو وہ بچہ ہے کہ اپنی مدت سے پہلے ہی گر جاتا ہے پیٹ سے اور حبہ سے مراد پورا پیدا ہوا بچہ ہے اور ظلمات ارض سے مراد رحم اور شکم عورتوں کے ہیں اور
رطب سے مراد وہ بچہ ہے کہ جو زندہ رہے اور یابس سے مراد وہ ہے کہ جو بچہ ناقص ہو اور حبہ اور رطب اور یابس کا عطف ورقہ پر ہے اور الا فی کتاب میں
بدل ہے استثنائے اول سے اور ناصر مبتدائے محذوف کی ہے اور تقدیر اسکی ہو فی کتاب مبین ہے اور فرماتا ہے کہ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم اور وہ خدا وہ
شخص ہے کہ قبض کرتا ہے روح تمہاری کو تصرف سے اور کاروبار کرنے سے بِاللَّيْلِ بیچ رات کے کہ اس وقت آرام کرتے ہو تم اور سوتے ہو وَيَعْلَمُ مَا
جَرَحْتُم اور جانتا ہے جو کچھ کہ کسب کرتے ہو تم بِالنَّهَارِ بیچ دن کے اچھا یا بُرا ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ پھر اُٹھاتا ہے تمکو خواب سے فِيهِ بیچ اُس دن کے
لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى تا کہ پوری کی جائے مدت مقرر کی گئی عمر کی کہ وقت موت کا اسی طرح سوتے اور جاگتے آجائے ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ
پھر طرف اُسکے پھر جانا تمہارا ہے واسطے جزائے اعمال کے ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ پھر خبر دے گا تمکو ساتھ ساتھ اس چیز کے کہ ہو تم عمل کرتے اور
موافق اسکے جزا دے گا تمکو وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ اور وہ غالب اور بندوں اپنے کے پر جو چاہے تمہارے حق میں کرے وَيُرْسِلُ
عَلَيْكُمْ حَفَظَةً اور بھیجتا ہے اوپر تمہارے نگہبانوں کو کہ وہ فرشتے ہیں کہ تمہارے اعمال کی نسبت تا محافظت کریں اور حکمت اعمال کی نگہبانوں کے
مقرر کرنے میں یہ ہے کہ بندہ ندامت کی رسوائی سے اندیشہ کر کے گناہ پر دلیری نہ کرے اور اس روز کی ہیبت سے خوف کر کے ایسے عمل کرے کہ قیامت
کے روز وقت پڑھنے نامہ اعمال کے شرمندہ ہو اور یہ محض لطف خدا ہے اور نہ ملائکہ مطلع ہیں بندوں کے احوال پر حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ
الْمَوْتُ یہاں تک کہ جس وقت آئے کسی کو تم میں سے موت تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا جان نکالتے ہیں اسکی بھیجے ہوئے ہمارے کہ وہ ملک الموت اور
تابعین اُس کے ہیں وَهُمْ اور وہ فرشتے لَا يُفَرِّطُونَ نہیں قصور کرتے ہیں روح کے قبض کرنے میں کہ وقت مقرر سے تاخیر کریں اور حمزہ نے
توفتہ کو توفیہ پڑھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فرشتے ملک الموت کے ہمراہ جو وہ ہیں سات فرشتے رحمت کے اور سات فرشتے عذاب کے جس وقت ملک الموت
مومن کی روح کو قبض کرتا ہے تو رحمت کے فرشتوں کے سپرد کر دیتا ہے اور کافر کی روح کو عذاب کے فرشتوں کے سپرد کرتا ہے اور جناب رسول خدا نے فرمایا
ہے کہ شب معراج مجھکو آسمانوں پر لے گئے تو ایک فرشتے کو میں نے کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا کہ کمال زرد رو ہے وہ ایک تختی اُسکے آگے رکھی ہے اس میں کچھ دیکھتا
ہے اور جس فرشتے نے مجھکو دیکھا وہ خنداں ہوا مگر وہ فرشتہ مجھکو دیکھ کر خنداں ہوا میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا کہ یہ ملک الموت جس روز سے
اسکو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اُس روز سے یہ کبھی ہنسا نہیں ہے تب اُس کے قریب گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ ایک شخص مشرق میں ہو اور ایک
شخص مغرب میں ہو تو ان کی روحوں کو تو کیونکر قبض کرتا ہے اگر وہ دونوں ایکدفعہ مریں ایک وقت میں کہا کہ اس تختی میں سب کی اجلیں لکھی ہوئی ہیں انہیں
سے دیکھ لیتا ہوں اور دنیا میرے سامنے مانند ہتھیلی ہاتھ کے مانند خوان کے ہے کہ اگر وہ کسی کے روبرو ہو تو اس میں سے جو کچھ چاہے اُٹھالے اور جو کچھ
چاہے اس میں رکھے اور جس وقت فرشتے خدا کے حکم سے ارواح قبض کر لیتے ہیں تو فرماتا ہے خدا تعالیٰ کہ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ پھر پھیرے
جاتے ہیں وہ بعد مرنے کے طرف خدا کے واسطے جزائے اعمال کے بحکم خدا کے مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ آقا اُن کا ہے کہ حکم کرے حق اور راستی کا اُن کے حق میں
أَلَا لَهُ الْحُكْمُ خبردار ہو کہ واسطے اُسی کے حکم ہے اس روز نہ سوائے اسکے سب حکام دنیا کو اسکا خوف ہوگا وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ
اور وہ بہت جلدی کرنے والا حساب کرنے والوں کا ہے یعنی وہ سب حساب کرنے والوں سے زیادہ جلدی حساب کرنے والا ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ
وہ بمقدار مدت دوہنے گوسفند کے سب بندوں کا شمار کرے گا اور حدیث میں آیا ہے کہ کسی نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ خدائے تعالیٰ
اسقدر مخلوقات کا ایک مرتبہ ہی کیونکر حساب کرے گا فرمایا کہ جیسے سبکو ایکدفعہ روزی دیتا ہے ایسے ہی ایک مرتبہ سبکا حساب کریگا اور فرماتا ہے خدا کہ

ع ۱۴

قُلْ کہہ تو اے محمد ان لوگوں سے کہ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ کون بچاتا ہے تمکو مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اندھیروں جنگل اور دریا کے سے یعنی
جنگل اور دریا کی سختیوں سے کون تمکو بچاتا ہے اور بچاتا ہے کہ تَدْعُوْنَهٗ پکارتے ہو تم اُس بچانے والے کو تَضَرُّعًا زاری کرنے
والے ہوکر وَّخُفْيَةً اور پوشیدہ اپنے جی میں اور یہ دونوں حال واقع ہوئے ہیں اور خفیہ کو ابوبکر نے عاصم سے بکسر خا پڑھا ہے اور فرماتا ہے
کہ جس وقت تم سختیوں میں گرفتار ہوجاتے ہو تو کہتے ہو کہ لَئِنْ اَنْجٰىنَا البتہ اگر بچا دے گا تو ہمکو مِنْ هٰذِهٖ ان سختیوں سے تو لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
الشّٰكِرِيْنَ البتہ ہوں گے ہم شکر کرنے والوں میں سے اس نعمت بچانے پر قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ خدا
بچاتا ہے تمکو مِّنْهَا ان سختیوں سے جنگل اور دریا کی وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ اور ہر سختی سے اور اندوہ سے ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ
پھر تم شرک کرتے ہو بعد اس کے اور اپنے عہد کو وفا نہیں کرتے ہو اور اہل کوفہ اور ابوجعفر نے ينجيكم کو بتشدید جیم پڑھا ہے اور باقیوں نے بتخفیف جیم اور
فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے کہ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا وہ خدا قادر ہے
اوپر اسکے کہ بھیجے اوپر تمہارے عذاب کو مِّنْ فَوْقِكُمْ اور تمہارے سے جیسے کہ قوم نوح پر طوفان کا پانی اوپر سے آیا اور قوم لوط اور اصحاب
فیل پر پتھر برسائے اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اور نیچے پاؤں تمہارے سے جیسے کہ فرعونیوں کو غرق کیا اور قارون کو زمین میں دھنسا دیا اور
حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ عذاب فوق سے مراد حکام ستمگار ہیں اور عذاب تحت سے مراد غلام اور خدمتگار بدمذہب اور وہ لوگ کہ جن میں
خیر نہیں ہے اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا یا ملا دے تمکو آپس میں گروہ گروہ کہ باہم مخالفت کرکے جنگ و جدال شروع کرو یہانتک کہ آپس میں لڑائی کرنے لگ جاؤ
وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ اور چکھائے بعض تمہارے کو بَاْسَ بَعْضٍ عذاب بعض کا ایک شخص تم میں سے دوسرے کو قتل کرے اُنْظُرْ دیکھ تو کہ كَيْفَ
نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ہم آیتوں کو لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ تاکہ وہ سمجھیں اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت
ہے فرمایا عذاب فوق سے مراد دجال اور صیحہ ہے اور عذاب تحت سے مراد زمین میں دھنس جانا ہے اور يلبسكم شيعا سے مراد اختلاف پڑ جانا ہے کہ دین میں اور بعضکم
بأس بعض سے مراد آپس میں قتل کرنا ہے ایک دوسرے کو اور کل اس کا اہل قبلہ میں ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میں نے خداتعالے سے سوال کیا کہ میری امت پر
کفار کو غالب نہ کرنا خدا نے قبول کیا اور میں نے درخواست کی کہ میری امت کو بھوک اور قحط سے ہلاک نہ کرنا خدا نے قبول کیا اور میں نے سوال کیا کہ میری
امت کو گمراہی پر جمع نہ کرنا خدا نے قبول کیا اور میں نے سوال کیا کہ میری امت کو آپس کی مخالفت میں نہ رکھنا اس سے خدا نے مجھکو منع کیا اور فرمایا کہ اس امر
کو مجھ پر چھوڑ دے اور اس مقدمہ میں خاموش رہ اور میں نے جبرئیل سے کہا کہ ہمیشہ میری امت میں مخالفت رہے گی اور بعض آدمی عذاب سے بعض کی ہلاک
ہوں گے کہا کہ ہاں ایسے ہی ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جس وقت تلوار میری امت کی رکھی جائے گی تو قیامت تک کبھی
نہ اٹھائی جائے گی اور فرماتا ہے خدا کہ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ اور جھٹلایا اس کو قوم تیری نے یعنی عذاب کو یا قرآن کو تیری قوم نے کہ وہ
قریش ہیں جھٹلایا وَهُوَ الْحَقُّ اور حال یہ ہے کہ وہ عذاب یا قرآن حق ہے کہ کسی طرح کا شبہ اس میں نہیں ہے قُلْ کہہ تو اے محمد ان لوگوں سے
کہ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ نہیں ہوں میں اوپر تمہارے نگہبان اور کارساز تمہارا کہ اپنی مہم کو تم مجھ پر چھوڑ دو تاکہ جھٹلانے سے تمکو منع کروں اور
زبردستی سے منع کروں یا تم کو عذاب کروں نہ خدا کے سب اختیار میں ہے اور جانو تم کہ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ واسطے ہر خبر کے ایک وقت مقرر
کیا گیا ہے عذاب کا وعدہ ہو یا ثواب کا وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اور قریب ہے کہ جانو گے تم جس وقت وہ عذاب واقع ہوگا دنیا میں یا آخرت
میں اور کہتے ہیں کہ خاصیت اس آیت کی یہ ہے کہ اگر اس آیت کو کوئی کاغذ پر لکھ کر دامن میں پکڑ لے تو اس کے دامن کا درد جاتا رہے اور کہتے ہیں
کہ مسلمان جس وقت مشرکوں کے پاس بیٹھتے تو وہ مشرک قرآن کے جھٹلانے میں مشغول ہوتے تھے اور ہنستے اور ٹھٹھا کرتے تھے خداتعالے نے
یہ آیت نازل کی اور خطاب اس میں اگرچہ پیغمبر کی طرف کیا لیکن مراد اس سے مومنین ہیں چنانچہ فرمایا کہ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ اور جس وقت
دیکھے تو ان لوگوں کو کہ جھٹلاتے اور ہنسی کی راہ سے وہ لوگ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا از راہ ٹھٹھا گفتگو کرتے ہیں وہ بیچ آیتوں ہماری کے

کہ وہ ایسی تفسیرات کی ہیں اور طعن کرتے ہیں وہ اُن آیتوں پر تو فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ پس منہ پھیر لے تو اُن سے اور اُن کے پاس مت بیٹھ حَتّٰی
يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ یہاں تک کہ شروع کریں وہ بیچ بات غیر اس قرآن کے وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ اور اگر بھلا دے
تجھ کو شیطان مشرکوں سے منہ پھیرنے کو تو فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى پس نہ بیٹھ تو بعد نصیحت اور یاد دلانے کے مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
ہمراہ قوم ظالموں کے کہ جو شرک کر کے اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور جس وقت مسلمانوں کو قوت ہوئی تو ان کے
پاس بیٹھ کر ان سے دین کے معاملہ میں گفتگو کرتے تھے اور ان کو جواب معقول دے کر بند کر دیتے تھے اور جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس
وقت سے تو کسی مرد کو کہ حق کا انکار کرتا ہے اور اسکو جھٹلاتا ہے تو وہاں سے کھڑا ہو جا اور اس کے پاس مت بیٹھ اور حضرت صادق علیہ السلام سے
روایت ہے کہ نہیں سزاوار ہے واسطے مومن کے کہ اس مجلس میں بیٹھے کہ جس میں خدائے تعالٰی کی نافرمانی کرتے ہیں اور اسکو قوت اُس کے دفع کرنے اور
منع کرنے کی نہیں ہے اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سچا مومن نہیں مگر خدائے تعالٰی کے نافرمانوں کی صحبت سے اور ان کے پاس مت بیٹھو پس
ہو جاؤ گے تم آدمیوں کے نزدیک مثل ان کے اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی ایمان لائے خدا پر اور روز آخرت پر تو پس نہ بیٹھے اُس مجلس میں
کہ جس میں امام کو برا کہتے ہوں اور مومن کی غیبت کرتے ہوں اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ الآیہ اور مسلمانوں کو اس غم نے شدید سے
رنج حاصل اور بعضوں نے تفسیر میں لکھا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت کہ یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کہا کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف
کریں [illegible] مشرک بھی وہاں ہوتے ہیں اور [illegible] ریشخنی کرتے ہیں ہم کیونکر وہاں کا جانا
موقوف کریں تب آیت نازل ہوئی جیسا کہ فرماتا ہے خدا کہ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اور نہیں ہے اوپر ان لوگوں کے کہ پرہیز کرتے ہیں ایسی
باتوں سے مِنْ حِسَابِهِمْ حساب ان خوض کرنے والوں سے مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز یعنی ان مشرکین سے جو ان کے اعمال اور افعال کا
حساب ہوگا وہ ان کے سر پر ہے وہ لوگ پکڑے جاویں گے کہ جو انہی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور ان کا گناہ ان کے ہی واسطے ہے مسلمانوں کے واسطے وَلٰكِنْ
ذِكْرٰى اور لیکن ذکر مسرا کیا کریں اور نصیحت کریں ان کو اور ایسی باتوں سے ان کو منع کریں لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تاکہ وہ پرہیز کریں ایسی بد باتوں
سے وَذَرِ اور چھوڑ دے تو یعنی منہ پھیرے تو الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ ان لوگوں سے کہ پکڑا ہے انھوں نے اپنے دین کو لَعِبًا وَّ
لَهْوًا بازی اور کھیل کہ بتوں اور سنگ کی پرستش کرتے ہیں کہ جس کا فائدہ نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور فریب
دیا ہے ان کو زندگانی دنیا نے کہ ان کو غافل کر دیا ہے آخرت سے اور وہ ایسا جانتے ہیں کہ بعد مرنے کے کچھ نہ ہوگا جو کچھ ہے یہ دنیا ہی ہے اور اس واسطے
وہ قیامت کا انکار کرتے ہیں وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ اور نصیحت کر تو ان کو ساتھ اس قرآن کے واسطے خوف کے اسکے کہ ہلاک کیا جائے
نَفْسٌ نفس کفار کا بِمَا كَسَبَتْ سبب اسکے کہ کسب کیا ہے اس نفس کفار نے بدی اور گمراہی کو اور اس جملہ کا منصوب محذوف ہے اور وہ لفظ خوف
کا یا کراہت کا ہے اور مفعول لہ واقع ہوا ہے اور ایسا ہی وہ نفس کہ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ نہیں ہے واسطے
اُسکے سوائے خدائے تعالٰی کے کوئی دوست اور نہ سفارش کرنے والا کہ اسکو عذاب سے رہائی دلوائے وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ اور
اگر بالفرض فدیہ اور بدلا دیوے ہر بدلا کہ اسکو عذاب سے چھڑائے تو لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا نہ لیا جائے گا اُس سے اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا یہ وہ لوگ ہیں کہ ہلاک کئے گئے ہیں عذاب میں بِمَا كَسَبُوْا سبب اس چیز کے کہ کمایا ہے انھوں نے بد اعمال کو اور جمع کئے ہیں
انھوں نے بد اعمال اور باطل لَهُمْ واسطے ان کے ہے دوزخ میں شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ پانی گرم میں سے وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ اور عذاب ہے
دردناک بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ سبب اس کے کہ ہیں وہ کفر کرتے اور روایت ہے کہ جس روز دوزخی ساتھ لائے جائیں گے اور بھوک سے فریاد کریں گے
تو ان کو ضریع کھانے کے واسطے دیویں گے اور وہ ایک درخت خاردار ہے کہ جس وقت اسکو کھائیں گے تو تشنگی ان پر غالب ہوگی اور بہ سبب اُس تشنگی سے
فریاد کریں گے تب آب گرم کھولتا ہوا ان کو پینے کو دیں گے اور وہ ایسا گرم ہوگا کہ جس وقت اسکا پیالہ دوزخی کے منہ کے قریب لیجائیں گے تو اس پانی کی

ع ١ ١٤

حرارت سے گوشت اسکے چہرے کا ریزہ ریزہ ہوکر گر پڑے گا اور بات واسطے الزام دینے کفار کے بیان کرتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان سے انکار کے
طور پر کہ أَنَدْعُوا کیا پکاریں ہم یعنی پرستش کریں ہم مِنْ دُونِ اللَّهِ سوائے خدا کے مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا اس چیز کو کہ نہ فائدہ دے سکتی
ہے وہ ہمکو اور نہ ضرر پہنچا سکتی ہے وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا اور کیا پھر جائیں ہم اوپر پاشنوں اپنے کے یعنی کیا مرتد ہو جائیں ہم بَعْدَ إِذْ هَدَانَا
اللَّهُ بعد اسکے کہ ہدایت کی ہے ہمکو خدائے تعالیٰ نے کہ راہ حق کی طرف پہنچا دیا ہے ہمکو اور اگر ہم ایسا کریں تو ہو جائیں گے ہم كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ
الشَّيَاطِينُ مانند اس شخص کے کہ سرگرداں کر دیا ہے اس کو شیطانوں نے فِي الْأَرْضِ بیچ زمین میدانوں کے دور راہ راست کے حَيْرَانَ
حیران ہووے راہ سیدھی سے اور گمراہ ہو راہ حق سے لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ واسطے اسکے یار ہوں کہ بلاتے ہوں وہ اسکو إِلَى الْهُدَى
طرف ہدایت کے اور راہ سیدھی کے اور کہتے ہوں اسکو کہ ائْتِنَا آ تو ہمارے پاس یعنی شیاطین تو اسکو اپنی طرف بلاتے ہوں اور یار اسکو منع کرتے ہوں
اور سرگرداں ہو کہ کدھر کو جاؤں اگر شیاطین کے بلانے کی طرف جاتا ہے تو ہلاک ہوتا ہے اور اگر یاروں کے زمرے میں جاتا ہے کہ وہ مومن ہیں تو نجات پاتا ہے
اور حیران حال واقع ہوا ہے اور استہوتہ کو حمزہ نے استہوئہ پڑھا ہے الف کے ساتھ اور لہ اصحاب صفت حیران کی ہے اور یدعونہ صفت اصحاب کی ہے اور فرماتا ہے
کہ قُلْ کہہ تو اے محمد اون سے کہ إِنَّ هُدَى اللَّهِ تحقیق ہدایت خدا کی یعنی دین اسلام هُوَ الْهُدَىٰ وہی ہدایت ہے حقیقت میں نہ غیر اسکے
کے کہ وہ گمراہ ہے وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ اور حکم کئے گئے ہیں ہم کہ فرمانبرداری کریں ہم واسطے پروردگار عالموں کے وَأَنْ
أَقِيمُوا الصَّلَاةَ اور حکم کئے گئے ہیں ہم یہ کہ قائم کرو تم نماز کو وَاتَّقُوهُ اور ڈرو تم اس خدا سے یعنی خدائے تعالیٰ نے ہمکو حکم دیا ہے کہ تم نماز پڑھو اور
خدائے تعالیٰ سے ڈرو وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ طرف اسکے جمع کئے جاؤ گے تم قیامت کے روز واسطے جزائے اعمال
کے وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ پیدا کیا ہے اس نے آسمانوں کو اور زمین کو بِالْحَقِّ ساتھ حق اور راستی
کے موافق حکمت اور مصلحت کے وَيَوْمَ يَقُولُ اور یاد کر تو اس دن کو کہ کہیگا خدا یعنی حکم کرے گا قیامت کے روز جس چیز کو کہ پیدا کرے گا کہ كُنْ ہو جا
فَيَكُونُ پس ہو جائے گی وہ چیز اسی وقت اور محشور ہوگی وہ کہ قَوْلُهُ الْحَقُّ کہنا اسکا حق ہے وَلَهُ الْمُلْكُ اور واسطے اسی کے بادشاہی ہے
نہ واسطے غیر کے يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ جس دن کہ پھونکا جائے گا بیچ صور کے کہ اس روز سوائے اسکے کوئی نام کو بھی سلطنت کا دعوی کرنے والا نہ
ہوگا عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ جاننے والا غیب کا اور ظاہر کا ہے وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ اور حکمت والا ہے کہ خبر رکھتا ہے ہر امر سے
روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے اسرافیل کو زیر عرش دیکھا کہ صور کو اپنے منہ میں لئے ہوئے کھڑا ہے
اور چار ہزار اس صور میں سوراخ ہیں جبرئیل سے میں نے پوچھا کہ کب سے یہ صور کو منہ میں لئے ہوئے کھڑا ہے کہا کہ جس وقت سے خدائے تعالیٰ نے عالم کو
پیدا کیا ہے اور منتظر اس کا ہے کہ حکم خدائے تعالیٰ کا صور کے پھونکنے کو پہنچے اور تاخیر اس حکم کے بجا لانے میں کسی طرح کی نہ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ صور
دو مرتبہ پھونکا جائے گا پہلے صور میں تو سب خلائق مر جائے گی اور دوسرے صور میں زندہ ہوگی اور پہلے صور میں انتہائے دنیا ہے اور دوسرے صور میں
ابتدائے آخرت ہے اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالیٰ سورہ زمر میں آئے گی اور فرماتا ہے خدا کہ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ اور یاد کر جس وقت کہا ابراہیم نے
لِأَبِيهِ آزَرَ واسطے باپ اپنے آزر کے اور آزر غیر منصرف ہے عجمیہ اور علمیہ کی جہت سے اور یعقوب حضرمی نے اسکو مضموم پڑھا ہے منادی مفرد مقرر کر کے
اور حرف ندا کا اس میں سے محذوف جانتا ہے اور جو لوگ کہ اسکو منصوب پڑھتے ہیں وہ اسکو ابیہ کا بدل کہتے ہیں اور غیر منصرف ہونے کی جہت سے اس پر کسرہ نہیں ہے
اور تحقیق آزر کی پہلے اس سے گذر گئی ہے کہ یہ قول صحیح نہ ہے کہ وہ ابراہیم کا باپ تھا بلکہ چچا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ نانا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو اوس نے پرورش کیا اس واسطے ابراہیم آزر کو باپ کہتے تھے اور پہلے زمانہ میں یہی دستور تھا کہ پرورش کرنے والے کو باپ کہتے تھے چنانچہ
توریت اور انجیل وغیرہ کتب آسمانی میں لکھا ہے کہ لوگ خدا کو باپ کہتے تھے اور خدائے تعالیٰ خود رب حقیقی اور پالنے والا سب کا ہے ہمکو پرورش کرنے کی جہت سے
باپ کہتے تھے اور کوئی وجہ نہیں ہے اور اسی سبب سے حضرت عیسیٰ خدا کو اپنا باپ کہتے تھے بطریق مجاز نہ پدر حقیقی نصاریٰ نے شبہ میں پڑ کر حضرت عیسیٰ کو

الثلثة

خدا تعالیٰ نے معاف کر دیا اور اسی استعمال کی جہت سے جو حضرت ابراہیم آزر کو اپنا باپ کہتے تھے خدا تعالیٰ نے بھی آزر کو حضرت ابراہیم کا باپ فرمایا اور حقیقت میں آزر
حضرت ابراہیم کا باپ نہ تھا بلکہ نام ان کے باپ کا تارخ تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھکو ہمیشہ پاک اور پاکیزہ پشتوں میں
پھیرتا رہا ہے یہاں تک کہ نکالا مجھکو تمہارے عالم میں اور کفر اور جاہلیت کی نجاست سے مجھ کو آلودہ نہیں کیا ہے اور اگر باپ ابراہیم کا آزر ہوتا کہ وہ کافر تھا
تو البتہ فرمایا کہ میں پاک پشتوں میں پھیرتا ہوا آتا ہوں اس واسطے کہ مشرکوں کو خدائے تعالیٰ نجس کہتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ انما المشرکون نجس اور خدائے
تعالیٰ نے حضرت کو فرمایا ہے کہ تقلبک فی الساجدین یعنی پھرنا اور پلٹنا تیرا بیچ سجدہ کرنے والوں کے ہے پس معلوم ہوا کہ حضرت کے باپ دادا سب مسلمان تھے
خدا کو سجدہ کرنے والے پس معنی آیت کے یہ ہوئے کہ کہا ابراہیم نے اپنے باپ سے کہ آزر نام رکھا تھا اور مجازاً اس کو باپ کہتے تھے کہ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا
آلِهَةً کیا پکڑتا ہے بتوں کو معبود کہ جن کو تو خود تراشتا ہے إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ تحقیق میں دیکھتا ہوں تجھ کو اور قوم
تیری کو بیچ گمراہی ظاہر کے کہ بتوں کو پرستش کرتے ہو کہتے ہیں کہ آزر بت تراشی کا پیشہ کرتا تھا اور جس وقت بت گڑھ لیتا تھا تو حضرت ابراہیم کو دیتا
تھا کہ اسکو بازار میں لیجا کر فروخت کر ابراہیم اسکے پاؤں میں ڈورا باندھ کر زمین میں گھسیٹتے ہوئے اسکو بازار میں لیجاتے تھے اور کہتے تھے کہ کون خریدتا ہے
ایسے خدا کو کہ نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ نفع بخشتا ہے اور نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور اسکو واپس لا کر آزر کے آگے ڈالدیتے اور کہتے کہ اسکو کوئی خریدتا نہیں
کرتا ہے اور لوگ آزر کے پاس جا کر ابراہیم کی شکایت کرتے تھے اور آزر ابراہیم کو ملامت کرتا تھا اور ابراہیم اسکے جواب میں فرماتے کہ شرم نہیں کرتا تو کہ بتوں کی
پرستش کرتا ہے جو کچھ نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں اور نہ نفع اور ضرر پہنچا سکتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَكَذَٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ ابراہیم کو ہم نے
بتلایا اس کی قوم کی گمراہی پر ایسے ہی نُرِي إِبْرَاهِيمَ دکھلائی ہے ابراہیم کو مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بادشاہی آسمانوں کی اور زمین
کی اور عجائب ان کے عرش کی چوٹی سے زمین کے نیچے تک یعنی سب چیزوں کو اسپر ظاہر کیا وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ اور تاکہ ہووے وہ یقین کرنیوالوں
وحدانیت اور کمال قدرت ہماری سے حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اکھاڑ ڈالا تھا اور لپیٹ دیا تھا خدا نے واسطے ابراہیم کے زمین کو یہاں تک
کہ دیکھا انھوں نے زمینوں کو اور جو کچھ کہ اسکے نیچے ہے اور ایسے ہی آسمانوں کو بھی دیکھا انھوں نے اور جو کچھ کہ ملائکہ اُن میں ہیں اور حاملان عرش کو دیکھا اور
دوسری روایت میں ہے کہ ابراہیم کی نظر کو ایسی قوت بخشی تھی کہ نگاہ اُن کی آسمانوں کے پار ہو گئی اور جو کچھ آسمانوں میں ہے وہ دیکھا اور عرش کو
اور جو عرش کے اوپر سب کو دیکھا اور دیکھا جو کچھ کہ زمین پر ہے اور زمین کے نیچے ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسی طرح
جناب رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ کو بھی دکھلایا ہے اور صحیح روایت میں ہے کہ جابر بن یزید نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے معنی پوچھے پس ہاتھ اپنا
بلند کیا اور فرمایا کہ اوپر کو دیکھ تو میں نے اوپر کو نگاہ کی تو چھت کو شگافتہ پایا اور ایک سوراخ سے میں نے ایک نور کو دیکھا کہ اس سے نگاہ میری
خیرہ ہو گئی فرمایا کہ اسی طرح دیکھا تھا ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں کے ملک کو اور نظر کر تو طرف زمین کے پھر اٹھا تو سر اپنے کو جس وقت سر کو اپنے
زمین سے اٹھایا تو چھت کو دیکھا کہ جیسے وہ پہلے تھی ویسی ہی پھر ہو گئی اور بعد اسکے امام علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر سے باہر نکلے اور ایک
کپڑا مجھکو اوڑھا دیا اور فرمایا کہ آنکھوں کو بند کر تھوڑی دیر تک جب آنکھ میں نے بند کی تو فرمایا کہ تو اس وقت ظلمات میں ہے جس جگہ کہ سکندر
ذوالقرنین گیا تھا میں نے آنکھیں کھولیں تو وہاں کچھ نہ دیکھا اور بعد اسکے آگے کو ایک قدم بڑھا کر فرمایا کہ تو اس وقت چشمہ آب حیات پر ہے جہاں
خضر پہنچا تھا بعد اسکے ہم اس عالم سے نکلے یہاں تک کہ پانچ عالم طے کیے اور فرمایا کہ اسی طرح سے بھی سیر ابراہیم کی ملک میں ہیں اور بعد اسکے فرمایا کہ
اپنی آنکھوں کو بند کر اور ہاتھ میرا پکڑ لیا میں نے آنکھیں بند کر کے جو کھولیں تو دیکھا کہ اسی گھر میں ہم ہیں جہاں سے کہ ہم گئے تھے اور وہ کپڑا امام علیہ السلام نے
میرے بدن پر سے اتار لیا میں نے پوچھا کہ یا امام دن میں سے کس قدر گذرا ہے فرمایا کہ تین ساعت اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے
کہ جس وقت خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بادشاہی آسمانوں اور زمین کی دکھلائی تو حضرت ابراہیم نے ایک مرد کو دیکھا کہ زنا کرتا ہے اس کو بد دعا کی
وہ مر گیا دوسرے مرد کو دیکھا کہ زنا کرتا ہے اس کو بد دعا کی وہ بھی مر گیا تیسرے مرد کو بھی اسی فعل بد میں مشغول دیکھا اس کو بد دعا کی وہ بھی مر گیا

بعد اس کے خدائے تعالیٰ کا خطاب پہنچا کہ اے ابراہیم دعا تیری مستجاب ہے مگر میرے بندوں پر بددعا مت کر اگر میں چاہتا کہ تیری دعا سے ان کو
مار ڈالوں تو پیدا ہی نہ کرتا لیکن بندے میرے تین قسم کے ہیں ایک قسم کے تو وہ ہیں کہ میری عبادت کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے ان بہشت
ان کو ثواب عظیم دوں گا اور دوسری قسم کے وہ ہیں کہ جو میری اور میرے غیر کی عبادت کرتے ہیں اور تیسری قسم کے وہ ہیں کہ میرے غیر کی عبادت
کرتے ہیں اور میرا اُنہیں دخل نہیں دیتے لیکن اُنکی اولاد میں سے ایسے ہوں کہ وہ میری عبادت کریں اور مشغول ہو کہ نمرود نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک
ستارے نے اس شہر کے کنارے سے طلوع کیا ہے اور اس کی روشنی سے روشنی آفتاب کی اور ماہتاب کی نابود ہو گئی ہے یہ خواب دیکھ کر بہت خوف
زدہ ہو کر اور گھبرا کر اُٹھا اور وہاں کے نجومیوں اور حکیموں نے اس خواب کو سن کر یہ تعبیر دی کہ اس سال میں شہر بابل میں ایک طفل نامبارک
پیدا ہوگا کہ تو اور تیری بادشاہی کے لوگ اُس کے ہاتھ سے ہلاک ہوں اور ابھی وہ لڑکا ماں کے شکم میں آیا نہیں ہے نمرود نے حکم دیا کہ عورتوں
اور مردوں میں جدائی ڈال دو کہ کوئی مرد کسی عورت کے پاس جانے نہ پائے اور دس دس عورتوں پر ایک ایک مرد مقرر کر دیا اور کہا کہ اس سال
میں اگر کسی کے بیٹا پیدا ہو تو اسکو مار ڈالو تارخ پدر ابراہیم نے کہ نمرود کے مصاحبوں میں سے تھا اپنی زوجہ سے کہا کہ نگہبانوں سے پوشیدہ
ہو کر شب کو میرے پاس آجاوے وہ بیدار شب کو اپنے شوہر کے پاس آئی اور شوہر سے خلوت کی تو قدرت خدائے تعالیٰ سے حاملہ ہو گئی جس وقت
حمل اُس کا قریب وضع ہونے کے پہنچا تو نمرود کے خوف سے شہر کے باہر نکل کر ایک غار میں پہنچی کہ وہ شہر کے قریب تھا اور اس غار میں حضرت
ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے ان کی ماں نے ایک کپڑے میں ان کو لپیٹ کر اُس غار میں رکھ دیا اور غار کا دروازہ پتھر سے بند کر کے شہر کو چلی آئی
اور دوسرے روز ابراہیم کو جا کر دیکھا کہ وہ اپنی انگلی کو چوستے ہیں اور ایک انگلی میں سے تو دودھ نکلتا ہے اور دوسری انگلی میں سے شہد نکلتا ہے یہ حال
دیکھ کر بہت خوشحال ہوئے اور شہر کو چلے گئے ہر روز اکثر ماں ابراہیم کو دیکھ جاتی تھی اور اس دودھ اور شہد کی برکت سے ابراہیم ایک روز میں بقدر
بڑھتے تھے کہ اور بچے ایک مہینے میں بڑھتے ہیں اور ایک مہینے میں اسقدر بڑھتے تھے کہ دوسرا بچہ دو سال میں بڑھتا ہے جب پندرہ برس کے
ہوئے تو اس کی ماں نے تارخ کو خبر کی وہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اب وعدہ نہیں ہے انکو غار سے باہر نکالو وہ غار پر پہنچے اور ابراہیم
کو غار سے باہر نکالا اور وہ مغرب کا وقت تھا اور آفتاب غروب ہو گیا تھا اور غار کے قریب ریوڑ گوسفندوں اور اونٹوں اور گھوڑوں کے جمع
ہو رہے تھے ابراہیم نے اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے ان کی ماں نے بتلا دیا کہ یہ گوسفند ہیں اور اونٹ اور گھوڑے ہیں اس وقت ابراہیم کے دل
میں گذرا کہ البتہ کوئی ان کا پیدا کرنے والا ہے اور روزی بھی وہ اُنکو دیتا ہے اور نمرود کے زمانہ میں کچھ آدمی تو ستارے کو اور آفتاب کو اور ماہتاب
کو پرستش کرتے تھے اور کچھ آدمی بُت پرستی کرتے تھے اور کچھ آدمی نمرود کی پرستش کرتے تھے اور حضرت ابراہیم اس غار سے شہر کی طرف روانہ ہوئے
فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ پس جس وقت پوشیدہ یعنی اندھیری ہوئی اوپر اس کے رات تو رَاٰ كَوْكَبًا ج دیکھا ابراہیم نے ستارے کو
کہ نہایت روشنی اور چمک اس میں ہے اور نزدیک غروب ہونے کے وہ پہنچا تھا اور بعضے آدمیوں کو جو کہ ستارہ پرست تھے دیکھا کہ اُسکو سجدہ کرتے
ہیں یہ دیکھ کر بطور انکار اور استخفار کے قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ج کہا ابراہیم نے کہ یہ ہے پروردگار میرا یعنی جسکی یہ لوگ پرستش کرتے ہیں کیا یہی
پروردگار میرا ہے فَلَمَّآ اَفَلَ پس جس وقت غروب ہوا وہ ستارہ تو قَالَ کہا ابراہیم نے کہ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ٥ نہیں دوست رکھتا
ہوں میں غروب ہونے والوں کو جو چھپ جائے کہ اُنکی پرستش کروں اس واسطے کہ اگر یہ پروردگار ہوتا تو اسکو زوال نہ ہوتا اور وہ شب ماہ تھی جس وقت آگے
کو چند قدم بڑھے تو چاند کو دیکھا کہ روشن ہو رہا تھا فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا پس جونہی دیکھا چاند کو روشن ہو کر نکلنے والا اور ماہ پرستوں کو سجدہ
میں پڑا ہوا دیکھا تو قَالَ کہا ابراہیم نے کہ هٰذَا رَبِّيْ ج یہی پروردگار میرا یعنی کیا یہی ہے پروردگار میرا جسکو لوگ سجدہ کرتے ہیں فَلَمَّآ
اَفَلَ پس جس وقت غروب ہوا وہ چاند تو قَالَ کہا ابراہیم نے کہ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ البتہ اگر ہدایت نہ کرتا مجھ کو پروردگار میرا
اپنی معرفت کی توفیق اور لطف عطا کر کے تو لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ٥ البتہ ہوتا میں قوم گمراہوں میں سے اس کلام سے

مراد حضرت ابراہیم کی تنبیہ ہے قوم کی جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ خدائی کے قابل نہیں ہے اس واسطے کہ وہ کئی طرح کی حالتیں بدلتا ہے اور خدائے
تعالےٰ ایسا نہیں ہو سکتا اور جب صبح ہوئی اور آفتاب طلوع کر کے تمام جہان کو روشن کیا اور ابراہیم کی اسپر نظر پڑی چنانچہ فرماتا ہے خدا
فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً پس جس وقت دیکھا ابراہیم نے آفتاب کو روشن ہونے والا اور آفتاب پرستوں کو اس کے سامنے سجدہ میں پڑا
ہوا دیکھا تو قَالَ کہا ابراہیم نے هٰذَا رَبِّیْ یہ پروردگار میرا ہے یعنی کیا یہی ہے پروردگار میرا کہ هٰذَآ اَكْبَرُ یہ بہت بڑا ہے چاند اور
ستارہ سے اور ہذا کا اشارہ طرف شمس کے اسکے جرم یا نور کی طرف ہے فَلَمَّآ اَفَلَتْ پس جس وقت غروب ہوا وہ آفتاب اور غائب ہو گیا ہو لو
قَالَ کہا ابراہیم نے کہ یٰقَوْمِ اے قوم میری اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ تحقیق میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ شریک کرتے ہو تم خدا کا یہ
کلام حضرت ابراہیم کا بطور دلیل لانے کے تھا قوم پر کہ وہ چاند اور سورج اور ستارہ کو پرستش کرتے تھے کہ دیکھو جن کو تم پرستش کرتے ہو وہ کبھی تو ظاہر
ہوتے ہیں اور کبھی گم ہو جاتے معلوم ہوا کہ ان کا خالق کوئی اور ہے کہ جس کے حکم سے نکلتے اور غائب ہوتے ہیں اور اگر یہ خدا ہوتے تو انکو زوال اور
انتقال نہ ہوتا اور بعضوں کے نزدیک قول حضرت ابراہیم کا بطور استخبار کے تھا نہ بطور اقرار کے جیسا کہ بعضے کہتے ہیں اور جس وقت حضرت ابراہیم نے اپنی قوم کے لوگوں کو
تنبیہ کی کہ یہ چیزیں قابل خدائی کے نہیں ہیں بلکہ یہ سب مخلوق اور پیدا کی ہوئی اس شخص کی ہیں کہ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے تو اسواسطے
ان کی ہدایت کے لئے کہتے ہیں اِنِّیْ وَجَّهْتُ تحقیق میں نے متوجہ کیا ہے وَجْهِیَ منہ اپنے کو یعنی کیا خالص میں نے دین اپنے کو اور متوجہ کیا ہے دل کو
منہ کو لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ واسطے ذات اس شخص کے کہ پیدا کیا ہے اس نے آسمانوں کو اور زمین کو اپنی قدرت کاملہ سے حَنِیْفًا
جس وقت کہ رغبت کرنے والا ہوں باطل دینوں کو ترک کر کے طرف دین حق کے یہ حال واقع ہوا ہے اور کہا ابراہیم نے کہ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ
اور نہیں ہوں میں شرک کرنے والوں میں سے اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم جس وقت شہر میں آئے تو ان کو نمرود کے پاس لے گئے کہ وہ انکو دیکھے جس وقت انکے نزدیک
پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص نہایت بدصورت تخت زریں پر بیٹھا ہے اور گرد اس کے غلام اور کنیزیں خوبصورت صف باندھے ہوئے کھڑی ہیں پوچھا کہ یہ کون
ہے جو تخت پر بیٹھا ہے لوگوں نے کہا کہ خدا ہے پھر پوچھا کہ گرد اسکے کون کھڑے ہیں کہا کہ یہ مخلوقات اسکی ہیں جن کو اسنے پیدا کیا ہے حضرت ابراہیم
نے یہ سنکر فرمایا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا اور بندوں سے بہتر پیدا کرے اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کا دستور تھا کہ ہمیشہ بتوں کو اور انکے پوجنے والوں کو
برا کہتے تھے اور قوم اسکی اس امر میں اس سے جھگڑا کرتی تھی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَحَاۗجَّهٗ قَوْمُهٗ اور جھگڑا کیا اس ابراہیم سے قوم اسکی نے
قَالَ اَتُحَاۗجُّوْٓنِّیْ کہا ابراہیم نے کہ کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے فِی اللّٰهِ بیچ وحدانیت خدا کے اور دین میں مجھ پر غلبہ چاہتے ہو وَقَدْ هَدٰىنِ
اور حال یہ ہے کہ تحقیق ہدایت کی ہے مجھ کو خدا نے اپنی توحید کی توفیق اور لطف کے بخشنے سے اور اتحاجونی کو اہل مدینہ اور ابن عامر نے تخفیف نون
پڑھا ہے اور کہتے ہیں کہ لوگوں نے ابراہیم کو ڈرایا اور خوف دلایا اور کہا کہ تو ہمارے معبودوں پر طعن اور ٹھٹھا کرتا ہے وہ تجھ پر بلا کو نازل کریں
گے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ کچھ پروا نہیں ہے وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اور نہیں خوف کرتا ہوں میں اس چیز سے کہ شرک کرتے ہو تم ساتھ
اس کے اسواسطے کہ وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کسی کو ضرر پہنچا سکیں اِلَّآ اَنْ یَّشَاۗءَ رَبِّیْ شَیْـــًٔا مگر یہ کہ چاہے پروردگار میرا کسی شے کو کہ کوئی مکروہ مجھکو
پہنچائے وَسِعَ رَبِّیْ گھیرا ہے پروردگار میرے نے اور احاطہ کیا ہے كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ہر چیز کو علم سے شاید اس کے علم میں یہ ہو کہ مجھ کو کوئی مکروہ ان بتوں کی
جہت سے پہنچے اور علماً تمیز واقع ہوا ہے اور فرمایا ابراہیم نے کہ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم اور عاجز اور قادر اور جاہل اور عالم میں
نہیں فرق کرتے ہو تم وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ اور کیونکر خوف کروں میں اس چیز سے کہ شرک کرتے ہو تم وَلَا تَخَافُوْنَ اور نہیں خوف کرتے ہو
تم اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ اس سے کہ تحقیق تم شرک کرتے ہو ساتھ خدا کے مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا اس چیز کو کہ نہیں نازل کیا ہے خدا نے ساتھ
اسکے اوپر تمہارے کسی حجت اور دلیل کو پس کیونکر ڈروں میں تمہارے معبودوں سے کہ جنسے نفع اور ضرر کچھ متصور نہیں ہے لیکن تمکو چاہیے کہ تم خدا سے ڈرو کہ وہ غالب
اور قادر اور قاہر ہے کہ تم بدوں حجت اور دلیل کے شرک اسکا کرتے ہو تو کونسی پیروی سے فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ پس کونسا دو

گروہوں میں سے زیادہ لائق ہے ساتھ بے خوف ہونے کے خدا کے واحد جاننے والے یا خدا کے شرک کرنے والے انکا جواب مجھکو دو اِن کُنتُم
تَعلَمُونَ اگر ہو تم جانتے کہ کون لائق خوف کرنے کے ہے اور فرماتا ہے کہ اَلَّذِینَ اٰمَنُوا جو لوگ کہ ایمان لائے وَلَم یَلبِسُوٓا اِیمَانَھُم بِظُلمٍ
اور نہیں ملادیا ہے انھوں نے ایمان اپنے کو ساتھ ظلم کے شرک کرکے اُولٰٓئِکَ یہ وہ لوگ ہیں کہ لَھُمُ الاَمنُ واسطے اُن کے امن ہے عذاب دوزخ
سے وَھُم مُّھتَدُونَ ۰ اور وہی ہدایت یافتے ہیں وَتِلکَ اور یہ یعنی جو کچھ گذرا ہے ابراہیم کی دلیلوں اور حجتوں میں سے حُجَّتُنَآ
حجت اور دلیل ہماری تھی کہ خلق کی راہ سے اٰتَینٰھَآ اِبرٰھِیمَ عَلٰی قَومِہٖ دیا تھا ہم نے اسکو ابراہیم کہ حجت پکڑی اس نے اوپر قوم اپنی کے
نَرفَعُ دَرَجٰتٍ مَّن نَّشَآءُ ط بلند کرتے ہیں ہم درجوں کو جس شخص کے چاہیں ہم مومنین میں سے باعتبار علم و حکمت کے اِنَّ رَبَّکَ حَکِیمٌ تحقیق
تحقیق پروردگار تیرا صاحب حکمت ہے ایسے کاموں میں عَلِیمٌ جاننے والا ہے ہر آدمی کے استحقاق کا اور درجات کو اہل کوفہ اور یعقوب نے تنوین سے پڑھا ہے
اور باقیوں نے بدون تنوین کے پڑھا ہے من کی طرف مضاف کرکے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ وَوَھَبنَا لَہٗٓ اِسحٰقَ اور بخشا ہم نے واسطے اُس
ابراہیم کے اسحاق کو کہ بیٹا اس کا ہے وَیَعقُوبَ اور یعقوب کو کہ پوتا اس کا ہے اور بیٹا اسحاق کا اور یہی اسرائیل سب انکی اولاد میں ہیں کُلًّا
ھَدَینَا ہر ایک کو ہدایت کی ہم نے اپنی شناخت کی اور شرع کے احکام کی اپنے لطف اور توفیق سے وَنُوحًا ھَدَینَا مِن قَبلُ اور نوح کو ہدایت
کی ہے ہم نے پہلے اُس ابراہیم سے وَمِن ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ اور ہدایت کی ہے ہم نے اولاد اُس نوح کی میں سے یا ابراہیم کی اولاد میں سے داؤد کو
وَسُلَیمٰنَ اور سلیمان کو کہ فرزند داؤد کا ہے وَاَیُّوبَ اور ایوب کو کہ بیٹا عیص کا ہے وَیُوسُفَ اور یوسف کو کہ بیٹا یعقوب کا ہے وَمُوسٰی
وَھٰرُونَ اور موسیٰ اور ہارون کو کہ وہ دونوں بیٹے عمران کے ہیں وَکَذٰلِکَ اور ایسے ہی جیسے کہ ابراہیم کو ہم نے جزا دی ہے کہ درجے اُس کے
بلند کئے ہیں نَجزِی المُحسِنِینَ ۰ جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنے والوں کو موافق اُن کے استحقاق کے وَزَکَرِیَّا وَیَحیٰی اور ہدایت کی ہے ہم نے زکریا اور
یحییٰ کو وَعِیسٰی اور عیسیٰ بن مریم کو وَاِلیَاسَ ط اور الیاس کو کہ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِینَ ۙ ہر ایک نیکوں میں سے تھا کہ اپنے اپنے دین میں کامل
تھا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے منسوب کیا ہے قرآن میں عیسیٰ بن مریم کو طرف ابراہیم کے مریم کی جہت سے کہ وہ انکی اولاد
میں سے ہیں اور مقصود امام علیہ السلام کا اس سے یہ ہے کہ ہم رسول خدا کی طرف منسوب ہیں فاطمہ زہرا علیہا السلام کی جہت سے چنانچہ دوسری روایت میں ہی
کہ فرمایا حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کہ عیسیٰ انبیاء کی اولاد میں داخل ہوا مریم کے واسطے سے اور ہم داخل ہیں اولاد رسول خدا میں فاطمہ کے واسطے سے اور
منقول ہے کہ ایک روز مامون رشید نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ اے فرزند رسول خدا کتاب خدا میں کوئی ایسی آیت ہے کہ تیرے فرزند رسول خدا ہونے پر
دلالت کرتی ہو سوائے آیہ مباہلہ کے فرمایا کہ آیہ حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم ہے مامون نے پوچھا کہ یہ آیت مدعا پر کیونکر دلالت کرتی ہے امام نے فرمایا
کہ کیا کہتا ہے تو اس امر میں کہ اگر رسول خدا موجود ہوں اور میری دختر سے ارادہ نکاح کا کریں تو رسول خدا کو اپنی دختر دیوے یا نہیں مامون نے کہا کہ کیونکر
نہ دوں میں اور وہ کون ہے کہ جسکو یہ رغبت ہو امام نے فرمایا کہ اگر مجھ سے طلب کریں تو میں دوں اُسے پوچھا کہ کس واسطے فرمایا کہ اجماع اور اتفاق ہے
اس امر پر کہ فرزند خواہ کسی مرد دختر کا ہو خواہ پسر کا وہ اس مرد پر حرام ہے یعنی اولاد اپنی دختر کی اور پسر کی دونو کی حرام ہے اور دوسرے یہ کہ اگر
میں اپنی زوجہ کو طلاق دوں تو رسول خدا اس سے نکاح نہیں کرسکتے پوچھا کہ یہ بات تو کہاں سے کہتا ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حلائل ابنائکم الذین
من اصلابکم یعنی حرام کی گئی ہے عورتیں بیٹوں تمہاری کی جو کہ بیٹے پشتوں اور نطفوں تمہارے سے ہیں وَاِسمٰعِیلَ اور اسمٰعیل کو ہدایت کی ہے
وَالیَسَعَ اور ہدایت کی ہے الیسع کو کہ بیٹا اخطوب کا ہے اور کوفیوں نے سوائے عاصم کے الیسع کو بتشدید اور فتح لام اور سکون یا پڑھا ہے اور
باقیوں نے بسکون لام اور فتح یا پڑھا ہے وَیُونُسَ اور ہدایت کی ہے یونس بن متیٰ کو وَلُوطًا ط اور ہدایت کی ہے لوط کو کہ یہ سب انبیاء علیہم السلام
سے وَکُلًّا فَضَّلنَا عَلَی العٰلَمِینَ ۙ اور کل کو بزرگی دی ہے ہم نے اوپر عالم کے لوگوں کے سبب نبوت کے ان لوگوں پر کہ جو اُن کے زمانہ میں تھے۔
وَمِن اٰبَآئِھِم وَذُرِّیّٰتِھِم وَاِخوَانِھِم اور بزرگی دی ہے ہم نے بعضے کو باپوں انکے سے اور اولاد انکی سے اور بھائیوں اُنکے سے کہ اُن میں

بھی بعضے انبیاء اور اوصیاء اور اولیا ہوئے ہیں وَاجْتَبَيْنَاهُمْ اور برگزیدہ کیا ہم نے ان پیغمبروں کو وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ اور ہدایت
کی ہم نے انکو طرف راہ سیدھی کے یعنی ثابت رکھا ہے ہم نے انکو دین حق پر ذَٰلِكَ وہ یعنی وہ دین کہ جس پر انبیا تھے هُدَى اللَّهِ راہ حق دکھلانے خدا کی
ہے کہ باعث ہے ثواب دنیا اور آخرت کے يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ہدایت کرتا ہے ساتھ اسکے جس کو چاہتا ہے بندوں اپنے میں
سے توفیق اور لطف عطا کر کے وَلَوْ أَشْرَكُوا اور اگر باعتبار فرض کے شرک کرے وہ پیغمبر باوجود اس بزرگی اور بلندی شان اور مرتبہ کے لَحَبِطَ
عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ البتہ نابود ہو جاتا ان سے جو کچھ کہ تھے وہ اعمال خیر کرتے کہ کچھ ثواب ان کے واسطے ان اعمال کی جزا میں عطا ہوتا اور فرماتا
ہے کہ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ یہ انبیا وہ لوگ ہیں کہ دی ہم نے ان کو کتاب وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ اور حکم اور نبوت
فَإِن يَكْفُرْ بِهَا پس اگر کفر کریں ساتھ اس کتاب اور حکم نبوت کے هَٰؤُلَاءِ یہ کفار قریش تو فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا پس تحقیق مقرر کیا ہے
ہم نے واسطے ایمان لانے کے ساتھ ان چیزوں کے قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ایسی قوم کو کہ وہ نہیں ہے ساتھ ان چیزوں کے کفر کرنے
والے اور وہ انبیا اور مومنین ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں اور ذکر خدا کرتے ہیں أُولَٰئِكَ یہ انبیاء الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وہ لوگ
ہیں کہ ہدایت کی ہے خدا نے انکو دین حق کی طرف فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ پس ساتھ طریقہ ان کے کے پیروی کر تو کہ وہ طریقہ توحید اور اصول دین کا ہے
یا صبر کرنا امت کے آزار پہنچانے پر اور اختیار کرنا اخلاق پسندیدہ کا اور مراد اس طریقہ سے فروع دین نہیں ہیں کہ وہ مختلف ہوتے ہیں انبیاء میں
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ واسطے مومنین عقلا کے انبیا اور پیروی سے سلامت زیادہ کوئی طریق نہیں ہے اس واسطے کہ وہ طریق
زیادہ واضح اور مقصد درست اور صحیح زیادہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے برگزیدہ خلق محمد صلعم کو فرمایا ہے کہ اولئک الذین هدى الله فبهداهم اقتده اور اگر
واسطے دین خدا کے پیروی سے زیادہ کوئی طریق قائم اور مضبوط ہوتا تو خدا اس طریق کی طرف انبیا اور اولیا اپنے کو بلاتا اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ اور بہتر طریق انبیاء کا طریق ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پیروی کرو تم اپنے پیغمبر کی طریق اور ہدایت کی ہیں واسطے کہ
ہدایت تمہارے پیغمبر کی سب ہدایتوں سے زیادہ بزرگ ہے اور اقتدہ کی ہا وقفی ہے اور ابن عامر نے اسکو بکسر ہا پڑھا ہے اور راویوں نے بسکون ہا اور حمزہ
اور کسائی اور یعقوب اور خلف حالت فصل میں ہا کو حذف کرتے ہیں اور حالت وقف میں ثابت رکھتے ہیں اور باقی کے قاری حالت وصل اور وقف
میں دونوں میں ثابت رکھتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان کافروں سے کہ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ نہیں سوال کرتا ہوں میں تم سے
اوپر اس پیغام رسانی خدا کے أَجْرًا کام مزدوری کو کہ تم کو بار اس کا بھاری اور ناگوار معلوم ہوتا ہو اور مجھ سے پہلے بھی کسی پیغمبر نے اپنی امت سے
مزدوری طلب نہیں کی ہے إِنْ هُوَ نہیں ہے وہ پیغام رسانی خدا کی إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ مگر نصیحت واسطے عالم کے لوگوں کے اور کہتے
ہیں کہ مالک بن صیف کہ سردار علمائے یہود کا تھا جناب رسولخدا کی خدمت میں آیا حضرت نے اس سے فرمایا کہ تجھ کو قسم ہے اس خدا کی کہ جسنے توریت کو موسیٰ
پر نازل کیا ہے تو نے توریت میں دیکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ دانا موٹے کو دشمن رکھتا ہے اس نے کہا کہ ہاں بیشک توریت میں لکھا ہے اور وہ شخص
بھی موٹا تھا حضرت نے فرمایا کہ وہ عالم پر زور اور خود پرست تو ہے وہ شخص یہ بات سنکر غصہ ہوا اور کہا کہ خدا نے کوئی کتاب کسی شخص پر نازل
نہیں کی یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ اور نہ قدر کی ان یہودیوں نے خدا کے حق قدر کرنے اسکے کا
یعنی انھوں نے خدا کی قدر اور تعظیم نہ کی اور جو حق کہ اسکی قدر اور تعظیم کرنے کا ہے وہ انھوں نے ادا نہ کیا اور نہ پہچانا انھوں نے جو کہ حق پہچانے کا ہے
إِذْ قَالُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ جس وقت کہا انھوں نے کہ نہیں نازل کیا ہے خدا نے عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ اوپر آدمی کے کچھ کہ نہ کوئی کتاب نازل
کی ہے نہ کسی پیغمبر کو بھیجا ہے قُلْ کہہ تو اے محمد ان لوگوں سے کہ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ کس شخص نے نازل کی ہے کتاب الَّذِي جَاءَ
بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وہ کتاب کہ لایا ہے اسکو موسیٰ جس وقت کہ نور تھی وہ کتاب کہ کفر کے اندھیروں کو دور کرتی تھی وَهُدًى
لِّلنَّاسِ اور ہدایت کرنے والے واسطے آدمیوں کے کہ راہ راست کو لیجاتے تھے اور نوراً اور ہدیً حال واقع ہوئے ہیں اور فرماتا ہے

ع ۸ ۱۴

خدائے تعالٰے اس کتاب کے حال میں کہ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ کرتے ہو تم اسکو ورق ورق لکھکر تُبْدُوْنَهَا ظاہر کرتے ہو تم اسکو جو کچھ کہ اسمیں سچا ہے
ہو وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا اور چھپاتے ہو تم بہت کو اس میں مثل آیہ رجم کے اور تعریف پیغمبر آخر الزمان کی اور ذکر قرآن کا اور تجعلون اور تبدون اور تخفون
کو ابن کثیر اور ابوعمرو نے یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور باقیوں نے تا سے پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ اور فرماتا ہے خدائے تعالٰے کہ وَعُلِّمْتُمْ مَّا
لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ سکھلائے گئے ہو تم جو کچھ کہ نہیں جانتے تھے تم وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ اور نہ باپ دادا تمہارے نہ امر کو اور نہ نہی کو اور نہ حلال کو اور
نہ حرام کو زیادہ اس سے کہ جو کچھ توریت میں ہے اس کے بیان کے واسطے قرآن کو نازل کیا ہے کہ قُلِ اللّٰهُ کہہ تو اے محمد صلعم کہ خدائے
تعالٰے نے بھیجا ہے اس کتاب کو ثُمَّ ذَرْهُمْ پھر چھوڑ دے تو ان یہودیوں کو فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ کہ بیچ بحث اور گفتگو اپنی کے بازی کریں
اور اپنی آرزوئے باطل میں مشغول ہوں وَهٰذَا كِتٰبٌ اور یہ کتاب یعنی قرآن کہ اَنْزَلْنٰهُ نازل کیا ہے ہمنے اسکو مُبٰرَكٌ بہت
برکت والا ہے مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سچا کرنے والا اسکو کہ آگے اسکے ہی مثل توریت اور انجیل وغیرہ کتب سابقہ کے کہ اصول دین میں
مطابق اُن کے ہے وَلِتُنْذِرَ اور تاکہ ڈرائے تو اور ابوبکر نے عاصم سے لیُنذر پڑھا ہے یعنی تاکہ ڈرائے وہ قرآن اُمَّ الْقُرٰى مکہ والوں کو وَمَنْ
حَوْلَهَا اور ان لوگوں کو کہ گرد اس مکہ کے ہیں اور ام القریٰ نام مکہ کا ہے اس واسطے کہ وہ اصل سب میں کی تھی اور یہاں مراد مکہ سے مکہ کے باشندے ہیں
گرد سے اسکے مراد کل آدمی ہیں مشرق سے مغرب تک وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اور وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ آخرت کے يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس قرآن کے یا پیغمبر کے اسوقت کہ ایمان لانا آخرت پر موجب خوف کا آخرت سے ہے اور خوف باعث تامل اور فکر کا
امر حق میں ہے وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اور وہ اوپر نماز اپنی کے محافظت کرتے ہیں کہ اسکی شرائط اور ارکان اور اوقات کو نگاہ رکھتے ہیں اور
نماز کے ذکر کو اس واسطے خاص کیا کہ یہ ستون دین کا ہے اور علامت ہے ایمان کی اور کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے دعوئے نبوت کا کیا
اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس جھوٹے دعوے سے ان کے بہت رنج ہوا خدائے تعالٰے اُن جھوٹوں کی تعدی اور ظلم کے بیان میں یہ
آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور کون شخص زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ باندھا اُس نے اوپر خدا
کے جھوٹ کو اور دعوئے نبوت کا کیا اور کہا کہ میں پیغمبر ہوں اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ یا کہا اُس نے کہ وحی کی گئی ہے طرف میرے وَلَمْ
يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ اور حال یہ ہے کہ نہیں وحی کی گئی ہے طرف اُسکے کوئی چیز کہتے ہیں کہ مسیلمہ اپنی طرف سے جھوٹے فقرے بنا کر کہتا تھا کہ یہ وحی ہے
کہ نازل کی گئی ہے طرف میرے اور اسود عنسی کہتا تھا کہ ایک شخص گدھے پر سوار ہوکر میرے پاس آتا ہے اور باتیں مجھ کو تعلیم کرتا ہے اور منقول ہے کہ
عبداللہ بن ابی سرح برادر رضاعی عثمان بن عفان جس کا خون رسول خدا صلعم نے مباح کر دیا تھا اور اسکو شہر سے باہر نکلوا دیا تھا اور ہر چند عثمان
نے اسکی سفارش کی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبول نہ کی اور بعد رسول خدا صلعم کے ابوبکر اور عمر نے بھی اُسکو شہر میں نہ آنے دیا اور عثمان کی سفارش
اس کے حق میں قبول نہ کی عثمان نے اپنی خلافت میں برخلاف مرضی رسول خدا کے اسکو بلا کر حاکم مصر کا کیا تھا اور وہ شخص کاتب رسول خدا کا تھا وحی نازل ہوتی
تھی تو وہ لکھتا تھا اور غفور رحیم کی جگہ حکیم علیم لکھ دیتا تھا اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین (الآیہ) تو اسکو
فصل انسان سے بہت تعجب ہوا اسکی زبان پر جاری ہوا کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین حضرت نے فرمایا کہ لکھ تو اسکو کہ یہی مجھ پر نازل ہوا ہے اُسنے اسکو لکھا
لیکن شک میں پڑ گیا اور اپنے جی میں کہا کہ اگر محمد راستگو ہے کہ وحی اسپر نازل ہوئی ہے تو مجھپر بھی وحی نازل ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو میں بھی اسکی
مثل کہہ سکتا ہوں اور اسی وقت مرتد ہوکر اہل کتاب کے پاس گیا اور کہا کہ احوال محمد کا میں نے معلوم کر لیا ہے وہ اپنی طبیعت سے بنا لیتا ہے اور کہتا ہے
کہ وہ وحی ہے خدائے تعالٰے نے اسکے مقدمہ میں یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَمَنْ قَالَ اور کون شخص زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ کہا اُسنے
کہ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قریب ہے کہ نازل کروں میں مثل اس چیز کے کہ نازل کیا ہے خدا نے اور کہتے ہیں کہ وہ شخص مکہ کی
طرف گیا اور قریش سے جا کر کہا کہ واللہ محمد کچھ نہیں جانتا ہے اور جیسے کہ وہ کہتا ہے ایسا تو میں بھی کہتا ہوں اسکے رد میں خدا نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ اور اگر دیکھے تو جس وقت ظلم کرنے والے ہونگے فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ بیچ سختیوں موت کے تو البتہ دیکھے تو عذاب دردناک
کو یہ لو شرط جواب الّا کا ہے اور یہ آیت انجام میں عبداللہ بن ابی سرح اور جمیع مسیلمہ کذاب کے ہے پس ظلم کرنے والے ایسے بقصویر بسبب کفر کے سختیوں بیچ موت
کے مبتلا ہوئے وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اور فرشتے پھیلانے والے ہونگے ہاتھوں کو واسطے قبض کرنے جانوں ان کی کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ملائکہ
اپنے ہاتھوں کو عذاب کرنے کے واسطے کشادہ کریں گے اور آگ کے گرز ان کے ماریں گے اور کہیں گے سختی سے ان لوگوں سے کہ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ
نکالو تم جانوں اپنی کو بدنوں سے جیسے کہ کوئی بہت تقاضا کرتا ہے اور دھمکاتا ہے اس طرح سے کہیں گے اور کہیں گے کہ اَلْيَوْمَ آج کے روز کہ روز
تمہارے مرنے کا ہے تُجْزَوْنَ جزا دیئے جاؤ گے تم اے بدکارو عَذَابَ الْهُوْنِ عذاب خوار اور ذلیل کرنے والے کے بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ
سبب اسکے کہ کہتے تھے تم عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ اوپر خدا کے سوائے حق کے کہ کہنا جس کا خدا تعالے پر روا نہیں ہے جیسے کہ فرزند مقرر کرنا اس کے واسطے اور
غیروں کو اس کا شریک کرنا اور جھوٹا دعوے نبوت کا کرنا اور کہنا کہ خدا نے مجھ کو پیغمبر کیا ہے وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ اور تھے تم آیتوں
اس کی سے تکبر کرتے کہ ان پر ایمان نہیں لاتے تھے اور تامل ان میں نہیں کرتے تھے وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا اور البتہ تحقیق آئے تم ہمارے پاس حساب اور جزا کے واسطے
فُرَادٰى اکیلے کہ نہ مال ہے تمہارے پاس اور نہ اولاد ہے نہ کوئی قرابتی اور نہ خادم ہے نہ کوئی اور مددگار ہے کہ عذاب سے تمکو رہائی دلوائے اور ایسے آئے
تم كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسے کہ پیدا کیا تھا ہم نے تمکو پہلی مرتبہ ماں کے پیٹ میں سے اکیلا برہنہ کہ کچھ تمہارے ہمراہ نہ تھا اب تم ہمارے پاس اسی
ہیئت سے آئے ہو وَتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ اور چھوڑ آئے تم ان چیزوں کو کہ بخشی تھی ہم نے ملک و سامان کہ جس کے سبب سے تم ناز کرتے تھے اور لوگوں پر
تکبر کرتے تھے انکو چھوڑ آئے تم وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ پیچھے پشتوں اپنی کے نہ کچھ آگے بھیجا نہ اپنے ہمراہ لائے وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ اور
نہیں دیکھتے ہیں ہم ہمراہ تمہارے سفارش کرنے والے تمہارے الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا جن کو گمان کرتے تھے تم کہ تحقیق وہ
بیچ تمہارے شریک ہیں خدا کے تمہارے پرورش کرنے میں اور عبادت کے مستحق ہونے میں لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ البتہ تحقیق قطع ہو گئی درمیان
تمہارے کہ تم اور وہ سب علیحدہ علیحدہ ہو گئے وَضَلَّ عَنْكُمْ اور گم ہو گئے تم سے اور کھوئے گئے مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ وہ چیز کہ تھے تم
گمان کرتے اپنے دل میں کہ بت ہماری سفارش کریں گے اور اس امید پر تم ان کی پرستش کرتے تھے اور یا یہ گمان کرتے تھے تم کہ حشر اور نشر کچھ نہ ہوگا
اور مرنے کے بعد زندہ نہوں گے اس وقت سب گمان تمہارے باطل ہو گئے اور جو کچھ تم امید رکھتے تھے وہ ہوا اور بینکم میں نون کو اہل مدینہ اور
کسائی اور حفص نے منصوب پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے اور منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت حضرت فاطمہ بنت
اسد مادر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے روبرو پڑھی انہوں نے پوچھا کہ فرادی کیا چیز ہے فرمایا کہ برہنہ یعنی مردے قبروں سے برہنہ ہوئے اٹھیں گے
فاطمہ بنت اسد نے جب سنا تو کہا کہ واسوأتاہ یعنی وائے رسوائی کہ لوگ ہمکو برہنہ دیکھیں گے حضرت نے دعا کی کہ خداوندا اسکو برہنہ کر کے نہ اٹھانا
اور اسکو انکے کفن میں مستور کرنا اور دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مومنین اپنے کفنوں میں مستور ہوں گے اور واسطے حجت اور دلیل قایم کرنے کے
خدا فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ تحقیق خدا چیرنے والا دانہ تخم زراعت کا ہے کہ اس سے زراعت ہوگی وَالنَّوٰى اور چیرنے والا گٹھلی کا ہے
کہ اس سے درخت اُگتے ہیں يُخْرِجُ الْحَيَّ نکالتا ہے زندہ کو یعنی روئیدگی کو مِنَ الْمَيِّتِ مردہ سے کہ وہ دانہ اور تخم ہے حتّی کہ ہی مومن کو کافر سے
پیدا کرتا ہے اور عالم کو جاہل سے اور بچہ کو نطفہ سے اور جانور پرندہ کو انڈے سے وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ اور نکالنے والا مردہ کا ہے یعنی تخم اور نطفہ اور
انڈے کا مِنَ الْحَيِّ زندہ سے کہ وہ روئیدگی اور آدمی اور مرغ ہے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ یہ زندہ کرنے والا اور مارنے والا خدا ہے کہ سزاوار پرستش ہے فَاَنّٰى
تُؤْفَكُوْنَ پس کہاں پلٹائے جاتے ہو تم کہ اسکو چھوڑ کر غیروں کی پرستش کرتے ہو فَالِقُ الْاِصْبَاحِ چیرنے والا صبح کا ہے تاریکی شب سے یعنی تاریکی
شب سے صبح کو نکالتا ہے وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا اور کر دیا اس نے رات کو آرامگاہ خلق کا تاکہ دن کی ماندگی سے شب کو آرام کریں وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
حُسْبَانًا اور کر دیا آفتاب اور ماہتاب کو حساب وقتوں کے معلوم کرنے کا کہ ان کے دورے سے حساب سال اور ماہ اور ہفتہ کا معلوم ہوتا ہے اور ہر حساب کے

سرسبز کو اسکے سائم رکھیں اور جَعَلَ اللَّيْلَ کو سب قاریوں نے جاعل لیل پڑھا ہے مگر کوفیوں نے جعل اللیل پڑھا ہے ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ اندازہ کرنا خدائے غالب کا ہے کہ سب چیزوں پر غالب ہے الْعَلِيمِ جاننے والا اندیشہ اور مصلحت خلق کا اور تقدیر خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور فرماتا ہے خدائے تعالے کہ وَهُوَ الَّذِي اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ پیدا کیا ہے اُس نے واسطے تمہارے ستاروں کو اپنی قدرت کاملہ سے لِتَهْتَدُوا بِهَا تاکہ راہ پاؤ تم بسبب اُن کے فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بیچ اندھیروں جنگل اور دریا کے راستے کے قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ تحقیق جدا جدا بیان کرتے ہیں ہم نشانیوں قدرت اپنی کو لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں وہ فائدہ اسکا اور اُس سے راہ طرف وجود خالق کے لیجاتے ہیں اور جاننا چاہیے کہ جیسے آفتاب اور ماہتاب سے راہ پاتے ہیں ایسے ہی جناب رسولخدا سے دین کی راہ پاتے ہیں اور بعد حضرت کے امیرالمومنین علیہ السلام سے اور جناب رسولخدا نے جو فرمایا ہے کہ انا کالشمس وعلی کالقمر مراد اُس سے یہی ہے اور امیرالمومنین کے بعد انکی اولاد طیبین ہے کہ وہ مثل ستاروں کے ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اسی طرح اُنسے دین کی راہ ملتی ہے اور جو شخص کہ اُن کے وسیلہ سے راہ دین کی طلب نہیں کرتا ہے وہ گمراہ ہے بموجب حدیث ثقلین کے اور فرماتا ہے خدا کہ وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ پیدا کیا ہے اُس نے تمکو جان ایک سے کہ وہ آدم علیہ السلام ہے فَمُسْتَقَرٌّ پھر جگہ ٹھہرنے کی واسطے تمہارے وَمُسْتَوْدَعٌ اور جگہ سپرد کرنیکی کہ وہ شکم مادر کا ہے اور پشت پدر کی نطفہ وہاں رہتا ہے اور وہاں سے ماں کے شکم میں آتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مستقر سے مراد دل ہے کہ جس ایمان قرار پکڑے اور پھر وہاں سے نکلے اور مستودع سے مراد یہ ہے کہ ایک مدت ایمان دل میں ہے اور پھر نکل جائے اور زبیر بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھا اور حضرت صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا اُن دونوں لفظوں سے تو فرمایا کہ مستقر شکم مادر میں ہے اور مستودع پشت پدر میں اور حضرت کاظم نے فرماتا ہے کہ ایمان مستقر تو قیامت تک مستقر اور ثابت اور قائم ہے اور جو کہ مستودع ہے اُسکو خدائے تعالے مرنے سے پہلے دور کرتا ہے دلمیں سے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ پیدا کیا ہے خدا نے انبیا کو نبوت پر پس وہ نہوں گے مگر انبیا اور پیدا کیا ہے خدا نے مومنین کو ایمان پر پس ہونگے وہ مگر مومنین اور ایک قوم کو ایمان عاریت دیا ہے اگر چاہے اُن کے پاس ایمان کو رکھے اور اگر چاہے دور کرے اور اُنکے ہی مقدمہ میں جاری ہوا ہے مستقر اور مستودع اور مستقر کو ابن کثیر اور ابو عمرو اور یعقوب نے بکسر قاف پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح قاف قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ تحقیق تفصیل سے بیان کیا ہے ہم نے نشانیوں قدرت اپنی کو اور وحدانیت اپنی کو لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ۝ واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور اس میں فکر و تامل کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ نازل کیا ہے اُسنے جانب آسمان سے پانی کو اپنی قدرت کاملہ سے کہ وہ آب باراں ہے فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ پس نکالا ہمنے ساتھ اس پانی کے روئیدگی کو ہر چیز کی اور ہر قسم کے بوٹے کو فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا پس نکالا ہم نے اُس پانی سے سبزے کو مثل گیاہ اور درخت سبز کے کہ اس میں بیخ اور شاخ اور برگ سب موجود ہو جاتے ہیں نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا نکالتے ہیں اس سبزہ سے دانہ تہ بہ تہ اور برابر رکھا ہوا یعنی خوشہ کو وَمِنَ النَّخْلِ اور نکالتے ہیں ہم کھجور کے درخت کو کہ حاصل ہوتے ہیں مِنْ طَلْعِهَا پھول اُسکے سے قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ خوشہ نزدیک نزدیک ہوئے کثرت کی جہت سے وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ اور باغوں کو انگوروں سے کہ انگور ولیں وہ ملے ہوئے ہیں وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ اور نکالتے ہیں ہم اُس پانی سے زیتون کو اور انار کو مُشْتَبِهًا مشابہ آپس میں ایک دوسرے کے کہ ایک طرح کے اور یکساں ہیں وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ اور غیر مشابہ کہ آپس میں یکساں نہیں ہیں کوئی تو مزے میں شیریں ہے اور کوئی ترش ہے اور کوئی کھٹ مٹھا ہے انْظُرُوا إِلَىٰ ثَمَرِهِ نظر کرو تم طرف پھل اسکی کے ہر قسم کے درخت میں سے إِذَا أَثْمَرَ جس وقت کہ پھل لائے وہ درخت وَيَنْعِهِ اور دیکھو تم طرف پختہ ہونے اُسکے کے کہ کیا مزہ اور لذت اُسمیں پیدا ہوتی ہے اور پہلے کس حال پر تھا اور پھر خدا نے آہستہ آہستہ اُسمیں کیسی لذت پیدا کی کہ یہ امر اسکے کمال قدرت پر دلالت کرتا ہے اور خضر بمعنی اخضر ہے اور متراکب ترکیب پانے کے معنی میں ہے اور جنات کو ابوبکر نے عاصم سے مرفوع پڑھا ہے قنوان پر عطف کر کے باعتبار لفظ کے اگرچہ وہ اُسکی جنس سے نہیں ہے اور باقیوں نے منصوب پڑھا ہے نبات کل شیء پر عطف کر کے اور ثمرہ کو حمزہ اور کسائی اور خلف نے بضمتین پڑھا ہے

اور باقیوں نے بضمتین إِنَّ فِي ذَٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ بتحقیق کہ بیچ اُسکے البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں واسطے اس قوم کے کہ جو ایمان
لائے ہیں اور باور کرتے ہیں اس واسطے کہ اسقدر جسموں طرح طرح کا ایک اصل سے ہونا اور ایک حال سے دوسرے حال پر ہو جانا نہیں ہوتا مگر اس شخص سے کہ جو قدرت
کاملہ رکھتا ہے اور اسکی تفصیل کو پہلے ہی سے جانتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ باوجودیکہ ہم نے قسم قسم کی نعمتوں کو اُن کے واسطے پیدا کیا ہے اور پھر حال اُنکا یہ ہے
کہ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ اور مقرر کئے اُنھوں نے واسطے خدا کے شریک جنوں کو یعنی ملائکہ کو کہ پرستش اُن کی کرتے ہیں اور خدا کی بیٹیاں
اُنکو کہتے ہیں اور ملائکہ کو جن اس واسطے فرمایا کہ جیسے جن نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں ایسے ہی ملائکہ پوشیدہ رہتے ہیں اور معنی بھی جن کے پوشیدہ ہونیکے
ہیں الغرض مراد جن سے شیاطین ہیں کہ کفار اُنکی اطاعت کرتے ہیں جیسے کہ خدا کی اطاعت کی جاتی ہے اور جن منصوب ہے اس واسطے کہ مفعول جعلوا کا ہے اور
شرکاء مفعول ثانی اس کا ہے اور جن شرکاء سے بدل بھی ہو سکتا ہے پس کفار نے جنوں کو خدا کا شریک کیا عبادت کرنے میں وَخَلَقَهُمْ اور حال یہ
ہے کہ پیدا کیا ہے خدا نے اُن جنوں اور ملائکہ کو اور وہ بھی اسکو خوب جانتے ہیں کہ باوجود علم کے اُنھوں نے مخلوق کو خالق کی جگہ قرار دیا ہے وَخَرَقُوا
لَهُ اور گھڑا اُنھوں نے واسطے اس خدا کے اپنے دل سے بَنِينَ بیٹے مثل عزیرؑ اور عیسیؑ کے وَبَنَاتٍ اور بیٹیاں مثل ملائکہ کے بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم
کے اور بدون جانے اسکی حقیقت کے محض دعوے اُنکا ہے بغیر دلیل کے اور خرقوا کو اہل مدینہ نے تشدید سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تخفیف سے پس ان
کفار نے بدون علم کے خدا کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں مقرر کی ہیں سُبْحَانَهُ پاک ہے وہ خدا وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ اور برتر ہے اُس چیز سے کہ بیان
کرتے ہیں وہ کہ اُسکے اور شریک قرار دیتے ہیں بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وہ پیدا کرنیوالا آسمانوں کا ہے اور زمین کا اور سبحانہ مفعول مطلق
فعل محذوف کا ہے اور بدیع خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہو بدیع السموات والارض أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ کہاں ہووے واسطے اُسکے فرزند
وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہے واسطے اس خدا کے جورو کہ اس سے فرزند پیدا ہوا اور کیونکر واسطے اسکے جورو ہووے کہ اُسکا
کوئی جنس ہی نہیں ہے وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور پیدا کیا ہے اُسنے ہر چیز کو پس مثل اُسکے مخلوقات میں سے کوئی کیونکر ہوگا کہ مخلوق مانند خالق کے نہیں
ہو سکتا وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور خوب جانتا ہے پس جاننے والے اُسکے مثل کیونکر ہو جائیں گے اور جو شخص کہ ایسا ہے
وہ سب چیزوں سے بے نیاز ہے اور فرماتا ہے خدا کہ ذَٰلِكُمُ یعنی جو کچھ کہ ان صفات مذکورہ کے ساتھ موصوف ہے وہ اللَّهُ خدا ہے جامع جمیع
صفات کمال کا رَبُّكُمْ پروردگار تمہارا ہے لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش کے سوائے اسکے کہ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وہ پیدا
کرنے والا ہر چیز کا ہے خالق خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہو خالق کل شیٔ اور جس وقت کہ وہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا ہے تو فَاعْبُدُوهُ
پس عبادت کرو تم اُسکی کہ مستحق عبادت کا وہی ہے نہ غیر اُسکا وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ اور وہ اوپر ہر چیز کے نگہبان ہے اور کارساز ہے
بندوں کے امور کا اور خدائے تعالے نے فرمایا کہ خدا پیدا کرنیوالا ہر چیز کا ہے جو کچھ کہ عالم میں ہے اور عالم میں بندوں کے افعال بھی ہیں پس انکا بھی پیدا کرنیوالا ہوگا
لیکن صورت میں مراد خلق سے خلق تقدیری ہوگی نہ خلق تکوینی یعنی اندازہ کرنے والا ہے بندوں کے افعال کا کہ وہ اُسکے علم میں گذرے ہیں اور نہ مراد اس سے
نہیں ہے کہ بندوں کے افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں تاکہ مجبور ہونا بندے کا لازم آئے بلکہ بندہ نہ بالکل مجبور ہے اور نہ بالکل قادر ہے اور یا یہ کہ مراد ہر چیز سے
اجسام ہیں اور افعال اجسام میں سے نہیں ہیں لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ نہیں پا سکتی ہیں اسکو بینائیاں یعنی وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسکو کوئی اپنی
آنکھ سے دیکھ سکے اس واسطے کہ وہ نہ جسم رکھتا ہے اور نہ وہ عرض ہے اور نہ اسکے واسطے کوئی جہت ہے اور جس وقت کہ وہ ایسا ہوا تو دیکھنا اسکا محال ہے اور
ادراک سے مراد اس مقام میں دریافت کرنا اسکی حقیقت کا نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ آنکھ سے دریافت کرنا کسی چیز کو اُسکا دیکھنا مراد ہوتا ہے جیسے کہ کان
سے دریافت کرنا سننا مراد ہوتا ہے اور جس وقت کہ وہ ایسا ہو کہ آنکھیں اسکو نہیں پا سکیں تو جمیع اوقات میں اور ہر حالت میں نہیں پا سکیں اور اس کیفیت کا
وہ نہیں ہے کہ بعضے وقت اسکو دیکھتے ہوں اور بعضے وقت نہ دیکھ سکتے ہوں بلکہ کسی وقت اسکو نہیں دیکھ سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور یہ بھی نہیں ہو سکتا
کہ بعضی آنکھ اسکو دیکھ سکتی ہو اور بعضی آنکھ نہ دیکھ سکتی ہو بلکہ کوئی آنکھ اسکو نہیں دیکھ سکتی کہ دیکھنا اسکا محال ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَهُوَ يُدْرِكُ

ع ۱۲

الْأَبْصَارَ اور پاتا ہے بینائیوں کو یعنی دیکھتا ہے بینائیوں کو بدون آنکھ کے یعنی اُن چیزوں کو کہ جن کو بینائیاں دیکھتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مضاف دونوں جگہ محذوف ہے یعنی نہیں پاتے ہیں اسکو صاحب بینائیوں کے اور وہ پاتا ہے صاحب بینائیوں کو اور حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ مراد ابصار سے ابصار قلوب ہیں یعنی اوہام قلوب کے کہ ہر چیز کو بغیر دیکھے ہوئے احاطہ کرسکتے ہیں اور پاسکتے ہیں لیکن اسکو وہ بھی نہیں پاسکتے جہ جائیکہ بینائی جسم کہ وہ تو اسکو ہرگز نہ پاسکیگی وَهُوَ اللَّطِيفُ اور پاکیزہ ہے یا پاسکتا ہے ہر باریک چیزوں کا دیکھنے والا یا بندوں پر نیکی کرنیوالا الْخَبِيرُ خبردار ہر چیز سے اور واقف بندوں کی مصلحتوں اور تدبیروں کا اور فرماتا ہے خدا کہ قَدْ جَاءَكُم بَصَائِرُ تحقیق آئی ہیں تمہارے پاس سامان روشن یعنی دلیلیں روشن مِن رَّبِّكُمْ پروردگار تمہارے کے پاس سے اور وہ اس طرح کی روشن ہیں کہ گویا آنکھیں اُنکو دیکھ سکتی ہیں فَمَنْ أَبْصَرَ پس جو شخص کہ دیکھے حق کو اور اُس کا باور کرے تو فَلِنَفْسِهِ پس واسطے نفس اُسکے کے ہے فائدہ اُس کا وَمَنْ عَمِيَ اور جو شخص کہ اندھا ہووے اور نہ دیکھے دلیلوں روشن کو اُن میں تامل اور تفکر کرکے تو فَعَلَيْهَا پس اوپر اس نفس کے ہے ضرر اور نقصان اُسکا وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ اور نہیں ہوں میں اوپر تمہارے نگہبان کہ تمہارے اعمال کی حفاظت کروں اور تمکو جزا دوں مجھ پر تو سوائے پیغام رسانی احکام خدا کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ کلام رسول خدا کا ہے کہ جو خدا نے نقل کیا ہے اور فرماتا ہے کہ وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ اور ایسے ہی طرح طرح سے بیان کرتے ہیں ہم آیتوں کو امید کی اور وعدہ اور وعید کی وَلِيَقُولُوا اور تاکہ کہیں وہ مکہ والے کہ دَرَسْتَ پڑھا ہے تو نے کسی سے یعنی قرآن کی آیتوں کو ہم واسطے ہدایت کے بیان کرتے ہیں اور انجام اُس کا یہ ہے کہ مکہ کے لوگ ان آیتوں کو سنکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہیں کہ تو نے کسی دوسرے آدمی سے یہ آیتیں پڑھی اور سیکھی ہیں اور ابن کثیر نے درست کو دارست پڑھا ہے وَلِنُبَيِّنَهُ اور تاکہ بیان کریں ہم اُس قرآن کو لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ واسطے اس قوم کے کہ جانتے ہیں اور تامل نہیں کرتے ہیں اور حق کو باطل سے جدا کرتے ہیں یعنی جو کہ کافر ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ اے محمد تو نے کسی سے یہ آیتیں قرآن کی سیکھی ہیں اور جو کہ مومن ہیں وہ انکی تصدیق کرتے ہیں اور انکو خوب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کفار رسول خدا کو اپنے باپوں کے دین کی طرف بلاتے تھے خدائے تعالیٰ نے حضرت کی طرف خطاب کیا کہ اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ پیروی کر تو اس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے طرف تیرے مِن رَّبِّكَ پروردگار تیرے کی طرف سے کہ توحید کا اعتقاد رکھ تو لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود لائق پرستش سوائے اسکے وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ اور منہ پھیرلے تو مشرکوں سے اور انکے کہنے کی طرف توجہ نہ کر وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ اور اگر چاہتا خدا توحید کو لوگوں پر جبر کرکے تو مَا أَشْرَكُوا نہ شرک کرتے وہ لیکن یہ امر منافی تکلیف کے ہے بلکہ چاہتا ہے کہ لوگ اپنے اختیار سے ایمان کو قبول کریں تاکہ مستحق ثواب کے ہوں وَمَا جَعَلْنَاكَ اور نہیں کیا ہے ہم نے تجھ کو اے محمد صلعم عَلَيْهِمْ حَفِيظًا اوپر ان کافروں کے نگہبان وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ اور نہیں ہے تو اوپر انکے نگہبان اور کارکن کہ اُن کے امور کا انتظام کرے بلکہ تجھ پر تو فقط ہمارے احکام کو پہنچا دینا ہے نہ اوپر جبر اور زبردستی کرنی ایمان کے واسطے اور کہتے ہیں کہ جس وقت خدا نے آیہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم کو نازل کیا تو مشرکین قریش نے کہا کہ اے محمد اپنی زبان کو ہمارے خداؤں کی دشنام دہی سے کوتاہ اور بند کر ورنہ ہم بھی تیرے خدا کی ہجو کریں گے یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ اور مت برا کہو تم اے مومنین انکو کہ پکارتے ہیں وہ کفار سوائے خدا کے جنکو یعنی کفار جنکی پرستش کرتے ہیں انکو برا مت کہو فَيَسُبُّوا اللَّهَ پس برا کہیں گے وہ خدا کو تمہارے بدلے میں عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ از روئے دشمنی کے بغیر علم کے اپنی جہالت سے اور عدوا میں واقع ہوا ہے اور یعقوب نے اسکو بضم عین و دال اور تشدید واو کے پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح عین اور سکون دال پڑھا ہے كَذَٰلِكَ ایسے ہی یعنی جیسے کہ آراستہ کیا ہے ہم نے اُن کفار کے اعمال کو انکی نظر میں ایسے ہی زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ آراستہ کیا ہے واسطے ہر گروہ کے عمل انکو خواہ نیک ہو خواہ بد ہو اگر عمل نیک ہے تو بوجہ توفیق اور لطف ہی کہ اسکو توفیق اور لطف عطا کیا ہے اس واسطے وہ اعمال نیک کرتا ہے اور اگر عمل بد ہے تو اسلئے ہے کہ توفیق انکو نہیں بخشی ہے سبب انکے انکار کرنیکے دلیلوں اور معجزوں ظاہر سے پس جسوقت توفیق کو اُسنے ترک کیا اور اُنکے حال پر انکو چھوڑ دیا تو شیطان انکے اعمال بد کو انکی نظر میں اچھا

کرکے دکھلاتا ہے اس سبب سے خدا نے مجازاً آراستہ کرنے اعمال کو اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ اُسنے توفیق جو اُٹھالی ہے اور توفیق کے اُٹھانے سے وہ اعمال انکی نظروں میں
اچھے معلوم ہونے لگے اور حقیقت میں شیطان انکے اعمال کو اچھا دکھلاتا ہے ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ پھر طرف پروردگار انکے کے پھرنا انکا ہے واسطے جزائے اعمال کے
فَيُنَبِّئُهُم پس خبر دیگا وہ انکو وقت جزا دینے کے بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ عمل کرتے خدا نے اس آیت میں مومنین کو منع کیا ہے
بتوں کے بُرا کہنے سے اور فرمایا ہے کہ بُرا نہ کہو تم انکو کہ جنکی کفار پرستش کرتے ہیں کہ وہ تمہارے مقابلہ میں خدا کو بُرا کہینگے ایسے ہی چاہئے کہ علی الاعلان مخالفین کے
بزرگوں کو بُرا نہ کہنا چاہئے کہ وہ سنینگے تو تمہارے بزرگوں کو بُرا کہینگے اور اگر وہ تمہارے اماموں کو بُرا نہ کہیں گے تو تمہارے علما کو بُرا کہینگے اور تمہارے برادر مومن کو بُرا کہینگے
اور ایذا دیں گے اور اگر تمہارے بُرا کہنے سے عالم یا مومن کو بُرا کہینگے یا کسی مومن کو آزار پہنچائیں گے تو اسکا مواخذہ تمسے متعلق ہوگا چنانچہ حضرت
صادقؑ نے فرمایا ہے کہ خدا کو کوئی بُرا نہیں کہتا ہے لیکن جسنے خدا کے دوست کو بُرا کہا اُس نے خدائے تعالے کو بُرا کہا اور اسی آیت کی تفسیر میں حضرت
صادقؑ نے فرمایا ہے کہ ان کو بُرا مت کہو وہ تمکو بُرا کہینگے اور فرمایا کہ جسنے بُرا کہا خدا کے دوست کو اسنے بُرا کہا خدا کو اور حضرت صادق علیہ السلام سے
کسی نے عرض کی کہ ہم ایک شخص کو مسجد میں دیکھتے ہیں کہ وہ باآواز بلند تمہارے دشمنوں کو بُرا کہتا ہے حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ کیا ہوا ہے اس ملعون کو کہ
ہمارے درپے ہوتا ہے اور باآواز بلند سے کہنے کا حکم کسی روایت میں بھی آئمہ معصومین علیہم السلام سے نہیں آیا ہے اور سوائے اسکے موجب افزونی عداوت
اور مانع ہدایت کا ہے اور کہتے ہیں کہ قریش کے سرداروں نے رسول خداؐ سے کہا کہ تو کہتا ہے کہ موسیٰ نے عصا پتھر پر مارا اُس میں سے بارہ چشمے پانی کے جاری
ہوئے اور عیسیٰ مُردوں کو زندہ کرتا تھا اور صالح نے اونٹنی کو پتھر سے باہر نکالا تھا اس طرح کا معجزہ تو کوئی ہمکو دکھلا کہ تجھ پر ایمان لاویں حضرتؐ نے سنکر
فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو کہا کہ دعا کر کہ کوہ صفا سونا ہوجائے حضرتؐ نے فرمایا کہ اس طرح کا معجزہ اگر میں دکھلاؤں تو مجھ پر تم ایمان لاؤ گے سب نے
اس امر پر عہد کیا اور بہت سخت قسمیں کھائیں اور کہا کہ اگر تو ہمکو یہ معجزہ دکھلائیگا تو ہم تیری موافقت اور پیروی دین میں کرینگے حضرت نے چاہا کہ دعا کریں جبرئیل نازل
ہوئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں تیری دعا سے اس پہاڑ کو سونا کردوں لیکن ہماری عادت اور طریقہ اس طرح جاری ہے کہ اگر امت اپنے پیغمبر سے معجزہ
طلب کرے اور وہ پیغمبر معجزہ دکھلائے اور پھر امت اپنے عہد سے پھر جائے اور عہد کو اپنے وفا نکرے تو ہم ان پر عذاب نازل کرکے انکی بیخکنی کردیتے ہیں اگر
تو چاہے تو یہ معجزہ ہم ظاہر کردیں لیکن بعد اسکے عذاب ہے اور اگر چاہے درگزر کر کہ اگر وہ خود ایمان نہ لائینگے تو انکی اولاد میں سے ایمان لائینگے حضرت نے اس دوسری قسم
کو اختیار کیا چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ اور قسمیں کھائیں انھوں نے ساتھ خدا کے بہت سخت قسمیں اپنی کہ لَئِن جَاءَتْهُمْ
آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا البتہ اگر آئی اُن کے پاس کوئی نشانی یعنی معجزہ تو البتہ ایمان لائینگے وہ ساتھ اُسکے یعنی جو معجزہ کہ انھوں نے طلب کیا تھا اگر وہ
معجزہ اُن کے پاس آئے تو البتہ وہ ساتھ اس معجزہ کے ایمان لائینگے قُلْ کہہ تو اے محمدؐ ان لوگوں سے کہ إِنَّمَا الْآيَاتُ سوائے اسکے نہیں ہے کہ
نشانیاں یعنی معجزہ عِندَ اللَّهِ نزدیک خدا کے ہیں اور وہ اُنکے ظاہر کرنے پر قادر ہے اور فرماتا ہے کہ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اور کس چیز نے خبر دی
ہے تمکو اے مومنین کہ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ تحقیق وہ معجزے جس وقت آوینگے اُن کے پاس اور وہ اُنکو دیکھیں گے تو لَا يُؤْمِنُونَ نہ ایمان
لاویں گے وہ یعنی اے مومنین تم نہیں جانتے ہو کہ وہ ایمان نہ لائینگے بعد معجزے کے بھی لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہ ایمان نہ لائینگے اور یہ اسواسطے فرمایا ہے
کہ مومنین کو طمع اور آرزو تھی کہ وہ معجزہ دیکھکر ایمان لاویں خدائے تعالے نے فرمایا کہ تمکو خبر نہیں ہے کہ وہ ایمان نہ لائینگے وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ اور
اُلٹ دینگے ہم دلوں اُن کے کو وَأَبْصَارَهُمْ اور بینائیوں انکی کو بسبب انکے دیدہ و دانستہ انکار کرنے کے اور ظاہر اور روشن دلیلوں سے اور انکو انکے حال پر
چھوڑدیں کہ وہ اس گمراہی میں پڑے رہیں اور تصدیق نہ کریں دلوں سے حق کی اور نہ آنکھوں سے حق کو دیکھیں اور ہرگز ایمان نہ لاویں كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا جیسے کہ
وہ ایمان نہیں لائے ہیں بِهِ ساتھ اُس کے ان چیزوں کے کہ جو نازل ہوئی تھیں أَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی مرتبہ کہ چاند کو شق ہوتے ہوئے دیکھکر ایمان نہ لائے تھے
بسبب عناد اور حسد کے وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ اور چھوڑدیں گے ہم اُن کو بیچ زیادتی اور بے راہی انکی کے کہ حیران اور سرگردان
رہیں یعنی انکو انکے حال پر چھوڑدیں اور قہر اور جبر کرکے اعمال بد سے انکو منع نہ کریں تاکہ گمراہی پر وہ پڑے رہیں وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ اور اگر

ع ١٣ ١٩

تحقیق ہم نازل کرتے طرف اُن کفار کے فرشتوں کو چنانچہ مدعا ان کا یہی ہے وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى اور کلام کرتے اُن سے مُردے چنانچہ یہ بھی سوال اُن کا ہے
تجھ سے اے محمد صلعم وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ اور جمع کرتے ہم اوپر اُن کے ہر چیز کو پہلی امتوں میں سے قُبُلًا گروہ گروہ کہ وہ خدا کی توحید کی
اور تیری نبوت کی گواہی دیتے اور یا یہ کہ کل معجزوں کو جمع کر کے ان کو دکھلاتے تو مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوٓا نہ تھے وہ ایسے کہ ایمان لاتے إِلَّآ أَن
يَشَآءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ چاہتا خدا کہ مجبور و قہر اُن سے ایمان کو قبول کروا تا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ اور لیکن اکثر ان کے نادان ہیں اور نہیں
جانتے ہیں کہ اگر اُن کو معجزہ دکھلایا جائے تو اپنی رغبت سے ایمان نہ لائیں گے پس سوگند جو اس مقدمہ میں وہ کھاتے ہیں انکی جہالت کا باعث ہے اور قبلا
حال واقع ہوا ہے اور وہ جمع قبیل کی ہے بمعنی کفیل یا بمعنی صنف یا مواجہ کے معنی میں ہے اور اسکو ابن کثیر اور ابو عمرو نے بضمتین پڑھا ہے اور ابو جعفر اور نافع
اور ابن عامر نے بکسر قاف پڑھا ہے اور اہل کوفہ نے بضم کاف اور فرمایا ہے کہ وَكَذٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ یہ تیرے دشمن ہیں اے محمد ایسے ہی
جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا کر دیے ہیں ہم نے واسطے ہر پیغمبر کے دشمن شَيٰطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ شیطان آدمیوں کے اور جنوں کے یعنی شیاطین
خواہ آدمیوں میں سے ہوں خواہ وہ جنوں میں سے پہلے سے دشمن ہوتے چلے آئے ہیں پیغمبروں کے اور شیاطین کا لفظ بدل ہے عدوًا سے اور عدو بمعنی اعدا ہے
یعنی پہلے لوگ جو انبیا سے عداوت رکھتے تھے ہم نے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا تھا ایسے ہی یہ کفار جو تجھ سے عداوت کرتے ہیں انکو بھی اُن کے حال پر چھوڑ
دیا ہے اور خیر اور شر سے آگاہ کر کے انکو اختیار دیا تھا اور خیر اُن پر یہ کیا تھا لیکن انھوں نے اپنے اختیار سے شر کو اختیار کیا ایسے ہی تیرے دشمنوں کا حال ہے جو کہ
تیرے زمانہ میں کفار ہیں يُوحِي بَعْضُهُمْ وسوسہ ڈالتا ہے بعض اُن کا کہ وہ شیاطین جن ہیں إِلٰى بَعْضٍ طرف بعض کے کہ وہ شیاطین انس ہیں یعنی
کفار کے زُخْرُفَ الْقَوْلِ آراستہ بدروغ اور باطل کیے ہوئے قول اور گفتار کو یعنی دروغ اور باطل باتوں کو انکے دلوں میں وسوسہ کر کے ڈالتے ہیں کہ
ظاہر میں وہ باتیں انکی اچھی معلوم ہوتی ہیں اور ایسی باتیں ان کے دلوں میں ڈالتے ہیں غُرُورًا واسطے فریب دینے کے وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ اور اگر چاہتا
پروردگار تیرا اے محمد مجبور و قہر تو مَا فَعَلُوهُ نہ کرتے وہ اس دشمنی کو پیغمبروں سے لیکن زبردستی اور جبر سے باز رکھنا مخالف تکلیف کے تھا اس واسطے جبر کر کے
باز نہ رکھا فَذَرْهُمْ پس چھوڑ دے تو ان کو انکے حال پر وَمَا يَفْتَرُونَ اور اسچیز کو کہ افترا کرتے ہیں وہ اور جھوٹ بناتے ہیں یعنی انکو مع افترا
اور دروغ اُن کے چھوڑ دے وَلِتَصْغٰى إِلَيْهِ اور تاکہ مائل اور راغب ہوں طرف اس وسوسہ گمراہ کرنے والے کے أَفْـِٔدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْاٰخِرَةِ دل اُن لوگوں کے کہ نہیں ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ آخرت کے وَلِيَرْضَوْهُ اور تاکہ پسند کریں وہ اس سخن باطل کو واسطے اپنے وَلِيَقْتَرِفُوا
اور تاکہ کسب کریں وہ مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ اس چیز کو کہ وہ کسب کرنے والے ہیں گناہوں میں سے اور اسے حبیب کو خدائے تعالےٰ فرماتا ہے
کہ تو ان کفار کو اس طرح سے کہہ أَفَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْتَغِي حَكَمًا کیا پس سوائے خدائے تعالےٰ کے طلب کروں میں حکم کرنے والوں کو کہ میرے اور
تمہارے درمیان وہ حکم کرے اور حق کو باطل سے جدا کرے وَهُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ نازل کیا ہے اس نے
طرف تمہارے کتاب کو یعنی قرآن کو مُفَصَّلًا کہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اُسمیں ہر امر کہ حق کو باطل سے جدا کر دیا ہے اور ایمان کو کفر سے علیحدہ کر دیا
ہے اور یہ حال واقع ہوا ہے وَالَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ اور وہ لوگ کہ دی ہمنے انکو کتاب یعنی علماء یہود اور نصاریٰ نے يَعْلَمُونَ أَنَّهُ
مُنَزَّلٌ جانتے ہیں وہ کہ تحقیق وہ کتاب نازل کی گئی ہے مِّن رَّبِّكَ پروردگار تیرے کی طرف سے بِالْحَقِّ ساتھ حق اور راستی کے بسبب
موافق ہونے اس کتاب کے ان کی کتابوں سے اور وہ جانتے ہیں کہ یہ تو توریت ان کی کتابوں کو پڑھا اور نہ اُن کے علما کی صحبت میں بیٹھا ہے اور جس
وقت کہ ان کو یقین اُس کی حقیقت کا ہے تو فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ پس ہو تو شک کرنے والوں میں سے اس امر میں کہ وہ اسکی حقیقت کو جانتے ہیں
اور فرماتا ہے خدا کہ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ اور تمام ہوئی بات پروردگار تیرے کی صِدْقًا وَعَدْلًا از روئے راستی اور انصاف کے یعنی
جو کچھ کہ احکام اور اخبار اور وعدہ اور وعید قرآن میں ہے سب تمام ہو گیا اور حجت خدا کی توحید اور نبوت کے بیان میں کمال کو پہنچی لَا مُبَدِّلَ
لِكَلِمٰتِهِ نہیں ہے کوئی بدل دینے والا واسطے کلموں اس خدا کے کہ وہ دلیلیں اور حجتیں اسکی ہیں اور احکام اور اخبار اُس کے ہیں اس واسطے کہ خدا

نگہبان اُس کا ہے اور اپنے بندگان خاص کے سینوں میں اسکو جمع کر دیا ہے وَهُوَ السَّمِيعُ اور وہ سننے والا گفتار کا ہے الْعَلِيمُ اور جاننے والا اُس
بات کا کہ جو دل میں ہے اور بعضی روایت میں یہ ہے کہ مراد کلمۃ اللہ سے دین خدا ہے اور بعضی روایات میں یہ ہے کہ مراد اس سے حجت خدا ہے اور حضرت صادق
علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام اپنی ماں کے شکم میں لوگوں کی باتوں کو سنتا ہے اور جس وقت پیدا ہوتا ہے وہ تو اسکے شانوں کے درمیان اور ایک
روایت میں ہے کہ دونوں آنکھوں کے درمیان اور ایک روایت میں ہے کہ بازوئے راست پر لکھا جاتا ہے وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا اور جس وقت
امامت اسکو حاصل ہوتی ہے تو خدائے تعالے ایک عمود نور کا اُس کے واسطے پیدا کرتا ہے کہ وہ اس سے دیکھتا ہے اعمال کو اپنے شہر کے لوگوں کے اور فرماتا ہے
خدا کہ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اور اگر فرمانبرداری کرے تو اکثر ان لوگوں کی کہ بیچ زمین کے ہیں یعنی کفار اور بدکاروں اور جاہلوں کی
يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ گمراہ کر دیں گے وہ تجھ کو راہ خدا کی سے اس واسطے کہ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہیں پیروی کرتے ہیں وہ مگر گمان
کی اور گمان اُن کا یہ ہے کہ باپ دادا ہمارے حق پر تھے اور حال یہ ہے کہ وہ تو بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اور باوجود یہ کہ وہ اپنی فکروں اور خیالوں باطل کو حق
جانتے تھے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ اور نہیں ہیں وہ مگر اٹکل کرتے اور جو کہتے ہیں دروغ کہتے ہیں خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ اسکے فرزند ہے
یا پرستش بتوں کی کرتے ہیں اس امید میں کہ وہ ہماری سفارش کریں گے خدا کے نزدیک کہ وہ مقربان درگاہ خدا ہیں اور حلال کرنا حرام کا اور حرام کر دینا
حلال کا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ مومنین سے کہتے تھے کہ جسکو تم اپنے ہاتھ سے مار ڈالتے ہو اسکو تو کھاتے ہو اور جسکو خدا تعالے نے مار ڈالا ہے
اسکو نہیں کھاتے ہو تمہارا گمراہ کرنا ہو کہ خدائے فرماتا ہے کہ تجھکو گمراہ کر دیں گے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ تحقیق پروردگار تیرا وہ زیادہ جاننے والا
ہے مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ اس شخص کو کہ جو گمراہ ہوتا ہے راہ اُسکی سے وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ اور وہی زیادہ عالم ہے ساتھ
ہدایت پانے والوں کے اور مَن موصول ہے یا موصوف ہے اور منصوب ہے اس فعل سے کہ دلالت کرتا ہے اسپر اعلم اور اعلم سے منصوب نہیں ہے اس واسطے کہ
افعل تفضیل اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا ہے بلکہ اعلم کا مضاف الیہ ہو سکتا ہے اور کہتے ہیں کہ کفار مردار کو کھاتے تھے اور مسلمانوں کو کہتے تھے کہ تم اپنے ہاتھ کا
مارا ہوا کھاتے ہو اور خدا کا مارا نہیں کھاتے ہو خدائے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ پس کھاؤ تم اس میں سے
کہ ذکر کیا گیا ہے نام خدا کا اوپر اسکے وقت ذبح کے اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ساتھ آیتوں حلال اور حرام اسکے کے ایمان لانے والے
کہ جو اس نے حلال کیا ہے بیشک وہ حلال ہے اور جو کچھ اس نے حرام کیا ہے وہ بیشک حرام ہے وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا اور کیا ہے واسطے تمہارے کہ
نہیں کھاتے ہو تم مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اس میں سے کہ ذکر کیا گیا ہے نام خدا کا اوپر اُس کے وقت ذبح کے وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ اور تحقیق
تفصیل بیان کر دیا ہے واسطے تمہارے خدا نے مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اس چیز کو کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے آیہ حرمت علیکم المیتہ میں اِلَّا مَا
اضْطُرِرْتُمْ مگر وہ چیز کہ مضطر اور محتاج ہوئے تم اِلَيْهِ طرف اسکی حرام چیزوں سے وقت شدت گرسنگی کے کہ بغیر کھائے اسکے حرام کے خوف ہلاک
ہو سکتا ہے اس صورت میں بقدر سد رمق کھانے کی اجازت ہے وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ اور تحقیق بہت آدمی البتہ گمراہ کرتے ہیں لوگوں کو حلال کے
حرام کرنے میں اور حرام کے حلال کرنے میں بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ساتھ خواہشوں اپنی کے بغیر علم کے یعنی بدون حجت اور دلیل کے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
اَعْلَمُ تحقیق پروردگار تیرا وہی خوب جاننے والا ہے اور عالم زیادہ ہے بِالْمُعْتَدِيْنَ ساتھ حد سے گذرنے والوں کے کہ حلال سے طرف حرام کی رغبت
کرتے ہیں اور فرماتا ہے کہ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ اور چھوڑ دو تم ظاہر گناہ کو اور باطن اُسکے کو یعنی ظاہر اور پوشیدہ کوئی گناہ نہ کرو اور
سب گناہوں کو ترک کر دو اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ تحقیق جو لوگ کسب کرتے ہیں گناہ کو ظاہر میں اور باطن میں سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا
يَقْتَرِفُوْنَ عنقریب ہے کہ بدلا دیئے جائیں گے وہ ساتھ اس چیز کے کہ ہیں وہ کسب کرتے اور کہتے ہیں کہ جس وقت کفار نے مسلمانوں سے کہا کہ جسکو تم اپنے ہاتھ سے
مارتے ہو اسکو تم کھاتے ہو اور جسکو خدا مارے اسکو نہیں کھاتے ہو اور کہتے ہیں کہ جس وقت کفار نے کہا تھا کہ اے محمد گوسفند جو مر جاتی ہے اسکو مارنے والا کون ہے
حضرت نے فرمایا کہ اسکا پیدا کرنے والا اور مارنے والا خدا ہے کفار نے کہا کہ تعجب ہے کہ جسکو تیرے یار مارتے ہیں اور سگ اسکو قتل کرتا ہے وہ تو حلال ہے اور

پاک ہو اور جسکو خدا مارتا ہے وہ حرام اور ناپاک ہو یہ بات سنکر بعضے مسلمانوں سست ایمان کے دلمیں بھی وسوسہ ہوا حق تعالے نے اُنکے وسوسہ کے دفع کرنیکو
یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ اور نہ کھاؤ تم اس چیز میں سے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے نام خدا کا اوپر اُسکے
وقت ذبح کے وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ اور تحقیق وہ البتہ فسق ہے اور بدکام یعنی جس پر نام خدا کا ذکر نہیں کیا گیا ہے وقت ذبح کے وہ باہر ہے حکم خدائے
تعالے سے اسکو مت کھاؤ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ اور تحقیق شیاطین البتہ وسوسہ ڈالتے ہیں إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ طرف دوستوں اپنے کے
کہ وہ کفار ہیں لِيُجَادِلُوكُمْ تاکہ جھگڑا کریں وہ تم سے اس طرح سے کہ جسکو تم خود مارتے ہو تو اسکو کھاتے ہو اور جسکو خدا مارے اسکو نہیں کھاتے وَ
إِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ اور اگر مانوگے تم اے مسلمانوں اُن کفار کا کہنا کہ حرام کو حلال جانو تو إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ تحقیق تم بھی البتہ شرک کرنے والے ہو اس
واسطے جو کوئی خدائے تعالے کے حکم کو ترک کرے اور مشرکوں کی پیروی کرے تو وہ بھی مثل مشرک کے ہوگا اور مسلمان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جسوقت خدا کا
نام لیکر جیوانکو ذبح کرے تو کھانا اسکا مباح ہے اور کافر اہل کتاب اور ناصبی کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا حلال نہیں ہے اور وقت ذبح کے چاہئے کہ
خدا کا نام لیوے اور اگر عمداً خدا کے نام کو ترک کرے تو کھانا اسکا جائز نہیں ہے اور وقت ذبح کے قبلہ کی طرف جانور کا منہ کرنا چاہئے اور اگر عمداً قبلہ کی طرف
اس کا منہ نہ کرے گا تو کھانا اس کا بھی جائز نہیں ہے اور عمداً اُسکے سر کو تن سے جدا کرنا وقت ذبح کے مکروہ ہے اور ایسے ہی اسکے سرد ہونے سے پہلے اسکی
کھال کو ادھیڑنا اور اگر بے ارادہ جدا ہو جائے تو اسکا مضائقہ نہیں کہ وہ مکروہ نہیں ہے اور بعد ذبح کرنے کے اس جیوانکو چھوڑ دے کہ دم اُسکا نکل جائے اور
بعد اُسکے اعضا اُس کے کو کاٹے اور جدا کرے اور اگر دم نکلنے سے پہلے اسکو کاٹے اور ادھیڑیگا تو وہ مکروہ ہو جائیگا اور بعضے حرام کہتے ہیں اور عورت اور لڑکا
تمیز دار بھی ذبح کر سکتا ہے اور باقی مسائل ذبح کے فقہ کی کتابوں میں ہیں اور اب خدائے تعالے واسطے اہل حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے کہ أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا
فَأَحْيَيْنَاهُ کیا جو شخص کہ ہووے مردہ سبب کفر کے پس زندہ کیا ہے اسکو اسلام عطا کر کے یا مردہ بسبب جہل کے پس زندہ کیا ہے اسکو علم بخشش کر کے وَجَعَلْنَا
لَهُ نُورًا اور کر دیا ہے واسطے اسکے نور کو کہ دلیلیں روشن اور حجتیں ہمنے اسکو تعلیم کیں یہانتک کہ درمیان حق اور باطل کے فرق کرنے لگا اور ایسا نور دیا کہ
يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ چلتا ہے وہ ساتھ اس نور کے درمیان آدمیوں کے راہ راست کو تو ہوگا وہ شخص كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ مانند اس
شخص کے کہ وہ بیچ اندھیروں کے ہے کہ وہ اندھیرے گمراہی کے ہیں اور تقدیر کمن مثلہ کی مثل من ہو ہے یعنی مانند اس شخص کے کہ وہ بیچ اندھیروں گمراہی کے ہے
ایسے اندھیرے کہ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا نہیں ہے وہ نکلنے والا اُن سے بسبب عناد کے اور میتا کو اہل مدینہ نے تشدید سے پڑھا ہے كَذَٰلِكَ ایسے ہی
یعنی جیسے کہ آراستہ کیا ہے خدا نے ایمان کو دلوں میں مومنین کے ایسے ہی زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ آراستہ کیا گیا ہے واسطے کافروں کے یعنی شیطان نے
آراستہ کی ہے واسطے اُن کے مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وہ جو کہ ہیں وہ عمل کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہے کہ جس وقت ابوجہل
لعین نے حضرت جناب رسولخدا کے بے ادبی کی تھی اور اذیت پہنچائی تھی اور حضرت امیر حمزہ شکار میں تھے جب شکار سے واپس آکر تشریف لائے تو لوگوں نے
حضرت امیر حمزہ سے شکایت کی کہ تمہارے بھتیجے محمدؐ کو ابوجہل نے بہت آزار دیا امیر حمزہ یہ سنکر بہت غصہ ہوئے اور ابوجہل کے سر پر کمان ماری کہ سر اُسکا
زخمی ہو گیا اور اسی وقت امیر حمزہ ایمان لائے پس زندہ مردہ اسلام امیر حمزہ ہیں اور گرفتار تاریکی ضلالت میں ابوجہل ہے اور امام محمد باقرؑ سے روایت
ہے کہ حضرت عمار یاسر اور ابوجہل کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اگرچہ سبب نزول اس آیت کا خاص ہے لیکن حکم اسکا عام ہے اور فرماتا ہے
خدا کہ وَكَذَٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ مکہ میں بڑے سخت گنہگار ہیں ایسے ہی جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ پیدا کئے تھے ہمنے بیچ ہر بستی کے
أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا بڑے گناہ کرنے والے اُسکے کہ انجام کار انکا یہ تھا کہ لِيَمْكُرُوا فِيهَا مکر کرتے تھے وہ بیچ اُس بستی کے کہ لوگوں کو ایمان لانے
سے باز رکھتے تھے جیسے مکہ والے سر راہ بیٹھکر مکہ کے آنے والے کو حج کے ارادے ہیں حج کرنے سے باز رکھتے تھے اور لیمکروا کا لام عاقبت کا ہے اور اُنکے
مکر کے بابمیں خدا فرماتا ہے کہ وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ اور نہیں مکر کرتے ہیں وہ کفار مگر ساتھ جانوں اپنی کے ہے کہ وبال اُسکا اُنکی جانوں پر ہے
وَمَا يَشْعُرُونَ اور نہیں اطلاع رکھتے ہیں وہ عذاب مکر کا مکر کرنیوالوں کو ہے اور کہتے ہیں کہ ابوجہل اور اسکے ہمراہی کہتے تھے کہ ہم اولاد عبد مناف کی ہمسری

ع ۱۱

جمع کرے گا خدا قیامت کے روز کل آدمیوں اور جنوں کو حساب کے لیے اور جزا کے واسطے اُن کے اور ندا کرے گا اُنکو یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ
مِّنَ الْاِنْسِ اے گروہ جنوں کے تحقیق کہ بہت چاہا تم نے آدمیوں سے بہکانا اور گمراہ کرنا اُن کا وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ اور کہیں گے دوست
اُن جنوں کے آدمیوں میں سے جنکو کہ اُنھوں نے گمراہ کیا ہے رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اے پروردگار ہمارے فائدہ اُٹھایا ہے بعض ہمارے
ساتھ بعضے کے کہ آدمیوں نے تو جنوں سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ جنوں نے انکو خواہش نفسانی اور دنیا کی لذتوں کی راہ بتلائی اور جنوں نے آدمیوں سے یہ فائدہ
اُٹھایا ہے کہ آدمیوں نے اُن کی فرمانبرداری کی ہے اور جنوں نے مراد اپنی آدمیوں سے حاصل کی ہے اور کہیں گے وہ کہ وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ
اَجَّلْتَ لَنَا اور پہنچے ہم مدت اپنی کو جو کہ مقرر کی تھی تو نے واسطے ہمارے یعنی تا مرگ اُنکی فرمانبرداری ہم نے کی اب کیا حال ہوگا ہمارا قَالَ
کہیگا خدا کہ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ آتش دوزخ جگہ تمہاری ہے کہ ہمیشہ رہتے ہوئے بیچ اُس کے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ مگر جو کچھ چاہے
خدا آگ سے نکال کر بہشت میں بھیجدے اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ تحقیق پروردگار تیرا صاحب حکمت ہے کہ جو کچھ جن اور انسان کے ساتھ کرے
وہ موافق حکمت کے ہے عَلِيْمٌ جاننے والا ہے اُن کے احوال کا وَكَذٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ چھوڑ دیتے ہیں ہم کافر جن اور انسانوں کو اُن
کے حال پر بسبب اُن کے عناد کے کہ ایک دوسرے پر غالب ہو جانے اسی ہی نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا غالب کرتے ہیں ہم بعضے
ظالموں کو بعضے پر دنیا میں اور اُن کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنے اختیار سے جو کچھ چاہیں سو کریں بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بسبب اُس کے
کہ تھے وہ کسب کرتے گناہوں کو یعنی بسبب اُن کے گناہوں کے ظالموں کو اوپر ان کے حاکم ان کا ہم کر دیتے ہیں اور اُن پر غالب کر دیتے ہیں کہ اوپر
وہ ظلم کریں اور قیامت کے روز خدا تعالیٰ کافر جن اور انسان کو ندا کرے گا کہ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اے گروہ جنوں کے اور آدمیوں کے
اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ بیان کرتے تھے وہ اور پڑھتے تھے اوپر
تمہارے آیتوں میری کو وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اور ڈراتے تھے تمکو ملاقات کرنے اس روز تمہارے سے کہ یہ ہے وہ
روز کہ روز قیامت کا ہے قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا کہیں گے وہ جواب میں کہ گواہی دیتے ہیں ہم اوپر نفسوں اپنے کے جرم اور گناہ
کی یعنی اقرار کرتے ہیں ہم کفر کا اور واجب ہونے عذاب کا اپنے اوپر وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور فریبندہ کر دیا تھا اُن کو زندگانی
دنیا نے کہ قیامت کے روز کے ہونے کا انکار اور اسکے کو وہ بھول گئے تھے اور جانتے تھے کہ بس یہ دنیا ہی کی زندگانی ہے اور بعد مرنے کے کچھ
نہ ہوگا اور ساتھ قیامت کی بھول نے اور جب اپ دیکھیں تو گناہوں کا اپنے اقرار کریں گے وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ گواہ دیں گے وہ اوپر
نفسوں اپنے کے اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ کہ تحقیق تھے وہ کفر کرنے والے اور قوم جن میں سے بھی کوئی پیغمبر ہوا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے مشہور
یہ ہے کہ جنوں میں سے کوئی پیغمبر نہیں ہوا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد رسولاں جن سے یہ ہے کہ جیسے کہ قوم جن نے اپنی قوم کو جا کر ڈرایا تھا پیغام پیغمبر
انکو پہنچاتے تھے اور معجزات اور کتاب کی انکو خبر دیتے تھے اور کہتے ہیں کہ جن جنوں نے پیغام ہمارے پیغمبر کا اپنی قوم کو پہنچایا تھا وہ سات شخص تھے اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جن اور انسان کی دونوں کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا ہے اور نیز کسی نے پوچھا کہ خدا نے قوم جن میں سے کسکو پیغمبر کر کے بھیجا ہے یا نہیں فرمایا کہ ہاں خدا نے ایک شخص کو انمیں
سے پیغمبر کر کے بھیجا تھا کہ نام جس کا یوسف تھا اس نے قوم جن کے لوگوں کو طرف ایمان کے بلایا اُنھوں نے اسکو مار ڈالا اور فرماتا ہے خدا تعالیٰ
کہ ذٰلِكَ یعنی بھیجنا پیغمبروں کا اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ اس واسطے ہے کہ نہیں ہے پروردگار تیرا ہلاک کرنے
والا بستیوں کے لوگوں کا بسبب ظلم کے کہ وہ کفر کریں وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ جس وقت کہ لوگ ان بستیوں کے غافل ہوں کہ پیغمبر
کے آنے سے خبر نہ رکھتے ہوں اور ان پر عذاب نازل کرے ان کی بے خبری میں کہ قیامت کے روز وہ عذر کریں کہ تو نے ہمارے پاس کسی پیغمبر کو
نہیں بھیجا کہ وہ ہمکو ڈراتا اور اس آیت سے دو امر ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ خدا پر پیغمبر کا بھیجنا واجب ہے اور دوسرے یہ کہ خدا
تعالیٰ عادل ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ اور واسطے ہر ایک کے درجے ہیں بندوں میں سے مِّمَّا عَمِلُوْا اُس چیز

۱۵ ع ۲

جس سے کہ عمل کیا ہے انھوں نے وَمَا رَبُّكَ اور نہیں ہے پروردگار تیرا بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۝ بے خبر اس چیز سے کہ عمل کرتے
ہیں وہ کہ سب کو موافق اُن کے اعمال کے جزا دیگا وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ط اور پروردگار تیرا بے نیاز ہے صاحب رحمت کا بندوں
عبادت کے بندے کی کچھ پرواہ نہیں ہے اِنْ يَّشَاْ اگر چاہے وہ اور مصلحت اسکی تقاضا کرے تو يُذْهِبْكُمْ لیجائے تمکو اے کافرو اور
گنہگارو وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ اور جانشین اور قائم مقام کرے پیچھے تمہارے مَّا يَشَآءُ جس کو چاہے اپنی مخلوقات میں سے كَمَآ
اَنْشَاَكُمْ جیسے کہ پیدا کیا ہے تم کو خدا نے مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ؕ اولاد قوم دوسرے سے کہ وہ باپ تمہارے تھے لیکن تیرے رحم کرکے مرنے کے
وقت تک تمکو باقی رکھا ہے کہ تم یا تمہاری اولاد دین سے ایمان لائیں اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ تحقیق وہ چیز کہ وعدہ کئے جاتے ہو تم اُس کے
آنے کا لَاٰتٍ البتہ آنیوالی ہے کہ سامنے ہے اور اُسکے آنے میں کسی طرح کا شک نہیں ہے وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اور نہیں ہو تم عاجز کرنے
والے خدا کے کہ قیامت کو نہ ہونے دو اور عذاب جیسے سے بری رہو اور فرماتا ہے خدا تعالےٰ کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يٰقَوْمِ
اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اے قوم میری عمل کرو تم او پر طاقت اپنی کے اور ابوبکر نے عاصم سے مکاناتکم کو مکاناتکم پڑھا ہے یعنی جس قدر کہ تم میں طاقت ہے کفر
اور عداوت کی کرتے رہو کہ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ تحقیق میں عمل کرنیوالا ہوں اسلام کے رواج دینے میں اور صبر کرنے پر فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس قریب ہے کہ جانو گے
تم مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اس شخص کو یا کون شخص ہے کہ ہوگی واسطے اسکے عاقبت نیک خانہ آخرت کی ہم اور تم دونوں میں سے اور یکون
کو حمزہ اور کسائی نے یکون پڑھا ہے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ تحقیق کہ نہیں رستگاری پاتے ہیں ظلم کرنے والے کہ سب کفر اور شرک اپنی جانوں
پر ظلم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عرب کے مشرکین زراعت میں سے کھیت آدھا تو خدائے تعالےٰ کے واسطے اور آدھا بتوں کے واسطے تقسیم کرتے تھے اور
ایسے ہی چوپاؤں کو تقسیم کرتے تھے اور جو کہ ان کا حصہ ہوتا تھا وہ تو محتاجوں اور مہمانوں کو دیتے تھے اور جو حصہ کہ بتوں کا ہوتا تھا وہ بت خانہ
کے خادموں کو دیتے تھے اور اگر حصہ خدا کا بہتر ہوتا تھا اسکو بتوں کے حصہ سے بدل لیتے تھے اور اگر بتوں کا حصہ بہتر ہوتا تھا تو اسکو بدستور رہنے
دیتے تھے اور اگر خدا کے حصہ میں سے کوئی چیز بتوں کے حصہ میں جا پڑتی تھی تو اسکو اس میں سے نہ اُٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا غنی اور تونگر ہے اسکو
اسکی کیا احتیاج ہے اور اگر بتوں کے حصہ میں سے کچھ خدا کے حصہ میں ملجاتا تھا تو اسکو وہاں سے اُٹھا کر بتوں کے حصہ میں ڈالدیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ فقیر اور
محتاج ہیں حقتعالےٰ اس مقدمہ میں خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ اور مقرر کیا انھوں نے واسطے خدا کے
اُس چیز میں سے کہ پیدا کیا ہے خدا نے کہ زراعت ہے وہ وَالْاَنْعَامِ اور چوپائے ہیں نَصِيْبًا ایک حصہ کو یعنی خدائے تعالےٰ نے جو زراعت
اور چوپاؤں کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے ان میں سے انھوں نے ایک حصہ خدا کے واسطے مقرر کیا ہے اور ایک حصہ بتوں کے واسطے فَقَالُوْا
هٰذَا لِلّٰهِ پس کہا اُنھوں نے یہ حصہ واسطے خدائے تعالےٰ کے ہے بِزَعْمِهِمْ ساتھ گمان اپنے کے اور دعوے باطل اپنے کے اور کسائی نے
زعم کو بضم زا پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح اپنے گمان اور دعوے باطل سے اُنھوں نے کہا کہ یہ ایک حصہ تو دو حصوں میں سے خدا کے
واسطے ہے وَهٰذَا اور یہ حصہ دوسرا لِشُرَكَآئِنَا ۚ واسطے شریکوں ہمارے کے ہے کہ وہ بت ہیں اور حقتعالےٰ کے شریک ہم نے وہ مقرر کئے
ہیں فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ پس وہ حصہ کہ ہے واسطے شریکوں اُنکے کے اُن کے گمان باطل میں فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ پس نہیں پہنچتا ہے
وہ طرف خدا کے کہ خدائے تعالےٰ اس میں تصرف نہیں کرتا ہے وَمَا كَانَ لِلّٰهِ اور وہ حصہ کہ ہے واسطے خدائے تعالےٰ کے فَهُوَ يَصِلُ
اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ پس وہ پہنچتا ہے طرف شریکوں اُن کی کے گمان باطل میں کہ اگر خدا کا حصہ بہتر ہوتا ہے تو اس کو اٹھا کر بتوں سے نامزد کرتے
ہیں سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ بُری ہے وہ چیز کہ حکم کرتے ہیں وہ کفار اور فرماتا ہے خدا کہ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ شیطان نے زینت اور
آرائش باطل حصوں کی تقسیم میں کی ہے ایسے ہی زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ زینت اور آرائش دی ہے واسطے بہت سے مشرکوں میں سے
قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ مارڈالنا اولاد ان کی کو شریکوں اُن کے نے کہ وہ شیاطین ہیں اور جاہلیت کا رسم جاننے کے ہیں کہ جو عورت

مشرکین میں سے کسی کے دختر پیدا ہوتی تھی اُس کے باپ کو ملامت کرتے تھے وہ واسطے ننگ اور عار کے اسکو قتل کرتا تھا کہ زندہ ہی کو گور میں بیجا کر
رکھ دیتا تھا یا مار ڈالتا تھا اور یا شیطان کے وسوسہ سے واسطے تقرب بتوں کے اُس دختر کو قربانی کرتا تھا اس واسطے اس امر کو انکی نظر میں آراستہ کی
تھی لِيُرْدُوهُمْ تاکہ ہلاک کریں وہ ان کو یعنی گمراہ کریں وہ اُن کو اغوا کرکے وَلِيَلْبِسُوا اور تاکہ پوشیدہ اور غلط کریں وہ عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ اوپر اُن کے
دین اُن کے کو کہ وہ ملت اسمعیل تھا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ اور اگر چاہتا خدا کہ کفر و فعل شیاطین کو باز رکھے تو مَا فَعَلُوهُ نہ کرتے وہ اسکو لیکن
جبر کرنا مخالف ہے ثواب کے مستحق ہونے کیواسطے استحقاق اسوقت ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت اپنے اختیار سے کریں اور جس وقت کہ ایسا حال ہے تو
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ پس چھوڑ دے تو انکو اور اس چیز کو کہ افترا کرتے ہیں وہ اپنے جی سے جھوٹ بنا لیتے ہیں وَقَالُوا
اور کہا ان کافروں نے کہ هٰذِهٖ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ یہ چوپائے اور کھیتی کہ حصہ ہمارے خداؤں کا ہے حِجْرٌ حرام ہے ہم پر لَّا يَطْعَمُهَآ
اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ نہ کھاوے اسکو مگر وہ شخص کہ چاہیں ہم یعنی بتخانہ کے خادموں میں سے کہ وہ بھی مرد ہوں نہ عورتیں کہ عورتوں کو کھانا اُس کا جائز
نہیں ہے بِزَعْمِهِمْ ساتھ گمان اپنے کے اور یہ اُنھوں نے اپنے گمان باطل سے مقرر کیا تھا بدون دلیل کے اور ایسے ہی مقرر کیا اُنھوں نے کہ وَاَنْعَامٌ
اور چوپائے کہ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا حرام کی گئی ہیں پیٹھیں اُنکی یعنی اُنھوں نے مقرر کیا کہ چوپاؤں پر کوئی سوار ہو اور نہ اُن پر بوجھ کو لادیں
کہ حرام ہے اور مراد اس سے بحیرہ اور سائبہ اور حام ہیں کہ جن کا ذکر سورۂ مائدہ میں گذر گیا ہے وَاَنْعَامٌ اور چوپائے ہیں کہ لَّا يَذْكُرُوْنَ
اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اور نہ ذکر کریں وہ نام خدا کو اوپر ان کے وقت ذبح کے بلکہ بتوں کے نام پر وہ ذبح کئے جاویں حاصل یہ ہے کہ اُنھوں نے چوپاؤں کی
تین قسمیں کی تھیں اور کہا کہ یہ ایک قسم چوپائے تو حرام ہیں کہ انکو ہر کوئی نہ کھاوے اور دوسری قسم کو کہا کہ چوپاؤں کی پیٹھیں حرام ہیں کہ ان پر کوئی سوار
ہو اور نہ بوجھ اپنا لادے اور تیسری قسم کو کہا کہ وقت ذبح کے اُن پر خدا کا نام نہ لیا جاوے اور یہ سب جو اُنھوں نے اپنی طرف سے مقرر کیا ہے اور خدا
کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ اُس نے حرام کیا ہے یہ افْتِرَآءً عَلَيْهِ جھوٹ بنا لینا ہے اوپر اُس خدا کے اس واسطے کہ اُس نے اس مقدمہ میں کچھ نہیں فرمایا ہے
یہ سب انکی بناوٹ ہے اور افترا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور مفعول لہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ سب امور جو اُنھوں نے مقرر کئے ہیں اور خدا
کی طرف اُس کو منسوب کرتے ہیں سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ قریب ہے کہ جزا دیوے انکو خدا بسبب اسکے کہ تھے وہ افترا کرتے اور جھوٹ
بناتے خدا پر اور فرماتا ہے خدا وَقَالُوْا اور کہا ان کافروں نے کہ مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ جو کچھ کہ بیچ پیٹوں اُن چوپاؤں کے ہے
یعنی جو بچہ پیٹ میں بحیرہ اور سائبہ کے ہے خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا خاص واسطے مردوں ہمارے کے ہے کہ وہ انکو حلال ہے اور خالصہ مصدر ہے وَمُحَرَّمٌ
عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا اور حرام کیا گیا ہے اوپر عورتوں ہماری کے اگر زندہ پیدا ہو وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً اور اگر ہووے وہ مردہ پیدا ہووے فَهُمْ
پس وہ مرد اور عورت دونو فِيْهِ شُرَكَآءُ بیچ اُسکے شریک ہیں کہ دونو اسکو کھائیں وہ کسی پر حرام نہیں ہے سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ قریب ہے کہ
جزا دیوے انکو خدا وصف کرنے اُنکے کو یعنی بیان کرنے اُنکے جھوٹ اور افترا کو کہ اپنے جی سے جو چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں حلال
کرتے ہیں اور خدا پر افترا کرتے ہیں کہ اس نے ہمکو اس کا حکم دیا ہے اِنَّهٗ حَكِيْمٌ تحقیق وہ خدا صاحب حکمت ہے کہ جو کچھ حلال اور حرام کرتا ہے موافق
حکمت کے ہے عَلِيْمٌ جاننے والا ہے بندوں کی مصلحت کا حلال اور حرام کے مقدمہ میں اور فرماتا ہے خدا کہ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ تحقیق
خسارے میں ہوئے وہ لوگ کہ مار ڈالا اُنھوں نے اولاد اپنی کو سَفَهًا از روئے بیوقوفی کے بِغَيْرِ عِلْمٍ بدون علم کے جہالت کی راہ سے اس واسطے کہ
روزی دینے والا اُن کا خدا ہے اور ناحق انکو قتل کرتے ہے وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اور حرام کیا ہے اُنھوں نے اس چیز کو کہ روزی دی تھی
انکو خدا نے یعنی بحیرہ اور سائبہ وغیرہ کو جو کہ خدا نے حلال کئے تھے انکو اُنھوں نے اپنے اوپر حرام کر لیا افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ واسطے جھوٹ باندھنے کے اوپر
خدا کے قَدْ ضَلُّوْا تحقیق گمراہ ہوئے وہ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ اور نہ تھے وہ ہدایت پانے والے طرف راہ حق کے اور بعد اسکے فرماتا ہے کہ
وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ پیدا کئے اُسنے باغ انگوروں کے مَّعْرُوْشٰتٍ اُٹھائے گئے لکڑیوں پر اور ٹٹیوں پر

وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ اور نہ اٹھائے گئے اوپر ٹٹیوں کے بلکہ زمین پر پڑی ہیں بیلیں انکی وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ اور پیدا کیا درخت خرما کو اور زراعت کو کہ
مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ مختلف اور طرح طرح کے ہیں کھانے اور مزے اُن کے اور صورت اور رنگ اور حجم میں بھی گوناگوں ہیں وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ
اور پیدا کیا زیتون کو اور انار کو مُتَشَابِهًا ایک طرح کے ہیں رنگ اور مزے اور صورتیں وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ اور نہیں ہیں ایک طرح کے کہ کوئی
شیریں ہے اور کوئی ترش اور کوئی چاشنی دار ہے اور تشابہ اور تخالف واقع ہوئے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ جنے تمہارے واسطے پیدا کئے ہیں كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ
کھاؤ تم میوے اس ہر ایک کے سے اِذَآ اَثْمَرَ جس وقت پھل دیوے وہ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ اور دو تم حق اسکا دن کاٹنے اس کے کے
یعنی جس روز اسکو کاٹو تو حق اسکا کہ وہ زکوٰۃ اسکی ہے ادا کرو اور حصاد کو بصرہ والوں نے اور اہل عاصم نے بفتح حا پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر حا اور اہلبیت
علیہم السلام کی مراد اس زکوٰۃ سے زکوٰۃ واجبہ نہیں ہے اسواسطے کہ زکوٰۃ واجب ہوئی ہے مدینہ میں اور یہ آیت مکی ہے بلکہ یہ زکوٰۃ سنت ہے کہ ایک یا دو مٹھی
غربا اور انگور کی اور ایک دو پولی گیہوں اور جو کی وقت کاٹنے کے خدا کے نام دیوے اور بعضے اسکو زکوٰۃ واجبہ میں سے کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ثابت
بن قیس نے پانسو درخت خرما کے میوے خدا کے نام پر دیدئے اور اپنے واسطے اور اپنے عیال کیواسطے کچھ نہ چھوڑا اس واسطے تنگدست اور محتاج ہو گیا خدا تعالےٰ نے
یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ وَلَا تُسْرِفُوْا اور نہ بیجا اور حد سے زیادہ خرچ کرو تم خدا کے نام پر دینے میں کہ تمہارے عیال [illegible] کرنے لگیں اِنَّهٗ
لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ تحقیق کہ خدا نہیں دوست رکھتا حد سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو یعنی اُن کے عمل کو پسندیدہ نہیں کرتا ہے اور ہمارے بعض علماء کے
نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی مقدار کوہ ابوقبیس راہ خدا میں صرف کرے تو وہ اسراف نہیں ہے اور اگر ایک دینار اسوجہ سے خرچ کرے کہ جس میں خدا راضی نہ ہو تو وہ
اسراف ہے اور فرماتا ہے کہ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً اور پیدا کئے چوپاؤں میں سے بوجھ اٹھانے والے مثل شتر اور خر اور خچر کے وَّفَرْشًا اور پیدا
کئے فرش کہ وہ ذبح کئے جاتے ہیں اور جن حیوانات کو ذبح کرتے ہیں انکو فرش اسواسطے فرمایا کہ وقت ذبح کے وہ مثل فرش کے زمین پر پڑ جاتے ہیں اور
یا یہ کہ اُن کی اون سے فرش بناتے ہیں مثل دنبہ اور بھیڑ اور بکری کے اور فرماتا ہے خدا ان حیوانات کے واسطے کہ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کھاؤ
تم ان چیزوں میں سے کہ روزی دی ہے تمکو خدا نے وہ حیوانات اور حلال کئے ہیں تمہارے کھانے کے واسطے وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ
اور نہ پیروی کرو تم قدموں شیطان کی کہ اُس کے قدموں کے پیچھے چلو اور اسکے وسوسہ ڈالنے سے حلال کو حرام کرو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ
تحقیق کہ وہ شیطان واسطے تمہارے دشمن ظاہر ہے کہ اسکی عداوت ظاہر ہو رہی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ پیدا کئے آٹھ جوڑے
اور جوڑا وہ ہے کہ دوسری جنس سے مل کر جوڑا ہے جیسے کہ بکری جوڑا ہے اپنے نر کا اور بکرا جوڑا ہے اپنی مادہ کا اس اعتبار سے بکری کو بھی جوڑا
کہیں گے اور اس کے نر کو بھی یہ دو جوڑے ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ایک جوڑے سے دو نر اور مادہ مل کر ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ مِنَ الضَّاْنِ
اثْنَيْنِ پیدا کئے میش سے دو جوڑے ایک تو بھیڑ اور دوسرا مینڈھا اسی اعتبار سے یا ایک جوڑا نر اور مادہ سے ملکر ٹھہری ہے اور ایک جوڑا جنگلی
ہے وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ اور پیدا کیا بکریوں سے دو جوڑے کو ایک جوڑا بکرا اور ایک جوڑا بکری اور یا یہ کہ ایک جوڑہ نر اور مادہ کا ملکر ٹھہری اور
اسی طرح ایک جوڑا صحرائی قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ جن لوگوں نے چوپاؤں کو اپنے اوپر حرام کیا ہے کہ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ کیا دو نر
کو حرام کیا ہے اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ یا دو مادہ کو اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ یا حرام کیا ہے اس چیز کو کہ شامل ہیں اوپر اسکے اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ بچہ دان
دو مادہ کے یعنی جو کچھ کہ اُن کے پیٹوں میں ہے نر یا مادہ کیا اسکو حرام کیا ہے نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ خبر دو تم مجھ کو ساتھ علم کے کہ جس سے معلوم ہو جائے کہ خدا
نے حرام کئے ہیں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم راست گو کہ یہ حرام ہونا خدا کے حکم سے ہے وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ اور پیدا کئے اونٹوں سے دو
جوڑے کہ ایک تو اونٹنی ہے اور دوسرا اونٹ ہے اور یا یہ کہ ایک جوڑا نر اور مادہ کا ملکر عرابی ہے اور دوسرا اسی طرح بختی ہے وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ پیدا
کئے گاؤ سے دو جوڑے کہ ایک جوڑا تو گاؤ ہے اور دوسرا بیل ہے اور یا یہ کہ ایک جوڑا نر اور مادہ کا ملکر ٹھہری ہے اور دوسرا اسی طرح سے صحرائی قُلْ
کہہ تو اے محمد صلعم کہ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ کیا دو نر کو حرام کیا ہے خدا نے اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ یا دو مادہ کو حرام کیا ہے اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ یا اسکو کہ شامل

ہیں اور اس کے اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ بچہ دان دو مادہ کے اور حاصل اُسکا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان میں سے کوئی چیز حرام نہیں کی ہے۔ تو وہ چوپائے
شہری اور صحرائی اور یہ اُنکے بچے جو کہ اُن کے شکم میں ہیں اور یہ رد ہے کفار پر اس واسطے کہ کبھی تو وہ نر کو حرام کرتے تھے اور کبھی مادہ کو اور کبھی پیٹ کے بچہ کو اور
خدا کی طرف اسکے حرام کرنے کو منسوب کرتے تھے کہ اُسے حرام کیا ہے اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ کیا تھے تم حاضر اور دیکھنے والے اِذْ
وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا جس وقت کہ وصیت کی تھی تمکو خدا نے ساتھ اسکے یعنی جس وقت اسکے حرام کرنے کی وصیت کی تھی کیا اس وقت تم حاضر ہو کر دیکھتے تھے
اس واسطے کہ تم کسی پیغمبر پر ایمان تو لائے نہیں ہو پس یہ امر تمکو حاصل نہیں ہو سکتا مگر دیکھنے سے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا پس کون
شخص زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر خدا کے جھوٹ کو اور کہے کہ اُسے حرام کیا ہے لِيُضِلَّ النَّاسَ تاکہ گمراہ کرے آدمیوں کو
راہ حق سے بِغَيْرِ عِلْمٍ بدون علم کے اپنی جہالت سے بدون دلیل اور حجت کے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ تحقیق کہ خدا نہیں ہدایت
کرتا ہے قوم ظلم کرنے والوں کو کہ دیدہ و دانستہ جہالت کے دین کو اختیار کرتے ہیں باوجود ظاہر ہونے اُس کے بطلان کے اور فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم
ان کافروں سے لَآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ نہیں پاتا ہوں میں بیچ اُس چیز کے کہ وحی کی گئی ہے طرف میرے مُحَرَّمًا حرام کیا گیا کسی کھانے کو عَلٰى
طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ اوپر کھانے والے کے کہ کھاوے اسکو اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً مگر یہ کہ ہووے وہ مردار اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون رگوں سے جاری
ہونے والا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ یا گوشت خوک کا فَاِنَّهٗ پس تحقیق وہ خوک یا گوشت اُسکا رِجْسٌ ناپاک ہے اَوْ فِسْقًا یا باہر حکم خدا سے اور وہ ہر
حیوان ہے کہ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ آواز دیجائے واسطے غیر خدا کے ساتھ اسکے یعنی وقت ذبح کے خدا کے غیر کا اسم نام لیویں بت وغیرہ کا اور خدا کے
نام پر اسکو ذبح نہ کریں وہ بھی مثل مردار اور خوک کے حرام ہے اور ان یکون کو ابن کثیر اور حمزہ نے ان تکون پڑھا ہے تا سے اور میتہ کو منصوب پڑھا ہے
اور ابو جعفر اور ابن عامر نے بھی تکون کو تا سے پڑھا ہے لیکن میتہ کو مرفوع پڑھا ہے اور باقیوں نے یکون کو یا سے پڑھا ہے اور میتہ کو منصوب اور ابو جعفر نے
میتہ کو مشدد پڑھا ہے اور دما مسفوحا کا عطف ان یکون کے ان پر ہے اور ایسے ہی لحم خنزیر کا عطف اسی پر ہے اور فسقا کا عطف لحم خنزیر پر ہے اور اوحی
الی کے فرمانے سے تنبیہ کی اس امر پر کہ حرام کرنا نہیں معلوم ہو سکتا ہے مگر وحی سے اور خواہش نفس سے اگر کوئی کسی چیز کو حرام کرے تو وہ حرام نہیں ہو سکتی ہے اور
اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے تھوڑی چیزوں کا حرام ہونا بیان کیا ہے اور حال یہ ہے کہ ان کے سوا بھی بہت چیزیں حرام ہیں اس واسطے کہ یہ چیزیں بہ نسبت
اور چیزوں کے بہت سخت حرام ہیں اس لئے انکا ذکر کیا اور بعد اسکے جو سورۂ مائدہ کو خدا نے نازل کیا تو اس میں بھی کئی چیزوں کا ذکر کیا ہے اور باقی چیزوں کو
رسول خدا صلعم کے بیان پر چھوڑ دیا ہے اور کھانا حرام شے کا حرام ہے اگر کوئی کھاویگا تو گنہگار ہو گا مگر وہ شخص کہ سوائے حرام چیز کے اور کچھ اسکو میسر نہ ہوتا ہو
اور گرسنگی کی شدت سے ہلاک ہوتا ہو تو اسکو بقدر سد رمق ان میں سے کھانا مباح ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَمَنِ اضْطُرَّ پس جو شخص کہ لاچار ہوا اور
سوائے اس حرام کھانے کے کوئی اور کھانا نہ پائے اور فاقہ کی شدت سے مرتا ہو تو اس قدر کھانے کی اجازت ہے کہ جس سے جان بچ رہے غَيْرَ بَاغٍ جس
وقت کہ نہ سرکشی کرنے والا وَّلَا عَادٍ اور نہ حد سے گذرنے والا کہ زیادہ کھانا کھا جاوے سیر ہو کر پس ایسے شخص کو تھوڑا سا کھانا جائز ہے اور ذکر اس کا تفصیل
سے سورۂ بقر میں گذر گیا ہے فَاِنَّ رَبَّكَ پس تحقیق پروردگار تیرا غَفُوْرٌ بخشنے والا ہے ضرورت میں حرام گوشت کے کھانے والے کو اور جو اختیار
اس سے نہ کرے گا رَّحِيْمٌ مہربان ہے کہ حرام سے اس قدر کھانے کی اجازت دی ہے اور اب خدا تعالیٰ ان چیزوں کا ذکر کرتا ہے کہ جو کہ یہود پر
حرام کی تھیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا اور اوپر ان لوگوں کے کہ یہودی ہوئے ہیں حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ حرام کیا ہے
ہمنے ہر ناخن والے کو مثل شتر مرغ اور بط اور مرغابی وغیرہ پرندوں کو اور مثل اونٹ اور خچر اور گھوڑے اور گدھے وغیرہ کے چوپاؤں میں سے وَمِنَ الْبَقَرِ وَ
الْغَنَمِ گائے اور گوسفند میں سے حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ حرام کی ہمنے اوپر ان کے چربیاں اُنکی اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ مگر جو کچھ کہ اٹھائے
ہوئے ہوں پیٹھیں اُنکی کہ پشتوں پر اُنکے چسپیدہ ہو رہے ہیں اَوِ الْحَوَايَآ یا اٹھائے ہوئے ہوں انتڑیاں کہ انتڑیوں پر اُنکی چربی چپکی ہوئی ہو اَوْ
مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا وہ چربی کہ ملی ہوئی ہو ساتھ ہڈی کے کہ یہ چربیاں پشتوں اور انتڑیوں اور ہڈیوں کی حلال تھیں اور باقی کی سب چربیاں حرام تھیں

ع ۱۶

ذٰلِكَ یعنی حرام کرنا ان چیزوں کا جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ بدلا دیا ہے ہم نے انکو بسبب ظلم اور حد سے گذرنے انکی کے وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور تحقیق
کہ ہم البتہ راست گو ہیں ہر چیز کی خبر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہودی گناہ کرتے تھے تو مصلحت الہٰی اس امر کا تقاضا کرتی تھی کہ بعضی چیزیں کہ اوپر
حلال تھیں انکو خدا تعالیٰ حرام کرتا تھا اور فرماتا ہے خدا کہ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ پس اگر جھٹلائیں وہ یہودی تجھ کو اے محمد صلعم اس امر میں کہ وحی کی ہے ہم نے
طرف تیری تو فَقُلْ پس کہہ تو انکو کہ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ج پروردگار تمہارا صاحب رحمت فراخ اور کشادہ کا ہے کہ تمکو مہلت دی ہے
اور جلدی عذاب نہیں کرتا ہے شاید کہ تم توبہ کرو اور اس مہلت دینے پر مغرور مت ہو کہ جب وقت اسکا آجائے گا تو پھر مہلت نہ ہوگی چنانچہ فرماتا ہے کہ
وَلَا یُرَدُّ بَاْسُهٗ اور نہیں پھر جائے گا عذاب اسکا وقت آنے کے عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ قوم گنہگاروں سے جو کہ جھٹلاتے ہیں سَیَقُوْلُ
الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا قریب ہے کہ کہیں گے وہ لوگ کہ شرک کیا ہے انہوں نے یعنی عذر کر کے وہ کہیں گے کہ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ اگر چاہتا خدائے تعالیٰ تو
مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا شرک کرتے ہم اور نہ باپ ہمارے وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ط اور نہ حرام کرتے ہم کسی چیز کو یعنی شرک اور حرام کرنا ہمارا
خدا کی مشیت سے ہے اس میں ہمارا کیا قصور ہے خدائے تعالیٰ ان کے رد میں فرماتا ہے کہ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِیْنَ ایسے ہی جھٹلایا ان لوگوں نے
کہ مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے ان سے تھے حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا یہاں تک کہ چکھا انہوں نے عذاب ہمارے کو اس جھٹلانے کے سبب سے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم
ان کافروں سے کہ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ کیا نزدیک تمہارے علم ہے اور کچھ جانتے ہو کہ اپنے دعوے پر دلیل لاؤ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ط پس نکالو تم اسکو
واسطے ہمارے اور ظاہر کرو تم اس علم کو اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہیں پیروی کرتے ہو تم مگر گمان کی ان اپنے جھوٹے دعووں میں وَاِنْ
اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝ اور نہیں ہو تم مگر اٹکل کرتے ہر امر میں اور جھوٹ کہتے ہو تم اپنے دلوں سے بنا کر اور جس وقت کہ مشرک اپنے دعوے پر کوئی
دلیل نہیں لاسکتے ہیں تو قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ج پس واسطے خدائے تعالیٰ کے ہے حجت اور دلیل
پہنچنے والی نہایت صحت اور ہمواری کو فَلَوْ شَآءَ پس اگر چاہتا خدا تعالیٰ تو پھر لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ البتہ ہدایت کرتا تم کو سب کو
زبردستی اور جبر کر کے تمسے ایمان کو قبول کروا لیکن جبر سے قبول کروانا ایمان کا عدالت کے برخلاف ہے اور فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم ان کافروں سے هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِیْنَ یَشْهَدُوْنَ لاؤ تم گواہ اپنے جو کہ گواہی دیں اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ج یہ کہ تحقیق خدا نے حرام
کیا ہے ان چوپاؤں کو اور زراعت کو اور اگر گواہ نہیں رکھتے ہیں تو حجت اوپر لازم ہوگئی اور معلوم ہوا کہ لوگوں کی پیروی سے بدون دلیل کے وہ کہتے ہیں فَاِنْ
شَهِدُوْا پس اگر خود گواہی دیویں گواہوں کے نہونے کے سبب تو فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ج پس نہ گواہی دے تو ہمراہ ان کے یعنی تو گواہی دے کر
ان کو راست گو مت کر اور هلم اسم فعل ہے اور اصل اسکی ها ہے لم کو اسکے ساتھ ملا دیا ہے اور الف کو اسکے دور کر دیا ہے اور اہل حجاز کے نزدیک اسمیں تصرف نہیں
ہوسکتا لیکن بنی تمیم اسکو تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مونث بھی لاتے ہیں تصرف کر کے جیسے کہ هلم هلما هلموا هلمی هلما هلمن اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَلَا تَتَّبِعْ
اور نہ پیروی کر تو اے محمد صلعم اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا خواہشوں ان لوگوں کی کہ تکذیب کی ہے انہوں نے ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ نہیں
قرآن کی ہیں اور یا وہ معجزے ہیں کہ وہ نشانیاں ہماری قدرت کاملہ کی ہیں اور ہمارے حلال اور حرام کو انہوں نے جھٹلایا ہے وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ اور نہ پیروی کر تو ان لوگوں کی کہ نہیں ایمان لائے ہیں وہ ساتھ آخرت کے بلکہ وہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں وَهُمْ بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ
اور وہ ساتھ پروردگار اپنے کے برابر کرتے ہیں بتوں کو اور اس کا عدیل پیدا کرتے ہیں اسکے غیر کو اور فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ تَعَالَوْا
آؤ تم اور سنو تم کہ اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ پڑھوں میں اس چیز کو کہ حرام کی ہے پروردگار تمہارے نے اوپر تمہارے اور وہ اَلَّا
تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا یہ ہے کہ نہ شریک کرو تم ساتھ اس خدا کے کسی چیز کو وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ج اور نیکی کرو تم ساتھ والدین کے یعنی
کر لی پوری اور کہتے ہیں کہ الا تشرکوا میں لا نہی کا صیغہ ہے اور ان جو اسپر آیا ہے وہ ان ناصبہ نہیں ہے بلکہ مفسرہ ہے تاکہ عطف امر کا اسپر صحیح ہو اور اس
میں اور وجوہ بھی لوگوں نے لکھے ہیں اور احسانا مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے اور تقدیر اسکی واحسنوا بالوالدین احسانا ہے اور فرماتا ہے۔

ع ۱۸

اپنے حسب کو کہ ان کافروں سے کہہ تو کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ اور مت مار ڈالو تم اولاد اپنی کو مِّنْ اِمْلَاقٍ ط مفلس ہو جانے کے
خوف سے نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ ہم روزی دیتے ہیں تمکو وَاِيَّاهُمْ ج اور انکو بھی کو اور حصول روزی اُن کی ہمارے ذمے ہے تو تم محتاج ہونے کے
خوف سے خون ناحق کیوں کرتے ہو وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ اور نزدیک مت ہو تم بدکاریوں کے مَا ظَهَرَ مِنْهَا جو کہ ظاہر ہے اُن میں سے
جیسے کہ علانیہ زنا کرنا وَمَا بَطَنَ ج اور جو کہ پوشیدہ ہے ان بدکاریوں میں سے جیسے کہ پوشیدہ عاشقی مرد اور عورت کی اور چھپ کر زنا کرنا اور حضرت
سجاد نے فرمایا ہے کہ ماظہر سے مراد نکاح کرنا باپ کی زوجہ سے ہے اور باطن سے مراد زنا ہے وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اور نہ مار
ڈالو تم اس جان کو کہ حرام کیا ہے خدا نے مار ڈالنا اس کا اِلَّا بِالْحَقِّ ط مگر ساتھ حق کے جیسے کہ قصاص کے واسطے کسی کو قتل کرنا یا قتل کرنا مرتد کا کہ یہ مار ڈالنا
موافق حکم خدا کے ہے ذٰلِكُمْ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے وَصّٰىكُمْ بِهٖ وصیت کی ہے تمکو ساتھ اُسکے خدا نے اسکی محافظت کے واسطے لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ تاکہ سمجھو تم راہ راست کو وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اور نہ نزدیک ہو تم مال یتیم کے کہ بوجہ اُسکو خورد و برد کر جاؤ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ
اَحْسَنُ مگر ساتھ اس خصلت اور وجہ کے کہ وہ بہت نیک ہے جیسے کہ حفاظت اسکے مال کی اور اپنی کوشش سے اسکو بڑھانا اور اُس کے عوض میں
موافق رواج اور دستور کے اگر اسکے مال میں سے اپنی خدمت کے معاملہ میں کچھ کھا لو تو مضائقہ بھی نہیں ہے جس وقت کہ تم محتاج اور بھوکے ہو لیکن بیوجہ
اُس کے مال میں سے کچھ مت لو حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ج یہاں تک کہ پہنچے وہ قوت اور جوانی اپنی کو کہ بالغ اور تمیز دار ہو جائے وَاَوْفُوا
الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ اور پورا کرو تم ناپ کو اور ترازو کو بِالْقِسْطِ ج ساتھ انصاف کے ناپنے اور تولنے میں کم مت دو اور زیادہ مت لو اور کہتے
ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بعضے آدمیوں نے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ یا رسول خدا ہم کو اس امر کی قدرت نہیں ہے کہ دونوں پلے ترازو کے اس
طرح سے برابر ہوں کہ سر مو ان میں فرق نہ ہو یہ آیت نازل ہوئی کہ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ج نہیں تکلیف دیتے ہیں ہم کسی نفس کو مگر گنجائش
اور اسکی سے موافق یعنی ناپنے اور تولنے میں بدوں ارادہ اور قصد کے اگر خطا ہو جائے کہ کچھ کم یا زیادہ ہو جائے تو اسکا مضائقہ نہیں ہے لیکن تم ارادہ
برابری کا رکھو وَاِذَا قُلْتُمْ اور جس وقت بات کہو تم گواہی دینے میں یا کسی اور مقدمہ میں تو فَاعْدِلُوْا ایس انصاف کرو تم کہ دروغ نہ کہو وَلَوْ
كَانَ اگرچہ ہووے مدعی یا مدعا علیہ ذَا قُرْبٰى ج صاحب قرابت یا رشتہ دار تمہارا وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اور ساتھ عہد خدا کے جو کچھ کہ تم نے کیا ہے
اَوْفُوْا ط وفا کرو تم اسکو موافق حکم شارع کے ذٰلِكُمْ یعنی جو کچھ کہ بیان ہوا ہے وَصّٰىكُمْ بِهٖ وصیت کی ہے تمکو ساتھ اسکے خدا نے لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ ہ تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اس پر عمل کرو جس کے کرنے کا حکم ہے اور اسکو مت کرو جسکی ممانعت ہے اور تذکرون کو کوفیوں نے سوائے ابوبکر کے تخفیف ذال پڑھا ہے
اور باقیوں نے تشدید ذال اور فرماتا ہے خدا کہ وَاَنَّ هٰذَا اور تحقیق کہ یہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے اس سورت میں دلیلیں توحید کی اور نبوت کی
ثابت کرنے کے اور بیان کرنا شرع کے احکام کا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا راہ میری ہے کہ سیدھی ہے فَاتَّبِعُوْهُ ج پس پیروی کرو تم اس کی اسواسطے
کہ یہ راہ میری پہنچانے والی ہے طرف جنت کے اور اَنَّ کو کوفیوں نے سوائے عاصم کے مکسور الہمزہ پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح ہمزہ اور نون کو اَنَّ کے
ابن عامر اور یعقوب نے مخفف پڑھا ہے اور باقیوں نے مشدد اور صراطی کی یا کو سب نے ساکن پڑھا ہے مگر ابن عامر کہ اُسے مفتوح پڑھا ہے اور ابن عامر اور ابن
کثیر نے صراطی کی صاد کو سین پڑھا اور حمزہ نے درمیان صاد اور زا کے پڑھا ہے اور مستقیما حال واقع ہوا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
اور نہ پیروی کرو تم راہوں طرح طرح کی اور قسم قسم کے دین اور مذہب کی کہ محض پیروی ہے بدوں حجت اور دلیل کے اور اگر ایسا کرو گے تو فَتَفَرَّقَ بِكُمْ
پس متفرق اور پراگندہ کر دینگی وہ راہیں تمکو عَنْ سَبِيْلِهٖ ط طریقہ اس حق کے سے کہ وہ طریقہ سیدھا ہے کہ جس میں پیروی وحی کی اور متابعت دلیل
اور حجت کی ہے ذٰلِكُمْ یعنی پیروی کرنی طریقہ حق کی وَصّٰىكُمْ بِهٖ وصیت کی ہے تمکو ساتھ اُسکے خدا نے اور اُسکی محافظت کا تمکو حکم کیا ہے
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ہ تاکہ تم ڈرو اور پرہیز کرو گمراہی سے اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے ایک خط سیدھا کھینچا اور فرمایا
کہ یہ راہ خدا کی ہے اور بعد اسکے اس خط کے چپ و راست دونو طرف اور خط کھینچے اور فرمایا کہ ہر راہ پر ان راہوں میں سے ایک شیطان موکل ہے کہ آدمیوں کو اسطرف بلاتا ہے

اور رہنمائی اور رحمت ہے وہ قرآن فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ جھٹلائے اور تکذیب
کرے ساتھ آیتوں خدا کے وَصَدَفَ عَنْهَا اور منہ پھیرے اُن سے یا خود جانے کے اُن کے حق ہونیکو سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ
آيَاتِنَا قریب ہے کہ جزا دیں گے ہم ان لوگوں کو کہ منہ پھیر لیتے ہیں وہ آیتوں ہماری سے سُوءَ الْعَذَابِ بد عذاب اور بہت سخت بِمَا كَانُوا
يَصْدِفُونَ ۔ سبب اسکے کہ ہیں وہ منہ پھیر لینے هَلْ يَنْظُرُونَ نہیں انتظار کرتے ہیں وہ مکہ والے بعد جھٹلانے قرآن کے اور پیغمبر کے إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ
الْمَلَائِكَةُ مگر یہ کہ اُن کے پاس فرشتے آئیں عذاب کے انکی روحوں کے قبض کرنیکو أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ یا آئے حکم پروردگار تیرے کا واسطے نازل ہونے عذاب
کے دنیا میں جیسے کہ پہلی اُمتوں پر آیا ہے أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ یا آئیں بعض علامتیں پروردگار تیرے کی جیسے کہ نکلنا دابۃ الارض کا یا آفتاب کا
مغرب سے نکلنا دجال کا اور نزول عیسیٰ اور ظہور مہدیؑ اور فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خطاب کیا ہے کہ
نہیں انتظار کرتے ہیں مشرکین اور منافقین مگر یہ کہ آئیں اُن کے پاس فرشتے کہ دیکھیں وہ اُنکو یا آئے حکم پروردگار تیرے کا واسطے عذاب کے یا آئیں بعض
آیات پروردگار تیرے کی کہ مراد اس سے حکم پروردگار تیرے کا ہے اور آیات سے مراد عذاب ہے دار دنیا میں جیسے کہ عذاب کیا تھا پہلی اُمتوں پر اور بعضے کہتے
ہیں کہ مراد بعض آیات سے نکلنا آفتاب کا ہے جانب مغرب سے اور جس شب کے بعد آفتاب مغرب سے طلوع کرے گا وہ شب بہت دراز ہوگی اور جس وقت
تہجد کے وظیفوں سے فارغ ہو کر انتظار صبح کا کریں اور صبح ظاہر ہو تو شک میں پڑ جائیں اور پھر وظیفہ شروع کریں یہاں تک کہ جانب مغرب سے صبح
ظاہر ہو اور بعد اُس کے مغرب کے کنارے سے آفتاب نکلے اس طرح سے کہ اُس میں کچھ روشنی ہو اور سب اسکو دیکھیں اور جس وقت یہ بڑی علامت قدرت خدا
کی دیکھیں تو ناچار ہو کر ایمان لائیں لیکن اسوقت کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ بخشے گا چنانچہ فرمایا ہے خدائے تعالیٰ نے کہ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ
رَبِّكَ جس دن کہ آئیں بعض آیات پروردگار تیری کی اے محمد صلعم پہلے قیامت سے کہ وہ نکلنا آفتاب کا ہے جانب مغرب سے اور آنا دجال کا تو لَا
يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا نفع دے گا کسی نفس کو ایمان اس کا اگر قیامت کی علامت کو دیکھ کر ایمان لائے گا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ
قَبْلُ نہ تھا کہ ایمان لایا تھا پہلے اُس سے أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا یا نہ تھا کہ کسب کیا تھا اُس نے بیچ ایمان اپنے کے نیکو یعنی جو
شخص کہ قیامت کی علامتوں کو دیکھ کر ایمان لائے گا اور پہلے اُس سے وہ کافر تھا اور یا ایمان تو لایا تھا لیکن اعمال نیک اُسنے نہیں کئے ہے اور قیامت
کی علامتوں کو دیکھ کر اعمال نیک شروع کرتا ہے تو اس وقت نہ کافر کا ایمان مقبول ہوگا اور نہ مومن گنہگار کی توبہ قبول ہوگی اور فرماتا ہے کہ قُلِ کہدو اے
محمد صلعم ان کفار سے کہ انْتَظِرُوا انتظار کرو تم اے مکہ والو قیامت کی علامتوں کا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ تحقیق ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں اور جس وقت
ظاہر ہو نگے وہ تو واضح ہو احوال تمہارا اور جو سا حال ہمارا اور قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کہ دابۃ
الارض صفا کے نزدیک سے نکلے گا اور اس کے پاس انگشتری سلیمان کی اور عصا موسیٰ کا ہوگا اور انگشتری کو ہر مومن کے چہرے پر رکھیگا اسکے چہرہ پر نقش
اس کا ظاہر ہو جائے گا اور اُسمیں یہ لکھا ہوگا کہ یہ مومن حق ہے اور ہر کافر کے چہرے پر اسکو رکھے گا اسکے چہرے پر نقش ہو جائیگا کہ یہ کافر ہے یہاں تک
کہ مومن کہے گا کہ وائے تجھ پر اے کافر اور کافر مومن کو دیکھ کر کہے گا کہ خوشا حال تیرا اے مومن دوست رکھتا ہوں میں اس امر کو کہ میں بھی تیرا ایسا ہی
اور یہ علامت بعد طلوع آفتاب کے جانب مغرب سے ہی اور اسی وقت دروازہ توبہ کا بند ہو جائیگا اور اگر اسوقت کوئی کافر ایمان لائیگا یا کوئی شخص اپنے گناہوں سے
توبہ کرے گا تو قبول نہ ہوگی اور فرمایا ہے إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ تحقیق جن لوگوں نے فرقہ فرقہ کیا دین اپنے کو کہ بعضے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لائے
اور بعض پر ایمان نہ لائے جیسے کہ یہودی عیسیٰ اور محمد اور انجیل اور قرآن پر ایمان نہ لائے اور جیسے کہ نصاریٰ کہ محمد اور قرآن پر ایمان نہ لائے اور یا لوگ اس امت کے کہ
امام حق کو چھوڑ کر غیر شخصوں کو اُنھوں نے اپنا امام بنایا وَكَانُوا شِيَعًا اور ہو گئے وہ فرقہ فرقہ کہ ہر فرقہ تابع ایک امام کا ہوگا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ
نہیں ہے تو اے محمد صلعم اُنسے بیچ کسی چیز کے کہ تجھ سے انکے حال سے نہ پوچھا جائے گا اور اُنکے فرقہ فرقہ ہو جانے سے تجھ پر عتاب نہ ہوگا إِنَّمَا أَمْرُهُمْ
إِلَى اللَّهِ سوائے اسکے نہیں کہ کام ان کا طرف خدا کے ہے کہ جزا اور سزا انکی اسکے اختیار میں ہے ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ پھر خبر دے گا اُن کو قیامت کے روز

بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ساتھ اس چیز کے کہ تھے وہ کرتے اور موافق اُن کے اعمال کے ان کو سزا دے گا اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اُمتِ
موسیٰ کے اکہتر فرقے ہوئے ایک تو ان میں سے ناجی ہے اور ستر فرقے ناری ہیں اور عیسیٰ کی امت کے بہتر فرقے ہوئے ایک تو ان میں سے ناجی ہے اور اکہتر
فرقے ناری ہیں اور میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے ایک تو ان میں سے ناجی ہوگا اور بہتر فرقے ناری ہوں گے اور ناجی فرقہ اس امت میں ہوگا کہ جس نے
قرآن اور اہلبیت کی پیروی کی ہوگی چنانچہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میں تم میں قرآن اور اہلبیت کو چھوڑے جاتا ہوں اگر ان کی پیروی کرو گے تو گمراہ
نہ ہوگے اور اہل سنت کہتے ہیں کہ مراد اس فرقہ سے وہ ہیں کہ جن کے واسطے رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ما انا علیہ و اصحابی یعنی جس امر پر میں ہوں اور
اصحاب میرے ہیں وہ امر حق ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جس پر رسولخدا اور صحابہ کا دونوں کا اتفاق ہے وہ امر حق ہے نہ وہ کہ جس پر چند صحابہ تنہا اتفاق کریں
وہ ہرگز حق نہیں ہے اکثر صحابہ نے علیؑ کو چھوڑ کر معاویہ سے اتفاق کیا اور جنگ جمل میں علیؑ کے مقابلہ میں معرکہ آرائی کی اور بعضوں نے یزید کے ہاتھ پر
بیعت کی اور جو اس وقت رئیس صحابہ تھے وہ احکام خدا میں غلطیاں کرتے تھے وہ کیونکر حق پر ہو جائیں گے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ امت
میری تہتر فرقے ہو جائے کل فرقے ان میں سے ناری ہیں مگر ایک فرقہ ناجی ہے اور وہ فرقہ وہ ہے کہ جو پیروی کرے میرے وصی کی کہ وہ علیؑ بن ابیطالب
ہے اور خدا فرماتا ہے کہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ جو شخص کہ بجا لائے ایک نیکی کو تو فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا پس واسطے اس کے دس ہیں مثل اُس کے
یعنی ایک نیکی کے عوض میں دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور مراد یہاں دس سے کثرتِ ثواب ہے نہ خاص دس اس واسطے کہ کسی آیت میں تو ستر کا ذکر ہے ایک
کے عوض میں اور کسی میں سات سو کا اور کسی آیت میں بغیر حساب مذکور ہے اور یہ ایک نیکی کی عوض میں ہے اور بدی کی عوض میں فرماتا ہے کہ وَمَنْ جَاءَ
بِالسَّيِّئَةِ اور جو شخص کہ بجا لائے بدی کو تو فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا پس نہ بدلا دیا جائے گا مگر مثل اُس ایک بدی کے نہ زیادہ وَهُمْ لَا
يُظْلَمُونَ اور نہ وہ ظلم کئے جائیں گے کہ ثواب نیکی کا کم کر دیا جائے یا ایک بدی کے عذاب سے زیادہ عذاب کیا جائے اور احادیث قدسیہ میں مذکور ہے اور
فرماتا ہے خدا کہ ایک نیکی کے عوض میں دس دوں گا میں یا زیادہ اور ایک بدی کے عوض میں مثل اس ایک کے عذاب کروں گا میں یا بخش دوں گا وائے اس شخص پر کہ جس
کی اکائیاں دہائیوں پر غالب ہو جائیں یعنی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب اور زیادہ ہو جائیں اور جو شخص میرے پاس آئے بمقدار زمین اُسے گناہ کئے ہوں
اور درمیان اس کے شرک نہ ہو تو مثل اس کے اسکو بخشش اور عطا کروں میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ نے ابلیس کو قوت
اور قدرت دی جو کچھ کہ دی ہے تو اس وقت حضرت آدمؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار میرے غالب کیا تو نے اسکو میری اولاد پر اور جاری کیا تو نے اسکو
اُن کے بدنوں میں جیسے کہ خون رگوں میں جاری ہے اور دیا تو نے اسکو جو کچھ کہ دیا پس میرے اور میری اولاد کے واسطے کیا ہے فرمایا حقتعالیٰ نے کہ
تیرے اور تیری اولاد کے واسطے یہ ہے کہ ایک بدی کے عوض میں ایک بدی کا عذاب ہے اور ایک نیکی کے عوض میں دس نیکیوں کا ثواب ہے حضرت آدمؑ نے عرض
کی کہ خداوندا زیادہ عطا کر فرمایا کہ دروازہ توبہ کا بہت فراخ ہے یہاں تک کہ دم حلقوم کو پہنچے آدمؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار میرے اس سے زیادہ
بخشش کر فرمایا کہ بخشوں گا میں اور کچھ پروا نہ کروں گا حضرت آدمؑ نے عرض کی کہ مجھ کو کافی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں
سے کہ جن لوگوں نے دین میں تفرقہ ڈالا ہے اور بعضے انبیاء پر ایمان لائے اور بعضے پر نہیں لائے اور یا بعضے احکام شرع پر ایمان لائے ہیں اور بعضے پر
نہیں لائے ہیں کہ إِنَّنِي هَدَانِي تحقیق مجھکو ہدایت کی ہے رَبِّي پروردگار میرے نے إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ طرف راہ سیدھی کے
وحی اور دلیلوں روشن کے وسیلہ سے کہ وہ راہ سیدھی ہے دِينًا قِيَمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ دین درست اور قائم مذہب ابراہیم کا ہے کہ حَنِيفًا
مائل تھا وہ طرف حق کے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اور نہ تھا وہ شرک کرنے والوں میں سے مثل بت پرستوں کے یہود و نصاریٰ کے اور دینًا
بدل ہے الیٰ صراط مستقیم کے محل سے اور قیما صفت دینا کی ہے اور ابن عامر نے اور کوفیوں نے قیما کو بکسر قاف پڑھا ہے اور تخفیف یا پڑھا ہے اور ملۃ ابراہیم
عطف بیان ہے اور حنیفا حال واقع ہوا ہے وما کان من المشرکین کا عطف حنیفا پر ہے اور حضرت سجاد اور حضرت باقر علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ملت ابراہیم
پر کوئی نہیں ہے سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي تحقیق نماز

میری اور قربانی میری کہ حج میں کرتا ہوں میں یا تمام اعمال حج اور عمرہ کے کرتا ہوں میں وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي اور زندگانی میری اور موت میری
یعنی جو کچھ کہ زندگانی میں کرتا ہوں میں اور جس امر پر مرتا ہوں میں ایمان اور اعمال میں سے یہ سب لِلّٰهِ خاص واسطے خدا کے ہے رَبِّ الْعَالَمِينَ
کہ پالنے والا عالموں کا ہے لَا شَرِيكَ لَهُ نہیں ہے کوئی شریک واسطے اس کے۔ ذات میں نہ صفات میں وَبِذٰلِكَ اور ساتھ اسی قول اور
اخلاص کے أُمِرْتُ حکم کیا گیا ہوں میں وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اور میں اول مسلمانوں کا ہوں اسلام کے قبول کرنے میں کہ سب سے پہلے
میں نے اسلام کو قبول کیا ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ اسلام پیغمبر کا مقدم ہوتا ہے امت کے ساتھ سے کہ پیغمبر تمام امت سے پہلے اسلام کو
قبول کرتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ دین ابراہیم کا دین میرا ہے اور دین میرا دین اس کا ہے
اور سنت اسکی سنت میری ہے اور سنت میری سنت اسکی ہے اور فضیلت میری فضیلت اسکی ہے اور میں افضل ہوں اس سے اور مجتبائی کی جو
اہل سنہ نے ساکن پڑھا ہے اور جمالی کی یا کو مفتوح اور باقیوں نے بالعکس اسکے پڑھا ہے اور اب مشرکوں کے بطلان میں فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے
محمد صلعم ان مشرکوں سے کہ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِي رَبًّا کیا سوائے خدا کے طلب کروں میں کسی پروردگار کو اور معبود حقیقی کی عبادت میں اسکو شریک
کروں وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ اور حالانکہ وہ پروردگار ہر چیز کا ہے سوا اسکے سب اسی کے پروردہ اور مخلوق ہیں اور جو کہ
ایسے ہیں وہ کیونکر پروردگار ہو سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ کہتا تھا کہ اے اہل ایمان تم میری پیروی کرو کہ گناہ تمہارے
میری گردن پر ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا اور نہیں کسب کیا ہے ہر نفس بدی کو مگر کہ اوپر اسکے ہے وہ یعنی جو شخص
کہ بدی کو کسب کرتا ہے وبال اس کا اسی شخص پر ہے نہ اسکے غیر پر کہ گناہ تو کوئی کرے اور عذاب کسی اور کو ہو ایسا نہیں ہو سکتا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ اور
نہیں اٹھاتا ہے کوئی نفس بوجھ اٹھانے والا وِزْرَ أُخْرَىٰ بوجھ دوسرے نفس کا یعنی ایک شخص کے گناہ کا عذاب دوسرے شخص پر نہیں ہو سکتا
جو کوئی گناہ کرے گا عذاب اس گناہ کا اسی شخص کو ہوگا نہ اسکے غیر کو ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ پھر طرف پروردگار تمہارے کے ہے پھرنا
تمہارا واسطے جزائے اعمال کے ساتھ کے، پس فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ پس خبر دے گا تمکو ساتھ اس چیز کے کہ تھے تم بیچ اس کے
اختلاف کرتے دنیا میں دین کے عقیدوں میں اور تمہارے بطلان کو جدا جدا ظاہر کرے گا اور فرماتا ہے کہ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ اور وہ خدا
وہ شخص ہے کہ کر دیا اس نے تمکو اے آدمیو خَلَائِفَ الْأَرْضِ جانشین زمین کے بعد پہلے لوگوں کے کہ ایک زمانہ کے لوگ اپنے پہلے زمانہ
کے لوگوں کے قائم مقام ہوتے ہیں بعد مرنے پہلے زمانہ کے لوگوں کے اور یا یہ کہ تمکو خلیفۃ اللہ کیا کہ زمین میں تم ایسا تصرف کرتے ہو وَرَفَعَ
بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ اور بلند کیا بعض تمہارے کو اوپر بعض کے دَرَجَاتٍ درجوں میں یہ مفعول ثانی رفع کا ہے یعنی بلند کیا تم میں سے
بعضے کو بعضے پر درجوں اور مرتبوں میں کہ بعضے کو بزرگی اور شرف عطا کیا اور بعضے کو تونگری دی موافق مصلحت کے اور بعضے کو مفلس اور مبتلا
کیا ہم نے لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ تاکہ آزمائے وہ تمکو بیچ اس چیز کے کہ دیا ہے تمکو یعنی تاکہ تم سے معاملہ آزمانے والوں کا سا کرے ان چیزوں
میں کہ عطا کی ہیں تمکو اور دوسرے لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ کون تم میں سے شکر کرتا ہے مال اور جاہ اور بزرگی کا اور کون صبر کرتا ہے بیچ فقر
اور بیماری پر اور کون شکر اور صبر نہیں کرتا ہے إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ تحقیق پروردگار تیرا جلد کرنے والا عذاب کا ہے شکر اور صبر کے
نہ کرنے والوں پر وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ اور تحقیق کہ اللہ وہ بخشنے والا مہربان ہے اور صبر کرنے والوں پر اور ہر ایک کو موافق اسکے اعمال
کے جزا دے گا سُورَةُ الْأَعْرَافِ یہ سورہ مکی ہے اور اس میں دو سو پانچ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
سورہ اعراف کو ہر مہینے میں تلاوت کرے تو وہ شخص قیامت کے روز زمرہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون میں داخل ہوگا اور اگر ہر جمعہ کو پڑھے تو قیامت
کے روز خدا تعالیٰ اس کا حساب نہ کرے گا اور بعد اسکے فرمایا کہ یہ سب آیتیں اس سورہ کی محکم ہیں چاہیے کہ اسکی تلاوت کو ترک نہ کریں کہ یہ سورہ
قیامت کے روز اپنے تلاوت کرنے والے کی گواہی دیگی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ الٓمٓصٓ حروف مقطعہ

ع ۱۱

سورة الاعراف

ہیں اور تحقیق حروف مقطعہ کے سورہ بقر کی سورۂ بقر میں گزر گئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ نام اس سورہ کا ہے اور یا نام قرآن کا ہے اور یا یہ کہ ہر حرف اس کا اشارہ ہی طرف ایک نام کے خدا کے ناموں میں سے جیسے کہ اللہ اور لطیف اور ملک اور صبور اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ انا اللہ المقتدر الصادق یعنی میں ہوں خدا قدرت والا راست گو اور منقول ہو کہ ایک شخص بنی امیہ میں سے کہ بیدین تھا حضرت صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور پوچھا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں المص سے کیا ارادہ کیا ہے اور ایسی حلال اور حرام میں سے کیا چیز ہے اور ایسی وہ کیا ہے کہ جس سے آدمی فائدہ حاصل کریں حضرت صادق علیہ السلام یہ بات سنکر غصہ ہوئے اور فرمایا کہ واے تجھ پر الف کے ایک عدد اور لام کے تیس اور میم کے چالیس اور صاد کے نوے یہ کیسے ہوئے اُسنے کہا کہ ایک سو اکسٹھ ہوئے فرمایا کہ سلطنت تیرے بھائیوں یعنی بنی امیہ کی ۱۶۱ھ ایک سو اکسٹھ ہجری تک ہے پس جس وقت یہ مدت مذکورہ گذرے تو سودہ کودہ میں داخل ہوا اور حکومت بنی امیہ کی جاتی رہی **كِتَٰبٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ** یہ سورت کتاب ہو کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے اور کتاب انزل الیک خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور تقدیر اسکی ہذا کتاب انزل الیک ہے پس خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سورت ہم نے طرف تیرے نازل کی ہے **فَلَا يَكُن** پس چاہیے کہ ہووے **فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ** بیچ سینہ تیرے کے تنگی اس سے کہ اسکے پہنچانے میں تو دلتنگ اور غمگین ہو بسبب جھٹلانے قوم تیری کے اور یہ سورت نازل کی ہم نے طرف تیرے **لِتُنذِرَ بِهِۦ** تاکہ تو ڈرائے ساتھ اسکے کافروں کو **وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ** اور نصیحت دی ہے واسطے مومنوں کے اور ذکریٰ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے اور خبر بھی ہو سکتا ہے مبتدائے محذوف کی اور فرماتا ہے کہ **ٱتَّبِعُوا۟** پیروی کرو تم **مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم** اس چیز کی کہ نازل کی گئی ہے طرف تمہارے **مِّن رَّبِّكُمْ** پروردگار تمہارے کی طرف سے کہ جس کے کرنیکا اُسنے حکم دیا ہے اسکو کرو اور جس کام کو کہ اُس نے منع کیا ہے اسکو مت کرو **وَلَا تَتَّبِعُوا۟** اور نہ پیروی کرو تم **مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ** سوائے اس خدا کے دوستوں کے کہ وہ بت ہیں اور کفار ان کو دوست رکھتے ہیں اور یا یہ کہ شیاطین کی پیروی مت کرو کہ وہ لوگونکو گمراہ کرتے ہیں **قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ** بہت کم ہے کہ نصیحت پکڑتے ہو تم حق کی پیروی میں قلیلاً صفت ہے مصدر محذوف کی اور ما اس میں زائد ہے اور تقدیر اسکی ذکرا قلیلا ہے ازانجا اور نہی کے ترک کرنیکی جہت سے خوف دلاتا ہے کہ **وَكَم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَٰهَا** اور بہت بستیاں ہیں کہ ہلاک کیا ہے ہم نے انکی باشندوں کو بسبب انکے کفر اور نافرمانی کے **فَجَآءَهَا بَأْسُنَا** پس آیا ان کو عذاب ہمارا **بَيَٰتًا** رات کو وقت سونے کے مثل قوم لوط کے کہ سب کو انکے شہر کو الٹ دیا **أَوْ هُمْ قَآئِلُونَ** یا آیا عذاب ہمارا جس وقت کہ وہ قیلولہ کرنے والے تھے دوپہر کو جیسے کہ قوم شعیب کی کہ جبرئیل نے دوپہر کے وقت چیخ ماری وہ مر گئے یعنی یہ دو وقت آرام کرنیکے ہیں اور ہمنے ان دونوں وقتوں ہی میں انکو ہلاک کیا اور بیاتا حال ہے **فَمَا كَانَ دَعْوَىٰهُمْ** پس تھا پکارنا انکا اور فریاد کرنا انکا **إِذْ جَآءَهُم بَأْسُنَآ** جس وقت کہ آیا ان کے پاس عذاب ہمارا **إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟** مگر یہ کہ کہا انھوں نے کہ **إِنَّا كُنَّا ظَٰلِمِينَ** تحقیق کہ تھے ہم ظلم کرنے والے اپنی نفسوں پر بسبب جھٹلانے پیغمبروں کے اور اسوقت انھوں نے اقرار کیا لیکن اس وقت کے اقرار اور نالہ وزاری نے انکو کچھ فائدہ نہ دیا اور قوم یونس اس سے مستثنیٰ ہے چنانچہ بعد اسکے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ یونس میں اسکا ذکر آئیگا کہ تضرع اور زاری کرنے سے عذاب انکا دفع ہو گیا اور آخرت کے عذاب سے خوف دلاتا ہے کہ **فَلَنَسْـَٔلَنَّ ٱلَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ** پس البتہ سوال کرینگے ہم ان لوگوں سے کہ بھیجے گئے ہیں طرف ان کے پیغمبر کیا تم نے انکے پیغمبر کو قبول کیا ہے اور انھوں نے جو دعوے نبوت کا کیا اور معجزے دکھلائے تم نے انکو کیا جواب دیا اور فرماتا ہے کہ **وَلَنَسْـَٔلَنَّ ٱلْمُرْسَلِينَ** اور البتہ سوال کرینگے ہم پیغمبروں سے کہ تمنے ہمارے پیغام اور احکام ہمارے بندوں کو پہنچا دئے ہیں **فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم** پس البتہ بیان کرینگے ہم اوپر ان پیغمبروں کے اور انکی امتوں پر انکی گفتار اور کردار کو جو کچھ کہ دنیا میں واقع ہوئے **بِعِلْمٍ** ساتھ علم کے یعنی ہم ان پر بیان کرینگے اپنے علم سے کہ ظاہر و باطن سب پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے **وَمَا كُنَّا غَآئِبِينَ** اور نہیں ہیں ہم غائب جو ہوا ہے اور بیخبر کہ ان کے اقوال اور افعال سے کچھ اطلاع نہ رکھتے ہوں بلکہ ہم انکے ہمراہ ہیں اور انکے سب اسرار اور حالات مطلع ہیں اور فرماتا ہے کہ **وَٱلْوَزْنُ** اور وزن کرنا نامہ اعمال کا **يَوْمَئِذٍ** اس روز یعنی قیامت کے روز **ٱلْحَقُّ** حق ہے **فَمَن ثَقُلَتْ مَوَٰزِينُهُۥ** پس وہ

ع ۱/۱۰/۱

شخص کہ سنگین ہوویں وزن اس کی نیکیاں بہت ہوں فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ کہ جن کی نیکیوں کے وزن زیادہ ہیں هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی رستگاری
پانیوالے ہیں اور عذاب سے نجات حاصل کرنے والے ہیں وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ پس وہ شخص کہ سبک اور ہلکے ہوں وزن اس کے یعنی اس کی
نیکیوں کے وزن سبک ہوں اور گناہ اس کے زیادہ ہوں اور بہت کم ہوں نیکیاں اس کی فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ پس یہ وہ لوگ
ہیں کہ خسارے میں دیا انھوں نے جانوں اپنی کو اور نفسوں کو عذاب اور ہلاکت میں ڈالا بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ سبب اس کے کہ تھے وہ ساتھ
آیتوں ہماری کے ظلم کرتے کہ ان کو جھٹلاتے تھے تصدیق کرنے کے عوض میں اور وزن کے معنی میں اختلاف بہت ہے بعضے کہتے ہیں کہ وزن کے معنی حکم خدا ہے
کہ عدل اور انصاف کے ساتھ ہو یعنی جیسے کہ کوئی ترازو میں کسی چیز کو وزن کرتا ہے کہ کوئی پلہ کسی پلہ پر غالب ہوا ایسے ہی خدائے تعالیٰ عدل اور انصاف
سے حکم کرے گا بندوں پر زیادتی اور کمی کے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ اعمال بندوں کے ترازوؤں میں تولے جاویں گے اور ترازو اس روز کھڑی کی جاوے گی
کہ اسکی جوتی اور دو پلے ہونگے اور سب خلائق اسکو دیکھے گی کہ انصاف ظاہر کیا جائے اور عذر باقی نہ رہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ڈنڈی
اس ترازو کی پچاس ہزار برس کی راہ کی لمبی ہو گی اور پلہ اسکا ایک نور کا ہے اور دوسرا تاریکی کا نیک اعمال کو نور کے پلہ میں رکھیں گے اور اعمال
بد کو تاریکی کے پلہ میں اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا تھا کہ کیا اعمال تولے جاویں گے فرمایا کہ نہیں اس واسطے کہ اعمال اجسام کی قسموں میں
سے نہیں ہیں کہ ان کا وزن کیا جائے اور محتاج وزن کرنے کی طرف وہ ہوتا ہے کہ جو اسکی گرانی اور سبکی کو نہ جانتا ہو اور خدائے تعالیٰ پر کچھ پوشیدہ
نہیں ہے سائل نے پوچھا کہ پھر معنی اس کے کیا ہیں کہ خدائے تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے فمن ثقلت موازینہ فرمایا کہ پس وہ شخص کہ غالب ہوں اعمال
نیک اسکے اور بات خدائے تعالیٰ اپنی نعمتوں کو جو کہ بندوں پر ہیں بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ اور البتہ
تحقیق قدرت اور جگہ دی ہم نے تمکو بیچ زمین کے اے آدمیو کہ ہر طرح سے اسمیں تم تصرف کرتے ہو مکان بناتے ہو اور باغ لگاتے ہو اور زراعت کرتے
ہو وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ اور کر دیا ہمنے واسطے تمہارے بیچ اس زمین کے معاشیں کہ کسب کر کے پیدا کرتے ہو قَلِيْلًا مَّا
تَشْكُرُوْنَ بہت کم ہے کہ شکر کرتے ہو تم باوجود اس قدر بزرگ ہونے کے اس نعمت کے اور قلیلاً صفت ہے مصدر محذوف کی اور ما اس کے
بعد زائد ہے اور تقدیر اسکی شکراً قلیلاً ہے اور فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہے ہم نے تمکو یعنی آدم کو کہ پدر تمہارا
ہے ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ پھر صورت بنائی ہمنے تمہاری بہت خوب اور پاکیزہ صورت یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا تھا ثُمَّ قُلْنَا
لِلْمَلٰٓئِكَةِ پھر کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے یعنی بعد داخل کرنے روح کے آدم میں فرشتوں سے ہم نے کہا کہ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ سجدہ کرو
تم واسطے آدم کے سجدہ تعظیم فَسَجَدُوْٓا پس سجدہ کیا ان فرشتوں نے بلا تاخیر اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس نے کہ اس نے تکبر اور حسد کی راہ سے آدم کو سجدہ نہ
کیا کہ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ نہ تھا وہ سجدہ کرنے والوں میں سے آدم کو قَالَ کہا خدا نے ابلیس سے کہ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ کس
چیز نے منع کیا تجھ کو اس سے کہ سجدہ کرے تو اِذْ اَمَرْتُكَ جس وقت کہ حکم کیا میں نے تجھکو آدم کے سجدہ کرنے کا اور الا تسجد میں لا زائد ہے قَالَ
کہا ابلیس نے خدائے تعالیٰ کے جواب میں کہ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ میں بہتر ہوں اس آدم سے اس واسطے میں نے اسکو سجدہ نہیں کیا ہے اور بہتر ہونیکی
وجہ یہ ہے کہ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ پیدا کیا ہے تو نے مجھکو آگ سے کہ وہ جوہر لطیف نورانی ہے وَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ اور پیدا کیا ہے تو نے
اس آدم کو مٹی سے کہ وہ ایک جسم کثیف اور تاریک ہے ابلیس ایک عنصر کو دوسرے پر قیاس کر کے بڑی غلطی میں پڑا اور اگر ملاحظہ اس کے فاعل کا کرتا تو آدم
کا بہتر ہونا اسکو معلوم ہوتا اس واسطے کہ خدائے تعالیٰ آدم کو فرماتا ہے کہ اسکو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ خلقت بیدی اور فرماتا ہے
کہ نفخت فیہ من روحی یعنی اپنی روح خاص میں نے اس میں پھونکی ہے جو روح کہ سری مقبول تھی اور کئی اعتبار سے خاک بہتر ہے آگ سے ایک تو یہ کہ آگ خائن ہے
جو کچھ اسمیں رکھو اسکو جلا دے اور خاک امین ہے جو چیز اسمیں رکھو بدستور وہ اسکو نگاہ رکھے اور امین خائن سے بہتر ہے اور دوسرے یہ کہ آگ سرکش اور متکبر ہے اور
خاک متواضع اور افتادہ ہے اور تواضع تکبر سے بہتر ہے اور خاک نقش کو قبول کرتی ہے جیسے کہ آدم علیہ السلام نے نقش معرفت خدا کا قبول کیا اور

آگ نفس کو جلا دیتی ہے جیسے کہ نفس معروف کا ابلیس میں سے جلا دیا فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ یعنی پس خارج ہوا حکم پروردگار اپنے سے اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ابلیس نے اپنے نفس کو آدم پر قیاس کیا اور اگر اس جوہر پر قیاس کرتا کہ جس جوہر سے خدائے تعالیٰ نے آدم کو بنایا ہے تو معلوم ہوتا
کہ وہ جوہر قدر میں بہت بڑا اور روشنی میں آگ سے زیادہ اور بہتر ہے اور ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جس نے پہلے قیاس کیا ہے اور خطا کی ہے
وہ ابلیس ہے پس جو کوئی دین میں قیاس کرے اسکو ابلیس کے مقربوں میں سے شمار کرینگے اور ملل اور نحل میں لکھا ہے کہ اول نزاع جو عالم میں ہوا
ہے وہ سجدہ نہ کرنا ابلیس کا تھا آدم کو اور اول نزاع جو اس امت میں واقع ہے وہ مقدمہ قرطاس ہے یعنی دوات اور قلم نہ دینا عمر کا رسول خدا
کو واسطے لکھنے وصیت کے اور ابوحنیفہ ایک مرتبہ حضرت صادق علیہ السلام کے پاس آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اے ابوحنیفہ مجھکو خبر پہنچی ہے کہ تو قیاس
کرتا ہے کہا کہ ہاں حضرت صادق نے فرمایا کہ قیاس مت کر اس واسطے کہ جس نے پہلے قیاس کیا تھا وہ ابلیس ہے اور جس وقت ابلیس نے تکبر کی جہت
سے آدم کے سجدہ سے انکار کیا تو قَالَ کہا خدا نے اُس سے کہ تو نے میرے حکم کو قبول نہ کیا آدم کے سجدہ کرنے میں فَاهْبِطْ مِنْهَا پس اتر جا تو
اس آسمان سے یا اس مرتبہ سے کہ جو تجھکو آسمان پر بہمراہ ملائکہ کے ہے یا بہشت سے چلا جا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ
پس نہیں ہے واسطے تیرے یہ کہ تکبر کرے تو فِيْهَا بیچ اُس آسمان کے یا بیچ بہشت کے اس واسطے کہ وہ مقام عاجزی کرنے والوں کا ہے
فَاخْرُجْ پس نکل جا تو اس سے اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ تحقیق تو خوار اور ذلیل ہونے والوں میں ہے اور کہتے ہیں کہ اس میں تنبیہ ہے اس امر
کی کہ تکبر واسطے اہل بہشت کے لائق نہیں ہے اور خدائے تعالیٰ نے جو ابلیس کو نکالا ہے تکبر کی جہت سے نکالا ہے نہ فقط گناہ اور نافرمانی کی جہت سے
اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تواضع کرے اپنے خدا کے واسطے اسکو بلند کرتا ہے اور جو کوئی تکبر کرتا ہے خدائے تعالیٰ اسکو پست کرتا ہے اور جس وقت
خدائے تعالیٰ نے ابلیس کو لعنت کی اور اپنی رحمت سے ناامید کیا تو وہ مایوس ہوا اور اس واسطے اس نے مہلت چاہی چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے
کہ قَالَ کہا اس ابلیس نے کہ خداوندا اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ مہلت دے مجھکو اس دن تک کہ اٹھائے جائینگے قبروں سے یعنی روز قیامت
تک مجھکو موت نہ دے اور نہ عذاب تو کر قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ کہا خدا نے کہ تحقیق تو مہلت دئے گئوں سے ہے جب تک کہ میری مصلحت
ہو مہلت دیتے ہیں اور اسکو مہلت دینے میں امتحان بندوں کا ہے اور امتحان اُن کا یہ ہے کہ اگر ابلیس کی مخالفت کو اختیار کریں گے تو مستحق ثواب عظیم
کے ہونگے اور مہلت ابلیس کو نفخ صور تک ہے چنانچہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ وقت معلوم تک مہلت ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول
ہے کہ موت ابلیس کی بعد نفخہ اولیٰ کے اور پہلے دوسرے صور کے ہے اور جس وقت خدائے تعالیٰ نے ابلیس کو مہلت دی تو قَالَ کہا اس نے
کہ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ پس بسبب اس کے کہ حکم گمراہی کا کیا ہے تو نے مجھکو یا گمراہ مقرر کیا ہے تو نے اور یا گمراہ کیا ہے تو نے مجھکو اس طور سے کہ تو نے
مجھکو تکلیف سجدہ کرنے کی دی اور میں انکار اس کا کر کے گمراہ ہو گیا ہوں تو اس صورت میں لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ البتہ بیٹھوں گا میں واسطے ان آدمیوں
کے مثل رہزنوں کے واسطے خارج کرنے دل ایمان اور اطاعت اُن کی کے صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ راہ تیری سیدھی پر کہ فرزندان آدم
کو گمراہ کرتا رہوں اور تیری راہ سے انکو پھیرتا رہوں اور بما اغویتنی کی قسم محذوف کے متعلق ہے اور نصب صراطک کا نزع خافض ہے اور
کہتا ہے ابلیس کہ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ پھر البتہ آؤنگا میں ان آدمیوں کے پاس مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ آگے اُن کے سے کہ امر آخرت آگے
اُن کے ہے اس سے اُن کو بہکاؤنگا کہ بعد مرنے کے پھر زندہ ہونگے اور بہشت و دوزخ اور حساب اور جزا اور ثواب اور عذاب بعد مرنے کے کچھ نہیں ہے
وَمِنْ خَلْفِهِمْ اور پیچھے اُن کے سے کہ امر دنیا پیچھے ان کے ہے اور دنیا کے امور میں انکو بہکاؤں اور دنیا کو انکی نظروں میں زینت دوں اور آراستہ کروں اور
مال کا جمع کرنا اور بخیلی اور بیجا صرف کرنا اُن کے دلوں میں ڈالدوں اور واجبات کو اُن سے ترک کراؤں اور ممنوعات کے کرنیکی انکو رغبت دلواؤں وَعَنْ
اَيْمَانِهِمْ اور داہنی طرف سے اُن کے کہ وہ جانب حسنات اور نیکیوں کی ہے اور انکو اعمال نیک کرنے سے باز اور فخر اور تکبر پر ڈالوں کہ انکو اپنے اعمال
نیک کا بڑا گھمنڈ اور ناز ہو اور ریا کریں پس انکو ڈالدوں وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ اور اُس طرف چپ انکی سے کہ وہ طرف گناہوں کی ہے اور اعمال بد کو

انکی نظروں میں آراستہ کر کے دکھلاؤں غرض یہ ہے کہ چاروں طرف سے آکر ان کو گمراہ کروں اور اسکی تفسیر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے
فرمایا کہ بین ایدیہم سے یہ مراد ہے کہ کار آخرت کو اُن کے دلوں اور نظروں میں خوار اور بے مقدار کروں اور من خلفہم سے مراد یہ ہے کہ انکو وسوسہ
کروں تاکہ وہ مال کو جمع کریں اور بخیلی کر کے زکوٰۃ کو ادا نہ کریں تاکہ وارثوں کے واسطے باقی رہے اور عن ایمانہم سے مراد ہے کہ کار دین ابتر تباہ اور خراب
کروں اور دلوں میں اُنکے شبہہ ڈالوں اور عن شمائلہم سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی لذتوں اور خواہشوں کو اُنکے دلوں میں درست کروں اور انکو نفسانی خواہشوں
پر رکھوں وَلَا تَجِدُ اور نہ پاوے تو اے خدا اَکْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ ۝ اکثر ان کے کو شکر کرنے والے مطلب یہ ہے کہ اکثر فرزندان آدم میں مشرک رہیں اور
اپنی نعمت دینے والے حقیقی کو نہ پہچانیں اور اسکا شکر نہ کریں جس وقت خدائے تعالیٰ نے ابلیس سے یہ کلام سنا تو قَالَ کہا کہ اخْرُجْ مِنْهَا نکل تو اس
بہشت سے یا آسمان سے مَذْءُوْمًا یہ حال عیب ناک ہو کر مَّدْحُوْرًا رانده ہوا رحمت سے اور یہ دونوں حال واقع ہوئے ہیں اور زہری نے
مذوم کو تخفیف ہمزہ پڑھا ہے اور فرمایا خدا نے ابلیس کو کہ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ البتہ جو شخص کہ پیروی کرے گا تیری اے ابلیس اُن آدمیوں
میں سے اور تیرے وسوسہ ڈالنے کے مطابق اپنا چلن رکھے گا تو لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ البتہ پر کروں گا میں دوزخ تم
سے سب سے یعنی تجھ سے اور تیری پیروی کرنیوالوں سے اور حضرت صادق علیہ السلام سے اخرج منہا خامک جسم کی تفسیر میں روایت ہے کہ ابلیس نے
خدائے تعالیٰ سے کہا کہ خداوندا تو عادل ہے اور ظلم نہیں کرتا ہے کیا میرے عمل نیک کا ثواب باطل ہو گیا ہے فرمایا کہ نہیں اور لیکن سوال کر تو مجھ کے
امر دنیا میں جو چاہتا ہے اپنے عمل کے عوض میں کہ میں تجھکو ثواب اسکا دونگا اول سوال اس کا یہ تھا کہ دنیا میں مجھکو تو ہمیشہ باقی رکھ قیامت تک فرمایا
کہ دیا میں نے تجھکو پھر سوال کیا ابلیس نے کہ غالب کر تو مجھکو اولاد آدم پر فرمایا کہ غالب کیا میں نے تجھکو پھر کہا کہ جاری کر تو مجھکو اُن کے بدنوں
میں جیسے کہ خون رگوں میں جاری ہوتا ہے فرمایا کہ جاری کیا میں نے تجھکو پھر کہا کہ اگر ان کے واسطے ایک فرزند پیدا ہوا تو میرے واسطے دو فرزند پیدا ہوں
اور دیکھیں ہم ان کو اور نہ دیکھیں وہ ہمکو اور جس صورت میں چاہیں اُنکے روبرو ہم بن جائیں فرمایا کہ دیا میں نے تجھکو پھر کہا کہ خداوندا زیادہ کر تو میرے واسطے
فرمایا کہ میرے واسطے اور تیری اولاد کے واسطے اُنکے سینے تمہارے وطن میں مقرر کئے تم انکے سینوں پر رہا کرو کہا کہ اے پروردگار بس کافی ہے مجھکو جو کچھ کہ
تو نے دیا ہے اور کہا کہ اس میں سبکو بہکاؤنگا مگر جو بندے کہ تیرے خالص ہیں اُن پر میرا قابو نہو گا اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ کیا سبب ہے
کہ حق تعالیٰ نے ابلیس کو اسقدر اختیار دیا فرمایا کہ اسی کے سبب سے کہ اُس نے خدا کا شکر کیا تھا راوی نے پوچھا کہ وہ کیا تھا فرمایا کہ چار ہزار برس تک
دو رکعت نماز کی پڑھی تھی یہ سبب اسکا ہے اور بعد نکالنے ابلیس کو حق تعالیٰ نے آدم سے فرمایا کہ وَيَآ اٰدَمُ اور اے آدم اسْكُنْ اَنْتَ
وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ رہو تو اور جورو تیری بہشت میں فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا پس کھاؤ تم جس جگہ سے کہ چاہو تم میوے بہشت کے
وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور نہ نزدیک ہو تم اُس درخت کے کہ موافق مشہور کے وہ گیہوں کا درخت ہو کہ اُسمیں سے کچھ کھاؤ
اور اگر کچھ کھاؤ گے اس میں سے تو فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ پس ہو جاؤ گے تم ظلم کرنے والوں میں سے لیے نقصان کرکے ثواب تمہارا کم ہو جائے
گا بسبب ترک اولیٰ کے اور تفصیل اسکی سورہ بقر میں گذر گئی ہے فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ پس وسوسہ کیا واسطے ان دونوں کے شیطان
نے یعنی آدم اور حوا کو شیطان نے وسوسہ کیا لِيُبْدِيَ لَهُمَا تاکہ ظاہر کر دے واسطے ان دونوں کے مَا وُوْرِيَ عَنْهُمَا وہ چیز کہ پوشیدہ کی
گئی تھی ان دونوں سے مِنْ سَوْاٰتِهِمَا ستر اُن دونوں کے سے لام لیبدی کا عاقبت کا ہے یعنی اُسکے وسوسہ کرنے کا انجام یہ ہے کہ ظاہر ہو جائے
ستر انکا شیطان کی پیروی کے سبب سے اور وہ دونوں برہنہ ہو جائیں کہتے ہیں کہ خدا نے آدم و حوا کے ستر کے پوشیدہ کرنیکو لباس انکو پہنایا تھا ابلیس نے جانا کہ
بسبب ترک کرنے اس امر بہتر کے لباس ان کا دور ہو جائیگا اسلئے در پے اس امر کے ہوا کہ یہ گیہوں کو کھالیں اور لباس انکا ان کے بدن پر سے دور ہو جائے
تاکہ بہشت کے باشندوں کے روبرو نادم ہوں اس جہت سے ابلیس مور اور سانپ کے وسیلہ سے بہشت میں پہنچا وسوسہ کرنے کے واسطے اور معنی وسوسہ
کے پوشیدہ آواز کے ہیں اور وسوس الیہ اور وسوس لہ میں فرق ہی یہ کہ وسوس الیہ کے معنی کان میں ڈالدینا ہے آواز پوشیدہ کو اور وسوس لہ کے معنی میں

ڈالدیا ہے نصیحت کر کے اور آدم اور حوا ابلیس کے فریب سے غافل تھے اور نہ جانتے تھے کہ دنیا میں کوئی خدا کی جھوٹی قسم بھی کھاتا ہے اور ایسی صورت
میں مکر شیطان آدم اور حوا کے پاس گیا کہ وہ ہرگز نہیں پہچانتے تھے کہ یہ شیطان ہے اور جس وقت بہشت میں پہنچا تو انکو بہکانا شروع کیا
وَقَالَ اور کہا کہ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا نہیں منع کیا ہے تمکو پروردگار تمہارے نے عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ کھانے اس درخت کے سے اِلَّآ
اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ مگر واسطے نہ جانے اس امر کے کہ ہو جاؤ تم دو فرشتے خوبصورت اور بلند مرتبہ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ
یا ہو جاؤ تم ہمیشہ رہنے والوں بہشت کے سے کہ ہرگز تمکو موت نہ آئے وَقَاسَمَهُمَآ اور قسم کھائی ان دونوں سے اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ
کہ تحقیق میں واسطے تمہارے البتہ نصیحت کرنے والوں میں ہوں کہ میں از راہ شفقت اور دلسوزی تم سے کہتا ہوں کہ اس درخت میں سے کھالو تاکہ ہمیشہ
زندہ رہو آدم کو گمان ہوا کہ خدا کی قسم جھوٹی کوئی نہیں کھاتا ہے اس واسطے اسکے فریب میں آگئے فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ پس اتار دیا انکو شیطان نے
ساتھ فریب کرنے کے مرتبہ بلند ان کے سے طرف پستی کے کہ جھوٹی قسم کھا کر انکو فریب دیا یہاں تک کہ گیہوں کے کھانے پر تیار ہو گئے فَلَمَّا ذَاقَا
الشَّجَرَةَ پس جس وقت چکھا انہوں نے اس درخت کو تو بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا ظاہر ہو گیا واسطے ان دونوں کے ستر ان کا کہ لباس انکا بدن پر سے
اتر گیا اور برہنہ ہو گئے اور ہر ایک ان دونوں میں سے دوسرے کے ستر کو دیکھتا تھا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ شروع کیا ان دونوں نے چپکانے سے
عَلَيْهِمَا اوپر اپنے یعنی رکھتے تھے اپنے سر و ستر مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ پتوں بہشت کے سے واسطے پوشیدہ کرنے ستر کے کہتے ہیں کہ انجیر کے پتوں سے انہوں
نے اپنے بدنوں کو چھپایا تھا اور جس وقت آدم اور حوا نے پتوں سے اپنے تئیں چھپایا اور ایک طرف سے دوسری طرف کو بھاگتے تھے
تو خدا تعالیٰ نے ان کو پکارا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اور پکارا ان دونوں کو پروردگار انکا کہ اے آدم اور حوا اَلَمْ اَنْهَكُمَا
عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ کیا نہیں منع کیا تھا میں نے تم دونوں کو اس درخت کے کھانے سے وَاَقُلْ لَّكُمَآ اور نہ کہا تھا میں نے واسطے تمہارے اور نہ ڈرایا تھا تمکو
کہ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا تحقیق شیطان واسطے تمہارے عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ دشمن ظاہر ہے کہ اسکے کہنے پر عمل نہ کرنا اور کہتے ہیں کہ جس وقت آدم
اور حوا اسے ننگے چھپا کر بھاگنے لگے تو خدا نے فرمایا کہ اے آدم و حوا تم مجھ سے بھاگتے ہو آدم نے عرض کی کہ خداوندا مجھے تجھ سے شرم آتی ہے کہ میں تجھ سے بہت
شرمندہ ہوں اس واسطے تجھ سے حیا کر کے بھاگتا ہوں اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں اور نہایت عاجزی اور زاری سے عرض کی چنانچہ خدا تعالیٰ بیان
کرتا ہے ان کے دعا کرنے کو کہ قَالَا کہا ان دونوں نے یعنی کہا آدم اور حوا نے اپنے پروردگار سے کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اے پروردگار ہمارے
ظلم کیا ہے ہم نے جانوں اپنی پر ایک بہتر امر کے ترک کرنے سے وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا اور اگر نہ بخشے گا تو واسطے ہمارے اس امر اولیٰ کے ترک کرنے کی خطا
کو وَتَرْحَمْنَا اور نہ رحم کرے گا تو ہم پر لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ البتہ ہوویں گے ہم نقصان والوں میں سے سبب کم ہو جانے ثواب کے
اور حضرت آدم نے اپنے تئیں ظالم اور خاسر فرمایا ہے اس واسطے کہ اس بہتر امر کے ترک کرنے سے جو ثواب میں ان کا نقصان ہوا تو گویا انہوں نے
اپنے نفس پر ظلم کیا اور خسارہ میں رہے کہ اس کے فائدہ کو فوت کیا اور اولیاء اللہ ادنیٰ اور حقیر گناہ کو بھی بہت بڑا اور عظیم جانتے ہیں اس واسطے
ظلمنا انفسنا کہا ورنہ گناہ انکا ایسا نہ تھا کہ جو باعث عذاب کا ہو اس واسطے کہ انبیاء معصوم ہیں ان سے ایسا گناہ صادر ہو نہیں سکتا کہ جس کے سبب سے
مستحق عذاب کے ہوں اور خدا تعالیٰ کا ان پر عتاب ہوا اور کہتے ہیں کہ ابلیس نے سانپ کو وسوسہ کیا اور سانپ نے حوا کو اور حوا نے آدم کو اس واسطے
حق تعالیٰ نے سب کو خطاب کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ قَالَ کہا خدا نے آدم اور حوا اور سانپ اور ابلیس کو کہ اهْبِطُوْا اتر جاؤ تم طرف زمین کے کہ
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعض تمہارا واسطے بعض کے دشمن ہے اور اسی واسطے سانپ اور آدمی میں دشمنی ہے اور مور اور سانپ میں دشمنی ہے
کہ مور سانپ کو کھا جاتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ خطاب آدم اور حوا کی طرف ہے اور مراد اس سے انکی اولاد ہے ان کی نسبت یوں ہے کہ وہ آپس میں
عداوت کرینگے اور ایسا ہی وقوع میں آتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ تم زمین میں جاؤ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور واسطے تمہارے بیچ زمین
کے جگہ ٹھہرنے کی ہے وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور فائدہ اٹھانا ہے ایک وقت تک کہ وہ وقت مرگ کا ہے حضرت آدم یہ بات سنکر سجدہ ہوئے

ہوئے اور حوا کہ بہشت میں تھا ہوگا قَالَ کہا خدائے تعالیٰ نے آدم سے کہ فِيهَا تَحْيَوْنَ بیچ اس زمین کے زندگانی کروگے تم وَفِيهَا تَمُوتُونَ
اور بیچ اس زمین کے مروگے تم اور گاڑے جاؤگے تم وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ اور اسی زمین سے نکالے جاؤگے تم واسطے جزائے اعمال کے آدم جب [illegible]
ہوئے اور حوا کہ بہشت میں اتفاق جانے کا ہوگا اور اب خدائے تعالیٰ اپنی نعمتوں کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يَا بَنِي آدَمَ اے فرزندان
آدم قَدْ أَنْزَلْنَا تحقیق نازل کیا ہے ہم نے عَلَيْكُمْ لِبَاسًا اوپر تمہارے لباس کو کہ پانی کو نازل کیا اور اس سے روئی پیدا
ہوئی اور روئی سے کپڑا تاکہ يُوَارِي سَوْآتِكُمْ پوشیدہ کرتا ہے ستر تمہارے کو اس لباس سے اور سوات کو [illegible] عضوے ستر
وَرِيشًا اور نازل کیا ہے لباس زینت کو کہ اس سے اپنے تئیں آراستہ کرتے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ لباس تو وہ ہے کہ جو ستر کو پوشیدہ
کرے اور اسکے سوا جو اور کپڑے پہنے کے ہیں وہ ریش ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ لباس تو وہ ہے کہ روئی سے بنا ہو اور ریش وہ ہے کہ جو ریشم سے بنا
ہو اور ریش پرندوں کے پروں کو کہتے ہیں جیسے کہ پرندہ کا لباس اور زینت اسکی ہوتی ہے ایسے ہی آدمی کا لباس تجمل کا اس کے واسطے زینت ہوتی ہے
اس واسطے آدمی کے لباس کو ریش فرمایا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ اور لباس تقویٰ اور پرہیزگاری کا یعنی وہ لباس کہ جو واسطے تواضع کے پہنتے ہیں
جیسے کہ لباس اون کا اور روئی کا کہ جو سخت اور موٹا ہو ذَٰلِكَ خَيْرٌ بہتر ہے سب لباس زینت اور تجمل کے لباس سے کہ وہ لباس متکبروں کا ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ لباس تقوے سے مراد لباس سفید ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا کہ لباس جو وہ کپڑے ہیں کہ جو
پہنتے ہو اور ریش سے مراد متاع اور مال ہے اور لباس تقوے سے مراد عفت ہے اس واسطے کہ عفت والے آدمی کا ستر ظاہر نہیں ہوتا ہے اگرچہ وہ کپڑوں
سے برہنہ ہو اور بدکار کا ستر ظاہر ہوتا ہے اگرچہ وہ کپڑے پہنے ہوئے ہو ذَٰلِكَ یہ بھی نازل کرنا لباس کا مِنْ آيَاتِ اللَّهِ نشانیوں فضل اور
رحمت خدا کی سے ہے کہ جس سے ستر کی پوشش ہوتی ہے اور بے پروائی ہے ننگوں کے ستر رکھنے سے لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ تاکہ وہ نصیحت
پکڑیں اور اس نعمت کی قدر کو جانیں اور پرہیزگاری کو اختیار کریں اور اسی طور بعضے کے فرماتا ہے کہ يَا بَنِي آدَمَ اے فرزندان
آدم لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ نہ چاہیے کہ فتنہ میں ڈالے تم کو شیطان کہ تمکو فریب دے کر اور اغوا کرکے بہشت کی راہ سے باز رکھے
كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ جیسے کہ نکال دیا باپ اور ماں تمہاری کو یعنی آدم اور حوا کو مِنَ الْجَنَّةِ بہشت سے فریب دیکر يَنْزِعُ عَنْهُمَا
لِبَاسَهُمَا کھینچا تھا ان دونوں سے لباس ان کا ان کے بدنوں سے لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا تاکہ وہ دکھلاوے ان دونوں کو ستر ان کا یعنی ایک کو
دوسرے کا پس جس وقت اسنے تمہارے باپ اور ماں کا یہ حال کیا کہ ان کو برہنہ کیا اور بہشت سے نکالا خرج کرکے تو اس صورت میں تمکو اس کے
مکر سے بچنا چاہیے اور اس سے پرہیز کرنا چاہیے کہ وہ تمہارے بھی درپے ہے اور چاہتا ہے کہ بہشت کی راہ سے تمکو بند کردوں إِنَّهُ
يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ تحقیق کہ وہ شیطان دیکھتا ہے تمکو اور لشکر اسکا مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اس جگہ سے کہ نہیں دیکھتے ہو تم ان کو
یعنی وہ تو بسبب لطافت اور شفافی بدن کے تمکو نہیں دکھائی دیتے ہیں اور تم جو خاکی بدن رکھتے ہو وہ تمکو دیکھتے ہیں ایسے دشمن سے بچنا چاہیے اور اس
کے مکر و فریب سے محفوظ رہنے میں کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنے کام میں قصور نہیں کرتا ہے چاہتا ہے کہ جس طرح ہو سکے بہشت کی راہ سے اولاد آدم
کو باز رکھا چاہیے اور اے عاقلو تم اس کی پیروی کرکے دوزخ کو تم اختیار کرتے ہو کہ نماز اور روزہ میں قصور کرتے ہو اور اعمال بد میں مشغول رہتے ہو
اور مال کو جمع کرتے ہو اور بخل کی راہ سے زکوٰۃ کو ادا نہیں کرتے ہو اور اگر خرچ کرتے ہو بیجا خرچ کرتے ہو جس کا حکم نہیں ہے اور راہ خدا
میں مال کو صرف نہیں کرتے ہو کہ آخرت میں اسکا فائدہ پاؤ اور اپنے معبود کے ذکر سے بہت غافل رہتے ہو اور کہتے ہیں کہ جن آدمیوں پر اسی سبب سے
فخر کرتے ہیں کہ ہم تو آدمیوں کو دیکھتے ہیں اور آدمی ہم کو نہیں دیکھتے ہیں اور زمین کے نیچے سے وہ باہر آتے ہیں اور زمین کے اندر چلے جاتے ہیں اور
آسمان کی طرف اڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور پھر نیچے کو آتے ہیں اور بوڑھے انکے بعد پیری کے پھر جوان ہو جاتے ہیں اور فرماتا ہے کہ إِنَّا
جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ تحقیق ہمنے کر دیا ہے شیاطین کو أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ دوست واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان نہیں لاتے ہیں

اس واسطے کہ ہم نے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا ہے بسبب انکے انکار کرنے کے دلیلوں روشن اور ظاہر سے اور توفیق کو اُن سے اٹھا لیا ہے اسلئے وہ لوگ
شیاطین کی پیروی میں رہتے ہیں اور شیاطین اُنکے دوست ہیں بسبب مناسبت صفاتی کے بخلاف خالص مومنین کے کہ وہ بسبب تامل اور تفکر کرنیکے دلیلوں
حق کے مستحق توفیق اور لطف الٰہی کے ہیں اور وہ شیاطین کے اغوا سے محفوظ رہتے ہیں اور واجبات کو ادا کرتے ہیں اور ممنوعات سے پرہیز کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ عرب کے لوگ برہنہ ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا تعالےٰ نے ہم کو اسیطرح حکم کیا ہے اور جن کپڑوں میں ہم نے
گناہ کئے ہیں اُنمیں ہم طواف نہیں کرتے ہیں اور عورتیں اُنکی ایک چیتھڑا چمڑے کا ایسے سی ہوئی مثل لنگوٹی کے اپنے ستر پر رکھتی تھیں اور کہتے ہیں کہ ایک عورت
قبیلہ بنی عامر سے طواف کرتی تھی اور اس مضمون سے شعر پڑھتی تھی کہ آج کے دن بعض یا کل ستر ظاہر ہوتا ہے اور جو کچھ کہ ظاہر نہیں ہوتا ہے میں اسکو
حلال نہیں جانتی ہوں اور طواف کو بغیر بدن پوشیدہ کے صحیح نہیں شمار کرتے ہیں جس وقت اسلام شروع ہوا تو مسلمانوں نے انکو ملامت کرکے
کہا کہ تم برہنہ ہوکر طواف کرتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہمنے اپنے باپوں کو اسی طرح پایا ہے ہم اُن کی پیروی کرتے ہیں خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کرکے
فرمایا کہ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اور جس وقت کرتے ہیں وہ کفار فحش کو جیسے کہ برہنہ ہوکر طواف کرنا بت پرستی کرنی یا حکام ظالم کو اپنا امام بنانا
ایسے ایسے فحش کے کام کرکے قَالُوْا کہتے ہیں وہ کفار کہ وَجَدْنَا عَلَيْهَا پایا ہے ہمنے اوپر اسکے اٰبَآءَنَا باپوں اپنے کو وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا
اور خدا نے حکم کیا ہے ہمکو ساتھ اسکے دو دلیلیں کفار نے اس میں بیان کیں ایک تو پیروی باپوں کی اور دوسرے یہ کہ خدا نے ہم کو حکم کیا ہے اور یہ
افترا ہے خدا پر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ تحقیق خدا نہیں حکم کرتا ہے ساتھ
فحش کرنے کے اور عمل میں لانے بد کاموں کے بلکہ خدا نیک اور پسندیدہ کاموں کا حکم کرتا ہے اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کیا کہتے
ہو تم اوپر خدا کے اس چیز کو کہ نہیں جانتے ہو تم کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے اور جھوٹی نسبت اس کی طرف کرتے ہو اور کہتے ہو کہ خدا
نے ہمکو حکم کیا ہے اور حال یہ ہے کہ خدا نے ہرگز نہیں فرمایا ہے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اُن لوگوں سے کہ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ حکم کیا ہے
مجھکو پروردگار میرے نے ساتھ عدل اور انصاف کے کہ مراد اس سے توحید اور جمیع طاعتیں ہیں اور فرماتا ہے کہ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ
اور قایم اور راست کرو تم موہوں اپنے کو طرف قبلہ کے عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ نزدیک ہر مسجد کے یا وقت سجدہ کرنیکے اور مراد اُس سے نماز ہے جس مسجد
میں کہ اتفاق ہو کہ وَّادْعُوْهُ اور پکارو تم اُس خدا کو اس طور سے کہ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ خالص کرنے والے ہو واسطے اُس کے طاعت اور
عبادت کو کہ اس میں کسی دوسرے کو اس کا شریک مت کرو کہ بعد مرنے کے اسی کی طرف رجوع کروگے چنانچہ فرماتا ہے کہ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ
جیسا کہ پیدا کیا ہے تمکو پھر وگے تم ایسے ہی طرف اسکی واسطے جزائے اعمال کے بعد مرنے کے فَرِيْقًا هَدٰى ایک گروہ کو راہ حق دکھلائی توفیق ایمان
کی عطا کرکے بسبب اسکے کہ تامل کرتے تھے وہ معجزوں میں اور وحدانیت کی دلیلوں میں وَفَرِيْقًا اور گروہ دوسرے کو چھوڑ دیا اُن کے حال
پر اور توفیق انکو نہیں بسبب اسکے کہ وہ دیدہ و دانستہ انکار کرتے تھے معجزات کا اور دلیلوں روشن کا اور پہلا فریق مفعول ہدیٰ کا ہے کہ مقدم ہے
اسپر اور دوسرا فریق مفعول فعل محذوف کا ہے اور بعد اسکے وفریقا فعل ہے یعنی ایک گروہ کہ چھوڑ دیا ان کے حال پر اور جس وقت ان کو
اُن کے حال پر چھوڑ دیا اور توفیق انکو عطا نہ کی تو حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ثابت ہوئی اوپر اُن کے گمراہی اس واسطے کہ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا
الشَّيٰطِيْنَ تحقیق اُنھوں نے پکڑا ہے شیاطین کو یعنی اختیار کیا ہے اُنھوں نے شیطان کو اَوْلِيَآءَ دوست کہ فرمانبرداری اُنکی کرتے
ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے ہی سبب اُنکے چھوڑ دینے کا اور ان کی گمراہی کے ثابت ہونیکا وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ
اور گمان کرتے ہیں وہ کہ تحقیق وہ ہدایت پانے والے ہیں اور حقیقت میں وہ گمراہ ہیں اور اب خدا تعالےٰ روز جمعہ اور عید میں زینت کرنیکا اور
لباس پاکیزہ پہننے کا حکم کرتا ہے اور کھانے اور پینے میں میانہ روی سے چلنے کو ارشاد کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ
اے فرزندان آدم خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ کرو تم زینت اپنی کو نزدیک ہر وقت سجدہ کرنیکے یا مکان سجدہ کرنیکے کہ اپنی آرایش کرو

پاکیزہ لباس پہنکر اور روایات اہل بیت علیہم السلام میں عطر اور زینت کرنے سے ہے کہ نماز میں خصوصاً جمعہ کے روز اور عیدین کو لباس نفیس اور پاکیزہ
پہنو اور بالوں میں کنگھی کرو منقول ہے کہ امام حسن علیہ السلام جس وقت نماز پڑھتے اس وقت سب نفیس کپڑے جو کہ اُن کے پاس ہوتے تھے زینت
کرتے تھے کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے اس واسطے میں اپنے پروردگار کے واسطے زینت کرتا ہوں
اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ خذوا زینتکم عند کل مسجد اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بالوں میں کنگھی کرو کہ کنگھی کرنا روزی کو کھینچتا ہے
ہے اور بالوں کو صاف کرتا ہے اور حاجت کو روا کرتا ہے اور منی کو زیادہ کرتا ہے بلغم کو قطع کرتا ہے اور جناب رسول خدا داڑھی کے نیچے چالیس مرتبہ
کنگھی کرتے تھے اور سات مرتبہ اوپر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہ ذہن کو زیادہ کرتا ہے اور بلغم کو قطع کرتا ہے اور اس آیت کی تفسیر میں طواف کعبہ
کے بھی لباس پہننے کا حکم لکھا ہے اس واسطے کہ عرب کے لوگ برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اُن کپڑوں میں طواف نہیں کرتے کہ جن میں
ہم نے گناہ کئے ہیں خدائے تعالیٰ نے حکم کیا کہ لباس پہنکر طواف کرو اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کنگھی کرنی چاہیے نزدیک ہر نماز کے اور فرماتا
ہے خدا کہ وَّكُلُوْا اور کھاؤ تم حرام کے دنوں میں اور غیر ایام احرام میں گوشت وغیرہ سب چیزیں جو کہ حلال ہیں وَاشْرَبُوْا اور پیو تم دودھ
وغیرہ سب چیزیں پینے کی کہ جو حلال ہیں وَلَا تُسْرِفُوْا اور نہ بیجا صرف کرو تم کہ حد سے زیادہ خرچ کرو یا حرام کاموں میں خرچ کرو یا حلال کو
حرام کرو تم اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ نہیں دوست رکھتا ہے بیجا خرچ کرنے والوں کو حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ مال جو آدمی کے پاس رہتا ہے وہ خدا کا مال ہے امانت آدمی کے پاس اور اجازت دی ہے اسکو کھانے اور پینے اسمیں سے بقدر اور لباس پہننے
بقدر اور نکاح کرنے بقدر اور سواری رکھنے بقدر اور جو اُسکے سوا ہے وہ فقرائے مومنین کو دیوے اور اپنی پریشانی کو اس مال سے دفع کرے پس جو شخص
ایسا کرے گا اس نے حلال کھایا اور حلال پیا اور حلال پہنا اور نکاح حلال کیا اور سواری حلال پر سوار ہوا اور سوائے اسکے جو بڑھ کر چلے وہ حرام ہے جیسے
کہ کسی کو کفایت کرتی ہے سواری بیس درہم کی اور خرید کرے وہ ہزار کی اور کفایت کرتی ہے اسکو لونڈی بیس دینار کی اور ہزار کی وہ خرید کرے
اور یہ اس واسطے ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہ لا یحب المسرفین اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ جس کے پاس
کھانا اکبر ورکا ہو اور پھر وہ آدمیوں سے سوال کرے تو وہ مسرفین میں داخل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اسراف سے اس آیت میں کھانا اور پینا ہے
بعد سیر ہونے کے کہ پیٹ کھانے سے پُر ہو رہا ہے اور بعد اُسکے پھر کھانا کھاوے جو کہ موجب ضرر کا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جو کچھ چاہو کھاؤ
اور پیو حلال شے میں سے جب تک کہ خدا اسراف کو یہ سمجھے کہ بعد سیری کے بھی پھر کھانے لگو اور پہننا لباس کا بھی تکبر کے قصد اسراف ہے اور اگر کوئی کوہ احد
سونا طاعت خدا میں خرچ کرے تو وہ اسراف نہیں ہے اور اگر ایک درہم خدا کی نافرمانی میں خرچ کرے وہ اسراف ہے اور جناب امیر علیہ السلام کی
طرف جو اشعار منسوب کرتے ہیں انمیں سے بعض اشعار کا مضمون یہ ہے کہ اگر تو کھانا کھائے تو کم کھانا کھا یعنی سیر ہو کر مت کھا اور بعد کھانے کے دوسرے کھانے
سے پرہیز کر جب تک کہ وہ پہلا ہضم نہ ہو جائے اس واسطے کہ سب کھانے کے ہضم ہو جاتے ہیں سب اور کوئی شے آدمی کے واسطے ایسی مضر نہیں ہے جیسے کہ کھانے
کے بعد کھانا ہے کہ پہلا کھانا ہضم نہیں ہوا کہ بعد اُسکے پھر اور کھانا کھالیوے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دنیا میں سیر ہو کر کھائے گا وہ
قیامت کے روز گرسنہ ہوگا اور منقول ہے کہ شب معراج رسول خدا کو آواز آئی کہ اے احمد دشمن رکھ تو دنیا کو اور دنیا کے لوگوں کو اور دوست رکھ تو آخرت
کو اور آخرت کے لوگوں کو حضرت نے پوچھا کہ کون ہیں دنیا اور آخرت کے لوگ اے پروردگار سب خدائے تعالیٰ نے اوصاف دنیا کے لوگوں کے بیان
کئے اور ان اوصاف میں سے بعضے اوصاف یہ ہیں کہ جو کوئی کھانا کھائے بہت اور سوئے بہت اور ہنسے بہت اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد
صلعم کہ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ کس شخص نے حرام کیا ہے آرائش خدا کو کہ طرح طرح کے رنگ رنگ کے کپڑے ہیں الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ جو کہ
نکالے ہیں خدا نے واسطے بندوں اپنے کے درختوں سے مثل پارچہ روئی اور کتان کے اور نکالے ہیں حیوانات سے مثل شال کے اور نکالے ہیں کانوں سے مثل
زرہ اور خود کے اور کہتے ہیں کہ جس وقت عرب کے لوگ حج اور عمرہ کو جاتے تھے تو گوشت اور چربی اور دودھ اپنے اوپر حرام کرلیتے تھے خدا نے اس امر کو

بھی منع کیا اور فرمایا کہ **وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ** اور کس نے حرام کی ہیں پاکیزہ چیزیں روزی میں سے مثل گوشت اور چربی اور دودھ
کے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت امیر المومنین علیہ السلام نے ابن عباس کو ان کو اکے اور ان کے صحابہ کے پاس بھیجا واسطے نصیحت کے
کہ وہ لوگ جو خارج ہو گئے تھے اور ابن عباس ایک باریک کپڑے کا کرتا اور نفیس لباس پہنے ہوئے تھے ان لوگوں نے ابن عباس کو دیکھا اور راہ طعن ابن عباس
سے کہا کہ اے ابن عباس تو بہتر ہے ہمارے نفسوں سے کہ ایسا لباس پہنے ہوئے ہے ابن عباس نے فرمایا کہ اول میرا جھگڑا تم سے اس میں ہے کہ خدائے
تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ قل من حرم زینۃ اللہ اور اس نے پہلے فرمایا ہے کہ خذوا زینتکم عند کل مسجد اور منقول ہے کہ ایک مرتبہ سفیان ثوری نے حضرت
صادق علیہ السلام کو دور سے دیکھا کہ لباس بھی پہنے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر قسم کھائی کہ میں صادق کو جا کر ضرور توبیخ کروں گا یہ کہہ کر حضرت صادق کے
پاس گیا اور کہا کہ اے فرزند رسول خدا صلعم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی ایسا لباس نہیں پہنا اور نہ علی ابن ابی طالب نے اور نہ تیرے باپوں میں سے
کسی نے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلعم تنگی کے زمانہ میں تھے اور بعد ان حضرت کے دنیا فراغت اور کشادگی سے ہوئی
فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ من حرم زینۃ اللہ اور یہ لباس جو میرا تو دیکھتا ہے یہ آدمیوں کے واسطے ہے اور سفیان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور اوپر کا لباس
اتار کر نیچے کا لباس اسکو دکھلایا کہ وہ ٹاٹ تھا اور فرمایا کہ یہ واسطے نفس کے ہے اور سفیان بہت موٹا اور گھٹیا لباس پہنے ہوئے تھا کہ وہ قیمت
میں تھوڑے سے داموں کا لباس تھا اس کے نیچے کا لباس جو حضرت صادق نے دیکھا تو وہ بہت نرم اور نازک لباس تھا فرمایا کہ وہ تو نے گھٹیا لباس
آدمیوں کے واسطے پہنا ہے اور یہ نیچے کا لباس نرم اور نازک ہے کہ جس سے تو اپنے نفس کو خوش کرتا ہے **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم کہ **هِيَ** وہ زینت اور
آرایش اور پاکیزہ روزی **لِلَّذِينَ اٰمَنُوْا** واسطے ان لوگوں کے ہے کہ جو ایمان لائے یعنی مہیا کیا مومنین کے واسطے ہے **فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا**
بیچ زندگانی دنیا کے اور کفار کے واسطے وہ آرایش اور پاکیزہ روزی مومنین کے طفیل سے ہے کہ وہ بھی دنیا میں اُنکے شریک ہیں **خَالِصَةً**
خالص اور بدون شرکت کے ہے مومنین کے واسطے **يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ** روز قیامت کے اور کفار انمیں شریک نہیں ہیں گو دنیا میں اُن کے شریک ہوں
کہ وہ خبر دوسرے ہے اور بنا بر حال منصوب ہے اور حال واقع ہوا ہے مگر نافع نے اسکو مرفوع پڑھا ہے ہی کی خبر مقرر کر کے **كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ**
اسی طرح تفصیل سے بیان کرتے ہیں ہم آیتوں کو **لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ** واسطے اُس قوم کے کہ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں خدا کے احکام کو اور فرماتا ہے خدا کہ
قُلْ کہہ تو اے محمد ان مشرکین سے کہ **اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ** سوائے اسکے نہیں کہ حرام کیا ہے پروردگار میرے نے فحش چیزوں کو کہ وہ نہایت
بد ہیں اور گناہان کبیرہ ہیں **مَا ظَهَرَ مِنْهَا** جو کچھ کہ ظاہر ہے ان میں سے **وَمَا بَطَنَ** اور جو کچھ کہ پوشیدہ ہے انمیں سے کہتے ہیں کہ کفار عرب لوگ
دل میں کہ گمان زنا کے ظاہر ہو سکتا ہے حرام جانتے تھے اور اسکے وقت کہ انمیں گمان پوشیدہ رہنے کا ہے حلال جانتے تھے خدا نے یہ آیت نازل کر کے
کہ فحش ظاہر و باطن دونوں طرح کا حرام ہے بالکل منع کیا کہ نہ ظاہر کرنا چاہیئے نہ کہ باطن میں **وَالْاِثْمَ** اور حرام کیا ہے گناہ کو کہ جسپر حد مقرر نہیں ہے
وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور ظلم کرنے کو بدون حق کے کہ اسکو بھی حرام کیا ہے اور نا حق ہونیکو ظلم سے اور بغیر الحق تاکید ہے یعنی کی اسواسطے کہ بغی ہونا
ناحق ہی ہوتا ہے **وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ** اور حرام کیا ہے شرک کرنے کو ساتھ خدا کے اسکی عبادت میں **مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا** جس چیز کو
نہیں نازل کیا ہے خدا نے ساتھ عبادت اسکے کے حجت اور دلیل کو **وَّاَنْ تَقُوْلُوْا** اور حرام کیا ہے یہ کہ کہو تم یہ دروغ و افترا **عَلَى اللّٰهِ مَا**
لَا تَعْلَمُوْنَ اور بر خدا کے اُس چیز کو کہ نہیں جانتے ہو تم جیسے کہ حرام کرنا زراعت کا اور چوپاؤں کا اور برہنہ ہو کر طواف کرنا اور نسبت کرنا
اس کو طرف خدا کے اور کہنا کہ اس نے ہمکو حکم دیا ہے یہ سب افترا ہے خدا پر اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ دو خصلتوں سے بچنا چاہیئے کہ انمیں ہلاک ہوا ہے
جو کوئی کہ ہلاک ہوا ہے ایک تو یہ ہے کہ لوگوں کو اپنی رائے سے فتویٰ دیوے اور دوسرے یہ ہے کہ فرمانبرداری کرے تو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جانتا ہے
اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ساتھ باطل کے فرمانبرداری خدا کی کرے تو اور لوگوں کو فتوے دے تو اس چیز کا کہ نہیں جانتا ہے تو اسکو اور حضرت باقر سے
کسی نے سوال کیا کہ بندوں پر حجت خدا کی کیا کیا ہے فرمایا کہ جو کچھ جانتے ہو وہ کہو اور جس چیز کو کہ نہیں جانتے ہو اسمیں توقف کرو اور امیر المومنین نے رسول خدا

اس روایت کی ہے جو کوئی بعد ظلم کے آدمیوں کو دکھ دیوے اسکو ملائکہ آسمان و زمین کے لعنت کرتے ہیں اور اب خدا تعالیٰ واسطے تسلی خاطر اقدس جناب رسول محمد اور ماتم
عذاب کفار کے بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ اور واسطے ہر گروہ کے ایک امت معین ہے اُنکے مرنے کے واسطے یا واسطے نزول عذاب کے
خاص واسطے کفار کے فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ پس جس وقت کہ آئے وقت عذاب اُنکا یا وقت موت اُن کی کا جو کہ مقرر ہے تو لَا يَسْتَأْخِرُونَ
سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ نہیں پیچھے ہوتے ہیں وہ ایک ساعت اس وقت سے اور نہ آگے بڑھتے ہیں یعنی اجل کے وقت میں کسی طرح
سے فرق نہیں ہو سکتا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شمار کیے جاتے ہیں سال اور شمار کیے جاتے ہیں مہینے اور شمار کیے جاتے ہیں دن اور شمار
کیے جاتے ہیں سانس پس جس وقت اجل آتی ہے تو ایک دم اس سے اسکے وقت سے آگے اور پیچھے نہیں ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ وقت اجل کا مقدم اور مؤخر نہیں
ہو سکتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ يَا بَنِي آدَمَ اے فرزندان آدم إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ اگر آئیں تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے کہ وہ تمہاری
جنس سے ہوں یا تمہارے ہم زبان ہوں کہ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي بیان کرتے ہوں وہ اوپر تمہارے آیتوں میری کو یا احکام شریعت کو تو فَمَنِ
اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ پس جو شخص کہ پرہیز کرے اُن کی نافرمانی سے اور درست کرے اپنے عمل کو فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ پس نہیں ہے خوف اوپر اُنکے قیامت
کے ہولوں سے وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ اور نہ وہ غمگین ہونگے تو اپنے عمل ہوئے سے اور اما میں ان شرطیہ ہے اور ما کا لفظ واسطے تاکید کے اسپر زیادہ کر دیا ہے
اور ضمیر اتقی و اصلح کی مَن کی طرف باعتبار لفظ کے پھرتی ہے کہ لفظ اسکا مفرد ہے اور ہم کی ضمیر باعتبار معنی مَن کی طرف پھرتی ہے کہ باعتبار معنی کے وہ جمع
کے واسطے بھی آتا ہے اور اب جھٹلانے والوں کا ذکر کرتا ہے کہ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور جن لوگوں نے کہ جھٹلایا ہے اور تکبر کی ہے
ساتھ آیتوں ہماری کے کہ ہمارے پیغمبروں کو انھوں نے جھٹلایا ہے وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا اور تکبر اور سرکشی کی ہے انھوں نے اسپر
ایمان لانے سے أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ یہ لوگ صاحبان دوزخ ہیں کہ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وہ بیچ اُس کے ہمیشہ رہنے والے
ہیں اور فرماتا ہے کہ فَمَنْ أَظْلَمُ پس کون شخص زیادہ ظالم ہے مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا اس شخص سے کہ باندھ لیوے اوپر خدا کے
جھوٹ کو کہ خدا کے واسطے زوجہ اور فرزند اور شریک مقرر کرے اور یا یہ کہ جس چیز کو خدا نے نہیں فرمایا ہے اسکو خدائے تعالیٰ کی طرف منسوب کرے
اور کہے کہ اس نے حکم دیا ہے أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ یا تکذیب کرے ساتھ آیتوں اسکی کے اور جھٹلائے اُن کے کے أُولَٰئِكَ یہ لوگ کہ جھٹلاتے
ہیں اور افترا کرتے ہیں يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ ۖ پہنچے گا اُن کو حصہ اُن کا کتاب یعنی لوح محفوظ سے جو کچھ کہ انکے واسطے اسمیں لکھا
ہے روزی اور اجل اور عذاب دنیا اور آخرت کا حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا یہاں تک کہ آئے اُن کے پاس بھیجے ہوئے ہمارے کہ وہ ملک الموت اور
ہمراہی اُسکے ہیں قابضان ارواح يَتَوَفَّوْنَهُمْ جس وقت قبض کریں وہ ارواح انکی کو تو قَالُوا کہتے ہیں وہ فرشتے کہ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ
کہاں ہیں وہ کہ تھے تم پکارتے اُن کو مِن دُونِ اللَّهِ ۖ سوائے خدا کے تاکہ آج کے روز عذاب خدا کو وہ تم سے دفع کریں قَالُوا کہیں وہ کفار جواب
میں فرشتوں کے کہ ضَلُّوا عَنَّا گم ہو گئے وہ ہم سے اور انکا پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں گئے وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ اور گواہی دیں وہ کفار
اوپر جانوں اپنی کے کہ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ۝ تحقیق وہ تھے کفر کرنے والے یعنی وہ کفار اس وقت اپنے کفر کا اقرار کریں لیکن اس وقت کا اقرار کرنا
انکو کچھ فائدہ نہ بخشے اور فرماتا ہے خدا کہ قَالَ کہے خدا اس وقت ان کفار کے جواب میں کہ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ داخل ہو تم بیچ گروہوں کے کہ
قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم تحقیق گزرے ہیں وہ پہلے تم سے ہم مذہب تمہارے مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ جنوں اور آدمیوں میں سے یعنی اُن کے ہمراہ
ہو کر داخل ہو تم فِي النَّارِ ۖ بیچ آتش دوزخ کے كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ جس وقت کہ داخل ہوا ایک گروہ اُن سے دوزخ میں تو لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ
لعنت کرتے ہیں اپنی کو یعنی گروہ دوسرے کو پیشوا اور ہم مذہب اُنکے تھے اور یہ انکی پیروی کیا کرتے تھے حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا یہاں تک کہ جس
وقت پہنچیں وہ بیچ اس دوزخ کے اور ملاقات کریں آپس میں جَمِيعًا سب تو قَالَتْ أُخْرَاهُمْ کہیں پیچھے جانے والے اُن کے لِأُولَاهُمْ
واسطے پہلے جانیوالوں اپنے کے یعنی پیچھے جانیوالے دوزخ میں ان پہلے جانے والوں کے حق میں کہیں کہ جو ان کے پیشوا تھے اور ان پیشواؤں کی حق میں

کہیں کہ رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ اَضَلُّوْنَا اے پروردگار ہمارے اُنھوں نے گمراہ کیا ہے ہمکو فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا پس دے ان کو
عذاب دوچند مِّنَ النَّارِ آتش دوزخ سے ایک تو ان کے گمراہ ہونیکا اور دوسرا عذاب گمراہ کرنیکا کہ اور لوگوں کو اُنھوں نے گمراہ کیا ہے قَالَ
کہے گا خدا انکے جواب میں کہ لِكُلٍّ ضِعْفٌ واسطے ہر ایک کے دوچند عذاب ہے پیشواؤں کو تو گمراہ ہونے اور گمراہ کرنیکی جہت سے اور ان کے
تابعداروں کو گمراہ ہونے اور پیشواؤں کی پیروی کرنے کی جہت سے وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ اور لیکن نہیں جانتے ہو تم وہ ہمکو دوچند عذاب ہے بسبب غفلت کے دوسرے
کے حال سے بلکہ ہر ایک اپنے ہی عذاب کا علم رکھتا ہے اور بعضا اس کسر نے لا یعلمون پڑھتا ہے یا سے اور باقیوں نے لا تعلمون پڑھا ہے تا سے یعنی نہیں
جانتے ہو تم وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ اور کہیں گے پہلے جانے والے ان کے یعنی پیشواؤں کے لِاُخْرٰىهُمْ واسطے پیچھے جانیوالوں اپنے کے کہ جن کو بہکاتے اور
گمراہ کرتے تھے فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ پس نہیں ہے واسطے تمہارے اوپر ہمارے کوئی زیادتی اور بزرگی کہ تم کو بہت کم عذاب ہو
بلکہ ہم اور تم دونو عذاب میں برابر ہیں کہ جیسے ہم کافر ہیں ایسے ہی تم کافر ہو فَذُوْقُوا الْعَذَابَ پس چکھو تم عذاب کو بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ
بسبب اس کے کہ تھے تم کسب کرتے دنیا میں کفر کو اور حوالہ عذاب کا دوسرے کو کرتے ہو اور فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا تحقیق
جن لوگوں نے جھٹلایا ہے آیتوں ہماری کو وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا اور تکبر اور سرکشی کی ہے ان آیتوں ہماری سے کہ ان پر ایمان نہیں لائے
ہیں لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ نہ کھولی جاوینگی واسطے ان کے واسطے دعاؤں اور عملوں انکے کے اور واسطے نازل ہونے برکت اور رحمت کے اور واسطے چڑھنے روحوں
ان کی کے بعد مرنے کے اَبْوَابُ السَّمَآءِ دروازے آسمان کے جیسے کہ واسطے مومن کے کھولے جاتے ہیں بلکہ ان کے اعمال ان کے منہ پر مارے
جائینگے اور روحیں انکی دوزخ میں بھیجی جائینگی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مومنین کی روحیں اور اعمال ان کے آسمان
کو جاتے ہیں اور دروازے آسمان کے ان کے لئے کھولے جاتے ہیں اور کافروں کی روحیں آسمان کو چڑھتی ہیں اور جس وقت آسمان کے قریب پہنچتی ہیں
ایک آواز کرنے والا آواز دیتا ہے کہ ڈال دو تم انکو سجین میں اور وہ ایک جنگل ہے دوزخ کا جس کو برہوت کہتے ہیں اور وہ زمین حضرموت میں ہے اور
لا تفتح کو حمزہ اور کسائی اور خلف نے مخفف پڑھا ہے یا سے اور ابو عمرو نے تا اور تخفیف سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تا اور تشدید سے پڑھا ہے
اور فرماتا ہے کہ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اور نہ داخل ہونگے وہ کفار تکبر کرنے والے بہشت میں حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ
یہاں تک کہ داخل ہو جائے اونٹ بیچ ناکے سوئی کے یعنی جیسے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا محال ہے ایسے ہی کفار کا بہشت میں داخل
ہونا محال ہے وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم گنہگاروں کو جو کہ کفر کرتے ہیں لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ
مِهَادٌ واسطے ان کے آتش دوزخ سے فرش اور بچھونا ہے کہ اس پر ہی بیٹھیں اور لیٹیں وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ اور اوپر ان کے سے
پوششیں ہیں اور غواش کی اصل غواشی ہے اس میں سے یا محذوف ہو گئی ہے وَكَذٰلِكَ اور ایسی ہے یعنی جیسے کہ جزا دی ہے ان لوگوں
کو ایسے ہی نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ جزا دیتے ہیں ہم ظلم کرنے والوں کو اپنے نفسوں پر بسبب کفر اور گناہوں کے اور اب مومنوں سے وعدہ کرتا ہے
اور فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک جیسے کہ
تصدیق کی انبیاء کی اور فرمانبرداری کی کتابوں بھیجی ہوئی خدا کی اور اعمال نیک جو کثرت سے ہیں اور طاقت بشر سے خارج ہیں اور سب
اعمال کو بندہ ادا نہیں کر سکتا ہے اس واسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ نہیں تکلیف دیتے ہیں ہم کسی نفس کو
مگر گنجائش اور طاقت اسکی کے موافق کہ اسکو سہولت اور آسانی سے بجا لائے چنانچہ تمام رات اور دن میں پانچ وقت کی نماز واجب کی اور طاقت
اس سے زیادہ کے بجا لانے کی رکھتا ہے اور تمام سال میں ایک مہینے کے روزے واجب کئے اور طاقت اس سے زیادہ کی رکھتا ہے اسی طرح سب واجبات
کا حال ہے اور لا نکلف نفسا خبر الذین آمنوا کی ہے اور ضمیر جو مبتدا کی طرف پھرتی ہے وہ اس میں سے محذوف ہے اور بعض کہتے ہیں یہ جملہ معترضہ ہے
بیچ درمیان مبتدا اور خبر کے واقع ہوا ہے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ یعنی جو کہ ایمان لائے ہیں اور اعمال نیک کرتے ہیں دنیا میں اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

ع ۵

صاحباں بہشت ہیں کہ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ یعنی اس بہشت کے ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ان بہشتوں کے حال میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ اور کھینچ لیویں اور نکال لویں ہم اس چیز کو جو بیچ سینوں اُن کے تھی مِنْ غِلٍّ کینہ اور حسد سے یعنی بہشتوں کے دلوں میں سے کینہ اور حسد جو کچھ ہوگا اسکو ہم نکال لیویں گے اور وہ سب آپس میں دوستی اور الفت سے رہیں گے اور ایک کو دوسرے کا کینہ اور حسد نہ ہوگا اور کہتے ہیں کہ جس وقت بہشتی بہشت کے دروازے پر پہنچیں تو دیکھیں کہ وہاں ایک درخت ہے کہ اس کی ساق سے دو چشمے جاری ہیں ایک چشمہ میں سے بہشتی پانی نوش کریں گے جو حسد اور کینہ کہ انکے دلوں میں ہوگا سب دور ہو جائے گا اور وہ شراب طہور ہے اور جس وقت دوسرے میں سے نوش کریں گے تو طراوت اور تازگی انکے بدنوں میں ہو جائے گی اور کم مرتبہ والے بہشتی کو ایک دبدبہ زیادہ ملک ملیگا وہ سمجھے گا کہ میری برابر کسی کے پاس دولت نہیں ہے میں ہی مرتبہ میں سب سے زیادہ ہوں اس صورت میں کینہ اور حسد کو گنجائش کہاں باقی رہے گی اور احادیث میں آیا ہے کہ زیادہ مرتبہ والا کم مرتبہ والے کے پاس جائے گا کہ اس کے مرتبہ کو دیکھ کر خدا کا شکر کرے اور جانے کہ مجھکو اس سے زیادہ دیا ہے اور کم مرتبہ والا زیادہ مرتبہ والے کے پاس نہ جائے گا کہ انکے مرتبہ کو دیکھ کر اسکو حسد اور رنج ہو اور جس بہشت میں خدائے تعالیٰ انکو داخل کرے گا انکی تعریف میں فرماتا ہے کہ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ جاری ہیں بیچ محلوں ان بہشتوں کے نہریں کہ بہشتیوں کو اُن کے دیکھنے سے لذت اور سرور ہو وَقَالُوا اور کہیں گے وہ بہشتی جس وقت اپنے مرتبوں کو دیکھیں گے کہ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي شکر ہے واسطے خدا کے جس نے کہ اپنے فضل سے هَدَانَا لِهَٰذَا ہدایت کی تھی ہمکو واسطے اس مقام کے کہ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ اور نہ تھے ہم کہ ہدایت پاتے اپنی قوت سے بدوں توفیق اور لطف خدا کے طرف اس منازل کے لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ اگر نہ ہوتا یہ کہ ہدایت کرے خدا یعنی اگر خدائے تعالیٰ توفیق اور لطف عطا کرکے ہمکو ہدایت نہ کرتا تو ہم اپنی طاقت سے ہدایت نہ پا سکتے لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ باللہ تحقیق آئے تھے پیغمبر بھیجے ہوئے پروردگار ہمارے کے ساتھ حق کے کہ انکے ارشاد سے ہمنے ہدایت پائی اور اس مرتبہ کو ہم پہنچے وَنُودُوا اور آواز دیے جاویں وہ بہشتی جس وقت کہ وہ دور سے بہشت کو دیکھیں یا بہشت میں داخل ہوں کہ أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ تحقیق یہ بہشت ہے بھرا ہوا نعمتوں سے جس کا کہ تم وعدہ کیے گئے تھے أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ وارث کیے گئے ہو تم اس بہشت کے سبب اسکے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں نیک اور یہاں تلکم اشارہ ہے ان کی طرف ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت قیامت ہوگی تو جاویں سو سجدہ اور آئمہ ہدیٰ طلب کیے جائیں گے اور لوگوں کے روبرو کھڑے کیے جاویں گے پس شیعہ اُن کے جس وقت انکو دیکھیں گے تو کہیں گے الحمد للہ الذی ہدانا لہذا یعنی شکر ہے واسطے خدا کے جس نے ہدایت کی تھی واسطے انکے کہ انکی دوست ہمکو کیا تھا اور انکی دوستی کی ہم کو ہدایت کی تھی اور جناب رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جس وقت بہشتی بہشت میں جا ٹھہریں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جاویں تو خدائے تعالیٰ انکے درمیان سے حجاب کو اٹھا لے کہ دوزخی بہشتیوں کو اور انکے درجوں کو دیکھیں اور دوزخوں کو دیکھیں تو اسوقت دوزخی حسرت سے کہیں کہ کاش ہم ہدایت پانے والے ہوتے کہ اس مرتبہ کو پہنچتے اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ کوئی ایسا مومن نہیں ہے کہ جس کے واسطے ایک منزل بہشت میں اور ایک منزل دوزخ میں نہ ہو اور نہ ایسا کوئی کافر ہے کہ جس کے واسطے ایک منزل بہشت میں اور ایک منزل دوزخ میں نہ ہو اور جس وقت حجاب کو اٹھا لیویں اور ہر ایک شخص دوسرے شخص کو دیکھنے لگے اور دوزخی سے کہا جائیگا کہ دیکھ تو بہشت میں جو یہ درجے اور منزلیں اور محل ہیں تیرے واسطے بنائے گئے تھے اگر تو ایمان لاتا تو اس میں رہتا اور بہشتی کو کہا جائیگا کہ دیکھ تو کہ دوزخ میں یہ عذاب کی چیزیں تیرے واسطے بنائی گئی تھیں اگر تو ایمان نہ لاتا اور گناہوں میں مشغول رہتا تو یہ عذاب تیرے واسطے تھا اور بعد اسکے ایک آواز آئے کہ اے بہشتیو یہ درجے اور منزلیں جو بہشت میں ہیں انکا ہمنے تمکو وارث کیا اور دوزخ میں جو تمہارے مکانات ہیں وہ ہمنے دوزخیوں کو دیے پھر آواز آئے گی کہ اے بہشتیو ہمیشہ تمکو تندرستی رہے کہ کبھی تم بیمار نہ ہو اور ہمیشہ تمکو جوانی رہے کہ کبھی تم بوڑھے ہو اور ہمیشہ تم بہشت میں زندہ رہو کہ کبھی تمکو موت نہ آئے اور نعمتیں تمہاری ہمیشہ رہیں کہ کبھی کم نہوں فرماتا ہے خدا کہ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ اور آواز دلویں بہشتی اور پکاریں أَصْحَابَ النَّارِ دوزخیوں کو کمال شادی اور فرحت سے کہ أَنْ قَدْ

وَجَدْنَا یہ کہ تحقیق پایا ہے ہم نے مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا اس چیز کو کہ وعدہ کیا تھا ہم سے پروردگار ہمارے نے دنیا میں حق اور راست حقا دوسرا مفعول
وجدنا کا ہے یعنی جو کچھ کہ ہمارے پروردگار نے ہم سے دنیا میں وعدہ کیا تھا بہشت میں داخل کرنے کا ہم نے اس وعدے کو حق اور راست پایا کہ ہم اب بہشت
میں داخل ہو گئے فَهَلْ وَجَدْتُّمْ پس کیا پایا تم نے بھی اے دوزخیو مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ جو کچھ کہ وعدہ کیا تھا پروردگار تمہارے نے عذاب کا حَقًّا
حق اور راست یہ حقا بھی مثل پہلے حقا کی ہے یعنی جو کچھ کہ خدا نے تم سے عذاب کرنے کا وعدہ کیا تھا تم نے بھی اسکو حق اور راست پایا قَالُوا کہیں گے وہ
دوزخی نہایت افسوس اور حسرت سے کہ نَعَمْ ہاں ہم نے اس وعدے کو حق پایا اور بموجب وعدہ پروردگار کے ہم دوزخ میں داخل ہوئے
فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ پس آواز دیوے ایک آواز دینے والا بَيْنَهُمْ درمیان ان کے اور حضرت امام کاظم اور حضرت امام رضا علیہم السلام سے
روایت ہے کہ وہ آواز دینے والے امیر المومنین علیہ السلام ہوں گے اور امیر المومنین خود فرماتے ہیں کہ وہ آواز دینے والا میں ہوں پس جناب امیر المومنین
آواز دیں گے درمیان اہل بہشتوں اور دوزخیوں کے أَنْ لَّعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ اس طرح سے کہ لعنت خدا کی ہے اوپر ظلم
کرنے والوں کے اپنے نفسوں پر بسبب کفر اور جھٹلانے پیغمبر کے الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وہ لوگ کہ سد کرتے تھے راہ خدا کی سے
لوگوں کو اور باز رکھتے تھے کہ کفر اور شرک کی لوگوں کو ترغیب کرتے تھے اور جھوٹی حدیثیں بنا کر لوگوں کو حق سے باز رکھتے تھے اور قرآن کی تاویل میں اپنے
نفس کو دخل دیتے تھے اور بدون استحقاق کے پیغمبر کے جانشین بن کر اپنے تئیں امیر المومنین کہلاتے تھے وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا اور طلب کرتے تھے وہ
اس راہ کو ٹیڑھی اور بار اسی کے عوجا مفعول یہ بھی ہو سکتا ہے اور مفعول مطلق بھی فعل محذوف کا ہو سکتا ہے یعنی کجی اور بار اسی کی راہ کو
طلب کرتے تھے وَهُم بِالْآخِرَةِ كَافِرُونَ اور وہ ساتھ آخرت کے کفر کرنے والے ہیں وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ اور درمیان ان دونوں کے
پردہ ہے یعنی درمیان بہشتیوں اور دوزخیوں کے ایک پردہ ہے مثل فصیل قلعہ کے کہ دوزخی بہشت میں نہیں جا سکتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد
اس حجاب اور پردے سے اعراف ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اعراف ایک ٹیلا ہے مشک سفید کا اس اعراف کو خدائے تعالے کہتا ہے کہ وَ
عَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ اور اوپر اعراف کے مرد ہوں گے یعنی حجاب بلند پر کہ درمیان بہشت اور دوزخ کے ہے کچھ مرد ہوویں گے
خدا کے پہچانے ہوئے اور وہ اہل جانے والے کہ يَعْرِفُونَ كُلًّا پہچانتے ہوں گے وہ ہر ایک کو بہشتیوں اور دوزخیوں میں سے بِسِيمَاهُمْ
ساتھ علامت ان کی کے کہ یہ بہشتی ہے یا دوزخی ہے اس واسطے کہ بہشتی سفید رو ہوں گے اور دوزخی سیاہ رو اور حضرت صادق علیہ السلام سے
روایت ہے کہ اعراف ٹیلے ہیں درمیان بہشت اور دوزخ کے اور رجال سے مراد جو کہ اعراف پر کھڑے ہوں گے حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام
ہیں اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا ہم کھڑے ہوں گے درمیان بہشت اور دوزخ کے اور جس شخص نے کہ ہماری نصرت
کی ہو گی اور ہم کو پہچانا ہوگا ہم اسکو اسکی علامت سے پس داخل کریں گے ہم اسکو بہشت میں اور جس نے ہم سے دشمنی کی ہے اسکو بھی اسکی علامت سے پہچانیں گے
اور دوزخ میں ہم اسکو داخل کریں گے اور دوسری روایت میں حضرت امیر المومنین سے نقل ہے فرمایا کہ ہم اعراف پر ہوں گے اور نصرت کرنے والوں کو
اسکی علامت سے پہچانتے ہوں گے اور فرمایا کہ ہم اعراف ہیں کہ ہمیں پہچانا جاتا ہے خدا مگر ہمارے پہچانے سے کھڑا کریگا خدا ہمکو صراط پر کہ
بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے پس جسکو ہم پہچانتے ہیں اور وہ ہمکو پہچانتا ہے وہ بہشت میں جائیگا اور جو کوئی ہمارا منکر ہے اور ہم اسکے منکر
ہیں وہ دوزخ میں جائیگا اور حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رجال وہ مرد ہیں آل محمد میں سے کہ جو آئمہ معصومین ہیں اور اعراف صراط
ہے درمیان بہشت اور دوزخ کے پس جس شخص کی وہ شفاعت کریں گے وہ مومن گنہگاروں میں سے نجات پائے گا اور جسکی شفاعت وہ نہ کریں گے
وہ شخص ہلاک ہوگا اور دوزخ میں جائے گا اور محمد بن جعفر نے کہ راویان اہل سنت میں سے ہے روایت کی ہے اصبغ بن نباتہ نے کہا کہ ایک روز میں مجلس
شاہ اولیا علی مرتضی میں بیٹھا تھا کہ ابن کوا نے جناب امیر سے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں کہ جو اعراف پر ہوں گے فرمایا کہ ہم اہلبیت نبوت ہیں اس روز خدائے تعالے
ہمکو کھڑا کریگا اپنے دوستوں کو ہم پہچان کر بہشت میں داخل کریں گے اور اپنے دشمنوں کو کہ جنھوں نے ہم سے عداوت کی ہے اور ہمارے دوستوں کو

انھوں نے آزار پہنچائے ہیں اُنکو ہم دوزخ میں داخل کریں گے اور تائید کرتی ہے اس روایت کو حدیث عیون سہیہ کی کہ آنحضرت رسولؐ خدا نے
امیرالمومنین علیہ السلام کو خطاب کرکے فرمایا کہ اے علیؑ گویا میں تجھکو دیکھتا ہوں قیامت کے روز کہ تیرے ہاتھ میں عصا درخت خاردار کا ہے اور تو اس
عصا سے ایک گروہ کو بہشت کی طرف ہانکتا ہے اور دوسرے گروہ کو اس سے دوزخ کی طرف لیجاتا ہے اور کہتا ہے تو دوزخ کو کہ پکڑلے تو فلانے
کو کہ یہ میرے دشمنوں میں سے ہے اور فلانے کو چھوڑدے کہ وہ میرے دوستوں میں سے ہے اور حارث ہمدانی کہ جناب امیر علیہ السلام کے رفقا میں سے
تھا ایکروز اُس نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ یا امیرالمومنین میں دو حالت سے ہراساں رہتا ہوں ایک تو حالت نزع سے اور دوسرے خطر
پر کے گذرنے سے فرمایا کہ اے حارث بشارت ہو تجھکو کہ میں اپنے دوستوں کو دونوں حالت میں نہ چھوڑونگا اور ان دونوں وقتوں میں اُنکے پاس پہنچونگا اور میں
ان کو پہچانوں اور وہ مجھکو پہچانیں اور انکی میں شفاعت کروں اور آتش دوزخ کو کہوں کہ انکو چھوڑدے یہ میرے دوست ہیں اور اُن کو اُن کے
عدو کو پہچانوں اور بعضی روایت میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ مراد ان مردوں سے جو کہ اعراف پر ہونگے وہ لوگ ہیں کہ جنکی نیکیاں اور بدیاں
برابر ہیں اگر خدا اُنکو دوزخ میں ڈالے تو بسبب اُنکے گناہوں کے اور اگر بخشدے تو بسبب اپنی رحمت کے اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھی امیدوار
بخشش کے ہمراہ آئمہ طاہرینؑ کے اعراف پر ہونگے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اعراف ایک منزل بلند ہے اور وہاں مرتضیٰ علی اور
حمزہ اور عباس اور جعفر طیار ہونگے کہ اپنے دوستوں کو سفید رو اپنے دشمنوں کو سیاہ رو سے پہچانینگے اور یہ بھی بعض روایت میں آیا ہے کہ
اعراف ٹیلے ہیں درمیان بہشت اور دوزخ کے اور ہر پیغمبر کو اور اُسکے خلیفہ کو وہاں حاضر کینگے ساتھ انکی امت کے گنہگاروں کے جیسے امیر لشکر کا ہمراہ لشکر
کے ہوتا ہے اور جو کہ پہلے ان کے سبب کثرت نیکیوں اپنی کے بہشت میں چلے گئے ہیں انکو وہ مومن گنہگار پکارینگے اور روایات اہلبیت علیہم
السلام سے بھی ثابت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم اور انکی اولاد طاہرین اعراف پر ہونگے اور اُنکے ہمراہ مومن گنہگار بھی ہونگے کہ جنکی نیکیاں اور بدیاں برابر
ہونگی اور وہ مومن گنہگار امیدوار مغفرت پروردگار ان بہشتیوں کو آواز دینگے جو کہ پہلے اُن سے بہشت میں داخل ہوگئے ہیں چنانچہ فرماتا ہے خدا
کہ وَنَادَوْا اور آواز دیوینگے یعنی آواز دینگے وہ مومن گنہگار کہ اعراف پر ہیں أَصْحَابَ الْجَنَّةِ بہشتیوں کو جو کہ اُن سے پہلے بہشت
میں داخل ہوگئے ہیں أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اس طرح سے کہ سلام ہو اوپر تمہارے اور خوشحال رہو کہ سلامتی سے تم دار السلام میں
پہنچے لَمْ يَدْخُلُوهَا حال سے ہے کہ نہیں داخل ہوئے ہیں وہ مومنین گنہگار اس بہشت میں ابتک وَهُمْ يَطْمَعُونَ اور وہ طمع رکھتے ہیں
بہشت میں جانے کی یعنی وہ مومنین گنہگار کہ اعراف پر ہمراہ رسول خدا اور آئمہ ہدیٰ کے ہیں اُن بہشتیوں کو جو کہ اُن سے پہلے بہشت میں داخل
ہوئے ہیں آواز دے کر کہتے ہیں کہ سلام ہو تمہارے اوپر کہ تم سلامتی سے بہشت میں پہنچے اور خود وہ مومن گنہگار ابتک بہشت میں داخل نہیں ہوئے
ہیں جو کہ بہشتیوں کو آواز دے رہے ہیں سلامتی اور خوشحالی کی لیکن بہشت میں جانے کی طمع رکھتے ہیں کہ کسی طرح شفاعت سے ہم پیغمبر کی یا امام
کی وہاں ہم بھی جا پہنچیں وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ اور جس وقت پھر جاویں آنکھیں ان مومن گنہگاروں کی یعنی جس وقت نظر اُنکی
جا پڑے تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ طرف دوزخیوں کے اور دوزخیوں کو جلتے ہوئے اور طرح طرح کے عذاب ہوتے ہوئے دیکھیں
تو خدائے تعالیٰ سے پناہ مانگ کر قَالُوا کہیں وہ مومن گنہگار اعراف پر کھڑے ہوئے کہ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ
اے پروردگار ہمارے نہ جمع کر تو ہمکو ہمراہ قوم ظلم کرنے والوں کے کہ جن لوگوں نے کفر اور شرک اور گناہ کرکے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اور حضرت
صادق علیہ السلام نے مثل پہلی روایت کے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اعراف ٹیلے ہیں درمیان بہشت اور دوزخ کے کھڑا ہوگا ہر پیغمبر اور خلیفہ
اس کا اپنی امت کے گنہگاروں کے ہمراہ جیسے کہ سردار لشکر کا ہمراہ ناتوانوں اور ضعیفوں لشکر اپنے کے کھڑا ہوتا ہے اور جو کہ نیک ہیں وہ پہلے ہی
بہشت میں داخل ہوگئے ہوں گے اس وقت خلیفہ پیغمبر کا کہے گا اپنے ہمراہیوں کو کہ نظر کرو تم طرف بھائیوں اپنے کے بہشت میں کہ وہ نیکیوں کے سبب
تم سے پہلے بہشت میں داخل ہوگئے ہیں اور گنہگار مومنین اسوقت ان بہشتیوں کو کہیں گے کہ سلامٌ علیکم اور خود وہ بھی بہشت میں داخل ہوتے

ہیں وہ گنہگار لیکن طمع رکھتے ہیں کہ شفاعت سے پیغمبر اور امام کی بہشت میں داخل ہو جائیں اور دوزخیوں کی طرف جو وہ گنہگار نظر کریں گے تو انکو
دیکھ کر کہیں گے کہ خداوندا ہمکو قوم ظالموں کے ہمراہ مت کر اور فرماتا ہے خدا کہ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ اور آواز دیویں گے
صاحبان اعراف کو کہ وہ آئمہ طاہرین ہیں رِجَالًا يَعْرِفُونَهُم بِسِيمَاهُمْ ان مردوں کو پہچانتے ہوں گے انکو ساتھ علامت ان کی کے کہ وہ
سیاہی چہرے کی ہے اور وہ لوگ مثل ولید بن مغیرہ اور ابوجہل اور عاص بن وائل وغیرہ کے ہوں گے مشرکوں میں سے کہ دنیا میں کہا کرتے تھے کہ خدا
بلال اور عمار اور صہیب وغیرہ انکو بہشت میں اور ہمکو دوزخ میں ہرگز جگہ دے گا اور اس امر پر قسمیں کھاتے تھے ایسے ایسے آدمیوں کو صاحبان اعراف
قَالُوا کہیں گے وہ کہ تم عذاب میں گرفتار ہو گئے مَا أَغْنَىٰ عَنكُمْ جَمْعُكُمْ نہ بے پروا کیا تم سے جماعت یاروں تمہاری نے یا جمع کرنے مال
نے عذاب خدا سے یعنی تمہارے مددگاروں اور مال نے عذاب خدا سے تمکو نہ بچایا وَمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ اور اس چیز نے کہ تھے تم
تکبر کرتے اور گردن کشی کرتے حق سے کہ نہ جمع اور تکبر تمہارا تمہارے عذاب کا مانع ہوا أَهَٰؤُلَاءِ کیا یہ یعنی عمار و سلمان اور ابوذر اور بلال
اور صہیب وغیرہ مفلس اور نادار جو کہ اب بہشت میں ہیں الَّذِينَ وہ لوگ ہیں کہ تھا میں أَقْسَمْتُمْ قسم کھائی تھی تم نے بڑی سخت قسم کہ لَا
يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ نہیں پہنچائے گا انکو خدا ساتھ رحمت اپنی کے اور بہشت میں انکو داخل نہ کرے گا اور دیکھو تم کہ وہ اب بہشت میں موجود
ہیں اور تم دوزخ میں پڑے ہوئے جلتے ہو اور عذاب خدا میں تم گرفتار ہو اور اعراف والے آدمی جس وقت اس کلام سے فارغ ہوں تو بحکم
خدا ان مومنین سے کہ جو ان کے ہمراہ ہیں اس طرح سے فرمائیں کہ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ داخل ہو جاؤ تم بہشت میں لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ نہیں خوف
ہے اوپر تمہارے کسی ہول اور سختی کا وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ اور نہ تم غمگین ہو گے اپنے مطلوب کے فوت ہونے سے اور حضرت صادق علیہ السلام
سے روایت ہے کہ اس امت کے لوگوں کے حال میں کہ اعراف کو ٹیلے ہیں درمیان بہشت اور دوزخ کے اور رجال آئمہ معصومین علیہم السلام
ہیں کہ وہ اعراف پر ہوں گے ہمراہ اپنے شیعوں کے اور جو لوگ کہ ان کے اور ان کے شیعوں کے مخالف دوزخ میں ہوں گے ان سے کہیں گے وہ کہ
تمہاری جماعت نے تمکو عذاب خدا سے بے پروا نہ کیا اور نہ اس تکبر نے کہ جو تم حق سے کرتے تھے دیکھو یہ ہیں ہمارے شیعہ بہشت میں کہ قسم کھاتے تھے تم کہ خدا
ان کو اپنی رحمت میں نہ پہنچائے گا اور بہشت میں انکو داخل نہ کرے گا اور بعد اس کے ان گنہگاران شیعہ سے جو کہ انکے ہمراہ ہیں ارشاد کریں گے کہ داخل
ہو جاؤ تم بہشت میں کہ نہیں خوف ہے تم پر اور نہ غمگین ہو گے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس وقت اعراف والے آدمی بہشت میں جائیں تو دوزخیوں
کو بھی طمع بہشت میں جانے کی ہو اس وقت درگاہ خدا میں عرض کریں گے کہ خداوندا ہمارے رشتہ دار بہشت میں ہیں ہمکو اجازت دے کہ ہم ان سے
باتیں کریں حق تعالے انکو باتیں کرنے کی اجازت دیوے اور بہشتیوں کو فرمائے کہ تم دوزخیوں کی طرف نظر کرو جس وقت وہ نگاہ کریں تو اپنے
رشتہ داروں کو دوزخ میں نہ پہچانیں سبب بدل جانے رنگ ان کے چہروں کے لیکن دوزخی ان کو پہچانیں گے اور ان کے نام لیکر کہیں گے کہ ہم کو کھانا
اور پانی بہشت کا دو چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ اور آواز دیں دوزخی دوزخ میں سے أَصْحَابَ الْجَنَّةِ
بہشتیوں کو أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ کہ گراؤ تم اوپر ہمارے پانی میں سے بہشت کے کہ تشنگی نے ہم کو سوختہ کر دیا ہے أَوْ
مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ یا اس چیز میں سے کہ روزی ہے تمکو خدائے تعالے نے جنت کے کھانوں اور میووں کی کہ اس سے ہم اپنی بھوک کو
دفع کریں قَالُوا کہیں گے وہ بہشتی ان کے جواب میں کہ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا تحقیق خدائے تعالے نے حرام کیا ہے ان دو کو یعنی
کھانے اور پانی کو بہشت کے عَلَى الْكَافِرِينَ اوپر کافروں کے الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وہ لوگ کہ پکڑا ہے انہوں
نے دین اپنے کو مشغلہ اور بازی کہ بروز عید گرد خانہ کعبہ کے تالیاں بجاتے تھے اور بازی کرتے تھے وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اور
فریفتہ کیا تھا ان کو زندگانی دنیا نے کہ حق سے بالکل غافل ہو گئے اور جو چاہا اپنی طرف سے حلال کیا اور جو چاہا حرام کیا دنیا کے علاقے کے
فریب میں آکر فَالْيَوْمَ نَنسَاهُمْ پس آج کے دن بھول جائیں گے ہم ان کو یعنی معاملہ بھول جانے والوں کا سا کریں گے ہم ان سے کہ انکو حال تک

کریں گے کہ وہ دوزخ میں پڑے ہوئے جلا کریں اور پھر انکی حسرت لیویں اور عرب کا دستور ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نسیتنا فلان یعنی بھول گیا ہمکو فلانا کہ خبر
سے ہمکو یاد نہیں کرتا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ثواب انکو نہ دیگا جیسے کہ ثواب دیگا اپنے دوستوں کو جو کہ
دنیا میں فرمانبردار خدا کے اور یاد کرنے والے اسکی تھے جس وقت کہ ایمان لائے وہ خدا پر اور اُسکے پیغمبر پر اور پوشیدہ انکا خوف کرتے تھے پس حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ بھول جائیں گے ہم ان کو كَمَا نَسُوا جیسے کہ بھول گئے وہ اور فروگذاشت کیا اُنھوں نے لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ملاقات کرنے دن اپنے
کو اسدن کو اور اس روز کا اُنھوں نے کچھ خیال نہ کیا وَمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○ اور جیسے کہ تھے وہ کہ ساتھ آیتوں ہماری کے انکار کرتے
تھے اپنے عناد اور حسد سے اور پہلے اس سے تو خدائے تعالیٰ نے دونو فرقوں کا حال بیان کیا تھا اور اب کتاب کے اور رحمت کے نازل کرنیکا حال
بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ اور البتہ تحقیق لائے ہم اُن کے لیے کتاب کو فَصَّلْنٰهُ کہ مفصل بیان کیا ہے
ہمنے اسکو اُسکے معانی اور عقائد اور نصیحتوں کو جو کچھ کہ اس میں ہے عَلٰى عِلْمٍ اوپر علم کے کہ ہم اسکی تفصیل کے جاننے والے اور عالم تھے هُدًى وَّ
رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ ہدایت کرنے والے اور رحمت ہے وہ کتاب واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اور اعتقاد اُسکا کرتے ہیں اور
فرماتا ہے خدا کہ هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے ہیں وہ کفار اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ط مگر تاویل اس کتاب کی کہ تاویل اسکی یعنی جس چیز کی طرف کہ امر
اس کا رجوع کرے کہ جو کچھ اسمیں لکھا ہے وعدہ اور وعید وہ ظہور میں آئے اسکی انتظاری کرتے ہیں کہ اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور جبتک اسکو دیکھ
لیویں تو ایمان نہ لاویں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ جسدن کہ آئیگی تاویل اسکی کہ علامت وعدہ اور وعید کی ظاہر ہو جائے
اور قیامت آپہنچے تو يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ کہیں گے وہ لوگ کہ بھول گئے ہیں اسکو اور ترک کیا ہے اُنھوں نے اس کتاب کو مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے
دنیا میں یعنی اس روز جو راستی خدا کے قول کی ظاہر ہو گی ان لوگوں کو کہ جو قرآن پر ایمان نہیں لائے ہیں تو کہیں گے کہ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ
رَبِّنَا بِالْحَقِّ ج تحقیق آئے تھے پیغمبر پروردگار ہمارے کے ساتھ حق کے اور ہمنے ناحق انکو جھٹلایا اور اس روز کے واقع ہونیکا ہمنے اعتقاد نہ کیا
فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ پس کیا واسطے ہمارے سفارش کرنے والے ہو سکتے ہیں فَيَشْفَعُوْا لَنَآ پس سفارش کریں واسطے ہمارے آج کے دن
اَوْ نُرَدُّ یا پھیرے جاویں ہم طرف دنیا کے فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ط پس عمل کریں ہم غیر اس عمل کے کہ تھے ہم عمل کرتے کہ اب دنیا میں جاکر
پھر کبھی شرک نہ کریں گے اور جو امر کہ حق ہے اسی کو اختیار کریں گے اور جس چیز کو ہم نے جھٹلایا تھا اسکی تصدیق کریں گے اور خدائے تعالیٰ کی وحدانیت
کے ہم قائل ہوں گے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ تحقیق خسارہ میں ڈالا اُنھوں نے نفسوں اپنی کو کہ بتوں کی پرستش
میں ضائع اور برباد کیا وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ اور گم ہو گئی اُن سے وہ چیز کہ تھے وہ افترا کرتے اور جھوٹ بناتے اور کہتے کہ
ہماری سفارش کریں گے خدا سے پس کچھ نفع نہ پہنچایا ان کو بتوں کی پرستش نے اور عذاب ابدی میں وہ گرفتار ہو جائیں گے اور اب خدائے تعالیٰ اپنی
قدرت اور ربوبیت کا حال بیان کرتا ہے تاکہ اسکے وسیلہ سے خدا کو پہچانیں اور جانیں کہ سوائے اُس کے کوئی معبود نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے
کہ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ تحقیق پروردگار تمہارا خدا ہے الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جسنے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ
بیچ مقدار چھ روز کے اگرچہ خدا قادر تھا کہ ایک آن میں تمام مخلوقات کو پیدا کرتا لیکن واسطے تعلیم بندوں کے ایسا کیا کہ وہ اپنے کاموں میں جلدی نہ کریں اور
ہر کام کو فکر اور تامل سے کریں اور حدیث میں آیا ہے کہ خدا نے چھ روز میں دنیا کو پیدا کیا ہے اس واسطے کہ خدا نے سال کو تین سو ساٹھ روز کا پیدا کیا ہے اور آسمان
اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے اور چھ روز اس میں سے گھٹائے تو تین سو چون روز باقی رہے اس واسطے سال اکثر تین سو چون روز کا ہوتا ہے اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے یکشنبہ کو [illegible] پیدا کی ہے اور دوشنبہ کو زمین اور سہ شنبہ کو انکی قوت اور چہارشنبہ اور پنجشنبہ کو آسمان پیدا کئے ہیں
اور جمعہ کو انکی قوت اور کھانا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف پھر برابر ہوئی تدبیر اسکی اوپر عرش کے یعنی کہ برابر ہوا امر چیز کے کہ نسبت اسکی سب چیزوں کی طرف
برابر ہے اور کوئی چیز قریب دوسری چیز سے نزدیک اُس کے نہیں ہے بلکہ سب برابر ہیں اور یا یہ کہ پھر غالب ہوا ارادہ اسکا اوپر پیدا کرنے

ع ٦ ١٣

عرش ہے اور ایسی کہ غالب ہوا یہ عرش کے کہ تمام مخلوقات سے وہ بڑا ہے بس سوائے اُسکے اور چیز جسیم نہ بنایا ہے الٰہی غالب اور قادر ہو کا اور
کہتے ہیں کہ خدا نے ایک لوائے بنایا جو کہ تخت کی صورت نہ تھا کہ مانے اور منقول ہے کہ جبرئیل نے چاہا کہ عرش کی مقدار کو دریافت کرے کہ کس قدر بڑا ہے
حق تعالیٰ نے ان کو بال دیئے اس کے گرد اڑنے کی اجازت ہوئی تو اس قدر اُڑا کہ اُڑتے اُڑتے سست ہو گیا اور تھک گیا خدائے تعالیٰ سے قوت
طلب کی جب قوت حاصل ہوئی تو پہلے سے زیادہ اُڑا اور پھر سست ہو گیا اور پھر قوت طلب کی اور پھر پہلے سے زیادہ اُڑا اور سست ہو گیا اور جس
وقت اُڑنے سے عاجز ہوا تو عرض کی کہ خداوندا میں زیادہ اُڑا ہوں یا ویسا ہی رہا ہے آواز آئی کہ اے جبرئیل کئی ہزار برس سے تو اُڑتا ہے اور
اب تک ایک پائے سے عرش کے دوسرے پائے تک نہیں پہنچا ہے اس وقت جبرئیل نے کہا کہ پاک ہے تو کہ کیفیت تیری مخلوقات کی سوائے تیرے کوئی
نہیں جانتا ہے اور سرعت اور جلدی جبرئیل کے اُڑنے میں ایسی تھی کہ جس وقت برادران یوسف نے یوسف کو کنوئیں میں ڈالا تھا تو جبرئیل سدرہ سے اُڑ کر یوسف
کے پاس پہنچے پہلے اس سے کہ یوسف کنوئیں کی تہ پر پہنچے اور عرش سے مراد کبھی تو وہ جسم ہے کہ جو تمام جسموں کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور کبھی مراد اُس سے
وہ جسم مع کل جسموں کے ہے کہ جو اُس کے اندر ہیں اور کبھی مراد اس سے علم خدا ہے اور اگر مراد اُس سے جسم ہووے تو وہ تخت کی صورت نہیں ہے جیسے کہ بعضے
کہتے ہیں بلکہ ایک ایسی شے ہے کہ تمام جسموں کو گھیرے ہوئے ہے اور خدائے تعالیٰ اس پر بیٹھا نہیں ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے بلکہ عرش بھی اس کی مخلوقات
میں سے ایک مخلوق ہے يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ڈھانکتا ہے رات کو دن سے اور دن کو رات سے يَطْلُبُهُ طلب کرتی ہے رات اسکو یعنی دن کو
حَثِيثًا جلدی کرنے والی ہو کر جیسے کہ کوئی چیز کو بہت جلد چاہتا ہے اور حثیثاً حال واقع ہوا ہے اور جیسے کہ رات دن کو طلب کرتی ہے دن رات
کو بہت جلد طلب کرتا ہے مراد یہ ہے کہ ہر ایک بعد دوسرے کے بلا فاصلہ جلد ہوتا ہے وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ اور پیدا کیا آفتاب
اور ماہتاب اور ستاروں کو کہ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ فرمانبردار ہیں ساتھ حکم اسکے اور شمس اور قمر اور نجوم کو سب کو ابن عامر نے مرفوع پڑھا ہے
اور باقیوں نے منصوب پڑھا ہے سمٰوات پر عطف کر کے اور مسخرات کو حال مقرر کیا ہے اور فرماتا ہے کہ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ خبردار ہو اور جانو
کہ واسطے اس خدا کے ہے پیدا کرنا تمام مخلوقات کا وَالْأَمْرُ اور واسطے اُس کے ہے حکم جاری ہونا واسطے مصلحت کے اور اُس کے غیر کے واسطے حکم
نہیں ہے جو کہ اسکو حکم ہے کہ وہ سب اشیا میں اپنا تصرف رکھتا ہے اور اس کے غیر کو یہ تصرف نہیں ہے تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ بزرگ
اور برکت والا ہے خدا پروردگار عالموں کا اور پیدا کرنے والا سب کا اور اب اپنے بندوں کو حکم کرتا ہے کہ ادْعُوا رَبَّكُمْ پکارو تم پروردگار
اپنے کو کہ پرستش اسکی کرو تَضَرُّعًا زاری سے وَخُفْيَةً اور پوشیدہ ہو کر لوگوں کی نظروں سے کہ اس ریا سے محفوظ رہتے ہو
اور تضرعاً اور خفیۃً حال واقع ہوتے ہیں اور خفیۃً کو ابوبکر نے بکسر خا پڑھا ہے إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ تحقیق کہ وہ خدا
نہیں دوست رکھتا ہے حد سے گذرنے والوں کو کہ جو وہ کسی کی بددعا کریں یا بلند آواز سے دعا پڑھیں کہ جس میں ریا ہے یا ایسی چیز
خدا سے طلب کریں کہ جو لائق اُن کے نہ ہو جیسے کہ انبیا کا مرتبہ طلب کرنا اور آسمان پر جانا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ قریب ہے کہ ایک قوم پیدا ہو کہ اپنے مرتبے سے زیادہ مرتبہ دعا کر کے چاہیں اور بندہ کو اسی قدر کفایت کرتا ہے کہ دعا میں
کہے کہ خداوندا میں تجھ سے بہشت کو طلب کرتا ہوں اور اس چیز کو کہ جو تیری رحمت کے نزدیک کرے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ انہ لا یحب
المعتدین اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ جناب رسولخدا جہاد میں تھے اور ایک صحرا میں وارد ہوئے اور اصحاب اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہنے میں
مشغول ہوئے اور باواز بلند کہتے تھے حضرت نے فرمایا کہ اے آدمیو منع کرو تم اپنے نفسوں کو بلند آوازوں سے تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو
بلکہ تم اسکو پکارتے ہو کہ وہ سنتا ہے اور تمسے قریب ہے اور تمہارے ہمراہ ہے اور بعد اسکے اصحاب ذکر خدا کا پوشیدہ کرتے تھے کہ کوئی انکے ذکر کو نہ سنتا
تھا اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ اور نہ فساد کرو تم بیچ زمین کے کفر اور گناہ کر کے بَعْدَ إِصْلَاحِهَا بعد درست
کرنے اسکے کے ایمان اور تقوے اور عدالت کر کے وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا اور پکارو تم اس خدا کو خوف کر کے اُسکے عذاب سے

وامید توبہ کے اور خوف اور طمع کا حال واقع ہوئے ہیں پس مانند تواب اسکو پکارو کہ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝
تحقیق رحمت خدا کے نزدیک ہے نیکی کرنے والوں سے کہ امید بخشش اور رحمت کی رکھتے ہیں اور نیکی توبہ اور حسنہ کے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کوئی بعد
تلاوت ان دو آیتوں کے کہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ خدا فرماتا ہے کہ اے
فرشتو گواہ رہو تم کہ میں نے تمام گناہ اس بندے کے بخشے اور اب اپنی قدرت کے کمال کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ
الرِّيَاحَ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ بھیجتا ہے ہواؤں کو کہ صبا اور جنوب اور شمال اور دبور ہے بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ خوشخبری
دینے والیاں وہ ہوائیں آگے رحمت اس کی کے یعنی آگے باراں کے کہ وہ رحمت الٰہی ہے اور صبا بادل کو ہانکتی ہے اور دبور کی ہوا ہے اور
باد جنوب اسکو کھینچتی ہے اور باد شمال اسکو جمع کرتی ہے اور دبور کہ وہ پچھاں کی ہوا ہے بادل کو متفرق کرتی ہے اور ابن کثیر نے ریاح کو ریح پڑھا ہے اور نشرا
کو نشر بضم نون وشین اور اہل مدینہ اور اہل بصرے نے ریاح کو جمع پڑھا ہے اور نشرا کو انھوں نے بھی اسی طرح نشرا پڑھا ہے اور اہل کوفے نے سوائے عاصم
کے ریح پڑھا ہے اور نشرا کو نشر بفتح نون وسکون شین پڑھا ہے اور اس ریاح نے نشر بضم نون اور سکون شین پڑھا ہے اور ان ہواؤں کے حق میں خدائے
تعالیٰ فرماتا ہے کہ حَتّٰى اِذَا اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا یہاں تک کہ جس وقت اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں بادل بھاری کو کہ باراں سے وہ ثقیل اور
بوجھل ہوا ہے تو سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ ہانکتے ہیں ہم اس بادل کو واسطے زندہ کرنے شہر مردہ کے یعنی واسطے زندہ کرنے اور سرسبز کرنے زمین
خشک کے فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ پس نازل کرتے ہیں ہم ساتھ اسکے پانی کو فَاَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ پس نکالتے ہیں ہم سبب
اس پانی کے ہر قسم کے میووں سے كَذٰلِكَ اسی طرح یعنی جیسے کہ ہم زمین مردہ کو روئیدگی سے زندہ کرتے ہیں اور طرح طرح کی بوٹیاں اسمیں سے
مینہ برسا کر نکالتے ہیں ایسے ہی نُخْرِجُ الْمَوْتٰى نکالیں گے ہم مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ تاکہ تم نصیحت پکڑو
اور جانو کہ جو شخص قدرت رکھتا ہے زمین کے زندہ کرنے کی اور درختوں سے پھلوں کی نکالنے کی وہ مردوں کے زندہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے
اور یہ امر اسپر کچھ دشوار نہیں ہے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنا چاہے گا تو چالیس
روز مینہ اسپر برسائے گا اس کے برسنے میں ہڈیاں پیدا ہو کر آپس میں وصل ہو جائیں گی اور گوشت ان پر اُگ جائیگا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جس
وقت پہلا صور پھونکنے سے مر جائیں تو خدائے تعالیٰ چالیس برس تک اُن پر مینہ برسائے گا عرش کے نیچے سے اور اُس مینہ کو ماء الحیات کہتے ہیں پس
مردے اس کے برسنے سے قبروں میں اُگیں گے جیسے کہ ماؤں کے پیٹ میں پیدا ہوئے ہیں اور جس وقت بدن ان کے تمام اور پورے ہو جائیں گے
تو خدائے تعالیٰ ان میں روحوں کو پھونکے گا اور بعد اسکے خواب کو اُن پر غالب کرے گا اور دوسرے صور میں پھر پیدا کرے گا وہ گمان کریں گے کہ ہم
خواب سے بیدار ہوتے ہیں پس اس وقت کہیں گے کہ یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا یعنی اے وائے ہم پر کس نے اٹھایا اور بیدار کیا ہمکو خوابگاہ
ہماری سے اور اب میں سے اُگنے کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ اور شہر پاک یعنی اور زمین پاکیزہ کہ قابل زراعت
ہو يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِاِذْنِ رَبِّهِ نکلتی ہے روئیدگی اُس کے ساتھ حکم پروردگار اسکے سے وَالَّذِي خَبُثَ اور وہ زمین کہ ناپاک
ہوئی ہے کہ شورہ ریتہ کی زمین ہے لَا يَخْرُجُ نہیں نکلتی ہے روئیدگی اس میں سے اِلَّا نَكِدًا مگر تھوڑی کہ جس میں کچھ فائدہ اور نفع نہیں ہے
اور نکدا کو ابو جعفر نے بفتح کاف پڑھا ہے اور باقیوں نے بکسر کاف اور معنی اُس کے قلیل کے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ مثال
خدائے تعالیٰ نے دل مومن اور دل کافر کے واسطے بیان کی ہے مومن کے دل کو زمین پاکیزہ سے مثال دی ہے اور کافر کے دل کو زمین شور
سے اور جس وقت مومن کے دل پر نصیحتوں کا مینہ برستا ہے تو اس سے طاعت اور عبادت ظاہر ہوتی ہے اور کافر کے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا اور
بعضے کہتے ہیں کہ یہ مثال آئمہ معصومین علیہم السلام کے واسطے ہے کہ نکلتا ہے علم اُن کا اُن کے پروردگار کے اذن سے اور اُن کے دشمنوں سے علم نہیں
نکلتا ہے مگر مکدر اور فاسد اور منقول ہے کہ ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام معاویہ کے پاس بیٹھے تھے معاویہ نے واسطے الزام دینے کے کہا کہ اے

جس خدائے تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین یعنی جو تر اور خشک ہے وہ قرآن میں موجود ہے اور کہا ہے بتلاؤ میری
او تیری ڈاڑھی کا ذکر قرآن میں کہاں ہے اور حضرت امام حسنؑ کی ڈاڑھی تو بہت گھنی تھی اور کثرت سے اس میں بال تھے اور معاویہ کوسہ تھا کہ چند
بال اسکی ڈاڑھی میں تھے حضرت امام حسنؑ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے میری اور تیری ڈاڑھی کا ذکر اس آیت میں کیا ہے والبلد الطیب
یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لا یخرج الا نکدا معاویہ کلام سنکر بہت نادم اور پشیمان ہوا اپنے سوال سے كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ
اسی طرح بیان کرتے ہیں ہم طرح طرح سے آیتوں کو مثالیں دے کر لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝ واسطے اس قوم کے کہ جو شکر کرتے ہیں خدا کی نعمتوں کا
اور ان میں تامل کر کے نصیحت پکڑتے ہیں اور اب خدائے تعالیٰ واسطے تسلی خاطر اقدس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت نوح وغیرہ
پیغمبروں کا حال بیان کرتا ہے کہ جیسے تجھ کو یہ قریش آزار پہنچاتے ہیں اور جھٹلاتے ہیں ایسے ہی پہلے پیغمبروں کو بھی ان کی امتوں نے آزار پہنچائے ہیں
اور ان کو جھٹلایا ہے اور پہلے سب سے حضرت نوح کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا البتہ تحقیق بھیجا ہے
ہم نے نوح کو کہ وہ نوح بن ملک بن متوشلخ بن ادریس پیغمبر تھے اِلٰى قَوْمِهٖ طرف قوم اپنی کے جس وقت کہ وہ پچاس برس کی عمر میں ہوا موافق مشہور
کے اور اکثر اس کی قوم کے آدمی قابیل کی اولاد میں سے تھے اور بت پرستی کرتے تھے فَقَالَ پس کہا نوح نے اپنی قوم کے آدمیوں سے کہ يٰ
قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے قوم میری پرستش کرو تم خدائے تعالیٰ کی یگانگی کے ساتھ اور اس کا شریک کسی کو مت کرو کہ مَا لَكُمْ
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۝ نہیں ہے واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اس کے تم کو چاہئے کہ اسی کی فرمانبرداری اور اسی کی عبادت کرو اور اس کی
عبادت میں کسی دوسرے کو شریک مت کرو اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ تحقیق میں خوف کرتا ہوں اوپر تمہارے عذاب
دن بڑے کا اگر تم ایمان نہ لاؤ گے اور خدائے تعالیٰ کو واحد نہ جانو گے اور مراد دن بڑے سے روز طوفان ہے یا روز قیامت ہے اور کہتے
ہیں کہ نام حضرت نوح کا عبد الغفار تھا اور بعضی روایت میں عبد الملک لکھا ہے اور بعضے میں عبد الاعلیٰ اور ان کو نوح اس واسطے کہتے ہیں
کہ وہ اپنے نفس پر نوحہ اور گریہ بہت کیا کرتے تھے اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ پانسو برس نوحہ اور گریہ کیا اس واسطے ان کا نام نوح مشہور
ہو گیا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک سگ خارشی کو دیکھ کر حضرت نوح نے کراہت کی تھی خدائے تعالیٰ نے اس کتے کو گویا کیا اس نے
بزبان فصیح کہا کہ اے نوح تو ہم سے کراہت کرتا ہے اگر تجھ کو قدرت ہے تو خدا کی صنعت کو بدل دے جس وقت حضرت نوح نے یہ کلام کتے سے سنا
تو نوحہ اور گریہ کرنے لگے اور ایک مدت تک رویا کئے اور عمر حضرت نوح کی بعضے تو کہتے ہیں کہ تیرہ سو برس کی ہوئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ چودہ
سو برس کی اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ عمر نوح کی دو ہزار پانسو برس کی ہوئی تھی اور آٹھ سو پچاس برس نبوت سے
پہلے زندگانی کی اور نو سو پچاس برس بعد نبوت کی دعوت کی کہ لوگوں کو طرف توحید خدا اور دین حق کے بلایا اور رغبت دلائی اور دو سو
برس کشتی کے بنانے میں گزرے اور پانسو برس بعد طوفان کے زندہ رہے اور شہر آباد کئے اور کہتے ہیں کہ ایکسو چھبیس سال کے بعد فوت
ہونے آدم علیہ السلام کے پیدا ہوئے تھے اور ان کو آدم ثانی اور شیخ الانبیاء بھی کہتے ہیں اور نو سو پچاس برس ہر چند لوگوں کو انہوں نے
دین حق کی طرف بلایا لیکن انکو کچھ اثر نہ ہوا بلکہ روز بروز گمراہی اُن کی زیادہ ہوتی تھی اور حضرت نوح کی دعا سے مرد اور عورت
ان کے سب بانجھ ہو گئے اور چالیس برس بانجھ رہے اور چالیس برس تک ان پر مینہ نہ برسا چوپائے ان کے سب ہلاک ہو گئے اور باغ
اُن کے سب جل گئے اور خشک ہو گئے اور اولاد کا پیدا ہونا موقوف ہو گیا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایمان
لاؤ گے تو پھر اولاد تمہارے پیدا ہونے لگے گی اور باغ تمہارے سرسبز ہو جائیں گے لیکن ان لوگوں نے اپنے کفر کو نہ چھوڑا اور جس
وقت نوح لوگوں کو طرف حق کے بلاتے تھے تو وہ نوح کو اس قدر مارتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے اور بعد اس کے ان کے رشتہ دار
اُن کو نمدہ میں لپیٹ کر گھر کو لیجاتے تھے اور گمان اُن کو یہ ہوتا تھا کہ نوح مر گیا ہے اور دوسرے روز حضرت نوح علیہ السلام گھر سے

نکل کر پھر لوگوں کو طرف ایمان کے بلاتے تھے اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ انکو اسقدر پتھر مارتے تھے کہ وہ پتھروں میں پوشیدہ ہو کر دب جاتے تھے حضرت جبرئیل رات کے وقت انکو پتھروں کے نیچے سے باہر نکالتے تھے اور اپنے پر و بال انکے زخموں پر ملتے تھے کہ اس سے انکو شفا ہو جاتی تھی اور صبح کو گھر سے باہر نکل کر پھر کہتے تھے کہ اے لوگو کہو تم لا الٰہ الا اللہ تاکہ رستگاری پاؤ تم عذاب دوزخ سے اور ظاہر میں بھی سمجھاتے تھے لوگوں کو اور پوشیدہ بھی اور علیحدہ ایک گوشہ میں لیجا کر بھی نصیحت کرتے لیکن انکو کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور منقول ہے کہ ایک آدمی بوڑھا کئی سال اپنے لڑکے کو بغل میں لیکر حضرت نوحؑ کے پاس آیا اور اس لڑکے سے کہا کہ اے فرزند یہ جادوگر ہے ایسا ہو کہ بعد میرے مرنے کے تجھ کو یہ فریب میں لائے لڑکے نے کہا کہ بابا مدد کر بعد تیرے میں اگر زندہ رہوں ایک پتھر تو مجھ کو دے کہ اسکو ماروں اسکے باپ نے اسکو ایک پتھر دیا اس نے وہ پتھر حضرت کے سر پر مارا کہ خون آنکھوں سے جاری ہوا اس وقت حضرت نوحؑ نے درگاہ خدائے تعالےٰ میں نالہ کیا اور یہ دعا کی کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا یعنی اے پروردگار میرے کسی کو باقی نہ چھوڑ زمین پر کافروں میں سے بسنے والا کو دعا حضرت نوحؑ کی قبول ہوئی اور کشتی بنانے کا انکو حکم ہوا اور طوفان میں سب خلقت غرق ہو گئی اور ذکر اس کا انشاء اللہ تعالےٰ بعد اسکے تفصیل سے سورۂ ہود میں آئے گا اور منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو ملک الموت انکی روح کے قبض کرنیکو آیا اس وقت حضرت نوح دھوپ میں بیٹھے تھے ملک الموت نے سلام کیا نوح نے انکو سلام کا جواب دیا اور ملک الموت سے پوچھا کہ تو کس واسطے آیا ہے کہا کہ تیری روح قبض کرنیکو آیا ہوں فرمایا کہ میں سایہ میں ہو جاؤں ملک الموت نے کہا کہ ہو جاؤ جس وقت وہ سایہ میں آئے تو ملک الموت سے کہا کہ اے ملک الموت دنیا میں ایسا گذر کیا ہے کہ جیسے دھوپ میں سے اس سایہ میں آگیا ہوں اور منقول ہے کہ جبرئیل نے حضرت نوح سے پوچھا کہ اے نوح تو نے دنیا کو کیسا پایا فرمایا کہ جیسے کہ ایک گھر ہے اور اس کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ میں سے داخل ہوا اور دوسرے سے باہر نکل گیا کچھ بھی دیر نہیں ہوئی اور ایک روایت کے موافق دو ہزار پانسو برس کی انکی عمر ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ حضرت نوح تمام عمر ایک جھونپڑی میں رہے تھے اور وہ ایسی چھوٹی تھی کہ جس وقت اس میں لیٹتے تھے تو پاؤں انکے جھونپڑے سے باہر ہو جاتے تھے اگر کوئی کہتا کہ اے نوح تم اپنے واسطے پختہ مکان کیوں نہیں بناتے ہو اس کے جواب میں کہتے کہ کئی دن کے واسطے بنائیں کل کو مر جائیں گے اور سب یہیں پڑا رہے گا اور جسوقت صبح ہوتی تو کہتے اتنا میں شام تک زندہ رہوں گا اور جب شام ہوتی تو کہتے کہ صبح تک زندہ نہ رہوں گا اسی طرح سیکڑوں برس زندہ رہے اور ایک جھونپڑی میں گذران کیا اور زندگانی برس یہاں فانی کے تکیہ نہ کیا الٰہی آمین خدائے تعالےٰ سب کو عطا کرے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت آدم نے ایک اولاد کو حضرت نوح کے آنے کی خوشخبری دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو کوئی تم میں سے اسکو پائے تو ضرور ایمان لائے تاکہ وہ غرق ہونے سے نجات دیگا اور درمیان آدم اور نوح کے دس پیغمبر اور وصی پیغمبر گزرے ہیں اور شریعت حضرت نوح کی یہ تھی کہ خدائے تعالےٰ کو یکتا جانیں پرستش کرتے تھے اور نیکی کا حکم کرتے تھے اور بدی سے منع کرتے تھے اور حلال اور حرام بھی ان کی شرع میں تھا لیکن احکام حدود اور میراث کے نہ تھے اور جس وقت حضرت نوح نے لوگوں کو طرف دین حق کے بلایا اور نصیحت کی تو انھوں نے نوح کا کہنا نہ مانا بلکہ نوح کو طرف گمراہی کے منسوب کیا جیسا کہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ کہا اشراف نے قوم انکی میں سے کہ اے نوح إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ تحقیق ہم دیکھتے ہیں تجھکو بیچ گمراہی ظاہر کے کہ تو ہمکو چند خداؤں کی عبادت سے باز رکھ کر ایک خدا کی عبادت کی طرف حکم کرتا ہے قَالَ کہا نوح نے ان کے جواب میں کہ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ اے قوم میری نہیں ہے ساتھ میرے گمراہی اور میں حق سے دور نہیں ہوں وَلَكِنِّي رَسُولٌ اور لیکن پیغمبر ہوں کہ بھیجا ہوا ہوں مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ پروردگار عالموں کی طرف سے أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي پہنچاتا ہوں میں تمکو پیغام پروردگار اپنے کے وَأَنْصَحُ لَكُمْ اور نصیحت کرتا ہوں میں واسطے تمہارے کہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو تمکو نجات حاصل ہووے وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ اور جانتا ہوں میں وحی خدا سے کہ مجھ پر نازل ہوتی ہے مَا لَا تَعْلَمُونَ جس چیز کو کہ نہیں جانتے ہو تم اور جس وقت حضرت نوح کی قوم کے لوگوں نے پیغام خدا اور وحی کا نام سنا تو بہت تعجب کیا اور حضرت نوح نے انکے تعجب کا انکار کیا اور فرمایا کہ

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ کیا تعجب کیا تم نے اس سے کہ آیا تمہارے پاس ذکر یعنی پیغام خدا کا اور نصیحت اور وحی پروردگار تمہارے کی طرف سے عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ اوپر ایک مرد کے تم میں سے کہ وہ نوحؑ ہے اور پیغمبر تمہارا ہے لِيُنْذِرَكُمْ تاکہ ڈرائے وہ تم کو کفر اور گناہوں سے وَلِتَتَّقُوْا اور تاکہ ڈرو تم عذاب خدا سے اور پرہیز کرو تم ڈرانے کے سبب کفر اور گناہوں سے وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور شاید کہ تم رحم کئے جاؤ سبب پرہیز کرنے کے حضرت نوحؑ نے طرح طرح سے اپنی قوم کو نصیحت کی لیکن ان لوگوں نے اپنے کفر سے توبہ نہ کی اور سب باتوں میں حضرت نوحؑ کو جھٹلایا چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فَكَذَّبُوْهُ پس جھٹلایا انھوں نے اُس نوحؑ کو اور اس کے کہنے پر عمل نہ کیا اور جس وقت نوحؑ نے وحی خدا سے معلوم کیا کہ یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاویں گے تو اسوقت اُن کفار کے ہلاک ہونے کی دعا کی بہت آزار اور تکلیفیں اُنکے ہاتھوں سے پاکر اور دعا انکی قبول ہوئی اور کشتی تیار کرنے کا نوحؑ کو حکم ہوا حضرت نوحؑ کشتی تیار کر مع مومنین کے سوار ہوئے خدا نے ان سب کفار کو طوفان بھیجکر غرق کیا اور نوحؑ کو مع اُن کے ہمراہیوں کے جو کہ مومنین تھے نجات دی چنانچہ فرماتا ہے کہ فَاَنْجَيْنٰهُ پس نجات دی ہم نے اُس نوحؑ کو غرق ہونے سے وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ اُن لوگوں کو کہ ہمراہ اُسکے تھے بیچ کشتی کے کہتے ہیں کہ وہ اسّی آدمی تھے چالیس مرد اور چالیس عورتیں اور روایت دوسری یہ ہے کہ آٹھ آدمی نوحؑ پر ایمان لائے تھے تین تو اُنمیں سے حضرت نوحؑ کے بیٹے تھے سامؔ اور حامؔ اور یافث اور باقی اور مومنین تھے اور کہتے ہیں کہ بعد طوفان کے ایک ایسی ہوا نے رحمت چلی کہ ان مومنین میں سے خواہ وہ اسّی ہوں یا آٹھ ہوں فقط تین بیٹے حضرت نوحؑ کے باقی رہے اور سوائے اُن کے سب مرگئے اب دنیا میں جس قدر آدمی ہیں سب حضرت نوحؑ کے تینوں بیٹوں کی اولاد ہیں اسیواسطے نوحؑ کو آدم ثانی کہتے ہیں اور قصہ کشتی بنانیکا اور طوفان آنیکا انشاء اللہ تعالےٰ سورۂ ہودؑ میں آئے گا اور حضرت علی بن محمد علیہما السلام سے روایت ہے فرمایا کہ ایکروز نوحؑ کشتی میں سوتے تھے اور ہوا کے چلنے سے کپڑا انکے سر کے اوپر سے سرک جاتا تھا اور ستر ان کا نمایاں ہوتا تھا حام اور یافث اُنکے بیٹے یہ دیکھ کر ہنسے اور سام جو کہ ان کا نیک بیٹا تھا اُس نے ان دونوں کو جھڑکا اور ہنسی سے منع کیا اور جس وقت سام نوحؑ کے سر کو پوشیدہ کرتے تھے تو وہ دونوں کھولدیتے تھے اس عرصہ میں حضرت نے بیدار ہوکر ہنستے ہوئے دیکھا پوچھا کہ کیوں ہنستے ہیں سام نے سب قصہ بیان کیا حضرت نوحؑ نے حام اور یافث کے حق میں بددعا کی خدا وند ا ان کے صلب کا پانی بدل دے اور بعضی روایت میں ہے کہ فقط حام ہنسا ہی ہنستا تھا اور اُسیکے حق میں بددعا کی تھی اس لئے اسکی اولاد میں سے حبشی کالے آدمی اور بدصورت پیدا ہوئے ہیں اور سام کے واسطے نیک دعا کی تھی اسکی اولاد میں خوبصورت آدمی پیدا ہوئے ہیں اور خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ نوحؑ کو اور اُسکے ہمراہیوں کو جو کہ کشتی میں سوار تھے اور وہ سب مومنین تھے ہمنے غرق ہونے سے انکو نجات دی وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور ڈبو دیا ہمنے ان لوگوں کو کہ جھٹلایا تھا انھوں نے اور تکذیب کی تھی ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ نشانیاں اور دلیلیں ہماری وحدانیت کی اور ہماری پیغمبرؑ کی نبوت کی تھیں اور معجزے پیغمبر کے تھے اور اسکی نبوت کے حق ہونے پر دلالت کرتے تھے اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ تحقیق کہ وہ تھے قوم نابینا کہ معجزوں کو اور وحدانیت خدا کی علامتوں کو دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھتے تھے اور اب خدا قصہ حضرت ہود پیغمبر کا اور انکی قوم کا بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا اور بھیجا ہمنے طرف عاد کے برادر نسبی اُنکے ہود کو یعنی ایک شخص کو انکی قوم میں سے کہ وہ ہود تھا اور اخاہم مفعول ہے ارسلنا محذوف کا اور ہود عطف بیان اخاہم کا ہے اور ہودؑ بیٹا عبداللہ بن رباح بن خلوث بن عاد بن عوص بن سام بن نوح کا تھا اور عاد ایک بڑا گروہ تھا کہ آدمی اس گروہ کے نہایت بلند قد اور جسیم تھے اور ان سے زیادہ روئے زمین پر کوئی قوم نہ تھی اور وہ بڑے مالدار تھے اور عمر انکی بہت دراز ہوتی تھی اور ایک بت کی وہ پرستش کیا کرتے اس واسطے خدائے تعالےٰ نے حضرت ہودؑ کو پیغمبر کرکے ان کے پاس بھیجا ہود نے اُنکو طرف دین حق کے اور وحدانیت خدا کے رغبت دلائی اور بُت کی پرستش سے منع کیا ان لوگوں نے ایک نہ مانا اور خدائے تعالےٰ نے ہوا بھیجکر اُن کو ہلاک کیا اور حضرت نوحؑ نے سام کو ہود کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو کوئی اسکو پائے تو اس پر ایمان لاوے اور اسکی پیروی کرے اور خدا نے یہاں ہود کو کہ وہ پیغمبر تھے قوم عاد کا کہ کافر تھے بھائی فرمایا ہے اور ایسے ہی صالح پیغمبر کو ثمود کا بھائی فرمایا ہے

قصہ حضرت ہود پیغمبر اور ان کی قوم کا

اب اعتراض ان لوگوں کا دفع ہو گیا جو کہ کہتے ہیں کہ علیؑ نے معاویہ کو اپنا بھائی فرمایا ہے چنانچہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہمارے بھائی ہم سے باغی ہو گئے ہیں اور ہم ان سے لڑتے ہیں اس واسطے کہ مراد یہاں بھائی سے برادر نسبی ہے جیسے کہ ہود قوم عاد کے برادر نسبی ہیں نہ برادر دینی اور علی اور معاویہ ایک قوم اور قبیلہ کے تھے چنانچہ روایات اہل سنت میں موجود ہے کہ ہاشم اور امیہ دونوں عبد مناف کے بیٹے ہیں اور ہاشم کی اولاد میں سے علیؑ ہے اور امیہ کی اولاد میں سے معاویہ ہے اور حضرت سجاد علیہ السلام سے جو ایک شخص نے سوال کیا تھا تو یہی اسکو جواب دیا تھا اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ فرمایا خدا نے عاد کو ہلاک کیا اور ہود کو نجات دی اور ثمود کو ہلاک کیا اور صالح کو نجات دی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جس وقت نوح کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو اس نے اپنے شیعوں کو اپنے پاس طلب کیا اور فرمایا کہ قریب ہے کہ میرے بعد ایک ایسی غیبت ہو کہ اس میں طاغوت اور سرکش ظاہر ہوں اور خدائے تعالے پھر کشادگی کرے ایک قائم کے ساتھ میری اولاد میں سے گا نام اس کا ہود ہے اور واسطے اُسکے ایک علامت اور آرام جان اور آرام دل ہے اور خلق میں اور خلقت میں وہ مجھ سے بہت مشابہ ہوگا اور حضرت باقرؑ نے فرمایا ہے کہ انبیا خاص لوگوں پر بھی پیغمبر ہو کر آئے اور عام لوگوں پر بھی اور ہود خاص قوم عاد پر پیغمبر ہو کے آئے تھے اور جس وقت حضرت ہود قوم عاد کی پاس پیغمبر ہو کر آئے تھے تو قَالَ کہا ہود نے کہ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے قوم میری عبادت کرو تم خدا کو یگانگی کہ مستحق عبادت کا وہی ہے مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ نہیں ہے واسطے تمہارے کوئی معبود سوا اُس کے اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس نہیں ڈرتے ہو تم عذاب خدا سے اور جس وقت حضرت ہود نے اپنی قوم کو طرف دین حق کے بلایا اور نصیحت کی تو قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہا اشراف نے جن لوگوں نے کہ کفر کیا تھا قوم اس ہود کی میں سے کہ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ تحقیق ہم البتہ دیکھتے ہیں تجھکو اے ہود بیچ بے عقلی کے کہ اپنی قوم کے دین کو چھوڑتا ہے اور نیا دین پیدا کرتا ہے وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور تحقیق کہ ہم البتہ گمان کرتے ہیں تجھکو جھوٹ کہنے والوں میں سے کہ تو اپنی طرف سے ایک دین بنا کر کہتا ہے سوائے ہمارے دین کے قَالَ کہا ہود نے کہ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ اے قوم میری نہیں ہے ساتھ میرے بے عقلی اور میں بے عقلی کی باتیں نہیں کرتا ہوں وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ اور لیکن میں پیغمبر ہوں بھیجا ہوا مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ پروردگار عالموں کی طرف سے کہ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ پہنچاتا ہوں میں تمکو پیغام پروردگار اپنے کے امر و نہی اور وعدہ اور وعید وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ اور میں واسطے تمہارے نصیحت کرنے والا امانتدار ہوں یعنی راستگو کہ پیغاموں میں خدا کے کسی طرح سے خیانت اور زیان اور کم اپنی طرف سے نہیں کرتا ہوں اور جس وقت لوگوں نے خدا کے پیغاموں کو سنکر تعجب کیا تو حضرت ہود نے اُن سے کہا کہ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ تعجب کیا تم نے اس سے کہ آیا تمہارے پاس ذکر پروردگار تمہارے کی طرف سے کہ وہ پیغام خدا کا اور نصیحت ہے تمہارے واسطے خدا کی طرف سے عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ اوپر زبان ایک مرد کے تم میں سے کہ وہ برادر نسبی اور ہم زبان تمہارا ہے اور وہ ہود ہے لِيُنْذِرَكُمْ تاکہ ڈرائے وہ تمکو خدائے تعالے کے عذابوں سے وَاذْكُرُوْٓا اور یاد کرو تم نعمت خدا کو اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ جس وقت کہ کر دیا تمکو خدا نے جانشین پہلے لوگوں کا مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ بعد ہلاک ہونے قوم نوح کے وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ اور زیادہ کیا تمکو بیچ پیدائش کے بَصْۜطَةً کشادگی کہ بڑے فراخ اور دراز اور موٹے بدن تمہارے کئے فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ پس یاد کرو تم نعمتوں خدا کو جو کہ تمکو دی ہیں اور اُنکا شکر کرو لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ شاید کہ تم رستگاری پاؤ اس واسطے کہ شکر نعمت کا موجب بہبودگی کا ہوتا ہے اور قوم عاد کے لوگوں کے قدوں کی درازی کو کہتے ہیں کہ کوتاہ قد ان میں ساٹھ گز کا تھا اور دراز قد سو گز کا تھا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ قد اُن کا بڑے دراز درخت خرما کے برابر ہوتا تھا اور پہاڑ میں سے ایک ٹکڑا پہاڑ کا ہاتھوں سے توڑ کر گھر بنا لیتے تھے اور حضرت ہود نے جس وقت اُنکو نصیحت کی اور خدائے تعالے کی نعمتوں کو یاد دلایا تو اُن لوگوں نے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ ہم خدائے واحد کی پرستش کریں اور اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں یہ ہم سے ہو سکے گا اور تو جو وعدہ عذاب کا کرتا ہے کیوں نہیں لاتا اس عذاب کو چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ قَالُوْٓا کہا اُنھوں نے ہود کو کہ

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰہَ کیا آتا ہے تو ہمارے پاس تاکہ پرستش کریں خدا کو یعنی کیا تو ہمارے پاس اس واسطے آتا ہے کہ تیرے کہنے سے ہم پرستش
کریں خدا کو وَحْدَہٗ اکیلے اس خدا کو وَنَذَرَ اور چھوڑ دیں ہم اور پرستش نہ کریں ہم مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اسکو کہ تھے پرستش کرتے
باپ ہمارے جسکو اور وعدہ حال واقع ہوا ہے اور کہا ان لوگوں نے ہود سے کہ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ پس لا تو ہمکو جو کچھ وعدہ کرتا ہے تو ہمکو
عذاب کا اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اگر ہے تو سچ کہنے والوں میں سے عذاب کے نازل کرنے میں جس وقت حضرت ہود نے یہ کلام بیہودہ
ان سے سنا تو قَالَ کہا کہ قَدْ وَقَعَ عَلَیْکُمْ تحقیق واقع ہوا ہے اوپر تمہارے یعنی واجب ہوا ہے تمپر مِّنْ رَّبِّکُمْ پروردگار تمہارے کی
طرف سے رِجْسٌ مضطرب کرنے والا امر کہ وہ عذاب ہے وَّغَضَبٌ اور غضب یعنی ارادہ بدلا لینے کا کہ تمپر عذاب نازل کرکے تمکو ہلاک کرے
اسمیں کچھ شبہہ نہیں ہے اَتُجَادِلُوْنَنِیْ کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے فِیْٓ اَسْمَآءٍ بیچ فقط ناموں کے کہ جن کا کوئی مسمّٰی نہیں ہے سَمَّیْتُمُوْھَآ
اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ نام رکھ لیا ہے تم نے ان کا اور باپوں تمہارے نے خدا اور حال یہ ہے کہ وہ محض بت ہیں اور نام کسی کا تو ساقیہ
رکھا تھا یعنی مینہ برسانے والا اور سیراب کرنے والا اور کسی کا نام حافظہ یعنی نگہبان ہمارا سفر میں اور کسی کا نام رازقہ یعنی روزی دینے والا اسی طرح
سے نام رکھ لیے تھے اور مسمّٰی ان کا معدوم تھا اس واسطے کہ وہ محض نام کے بت تھے جسم جماد اس سے اس واسطے ہود نے کہا کہ وہ محض نام ہیں کہ مَّا
نَزَّلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ نہیں نازل کیا ہے خدا نے ساتھ عبادت ان بتوں کے کوئی حجت اور دلیل کو کہ ان کی عبادت کرو فَانْتَظِرُوْٓا
پس منتظر رہو تم عذاب کے نازل ہونے کے اسکا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ تحقیق میں بھی ہمراہ تمہارے انتظار کرنے والوں سے ہوں عذاب کے
نازل ہونے کا اور جو آتا ہے خدا کہ فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ پس نجات دی ہمنے اس ہود کو اور ان لوگوں کو کہ ہمراہ اس کے تھے جو
کہ دین میں اس کی پیروی کرتے تھے اور نجات دی ہم نے اس کو بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا ساتھ مہربانی کے اپنی طرف سے وَقَطَعْنَا دَابِرَ
الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور کاٹ ڈالی ہم نے جڑ ان لوگوں کی کہ جھٹلایا انھوں نے آیتوں ہماری کو اور ہماری وحدانیت اور قدرت کی
نشانیوں کو وَمَا کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ اور نہ تھے وہ ایمان لانے والے واحدانیت خدائے تعالٰے پر اور ہود کی پیغمبری پر اور جڑ ان کی
اس طرح سے اکھاڑی اور کاٹی کہ خدائے تعالٰے نے ایک ابر سیاہ پیدا کیا اور لوگوں نے گمان کیا کہ یہ ابر مینہ برسانے لگا سب اس کے نیچے جمع ہوگئے
اور ایک ہوا اس بادل میں سے کہ وہ عقیم تھی باہر نکلی اور اس نے سبکو ہلاک کیا اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عقیم وہ ہوا ہے کہ جو سات
زمین کے نیچے ہے اور وہ کبھی نہیں نکلی مگر قوم عاد کے ہلاک کرنے کو جس وقت خدائے تعالٰے اوپر ان کے غصہ میں ہوا اور فرمایا اس ہوا کے موکلوں کو
مثل حلقۂ انگشتری کے ہوا کو باہر نکالو اس ہوا نے موکلوں سے سرکشی کی اور بمقدار سوراخ بینی گاؤ کے قوم عاد پر غصہ کرکے باہر نکلی ملائکہ نے جو اس
کے موکل تھے خدا کی بارگاہ میں عرض کی کہ خداوندا ہوا ہمارے حکم سے باہر ہوگئی ہے اور ہم خوف کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے تیری نافرمانی
نہیں کی ہے انکو بھی ہلاک کر ڈالے خدا نے جبرئیل کو بھیجا جبرئیل نے پر مار کر اس ہوا کو الٹا پھیرا اور کہا کہ جس قدر تجھ کو نکلنے کا حکم ہے اسی قدر باہر
نکل وہ ہوا موافق حکم کے باہر نکلی اور قوم عاد کو اس نے ہلاک کیا اور ہلاک کرنے کی کیفیت اس طرح سے منقول ہے کہ جس وقت کفر اور طغیان قوم عاد
کا حد سے گزر گیا تو حق تعالٰے نے تین سال انپر مینہ نہ برسایا اور بعد اسکے ابر سیاہ انپر بھیجا اور وہ ابر گرداگرد ان کے چھا گیا جس وقت ان
لوگوں نے ابر کو دیکھا تو اس گمان سے کہ مینہ برسے گا بہت خوشدل ہوئے اور سب آدمی اس ابر کے نیچے جمع ہوگئے اور وہ ایک ہوا نے سیاہ تھی
کہ جس میں آگ کے ریزے تھے جس شخص کو وہ جلتی تھی اسی وقت ہلاک کرتی تھی سات رات اور آٹھ دن اسی طرح وہ ہوا چلی چہارشنبہ کے روز نماز صبح کے وقت
سے شروع ہوئی اور دوسرے چہارشنبہ کی شام کو تمام ہوئی کسی کو ان کافروں میں سے زندہ نہ چھوڑا اور کہتے ہیں کہ بوجھ کے لدے ہوئے اونٹوں کو اٹھا کر
اوپر کو لیجاتی تھی اور زمین پر ان کو دے مارتی تھی اور کہتے ہیں کہ ایک بڑھیا سرنگ میں چھپ گئی تھی اسکو ہوا نے سرنگ کے اندر سے باہر نکال کر پھینک دیا اور
سات رات اور آٹھ دن نحوست کے ایام میں چلی کہ قمر کو ان ایام میں زحل سے نحوست حاصل تھی اور حضرت ہود نے علامات سے دریافت کرکے

ع ۸ ۱۶

سے موسیٰ کے اس ہوا کے آنے سے پہلے کوچ کیا تھا اور باقی ہوا سے بچ رہے تھے اور باقی کا قصہ انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ ہود اور سورۂ احقاف میں
آئے گا اور اب خدائے تعالیٰ قوم ثمود اور صالح پیغمبر کا قصہ بیان کرتا ہے کہ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اور بھیجا ہم نے طرف ثمود کے
بھائی انکے صالح کو کہ وہ بیٹا عبید بن آسف بن ماسح بن عبید بن حاور بن ثمود کا ہے اور ثمود قبیلہ اور قوم کا نام ہے ان کے دادا کے نام پر کہ وہ
ثمود بن عامر بن سام بن نوح تھا اور یہ قبیلہ مع صالح کے ثمود کی اولاد سے ہے اور صالح پیغمبر ان کا برادر نسبی تھا نہ برادر دینی اس واسطے کہ وہ سب لوگ کافر
تھے اور حضرت صالح پیغمبر تھے نہ ان کے برادر دینی کیونکر ہو سکتے ہیں اور جس وقت قوم عاد ہلاک ہو گئے تو بعد ان کے قوم ثمود جانشین انکی ہوئی
اور یہ لوگ بڑے مالدار اور صاحب ثروت تھے اور کہتے ہیں کہ اس قوم میں ستر بت تھے ان ہی کی وہ سوائے خدا کے پرستش کرتے تھے جب یہ حال اُن
کا ہوا تو خدائے تعالیٰ نے حضرت صالح کو انکی ہدایت کے واسطے بھیجا حضرت صالح نے انکو نصیحت کی اور سمجھایا چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَالَ
کہا صالح نے کہ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے قوم میری عبادت کرو تم خدا کو توحید اس کہ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ نہیں ہے واسطے تمہارے کوئی
معبود سوائے اس خدا کے کہ وہ مستحق عبادت کا ہو حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صالح جس وقت واسطے ہدایت قوم کے آئے تو سولہ برس کے
تھے اور ان لوگوں کو سمجھاتے سمجھاتے ایک سو بیس برس کے ہو گئے لیکن وہ لوگ نہ کفر سے باز آئے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت
صالح نے قوم ثمود کو طرف دین حق اور وحدانیت خدا کے بلایا اور ان لوگوں نے قبول نہ کیا بلکہ زیادہ سرکشی اختیار کی اور کہا کہ ہم ہرگز ایمان نہ لاویں گے
جب تک کہ نکالے تو واسطے ہمارے اونٹنی فربہ کو پتھر اس پہاڑ کے اور وہ لوگ اس پتھر کی بہت تعظیم کرتے تھے اور پرستش اسکی کرتے تھے اور ہر سال
اسپر قربانی کو ذبح کرتے تھے صالح نے دعا کی خدائے تعالیٰ نے اونٹنی کو جس طرح سے کہ ان لوگوں نے کہا تھا مع اسکے بچہ کے پتھر سے اس کو نکالا
اور بیان کہ وہ باہر نکلی تو اس وقت اسکے بچہ پیدا ہوا اور بعد اسکے خدائے تعالیٰ نے حضرت صالح پر وحی کی کہ ان لوگوں سے بیان کر کہ ایک روز یہ اونٹنی
تمام پانی اس شہر کا پیا کرے گی اور ایک روز تم پیا کرو یہ خدا نے اس واسطے فرمایا کہ پانی وہاں کا اسقدر گنجایش نہیں رکھتا تھا کہ اونٹنی بھی پیا کرے اور سب
آدمی اور حیوانات بھی اس شہر کے پیا کریں اس لئے مقرر ہو گیا کہ ایک روز تو اونٹنی پانی وہاں کا پیتی تھی اور ایک روز سب آدمی اور حیوانات پیتے تھے اور
جس روز وہ اونٹنی پانی پیتی تھی تو اسقدر وہ دودھ دیتی تھی کہ سب چھوٹے اور بڑے اس سے سیراب ہو جاتے تھے اور بعد اسکے ان لوگوں نے یہ مقرر کیا کہ
صبح کے وقت پانی پر جا کر سب پانی کو وہ پی جاوے اور اونٹنی پیاسی رہ جاوے غرضکہ بہت دنوں تک ان لوگوں نے یہی دستور رکھا اور بعد اسکے خدائے
تعالیٰ سے سرکشی کی اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالو اور بے فکر ہو جاؤ اور یہ امر ہمکو پسند نہیں ہے کہ ایک روز یہ اونٹنی پانی پیا کرے
اور ایک روز ہم پیا کریں اور ایک شقی بے شرم چہرہ کبود چشم کو کہ نام جس کا قدار تھا اس امر پر آمادہ کیا اور طمع دی اسکو اور کہا کہ اسقدر مال ہم تجھ کو دیں گے
تو اس اونٹنی کے پاؤں قطع کر جس وقت وہ اونٹنی پانی پینے کو گئی تو وہ شقی اس کی راہ میں تاک لگا کر بیٹھ گیا اور جس وقت وہ اونٹنی پانی نوش کر کے
الٹی پھری تو ایک تلوار اسکے ماری اس تلوار نے کچھ کام نہ کیا دوسری تلوار اسکے پاؤں پر ماری اور وہ پہلو کے بل زمین پر گر پڑی اور اسکو قتل کیا اور بچہ اسکا
بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور تین مرتبہ اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر آواز کی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ پہاڑ شق ہوا اور وہ اس میں چلا گیا
اور جس وقت وہ اونٹنی زمین پر گری تو حضرت صالح کی قوم کے سب آدمی اس اونٹنی کی طرف روانہ ہوئے اور سب نے اس اونٹنی پر وار کیا کہ
وہ مر گئی اور گوشت اس کا آپس میں تقسیم کر لیا اور چھوٹے اور بڑے سب نے اس کا گوشت کھایا جس وقت حضرت صالح نے یہ حال دیکھا تو فرمایا کہ اے
قوم میری تم نے یہ کام کیا کیا کہ اپنے پروردگار کی نافرمانبرداری کی اور خدائے تعالیٰ نے وحی کی کہ اے صالح قوم تیری حد سے گزر گئی ہے اور ان
لوگوں نے اونٹنی کو جو کہ اسکی حجت تھی قتل کیا اور اسکے ہونے سے انکو ضرر نہ تھا بلکہ فائدہ تھا کہ سب اسکا دودھ پیتے تھے اور ان سے کہہ تو کہ خدا
کہتا ہے کہ میں تم پر عذاب نازل کروں گا تین روز میں اگر اس عرصہ میں ان لوگوں نے توبہ کی تو قبول کروں گا اور اگر توبہ نہ کی تو تیسرے روز عذاب نازل
کروں گا حضرت صالح ان لوگوں کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے قوم میری میں تمہارے پروردگار کا رسول اور اسکا بھیجا ہوا ہوں تمہاری طرف اور تمہارا

پروردگار تمہارا کہتا ہے کہ اگر تم نے نہ کی اونٹنی چاہی تو میں تمکو بخشوں گا ان لوگوں نے نہ سنا کہا کہ اے صالح اگر تو راستگو ہے تو لا تو اس عذاب کو کہ
جس کا تو وعدہ کرتا ہے حضرت صالح نے فرمایا کہ اے قوم میری کل صبح کو جو تم اٹھو گے تو منہ تمہارے زرد ہوں گے اور اسکی دوسری صبحکو اٹھوگے تو منہ تمہارے
سرخ ہو جائیں گے اور اسکے بعد تیسری صبح کو منہ تمہارے سیاہ ہوں گے دوسرے روز صبح کو اٹھے تو منہ ان کے زرد تھے اور آپس میں کہنے لگے کہ جو کچھ صالح کہتا تھا
وہ ہوگیا سرکشوں نے کہا کہ قول صالح کا ہم ہرگز نہ سنیں گے اور دوسری صبح ہوئی تو منہ ان کے سرخ ہوگئے پھر آپس میں کہنے لگے کہ جو کچھ صالح کہتا تھا وہ
آیا اور سرکشوں نے کہا کہ اگرچہ ہم سب ہلاک ہو جائیں لیکن صالح کا کہنا نہ مانیں گے اور اپنے معبودوں کو کہ جنکی پرستش ہمارے باپ کرتے تھے ہرگز نہ چھوڑیں
گے اور تیسرے روز صبح کو اٹھے تو منہ ان کے سیاہ تھے ہر ایک شخص کہنے لگا کہ اے قوم جو کچھ صالح کہتا تھا وہ ظہور میں آیا پھر سرکشوں نے وہی جواب دیا جس
وقت آدھی رات گذری تو جبرئیل نے نازل ہو کر ایک چیخ ماری اسکی آواز سے کان ان کے پھٹ گئے اور دل اور جگر ان کے پارہ پارہ ہو گئے اور بعد
اس کے خدا نے آسمان سے آگ نازل کی کہ سب جل گئے اور خاک ہو گئے اور کہتے ہیں جس وقت موافق درخواست قوم ثمود کے خدا تعالے نے اونٹنی پتھر سے
نکالی تو حضرت صالح نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ اونٹنی پتھر سے نکلے گی تو ہم ایمان لائیں گے جو تم نے چاہا تھا وہ ہوگیا اب ایمان لانا
چاہئے اور اس اونٹنی کو آزار نہ پہنچانا ورنہ سب ہلاک ہو جاؤ گے عذاب میں گرفتار ہو کر چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے کہ کہا صالح نے کہ اے قوم میری
قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس معجزہ روشن پروردگار تمہارے کی طرف سے کہ موافق درخواست تمہاری کے
پتھر سے اونٹنی نکلی کہ وہ دلیل ہے کمال قدرت پر اور میری نبوت کے صحیح ہونے پر هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ یہ اونٹنی خدا کی ہے کہ خدائے تعالے نے اپنی
قدرت کاملہ سے اسکو پتھر سے نکالا ہے اور ناقۃ اللہ اس کی تعظیم کے واسطے اس کو فرمایا ہے کہ اپنے پاس سے اسکو بھیجا ہے بدون اسباب اور عادت معروف کے
اور وہ اونٹنی خدا کی لَكُمْ آيَةً واسطے تمہارے نشانی اور علامت ہے اور دلیل ہے میری نبوت کے صحیح ہونے پر اور آیۃ حال واقع ہوا ہے فَذَرُوهَا
پس چھوڑ دو تم اسکو کہ تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ چرتی پھرے بیچ زمین خدا کے اور تمکو اسکے کھلانے کی کچھ فکر نہیں ہے وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ
اور نہ چھوؤ تم اس اونٹنی کو ساتھ بدی کے اور نہ پہنچاؤ تم اسکو کوئی آزار فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ پس پکڑے گا تمکو عذاب دردناک وَاذْكُرُوا
اور یاد کرو تم نعمت خدا کو إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ جس وقت کہ کردیا اسنے تمکو جانشین زمین میں مِنْ بَعْدِ عَادٍ بعد ہلاک ہونے قوم عاد کے وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ
اور جگہ دی تمکو بیچ زمین کے کہ تَتَّخِذُونَ پکڑتے ہو تم یعنی بناتے ہو تم مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا نرم زمین میں سے محلوں اور مکانوں کو موسم گرما کے واسطے
وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ اور تراشتے ہو تم پہاڑوں کو اور طیار کرتے ہو تم بُيُوتًا گھر یعنی پہاڑ کو اور پہاڑوں کو کاٹ کر موسم سرما کے واسطے فَاذْكُرُوا
آلَاءَ اللَّهِ پس یاد کرو تم نعمتوں خدا کو کہ اس قدر تمکو قوت اور دولت دی ہے کہ پہاڑوں کو کاٹ کر تم گھر بناتے ہو وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ
اور نہ پھیرو تم بیچ زمین کے فساد کرنے والے ہو کر کہ کفر میں اپنی اوقات کو بسر کرو اور لوگوں کو ایمان لانے سے باز رکھو اور مفسدین کو بعضوں نے تعثوا کا
ہے اور تعثوا مفعول ہے یا حال مقدرہ ہے اور مفسدین بھی حال واقع ہوا ہے اور جس وقت حضرت صالح نے اپنی قوم کو نصیحت کی تو ان
لوگوں نے صالح کی طرف سے منہ پھیر لیا اور انکار کیا اور حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے کہ
قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا کہا اشراف ان لوگوں نے کہ تکبر کیا اور بڑا جانا انھوں نے اپنے نفسوں کو مِنْ قَوْمِهِ
قوم اس کی میں سے لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا ان لوگوں کے کہ ناتواں اور خوار شمار کئے جاتے تھے لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ خاص واسطے ان
لوگوں کے کہ ایمان لائے تھے ان میں سے یعنی صالح کی قوم کے آدمی جن لوگوں کو خوار اور ناتوان جانتے تھے اور وہ مومن تھے کہ صالح
پر ایمان لائے تھے اور ان کو اس جہت سے اشراف قوم صالح کے جو کہ سرکش تھے خوار سمجھتے تھے اور سرکشوں نے ان مومنوں سے کہا کہ أَتَعْلَمُونَ
أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ کیا جانتے ہو تم کہ تحقیق صالح بھیجا گیا ہے مِنْ رَبِّهِ پروردگار اپنے کی طرف سے اور وہ پیغمبر
ہے خدا کا جس وقت ان مومنوں نے ان سرکشوں سے یہ سنا تو ان کو جواب دیا چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے کہ قَالُوا

کہا ان مومنوں نے جو ایمان لائے تھے کہ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ تحقیق کہ ہم ساتھ اس چیز کے کہ بھیجا گیا ہے وہ صالح تئیں توحید اور
عبادت خدا کے ہم سب بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لانے والے ہیں اور صالح کو ہم پیغمبر جانتے ہیں اور بھیجا ہوا خدا
کا جانتے ہیں قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا کہا ان لوگوں نے کہ متکبر ہوتے تھے اور سرکشی کی تھی جن لوگوں نے کہ ان لوگوں نے جواب ان
مومنوں کے کہا کہ اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ تحقیق ہم ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اس کے كٰفِرُوْنَ کفر کرنے والے
ہیں فَعَقَرُوا النَّاقَةَ پس پاؤں کاٹے اُنھوں نے اونٹنی کے اور کہا اُنھوں نے اونٹنی کو اس طرح سے کہ قدار کو اُنھوں نے اس کے مارڈالنے کو مقرر
کیا اس نے اس کو مارڈالا وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ اور سرکشی کی ان لوگوں نے حکم پروردگار اپنے سے وَقَالُوْا اور کہا اُن
لوگوں نے از روئے مزاح کے کہ يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اے صالح لا تو ہم کو جو کچھ کہ وعدہ کرتا ہے تو ہم سے عذاب کا اِنْ كُنْتَ
مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اگر ہے تو بھیجے گیوں میں سے کہ خدائے تعالیٰ نے تجھ کو ہماری طرف پیغمبر کر بھیجا ہے جس وقت ان لوگوں نے حضرت صالحؑ سے
عذاب کو طلب کیا تو جس طرح سے کہ کیفیت عذاب کے نازل ہونے کی اوپر گذری ہے وہ عذاب اُن پر نازل ہوا اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑ لیا ان کو زلزلے نے بعد صادر ہونے آواز ہیبت ناک کے کہ اُس آواز کی سختی سے زمین زلزلے میں آگئی تھی فَاَ
صْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ پس صبح کو ہو گئے وہ بیچ گھروں اپنے کے اوندھے گرنے والے اور گھٹنے ٹیکنے والے کہ حرکت نہیں کر سکتے تھے
اور مرے ہوئے پڑے تھے اور کہتے ہیں کہ جس وقت قوم ثمود کے آدمی ہلاک ہو گئے تو حضرت صالح کو بہت رنج ہوا کہ لوگ اپنی شامت نفس سے
ایمان نہ لائے اور آخر کو عذاب خدا میں گرفتار ہوئے اور بعد مرنے کے ایک حسرت سے اُن لوگوں کی طرف خطاب کیا چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ پس منہ پھیر لیا اُن سے صالح نے وَقَالَ اور کہا مارے حسرت اور ملال کے ان لوگوں کی طرف خطاب کرکے کہ يٰقَوْمِ لَقَدْ
اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ اے قوم میری تحقیق پہنچایا ہے میں نے تم کو پیغام پروردگار اپنے کا کہ جس کے پہنچانے کا مجھ کو حکم تھا وَ
نَصَحْتُ لَكُمْ اور نصیحت کی میں نے واسطے تمہارے اور عذاب خدا سے تم کو ڈرایا وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ اور لیکن نہیں
دوست رکھتے تھے تم نصیحت کرنے والوں کو اور پیروی نہیں کرتے تھے تم ان خیرخواہوں کی کہ تم کو مہربانی سے طرف ایمان کے بلاتے تھے اور شیطان کی
پیروی سے تم کو منع کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ حضرت صالح بعد ہلاک ہونے قوم ثمود کے مکہ معظمہ میں آئے اور عبادت خدا میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ اس
جگہ حضرت صالح نے وفات پائی اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ رسول خدا نے امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ اے
علیؑ تو جانتا ہے کہ پہلے لوگوں میں بدتر کون تھا حضرت علیؑ نے عرض کی کہ خدا اور اس کا رسول خوب جانتا ہے رسول خدا نے فرمایا کہ وہ شخص وہ ہے کہ
جس نے ناقہ صالح کو پے کیا تھا اور اس کے پاؤں کاٹ کر اس کو قتل کیا تھا اور پھر حضرت نے پوچھا کہ بدبخت تر پچھلے لوگوں کا کون ہے حضرت علیؑ نے
عرض کی کہ خدا اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا کہ وہ شخص وہ ہے کہ جو تجھ کو قتل کرے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ وہ شخص
وہ ہے کہ جو تیری ریش کو خون سے خضاب کرے گا اور کہتے ہیں کہ جس عورت کے اغوا سے قدار نے صالح کو پے کیا تھا نام اس کا قطامہ تھا اور
عبدالرحمٰن ابن ملجم نے جس عورت کے اغوا سے امیرالمومنین علیہ السلام کو شہید کیا تھا نام اس عورت کا بھی قطامہ تھا اور اب خدا حضرت لوط کا
قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلُوْطًا اور بھیجا ہم نے لوط کو کہ وہ بیٹا ہاران بن تارخ اور برادرزادہ ابراہیم علیہ السلام کا تھا اور
سارہ زوجہ ابراہیم لوط کی بہن تھی اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوط اور ابراہیم دونوں خالہ زاد بھائی اور دونوں سے لاحج کے تھے اور لاحج
بھی نبی یعنی ڈرانیوالے عذاب خدا سے تھے لیکن رسول نہ تھے اور حضرت باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ماں لوط کی حضرت ابراہیم کے خالہ کی
دختر تھی اور لوطاً معمول ہے ارسلنا محذوف کا اور کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابراہیم بابل سے شام کو روانہ ہوئے تو لوط انکے ہمراہ تھے خدا نے لوط کو
اہل مؤتفکات کی پیغمبری دی اور وہ پانچ شہر تھے اور بڑا شہر ان میں سدوم تھا حضرت لوط وہاں تشریف لائے اور حضرت باقر سے روایت ہے کہ جس

ترس ان لوگوں میں رہے کہ جن کی نصیحت کے واسطے مقرر ہو کر آئے تھے اور افعال بد سے انکو منع کرتے رہے اور زیادہ بد فعل انکا یہ تھا کہ وہ مردوں سے
اغلام کیا کرتے تھے اور وجہ اسکی اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ شام اور مصر کے رستہ پر بستے تھے اور باغ اور زراعت انکی بہت تھی اور بخیل بھی
وہ کثرت سے تھے اور مسافر ان سے سوال کرتے تھے تو وہ تنگ ہوتے تھے بسبب بخل کے اور اس سبب سے ان کے ستر میں ایک بیماری پیدا ہو گئی تھی کہ جس
کا کچھ علاج نہ تھا جس وقت مہمان اُن کے گھروں میں آتے تھے تو وہ انکو نصیحت فضیحت کرتے تھے اور ایسے اغلام کرتے تھے اور اس فعل پر مردونکو مزدوری
دیتے تھے اور بعضی روایت میں لکھا ہے کہ جس وقت یہ لوگ مسافروں سے تنگ ہوئے تو شیطان امرد لڑکے کی صورت میں آکر ان لوگوں کے پاس
آیا اور کہا کہ اگر مسافروں کے طلب کرنے سے نجات چاہتے ہو تو اُن سے اغلام کرو اور اغلام کرنا ان لوگوں کو تعلیم کیا اور وہ سب اس فعل شنیع میں شریک ہوئے
آسمان اور زمین اور عرش نے اس عمل بد سے درگاہ خدا میں نالہ کیا خدا تعالےٰ نے آسمان سے اُن پر پتھر برسائے اور جس وقت وہ اس فعل بد میں مشغول
ہوئے تو خدائے تعالےٰ نے حضرت لوط کو انکی ہدایت کے واسطے بھیجا چنانچہ خدائے تعالےٰ اُس قصہ کو بیان کرتا ہے کہ بھیجا ہم نے لوط کو اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ
جس وقت کہا اُس نے واسطے قوم اپنی کے یعنی قوم سدوم سے کہا کہ لوط ان کے درمیان بستے تھے اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ کیا آتے ہو تم بدکاری کو یعنی
لوط نے ان لوگوں سے کہا کہ کیا تم بد کام کرتے ہو کہ وہ اغلام ہے اور وہ اغلام وہ فعل بد ہے کہ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا نہیں سبقت کی ہے تمہارے ساتھ
اُس کے یعنی تم سے پہلے اس فعل کو نہیں کیا ہے مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ کسی نے عالم کے لوگوں میں سے کہتے ہیں کہ ابلیس نے امرد لڑکے کی صورت
بنکر یہ فعل اُنسے پہلے کروایا تھا اور بعد اُسکے یہ فعل انمیں جاری رہا اور اس فعل کی انکو عادت ہو گئی اور حضرت لوط نے ان سے کہا کہ اِنَّكُمْ
کیا تحقیق تم اور حفص اور نافع نے اِنَّكُمْ پڑھا ہے بدون ہمزہ استفہام کے یعنی تحقیق کہ تم اے بدکارو لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ البتہ آتے ہو مردوں کو
شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ از روئے شہوت کے سوائے عورتوں کے یعنی تم مردوں سے اپنی شہوت کو دفع کرتے ہو کہ اُن سے
اغلام کرتے ہو اور عورتیں جو پیغمبر خدا اسے تعالےٰ نے مباح کی ہیں کہ ان سے نکاح کر کے اپنی شہوت کو دفع کرو ان سے تم رغبت نہیں کرتے
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ بلکہ تم قوم حد سے گذرنے والے ہو کہ شرع کی حد سے باہر ہو گئے ہو اور جس امر کو عقل پسند نہ کرے اسکو تم عمل میں لاتے
ہو اور کہتے ہیں کہ حضرت لوط مرد سخی تھے اور مہمان نوازی بہت کرتے تھے ان لوگوں نے حضرت لوط کو منع کیا مہمان نوازی سے اور کہا کہ تیرے
پاس کوئی مہمان آئے تو اسکی مہمانی تو مت کر اور اگر تو مہمان کو اپنے پاس رکھے گا تو ہم تیرے مہمان کو فضیحت کریں گے اس لئے حضرت اپنے مہمانوں
کو اُن سے پوشیدہ کرتے تھے اور حضرت لوط اس قوم کے لوگوں میں سے نہ تھے اور اپنا کنبہ اور قبیلہ بھی وہاں رکھتے تھے اور لوگوں پر پیغمبر ہو کر آئے
تھے اس واسطے خدا نے لوط کی قوم انکو فرمایا اور حضرت لوط نے جس وقت انکو نصیحت کی تو ان لوگوں نے کہا ان کا نہ مانا اور الٹا جواب دیا چنانچہ
خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اور نہ تھا جواب قوم اس لوط کا معاملہ میں نصیحت کرنے لوط کے اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
مگر یہ کہ کہا ان لوگوں نے آپس میں کہ اَخْرِجُوْهُمْ نکال دو تم ان کو یعنی لوط کو اور اسکے ہمراہیوں کو جو کہ اسپر ایمان لائے ہیں مِّنْ قَرْيَتِكُمْ
بستی اپنی سے کہ وہ سدوم ہے اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ تحقیق کہ وہ لوط اور اسکے ہمراہی ایسے آدمی ہیں کہ پاکیزگی چاہتے ہیں اس عمل کو کہ جو ہم کرتے
ہیں اور جس وقت قوم لوط کے آدمی اپنے فعل سے باز نہ آئے اور حضرت لوط کا کہنا نہ مانا تو خدا نے اسپر عذاب کو نازل کیا اس طرح سے کہ جس وقت ان لوگوں نے
حکم خدا سے سرکشی کی تو خدا تعالےٰ نے جبریل کو حکم کیا جبریل انکے شہر کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان تک لے گئے اور وہاں سے اس شہر کو الٹ دیا سب آدمی ہلاک
ہو گئے فقط لوط نے اور انکی بیٹیوں نے اور جو اسپر ایمان لائے تھے ان لوگوں نے نجات پائی چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ پس نجات دی
ہمنے اس لوط کو اور لوگوں اسکے کو عذاب سے اِلَّا امْرَاَتَهٗ مگر عورت اسکی کو کہ اسکو عذاب سے نجات نہ دی کہ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ تھی وہ باقی
رہنے والوں میں سے کہ ہمراہ لوط کے شہر سے باہر نہ گئے تھے اس واسطے کہ وہ کافرہ تھی اور ان کافروں کو لوط کے مہمانوں کی خبر کرتی تھی وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
مَّطَرًا اور برسایا اوپر انکے مینہ سنگریزوں کا ان لوگوں پر کہ جو اس قوم کے آدمی اس شہر سے باہر تھے فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

پس دیکھ تو کہ کیونکر ہوا انجام گنہگاروں کا کہ عذاب خدا میں گرفتار ہوئے اور باقی کا قصہ حضرت لوط کا انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ ہود میں اور کچھ سورۂ حجر میں آئے گا اور اغلام کرنا بہت سخت گناہ ہے اور فاعل کو اور مفعول کو دونوں کو اس گناہ کی سزا میں قتل کرنا چاہئے اور یا دیوار ان پر گرا دی چاہئے اور یا بلندی سے ان کو گرا دینا چاہئے اور اگر وہ مجرد ہو تو سو کوڑے اس کو مارنے چاہئیں اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر مقعد سے ادھر مجامعت کرے تو وہ اغلام ہے اور اگر مقعد کے اندر داخل کرے تو وہ کفر ہے اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی امرد لڑکے کو شہوت سے بوسہ دیوے تو خدائے تعالیٰ اسکو ایک ہزار برس تک آتش دوزخ سے عذاب کرے گا اور جو کوئی اُس سے اغلام کرے تو وہ بو بہشت کی نہ پائے گا باوجودیکہ خوشبو بہشت کی پانسو برس کی راہ سے آتی ہے لیکن اغلام کرنے والے کو نصیب ہوگی مگر یہ کہ توبہ کرے اس فعل سے اور منقول ہے کہ ایک غلام کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس لائے اور کہا کہ اس نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے اور گواہوں نے اس امر پر گواہی دی اور غلام نے بھی اقرار کیا کہ ہاں وہ میرے ہاتھ سے قتل ہوا ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ تو نے اسکو کیوں قتل کیا ہے کہا کہ وہ مجھ سے زبردستی اغلام کیا چاہتا تھا اور میں اسکو منع کرتا تھا اور وقت دفع کرنے اور منع کرنے کے میرے ہاتھ سے مارا گیا ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ اس امر پر گواہ چاہئیں اس نے کہا گواہ کہاں سے لاؤں خالی گھر میں اندھیرے میں رات کے وقت مجھ سے یہ فعل کیا چاہتا تھا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس وقت تو نے اسکے زخم لگایا تھا اُس وقت تو نے اُس سے توبہ کا لفظ سنا تھا یا نہیں غلام نے کہا کہ میں نے یہ لفظ اُس سے نہیں سنا فرمایا کہ اللہ اکبر ابھی دروغ ظاہر ہو جائے گا کہ تو راست کہتا ہے یا دروغ اور فرمایا کہ جاؤ اسکی قبر کو کھودو اگر وہ قبر میں موجود ہے تو غلام دروغ کہتا ہے اور قصاص اُس سے لیا چاہئے اور اگر وہ اپنی قبر میں موجود نہیں ہے تو غلام راست کہتا ہے اسکو رہائی دینی چاہئے لوگوں نے از راہ تعجب کہا کہ آج تک علی بن ابیطالب مدد بیر حکم کرتے تھے اور اب مردو بیر حکم کرتے ہیں اور اسکی قبر کو کھودا تو اس کو نہیں پایا اور حضرت امیر کو خبر کی تو فرمایا کہ غلام کو چھوڑ دو کہ وہ اس امر میں راستگو ہے لوگوں نے پوچھا کیا امیر المومنین علیہ السلام یہ امر تم نے کہاں سے دریافت کیا فرمایا کہ میں نے جناب سول خدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی قوم لوطؑ کا عمل کرے اور بغیر توبہ کئے ہوئے دنیا سے جائے تو حق تعالیٰ اسکو قوم لوط کے پاس پہنچاتا ہے کہ ان کے پاس رہے اور حشر اسکا اُنکے ہمراہ ہو اور اب خدا تعالیٰ حضرت شعیب پیغمبر کا قصہ شروع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا اور بھیجا ہے طرف مدین کے بھائی اُن کے شعیبؑ کو اور یہاں بھی ارسلنا کا لفظ مقدر ہے اور اخاہم مفعول اسکا ہے اور شعیب عطف بیان اخاہم کا ہے اور مدین غیر منصرف ہے اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ مدین کی اولاد مدین بن ابراہیم خلیل کے ہیں انکے دادا کے نام پر نام ان کا مشہور ہو گیا ہے انکے شہر کا نام بھی مدین ہے اور حضرت شعیب بھی ان لوگوں ہی میں سے تھے اور وہ شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین ہیں اور شعیب کو خطیب الانبیاء بھی کہتے ہیں بسبب حسن محاورہ کے اور شعیب نابینا تھے خوف خدا سے روتے روتے اندھے ہو گئے تھے اور بستی اہل مدین کی شام کی راہ میں تھی اور چالیس سے زیادہ اس بستی میں گھر نہ تھے اور حضرت شعیب جیسے کہ مدین کے لوگوں پر پیغمبر ہو کر آئے تھے ایسے ہی ایکہ کے باشندوں پر بھی پیغمبر تھے اور وہ سب لوگ خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے تھے مگر تھوڑے سے اور شعیبؑ کی قوم کے آدمی ناپ کر اور تول کر کم دیتے تھے اور زیادہ لیتے تھے جس وقت شعیب بموجب حکم خدا اپنی قوم میں واسطے نصیحت کے آئے تو قَالَ کہا شعیب نے اپنی قوم سے کہ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ اے قوم میری پرستش کرو تم خدا کو نہ کہ غیر کو کہ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ نہیں ہے واسطے تمہارے کوئی معبود سوائے اُس خدائے پاک کے اور کہتے ہیں کہ معجزہ شعیب علیہ السلام کا یہ تھا کہ جس وقت کوہ بلند پر ارادہ چڑھنے کا کرتے تھے تو وہ کوہ سرا پا پست کر لیتا تھا اور وہ اس پر چڑھ جاتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ معجزہ اُن کا وہ تھا کہ جو حضرت موسیٰ کے عصا سے صادر ہوتا تھا کہ جس وقت سانپ ان کی دشمنوں کا ارادہ کرتا تھا تو وہ عصا اژدھا بن جاتا تھا اور اسکو دفع کرتا تھا اور شب تاریک میں پاسبانی کرتا تھا اور مانند شمع کے روشن ہوتا تھا اور جو میوہ کہ مطلوب ہوتا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا اس واسطے کہ یہ عصا موسیٰ کو شعیب ہی نے دیا تھا موسیٰ سے پہلے یہ معجزہ شعیب کے تھے خدائے تعالیٰ اس معجزہ کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے بزبان شعیب کہ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ تحقیق آئے ہیں تمہارے پاس معجزے پروردگار تمہارے کی طرف سے اور کہتے ہیں کہ

ان لوگوں کی دو ترازو تھیں اور دو ہی پیمانے تھے ایک بڑا اور ایک چھوٹا بڑے سے تو خرید کر کے لیتے تھے اور چھوٹے سے فروخت کر کے دیتے تھے یعنی
زیادہ لیتے تھے اور کم دیتے تھے حضرت شعیب نے انکو سمجھایا اور نصیحت کی کہ تم پورا لیا کرو اور پورا دیا کرو اور پیمانہ اور ترازو کو درست کرو چنانچہ خدائے
تعالیٰ فرماتا ہے کہ شعیب نے ان لوگوں سے کہا کہ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ پس پورا اور درست کرو تم پیمانہ اور ترازو کو اور ناپنے اور تولنے میں
کمی اور زیادتی مت کرو وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ اور نہ کم دو تم آدمیوں کو چیزیں انکی کہ خود تو زیادہ لو اور ان کو کم دو وَلَا تُفْسِدُوْا
فِي الْاَرْضِ اور نہ فساد کرو تم بیچ زمین کے کفر اور خیانت کر کے بَعْدَ اِصْلَاحِهَا بعد درست کرنے اس زمین کے کہ خدا نے اسکو درست
کیا ہے انبیاء کو اسپر بھیجکر اور کتابیں نازل کر کے اور احکام شرع کے اسپر جاری کر کے ذٰلِكُمْ یعنی جو کچھ کہ میں تمکو حکم کرتا ہوں خَيْرٌ لَّكُمْ
بہتر ہے واسطے تمہارے سوداگری کے معاملہ میں اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اگر ہو تم باور کرنے والے میرے قول کو اور اگر تم انصاف کرو گے تو
تمہارے شہر میں بہت سے سوداگر آویں گے اور رغبت رکھیں گے اور تمکو بہت فائدہ ہوگا اور یا معنی اسکے یہ ہیں اگر تم ایمان لانے والے ہو خدا اور رسول
پر تو جانو کہ جو میں تم سے کہتا ہوں بہت خوب ہے واسطے تمہارے کہ جب تک آدمی خدا اور رسول پر ایمان نہیں لاتا ہے تو اسکو بہتری
اور خوبی معلوم نہیں ہوتی اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ رستہ پر بیٹھتے تھے اور جو کوئی حضرت شعیب کے پاس ایمان لانے کے واسطے آتا تھا اسکو منع کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ شعیب دروغگو ہے اور کہتے ہیں کہ راستہ پر بیٹھکر رہزنی کرتے تھے اس امر کو شعیب نے منع کیا تھا چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ
کہا شعیب نے ان لوگوں کو کہ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ اور نہ بیٹھو تم اوپر ہر رستہ کے واسطے سد کرنے لوگوں کے ایمان سے اور رہزنی کے
واسطے کہ تُوْعِدُوْنَ وعدہ عذاب کرتے ہو تم اور ڈراتے ہو تم انکو اور بکل کی با معنی علی ہے وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور
سد کرتے ہو تم راہ خدا کی سے مَنْ اٰمَنَ بِهٖ اس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے ساتھ اس خدا کے وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور طلب کرتے ہو تم اس
راہ خدا میں ٹیڑھا ہونے اور کجی کو کہ راہ خدا کو کہتے ہو کہ اس میں کجی ہے اور باطل ہے یہ رستہ اور سیدھا نہیں ہے اور کہتے ہو کہ یہ رستہ جھوٹا ہے اور راہ حق
کا باطل ہونا طلب کرتے ہو اور کجی اور بطلان اس میں بیان کرتے ہو وَاذْكُرُوْا اور یاد کرو تم احسان خدا کو اوپر اپنے اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا جس
وقت تھے تم تھوڑے شمار میں فَكَثَّرَكُمْ پس بہت کر دیا تمکو کہ مال اور اولاد تمکو کثرت سے عطا کی کہتے ہیں کہ مدین بن ابراہیم خلیل نے دختر لوط کی بھی
خواستگاری کی تھی خدائے تعالیٰ نے اس سے بہت اولاد دی اور ان کی نسل بکثرت ہوئی شعیب نے اس دفعہ انکو وہ نعمت یاد دلائی اور کہا کہ یاد کرو تم
کہ خدائے تعالیٰ نے تم کو کثرت سے کر دیا مال اور اولاد میں وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ اور دیکھو تم کہ کیونکر ہوا انجام
فساد کرنے والوں کا پہلی امتوں میں سے قوم نوح اور قوم عاد اور قوم ثمود اور قوم لوط کا کہ کیسے کیسے عذاب میں گرفتار ہوئے تم ان کا حال دیکھ کر
نصیحت نہیں پکڑتے ہو وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اور اگر ہے ایک گروہ تم میں سے کہ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ ایمان لائے
ہیں وہ ساتھ اس چیز کے کہ بھیجا گیا ہوں میں ساتھ اس کے وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا اور ایک گروہ نہیں ایمان لائے ہیں وہ اس بات میں
خطاب شعیب کا طرف کفار کے ہے کہ منتظر رہو اور دیکھو کہ خدا کیسا حکم کرتا ہے ہمارے اور تمہارے درمیان کہ تمکو عذاب میں گرفتار کرے اور ہمکو نجات
دے اور یا مومنین کی طرف خطاب ہے کہ صبر کرو تم اوپر ایذا کفار کے اور دیکھو کہ خدا ہمکو کیسی نجات دیتا ہے اور ان کفار پر کیونکر عذاب کرتا ہے چنانچہ خدا
قول شعیب کو بیان کرتا ہے کہ فَاصْبِرُوْا پس صبر کرو تم یعنی انتظار کرو تم حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا یہاں تک کہ حکم کرے خدائے تعالیٰ
درمیان ہمارے کہ اہل حق کی نصرت کرے اہل باطل پر وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ اور وہ خدا بہتر حکم کرنے والا ہے سب حکم کرنے والوں سے
دیکھو کیسا اچھا حکم ہمارے واسطے کرتا ہے اور حضرت شعیب نے اپنی قوم کو ہر چند سمجھایا اور نصیحت کی لیکن وہ اپنے کفر اور ظلم سے باز نہ آئے اور
شعیب کے ساتھ جیسا ان لوگوں نے اس طرح سے کہا جیسے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا کہا اشراف قوم شعیب نے ان لوگوں
نے کہ تکبر کیا انھوں نے اور سرکشی کی حکم خدا سے مِنْ قَوْمِهٖ قوم اس شعیب کی میں سے کہ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ البتہ نکال دیں گے تجھ کو

اے شعیب وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں وہ ہمراہ تیرے بستی اپنی سے یعنی تجھ کو اور جو لوگ کہ تجھ پر ایمان لائے ہیں تم سب کو ہم اپنے شہر سے نکال دیں گے اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا یا یہ کہ عود کرو تم یعنی ہو جاؤ تم بیچ مذہب ہمارے کے یعنی دو امر میں سے ایک امر تمہارے واسطے ہے یا تو نکال دینا تمہارا شہر اپنے سے یا داخل ہونا تمہارا ہمارے مذہب میں کہ وہ کفر ہے اور یہاں مراد عود کرنے سے ہو جانا ہے اس واسطے کہ شعیب پہلے اس سے کافر نہ تھے کہ اس طرف کو عود کریں اور یا یہ کہ جماعت مومنین کو واحد پر غلبہ کر کے فرمایا ہے اور یا یہ کہ اس قوم کے گمان کے موافق فرمایا ہے کہ وہ شعیب کو پہلے اس سے اپنے مذہب میں گمان کرتے تھے اور سب جگہ ان آیتوں میں کہ بعد اس کے عود کا لفظ آئے گا یہی مراد ہے اور جب ان لوگوں نے ایسا کہا تو حضرت شعیب نے ان کے جواب میں قَالَ کہا کہ اَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِيْنَ کیا اگرچہ ہوویں ہم کراہت کرنے والے مذہب تمہارے سے یعنی تمہارے مذہب سے ہم کراہت رکھتے ہوں اور بطلان اس کا ہم پر ثابت اور ظاہر ہو گیا ہو کیا تب بھی ہم تمہارے مذہب میں ہو جاویں ایسا ہم سے ہرگز نہ ہو گا لہٰذا ہم اپنی عیب سے تمہارے مذہب میں ہو جاویں باوجود ثابت ہونے اس کے بطلان کے مگر یہ کہ مجبور کرو تم ہم کو اپنے مذہب کی طرف کھینچو اور حضرت شعیب نے کہا کہ ہم کیونکر عود کریں تمہارے دین کی طرف اور اگر ہم عود کریں تو اس صورت میں ہم نے خدائے تعالیٰ پر افترا کیا اور جھوٹ بنایا اس دین میں کہ جس کی طرف ہم تم کو بلاتے تھے اور خدا کی طرف اسکو منسوب کرتے تھے چنانچہ خدائے تعالیٰ اس قول کو شعیب کے بیان کرتا ہے کہ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا تحقیق بنا لیا ہو ہم نے اوپر خدا کے جھوٹ کو اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ اگر ہو جاویں ہم بیچ مذہب تمہارے کے بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا بعد اس کے کہ نجات دی ہے ہم کو خدائے تعالیٰ نے اس دین باطل تمہارے سے سب واضح ہو جانے دلیلوں بطلان اس مذہب کے وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اور نہیں درست ہے واسطے ہمارے یہ کہ عود کریں ہم بیچ اس مذہب باطل کے کہ مثل تمہارے ہم کافر ہو جاویں اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا مگر یہ کہ چاہے خدا پروردگار ہمارا یعنی جیسے کہ چاہنا خدا کا کفر کو محال ہے ایسے ہی عود کرنا ہمارا طرف کفر کے محال ہے نہ خدا کفر کا ارادہ کرے گا نہ ہم طرف کفر کے عود کریں گے اور یہ ہاں کہ چاہے خدا خذلان ہمارا کہ توفیق اور لطف کو ہم سے اٹھا لے تو البتہ ہم عود کر سکتے ہیں وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ گھیر لیا ہے پروردگار ہمارے نے ہر چیز کو عِلْمًا باعتبار علم کے کہ کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں ہے اور انجام ہمارا اور تمہارا باعتبار ایمان اور کفر کے سب جانتا ہے اور ہمارے مذہب کی صلاح اور نیکی سے اور تمہارے دین کی بدی سے خوب واقف ہے عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا اوپر خدا ہی کے توکل کیا ہے ہم نے ایمان کے ثابت رہنے میں اور بدوں کے ہاتھوں سے نجات پانے میں اور بعد اسکے حضرت شعیب نے درگاہ خدا میں مناجات کی کہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ اے پروردگار ہمارے حکم کر تو درمیان ہمارے اور درمیان قوم ہماری کے ساتھ حق اور راستی کے اس واسطے کہ تو قاضی اور حاکم ہے وہ فتاح ہے اور یا یہ کہ ظاہر کر تو امر ہمارے کو یہاں تک کہ منکشف ہو جائے حق اور باطل اور جدا ہو جاویں اہل حق اہل بطلان سے وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ اور تو بہتر حکم کرنے والا سب حکم کرنے والوں سے ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا اشراف اس قوم نے کہ کافر ہوئے تھے مِنْ قَوْمِهٖ قوم اسکی میں سے اپنے لوگوں میں سے کہ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا البتہ اگر پیروی کرو گے تم شعیب کی اس کے دین میں تو اِنَّكُمْ اِذًا تحقیق کہ تم اس وقت لَّخٰسِرُوْنَ البتہ نقصان والے ہو کہ اپنے دین قدیم کو چھوڑ کر جدید کو اختیار کر۔ حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے نصیحت شعیب کی نہ سنی اور اپنے کفر اور جہالت سے باز نہ آئے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس پکڑ لیا ان لوگوں کو زلزلے نے کہ وہ آواز جبرئیل علیہ السلام کی تھی کہ جس کے صدمہ اور ہیبت سے زمین لرزنے لگی فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ پس صبح کی وہ لوگ بیچ گھر اپنے کے منہ کے بل پڑے ہوئے ٹھٹھرے ہوئے اس آواز کے صدمہ سے مردہ ہو کر یعنی بدن انکے زمین پر پڑے ہوئے تھے بدوں روح کے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا جن لوگوں نے کہ جھٹلایا ہے شعیب کو كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا گویا کہ نہ مقیم تھے وہ بیچ اس شہر کے یعنی ایسی بیخ کنی ان کی ہوئی

کہ گویا کہ وہ وہاں آباد ہی ہوئے تھے اور فرماتا ہے خدا کہ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا جن لوگوں نے جھٹلایا شعیب کو كَانُوا هُمُ
الْخَاسِرِينَ تھے وہ لوگ نقصان والے دنیا اور آخرت میں نہ وہ لوگ کہ جو ایمان لائے تھے شعیب پر اور جھٹلانے والے شعیب کے دنیا میں تو عذاب
میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوئے اور آخرت میں ان کے واسطے عذاب دوزخ ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ عذاب قوم شعیب کا اس طرح سے تھا
کہ حق تعالیٰ نے ایک در[وازہ] دوزخ کا اوپر کھول دیا اور ایک شعلہ گرمی کی ان تک پہنچی اس قدر حرارت میں وہ لوگ گرفتار ہوئے کہ ہر چند سردابوں میں
جاتے تھے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا آخر حق تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا کہ اس میں ایک باد خنک بھی تھی سو تب سایہ ابر کا اور ہوائے سرد انھوں نے دیکھی تو اسکی
طرف وہ دوڑے اور چھوٹے اور بڑے سب اس میں جا رہے گئے اور اس ابر نے انکے تمام شہر کو گھیر لیا اور آگ آسمان سے برسی اور زمین جنبش میں
آئی اور اسی وقت سب ہلاک ہو گئے تو حضرت شعیب کو بہت رنج اور افسوس ہوا کہ یہ لوگ ایمان نہ لائے اور افسوس کے کلمے بیان کئے چنانچہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ پس منہ پھیر لیا شعیب نے ان کی طرف سے وَقَالَ اور کہا نہایت حسرت اور ملال سے کہ يَا قَوْمِ اے قوم میری لَقَدْ
أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي البتہ تحقیق پہنچائے میں نے تمکو پیغام پروردگار اپنے کے وَنَصَحْتُ لَكُمْ اور نصیحت کی میں نے واسطے
تمہارے کہ تم کو بہت سمجھایا نہایت شفقت اور دل سوزی سے لیکن تم نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا یہاں تک کہ تم عذاب خدائے تعالیٰ میں
گرفتار ہو کر ہلاک ہوئے اور بعد اس کے حضرت شعیب نے حسرت اور افسوس سے منہ پھیر کر کہا کہ فَكَيْفَ آسٰى عَلٰى قَوْمٍ كَافِرِينَ پس
کیونکر افسوس اور غم کروں میں اوپر قوم کفار کے کہ مجھ کو انھوں نے سچا نہ جانا اور سزاوار اس عذاب کے ہوئے اور کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت
شعیب نے آثار عذاب کے نازل ہونے کے دیکھے تو اس شہر سے نکلنے کا قصد کیا اور وقت نکلنے کے اپنی قوم سے یہ کلمے بیان کئے اور اب خدائے تعالیٰ
کفار قریش کو خوف دلاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ اور نہیں بھیجا ہم نے بیچ کسی بستی کے مِنْ نَبِيٍّ کوئی پیغمبر
کہ اس کو جھٹلایا ہو إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا مگر پکڑ لیا ہم نے لوگوں اسکے کو بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ ساتھ سختی اور
تنگی اور فقیری اور بیماری کے لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ تاکہ وہ عاجزی اور زاری کریں اور ایمان لائیں کہ وہ بلا ان سے
دفع ہو اور جب اس سے بھی راہ پر نہ آئے اور ایمان نہ لائے تو انکو ہم نے راحت اور بخشش سے آزمایا کہ اس راحت کو ہماری طرف سے
جان کر ایمان کی طرف مائل ہوں چنانچہ فرماتا ہے کہ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ پھر بدل دی ہم نے جگہ برائی کی یعنی جگہ بلا اور سختی کی
الْحَسَنَةَ بھلائی کو یعنی راحت اور فراغت کو حَتّٰى عَفَوْا یہاں تک کہ بہت ہو گئے وہ کثرت سے باعتبار مال اور اولاد کے اور پھر بھی
شکر نہ کیا اور ایمان نہ لائے اور کہا کہ یہی دستور زمانہ کا ہے کہ کبھی سختی ہے اور کبھی نرمی ہے اور ہمارے باپ دادا کا بھی یہی حال رہا ہے چنانچہ
ان کے قول کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے وَقَالُوا اور کہا ان لوگوں نے جس وقت سختی دور ہو کر راحت ان کو حاصل ہوئی کہ قَدْ مَسَّ
آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ تحقیق پہنچی ہے باپوں ہمارے کو سختی اور شادی یعنی زمانہ گذشتہ میں بھی کبھی تنگی اور بیماری اور کبھی راحت
و شادی پہنچتی رہی ہے زمانہ کا یہی دستور ہے کچھ کفر اور ایمان پر یہ امر منحصر نہیں ہے اپنے طریقہ کو ہم کیوں چھوڑیں پس جس وقت ناشکری
اور کفر میں وہ استوار ہو گئے تو عذاب ان پر نازل ہوا چنانچہ فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً پس پکڑ لیا ہم نے ان کو
ناگہاں انکی بیخبری میں وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ اور وہ نہیں اطلاع رکھتے تھے کہ عذاب اسی وقت نازل ہوگا اور یہ عذاب بیخبری کا بہت
سخت عذاب ہے اس عذاب سے کہ آثار اس کے پہلے سے معلوم ہوں اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى
اور اگر تحقیق لوگ بستیوں کے جو کہ عذاب میں مبتلا ہوئے ہیں آمَنُوا وَاتَّقَوْا ایمان لاتے اور پرہیز کرتے کفر اور گناہوں سے لَفَتَحْنَا
عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ البتہ کھول دیتے ہم اوپر انکے برکتوں کو آسمان سے وَالْأَرْضِ اور زمین سے کہ آسمان سے
تو ہم کثرت سے باران رحمت کو نازل کرتے اور زمین سے درخت اور زراعت افراط سے پیدا کرتے کہ روزی ان پر بہت فراخ ہو جاتی

اور وہ آسودہ اور فراغت سے ہو جاتے **وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا** اور لیکن جھٹلایا اُنھوں نے پیغمبروں کو **فَاَخَذْنٰهُمْ** پس پکڑ لیا ہم نے ان کو عذاب
میں **بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ** ۝ سبب اُسکے کہ تھے وہ کسب کرتے کفر اور گناہوں کو اور بعد اس کے خدائے تعالیٰ بر سبیل انکار فرماتا ہے کہ **اَفَاَمِنَ
اَهْلُ الْقُرٰۤى** کیا پس بے خوف ہو گئے لوگ بستیوں کے پیغمبروں کے جھٹلانے والے مکہ کے اور اسکے گرد و نواح کے بستیوں کے رہنے والے **اَنْ
يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا** اس سے کہ آئے انکو عذاب ہمارا **بَيَاتًا** شب کو **وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ** ۝ جس وقت کہ وہ سوئے ہوئے ہوں **اَوَاَمِنَ** یا کیا بے خوف ہو گئے ہیں **اَهْلُ
الْقُرٰۤى** لوگ بستیوں کے جو کہ کفر کرتے ہیں **اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى** اس سے کہ آئے انکو عذاب ہمارا چاشت کے وقت کچھ دن چڑھے **وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ** ۝ جس وقت
کہ وہ بازی کرتے ہوں اور لہو و لعب میں مشغول ہوں کہ وہ دنیا کے معاملات ہیں **اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ** کیا پس بے خوف ہو گئے ہیں عذاب ناگہانی خدا کی سے کہ انکو بتدریج بڑھا کر ایکدفعہ ہی عذاب میں گرفتار کرے
اُسکی خبر میں **فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ** پس نہیں بے خوف ہوتے ہیں عذاب ناگہانی خدا کے سے **اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ** ۝ مگر قوم نقصان اور خسارہ والی کہ سبب کفر اور بے التفاتی

ع ١٢

کے اس فکر کرنے عبرت کے دنیا اور آخرت میں دونوں میں زیانکار ہیں اور جو کہ مومن اور متقی ہیں وہ عاقبت عذاب کے نازل ہونے سے ہرگز بے خوف
نہیں ہوتے اور پھر خدائے تعالیٰ بطور تنبیہ اور نصیحت کے مکّہ والوں کے حق میں فرماتا ہے کہ **اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ** کیا نہیں
رہنمائی کی ہے واسطے ان لوگوں کے کہ وارث ہوئے ہیں وہ زمین کے **مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ** پیچھے مرنے لوگوں اس زمین کے یعنی مکہ والے جو وارث ہوئے
ہیں زمین کے بعد ہلاک ہونے اس زمین کے مالکوں کے عذاب خدا سے اور اُن کے متروکات میں تصرف اختیار رکھتے ہیں کیا انکو ہدایت اور رہنمائی نہیں
کی ہے **اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ** اس امر نے کہ اگر چاہیں ہم تو پہنچائیں ہم اُن کو **بِذُنُوْبِهِمْ** سبب گناہوں اُن کے کے جیسے کہ پہنچایا ہے ہم نے اُن
سے پہلے لوگوں کو **وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ** اور مہر رکھیں ہم اوپر دلوں انکے کے اور توفیق اور لطف کو اُن سے اُٹھا لیں اور اُن کو اُن کے حال پر
چھوڑ دیں کہ وہ گمراہی پر پڑے رہیں اور وہ مثل اُن لوگوں کے ہو جائیں کہ گویا اُن کے دلوں پر مہر رکھی ہے **فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ** ۝ پس وہ نہیں
سنتے ہیں سخن حق کو دل کے کانوں سے اور سمجھنے کے ارادہ سے اور یا یہ کہ ہم اُن کے دلوں پر ایسی علامت رکھیں کہ جس کے سبب سے فرشتے جانیں کہ یہ لوگ نہایت
عناد سے خدائے تعالیٰ کی صفتوں اور آیات میں نظر نہیں کرتے ہیں کہ سخن حق کو وہ سنیں اور وہ فرشتے اس علامت سے ایسے لوگوں پر لعنت کریں اور بعد اس کے
خدائے تعالیٰ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تسلّی خاطر کے لئے فرماتا ہے کہ **تِلْكَ الْقُرٰى** یہ بستیاں جن کے باشندے عذاب خدا سے
ہلاک ہوئے ہیں جیسے کہ احقاف اور حجر اور موتفکات اور سوائے اُن کے وہ ہیں کہ **نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا** ہم بیان کرتے ہیں
ہم اوپر تیرے بعضی خبروں اُن کی سے جو کہ واقعی ہیں اور تحریف کو اس میں دخل نہیں ہے جیسے کہ پہلی کتابوں میں لوگوں
نے ایسا تصرف کر کے دگرگوں کر دیا ہے **وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ** اور البتہ تحقیق آئے تھے ان بستیوں والوں کے
پاس پیغمبر اُن کے مثل ہود اور صالح اور لوط اور شعیب کے **بِالْبَيِّنٰتِ** ساتھ دلیلوں روشن اور معجزوں کے **فَمَا كَانُوْا
لِيُؤْمِنُوْا** پس نہ تھے وہ لوگ کہ ایمان لائیں وہ خدا پر بعد آنے پیغمبروں کے **بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ** بسبب اسکے کہ جھٹلاتے
آئے تھے وہ پہلے اس سے یعنی ہمیشہ جھٹلاتے چلے آتے تھے اور حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس کی تفسیر میں روایت ہے
کہ خدائے تعالیٰ نے پیغمبروں کو خلقت کی طرف بھیجا جس وقت کہ وہ اپنے باپوں کے صلب میں تھے پس جس نے کہ اس وقت کہ تصدیق
کی تھی اُس نے بعد اسکے بھی تصدیق کی اور جس نے اس وقت تکذیب کی تھی اُس نے بعد اُس کے بھی تکذیب کی لیکن یہ روایت
رجوع کرتی ہے طرف روز الست کے اقرار اور انکار کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ تکذیب کی اُنھوں نے پہلے
ہلاک ہونے سے پھر فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ **كَذٰلِكَ** ایسی ہے یعنی جیسے کہ مہر رکھی ہے ان کافروں کے دلوں پر ایسے ہی
يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ مہر رکھی ہے خدائے تعالیٰ نے اوپر دلوں کفار کے کہ وہ کفار مکہ ہیں اور خدائے
تعالیٰ ان کے حال پر اُن کو چھوڑ دے اور نظر توفیق اور لطف اُن سے اُٹھا لیوے کہ دلوں میں ان کے سیاہی اور زنگ ہو جائے

کہ جس کے سبب سے سخن حق کو وہ نہ سنیں گویا کہ ان کے دلوں پر مہر ہوگئی ہے اور نہ اس سبب سے ہے کہ دیدہ و دانستہ بسبب عناد
اور حسد کے وہ حق کا انکار کرتے ہیں اور روشن اور ظاہر دلیلوں میں تامل نہیں کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا وَجَدْنَا
لِأَكْثَرِهِم اور نہ پایا ہم نے واسطے اکثر ان کفار سابقین کے مِّنْ عَهْدٍ وفا کرنا عہد کا یعنی پہلے جو ان لوگوں نے خوف
اور ضرر کو دیکھ کر عہد کیا تھا کہ اگر یہ بلا ہم سے دفع ہو جائے گی تو ہم ایمان لائیں گے اکثر نے ان میں سے اس عہد کو وفا نہ کیا اور فرماتا
ہے وَإِن وَّجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ اور تحقیق پایا ہم نے اکثر ان کے کو باہر ہونے والے فرمانبرداری اور طاعت سے اور توڑنے والے
عہد کے جو کچھ کہ خدا سے کہا تھا اور اکثر کی قید اس واسطے ہے کہ بعضے ان میں سے ایمان بھی لائے تھے اور یہ ان قصوں کا خلاصہ تھا اور اب
خدا موسیٰ کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ پھر بھیجا ہم نے پیچھے ان پیغمبروں کے موسیٰ کو یعنی ان
پیغمبروں کے پیچھے کہ جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے بھیجا ہم نے موسیٰ کو بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ ساتھ نشانیوں قدرت اپنی کے طرف فرعون کی یعنی مع
معجزوں کے کہ وہ نشانیاں ہماری قدرت کی تھیں ہم نے بھیجا موسیٰ کو طرف فرعون کے وَمَلَئِهِ اور اشراف قوم اس کی کے فَظَلَمُوا بِهَا
پس ظلم کیا انہوں نے ساتھ ان معجزوں کے کہ کافر ہوئے وہ ان سے اور انکار کیا اور عوض ایمان لانے کے کفر کیا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ پس دیکھ تو کہ کیونکر ہوا انجام فساد کرنے والوں کا حق کے انکار کرنے سے کہ آخر کو دریا میں غرق ہوئے حضرت موسیٰ کا نسب
سورۂ بقرہ میں مذکور ہو گیا ہے اور فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا اور فرعون مصر کے بادشاہ کو کہتے ہیں جیسے کہ قیصر روم کے بادشاہ کو
اور کسریٰ فارس کے بادشاہ کو کہتے ہیں اور ریان حضرت یوسف کے زمانہ کا فرعون تھا اور ولید زمانہ موسیٰ کا فرعون تھا اور کہتے ہیں کہ فرعون نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام
بنا رکھا تھا اور سبب اس کا یہ تھا کہ حضرت یعقوب اور یوسف نے جو مع برادران اور اولاد کے مصر میں جا کر سکونت اختیار کی تو حضرت یوسف
وہاں کے حاکم ہوئے ریان کی طرف سے اور بعد فوت ہونے ریان کے مصعب بنی اسرائیل کی بہت عزت کرتا تھا اور بعد مرنے مصعب کے
ولید جو کہ فرعون زمانہ موسیٰ کا تھا سخت بے دین ہوا تو اس نے دعوے خدائی کا کیا لیکن بنی اسرائیل نے اس کو قبول نہ کیا فرعون نے بنی اسرائیل سے
کہا کہ تمہارا بزرگ یعنی یوسف ہمارے آدمیوں کا خریدا ہوا غلام تھا تم سب ہمارے غلام زادے ہو اس لئے سب کو اپنا غلام بنا لیا تھا حضرت
موسیٰ کو خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تو مصر میں جا کر بنی اسرائیل کو اس کے پنجے سے رہائی دلوا اور کہتے ہیں کہ فرعون کی عمر چار سو برس کی ہوئی تھی اور
اس مدت میں کوئی بیماری اس کو لاحق ہوئی تھی اور جو کہ اس کی اکثر متقی تھی اور چالیس روز میں ایک مرتبہ اس کو حاجت ہوتی تھی اور کھانسی اس کو ہوتی تھی
اور سنک بھی اس کی ناک سے نہ نکلتا تھا اور اگر نکلتا تو اس کو پوشیدہ کرتا تھا جب اس نے دعویٰ خدائی کیا اور حد سے گزر گیا تو حضرت موسیٰ جس وقت
شعیب کے پاس آئے تھے اپنی زوجہ کو ہمراہ لے کر اس وقت موسیٰ کو یہ حکم ہوا کہ تو اور ہارون دونوں بھائی فرعون کو جا کر سمجھاؤ اور
نصیحت کرو اور قصہ حضرت شعیب کے پاس سے آنے کا انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے سورۂ قصص میں آئے گا اور جس وقت موسیٰ اور ہارون
مصر میں داخل ہوئے تو ایک مدت تک فرعون کے محل کے دروازہ پر پڑے رہے حاجب اور دربان ان کو فرعون کے پاس نہیں جانے
دیتے تھے اس واسطے کہ وہ دونوں بزرگ نہایت فقیری اور مفلسی کے لباس میں تھے پرانے اور پھٹے کپڑے پہنے ہوئے آخر کو ایک طرح سے
پہنچے کہ تفصیل اس کی انشاء اللہ عنقریب بعد اس کے آتی ہے اور جس وقت فرعون کے پاس پہنچے تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں خدا کا
چنانچہ خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ اور کہا موسیٰ نے کہ اے
فرعون تحقیق میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالموں کی طرف سے اور موسیٰ اور فرعون دونوں عنقریب ہیں فرعون نے نہ سنکر کہا کہ راست کہتا ہے یا
دروغ موسیٰ نے کہا کہ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ لائق ہوں اور سزاوار ہوں اس امر کے کہ نہ کہوں میں اوپر خدا کے مگر سخن حق اور راست
یعنی واجب و لازم ہے مجھ پر کہ سخن حق کہوں اور باطل اور غلط کو اپنی زبان سے نہ نکالوں اور حقیق علیٰ کی یا کو نافع نے مشدد پڑھا ہے

قصہ حضرت موسیٰ و فرعون

یعنی لائق ہے اوپر میرے یہ کہ نہ کہوں میں اوپر خدا کے مگر سچ حق کو فرعون نے یہ سنا تو کہا کہ اس دعوے پر تیرے کوئی دلیل بھی ہے موسیٰ نے
کہا کہ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ تحقیق لایا ہوں میں تمہارے پاس معجزہ پروردگار تمہارے کی طرف سے کہ وہ عصا اور ید بیضا ہے
کہ دلالت کرتا ہے میری نبوت کے صحیح ہونے پر فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ پس بھیج دے تو ہمراہ میرے بنی اسرائیل کو کہ وہ زمین مقدس کو کہ وطن
اُن کے بزرگوں کا ہے چلے جائیں فرماتا ہے خدا کہ قَالَ کہا فرعون نے موسیٰ سے کہ إِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِآيَةٍ اگر لاتا ہے تو کسی معجزے کو اپنے خدا کے
پاس سے فَأْتِ بِهَا پس لاؤ اسکو اور مجھکو دکھلا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ اگر ہے تو راست کہنے والوں میں سے اور دعوے کرتا ہے کہ میں
پیغمبر خدا کا ہوں اور خدا نے مجھکو بھیجا ہے فَأَلْقَىٰ پس ڈالدیا موسیٰ نے عَصَاهُ عصا اپنے کو زمین پر فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ پس اس وقت
وہ اژدہائے ظاہر تھا کہ منہ اپنا کھولے ہوئے پھرتا تھا اور کہتے ہیں کہ اس اژدہا کے اوپر کے اور نیچے کے لبوں میں اسی گز کا فاصلہ تھا
نیچے کے لب کو زمین پر رکھا اور اوپر کا لب فرعون کے محل کے کنگرے پر پہنچایا اور فرعون کے تخت کی طرف اپنا رخ کیا اُس کے لوگ
ڈر کر سب بھاگ گئے اور فرعون بھی بھاگا اور کہتے ہیں کہ فرعون کو دست لگ گئے اور چالیس مرتبہ اُس نے اپنے تہمد
اُس روز ہگ دیا اور وقت بھاگنے کے پچیس ہزار آدمی کچلکر مر گئے اور فرعون نے نعرہ مارا اور کہا کہ اے موسیٰ تجھکو قسم ہے
اس خدائے تعالیٰ کی کہ جس نے تجھ کو پیغمبر کر کے بھیجا ہے اُسکو تو اُٹھالے میں ایمان لاؤں گا اور بنی اسرائیل کو تیرے ہمراہ کر دوں گا موسیٰ
علیہ السلام نے اژدہے کو اُٹھا لیا پھر وہ عصا ہو گیا موسیٰ کے ہاتھ میں آگیا اور تفسیر حقانی میں لکھا ہے کہ فرعون نے سات شہر بنائے تھے اور
گرد اُن کے صحرا اور بیابان تھے اور ان بیابانوں میں شیر چھوڑ دئیے تھے تاکہ موسیٰ سے محفوظ رہے اور جس وقت موسیٰ مصر میں آئے تھے
تو بالوں کا جبہ اُن کے بدن پر تھا اور بالوں کی ٹوپی اُن کے سر پر تھی اور ایک رسی بالوں کی اُن کی کمر سے باندھی ہوئی تھی اور جب بیشہ
وہ وہاں گئے تو شیر ان کو دیکھ کر بھاگ گئے اور جس دروازے پر جاتے تھے وہ خود بخود کھل جاتا تھا یہاں تک کہ جس محل میں فرعون تھا وہاں
پہنچے اور اس کے دروازے پر جا کر بیٹھ گئے اور فرعون کے پیادے سے فرمایا کہ تو میرے واسطے اندر جانے کی اجازت فرعون سے لا اس شخص نے
کچھ توجہ نہ کی اور حضرت موسیٰ ایک مدت تک وہاں بیٹھے رہے اور آن جاتے رہے اس شخص دربان نے ایک عرصہ کے بعد کہا کہ رب العالمین
کو تیرے سوا اور کوئی آدمی نہیں ملتا تھا کہ اس نے تجھکو بھیجا ہے حضرت موسیٰ نے یہ کلام سنا نہایت غصہ ہوئے اور عصا اپنا دروازے پر مارا اور
دروازہ کھل گیا اور جس دروازہ پر مارتے تھے وہ کھل جاتا تھا یہاں تک کہ فرعون نے اُن کو دیکھا اور کہا کہ اسکو منع مت کرو آنے دو اور فرعون
اُس وقت میں بیٹھا تھا کہ جس کی بلندی اسی گز کی تھی حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ میں بھیجا ہوا پروردگار عالموں کی طرف سے ہوں
فرعون نے کہا کہ اگر تو راستگو ہے تو کوئی معجزہ دکھلا موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا وہ ایک اژدہائے عظیم بن گیا اور اوپر کا ہونٹ
اپنا اُس نے قبہ کی چوٹی پر رکھا اور نیچے کا ہونٹ زمین پر اور منہ اپنا فرعون کے تخت کی طرف کیا اس وقت فرعون نے دیکھا کہ پیٹ میں اُس
اژدہا کے آگ روشن ہو رہی ہے اور شعلے مارتی ہے اور اژدہا نے فرعون کا قصد کیا اور اسکی طرف کو چلا فرعون نے اُس کے خوف
سے پائجامہ میں ہگ دیا اور چیخ ماری کہ اے موسیٰ واسطے خدا کے اسکو اُٹھالے موسیٰ نے اسکو اُٹھا لیا تو وہ پھر عصا ہو گیا جیسے کہ پہلے تھا اور
کہتے ہیں کہ عصا وہ بہشت کا تھا کہ حضرت آدم اُس کو اپنے ہمراہ لائے تھے اور وہ عصا موسیٰ کو شعیب نے دیا تھا جس وقت کہ شعیب نے موسیٰ کو
اور اپنی دختر صفورا زوجہ موسیٰ کو رخصت کیا تھا اور ذکر اس کا مفصل انشاء اللہ تعالیٰ سورہ قصص میں آویگا اور عصا کو سب انبیا نے
اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور عصا کا ہاتھ میں رکھنا سنت ہے خصوصاً عصائے بادام تلخ کہ اُس کے سبب سے خدا تعالیٰ ہر آفت سے محفوظ رکھتا
ہے اور بعضی روایت میں آتا ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں آئے اور فرمایا میں پیغمبر ہوں خدائے تعالیٰ کا تم سب آدمی
خدائے تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور یہ خبر مشہور ہوئی تو ایک مسخرہ نے کہ وہ خدمت میں فرعون کی رہتا تھا اُس نے فرعون کو خبر کی کہ

مارا ہیں ہم نے سخن عجیب سا ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص یہاں آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں اور خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں تم خدا پر ایمان لاؤ فرعون نے یہ سنا تو ڈرا اور رنگ اسکے چہرہ کا بدل گیا اور کہا کہ اسکو یہاں لاؤ میں بھی دیکھوں کہ وہ کیسا ہے جب حضرت موسیٰ آئے تو فرعون نے پوچھا کہ تو کون ہے فرمایا کہ میں بھیجا ہوا پروردگار عالمین کا ہوں تیری طرف اور تیری قوم کی طرف تم سب خدا پر ایمان لاؤ فرعون نے کہا کہ تیرے پیغمبر ہونے کی کیا دلیل ہے حضرت موسیٰ نے عصا کو سانپ بنا کر اسکو دکھلایا جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے اور فرعون عصا کو دیکھ کر ڈرا تو موسیٰ سے کہا کہ ازبرائے خدا اسکو اٹھا لے موسیٰ نے اسکو اٹھا لیا وہ پھر عصا ہو گیا اس وقت فرعون مطمئن ہو کر اپنے تخت پر بیٹھا اور حضرت موسیٰ سے کہا کہ اگر کوئی اور معجزہ تیرے پاس ہے تو اسکو بھی دکھلا حضرت موسیٰ نے دست راست اپنا بائیں بغل میں لیجا کر باہر نکالا تو وہ روشن ہو گیا چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَنَزَعَ يَدَهٗ اور باہر کھینچا موسیٰ نے ہاتھ اپنے کو بغل میں لیجا کر فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ پس اس وقت وہ ہاتھ سفید اور روشن تھا کمال روشنی میں لِلنّٰظِرِيْنَ واسطے نظر کرنے والوں کے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ گندم گوں تھے جس وقت ہاتھ اپنا موسیٰ نے باہر نکالا تو اس قدر وہ روشن تھا کہ روشنی اسکی آفتاب پر غالب تھی اور کہتے تھے کہ جس وقت فرعون نے یہ دو معجزے دیکھے تو ارادہ کیا کہ خدا پر ایمان لائے ہامان اس کا وزیر تھا اسی نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے فرعون مدت سے تو نے دعوے خدائی کا کیا ہے اور ایک عالم تیرا پیرو اور فرمانبردار ہے اور تیری پرستش کرتے ہیں اور اب تو اگر بندگی کرے گا اور ایک بندے کا پیرو ہو گا تو یہ امر نہایت زبون ہے فرعون نے موسیٰ سے کہا کہ تو مجھ کو کل تک مہلت دے حضرت موسیٰ نے اسکو مہلت دی اور فرعون کے پاس سے باہر چلے آئے خدا نے موسیٰ کو وحی کی کہ تو فرعون سے کہہ کہ خدا فرماتا ہے کہ اگر تو ایمان لائے گا تو بادشاہی تیری تیرے پاس سلامت اور برقرار رکھوں گا اور جوانی اور قوت تجھکو پھر دوں گا حضرت موسیٰ نے یہ پیغام فرعون کو پہنچایا تو فرعون نے ہامان سے اس امر میں مشورہ کیا ہامان نے کہا کہ وہ مرد جادوگر ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اس امر کو کر دے لیکن ایک روز جو لوگ پرستش کرتے تھے تجھ کو یہ تمام دنیا سے بہتر ہے اور کہا کہ میں بھی تجھ کو جوان کر سکتا ہوں اور وسمہ طلب کر کے فرعون کے بالوں میں خضاب کیا بال اسکے سب سیاہ ہو گئے اور فرعون ہامان کے فریب میں آ کر ایمان سے محروم رہا خدائے تعالیٰ اسکی خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ کہا اشراف اور بزرگوں نے قوم فرعون میں سے یعنی ہامان نے اور اسکے تابعداروں نے کہ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ تحقیق یہ موسیٰ البتہ جادوگر دانا ہے کہ بڑا ماہر اور استاد ہے علم سحر میں کہ لکڑی کو اژدہا بنا دیتا ہے اور دست گندم گوں کو آفتاب سے زیادہ روشن کر کے دکھلاتا ہے يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ چاہتا ہے یہ کہ نکال دے تمکو زمین مصر تمہاری سے اور بنی اسرائیل کو وہاں آباد کرے جس وقت فرعون نے اپنی قوم کے اشراف سے یہ بات سنی تو کہا کہ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ پس کیا حکم کرتے ہو تم مجھکو اور کیا مشورہ اس میں دیتے ہو کہ میں اسپر عمل کروں قَالُوْٓا کہا ان لوگوں نے کہ اَرْجِهْ وَاَخَاهُ تاخیر میں ڈال تو اسکو اور اسکے بھائی ہارون کو یعنی مہلت دے تو اسکو اور جلدی مت کر وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ اور بھیج تو بیچ شہروں کے لوگوں کو کہ حٰشِرِيْنَ کہ جمع کرنے والے ہوں وہ جادوگروں کو اور یہ حال واقع ہوا ہے یعنی تو ایسے آدمی شہروں میں بھیجکر جادوگروں کو سب شہروں کے جمع کر موسیٰ کے مقابلہ کے واسطے علم سحر میں اور بعد جمع کرنے کے يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ لے آئیں وہ آدمی تیرے پاس ہر جادوگر دانا کو جو کہ ماہر ہیں علم سحر میں اور کامل ہیں اور حمزہ اور کسائی نے بکل سحار پڑھا ہے کہتے ہیں کہ جس قدر جادوگر کہ فرعون کے زمانہ میں تھے اس قدر کسی زمانہ میں نہیں ہوئے اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ فرعون کی سلطنت میں دو بھائی تھے وہ دونوں علم سحر میں بڑے کامل تھے جب وقت فرعون کے آدمی ان کی طلب میں آئے تو انھوں نے اپنی ماں سے کہا کہ ہمکو تو ہمارے باپ کی قبر دکھلا دے کہ وہ کہاں ہے ہر چند کہ مردے کا بات کرنا بعید معلوم ہوتا ہے لیکن کہتے ہیں کہ اس نے قبر دکھلائی تو ان دونوں نے اپنے باپ کو آواز دی کہ اے باپ ہمارے بادشاہ مصر کو ہمکو طلب کرتا ہے اس واسطے کہ دو شخص اسکے پاس آئے ہیں نے لشکر اور نے ہتھیار اور بادشاہ پر عرصہ کر کام ان دونوں نے تنگ کر دیا ہے اور ان کے پاس ایک لاٹھی ہے اسکو

وہ زمین پر ڈالتے ہیں تو وہ اژدھا بنجاتا ہے اور جو کچھ اس اژدہا کے آگے آتا ہے اسکو وہ کھاجاتا ہے اور فرعون بادشاہ مصر نے چاہا ہے کہ ہم سے ان کا مقابلہ کروائے ان کے باپ نے جواب دیا کہ جس وقت مصر میں پہنچو تو دریافت کرو کہ جس وقت دونو آدمی سوتے ہیں تو اس وقت بھی وہ عصا اُن کا اژدہا ہوجاتا ہے یا نہیں اگر وہ اسوقت بھی اژدہا ہوجاتا ہے تو جانو کہ وہ جادو نہیں ہے اس واسطے کہ جس وقت جادوگر سوجاتا ہے تو اسکے جادو کا باقی نہیں رہتا اگر ایسا ہی حال ہے تو کسی جادوگر کو اُن کے مقابلہ کی قدرت نہیں ہے وہ دونو بھائی مع اپنے شاگردوں کے کہ وہ بارہ ہزار تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ بیس ہزار تھے اور بعضے ستر ہزار اور بعضے اسّی ہزار کہتے ہیں اپنے وطن سے مصر کو روانہ ہوئے اور مصر میں فرعون کے پاس پہنچے چنانچہ خدائے تعالٰے فرماتا ہے کہ **وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ** اور آئے جادو کرنے والے فرعون کے پاس اور جس وقت نظر اُن جادوگروں کی فرعون پر پڑی تو **قَالُوٓا** کہا ان جادوگروں نے فرعون سے کہ **اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا** کیا تحقیق واسطے ہمارے اُجرت ہے اور اہل حجاز اور حفص نے ان کو ایک ہمزہ سے پڑھا ہے یعنی تحقیق واسطے ہمارے البتہ اجرت ہے **اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ** ؏ اگر ہوویں ہم غالب ہونے والے موسیٰ پر **قَالَ نَعَمْ** کہا فرعون نے کہ ہاں تمکو اُجرت ملے گی **وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ** ؏ اور تحقیق تم کہ البتہ مقربان درگاہ بادشاہی اور مصاحبوں سے ہوگے اگر تم موسیٰ پر غالب ہوئے کہتے ہیں کہ مہتر اور سردار اُن جادوگروں کے چار شخص تھے وہ دونو بھائی کہ جن کا ذکر پہلے ہوچکا ہے اور سادور اور عادور اُن کا نام تھا اور دو شخص اور تھے حطط اور مصفی اور کہتے ہیں کہ ایک شخص ان چاروں کا سردار تھا اور نام اسکا شمعون تھا جس وقت یہ مصر میں آئے اور سادور اور عادور نے اپنی قوم سے سوال اپنا اور جواب اپنے باپ کا بیان کیا اور عصا کا اژدہا ہوجانا وقت سوجانے موسیٰ کے دریافت کیا تو اُن جادوگروں نے کہا کہ جس وقت موسیٰ سوجاتا ہے اس وقت بھی عصا اس کا اژدہا بنکر موسیٰ کی نگہبانی کرتا ہے یہ بات سنکر اُنکے دلوں میں دغدغہ پیدا ہوا لیکن دلوں میں اپنی اسکو پوشیدہ رکھا یہانتک کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کو طلب کیا اور جادوگروں نے لاٹھیاں اور رسیاں جادو کی میدان میں چھوڑیں اور کہتے ہیں کہ یہ مجمع اسکندریہ کی زمین پر تھا اور تمام خلقت وہاں کی اور لشکر فرعون کا وہاں موجود تھا اور فرعون تخت پر بیٹھکر سیر کرتا تھا اور سب جادوگر ایک طرف کو صف باندھے ہوئے کھڑے تھے اور حضرت موسیٰ اور ہارون دونو بھائی ایک جانب کو اُنکے مقابلہ میں کھڑے تھے جادوگروں نے بطریق ادب موسیٰ سے کہا کہ پہلے تم ڈالو اپنے عصا کو یا پہلے ہم اپنی لاٹھیوں کو اور رسیوں کو چھوڑیں چنانچہ خدائے تعالٰے فرماتا ہے کہ **قَالُوْا** کہا اُن جادوگروں نے کہ **يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ** اے موسیٰ یا یہ کہ ڈالے تو اپنے عصا کو زمین پر **وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ** ؏ اور یا یہ کہ ہوویں ہم ڈالنے والے لاٹھیوں اور رسیوں اپنی کو **قَالَ** کہا موسیٰ نے بے پروائی سے کہ **اَلْقُوْا** ڈالو تم پہلے پس ان جادوگروں نے پہلے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر ڈالیں **فَلَمَّآ اَلْقَوْا** پس جس وقت ڈالا اُنھوں نے اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو تو **سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ** جادو کیا اُنھوں نے آنکھوں آدمیوں کی کو اور نظر بندی کی **وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ** اور ڈرایا اُنھوں نے اُن آدمیوں کو **وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ** ؏ اور لائے وہ جادو بڑا کہ اپنے فن میں وہ اسکو جادوئے بزرگ جانتے تھے اور کیفیت اسکی اس طرح سے تھی کہ ان جادوگروں نے لاٹھیوں اور رسیوں کو اندر سے خالی کرکے ان میں پارا بھروا تھا اور بعد ڈالنے کے جس وقت حرارت آفتاب کی اُنپر پہنچی تو پارہ حرکت میں آیا اور لاٹھیاں اور رسیاں مانند سانپ کے بل کھانے لگیں اور آپس میں لپٹنے لگیں لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ یہ سانپ ہیں اور حقیقت میں وہ سانپ نہیں ہوگئے تھے جیسے کہ عصا سانپ موسیٰ کا ہوجاتا تھا بلکہ آدمیوں کی نظروں میں وہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپ معلوم ہوتی تھیں اسی واسطے خدائے فرماتا ہے کہ آدمیوں کی آنکھوں پر اُنھوں نے سحر کیا اور یہ نہیں کہ وہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپ بنگئیں نہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ جادو کرنے سے ایک شے سے دوسری شے نہیں بنجاتی بلکہ آدمیوں کی آنکھوں میں وہ دوسری سے معلوم ہوتی ہے اور جس وقت وہ لاٹھیاں اور رسیاں حرکت میں آئیں تو خدائے تعالٰے نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ عصا کو زمین پر ڈالدے چنانچہ خدائے تعالٰے فرماتا ہے کہ **وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ** ؏ اور وحی کی ہمنے طرف موسیٰ کے یہ کہ ڈالدے تو عصا اپنے کو زمین پر موسیٰ نے عصا

زمین پر ڈال دیا اسی وقت وہ ایک اژدہائے عظیم بن گیا اور چار ہاتھ اور پاؤں اور ایک دُم اُس کی ہو گئی اور جو چیز اسکے آگے آتی تھی اس کو وہ
کھا جاتا تھا اور جس جس پر چلتا تھا اس کو ریزہ ریزہ کر دیتا تھا اور مُنہ سے اُس کے ایک آواز ہیبت ناک پھنکارے کی نکلتی تھی اور مثل تیروں کے
بڑے بڑے بال اُس کے بدن پر تھے اور دہن اسکا کشادگی میں بارہ گز تھا اور وہ عصا اژدہا بنکر جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کی طرف دوڑا اور ان
کا نوالہ کر گیا چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ۚ پس اس وقت وہ نگل جاتا تھا اس چیز کو کہ جھوٹ بناتے تھے وہ جادوگر
کہ لاٹھیوں اور رسیوں کو جھوٹے سانپ بنا کر دکھلاتے تھے کہتے ہیں کہ وہ چالیس گٹھے لاٹھیوں اور رسیوں کے تھے جن کو وہ اژدہا نگل گیا اور جب اُن
کا نوالا کر لیا تو پھر بجانب دیکھنے والوں کی طرف منہ کیا سب آدمی بھاگ گئے اور کہتے ہیں کہ بارہ ہزار آدمی اس انبوہ میں وقت بھاگنے کے ہلاک ہوئے
اور فرعون بھی بھاگا اور زمین پر گر کر بیہوش ہو گیا اور اس روز اسکو چار سو دست آئے اور بعد اُسکے حضرت موسیٰ نے اُس اژدہا کو اٹھا لیا پھر وہ
بدستور سابق عصا ہو گیا اور وہ لاٹھیاں اور رسیاں نیست و نابود ہو گئیں فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ فَوَقَعَ الْحَقُّ پس ثابت ہوا امر حق
اور ظاہر ہو گئی راستی موسیٰ کی وَبَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۚ اور باطل ہوئی وہ چیز کہ تھے وہ کرتے جادو کو اور موسیٰ کے مقابلہ کو فَغُلِبُوْا
پس مغلوب ہوئے وہ جادوگر اور تمام فرعونی هُنَالِكَ اس جگہ یعنی جس جگہ کہ موسیٰ غالب ہوا وَانْقَلَبُوْا اور پھرے وہ وہاں سے اور
صٰغِرِیْنَ ۚ خوار اور ذلیل ہونے والے ہو کر کہ جادو اُن کا باطل اور بیکار ہوا اور صاغرین حال واقع ہوا ہے اور جادوگروں نے یہ حال
دیکھ کر کہا کہ یہ جادو نہ تھا اور اگر جادو ہوتا تو ہمارے جادو پر غالب نہ ہوتا اور جس وقت جادوگروں نے جانا کہ یہ عمل موسیٰ کا جادو نہیں
ہے بلکہ معجزہ اور خلاف عادت ہے اور طاقت بشری سے خارج ہے تو سب ایمان لائے اور سجدے میں گر پڑے چنانچہ خدائے تعالےٰ
فرماتا ہے کہ وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ۚۖ اور ڈالے گئے جادوگر سجدہ کرنے والے ہو کر پس پر ساجدین بھی حال واقع ہوا ہے
اور جس وقت وہ جادوگر سجدے میں گئے تو قَالُوْٓا کہا انھوں نے کہ اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار عالموں
کے رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ پروردگار موسیٰ اور ہارون کے چنانچہ خدائے تعالےٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ ڈالے گئے جادوگر
یعنی امر حق کو جو انھوں نے مشاہدہ کیا اور علامات عظمت خدا کو ملاحظہ کیا تو بے اختیار ہو کر سجدے میں گر پڑے کہ مشاہدہ امر حق کا ان کو
سجدے میں ڈالنے والا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس وقت موسیٰ اور ہارون نے جو سجدہ شکر کا کیا تو انکی پیروی سے وہ جادوگر بھی سجدہ میں
گر پڑے اور رب العالمین کے بعد جادوگروں نے رب موسیٰ و ہارون بھی کہا اور جو یہ موسیٰ اور ہارون عالمین میں داخل ہیں اسواسطے کہا کہ وہم ہو کہ مراد رب العالمین سے
فرعون ہے اسکے دفع کے واسطے انھوں نے رب موسیٰ و ہارون کہا اور کہتے ہیں کہ اول سابور اور عادور اور حطحط اور مصفی نے کہ یہ جادوگر
کے سردار تھے سجدہ کیا اور ایمان لائے اور ان کی پیروی سے باقی کے جادوگر ایمان لائے اور جس وقت وہ جادوگر سجدہ میں
گر پڑے اور ایمان لائے تو فرعون نے انکو ڈرایا اور بہت سا دھمکایا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ قَالَ فِرْعَوْنُ کہا فرعون نے اُن ہی
جادوگروں سے از روئے انکار کہ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ایمان لائے تم ساتھ اس موسیٰ کے یا ساتھ خدا اُسکے کے قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ پہلے اس
سے کہ اذن دوں میں واسطے تمہارے ایمان لانے کا اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ تحقیق کہ یہ البتہ مکر ہے اور تدبیر پوشیدہ ہے تمہاری کہ مَّكَرْتُمُوْهُ
مکر کیا ہے تم نے اور پوشیدگی سے کیا ہے اسکو فِی الْمَدِیْنَةِ بیچ شہر مصر کے صحرا میں آنے سے پہلے ہی تم نے موسیٰ کے ساتھ یہ صلاح کیا ہے
لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ تا کہ نکال دو تم اس شہر سے لوگوں اسکے کو کہ وہ قبطی ہیں فرعون کی قوم کے آدمی اور یہ شہر اور سلطنت خالص تمہاری
اور بنی اسرائیل کے واسطے ہو جائے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ پس قریب ہے کہ جانو گے تم سزا کو اپنی کہ جو میری طرف سے تمکو ہو گی اور وہ یہ ہے کہ لَاُ
قَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ البتہ کاٹوں گا میں ہاتھوں تمہارے کو اور پاؤں تمہارے کو طرف مخالف کے یعنی دست راست
اور پائے چپ اور دست چپ اور پائے راست ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ پھر البتہ سولی دونگا میں تمکو سبکو تا کہ اور لوگوں کو خوف ملے اور عبرت ہو

اور کہتے ہیں کہ کاٹنا ہاتھ پاؤں کا اور سولی دینا فرعون سے شروع ہوا ہے اور پہلے اس سے کسی نے یہ عمل نہ کیا تھا اور جس وقت فرعون نے اُن
جادوگروں کو ڈرایا تو اُنھوں نے اسکے کہنے کی کچھ پروا نہ کی اور فرعون سے کہا کہ تو ہم کو دھمکاتا ہے ہم مرنے سے ہرگز نہیں ڈرتے بلکہ ہم مشتاق موت
کے ہیں کہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کریں اور ثواب عظیم حاصل کریں چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ قَالُوٓا کہا ان جادوگروں نے کہ ہمکو تو مار ڈالنے سے
کیا ڈراتا ہے ہم خود مرنے کے مشتاق ہیں اس واسطے کہ بسبب موت کے اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا تحقیق ہم طرف پروردگار اپنے کے یعنی طرف ثواب عظیم اور درجات
بلند مُنْقَلِبُوْنَ پھرنے والے ہیں پس کس واسطے ہم موت کو برا جانیں وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اور نہیں عذاب کرتا ہے تو اور نہیں انکار کرتا ہے
تو ہم سے اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا مگر اس واسطے کہ ایمان لائے ہیں ہم ساتھ نشانیوں قدرت پروردگار اپنے کے اور ساتھ معجزوں کے
لَمَّا جَآءَتْنَا جس وقت کہ آئے ہمارے پاس وہ معجزے اور دیکھا ہم نے ان معجزوں کو اپنی آنکھوں سے موسیٰ کے ہاتھ پر اور بعد اسکے جادوگروں نے منہ
اپنا فرعون کی طرف سے پھیر لیا اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو کر یہ دعا کی کہ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا اے پروردگار ہمارے گرا اوپر
ہمارے صبر کو اس طرح یعنی کہ ہم جزع اور فزع نہ کریں اور ملا ہمکو ایمان سے یہ پھیرنے معنی افراغ کے پانی گرانے کے ہیں اور جیسے کہ پانی
گرانے سے بدن پاک ہوتا ہے ایسے ہی صبر کے کرنے سے پاکیزگی گناہوں سے حاصل ہوتی ہے اور دعا کرتے ہیں وہ جادوگر اپنے پروردگار سے کہ
وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ اور موت دے تو ہمکو جس وقت کہ ہم اسلام لانے والے ہوں یعنی ہمکو حالت اسلام میں موت دے کیا خوب نصیب تھا اُن
جادوگروں کا کہ کہتے ہیں کہ صبح کو تو یہ کافر تھے اور چاشت کے وقت کچھ دن چڑھے سحر اپنا اُنھوں نے لوگوں کو دکھلایا اور فرعون کی عزت کی قسم کھائی
اور ظہر کی نماز کے وقت ایسا فضل خدا کا ہوا کہ وہ ایمان لائے اور عصر کی نماز کے وقت وہ شہید ہوئے کہ ہاتھ اور پاؤں اُن کے فرعون نے کٹوائے
اور بعد اس کے اُنکو سولی پر چڑھا دیا اور مغرب کی نماز کے وقت وہ بہشت عنبر سرشت میں سدھارے اور کہتے ہیں کہ جس وقت جادوگر ایمان
لائے تھے اس وقت چھ لاکھ مرد بنی اسرائیل کے ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ کے پیرو ہوئے تھے لیکن نہایت قلیل عرصہ میں چھ لاکھ مرد اولاد
یعقوب میں کیونکر ہم پہنچے اس واسطے کہ حضرت موسیٰ اور یعقوب کے درمیان چار پشتوں کا فاصلہ ہے اور حضرت یعقوب کا نام اسرائیل ہے اور نسب
حضرت موسیٰ کا یہ ہے کہ موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب مگر قدرت خدا سے کیا بعید ہے اور جس وقت فرعون نے جادوگروں
کو مروا ڈالا اور موسیٰ اور ہارون کو بسبب خوف کے کچھ نہ کہہ سکا تو اسکی قوم کے رئیسوں نے اُس سے کہا کہ تو نے موسیٰ اور ہارون وغیرہ کو کس واسطے
باقی رکھا ہے کہ یہ تیری طرف سے لوگوں کو برگشتہ کریں گے چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ
اور کہا اشراف نے قوم فرعون میں سے کہ اے فرعون اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَهٗ کیا چھوڑتا ہے تو موسیٰ کو اور قوم اس کی کو لِ
یُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ تاکہ فساد کریں وہ بیچ زمین کے کہ لوگوں کو تیری طرف سے پھیر دیں وَیَذَرَكَ اور چھوڑ دیوے وہ موسیٰ
تجھکو یعنی تیری پرستش کو وَاٰلِهَتَكَ اور معبودوں تیرے کو کہ انکی بھی وہ پرستش نہ کرے کہتے ہیں کہ فرعون اپنی پرستش کراتا تھا اور خود
ستاروں کی پرستش کرتا تھا اور اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ فرعون نے اپنی صورت کے بت بنا کر ہر ایک قوم کو دیدیے تھے اور ان کو کہدیا تھا کہ
تم انکی پرستش کرو تاکہ تم کو میری قربت حاصل ہو اور اسی واسطے وہ کہتا تھا کہ انا ربکم الاعلیٰ اور میں پروردگار تمہارا بڑا ہوں اور یہ بت میری صورت
کے ہیں یہ چھوٹے پروردگار تمہارے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرعون کوتاہ قد اور دُبلا اور کریہہ تھا اور دم کی جگہ اُس کے کچھ بال تھے اور باوجود
ان عیبوں کے اپنے تئیں خدا کہلاتا تھا اور جس وقت فرعون کی قوم کے رئیسوں نے واسطے قتل کرنے موسیٰ اور بنی اسرائیل کے فرعون سے کہا اور
اسکو اس فعل پر رغبت دلائی تو فرعون کو موسیٰ سے خوف تھا اُس کے حق میں تو کچھ نہ کہا لیکن بنی اسرائیل کے حق میں کہا کہ ان کے مردوں کو
میں قتل کروں گا اور عورتوں کو انکی زندہ رکھوں گا کہ وہ ہماری خدمت کیا کریں تاکہ لوگوں کو ظاہر ہو جاوے کہ ہمارا بڑا غلبہ ہے اور موسیٰ کے
غلبہ کو اس ملک میں کچھ اثر نہیں ہے چنانچہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ قَالَ کہا اس فرعون نے سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ قریب ہے کہ قتل کریں

ع ۱۵

ہم بیٹوں اُن کے کو وَنَسۡتَحۡیٖ اور زندہ رکھیں ہم واسطے خدمت اپنی کے نِسَآءَهُمۡ عورتوں اُن کی کو جیسے کہ ہم پہلے کرتے تھے کہ بیٹوں
کو اُن کے مار ڈالتے تھے اور عورتوں کو اپنی زندہ رکھتے تھے اور اہل حجاز نے سنقل کو بہ تخفیف پڑھا ہے اور کہا فرعون نے کہ ہم اُن کے حق میں
ایسا ہی کریں گے وَاِنَّا فَوۡقَهُمۡ قٰهِرُوۡنَ اور تحقیق ہم اوپر اُن کے غالب ہیں اور وہ سب مغلوب ہیں اور جس وقت بنی اسرائیل نے اور موسیٰ
کی پیروی کرنے والوں نے سنا کہ فرعون کا ارادہ ہمارے قتل کرنے کا ہے تو وہ سب گھبرائے اور حضرت موسیٰ کے پاس جاکر فریاد اور استغاثہ کیا
حضرت موسیٰ نے انکی تسلی کے واسطے فرمایا کہ تم صبر کرو چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِهِ کہا موسیٰ نے واسطے قوم
اپنی کے اُن کی تسلی کے واسطے کہ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِاللّٰهِ مدد چاہو تم ساتھ خدا کے وَاصۡبِرُوۡا اور صبر کرو تم اس بلا پر کہ جو تم پر گذری ہے اِنَّ
الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ تحقیق کہ زمین خاص واسطے خدا کے ہے کہ خالق اور مالک اسکا وہ ہے یُوۡرِثُهَا مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وارث کرتا ہے اس میں
کو جس کو چاہتا ہے بندوں اپنے میں سے وَالۡعَاقِبَةُ اور انجام نیک کہ وہ ظفر ہے دنیا میں اور بہشت ہے آخرت میں لِلۡمُتَّقِیۡنَ واسطے پرہیزگاروں
کے ہے کہ جو خدا سے ڈرتے ہیں اور صبر کرو تم اے قوم میری تو خدائے تعالیٰ تمکو مالک اور حاکم اس زمین کا کرے گا اور حکومت فرعون کی چند روز کی
ہے آخر کو تم ہی مالک ہوگے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو چیز کہ خاص واسطے خدا کے ہے وہ واسطے رسول اسکے کے ہے اور جو کچھ
کہ واسطے رسول کے ہے وہ واسطے امام کے ہے بعد رسول کے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھکو اور میرے اہلبیت کو وارث کیا ہے خدا
نے زمین کا اور ہم متقی ہیں اور کل زمین واسطے ہمارے ہے کہ خدا نے ہمکو اسکا وارث کیا ہے پس جو شخص کہ زندہ اور آباد کرے زمین کو مسلمانوں میں سے
پس چاہیئے کہ ادا کرے وہ خراج اس کا طرف امام کے میرے اہلبیت میں سے اور اسکے واسطے وہ ہو کہ جو کچھ اُسنے اُس میں سے کھایا ہے اور اگر چھوڑ دے وہ
اس زمین کو کہ ویران کر دے بعد آباد کرنے کے اور پھر کوئی شخص مسلمانوں میں سے آباد اور زندہ کرے تو پس وہ شخص زیادہ حقدار ہے اس شخص سے کہ
جس نے اس زمین کو زندہ کر کے چھوڑ دیا تھا پس چاہیئے کہ پہنچا دے وہ خراج اسکا طرف امام کے اہلبیت میں سے اور اسکے واسطے وہ ہو جو کچھ کہ اُس نے
اُس میں سے کھایا ہے یہاں تک کہ ظاہر ہو قائم یعنی امام مہدیؑ میرے اہلبیت میں سے تلوار لیکر کہ وہ تصرف انکا اس میں کرے گا اور ان لوگوں کو اُس
زمین سے نکال دیگا اور جو زمین کہ ہمارے شیعوں کے پاس ہے اس سے کچھ مقرر کر کے زمین کو انکے پاس چھوڑ دیگا اور بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کے
فرمانے پر اور تسلی دینے پر صبر کیا اور بعد اسکے پھر انکی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَالُوۡۤا کہا ان بنی اسرائیل نے کمال
درد اور بیقراری سے کہ اُوۡذِیۡنَا آزار دیئے گئے ہم قبطیوں کے ہاتھوں سے بہت کہ تکلیفیں ہمنے پائی ہیں مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَاۡتِیَنَا پہلے اس سے کہ آئے
تو ہمارے پاس اس شہر میں اے موسیٰ وَمِنۡۢ بَعۡدِ مَا جِئۡتَنَا اور پیچھے اس سے کہ آئے تو ہمارے پاس یعنی اے موسیٰ تیرے آنے سے پہلے ہمکو
قبطیوں کے ہاتھوں سے بہت آزار اور رنج اور بہت تکلیفیں پہنچتی تھیں۔ اور جب تو یہاں آیا تو تیرے آنے کے بعد ہم یہی آزمائے
ہیں کہ ہمسے سخت اور دشوار مشقتیں بیگار کی کراتے ہیں اور تیرے قتل کے درپے ہیں جس وقت حضرت موسیٰ نے بیقراری اور خوف بنی اسرائیل کا حد سے زیادہ دیکھا تو اُن
کے اطمینان کیواسطے فرمایا کہ تم رنج مت کرو خدا تمہارے دشمنوں کو نیست و نابود کر دیگا اور تمکو اُنکے ملک کا مالک کریگا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ قَالَ کہا موسیٰ نے بنی
اسرائیل سے کہ تم کچھ رنج مت کرو عَسٰی رَبُّكُمۡ قریب ہے کہ پروردگار تمہارا یعنی امیدقوی میں اُس سے رکھتا ہوں اَنۡ یُّهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ یہ کہ ہلاک
کرے وہ دشمن تمہارے کو کہ وہ فرعون اور اسکی قوم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عسیٰ معنی وجوب یعنی واجب و لازم ہے خدا پر کہ تمہارے دشمن کو ہلاک کرے وَ
یَسۡتَخۡلِفَكُمۡ اور خلیفہ کرے تمکو یعنی جانشین کرے تمکو خدا ان کا بعد ہلاک ہونے انکے کے اور قائم مقام کرے انکا تمکو فِی الۡاَرۡضِ بیچ زمین کے کہ بعد
مصر کی زمین کے تم مالک ہو جاؤ فَیَنۡظُرَ كَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ پس دیکھیگا خدا کہ کیونکر عمل کرتے ہو تم وقت حاصل ہونے دولت کے اور راحت کے شکر کرتے ہو
خدا کا یا ناشکری کرتے ہو اور فرمانبرداری اسکی کرتے ہو یا نافرمانبرداری تاکہ موافق اُسکے تمکو جزا دیوے اور اب خدا مقدمات ہلاک شروع کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے وَلَقَدۡ اَخَذۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اور البتہ تحقیق گرفتار کیا ہمنے لوگوں فرعون کو یعنی متابعت کرنے والوں کو بِالسِّنِیۡنَ ساتھ قحط کے اور

ع ۱۵

تنگی اور خشک سالی کے وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور نقصان کے بعضے میووں اُنکے سے کہ برسانا مینہ کا بند کر دیا اور سنین کے معنی مطلق سال کے
ہے لیکن استعمال اُسکا قحط کے سال پر غالب ہو گیا ہے اور جمع اسکی سنون اور سنین ہے اور یہ تنگی اُن پر خدائے تعالیٰ نے اس واسطے کی کہ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ
تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور سمجھیں کہ یہ خشک سالی سبب کفر اور گناہوں کے ہے اور اس سے توبہ کریں اور حکم خدا کی فرمانبرداری کریں لیکن ان لوگوں
نے اس خشک سالی سے نصیحت نہ پکڑی بلکہ بیہودہ باتیں کرنے لگے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ پس جس وقت
کہ آتی ہے اُن کے پاس بھلائی مثل ارزانی اور فراخی اور نعمت اور صحت اور امن کی تو وہ لوگ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ یہ کہتے ہیں وہ کہ واسطے ہمارے ہے
یہ بھلائی کہ ہم مستحق اُس کے ہیں اور خدا کی طرف سے اسکو نہیں جانتے کہ شکر اسکا ادا کریں وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچے اُنکو برائی مثل
قحط اور مرض اور خوف ہلاکی کے تو يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ بدفالی کرتے ہیں وہ ساتھ موسیٰ کے اور ان لوگوں کے ہمراہ اُسکے مومن ہیں
اور کہتے ہیں کہ یہ بلائیں اُن کے قدم کے سبب سے ہیں اور خدا کی طرف سے اسکو نہیں جانتے ہیں کہ توبہ کریں اور تطیّر کے معنی بدفالی کے ہیں اور
طیر سے وہ مشتق ہے جس وقت طائر شمال سے یعنی دست چپ سے آتا تھا تو لوگ اسکو بد جانتے تھے اور دست راست سے آتا تھا تو اسکو نیک جانتے تھے اور
شومی کے معنی میں استعمال اسکا ہے اور خدائے تعالیٰ ان لوگوں کے رد میں فرماتا ہے کہ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ خبردار ہو سوائے اسکے
نہیں کہ فال اُنکی یعنی خبر بد ہو کہ جو کچھ موسیٰ کی طرف سے منسوب کرتے ہیں کہ بدفالی اُس کے قدم سے ہے ایسا نہیں ہے سوائے اسکے نہیں کہ فال اُن کی
ہلاک ہونا عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک اللہ کے ہے کہ موافق اسکے حکم اور سبب کے ہے اُنکے اعمال کی شامت سے اور بعضے اسکی تفسیر میں کہتے ہیں کہ بدی جو
انکو پہنچتی ہے سو وہ سبب ہے کہ جو وعدہ کئے گئے ہیں عذاب کا نزدیک خدا کے اور بعضوں نے طائرہم کو طیرہم پڑھا ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے ہیں کہ جو سختیاں اُن کو پہنچتی ہیں وہ انکی نصیبی کی شومی سے ہیں اور غیر کی طرف اسکو منسوب کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَ
قَالُوْا اور کہا ان فرعونیوں نے کہ مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ جو چاہے تو لا ہمارے پاس اے موسیٰ مِنْ اٰيَةٍ نشانی سے جسکو کہ تو معجزہ کہتا ہے لِّتَسْحَرَنَا بِهَا تاکہ جادو
کرے تو ہمکو ساتھ اس نشانی کے کہ جسکو تو نشانی قدرت خدا کی اور معجزہ کہتا ہے فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ پس نہیں ہیں ہم واسطے تیرے ایمان لانے
والے یعنی جو معجزہ کہ تیرے پاس ہے وہ لا اور ہمکو دکھلا لیکن تصدیق تیری ہم ہرگز نہیں کریں گے اور ایمان تجھ پر نہ لاویں گے اور مہما ماما کی اصل ما شرطیہ ہے
اور ما دوسرا اسپر زیادہ کیا گیا ہے واسطے تاکید کے اور بعد ما کے الف کو ہا سے بدل لیا ہے تاکہ تکرار ما کا لازم نہ آئے اور ما اور مہما میں فرق ہے کہ مہما تو
خاص واسطے شرط کے آتا ہے اور ما استفہام کیلئے بھی آتا ہے اور الذی کے معنی میں بھی اور شرط کے معنی میں بھی اور یہاں مہما معنی انی سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
اصل اسکی مہ ہے اور ما اسکے بعد زیادہ کر دیا ہے اور بہ کی ضمیر مہما کی طرف پھرتی ہے اور من آیۃ بیان اسکا ہے اور جس وقت عناد فرعونیوں کا حد سے گزر گیا تو خدا
نے طرح طرح کی بلا ان پر نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ پس بھیجا ہمنے اوپر اُنکے طوفان کو اور یہاں مراد طوفان سے وہ چیز
ہے کہ طواف کرے اور گھیرے اُنکے مکانوں کو اور کھیتوں کو اور اُنکے اوپر بھر جائے مثل باران اور سیل کے کہ جس سے اُنکے مکان منہدم ہو گئے تھے اور کھیتیاں اُنکی
اکھڑ گئیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے چیچک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اُس سے وبا ہے آدمیوں اور مواشی کی اور فرماتا ہے خدا کہ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَ
الضَّفَادِعَ اور بھیجا ہمنے اوپر اُنکے ٹڈیوں کو اور چچڑیوں کو یا ٹڈیوں کے بچوں کو یا بے پر کی ٹڈیوں کو یا سرسری کو کہ جو جانور گندم کے دانوں میں جال کرتے
ہیں یا جوؤں کو یا مینڈکوں کو اور بعضوں نے قمل کو تخفیف میم پڑھا ہے جوں کے معنی میں اور قمل مشدد کے معنی میں اختلاف بہت ہے اس واسطے یہ چند معانی
اُسکے لکھے گئے ہیں اور خدا نے جو یہ جانور ان پر بھیجے تو وہ بہت تنگ ہوئے کہ جس وقت اُن جانوروں کی کثرت ہوئی تو وہ اُنکے جامہ خواب میں دوڑتی تھی اور
اُن کے کھانے میں پڑتی تھیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَالدَّمَ اور بھیجا ہمنے اوپر اُنکے خون کو کہ جو پانی پیتے تھے وہ خون ہو جاتا تھا اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ نشانیاں
تھیں ظاہر کی گئی جدا جدا قدرت کی کہ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں اور بلائیں اور عذاب تھے ان لوگوں پر اُنکے امتحان کے واسطے اور آیات مفصلات حال واقع ہوا ہے
فَاسْتَكْبَرُوْا پس تکبر کیا ان لوگوں نے ایمان لانے سے اور فرمانبرداری خدا سے وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ اور تھی وہ قوم گنہگار یعنی گناہ کے درجہ میں کمال کو رسیدہ

ایسی بلاؤں کے اپنے کفر کو نہ چھوڑتے تھے اور حضرت امام محمد باقر اور جعفر صادق علیہم السلام سے روایت ہے کہ جسوقت جادوگر سجدہ میں گرے اور لوگ ایمان
لائے اور فرعونی آدمی مغلوب ہوکر پھر گئے تو ہامان نے فرعون سے کہا کہ سب آدمی موسیٰ پر ایمان لائے ہیں پس دیکھ جو کوئی اُسکے دین میں داخل ہوا ہو اسکو
قید کر فرعون نے یہ سنکر دریافت کیا اور جو کوئی کہ بنی اسرائیل وغیرہ میں سے موسیٰ پر ایمان لایا تھا اسکو قید کیا حضرت موسیٰ فرعون کے پاس گئے اور فرمایا اس سے
کہ تو بنی اسرائیل کو چھوڑدے اُسنے حضرت موسیٰ کا کہنا نہ مانا خدا نے اس سال میں فرعونیوں پر طوفان بھیجا کہ اس طوفان نے انکے مکان گرادئے یہانتک کہ وہ شہر سے
نکل کر جنگل کو چلے گئے اور وہاں جاکر خیموں میں رہے جب یہ حال اُن کا ہوا تو فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ یہ طوفان ہم سے
دور ہو جائے تاکہ بنی اسرائیل کو اور تیرے ہمراہیوں کو میں چھوڑدوں حضرت موسیٰ نے دعا کی طوفان دفع ہو گیا اور فرعون نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل کو
چھوڑدوں ہامان نے فرعون سے کہا کہ اگر تو بنی اسرائیل کو چھوڑدے گا تو موسیٰ تجھ پر غالب ہو جائے گا اور تیرے ملک کو
بادشاہی کو شکست و نابود کردے گا فرعون نے یہ سنکر بنی اسرائیل کو نہ چھوڑا دوسرے سال میں خدائے تعالےٰ نے اپر ٹڈیوں کا لشکر بھیجا اور وہ اُن کے تمام
درختوں اور کھیتوں کو کھا گئیں اور یہاں تک اُن کی کثرت ہوئی کہ فرعونیوں کے بالوں اور ڈاڑھیوں میں پڑ گئیں فرعون نے حضرت موسیٰ کے پاس جاکر بہت عاجزی
کی اور کہا کہ اے موسیٰ تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ ان ٹڈیوں کو دفع کرے تاکہ میں بنی اسرائیل اور تیرے ہمراہیوں کو رہائی دوں حضرت موسیٰ نے دعا کی خدا نے ٹڈیوں
کے لشکر کو دفع کیا لیکن ہامان نے بنی اسرائیل کو چھوڑنے دیا تیسرے سال خدائے تعالےٰ نے اپر بے پر کی ٹڈیوں کو بھیجا کہ وہ انکی زراعت کو چاٹ گئیں اور فرعونی بھوکے
مرنے لگے اور رابعہ کہ جوؤں کو بھیجا کہ وہ اُنکے کھانوں میں اور پانی میں گرتی تھیں اور انکے بدن اور کپڑوں میں پڑ گئیں فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اگر تو انکو
ہم سے باز رکھیگا تو میں بنی اسرائیل سے باز رہوں گا اور انکو چھوڑدوں گا موسیٰ نے دعا کی خدا نے انکو دفع کیا اور یہ جانور اول اسی زمانہ میں خدا نے پیدا کئے
تھے لیکن فرعون نے بنی اسرائیل کو پھر بھی نہ چھوڑا بعد اسکے خدا نے اپر مینڈکوں کو بھیجا کہ وہ اُن کے کھانوں میں گرتے تھے اور کہتے ہیں کہ انکی مقعد اور کان
اور ناک میں سے نکلتے تھے اس وقت فرعونیوں نے بہت عاجزی اور زاری کی اور موسیٰ سے جاکر کہا کہ تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ انکو دفع کرے ہم بنی
اسرائیل کو چھوڑدینگے اور تجھ پر ایمان لائینگے حضرت موسیٰ نے دعا کی خدا نے انکو دفع کیا اور ان لوگوں نے بنی اسرائیل کو چھوڑنے سے اور ایمان لانے سے
انکار کیا خدا نے رود نیل کے پانی کو جو کہ مصر کے پیچھے جاری ہے خون کردیا قبطی فرعون کے آدمی تو اسکو خون دیکھتے تھے اور سبطی قوم موسیٰ کے آدمی اسکو پانی
دیکھتے تھے اور لوگ مصر کے اسی میں سے پانی پیا کرتے تھے اگر کوئی قبطی اُسمیں سے اُسوقت پانی پیتا تو وہ خون ہو جاتا تھا اور سبطی یہ اُسی میں سے کوئی اسکو
اگر پیتا تو وہ پانی ہوتا تھا اور قبطی اسرائیلی سے کہتا کہ تو اپنے منہ میں پانی کو لیکر میرے منہ میں ڈالدے وہ اسرائیلی اپنے منہ میں پانی لیکر قبطی کے منہ
میں کلی کرتا تو وہ پانی اُس قبطی کے دہن میں جاکر خون ہو جاتا تھا جب بہت تنگ ہوئے تو حضرت موسیٰ سے جاکر کہا اگر یہ خون ہم سے دفع ہو جائیگا
تو ہم بنی اسرائیل کو چھوڑدینگے جس وقت خدا نے حضرت موسیٰ کی دعا سے خون کو دور کردیا تو ان لوگوں نے بنی اسرائیل کو نہ چھوڑا خدائے تعالےٰ نے
اُنپر حجر کو یعنی برف سرخ کو بھیجا کہ پہلے اُس سے برف کی اس قسم کو کسی نے نہ دیکھا تھا اس میں بہت آدمی اُنکے مرگئے اور اُس وقت انھوں نے بہت
زاری کی اور تنگ ہوئے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ **وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ** اور جس وقت واقع ہوا اوپر اُن کے رجز اور رجز اصل میں حق سے
روگردانی کو کہتے ہیں اور حضرت صادقؑ کی روایت میں آیا ہے کہ وہ برف سرخ ہے لیکن استعمال اسکا عذاب کے معنی میں ہے فرماتا ہے خدا کہ اور جس وقت واقع
ہوا اوپر ان کے کوئی عذاب ان عذابوں مذکورہ میں سے تو **قَالُوا** کہا انھوں نے بہت عاجزی اور زاری سے کہ **يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ**
اے موسیٰ دعا کر تو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے **بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ** ساتھ اسچیز کے کہ عہد کیا ہے نزدیک تیرے پروردگار نے کہ جسوقت تو دعا کرے گا تو
میں قبول کروں گا اور یا یہ کہ عہد کیا ہے کہ اگر لوگ قبول کریں اور ایمان لائیں تو میں عذاب کو اُنسے دفع کروں پس تو واسطے ہمارے دعا کر کہ وہ عذاب کو ہم سے
دفع کرے **لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ** البتہ اگر دور کرے گا تو ہم سے عذاب کو **لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ** البتہ ایمان لائینگے ہم واسطے تیرے کہ تجھکو پیغمبر حق
جانینگے اور تیری نبوت کا اقرار کرینگے **وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ** اور البتہ بھیجدینگے ہم ہمراہ تیرے بنی اسرائیل کو جہاں چاہے تو انکو لیجا خدا فرماتا ہے

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ پس جس وقت دور کیا ہم نے اُنسے عذاب کو موسیٰ کے دعا کرنیسے اِلٰٓى اَجَلٍ ایک مدت تک هُمْ بٰلِغُوْهُ وہ پہنچنے والے اُسکے تھے یعنی اُن کے غرق ہونے تک تو اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ناگاہ وہ توڑتے تھے عہد کو اور کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت موسیٰ جادوگروں پر غالب ہوئے تھے

پس پھر ملک فرعون کو اور اسکی قوم کو سمجھایا اور اُن کے ایمان لانیکی کوشش کی اور دین حق کیطرف اُن کو بلایا لیکن کوئی اُن میں سے ایمان نہ لایا تب ساحران

تو خدا فرماتا ہے کہ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس ارادہ کیا انتقام کا ہمنے اُنسے اور بد لا لیا جاتا کہ مدتیں عذاب انکو پہنچائیں فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ پس

ڈبو دیا ہمنے انکو بیچ دریا کے بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بسبب اسکے کہ تحقیق انھوں نے جھٹلایا اور تکذیب کی بِاٰيٰتِنَا ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے کہ وہ معجزے

ہمارے پیغمبر کے تھے وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ اور تھے وہ اُنسے غفلت کرنے والے کہ انمیں تامل اور فکر نہیں کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ جس وقت خدا تعالےٰ

نے موسیٰ کی دعا سے رجز کو اُنسے دور کر دیا تو بنی اسرائیل کو اُنھوں نے چھوڑ دیا لیکن ایمان نہ لائے اور جس وقت بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا تو وہ حضرت موسےٰ

کے پاس جاکر جمع ہوئے اور حضرت موسیٰ انکو ہمراہ لیکر مصر سے باہر نکل گئے اور جو کوئی کہ فرعون کے خوف سے بھاگ کر چلا گیا تھا وہ بھی موسیٰ کے پاس آپہنچا اور

فرعون کو اُنکے مصر سے چلے جانیکی خبر ہوئی ہامان نے فرعون سے کہا کہ میں تجھکو کیا کہتا تھا کہ بنی اسرائیل کو مت چھوڑ اور اب موسےٰ کے پاس جمع ہو گئے ہیں فرعون

اس خبر کو سنکر گھبرایا اور شہروں سے آدمی طلب کرکے موسیٰ کی تلاش میں شہر سے باہر نکلا اور دریا بنی اسرائیل کے واسطے شق ہو گیا وہ تو پار اتر گئے اور

فرعون کے لوگ مع فرعون کے غرق ہو گئے اور مفصل اُنکے غرق ہونے کی کیفیت انشاء اللہ تعالےٰ سورہ شعرا میں آئے گی اور خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ فرعونیوں

کو ہم نے ڈبو دیا وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ اور وارث کیا ہم نے اُس قوم کو جو کہ تھے وہ کہ ناتواں شمار کئے جاتے تھے فرعونیوں

کے نزدیک اور اُن کے ہاتھوں میں وہ درماندہ ہو رہے تھے ایسے بیچاروں اور عاجزوں کو ہمنے بعد غرق ہونے فرعونیوں کے اُن فرعونیوں کا جو کہ بڑے زبردست

تھے وارث کیا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا مشرقوں زمین کا اور مغربوں اُس زمین کا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وہ زمین کہ برکت دی تھی ہم نے

بیچ اُسکے بسبب ارزانی کے یا بسبب گذرگاہ ہونے انبیاء کے کہ وہ زمین شام اور مصر کی تھی وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى اور تمام ہوئی بات پروردگار تیرے

کی نیک اور اچھی عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اوپر بنی اسرائیل کے کہ جو کچھ ہم نے اُنسے وعدہ کیا تھا اسکو وفا کیا بِمَا صَبَرُوْا بسبب اس کے کہ صبر کیا تھا اُنھوں

نے مکروہات اور بلیات پر وَدَمَّرْنَا اور ہلاک کیا ہم نے یعنی خراب کیا ہم نے مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ اس چیز کو کہ بناتا تھا فرعون

اور قوم اسکی کہ بڑے بڑے محل اور بالاخانے اور قلعہ وغیرہ جو تیار کرتے تھے سب کو ہم نے ویران کیا وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ اور اس چیز کو کہ تھے وہ

بلند کرتے انگوری بیلوں ٹٹیوں اور کڑیوں پر اور یا یہ کہ بلند کرتے تھے وہ عمارتوں کو انکو سکو ویران اور تباہ کیا ہے کہ اُن کے بنانے والے اور مالک اور

اُن میں بیٹھنے والے اور رہا کرنے والے ایک دفعہ ہی تباہ ہو گئے سو دنیا کی زندگی کا نہیں جیسے اعتبار ایسے ہی جاہ و مال نہیں دنیا کے جیکار

دودن کا مال پیرا ہے اور بعد مرنے کے یہ جاہ اور مال کسی کے نہیں ہیں یار فرعونیوں کے حال سے عبرت ضرور ہے دیکھو وہ پرغرور تھے اور کیسے مال اور

جب پھنس گئے عذاب الٰہی میں ناگہاں اس جاہ و مال نے نہ کیا انکو رستگار اور فرماتا ہے خدا کہ وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ اور

گذارا اور پار اتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے سلامت اور بے دغدغہ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ پس آئے وہ اوپر ایک قوم کے قبیلہ لخم میں سے ملک میں

مس اور دیکھا اُن کو بنی اسرائیل نے کہ وہ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ قیام کرتے ہیں وہ اوپر پرستش بتوں کی کہ واسطے اُن کے تھے کہتے ہیں کہ بت

تصویر گاؤ کے تھے اور جس وقت بنی اسرائیل نے اُن لوگوں کو اُن بتوں کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا تو قَالُوْا کہا اُنھوں نے حضرت موسیٰ سے کہ يٰمُوْسَى

اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا اے موسےٰ مقرر کر دے تو واسطے ہمارے ایک معبود کو ایک تصویر بناکر کہ ہم اسکی پرستش کیا کریں كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ جیسے کہ واسطے

ان لوگوں کے معبود ہیں اور وہ انکی پرستش کرتے ہیں قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ کہا موسیٰ نے کہ تحقیق تم وہ قوم ہو کہ جہالت کرتے ہو کہ خدا کے

غیر کی عبادت کرنی چاہتے ہو اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ تحقیق کہ یہ لوگ بت پرست وہ ہیں کہ مُتَبَّرٌ ہلاک اور شکست کی گئی ہے مَّا هُمْ فِيْهِ وہ چیز کہ لوگ بیچ

اُسکے ہیں وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور باطل ہے وہ چیز کہ ہیں وہ عمل کرتے یعنی دین انکا کہ وہ عبادت بتوں کی ہے عنقریب خدائے تعالےٰ انکو

الربع

اور رحم کریگا اور ان ہو تمکو ان کے ہمارے ہاتھوں سے پارہ پارہ کر ڈالیگا اور حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو بطور نصیحت کے سمجھایا تاکہ گناہ سے بچیں سمجھا ہی کہ
خدائے پاک تمہارے واسطے کوئی معبود مقرر کروں کہ تم اسکی پرستش کیا کرو چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ قَالَ کہا موسیٰ نے اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا کیا سوائے
خدا کے طلب کروں میں تمہارے لئے معبود کو وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اور حال یہ ہے کہ اس خدا نے بزرگی دی ہے تمکو اوپر عالم کے لوگوں کے
جو کہ اس زمانہ میں تھے کہ طرح طرح کی نعمتیں تمکو عطا کیں اور دو سمندر بیچ میں پھٹے ہیں اور بہائی میں اور فرعونیوں سے تمکو نجات دی اور ان کے مال
[illegible] اور سوائے اس کے کثرت سے احسان [illegible] کے کہ چلتے ہو تم کہ اسکو چھوڑ کر اسکے غیر کی پرستش کرو اور اب
خدا تعالیٰ [illegible] بنی اسرائیل کی طرف [illegible] اور اپنی نعمتیں اور احسان یاد دلاتا ہے جو کچھ کہ ان کے باپ دادا
کیئے [illegible] احسان [illegible] طرف خطاب کر کے فرماتا ہے کہ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ
فِرْعَوْنَ [illegible] بنی اسرائیل [illegible] وقت کہ نجات دیا ہم نے تمکو لوگوں فرعون کے سے کہ وہ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ پہنچاتے تھے
تمکو [illegible] عذاب [illegible] تھا کہ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ قتل کرتے تھے وہ بیٹوں تمہارے کو زندہ رکھتے تھے وہ عورتوں
تمہاری کو [illegible] بیٹوں کو [illegible] کرتے تھے کہ تمہاری نسل منقطع ہو جائے اور عورتوں کے زندہ رکھنے سے مقصود ان کا یہ تھا کہ اپنے لئے خدمت کروائیں وَفِيْ
ذٰلِكُمْ اور بیچ اسکے یعنی تمہارے رہا کرانے میں بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ آزمایش ہے پروردگار تمہارے کی طرف سے بڑی اور بعضے کہ بارے
عذاب [illegible] بلا اور محنت بھی [illegible] اور کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ بعد ہلاک ہونے فرعونیوں کے تمہارے واسطے ایک
کتاب کو [illegible] لاؤنگا کہ جس میں سب احکام مذکور ہوں پس جس وقت فرعونیوں کے ہاتھوں سے نجات پائی تو وہ کتاب انھوں نے موسیٰ سے طلب کی
حضرت موسیٰ نے خدا تعالیٰ سے اس کتاب کی درخواست کی کہ اس کتاب کو بھیجدے حضرت موسیٰ کو خدا کا حکم ہوا کہ تیس روزے رکھ اور بعد اس کے
کوہ طور پر حاضر ہو کہ تجھ سے باتیں کروں حضرت موسیٰ نے تمام ماہ ذیقعد میں تیس روزے رکھے اور کوہ طور کو روانہ ہوئے انتیسویں روز بسبب روزہ
کے منہ میں ان کے بو آنے لگی تھی اس واسطے مسواک کی کہ خدا تعالیٰ سے کلام کرنا ہوگا فرشتوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تجھ میں سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے اب
تو نے مسواک کر کے اسکو دور کر دیا اور یہ اس واسطے ان فرشتوں نے کہا کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدائے تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بہتر ہے جب موسیٰ
نے مسواک کی تو خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا کہ دس روزے اور رکھ اور پہلا وہ مہینہ ذیحجہ کا تھا جس میں توریت نازل ہوئی تھی اس قصہ کو خدا تعالیٰ
بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس رات کا واسطے کتاب دینے کے اور
[illegible] حساب ماہ قمری کا جو چاند کے دیکھنے پر ہے اور دیکھا جاتا ہے وہ رات کو اس واسطے خدا تعالیٰ نے تیس راتیں بیان کیں اور مراد اس سے تیس رات
اور دن دونوں ملکر ہیں اور بعد تیس کے خدائے تعالیٰ نے دس روز اور زیادہ کیئے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَّاَتْمَمْنٰهَا اور تمام کیا ہم نے ان تیس
کو بِعَشْرٍ ساتھ دس روز کے فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ پس تمام ہوا وقت پروردگار اس کے کا جو کہ مقرر کیا تھا اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً چالیس
رات میں اور میقات اس وقت کو کہتے ہیں کہ جو واسطے عمل کرنے کے مقرر ہوتا ہے وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اور کہا موسیٰ نے
واسطے بھائی اپنے ہارون کے جس وقت واسطے لینے کتاب کے کوہ طور پر جانے لگے کہ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ خلیفہ ہو تو میرا بیچ قوم میری کے وَاَصْلِحْ اور
درست کر تو ہر کام کو ان کے بیچ سب کے مقدمہ میں وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ اور نہ پیروی کر تو طریقہ فساد کرنے والوں کی جس وقت کہ وہ
تجھکو طرف فساد کی بلائیں اور غور کرنا چاہیئے کہ حضرت موسیٰ چالیس روز کے واسطے کوہ طور پر جاتے تھے ان تھوڑے سے دنوں کے واسطے بھی
ہارون کو اپنا خلیفہ کیا بھلا کون عاقل باور کرے گا کہ پیغمبر آخر الزمان دنیا سے جاویں اور بدون خلیفہ کئے ہوئے امت کو چھوڑ جاویں ہرگز عقل سے
نہیں [illegible] سکتے ہیں وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں رسول محمد بدون خلیفہ کئے ہوئے دنیا سے رحلت کر گئے اور کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ واسطے لینے توریت کے
مع ستر مرد برگزیدگان بنی اسرائیل کوہ طور پر گئے اس وقت میں کہ جو وقت خدائے تعالیٰ نے واسطے جانے کے مقرر کر دیا تھا اور وہاں پہنچکر موسیٰ نے

خدا نے کلام کیا بدون واسطہ غیر کے جیسے کہ خدا فرشتوں سے کلام کرتا ہے کہتے ہیں کہ درخت میں آواز پیدا کر دی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر طرف سے آواز آتی
تھی ان میں آواز پیدا کر دی تھی اور یہ ستر آدمی جو ہمراہ گئے تھے یہ حجاب کے باہر کھڑے ہوئے آواز کو سنتے تھے بعد سننے آواز کے ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ
ہم نے کچھ سنا ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ وہ کلام خدا کا تھا یا کسی غیر کا ہمکو یقین نہ آئیگا جب تک کہ ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں ہر چند حضرت موسیٰ نے عذر کیا
اور کہا کہ خدا قابل دیکھنے کے نہیں ہے اسکا دیکھنا محال ہے لیکن ان لوگوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ تو خدا تعالیٰ سے سوال کر دیکھنے کا اور دیکھ تو کیا جواب آتا ہے تو
موسیٰ نے اپنی ربانی سوال کیا دیکھنے کا [illegible] اور اسے تئیں مجھ کو دکھلا [illegible] اس قصہ کو خدا [illegible] فرماتا ہے کہ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى
لِمِيْقَاتِنَا اور جس وقت آیا موسیٰ واسطے سفر لیے ہوئے ہمارے [illegible] وقت [illegible] وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ اور کلام کیا [illegible]
پروردگار اسکے نے یعنی خدا نے درخت میں آواز پیدا کر کے کلام اپنا سنایا اور سنا [illegible] وقت خدا [illegible] کہ موسیٰ سے کلام [illegible]
کہ [illegible] کے ساتھ [illegible] اور جس وقت موسیٰ نے قدم [illegible] تو [illegible] فرشتہ کہ آدمی کے پاس [illegible] سے [illegible]
دور ہو گئے اور آسمان اسکو دکھلایا تو ملائکہ کو انھوں نے دیکھا ہوا میں کھڑے ہوئے کہ عرش عظیم اسپر ظاہر ہو گیا اور بعد اسکے خدا نے موسیٰ سے کلام کیا ہے
ہیں کہ چوبیس ہزار کلمے سنائے اور ایک روایت میں چورانوے ہزار لکھے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ لاکھ سنائے اور کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت موسیٰ
مناجات سے فارغ ہوئے تو وہ ستر آدمی کہ ہمراہ تھے اور حجاب کے باہر کھڑے تھے انھوں نے کہا کہ اے موسیٰ تو نے کچھ سنا ہے لیکن ہمیں معلوم نہ کلام خدا کا تھا
یا کسی اور کا ہم ہرگز یقین نہیں کریں گے خدا کا جب تک کہ اسکو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں ہر چند حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ دیکھنا خدا کا محال ہے ہرگز اسکو نہیں دیکھ
سکتے ہیں لیکن ان لوگوں نے قبول کیا اور کہا کہ تو دیکھنے کا سوال کر دیکھو تو کیا جواب آتا ہے حضرت موسیٰ نے ربانی قوم کے قَالَ رَبِّ أَرِنِیْ
کہا کہ اے پروردگار میرے دکھلا تو مجھ کو اپنے تئیں کہ أَنْظُرْ إِلَيْكَ تا نظر کروں میں طرف تیری قَالَ کہا خدا نے موسیٰ کے جواب میں کہ لَنْ تَرٰىنِیْ ہرگز نہ دیکھ سکیگا تو
مجھکو وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ اور لیکن نظر کر تو طرف پہاڑ کے فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ پس اگر ٹھہرا رہے وہ پہاڑ جگہ اپنی پر جس وقت کہ تجلی
کروں میں اسپر اور نور میرا اسپر آئے تو فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ پس قریب ہے کہ دیکھے گا تو مجھکو اور اگر پہاڑ تو وہ قدرت اور قوت ہو تو مجھکو نہ دیکھ سکیگا تو فَلَمَّا
تَجَلّٰى رَبُّهٗ پس جس وقت کہ تجلی کی پروردگار اسکے نے یعنی ظاہر کیا نور اپنی عظمت کا اور نور عرش کہ مقدار ناکے سوئی کے روشن ہو لِلْجَبَلِ واسطے اس پہاڑ
کے جَعَلَهٗ دَكًّا کر دیا اس پہاڑ کو ریزہ ریزہ وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا اور گر پڑا موسیٰ بیہوش ہو کر [illegible] ریزہ ریزہ دیکھ پہاڑ کے [illegible] اور کہتے ہیں
پہنچی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] تک تھی اور وہ ستر آدمی ہمراہی [illegible] فَلَمَّا أَفَاقَ پس جس وقت ہوش میں آیا موسیٰ تو قَالَ کہا اسنے کہ سُبْحٰنَكَ پاک
ہے تو اے پروردگار میرے [illegible] اور [illegible] تُبْتُ إِلَيْكَ توبہ کی میں نے طرف تیرے ایسا سوال کرنے سے وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور میں اول ایمان
لانے والوں سے [illegible] اور [illegible] ہوں کہ مجھکو کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے دنیا میں [illegible] تو [illegible] وقت پہاڑ پر تجلی کی تو وہ ریگ رواں ہو گیا اور قیامت تک
[illegible] میں چلا جائیگا اور حضرت باقر اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جس وقت سوال [illegible] پروردگار سے دیکھنے کا کیا تو فرمایا خدا نے کہ ہرگز نہ دیکھ سکیگا تو
اور لیکن نظر کر طرف پہاڑ کے اگر وہ اسی جگہ ٹھہرا رہے تو بس قریب ہے کہ دیکھے تو مجھکو پس جس وقت موسیٰ پہاڑ پر چڑھے تو دروازہ آسمان کا کھل گیا اور ملائکہ
فوج فوج نازل ہوئے اور ہاتھوں میں ان کے ستون تھے اور سر پر ان کے نور تھا وہ حضرت موسیٰ کے سامنے سے فوج فوج ہو کر گذرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے پسر عمران
کے ثابت رہ تو کہ بڑا سخت سوال کیا تو نے اور موسیٰ وہاں کھڑے ہوئے تھے یہاں تک کہ تجلی کی پروردگار نے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑا اور جب
ہوش میں آئے تو کہا کہ میں اول ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور دوسری روایت حضرت صادق سے ہے کہ جس وقت موسیٰ نے دیکھنے کا سوال کیا تو ایک صبح
میں موسیٰ کے بیٹھنے کو خدا نے فرمایا اور پھر ملائکہ کو حکم کیا کہ فوج فوج موسیٰ کے سامنے سے گذریں ساتھ رعد و برق اور کڑک اور حجاب کے پس جس وقت لشکر ملائکہ کے موسیٰ کے
سامنے سے گذرے تو گوشت اسکے بدن کا کانپنے لگا اور سر کو اٹھا کر اپنے پروردگار کا ایسے سوال کرتے تھے وہ دیکھتی تھی کہ آیا [illegible] نور اسکا اور کہتے تھے کہ بڑا سوال کیا
تو نے پسر عمران اور ایک روایت میں ہے کہ آگ نے موسیٰ کو احاطہ کر لیا تھا تاکہ ہول کھا کر اس تجلی کو دیکھنے سے بھاگ نہ جائے اور موسیٰ بیہوش

ہو کر گرا تو مر گیا اور جس وقت خدائے تعالےٰ نے پھر اس میں روح داخل کی تو ہوش میں آیا اور کہا کہ میں اول ایمان لانیوالوں میں سے ہوں اور وہب
بن امیہ نے روایت کی کہ جسوقت خدا تعالیٰ سے موسیٰ نے دیکھنے کا سوال کیا ہے تو خدائے تعالےٰ نے ہو قت ایک ابر کو بھیجا کہ اس میں کڑک اور بجلی تھی پس گرد
اس پہاڑ کے وہ ابر چھا گیا اور ملائکہ کو آسمانوں کے حکم کیا کہ تم جاؤ اور موسیٰ سے کہو کہ تو نے بڑی جرات کی کہ جو ایسا سوال کیا ملائکہ اس پہاڑ پر پہنچے
اور چار [illegible] تک اطراف اور جوانب سے اس پہاڑ کو گھیر لیا پہلے فرشتے آسمان اول [illegible] موسیٰ پر ظاہر ہوئے تسبیح پڑھتے ہوئے اور مثل
[illegible] ہوئے اور بعد اسکے ملائکہ آسمان دوم کے نازل ہوئے شیر کی [illegible] آواز [illegible] تسبیح پڑھتے [illegible] کی
[illegible] اور موسیٰ سے [illegible] حضرت کو بال اُن کے بدن پر کھڑے ہو گئے [illegible] سوال [illegible] ہوا انکو بوجہ فضل و کرم
[illegible] سے [illegible] پیشوا نے کہا کہ اے موسیٰ جلدی مت کر [illegible] زیادہ اس سے تو دیکھیگا اور بعد اسکے تیسرے
آسمان کے فرشتے نازل ہوئے کہ کسو کی صورت تو بیل [illegible] مانند آواز رعد کے آواز کرتے ہوئے اور تسبیح پڑھتے ہوئے اور آگ کے شعلے انکے مونہوں کے اندر سے نکلتے تھے
قریب تھا کہ پہاڑ انکی ہیبت اور دہشت سے پھٹ جاویں اور جدا جدا ہو جاویں اور بعد اس کے چوتھے آسمانوں کے فرشتے نازل ہوئے کہ صورت اُن کی
کسی حیوان کے مشابہ نہ تھی اور عجیب و غریب انکی صورت تھی برنگ آتش اور آواز انکی تسبیح کی تیسرے آسمان کے فرشتوں سے زیادہ تھی اور بعد اس کے
پانچویں آسمان کے فرشتے نازل ہوئے اس ہیبت سے کہ موسیٰ انپر نگاہ نہ کر سکے اور بدن پر اُن کے لرزہ پڑ گیا اور رونے لگے ان فرشتوں کے پیشوا
نے کہا کہ اے موسیٰ ٹھہر اور صبر کر کہ اس سے زیادہ تو دیکھیگا کہ جس کے دیکھنے کی طاقت نہوگی تجھ کو اور بعد اسکے چھٹے آسمانکے فرشتے نازل ہوئے کہ ہاتھوں میں
ہر ایک کے ایک درخت آگ کا تھا مانند درخت خرما کے اور لباس انکا آگ کا تھا اور ایک بڑی آواز سے وہ تسبیح خدا کرتے تھے اور تسبیح انکی یہ تھی کہ سبوح قدوس
رب الملائکۃ ابدا لا یموت موسیٰ نے بیطاقت ہو کر کہا کہ خداوندا پسر عمران کی خبر لے کہ مرنے کے قریب پہنچا ہے اگر یہاں سے جانیکا ارادہ کروں تو چلیجاؤں اور اگر یہاں رہونگا
تو مر جاؤنگا چھٹے آسمانکے فرشتوں کے پیشوا آیا کہ اے موسیٰ بے صبری مت کر کہ اس سے زیادہ عجیب دیکھے گا تو اور بعد اسکے خدا تعالےٰ نے آسمان ہفتم کے فرشتوں
کو کہا کہ حجاب کو پہاڑ و اور تھوڑا سا نور عرش کے نوروں میں سے اس پہاڑ پر چمکاؤ اور ظاہر کرو ان فرشتوں نے حجاب کو اُٹھایا اور جس قدر کہ حکم تھا نور عرش
میں سے اس قوم پر چمکایا جس وقت پہاڑ پر وہ نور چمکا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور جو پتھر اور درخت کہ اسکے گرد تھا اس نور کی عظمت سے مثل غبار کے
ہو گیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے گویا کہ روح انکے بدن سے مفارقت کر گئی فرشتوں نے آوازیں تسبیح کی بلند کیں خدا تعالےٰ نے اس پتھر کو کہ جسپر موسیٰ تھا بلند
کر دیا کہ صاعقہ کی آگ سے جل نہ جائے اور ایک آتش عظیم آسمان سے آئی اور ان ستر آدمیوں کو جو موسیٰ کے ہمراہ تھے جلا دیا اور لطف و کرم خدا کا موسیٰ
کو شامل حال رہا اور وہ ہوش میں آئے اور اس آیت سے اور روایت سے اور پہلی دو روایتیں کہ اس روایت کے موافق ہیں ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا
آنکھوں سے دیکھنا محال ہے اور کیونکر محال نہو کہ نہ تو خدا کیواسطے جسم ہے اور نہ جہت ہے اور جس چیز کے واسطے جسم اور جہت نہو اسکو ہرگز نہیں دیکھ سکتے اور یہ جو بعضے
کہتے ہیں کہ بعض اعراض کا دیکھنا مثل آواز اور مزے کے ممکن ہے پس خدا کا دیکھنا بھی ممکن ہے قطع نظر حماقت قایل اس قول کے سے جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو
خدا مثل اعراض کے نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ جبتک اعراض کے واسطے جسم اور جہت نہوگی تو ان کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے اس واسطے کہ وہ چیز دیکھی جاتی ہے کہ جسکی
طرف کو نگاہ روانہ ہو اور اس پر جا کر ٹھہرے اور اعراض مجسم نہیں ہے اور انکے واسطے جسم ہو گیا تو وہ اعراض اپنی حالت پر باقی نرہی اور دیکھو ہوا کہ واسطے اسکے
ایک جسم ہے لیکن جسم اسکا شفاف جو ہے اسواسطے وہ دکھلائی نہیں دیتی اور خدا کہ بدرجہا اس سے زیادہ لطیف ہے اور اس کے جسم اور جہت نہیں ہے وہ کیونکر دکھلائی
دیگا البتہ اگر اسکے واسطے جہت اور جسم کثیف مقرر کیا جائے تو دیکھنا اسکا سہل ہے اور اس آیت میں حضرت موسیٰ پر اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی کہے کہ
دیکھنا خدا کا اگر ممکن نہ تھا تو حضرت موسیٰ نے باوجود علم عدم رویت کے خدا کے دیکھنے کا سوال کیوں کیا اس واسطے کہ حضرت موسیٰ نے ان ہمراہیوں
کے کہنے سے سوال کیا تھا پس جس وقت کہ انھوں نے کہا تھا کہ تو سوال تو کر اور دیکھ تو کہ کیا جواب آتا ہے اسواسطے ان کے کہنے سے سوال کیا
اور خود جانتے تھے کہ دیکھنا خدائے تعالےٰ کا ممکن نہیں ہے اور ہر چند حضرت موسیٰ نے عذر کیا لیکن ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ

جبتک ہم خدا کو نہ دیکھیں گے تو ایمان نہ لائیں گے اور حضرت موسیٰ جانتے تھے کہ میں دیدار کا سوال کرونگا تو وہاں سے انکار آئیگا اور اس سوال پر
عتاب ہوگا اسوقت ان لوگو پر ظاہر ہو جائے گا کہ ہمارا سائل ہونا دیدار خدا کے واسطے ناحق تھا اس واسطے اُنکے اصرار کرنے سے سوال کیا بلکہ بعض
روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت موسیٰ نے خدا کے دیکھنے کا انکار کیا اور فرمایا کہ دیکھنا خدا کا ممکن نہیں ہے اور اُسکے ہمراہیوں نے اصرار کیا اور کہا کہ خواہ
مخواہ خدا کے دیکھنے کا سوال ہی کر تو اس وقت حضرت موسیٰ نے درگاہ میں خدا کے عرض کی کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ یہ کیا کہتے ہیں حکم ہوا کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں
تو ویسا ہی کر جناب حضرت امام رضا علیہ السلام سے [illegible] کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کلیم اللہ پیغمبر اس امر کو نہ جانے اگر خدا کو نہیں دیکھ سکتے تھے پس
تک نہ سوال کرتے دیکھنے کا فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کلیم اللہ جانتے تھے کہ خدا کو آنکھوں سے دیکھنے سے پاک اور منزہ ہے لیکن جب کلام کیا
اُس سے خدا نے اور برگزیدہ کیا اسکو تو اپنی قوم کی طرف پھرا اور خبر دی انکو کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ سے کلام کیا ہے اور قریب اپنا کیا ہے اور راز اپنا
مجھ سے کہا ہے پس ان لوگوں نے کہا کہ ہم ہرگز باور نہ کریں گے یہاں تک کہ سنیں ہم کانوں اپنے سے جسطرح سنا ہے تو نے اور انکی قوم کے سات لاکھ آدمی
تھے اُس میں سے موسیٰ نے ستر ہزار انتخاب کئے اور ان ستر ہزار میں سے سات ہزار پسند کئے سات ہزار میں سے سات سو اختیار کئے اور سات سو میں سے ستر پسند کئے
اور انکو ہمراہ لیکر طور کو روانہ ہوئے اور جس وقت وہاں پہنچے تو ہمراہیوں کو کوہ طور کے نیچے چھوڑا اور خود حضرت موسیٰ اُس سے اوپر کوہ طور پر چڑھ
گئے اور وہاں پہنچکر خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہ تو مجھ سے اور قوم کو میری کلام اپنا سنا خدائے تعالیٰ نے کلام کیا اور ہمراہیوں نے اوپر سے اور نیچے سے
اور داہنے سے اور بائیں سے اور آگے سے اور پیچھے سے سب اطراف و جوانب سے کلام کو سنا اس واسطے کہ خدائے تعالیٰ نے درخت میں آواز کو پیدا کر کے
سب طرف اسکو پراگندہ اور منتشر کر دیا تھا یہاں تک کہ انھوں نے سب طرفوں سے کلام کو سنا تب انھوں نے کہا کہ ہم ہرگز یقین نہ کریں گے کہ یہ کلام جو ہم نے
سنا ہے یہ کلام خدا کا ہے یہاں تک کہ دیکھیں ہم خدا کو ظاہر میں اپنی آنکھوں سے پس جس وقت ان لوگوں نے ایسی بڑی بات کہی اور سرکشی کی تو خدا
نے ایک بجلی اُن پر بھیجی کہ اُس بجلی نے ان سب کو جلا دیا اُن کے ظلم کے سبب سے کہ وہ مر گئے حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ خداوندا کیا کہوں گا میں بنی اسرائیل
سے جس وقت پھرونگا میں طرف ان کے اور وہ کہیں گے کہ تو ان کو ہمراہ لیگیا تھا تو نے انکو قتل کیا ہے اس واسطے کہ تو راستگو نہیں تھا اُس امر میں
کہ جو کہتا تھا کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے خدائے تعالیٰ نے اُنکو زندہ کر دیا اور اس کے ہمراہ کر دیا پھر ان لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ اگر تو خدا سے
سوال کرتا کہ تجھکو اپنے تئیں دکھلائے کہ تو اسکی طرف نظر کرے تو البتہ وہ قبول کرتا اور تجھکو دکھلاتا اور تو ہمکو خبر کرتا کہ کس طرح کا ہے وہ اور
علامات اور نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے اُن لوگوں نے کہا کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اسپر یہاں تک کہ سوال کرے تو اسکے دیکھنے کا حضرت موسیٰ نے
درگاہ خدا میں عرض کی کہ خداوندا تو سنتا ہے انکی گفتگو کو کہ یہ کیا کہتے ہیں اور تو انکی صلاح اور نیکی کا زیادہ عالم ہے خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر
وحی کی کہ تو سوال کر مجھ سے جو کچھ کہ ان لوگوں نے تجھ سے سوال کیا ہے میں ان کی جہالت کا تجھ سے مواخذہ نہ کروں گا اس وقت موسیٰ نے کہا کہ رب
ارنی انظر الیک اور سوائے اس کے یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے فرمایا ہے کہ اتھلکنا بما فعل السفہاء منا جسکا ترجمہ بعد اسکے آئیگا یعنی کیا ہلاک کرتا ہے تو ہمکو ساتھ اس
چیز کے کہ کیا ہے بیعقلوں نے موسیٰ نے اس فعل کو بیعقلوں کی طرف منسوب کیا ہے اس واسطے کہ یہ فعل ان لوگوں کا تھا اور حضرت موسیٰ نے ان کی طرف
سے کہا تھا اور سوال کرنا دیدار کا جو کہ محال ہے کمال بیعقلی ہے اور دوسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فقد سالوا موسیٰ اکبر من ذالک
فقالوا ارنا اللہ جہرۃ یعنی پس تحقیق سوال کیا انھوں نے موسیٰ سے بہت بڑا اُس سے پس کہا اُنھوں نے دکھلاؤ ہمکو خدائے تعالیٰ کو ظاہر اس
سے معلوم ہوا کہ موسیٰ نے بالذات دیدار کا سوال نہیں کیا بلکہ قوم کے اطمینان کو کیا تھا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ خدائے
تعالیٰ قابل دیکھنے کے نہیں ہے نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور اس آیت میں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کا دیکھنا محال
ہے اس واسطے کہ خدائے تعالیٰ نے امر محال پر اپنے دیکھنے کو معلق کیا ہے اس واسطے کہ فرماتا ہے کہ اگر پہاڑ وقت حرکت اور ریزہ ریزہ
ہونے کے ٹھہرا رہے اور ساکن ہو تو مجھ کو تو دیکھیگا اور یہ بعینہ اجتماع ضدین ہے اور اجتماع ضدین محال ہے پس دیکھنا خدائے تعالیٰ کا

بھی آنکھوں سے محال ہے اور جس وقت کہ خدا کے واسطے نہ جسم ہو اور نہ کوئی جہت مقرر ہو تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسکو آنکھیں دیکھ سکیں بدون جسم اور جہت
کے بیشک دیکھنا اس کا محال ہے اور سوائے اسکے اور آیتوں میں بھی مذکور ہو گا کہ خدا کو نہیں دیکھ سکتے اور ایک نقل عجب مشہور ہے کہ ایک روز ابو حنیفہ
اپنے شاگردوں سے کہتے تھے کہ مجھکو جعفر صادق کی تین باتیں پسند نہیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کو نہیں دیکھ سکتے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ
جو چیز کہ موجود ہو اسکو دیکھ سکیں اور دوسرے یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ شیطان کو عذاب ہو گا آتش دوزخ سے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ شیطان تو
آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ کو آگ کیا عذاب کرے گی اور تیسرے یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ بندہ فاعل مختار ہے اپنے فعل کا اور حال یہ ہے کہ آیات سے
ثابت ہوتا ہے کہ جو کرتا ہے وہ خدائے تعالیٰ کرتا ہے بندے کو اپنے فعل میں اختیار نہیں ہے بہلول دانا اس تقریر کو سنتے تھے انہوں نے ایک
ڈھیلا اٹھا کر ابو حنیفہ کی پیشانی پر مارا لوگ بہلول کو پکڑ کر خلیفہ کے پاس لے گئے خلیفہ نے پوچھا تو کہا کہ تم نے کاہے کو مارا یہ کہتا تھا کہ بندہ
کا کچھ اختیار نہیں ہے جو کرتا ہے خدا کرتا ہے اسکے، ہم میں خدا نے مارا ہے خدا سے اپنا عوض لیوے اور یہ کہتا تھا کہ جو چیز موجود ہے اس کا دکھائی ممکن
ہے اس واسطے بیشک خدا کو بھی دیکھیں گے کہ وہ موجود ہے اب میں کہتا ہوں کہ یہ جو کہتا ہے کہ ڈھیلا مارنے سے سری پیشانی میں درد ہو گیا ہے مجھ کو یہ
اس درد کو دکھاوے اگر وہ موجود ہے اسکی پیشانی میں اور یہ کہتا ہے کہ شیطان کو آگ کیا عذاب کرے گی کہ وہ خود آگ سے پیدا ہوا ہے میں کہتا ہوں کہ
مٹی کے ڈھیلے نے اسکو کیونکر عذاب دیا یہ تو خود مٹی سے بنا ہوا ہے مٹی سے مٹی کو کیا تکلیف ہو گی ابو حنیفہ یہ سنکر بہت نادم ہوئے اور بہلول دانا کو
خلیفہ کے تئیں انکو کچھ نہ کہہ سکے اور جس وقت حضرت موسیٰ ہوش میں آئے تو انکی تسلی کے واسطے اور دور کرنے رنج کے کہ انکو پہنچا تھا **قَالَ** خدائے تعالیٰ نے
کہا **يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ** اے موسیٰ تحقیق میں نے برگزیدہ کیا ہے تجھکو **عَلَى النَّاسِ** اوپر آدمیوں کے کہ جو تیرے زمانہ میں ہیں **بِرِسَالَاتِي**
ساتھ پیغاموں اپنے کے میری طرف سے لوگوں کو پہنچانے **وَبِكَلَامِي** اور ساتھ کلام اپنے کے بدون واسطے کے میں تجھ سے باتیں کروں **فَخُذْ مَا**
آتَيْتُكَ پس لے تو اس چیز کو کہ دی ہے میں نے تجھکو کہ جو کچھ احکام میرے توریت میں ہیں اس پر عمل کر **وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ** اور ہو شکر کرنیوالوں میں
سے اس نعمت بزرگ پر اور کہتے ہیں کہ سوال دیدار خدا کا اور کوہ طور پر دیکھنے کو ہوا تھا اور توریت سویں دیکھنے کو مرحمت ہوئی تھی بعد ہوش میں آنے موسیٰ کے اور حضرت
صادقؑ سے روایت ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ اے موسیٰ تو جانتا ہے کہ میں نے تجھکو کس واسطے برگزیدہ کیا ہے ساتھ کلام اپنے کے سوائے
خلقت اپنی کے موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار میرے کس واسطے تو نے مجھکو برگزیدہ کیا ہے خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰ میں نے تمام بندوں اپنے کو آزمایا نہیں پایا
میں نے خوار اور ذلیل کرنے والا انکے نفس کو اپنے واسطے سوائے تیرے کہ تحقیق تو جس وقت نماز پڑھتا ہے تو رخسارہ اپنے کو خاک پر رکھتا ہے اور فرماتا ہے
خدا کہ **وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ** اور لکھا ہم نے واسطے اس موسیٰ کے بیچ تختیوں کے **مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا** ہر چیز کہ نصیحت
ہے اور تفصیل ہے **لِّكُلِّ شَيْءٍ** واسطے ہر چیز کے یعنی ان تختیوں میں جو کہ خدا نے اپنے قلم قدرت سے لکھے تھے حلال اور حرام اور امر و نہی کی نصیحت ہے
اور ہر ہر چیز کا بیان تھا اس میں اور یہ ضبط حال ہے نامعقول ہے اور کہتے ہیں کہ وہ بارہ تختیاں تھیں اور طول ہر تختی کا بارہ گز کا تھا اور یاقوت
سرخ کی تھیں وہ تختیاں اور نقل کیں زمخشری نے اس میں کہ وہ نور کا تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ تختیاں کہ جن پر توریت لکھی ہوئی تھی زمرد سبز کی تھیں
اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ تختیاں سفید تھیں کہ [illegible] کا تھا اور حضرت صادق علیہ السلام سے جبر کے حال میں روایت ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت
موسیٰ پر تختیاں نازل کی تھیں انمیں بیان ہر چیز کا ہے جو کچھ کہ ہو لیا ہے اور جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک پس جس وقت گزر گئے دن حضرت موسیٰ کی عمر
کے تو خدائے تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ امانت سونپ دے تو ان تختیوں کو کہ جو بہشت کی زبرجد کی ہیں اس پہاڑ میں کہ نام اسکا زینہ ہے موسیٰ اس پہاڑ پر گئے تو
وہ اسجگہ سے پھٹ گیا اور موسیٰ نے وہ تختیاں لپیٹ کر اسمیں رکھدیں وہ پہاڑ اسی جگہ پیوستہ اور باہم ہو گیا اس وقت سے وہ تختیاں اس پہاڑ میں تھیں یہاں تک کہ خدائے
تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو پیغمبر کرکے بھیجا تو کچھ سوار حضرت کے زمانہ میں یمن سے روانہ ہو کر حضرت کی خدمت میں آتے تھے جس وقت وہ سوار اس پہاڑ پر پہنچے کہ جس میں وہ تختیاں
تھیں وہ پہاڑ پھٹ گیا اور وہ تختیاں اسی طرح لپٹی ہوئی جیسی کہ موسیٰ نے رکھی تھیں اس پہاڑ میں سے باہر نکل پڑیں اور ان سواروں نے انکو لے لیا جس وقت ان کے

ہاتھوں میں آتش تو ان کے ہونٹوں میں نہ گذرا کہ ان تختیوں میں لطف مدت کروا اور اُن کو ایک ہمت ان تختیوں کی ہو گئی یہاں تک کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نازل کیا اور اُن تختیوں کی اور سواروں کے پاس اُن تختیوں کے آنے کی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر کی جس وقت وہ سوار حضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا تو حضرت صلعم ہی نے ابتدا کی اور ان تختیوں کو سواروں سے طلب کیا اُن سواروں نے دریافت کیا کہ آپ کو کس نے خبر کی ہے فرمایا کہ میرے پروردگار نے خبر کی ہے اور وہ تختیاں ہیں کہ جو تمہارے پاس ہیں اس وقت ان سواروں نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوئے اور وہ تختیاں حضرت کے روبرو رکھیں حضرت نے انکو دیکھا اور پڑھا زبان عبرانی میں وہ کندہ ہو رہی ہیں بعد اسکے حضرت نے جناب امیر کو بلا کر وہ تختیاں انکے سپرد کیں اور فرمایا کہ ان میں علم اولین و آخرین ہے ان کو لو اپنے پاس رکھو اور یہ تختیاں موسیٰ کی ہیں اور مجھکو پروردگار نے حکم کیا ہے کہ انکو تیرے سپرد کردوں جناب امیر نے عرض کی کہ میں اچھی طرح ان کو پڑھ نہیں سکتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے کہ تو علی سے کہہ کہ ان تختیوں کو تکیہ اپنے سر کے نیچے رکھے جس وقت صبح کو اُٹھے گا تو ان کا پڑھنا اسکو معلوم ہو جائے گا حضرت علی نے شب کو ان تختیوں کو اپنے سر کے نیچے رکھا اور صبح کو اُٹھے تو ان کا پڑھنا معلوم ہو گیا اور جو کچھ اس میں تھا خدا تعالیٰ نے حضرت علی کو تعلیم کردیا اور جناب رسول خدا نے ان تختیوں کی نقل کا حکم دیا ایک پوست پر انکی نقل ہوئی اور وہ جفر ہے کہ اس میں علم اولین و آخرین ہے اور ہمارے پاس ہے اور وہ تختیاں بھی ہمارے پاس ہیں اور عصا موسیٰ کا ہمارے پاس ہے اور ہم سب پیغمبروں کے وارث ہیں اور جس وقت وہ تختیاں خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو دیں تو فرمایا کہ **فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ** یعنی پس لے تو ان تختیوں کو ساتھ قوت دل کے اور ارادہ درست کے **وَأْمُرْ قَوْمَكَ** اور حکم کر تو قوم اپنی کو تاکہ تصدیق کریں اور عزم درست **يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا** یعنی وہ پکڑیں ان تختیوں کا نیکی جو کچھ کہ بہتر چیزیں ہیں اُن تختیوں میں اسکو یعنی مثل فرائض اور نوافل اور صبر اور عفو کے مقام انتقام اور قصاص لینے میں اور اسواسطے خوف دلانے کے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ **سَأُرِيكُمْ** قریب ہے کہ دکھلاؤں گا میں تمکو اے بنی اسرائیل **دَارَ الْفَاسِقِينَ** گھر فاسقوں کا یعنی مکانات ان لوگوں کے کہ جو گذر گئے ہیں مخالف خدا میں اور خارج ہو گئے تھے طاعت خدا سے کہ وہ پہلے اس سے گذر گئے ہیں اور آرامگاہ فرعون کی اور مکانات اسکی قوم کے شہر مصر میں کہ خالی پڑے ہیں اور مالک اُن کے ہلاک ہو گئے ہیں تاکہ تم ان کو دیکھ کر نصیحت پکڑو اور خدائے تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو اور جو لوگ کہ نشانیاں قدرت خدا کی دیکھ کر از راہ عناد اُن میں تامل اور تفکر نہیں کرتے ہیں کہ ہدایت پائیں اُن کے حق میں خدائے تعالیٰ غصہ ہو کر فرماتا ہے کہ **سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ** قریب ہے کہ پھیروں میں نشانیوں قدرت اپنی سے **الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ** ان لوگوں کو کہ تکبر کرتے ہیں وہ **فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ** بیچ زمین کے بدوں حق کے یعنی وہ نشانیاں کہ جنسے طالبان حق ہدایت پاتے ہیں ان نشانیوں کو اہل عناد اور تکبر سے میں باز رکھوں اور انکو اُن کے حال پر چھوڑ دوں اور نظر لطف اور توفیق جو مومنین پر رکھتا ہوں یہ وہ نظر نہ کروں اس واسطے کہ میں اپنے علم سے جانتا ہے کہ یہ لوگ نہایت عناد اور سرکشی سے ہماری قدرت کی نشانیوں میں غور اور تامل نہ کریں گے تاکہ ہدایت پائیں اس واسطے اُن نشانیوں کو کہ جن سے ہدایت ہوتی ہے ان لوگوں سے منع کروں میں اور حال ان لوگوں کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ** اور اگر دیکھتے ہیں وہ متکبرین ہر معجزے کو تو **لَا يُؤْمِنُوا بِهَا** نہیں ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ اسکے اور اعتبار اسکا نہیں کرتے سبب زیادتی عناد کے **وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ** اور اگر دیکھتے ہیں وہ طریقہ رہنمائی کو کہ وہ معجزے ہیں کہ دلالت کرنے والے ہیں حق پر تو **لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا** نہیں پکڑتے ہیں وہ اسکو راہ اپنی کہ اسکی پیروی کریں **وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ** اور اگر دیکھتے ہیں راہ گمراہی کو تو **يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا** پکڑتے ہیں وہ اسکو طریق اپنا اور اسکی پیروی کرتے ہیں **ذَٰلِكَ** یہ پیروی گمراہی کی **بِأَنَّهُمْ** بسبب اسکے ہے کہ تحقیق انہوں نے **كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا** جھٹلایا آیتوں نشانیوں ہماری کو کہ وہ معجزات اور کتابیں اور رسول ہمارے ہیں **وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ** اور تھے وہ ان نشانیوں سے غافل کہ نظر عبرت اور تفکر انکی طرف نہیں دیکھتے تھے اور مراد غفلت سے روگردانی ہے باوجود علم حقیقت کے یعنی دیدہ و دانستہ از راہ عناد

روگردانی کرتے تھے یہ کہ نادانستگی کی جہت سے اور فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور جن لوگوں نے کہ جھٹلایا ہے نشانیوں قدرت ہماری کو
وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ اور ملاقات کرنے آخرت کو اور کہیں کہ حساب اور کتاب اور جزا اور سزا کچھ ہوگا تو یہ وہ لوگ ہیں کہ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ باطل اور نابود
ہوگئے ہیں عمل اُن کے جو کچھ کہ دین میں کئے ہیں اُنھوں نے کہ موافق شرع کے وہ نہ تھے گویا کہ کچھ عمل ہی اُنھوں نے نہیں کیا ہے هَلْ يُجْزَوْنَ
اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ نہ جزا دیے جائینگے وہ مگر جو کچھ کہ تھے وہ کرتے اور اب خدا سامری اور بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کا ذکر کرتا ہے کہ جس وقت حضرت
موسیٰ واسطے لینے توریت کے کوہ طور پر گئے تو یہاں سامری نے ایک بچھڑا بنایا اور بنی اسرائیل نے اُسکی پرستش کروائی چنانچہ فرماتا ہے وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى اور بنایا
قوم موسیٰ کی نے یعنی اختیار کیا قوم موسیٰ نے مِنْۢ بَعْدِهٖ پیچھے اُن موسیٰ کے جس وقت کہ وہ کوہ طور پر گیا مِنْ حُلِيِّهِمْ زیوروں اپنے سے جو کہ قبطیوں سے مستعار لئے تھے عِجْلًا
جَسَدًا بچھڑے بدن بے روح کے یعنی بعد جانے موسیٰ کے بنی اسرائیل نے اپنے زیوروں سے جو کہ قبطیوں سے بطور عاریت کے لئے تھے ان زیوروں سے ایک بچھڑا بنایا کہ وہ ایک جسم بغیر روح تھا اور
اُسکا جسم تھا کہ لَهٗ خُوَارٌ واسطے اُسکے آواز تھی بچھڑے کی سی کہتے ہیں کہ جس وقت بنی اسرائیل مصر سے باہر آئے تو اُنھوں نے چاہا کہ فرعونیوں کو ہمارے
حال سے اطلاع ہو اس واسطے اُنھوں نے ایک بہانا اُٹھایا اور فرعونیوں سے کہا کہ ہماری قوم میں شادی کی تقریب ہے اور اُسمیں ہم مشغول ہیں اور
ہر ایک نے بنی اسرائیل کے لوگوں میں سے اپنے دوستوں میں سے فرعون کی قوم والوں سے بطور عاریت کے زیور طلب کیا اور وہ اس زیور کو
لے کر مصر سے چلے گئے اور دریا پر پہنچے کہ جس میں فرعون اپنی قوم سمیت غرق ہوا اور بعد غرق ہونے فرعونیوں کے وہ زیور بنی اسرائیل کے لوگوں
کے پاس تھا جس وقت حضرت موسیٰ واسطے لینے توریت کے پہاڑ کو گئے تو سامری نے کہ زرگری میں بڑا استاد تھا اس زیور کو پگھلا کر اسکا ایک
بچھڑا بنایا کہتے ہیں کہ سامری ایک مرد تھا قبیلہ سامرہ میں سے بزرگان بنی اسرائیل سے جن ایام میں کہ فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو
قتل کرتا تھا ان دنوں میں وہ پیدا ہوا تھا اور بعد پیدا ہونے کے اس کی ماں نے کنارہ نیل کے ایک جزیرہ میں ڈال دیا تھا اور خدائے
تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم کیا کہ تو اس کی پرورش کر اور کھانا اور پینا اسکو دیتا رہ اس لئے سامری جبرئیل کو پہچانتا تھا اور جس روز فرعون کی قوم غرق
ہوئی تو جبرئیل دریا پر موجود تھا سامری نے جبرئیل کو پہچان کر اُسکے گھوڑے کے سم کے نیچے کی خاک اُٹھا لی تھی اور اس خاک کو اپنے پاس رکھتا
تھا اس واسطے کہ حضرت موسیٰ سے اُسنے سنا تھا کہ جبرئیل کے گھوڑے کے سُم کے نیچے کی خاک کی یہ خاصیت ہے کہ جس چیز میں اس خاک کو ڈالو اس چیز
میں سے آواز آنے لگے گی اور جس وقت حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے تو سامری حضرت ہارون کے پاس آیا اور کہا کہ زیور جو قبطیوں سے مانگ
کر لایا تھا ہمکو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے لیکن بنی اسرائیل اسکو خرد برد و خرچ کرتے ہیں سب کو حکم کر کہ اُسکو ایک جگہ جمع کریں اور سب
کو جلا دیں حضرت ہارون نے حکم کیا سب زیور لوگوں نے جمع کیا اور ایک کڑاہی میں اس کو رکھ کر گلایا سامری جو زرگری میں استاد تھا اُس نے
جلدی میں ایک قالب بچھڑے کا بنا کر اس میں اس زیور پگھلے ہوئے کو ڈال دیا اور بشکل گوسالہ اس میں سے ایک شکل باہر نکالی اور تھوڑی سی
خاک زیر سُم اسپ جبرئیل اُس کے اندر ڈال دی اسی وقت وہ آواز کرنے لگا اور پوست اور بال اسپر موجود ہوگئے کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے
س لاکھ آدمیوں نے اسکو سجدہ کیا مگر بارہ ہزار نے نہیں کیا کہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت سامری نے لوگوں سے
کہا کہ یہ بچھڑا تمہارا خدا ہے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ یہ کیونکر ہمارا خدا ہووے سامری نے کہا کہ اس میں سے تمہارا پروردگار کلام کرے گا
جیسے کہ درخت میں سے موسیٰ کلام کیا کرتا تھا اور خدا تو بچھڑے کے اندر ہے جیسے کہ درخت کے اندر تھا جس وقت آواز بچھڑے میں
سے آئی تو بنی اسرائیل گمراہ ہوگئے اور اسکو سجدہ کیا اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے آئے اور لوگوں
کو گوسالہ پرست پایا تو گوسالہ سے دریافت کیا کہ اے بچھڑے کیا تیرے اندر ہمارا پروردگار تھا جیسے کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں
بچھڑا بحکم خدائے تعالیٰ گویا ہوا اور کہا اُس نے کہ پاک ہے پروردگار ہمارا اس امر سے کہ کسی سے میں مثل گوسالہ اور درخت کے ہو
اور لیکن سامری نے ایک بچھڑا بنا کر کھڑا کر دیا اور پیچھا اُس کا ایک دیوار کی طرف رکھا اور وہاں سامری نے ایک گڑھا کھود کر اس میں

اپنے ایک بھائی شیطان کو بٹھا دیا وہ اس کا یار تھا شیطان بچھڑے کی مقعد پر منہ رکھ کر کہتا تھا کہ میں تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہوں لیکن موسیٰ
پسر عمران بھی گمراہ ہوئے ہیں یہ میری عبادت کرنے سے مگر اس واسطے کہ انہوں نے کسی کی بھی محمد اور آل محمد پر درود بھیجتے ہیں اور
ایک روایت میں ہے کہ جس وقت موسیٰ کوہ طور پر گئے اور ان کو تیس دن سے زیادہ گذرے تو ابلیس بصورت شیخ بنی اسرائیل کے پاس
آیا اور کہا کہ موسیٰ بھاگ گیا اور پھر تمہاری طرف وہ نہ پھریگا اب تم اپنے زیور کو جمع کرو کہ میں تمہارے لئے ایک معبود بنا دوں کہ تم اسکی
عبادت کیا کرو وہ لوگ زیور لائے تو شیطان نے اس کا بچھڑا بنایا اور سامری نے کہا کہ میرے پاس جو خاک زیر سم اسپ جبرئیل سے وہ
لاحق ہے وہ اسکو لایا تو اسکو بچھڑے میں ڈالا وہ حرکت کرنے لگا اور آواز کی اور اس پر بال نکل آئے بنی اسرائیل نے سجدہ کیا اور
خدائے تعالیٰ نے موسیٰ کو خبر کی کہ تیری قوم گوسالہ پرستی کرکے گمراہ ہوگئی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سنکر غصہ ہوئے اور رنج میں
بھرے ہوئے توریت کی تختیاں لے کر کوہ طور سے پھرے اس قصہ کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ موسیٰ کوہ طور پر چلے گئے تو بعد
اُس کے اسکی قوم نے اپنے زیوروں سے جو کہ فرعونیوں نے بطور رعایت کے لئے تھے اُس زیور کا بچھڑا بنایا کہ وہ ایک بدن تھا بدون
روح کے اور ایک آواز بھی اس میں سے نکلی تھی اور سورۂ طٰہٰ میں بھی ذکر آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اب خدائے تعالیٰ بنی اسرائیل کو ملامت
کرتا ہے کہ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ تحقیق وہ بچھڑا نہیں کلام کرتا ہے اُن سے کہ محض ایک بدن بے روح ہے اور
کچھ نفع اور ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اور نہ رہنمائی کرسکتا ہے اُن کو راہ نیک کی کہ قتل شر کرے تو وہ بے حس جاہل
کسی چیز کا کیونکر ہو سکے گا اِتَّخَذُوهُ پکڑ لیا ہے انہوں نے اسکو یعنی اختیار کیا ہے اسکو معبود وَكَانُوا ظَالِمِينَ اور تھے وہ ظلم
کرنے والے اپنے نفسوں پر کہ بچھڑے کو اپنا معبود مقرر کیا تھا اور بچھڑا بھی وہ تھا کہ جس کو ایک آدمی نے بنایا تھا ایسی چیز کی جو انہوں
نے عبادت کی خدا کو چھوڑ کر تو نہایت ظلم کیا انہوں نے اپنے اوپر وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ اور جس وقت ڈالا گیا بیچ ہاتھوں
ان کے یہ عربوں کا دستور ہے کہ جب کوئی آدمی شدت سے نادم ہوتا ہے تو اس کو کہتے ہیں کہ سقط فی ایدیہم اور یہ کنایہ ہے ندامت سے
اس واسطے کہ جو کوئی بہت نادم ہوتا ہے تو نہایت غم و غصہ سے ہاتھ کو اپنے دہن میں ڈالتا ہے اور ہاتھ کو کاٹتا ہے پس معنی یہ ہوئے کہ جس وقت
ڈالا گیا بیچ ہاتھوں ان کے یعنی جس وقت کہ ہاتھ اُن کے دہن میں واقع ہوئے اور ان کو دانتوں سے کاٹتے تھے نہایت پشیمانی سے کہ
گوسالہ کی پرستش کی تھی وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا ۙ اور دیکھا انہوں نے کہ تحقیق وہ تحقیق کہ گمراہ ہوئے ہیں بچھڑے کی پرستش کرکے
جب اسطرح انہوں نے اپنے حال کو دیکھا تو قَالُوا کہا انہوں نے نہایت ندامت اور پشیمانی سے کہ لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا البتہ اگر نہ رحم کرے گا
ہم پر رَبُّنَا پروردگار ہمارا توبہ کے قبول کرنے میں وَيَغْفِرْ لَنَا اور نہ بخشش کرے گا واسطے ہمارے اور گناہوں کو ہمارے نہ بخشے
گا تو لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ہ البتہ ہوویں گے ہم نقصان والوں میں سے اور ہلاک ہونے والے اور بعضے سقط کی ضمیر
کو ندم کی طرف پھیر کر اس فقرے کے معنی اس طرح کہتے ہیں کہ جس وقت ڈالی گئی ندامت بیچ ہاتھوں اُنکے کے اور بعضے سقط
کو معروف کا صیغہ پڑھتے ہیں وقع کے معنی میں اور ضمیر ندم کی طرف پھرتی ہے اور بعضے ترحمنا اور تغفر لنا کو تا سے پڑھتے ہیں
مخاطب کا صیغہ اور رب کو منصوب پڑھتے ہیں منادی مقرر کرکے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ
إِلَىٰ قَوْمِهِ اور جس وقت پھرا موسیٰ طرف قوم اپنی کے کوہ طور سے تختیاں توریت کی ہمراہ لے کر غَضْبَانَ أَسِفًا ۙ
خشمناک اور اندوہناک ہوکر یہ حال واقع ہوا ہے یعنی موسیٰ کوہ طور سے اپنی قوم میں آیا تو نہایت غصہ اور رنج میں بھرا ہوا تھا
انکی گوسالہ پرستی کے سبب اور جب ان گوسالہ پرستوں کے روبرو گیا تو قَالَ کہا موسیٰ نے ان سے کہ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي
بُری نیابت اور جانشینی کی تم نے میرے بعد کہ گوسالہ کی پرستش میں تم مشغول ہوئے أَعَجِلْتُمْ کیا جلدی کی تم نے گوسالہ کی پرستش

میں اور شرک کیا تم نے اَمْرَ رَبِّكُمْ حکم پروردگار اپنے کو اور صبر نہ کیا تم نے کہ میں حکم خدا کا تمکو پہنچاؤں اور یا تم نے معنی وعدہ ہے کہ کیا جلدی کی تم نے
وعدہ پروردگار اپنے میں کہ وہ چالیس روز کا تھا سو چالیس روز تم نے پورے ہونے دئے اور چالیس روز کے تمام ہونے سے پہلے ہی تم نے
ایسی جلدی کی کہ گوسالہ پرستی کرنے لگے وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ اور پھینکا موسیٰ نے تختیوں کو غصہ میں ہوکر دین کی حرارت سے کہ بعضی، تو ان میں
سے ٹوٹ گئیں اور بعضی آسمان کو چلی گئیں اور بعضی باقی رہیں اور امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ وہ تختیاں جو موسیٰ نے ڈالدی تھیں وہ تختیاں وہی تھیں جسکو پہاڑ
نگل گیا تھا اور جس وقت کہ رسول خدا کے پاس آئے تھے تو وہ تختیاں پہاڑ نے اُگل دی تھیں اور ان لوگوں نے تختیاں اُٹھا کر رسول کے پاس پہنچا دی تھیں
اور اب وہ تختیاں ہمارے پاس ہیں اور فرماتا ہے خدا وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ اور پکڑا موسیٰ نے سر بھائی اپنے ہارون کا يَجُرُّهٗٓ
اِلَيْهِ طرف کھینچتا تھا وہ اسکو طرف اپنے غصہ میں اور یہ اس واسطے کیا کہ حضرت موسیٰ اگرچہ جانتے تھے کہ اس میں ہارون کا کچھ قصور نہیں ہے لیکن سر
اُن کا اپنی طرف اس واسطے کھینچا کہ ان لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ یہ امر عظیم اور بہت بُرا تھا کہ باوجود جرم ہونے بھائی کے سر اس کا کھینچا اور جن
لوگوں نے گوسالہ پرستی کی تھی اُن کی نسبت کیا حال ہوگا تاکہ وہ لوگ یہ حال دیکھ کر اپنے اعتقاد فاسد اور باطل سے توبہ کریں اور بعضے کہتے
ہیں کہ ہارون کو سبب قلق تھا اس امر کا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو جزع اور فزع میں دیکھ کر مہربانی
سے اپنی طرف کھینچا اور ہارون نے اُن کو کھینچنے سے اس واسطے منع کیا کہ ایسا نہ ہو کہ دشمن اسکو اہانت پر محمول کریں اور یہ
محال تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اہانت سے اُن کی داڑھی پکڑ کر اپنی طرف کو کھینچتے اس واسطے کہ ہارون بے
گناہ تھے اور جناب موسیٰ علیہ السلام پیغمبر اور معصوم تھے اور پیغمبر بے گناہ کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا ہے اور وہ بے گناہ
بھی پیغمبر اور معصوم تھا اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ اس واسطے ہارون کا سر کھینچا کہ وہ بنی اسرائیل کو چھوڑ کر میرے پاس کیوں نہ چلا
آیا تاکہ اُن پر عذاب نازل نہ ہوتا اور بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ نے ہارون کا سر اس توہم سے کھینچا کہ ہارون نے ان لوگوں کے منع کرنے میں قصور
کیا تھا لیکن ایسا توہم پیغمبر کو ہرگز نہیں ہو سکتا کسی بیگناہ کی طرف کہ فقط اپنے وہم سے کسی کو ماخوذ کرے اور یہ امر ایسا بھی نہیں تھا کہ موسیٰ
پر مخفی رہا ہو اور کہتے ہیں کہ ہارون موسیٰ سے تین برس بڑے تھے عمر میں اور ایک ماں سے جو دو بھائی پیدا ہوتے ہیں تو اُن میں آپس
میں الفت اور مہربانی بہت ہوتی ہے بخلاف اس کے دو مادر سے پیدا ہوں کہ اکثر اُنمیں آپس میں محبت نہیں ہوتی اسی واسطے حضرت
ہارون نے حضرت موسیٰ سے اے بیٹے ماں میری کے کہا کہ یہ دونوں ایک ماں سے تھے اور یہ نہ کہا کہ اے بیٹے باپ میرے کے حالانکہ باپ بھی اُن
دونو کا ایک تھا لیکن نام ماں کا لیا تاکہ موسیٰ کو ہارون پر زیادہ رحم آوے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ قَالَ کہا ہارون نے موسیٰ کو کہ ابْنَ اُمَّ
اے بیٹے ماں میری کے اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ تحقیق قوم نے ناتواں اور بیچارہ جانا مجھ کو اور میں نے اُن کے ڈرانے میں اور
نصیحت کرنے میں کوئی قصور اور کمی نہیں کی وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ اور قریب تھے وہ کہ اس منع کرنے میں قتل کریں وہ مجھ کو بے یار و مددگار
جان کر فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ پس نہ خوش کر تو پس میرے دشمنوں کو کہ وہ اس سر کھینچنے سے مجھکو قصور مند سمجھیں گے اور اس
کھینچنے کو میری اہانت پر محمول کریں گے اور حال یہ ہے کہ تو سارے میرے سر کو کھینچتا ہے وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
اور نہ کر تو مجھکو ہمراہ قوم ظلم کرنے والی کے کہ لوگ گمان کریں کہ جیسا کہ غصہ موسیٰ کا گوسالہ پرستوں پر ہے ایسا ہی غصہ
ہارون پر بھی ہے اور جس وقت ہارون نے موسیٰ کو شبہہ کی لوگوں کی تہمت بد کے وہم کرنے پر اپنے حق میں تو اس وقت موسیٰ
نے استغفار کیا اور خدائے تعالیٰ سے بخشش چاہی چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَالَ کہا موسیٰ نے عاجزی اور
انکساری کی راہ سے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ اے پروردگار میرے بخش تو واسطے میرے اور واسطے ہارون بھائی
میرے کے وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ اور داخل کر تو ہم کو بیچ رحمت اپنی کے اور اپنے امن اور تفضل اور انعام کرنے

میں وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور تو زیادہ رحم کرنے والا رحم کرنے والوں میں سے ہے یہ دعا حضرت موسیٰ کی باعتبار کسر نفس اور عاجزی کے
ہے واسطے حاصل ہونے تقرب خدا کے کہ جس کے سبب سے درجات بلند ہوتے ہیں نہ اس واسطے کہ ان سے اور انکے بھائی سے کوئی گناہ بڑا یا چھوٹا
صادر ہوا تھا کہ جس کے لیے حاجت استغفار کی ہوتی اس واسطے کہ انبیاء معصوم ہیں ہر قباحت اور بدی سے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ ہو اور ان سے کوئی
گناہ صادر نہیں ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت ہارون نرم اور بردبار بہت تھے اور اسی واسطے بنی اسرائیل انکو دوست بہت رکھتے تھے
اور موسیٰ کی اولاد نہ تھی اور ہارون کی اولاد تھی اور وحی موسیٰ پر نازل ہوتی تھی اور موسیٰ ہارون پر وحی کرتے تھے اور اب خدا تعالیٰ
گوسالہ پرستوں کو خوف دلاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ تحقیق جن لوگوں نے کہ پکڑا ہے بچھڑے کو معبود اپنا
سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ قریب ہے کہ پہنچے ان کو غضب پروردگار انکے کی طرف سے اور وہ یہ ہے کہ ان کی توبہ کے مقدمہ میں حکم ہوا
کہ آپس میں ایک دوسرے کو قوم میں سے قتل کرے چنانچہ سورہ بقر میں ذکر اسکا گذر گیا ہے وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اور خواری ہے بیچ زندگانی
دنیا کے ان گوسالہ پرستوں کے واسطے اور وہ یہ ہے کہ جلاوطن ہو کر آوارہ رہیں اور یا یہ کہ جزیہ انکی گردن پر رکھا گیا وَكَذٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ
ہم سزا دیتے ہیں گوسالہ پرستوں کو ایسے ہی نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ سزا دیتے ہیں ہم جھوٹ باندھنے والوں کو اور گوسالہ کو خدا کہنا اس سے بڑا کیا دروغ
ہوگا اور جامع میں اور امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ اس آیت کو تلاوت فرمایا اور بعد اسکے فرمایا کہ نہ دیکھو گے تو صاحب
بدعت کو اور افترا اور جھوٹ باندھنے والے کو خدا اور پیغمبر پر اور اسکے اہلبیت پر مگر خوار اور ذلیل وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ اور وہ لوگ کہ عمل کئے ہیں انھوں
نے برے جیسے کہ کفر اور گناہ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا پھر توبہ کی انھوں نے بعد ان برائیوں اور گناہوں کے وَاٰمَنُوْٓا اور ایمان لائے وہ کہ خدا کی
اور پیغمبر کی تصدیق کی انھوں نے اور ایمان پر قائم رہے اور موافق ایمان کے عمل کئے اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا تحقیق پروردگار تیرا بعد اس توبہ کرنے
کے لَغَفُوْرٌ البتہ بخشنے والا ہے گناہ کو رَّحِیْمٌ مہربان ہے کہ بعد توبہ کے بندہ سے اس گناہ کا مواخذہ نہیں کرتا ہے کیسا ہی بڑا گناہ ہو غرض جب کہ
گوسالہ پرست نادم اور پشیمان ہو کر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے لئے استغفار کر خدا تعالیٰ کا انکے مقدمہ میں حکم ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل
کرے سو یہ توبہ تمہاری ان لوگوں نے ایسا ہی کیا چنانچہ سورہ بقر میں مفصل گذر گیا ہے فاقتلوا انفسکم کی تفسیر میں اور ستر ہزار آدمی انکے قتل ہوئے پس
موسیٰ اور ہارون کو رحم آیا اور خدائے تعالیٰ سے درخواست کر کے انھوں نے اس قتل کو معاف کرا دیا اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَی
الْغَضَبُ اور جس وقت خاموش ہوا موسیٰ سے غصہ تو اَخَذَ الْاَلْوَاحَ لے لیا تختیوں کو جو کچھ باقی رہی تھیں اور زمین پر سے ان کو اٹھا لیا
وَفِیْ نُسْخَتِهَا اور بیچ نوشتہ ان تختیوں کے هُدًی وَّرَحْمَةٌ رہنمائی حق کی اور رحمت تھی یعنی نعمت اور منفعت تھی لِّلَّذِیْنَ هُمْ
واسطے ان لوگوں کے کہ وہ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ واسطے پروردگار اپنے کے ڈرتے ہیں یعنی اس کے عذاب سے خوف کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا
کہ وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا اور پسند کیا موسیٰ نے قوم اپنی میں سے ستر مردوں کو واسطے وعدہ وقت
مقرر ہمارے کے فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پس جس وقت پکڑ لیا ان کو زلزلہ رعد نے اور صاعقہ نے تجلی کی کہ وہ جل کر مر گئے تو
قَالَ کہا موسیٰ نے کہ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ اے پروردگار میرے اگر چاہتا تو ہلاک کرتا تو ان کو مِّنْ قَبْلُ پہلے اس سے کہ ہم
انہی قوم میں سے نکل کر آئے ہیں وَاِیَّایَ اور مجھکو بھی ہلاک کرتا اور اس آیت کی تفسیر میں بعضے آدمی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت
کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو زلزلے نے اس واسطے پکڑ لیا تھا کہ انھوں نے موسیٰ پر ہارون کے قتل کا دعویٰ کیا تھا اور کیفیت اسکی یہ ہے کہ موسیٰ اور ہارون اور
شبر اور شبیر فرزندان ہارون پہاڑ کو جاتے تھے حضرت ہارون ایک تخت پر سوار تھے اور خدائے تعالیٰ نے اس وقت ہارون کی روح قبض
کی اور موسیٰ نے ان کو وہیں دفن کیا اور جس وقت موسیٰ وہاں سے واپس ہو کر بنی اسرائیل میں آئے تو انھوں نے کہا کہ ہارون کیا ہوا موسیٰ نے کہا کہ
خدا تعالیٰ نے ان کو موت دی وہ مر گیا بنی اسرائیل نے کہا کہ تو نے اسکو قتل کیا ہے اس واسطے کہ تو اسکے نیک خلق اور نرمی مزاج سے حسد کرتا تھا موسیٰ نے کہا

کہ کچھ آدمی ہم مقرر کرو میرے ہمراہ چلنے کو اس امر کے دریافت کرنے کے واسطے ان لوگوں نے ستر آدمی پسند کر کے موسیٰ کے ہمراہ کیے اور موسیٰ
اُن کو اپنے ہمراہ لیکر ہارون کی قبر پر آئے اور ہارون کو آواز دی کہ تجھکو کسنے قتل کیا ہے یا تو اپنی موت سے مرا ہے کہا مجھ کو کسی نے قتل نہیں کیا ہے مجھکو
تو خدا نے موت دی ہے پس اُن لوگوں کو صاعقہ نے یعنی کڑک اور بجلی نے پکڑ لیا اور جلا دیا اور اکثر مفسرین کے نزدیک یہ ہے کہ خدائے تعالے نے اس
آیت میں ان ستر لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کو موسیٰ وقت سنانے کلام خدا کے اپنے ہمراہ لے گئے تھے تاکہ یہ گواہی دیویں بنی اسرائیل میں جا کر کہ خدائے تعالے
موسیٰ سے کلام کرتا تھا جب اُن لوگوں نے خدا کا کلام سنا تو کہا کہ ہم [illegible] اپنی آنکھوں سے [illegible] پس پکڑ
گئے کہ یہ کلام خدا کا ہے جب دیدار کا انھوں نے سوال کیا تو ایک بجلی آئی اور انکو سوختہ کر گئی [illegible] خدائے تعالے نے موسیٰ
کی دعا سے پھر ان کو زندہ کیا اور اس قصہ کو خدا نے بیان نہیں کیا پہلے سوال کیا تھا اور بعد اُسکے کہ سوال کا ذکر کیا اور [illegible] قصہ کو شروع کیا کہ اختیار
کئے موسیٰ نے قوم اپنی سے ستر آدمی کلام خدا سنانے کے واسطے اور جب انھوں نے تحقیق نہ کیا کہ یہ خدا کا کلام ہے اور کہا کہ ہمکو خدا کو دکھلاوے جب
انھوں نے یہ کہا تو ایک زلزلہ اور بجلی آئی کہ اس نے ان سب کو جلا دیا موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار میرے اگر تو چاہتا تو پہلے اس سے بھی انکو اور مجھکو
ہلاک کر سکتا تھا دریا میں ڈبو کر جس وقت فرعون کو ڈبویا تھا پس اُس وقت تو نے اس پر رحم کیا اور ان کو ہلاک نہ کیا اگر اس مرتبہ بھی اپنے فضل و کرم سے انکو
نجات دے تو اور زندہ کر دے تو کچھ بعید نہیں ہے أَتُهْلِكُنَا کیا ہلاک کرتا ہے تو ہمکو اے پروردگار ہمارے بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا بسبب
اسکے کہ کیا ہے کم عقلوں نے یعنی بعضے احمقوں نے جو ہم میں سے دیدار کا سوال کیا تھا انکی جہت سے تو ہم سب کو ہلاک کرتا ہے إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ
نہیں ہے یہ زلزلہ اور صاعقہ مگر آزمائش تیری بندوں کے واسطے کہ انکا امتحان کرتے ہیں یا نہیں تُضِلُّ بِهَا گمراہ کرتا ہے تو ساتھ اس آزمائش
کے مَنْ تَشَاءُ جس کو چاہتا ہے تو کہ وہ سبب اس کے اور انکا اعتقاد متزلزل ایمان کے جو آنہیں صبر کرتے ہیں تو صابروں کے ثواب سے محروم رہتے ہیں
وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ اور رہنمائی حق کی کرتا ہے تو جس کو چاہتا ہے تو کہ وہ جو طالب سیدھی راہ کے ہیں انکو توفیق عطا کرتا ہے وہ ایسے
مقاموں میں صبر کرتے ہیں اور ان صابروں کا حاصل کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ہلاک کرتا ہے تو ساتھ اس کے جس کو کہ
چاہتا ہے تو اور نجات دیتا ہے جس کو چاہتا ہے تو خدا نے موسیٰ کی زبانی فرمایا کہ طلب کرنا دیدار خدا کا حماقت ہے اور کام احمقوں کا ہے یہ عقلا
کا اس سے معلوم ہوا کہ خدا کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اور [illegible] موسیٰ طالب ہوئے تھے دیدار کے بلکہ لوگوں کے اصرار سے طالب ہوئے تھے اور اگر دیدار
خدا کا ممکن ہوتا تو اسکے طالبوں کو جاہل نہ فرماتے اور دعا کرتے ہیں حضرت موسیٰ کہ أَنْتَ وَلِيُّنَا تو ہی ہے دوست اور آقا ہمارا اور مالک جمیع
امور ہمارے کا فَاغْفِرْ لَنَا پس بخش تو واسطے ہمارے جو کچھ کہ ہمنے کی اولی اور بہتر امر کو ترک کیا ہو وَارْحَمْنَا اور رحم کر تو ہم پر اپنے لطف و
کرم سے وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ اور تو بہتر بخشنے والا سب بخشنے والوں سے ہے وَاكْتُبْ لَنَا اور لکھ تو واسطے ہمارے یعنی
ثابت کر تو فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً بیچ اس دنیا کے نیکی کہ وہ فراخی معیشت کی اور قبول ہونا توبہ اور طاعت کا ہے اور توفیق
طاعت کی وَفِي الْآخِرَةِ اور بیچ آخرت کے نیکی کہ وہ مغفرت اور جنت ہی إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ تحقیق کہ ہم نے رجوع کی ہے طرف
تیرے اور توبہ کی ہے قَالَ کہا خدا نے کہ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ عذاب اپنا مراد ہے کہ پہنچاتا ہوں میں ساتھ اس
عذاب کے جسکو چاہتا ہوں میں کفار اور گنہگاروں کو وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اور رحمت میری وسیع ہے ہر چیز کو اور
فراخی پہنچ سکا ہے یعنی رحمت میری شامل ہے ہر چیز کو دنیا میں تو مومن اور کافر کو دونوں کو اور آخرت میں خاص مومنوں کو جیسے کہ فرماتا ہے
کہ فَسَأَكْتُبُهَا پس فرض کے لکھوں گا میں اس رحمت کو یعنی ثابت اور واجب کروں گا اسکو لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ واسطے ان لوگوں کے
کہ پرہیزگاری کرتے ہیں شرک اور گناہوں سے وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ اور دیتے ہیں زکواۃ کہ جو کہ واجب ہے وَالَّذِينَ هُمْ
بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ اور وہ لوگ ہیں کہ جو ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے ایمان لاتے ہیں اور باور کرتے ہیں اور مانتے ہیں کہ یہ آیتیں ہماری کہ

انکام علیہم السلام ہیں اور اولاد اسمٰعیل سے کوئی پیغمبر نہیں ہوا سوائے ہمارے پیغمبر صلعم کے اور امت بھی ایسی بڑی کسی پیغمبر کی نہیں ہوئی کہ جو مشرق
سے مغرب تک ہے اور محمد کا لفظ دوسری زبانوں میں جا کر ماد ماد ہوگیا تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ یہی تلفظ میں ماد ماد کے ہو گیا ہو اور سوائے اسکے یہ ہے کہ
عبرانی میں ماد ماد کے معنی کثیر کے ہیں کہ حضرت باعث ہوئے کثرت اولاد اسمٰعیل کے اور مناسبت ماد ماد کو محمد سے یہ ہے کہ محمد باب تفعیل سے ہے اور
خاصہ اس باب کا مبالغہ اور کثرت ہے اور ماد ماد کے معنی بھی کثیر کے ہیں اور استثنا کے اٹھارویں باب میں لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف
خطاب کیا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے واسطے انکے بھائیوں سے تیری مانند ایک نبی قائم کروں گا اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالدوں گا اور جو کچھ میں اسکو
فرماؤنگا وہ ان سے کہیگا اور جو کوئی اس نبی کی نہ سنیگا قوم سے وہ کاٹ ڈالا جائیگا اور میں ان سے انتقام لونگا اور یہی خبر اعمال الحواریین کے
تیسرے باب میں ہے پس یہ خبر جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی ہے ہرگز نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے نہ تھے بلکہ بنی
اسرائیل ہی میں سے وہ بھی تھے اور بنی اسرائیل کے بھائی اولاد اسمٰعیل ہیں نہ بنی اسرائیل کہ اپنا نفس اپنا بھائی نہیں ہو سکتا اور نہ حضرت عیسیٰ حضرت
موسیٰ کی مانند تھے اس واسطے کہ حضرت موسیٰ آدمی تھے اور حضرت عیسیٰ نصاریٰ کے نزدیک آدمی نہ تھے بلکہ فرزند خدا تھے اور شرع موسیٰ کی جبری
اور انتقامی بھی اور شرع عیسیٰ کی ایسی نہ تھی بلکہ وہ زہاد اور فقرا کے لباس میں تھے اور کسی چیز پر جبر نہ کرتے تھے اور کتاب پیدائش میں
دو جگہ اولاد اسمٰعیل کو بنی اسرائیل اور بنی عیص کے بھائیوں میں سے لکھا ہے اور باتفاق بنی عیص میں سے کوئی پیغمبر نہیں ہوا ہے پس
ثابت ہے کہ مراد بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے اولاد اسمٰعیل ہیں اور اولاد اسمٰعیل میں سوائے پیغمبر ہمارے کے کوئی پیغمبر نہیں ہے اور اگر بنی
اسرائیل مراد ہوتی تو مخصوص عیسیٰ کی کیا تھی اس واسطے کہ صدہا پیغمبر بنی اسرائیل میں گزرے ہیں پس مراد اس سے ہمارے پیغمبر ہیں اور یہ بشارت
حضرت محمد صلعم کے پیغمبر ہونے کی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی اولاد اسمٰعیل میں سے تھے اور اولاد اسمٰعیل میں سے کوئی پیغمبر سوائے
ہمارے پیغمبر کے نہیں ہوا ہے اور ہمارے پیغمبر حضرت موسیٰ کی مانند آدمی اور صاحب شرع بھی تھے اور شرع انکی جبری اور انتقامی ہے اور جس
نے حکم ہمارے پیغمبر کا نہ مانا وہ کاٹا گیا اور حضرت عیسیٰ کا جس کسی نے حکم نہ مانا انہوں نے کچھ جبر نہ کیا اور حضرت عیسیٰ اگرچہ حکم خدا لائے لیکن شرع
ان کی انتقامی نہ تھی اور بشارت ہے خدا کہ وَالْاِنْجِيْلِ اور بیچ انجیل کے یعنی رسول خدا کی صفات کو مانتے ہیں وہ لکھا ہوا بیچ انجیل کے انجیل میں
لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ خبر دیتے تھے کہ انی ذاہب الی ربی وسیاتیکم الفارقلیطا یعنی تحقیق میں جانیوالا ہوں طرف پروردگار اپنے کے یا یہ لفظ الی ہے
یعنی میں جانے والا ہوں طرف اپنے باپ کے اور قریب ہے کہ آئے تمہارے پاس فارقلیطا اور مراد فارقلیطا سے ہمارے پیغمبر صلعم ہیں اور تفصیل سے
یہ بشارت انشاء اللہ تعالیٰ سورہ صف میں مذکور ہوگی اور سوائے اسکے زبور اور توریت اور انجیل میں اور صحیفہ اشعیا اور ارمیا وغیرہ میں ہمارے
پیغمبر صلعم کی بشارتیں بہت مذکور ہیں اور وہ ایسی بشارتیں ہیں کہ سوائے ہمارے پیغمبر صلعم کے کسی اور پیغمبر پر منطبق نہیں ہوتی ہیں لیکن یہود و نصاریٰ
بسبب تعصب مذہب کے ان میں واہی اور بیجا تاویلیں کر کے دگرگوں کر دیتے ہیں اور وہ پیغمبر کہ جس کے مومنین متقین پیروی کرتے ہیں اور
يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ حکم کرتا ہے وہ ان مومنین کو ساتھ نیکی کے کہ وہ توحید اور اعمال نیک ہیں وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتا
ہے وہ ان کو برائی سے کہ وہ برائی شرک ہے اور اعمال بد ہیں وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ اور حلال کرتا ہے واسطے ان کے پاکیزہ کھانوں
کو کہ جن کو مشرکوں نے حرام کیا تھا مثل سائبہ اور بحیرہ وغیرہ کے وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ اور حرام کرتا ہے اوپر ان کے
ناپاک کھانوں کو مثل مردار اور خوک اور خون وغیرہ کے وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ اور اتار رکھتا ہے ان سے بوجھ انکے کو اور اصر کو
ابن عامر نے آصار پڑھا ہے جمع کا صیغہ اور بوجھ کے اتار رکھنے سے مراد یہ ہے کہ امت پر احکام سخت نہیں کرتا ہے وَالْاَغْلٰلَ اور اتار رکھتا ہے طوقوں
کو الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ جو کہ تھے اوپر ان کے زمانہ موسیٰ میں یعنی جو احکام کہ گراں اور شاقہ موسیٰ کے زمانہ میں تھے جیسے کہ کاٹ ڈالنا اس عضو
کا کہ جس سے گناہ صادر ہوا ہو اور قطع کرنا اس قدر کپڑے کا کہ جہاں تک اس میں نجاست لگی ہوئی ہے اور پچاس رکعتیں نماز یومیہ کی ہر روز

رات کو اور دن میں اور چھ مہینے کے روزے تمام سال میں اور مقرر کرنا قصاص کا قتل عمد اور خطا میں یہ سب بوجھ بھاری جو گردن میں تھے ان سب سے
سبک کر دینا فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ پس وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ اُس کے یعنی ساتھ دین نبی امی کے وَعَزَّرُوهُ اور عزت دی ہے
اُنہوں نے اُس نبی کو وَنَصَرُوهُ اور مدد کی ہے اُنہوں نے اُس کے دشمنوں کے مقابلہ میں وَاتَّبَعُوا اور پیروی کی ہے اُنہوں نے النُّورَ الَّذِي
أُنْزِلَ مَعَهُ اُس نور کی جو کہ نازل کیا گیا ہے ہمراہ اُسکے کہ وہ قرآن ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ علی ابن ابیطالب ہے أُولَٰئِكَ یہ لوگ
کہ جو ایمان لائے ہیں اور تعظیم اور مدد کی اُنہوں نے اپنے پیغمبر کی هُمُ الْمُفْلِحُونَ وہ ہیں رستگاری پانے والے عذاب سے اور پہنچنے والے طرف رحمت اور
ثواب کے اور حضرت امام حسن مجتبیٰ سے روایت ہے کہ ایک گروہ یہودیوں کا رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس گروہ کے آدمیوں نے کہا کہ اے
محمد تو اپنے تئیں پیغمبر خدا گمان کرتا ہے اور تو کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے مجھ پر وحی آتی ہے جیسے کہ موسیٰ کو وحی آتی تھی یہ سنکر جناب رسول خدا
صلعم ایک ساعت خاموش رہے اور بعد اسکے فرمایا کہ ہاں میں سردار اولاد آدم کا ہوں اور فخر نہیں کرتا ہوں اور میں خاتم النبیین اور رسول رب العالمین
اور امام المتقین ہوں یہودیوں نے کہا کہ تو کس کی طرف پیغمبر ہو کر آیا ہے عرب کی طرف آیا ہے یا عجم کی طرف آیا ہے یا ہماری طرف خدائے تعالیٰ
نے یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اے آدمیو إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ تحقیق میں پیغمبر خدا
کا ہوں طرف تمہارے جَمِيعًا کے جمیعا حال واقع ہوا ہے یعنی میں کل آدمیوں کی طرف پیغمبر ہو کر آیا ہوں جس قدر کہ دنیا میں ہیں نہ کہ بعضوں کی طرف
پیغمبر ہو کر آیا ہوں اور بعضوں کی طرف نہیں آیا ہوں جیسے کہ پہلے انبیا ہوتے تھے الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وہ خدا کہ خاص
واسطے اسکے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور سب اسکے دست قدرت کے تصرف میں ہیں لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ نہیں ہے کوئی معبود
سزاوار پرستش سوائے اس خدا کے کہ زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا ہے وہ فَآمِنُوا بِاللَّهِ پس ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے کہ جس کی تعریف تمنے سنی وَ
رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ اور ساتھ پیغمبر بھیجے ہوئے کے کہ نبی امی ہے وہ رہنے والا مکہ کا الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ جو کہ ایمان رکھتا
ہے ساتھ وحدانیت خدا کے وَكَلِمَاتِهِ اور کلموں اُسکے کے کہ وہ کتابیں ہیں بھیجی ہوئی اسکے اوپر اور اسکے سوا دوسرے پیغمبروں پر وَاتَّبِعُوهُ
اور پیروی کرو تم اس پیغمبر کی اے آدمیو لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ تاکہ تم راہ حق کو پاؤ تم جو کہ بہشت میں جانے کی راہ ہے اور کعب الاحبار سے
اس آیت کے نازل ہونے کے سبب میں اس طرح سے روایت ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ خدا کہتا ہے کہ قریب ہے کہ تمہارے پاس وہ پیغمبر آئے کہ
خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہو لوگوں کو اور نگہبان ناموس کا ہو اور بدخو اور کج خلق نہ ہو اور بازاروں میں آواز نہ کرنیوالا ہو اور خطا
کرنیوالوں کو معاف کرے گا اور ہم اسکو اپنے قرب اور جوار میں رکھیں تاکہ دین کج کو اُس کے سبب سیدھا کریں اور جو دل کہ بستہ ہیں اُس کے سبب
اُن کو کھولیں اور آنکھوں کو اندھوں کی اس کے باعث روشن کریں اور بہروں کو اُسکی جہت سے والا کریں اور مکہ میں وہ پیدا ہوا اور مدینہ کو وہ مکہ
سے ہجرت کر کے روانہ ہو اور بادشاہی اُسکی شام میں ہو اور امتی اسکے سب صاحب حمد اور شکر ہوں اور وضو سے ہوں اور لباس اُن کا ٹخنے سے اوپر
ہو تاکہ پاکیزہ رہے اور نا آلودہ ہو اور واسطے ادا کرنے نماز کے آفتاب کو ملاحظہ کرتے رہیں کہ وقت نماز کا ہو گیا ہے یا نہیں اور جس جگہ ان کو نماز
کا وقت ہو جائے اسی جگہ وہ نماز میں مشغول ہو جائیں اور نماز میں اس طرح سے صف بنا کر کھڑے ہوں جیسا کہ جہاد کے واسطے صف باندھ کر
کھڑے ہوتے ہیں اور وہ پیغمبر اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہو اور سب پیغمبروں کے آخر ہو کہ اس کے بعد کوئی پیغمبر ہو اور ابراہیم کے دین پر ہو اور
عربی زبان ہو اور چادر کو کمر سے باندھے اور اپنے اعضا کو دھوئے اور مسح کرے اور اسکی آنکھ میں کچھ سرخی ہو اور مہر نبوت درمیان دونوں شانوں
کے ہو اور قد اسکا نہ کوتاہ ہو نہ دراز ہو اور عبا کو پہنے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرے اور دراز گوش پر سوار ہو اور بازار کو جائے اور جہاد کرے اور
مال غنیمت لیوے اور تلوار کو اپنے ساتھ رکھے اور کسی کی پروا اور خوف نہ کرے اگر قوم لوط میں وہ ہوتا تو وہ لوگ ہلاک نہ ہوتے اور اگر درمیان عاد کے وہ ہوتا تو اُنکی
بیخ کنی نہ ہوتی اور اگر قوم ثمود میں وہ ہوتا تو وہ لوگ صیحہ میں جبرئیل کے گرفتار نہ ہوتے اور وہ امی ہو اور سختی اور نرمی ہر حال میں وہ حمد اور شکر کرنیوالا ہو اور

ملائکہ اُس کے مصاحب ہوں اور اسی قوم کے ہاتھوں سے بہت آزار کھینچے اور مدینہ میں پہنچے تو امیر جہاد کرے اور بعض اوقات امیر غالب ہو اور آخر کو بالکل غالب ہو اور ایک جماعت اسکے ہمراہ ایسی ہو کہ وہ مرنے کی طرف بخلی سے زیادہ جلدی کرنے والے ہوں اور جہاد میں بڑے بہادر اور شجاع ہوں اور اپنے زمانہ کے بڑے زاہد اور عابد ہوں اور ہیبت اور دبدبہ اسکا ایسا ہو کہ دشمن اُس کے خوف سے ایک مہینے کی راہ دور ہو جائے اور اپنی ذات سے وہ جہاد میں حاضر ہو اور دشمنوں سے کارزار کرے یہاں تک کہ انکو زخمی کریں اور نیکی کا لوگوں کو حکم کرے اور برائی سے ان کو منع کرے اور جس وقت خدا تعالےٰ نے حضرت کے اوصاف بیان کئے تو یہود اور نصاریٰ کو خبر کی کہ اُنکے اوصاف توریت اور انجیل میں موجود ہیں دیکھ لو تاکہ راستی اُس کے دعوے کی ظاہر روشن ہو جائے اور بعد اسکے بعد حضرت کو حکم کیا کہ تمام عرب اور عجم کو خطاب کر اور دریاں اُن کے آواز دے کہ میں پیغمبر ہوں خدا کا اور تم سب کی طرف بھیجا ہوا آیا ہوں چنانچہ وہ کل آیت پہلے اس سے گذر گئی ہے اور اب خدا تعالےٰ پھر موسیٰ اور بنی اسرائیل کا قصہ شروع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمِن قَوْمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ اور قوم موسیٰ کے سے ایک گروہ ہے کہ ہدایت کرتے ہیں وہ ساتھ حق کے لوگوں کو وَبِهِۦ يَعْدِلُونَ ۝ اور ساتھ اسی حق کے عدالت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ مراد اس آیت سے یہاں اہل کتاب ہیں جو کہ ہمارے پیغمبر پر ایمان لائے تھے مثل عبد اللہ بن سلام اور بحیرائے راہب وغیرہ کے اور مشہور اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ بعد حضرت موسیٰ کے اور فوت ہونے ان کے خلیفہ یوشع کے بنی اسرائیل میں فتنہ اور فساد بہت ظاہر ہوا اور کفر اور قتل انبیا اور صدور معاصی ان سے بہت وقوع میں آیا ایک گروہ نے ان میں سے نہایت عاجزی سے خدا تعالےٰ سے درخواست کی کہ خدا وند ہم میں اور تمام بنی اسرائیل میں جدائی ڈال دے خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت سے زمین میں ایک رستہ کشادہ کر دیا اور وہ اس راہ سے ڈیڑھ برس اور جہ مہینے تک چلے گئے یہانتک کہ ملک چین کے پیچھے ایک میدان میں پہنچے اور اس جگہ اپنے مکان بنا کر وہاں کی سکونت اختیار کی اور پیغمبر خدا صلعم نے شب معراج ان کو دیکھا اور قرآن کی دس سورتیں جو کہ مکہ میں نازل ہوئی تھیں وہ اُن کے روبرو پڑھیں وہ سب ایمان لائے اور حضرت نے وہیں رہنے کا انکو حکم دیا اور فرمایا کہ سبت کو ترک کرو اور اب اولاد اُنکی وہاں موجود ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف وہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں اور سوائے اُسکے اور کوئی حکم شرع کا اُن کو نہیں پہنچا اور یہ آیت ان لوگوں کی تعریف میں ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ لوگ چین کے پیچھے رہتے ہیں اور درمیان ان کے اور اہل چین کے ایک وادی ریت کا واقع ہے اور کچھ تغیر اور تبدل اُنھوں نے نہیں کیا ہے شب کو اُن کے یہاں بارش ہوتی ہے اور دن کو آفتاب تاباں رہتا ہے اور زراعت کرتے ہیں اور ہم میں سے انکے پاس کوئی نہیں پہنچا ہے اور نہ ان میں سے کوئی ہمارے پاس آتا ہے اور ایک شخص کا مال ایک سے دوسرے شخص سے کمتر نہیں ہے اور نہ کسی کے ذمہ کسی کا مال ہے بس تونگری کے کہ دوسرے کی احتیاج کسی کو نہیں ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت صاحب الامر کے ہمراہ وہ نکلیں گے اور بعد اُسکے خدا تعالےٰ بنی اسرائیل کا حال بیان کرتا ہے کہ وَقَطَّعْنَٰهُمُ اور متفرق کیا ہم نے ان بنی اسرائیل کو ٱثْنَتَىْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا بارہ فرقے گروہ گروہ اور اسباط بدل ہے اثنا عشرہ سے اور اسباط جمع سبط کی ہے اور سبط اولاد پسر کو کہتے ہیں اور یہاں مراد فرزندان یعقوب سے ہے اور یعقوب کے بارہ پسر تھے ہر سبط ایک پسر کی اولاد ہے اور اسباط یعقوب کی اولاد کو کہتے ہیں جیسے کہ اسمٰعیل کی اولاد کو عرب میں قبائل کہتے ہیں اور خدائے تعالےٰ نے یعقوب کی اولاد کے بارہ فرقے اس واسطے کئے کہ اُن کے آپس میں فرق ہو جائے کھانے اور پینے میں اور ہر فرقہ اپنے رئیس کی طرف رجوع کرے اور موسیٰ پر امر سہل ہو جائے اور بارہ فرقوں کے بارہ رئیس ہو سکا ذکر پہلے اس سے سورۂ مائدہ میں آیا عشر نقیبا کی تفسیر میں گزر گیا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت بنی اسرائیل میدان تیہ میں گھر گئے اور راہ نکلنے کی وہاں سے میسر ہوئی جیسے کہ سورۂ مائدہ میں گزرا ہے اور حرارت آفتاب سے تشنگی ان کو شدت سے ہوئی تو بیتاب ہو کر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور پانی اُن سے طلب کیا اور جس وقت موسیٰ تیہ میں آئے تھے تو ایک پتھر نے اُن کو آواز دی تھی کہ تو مجھکو اٹھا لے میں تیرے کام آؤں گا اور وہ تھیلے کا پتھر تھا حضرت موسیٰ نے اسکو اٹھا لیا تھا جب ان لوگوں نے پانی مانگا تو حضرت موسیٰ

حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کا ذکر

کو خدا کا حکم آیا کہ اے موسیٰ سر نے تو ڑنے میں جو پتھر ہے اسکو باہر نکال کر اس میں عصا کو اپنے مار حضرت موسیٰ نے اس پتھر میں عصا کو مارا
اس میں سے بارہ چشمے جاری ہوئے اُس قصہ کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰۤی اور وحی کی ہم نے طرف موسیٰ
کے اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ جس وقت پانی چاہا اس سے قوم اس کی نے جنگل بیچ میں اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ یہ کہ مار تو
ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو یعنی اپنے عصا کو پتھر میں مار حضرت موسیٰ نے موافق حکم کے عصا کو پتھر میں مارا فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا
عَشْرَةَ عَیْنًا پس جاری ہوئے اس پتھر سے بارہ چشمے بعدد دوازدہ سبط بنی اسرائیل قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ تحقیق کہ
جانا ہر آدمی نے ہر سبط میں سے چشمے اپنے کو اور دوسرے سبط کے چشمہ پر نہ گیا یہ احسان تھا خدا کا ان لوگوں پر اور ایک اور احسان کو بیان کرتا
ہے کہ وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ اور سایہ بان کیا ہم نے اوپر ان کے ابر کو تاکہ حرارت آفتاب سے ایذا نہ پائیں اور ایک اور احسان بیان
کرتا ہے وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى اور نازل کیا ہم نے اوپر ان کے من اور سلوے کو کہ من لوگ ترنجبین کہتے اور سلوے مانند
بٹیر کے تھا اور تفصیل اسکی سورہ بقر میں گذر گئی ہے اور کہا ہم نے ان کو کہ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ کھاؤ تم پاکیزہ کھانوں
اسمیں سے کہ روزی دی ہے ہم نے ملکو اور اسکو اٹھا رکھو لیکن بعضوں نے رکھ چھوڑا اور وہ بگڑ گیا اس حال کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ وَ مَا
ظَلَمُوْنَا اور نہ ظلم کیا انہوں نے ہمپر اس اٹھا رکھنے میں اور سوائے اس کے اور گناہوں میں وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ولیکن تھے
وہ جانوں اپنی پر ظلم کرنے والے بسبب نافرمانی خدا کے اور ذکر اسکا سورہ بقر میں گذر گیا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَ اِذْ قِیْلَ لَهُمُ اور
یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہ کہا گیا واسطے ان ہی اسرائیل کے بعد لڑائی جباروں کے اور اپنے فتح پانے کے بعد کہ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ
سکونت کرو تم اس بستی میں یعنی بیت المقدس میں یا اریحا یا ایلیا میں اور اذ قیل سے پہلے اذکر محذوف ہے وَ كُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ شِئْتُمْ
اور کھاؤ تم اس بستی میں سے جس جگہ چاہو تم وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ اور کہو تم حطہ مراد اس کلمے کے کہنے سے استغفار اور بخشش چاہنی ہے خدا سے یعنی
کہو کہ اے خدا بخش تو گناہ ہمارے وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور داخل ہو تم دروازے میں اس بستی کے سجدہ کرنے والے ہو کر واسطے ادا
کرنے شکر خدائے تعالیٰ کے سایاں تہ سے اور سجدہ حال واقع ہوا ہے اور تحقیق حطہ اور سجدے کی پہلے اس سے سورہ بقر میں گذر گئی ہے اور فرماتا ہے خدا
کہ ہم ایسا کرو گے تو نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِیْٓـٰٔتِكُمْ بخشیں گے ہم واسطے تمہارے خطاؤں تمہاری کو اور بعضوں نے خطیئات کو خطایا پڑھا ہے
اور کسی نے خطیئۃ پڑھا ہے واحد کا صیغہ اور فرماتا ہے خدا کہ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ قریب ہے کہ زیادہ کریں ہم جزا کو نیکی کرنے والوں کی یعنی
ثواب ان کی نیکیوں کا زیادہ کریں کہ ان کے درجوں کو ہم بلند کریں فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا پس بدل دیا ان لوگوں نے کہ ظلم کیا انہوں نے
مِنْهُمْ ان ہی اسرائیل میں سے قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ کہنے کو غیر اس کے کہ کہا گیا تھا واسطے ان کے یعنی حطہ کے بدلے انہوں نے
حنطہ کہا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ پس بھیجا ہم نے اوپر ان کے عذاب کو آسمان سے خاص ان لوگوں کے واسطے بِمَا كَانُوْا
یَظْلِمُوْنَ۠ بسبب اسکے کہ تھے وہ کہ ظلم کرتے تھے اپنے نفس پر کہ جو اُسے کہا جاتا تھا اس کے برخلاف کرتے تھے وہ اور کہتے ہیں کہ عذاب انکو یہ ہوا
کہ آسمان سے ایک بیماری طاعون کی ایسی نازل ہوئی کہ ایک ساعت میں چوبیس ہزار آدمی ان کے مر گئے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک لاکھ
بیس ہزار آدمی مر گئے تھے اور تفسیر اس آیت کی سورہ بقر میں گذر گئی ہے اور فرماتا ہے خدا اے حبیب کو کہ وَ سْـَٔلْهُمْ اور پوچھ ان یہودیوں
سے اے محمد صلعم بطریق توبیخ اور سرزنش نہ بطور استفہام عَنِ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ حال اس بستی کا کہ جو تھی
نزدیک دریا کے اور نام اس بستی کا ایلہ تھا اور درمیان مدین اور طور کے تھی وہ کنارہ پر دریائے طبریہ کے اور حضرت موسیٰ کی شرع پر وہ لوگ
تھے اور روز شنبہ کی تعظیم کرنے کا انکو حکم تھا اور شنبہ کے روز انکو مچھلیوں کے شکار کا حکم نہ تھا بلکہ اس روز شکار کرنا ان پر حرام تھا اور ان لوگوں نے
ایک حیلہ سے شکار کیا اس روز کو بھی اس طور سے کہ شنبہ کے روز مچھلیوں کو حوضوں میں جمع کرتے تھے اور ایک شنبہ کو ملا کر دراں مچھلیوں کو پکڑ لیتے تھے

ع

چنانچہ سورہ بقر میں فقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین کی تفسیر میں مفصل گزر گیا ہے اور اس فعل سے اُنکے حضرت داؤد پیغمبر نے ان پر لعنت کی اور خدائے تعالیٰ
نے انکو بندر بنایا اس قصہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور آپ ہی حضرت کو حکم کرتا ہے کہ تو بنی اسرائیل سے اس بستی کے لوگوں کا حال پوچھ إِذْ يَعْدُونَ
جس وقت حد سے گذرے وہ فِي السَّبْتِ بیچ روز شنبہ کے کہ باوجود ممانعت کے مچھلیوں کا شکار اس روز انھوں نے کیا إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ
جس وقت اُن کے پاس مچھلیاں آتی تھیں اُنکی يَوْمَ سَبْتِهِمْ روز شنبہ کے کہ وہ حرام تھا اس روز شکار کرنا اُنکا شُرَّعًا ظاہر ہو کر یہ حال واقع ہوا تھا
یعنی شنبہ کے روز تو مچھلیاں آتی تھیں پانی پر ظاہر ہو کر اور پانی پر پڑی ہوئی بدون خوف اور خطرے کے منہ اپنے پانی سے باہر نکالے ہوئے
وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ اور جس دن کہ نہیں تعظیم کا کرتے تھے تو نہیں آتی تھیں وہ مچھلیاں یعنی جس روز کہ تعظیم کا اُن کو حکم نہ تھا
اور وہ ایام سوائے شنبہ کے تھے یکشنبہ دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ پنجشنبہ جمعہ ان دنوں میں وہ مچھلیاں نہیں آتی تھیں اور کہتے ہیں کہ شنبہ کے
روز کثرت سے مچھلیاں پانی پر ظاہر ہوتی تھیں اور چلی آتی تھیں اور جب شنبہ تمام ہو جاتا تھا تو وہاں سے چلی جاتی تھیں اور تا شنبہ آئندہ پھر اُن
کو وہاں کوئی نہ دیکھتا تھا اور فرماتا ہے خدا کہ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم اسی طرح آزماتے ہیں ہم ان کو یعنی معاملہ آزمانے والوں کا سا کرتے ہیں ہم اُنسے
بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ بسبب اسکے کہ تھے وہ باہر ہوتے تھے حکم ہمارے سے اور کہتے ہیں کہ ایلہ کے رہنے والے شنبہ کے روز گوسفند و بکری برابر مچھلیاں
دیکھتے اور سوائے اس کے اور کسی روز نہ دیکھتے نہ امر ایسا بہت شاق اور ناگوار تھا اور شنبہ کے روز شکار کرنے کا حکم نہ تھا ان لوگوں نے ایک حیلہ کیا
کہ حوض بنائے اور حوضوں سے دریا تک نالیاں کھود رکھے گئے شنبہ کے روز مچھلیاں دریا میں آئیں تو وہ لوگ ان مچھلیوں کو نالیوں کے رستہ سے
حوضوں میں لیجاتے جس وقت حوض مچھلیوں سے پُر ہو جاتے تو راہ کو ان کی نالیوں سے بند کر دیتے تھے کہ وہ پھر واپس دریا میں نہ چلی جائیں اور
یکشنبہ کو انکا شکار کرتے جب بہت دن گذر گئے اور عذاب ان پر نازل نہوا تو دلیر ہو گئے اور شنبہ کو بھی شکار کرنے لگے اور مفصل اسکی تفسیر
سورۂ بقر میں مذکور ہے قردۃ خاسئین کی تفسیر میں اور کہتے ہیں کہ شہر ایلہ میں ستر ہزار مرد تھے اور اُن کے تین فرقہ ہو گئے تھے ایک
فرقہ تو ان میں سے اس فعل بد کو عمل میں لاتا تھا کہ وہ مچھلیوں کا شکار کرتے تھے اور ایک فرقہ اس فعل سے ان کو منع کرتا تھا
اور تیسرا فرقہ نہ شکار کرتا تھا اور نہ شکار کرنے والوں کو شکار سے منع کرتا تھا اور یہ تیسرا فرقہ منع کرنے والے فرقہ کو کہتا تھا کہ تم ان کو کیوں
منع کرتے ہو کہ خدائے تعالیٰ عنقریب ان پر عذاب نازل کرنے والا ہے اُس حال کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ
مِّنْهُمْ اور یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت کہا ایک فرقہ نے ان میں سے منع کرنے والوں کو یعنی اس فرقے نے کہ جو شکار کرتے تھے اور نہ
شکار کرنے والوں کو منع کرتے تھے ان لوگوں نے منع کرنے والوں کو کہا کہ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا کس واسطے نصیحت کرتے ہو تم اس قوم
کو کہ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ خدا عذاب کرنے والا اُن کا ہے دنیا میں بسبب نافرمانی کی جہت سے أَوْ مُعَذِّبُهُمْ یا عذاب کرنے والا اُن کا ہے آخرت
میں عَذَابًا شَدِيدًا عذاب سخت کہ وہ عذاب آتش دوزخ کا ہے اور نہ ان لوگوں نے اُن کو اس واسطے کہا تھا کہ نافرمانی اُن
شکار کرنے والوں کی اسقدر ظاہر ہو گئی تھی اور جانتے تھے کہ وہ نصیحت انکو کچھ فائدہ نہ بخشے گی اور جس وقت کہ منع کرنے والوں کو ان لوگوں نے
نصیحت کیا کہ تم انکو کیوں نصیحت کرتے ہو کہ خدائے تعالیٰ انکو ہلاک کرنے والا یا عذاب کرنے والا ہے تو اُن لوگوں نے اُنکے جواب میں کہا
کہ ہم ان کو اس واسطے نصیحت اور منع کرتے ہیں کہ کل کو خدا ہمسے پوچھے گا کہ حکم کرنا نیکی کا اور منع کرنا بُرائی سے ہمپر واجب تھا تم نے اُن کو
کیوں منع نہ کیا اس واسطے ہم منع کرتے ہیں تاکہ خدا کے روبرو ہمکو منع کرنے سے ایک عذر ہو چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ قَالُوا کہا ان منع کرنے والوں
نے نصیحت ہماری ان شکار کرنے والوں کو مَعْذِرَةً واسطے عذر کے ہے إِلَىٰ رَبِّكُمْ طرف پروردگار تمہارے کے وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ
اور تاکہ وہ لوگ ڈریں خدا سے اور پرہیز کریں اس گناہ سے اور توبہ کریں تاکہ عذاب خدا کا ان پر نازل ہو اور معذرۃ کو حفص نے منصوب
پڑھا ہے بعد مقدر کا مفعول مقرر کر کے اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے خبر موعظتنا محذوف کی اور فرماتا ہے خدا کہ فَلَمَّا نَسُوا جس

نصف

جس وقت بھول گئے وہ یعنی جس وقت ترک کیا اُن شکار کرنے والوں نے مَا ذُكِّرُوا بِهٖ اس چیز کو کہ نصیحت کی گئی تھی اُس کی اور نصیحت
کو قبول نہ کیا تو أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوٓءِ نجات دی ہمنے اُن لوگوں کو کہ منع کرتے تھے وہ برائی سے وَأَخَذْنَا
الَّذِينَ ظَلَمُوا اور پکڑ لیا ہم نے ان لوگوں کو کہ ظلم کیا تھا انھوں نے اپنے نفسوں پر مچھلی کا شکار کرنے بِعَذَابٍ بَئِيسٍ ساتھ
عذاب سخت کے بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۰ بسبب اس کے کہ تھے وہ کہ باہر ہو جاتے تھے فرمانبرداری ہماری سے عبادت کی
جہت سے اور بئیس کو اہل مدینہ نے بکسر با بدون ہمزہ کے بیس پڑھا ہے اور ابن عامر نے بئس ہمزہ سے پڑھا ہے سمع کے وزن پر اور ابن
عامر نے بئس فعل کے وزن پر پڑھا ہے اور باقیوں نے بئیس فعیل کے وزن پر پڑھا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت نصیحت کرنے نے اُن کو کچھ
فائدہ نہ کیا تو ان منع کرنے والوں نے آپس میں کہا کہ اس شہر میں رہنا خطر اور خوف سے خالی نہیں ہے انھوں نے ان لوگوں کے اور اپنے
درمیان ایک دیوار بلند کھینچکر شہر کے دو حصے کئے کہ ادھر کا آدمی اُدھر کو نہ جانے پائے اور اودھر کا آدمی ادھر کو نہ آنے پائے اور مشہور ہے
کہ اس شہر سے باہر نکل کر دوسرے شہر میں چلے گئے تھے چنانچہ سورہ بقر میں کونوا قردۃ خاسئین کی تفسیر میں مذکور ہوا ہے اور اسی طرح ایک مدت انکو
اس فعل پر گذر گئی تو خدائے تعالے نے اسپر عذاب کو نازل کیا کہ سب بندر ہو گئے اور ان منع کرنیوالوں نے جب اُن کی طرف سے کوئی آواز نہ سنی
تو دیوار پر چڑھے اور دیکھا کہ کوئی شکار اسے باہر نکل کر نہیں پھرتا ہے کہنے لگے کہ ان لوگوں نے کیا شراب نوشی کی ہے کہ جس کے نشے سے مست ہوئے
گھروں میں پڑے ہیں جبکہ آفتاب بلند ہوا اور اُدھر سے کوئی آواز نہ آئی تو ان لوگوں نے سیڑھی لگا کر اُن کے گھروں میں جاکر دیکھا کہ بندروں
کی صورت ہو گئے ہیں اس حال کو خدائے تعالے بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوا عَنْهُ پس جس وقت کہ گردن
کشی کی انھوں نے اُس چیز سے کہ منع کئے گئے تھے وہ اس سے کہ شکار تو مچھلیوں کے انھوں نے نہ چھوڑا یہاں تک کہ شنبہ کو بھی شکار کرنے لگے تو قُلْنَا لَهُمْ
کہا ہمنے واسطے ان نافرمانبرداروں کے کہ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۰ ہو جاؤ تم بندر گمراہ اور خوار و ذلیل ہونے والے اور بعضی
روایت میں آیا ہے کہ جوان اُن کے بندر ہو گئے تھے اور بوڑھے اُن کے خوک بن گئے تھے اور جس وقت وہ منع کرنے والے اُنکے مکانوں میں
پہنچے اور انکو دیکھا اور انھوں نے انکو دیکھا تو وہ اپنے یگانوں اور آشناؤں اور دوستوں کو دیکھ کر اُن کے بدن سے اپنے تئیں ملتے
تھے اور وہ اُن کو کہتے تھے کیا کہ کیا ہمنے تمکو منع نہیں کیا تھا کہ تم یہ کام مت کرو کہ عذاب نازل ہوگا لیکن تم نے ہمارا کہنا نہ مانا پس تین روز تک
وہ زندہ رہے اور چوتھے روز وہ مر گئے اور فرماتا ہے خدائے تعالے کہ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ اور یاد کر تو اے محمد صلعم جس وقت خبر
دی پروردگار تیرے نے کہ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ البتہ بھیجے گا اوپر ان یہودیوں کے اور غالب کرے گا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ روز
قیامت تک مَنْ يَسُومُهُمْ اس شخص کو کہ تکلیف پہنچاوے وہ انکو سُوٓءَ الْعَذَابِ بُرے عذاب کی کہتے ہیں کہ خدائے تعالے نے
بعد سلیمان کے بخت نصر بابلی کو یہودیوں پر غالب کیا کہ اُس نے انکو قتل کیا اور گھر اُنکے ڈھا دئے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو بند کیا اور
جو کوئی ان میں سے قتل سے بچ رہا تو اسپر جزیہ مقرر کیا اور بعد اس کے سلاطین فارس نے اُنپر حملہ کیا اور ہمیشہ انکو رنج پہنچاتے رہے اور خراج اُن سے لیتے رہے اور
کہتے ہیں کہ رسول ؐ کے زمانہ تک مجوسیوں کو جزیہ دیتے رہے اور بعد اسکے حضرت نے حکم دیا ان یہودیوں سے لڑا سکا اور انکی عورتوں و بچوں کو قید کرو کہ یہاں تک کہ اسلام
کو قبول کریں یا جزیہ دیویں اور یہ حکم قیامت تک باقی ہے إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ تحقیق کہ پروردگار تیرا البتہ جلدی کرنیوالا عذاب کا ہے کافروں کو کہ شاید
انکو عذاب کرے وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۰ اور تحقیق کہ وہ البتہ بخشنے والا گناہوں کا مہربان ہے اس شخص پر کہ جو کفر اور گناہ سے توبہ اور فرماتا ہے خدا کہ وَقَطَّعْنَاهُمْ
اور پراگندہ اور متفرق کیا ہمنے ان یہودیوں کو فِي الْأَرْضِ أُمَمًا بیچ زمین کے فرقہ فرقہ کہ ہر ولایت میں
رہتے تھے لیکن جہاں رہتے ہیں وہاں ذلیل اور خوار ہیں مِنْهُمُ الصَّالِحُونَ بعضے ان میں سے نیک ہیں کہ دین موسیٰ پر قائم رہے
اور کچھ فرق نہ کیا اور پھر عیسیٰ پر ایمان لائے وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ اور بعضے ان میں سے سوائے اسکے تھے کہ وہ کافر

اور بدکار تھے وَبَلَوْنٰهُمْ اور آزمایا ہم نے انکو یعنی معاملہ آزمانے والوں کا سا کیا ہم نے اُن سے بِالْحَسَنٰتِ ساتھ نیکیوں
کے کہ انکو تونگری اور تندرستی عطا کی وَالسَّيِّاٰتِ اور آزمایا ہم نے ان کو ساتھ برائیوں کے کہ فقیری اور بیماری اور مصیبتیں انکو دیں
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ رجوع کریں اپنے پروردگار کی طرف اور کفر اور گناہوں سے وہ توبہ کریں لیکن انھوں نے گناہوں پر اصرار کیا
اور نعمتوں کی ناشکری کی اور فخر کرکے کہا کہ خدا فقیر ہے اور ہم تونگر ہیں اور ہاتھ خدا کا بستہ ہے اور ہاتھ ہمارا کشادہ ہو رہا ہے اور اسی طرح وہ درست
نہ ہوئے اور پھر فرماتا ہے خدا کہ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ پس پیچھے آئے بعد اُن نیکوں کے پیچھے آنے والے کہ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ وارث ہوئے
وہ کتاب کے یعنی سیکھا انھوں نے اپنے باپوں سے علم توریت کا يَاْخُذُوْنَ لیتے تھے وہ لوگ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى اسباب اس پست ترکا یعنی
اس دنیائے پست کا وہ فائدہ لیتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے بدلے میں جو کہ توریت میں لکھے ہیں وہ علماء یہود
لوگوں سے رشوت لیتے تھے سو تھا فائدہ دنیائے پست کا اُن کے واسطے وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا اور کہتے ہیں وہ کہ قریب ہے کہ بخش
دی جائے واسطے ہمارے کہ گناہ بخشے جائیں اور مراد اس سے علماء یہود ہیں اور وہ کہتے تھے کہ ہمارا گناہ شب کا تو دن کو بخشا جاتا ہے اور گناہ دن کا شب کو
بخشا جاتا ہے وَاِنْ يَّاْتِهِمْ اور حال یہ ہے کہ اگر آتا ہے اُن کے پاس عَرَضٌ مِّثْلُهٗ متاع مثل اس متاع حرام کے جو کہ رشوت کا ہے یا
کوئی اور فائدہ حرام ہو تو يَاْخُذُوْهُ لیتے ہیں وہ اسکو اور پھر امید بخشش کی رکھتے ہیں باوجود کھانے مال حرام کے اور ہرگز اس سے توبہ
نہیں کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ کیا نہیں لیا گیا ہے اوپر ان کے مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ عہد کتاب توریت کا اَنْ
لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ کہ نہ کہیں اوپر خدا کے مگر حق جو کچھ کہ خدا سے ان پر نازل ہوا ہے اور یہ حکم توریت میں کہاں ہے کہ باوجود اصرار
گناہوں کے اور بدون توبہ کرنے کے بخشے جائیں وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ اور پڑھا انھوں نے جو کچھ کہ بیچ کتاب کے ہے اور یہ حکم انھوں نے اس میں
ہرگز نہیں دیکھا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ چاہئے کہ نہ کہیں کسی مسئلہ میں یہاں تک کہ علم اسکا حاصل کریں اور نہ رد کریں اس چیز کو کہ
نہیں جانتے ہیں اور فرماتا ہے کہ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ اور خانہ آخرت بہتر ہے دنیا کے اسباب اور مال اور متاع سے لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ
واسطے اُن لوگوں کے کہ ڈرتے ہیں وہ خدا سے مال حرام کے کھانے اور افترا کرنے سے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس نہیں سمجھتے ہیں وہ اس
امر کو اور حفص نے یعقلون کو تا سے پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ یعنی کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم کہ نعمت آخرت کی مال دنیا سے بہتر ہے وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ
بِالْكِتٰبِ اور جو لوگ کہ چنگل مارتے ہیں ساتھ کتاب کے یعنی مضبوط پکڑتے ہیں اسکو کہ اسکے احکام پر عمل کرتے ہیں اور وہ قرآن ہے کہ جس کے احکام
پر عمل کرتے ہیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرتے ہیں وہ نماز کو کہ ہمیشہ اسکو پڑھتے ہیں کہ وہ ستون ہے دین کا اور سب عبادتوں سے افضل ہے
اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ بتحقیق کہ ہم نہیں ضائع کرتے ہیں اجر اور ثواب نیکی اور درستی کرنے والوں کا بلکہ پورا اور تمام ثواب انکے اعمال کو
دیتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ اور یاد کر تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ اُٹھایا ہم نے پہاڑ کو فَوْقَهُمْ اوپر ان
یہودیوں کے واسطے قبول کرانے احکام توریت کے اور وہ پہاڑ اُن کے سر پر ایسا معلوم ہوتا تھا كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ گویا کہ وہ ایک سائبان ہے وَّ
ظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ اور گمان کیا انھوں نے کہ تحقیق وہ پہاڑ گرنے والا ہے اوپر انکے یہ اُس پہاڑ کا ذکر ہے کہ جسکو جبرئیل اُٹھا کر لائے تھے اور بنی
اسرائیل کے سروں کے اوپر کچھ تھوڑے فاصلہ سے اسکو رکھدیا تھا اور کہا تھا کہ احکام توریت کے قبول کرو ورنہ اس پہاڑ کو تمہارے سر پر گرادونگا
اور وہ سجدہ میں گئے تو ایک رخسارہ تو انھوں نے زمین پر رکھا اور دوسرا رخسارہ اٹھا کر پہاڑ کو دیکھتے تھے کہ کبھی نہ سر پر گر پڑے اور روایات
اہل بیت علیہم السلام میں آیا ہے کہ جو لوگ ایک رخسارہ سے سجدہ کرتے تھے وہ منافق تھے اور جو پیشانی سے سجدہ کرتے تھے وہ مومن کامل
تھے اور اس پہاڑ کے اٹھانے کا ذکر سورہ بقر میں ہو چکا ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ احکام توریت
کو قبول کرو جو کچھ کہ خدا نے اسمیں درج کئے ہیں وہ لوگ قبول نہیں کرتے تھے خدائے تعالیٰ نے کوہ سینا کو انکے سروں پر بلند کیا اور حضرت موسیٰ

نے فرمایا کہ اگر قبول نہ کرو گے تو یہ پہاڑ تمہارے سروں پر گرا دیا جاوے گا تب مجبور ہو کر ان لوگوں نے قبول کیا اور فرماتا ہے خدا کہ اور کہا ہم نے بنی اسرائیل کو کہ **خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ** پکڑو تم اور تم جو کچھ کہ دیا ہے ہم نے تمکو ساتھ قوت کے یعنی ساتھ ارادہ دل اور عزم جزم اُسکے احکام کو اور تم **وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ** اور یاد کرو تم جو کچھ کہ بیچ اسکے ہے عہد اور امر اور نہی **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** تاکہ تم ڈرو خدا سے اور پھیر کر دو امر اور نہی اس کی سے اور پہلے اس سے خدائے تعالیٰ نے کتب آسمانی کی میثاق کا ذکر کیا تھا اور اب اس میثاق کا ذکر کرتا ہے کہ جو تمام بندوں سے لیا ہے اور وہ اس طرح سے بعضے بیان کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے آدمیوں کی صلبوں سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اسی طرح سے جیسے کہ پیدا ہوتے ہیں ایک کے بعد ایک یعنی اُن کے حقائق کو اپنے علم کے روبرو پراگندہ کیا اور ان حقیقتوں کو گویا کیا زبان استعداد اور قابلیت ذات اُن کی سے اور اپنے پروردگار ہونے کا اُنسے اقرار کروایا اور بعض محققین کہتے ہیں کہ عالم مثال ہے جسکو عالم ملکوت کہتے ہیں اولاد آدم کو گویا کیا اور اُن سے اپنے پروردگار ہونے کا سوال کیا سب کا اقرار کیا اس واسطے کہ ہر چیز کے واسطے ایک ملکوت ہے اور ملکوت وہ جز ہے کہ جس سے اس کا قیام ہے اور یہ عالم ارواح اور عالم ملائکہ ہے اور مذہب اکثر مفسرین کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اولاد آدم کو اُن کے باپوں کی پیٹھوں میں سے باہر نکالا مثل صورت چیونٹی کے اور عقل اور گویائی اُنمیں پیدا کی اور اپنے پروردگار ہونے کو روبرو اُن کے پیش کیا اور انھوں نے خدا کے پروردگار ہونیکو قبول کر کے کہا ہم اپنے اقرار پر گواہ ہیں جب اُنھوں نے ہاں کیا تو خدائے تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا کہ تم گواہ رہو اس اقرار کے ملائکہ نے کہا کہ ہم گواہ ہیں اس قصہ کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ **وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ** اور یاد کر تو اے محمد جبکہ لیا پروردگار تیرے نے **مِن بَنِي آدَمَ** اولاد آدم سے **مِن ظُهُورِهِمْ** پیٹھوں کی سے یعنی اُنکی پشتوں سے اُن کو باہر لایا **ذُرِّيَّتَهُمْ** اولاد اُنکی کو اور ظہورہم بدل ہے بنی آدم سے اور ذریتہم کو ابن کثیر اور کوفیوں نے واحد کا صیغہ پڑھا ہے اور باقیوں نے ذریات پڑھا ہے جمع کا صیغہ یعنی جس وقت کہ پروردگار تیرے نے عہد لیا اولاد آدم سے باہر نکال کر پیٹھوں اُنکی سے اولاد اُن کی ایک قرن کو بعد ایک قرن کے اور ایک نسل کو بعد ایک نسل کے **وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ** اور گواہ مقرر کیا انکو اوپر نفسوں اُنکے کے یعنی قائم کیں واسطے اُن کے دلیلیں اپنے پروردگار ہونے کی اور ترکیب دی اُنکی عقلوں میں ایسی چیز کہ بلاوے وہ اُن کو طرف اقرار کرنے پروردگاری اُسی کے یہانتک کہ ہوگئے وہ بمنزلہ اُن لوگوں کے کہ کہا اُن سے کہ **أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ** کیا نہیں ہوں میں پروردگار تمہارا **قَالُوا بَلَىٰ** کہا اُنھوں نے کہ ہاں پروردگار ہمارا ہے **شَهِدْنَا** گواہ ہوئے ہم اپنے اقرار پر اور یہ اقرار اُن سے اس واسطے لیا ہے کہ **أَن تَقُولُوا** ایسا ہو کہ کہیں **يَوْمَ الْقِيَامَةِ** دن قیامت کے جس روز عذاب میں گرفتار ہوں کہ **إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا** تحقیق کہ ہم تھے اس اقرار سے **غَافِلِينَ** بیخبر **أَوْ تَقُولُوا** یا ایسا ہو کہیں وہ کہ کہو تم کہ **إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِن قَبْلُ** اس کے نہیں کہ شرک کیا ہے باپوں ہمارے نے پہلے سے کہ وہ ہم سے پہلے تھے **وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ** اور تھے ہم اولاد پیچھے اُن سے اور ہم نے ان کی پیروی کی اور یہ اقرار ہم نے اسواسطے کرایا تاکہ پیروی وقت قایم ہونے دلیل کے اور حاصل ہونے علم کے صلاحیت عذر کی نہیں رکھتی اور اس وقت کہیں وہ کہ **أَفَتُهْلِكُنَا** کیا پس ہلاک کرتا ہے تو ہم کو اور عذاب کرتا ہے **بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ** بسبب اسکے کہ کیا ہے باطل راہ والوں نے یعنی باپوں ہمارے نے کہ بنیاد شرک کی ڈالی گئی تھی اس آیت کی تفسیر میں اختلاف بہت ہے اور اکثر مفسرین کا جو قول یہ ہے کہ اولاد آدم کو عقل اور نطق عطا کر کے ان سے اقرار اپنے پروردگار ہونیکا کروایا اور اس اقرار پر اُن سے عہد لیا اور گواہ کیا ان کو اسپر علمائے محققین اعتراض کرتے ہیں کہ ان سے اقرار کروا کر پھر کس واسطے اس اقرار کو بھلا دیا اور بہتا نہیں کروایا تاکہ لیا عہد کا اس شخص پر کہ جس سے عہد لیا ہے حجت نہیں ہو سکتا ہے جبتک کہ اس شخص کو وہ عہد یاد ہو اور جس وقت کہ اُسکو بھلا دیا اور بہتا نہیں کروایا تو یوم میثاق کے عہد لینے کیا فائدہ تھا اور یہ صورت شبہ ساتھ کے ہو جاتی ہے اس واسطے اس آیت کی تفسیر میں بعضوں نے کئی تاویلیں بیان کی ہیں کہ وہ مجمع البیان میں مذکور ہیں اور یہ آیت محمول معنی مجازی پر ہے اور ایک وجہ اسکی تاویل میں یہ لکھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ہر مکلف سے عہد لیا ہے اپنے پروردگار ہونیکا

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ

ربع

منزل ۲

معہ

اس طرح ہے کہ اسکو عقل کامل عطا کی اور علامتیں اپنی قدرت کاملہ کی اُنکو ہدایت کر کے دکھلائیں اور اپنی عجائب صنعتوں کی طرف اسکو رہنمائی
کی جس سے ظاہر ہو جائے کہ ان چیزوں کا کوئی صانع اور خالق ہے اور اسکو قدرت دی ہے ایسی دلیلوں کے جاننے کی یہاں تک کہ گویا شاہد
کر دیا ہے اُسکو اور کہا کہ الست بربکم یعنی کیا نہیں ہوں میں پروردگار تمہارا قالوا بلیٰ یعنی کہا اُنھوں نے کہ ہاں تو پروردگار ہمارا ہے پس اس صورت
میں یعنی اشہدہم علیٰ انفسہم کے یہ ہوں گے کہ رہنمائی کی ہو اسکو اپنی مخلوقات کے وسیلہ سے اپنی توحید پر اور گواہ کیا اسکو اسکے نفس پر اس طرح سے
کہ پیدا کی ہیں اسکی عقل میں وہ دلیلیں کہ جو دلالت کرتی ہیں وحدانیت خدا پر پس اس طرح سے شہادت اپنے پروردگار ہونے کی اسپر لازم کی ہے
کہ اس سے انکار نہیں کر سکتا ہے اور یہ خطاب زبان حال ہے نہ زبان مقال جیسے کہ قول حقتعالےٰ میں ہے کہ فقال لہا وللارض ائتیا طوعًا او کرھًا قالتا
اتینا طائعین اگرچہ حقیقت میں خدا تعالےٰ نے نہیں فرمایا ہے اور جواب اُنھوں نے نہیں دیا ہے اور مثل اسکے یہ قول حق تعالےٰ کا ہے شاہدین علیٰ
انفسہم بالکفر اور معلوم ہے کہ کفار نے اپنی زبانوں سے اقرار کفر کا نہیں کیا ہے لیکن اُن کے حال سے اس طرح کا ظاہر ہو رہا ہے
کہ اسکو دفع نہیں کر سکتے ہیں گویا کہ وہ کفر کا اقرار کرنے والے ہیں اور جس وقت کہ ظاہر معنی اس آیت کے سمجھ میں نہیں آتے ہیں تو اسی واسطے
اہل تحقیق اس آیت کی تفسیر میں توقف کرتے ہیں اور اس کی تفسیر کو حوالہ پروردگار کے کرتے ہیں اور اکثر روایتیں جو اس کی
تفسیر میں ہیں وہ بھی موافق تفسیر مشہور کے ہیں کہ جس پر اعتراض وارد ہوتا ہے اور یہ جو بعضے کہتے ہیں کہ جن کے نفوس میں الست دیا
ہے صاف ہیں اُنکو اس روز کا اقرار یاد ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ سلطان نظام الدین دہلوی نے لکھا ہے کہ مجھکو اس روز کا اقرار
یاد ہے خدائے تعالےٰ نے الست بربکم کو پوری راگنی میں فرمایا تھا یہ غلط اور دعوے بے دلیل ہے کہ واسطے ترغیب مستعدین کی
طرف شطحیات ایسے کہہ دیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس روز اقرار کیا تھا اُنکو خدا نے مومن پیدا کیا اور جن لوگوں نے اُس
روز انکار کیا تھا اُنکو خدا نے کافر پیدا کیا لیکن محققین اس پر کلام کرتے ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے اقرار
کیا تھا اُنکی معرفت ثابت رہی اور موقف کو بھول گئے اور قریب ہے کہ یاد کریں گے اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ جانتا کوئی خالق اپنے کو اور
رازق اپنے کو اور بعض اُنمیں سے وہ شخص ہے کہ اقرار کیا تھا اُس نے اپنی زبان سے اور دل سے اُس نے اقرار نہیں کیا تھا وہ منافق ہے چنانچہ
خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل یعنی پس نہیں ہیں وہ کہ ایمان لاویں بسبب اسکے کہ تکذیب کی تھی اُنھوں
نے ساتھ اسکے کہ پہلے اس سے عالم ازل میں لیکن یہ روایت بھی مثل اُس آیت کے متشابہات میں سے ہے اور اہل سنت کی روایات بھی
مطابق تفسیر مشہور کے ہیں چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ حقتعالےٰ نے ذریت آدم سے میثاق لیا تھا
نعمان میں اور وہ ایک وادی ہے عرفات کے نزدیک اور اسکو نعمان سحاب کہتے ہیں اور لباب میں لکھا ہے کہ میثاق دہنا میں لیا گیا تھا
اور وہ ایک زمین ہے ولایت ہند میں اور بعد نکلنے آدم کے بہشت سے میثاق لیا گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ میثاق بعد پیدا ہونے آدم کے
اور پہلے داخل ہونے بہشت کے ایک میدان بہشت میں لیا گیا تھا کہ عرض جس کا پانسو ہزار برس کی راہ کا ہے اس صحرا میں ذریت آدم کو بشکل مورچہ جو بعد
پیدا کیا تھا مانند چراغ روشن کے اور آدم نے درمیان اُن کے ایک نور دیکھا کہ روشنی اسکی چراغوں پر غالب تھی آدم نے پوچھا
کہ خداوندا یہ کیا ہے اور یہ کس کا نور ہے فرمایا کہ یہ نور ایک پیغمبر کا ہے تیری اولاد میں سے پوچھا کہ عمر اُسکی کس قدر ہوگی فرمایا کہ تریسٹھ
برس کی آدم نے عرض کی کہ خداوندا اسکی عمر کو زیادہ کر دے حکم ہوا کہ اس سے زیادہ مصلحت نہیں ہے اور حضرت صادقؑ سے کسی نے پوچھا کہ اُنھوں نے
کیونکر جواب دیا ہوگا کہ وہ تو ذرّہ تھے فرمایا کہ اُن میں خدائے تعالےٰ نے ایسی خبر کر دی تھی کہ جسوقت اُنسے سوال کیا گیا تو اُنھوں نے جواب اسکا
دیا تھا اور یہ مطابق اس تاویل کی ہے کہ جو پہلے گذری ہے یعنی اُنکی عقلوں میں ایسی چیز کی ترکیب کی تھی کہ وہ اُنکو طرف اقرار کے لیجاتی تھی اور دوسری روایت میں ہے
کہ جسوقت خدا نے ارادہ کیا کہ خلقت کو پیدا کرے تو پہلے اُنکو سامنے آگے پراگندہ و منتشر کیا اور بعد اسکے دریافت کیا کہ پروردگار تمہارا کون ہے سب سے پہلے جواب

رسول خدا اور امیر المومنین اور آئمہ ہدیٰ نے جواب دیا اور کہا کہ تو ہی پروردگار ہمارا ہے اس وجہ علم اور دین کا امین رکھا اور ملائکہ سے فرمایا کہ یہ ہیں اٹھانے والے
میرے دین اور علم کے اور امین میرے ہیں مخلوقات میری میں اور وہ سوال کئے جاوینگے پھر اولاد آدم سے فرمایا کہ خدا کے پروردگار ہونیکا
اور ان محمد آدمیوں کے مالک امور ہونے کا اور فرمان برداری انکی کا اقرار کرو سب نے کہا کہ خداوندا اقرار کیا ہم نے پھر ملائکہ سے فرمایا کہ تم گواہ رہنا ملائکہ
نے کہا کہ ہم گواہ ہیں اس امر پر کہ کل کو وہ یہ نہ کہیں کہ ہم اس سے غافل تھے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں نے جواب دیا
تھا اور اقرار کیا خدا کے پروردگار ہونے کا اس واسطے وہ حضرت سب مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہوئے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیغمبر کرنا پیدا
کرنے سے پہلے بھی عالم مثال اور ملکوتی میں ہوگا اور فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ وَكَذٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی جیسے کہ بیان کیا ہے ہمنے حال میثاق
کو ایسے ہی ہے نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ تفصیل سے بیان کرتے ہیں ہم نشانیوں قدرت اپنی کو کہ وہ ان میں تامل اور تفکر کریں وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ
اور شاید کہ وہ رجوع کریں طرف حق کے اور پھریں وہ پیروی باطل سے اور ترک کریں وہ اسکو اور اب خدائے تعالےٰ بلعم باعور کا قصہ بیان کرتا ہے کہ وہ
علمائے بنی اسرائیل میں سے تھا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ اور پڑھ تو اے محمد اوپر ان بنی اسرائیل کے نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا خبر اس
شخص کی کہ دیا تھا ہم نے اسکو علم آیتوں اپنی کا کہ ان میں سے ایک اسم اعظم تھا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ بلعم باعور کو اسم اعظم یاد تھا
اور جس وقت اس اسم سے وہ دعا کرتا تھا تو دعا اسکی قبول ہوئی اور فرعون کی طرف وہ مائل ہوا اور جس وقت کہ فرعون موسیٰ کے اور اُس کے ہمراہیوں
کی طلب میں نکلا تھا تو فرعون نے بلعم سے کہا کہ تو خدا سے دعا کر کہ وہ موسیٰ کو اور اُسکے ہمراہیوں کو ہماری قید میں کر دے وہ اپنے گدھے پر سوار ہوا
تھا کہ موسیٰ کی طلب میں روانہ ہو گدھا اُس کا نہ چلا اور بلعم اسکو مارنے لگا وہ گدھا بحکم خدا گویا ہوا اور بزبان فصیح اُس نے کہا کہ وائے تجھ پر تو کس
لئے مجھ کو مارتا ہے کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے ہمراہ چلوں کہ تو پیغمبر خدا پر اور مومنین پر بددعا کرے اور پھر اسکو اسقدر مارا کہ وہ گدھا بیچارہ
مر گیا اور اسم اعظم اسکی زبان سے نکل گیا اور اثر اُس کا جاتا رہا اُس کے حال کو خدائے تعالےٰ بیان کرتا ہے کہ اے محمد صلعم ان بنی اسرائیل کے روبرو
حال اس شخص کا بیان کر کہ جسکو ہم نے اپنی قدرت کی نشانیوں کا علم دیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اسکو علم کتب آسمانی کا دیا تھا اور بعضے
کہتے ہیں کہ وہ شخص امیہ بن صلت ثقفی تھا عرب کے لوگوں میں سے کہ اُس نے آسمانی کتابیں پڑھی تھیں اور اُس نے ان کتابوں سے معلوم کیا
تھا کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے اور دعوے اسکو یہ تھا کہ پیغمبر میں ہی ہوں گا جس وقت جناب رسول خدا صلعم پیغمبر ہو کر آئے تو وہ شخص اُمیہ حسد کر کے کافر
ہو گیا فَانْسَلَخَ پس باہر ہو گیا وہ باعور یا امیہ مِنْهَا اُن آیات سے جیسے کہ سانپ اپنی پوست سے باہر ہو جاتا ہے فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ
پس لاحق ہوا اسکو شیطان اور مصاحب ہوا اس کا کہ اپنی پیروی کا اسکو حکم کرے فَكَانَ پس ہوا وہ باعور اسم اعظم کا جاننے والا مِنَ
الْغٰوِيْنَ گمراہوں میں سے وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ اور اگر چاہتے ہم تو البتہ بلند درجہ کرتے ہم اُس کو بِهَا بسبب اُن آیات
کے جو کہ اسکو دی تھیں اور جن میں اسم اعظم تھا وَلٰكِنَّهٗ اور لیکن اُس نے اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ میل اور خواہش کی طرف زمین کے یعنی
طرف پستی کے کہ وہ دنیائے دون ہے وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اور پیروی کی اس نے خواہش نفس اپنے کی کہ دنیا کو دین پر اختیار کیا فَمَثَلُهٗ
كَمَثَلِ الْكَلْبِ پس مثال اسکی مانند کتے کی ہے پستی اور خست طبیعت میں اور وہ یہ ہے کہ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ اگر حملہ کرے تو اوپر اُس کے
اور دھتکارے تو اسکو يَلْهَثْ زبان باہر نکالتا ہے اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ یا چھوڑے تو اسکو تو بھی زبان کو باہر نکالتا ہے یعنی اگر تو اسکو
نہ دھتکارے اور کچھ نہ کہے تو بھی وہ زبان کو باہر نکالتا ہے اور اصل میں معنی لہث کے کتے کی تشنگی سے زبان باہر نکال کرنا ہے کو کہتے ہیں اور مراد اُس
سے یہاں یہ ہے کہ حال بلعم کا خست اور پستی طبیعت میں مثل کتے کے ہے کہ برابر ہے اسکو اگر نصیحت کرے تو اسکو تو بھی وہ گمراہ ہے کہ ایسے کمینہ ہونے
سے وہ باز نہ آیا اس واسطے کہ خدائے تعالےٰ نے اُس کو خواب میں دکھلایا کہ تو بنی اسرائیل پر بددعا مت کر اُس نے نہ مانا اور گدھا اُس
کا چلنے سے رہ گیا اور اس حیوان نے بزبان فصیح کہا کہ تو موسیٰ پر بددعا مت کر تب بھی نصیحت کو اس نے قبول نہ کیا اور بددعا کی

ذٰلِكَ مثل جو کہی ہے ہم نے مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ مثل اس قوم کے ہے کہ جنھوں نے سرکشی کی راہ سے كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا جھٹلایا اور تکذیب کی ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ قرآن ہے یا جھٹلایا توریت کو کہ حضرت کے صفات جو کچھ کہ اسمیں ہیں انکا انکار کرتے ہیں اور تو ریت کو کرتے ہیں انکو اور فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ پس بیان کر تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصوں کو ان لوگوں پر اور اس شخص کے قصہ کو کہ جو ہماری آیات سے باہر نکل گیا تھا اس واسطے کہ قصہ اسکا ہماری آیات سے نکل جانے کا بہت مناسب رکھتا ہے ہماری آیات کے جھٹلانے کے ساتھ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ وہ فکر کریں اور سوچیں اور بعد اسکے پند پذیر ہوں سَآءَ مَثَلًا ِۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا بُری ہے مثل اس قوم کی کہ جن لوگوں نے جھٹلایا ہے اور تکذیب کی ہے ساتھ آیتوں ہماری کے وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ اور جانوں اپنی کو ہیں وہ ظلم کرتے خدا کی آیات کو جھٹلا کر اور مثلا تمیز ہے ساء کے ضمیر کی اور فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ جس شخص کو ہدایت کرتا ہے خدا اس وہ ہدایت پانیوالا ہے یعنی جس کو خدائے تعالےٰ توفیق اور لطف عطا کرتا ہو وہ شخص ہی توفیق کے وسیلہ سے ہدایت پاتا ہے اور توفیق نہیں حاصل ہوتی ہے مگر اس شخص کو کہ ارادہ ایمان لانے کا کرے اور خدائے تعالیٰ کی آیات میں تامل اور تفکر کرے وَمَنْ يُّضْلِلْ اور جسکو گمراہی میں پڑا رہنے دے خدا بسبب اسکے عناد اور جھٹلانے دلیلوں روشن کے توفیق اور لطف عطا نہ کرے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ پس ہی لوگ وہ خسارہ اور نقصان پانیوالے ہیں دنیا اور آخرت میں اور مشہور قصہ بلعم باعور کا اس طرح ہے کہ وہ کتابوں میں سے بہت مطالعہ کار ہے تھا اور حضرت ابراہیم کے صحیفے اس نے پڑھے تھے اور اسم اعظم اسکو یاد تھا جس وقت حضرت موسیٰ قوم جبارہ سے لڑنے کو چلے تو لوگوں نے اسکو مستجاب الدعوات جانکر اس سے کہا کہ موسیٰ لشکر لیکر آتا ہے ہم کو قتل کریگا اور شہر کو ہمارے غارت کرے گا تو موسیٰ پر بد دعا کر اس نے کہا کہ پیغمبر پر بد دعا کیونکر کروں کہ دین و دنیا میرے خراب ہو جائینگے لوگوں نے کہا کہ تو اس مقدمہ میں خدا سے مشورہ کر اس نے مشورہ کیا تو کچھ جواب نہ آیا لوگوں نے کہا کہ اگر خدا کو موسیٰ پر بد دعا کرنی نامعلوم ہوتی تو تجھ کو منع کرتا وہ شخص ان لوگوں کے فریب میں آگیا اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر پہاڑ کی جانب کو چلا گیا جس جگہ سے کہ موسیٰ کا لشکر معلوم ہوتا تھا اور گدھا اس کا میں بار راہ میں بیٹھا اور کہتے ہیں کہ اسکو خواب میں دکھلایا کہ تو بنی اسرائیل پر بد دعا مت کر اس نے نہ مانا اور گدھے پر سوار ہو کر چلا اور پہاڑ کے اوپر گیا تاکہ موسیٰ کے لشکر پر اطلاع پائے رستہ میں گدھا اس کا بیٹھ گیا اس نے اسکو مارا وہ پھر چلا اور بعد اسکے بھی بیٹھ گیا تین مرتبہ اسی طرح گدھا اسکا چلا اور بیٹھا تیسری مرتبہ اسکو مارا تو وہ گویا ہوا اور زبان فصیح اس نے بلعم سے کہا کہ اے بلعم تو کہاں جاتا ہے اور مجھکو کس واسطے مارتا ہے تو نہیں دیکھتا ہے کہ ملائکہ میرے منہ پر مارتے ہیں اور مجھکو آگے کو نہیں چلنے دیتے نہ کیا ارادہ تو نے شیطان کے اغوا سے کیا ہے کہ پیغمبر خدا پر بد دعا کرے اسپر بھی وہ متنبہ ہوا اور خدائے تعالےٰ نے اسکی جانب چھوڑ دیا اور توفیق کو اس سے اٹھا لیا بسبب قبول نہ کرنے اسکے کے ایسی ظاہر اور روشن دلیلوں کو اور وہ پہاڑ پر گیا اور اسکی قوم اسکے ہمراہ تھی جس وقت حضرت موسیٰ کے لشکر کو اسنے دیکھا تو اپنے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے کہ موسیٰ کی قوم پر دعائے بد کرے زبان اسکی الٹی پھر گئی اور اپنی قوم پر اسنے بد دعا کی قوم نے اسکی کہا کہ اے بلعم تو نے ایسا کام کس واسطے کیا کہا کہ قصد تو میرا اس کے برعکس تھا کہ اُن کے ضرر کی دعا کروں لیکن زبان میری مقصود کے خلاف جاری ہوگئی اور زبان اسکی اسی وقت وہیں سے باہر نکل کر سینہ پر جا پڑی اور اپنی قوم سے کہا کہ کیا نہ کہا تھا میں نے تمکو کہ اس سبب سے دین اور دنیا دونوں برباد ہو جائینگے اور خراب ہوں گے دیں تو میرا گیا لیکن مقصود میرا اب یہ ہے کہ دنیا کو ہاتھ سے نہ جانے دوں اور اب علاج اس کا یہ ہے کہ اپنی عورتوں کو آراستہ اور مزین کرکے موسیٰ کے لشکر میں بھیجو اور اسباب انکا انکو سپرد کرو تاکہ وہ خرید اور فروخت کے بہانہ سے اُنکے لشکر میں داخل ہوں اور اپنے نفسوں کو انکے سامنے پیش کریں اگر ایک مرد بھی اُن میں سے زنا کرے گا تو اُن کو میر فتح ہو گی ان لوگوں نے اپنی عورتوں کو آراستہ کر کے موسیٰ کے لشکر میں بھیجا اور اُن عورتوں میں ایک عورت بہت خوبصورت تھی ایک مرد زمری بن سلوم کہ بنی اسرائیل کے

بزرگوں میں سے اور پیشوا سبط شمعون بن یعقوب کا تھا اُس نے اس عورت کو دیکھا تو اس کے حسن اور جمال پر فریفتہ ہو گیا اور اس عورت کو
پیغام دیا اُس نے قبول کیا زمری اس عورت کا ہاتھ پکڑ کر حضرت موسیٰ کے پاس لے گیا اور کہا کہ اے موسیٰ کیا یہ عورت بھی جس کا حسن و جمال ہم حرام
کرے گا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ البتہ حرام ہے بلکہ دیکھنا اس کا حرام ہے چہ جائیکہ اس سے صحبت کرنا اور تو اس عورت کو چھوڑ دے اس
نے کہا کہ واللہ تیرا حکم میں نہ مانوں گا اور جبتک کہ اپنا مقصود دل اس سے حاصل نہ کر لوں گا تو اس کو رہائی نہ دوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے ہر چند اسکو منع کیا لیکن اُس نے نہ مانا اور اس عورت کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمہ میں اسکو لایا اور اس سے زنا کیا اور لوگوں نے جو یہ حال دیکھا تو
وہ بھی زنا میں مشغول ہوئے خدائے تعالےٰ نے طاعون اُن پر بھیجا کہ ایک ساعت روز میں ستر ہزار آدمی موسیٰ کے ہمراہیوں میں سے مر گئے ایک مرد فنحاص
نام کہ ہارون کی اولاد میں سے تھا اور بھتیجا حضرت موسیٰ کا تھا اور سپہ سالار موسیٰ کے لشکر کا تھا اور اُس کی برابر وہاں کوئی قوی اور زبردست
نہ تھا ان ایام میں وہ وہاں موجود نہ تھا جس وقت وہ اپنے لشکر میں آیا اور ایسا حال اُس نے دیکھا تو ایک حربہ اُٹھا کر زمری کے خیمہ
میں آیا اور زمری کو اس عورت کے ہمراہ سوتا ہوا دیکھا دونوں کا سر کاٹا اور اُن کے سروں کو نیزے پر لٹکا کر موسیٰ کے لشکر میں لئے ہوئے پھرتا
تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا سزا اس کی یہ ہے کہ جو کوئی سرکشی نافرمانی اور سرداری کرے اور تیرے حکم کو نہ مانے تب خدائے تعالےٰ نے طاعون
کو ان سے دفع کیا اور اسی سبب سے بنی اسرائیل کی عادت یہ ہے کہ جب کوئی جانور ذبح کرتے ہیں تو ایک حصہ اس میں سے فنحاص کی اولاد کو دیتے
ہیں اور اس قصہ میں اور روایتیں بھی ہیں اور اب خدائے تعالےٰ کفار کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا
لِجَهَنَّمَ اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہے ہم نے واسطے دوزخ کے كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ بہتوں کو جنوں اور آدمیوں میں سے لام جہنم
کا واسطے عاقبت اور انجام کے ہے اور مراد اس آیت سے یہ ہے کہ ہم نے جن اور آدمی بہت پیدا کئے ہیں اور بسبب زیادتی کفر و عناد
کے انجام ان کا بھی طرف دوزخ کے ہے یعنی ہمارے علم ازلی میں گزرا ہے کہ بہت جن اور آدمی کفر پر اصرار کریں گے اور پیغمبروں کے
ارشاد کو نہ سنیں گے عقلی دلیلوں میں تامل نہ کریں گے اور سوائے کفر کے اختیار نہ کریں گے تاکہ انجام اور مرجع اُن کا سوائے دوزخ کے ہو اور
حاصل اس کا یہ ہے کہ ہم نے انکو پیدا کیا ہے اور بسبب کفر اور انکار کے انجام ان کا دوزخ ہے اور سب آدمی کے واسطے نہیں ہوئے ہیں
بلکہ بندے واسطے عبادت کے ہوئے ہیں چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور ظاہر معنی اس آیت کے مراد نہیں ہیں ورنہ
لازم آئے کہ بندہ قادر نہیں ہے ایمان اور طاعت کے اختیار کرنے پر اور کفر اور معصیت کے ترک کرنے پر اور لازم آتا ہے مجبور ہونا بندہ کا کفر اور
معصیت پر اور شان جناب باری عز اسمہ کی پاک اور مبرا ہے اس سے کہ زبردستی اور جبر کر کے بندہ سے کفر کروائے اور پھر اس کو دوزخ
میں داخل کرے اور بعد اس کے خدائے تعالےٰ اہل کفر اور عناد کا قلت تفکر اور بعد فہم بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے لَهُمْ قُلُوبٌ
لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا واسطے ان کے دل ہیں کہ نہیں سمجھتے ہیں وہ ساتھ ان کے کہ وہ انکو متوجہ طرف دین اور آیات کے نہیں کرتے ہیں وَلَهُمْ
أَعْيُنٌ اور واسطے ان کے آنکھیں ہیں کہ کسی وجہ سے لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا نہیں دیکھتے ہیں وہ ساتھ اُن کے رہنمائی کو اور طرف صنعتوں
خدا کی نظر نہیں کرتے ہیں تاکہ ان کے صانع اور خالق کی طرف راہ لے جاویں وَلَهُمْ آذَانٌ اور واسطے اُن کے کان ہیں کہ کسی طرح سے
لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا نہیں سنتے ہیں وہ ساتھ اُن کے حق کو اسواسطے کہ ہوش کے کانوں سے نصیحتوں کو اور قرآن کی آیتوں کو نہیں سنتے ہیں
أُولَٰئِكَ یہ لوگ کہ جو اپنے دل اور آنکھ اور کان کو دنیا کی لذتوں کی طرف متوجہ رکھتے ہیں اور وعدہ و وعید سے روگردانی کرتے
ہیں اور حق کو نہ سمجھتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ سنتے ہیں متوجہ ہو کر ایسے آدمی كَالْأَنْعَامِ مانند چوپاؤں کے ہیں کہ ہمیشہ ہمت ان کی
سوائے کھانے کے اور سونے کے اور کچھ نہیں ہے بَلْ هُمْ بلکہ وہ گروہ أَضَلُّ گمراہ زیادہ ہیں چوپاؤں سے کہ چوپائے تو ڈانٹنے
سے ڈٹ جاتے ہیں اور ہانکنے سے چلنے لگتے ہیں اور یہ کفار کسی طرح کہا نہیں مانتے أُولَٰئِكَ یہ گمراہ کہ جن کا ذکر ہوا ہے هُمُ

الغفلون ۞ وہی غفلت کرنے والے ہیں اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا خدائے تعالیٰ نے ملائکہ میں عقل پیدا کی ہے
بدون خواہش نفسانی کے اور چارپایوں میں خواہش پیدا کی ہیں بدون عقل کے اور آدمیوں میں دونوں پیدا کی ہیں پس جو شخص کہ غالب ہو
عقل اسکی خواہش نفس پر وہ شخص بہتر ہے ملائکہ سے اور وہ شخص کہ غالب ہو خواہش اسکی عقل پر وہ شخص بدتر ہے چارپایوں سے اب خدائے تعالیٰ
رغبت دلاتا ہے اپنے بندوں کو اس امر کی کہ میرا نام لیکر مجھکو پکارو اور ذکر میرا کرو چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى اور
خدا کے ہیں نام نیک فَادْعُوْهُ بِهَا پس پکارو تم اسکو ساتھ ان ناموں کے کہ وہ دلالت کرتے ہیں بہت اچھے معنی پر اور کہتے ہیں کہ یہاں
مراد نود و نہ نام خدائے تعالیٰ کے ہیں چنانچہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور بامراد اکثر ان اور ایک نام ہیں بعضے تو ان میں سے صفات ہیں جیسے
قادر اور عالم اور سمیع اور بصیر اور یہ اسمار صفت ذات ہیں اور بعضے ان میں سے صفات فعل ہیں جیسے کہ خالق اور
اور رازق اور مصور اور بعضے ان میں سے پاکیزگی اور بزرگی پر دلالت کرتے ہیں جیسے کہ قدوس اور سبوح اور ما جاء
اور اللہ اسم ذات ہے اور اس آیت کے نازل ہونے کی وجہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے نماز میں خدا کو اللہ کے لفظ سے یاد کیا اور بعد اسکے
رحمان کے لفظ سے یاد کیا ابوجہل نے کہا کہ محمد اور انکے اصحاب کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور ایک خدا کی ہم پرستش کرتے ہیں اور اس شخص نے دو خدا کا ذکر
کیا ہے ایک مرتبہ تو اللہ کا اور دوسری مرتبہ رحمان کا تب یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا ہے کہ خدا کے نام بہت ہیں جس نام سے چاہو خدا کو پکارو اور
حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں اسمار حسنیٰ اور نہیں قبول کیا جاتا ہے کسی سے مگر ہماری معرفت سے اور جناب امام رضا علیہ السلام
سے روایت ہے فرمایا کہ جس وقت نازل ہو تم پر کوئی سختی تو مدد چاہو تم ہمارے ساتھ طرف خدائے تعالیٰ کے یعنی کہو کہ الٰہی ان بزرگوں
کے واسطے سے ہماری مشکل کو آسان کر اور یہی مراد ہے قول حق تعالیٰ سے واللہ الاسمار الحسنیٰ فادعوہ بہا وَذَرُوا الَّذِيْنَ اور چھوڑ دو
تم پیروی ان لوگوں کی کہ وہ اپنی گمراہی اور جہالت سے يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ میل کجی کی طرف کرتے ہیں بیچ ناموں اس
کے یعنی خدائے تعالیٰ کو ان ناموں سے یاد کرتے ہیں کہ جن ناموں کے واسطے اذن شرع کا نہیں ہے جیسے کہ عرب خدائے تعالیٰ
کو ابوالمکارم یا ابیض الوجہ کہتے تھے اور نصاریٰ اب المسیح کہتے تھے اور حکما علت اولیٰ کہتے تھے بلکہ خدائے تعالیٰ کو ان ناموں سے یاد کرو
کہ جن ناموں سے خدا نے اپنے تئیں یاد کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد الحاد سے مشتق کرنا بتوں کے نام کا خدائے تعالیٰ کے ناموں سے
جیسے کہ لات اللہ سے اور عزیٰ عزیز سے اور منات منان سے اور اب خدائے تعالیٰ اہل الحاد کی سزا کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ
سَيُجْزَوْنَ قریب ہے کہ جزا دیے جائیں گے وہ الحاد کرنے والے مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس چیز کے کہ ہیں وہ عمل کرتے کہ انجام انکے
عمل کا دوزخ ہے اور اب خدائے تعالیٰ اہل جنت کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ اور ان لوگوں میں
سے کہ پیدا کیا ہے ہم نے ایک گروہ ہے کہ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ رہنمائی کرتے ہیں وہ ساتھ حق کے کہ وہ دین اسلام ہے وَبِهٖ
يَعْدِلُوْنَ ۞ اور ساتھ اس حق کے ہی عدالت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم اس آیت کو تلاوت کر کے فرمایا کہ یہ آیت میری امت
کے حق میں نازل ہوئی ہے جو کہ حق کہتے ہیں اور حق کے ساتھ لیتے ہیں اور حق کے ساتھ دیتے ہیں اور حق کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور تم سے
پہلے بھی ایک قوم کے آدمی ایسے تھے اور یہ آیت تلاوت فرمائی ومن قوم موسیٰ امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون اور ذکر اس امت کا پہلے اس
سے مذکور ہو لیا ہے اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے فرمایا کہ وہ امت کہ جو حق کی طرف رہنمائی
کرتے ہیں اور حق کے ساتھ عدالت کرتے ہیں وہ ہم ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ ہم اور ہمارے پیرو ہیں اور جناب امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ البتہ متفرق ہو گی یہ امت طرف
تہتر فرقوں کے کہ سب فرقے ان میں سے دوزخ میں جائیں گے مگر ایک فرقہ کہ جس کے حق میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ومن خلقنا

ع ۲۲ ۱۰ ۱۴

اُمّۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون اور تفسیر اہل بیت علیہم السلام میں ہے کہ فرمایا حضرت علیہم السلام نے کہ وہ لوگ ہم ہیں اور حق بھی یہی ہے اس
واسطے کہ یہ بزرگ عالم تھے علم دین کے اور اسی واسطے رسول خدا صلعم نے اُن کے حق میں فرمایا تھا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں قرآن اور
اہل بیت کہ اگر تم ان دونوں کو مضبوط پکڑو گے اور پیروی اُن کی کرو گے تو گمراہ نہ ہو گے اور فرمایا ہے رسول خدا نے کہ مثال میرے اہل بیت کی
مانند کشتی نوح کے ہے جو کوئی اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو کوئی اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوا اور [illegible] ہمیشہ دستگیر [illegible]
علم دین کے اور سنا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے [illegible] علم [illegible] تھا اور جو کہ علم دین کا عالم ہو گا وہ [illegible]
اور جو شخص علم سے کورا ہے پھر کہ بخلاف ان لوگوں کے کہ ماہر ہیں علم دین سے کہ وہ جو حکم کریں گے موافق حق کے کریں [illegible]
غلطیاں کرتے تھے بسبب کمی علم کے اور مسائل دین میں حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے اور بابت سب علوم [illegible]
سے مسائل بتاتے تھے اور یہ سب پیروی کرتے ہیں اہل سنت کی مگر شیعہ اور سب تابعین ہرگز پیروی اہل بیت کی نہیں کرتے ہیں بلکہ اصول میں تو ابوالحسن
اشعری اور ابو المنصور ماتریدی کی پیروی کرتے ہیں اور فروع میں ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور حنبل کی اور جلال الدین دوانی نے
شرح عقائد میں لکھا ہے کہ ناجی وہ فرقہ ہے کہ جو پیروی کرتا ہے ابوالحسن اشعری کی بخلاف شیعہ کے کہ وہ پیروی سوا ائمہ کی کرتے ہیں انکو
معصوم سمجھ کر الحمد للہ علیٰ ذالک اور معلوم نہیں کہ یہ ابوالحسن کہ نہ اصحاب رسول خدا میں داخل ہے اور نہ اہل بیت میں نہ لوگ کا مذہب کہاں سے آگیا
کہ نجات اسی کی پیروی میں منحصر ہو گئی ہے نہ اصحاب کی پیروی میں اور نہ اہل بیت کی پیروی میں اور اب خدائے تعالیٰ کفار کا حال بیان کرتا ہے
اور فرماتا ہے کہ وَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہے آیتوں ہماری کو سَنَسۡتَدۡرِجُہُمۡ قریب ہے کہ درجہ بدرجہ
بڑھائیں گے ہم ان کو یعنی اندک اندک اور آہستہ آہستہ انکو ہلاکت کے قریب پہنچائیں گے مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ اس جگہ سے کہ نہ جانیں
وہ کہ جس وقت وہ گناہ کریں تو ہم اُن نعمت کو زیادہ کریں اور وہ اس خیال سے کہ یہ نعمت لطف ہے خدا کی طرف سے اور گناہ کریں زیادتی
کریں یہاں تک کہ جب انکی طغیانی گناہ میں نہایت کو پہنچے تو عذاب اُن پر ثابت ہو جائے اور بدوں ظہور علامات کے ناگہاں ہم عذاب کو ان پر نازل
کریں اور استدراج وہ ہے کہ جو ظاہر میں تو احسان کرنا اور خوب معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں زیاں کاری اور خرابی ہو اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَ
اُمۡلِیۡ لَہُمۡ اور مہلت دوں میں واسطے اُن کے اور ڈھیل ڈالدوں کہ وہ گناہ کرتے چلے جائیں اور ایکدفعہ ہی ان کو پکڑ لوں اس واسطے کہ
جلدی عذاب میں وہ کرتا ہے کہ جس کو اندیشہ یہ ہو کہ اس وقت فوت ہو جائے گا تو پھر ہو سکے گا اِنَّ کَیۡدِیۡ تحقیق کہ پکڑ لینا میرا بغیر بدوں
ظاہر ہوئے علامت کے مَتِیۡنٌ مضبوط اور استواری کہ اسکو کوئی دفع نہیں کر سکتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے اس آیت کی
تفسیر میں روایت ہے کہ وہ بندہ وہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے پس نعمت جدید اسکو بعد اسکے حاصل ہوتی ہے کہ وہ نعمت اسکو استغفار اور توبہ کرنے سے
غافل کر دیتی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت خدائے تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اپنے بندے سے خیر کا تو پیچھے گناہ
کرنے کے کوئی سختی اسکو پہنچاتا ہے کہ وہ اس گناہ کو یاد کرکے توبہ اور استغفار کرے اور اس گناہ کرنے سے نادم اور پشیمان ہو اور جس وقت بندے سے
شر کا ارادہ کرے تو بعد گناہ کے اسکو نعمت عطا کرتا ہے کہ وہ اس نعمت کے سبب توبہ کرنے کو اور گناہ سے بخشش طلب کرنے کو بھول جاتا ہے اور
اسی طرح سے اس کا حال رہتا ہے اور یہی مراد ہے قول حق تعالیٰ سے سنستدرجہم من حیث لا یعلمون اور کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا ایام حج میں کوہ
صفا پر رونق افروز ہوئے اور ہر ایک کافر قریش کو عذاب خدا سے ڈراتے تھے ایک شخص نے قریش کے اشراف میں سے کہا کہ یہ یار تمہارا دیوانہ ہو گیا
کہ شب و روز یہی فریاد کرتا ہے یہ آیت نازل ہوئی کہ اَوَلَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا کیا انہوں نے یہ نہیں سوچا ان دشمنان دین نے اور فکر و تامل کیوں نہ کیا
کہ مَا بِصَاحِبِہِمۡ نہیں ہے ساتھ یار اُن کے یعنی ہمارے پیغمبر کے کوئی کہ وہ ملا ہے مِّنۡ جِنَّۃٍ جنوں سے دیوانگی کی قسم کی اس واسطے
کہ یہ وہ عاقل کامل ہے کہ جس کو نبوت سے پہلے محمد امین کہتے تھے اور اب کہ اس نے لوگوں کو حق کی طرف بلانا شروع کیا ہے تو اس کو دیوانہ

کس واسطے کہتے ہیں یا کہ مجنون تم ہو کہ جس شخص کو جانتے ہو صاحب علم اور وقار اور عاقل ہے اور ہر طرح کی فضیلت اور اوصاف نیک رکھتا ہے
اس کو تم دیوانہ کہتے ہو اور کبھی ساحر کہتے ہو اور کبھی شاعر کہتے ہو اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ نہیں ہے وہ محمد مگر ڈرانیوالا ظاہر عذاب
خدا سے تاکہ سب اُس کے کہنے کو سنیں اور کسی پر پوشیدہ نہ رہے اور اب خدائے تعالیٰ اپنی صنعتوں کو بیان کر کے پھر ان کو اپنی طرف رغبت
دلاتا ہے کہ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا کیا نہ نظر کی اُنھوں نے اور نہ دیکھا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیچ ملک آسمانوں کے اور زمین
کو کہ کیسے عظیم الشان ہیں اور آسمانوں میں آفتاب اور چاند اور ستارے پیدا کئے ہیں اور زمین میں انسان اور حیوان اور دریا اور پہاڑ اور صحرا
پیدا کئے ہیں اور آسمانوں کو اوپر بیچ ہوا کے پیدا کیا ہے کہ نیچے اُن کے کوئی ستون اور لگاؤ نہیں ہے اور زمین کو پانی پر رکھا ہے وہ لوگ
ان صنعتوں خدا کی اور اسکی عجیب و غریب مخلوقات کی طرف نظر نہیں کرتے ہیں اور فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اور کیا نہ نظر کی
اُنھوں نے اس چیز کو کہ پیدا کی ہے خدا نے جو کچھ کہ ممکنات میں سے کہ اسکی قدرت کے کمال کو دیکھیں اور علامات اس کی قدرت کی ان پر ظاہر
ہو جائیں اور معلوم ہو ان کو کہ جو کچھ محمد کہتا ہے وہی حق ہے وَاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ اور کیا نہ نظر کی انھوں نے یہ کہ قریب ہے کہ ہووے کہ
قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ تحقیق نزدیک ہوئی ہے اجل ان کی یعنی کیا ان لوگوں نے اس امر کی طرف نظر نہیں کی کہ شاید ان کے مرنے کے
دن نزدیک پہنچے ہوں تاکہ عناد اور انکار کو ترک کر کے مرنے سے پہلے اور پیشتر نزول عذاب کوئی ایسا عمل کریں کہ جس میں رستگاری ان کی
ہو اور وہ عمل ہو باعث انکی نجات کا اور اگر مشرکین قرآن پر ایمان نہیں لاتے کہ وہ جامع ہدایتوں اور مصلحتوں دین و دنیا کا ہے تو
فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ پس ساتھ کونسی بات کے بعد اُس قرآن کے ایمان لاویں گے مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ جس
شخص کو گمراہی میں پڑا رہنے دے خدائے تعالیٰ سبب اس کے عناد کے اور انکار کے قدرت خدائے تعالیٰ سے اور نظر توفیق اس پر نہ کرے
فَلَا هَادِيَ لَهٗ پس نہیں ہے کوئی رہنمائی کرنے والا واسطے اُس کے وَيَذَرُهُمْ اور چھوڑ دیتا ہے خدائے تعالیٰ ان گمراہوں
کو فِيْ طُغْيَانِهِمْ بیچ گمراہی اور حد سے گزر جانے اُن کے کے يَعْمَهُوْنَ حیران اور سرگردان رہیں وہ اور راہ حق کی طرف
نہ گزر نہ چلیں اور کہتے ہیں کہ فرقہ یہود باوجود اسکے کہ جانتے تھے کہ قیامت کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے لیکن جس وقت جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اُس کے ہولوں سے ڈراتے تھے واسطے امتحان کے وہ پوچھتے تھے کہ اے محمد تو پیغمبر ہے تو خبر دے ہمکو کہ قیامت
کب ہوگی تاکہ ہمکو اُسکے وقت کا علم ہو آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ سوال کرتے ہیں
وہ تجھ سے یعنی قیامت سے کہ اَيَّانَ مُرْسٰهَا کب ہے وقت واقع ہونے اور ٹھہرنے اسکے کا اور عن الساعة مفعول ثانی یسئلون کا ہے اور
ایان خبر مقدم ہے مرسٰہا کی قُلْ کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یہودیوں کے جواب میں کہ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ سوائے
اس کے نہیں کہ علم اُس قیامت کا نزدیک میرے رب کے ہے کہ سوائے اُسکے کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل کوئی اُس سے آگاہ نہیں ہے لَا يُجَلِّيْهَا
نہ ظاہر کرے گا اس کو لِوَقْتِهَآ واسطے وقت اُسکے اِلَّا هُوَ مگر وہ خدا یعنی نہ ظاہر کرے گا اُس کو اُسکے وقت میں مگر خدا کہ غیر خدا
پر ہمیشہ وہ پوشیدہ رہے گی جبتک کہ واقع ہو اور اسکی حکمت اصلی پوشیدہ رہنے میں یہ ہے کہ تاکہ بندے ہمیشہ اُسکے خوف کرتے رہیں اور خدائے تعالیٰ
کی فرمانبرداری میں اپنے تئیں مشغول رکھیں اور اگر وقت اُس کا معلوم ہوتا تو اسواسطے سبب اُس کے وقت کے نزدیک ہونے کے گناہوں کو
اختیار کرتے اور امید رکھتے کہ ابھی تو وہ نہیں ہے جب قریب آوے گی تو توبہ کرلیں گے اور روز قیامت کو سہل جانتے اسواسطے کہا کہ وہ ایک ساعت
میں ہو جاوے گی ثَقُلَتْ بھاری ہے وہ قیامت باعتبار ہولوں کے اور حساب کتاب کی جہت سے فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیچ
آسمانوں کے اور زمین کے کہ رہنے والے آسمانوں کے اور زمین کے سب اس سے ڈرتے ہیں لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً نہ آوے گی وہ
تم کو مگر ناگہاں کہ کوئی تو بازار میں سودا خرید کرتا ہوگا اور کوئی کچھ تولتا ہوگا اور کوئی کھانا کھاتا ہوگا اور کوئی سوتا ہوگا اسی طرح

ہر ایک شخص اپنے کام میں مشغول ہوگا اور اس سے پہلے کسی کو خبر اُس کے آنے کی نہ ہوگی اور ایک دفعہ ہی وہ آجائے گی اور بغتۃً مصدر ہے محل حال میں بمعنے ناگہاں سے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ یَسْئَلُوْنَكَ پوچھتے ہیں وہ تجھ سے اے محمد صلعم قیامت کے وقت سے اس وجہ سے کہ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا گویا کہ تو عالم ہے اس قیامت کے وقت سے اور تو جانتا ہے اسکو کہ وقت اس کا کب ہے کہ جو تجھ سے وہ اس طرح سے گڑگڑا کر سوال کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ تو کراہت رکھتا ہے ان کے سوال سے اس واسطے کہ وہ غیب کے علم کو ہے قُلْ کہہ اے محمد صلعم اُن کے جواب میں کہ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ سوائے اس کے نہیں کہ علم اس قیامت کا نزدیک خدا کے ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ اور لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ہیں اُس کے وقت کو اور کہتے ہیں کہ مکہ کے لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد صلعم تیرا خدا تجھکو کیوں نہیں خبر دیتا ہے کہ نرخ اشیاء کا کب ارزاں اور کب گراں ہوتا ہے تاکہ تو ارزانی میں خرید کرے اور گرانی میں فروخت کرے کہ اس صورت میں بہت فائدہ تجھکو حاصل ہو۔ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ لَاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا نہیں مالک ہوں میں واسطے جان اپنی کے نفع کو اور نہ ضرر کو کہ غیب کا علم مجھ کو نہیں ہے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ مگر جو کچھ کہ چاہے خدا کہ مجھکو تعلیم کرے اور سکھلائے اپنی رحمت سے وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ اور اگر ہوتا میں ایسا کہ جانتا میں غیب کو لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ البتہ طلب بہت کرتا میں خیر میں سے یعنی بہت مال اور فائدہ اور فتح اور غنیمت طلب کرتا میں وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اور نہ پہنچتی مجھکو بُرائی مثل فقیری اور بیماری اور رنج کے اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا کافروں اور گنہگاروں کا اور خوشخبری دینے والا لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں وہ میرے اور ان احکام پر کہ جو میں خدا کے پاس سے لایا ہوں اور مایہ کہ ڈرانا اور خوشخبری دونوں مومنین کے واسطے ہے اس واسطے کہ فائدہ پیغمبر کے ارشاد سے وہی حاصل کرتے ہیں اور اب خدائے تعالیٰ اپنی وحدانیت اور قدرت کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ خدا وہ شخص ہے کہ پیدا کیا ہے اُس نے تمکو نفس اور جان ایک سے کہ وہ آدم تھا وَجَعَلَ مِنْهَا اور پیدا کیا اُس سے یعنی اس کے پہلوئے چپ کے استخواں سے یا اس کے جسم کی بچی ہوئی مٹی سے زَوْجَهَا جوڑا اُسکے کہ وہ حوا تھی لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا تاکہ آرام پکڑے وہ آدم طرف اس حوا کی اور الفت اختیار کرے اُس سے کہ جنس کو طرف جنس اپنی کے میل اور رغبت ہوتی ہے فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا پس جس وقت ڈھانکا اُس آدم نے اس حوا کو کہ اُس سے خلوت کی تو حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا اٹھایا اس حوا نے بوجھ ہلکا یعنی حاملہ ہوئی فَمَرَّتْ بِهٖ پس ہمیشہ اور مستمر تھی وہ ساتھ اس حمل کے اُٹھنے میں اور بیٹھنے میں اور چلنے میں اور اس حمل میں گرتی ہوئی چلی گئی نو مہینے تک یعنی اُس کو نو مہینے حمل میں گزرے فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ پس جس وقت بوجھل ہوئی وہ حوا کہ دن اُس کے وضع حمل کے پہنچے اور بچہ حوا کے شکم میں کلاں ہوگیا تو دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا پکارا وہ دونوں آدم اور حوا خدا کو کہ پروردگار ان دونوں کا ہے اور دعا کی اُس سے کہ لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا البتہ اگر دے تو ہم کو فرزند درست بدن اور مستوی الخلقت کہ اپنی پیدائش میں عیبوں سے پاک ہو تو لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝ البتہ ہوئیں گے ہم شکر کرنے والوں میں سے اس نعمت کا فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا پس جس وقت دیا ان دونوں کو خدا نے صَالِحًا فرزند درست بدن تو جَعَلَا لَهٗ مقرر کئے واسطے اس خدا کے ان دونوں نے یعنی ان کی اولاد نے شُرَكَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰىهُمَا شریک بیچ اس چیز کے کہ دیا ہے خدا نے ان دونوں کو یعنی اس فرزند کو کہ خدائے تعالیٰ نے اولاد آدم کو دیا تھا اس فرزند میں اولاد آدم نے خدا کے شریک مقرر کئے کہ کسی فرزند کا نام تو اولاد آدم نے عبد الحارث رکھا اور کسی کا نام عبد العزیٰ اور کسی کا نام عبد الشمس رکھا اور اہل مدینہ نے شرکاء کو شرکاً پڑھا ہے فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ پس بلند اور برتر ہے خدا اُس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں وہ اور اولاد کا لفظ کہ مضاف ہے جعلا اٰتاہما میں سے محذوف ہے اور تقدیر اسکی جعل اولادہما اور آتی اولاد

مع ۸

ع ۲۳ / ۱۲

ہماری ہے یعنی کہتی ہے اولاد ان دونوں کی نے اور دیا اولاد ان دونوں کو اور یہاں مضاف الیہ محذوف ہے کہ جیسے ثم اتخذتم العجل میں محذوف ہے
اور تقدیر اس کی ثم اتخذ اسلافکم العجل ہے اس واسطے کہ گوسالہ پرستی مخاطبین نے نہیں کی ہے بلکہ انکے اسلاف نے کی تھی اور ایسے ہی آدم نے شرک نہیں کیا
کہ وہ پیغمبر اور معصوم تھے بلکہ ان کی اولاد نے کیا تھا اور دلالت کرتی ہے اولاد کے لفظ کی محذوف ہونے پر عما یشرکون کہ وہ جمع
کا صیغہ ہے اور ضمیر اسکی اولاد کی طرف پھرتی ہے اور اگر آدم اور حوا مراد ہوتے تو خدائے تعالیٰ عما کانا یشرکان کہتا تثنیہ کے صیغہ سے اور مراد
شرک کرنے والوں سے آدم اور حوا ہرگز نہیں ہو سکتی جیسے کہ بعضے اہل سنت کہتے ہیں کہ آدم اور حوا نے شیطان کے بہکانے سے شرک کیا کہ اپنے
پسر کا نام عبد الحارث رکھا اور حارث شیطان کا نام ہے اس واسطے کہ آدم معصوم تھے اور معصوم سے ایسا امر واقع نہیں ہو سکتا المخالف سہم
کے ہے اور ایسے ہی اکثر آیات میں ظاہر معنی پر لوگ عمل کر کے گمراہ ہو گئے جیسے کہ خالق ہر چیز کا یہاں تک بندوں کے اعمال کا خدا ہے اور خدائے
تعالیٰ ہی کافر اور گمراہ کرتا ہے اور سوائے اسکے بہت آیتوں کے ظاہر معنی ایسے ہی ہیں اور جناب امام رضا علیہ السلام نے مامون رشید
کے جواب میں فرمایا ہے کہ حوا کے شکم ۵۰۰ بچے پیدا ہوتے تھے ایک پسر اور ایک دختر ان دونوں نے خدا کے شریک کئے جس وقت کہ انکو فرزند
تندرست خدا نے عطا کیا اور انھوں نے خدا کا شکریہ کیا جیسے کہ ان کے باپ اور ماں نے شکر کیا تھا اس صورت میں ضمیر جعلا کی ان پسر اور دختر
کی طرف پھرتی ہے نہ آدم اور حوا کی طرف اور صاحب کشاف اور صاحب بیضاوی کہتے ہیں کہ یہ قول شرک کرنے کا لائق شان انبیا کے نہیں ہے
اور بعد اس کے بیان کیا کہ ہو سکتا ہے کہ نفس واحدہ سے مراد قصی ہے کہ جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہے اور اس کو
خدائے تعالیٰ نے ایک زوجہ اسی کی جنس سے دی کہ وہ عربی اور قریشی تھی اور ان دونوں نے شرط کی کہ اگر خدائے تعالیٰ ہمکو فرزند درست خلقت
عطا کرے گا تو ہم خدا کا شکر ادا کریں گے خدائے تعالیٰ نے چار پسر ان کو عطا کئے اور انھوں نے نام رکھنے میں شریک پیدا کیا خدا کا کہ عبد مناف
اور عبد العزیٰ اور عبد القصی اور عبد الدار ان کا نام رکھا اور یہ اشتراک تسمیہ کا یعنی نام رکھنے میں شریک کرنا کفر نہیں ہے اور تاویل وہی زیادہ
صحیح ہے جو کہ پہلے گذری ہے اور فرماتا ہے خدا کہ أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا کیا شریک کرتے ہیں وہ مشرکین اس چیز کو کہ نہیں
پیدا کر سکتی ہے وہ چیز کسی چیز کو وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ اور حال یہ ہے کہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور پیدا کئے جاتے ہیں یعنی کیا شریک
کرتے ہیں وہ عبادت خدا میں ایسی چیزوں کو کہ وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے ہیں بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں اور جس وقت کہ وہ مخلوقات میں
داخل ہوئے تو سزاوار شریک کریں گے کیونکر ہوویں گے کہ وہ بھی مثل دیگر مخلوقات خدا ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ
اور نہیں طاقت رکھتے ہیں وہ شرکا لَهُمْ واسطے ان شرک کرنے والوں کے نَصْرًا نصرت اور مدد کرنے کو انکے فائدے اور نقصان میں وَلَا
أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ۝ اور نہ نفسوں اپنے کی مدد کر سکتے ہیں جس وقت ان کو کوئی توڑے اور خون آلودہ کرے اور گوبر میں بھر دے اس واسطے
کہ وہ بت پتھر کی قسم سے ہیں وَإِنْ تَدْعُوهُمْ اور اگر بلاؤ تم ان کو اے مسلمانو إِلَى الْهُدَى طرف ہدایت کے کہ وہ دین اسلام ہے یعنی
اگر تم ان مشرکوں کو اسلام کے قبول کرنے کے واسطے کہو تو لَا يَتَّبِعُوكُمْ نہ پیروی کریں گے وہ تمہاری سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ برابر ہے اوپر
تمہارے اور یکساں ہے اے مسلمانو أَدَعَوْتُمُوهُمْ بلاؤ تم ان مشرکوں کو طرف حق کے أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ ۝ یا تم خاموش ہونے والے
ہو یہ آیت ان کافروں کے حق میں ہے کہ جو اپنے کفر اور شرک پر بہت اصرار کرتے تھے مثل ابوجہل اور ولید بن عتبہ وغیرہ کے اور اب خدائے
تعالیٰ مشرکین کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ تحقیق جنکو پکارتے ہو تم سوائے خدا کے اے
مشرکو اور عبادت جنکی کرتے ہو اور جنکو معبود اپنا تم نے مقرر کیا ہے عِبَادٌ بندے ہیں وہ أَمْثَالُكُمْ کہ وہ مثل تمہارے ہمارے تحت تصرف میں ہیں اور
قبضہ قدرت میں اور اگر اسکا باور نہیں کرتے ہو فَادْعُوهُمْ پس پکارو تم ان کو اگر وہ کچھ قدرت رکھتے ہیں اور اگر انکو پکارو فَلْيَسْتَجِيبُوا
لَكُمْ پس چاہئے کہ جواب دیویں وہ واسطے تمہارے إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ اگر ہو تم راستگو کہ وہ معبود ہیں اس واسطے کہ معبود کو چاہئے

کہ اپنے معبودوں کو جواب دیویں پھر فرماتا ہے خدا کہ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا کیا واسطے اُنکے پاؤں ہیں کہ چلتے ہیں وہ ساتھ اُن کے
اپنے کام کی درستی کے واسطے اور رفع حاجت کے لئے أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ کیا واسطے اُن کے ہاتھ ہیں کہ يَبْطِشُونَ بِهَا پکڑتے ہیں وہ ساتھ انکے أَمْ لَهُمْ
أَعْيُنٌ یا واسطے اُن کے آنکھیں ہیں کہ يُبْصِرُونَ بِهَا دیکھتے ہیں وہ ساتھ اُن کے دیکھنے کی چیز کو جیسے کہ تم دیکھتے ہو أَمْ لَهُمْ آذَانٌ
يَسْمَعُونَ بِهَا یا واسطے اُن کے کان ہیں کہ سنتے ہیں وہ ساتھ انکے سننے کی چیزوں کو اور حال یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ واسطے انکے پاؤں چلنے
والے اور ہاتھ پکڑنے والے اور آنکھیں دیکھنے والی اور کان سننے والے نہیں ہیں پس تم قدر جانا اسے بہتر اور افضل ہو لیکن تعجب کہ اپنے سے کمتر کی عبادت
کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا صلعم نے مشرکوں کو ڈرایا اور الزام دیا تو ان مشرکوں نے کہا کہ تو ہمارے معبودوں کی مذمت مت کر ایسا
ہو کہ کوئی آفت اور رنج ان کی طرف سے تجھ کو پہنچے انکے جواب میں خدا فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان لوگوں سے کہ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ
پکارو تم شریکوں اپنوں کو جو کہ خدا کے شریک تم نے مقرر کئے ہیں اور تم سب میری دشمنی پر متفق ہو جاؤ ثُمَّ كِيدُونِ پھر مکر و حیلہ
کرو تم میرے حق میں جو کچھ تم سے ہو سکے فَلَا تُنظِرُونِ پس نہ مہلت دو تم مجھ کو کہ میں تم سے کچھ خوف نہیں رکھتا اور تمہاری کچھ پروا مجھکو نہیں
ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کی حفظ اور حمایت پر اعتماد کیا ہے مجھکو تمہارا کچھ اندیشہ نہیں ہے إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ تحقیق کہ دوست
اور مددگار میرا خدا ہے الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ جس نے نازل کیا ہے کتاب کو کہ وہ قرآن ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ
اور وہ خدا دوست رکھتا ہے نیکوں کو اور نگہبان اُن کا ہے اعدا کے ضرر سے وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ اور جن کو پکارتے
ہو تم سوائے اس خدا کو اور جنکی پرستش تم کرتے ہو لَا يَسْتَطِيعُونَ نہیں طاقت رکھتے ہیں وہ نَصْرَكُمْ مدد کرنے تمہارے کو وَلَا
أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ اور نہ نفسوں اپنے کو مدد کرتے ہیں اگر کوئی ارادہ اُنکے توڑنے کا کرے پس انسے کس واسطے خوف کریں اور فرماتا
خدا کہ وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ اور اگر پکارو تم اے مسلمانوں اُن کافروں کو طرف ہدایت کے یعنی طرف دین اسلام کے لَا يَسْمَعُوا
نہ سنیں گے وہ قبول کرنے کے کانوں سے وَتَرَاهُمْ اور دیکھتا ہے تو اُنکو اے محمد صلعم کہ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نظر کرتے ہیں وہ طرف تیرے ظاہر
میں وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ اور حال یہ ہے کہ وہ نہیں دیکھتے ہیں ساتھ دیدۂ دل اور حقیقت میں اور اب خدائے تعالیٰ اخلاق نیک اپنے
حبیب کو تعلیم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ خُذِ الْعَفْوَ لے تو معاف کر دینے اور بخشش کو یعنی معاف کر تو اور در گذر تو ان لوگوں سے
کہ جو تجھ سے بے ادبانہ پیش آتے ہیں اور سختی اور کج خلقی ان سے مت کر بلکہ نرمی اور مہربانی سے پیش آ کہ موجب ہدایت کا ہے وَ
أْمُرْ بِالْعُرْفِ اور حکم کر تو ساتھ نیکی کے قول میں اور فعل میں کہ جو کچھ نیک ہو باعتبار عقل اور شرع کے وَأَعْرِضْ اور
منہ پھیر لے تو بعد قائم کرنے دلیلوں کے اور تمام کرنے حجتوں کے عَنِ الْجَاهِلِينَ جاہلوں سے کہ اگر تجھکو انکی بات سے رنج
اور آزار پہنچے تو اُن سے تو جھگڑا اور تکرار مت کر بلکہ نرمی اور لطف احسان کر اور کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو
جناب رسول خدا صلعم نے جبرئیل سے پوچھا کہ خذ العفو سے کیا مراد ہے کہا کہ میں نہیں جانتا لیکن خدائے تعالیٰ سے میں سوال کرتا ہوں اور
بعد اُسکے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے محمد صلعم خدائے تعالیٰ حکم کرتا ہے تجھکو کہ معاف کر تو اس شخص کو کہ جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اور دے تو
اسکو کہ جس نے تجھکو دینے سے محروم رکھا ہے اور ملاقات اور ملاپ رکھ تو اس شخص سے کہ جو تجھ سے قطع کرتا ہے اور ملاقات کو
ترک کرتا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرد کو قبیلہ ثقیف میں سے فرمایا کہ تو کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی کو خراج کے درہم
کے واسطے ہرگز نہ مار اور یہ کام کر سکے چوپائے کو فروخت کرنا اس واسطے کہ ہمکو حکم ہے معاف کرنے اور مہربانی کا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ خذ العفو اور حضرت
صادق اور علی بن موسیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا نے اس آیت میں اپنے رسول کو ادب سکھلایا ہے کہ آدمیوں سے نرمی اور صلح رکھے چنانچہ فرماتا ہے
کہ خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین اور دوسری روایت میں حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ خدا نے اپنی نبی کو نیک خلقوں اور

اور جاہلوں کا حکم کیا ہے اور قرآن شریف میں ایسی آیت جامع اسواسطے نیک باتوں کے سوائے اس آیت کے اور آیت نہیں
ہے اور کہتے ہیں کہ وہ پہلی آیت نازل ہوئی تو رسول خدا صلعم نے کہا اے پروردگار میرے کبھی مجھ پر غصہ غالب ہو جاتا ہے تو اس
وقت میں کیا علاج کروں یہ آیت نازل ہوئی جہاں خدا تعالے فرماتا ہے کہ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ اور اگر وسوسہ
میں ڈالے تجھکو شیطان کی جانب سے نَزْغٌ کوئی وسوسہ کہ تجھکو غصہ میں ڈالے اور نرمی اور خوش خلقی سے پھرے ہوئے فَاسْتَعِذْ
بِاللّٰهِ پس پناہ طلب کر تو ساتھ خدا کے شیطان سے کیونکہ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ تحقیق کہ وہ خدا سننے والا ہے پناہ کے طلب کرنے کو اور
عَلِيْمٌ جاننے والا ہے صلاح تیری کا اور بعضے کہتے ہیں کہ نزغ وسوسہ کو اور اسکے مقدمہ کو کہتے ہیں اور مس جو اذا مسہم طائف
میں آئے گا بعد اسکے وہ اس وسوسہ کو کہتے ہیں جو مس میں کچھ اثر کر جائے اسی اسواسطے خدا تعالے نے نزغ کو مس کیا ہے طرف رسول خدا
کے اور مس کو طرف تمام بندوں کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابن عباس میں خطاب طرف رسول خدا کے ہے اور مراد اس سے امت کے لوگ
ہیں اس واسطے کہ انبیاء وسوسہ شیطان سے محفوظ ہیں اور آگے اسکے متقیوں کا حال بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا تحقیق جو لوگ
کہ پرہیز کرتے ہیں کفر اور گناہوں سے اور ڈرتے ہیں وہ خدا سے اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ جس وقت پہنچتا ہے ان کو
وسوسہ شیطان سے تو تَذَكَّرُوْا یاد کرتے ہیں وہ اس امر کو کہ جس کا خدا نے حکم دیا ہے اور جس سے کہ خدا نے منع کیا ہے اور طائف کو اہل
بصرہ اور کسائی نے اور ابن کثیر نے طیف پڑھا ہے فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ پس ناگاہ وہ دیکھنے والے ہیں راہ صواب اور نیک کو یہ سبب
پرہیز کرنے کے مکر سے شیطان کے وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ اور بھائی ان شیاطین کے کہ وہ کفار ہیں کھینچتے ہیں انکو شیاطین یعنی بھائی شیطانوں
کے کہ وہ کفار ہیں اور وسوسہ سے پرہیز نہیں کرتے ہیں اور نہ وہ خدا سے ڈرتے ہیں شیاطین انکو کھینچتے ہیں فِي الْغَيِّ بیچ گمراہی کے ثُمَّ لَا
يُقْصِرُوْنَ پھر نہیں باز رہتے ہیں وہ ان کے اغوا اور گمراہ کرنے سے اور یا یہ کہ کفار نہیں پرہیز کرتے ہیں گمراہی سے اور اپنے تئیں اس سے باز
نہیں رکھتے ہیں اور یمدونہم کو اہل مدینہ بضم یا اور کسرۂ میم پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کفار مکہ کا حال یہ تھا کہ جس وقت جناب رسول خدا
کوئی آیت لاتے تھے تو وہ کفار اسکو جھٹلاتے تھے اور جس وقت آیت آنے میں دیر ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ کیوں نہیں لاتا تو آیت کو اپنے دل سے
بنا کر جیسے کہ اور ہمیں لاتا تھا اس مقدمہ میں خدا فرماتا ہے کہ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ اور جس وقت نہیں لاتا ہے تو ان کے پاس
کوئی آیت قرآن میں سے تو از راہ عناد قَالُوْا کہتے ہیں وہ کفار تجھ سے اے محمد صلعم کہ لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا کیوں نہیں کھینچ لاتا تو اس
آیت کو اپنے جی سے بنا کر یا خدا اور آیتوں کے قُلْ کہہ تو اے محمد کہ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ سوائے اسکے نہیں کہ پیروی کرتا ہوں میں مَا
يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ اس چیز کی کہ وحی کیجاتی ہے طرف میرے پروردگار میرے سے اور میں اپنے دل سے بنا ہوا لاہی نہیں لا
هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ یہ دلیلیں ہیں پروردگار تمہارے کی طرف سے وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ اور رہنمائی اور رحمت ہے وہ وحی
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں وہ اور بصیرت اور مومنین کو خاص اس واسطے کیا کہ رہنمائی اور رحمت
میں فائدہ اس سے وہی حاصل کرتے ہیں نہ غیر ان کے اور منقول ہے کہ ایک جوان انصاری رسول خدا صلعم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور جو
کچھ رسول خدا پڑھتے تھے وہ بھی پڑھتا جاتا یہ آیت نازل ہوئی کہ امام کو پیچھے نماز میں قرآن مت پڑھو بلکہ خاموش کھڑے ہوئے امام کے
قرآن پڑھنے کو سنو چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ اور جس وقت پڑھا جائے قرآن تو فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ پس سماعت کرو
تم واسطے اسکے وَاَنْصِتُوْا اور خاموش رہو تم کہ خود نہ پڑھو تم جس وقت امام پڑھے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم رحم کئے جاؤ
یعنی اس کے ساتھ نصیحت پکڑ کر امید وار رحمت و مغفرت کے ہو اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا کہ یہ خطاب
مومنین کی طرف ہے نماز جماعت میں امام کے پیچھے قرآن پڑھنے کو سنو اور اس وقت خود مت پڑھو اور علماء فرماتے ہیں کہ نماز

جماعت میں سننا قرآن کا پیچھے امام کے واجب ہے اور سوائے نماز کے سننا قرآن کا سنت ہے اور قرآن شریف پڑھا مطلق سنے خواہ
میں اور غیر نماز میں دونوں میں لیکن احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مراد سننے سے قرآن کے اس آیت میں یہ ہے کہ نماز میں پیچھے امام کے قرآن کو
سنو کہ واجب ہے چنانچہ اس کی تفسیر میں حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ اگر تو پیچھے امام کے ہے تو مت پڑھ
تو کچھ پہلی دو رکعت میں اور نہ پچھلی دو رکعت میں اس واسطے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون
مراد اس پڑھنے سے یہ ہے کہ قرآن کو پیچھے امام کے مت پڑھ نہ یہ کہ سوائے قرآن کے اور کچھ مت پڑھ اور سوائے اس کے اور
روایتیں بھی اس مضمون کی ہیں اور بعضی روایات میں جو آیا ہے کہ قرآن کے سننے کے واسطے خاموشی واجب ہے نماز میں اور غیر نماز میں
دونوں میں یہ وجوب استحباب پر محمول ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَاذْكُرْ رَبَّكَ اور ذکر کر تو اے محمد پروردگار اپنے کا اور یاد کر
فِي نَفْسِكَ بیچ جی اپنے کے تَضَرُّعًا وَخِيفَةً زاری اور خوف سے اس واسطے کہ خوف اور خشیت اور پوشیدگی اور زاری
سے ذکر کرنا موجب قبول ہونے دعا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے فکر ہے کہ ذہن کے سبب علم صانع عالم کا اور اس کی
صفات کا حاصل ہو وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اور سوائے بلند آواز کے کہنے زبان سے بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ بیچ
وقت صبح کے اور شام کے واسطے فضیلت ان دونو وقتوں کے یعنی اپنے پروردگار کا ذکر زاری اور خوف سے پوشیدہ اور آہستہ
صبح اور شام کو کر کہ جس میں آواز بلند نہو اس واسطے کہ آہستہ اور پوشیدہ ذکر خدا کا بہت کرنا کہ خالی ریا سے ہے بہت نزدیک قبول
ہوسکے ہے اور تضرعا اور خیفة دونو مصدر ہیں کہ واقع ہوئے ہیں موقع حال کے اور دون الجهر کا عطف اس پر ہے وَلَا تَكُنْ
مِنَ الْغَافِلِينَ اور نہو تو غفلت کرنے والوں میں سے کہ خدا تعالیٰ نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ اسکا ذکر کرتے رہو
ہیں کہ اس آیت میں خطاب رسولخدا کی طرف ہے اور مراد اس سے امت کے آدمی ہیں اس واسطے کہ رسولخدا ذکر خدا سے غافل نہ
ہوتے تھے اور ذات پاک حضرت کی سہو اور غفلت سے بری ہے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ جو کوئی ذکر
کریگا میرا پوشیدہ ذکر کروں گا میں اسکا علانیہ اور فرمایا ہے جناب امیرؑ نے کہ جو کوئی ذکر کرے خدا کا پوشیدہ تو پس تحقیق ذکر کرے گا
اسکا خدا بہت تحقیق کہ ذکر کرتے تھے منافقین خدائے تعالیٰ کا علانیہ اور نہیں ذکر کرتے تھے پوشیدہ چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ یراؤن الناس و
لا یذکرون الله الا قلیلا یعنی دکھاتے ہیں وہ آدمیوں کو اور نہیں ذکر کرتے ہیں وہ خدا کا مگر تھوڑا اور اب خدا اس امر کو بیان کرتا ہے کہ جو باعث
ذکر کا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ تحقیق جو شخص کہ نزدیک پروردگار تیرے کے ہیں مثل ملائکہ کے کہ مقرب درگاہ
خدا ہیں لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ نہیں تکبر کرتے ہیں وہ عبادت اس خدا کی سے وَيُسَبِّحُونَهُ اور پاکیزگی سے یاد کرتے
ہیں اسکو اس چیز سے کہ نہیں لائق ہے اسکی کبریائی کے وَلَهُ يَسْجُدُونَ اور واسطے اسیکے سجدہ کرتے ہیں خشوع اور خضوع اور زاری سے اور کسی
کو شریک اسکا نہیں کرتے ہیں اور اس آیت کا سجدہ سنت ہے اور یہ پہلا سجدہ ہے قرآن میں اور سجدے تمام قرآن میں پندرہ ہیں چار
اس میں سے واجب سجدے ہیں سورہ الم سجدہ اور سجدہ حم اور النجم اور اقرا باسم ربک الذی خلق ہیں اور گیارہ سجدے سنت ہیں
سورہ اعراف میں اور سورہ رعد میں اور سورہ نحل میں اور سورہ بنی اسرائیل میں اور سورہ مریم میں اور دو جگہ سورہ حج میں اور سورہ فرقان
میں اور سورہ نمل میں اور سورہ ص میں اور سورہ اذا السماء انشقت میں اور وہ سجدہ واجب اس شخص پر ہے کہ جو اسکو پڑھے یا قصد کر کے اسکو
سنے اور اگر قصد کر کے نہ سنے بلکہ کسی پڑھنے والے کی آواز سجدہ کی آیت کی کان میں آجاوے تو یہ سجدہ سنت ہے اگرچہ سجدہ واجب کی آیت کو
سنا ہو اور وہ گیارہ بھی سنت ہیں اور جس وقت تمام آیت کو سجدے کی تمام کرے اسوقت سجدہ میں جاوے اور اس سجدہ میں طہارت اور استقبال قبلہ
واجب نہیں ہے مگر افضل اور احوط ہے اور ایسے ہی وہ چیز کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور دعائے سجدہ یہ ہے لا اله الا الله حقا حقا لا اله الا الله ایمانا و

وتقصیر یا لا الہ الا اللہ عبودیتہ ورقاً سجدت لک یا رب تعبداً ورقاً لا مستنکفاً عن عبادتک ولا مستکبراً بل انا عبد ذلیل خائف مستجیر اور
حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت ابن آدم آیہ سجدہ کو پڑھ کر سجدہ میں جاتا ہے تو شیطان اس سے کنارہ کرتا ہے اور بھاگتا ہے اور گریہ کر کے کہتا ہے
کہ وائے مجھ پر کہ فرزند آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا اور بہشت اسکو سجدہ کرنے سے واجب ہو گیا اور مجھکو حکم سجدہ کرنیکا ہوا میں سجدہ نکیا دوزخ مجھ پر واجب ہو گیا

سورۃ الانفال بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ سورہ مدنی ہے کہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اور آیتیں اسکی پچھتر آیتیں ہیں اور بعضی
زیادہ بھی کہتے ہیں اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جو کوئی سورہ انفال اور سورہ برات کو پڑھے ہر مہینہ میں تو نفاق اسکے دل میں
کبھی داخل نہو اور وہ شخص شیعیان امیر المومنینؑ سے ہو اور بہشت کے خوانوں میں کھانا کھائے ہمراہ شیعیان علیؑ کے یہانتک کہ آدمی حساب سے
فارغ ہوں فرماتا ہے خدا کہ یَسْـَٔلُوْنَكَ پوچھتے ہیں تجھ سے اے محمد عَنِ الْاَنْفَالِ حکم غنیمتوں کفار کے سے کہ حلال ہیں یا نہیں
اور کہتے ہیں کہ انفال غنیمت کے مال ہیں اور نفل بمعنی زیادتی ہے اور اسکا نام غنیمت اسواسطے رکھا ہے کہ بخشش اور فضل ہے خدا
کی طرف سے اور حضرت سجاد اور باقر اور صادق علیہم السلام نے یسئلونک الانفال پڑھا ہے یعنی وہ سوال کرتے ہیں تجھ سے یہ کہ دے تو انکو
اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام سے انفال کی تفسیر میں حدیثیں وارد ہیں اور حاصل سب کا یہ ہے کہ انفال وہ چیز ہے کہ لیا جائے
دار الحرب سے بدون لڑائی کے اور وہ زمین کہ جس کے باشندے جلا وطن ہو گئے ہوں بدون لڑائی کے اور فقہا اسکو فی کہتے ہیں اور ریتیں
اجاڑ کہ بدون آبادی کے پڑی ہوں اور کوئی اسکا مالک نہو مثل صحرائے دراز کے اور نیستان اور رودخانہ کے اور زمینیں اور محل اور
قلعہ بادشاہوں کے اور مال اس شخص کا کہ جس کے وارث نہوں اور پہاڑوں کے نیچے کی زمین اور مال غلاموں کے اور کانیں یہ سب چیزیں
پیغمبر کی ہیں اور بعد پیغمبر کے امام کی ہیں اور زمانہ غیبت میں شیعہ انکے تصرف میں لائیں اور کہتے ہیں کہ اہل بدر نے بعد جنگ بدر کے غنیمت میں خلاف
کیا جوانوں نے کہا کہ ہمنے لڑائی کی ہے غنیمت ہمارا حق ہے اور بوڑھوں نے کہا کہ ہم بھی تمہارے مددگار رہے ہیں ہمکو بھی حصہ چاہئے اور عبادہ
بن صامت کہتے ہیں کہ ہمنے بدر میں غنیمت کے مقدمہ میں اختلاف کیا اور نوبت اس اختلاف کی نزاع کو پہنچی حق تعالیٰ نے حکم اسکا پیغمبر کے سپرد
کر کے فرمایا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ حکم غنیمتوں کا واسطے خدا کے ہے اور پیغمبر کے کہ جس طرح چاہیں تقسیم کریں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم خدا سے اور جھگڑا مت کرو وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ص اور صلح کرو تم درمیان اپنے اور درست کرو
تم اس حال کو جو درمیان تمہارے ہے آپس میں رواج اور مخالفت کار کا وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی اور
پیغمبر اسکے کی جس مقدمہ میں کہ وہ حکم کرے غنیمت وغیرہ میں اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اگر ہو تم ایمان لانے والے اس واسطے کہ
ایمان موجب فرمانبرداری کا ہے ہر امر و نہی میں اور عبادہ بن صامت نے کہا کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور حکم غنیمتوں کا رسول خدا کے سپرد
ہوا تو ہمنے آپس میں مخالفت اور نزاع کو دور کیا اور رسول خدا نے غنیمت کو درمیان مسلمانوں کے برابر تقسیم کر دیا اور بعضے اس آیت کے نازل ہونے
کے سبب میں بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت آدمی بھاگ گئے اور اصحاب رسول خدا کی غنیمت کے
تین قسم کے تھے بعضے تو حضرت کے خیمہ کے پاس رہے تھے اور بعضے دشمنوں سے لڑے اور انکو قید کیا اور بعضوں نے غنیمتوں کو جمع کیا اور جس وقت
سب ساتھی اور رفیق جمع ہوئے تو انصار نے غنیمتوں کے مقدمہ میں گفتگو کی خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ماکان لنبی ان یکون
له اسریٰ حتی یثخن فی الارض یعنی نہیں سزاوار ہے واسطے کسی پیغمبر کے یہ کہ ہوویں واسطے اسکے قیدی کہ لیوے انہیں سے بہا جب تک کہ بہت قتل کرے
ان میں سے یعنی رہیں کے کہ سبب قتل اور ذلت کفار کا اور باعث عزت اور شوکت اہل اسلام کا ہے اور جس وقت خدا نے غنیمتیں اور
قیدی مباح کئے تو سعد بن معاذ نے گفتگو کی اور وہ بھی حضرت کے خیمہ کے پاس رہا تھا اور لڑنے کو نہیں گیا تھا اور کہا اسنے کہ یا رسول خدا
ہمکو جہاد سے بے رغبتی نہ تھی اور ہم دشمنوں کے خوف سے نامردی کر کے بیٹھ رہے ہیں بلکہ ہمنے اس امر کا خوف کیا کہ ایسا نہو کہ حضرت کو

مینا دیکھ کر اور مقام کو حضرت کے خالی پا کر دشمنوں کے سوا حملہ کریں اور آپ کے خیمہ پر پہنچا چاہیں اور انصار نے قیام رکھا ہے آپ کی محافظت
کے واسطے اس بات کی کسی نے شکایت نہیں کی ہے اور آدمی کثرت سے ہیں اور اگر ان سب کو آپ دیویں گے تو اصحاب آپ کے محروم رہ جاویں گے اور خوف
سعد کو یہ تھا کہ ایسا ہو کہ سو سید اعظمیوں کی اور مقتولوں کی […] کو ان کر میدان جنگ کرنے والوں کے تقسیم کروں اور سب ان کو بھی دیویں اور جو کچھ
رسول خدا صلعم کے خیمہ پر رہا ہے اور لڑنے کو نہیں گیا ہے اس کو کچھ نہ دیو […] اس سبب آپس میں سخت اختلاف کیا یہاں تک کہ رسول خدا صلعم
سے پوچھا کہ کس کو غنیمت ملیں گی اس وقت خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ یسئلونک عن الانفال […] الرسول میں آدمی بدر میں
غنیمت کے گئے اور بعد اس کے خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ واعلموا انما غنمتم اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غنیمت
کو تقسیم کیا اور کہتے ہیں کہ بدر کی غنیمت میں سے حضرت نے خمس نہیں نکالا تھا بلکہ بعد بدر کے خمس نکالا تھا اس واسطے خدائے تعالیٰ مومنوں کے اوصاف
کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ سوائے اس کے نہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں کہ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ جس وقت
ذکر کیا جائے خدا نزدیک ان کے تو وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ڈر جاتے ہیں دل ان کے خدائے تعالیٰ کی عظمت اور جلال کی ہیبت سے اور اپنے
اعمال کے قصور سے معاملہ میں انعام اور احسان خدا کے وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ اور جس وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے آیتیں
اس کی قرآن میں سے زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا زیادہ کرتی ہیں وہ آیتیں ان کے ایمان کو کیونکہ یقین ان کا زیادہ ہوتا ہے وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ
اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں وہ کہ سب امور اپنے اسکے سپرد کرتے ہیں اور خوف اور امید ان کی خدا سے ہے اور مخلوقات
پر اعتماد نہیں کرتے اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وہ لوگ ہیں کہ جو قائم کرتے ہیں نماز کو کہ ہمیشہ نماز کو پڑھتے ہیں اور اس کی شرائط
اور ارکان کو ادا کرتے ہیں وہ مومن وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور اس چیز سے کہ روزی دی ہے ہم نے انکو خرچ کرتے ہیں اور
اُولٰٓئِكَ ۔ مومن خدا سے ڈرنے والے اور اسی پر توکل کرنے والے اور ہمیشہ نماز پڑھنے والے اور خدائے تعالیٰ کی دی ہوئی روزی
حلال کو خرچ کرنے والے هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وہی ایمان لانے والے ہیں حق اور راست کہ خالص ہو شک اور ریا سے اور حقا
مفعول مطلق ہے اس محذوف کا یعنی یہ مومن کامل ہیں ایمان میں لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ واسطے ان کے درجے ہیں نزدیک
پروردگار ان کے وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ بخشش ہے گناہوں کی اور روزی بزرگ کہ بے مشقت اور بدون کسب
ہاتھ لگے گی روایت ہے کہ مراد درجات سے یہاں بہشت […] درجے ہیں اور وہ درجے اس قدر بڑے بڑے ہیں کہ ایک درجہ سے دوسرے
درجہ تک اگر گھوڑا بہت دوڑنے والا دوڑے تو ستر برس میں اسکی مسافت طے کرے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر المومنین اور
سلمان اور ابوذر اور مقداد کے حق میں نازل ہوئی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ تمام اہل ایمان بہشت میں داخل ہونگے
بہشت میں اور زیادتی ایمان سے ان کے درجے بلند ہونگے خدا کے نزدیک اور ایمان کے ناقص ہونے سے دوزخ میں وہ جاویں گے
اور اب خدائے تعالیٰ جنگ بدر کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ جیسے کہ نکالا تجھکو اے
محمد پروردگار تیرے نے گھر تیرے سے کہ وہ مدینہ ہے واسطے جنگ بدر کے بِالْحَقِّ ساتھ حق کے یعنی جان مسلمانوں کا مکروہ جانتے ہیں تقسیم انفال کے
کو بعضے کو تو دو […] مثل حال اسکے کہ […] گھر سے نکالے میں کہ پروردگار نے تجھکو نکالا یعنی جیسے کہ تقسیم انفال کو دیکھ کر جانتے ہیں کہ
بعضے کو تو دیا اور بعضے کو نہ دیویں ایسے ہی مدینہ سے واسطے اسکے نکلنے […] کو مکروہ جانتے ہیں اور کما اخرجک خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور
تقدیر اسکی یہ ہے کہ ثبوت الانفال بید الرسول […] کما اخرجک […] اور یا صفت مصدر فعل مقدر کی ہے للہ والرسول
میں اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ الانفال ثبت للہ والرسول […] ثباتا مثل ثبات اخراجک […] اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِنَّ فَرِيْقًا
مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور تحقیق کہ ایک گروہ […] لَكٰرِهُوْنَ […] مکروہ جاننے والے ہیں مدینہ سے باہر نکلنے کو واسطے جنگ کفار کے

يجادلونك جھگڑتے ہیں وہ تجھ سے اے محمد صلعم في الحق بیچ اختیار کرنے حق کے کہ وہ جہاد ہے اور اس میں بہت ثواب ہے
بعد ما تبين بعد اس کے ظاہر ہو گیا ہے کہ جہاد واجب ہے اور یا یہ کہ ظاہر ہو گیا ہے فتح پانا کفار پر حضرت کے خبر دینے
سے اور باوجود اسکے لڑائی سے کراہت کرتے ہیں كانما يساقون گویا کہ وہ کھینچے جاتے ہیں یعنی ایسی کراہت کرتے ہیں جنگ سے
کہ گویا وہ جانتے اور ایسا جانتے ہیں کہ گویا ہانکے جاتے ہیں الى الموت طرف موت کے وهم ينظرون اور وہ دیکھتے ہیں اس
موت کو اور ایسا جانتے ہیں کہ وہاں جاتے ہی مرجائیں گے یعنی علامات کو دیکھ کر انکا حال ایسا تھا اور بعض مومنین کا ایسا حال ہو گیا تھا اور ان
کا حال ایسا اس واسطے ہو گیا تھا کہ یہ بہت تھوڑے سے تھے اور کفار کی کثرت تھی اس واسطے خوف کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ کل مومنین تین سو تیرہ
تھے اور کفار ہزار کا گمان کرتے تھے اس واسطے لڑائی کو مکروہ جانتے تھے اور سبب بدر کی لڑائی کا بیان مختصر یہ ہے کہ قافلہ قریش کا
مکہ سے شام روانہ ہوا کہ اس میں کثرت سے مال اور خزانہ تھا اور چالیس سوار اس کے ہمراہ تھے اور سرداروں میں سے ابوسفیان اور عمرو
عاص وغیرہ تھے اور جبرئیل نے جناب رسولخدا صلعم کو خبر کی اور رسولخدا نے مومنین کو خبر کی کہ قافلہ قریش کا مع مال کثیر شام کو جاتا ہے اور
خدائے تعالے نے مجھ سے وعدہ کیا ہے دو نو گروہوں میں سے ایک کا یا تو یہ قافلہ لوں یا میری فتح ہو قریش پر اور مومنین نے یہ بات سنی تو
بسبب کثرت مال اور قلت آدمیوں ہمراہیوں قافلہ کے قافلہ لوٹنے کی انکو رغبت ہوئی جناب رسولخدا صلعم مع تین سو تیرہ آدمیوں انکو
لے مدینہ سے باہر نکلے جس وقت بدر کے قریب پہنچے کہ وہ ایک بستی ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے تو ابوسفیان کو خبر ہوئی کہ محمد قافلہ
کے ارادہ پر مدینہ سے باہر نکلا ہے یہ خبر سنکر اس کو بہت خوف ہوا اور ضمضم غفاری کو اجرہ میں دس دینار دے کر مکہ کو روانہ کیا اس نے
مکہ میں جا کر خبر دی کہ محمد تمہارے قافلہ کے ارادہ پر مدینہ سے باہر نکلا ہے تم اسکی جلد خبر لو ورنہ سب مال تمہارا ضائع اور برباد ہو جائے گا لوگوں
نے یہ سنکر بہت غل مچایا اور کہا کہ ایسی مصیبت ہم پر کبھی نہیں پڑی ہے اور نکلنے کے لیے سب آمادہ ہوئے اور سہیل بن عمرو اور صفوان ابن امیہ
اور ابوالبختری بن ہشام نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے گروہ قریش کے مثل اس کے کوئی مصیبت تم کو نہیں پہنچی کہ محمد تمہارے مال کی طمع
رکھتا ہے اور تمہارے قافلے کے درپے ہوتا ہے اور ایسا کوئی قریشی نہیں ہے کہ جس کا مال اس قافلہ میں نہو گا پس نکلو تم اپنے اپنے
ہمراہ زاد سفر لیکر سب لوگ نکلے اور عباس بن مطلب اور نوفل بن الحرث بن عبد المطلب اور عقیل بن ابیطالب بھی ہمراہ
نکلے اور ان کے ہمراہ لونڈیاں گانے والیاں بھی نکلیں شرابیں پیتی تھیں اور دف بجاتی تھیں اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جس وقت مع تین سو تیرہ ہمراہیوں کے قریب بدر کے پہنچے تو بشیر بن ابی الرعنا اور محمد بن عمرو کو جاسوس مقرر کر کے قافلہ کی خبر لانے کو
بھیجا وہ دونو بدر کی نہر پر پہنچے اور اونٹ اپنے وہاں انھوں نے بٹھلا دیے اور پانی انکو پلایا اور دو لڑکیوں کو وہاں دیکھا ایک
لڑکی نے دوسری لڑکی کو پکڑ رکھا ہے اور اپنا درہم اس سے طلب کرتی ہے اور جواب میں اس کے وہ کہتی ہے کہ کل کے روز قافلہ قریش کا
فلانی جگہ اترا تھا اور بروز فردا یہاں آئیگا میں اسکی مزدوری کر کے تیرا درہم دیدونگی وہ دونو جاسوس یہ سنکر وہاں سے چلے
آئے اور جو کچھ اس لڑکی سے سنا تھا رسولخدا صلعم کو خبر اسکی کی اور ابوسفیان بدر کے قریب آیا اور قافلہ کو وہاں چھوڑ کر تنہا نہر
پر گیا اور ایک شخص کسب الجهنی کو وہاں دیکھا اس سے پوچھا کہ اے کسب تجھکو محمد کی اور اس کے اصحاب کی کچھ خبر ہے کہ وہ کہاں
ہیں کہا کہ نہیں لیکن دو شتر سوار یہاں آئے تھے اور انھوں نے اپنے اونٹوں کو یہاں پانی پلایا تھا اور بٹھلایا تھا بعد اس کے وہ یہاں
سے چلے گئے میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھے ابوسفیان یہ سنکر ان کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پر گیا اور ان کی مینگنیاں لے کر لیں تو
اس میں گٹھلی کھجور کی پائی کہا کہ یہ چارہ مدینہ کے اونٹوں کا ہے اور بیشک وہ دو نو جاسوس محمد کے تھے وہاں سے اٹھا اور قافلہ کو
اپنے دریا کے کنارے لے گیا اور راستہ کو چھوڑ دیا جبرئیل نے رسول خدا کو خبر کی کہ قافلہ تو کوچ کر گیا لیکن قریش مکہ سے قافلہ کی

شامت کو آتے نہیں اُٹھا سکے گا لیکن ... مدینے تک فتح دیکھا اور صفرا وادی کے پاس حضرت اُترے ہوئے تھے
اور مدینہ سے آکر منزل بدر کی طرف آئے ... رسول خدا نے ارادہ کیا کہ اصحاب کا امتحان لیں کہ انھوں نے وعدہ مدد کرنے کا کیا
تھا ... فرمایا کہ قافلہ تو چلا گیا ... اب ... کو آتے ہیں اور خدا نے مجھکو اُن سے لڑنے کا حکم کیا ہے اصحاب نے بات
سنکر گھبرائے اور ... ڈرے ... نے فرمایا ... ہوا ... کھڑے ہوکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ قریش ہیں اور بڑے متکبر ہیں
جس روز سے ... ہوئے ... کبھی ایمان نہیں لائے اور ... کبھی ذلیل نہیں ہوئے حضرت نے ابوبکر کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گیا
عمر بھی کھڑے ہوکر یہی کہا ... اور ... مقداد نے کھڑے ہوکر کہا کہ یا رسول خدا ہم ایمان لائے ہیں اور ہم نے تصدیق
ہم نے کی ہے اور ... خدا کے ... الہی ... ہے جو کچھ تو حکم کرے ہم اسکو بجا لاویں اگر ہم کو حکم کرے آگ میں گرنے کا تو ہم
گر پڑیں اور اگر تو دریا میں غوطہ لگانے کو ... ہم بھی ... ہمراہ غوطہ لگاویں جناب رسول خدا کو انکی بات پسند آئی اور ان کے حق میں دعائے
خیر کی اور وہاں سے کوچ کر کے بدر میں ... پانی کے کنارے اُترے اور قریش عدوہ ... پر اترے تھے قریش نے اپنے
غلاموں کو پانی کے واسطے بھیجا اصحاب رسول خدا کے اصحاب نے انکو گرفتار کیا اور پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے کہا کہ ہم قریش کے غلام
ہیں حضرت نے اُن سے پوچھا کہ قریش کے کتنے آدمی ہیں غلاموں نے کہا کہ ہم ان کے شمار کو نہیں جانتے پھر حضرت نے پوچھا کہ کھانے
کے واسطے ہر روز کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں غلاموں نے کہا کہ نو سے دس تک حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ وہ نو سے ہزار تک
ہیں اور پھر حضرت نے اُنسے پوچھا کہ بنی ہاشم کے آدمیوں میں سے ان میں کون کون ہیں کہا کہ عباس اور عقیل اور نوفل
بن الحارث ... اور اُن غلاموں کے واسطے حضرت نے قید کا حکم دیا ... یہ سنکر گھبرائے اور حضرت نے عمار یاسر کو جاسوس
مقرر کر کے قریش کا حال دریافت کرنے کے واسطے بھیجا عمار نے ... کہ خائف اور ترساں ہیں خدائے تعالے نے اُن کے دلوں میں
رعب ڈال دیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر کہ وہ تین سو تیرہ آدمی تھے ان میں کل دو گھوڑے تھے ایک زبیر کے پاس
اور ایک مقداد کے پاس اور ستر اونٹ تھے کہ ہر ایک اپنے اپنے وارے سے اُس پر سوار ہوتا تھا اور مرثد کے پاس ایک اونٹ تھا اس پر
جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ علیہ السلام اور مرثد اپنے وارے سے سوار ہوتے تھے اور قریش کے لشکر میں چار سو گھوڑے تھے اور حضرت
کے ہمراہ جو تھوڑے آدمی تھے قریش اُن کو دیکھ کر ظاہر میں کہتے تھے کہ انکو تو ہمارے غلام ہی مار لیں گے اور لڑائی کے مقدمہ میں قریش
کی آپس میں بہت گفتگو ہوئی کوئی تو کہتا تھا کہ اُلٹے پھرو کہ محمد ہمارا بھائی ہے اور کوئی کہتا تھا کہ تم بنی ہاشم کی تلوار سے ڈرتے ہو لیکن
ابوجہل جو بہت سخت کافر تھا اور سب سے زیادہ حضرت کا دشمن تھا وہ سب کو غیرت دلاتا تھا کہ لڑا چاہیے اور عتبہ کہتا تھا کہ محمد تمہارا
بنی عم ہے اسلئے پھر چلو ابوجہل نے اس سے کہا کہ تو عبدالمطلب کی اولاد کی تلواروں سے ڈرتا ہے عتبہ کو یہ کلام سنکر غصہ آیا
اور اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو ہمراہ لے کر مسلمانوں کے سامنے آیا اور آواز دی کہ اے محمد ہمارے ہمچشموں کو ہم سے
لڑنے کو بھیج تین آدمی انصار میں سے ان سے لڑنے کو نکلے عتبہ نے اُنکو دیکھ کر کہا کہ ہم تمکو نہیں جانتے ہیں ہم تو اپنے بھائی قریش کو
چاہتے ہیں وہ تینوں اُلٹے پھر گئے رسول خدا نے عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب کی طرف دیکھا اور وہ ستر برس کی عمر رکھتے تھے اور
فرمایا کہ جاؤ میدان میں اور حمزہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے چچا تم بھی جاؤ میدان میں اور پھر علیؑ کی طرف دیکھ کر
فرمایا کہ تو بھی جا اور اُن تینوں کو اُن تینوں کے مقابلہ میں حضرت نے بھیجا اور عتبہ اور عبیدہ کی لڑائی ہوئی اور دونوں کے وارے
کام کیا اور دونوں ہی گر پڑے اور علیؑ نے ولید کو قتل کیا اور حمزہؑ اور شیبہ کی کشتی ہوئی مسلمانوں نے حضرت علیؑ سے کہا کہ اے علیؑ چچا کی
خبر لے علیؑ نے جھپٹ کر اسکو بھی قتل کیا اور عتبہ میں تھوڑی سی جان باقی رہ گئی تھی اسکو بھی [illegible] کیا اور عبیدہ کو حمزہ اور علیؑ اُٹھا کر

رسول خدا کے پاس لے گئے حضرت انکو دیکھ کر آبدیدہ ہوئے عبیدہ میں تھوڑی سی جان باقی رہی تھی اس وقت رسول خدا سے عرض کی کہ
یا رسول اللہ میرے باپ اور ماں آپ پر فدا کیا میں شہید نہیں ہوں حضرت نے فرمایا کہ پہلا شہید ہے میرے اہل بیت میں سے اور لڑائی
شروع ہوگئی اور فرشتے اس لڑائی میں مسلمانوں کی کمک کے واسطے خدائے تعالیٰ نے نازل کئے تھے اس لڑائی کے قصہ کو خدائے تعالیٰ بیان
کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ اور یاد کرو تم اے مسلمانو جس وقت وعدہ کیا تھا تم سے خدا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ
ایک کا دو گروہ میں سے یا قافلہ کا اور یا قریش کا جو کہ مکہ میں سے اپنے قافلہ کے لڑنے کے واسطے اور وعدہ کیا تھا خدا نے ایک گروہ کا أَنَّهَا لَكُمْ
کہ تحقیق وہ ایک گروہ واسطے تمہارے ہے وَتَوَدُّونَ اور دوست رکھتے تھے تم اور چاہتے تھے أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ یہ کہ تحقیق
غیر صاحب دبدبہ اور ہتھیار کا ہے کہ وہ قافلہ تَكُونُ لَكُمْ ہووے واسطے تمہارے کہ انہیں تھوڑے آدمی ہیں اور اسکے لینے میں زیادہ منفعت
ہوگی اور قریش نوسو پچاس آدمی ہیں اُن سے لڑنے کو دل نہیں چاہتا وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ اور چاہتا ہے خدا یہ کہ ثابت کرے حق
کو بِكَلِمَاتِهِ ساتھ کلموں اپنے کے یعنی ساتھ آیتوں قدرت اپنی کے کہ جو صاحب شوکت کی لڑائی کے مقدمہ میں نازل کی ہیں اور یا ساتھ دوستوں
اپنے کے حق کو ثابت کرے اور یا ساتھ وفا کرنے وعدوں فتح و ظفر کے اور یا ساتھ بھیجنے ملائکہ کے کمک مسلمانوں کے وَيَقْطَعَ دَابِرَ
الْكَافِرِينَ اور کاٹے خدا جڑ کافروں کی کہ انکو ہلاک کرے لِيُحِقَّ الْحَقَّ تاکہ ثابت کرے حق کو کہ وہ دین اسلام ہے سبب بھیجنے مکروہات
اور سختیوں جہاد کے تمکو اور یا سرکشوں کو قتل کرکے تمکو نصرت اور فتح دلوے کہ حق ظاہر ہو جاوے وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ اور نابود اور زائل
کرے باطل کو کہ وہ کفر ہے وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ اور اگرچہ مکروہ اور ناخوش جانیں گنہگار کہ وہ کفار ہیں حاصل یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا
ہے کہ تم چاہتے ہو اے مسلمانو کہ راحت اور بےغمی میں رہیں اور چاہتے ہو کہ بے رنج مال تمہارے ہاتھ میں آجاوے اور کوئی سختی اور مکروہ تمکو پہنچے اور
خدائے تعالیٰ بلند کرنا دین کا اور ظاہر کرنا حق کا چاہتا ہے کہ جس میں بہتری تمہارے دین اور دنیا کی دونوں کی ہے اور وہ جہاد سے تعلق رکھتی ہے اور
امام محمد باقرؑ سے فرمایا ہے کہ جس وقت رسول خدا نے قلت اسلام کی اور کثرت کفار ملاحظہ کی تو قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا کی کہ خداوندا جو کچھ تونے وعدہ
کیا ہے فتح و ظفر کا اسکو وفا کر خداوندا اگر اس گروہ کو مسلمانوں کے ہلاک کرے گا تو پرستش کرنے والا اس زمین پر باقی نہ رہے گا اور دونوں ہاتھوں
کو اٹھائے ہوئے دعا کر رہے تھے یہاں تک کہ چادر شانہ مبارک سے گر پڑی اور خدائے تعالیٰ نے دعا حضرت کی قبول کی اور فرشتے مسلمانوں کی
کمک کے واسطے بھیجے اور یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ یاد کرو تم اے مسلمانو جس وقت کہ فریاد و استغاثہ
کرتے تھے تم پروردگار اپنے سے جس وقت کہ بدوں جہاد کے تمکو چارہ نہ تھا اور کہتے تھے کہ اے فریادرس تو ہماری مدد کر دشمنوں پر کہ جو
دین حق کے دشمن ہیں اور وعدے کو اپنے وفا کر فَاسْتَجَابَ لَكُمْ پس قبول کیا واسطے تمہارے خدا نے تمہاری فریاد اور دعا کو اور فرمایا
کہ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ تحقیق میں مدد کرنے والا ہوں تمہارے ساتھ ایک ہزار فرشتوں میں سے مُرْدِفِينَ
جس وقت کہ پیچھے سے سوار ہو کر آنے والے مومنوں کے ہیں یہ حال واقع ہوا ہے اور یا یہ ایک فرشتہ پیچھے دوسرے فرشتہ کے سوار ہو کر آنے
والے ہیں اور مردفین کو اہل مدینہ اور یعقوب نے فتح دال پڑھا ہے اور اقوال مشہور کسرہ دال وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ اور نہیں
کیا ہے اس مدد کو خدا نے مگر خوشخبری یعنی وہ فرشتے جو بھیجے ہیں تمہاری خوشخبری کے واسطے بھیجے ہیں تاکہ انکی کثرت کو دیکھ کر تم خوش ہو جاؤ ورنہ
ایک فرشتہ انکو ہلاک کرنے کو کفایت کرتا تھا چنانچہ جبرئیل نے سات شہر قوم لوط کے جڑ سے اکھاڑ کر الٹ دئے وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ
اور تاکہ مطمئن ہوں ساتھ اس مدد کے دل تمہارے کہ خوف قلت اور ذلت کا جاتا رہے اور فرشتوں کو دیکھ کر دل تمہارے قوی ہو جائیں اور یہ فتح اور نصرت کچھ اس
مدد فرشتوں کے بھیجنے پر موقوف نہیں ہے وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ اور نہیں ہے نصرت اور فتح مگر نزدیک خدا کے سے یعنی یہ کثرت
ملائکہ سے نصرت کا نہیں ہے اور نصرت انکے اختیار میں نہیں ہے اور وہ قادر نہیں نصرت کرنے پر بلکہ خدا ہی نصرت کرتا ہے پس اسی سے نصرت کو طلب کرو إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ تحقیق

خدا غالب ہے اپنے دوستوں کو نصرت دیتا ہے حَكِيمٌ ہے یعنی حکمت کے موافق مصلحت کے کام کرتا ہے یہاں ایک سوال ہے کہ ہزار فرشتوں کے
اور ہزار فرشتوں نے جنگ بدر میں لڑائی نہیں کی اور وہ جو تین ہزار پانچ ہزار تھے جو سورۂ آل عمران میں مذکور ہیں وہ فرشتے واسطے نصرت کے
آئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد مردفین سے پیچھے آنے والے فرشتے ہیں بعد ہزار کے یہاں تک کہ آخر میں پانچ ہزار فرشتے آئے اور بعضے کہتے
ہیں کہ اول میں ہزار فرشتے آئے اور پھر ہزار کہ اس صورت مذکور میں دو ہزار ہوئے اور پھر ہزار کے ہیں اس طرح سے تین ہزار ہوئے اور روایت ہے کہ جنگ
بدر کے روز جبرئیل نے مع پانسو فرشتوں کے نزول کیا جبرئیل تو لشکر کی داہنی جانب تھے اور میکائیل مع پانسو فرشتوں کے بائیں جانب تھے اور
وہ فرشتے سفید لباس پہنے ہوئے اور سفید عمامہ باندھے ہوئے اور شملہ لٹکائے ہوئے تھے اور گھوڑوں پر سوار تھے اور آدمیوں کی صورت میں اعانت کرتے تھے
اور کسی وقت ملائکہ کو حکم جہاد کا نہیں ہوا ہے سوا اس روز جنگ بدر کے اور حنین کے واسطے ... عبد اللہ ابن عباس سے
روایت ہے کہتے ہیں کہ جس وقت مسلمان مشرک سے جنگ کرتا تو مشرک کے سر پر آواز تازیانہ کی آتی اور جس وقت مسلمان نظر کرتا تو مشرک کو
زمین پر پڑا ہوا دیکھتا اور اس کے سر پر نشان تازیانہ کا ظاہر ہوتا اور وہ مرد مسلمان کہ جس نے دیکھا تھا اور رسول خدا کو خبر کرتے تو حضرت
فرماتے کہ سچ کہا ہے تو خدا تعالیٰ نے ہماری مدد کو فرشتے بھیجے ہیں اور حیاۃ میں سے روایت ہے فرمایا کہ فرق ہمارے کشتوں میں اور کفار
کے کشتوں میں یہ تھا کہ اثر زخم کا ہمارے کشتوں میں ظاہر تھا اور انکے کشتوں میں ظاہر نہ تھا اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہتے ہیں اس دن
وقت میں ابو جہل پر غالب آیا اور اسکو قتل کرتا تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ وہ ضرب کہ جو ہوا سے آتی تھی اور ہم کسی ضرب لگانیوالے کو دیکھتے نہ
تھے وہ کیا تھی میں نے کہا کہ وہ ملائکہ تھے سب کہا کہ مغلوب ہم کو انہیں نے کیا ہے نہ تم نے ان فرشتوں نے کیا اور کہتے ہیں کہ جس وقت مسلمان مشرکوں کو
حوالہ شمشیر کرتے تھے تو پہلے اس سے کہ شمشیر ان کی گردن پر پہنچے سر اس کا تن سے جدا ہو جاتا تھا اور کہتے ہیں کہ صحابہ کو اس شب کہ جسکی صبح کو لڑائی
ہوگی دغدغہ عظیم تھا اور مقام ان کا ریگستان میں تھا کہ پاؤں ان کے ریت میں دھنستے تھے اور پانی ان کے قریب تھا کہ مشرکوں نے سبقت کر کے کنارہ
نہر کا اپنے قبضہ میں کر لیا تھا حق تعالیٰ نے واسطے آرام دینے مسلمانوں کے اور دفع کرنے ان کے دغدغہ کے خواب کو ان پر غالب کر دیا تھا کہ وہ
سو گئے اور اس شب کو اکثر آدمیوں کو ان میں سے احتلام ہو گیا علی الصباح شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ تمکو نماز پڑھنی چاہیے اور بعضے جنابت
میں انکو غسل کرنے کو پانی چاہیے اور بعضوں کو حاجت وضو کرنے کی ہے اور بعضوں کے پاؤں گھٹنوں تک ریت میں دھنسے ہیں اور کفار زمین سخت پر آرام
سے بیٹھے ہیں اور پانی کے کنارے پر ہیں اور تم کہتے ہو کہ ہم دوستان خدا میں سے ہیں اور پیغمبر اس کا ہمارے درمیان ہے یہ کیا بات ہے خدا نے
باران رحمت کو نازل کیا کہ سب نے پانی پیا اور غسل اور وضو کیا اور ظروف اپنے پانی سے پر کیے اور ریت بھی سخت ہو گئی کہ پاؤں اس پر
ٹھہرنے لگے اس قصہ کو خدا تعالیٰ نے بیان کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ یاد کرو تم جس وقت کہ ڈھانک لیا تھا
تمکو خدا اونگھ سے أَمَنَةً مِّنْهُ واسطے امن کے خدا کی جانب سے اور یغشیکم کو اہل مدینہ نے بضم یا اور سکون غین پڑھا ہے اور نعاس
کو منصوب اور ابن کثیر اور ابو عمرو نے یغشاکم الف سے پڑھا ہے اور نعاس کو مرفوع اور فاعل یغشا کا مقرر کرکے اور باقیوں نے بضم یا اور فتح
غین اور تشدید شین پڑھا ہے اور نعاس کو منصوب اور امنۃ مفعول لہ ہے اور عامل اس میں یغشی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَيُنَزِّلُ
عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً اور نازل کرتا تھا وہ خدا اوپر تمہارے آسمان سے پانی کو کہ اس سے ندیاں جاری ہو گئیں اور حوض پر
ہو گئے لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ تاکہ پاک کرے تمکو ساتھ اس پانی کے جنابت سے اور پانی سے اور بے وضو ہونے سے وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ
الشَّيْطَانِ اور لیجائے تم سے نجاست شیطان کو کہ وہ وسوسہ اسکا ہے کہتا تھا کہ تم تشنگی سے مر جاؤ گے اور جنابت کی حالت میں فتح
تمہاری ہو گی وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ اور تاکہ باندھ دیوے اوپر دلوں تمہارے کے اعتماد اور امیدواری لطف پروردگار کو وَ
يُثَبِّتَ بِهِ اور ثابت رکھے ساتھ اس پانی کے الْأَقْدَامَ قدموں تمہارے کو کہ ریت میں دھنستے نہ پاویں اور یا یہ کہ معرکہ کارزار میں تمہارے

وہ موکھ جاتے تھے اور پیاسے تھے پس بارش کے نازل ہونے سے ریت دب گئی اور پاؤں ان کے جم گئے دلوں میں خوب ٹھہرنے لگے اور کفار جو نشیب میں تھے بسبب بارش کے وہاں کیچڑ ہو گئی ان کے پاؤں وہاں کیچڑ میں پھسلنے لگے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرماتے تھے کہ ہم بالفعل باران کا اثر یہ ہے کہ وہ پاک کرتا ہے بدن کو اور دور کرتا ہے پلیدی کو اور اسی بات کو تلاوت فرمایا ویذہب عنکم رجز الشیطان اور حضرت علی سے بھی منقول ہے کہ [illegible] اور پہلی نعمت خدا کی تو وہ تھی کہ دو گروہ میں سے ایک گروہ کا وعدہ کیا تھا چنانچہ فرمایا کہ واذ یعدکم اللّٰہ اور اس وعدے کو وفا کیا اور دوسری نعمت دعا قبول کرنا تھا چنانچہ فرمایا کہ اذ تستغیثون اور تیسری نعمت خواب کا غالب کرنا تھا اور [illegible] نعمت کا بیان فرمایا اور [illegible] النعاس اور اب چوتھی نعمت کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اذ یوحی ربک الی الملائکۃ یاد کرو جس وقت کہ وحی اتارتا تھا پروردگار تیرا طرف فرشتوں کی جو کہ صبح کے وقت واسطے کمک مسلمانوں کے آئے تھے انی معکم کہ تحقیق میں ہمراہ تمہارے ہوں مدد کرنے میں اور نگہبان تمہارا دشمنوں کے شر سے فثبتوا الذین اٰمنوا پس ثابت قدم رکھو تم ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں اور خوشخبری دو اور دلیر کرو ان کو اسی کثرت کے سبب کہتے ہیں کہ فرشتے آدمیوں کی شکل میں آئے تھے اور مسلمانوں کی صف کے آگے سے گزرتے تھے اور مسلمانوں کو خوشخبری دیتے تھے اور کہتے تھے کہ آج تم غالب ہو گے اور خدا تمہارا مددگار ہے اور ثابت قدم رہو کہ دشمن تھوڑے ہیں اور نصرت تمہارے ہمراہ ہے اور فرمایا ہے خدا کہ مومنوں کو اس طرح سے خوشخبری دو کہ سالقی عنقریب ہے کہ ڈالوں گا میں فی قلوب الذین کفروا الرعب بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں رعب کو فاضربوا پس مارو اے فرشتو کفار کو فوق الاعناق اوپر گردنوں ان کی کے کہ جو جگہ ذبح کرنے کی ہے اور اگلے سر پر مارو اور بعضے کہتے ہیں کہ جس وقت فرشتوں کو حکم ہوا کہ لڑو تم کفار سے تو وہ نہیں جانتے تھے کہ کس عضو پر مارنا چاہئے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ مارو تم ان کے سروں پر اور فرمایا ہے کہ واضربوا منہم اور مارو تم ان میں سے کل بنان ہر ایک سب انگلیوں کو یعنی اطراف بدن کو ذٰلک وہ سر اور قطع کرنا بانہم بسبب اس کے ہے کہ تحقیق انہوں نے شاقوا اللّٰہ ورسولہ مخالفت کی خدا کی اور پیغمبر اس کے کی ومن یشاقق اللّٰہ ورسولہ اور جو شخص کہ مخالفت کرے خدا تعالیٰ کی اور پیغمبر اس کے کی اور فان اللّٰہ شدید العقاب پس تحقیق خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے دنیا میں قتل اور گرفتاری اور آخرت میں ہمیشہ جلنا دوزخ میں ذٰلکم یہ ہے عذاب اے کافرو اور کہتے ہیں کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور تقدیر اس کی الامر ذالکم ہے یعنی امر یہ ہے تمہارے عذاب کا اے کافرو فذوقوہ پس چکھو تم اس کو وان للکافرین عذاب النار اور تحقیق کہ واسطے کافروں کے عذاب دوزخ کا ہے اور عبداللہ بن عباس سے روایت ہے فرمایا کہ ایک مرد نے بنی غفار میں سے بیان کیا کہ میں اور میرے چچا کا بیٹا روز جنگ بدر پہاڑ پر چڑھ گئے اس انتظاری میں کہ دیکھئے فتح اور ظفر کس کو نصیب ہو اور جس کو فتح ہو گی ہم اس کے گروہ میں داخل ہو جائیں گے اور غنیمت کو حاصل کریں گے ناگاہ ایک ابر کو دیکھا جیسے کہ گرد دو لشکروں کے چھا گیا اور درمیان اس ابر کے آواز گھوڑوں کی رفتار کی سنتے تھے اور مسلمان ان سواروں کو کہتے تھے کہ حیزوم یعنی بہتر ہو تمہارا آنا اور وہ سوار آپس میں کہتے تھے کہ مارو ان مشرکوں کو پس آواز ان کی جس کی ہم سنتے تھے اور ان کو ہم نہیں دیکھتے تھے میرے چچا کا بیٹا تو ہیبت اور ہول سے سواروں کے گر پڑا اور مر گیا اور میں سلامت رہا لیکن مجھ میں کچھ قوت باقی نہ رہی تھی اور جس وقت وہ ابر دور ہوا تو دیکھا ہے کہ کفار زمین پر مرے ہوئے پڑے تھے اور ان سواروں میں سے کوئی ظاہر نہ تھا اور [illegible] ہیں کہ جس وقت خبر مسلمانوں کے فتح کی مکہ میں پہنچی تو ابولہب ایک شخص مشرک کو جو کہ بدر سے بھاگ کر آیا تھا طلب کر کے کہا کہ صورت اس حال کی بیان کر کہ کیونکر ہوئی اور یہ حادثہ کیونکر واقع ہوا اس نے کہا کہ کیا بیان کروں میں کہ جس وقت لڑائی ہماری مسلمانوں سے شروع ہوئی خوف عظیم ان کی طرف سے ہمارے دلوں میں پیدا ہوا اور ان کے رعب سے ہم بھاگے اور وہ تلواریں کھینچ کر ہمارے پیچھے دوڑے اور [illegible] ایک جماعت کو ہم دیکھتے تھے کہ وہ ابلق گھوڑوں پر

سوار تھے اور ہوا میں درمیان آسمان اور زمین کے کھڑے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار اور کوڑا تھا جس کو مارتے تھے وہ اسی دم مرجاتا تھا اور بعض
اور ابو داؤد روایت کرتے ہیں کہ میں نے جنگ بدر میں دیکھا کہ پیچھے دشمن سے مشرکین کو تلواریں مارتے تھے اور پہلے تلوار مشرک کی گردن تک پہنچتی
تھی کہ سر اسکا تن سے جدا ہو جاتا تھا اور جس وقت خدا نے ملائکہ کو مسلمانوں کی مدد کے واسطے بھیجا اور مدد و نصرت اور فتح کا وعدہ کیا اور بعد اس کے
مسلمان دو حصے کئے تو منع کیا چاہتا فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے لوگو کہ ایمان لائے ہو إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا
جس وقت ملاقات کرو تم ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے ہیں یعنی ملاقات کرو تم ان سے اس وقت میں کہ زَحْفًا حرکت اور ہجوم کرنے والے ہیں
وہ تمہاری لڑائی کے واسطے زحفا حال واقع ہوا ہے یعنی جس وقت کفار سے مقابلہ ہوا اور طرفین سے وار چلنے لگیں اور کفار منہ پھیر کر بن فَلَا
تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ پس نہ پھیرو تم ان سے پشتیں یعنی انکو آگے سے بھاگ جاؤ چاہئے کہ ایسا ہرگز نہ کرو وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ
اور جو شخص کہ پھیر لیوے اس روز پشت اپنی کو إِلَّا مُتَحَرِّفًا مگر پھرنے والا ہو ایک طرف سے دوسری طرف کو واسطے درست کرنے ہتھیاروں
کے یا واسطے بھاگنے اس کے لِّقِتَالٍ خاص واسطے لڑائی کے کہ دشمن جانے کہ یہ بھاگتا ہے اور اس سے غافل ہو جائے اور وہ دشمن کو غافل
پاکر پھر اس پر ایک وار کرے اور اسکو مارے کہ اس طرح سے بھاگنا جائز ہے أَوْ مُتَحَيِّزًا یا پناہ طلب کرنیوالا ہو إِلَىٰ فِئَةٍ طرف گروہ مسلمانوں
کے یعنی بھاگو نہیں مگر دو صورت میں ایک تو اوپر گذری ہے کہ پھرنے والا ہو ایک طرف سے دوسری طرف کو واسطے درست کرنے ان
ہتھیاروں کے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے گروہ کی طرف پناہ لیجائے کہ داہنے سے جانب چپ کو ہو جائے اور بائیں جانب سے جانب
راست کو ہو جائے کہ ان کی پشتی سے دشمن پر وار کرے یہ دو صورتیں مستثنیٰ ہو کر شرط اور جزا کے درمیان آگئی ہیں اور وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ شرط ہے
اور فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ کہ بعد اسکے ہے جزا اسکی ہے اس صورت میں معنی آیت کے یہ ہوئے کہ جو کوئی پھیرے اس دن پشت کو سوائے
ان دو صورتوں مستثنیٰ کے تو فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ پس تحقیق پھرا وہ ساتھ غضب کے خدا کی طرف سے وَمَأْوَاهُ
جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اور جگہ اس کی دوزخ ہے اور بُری جگہ پھرنے کی ہے وہ اور کہتے ہیں کہ مطلق نہ بھاگنے کا حکم ابتدائے اسلام میں تھا
تھا اور اب اگر اپنے دوچند سے بھاگے تو مضائقہ نہیں ہے اور گناہ بھاگنے کا بعض لڑائی میں اگرچہ خدا نے مخصوص کیا ہے لیکن مرتبہ اس کا اس تخصیص کے
برابر نہیں ہوسکتا جو کہ جہاد میں سے بھاگنا نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت بدر میں لڑائی شروع ہوئی اور لشکر کفار نے حملہ کیا تو جناب رسولخدا
اس وقت اس گھر میں تھے جو کہ چوب اور [illegible] سے بنایا تھا اور اس میں بیٹھے ہوئے دعا کرتے تھے کہ خداوندا تو نے جو وعدہ نصرت اور
فتح کا کیا ہے اس کو وفا کر جبرئیل نازل ہوئے اور حکم لائے کہ خاک اٹھا کر دشمنوں کی طرف پھینک جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا کہ ایک مٹھی کنکریوں کی ایک جگہ سے اٹھا کر مجھکو دے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ
سے کنکریاں اٹھائیں اور ان کو سونگھا تو مشک کی خوشبو ان میں آتی تھی وہ کنکریاں میں نے حضرت کو دیں اور حضرت نے [illegible] کنکریوں کے سر پر [illegible]
اور فرمایا کہ شاہت الوجوہ یعنی برے ہو جو منہ اور چار کنکریاں ان میں سے فردوس کی تھیں اور باقی مشرق اور مغرب اور زیر عرش کی کنکریاں تھیں حضرت
نے وہ خاک اور کنکریاں دشمنوں کے لشکر کی طرف پھینکیں اور خدا نے وہ خاک اور کنکریاں دشمنوں کی آنکھوں میں پہنچائیں وہ اپنی آنکھوں کے ملنے میں مشغول
ہوئے اور فرشتوں نے ان پر حملہ کیا اور مومنین بھی جرأت کرکے حملہ آور ہوئے اور لوگ فخر نہ کرتے تھے کوئی تو کہتا تھا کہ میں نے فلانے کو مارا ہے اور کوئی
کہتا تھا کہ میں نے فلانے کو اسیر کیا ہے یہ آیت نازل ہوئی جناب خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ پس نہیں قتل کیا ہے تم نے انکو
اپنی قوت سے وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ اور لیکن خدا نے قتل کیا ہے انکو کہ تمکو فرشتوں کی مدد دی کہ دل تمہارے اس سے دلیر
ہو گئے اور تمہارے دشمنوں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈالدیا اور اپنے حبیب کی طرف خطاب کرتا ہے کہ وَمَا رَمَيْتَ اور نہیں
پھینکا ہے تو نے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاک اور سنگریزوں کو إِذْ رَمَيْتَ جس وقت کہ پھینکا تو نے اس واسطے کہ تیرا پھینکنا انکی آنکھ میں نہ

پہنچ سکتا تھا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور لیکن خدا نے پھینکا ہے کہ سب کی آنکھوں میں پہنچا دیا یہاں تک کہ شکست ہوئی انکو [illegible] جب آنحضرت نے
نے کفار کی آنکھوں میں خاک ڈال کر اُن کو مغلوب کیا اور فرشتوں سے مدد کروا کر دلوں میں اُن کے رعب ڈال دیا کہ حق کو ظاہر کرے وَ
لِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور تا کہ نعمت عطا کرے خدا مومنین کو مِنْهُ اپنی طرف سے بَلَآءً حَسَنًا نعمت نیک کہ وہ نصرت اور غنیمت ہے اور
دیکھنا اُن معجزوں کا کہ جو دلالت کرتے ہیں پیغمبر کے دعوۂ نبوت پر اور اسکی راستگوئی پر اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ تحقیق کہ خدا سننے والا ہے استغاثہ اور
دعا تمہاری کا عَلِيْمٌ جاننے والا نیتوں اور احوال تمہارے کا ذٰلِكُمْ یہ ہے یعنی لڑائی اور غلبہ اہل حق کا وَاَنَّ اللّٰهَ اور تحقیق کہ خدا یعنی
مقصود اس سے یہ ہے کہ تحقیق خدا مُوْهِنُ سست اور باطل کرنیوالا ہے كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ مکر کفر کرنے والوں کو اور موہن کو اہل
حجاز نے اور ابو عمرو اور یعقوب نے تشدید سے پڑھا ہے بدون تنوین کے اور کید کو موہن کا مضاف الیہ مقرر کر کے مجرور پڑھا ہے اور
کہتے ہیں کہ وقت لڑائی کے شیطان سراقہ بن مالک کی صورت میں بنکر آیا اور قریش سے کہا کہ تمہارا ہمسایہ ہوں اپنا نشان مجھکو دو تم اُن
سے نشان لیکر مع دیگر شیاطین ہمراہیان اپنے کے قریش کے لشکر کے آگے کھڑا ہوا اور مسلمانوں کو ڈراتا تھا رسول خدا صلعم نے ابر کی طرف نظر
کی تو فرمایا لوگوں سے لپنے کہ تم آنکھیں اپنی بند کرلو اور جبتک کہ میں اذن نہ دوں تو تلواریں اپنی تم میان سے مت نکالو اور حضرت
دعا میں مشغول ہوئے لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ آیا ہے اور اُسمیں بجلی چمک رہی ہے وہ ابر حضرت کے لشکر میں آیا اور
ایک کہنے والا کہتا تھا کہ اے حیزوم آگو بہتر آنا اور آواز ہتھیاروں کی درمیان آسمان اور زمین کے سنی اور ابلیس نے جبرئیل کو دیکھا تو نشان
کو ڈال کر بھاگا منبہ بن حجاج نے اسکا کپڑا پکڑا اور کہا کہ اے سراقہ کہاں جاتا ہے ابلیس نے اُسکی چھاتی پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں
اور جو کچھ کہ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے ہو اور میں خدا سے ڈرتا ہوں اور جبرئیل نے ابلیس پر حملہ کیا اُس نے بھاگ کر دریا میں غوطہ
لگایا اور دعا کی خداوندا تو نے مجھ سے قیامت تک میرے باقی رہنے کا وعدہ کیا ہے اور کہتے ہیں کہ عمرو بن الجموع نے ابوجہل کے ضرب لگائی کہ
وہ خون میں غلطاں ہو گیا اور اُس نے عمرو بن الجموع کا ہاتھ قطع کیا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا
کہ خون میں لوٹتا ہے یہ دیکھکر میں نے اس کافر کو کہا کہ الحمدللہ کہ خدا نے تجھکو رسوا کیا اور اُس کے سینہ پر میں پاؤں رکھ کر بیٹھا تھا کہ سر اُس کا
جدا کروں کہنے لگا کہ تو بڑی بلندی پر سوار ہوا ہے اور سر میرا تو بلند کاٹنا کہ بزرگی میری پوشیدہ نہ رہے میں نے برخلاف اُسکے کہنے کے
سر اُسکا گردن سے جدا کیا اور سر کو اُسکے کاٹ کر جناب رسول خدا کے پاس لیگیا حضرت اُسکے سر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور شکر کیا کہ
ابو البشر انصاری حضرت عباس کو اور حضرت عقیل کو اسیر کر کے رسول خدا کے پاس لایا حضرت نے فرمایا کہ انکی گرفتاری میں کسی نے تیری مدد کی تھی
عرض کی کہ ہاں ایک مرد سفید پوش نے حضرت نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا اور اس لڑائی میں ستر آدمی قریش کے قتل ہوئے اور ستر آدمی
اسیر ہوئے اور اُن ستر قیدیوں میں سے عباس رسول خدا کے چچا اور عقیل حضرت علی کے بھائی بھی اسیر ہو کر آئے تھے سب کو ایک جگہ پر
بٹھلا دیا تھا اور پھر رات ہوئی تو سب صحابہ نے آرام کیا لیکن جناب رسول خدا کو رات کے وقت نیند نہیں آتی تھی اور بہت بیقرار تھے کبھی اُٹھ
بیٹھتے تھے اور پھر لیٹ جاتے تھے لوگوں نے سبب اسکا پوچھا تو فرمایا کہ میرا چچا عباس ان قیدیوں میں ہے اور اسکی مشکیں بہت کس کے
باندھی ہیں وہ ہائے ہائے کرتا ہے کوئی اسکی مشکیں ڈھیلی کر دے راوی کہتا ہے کہ میں نے قیدیوں کے پاس جا کر عباس کی مشکیں
ڈھیلی کر دیں اس وقت عباس خاموش ہوئے اور رسول خدا کو نیند آگئی اب خیال کرنا چاہیئے کہ کیا حال ہوا ہوگا رسول خدا کا کہ جب اُن کی
وفات کے بعد فاطمہ زہرا کو دشمنوں کے ہاتھوں سے رنج پہنچے ہونگے اور انکے اہلبیت کو اسیر کر کے اور انکی مشکیں باندھ کر شام تک لے گئے ہونگے
اور حضرت عباس اور عقیل کے مسلمان ہونیکا انشاءاللہ تعالے اسی سورۃ میں ذکر آئیگا اور قریش کے مقتولوں میں سے ستائیس آدمی فقط
حضرت علی نے تنہا قتل کئے تھے اور نو آدمی مسلمانوں میں سے شہید ہوئے تھے اور ان ستر قیدیوں میں مشرکین کے ابوالعاص شوہر زینب

ست خدیجۃ الکبریٰ بھی تھا جس سبب سے اس کی رہائی کے واسطے زر فدیہ بھیجا جو خدیجۃ الکبریٰ نے جہیز میں اسکو دیا تھا رسول خدا نے اس ہار کو جب حضرت
نے دیکھا تو تمام اور آبدیدہ ہوئے اور مومنین نے اسکو بحل کرا کے زینب کے پاس واپس بھجوا دیا اب غور کرنا چاہیے کہ اگر ابوبکر کے نزدیک
فدک فاطمہ زہرا کا حق تھا حالانکہ اُس کے نزدیک وہ جمیع مومنین کا حق تھا تو جس وقت فاطمہؓ ابوبکر کے پاس فدک کو طلب کرنے آئی تھیں اس وقت نہایت
زیبندہ تھا اگر فدک کو جمیع مومنین سے بحل کرا کے فاطمہؓ کو دیدیتے تو ممکن تھا جیسے کہ رسولخدا نے زینب کا ہار مومنین سے بحل کروا کے زینب کو دیدیا
تھا لیکن ابوبکر کو منظور یہ تھا کہ فاطمہ کو رنج پہنچے اور اس کے سبب سے انکو ثواب حاصل ہو اور کہتے ہیں کہ غزوات رسولخدا کے کہ جن میں جہاد میں حضرت
خود داخل اور موجود ہوئے چھبیس ہیں غزوہ ابوا اور بواط اور عشیرہ اور بدر اولیٰ اور بدر کبریٰ اور بنی سلیم اور غزوہ سویق اور ذی امر اور احد اور
نجران اور بنی اسد اور بنی النضیر ذات الرقاع اور بدر آخر اور دومۃ الجندل اور خندق اور بنی قریظہ اور بنی لحیان اور بنی قرد اور بنی المصطلق
اور حدیبیہ اور خیبر اور مکہ اور حنین اور طائف اور تبوک اور کہتے ہیں کہ کفار قریش نے وقت باہر نکلنے کے مکہ سے کعبہ کے پردہ کو پکڑ کر کہا تھا
کہ خداوندا نصرت کر تو ان دو لشکروں میں سے اس لشکر کی کہ جس نے راہ نیک پائی ہے اور ان دو جماعتوں میں سے اسکی حمایت اور مدد کر
کہ جو بزرگ زیادہ ہے اور دو دینوں میں سے جو دین کہ زیادہ گرامی ہے اسکی اعانت کر اور روز جنگ بدر ابوجہل نے کہا تھا کہ خداوندا جو کہ
ہم میں سے بدتر ہے اور قطع رحم کرنے والا ہے اور جو ہمیں کا جدا کرنے والا ہے اور ایسی چیز لایا ہے کہ ہم اسکو نہیں جانتے اسکو تو ہلاک کر اور دوسری
روایت میں یہ ہے کہ کہا خداوندا جو کوئی تیرے نزدیک دوست زیادہ ہے اسکی مدد کر خدائے تعالیٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل کی اور
فرمایا کہ إِن تَسْتَفْتِحُوا اگر فتح طلب کرتے ہو قریش تو فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ پس تحقیق آئی تمکو فتح کہ جو شخص خدا کے نزدیک
زیادہ دوست تھا اسکو فتح ہو گئی وَإِن تَنتَهُوا اور اگر باز آؤ تم کفر سے اور عداوت رسول سے اے کفار یا قبائیدہ جنگ بدر کے تو فَهُوَ خَيْرٌ
لَّكُمْ پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اس جہان کے قتل اور اس جہان کے عذاب سے وَإِن تَعُودُوا اور اگر عود کرو تم طرف جنگ مسلمانوں کے
اور اُسے پھر لڑو تم تو نَعُدْ عود کریں گے ہم طرف نصرت اور فتح مسلمانوں کے وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا اور ہرگز دفع نہ کریگی
تمہاری جماعت تمہاری کسی چیز کو قتل اور قید سے دنیا میں اور عذاب سے آخرت میں وَلَوْ كَثُرَتْ اور اگرچہ بہت ہووے وہ جماعت وَأَنَّ
اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ اور تحقیق کہ خدا ہمراہ مومنین کے ہے نصرت اور فتح کرنے میں اور فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا
اللَّهَ وَرَسُولَهُ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو تم خدا کی اور پیغمبر اسکے کی وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ اور مت پھیرو تم اُس سے جہاد
کرنے میں اور اس سے احکام کے بجا لانے میں جس وقت کہ وہ تمکو جہاد کا یا کسی اور امر کا حکم دیوے وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ اور حال یہ ہے کہ تم
سنتے ہو قرآن کو اور نصیحتوں کو جو کچھ کہ اُس میں ہیں وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا اور نہ ہوؤ مانند ان لوگوں کی کہ کہا انھوں
نے کہ سنا ہم نے وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ اور حال یہ ہے کہ وہ نہیں سنتے ہیں ویسے کانوں سے کہ جس سے فائدہ حاصل ہو پس حال اُن کا یہی ہے کہ گویا
وہ نہیں سنتے ہیں جیسے کہ سرکشی اور منافقین اور یہود و نصاریٰ مانند بنی عبدالدار کے لوگوں کے کہ سوائے مصعب بن عمیر کے اُن میں سے
کوئی ایمان نہ لایا تھا چنانچہ امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ انکی مذمت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ تحقیق کہ
بدترین زمین پر چلنے والوں کے نزدیک خدا کے یعنی زیادہ بدتر حیوانات میں سے خدا کے حکم میں الصُّمُّ بہرے ہیں کہ حق کو نہیں سنتے ہیں الْبُكْمُ
گونگے ہیں کہ حق نہیں کہتے ہیں الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ وہ لوگ کہ نہیں سمجھتے ہیں اور نہیں پاتے ہیں حق کو کہ فکر اور تامل کر کے ہدایت کو حاصل کریں
اور بدتر حیوانات کے اس واسطے ہیں کہ وہ لوگ عقل کے سبب سے جو سب حیوانات پر شرف اور فضیلت رکھتے ہیں اس سے اُنھوں نے روگردانی کی ہے اور
خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا اور اگر جانتا خدا بیچ انکے نیکی کو کہ وہ فائدہ حاصل کرتا ہے قرآن کی آیتوں سے اور قبول کرتا
ہدایت کا ہی بہرہ اس پاتا تو لَأَسْمَعَهُمْ البتہ سنواتا اُن کو کہ توفیق اور لطف انکو عطا کرتا تاکہ وہ ایسی جنا اور ارادہ سے اسکو سنتے اور اس سے فائدہ حاصل

ع ۹

کر دیتے ہیں کہ پس مطالب حق میں اور وہ مانتے ہیں لیکن انہوں نے کفر اور عناد کو اختیار کیا ہے اور بسبب انکار اور سرکشی کے سننے کا قصد
نہیں کرتے ہیں اور دیکھتے نہیں اسواسطے خدا تعالیٰ نے انکے حال پر ان کو چھوڑ دیا ہے اور توفیق اور لطف کو ان سے باز رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ اسی
کفر کی حالت پر رہتے ہیں وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ اور اگر سناتا ان کو لطف کے وسیلہ سے کہ جو ہے بیان کیا ہے تو وہ لوگ لَتَوَلَّوْا البتہ پھر جاتے وہ حق سے اور وہ لوگ
ساتھ اسکے وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور جس وقت کہ وہ روگردانی کرنے والے ہوں حق کے قبول کرنے میں لطف انکو ذکر فائدہ نہیں دیتا اور وہ
اس سبب سے پہلے ہی سے جانتا ہے کہ وہ البتہ انکار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کسی سے اپنا لطف باز نہیں رکھتا ہے مگر اس شخص سے کہ جسے
علم سے جانتا ہے کہ وہ ہرگز منتفع نہ ہوگا اور اب خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم کرتا ہے پیغمبر کی فرمانبرداری کا چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اے وہ لوگو تم ایمان لانے والے ہو اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ قبول کرو تم واسطے خدا کے اور واسطے پیغمبر کے تمام حکموں کو اِذَا
دَعَاكُمْ جس وقت کہ بلائے وہ پیغمبر تمکو لِمَا يُحْيِيْكُمْ واسطے اس چیز کے کہ زندہ کرے وہ تمکو کہ وہ ایمان اور علم ہو یہ ہے کہ جس سے
زندگانی دنیا اور آخرت کی ہوتی ہے یا جہاد مراد ہے کہ سبب تمہارے باقی رہنے کا ہے اس واسطے کہ اگر تم اسکو ترک کرو تو دشمن غلبہ کرکے تمکو
ہلاک کر دیں اور یا شہادت مراد ہے کہ باعث زندگانی جاودانی کا ہے نزدیک خدا کے اور یا قرآن مراد ہے کہ زندہ کرتا ہے الٰہی مومنین کے دلوں کو اور
حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ مراد اس سے ولایت علی بن ابیطالب کی ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ
زندگی انسان کی دنیا اور آخرت میں علم دین سے ہے کہ اگر کوئی موافق شرع کے عمل کرے گا اور موجب احکام خدا کے چلے گا تو نجات ابدی کہ وہ
زندگانی آخرت کی ہے حاصل کریگا اور بہشت میں چین و آرام سے رہے گا لیکن پہلے علم دین کو حاصل کر لے تو بعد اسکے موافق شرع کے عمل کرے
اور بعد رسول خدا کے نہ تھا کمال دین کے علم کا کسیکو سوائے علی ابن ابیطالب کے کہ وہ لوگوں کو ارشاد اور ہدایت کرتے تھے اور اصحاب کا رجوع تھا کہ
مسائل دین میں غلطی کرتے تھے تو امیر المومنین متنبہ کرتے تھے اور زندگی دو جہان کی عطا فرماتے تھے اور فرماتا ہے خدا کہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ يَحُوْلُ اور جانو تم کہ تحقیق خدا حائل ہوتا ہے بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ درمیان مرد کے اور دل اسکے کے یعنی بہ نہایت قریب ہوتے
خدا کی بندے سے کہ وہ اسکے دل کے سب اسرار پر مطلع ہے باوجودیکہ صاحب اس دل کا اس سے غافل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ ایک مثال ہے اس امر کی کہ
خدا بندے کے دل کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پلٹتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ خدا مالک ہے بندوں کے دلوں کا بندے کے ارادہ فسخ کرتا
ہے اور کلام ہدایت فرجام حضرت امیر کا عرفت ربی بفسخ العزائم اسی کی طرف اشارہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وقت لڑائی کے یہ آیت نازل ہوئی
تھی اور مومنین اپنی قلت اور کفار کی کثرت کے سبب سے خوف کرتے تھے اور دلوں میں ان کے خوف آتا تھا خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں حائل ہو جاتا ہوں
ان کے اور ان کے دلوں کے درمیان کہ خوف انکے دلوں میں نہ آنے دوں اور حضرت امام باقر سے روایت ہے فرمایا کہ حائل ہوتا ہے خدا درمیان مومن کے اور
معصیت کے کہ اسکو دوزخ کی طرف کھینچے اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ فرمایا حائل ہوتا ہے خدا درمیان بندے کے اور درمیان اس امر کے کہ وہ
باطل کو حق جانے اور حق کو باطل جانے اور معانی اسکے ان حضرت سے اس طرح منقول ہیں کہ دل مومن کا حق کو باطل نہیں یقین کرتا ہے اور باطل کو حق
نہیں یقین کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاَنَّهٗٓ اور جانو تم کہ تحقیق حق یہ بھی ہے کہ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ طرف حکم اس خدا کے محشور ہوگے تم واسطے
جزائے اعمال کے اور اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس امر سے بچنا چاہیے اور خوف کرنا چاہیے کہ جسکا عذاب عام ہو کہ جس نے بدی کی ہو اسکو بھی
اسکا عذاب پہنچے اور اسکے غیر کو بھی پہنچے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً اور ڈرو تم فتنہ اور گناہ سے کہ لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مِنْكُمْ نہ پہنچے ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے انہوں نے تم میں سے خَآصَّةً خاص ظلم کرنے والوں کو بلکہ عام ہوگا کہ عذاب اسکا ظالم کو اور اسکے غیر کو سبکو
پہنچے اور خاصۃ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور لاتصیبن کو حضرت علی اور امام محمد باقر اور زید بن ثابت اور ربیع بن انس اور ابو العالیہ نے لتصیبن پڑھا
ہے یعنی اور ڈرو تم اس فتنہ سے کہ البتہ پہنچے وہ ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے انہوں نے تم میں سے خاص کر یعنی جسنے ظلم کیا ہے اسکو پہنچے۔ اسکے بعد اور بعضے

کہتے ہیں کہ لا تصیبن مراد اس سے ان صورت میں یہی ہے یعنی ہوں گے کہ عذاب ان کا ان ظلم کرنے والے ہی کو پہنچے نہ اُنکے غیر کو اور فتنہ
سے مراد گناہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فتنہ سے مراد ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ اور جانو تم اسبات کو کہ تحقیق خدا شَدِیْدُ الْعِقَابِ سخت کرنے والا
عذاب کا ہے اس شخص کو کہ جس نے کہ ظلم کیا نہ اُسکو یا اُسکو اور اُسکے غیر کو دونوں کو پہنچے اور غیر عام ہوتا ہے کہ جس وقت آدمی نیکی کے حکم کرنے میں
اور بدی سے منع کرنے میں سستی کرے اور بدعت ظاہر ہو اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حقتعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ بدی کسی کی دیکھ کر
خاموش نہ ہو اور اُس سے چشم پوشی نہ کرو اور اُس سے راضی مت ہو کہ جس وقت عذاب نازل ہو تو ظالم اور غیر ظالم اور خاص اور عام اس میں
سب داخل ہوں لیکن ظالم تو اپنے ظلم سے اور غیر ظالم نیکی سے حکم کرنے کو اور بدی کے منع کرنے کو ترک کرنے سے اور سدی مفسر اہل سنت سے روایت ہے
کہ یہ آیت بروز جنگ بدر نازل ہوئی ہے اور بروز جنگ جمل نتیجہ اُسکا ہے کہ امیر المومنین علیؑ کے ساتھ لڑائی کی اور فتنہ عظیم اُس سے ظاہر ہوا اور
طلحہ اور زبیر نے کہا کہ ہم اس آیت کو پڑھتے تھے اور نہ جانتے تھے کہ اس آیت کے لوگ ہم ہیں اسوقت ہم جانا کہ مراد اس آیت سے ہم ہیں پس مخالفت کی ہم
اور پہنچا ہمکو جو کچھ کہ پہنچا یعنی ہم نے امیر المومنین علیؑ کی مخالفت کی اور اُس سے ہم لڑے اور فتنہ میں پڑے اور ابن عباس سے روایت ہے فرمایا کہ جناب
رسول خدا نے فرمایا تھا کہ جو کوئی علیؑ پر ظلم کرے اسجگہ کہ میں بیٹھا ہوں اور اس مقام کا اس صحبت کے بعد میری وفات کے ایسا ہے کہ انکار میری نبوت کا
اور جمیع انبیا کی نبوت کا کیا اور ابو ایوب انصاری نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اے عمار جاری ہے کہ بعد میرے فتنے عظیم ظاہر ہوں اور
یہاں تک کہ شمشیر درمیان اُن کے کھینچی جائے اور بعض کو بعض قتل کرے اور بعض بعض سے بیزاری کرے اے عمار تو جس وقت یہ حال دیکھے تو علیؑ کے
ساتھ چنگل مار اور اگر تمام آدمی ایک راہ چلیں اور علیؑ سب سے علیحدہ دوسری راہ چلے تو سبکو چھوڑ دے اور علیؑ کے ہمراہ رہ اے عمار علیؑ تجھکو راہ راست سے
نہ پھیرے گا اور ہلاک کیطرف تجھکو نہ لیجائیگا اے عمار فرمانبرداری علیؑ کی فرمانبرداری میری ہے اور فرمانبرداری میری فرمانبرداری خدا کی ہے اس
روایت کو علمائے اہلسنت نے بیان کیا ہے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ لوگوں کو بعد رسول خدا کے فتنہ پہنچا یہاں تک کہ علیؑ کو ترک کیا اور انکی بیعت
نہ کی اور فتنہ یہ تھا کہ جس میں وہ پڑے اور حال یہ ہے کہ رسول خدا نے فرمایا تھا کہ حکم مانا علیؑ کی اور اوصیاء آل محمد کی پیروی کا اور راہ حق تعالیٰ
مہاجرین کو اپنے احسان جتلاتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ وَاذْكُرُوْٓا اور یاد کرو تم اے مہاجرین اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ جس وقت کہ تم تھوڑے تھے
چند آدمی مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ ناتواں اور بیچارے بیچ زمین کے ہجرت سے پہلے مکہ میں کہ تَخَافُوْنَ اَنْ
يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ خوف کرتے تھے تم اس سے کہ اُچک لے جائیں تمکو آدمی کفار قریش کے اور تم کو آزار پہنچائیں فَاٰوٰىكُمْ پس
جگہ دی تم کو خدائے تعالیٰ نے مدینہ میں وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ اور قوت دی تمکو ساتھ مدد اپنی کے کہ انصار اور ملائکہ سے تمہاری مدد اور
حمایت کروائی وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور روزی دی پاکیزہ نعمتوں میں سے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکر کرو خدا کی
نعمتوں کا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ خطاب کل عرب کیطرف ہے کہ خوار و ذلیل تھے وہ سلاطین ایران و روم کے ہاتھوں سے اور برکت دین پاک جناب
سرور کائنات معزز اور قوی ہو گئے اور ملوک عجم اور روم پر انکو غالب کیا اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمی صحابہ میں سے رسول خدا کی باتوں کو سنتے تھے اور
لوگوں میں انکو ظاہر کرتے تھے اور منافقین ان باتوں پر مطلع ہو کر مشرکین کو خبر کرتے تھے حقتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ نہ خیانت کرو تم خدا کی اور پیغمبر کی انکے راز کے ظاہر کرنے میں اور جابر بن عبداللہ سے
روایت ہے کہ سبب اس آیت کے نازل ہونے کا یہ ہے کہ جبرئیل رسول خدا کے پاس آیا اور کہا کہ ابوسفیان فلانی جگہ اترا ہے ایک جماعت مشرکین کو ہمراہ
لیکر مع سامان لڑائی کے اور تم اسباب لڑائی کا تیار رکھو اور اس خبر کو ظاہر نہ کرنا تاکہ ناگہاں اُن پر دوڑ کرو حضرت کے ہمراہیوں میں سے اس شخص نے اس
خبر کو سنکر ابوسفیان کو خط لکھا اور مسلمانوں کے ارادہ سے اسکو مطلع کیا یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام
اور زہری وغیرہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ابو لبابہ بن عبد المنذر انصاری کے حق میں نازل ہوئی ہے اور کیفیت اس کی یہ ہے کہ

جناب رسول خدا صلعم نے یہودیان بنی قریظہ کو اکیس رات اُن کے قلعہ میں محاصرہ کیا اُن لوگوں نے حضرت کو صلح کا پیغام بھیجا کہ جس طرح بنی نضیر
سے تم نے صلح کی ہے ہم سے بھی صلح کر لو کہ ہم یہاں سے نکل کر طرف زمین شام کے چلے جائیں اور اپنے بھائیوں سے جا ملیں حضرت نے فرمایا کہ میں صلح
نہ کروں گا مگر یہ کہ سعد معاذ کے حکم سے قلعہ سے اتر آئیں اُس وقت جو ہماری رائے ہو گی وہ ہم کریں گے یہودیوں نے یہ بات سنکر حضرت کو
کہلا بھیجا کہ ابو لبابہ کو ہمارے پاس بھیجدو اور وہ اُن سے ملا ہوا تھا اور دوستی رکھتا تھا کہ اسکے عیال اور مال اُن کے پاس تھے رسول خدا نے اُن
کے پاس اسکو بھیجا انھوں نے اس سے مشورہ کیا اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے تو ہم کو اگر ہم سعد معاذ کے حکم سے ہم یہاں سے نکل آئیں اور اُسکے
حکم پر ہم راضی ہو جائیں یا نہیں ابو لبابہ نے ہاتھ سے اشارہ طرف حلق کے کیا یعنی تم سب کو قتل کریں گے جبرئیل نے رسول خدا کو اس امر کی خبر کی
اور یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا خدا نے کہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خیانت نہ کرو تم خدا اور پیغمبر کی اُن کے راز کے ظاہر کرنے سے اور فریضہ خدا
کی اور سنت رسول کے ترک کرنے سے وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ اور نہ خیانت کرو تم امانتوں اپنی میں ہرگز کہ اسمیں کہتے ہو وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ اور تم
جانتے ہو کہ وبال اور عذاب خیانت کا بہت ہے ابو لبابہ کہتا ہے کہ ابتک یہ آیت نہ سنی تھی اور قدم اپنا قادم پر ہنوز نہ اٹھایا تھا کہ جانا میں نے
کہ خدا اور رسول کی میں نے خیانت کی ہے اور بہت پشیمان ہوا میں اور رسول خدا کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ اس مقدمہ میں آیت نازل ہوئی ہے
راوی کہتا ہے کہ ابو لبابہ نے کمال ندامت سے مسجد رسول میں جا کر اپنے تئیں ستون مسجد سے باندھا اور قسم کھائی کہ نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ پانی
پیونگا یہانتک کہ مرجاؤں اور یا خدا میری توبہ کو قبول کرے اور سات روز تک کھانا نہ کھایا اور نہ پانی پیا یہانتک کہ ضعف ہو کر گر پڑا اور بیہوش
ہو گیا خدا نے توبہ اسکی قبول کی لوگوں نے اس سے جا کر کہا کہ خدا نے توبہ تیری قبول کی اُسنے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنے تئیں ستون سے نہ کھولونگا
یہانتک کہ رسول خدا اپنے دست مبارک سے کھولیں پس جناب رسول خدا تشریف لائے اور اسکو ستون سے کھولا اور ابو لبابہ نے کہا کہ پوری توبہ میری اس بات
سے ہے کہ جو زمین اور مکان کہ میں رکھتا ہوں سب کو راہ خدا میں دے ڈالوں حضرت نے فرمایا کہ تہائی مال دے دے راہ خدا میں کہ کفارہ تیرے گناہ کا ہو
اور وہ ستون رسول خدا کی مسجد میں اب تک ہے اور استوانہ ابو لبابہ اسکا نام رکھا ہے زوار مدینہ کے وہاں جا کر توبہ کرتے ہیں اپنے گناہوں سے اور امام
محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خیانت خدا کی اور رسول کی نافرمانی انکی ہے اور لیکن امانت پس ہر انسان امانتدار اس چیز کا ہے کہ جو خدا نے
اسپر فرض کی اور یہ آیت اگرچہ خاص ہے واسطے ابو لبابہ کے لیکن حکم اسکا عام ہے سب کے واسطے اور فرماتا ہے خدا کہ وَاعْلَمُوا اور جانو تم اے
مومنو أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ سوائے اس کے نہیں کہ مال تمہارا اور اولاد تمہاری آزمائش اور بلیہ ہیں تمہارے واسطے کہ تمکو
ذکر خدا سے غافل کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ تمکو اُن سے آزماتا ہے اور دوستی انکی چاہیے کہ باعث خیانت کا ہو مثل ابو لبابہ کے سو جوان دیر کہ دربند
مال و فرزند ماند نہ عاقل اند کہ طلاب آخرت و سعد مند وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ اور تحقیق خدا نزدیک اس کے ثواب بڑا ہے اگر اسکی یاد میں
مشغول ہو گے پس چاہیے کہ اسکی طلب میں سعی کرو اور مال کے جمع کرنیکو اور فرزند کی دوستی کو چھوڑ دو اور جناب امیر سے روایت ہے فرمایا کہ چاہیے کہ
کوئی تم میں سے نہ کہے کہ خدایا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ تیرے فتنہ سے اس واسطے کہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ فتنہ اور بلا میں ہو لیکن پناہ پکڑو تم
ساتھ خدا کے گمراہ کرنیوالے فتنہ سے اسلئے کہ خدا فرماتا ہے کہ انما اموالکم واولادکم فتنة اور فرماتا ہے خدا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان
لائے ہو إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ اگر ڈرو تم خدا سے اور تقوی اور پرہیزگاری اپنا شیوہ رکھو تو يَجْعَلْ لَكُمْ کر دے گا خدا واسطے تمہارے یعنی دیویگا
تمکو فُرْقَانًا ایک ہدایت یا علم کہ فرق کرو تم سبب اسکے درمیان حق اور باطل کے اور یا نصرت دیوے کہ جسکے سبب سے جدا ہو جاوے وہ شخص کہ جو حق پر ہے
اس شخص سے کہ جو باطل پر ہے مسلمانوں کی عزت دینے اور کفار کے ذلیل کرنیکی جہت سے وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ اور دور کریگا تمسے برائیاں
تمہاری اور پوشیدہ کر دیگا انکو وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور بخشش کریگا واسطے تمہارے کہ گناہوں کو تمہارے بخشے گا مراد سیئات سے گناہان صغیرہ ہیں اور ذنوب سے
مراد کبیرہ ہیں اور یہ آیت اہل بدر کی شان میں ہے اور خدا انکو فرماتا ہے کہ اگر خدا سے ڈرو گے اور پرہیز کرو گے تو خدا تمہارے گناہوں کو بخشے گا اور یہ مراد

ع ٩ ١٧

جمع کیا اور احد کی لڑائی میں خرچ کیا اُس کے حال سے خدا تعالیٰ پہلے ہی سے مطلع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَسَيُنْفِقُونَهَا پس قریب ہے کہ
خرچ کریں گے وہ اُن مالوں کو ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً پھر ہو دیں گے وہ مال اوپر ان کے پشیمانی اور اندوہ کہ مال اُن کے ہاتھ سے جاتے رہیں گے اور مقصود
ان کا حاصل نہ ہوگا ثُمَّ يُغْلَبُونَ پھر مغلوب ہوویں گے وہ آخر کار چنانچہ فتح مکہ میں مغلوب ہوئے اور یہ آیت قرآن کے معجزوں میں سے ہے کہ واقع
ہونے سے پہلے خدا نے خبر دی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور اپنے کفر پر ثابت رہے وہ اِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ
طرف دوزخ کے جمع کیے جاویں گے لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ تاکہ جدا کرے خدا ناپاک کو کہ وہ کفار ہیں مِنَ الطَّيِّبِ پاک سے کہ وہ مومن ہیں
وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ اور کردے ناپاک کو یعنی جمع کرنے والے کافروں کو بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ بعضے اُس کے کو اوپر بعض کے فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا پس تہ بہ تہ
کرکے انکو سب کو فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ پس کردے ان کو بیچ دوزخ کے کہ کوئی باقی نہ رہے أُولَٰئِكَ یہ لوگ ناپاک هُمُ الْخَاسِرُونَ
وہی نقصان پانے والے ہیں اپنے مال اور نفس میں کہ مال کو برباد کرکے نفسوں کو اپنے دوزخ میں جلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ معانی اسکے یہ ہیں کہ منتہی
ہوئے کافر تاکہ جدا کرے خدا ناپاک کو پاک سے کہ مومن کو نصرت اور غنیمت حاصل ہو دنیا میں اور ثواب اور بہشت آخرت میں اور کافر کو ذلت اور
خواری دنیا میں اور عذاب دوزخ آخرت میں اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم لِلَّذِينَ كَفَرُوا واسطے ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے
انھوں نے یعنی ابو سفیان سے اور اسکے ہمراہیوں سے کہہ کہ إِنْ يَنْتَهُوا اگر باز رہیں وہ کفر سے اور عداوت رسول سے بوسیلہ اسلام يُغْفَرْ
لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ بخشے گا خدا واسطے اُن کے جو کچھ کہ تحقیق گزرا ہے اُن کے گناہوں سے وَإِنْ يَعُودُوا اور اگر عود کریں وہ اور پھر دشمنی
اور جنگ پیغمبر سے کریں فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ پس تحقیق گزرا ہے طریقہ پہلوں کا کہ پیغمبروں سے عداوت اور لڑائی کرکے جڑ
اور بنیاد سے اکھاڑے گئے اور جناب امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ اُنسے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بنی امیہ کی طرف سے عامل تھا اور بہت مال
بنی اس عاملی میں کھایا تھا اور بعد اس کے میں نے گمان کیا کہ مجھ کو یہ مال حلال نہیں ہے پس لوگوں سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ تیرے اہل اور مال اور
جو چیز کہ تیرے پاس ہے سب حرام ہے امام علیہ السلام نے یہ سنکر فرمایا کہ ایسا نہیں ہے جیسے کہ وہ لوگ کہتے ہیں اس شخص نے پوچھا کہ میرے واسطے توبہ ہے
فرمایا کہ ہاں توبہ تیری قرآن میں مذکور ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قل للذین کفروا ان ینتھوا اور فرماتا ہے کہ وَقَاتِلُوهُمْ اور لڑو تم ان کافروں سے
اے مومنین حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ یہاں تک کہ نہ رہے شرک وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ اور ہوجائے دین کل وہ دین لِلَّهِ خاص واسطے خدا
کے کہ سوائے دین اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہے فَإِنِ انْتَهَوْا پس اگر باز رہیں وہ کفر سے تو خدائے تعالیٰ اسلام کے قبول کرنے کا ثواب
انکو عطا کرے گا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ پس تحقیق خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ دیکھنے والا ہے اور موافق ان عمل کے اُن کو
جزا دے گا اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے فرمایا کہ تاویل ان آیات کی اب تک نہیں واقع ہوئی بلکہ اس زمانہ میں واقع ہوگی کہ قائم
ہمارا یعنی مہدی آل محمد امر دین میں قیام کرے گا اور آوازہ دین محمدی کا تمام عالم میں پہنچ جاوے گا یہاں تک کہ کوئی مشرک روئے زمین پر باقی نہ رہے وَإِنْ
تَوَلَّوْا اور اگر منہ پھریں وہ حق کے قبول کرنے سے اور جنگ کرنے سے باز نہ آویں تو تم انکی کچھ پروا اور خوف انکا نہ کرو فَاعْلَمُوا پس جانو تم اے مومنین
کہ أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ تحقیق خدا ناصر اور مددگار تمہارا ہے نِعْمَ الْمَوْلَىٰ اچھا نصرت کرنے والا ہے کہ اپنے بندوں کو ہرگز ضائع نہ کرے وَنِعْمَ
النَّصِيرُ اور اچھا مدد کرنے والا ہے کہ مومنین کو کفار پر غالب کرے اور کفار کی غنیمتوں سے انکو تونگر کرے اور فرماتا ہے کہ وَاعْلَمُوا
اور جانو تم اے مسلمانوں کہ یہ آیت خمس کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے اسکا حکم سب مسلمانوں کو دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے مسلمانوں جانو تم کہ أَنَّمَا
غَنِمْتُمْ تحقیق جو کچھ کہ غنیمت میں لیا ہے تم نے کفار سے زبردستی اور قہر کرکے مِنْ شَيْءٍ کسی چیز میں سے یہاں تک کہ اگرچہ ایک لکڑی اور ایک سوئی
ہو فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ پس تحقیق واسطے خدا کے ہے خمس اسکا یعنی پانچواں حصہ اس غنیمت کا واسطے خدا کے ہے وَلِلرَّسُولِ اور واسطے پیغمبر کے وَلِذِي
الْقُرْبَىٰ اور واسطے قرابتیوں پیغمبر کے کہ وہ بنی ہاشم ہیں وَالْيَتَامَىٰ اور واسطے یتیموں اُن کے کے وَالْمَسَاكِينِ اور واسطے مسکینوں اُن کے

سلاوے رسول خدا صلعم نے حضرت علیؑ کو بلا کر کہا کہ مجھکو خدا کا حکم ہوا ہے میں موافق حکم کے ہجرت کرتا ہوں اور تو میرے بستر پر لیٹ تاکہ مجھکو
تلاش کریں اور بستر کو میرے خالی نہ دیکھیں اور میرا سراغ لیتے ہوئے پیچھے میرے نہ جائیں اور اگر تو میری جگہ سوئے گا تو کوئی آزار مجھکو کفار سے
پہنچیگا حضرت علیؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ مجھکو سلامتی کی خبر دیتے ہیں اس بات سے راضی اور خوش ہوں سو گر ہوں ہزار جان تو کروں تجھ پہ
میں نثار اور یوں گزاروں بتیرے لیے یہ میں سرار اور اسکے بعد کا حال جو کہ علی علیہ السلام پر گذرا ہے وہ سورہ بقر میں ومن الناس من یشری کی
تفسیر میں مذکور ہو گیا ہے اور حضرت رسول خدا اسکو اپنی جگہ سلا کے باہر تشریف لائے اور باوجودیکہ بعث کے کوئی شخص آنکھ سے انکی گھر سے باہر نکلے ابوبکر
کو حضرت نے رستہ میں کھڑا ہوا پایا انکو ہمراہ لے لیا یا تو اسے جانا اور وہاں سے روانہ ہوئے رستہ میں ایک جماعت کو دیکھا مٹھی خاک کی حضرت
صلعم نے اٹھا کر ان کے سروں پر ماری اور وہاں سے آگے کو روانہ ہوئے اور جبل ثور پر پہنچے کہ وہ مکہ سے ایک فرسخ کے قریب ہے اور اس پہاڑ کے
غار میں پوشیدہ ہوئے اور کفار تمام شب حضرت صلعم کی دولتسرائے کا محاصرہ رکھا اور صبح کو تلواریں کھینچے ہوئے یکدفعہ ہی اندر چلے آئے تاکہ
حضرت کو شہید کریں اور حضرت علیؑ اپنے بستر سے اٹھے اور فرمایا کہ تم کس کام کو آئے ہو کہا کہ محمدؐ کہاں ہے علیؑ نے فرمایا کہ میں اسکا نگہبان نہیں تھا
وہ اندر سے باہر نکلے اور حضرت رسول خدا صلعم کا سراغ لیتے ہوئے چلے اور کہا کہ محمد باہر گیا ہے اور خاک ہمارے سروں پر اسی نے ہی ڈالی تھی اور ابوکرز کوجی
کھوج کے نکالنے میں بڑا استاد تھا اس نے حضرت کے پاؤں کا نقش پہچانا اور کہا کہ دوسرا پاؤں ابوبکر کا پاؤں ہے یا ابو قحافہ کا تھا کہ سراغ لیتے
سر اس غار تک پہنچے خدا تعالے نے مکڑی کو الہام کیا اس نے اپنا جالا اس غار کے دروازہ پر بن دیا اور وہ دروازہ غار کا کہ جسمیں ہو کر حضرت اور
ابوبکر غار میں داخل ہوئے تھے ایک بالشت اور چار انگشت تھا کشادگی میں ان لوگوں نے جالا دیکھ کر کہا کہ غار میں کوئی نہیں گیا ہے اگر جاتا تو دروازے پر
اسکے جالا ہوتا بلکہ پہلے سے باور میں کے اندر چلا گیا ہے یا آسمان پر اسکو لے گئے ہیں وہ لوگ وہاں سے اٹھ چلے آئے اور رسول خدا صلعم تین روز کے
اس غار سے نکل کر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور کہتے ہیں کہ نضر بن حارث اور بعضے نعمان بن حرب کو کہتے ہیں اور بعضے حرث بن عمرو زہری کو کہتے
ہیں کہ وہ مال تجارت لیکر ملک فارس کو گیا تھا اور قصہ رستم اور اسفندیار کا اسنے وہاں خرید کیا تھا اور عربی میں اسکا ترجمہ کر کے مکہ میں لایا اور کہا
میں افسانہ شیریں لایا ہوں کہ بہت بہتر ہے ان افسانوں سے کہ جن کو محمدؐ ہمارے روبرو پڑھتا ہے خدائے تعالے نے اسکے حال سے خبر دی کہ
جس وقت ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اسکو سنکر کہتے ہیں کہ ایسے قصے ہم نے بہت سے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا اور جس
وقت پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے آیتیں ہماری جو کہ قرآن میں ہیں قَالُوا کہتے ہیں وہ مشرکین عداوت اور عناد سے کہ قَدْ سَمِعْنَا تحقیق سنا ہی
ہے مثل اس کلام کے کہ دنیا میں لوگوں سے لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا اگر چاہیں ہم تو البتہ کہہ سکتے ہیں ہم مثل اسکے کہ جیسا یہ کلام ہے ایسا ہی ہم بھی
کہہ سکتے ہیں إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ نہیں ہیں یہ مگر قصے پہلوں کے اور ہمارے پاس بھی پہلے لوگوں کے ایسے ایسے قصے ہیں اور یہ کمال
عداوت اور حسد لوگوں کی جہت سے ہے اور کہتے ہیں کہ عثمان بن مظعون نے نضر بن حارث سے وہ کلام سنکر کہا کہ خدا سے ڈر اور اس طرح کی باتیں مت کر
اس واسطے کہ محمدؐ حق پر ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے سچ کہتا ہے کہا کہ میں بھی حق کہتا ہوں عثمان نے کہا کہ محمدؐ کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ اس نے کہا کہ
میں بھی کہتا ہوں لا الہ الا اللہ لیکن اسکے ساتھ ملاتا ہوں اس قول کو کہ ہؤلاء بنات اللہ یعنی وہ فرشتے بیٹیاں خدا کی ہیں اور جس وقت رسول خدا نے
اس کلام کو سنا تو فرمایا کہ اے نضر وائے تجھ پر یہ کلام یعنی قرآن کلام خدا کا ہے نازل کیا ہوا خدا کے پاس سے نضر نے اس کلام کے مقابلہ میں قرآن
کے باطل ہونے کے ظاہر کرنے میں کہا کہ خداوندا اگر محمدؐ سچ کہتا ہے تو پتھر میرے سر پر گرا اور مجھکو ہلاک کر حق تعالے اس حال سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
کہ وَإِذْ قَالُوا اور یاد کر اے محمدؐ جس وقت کہ کہا انہوں نے یعنی نضر نے اور اسکے تابعین نے کہ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا اے خدا اگر ہووے
قرآن هُوَ الْحَقَّ وہ حق اور درست نازل کیا گیا مِنْ عِنْدِكَ نزدیک تیرے سے تو فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ پس
برسا تو اوپر ہمارے آسمان سے جیسے کہ اصحاب فیل پر برسائے ہیں أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ یا لا تو عذاب دردناک کو کہ یہ دعا اس کی

قتول ہوئی اور جنگ بدر میں وہ مارا گیا اور دوسرے کہتے ہیں وہ جابر تھا اور کہتے ہیں کہ ہو الحق میں ہو فصل کا ہے اور الحق منصوب ہے اس واسطے کہ
وہ خبر کان کی ہے اور منقول ہے کہ رسول خدا نے قریش سے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھکو بھیجا ہے کہ سلاطین دنیا کو قتل کروں اور ملک انکا تمہاری طرف
کھینچوں اور جس چیز کی طرف میں تمکو بلاتا ہوں اسکو قبول کرو یعنی مجھ پر ایمان لاؤ کہ عرب اور عجم کے تم مالک ہو گے اور بہشت کے تم بادشاہ ہو گے
ابو جہل نے سنکر کہا کہ خداوندا اگر یہ حق ہے جو کچھ کہ محمد کہتا ہے اور تیرے پاس سے ہے تو ہمارے اوپر پتھر آسمان سے برسا یا عذاب دردناک لا پھر کہا کہ
ہم اور بنی ہاشم دو تو مثال دو گھوڑوں گھوڑدوڑ کے تھے حملہ کرتے تھے ہم جس وقت کہ وہ حملہ کرتے تھے اور نعرہ مارتے تھے اور روش کرتے تھے
ہم جس وقت کہ وہ روش کرتے تھے جس وقت ہمارے اور اُن کے دو گھوڑے برابر ہوئے تو ایک شخص نے اُن میں سے کہا کہ میں پیغمبر ہوں ہم ایسی بات
سے اپنی راضی نہیں ہیں کہ بنی ہاشم میں پیغمبر ہو اور بنی مخزوم میں نہ ہو اور بعد اس کے کہا کہ غفرانک اللّٰھم خدائے تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا
کہ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ اور نہیں ہے خدا کہ عذاب کرے انکو وَاَنْتَ فِیْھِمْ جس وقت کہ تو بیچ اُن کے ہو اگرچہ وہ طالب جلدی
کے ہیں اس واسطے کہ ہم نے تجھ کو رحمۃ للعالمین کیا ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ اور نہیں ہے خدا اور نہ عالم عذاب کرنے والا اُنکا وَ
ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ جس وقت کہ وہ استغفار کرنے والے ہوں اور وہ استغفار وہ ہے کہ ابو جہل نے بعد دعا کے کہا کہ غفرانک اللّٰھم لیکن وہ بدر میں
مارا گیا اُن کے سبب کی جہت سے مکہ میں اسپر عذاب نازل ہو اور حضرت پیغمبر علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا کہ زمین پر دو امان تھیں ایک امان تو گئی
کہ رسول خدا نے وفات پائی اور دوسری امان باقی ہے کہ وہ استغفار ہے اور جنگ نہیں ہے کہ استغفار مانع غضب الٰہی کا ہے اور حضرت صادق
سے روایت ہے فرمایا کہ رسول خدا اور استغفار دو قلعے تھے تمہارے واسطے عذاب سے بڑا قلعہ تو گر گیا اب استغفار باقی ہے پس بہت استغفار کرو تم
اس واسطے کہ وہ محو اور نابود کرنے والا گناہ کا ہے اور اگر چاہو تم پس پڑھو تم اور بعد اس آیت کو تلاوت فرمایا اور کہتے ہیں کہ جس وقت کفار
قریش نے رسول خدا کے قتل کا قصد کیا اور ان حضرت کو مکہ سے نکال دیا تو دعوے کیا کہ متولی مسجد الحرام کے ہم ہیں جسکو چاہیں آنے دیویں اور جس
کو چاہیں نہ آنے دیویں اور فخر اور اعتداء کے ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل کی کہ وَمَا لَھُمْ اور کیا ہے واسطے ان
کے اور کون مانع ہے اَلَّا یُعَذِّبَھُمُ اللّٰہُ کہ نہ عذاب کرے اُن کو خدا وَھُمْ یَصُدُّوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ باز رکھتے ہیں اور بند کرتے
ہیں پیغمبر خدا کو اور مومنین کو عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد الحرام سے کہ اہل ہیں انکو جانے نہیں دیتے وَمَا کَانُوْٓا اَوْلِیَآءَہٗ اور نہیں ہیں وہ مشرکین
متولی اس کے باوجود شرک کے اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اور نہیں ہیں متولی اس مسجد کے اور سزاوار اسکی تولیت کے اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ مگر پرہیز
کرنے والے شرک سے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے ہیں کہ تولیت مسجد الحرام کی شرک کے واسطے
نہیں ہو سکتی اور اکثر کی قید اس واسطے لگائی ہے کہ بعضے اُن کے جانتے تھے لیکن عناد کرتے تھے وَمَا کَانَ صَلَاتُھُمْ اور نہیں ہے
دعا اُن مشرکین کی جسکو وہ نماز کہتے ہیں عِنْدَ الْبَیْتِ نزدیک خانہ خدا کے اِلَّا مُکَآءً وَّتَصْدِیَۃً مگر سیٹی مارنے اور تالیاں
بجانے یعنی عادت بعضے کفار کی تھی کہ برہنہ ہو کر مرد اور عورت طواف خانہ خدا کا کرتے تھے اور سیٹیاں مارتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے فرمایا
ہے خدا نے کہ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ پس چکھو تم عذاب کو یعنی کافرو کہ روز جنگ بدر تو قتل اور قید ہوا اور روز حشر دوزخ میں جلاؤ ہے بِمَا
کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ بسبب اس کے کہ ہو تم کفر کرتے اور کہتے ہیں کہ قریش جس وقت واسطے جنگ بدر کے مکہ سے باہر نکلے تو بارہ آدمیوں نے
اشراف قریش میں سے مثل ابو جہل اور عتبہ اور شیبہ وغیرہ کے مقرر کیا کہ ہر روز ایک شخص لشکر کو کھانا دیوے پس ہر ایک اُن میں سے ہر روز دس
اونٹ کاٹتا تھا اور لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا اور لڑائی کی رغبت دلاتا تھا خدائے تعالیٰ نے اس مقدمہ میں یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا
ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے خرچ کرتے ہیں وہ مالوں اپنوں کو لِیَصُدُّوْا عَنْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ تاکہ بند کریں وہ راہ خدا سے لوگوں کو کہ وہ پیروی رسول حق کی ہے اور کہتے ہیں کہ قریش کے رئیسوں نے پچاس ہزار مثقال طلا

جمع کیا اور احد کی لڑائی میں خرچ کیا اُس کے حال سے خدا اُن کو پہلے ہی سے مطلع کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فسینفقونها پس قریب ہے کہ
خرچ کریں گے وہ اُن مالوں کو ثم تکون علیهم حسرة پھر ہو دیں گے وہ مال اوپر ان کے پشیمانی اور اندوہ کا مال اُن کے ہاتھ سے بھی جائیگا اور مقصود
ان کا حاصل نہ ہوگا ثم یغلبون پھر مغلوب ہو جاویں گے وہ آخرکار چنانچہ فتح مکہ میں مغلوب ہوئے اور یہ آیت قرآن کے معجزوں میں سے ہے کہ واقع
ہونے سے پہلے خدا نے خبر دی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ والذین کفروا اور وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور اپنے کفر پر ثابت رہے الی جهنم یحشرون
طرف دوزخ کی جمع کیے جائیں گے وہ لیمیز الله الخبیث تاکہ جدا کرے خدا ناپاک کو کہ وہ کفار ہیں من الطیب پاک سے کہ وہ مومن ہیں
ویجعل الخبیث اور کردے ناپاک کو یعنی جمع کرے کافروں کو بعضه علی بعض بعضے اُس کے کو اوپر بعض کے فیرکمه جمیعا پس تہہ بہ تہہ
کرکے انکو سب کو فیجعله فی جهنم پس کر دے ان کو بیچ دوزخ کے انکو کوئی باقی نہ رہے اولئک یہ لوگ ناپاک هم الخاسرون
وہی نقصان پانے والے ہیں اپنے مال اور نفس میں کہ مال کو برباد کر کے نفسوں کو اپنے دوزخ میں جلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ معانی اسکے یہ ہیں کہ مطلب
ہونے کا فرنا کہ جدا کرے خدا ناپاک کو پاک سے کہ مومن کو نصرت اور غنیمت حاصل ہو دنیا میں اور ثواب اور بہشت آخرت میں اور کافر کو ذلت اور
خواری دنیا میں اور عذاب و دوزخ آخرت میں اور فرماتا ہے خدا کہ قل کہہ تو اے محمد صلعم للذین کفروا واسطے ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے
انھوں نے یعنی ابوسفیان سے اور اسکے ہمراہیوں سے کہہ کہ ان ینتهوا اگر باز رہیں وہ کفر سے اور عداوت رسول سے بوسیلہ اسلام یغفر
لهم ما قد سلف بخشے گا خدا واسطے اُن کے جو کچھ کہ تحقیق گزرا ہے اُن کے گناہوں سے وان یعودوا اور اگر عود کریں وہ اور پھر دشمنی
اور جنگ پیغمبر سے کریں فقد مضت سنت الاولین پس تحقیق گذر چکا ہے طریقہ پہلوں کا کہ پیغمبروں سے عداوت اور لڑائی کر کے جڑ
اور بنیاد سے اکھاڑے گئے اور جناب امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ اُنسے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بنی امیہ کی طرف سے عامل تھا اور بہت مال
بنی اس عاملی میں کھایا تھا اور بعد اس کے میں نے گمان کیا کہ مجھ کو یہ مال حلال نہیں ہے پس لوگوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ تیرے اہل اور مال اور
جو چیز کہ تیرے پاس ہے سب حرام ہے امام علیہ السلام نے یہ سنکر فرمایا کہ ایسا نہیں ہے جیسے کہ وہ لوگ کہتے ہیں اس شخص نے پوچھا کہ میرے واسطے توبہ ہے
فرمایا کہ ہاں توبہ تیری قرآن میں مذکور ہے خدا تعالے فرماتا ہے کہ قل للذین کفروا ان ینتهوا اور فرماتا ہے کہ وقاتلوهم اور لڑو تم ان کافروں سے
اے مومنین حتی لا تکون فتنة یہاں تک کہ نہ رہے شرک ویکون الدین کله اور ہو جائے دین کل وہ دین لله خاص واسطے خدا
کے کہ سوائے دین اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہے فان انتهوا پس اگر باز رہیں وہ کفر سے تو خدائے تعالے اسلام کے قبول کرنے کا ثواب
انکو عطا کرے گا فان الله بما یعملون بصیر پس تحقیق خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ دیکھنے والا ہے اور موافق اعمال کے اُن کو
جزا دے گا اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے فرمایا کہ تاویل ان آیات کی اب تک نہیں واقع ہوئی بلکہ اس زمانہ میں واقع ہوگی کہ قائم
ہمارا یعنی مہدی آل محمدؐ امر دین میں قیام کرے گا اور آوازہ دین محمدی کا تمام عالم میں پھیلے گا یہاں تک کہ کوئی مشرک روئے زمین پر باقی نہ رہے وان
تولوا اور اگر منہ پھیریں وہ حق کے قبول کرنے سے اور جنگ کرنے سے باز نہ آئیں تو تم انکی کچھ پروا اور خوف اٹھا نہ کرو فاعلموا پس جانو تم اے مومنین
کہ ان الله مولاکم تحقیق خدا ناصر اور مددگار تمہارا ہے نعم المولی اچھا نصرت کرنے والا ہے کہ اپنے بندوں کو ہرگز ضائع نہ کرے ونعم
النصیر اور اچھا مدد کرنے والا ہے کہ مومنین کو کفار پر غالب کرے اور کفار کی غنیمتوں سے انکو تونگر کرے اور فرماتا ہے کہ واعلموا
اور جانو تم اے مسلمانو کہ یہ آیت خمس کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے اسکا حکم سب مسلمانوں کو دینا ہے اور فرماتا ہے کہ اے مسلمانو جانو تم کہ انما
غنمتم تحقیق جو کچھ کہ غنیمت میں لیا ہے تم نے کفار سے زبردستی اور قہر کرکے من شیء کسی چیز میں سے یہاں تک کہ اگرچہ ایک لکڑی اور ایک سوئی ہی
ہو فان لله خمسه پس تحقیق واسطے خدا کے ہے خمس اسکا یعنی پانچواں حصہ اس غنیمت کا واسطے خدا کے ہے وللرسول اور واسطے پیغمبر کے ولذی
القربی اور واسطے قرابتوں پیغمبر کے کہ وہ بنی ہاشم ہیں والیتامی اور واسطے یتیموں اُن کے والمساکین اور واسطے مسکینوں اُن کے

وَابْنِ السَّبِيْلِ اور واسطے مسافروں اُن کے کہ وہ زاد راہ نہ رکھتے ہوں اگرچہ شہر میں ایسے تونگر ہوں اور وہ قسم خمس کو اے مسلمانوں
اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ اگر ہو تم کہ ایمان لائے ہو ساتھ خدا کے وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا اور ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے ہم نے اوپر
بندے اپنے کے کہ وہ محمد صلعم ہے اور جس کو نازل کیا تھا وہ آیتیں قرآن کی ہیں اور ملائکہ ہیں کہ ان کو نازل کیا تھا واسطے کمک مسلمانوں کے
يَوْمَ الْفُرْقَانِ دن جدا ہونے حق کے باطل سے کہ وہ روز بدر کا ہے يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ جس روز کہ ملاقات کی جنگ کے واسطے دو
جماعتوں مومنیں اور کفار نے آپس میں کہ وہ روز جمعہ کا سترویں ماہ رمضان کی سنہ ۲ ہجری تھی وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور خدا اوپر ہر چیز
کے قادر ہے کہ تھوڑے سے آدمیوں کو کفار کثیر پر غالب کرتا ہے اور فان للہ خمسہ کی ہمزہ کو فتح اس واسطے ہے کہ وہ خبر ہے مبتداء محذوف کی
یعنی فثابت ان اللہ خمسہ اور بعضے کہتے ہیں کہ مکسور ہے علی محذوف سے اور بعضے کہتے ہیں کہ عطف ہے اسکا پہلے ان پر ہے اور بعضوں نے اسکو بھی بکسر ہمزہ
پڑھا ہے اور غنیمت وہ چیز ہے کہ مال کفار اہل حرب کا جہاد کر کے لیا جاتا ہے اور فئے وہ چیز ہے کہ بدون لڑائی کے لیا جاتا ہے اور یتیم انسان کو
وہ ہے کہ جس کا باپ مرجائے اور یتیم حیوان وہ ہے کہ جسکی ماں مرجائے اور مسکین محتاج کو کہتے ہیں اور مسکین وہ ہے کہ ساکن کردی اسکو حاجت
اسپیجبر سے کہ قیام کرے تونگر جس کے ساتھ اور ابن سبیل مسافر کو کہتے ہیں اس واسطے کہ جیسے باپ بیٹے کو نکالتا ہے ایسے ہی رستہ مسافر کو نکالتا ہے اور
خمس کا حال یہ ہے کہ وہ مخصوص بنی ہاشم کے واسطے ہے کہ انپر حلال ہے اور صدقہ کہ زکواۃ مفروضہ ہے وہ اُنپر حرام ہے اور جناب رسولخدا کے
زمانہ میں خمس کے چھ حصہ ہوتے تھے ایک خدا کا اور ایک پیغمبر کا اور ایک پیغمبر کے قریبوں کا یہ تین حصہ رسولخدا لیتے تھے اور ایک حصہ بنی ہاشم کے یتیموں کو
اور ایک حصہ اُن کے مسکینوں کو اور ایک حصہ اُنکے مسافروں کو دیتے تھے اس طرح چھ حصے خمس کے تقسیم کرتے تھے اور بعد رسولخدا کے حصہ خدا کا اور
پیغمبر کا اور قریبوں کا امام کو پہنچتا ہے کہ وہ قائم مقام پیغمبر کا ہے لیکن پیغمبر کے بعد دشمنان آل پیغمبر نے ہر ایک حصہ کو موقوف کر دیا ہے اور رسول کے
قریبوں کو ندیا اور خمس خدا تعالے نے بنی ہاشم کی فضیلت کے واسطے مقرر کیا تھا کہ صدقہ انپر حرام ہے اس صورت میں بسر اوقات انکی کیونکر ہوگی اسواسطے
خدا نے خمس انکے واسطے مقرر کیا اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قسم ہے خدا کی کہ ذی القربیٰ سے ہم مراد ہیں وہ ذی القربیٰ کہ جنکو خدا
نے اپنے اور اپنے پیغمبر کے نام کے پاس ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل اور یتیم
ہم سے ہیں اور صدقہ میں سے خدا تعالے نے ہمارے واسطے کچھ مقرر نہیں کیا ہے اس واسطے کہ خدا نے گرامی اور بزرگ کیا ہے اپنے پیغمبر کو اور ہمکو
اس امر سے کہ کھلاوے ہم کو چرک اور میل آدمیوں کے ہاتھوں کا اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ جو حصہ خدا کا ہے خمس میں وہ کس
کے واسطے ہے فرمایا کہ پیغمبر کے واسطے ہے وہ اور بعد اُسکے امام کیواسطے ہے اور پھر پوچھا اُس نے کہ اگر ایک قسم کے خمس لینے والے آدمی کم ہوں
اور ایک قسم کے زیادہ ہوں تو وہاں کیا کرنا چاہیئے فرمایا کہ یہ امام کی رائے پر ہے کیا تو نہیں جانتا کہ رسولخدا کیا کرتے تھے ایسی صورت میں جو رسولخدا
کرتے تھے وہی امام کرے گا اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے فرمایا کہ حصہ خدا کا خمس میں سے پیغمبر کے واسطے ہے راہ خدا میں اسکو خرچ
کرتا ہے اور خمس پیغمبر کا اُس کے قریبوں کے واسطے ہے اور قریبوں کا خمس بھی قریبوں ہی کے واسطے ہے اور یتیم بھی وہی ہیں کہ پیغمبر کے
اہلبیت میں سے ہیں یہ چار حصہ خمس میں سے اُن کے واسطے ہیں اور ایک روایت حضرت باقرؑ سے یا حضرت صادق علیہ السلام سے یہ ہے کہ
خمس خدا کا اور پیغمبر کا امام کے واسطے ہے اور خمس ذوی القربیٰ کا پیغمبر کے واسطے ہے کہ وہ بھی قرابت کی جہت سے امام کے واسطے ہے اور یتیم اور
مساکین اور مسافر یہ وہ بھی آل محمدؐ میں سے ہیں اُن کے گھر سے دوسری جگہ خمس نہیں جاسکتا اس خمس کہ یہ حق سادات کا ہے اسکو ادا کرنا چاہیئے
رسولخداؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دنیا میں میرے اہلبیت پر احسان کرے گا میں قیامت کے روز اُسکا عوض اسکو دوں گا اور فرمایا ہے حضرت نے
کہ میں چار فرقوں کی شفاعت کروں گا قیامت کے روز اگرچہ وہ تمام دنیا کے گناہوں کو لیکر آویں ایک تو وہ فرقہ کہ جس نے مدد کی ہو میری اولاد
کی اور دوسرا وہ فرقہ ہے کہ جس نے مال دیا ہو میری اولاد کو اور تیسرا فرقہ وہ ہے کہ جو دوستی رکھتا ہے میری اولاد سے زبان اور دل سے

اور چوتھا وہ ہے کہ جو مسری اولاد کی حاجتوں کو بر لائے جس وقت کہ دشمنوں نے ان کو نکال دیا ہو اور انکے ساتھ بدی کی ہو اور مال
غنیمت میں سے خمس نکال لیا جائے تو باقی کے چار حصے کل نبیت کے جہادیوں کو دیے جاتے ہیں سوار کو دوگنا پیادے سے اور اگر کسی کے گھوڑے
بہت ہوں تو اسکو دو سواروں سے زیادہ حصہ نہ ملے گا اور اگر کچھ لوگ مسلمانوں کی مدد کو آئے ہیں اور مسلمان ابھی لڑائی میں مشغول ہیں اور غنیمت
ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے تو وقت تقسیم انکو بھی ایک ایک حصہ دیویں گے اور خمس سوائے مال غنیمت کے اور چیزوں میں سے بھی دیا جاتا ہے کہ واجب
اور سوائے مال غنیمت کے جن میں خمس ہے اور وہیں اول تو کان سے مثل سونے اور چاندی اور رانگ اور سرمہ اور یاقوت اور زبرجد کی اور رنگ کے وغیرہ
او دوسرے خزانہ گڑا ہوا اگر کہیں سے پاوے اور تیسرے جو چیز کہ دریا سے نکالی جاتی ہے مثل موتی اور مونگے کے اور جو کچھ کہ تجارت کے فائدے
اور پیشہ زراعت وغیرہ سے حاصل ہو اور اپنے عیال کے ایک سال کے خرچ سے جو کچھ کہ زیادہ ہو اس میں سے خمس دینا چاہئے اور پانچویں اگر
اہل کتاب مسلمان سے زمین خرید کرے تو اس میں سے خمس دیوے اور چھٹے جو مال حلال مال حرام میں مل جائے کہ ان دونوں میں سے تمیز نہ ہو سکے
اور مقدار اس کی اور مالک مال کا حال معلوم ہو تو اس میں سے بھی خمس دیوے اور باقی کا مال حلال ہے اور ساتویں قسم مال غنیمت ہے کہ جس کا ذکر
اوپر ہو چکا ہے یہ سات قسمیں ہیں جن میں سے خمس نکالنا واجب ہے اور اب خدا تعالیٰ مسلمانوں کی نصرت کو بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ
إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا یاد کرو تم اے مسلمانوں جس وقت کہ تھے تم ساتھ کنارے وادی کے کہ نزدیک مدینہ کے ہے یکساں ہیں کہ
پانی تمہارے بیٹھ سہت ہے اور پانی تمہارے پاس نہ تھا وَهُمْ اور وہ یعنی کفار تھے بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ ساتھ کنارے پچھے وادی
کے دور مدینہ سے رہیں مکہ اور نزدیک مکہ کنارے پر تھے وَالرَّكْبُ اور سوار قافلے کے ابو سفیان وغیرہ أَسْفَلَ مِنْكُمْ زیادہ نیچے تھے تم سے تین
فرسخ دور تم سے وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ اور اگر وعدہ کرتے تم کفار سے لڑائی کا اور کثرت ان کے آدمیوں کی اور ہتھیار ان کی تمکو معلوم ہوتی اور خوب
جانتے ہو تم اس کو کہ کس قدر ہیں وہ تو اس صورت میں لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ البتہ اختلاف کرتے تم بیچ وعدے کے خوف سے اس کے کہ تم تھوڑے
ہے اور ہتھیار بھی تمہارے پاس کم تھے اور وہ بہت اور مسلح تھے وَلَٰكِنْ اور لیکن جمع کیا خدا نے تمکو اور ان کو بدر میں لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا
كَانَ مَفْعُولًا تاکہ تمام کرے خدا اس کام کو کہ تھا یعنی اسکے علم میں گزرا تھا کہ اپنے دوستوں کو فتح اور عزت دیوے اور کافروں کو شکست و ذلت و
خواری دیوے لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ تاکہ ہلاک ہووے وہ شخص کہ ہلاک ہوا ہے دلیل روشن سے وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ
بَيِّنَةٍ اور زندہ رہے وہ شخص کہ زندہ ہوا ہے دلیل روشن سے یعنی تاکہ کسی کو کوئی حجت اور عذر باقی نہ رہے اور عن بینۃ سے مراد بعد بینۃ ہے
وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ اور تحقیق کہ خدا البتہ سننے والا ہے مومن اور کافر کی گفتار کا عَلِيمٌ جاننے والا ہے نیتوں ان کی کا یعنی جنگ میں اس قدر
معجزات ظاہر ہوئے ہیں کہ جس نے ان کا مشاہدہ کیا ہے اسکو کوئی حجت اور عذر باقی نہیں ہے خواہ مر گیا ہو خواہ زندہ ہو اور یا یہ کہ جو کافر ہے اسکا
بطلان ظاہری اور جو مسلمان ہے اسکی حقیقت ظاہر ہے خواہ مر گیا ہو خواہ زندہ ہو اس واسطے کہ بعد ملاحظہ معجزات جنگ بدر کی کوئی حجت باقی نہیں
رہی ہے اور کہتے ہیں کہ جس روز بدر میں لڑائی ہوئی اس کی شب کو جناب رسول خدا نے خواب میں لشکر کفار کو بہت قلیل اور ذلیل دیکھا اور
اس خواب کی تعبیر حضرت نے اصحاب کے روبرو بیان کی کہ ہم غالب اور وہ مغلوب ہوں گے اصحاب یہ خواب اور تعبیر سنکر بہت خوش ہوئے
حق تعالیٰ نے اس نعمت کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ یاد کر اے محمد صلعم جس وقت کہ دکھلاتا تھا تجھ کو ان کفار
قریش کو خدا فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا بیچ خواب تیرے کے تھوڑے کہ خواب اسکا تذکرہ کر ہو گئے وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا اور اگر دکھلاتا
تجھکو ان کفار کو بہت اور اصحاب کو اور کفار کی کثرت کی خبر دیتا تو لَفَشِلْتُمْ البتہ بزدل ہوتے تم اور نامردی کرتے اے اصحاب رسول
وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ اور البتہ جھگڑا کرتے تم بیچ کام لڑائی کے کہ جنگ کریں یا بھاگ جائیں وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ اور
لیکن خدا نے سلامت رکھا تمکو اس نامردی اور جھگڑے اور اختلاف سے بابت اسکے ضرر سے إِنَّهُ عَلِيمٌ تحقیق کہ وہ جاننے والا ہے اور

عالم ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ وہ ساتھ سینہ کی باتوں کے اور دلیری کو اور خوف کو سکو جانتا ہے اور مومنوں کی طرف خطاب کر کے خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اور یاد کرو تم اے مسلمانو جس وقت دکھاتا تھا خدا تمکو ان کفار کو اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا جس وقت
ملاقات کی تم نے بیچ آنکھوں تمہاری کے تھوڑے یعنی جس وقت تم نے ان کفار سے ملاقات کی تو دکھلاتا تھا خدا ان کو بیچ آنکھوں تمہاری کے تھوڑے کہ دل
تمہارے قوی ہو جاویں وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ اور تھوڑا دکھلاتا تھا تم کو بھی بیچ آنکھوں انکی کے کہ دشمن دلیر ہو کر تم سے جنگ کریں لِيَقْضِيَ اللّٰهُ
اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا تاکہ تمام کرے خدا اس کام کو کہ ہو چکا تھا کہ اس کے علم میں گذر چکا ہے مدد کرنا مومنوں کا اور خوار و ذلیل کرنا کفار کا وَاِلَى اللّٰهِ
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور طرف خدا کے پھرتے ہیں سب کام کہتے ہیں کہ ابو جہل روز جنگ بدر مسلمانوں کو تھوڑا دیکھ کر کہتا تھا کہ مسلمانوں سے تلوار سے
جنگ مت کرو بلکہ ان کو ہاتھوں سے پکڑو اور انکی مشکیں باندھ لو پس جس وقت لڑائی میں مشغول ہوئے تو خدائے تعالیٰ نے ان کی نظروں میں مومنوں کو
دو چند دکھلایا اس سبب سے کفار شکستہ دل ہو گئے اور شکست ان کو ہو گئی اور کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے وقت ملاقات دونوں گروہ کے ایک
شخص سے کہ اسکے پہلو میں تھا کہا کہ کفار ستر آدمی ہوں گے اس نے سنکر کہا کہ سو کا بھی احتمال رکھتے ہیں اور حقیقت میں وہ لوگ ایکسو اسٹھ آدمی
تھے اور اب خدائے تعالیٰ مومنوں کو جہاد میں ثابت قدم رہنے کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اے لوگو کہ ایمان لائے ہو اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً جس وقت ملاقات کرو تم گروہ کفار سے فَاثْبُتُوْا پس ثابت رہو تم جس وقت کہ وہ تم سے
لڑیں اور ان کے مقابلہ سے اپنے منہ کو مت پھیرو وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا اور یاد کرو تم خدا کو بہت دل اور زبان سے دونوں سے دشمنوں پر غالب
ہونے کے واسطے لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم رستگار ہو اور فتح پاؤ دشمنوں پر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد خدا کے یاد کرنے سے یہ ہے کہ وقت تلوار
مارنے کے اللہ اکبر کہو وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی اور پیغمبر اس کے کی جہاد کے مقدمہ میں اور ثابت قدم رہو
میں وَلَا تَنَازَعُوْا اور مت جھگڑا کرو تم اختلاف رائے کر کے فَتَفْشَلُوْا پس بزدل اور سست ہو جاؤ گے تم وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ اور جاتی
رہیگی دولت تمہاری اور قوت تمہاری اور دولت کو ریح اس واسطے کہا ہے کہ جیسے ہوا چلتی ہے ایسے ہی دولت سے بھی کام جاری ہوتے ہیں اور کاموں میں
دولت چلتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ریح اپنے معنی میں ہے اس واسطے کہ نصرت نہیں ہوتی ہے مگر ہوا سے کہ حق تعالیٰ فتح کی ہوا بھیجتا ہے اور اسکو
ریح النصرة کہتے ہیں اور حضرت رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میں منصور ہوا ہوں صبا سے اور ہلاک ہوئی ہے قوم عاد دبور سے وَاصْبِرُوْا اور صبر کرو
تم اے مومنو لڑائی میں کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ تحقیق خدا ہمراہ صبر کرنے والوں کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شکست جو احد کی لڑائی
میں پہنچی تھی وہ جھگڑے اور اختلاف کی جہت سے تھی اور اگر صبر کرتے اور مخالفت نہ کرتے تو ایسی شکست نہ پہنچتی اور کہتے ہیں کہ قریش قافلہ کی
حمایت کو جو مکہ سے روانہ ہوئے اور جحفہ میں پہنچے تو قاصد ابو سفیان کا ان کے پاس آیا اور کہا کہ تم الٹے پھر جاؤ ہم قافلہ کو سلامت لے آئے
ہیں لوگوں نے یہ سنکر ارادہ پھرنے کا کیا ابو جہل نے کہا کہ ہم الٹے نہ پھریں گے بلکہ ہم جا بیٹھیں گے اور شراب پئیں گے اور گانیوالیاں جو ہمراہ ہیں یہ
گاتی چلیں گی اور دف بجاوینگی اور اونٹ کہ ہم ذبح کریں گے اور لوگوں کو کھلاویں گے تاکہ آوازہ ہماری کرم اور شجاعت کی عرب کے قبیلوں اور قوموں میں
پہنچے اور آدمی ہماری شجاعت کے حساب کریں خدائے تعالیٰ مومنوں کو کہتا ہے کہ تم مثل کفار کے اتراتے ہوئے اپنے گھروں سے مت نکلو چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَلَا تَكُوْنُوْا اور ہو تم كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ مانند ان لوگوں کے کہ نکلے وہ گھروں سے اپنے بَطَرًا فخر اور سرکشی
کرنے والے ہو کر وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ اور واسطے دکھلانے آدمیوں کے اور بطر اور رئاء دونوں مصدر ہیں کہ قائم ہوتے ہیں موضع حال کے وَ
يَصُدُّوْنَ اور باز رکھتے ہیں وہ کفار لوگوں کو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ راہ خدا سے کہ وہ دین اسلام ہے اور یصدون محل نصب میں ہے اس واسطے کہ
عطف بطرا پر ہے وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ اور خدا ساتھ اس چیز کے ہے کہ عمل کرتے ہیں وہ احاطہ کرنے والا ہے اور جزا دیگا موافق انکے اعمال کے
انکو جزا دے گا اور پہلے اس سے بدر کے قصہ میں شیطان کا سراقہ کی صورت میں ہو کر آنیکا ذکر ہو چکا ہے اور اب پھر ذکر ہوا ہے چنانچہ امام محمد باقر

سے روایت ہے فرمایا کہ جس وقت بدر کی لڑائی شروع ہوئی تو ابلیس مشرکین کی صف میں حارث بن ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور سراقہ
بن مالک کی شکل میں تھا ایک دفعہ ہی الٹا پھرا حارث نے کہا کہ اے سراقہ تو ہم کو بے مار چھوڑے جاتا ہے ایسے حال میں ابلیس نے کہا کہ جو کچھ میں دیکھتا
ہوں تم نہیں دیکھتے حارث نے کہا کہ تو نہیں دیکھتا ہے مگر جاسوس مدینہ کے اور بعد اس کے ابلیس حارث کے سینہ پر ہاتھ مار کے چلا گیا اور کفار
کو شکست ہوئی اور جس وقت کفار لڑائی سے بھاگ کر مکہ میں آئے تو وہاں انھوں نے ذکر کیا تھا کہ سراقہ بھاگ گیا تھا سراقہ کو خبر ہوئی تو کہا کہ واللہ
مجھکو تمہارے جانے کی خبر نہیں تھی کہ تم کب گئے تھے یہاں تک کہ تمہارے بھاگنے کی مجھکو خبر ہوئی لوگوں نے کہا کہ تو فلانے روز بدر میں ہمارے پاس
آیا تھا اور اب انکار کرتا ہے اسنے قسم کھائی کہ میں تمہارے پاس نہیں گیا تھا جبکہ وہ لوگ مسلمان ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ ابلیس تھا جو کہ
سراقہ کی صورت میں ہمارے پاس آیا تھا اس قصہ کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ
أَعْمَالَهُمْ اور یاد کرو تم اے مومنین جس وقت کہ آراستہ کیا واسطے ان کفار کے شیطان نے اعمال ان کے کو اور دشمنی پیغمبر کو وَقَالَ لَا غَالِبَ
لَكُمُ الْيَوْمَ اور کہا اس نے ان سے کہ نہیں ہے کوئی غالب واسطے تمہارے آج کے دن مِنَ النَّاسِ آدمیوں میں سے بسبب کثرت آدمیوں
اور ہتھیاروں کے اور موجود ہونے آراستگی اور سامان تمہارے کے وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ اور تحقیق میں ہمسایہ ہوں واسطے تمہارے اور میں سراقہ
ہوں قبیلہ کنانہ سے تمہاری کمک کو آتا ہوں اور تمکو ان سے کچھ ضرر نہ پہنچے فرماتا ہے خدا کہ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ پس جس وقت دیکھا کہ
دونوں لشکروں نے آپس میں ایک لشکر نے دوسرے لشکر کو تو نَكَصَ الٹا پھرا شیطان عَلَىٰ عَقِبَيْهِ اوپر دونوں پاشنوں اپنے کے اور اصل
اس نے مسلمانوں کی طرف جبرئیل کو دیکھا تھا اس واسطے بھاگا اور اس وقت حارث کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا حارث کی چھاتی پر ہاتھ مار کر بھاگا
وَقَالَ اور کہا شیطان نے حارث سے جس وقت حارث نے اسکو کہا کہ تو ہمکو یار چھوڑے ہوئے کہاں جاتا ہے کہ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ تحقیق
میں بیزار ہوں تم سے إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ تحقیق میں دیکھتا ہوں اس چیز کو کہ نہیں دیکھتے ہو تم یعنی ملائکہ مومنین کی مدد کو آتے ہیں إِنِّي
أَخَافُ اللَّهَ تحقیق میں ڈرتا ہوں خدا سے اور یہ شیطان نے دروغ کہا کہ اس واسطے اگر وہ خدا سے ڈرتا تو انجام اسکا یہاں تک کیوں پہنچتا وَ
اللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ اور خدا سخت کرنے والا عذاب کا ہے کفار کو حضرت امام علی بن الحسین سے روایت ہے فرمایا کہ بدر کے روز جس وقت مسلمان
پیاسے ہوئے تو حضرت علی مشک لے کر واسطے پانی کے کنوئیں پر گئے اور کنوئیں پر جا کر کھڑے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک ہوائے سخت آئی اور پھر
چلی گئی اور بعد تھوڑی دیر کے ایسی ہوا اور آئی اور چلی گئی اور بعد اسکے ایک اور ہوا آئی اور قریب تھا کہ پاؤں کو ڈگا دے اور جناب امیر کنوئیں
پر جو کھڑے تھے بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ ہوا چلی گئی جس وقت حضرت علی جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے تو اس ہوا کے آنے سے خبر دی سو حضرت
نے فرمایا کہ پہلی ہوا میں تو جبرئیل تھا مع ایک ہزار فرشتوں کے اور دوسری ہوا میں میکائیل تھے مع ایک ہزار ملائکہ کے اور ساتھ تیسری ہوا میں
اسرافیل تھے مع ہزار فرشتوں کے اور انھوں نے تجھکو سلام کیا تھا اور وہ ہماری مدد کو آئے تھے اور انہی کو دیکھ کر ابلیس الٹے پاؤں بھاگا تھا اور
کہا تھا کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے ہو اور کہتے ہیں کہ ایک گروہ قریش میں سے مسلمان ہو کر مکہ میں رہ گئے تھے اور ہمراہ رسول خدا کے ہجرت کر کے
ان کے باپوں اور قرابتیوں نے انکو نہیں آنے دیا تھا اور ساتھ ہی بند کر دیا تھا جس وقت کفار قریش بدر کی لڑائی میں روانہ ہوئے تو وہ
بھی ہمراہ قریش کے بدر میں آئے وہ لوگ ضعیف الایمان تھے اور ارادہ ان کا یہ تھا کہ جو کوئی زبردست اور قوی ہوگا اسکی طرف ہم چلے جاوینگے
اور وہ قیس بن الولید اور ابو قیس بن الفاکہ اور حرث بن ربیعہ اور عاص بن منبہ وغیرہ تھے اور دلوں میں انکے شک اور نفاق تھا جس وقت
انھوں نے قلت مسلمانوں کی اور کثرت کفار کی دیکھی تو مسلمانوں کو کہنے لگے کہ بیچارے سکیں ہار گئے دین نے فریب دیا ہے ابھی کوئی دم میں ہلاک ہو
جاتے ہیں اس مضمون میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ یاد کرو جس وقت کہ کہتے تھے منافقین مدینہ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ
اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے بیماری شک کی ہے یعنی منافقین مکہ کے کہ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ فریفتہ کیا ہے ان مسلمانوں کو دین انکے نے باوجود

ع ۲

قلت اور بے سامانی کے ایسے بڑے لشکر آراستہ کے مقابلہ میں آئے ہیں حق تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ
عَلَی اللّٰہِ اور جو شخص کہ توکل کرے اوپر خدا کے کہ اپنے سب کام اس کے سپرد کر دے تو فَاِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ تحقیق خدا غالب ہے سب پر اور
جو کوئی کہ اس پر توکل کرے گا تو وہ اسکو بے یار و مددگار نہ چھوڑیگا حَکِیْمٌ حکمت والا ہے کہ سب کام موافق مصلحت کے کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ جس
وقت اُن منافقوں اور دل کے بیماروں نے قلت مسلمانوں کی اور کثرت کفار کی مشاہدہ کی تو کفار کی طرف ہو کر مسلمانوں سے لڑنے لگے اور جس وقت
ورساں معرکہ کے جا پڑے تو فرشتوں نے کوڑے اور سونٹے انکے منہ اور پشت پر مارے اور سب کو ہلاک کیا خدائے تعالیٰ اپنے حبیب کو اس حال سے
خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَوْ تَرٰۤی اور اگر دیکھتا تو اے محمد حال کفار کا اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا جس وقت کہ جان نکالتے تھے ان
لوگوں کی کہ کافر ہوئے ہیں الْمَلٰۤئِکَۃُ فرشتے یعنی جس وقت فرشتے کافروں کی جان نکالتے تھے تو یَضْرِبُوْنَ مارتے تھے وہ فرشتے وُجُوْھَھُمْ
وَاَدْبَارَھُمْ منہ ہوں اُن کے کو اور پشتوں انکی کو سونٹے آگ کے اور کہتے تھے وہ فرشتے جس وقت انکو مارتے تھے کہ وَذُوْقُوْا اور چکھو تم
اے مشرکین عَذَابَ الْحَرِیْقِ عذاب آگ جلانے والی کا ذٰلِکَ یعنی ضرب تازیانوں اور سونٹوں کے بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ
سبب اسکے ہے کہ پہلے کیا ہے ہاتھوں تمہارے نے کہ پہلے تم نے کفر اور شرک کیا اور رسول خدا کے ہمراہ ہجرت نہ کی اور پھر حق میں شک کر کے کفار کی طرف
ہو گئے وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ اور تحقیق خدا نہیں ہے ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے کہ بدون جرم ایسے مواخذہ کرے بلکہ عذاب
کرنا کفار کا عین عدل ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مشرکین جس وقت مسلمانوں کی طرف منہ کرتے تھے تو فرشتے ان کے منہ پر تلواریں مارتے
تھے اور جس وقت وہ پیٹھ پھیرتے تھے تو گرزیں اور کوڑے انکی پشتوں پر مارتے تھے اور اب خدائے تعالیٰ اپنے حبیب کی تسلی کے لئے فرماتا ہے کہ حال
کفار مکہ کا مثل حال کفار سابقین کے ہے کہ وہ انبیا کو جھٹلاتے تھے ایسے ہی یہ جھٹلاتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ اے محمد تیرے ساتھ عادت کفار
قریش کی کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ مانند عادت لوگوں فرعون کے ہے وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ اور مانند عادت ان لوگوں کی کہ جو پہلے
ان سے تھے یعنی عاد اور ثمود کہ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ کفر کیا انھوں نے ساتھ نشانیوں قدرت خدا کے کہ معجزے تھے انکا انھوں نے انکار کیا فَاَخَذَ
ھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ پس پکڑا اُن کو خدا نے ساتھ گناہوں اُن کے کے کہ ان کو عذاب میں گرفتار کیا اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ تحقیق کہ خدا
قوت والا ہے شَدِیْدُ الْعِقَابِ سخت کرنے والا عذاب کا کافروں اور جھٹلانے والوں کو کہ کوئی اس پر غالب نہیں ہو سکتا اور کداب آل فرعون
خبر ہے واسم محذوف کی ذٰلِکَ یہ یعنی گرفتار کرنا اُن کا عذاب میں بِاَنَّ اللّٰہَ سبب اس کے ہے کہ تحقیق خدا لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نہیں ہے
بدل ڈالنے والا یعنی عادت اسکی نہیں ہے کہ بدل ڈالے نِّعْمَۃً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ اس نعمت کو کہ انعام کیا ہے اسکو اوپر کسی قوم کے اپنے فضل
وکرم سے حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہ لوگ اس قوم کے اس چیز کو کہ ساتھ نفسوں انکے کے ہے یعنی بدل ڈالیں
وہ اس حال کو کہ جو ثابت ہے اُن کے نفسوں کو بدتر حال سے وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ اور تحقیق خدا سننے والا ہے سخنان بد مشرکین کا عَلِیْمٌ جاننے والا
ہے ان کی نیتوں بد کا مراد اس سے مشرکین قریش ہیں کہ انھوں نے اپنے حال کو کہ بت پرستی کرتے تھے اور مردار کو کھاتے تھے پیغمبر خدا سے دشمنی کر
اور قطع رحم کر کے اور قرآن کی تکذیب کر کے اور مومنین کی حوبری کر کے اور انکو آزار پہنچا کے اپنے حال کو پہلے حال سے بدتر کر لیا ہے کہ پہلے تو فقط
بت پرستی اور مردار خوری تھی اور اب اس پر یہ کچھ بڑھ گیا ہے مثل کفار سابقین کے کہ کفر اور شرک پر گناہ تکذیب اور قتل انبیا کا زیادہ کر کے مستحق
عذاب کے ہوئے اور جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ دئے گئے اور حضرت صادق سے روایت ہے کہ فرمایا میرے والد ماجد فرماتے تھے کہ تحقیق خدا نے حکم حتمی
کیا ہے کہ خدا اپنی نعمت عطا کی ہوئی کو بندہ سے نہیں چھینتا ہے یہاں تک کہ بندہ گناہ کرے کہ اسکے سبب سے مستحق عذاب کا ہو اور لم یکن کی اصل لم یکون ہے واو تو
لم کی جہت سے ساقط ہوا ہے اور نون کثرت استعمال کی واسطے تخفیف کے ساقط ہوا اور دوسری بار تاکید کے خدا ذکر فرماتا ہے کہ کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ عادت کفار
قریش کی مانند عادت لوگوں فرعون کے ہے تیرے جھٹلانے میں اے محمد کہ جیسے وہ انبیا کو جھٹلاتے تھے ایسے ہی یہ تجھ کو جھٹلاتے ہیں وَالَّذِیْنَ

مِنْ قَبْلِهِمْ اور مانند عادت ان لوگوں کی کہ جو ان سے پہلے تھے عاد اور ثمود کہ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ جھٹلایا انھوں نے اور تکذیب کی نشانیاں قدرت پروردگار اپنے کے فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ پس ہلاک کیا ہم نے ان کو بدیں سبب گناہوں کے وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ اور ڈبو دیا ہم نے لوگوں فرعون کے کو دریا میں وَكُلٌّ اور ہر ایک ان لوگوں میں سے كَانُوا ظَالِمِينَ تھے وہ ظلم کرنیوالے اپنے نفسوں پر بسبب کفر اور گناہوں کے کہ اپنے مثل نے عذاب میں گرفتار کیا اور کردار آل فرعون کو خدا نے مکرر فرمایا ہے اس واسطے کہ پہلے سے تو مراد انکے حال کی مثال سے مستحق ہونا ان کا عذاب آخرت کا ہے اور دوسرے سے مراد مستحق ہونا عذاب دنیا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سے تو مراد تشابہ کرنا ان کے حال کا فرعون کے حال سے تقدم کے ساتھ ہے اور دوسرے سے مراد تشابہ کرنا ان کے حال کا بیچ کی سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سے مراد گرفتار کرنا ان کا عذاب میں ہے اور دوسرے سے مراد کیفیت عذاب ہے اور اب خدائے تعالےٰ ان لوگوں کی مذمت میں فرماتا ہے کہ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ تحقیق بدترین زمین پر چلنے والوں کے نزدیک خدا کے الَّذِينَ كَفَرُوا وہ لوگ ہیں کہ کفر کیا ہے انھوں نے مثل ابوجہل اور عتبہ وشیبہ قریش کے یا اہل کتاب یہود کے مثل کعب ابن اشرف اور حیی بن اخطب وغیرہ کے فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ پس وہ نہیں ایمان لاتے ہیں چنانچہ حال ہی انکا اے محمد تو انسے توقع ایمان کی مت رکھ اور خاطر اپنی انکے سبب سے پریشان مت کر اور امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ مراد ان لوگوں سے بنی امیہ ہیں اس واسطے کہ وہ بدتر مخلوقات خدا کے ہیں اور عالم کی جانتے ہے اور وصف حملہ کا جملہ یہ ہے اور کہتے ہیں کہ یہودان بنی قریظہ سے جناب رسول خدا نے عہد لیا تھا کہ رسول خدا کے دشمنوں کی حمایت نہ کریں گے لیکن انھوں نے عہد کو توڑ ڈالا کہ جنگ بدر میں مشرکین کی کمک انھوں نے ہتھیاروں سے کی اور بعد اس کے رسول خدا سے کہا کہ ہم عہد کو بھول گئے اور پھر عہد کیا تھا اور اسکو بھی توڑا کہ روز جنگ خندق ابوسفیان سے اتفاق کرکے اسکی مدد کو آئے اس مقدمہ کا خدا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ وہ لوگ کہ عہد لیا ہے تو نے ان سے اے محمد صلعم یعنی بنی قریظہ سے ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ پھر توڑتے ہیں وہ عہد اپنے کو فِي كُلِّ مَرَّةٍ ہر مرتبہ کہ عہد کیا ہے وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ اور وہ نہیں پرہیز کرتے ہیں عہد کے توڑنے سے اور نہیں ڈرتے ہیں انجام کے عذاب سے فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ پس اگر پائے تو انکو بیچ لڑائی کے فَشَرِّدْ بِهِمْ پس بھگا انکو اور متفرق کر دے تو ساتھ انکے مَنْ خَلْفَهُمْ ان لوگوں کو کہ پیچھے انکے ہیں یعنی انکو زخمی اور قتل کرکے بھگا دے اور متفرق کر دے ان لوگوں کو جو انکے پیچھے ہیں اور وہ دشمن تمہارے ہیں کہ انکو مارے سے پچھلوں کو تیری ہیبت ہو جاوے گی لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں اور پھر کوئی عہد کے توڑنے کی جرات نہ کرے اور ارادہ جنگ کا نکرے اور اما اصل میں اِن شرطیہ ہے اسکی اوپر ما زیادہ کیا گیا ہے وَإِمَّا تَخَافَنَّ اور اگر خوف کرے تو مِنْ قَوْمٍ کسی قوم سے یعنی اندیشہ کرے تو خِيَانَةً خیانت کو اس سے کہ وہ عہد کو توڑ ڈالیں اور تجھکو اسکی علامات معلوم ہو جاوے تو فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ پس ڈالدے تو طرف انکے عہد ان کا عَلَىٰ سَوَاءٍ اور برابری کے یعنی لڑائی کے پہلے انکو کہہ دے کہ میں نے بھی عہد تمہارا باطل کیا اور میں اب اس عہد پر نہیں ہوں جیسے کہ تم نہیں ہو اور اگر بدوں توڑنے عہد کے تو لڑیگا تو یہ ایک خیانت ہوگی کہ تو باوجود عہد کے پھر لڑا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ تحقیق خدا نہیں دوست رکھتا ہے خیانت کرنے والوں کو کہ عہد پر اپنے قایم نہیں اور اب خدا لڑائی کے واسطے سامان کرنے اور آمادہ ہونیکو فرماتا ہے کہ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اور نہ گمان کرو اے محمد ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ہیں کہ سَبَقُوا سبقت لے گئے ہیں وہ عذاب پر کہ ہمکو وہ عذاب کرنے نہ دیں اور مراد انسے بھگوڑے بدر کے ہیں یا توڑنے والے عہد کے اور فرماتا ہے کہ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ تحقیق وہ عاجز نہ کرسکیں گے عذاب کرنے سے یعنی اگر ہم ان کو عذاب کرنا چاہیں تو وہ ہمکو عاجز نہیں کر سکتے اور لا تحسبن کو ابن عامر اور ابو جعفر اور حمزہ اور حفص نے یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ یعنی گمان کریں وہ کفار یہ کہ ہم انکو عذاب کرنے سے عاجز ہیں اور انهم لا يعجزون کی ہمزہ کو ابن عامر نے مفتوح پڑھا ہے اور باقیوں نے مکسور اور یعجزون بفتح نون ہے اور بکسر نون بھی ہوسکتا ہے تخفیف یا اور فرماتا ہے خدا کہ وَأَعِدُّوا لَهُمْ اور تیار کرو تم اے مومنین ان کفار کیواسطے جو کہ بدر سے بھاگ گئے ہیں یا جنھوں نے کہ عہد توڑا ہے مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ جو کچھ کہ کر سکتے ہو تم قوت سے یعنی جو سامان لڑائی کا کہ تم سے ہو سکے مثل تیر اور نیزہ اور شمشیر کے سب تیار کر دیا قلعہ بناؤ اور اعتماد خدا کی

مہیا کرو وَمِنۡ رِّبَاطِ الۡخَيۡلِ اور تیار کرو تم بندھے ہوئے گھوڑوں سے واسطے جہاد کے اپنی سرحد پر کہ تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ ڈراؤ تم ساتھ
اس سامان کے عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمۡ دشمنان خدا کو اور دشمنوں اپنے کو کہ وہ مکہ والے کفار ہیں وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ اور
اور لوگوں کو سوائے اُن کفار مکہ کے کہ لَا تَعۡلَمُوۡنَهُمۡ تم نہیں جانتے ہو تم انکو اَللّٰهُ يَعۡلَمُهُمۡ خدا جانتا ہے انکو کہ وہ منافق ہیں کہ ظاہر میں نماز پڑھتے
ہیں اور روزہ رکھتے ہیں اور کلمہ شہادت پڑھتے ہیں اسواسطے تو کیا جانے کہ یہ کافر ہیں اور اپنے دلوں میں کفر رکھتے ہیں خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ
وہ سب کی مافی الضمیر سے اطلاع رکھتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بنی قریظہ مراد ہیں یا فارس کے لوگ یا جمیع کفار اور شیطان کو اور یہیں سے یعوب کو
مقدم پڑھا ہے اور آخرین کا عطف لکم کی کم پر ہے اور فرماتا ہے کہ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَيۡءٍ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اور جو کچھ کہ خرچ کرتے ہو تم
کسی شئے سے بیچ راہ خدا کے جہاد کے سامان میں تو يُوَفَّ اِلَيۡكُمۡ پورا کیا جائے گا وہ طرف تمہارے اور تمام اور کامل دیا جائیگا تمکو ثواب اسکا وَ
اَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ اور تم نہ ظلم کئے جاؤگے کہ تمہارے ثواب میں کسی طرح کی کمی کیجائے ایسا ہرگز نہ ہوگا وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ اور اگر رغبت اور
میل کریں کہ وہ کفار واسطے صلح کے کہ تجھ سے وہ صلح کرنا چاہیں تو فَاجۡنَحۡ لَهَا پس رغبت اور میل کر تو واسطے اس صلح کے وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ
توکل کر تو اوپر خدا کے اور خوف اس امر کا مت کر تو کہ انھوں نے مکر و حیلہ سے صلح کی ہے اس واسطے کہ خدا سر انکے ہاں ہے اُن کے مکر سے اور الو بکرؓ نے سلم کو
بکسر سین پڑھا ہے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ تحقیق کہ وہ خدا سننے والا ہے انکی باتوں کا الۡعَلِيۡمُ جاننے والا ہے ان کی نیتوں کا کہ اگر یہ صلح ان کی فریب ہے
تو وبال اسکا انکو ہی پہنچیگا اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِنۡ يُّرِيۡدُوۡۤا اور اگر ارادہ کریں وہ کفار اَنۡ يَّخۡدَعُوۡكَ یہ کہ فریب نہ کریں وہ تجھ سے اور
صلح کرکے تجھکو جہاد سے باز رکھیں تو فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ پس تحقیق کافی ہے تجھکو خدا مقصدوں کا برلانیوالا هُوَ الَّذِىۡۤ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وہ
خدا وہ شخص ہے کہ جس نے قوت دی ہے تجھکو ساتھ نصرت اپنی کے ملائک کو تیری مدد کے واسطے بھیجکر وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور ساتھ مومنین کے کہ وہ علیؑ ابن
ابیطالب ہیں کہ کبھی جہاد سے بھاگا نہیں ہے اور لڑائیاں سر کی ہیں اور لفظ جمع کا واسطے تعظیم کے ہے اور ایک شخص کے واسطے صیغہ جمع کا قرآن میں بہت آیا
ہے اور علیؑ کی تاکید کرنے کو تائید کرلی ہے وہ روایت کہ جو تفسیر درمنثور میں ابوہریرہ سے ہے کہ عرش پر خدا نے لکھا ہے لا الٰہ الا انا وحدی لا شریک
لی ومحمد عبدی ایدتہ بعلی یعنی نہیں ہے کوئی معبود سوائے میرے کہ یکتا ہوں میں نہیں ہے کوئی شریک واسطے میرے اور محمد بندہ میرا ہے قوت دی
ہے میں نے اسکو ساتھ علیؑ کے اور اکثر مفسرین ظاہر لفظ کے اعتبار سے کہتے ہیں کہ مومنین سے مراد انصار ہیں وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ اور الفت
دی خدا نے درمیان دلوں اُن مومنین کے اور کہتے ہیں کہ مراد اُن سے اوس اور خزرج ہیں کہ یہ دو فرقہ عرب کے سالہا سے دراز سے آپس میں عداوت
رکھتے تھے اور کشت و خون آپس میں کرتے تھے جب مسلمان ہوئے تو آپس میں اُن کے الفت ہوگئی اور اگرچہ مومنین سے مراد اوس اور خزرج ہیں
لیکن قرآن میں مطلق مومنین کا ذکر ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ یا تو علیؑ کی طرف والے آدمی مومن نہ تھے اور یا جنگ جمل میں عائشہ کی طرف والے
لوگ اور جنگ صفین میں معاویہ کی طرف کے لوگ اور خوارج مومن نہ تھے اس واسطے کہ ان کے دلوں میں الفت نہ تھی اور ایک دوسرے کو قتل
کرتا تھا لیکن یہ تو نہیں ہوسکتا کہ علیؑ کی طرف والے مومنین میں سے نہوں اس واسطے کہ مسند میں امام اہل سنت کی یعنی مسند میں احمد حنبل کی
روایت ہے کہ جو قرآن میں ایسی آیت ہو کہ اس میں خدائے تعالےٰ مومنین کی طرف خطاب کرتا ہے تو امیر اور رئیس مومنین کے وہاں
علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں پس جس صورت میں کہ علیؑ سردار مومنین کے ہوئے تو جو لوگ کہ تخالف میں اعتقاد علی علیہ السلام کی پیروی
کرتے تھے اور علیؑ کے تابعین میں سے تھے البتہ وہ مومن تھے اور فرماتا ہے خدائے تعالےٰ کہ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا اگر خرچ
کرتا تو اس چیز کو کہ بیچ زمین کے ہے سب کو یعنی جو کہ زمین میں مال اور دولت ہے اگر تو اس سب کو خرچ کرتا ان مومنین کی الفت دینے میں تو مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ
قُلُوۡبِهِمۡ نہ الفت دے سکتا تو درمیان دلوں انکے کے اور تجھکو انکے دلوں میں الفت دینے کی ہرگز مقدرت نہ تھی کہ وہ اسلام سے پہلے بہت کینہ آپس میں رکھتے
تھے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ اور لیکن خدا نے الفت دی درمیان انکے اپنی حکمت سے اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ تحقیق کہ وہ غالب ہے حَكِيۡمٌ حکمت والا

موافق مصلحت اور حکمت کے کام کرتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ اے پیغمبر کفایت کرتا ہے تجھ کو خدا وَمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور وہ شخص کہ پیروی کرے تیری مومنین میں سے اس سے معلوم ہوا کہ جسنے رسول خدا کی پیروی کی ہے وہ مومن ہے اس واسطے کہ یہ بیان
کے واسطے ہے اور جسنے رسول خدا کا کہنا نہ مانا اور حضرت پر اعتراض کیا وہ مومنین میں سے نہیں ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت جنگ بدر سے پہلے نازل ہوئی ہے اور
تفسیر اہلبیت علیہ السلام میں لکھا ہے کہ مراد مومنین سے اس آیت میں علی ہیں اسواسطے کہ نصرت رسول خدا کی سب جہادوں میں جو کچھ علی نے کی ہے وہ کسی اور دوسرے
سے نہیں آئی بلکہ جو نامی صحابہ مشہور تھے وہ اکثر جہادوں میں سے بھاگا کرتے تھے اور ان دونوں امروں پر روایات سنی اور شیعہ کی دلالت کرتی ہیں اور حافظ
ابو نعیم نے جو کہ عالم اور محدث اہلسنت کا ہے حلیۃ الاولیا میں روایت کی ہے کہ یہ آیت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور حق یہ ہے کہ اگر علی نہ ہوتے تو اسلام کی ترقی
کیونکر ہوتی کہ صحابہ تو جہادوں سے بھاگ جاتے تھے اور علی لڑائی کو سر کرتے تھے مثل احد اور حنین اور خیبر وغیرہ واقعات کے ہے گرز ہوئی دست حیدر ذوالفقار کے تندی
اللہ اکبر آشکار اور فرماتا ہے خدا کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر بلند مرتبہ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ رغبت دلا تو اور برانگیختہ کر تو مومنین کو عَلَى
الْقِتَالِ اوپر لڑائی کفار کے کہ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ اگر ہوویں تم میں سے عِشْرُونَ بیس مرد صَابِرُونَ صبر کرنے والے يغلبوا
پر يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ غالب ہوویں وہ دو سو کو یعنی بیس آدمی دو سو آدمی سے بھاگے نہیں بلکہ ان کے مقابلہ میں صبر کریں مراد غلبہ سے
حملہ کرنا ہے اور یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب مسلمانوں کی کثرت ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ
يَغْلِبُوا أَلْفًا اور اگر ہوویں تم میں سے سو تو غالب ہوں ہزار پر مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ان لوگوں میں سے کہ کفر کیا ہے انھوں نے
یعنی غالب ہونا تمہارا اور مغلوب ہونا ان کا بِأَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ کفار قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ایسی قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے
ہیں اور نہیں جانتے ہیں خدا کو اور جزا کو اور اعتقاد دوزخ اور بہشت کا نہیں رکھتے ہیں کہ دوزخ کے خوف سے اور بہشت کی طمع سے جہاد کریں
اور ثابت قدم رہیں اس سبب سے مقابلہ کے وقت ثابت قدم نہیں رہتے اور صبر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت
کے مومنین اندیشناک ہوئے کہ ایک آدمی دس آدمیوں سے کیونکر لڑے اور نہایت گراں معلوم ہوا خدائے تعالی نے اس آیت کو منسوخ کیا
اور واسطے تسلی مومنین کے یہ آیت نازل کی کہ الْآنَ اب خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ تخفیف کی خدائے تعالی نے وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ
ضَعْفًا اور جانا کہ بیچ تمہارے سستی اور ناتوانی ہے فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ پس اگر ہوویں تم میں سو آدمی صبر کرنے والے
تو يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ غالب ہوں وہ دو سو کو یعنی ایک شخص تم میں سے دو کے مقابلہ میں صبر کرے اور بھاگے نہیں وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ
أَلْفٌ اور اگر ہوویں تم میں سے ہزار آدمی تو يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ غالب ہوویں دو ہزار آدمیوں کو بِإِذْنِ اللَّهِ ساتھ
اذن خدا کے وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ اور خدا ہمراہ صبر کرنے والوں کے ہے اور حکم پہلی آیت کا اس وقت تھا کہ مسلمان تھوڑے
تھے اور جب بہت ہو گئے تو خدائے تعالی نے اس آیت کے حکم سے تخفیف دی اور یغلبوا اگرچہ لفظ خبر کا ہے لیکن مراد اس سے امر ہے دونوں جگہ اور
مراد غلبہ سے یہاں غلبہ معروف نہیں ہے بلکہ مطلب غلبہ سے یہاں حملہ ہے یعنی ایک آدمی دو کے مقابلہ میں سے بھاگے نہیں اور بعضی تفسیر
میں لکھا ہے کہ حکم پہلی آیت کا اس آیت کے حکم سے منسوخ نہیں ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے امیر حمزہ کو مع تیس سواروں کے ابوجہل سے
لڑنے کو بھیجا کہ ہمراہ اسکے تین سو سوار تھے جب لڑائی ہوئی تو مسلمانوں کو بہت مشقت ہوئی حق تعالی نے تخفیف کی آیت نازل کی اور فرمایا
کہ ایک شخص دو سے نہ بھاگے اور کہتے ہیں کہ بروز جنگ بدر ستر کفار قید ہو کر آئے حضرت نے ان کے مقدمہ میں اصحاب سے مشورہ کیا ابوبکر نے کہا
کہ یا رسول خدا یہ تیری قوم کے آدمی ہیں اور چھوٹے اور بڑے ان کے تیرے رشتہ دار ہیں ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دے کہ کبھی رو بہ ایمان قبول
کریں گے اور فدیہ سے اصحاب کی قوت اور مدد ہو گی امیر حمزہ نے کہا کہ یا رسول خدا یہ لوگ پیشوا مشرکوں کے ہیں اور انھوں نے تیرے
شہر سے باہر نکال دیا ہے ان پر رحم مت کر اور حکم کر کہ سب کو گردن ماریں عقیل کو علی کے سپرد کر کہ اسکو قتل کرے اور عباس کو میرے سپرد کر کہ

میں اسکو قتل کروں سر ایک کر ہر ایک کے رشتہ دار کے سپرد کرو اور انصار میں سے سعد بن معاذ نے کہا کہ ان کو ایک گڑھے میں ڈالکر اور گولا ان کے
اوپر رکھ کر سکو آگ میں جلا دو حضرت نے فرمایا کہ امر اس کا تین صورتوں سے خالی نہیں ہے یا تو یہ اسلام کو قبول کریں یا انکو قتل کرو یا انسے فدیہ لو خلاصہ
یہ ہے کہ فدیہ لینا انسے اختیار کیا اور دوسرے روز جناب رسولخدا کو دیکھا کہ روتے ہیں اور اصحاب بیٹھے ہیں ابوبکر نے سبب اسکا پوچھا
فرمایا کہ تیرے اور تیرے یاروں کی طمع سے فدیہ لینے میں عذاب خدا کا ایسا نزدیک تھا جیسے کہ یہ درخت جو کھڑا ہے نزدیک ہمارے خدا تعالی نے
یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ نہیں لائق ہے واسطے کسی پیغمبر کے اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى یہ کہ ہوویں واسطے اسکے قیدی
کہ انسے فدیہ لیوے حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ یہاں تک کہ بہت خونریزی کرے بیچ زمین کے کہ یہ امر سبب تذلیل اور رعب کفار کا اور باعث ظہور عزت اور شوکت اہل
اسلام کا ہے اور ابو جعفر نے اسریٰ کو اساریٰ پڑھا ہے اور اہل کوفہ نے ان تکون کو ان یکون پڑھا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا چاہتے ارادہ کرتے ہو تم
اور چاہتے ہو مال و اسباب دنیا کو فدیہ لیکر اپنے تصرف میں لاؤ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ اور خدا ارادہ کرتا ہے آخرت کا یعنی اسکے ثواب کو کہ ہمیشہ کو وہ تمہارے لئے ہے اور مال اسباب دنیا کا چند روزہ ہے
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ اور خدا غالب ہے کہ اپنے دوستوں کو دشمنوں پر فتح دلوے حَكِيْمٌ حکمت والا ہے کہ جو کچھ بندوں کے ساتھ کرتا ہے فدیہ کا منع کرنا اور قتل کا
حکم مناسب موافق مصلحت ہے اور اس آیت میں عتاب ابوبکر پر ہے کہ فدیہ لینے کا مشورہ انھوں نے دیا تھا اور رسولخدا تو دو امروں میں مختار تھے
اور فرماتا ہے خدا کہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ اگر نہ ہوتا لکھا ہوا خدا کی طرف سے لوح محفوظ میں اور خدا کا حکم کیا ہوا کہ سَبَقَ پہلے ہو لیا
ہے وہ کہ بدون مخالفت صریح کے عذاب کرے کسی پر اور یا یہ کہ فدیہ کا کھانا لوح محفوظ میں مباح لکھا ہے یہ ہوتا تو لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ البتہ پہنچتا تم کو بیچ اس چیز کے کہ لیا ہے تم نے عذاب بڑا یعنی فدیہ کے لینے میں تمکو بڑا عذاب پہنچتا کنز العرفان میں لکھا ہے کہ خدا
نے رسولخدا کو قتل کرنے اور فدیہ لینے میں اختیار دیا تھا اصحاب نے طمع سے فدیہ کو اس سے ملکر انکو چھوڑ دیا اور جنوں سے ان کے درگذرے
اور فدیہ ہر ایک سے چالیس اوقیہ لئے مگر عباس سے سو اوقیہ لیا اور ایک اوقیہ چالیس مثقال کے وزن کا اور سونے کا ہوتا ہے اور مثقال چہار
ماشہ اور بیس رتی وزن میں ہوتا ہے اور حضرت عباس مکہ سے قریش کے ہمراہ ہوکر مسلمانوں سے لڑنے کو آئے تھے اور چالیس اوقیہ طلائی واسطے خرچ
خوراک کفار قریش کے لئے گھر سے لیکر نکلے تھے ہنوز اس طلا کے صرف کرنے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ کفار کو شکست ہوگئی اور وہ چالیس اوقیہ
طلائے عباس کا غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا جب اسیروں کا رہا کرنا فدیہ لیکر قرار پایا تو ہر ایک کا قرابتی سے فدیہ لیتے تھے اور انکو رہائی
دیتے تھے رسولخدا نے عباس اور عقیل اور نوفل بن الحرث بن عبد المطلب کو بھی طلب کیا اور حضرت عباس سے کہا کہ تم اپنا فدیہ دو عباس نے کہا کہ اے محمد
میں تو مسلمان ہو گیا تھا یہ قریش زبردستی کرکے مجھ کو ہمراہ اپنے لائے ہیں جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جیسے تم مسلمان ہو خدا تمکو جانتا ہے لیکن بدون
ادا کئے فدیہ کے نجات تمکو ہوگی اپنا فدیہ دو اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل کا فدیہ دو عباس نے کہا کہ چالیس اوقیہ طلا میرا جو مسلمانوں نے
لوٹ لیا ہے اسی سے فدیہ سمجھ لے رسولخدا نے فرمایا کہ وہ تو مال غنیمت ہے کہ خدا نے ہمکو دلوایا ہے وہ فدیہ میں محسوب نہیں ہوسکتا فدیہ کے واسطے
اور کہیں سے لاؤ عباس نے کہا کہ اے محمد تو چاہتا ہے کہ چچا اپنا فقیروں کی طرح در بدر گدائی کرے اور ہر ایک کے روبرو ہاتھ پھیلا کے بھیک مانگے
اور فدیہ اس طور سے بہم پہنچا کر ادا کرے میں اس قدر مال کہاں سے لاؤں رسولخدا نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے کہ جس وقت مکہ سے تم روانہ ہوئے
تھے تو اپنی زوجہ ام الفضل کے سپرد تم نے کیا تھا اور زوجہ سے اپنی اسوقت یہ کہا تھا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ پڑے اور مر جاؤں تو اس میں سے اسقدر
مال تو اپنے فرزندوں عبد اللہ اور عبید اللہ اور قثم کو دینا اور اسقدر تو لینا عباس نے یہ سنکر کہا کہ بیٹے تمکو یہ مال پوشیدہ اسکو دیا تھا
اور پوشیدہ اس سے کہا تھا کسی کو اس امر کی خبر نہ تھی تجھ کو کس نے خبر دی ہے حضرت نے فرمایا کہ مجھکو خدا نے خبر دی ہے
اس وقت عباس نے حضرت کو سچا پیغمبر جان کر کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام کو قبول کیا اور قریب اس مضمون کے حضرت صادق
علیہ السلام سے کافی میں روایت ہے اور ایسی روایت ملتی ہے کہ عباس فدیہ دینے کے واسطے ظاہر میں مسلمان ہو گئے تھے اور

عباس کا اسلام

اور اپنی زوجہ ام الفضل کے لانے کے واسطے مکہ کے جانے کی حضرت سے اجازت لی اور دل میں اپنے یہ ٹھیرایا کہ مکہ میں پہنچکر پھر کافر ہو جاؤنگا اور مدینہ میں نہ آؤنگا جبرئیل نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حال انکی نیت کا بیان کیا رسولخدا صلعم نے عباس کو بلا کر کہا کہ تم نے اپنے دل میں یہ ٹھہرایا ہے کہ پھر کافر ہو جاؤنگا اب فدیہ دو یا قید میں رہو جبتک کہ نہ دل سے ایمان نہ لاؤ اس وقت عباس نے یقین کیا کہ یہ دو نو خبریں سوائے خدا کے کسی اور کے کان تک نہیں پہنچی ہیں اور کسی کو معلوم نہ تھیں ان خبروں کو بیشک پیغمبر سے خدا نے ظاہر کردیا ہے اور یہ سچا پیغمبر ہے اور دین اس کا سچا ہے تب حضرت عباس ایمان لائے اور کہتے ہیں کہ جس وقت فدیہ لینے کے مشورہ پر عتاب ہوا تو صحابہ بہت ہراسان ہوئے اور جب فدیہ اسیروں سے وصول ہوا تو صحابہ نے فدیہ لینے سے پرہیز کیا اس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ فدیہ کو لے لو کہ وہ بہتر حلال ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ پس کھاؤ تم اس چیز میں سے کہ غنیمت میں لیا ہے تم نے فدیہ کو اس واسطے کہ وہ بھی مال غنیمت ہی میں داخل ہے پس کھاؤ تم اسکو کہ حَلٰلًا طَيِّبًا حلال پاکیزہ ہے اور یہ حال واقع ہوا ہے وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے کہ خدا کے احکام کی مخالفت نکرو اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ تحقیق خدا بخشنے والا ہے اس گناہ کو کہ وقت شرک کے واقع ہوا ہے رَّحِيْمٌ مہربان ہے کہ مباح کیا تمپر جو کچھ کہ تم نے کفار سے لیا ہے غنیمت اور فدیہ کہتے ہیں کہ جب عباس ایمان لائے تو یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر بلند مرتبہ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ کہہ تو واسطے ان لوگوں کے کہ بیچ ہاتھوں تمہارے کے ہیں مِّنَ الْاَسْرٰۤى قیدیوں میں سے اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ اگر جانے گا خدا اور دیکھے گا فِيْ قُلُوْبِكُمْ بیچ دلوں تمہارے کے نیکی ایمان کو تو خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ دے گا تمکو بہتر اس چیز سے کہ لیا گیا ہے تم سے بطور فدیہ کے وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور بخشش کرے گا واسطے تمہارے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ اور خدا بخشنے والا ہے گناہوں کو جو کہ زمانہ شرک میں واقع ہوئے ہیں رَّحِيْمٌ مہربان ہے کہ ایمان لاتے والونکے گناہوں کو بخشتا ہے اور حضرت سجاد علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا کے بعد کہیں سے مال آیا حضرت نے عباس سے فرمایا کہ چادر اپنی بچھاؤ اور اس مال میں سے عباس نے چادر بچھا کر اسمیں سے خوب مال لیا جناب رسولخدا نے فرمایا کہ یہ وہ ہے جو کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارے دلوں میں نیکی ایمان کی دیکھے گا تو تمکو بہتر اس سے دیگا جو کہ تم سے لیا گیا ہے اور کہتے ہیں کہ عباس نے کہا کہ خدائے تعالے نے مجھ سے دو وعدے کئے تھے ایک تو یہ کہ جو کچھ مجھ سے لیا ہے اس سے بہتر مجھ کو دیوے اور دوسرے بخشنا گناہوں کا پہلا وعدہ تو خدا نے وفا کیا کہ بیس غلام میرے ہیں ہر ایک غلام میرے واسطے بیس ہزار درہم کی تجارت کرتا ہے اور زمزم کی سقایت بھی مجھکو دی ہے کہ اسکو نہایت دوست رکھتا ہوں اور وعدہ دوسرا کہ مغفرت ہے امید رکھتا ہوں کہ اسکو بھی خدا وفا کرے گا اور بخشے گا خدا کریم ہے اور کریم وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے اور اب خدا ان اسیروں کے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ جنسے فدیہ لیا تھا وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ اور اگر ارادہ کریں وہ قیدی خیانت تیری کا اے محمد کہ عہد کو توڑ ڈالیں اور تیرے دشمنوں کی مدد کریں تو فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ پس تحقیق خیانت کی ہے انھوں نے خدا کی پہلے اس سے کفر کرکے اور عہد کو توڑ کے کفار کے ہمراہ بدر میں پہنچکر تمہارے ساتھ لڑائی کرنے سے فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ پس قادر کیا ان سے تجھ کو اے محمد یعنی تجھ کو ان پر ہم نے قوت اور قدرت دی کہ بروز بدر تیرے ہاتھوں میں وہ گرفتار ہوئے اور اسکی اصل میں امکنک ہے ضمیر خطاب کی کہ مفعول فعل کا محذوف ہو گیا ہے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ اور خدا جاننے والا ہے بندونکے حال کا حَكِيْمٌ حکمت والا کہ موافق مصلحت کے کرتا ہے جو کرتا ہے اور خدا تعالی حکم کرتا ہے مومنین کو آپسمیں دوستی کرنے کا اور کفار سے قطع کرنے کا اور آپسمیں باعتبار ایمان کے وارث ہونیکا نہ باعتبار قرابت کے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا تحقیق کہ یہ لوگ ایمان لائے ہیں اور ہجرت کی ہے انھوں نے دوستی میں خدا اور رسول کے کہ اپنے وطن اصلی کو چھوڑ دیا اور مکہ سے مدینہ کو چلے گئے وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ اور جہاد کیا ہے انھوں نے ساتھ مالوں اپنے کے کہ مجاہدین محتاجین کے نفقہ میں دیا ہے وَاَنْفُسِهِمْ اور جہاد کیا ہے انھوں نے ساتھ جانوں اپنی کے کہ کفار سے ہتھیار کرکے اپنی جانوں کو انھوں نے تکلیف دی فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ

جب طواف سے فارغ ہوئی تو ایک جماعت نے اسکی خواستگاری کی اُس نے کہا کہ میں شوہر دار ہوں اور حیات رسول خدا کی عادت تھی کہ سورہ برات کے نازل ہونے سے پہلے کسی سے جنگ نہیں کرتے تھے مگر اس شخص سے کہ جو حضرت سے خود لڑے اور ارادہ لڑنے کا کرے اور خدا نے یہی حکم کیا تھا کہ جو کوئی تم سے صلح کرے تو اس سے مت لڑو یہاں تک کہ یہ سورہ نازل ہوا اور حکم ہوا کہ مشرکین کو قتل کرو مگر ان لوگوں کو کہ روز فتح مکہ اُن سے عہد ہوا تھا اُن سے مت لڑو کہ چار مہینے کی ان کو مہلت ہے اگر اس عرصہ میں وہ فکر اور تامل کر کے ایمان لائیں تو واسطے انکے بہتر ہے ورنہ وہ بھی قتل کیے جائیں گے اور وہ چار مہینے عید قربان کی دسویں سے ربیع الثانی کی دسویں تک تھے اور حکم تھا کہ ان چار مہینوں میں جہاں چاہو رہو اور شیعہ اور سنی کے دونوں کے یہاں روایت ہے کہ رسول خدا نے چالیس آیتیں اول سے اس سورہ کی ابوبکر کو دیکر مع چالیس آیتوں کے مکہ کو روانہ کیا تاکہ زمانہ حج میں مشرکین کے روبرو اُن آیتوں کو لے جاکر پڑھے ابوبکر ان آیتوں کو لیکر وہاں سے روانہ ہوئے بعد اُس کے جبرئیل نازل ہوئے اور رسول خدا سے عرض کی کہ خدا بعد سلام کے حکم کرتا ہے کہ سورہ برات کو کوئی نہیں پہنچا سکتا مگر تو یا جو کوئی تجھ سے ہووے رسول خدا نے علی ابن ابیطالب کو بلا کر اور ناقہ عضبا پر سوار کر کے مکہ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ ابوبکر سے آیتوں کو سورہ برات کی لیکر تو مشرکین کے روبرو پڑھ علی مرتضیٰ روانہ ہوئے اور آیتوں کو سورہ برات کی ابوبکر سے لیکر حرم کعبہ کے نزدیک کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے آدمیو میں رسول ہوں رسول خدا کا تمہاری طرف اور سورہ برات کی آیتیں پڑھیں چنانچہ فرماتا ہے خدا تعالیٰ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ بیزاری ہے خدا کی اور پیغمبر کی طرف سے اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ طرف ان لوگوں کے کہ عہد کیا ہے تم نے اے مسلمانو اُن سے مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں میں سے اور برائت خبر ہے مبتدائے محذوف کی یعنی ہٰذہ الآیات براءۃ من اللہ ورسولہ اور حاصل اسکا یہ ہے کہ خدا اور رسول بیزار ہیں اس عہد سے کہ تمنے مشرکین سے کیا ہے اس واسطے کہ انھوں نے عہد کو توڑ ڈالا ہے اور جن لوگوں نے عہد کو نہیں توڑا تھا ان کو خدا نے فرمایا ہے کہ ان سے تم بھی عہد کو نہ توڑو اور جن لوگوں نے عہد کو توڑ ڈالا ہے اُن سے عہد نہیں ہے اور چاہیے کہ ان کو مہلت ہو چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ کہو تم ان سے کہ فَسِيْحُوْا پس سیر کرو تم اے مشرکین فِى الْاَرْضِ بیچ زمین کے کہ آؤ تم اور جاؤ تم بے خوف ہو کر مسلمانوں سے اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ چار مہینے دسویں ذالحجہ سے ربیع الثانی کی دسویں تک اور حضرت علیؑ نے کفار کو فرمایا کہ کوئی مرد اور عورت برہنہ ہو کر طواف نہ کرے اور نہ کوئی مشرک طواف کرے مگر جس کسی سے کہ عہد لیا ہے بس مدت اسکی یہی چار مہینے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس وقت علیؑ نے سورہ برات کی آیات کو پڑھا تو مشرکین نے کہا کہ اے علیؑ ہم بھی تیرے اور تیرے چچا کے بیٹے کے عہد سے بیزار ہیں اور عہد ہمارا تیغ اور نیزہ ہے اور جس وقت علیؑ ادائے رسالت سے فارغ ہوئے تو حج کو ادا کر کے مدینہ میں تشریف لائے اور اب علیؑ اور ابوبکر کے مرتبہ کو ملاحظہ کیا چاہیے کہ خدا کے نزدیک ابوبکر چالیس آیتوں کے ادا کرنے کی لیاقت نہ رکھتے تھے تو تمام قرآن کی لیاقت کیونکر رکھیں گے اور کس طرح خلیفہ حق ہو جائیں گے عاقل کے واسطے اسی قدر کفایت کرتا ہے واسطے لیاقت اور عدم لیاقت علیؑ اور ابوبکر کی اور رسول خدا جو علم نبوت جانتے تھے کہ بعد میرے علیؑ کو خلافت سے کہ حق اسکا ہے محروم رکھیں گے اور ابوبکر کو اسکی جگہ قایم کریں گے اس واسطے حضرت نے واسطے اتمام حجت کے ایسا کیا کہ پہلے ابوبکر کو آیتیں دے کر روانہ کیا اور اُس کے بعد علیؑ کو بھیجا کہ ابوبکر سے آیتیں لیکر ادائے رسالت کرے اور یہ سب بحکم خدا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ ابوبکر قابل اس منصب کے نہیں ہے کہ بعد میرے لوگ اس امر کو یاد رکھیں اور ابوبکر کو قابل خلافت کے نہ جانیں لیکن لوگوں نے کل ارشاد رسول خدا کو پس پشت ڈالدیا اور حضرت کے فرمانے پر عمل نہ کیا اور سب اور روایتیں تاویلیں کر کے اس گناہ کو اپنے سے دفع جانا اور بعضی روایات جو کہ معاویہ کے زمانہ میں موضوع ہوئی ہیں اہل سنت کی کتابوں میں اس طرح کی بھی مرقوم ہیں کہ ابوبکر کو رسول خدا نے امیر حاج کیا تھا اور علیؑ کو سورہ برات دیکر بھیجا تھا اور ابوبکر کو اس سورہ کی آیتیں نہیں دی تھیں وہ معزول کیونکر ہوا ہم کہتے ہیں کہ پہلے ابوبکر کو سورہ برات کا دینا اور بعد اُسکے علیؑ کو رسول خدا کا حکم کرنا کہ ابوبکر سے لیکر تو اُن آیتوں کو پڑھ کر سنا اہل سنت کی بہت کتابوں میں لکھا ہے مثل تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر درمنثور اور تفسیر کواشی اور ترمذی اور نسائی اور مسند حنبل اور کتب دارقطنی اور بیہقی وغیرہ کے اور اگر ابوبکر امیر حاج تھے تو اُس امیری سے بھی معزول ہوئے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر درمنثور اور کنز العمال

اور جمع الجوامع وغیرہ میں مذکور ہے کہ ابوبکر اُلٹے پھر کر چلے آئے اور کہا کہ یا رسول خدا کیا میرے مقدمہ میں کچھ نازل ہوا ہے حضرت نے فرمایا کہ نہیں کچھ نہیں
خیر ہے لیکن جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ یا تو اسکو تم پہنچاؤ یا وہ شخص پہنچائے کہ وہ تجھ سے ہو اب معلوم نہیں کہ ابوبکر کو کس فضیلت سے خلیفہ کیا اور اگر اہلسنت
کی کتابوں میں ملاحظہ کرو تو دیکھو کہ جو فضائل کہ علیؑ کے لکھے ہیں وہ کسی صحابی کے نہیں ہیں چنانچہ صاحب مسند حنبل اقرار کرتے ہیں اور ابوبکر کے فضائل
بہت قلیل ہیں لیکن وہ بھی موضوع چنانچہ صاحب سفر السعادت کہتا ہے کہ جو کچھ ابوبکر کی شان میں ہے وہ سب موضوع ہے اور بڑی دلیل ابوبکر
اور عمر کی فضیلت کی اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر کے زمانہ میں اسلام بہت جاری ہوا اور انھوں نے بہت شہر فتح کر کے لوگوں کو
مسلمان کیا ہے اور علیؑ نے تو ایک شہر بھی فتح نہیں کیا بلکہ خلافت میں ہمیشہ مسلمانوں سے ہی لڑتا رہا ہم کہتے ہیں کہ اگر یہی امر موجب فضیلت کا
ہے تو علیؑ بدرجہا افضل ہے سب صحابہ سے جس نے اسلام کی جڑ قائم اور استوار کر دی رسول خدا کے زمانہ میں کفار پر جہاد کر کے جس وقت کہ اور عمر وغیرہ
سب بھاگ جاتے تھے جہادوں میں سے مگر موقعے وقت حیدر ذوالفقار کے نعرے اللہ اکبر آشکار اور حملۂ علیؑ نے اسلام کو مضبوط کر دیا اور
اسی کی تلوار سے لاکھوں آدمی اسلام میں داخل ہوئے تو بعد اس کے جو کوئی چاہے ان مسلمانوں کا رئیس بنکر حکمرانی کرے اور جس نے کہ اپنے
زمانہ میں اسلام کو جاری کیا ہے یہ سعی اُس کے واسطے ترقی ریاست اپنے کے تھی کہ گھر میں بیٹھ کر مسلمانوں کو حکم جہاد کا دیتے تھے اور خود اُن کے
ہمراہ نہیں جاتے تھے اور مسلمانان سود غنیمت اور ترقی اسلام سمجھ کر شہروں کو فتح کرتے تھے اور اُنکی ریاست مفت بڑھتی تھی اور رونق پکڑتی تھی
اور یہی انکا ملحوظ خاطر ابتدا سے تھا اور اگر مسلمانوں کو جہاد کے واسطے نہ بھیجتے تو مسلمان انکو خلیفہ رسول کا ہے کو جانتے بلکہ اسی وقت معزول کر دیتے
اور کہتے کہ یہ کیسا خلیفہ رسول کا ہے کہ مثل رسول کے حکم جہاد کا نہیں دیتا ہے لیکن خود کہیں لڑنے کو نہیں گئے اور علیؑ کے زمانہ میں جو شہر مفتوح
نہ ہوئے یہ سب موجب عداوت اہل اسلام کا ہے علیؑ سے کہ علیؑ کو کبھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا کبھی تو عائشہ اور طلحہ اور زبیر علیؑ سے لڑے اور کبھی خوارج
لڑے اور معاویہ ہمیشہ علیؑ سے جنگ کرتا رہا پہلے دشمن خانگی کو دفع کر لیتے تو بعد اسکے کفار پر جہاد کرتے لیکن دشمنان خانگی نے تا دم واپسیں چین سے
نہیں بیٹھنے دیا اور اگر فضیلت منحصر اسی پر ہے کہ شہروں اور قلعوں کو فتح کرے تو معاویہ اور یزید اور عبد الملک وغیرہ اہل اسلام نے بہت شہر اور قلعہ
فتح کئے ہیں چاہئے کہ یہ بھی افضل ہوں علیؑ سے اور کبھی فضیلت میں ابوبکر کی بیان کرتے ہیں کہ رسول نے اسکو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا لیکن انکی ہی
کتابوں میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت کو خبر ہوئی کہ ابوبکر نماز پڑھانے کو کھڑا ہے تو حضرت اسی حالت بیماری میں تشریف لے گئے اور اسکو ہٹا کر نماز
پڑھائی ابوبکر کو پیچھے اپنے کر کے اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ عائشہ نے کہہ دیا کہ میرا باپ نماز پڑھائے
چنانچہ روایتوں میں آتا ہے اور یہ امامت نماز کوئی فضیلت ہی واسطے خلافت کے کہ جسکو اہل سنت کے نزدیک ہر لوطی اور کوئی اور زانی کے پیچھے پڑھ
سکتے ہیں اور اگر نماز پڑھانا فضیلت رکھتا تو رسول خدا کہ جو افضل الناس ہیں وہ ابوبکر اور عبد الرحمٰن کے پیچھے کاہے کو نماز پڑھتے چنانچہ اہل سنت
بھی کہتے ہیں کہ ان دونوں کے پیچھے رسول خدا نے نماز پڑھی ہے نعوذ باللہ من ہذا الافترا اور اب خدا عہد کے توڑنے والوں کی طرف خطاب کر کے فرماتا
ہے **وَاعْلَمُوْٓا** اور جانو تم اے عہد کے توڑنے والو کہ **اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ** تحقیق تم نہیں عاجز کرنے والے خدا کے یعنی عذاب کے دفع کرنے میں
اپنے سے ہر چند کہ تمکو مہلت دی ہے **وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ** اور جانو تم کہ تحقیق خدا رسوا کرنے والا کافروں کا ہے دنیا میں تو قتل
اور اسیر کر کے اور آخرت میں آتش دوزخ سے جلا کر اور اب خدائے تعالیٰ مشرکین کو اعلام کرتا ہے اپنی بیزاری کا اس سے کہ انکو عذر باقی نہ رہے
اور فرماتا ہے **وَاَذَانٌ** اور یہ اعلام اور خبر کرنی ہے **مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ** خدا کے اور پیغمبر اسکے کی طرف سے **اِلَى النَّاسِ** طرف آدمیوں کے
کہ وہ کفار ہیں **يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ** روز حج بڑے کے کہ وہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کی ہے روز عید قربان کا اور روز حج اکبر اسکو اسواسطے فرمایا
ہے کہ اکثر اعمال حج کے اسی روز واقع ہوتے ہیں اور بعضی روایات میں وجہ اس حج کے اکبر ہونے کی اس طرح سے مرقوم ہے کہ اس سال میں مسلمانوں نے
اور مشرکوں نے دونوں نے حج کیا تھا اور بعد اس کے کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور بعضی روایت صادقیہ میں یہ ہے کہ روز حج اکبر یوم النحر یعنی روز عید

قربان ہے اور حج اصغر سے مراد عمرہ ہے اور ایک شخص یحییٰ بن الجزار روایت کرتا ہے کہ میں نے علیؓ کو روز عید قربان ایک اونٹ پر سوار دیکھا
کہ مصلیٰ کے یعنی عیدگاہ کی طرف کو جاتے تھے ایک شخص نے ان کے اونٹ کی مہار کو پکڑ کر پوچھا کہ روز حج اکبر کونسا روز ہے فرمایا کہ جسروز کے اندر او
ہے اور اَنَّ کا عطف براءۃ پر ہے اور مضمون اعلام کا یہ ہے اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ تحقیق خدا بیزار ہے مشرکوں سے اور
عہدوں انکے سے وَرَسُوْلُهٗ اور پیغمبر اس کا بھی بیزار ہے اور پہلی آیت میں تو خبر تھی ثبوت براءت میں اور اس آیت میں اعلام ہے براءت سے کہ
تکرار لازم نہ آئے اور یعقوب نے رسولہ کو منصوب پڑھا ہے اللہ پر عطف کر کے اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے بری کی ضمیر پر عطف کر کے اور
اَنَّ کی اور اس کے اسم کے محل پر عطف ہو اور ان اللہ بری کی تقدیر میں ہے یعنی ان اللہ بری اور فرماتا ہے خدا کہ فَاِنْ تُبْتُمْ پس اگر توبہ کرو
تم کفر اور غدر سے تو فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ پس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے لیے کا وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ اور اگر پھر جاؤ تم توبہ سے اور کفر کو ترک نہ کرو تم
تو فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ پس جانو تم کہ تحقیق تم نہیں عاجز کرنے والے خدا کے ہو کہ اس کے ملک سے بھاگ جاؤ یا اسکا مقابلہ کر سکو
اور اس سے جنگ کرو اور اگر وہ چاہے تو ابھی تم سب مر جاؤ اور اگر عذاب کرنا چاہے تو کوئی اس کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتا ہے اور نہ کوئی سفارش
کر کے بچا سکتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَبَشِّرِ اور خوشخبری دے تو اے محمدؐ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ہیں وہ بِعَذَابٍ
اَلِیْمٍ ساتھ عذاب دردناک کے اور بشر کا عطف اذان کے معنی پر ہے اور تقدیر میں اذن و بشر ہے یعنی اعلام کرو اور خوشخبری دے تو ان لوگوں
کہ کافر ہوئے ہیں ساتھ عذاب دردناک کے اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ مگر وہ لوگ کہ جن سے عہد کیا ہے تم نے مشرکوں میں سے
مثل کنانہ اور بنی ضمرہ کے کہ نو روز جن سے انھوں نے عہد کیا تھا ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ شَیْئًا پھر نہیں کم کیا ہے انھوں نے تم سے کسی چیز کو
عہد کی شرطوں میں سے وَّلَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْكُمْ اَحَدًا اور نہیں پشتی اور مدد کی ہے انھوں نے اوپر لڑنے تمہارے کے کسی کو دشمنوں تمہارے میں سے
فَاَتِمُّوْٓا پس تمام کرو تم اے مسلمانو اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ طرف ان کے عہد ان کے کو طرف مدت ان کی کے جو کچھ کہ عہد میں
مقرر کی ہے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ تحقیق خدا دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو اور وفا کرنا عہد کا بھی تقویٰ اور پرہیزگاری میں سے ہے
اور ان مشرکوں کے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ پس جس وقت کہ گذر جاویں مہینے حرام کے کہ وہ چار مہینے ان کی مہلت کے ہیں اور
ان سے لڑنا ان مہینوں میں حرام ہے اور ذوالحجہ کی دسویں سے ربیع الآخر کی دسویں تک ہیں جب یہ چار مہینے گذر جاویں تو بعد اس کے فَاقْتُلُوا
الْمُشْرِكِیْنَ پس قتل کرو تم ان مشرکوں کو کہ جنھوں نے عہد نہیں کیا ہے اور جن مشرکوں نے کہ عہد کو توڑا ہے حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ
جس جگہ کہ پاؤ تم ان کو حرم میں یا حرم سے باہر مہینوں حرام میں کہ وہ رجب ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم ہے یا سوائے ان کے اور مہینوں میں
اور انسلاخ اصل میں حیوان کی کھال ادھیڑنے کے معنی ہیں اور استعمال اس کا نکلنے اور گذرنے کے معنی میں ہے پس خدا فرماتا ہے کہ قتل کرو تم مشرکوں
کو جس جگہ کہ پاؤ تم ان کو وَخُذُوْهُمْ اور پکڑو تم ان کو گرفتاری وَاحْصُرُوْهُمْ اور باز رکھو تم ان کو طواف خانہ خدا سے اور مسلمانوں
کے شہروں میں پھرنے سے کہ نہ انکو طواف کعبہ کا کرنے دو اور نہ مسلمانوں کے شہروں میں ان کو پھرنے دو وَاقْعُدُوْا لَهُمْ اور بیٹھو تم واسطے
ان کے ان کے قتل اور قید کرنے کے واسطے كُلَّ مَرْصَدٍ ہر راہ پر اور جگہ گھات کی پر یعنی راہیں ان پر بند کر دو کہ شہروں میں پھیلنے نہ پاویں
اور کل مرصد کو کوئی تو کہتا ہے کہ تقدیر اسکی علیٰ کل مرصد ہے اور کوئی کہتا ہے کہ بکل مرصد ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہ ظرف ہے بعد رفع حرف جر کی
اس میں نہ چاہیے اور فرماتا ہے خدا کہ فَاِنْ تَابُوْا پس اگر توبہ کریں وہ مشرکین شرک اور کفر سے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
اور قائم کریں وہ نماز کو اور دیویں وہ زکوٰۃ کو فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ پس خالی کر دو تم رستہ ان کا کہ انکو کچھ نہ کہو اور جس جگہ کہ وہ جاویں انکو جانے دو
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ تحقیق خدا بخشنے والا ہے گناہان گذشتہ کا رَّحِیْمٌ مہربان ہے ثواب کے دینے میں اور توبہ کے قبول کرنے میں اس
آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے بدون عذر کے اور زکوٰۃ کو ادا نہیں کرتا ہے باوجود قدرت کی اسکو قتل کرنا چاہیے اور فرماتا ہے خدا

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور اگر کوئی مشرکوں میں سے بعد گزرنے چار مہینے کے کہ جس کو قتل کرنا چاہیے اسْتَجَارَکَ پناہ چاہے تجھ سے
اے محمد تو فَاَجِرْہُ پس پناہ دے تو اسکو حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ یہاں تک کہ سنے وہ کلام خدا کو تیرے پاس اور آہیں فکر اور تامل کرکے راہ حق کو پائے
ثُمَّ پھر بعد اسکے یعنی بعد سننے قرآن کے اگر ایمان نہ لائے تو اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ پہنچا دے تو اسکو جائے امن اسکی یا کہ جس جگہ اسکا گھر ہے اور بعد اُس کے
اُس سے جنگ کر اور پناہ دیکر دغا سے اُس کو قتل مت کر اور احد فاعل ہے فعل محذوف کا کہ تفسیر کرتا ہے اسکو استجار مذکور ذٰلِکَ یہ یعنی امان دینا یا
حکم امان کا دینا بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ سبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ ایسی قوم ہیں کہ نہیں جانتے ہیں وہ ایمان کی حقیقت کو اور نہیں پہچانتے
ہیں وہ خدا کو سبحان اللہ کیا رحم اور کرم ہے کہ فرماتا ہے کہ اگر کوئی مشرکوں میں سے پناہ چاہے تو اسکو پناہ دے تو تاکہ وہ قرآن کو سنکر ایمان لائے اور اگر
ایمان نہ لائے تو اسکی جگہ اسکو پہنچا دے کہ کوئی کچھ کو جائے اور دغا باز نہ کہے لیکن بعد اسکے پہنچنے کے تجھ کو اختیار ہے چاہے تو اُس سے جنگ کر اور چاہے
مت کر اور یہ کام ہمارا اسکے نہیں پر یہ سب اس کی بادالی کے ہے اور فرماتا ہے کہ کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَھْدٌ کیونکر ہوسکتا ہے واسطے مشرکوں
کے عہد عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ رَسُوْلِہٖٓ نزدیک خدا کے اور نزدیک پیغمبر اسکے کے جس وقت انھوں نے غدر کیا اور عہد کو توڑا اِلَّا الَّذِیْنَ
عٰھَدْتُّمْ مگر جن لوگوں سے کہ عہد کیا ہے تمنے یعنی بنی ضمرہ اور بنی کنانہ کہ رسول خدا نے اُنسے عہد کیا تھا عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ نزدیک مسجد
الحرام کے حدیبیہ میں اور غدر اُنسے ظاہر نہیں ہوا ہے فَمَا اسْتَقَامُوْا لَکُمْ پس جب تک کہ وہ سیدھے رہیں واسطے تمہارے اپنے عہد پر تو
فَاسْتَقِیْمُوْا لَھُمْ پس سیدھے رہو تم بھی واسطے ان کے یعنی اگر وہ عہد کو نہ توڑیں تو تم بھی نہ توڑو اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ
تحقیق خدا دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو جو کہ اپنے عہد پر ثابت رہتے ہیں کَیْفَ کیونکر باقی رہیں مشرک اپنے حال پر وَاِنْ یَّظْھَرُوْا
عَلَیْکُمْ اور حال یہ ہے کہ اگر غالب آئیں وہ اوپر تمہارے تو لَا یَرْقُبُوْا فِیْکُمْ نہ نگاہ رکھیں وہ بیچ حق تمہارے کے اِلًّا حق قرابت کو یا سوگند کو
وَّلَا ذِمَّۃً اور نہ ذمہ کو کہ عہد کو وفا کریں یُرْضُوْنَکُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ راضی کرتے ہیں وہ تمکو ساتھ مونہوں اپنے کے یعنی ساتھ زبانوں اپنی کے
کہ وعدہ کرتے ہیں وہ تم سے زبان سے ایمان اور طاعت کا وَتَاْبٰی قُلُوْبُھُمْ اور انکار کرتے ہیں دل اُن کے یعنی زبان اور دل اُن کے
موافق نہیں ہیں وَاَکْثَرُھُمْ فٰسِقُوْنَ اور اکثر اُن کے باہر ہو جانے والے ہیں حکم سے سرکش ہیں قبول کرنے ایمان سے اور کمتر اُن میں سے
سبب بدنامی کے عہد کے توڑنے سے پرہیز کرتے ہیں اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ خرید کیا یعنی بدلا ہے انھوں نے ساتھ آیات خدا کے ثَمَنًا
قَلِیْلًا مول تھوڑے کو اور حقیر کو کہ وہ متاع دنیا ہے چند روز کا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِہٖ پس باز رکھا ہے انھوں نے راہ خدا
کی سے اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تحقیق کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ بری ہے وہ چیز کہ ہیں وہ عمل میں لاتے کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے بعضے آدمیوں کو
مشرکوں میں سے دنیا کی طمع دیکر واسطے قتل مسلمانوں کے جمع کیا اور انھوں نے تکذیب کی آیات قرآن کی اور انکو جھٹلایا اور مسلمانوں کے قتل کے
درپے ہوئے اور لوگوں کو راہ حج خانہ کعبہ سے منع کرتے تھے اور خدا فرماتا ہے لَا یَرْقُبُوْنَ نہیں نگاہ رکھتے ہیں وہ مشرکین عہد کے توڑنے
والے فِیْ مُؤْمِنٍ بیچ حق مومن کے اِلًّا قرابت یا سوگند کو وَّلَا ذِمَّۃً اور نہ ذمہ کو کہ عہد کو وفا کریں وَاُولٰٓئِکَ اور یہ لوگ ھُمُ
الْمُعْتَدُوْنَ وہی حد سے گزرنے والے ہیں فَاِنْ تَابُوْا پس اگر توبہ کریں وہ کفر سے وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ اور
قائم کریں وہ نماز کو اور دیویں وہ زکوٰۃ کو تو فَاِخْوَانُکُمْ پس بھائی تمہارے ہیں وہ فِی الدِّیْنِ بیچ دین کے اور واسطے اُن کے ہے وہ کہ جو
تمہارے واسطے ہے وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ اور مفصل بیان کرتے ہیں ہم نشانیوں قدرت اپنی کو لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ جانتے
ہیں اور سمجھتے ہیں وہ اور فکر اور تامل کرتے ہیں خدا کی قدرت کی نشانیوں میں اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہ بلا عذر نماز نہیں پڑھتے ہیں اور نہ زکوٰۃ دیتے
ہیں وہ لوگ نہ تو مومن ہیں اور نہ برادر دینی ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ اور اگر توڑ ڈالیں وہ سوگندوں اور پیمانوں اپنی کو
مِّنْۢ بَعْدِ عَھْدِھِمْ پیچھے عہد کرنے اپنے سے وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ اور طعن اور عیب کریں وہ بیچ دین تمہارے کے تو فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّۃَ الْکُفْرِ

پس جنگ کرو تم پیشوایان کفر سے اور سرکشوں کے سرداروں سے اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ تحقیق کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ نہیں ہیں عہد اور پیمان اور سوگند
واسطے ان کے اس واسطے کہ اگر پیمان ان کا درست ہوتا تو وہ شکست نہ ہوتا پس لڑو تم اُن سے لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ تاکہ وہ باز آویں شرک سے یا دین میں
طعن کرنے سے اور ائمۃ الکفر میں خدا تعالیٰ نے اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ لایا ہے اس واسطے کہ اس میں اطلاع ہے طرف اس امر کے کہ وہ جو کفر میں سردار اور
پیشوا ہو گئے ہیں وہی لائق قتل کے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد ائمہ کفر سے ابوسفیان اور حارث اور سہیل اور عکرمہ ہیں کہ انھوں نے رسول خدا
کے عہد کو توڑ ڈالا اور حذیفہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت کے لوگ ابھی ظاہر نہیں ہوئے ہیں اور ان سے لڑے گا ایک ولی اولیاء اللہ میں سے اور امیر المومنین
علیہ السلام نے روز جنگ جمل اس آیت کو تلاوت فرمایا کہ واللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے علی البتہ جنگ
کرے گا تو گروہ عہد اور بیعت کے توڑنے والوں سے کہ وہ اہل جمل ہیں اور قاسطین سے یعنی عدول کرنے والوں راہ حق سے کہ وہ اہل صفین ہیں معاویہ
اور اس کے ہمراہی اور مارقین سے یعنی خارج ہو جانے والوں دین سے کہ وہ خوارج ہیں اور یہ آیت وہ ہے کہ جو روز صفین جناب امیر نے معاویہ کی
اور اس کے اصحاب کے حق میں پڑھی ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے روز جنگ جمل کہ نہیں جنگ کی ہے میں نے اس گروہ بیعت کے توڑنے والوں
سے مگر بحکم اس آیت قرآن جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وان نکثوا ایمانہم (الآیہ) اور حضرت صادق علیہ السلام سے بھی یہی روایت ہے کہ لوگ اس آیت کے
اہل جمل ہیں عائشہ کی طرف والے اور فرمایا ہے خدا نے بطور ترغیب اور تحریص کے کہ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ کیا نہیں جنگ کرتے ہو تم اے مسلمانو اس
قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ اس قوم سے کہ توڑا ہی انھوں نے قسموں اور عہدوں اپنے کو وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اور قصد کیا ہے انھوں
نے ساتھ نکال دینے رسول کے مکہ سے دار الندوہ میں مشورہ کر کے وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ ابتدا کی ہے انھوں نے تم سے
عہد کے توڑنے کی اَوَّلَ مَرَّةٍ اول مرتبہ پھر تم اُن سے کیوں نہیں لڑتے ہو اور کون سی چیز تمکو مانع ہے اُن سے لڑنے میں اَتَخْشَوْنَهُمْ کیا
ڈرتے ہو تم اُن سے جنگ کرنے میں اور ان سے کسی مکروہ کے پہنچنے کا تم کو خیال ہے بلکہ اُن سے خوف نہ کرنا چاہیے فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ
تَخْشَوْهُ پس خدا لائق زیادہ ہے کہ ڈرو تم اُس سے لڑائی کے ترک کرنے میں پس لڑو تم اُن سے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ایمان
لانے والے خدا پر اس واسطے کہ ایمان اسی امر کا تقاضا کرتا ہے کہ سوائے خدا کے کسی سے ڈرنا نہ چاہیے اور اسکی فرمانبرداری میں مستعد رہنا چاہیے
قَاتِلُوْهُمْ لڑو تم اُن سے کہ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ عذاب کرے گا ان کو خدا ساتھ ہاتھوں تمہارے کے کہ تمہاری تلواروں سے وہ
مقتول ہوں گے وَيُخْزِهِمْ اور رسوا کرے گا اُن کو مغلوب کر کے وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ اور نصرت کرے گا اور فتح دے گا تمکو اوپر اُن کے وَ
يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اور شفا دے گا سینوں قوم مومنین کو کہ وہ بنی خزاعہ یمن کے لوگ ہیں جو کہ مکہ میں آکر مسلمان ہوئے تھے
اور کفار انکو ایذا دیتے تھے وَيُذْهِبْ اور لیجائے گا خدا تمہاری فتح سے غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ غصہ اور اندوہ دلوں ان مومنین کا جو کہ کفار
کے ہاتھوں سے آزار پاتے تھے اور یعذب اور یخز اور ینصر اور یشف اور یذہب سب مجزوم ہیں اس واسطے کہ جواب میں امر کے واقع ہوئے ہیں
وَيَتُوْبُ اللّٰهُ اور توبہ قبول کرتا ہے خدا اپنے فضل اور کرم سے عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ اوپر جس شخص کے کہ چاہے وہ عکرمہ پسر ابو جہل ہے اور سہیل بن عمر
وغیرہ کہ وہ ایمان لائے تھے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ اور خدا جاننے والا ہے ہر ایک کے ظاہر اور باطن کا حَكِيْمٌ صاحب حکمت ہے کہ موافق حکمت اور مصلحت
کے کرتا ہے جو کچھ کرتا ہے اور یتوب جملہ مستانفہ ہے اور بعضوں نے اسکو منصوب پڑھا ہے بہ تقدیر اَمْ حَسِبْتُمْ کیا گمان کیا ہے تم نے کہ جہاد سے کراہت
رکھتے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ خطاب طرف منافقین کے ہے اور ام منقطعہ ہے استفہام کے معنی میں اور اصل میں ام حرف عطف کا ہے یعنی کیا گمان
کیا تم نے یہ سمجھا ہے اَنْ تُتْرَكُوْا کہ چھوڑے جاؤ تم اس حال میں جیسے کہ تم ہو وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ اور
حال یہ ہے کہ ابھی نہیں جانا ہے خدا نے اُن لوگوں کو کہ جہاد کریں وہ تم سے یعنی اب تک تم نے جہاد نہیں کیا ہے کہ خدا تمکو مجاہدین میں سے جانے
اور اگرچہ عالم ہے خدا ابتدا میں بھی سب معلومات کا وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہیں پکڑا ہے انھوں نے سوائے خدا کے وَ

وَلَا رَسُوْلِهٖ اور نہ سوائے رسول کے وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ اور نہ سوائے مومنین کے وَلِيْجَةً کوئی دوست بھائی کہ اسرار اُن سے راز کو ظاہر
کریں یعنی تمکو صرف دعوے ایمان کے یہ چھوڑ دیا جائے گا کہ خدائے تمکو ابھی جہاد کرنے والا نہیں جانا ہے اور سوائے خدا اور پیغمبر اور مومنین کے کسی
کو دوست پکڑنے والا ہے نہیں جانا ہے بلکہ دیکھا جائے گا کہ کون کون تم میں سے جہاد کرتا ہے اور کون مشرکوں سے دوستی کرتا ہے اور ظاہر ایسا اُن کی
کیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ مومن خالص ہے اور یہ منافق ہے وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا خبردار ہے ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہو تم اور کہتے ہیں ہم
کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت عباس جنگ بدر میں قید ہو کر آئے تو حضرت علیؑ نے ان کو بہت ملامت کی اور کہا کہ تم نے قطع رحم کیا اور اپنے
بھتیجے سے یہاں لڑنے کو آئے اور مومنین دیگر نے سوائے علیؑ کے اور قیدیونکو ملامت کیا اور کہا کہ تم نے شرک کو اختیار کیا اور قطع رحمی کی اور ہم سے
یہاں لڑنے کو آئے اور عباس نے یہ سنکر حضرت علیؑ کو جواب دیا کہ تم ہماری برائیوں کو ذکر کرتے ہو اور نیکیوں کو یاد نہیں کرتے ہو حضرت علیؑ نے پوچھا
کہ وہ کیا چیز ہے تمہارے پاس کہ جس کو تم نیکیوں میں سے شمار کرتے ہو کہا کہ ہم مسجد الحرام کو آباد رکھتے ہیں اور خانہ کعبہ کی تعظیم کرتے ہیں اور حاجیوں
کو پانی پلاتے ہیں اور قیدیونکو قید سے رہائی دلواتے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی کہ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ
نہیں سزاوار ہے واسطے مشرکین کے یہ کہ آباد کریں وہ مسجد خدا کو چہ جائیکہ مسجد الحرام کہ وہ سب مسجدوں سے زیادہ بزرگ ہے شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى
اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ جس وقت کہ گواہی دینے والے ہوں وہ اوپر نفسوں اپنے کے ساتھ کفر کے کہ بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور پیغمبر کی تکذیب کرتے
ہیں اور خانہ کعبہ کے گرد بتوں کو رکھتے ہیں اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ یہ وہ لوگ ہیں کہ نابود اور باطل ہو گئے ہیں عمل اُن کے بسبب شرک
کے کہ وہ آباد کرنا مسجد الحرام کا اور تعظیم خانہ کعبہ کی اور پانی پلانا حاجیوں کا تھا وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ اور بیچ دوزخ کے وہ ہمیشہ رہنے والے
ہیں اور مساجد اللہ کو اہل بصرہ نے اور ابن کثیر نے مسجد الحرام پڑھا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ سوائے اس کے نہیں کہ
آباد کرتا ہے مسجدونکو خدا کی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وہ شخص کہ ایمان لاتا ہے ساتھ خدا کے اور اسکے رسول پر بھی ایمان لاتا ہے وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور
ایمان لاتا ہے ساتھ دن آخرت کے وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اور قائم کیا ہے اُسنے نماز کو کہ ہمیشہ پڑھتا ہے مع شرائط وَاٰتَى الزَّكٰوةَ اور دیتا ہے
اُسنے زکوٰۃ کو وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ اور نہیں ڈرتا ہے وہ مگر خدا سے فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ پس قریب ہے یہ لوگ جامع علم اور عمل کے ہیں اَنْ يَّكُوْنُوْا
مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ یہ کہ ہوں وہ ہدایت پانیوالوں میں سے کہ بصفت علم موصوف ہیں اور اعمال نیک بجا لاتے ہیں اور مسجد میں خدا کو بزرگی اور پاکی
یاد کرتے ہیں اور شرک و عیب اور نقصان سے اسکو پاک کرتے ہیں اور مساجد کا آباد کرنا یہ ہے کہ اسکو جھاڑو دیوے اور فرش ڈالے اور چراغ روشن
کرے اور اسمیں بیٹھ کر ذکر خدائے تعالیٰ میں مشغول ہو اور درس دین علم کا اسمیں جاری رکھے اور دنیا کی باتیں اسمیں
نہ کرے اور حدیث قدسی میں مذکور ہے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے گھر دنیا میں مسجدیں ہیں اور میرے زوار
وہ ہیں کہ جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں پس خوش ہے وہ بندہ کہ جو اپنے گھر میں طہارت کرے اور بعد اس کے میرے
گھر میں میری زیارت کرے پس سزاوار ہے اسکو کہ جسکی زیارت کی ہے یہ کہ اپنی زیارت کرنیوالونکو اکرام کرے اور رسولؐ نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں امت
کے لوگ مسجدوں میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کریں گے اور دنیا کو دوست رکھیں گے انکے ہمراہ مت بیٹھو کہ خدا کو انکی کچھ حاجت نہیں ہے اور کہتے ہیں طلحہ
بن شیبہ فخر کرتا تھا کہ میں افضل ہوں اس واسطے کہ کنجی خانہ کعبہ کی میرے پاس ہے اور عباس کہتے تھے کہ میں افضل ہوں اس واسطے کہ میں
حاجیونکو پانی دیتا ہوں وہ دونو صاحب اس مقدمہ میں نزاع کرتے تھے آخر کو دونو نے یہ ٹھہرایا کہ یہاں سے چلو جو کوئی پہلے سب سے رستہ میں ہمکو ملے
اسکو منصف اپنا ٹھہراؤ وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت علیؑ سے رستہ میں ملاقات ہوئی انکو اپنا منصف مقرر کیا علیؑ نے فرمایا کہ میں تم دونو
سے افضل ہوں کہ تم سے پہلے خدا پر ایمان لایا ہوں اور پیغمبر کی اور قیامت کی میں نے تصدیق کی ہے اور راہ خدا میں جہاد کئے ہیں اور میرے سبب سے ہی تلوار
نہیں اُٹھائی یہانتک کہ تمکو اسلام کی طرف کھینچا پھر یہ دونو علیؑ کو لیکر رسولؐ کے پاس گئے تاکہ حضرت کو اپنا منصف مقرر کریں کہ ہم تینو میں کون افضل ہے لیکن حضرت

کے پاس گئے تو حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اور واحدی کہ علمائے اہل سنت سے ہے اُسنے تفسیر اسباب نزول میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور تفسیر حسینی والے نے بھی
تفسیر میں لکھا ہے اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے علیؑ کے قول کی تصدیق کی اور یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ
أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ کیا کر دیا ہے سیراب کرنے یعنی سیراب کرنے والے حاجیوں کو وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور آباد کرنے یعنی
کرنے والے مسجد الحرام کو كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ مانند اس شخص کے کہ ایمان لایا ہے ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے وَجَاهَدَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور جہاد کیا ہے اُس نے بیچ راہ خدا کے مشرکوں پر لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ نہیں برابر ہیں وہ نزدیک خدا کے بلکہ خدا
پر اور روز قیامت پر ایمان لانے والا اور راہ خدا میں جہاد کرنے والا افضل ہے اُن سے وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ اور
خدا نہیں ہدایت کرتا ہے قوم ظلم کرنے والوں کو کہ وہ مشرک ہیں اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں شرک کر کے وہ برابر نہوں گے اس شخص کے کہ
جس نے ہدایت پائی اور فرماتا ہے کہ الَّذِينَ آمَنُوا جو کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور ان چیزوں پر کہ جو خدا نے نازل کی ہیں وَ
هَاجَرُوا اور ہجرت کی ہے انھوں نے کہ خدا کی اور رسول کی فرمانبرداری میں انھوں نے اپنے وطن کو ترک کیا ہے وَجَاهَدُوا
فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور جہاد کیا ہے انھوں نے بیچ راہ خدا کے کفار پر بِأَمْوَالِهِمْ ساتھ مالوں اپنے کے مجاہدین یا دردوں پر اور
سامان جہاد میں خرچ کر کے وَأَنْفُسِهِمْ اور ساتھ نفسوں اپنے کے کہ راہ خدا میں جو جانبازی کرتے ہیں أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ
زیادہ بزرگ ہیں از روئے درجہ کے یعنی الذین آمنوا کی جو صفت ہے یعنی جن لوگوں کے یہ اوصاف ہیں وہ خدا کے نزدیک درجہ میں بہت بڑے
ہیں اور مرتبہ ان کا بہت بلند ہے ان لوگوں سے کہ جو حاجیوں کو پانی دیتے ہیں اور مسجد الحرام کو آباد کرتے ہیں وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ
اور یہ لوگ وہی مراد پانے والے ہیں اور مطابق اس کے حدیث رسول خدا صلعم کی ہے شیعہ اور سنی کی کتابوں میں کہ علی وشیعتہ ہم الفائزون یعنی علی
اور شیعہ اُسکے وہی مراد پانے والے اور رستگاری پانے والے ہیں يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ خوشخبری دیتا ہے ان کو پروردگار ان کا ساتھ
رحمت کے اپنی طرف سے وَرِضْوَانٍ اور ساتھ خوشنودی کے اپنی جانب سے وَجَنَّاتٍ لَهُمْ اور ساتھ بہشتوں کے واسطے ان کے کہ
فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ بیچ اُن بہشتوں کے نعمت ہے مدام کہ کبھی منقطع نہو گی خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ اُن
بیچ بہشتوں کے مدام إِنَّ اللَّهَ تحقیق خدا وہ شخص ہے کہ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ نزدیک اُسکے اجر ہے بڑا اور شعبی اور حسن بصری او
محمد بن کعب اور حاکم ابو القاسم حسکانی کہ یہ سب علمائے اہلسنت سے ہیں انھوں نے لکھا ہے کہ یہ تینوں آیتیں علیؑ کی شان میں نازل ہوئی
ہیں اور یہی تفسیر علیؑ کی عباس اور طلحہ بن شیبہ سے بیان کی ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا کو ہجرت کا حکم ہوا تو بعضے اصحاب تو بخوشی
تمام مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئے اور وطن کے چھوڑنے کو اور مفارقت اہل وعیال کو راہ خدا میں افضل جانتے تھے اور بعضے ایسے تھے کہ ان کو
محبت مادر و پدر اور فرزند اور اقارب اور مال کی مانع ہجرت کے ہوئی تھی اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حاطب بن
ابی بلتعہ نے قریش کو خبر کی تھی جس وقت رسول خدا نے فتح مکہ کا ارادہ کیا تھا اُن کے مقدمہ میں یہ آیت نازل ہوئی خدا فرماتا ہے کہ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ مت پکڑو تم باپوں اپنے کو وَإِخْوَانَكُمْ
اور بھائیوں اپنے کو أَوْلِيَاءَ دوست امر دین میں إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ط اگر دوست رکھیں وہ کفر کو اوپر
ایمان کے اور تمکو ہجرت سے باز رکھیں یعنی ان لوگوں کو تم دوست رکھتے ہو وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ اور جو شخص کہ دوست رکھے انکو
تم میں سے تو فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ پس یہ لوگ وہی ظلم کرنے والے ہیں اپنے نفسوں پر کہ دوستی کو بے محل عمل میں لاتے ہیں اسواسطے کہ دوستی
مومنین سے چاہیے نہ کفار سے اگرچہ رشتہ دار ہوں اور کہتے ہیں کہ جسوقت وہ پہلی آیت نازل ہوئی اور ہجرت کرنیکا حکم ہوا تو جو لوگ کہ
ہجرت کو پسند نہیں کرتے تھے انھوں نے کہا کہ اگر ہم اپنی قوم اور قبیلہ میں ہیں اور اپنے معاملہ اور تجارت میں کر کے بسر اوقات اپنی کرتے ہیں اور

اگر ہجرت کی تو مال اور بال اور زوجہ اور فرزند کو ترک کریں گے اور تجارتیں ہمارے ہاتھوں سے جاتی رہیں گی اور اس وقت ہم مفلس اور
محتاج ہو جائیں گے اور ایک جواب میں یہ ہے کہ جس وقت امیر المومنین نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ بعد اس سال کے کوئی مشرک مسجد الحرام میں داخل
ہونے نہ پائے تو قریش نے بہت حرج اور فزع اور زاری کی اور کہا کہ لوگ بطور تجارت کے یہاں آتے تھے اب ہماری تجارتیں جاتی رہیں گی
اور عیال ہمارے ضائع ہو جائیں گے اور گھر ہمارے خراب اور منہدم ہو جائیں گے خدا نے ان کے جواب میں یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے خدا
کہ قُلْ کہہ تو اے محمد اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ اگر ہیں باپ تمہارے اور بیٹے تمہارے اور بھائی تمہارے وَ
اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ اور جوروئیں تمہاری اور کنبے تمہارے اور یگانے تمہارے وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا اور مال کہ کسب
کیا ہے اور کمایا ہے تم نے ان کو وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا اور سوداگری کہ خوف کرتے ہو تم گھٹتے ہوئے اسکے وَ مَسٰكِنُ
تَرْضَوْنَهَاۤ اور حویلیاں کہ پسند کرتے ہو تم ان کو یہ سب اَحَبَّ اِلَيْكُمْ زیادہ دوست ہیں طرف تمہارے مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ
خدا سے اور پیغمبر اسکے سے وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ اور جہاد سے بیچ راہ اس خدا کے تو فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ پس انتظار
کرو تم یہاں تک کہ لائے خدا حکم اپنے کو واسطے عذاب کے یعنی تمہارے واسطے عذاب کا حکم دیوے دنیا میں اور عقبیٰ میں بھی وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۠ اور خدا نہیں ہدایت کرتا ہے اس قوم کو کہ جو باہر ہونے والے ہیں حکم خدا سے کہ وعدہ و وعید سبب عناد کے خدا
کی قدرت کی نشانیوں سے انکار کرتے ہیں اس سبب سے خدا تعالیٰ نظر لطف و توفیق کو ان پر سے اُٹھا لیتا ہے اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیتا ہے
اور شاید کہ آخرت میں انکو بہشت کی راہ نہ دکھلائے گا اور بہشت میں ان کو نہ لیجائے گا بلکہ دوزخ کی طرف اُن کو رہنمائی کرے گا سبب
انکی نافرمانی کے اور اس زمانہ کے بھی اکثر لوگوں کا یہ حال ہے اور اولاد اور مال اور کمانے اور جمع کرنے مال کے دوستی میں خدا اور رسول کو
بھول جاتے ہیں کہ وقت پر نماز کو ادا نہیں کرتے اور بجا لانے حکم خدا کے اپنی شادیوں اور تفریحوں میں حرج کرتے ہیں اور مومنین
اور مساکین کی خبر نہیں لیتے اگر خدا اور رسول کی دوستی ہوتی تو موافق اُن کے ارشاد کے عمل میں لاتے اب خواب غفلت میں سوتے ہیں مرینگے تو
آنکھیں کھولیں گے اور اسوقت افسوس کریں گے کہ ہم نے یہ کیا کیا لیکن اس وقت کا افسوس کچھ کام نہ آئے گا اور کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دو گروہ
ہوازن اور ثقیف کے رسول خدا سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے اور حضرت کو ان کی تیاری کی خبر ہوئی اور یہ خبر سنکر حضرت بھی تیار ہوئے اور
بارہ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر انکی طرف روانہ ہوئے اور وہ کفار چار ہزار آدمی تھے ابوبکر نے جو قلت کفار کی اور کثرت مسلمانوں کی ملاحظہ کی
تو کہا کہ آج ہم بہ سبب قلت کفار اور کثرت اہل اسلام کے مغلوب نہ ہونگے حضرت نے اس کلام کو پسند نہ کیا اور اس کلام کی نحوست سے مسلمانوں کو تھوڑی
شکست ہوئی اور بعد اسکے فتحیاب ہوئے اس جنگ کی نصرت کو خدائے تعالیٰ یاد دلاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ البتہ تحقیق
نصرت کی تمہاری خدا نے مومنین فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ بیچ مقاموں بہت کے مثل بدر اور احد اور خندق اور فتح مکہ اور خیبر اور جنگ بنی
قریظہ اور جنگ بنی نضیر کے اور سوائے انکے وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ اور روز حنین کے کہ وہ ایک وادی ہے درمیان مکہ اور طائف کے کہ رسول خدا
نے لشکر ہوازن اور ثقیف سے وہاں جنگ کی تھی جس وقت کہ ان لوگوں نے بعد فتح مکہ کے متفق ہو کر حضرت سے اور مسلمانوں سے لڑنیکا ارادہ کیا
تھا اسکو خدا فرماتا ہے کہ وہاں تمہاری نصرت کی اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ جس وقت تعجب میں ڈالا تمکو کثرت تمہاری نے چنانچہ ابوبکر نے مسلمانوں کی کثرت
اور کفار کی قلت کو دیکھ کر کہا تھا کہ آج ہم مغلوب نہ ہونگے فَلَمْ تُغْنِ پس نہ دفع کیا اس کثرت تمہاری نے عَنْكُمْ شَيْـًٔا تم سے کسی چیز کو دشمنوں کے
دفعہ میں سے وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ اور تنگ ہوئی تھی اوپر تمہارے زمین اے مسلمانوں بِمَا رَحُبَتْ باوجود کشادہ ہونے کے
کہ تمکو کوئی جگہ پناہ کی نہ ملتی تھی تاکہ سختی اور خوف سے اطمینان حاصل کرو ثُمَّ وَلَّيْتُمْ پھر پیٹھ پھیری تم نے دشمنوں کی طرف سے
مُّدْبِرِيْنَ جس وقت کہ پیچھے ہٹنے والے تھے تم لڑائی سے اور بھاگنے والے تھے دشمن کے حملہ سے اور یوم حنین کی تقدیر فی یوم حنین ہے

ربع ۹

غزوہ ہوازن اور حنین کا ذکر

اور نام حنین ہے مصدر نہ ہے اور مدینہ اور مکہ کے درمیان واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا واسطے فتح مکہ کے نکلے تو اول ظاہر کیا کہ ہوازن کی لڑائی کو جاتے ہیں اور جس وقت ہوازن کو یہ خبر پہنچی لڑائی کے واسطے وہ تیار ہوئے اور قومیں اور جماعتیں عرب کی متفق ہوئیں اور بہت ساری فوجیں جمع کیں اور ہوازن کے رئیس مالک بن عوف نصری کے پاس اکٹھے ہوئے اور اسکو اپنا سردار بنایا اور اپنی عورتیں اور لڑکے اور مال لیے ہمراہ لیے اور رسول خدا کو ان کی تیاری کی خبر ہوئی تو بارہ ہزار آدمی ہمراہ لیکر حضرت بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت علی کو اپنا نشان دیا اور خدا نے رسول کو خبر دی تھی کہ کفار کے مال اور عورتوں اور لڑکوں تمہارے ہاتھ لگینگے اسواسطے صحابہ کو لڑنے کی طرف زیادہ رغبت ہوئی اور دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا مختصر یہ کہ مسلمان کفار پر غالب ہوئے اور انکو شکست دیکر بھگا دیا اور غنیمت کے لوٹنے میں مشغول ہوئے اور بعد انکے مشرکین کو غیرت آئی اور ایک نے دوسرے کو آواز دی اور کہا کہ کہاں جاتے ہو عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں کے قبضے میں چھوڑ دیا کہ بعد اسکے ان کی رہائی ہرگز نہ ہوگی یہ کہکر سب متفق ہوئے اور ایکدفعہ ہی مسلمانوں پر انھوں نے حملہ کیا اور ان کے اوپر گرے اور مسلمان اس وقت غنیمت کے لوٹنے میں مشغول تھے انہیں یہ بھی خبر نہ تھی جو کفار ان پر گرے تو وہ مضطرب ہوکر بھاگے اور کوئی جناب رسول خدا صلعم کے پاس موجود نہ رہا مگر نو آدمی تھے بنی ہاشم میں سے اور ایک شخص انصار میں سے کہ نام اس کا ایمن تھا اور وہ ام ایمن کا بیٹا تھا اور وہ اسی لڑائی میں مارا گیا اور وہ نو آدمی علیؑ اور عباس اور ابوسفیان بن حارث اور نوفل بن حارث اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن الحرث اور عبداللہ بن زبیر اور عتبہ اور معتب پسران ابولہب اور علی بن ابیطالب نشان کو ہاتھ میں لئے ہوئے رسول خدا کے آگے جہاد کرتے تھے اور کفار سے لڑتے تھے اور عباس رسول خدا کے دست راست اور فضل بن عباس دست چپ اور ابوسفیان حضرت کے پیچھے کھڑے تھے اور باقی حضرت کے گرد تھے اور عباس حضرت کے خچر کی باگ پکڑے ہوئے کھڑے تھے اور رسول خدا اپنی طرف کے لوگوں کو آواز دیتے تھے اور پکارتے تھے کہ کہاں بھاگ جاتے ہو یہاں آؤ کہ میں ہوں رسول خدا مجھکو تنہا چھوڑ کر کہاں جاتے ہو کوئی الٹا نہ پھرا اور کفار نے حضرت پر حملہ کیا اور حضرت بھی تنہا ان پر حملہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ہوں پیغمبر اور حضرت نے اسوقت بڑی شجاعت کی کہ تنہا کفار کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے تھے اور عباس اور ابوسفیان حضرت کی سواری کی لگام کو پکڑے ہوئے کھڑے تھے اور دشمنوں کے غول کے اندر حضرت کو نہیں جانے دیتے تھے جس وقت عباس نے حضرت کو غول کے اندر نہ جانے دیا تو حضرت نے عباس سے کہا کہ تم اونچے ٹیلے پر چڑھ کے مہاجرین اور انصار کو آواز دو اور حضرت عباس کی بہت بلند آواز تھی ایک ٹیلے پر چڑھ کر انھوں نے آواز دی کہ اے مہاجرین اور انصار اے بیعت رضوان والے سورہ بقر والو کہاں بھاگے جاتے ہو عہد جو تم نے رسول خدا سے کیا تھا اسکو مت توڑو اور صحابہ نے آواز عباس کی سنی تو الٹے پھرے اور رسول خدا کے پاس حاضر ہوئے حضرت نے انکو آتے ہوئے دیکھ کر پوچھا یہ کون ہیں عباس نے کہا کہ یہ آپ کے اصحاب ہیں حضرت نے فرمایا کہ اب ہماری نصرت ہوگی اور فرشتے کمک کے واسطے نازل ہوئے اور کفار کو شکست ہوئی اور وہ سب بھاگے اور زمین و آسمان کے درمیان آواز ہتھیاروں کی سنتے تھے اور مسلمانوں کو لوٹ میں بہت مال اور عورتیں اور لڑکے ہاتھ لگے ایک شخص شیبہ بن ربیعہ کہ مسلمانوں کی قید میں تھا اسنے پوچھا کہ وہ گھوڑے ابلق اور سفید کپڑوں والے مرد کہاں ہیں جنکے ہاتھوں سے قتل ہوئے ہیں کہا کہ وہ فرشتے تھے اور بالجملہ بہت آدمی ان کافروں کے قتل ہوئے تھے لیکن پھر بھی چھ ہزار برده مرد اور عورتیں اور لڑکے قید میں آئے اور چوبیس ہزار شتر اور چار ہزار گاؤ اور چالیس ہزار سے زیادہ گوسفند لوٹ میں آئے اور چالیس آدمی فقط امیرالمومنین علیہ السلام نے قتل کئے تھے اور جس وقت کفار بھاگے تو مومنین کو تسکین ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدائے تعالے کہ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ پھر نازل کیا خدا نے رحمت کو کہ وہ سبب تسکین اور آرام کا تھا عَلٰى رَسُوْلِهٖ اوپر پیغمبر اپنے کے کہ تنہا مقابلہ میں کفار کے کھڑے ہوئے اور ان کی کثرت کا کچھ اندیشہ نہ کیا وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اور اوپر مومنین کے کہ وہ عباس کی آواز کو سنکر واپس چلے آئے وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا اور نازل کیا لشکروں کو فرشتوں کے کہ لَّمْ تَرَوْهَا نہیں دیکھے تم ان کو اور کفار انکو دیکھتے تھے اور ملائکہ

تھے سفید لباس پہنے ہوئے اور سرخ عمامے باندھے ہوئے اور شملے سروں کے پیچھے لٹکائے ہوئے ابلق گھوڑوں پر سوار اور سعید بن جبیر
نے روایت کی ہے کہ ایک مشرک نے مجھ سے حکایت کی کہ جنگ حنین کے روز جس وقت مسلمانوں سے اور ہم سے لڑائی ہوئی اور ہم نے
مسلمانوں پر حملہ کیا اور انکو پراگندہ کر دیا تو جس وقت ہم سوار یعنی محمدؐ کے پاس ہم پہنچے اور اسکے پاس پہنچے کچھ مرد دیکھے خوبصورت اور
لباس سفید پہنے ہوئے جس وقت انھوں نے ہمکو دیکھا تو کہا کہ برے ہو جاؤ منہ اُن کے اور پھر حملہ کر کے انھوں نے ہمکو بھگا دیا اور فرمایا ہے
خدا نے وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور عذاب کیا خدا نے ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے تھے وہ وَذَٰلِكَ اور یہ یعنی جو کچھ کہ واقع ہوا ہے جَزَاءُ
الْكَافِرِينَ جزا ہے کفر کرنے والوں کی اور امام رضا نے سکینہ کی شرح میں فرمایا ہے کہ سکینہ جو ہے سو ہوا بہشت کی ہے اور صورت اسکی آدمی کی سی ہے اور وہ
ہمیشہ پیغمبروں کے ہمراہ رہتی ہے خدا نے اسکو نازل کیا تھا کہ مشرکین کو شکست ہوئی اور کہتے ہیں کہ یہ شکست کفار کو تبکو ہوئی تھی اور کفار گمان کی
جنگ سے مسلمانوں پر غالب اور سر پر پیٹھ ہلاتے تھے جس وقت مسلمان بھاگنے کے بعد پھر آئے اور کفار پر حملہ کیا تو رسولؐ نے مٹھی خاک کی اور کنکریوں کی زمین سے
اٹھا کر کفار کی طرف پھینکی اور فرمایا کہ شاہت الوجوہ کوئی ایسا کافر نہ ہوگا کہ جس آنکھ میں وہ خاک نہ پہنچی اور شکست کفار کو حاصل اور منقول ہے کہ ایک
شخص ہوازن میں سے اونٹ پر سوار تھا اور سیاہ نشان اسکے ہاتھ میں تھا وہ شخص لشکر کفار کے سامنے کھڑا ہو کر لڑتا تھا اور جس کسی مسلمان پر
فتح پاتا تھا تو اسکو قتل کرتا تھا اور جس وقت فرصت نہ پاتا تو بھگوڑوں کے پیچھے چلا جاتا تھا حضرت علیؑ نے اسکا قصد کیا اور ایک وار اسپر کیا کہ وہ
اونٹ پر سے نیچے گرا اور ایک تلوار اسکے سر پر ماری کہ وہ دوزخ کو روانہ ہوا اور چالیس کفار اور قتل کیے جب کافروں نے دیکھا تو شکستہ ہوے
اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور پانچ ہزار ملائکہ خدا تعالیٰ نے مومنین کی مدد کو بھیجے اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمی ہوازن کے اور ثقیف کے بعد معرکہ حنین کے
رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے انکے حق میں خدا فرماتا ہے کہ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ پھر توبہ قبول کرتا ہے خدا
پیچھے اس لڑائی کے عَلَىٰ مَن يَشَاءُ اوپر جس شخص کے چاہے ان لوگوں میں سے جس وقت کہ وہ اسلام کو قبول کریں وَاللَّهُ غَفُورٌ اور خدا بخشنے
والا ہے توبہ کرنیوالوں کے گناہوں کا رَّحِيمٌ مہربان ہے کہ بعد توبہ کے مواخذہ نہیں کرتا ہے کہتے ہیں کہ جس وقت وہ لوگ مسلمان ہوئے تو رسول
خدا صلعم سے انھوں نے عرض کی کہ یا رسول خدا تو بہتر اور نیکتر ہے سب آدمیوں سے اور ہماری عورتیں اور اولاد لوٹ میں آئے ہیں حضرت نے ان سے
فرمایا کہ تم اپنی عورتیں اور اولاد کو چاہتے ہو یا اپنے مال کو ان لوگوں نے عرض کی کہ ہم مال اپنے نہیں چاہتے نہ اونٹ نہ گوسفند ہمتو اپنے
آدمیوں کو چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ میرے اور بنی ہاشم کے پاس ہے وہ میں نے سب تمکو دیا اور یہ فرمایا کہ اور مومنین سے سفارش کرتا
ہوں چنانچہ لوگوں سے فرمایا کہ جو کوئی چاہے خوشی سے بدون کراہت کے انکی عورتوں اور لڑکوں کو پھیر دے اور جو کسی کی خوشی مفت پھیرنے کی نہو وہ مجھ
سے فدیہ اسکا لیوے سب آدمیوں نے خوشی سے پھیر دیا اور اسکی عوض میں کچھ نہ لیا مگر تھوڑے سے آدمیوں نے بدون فدیہ کے نہ پھیرا اب یہاں سے
غور کرنا چاہیے کہ اگر فدک خلیفہ صاحب کے نزدیک صدقہ میں داخل تھا تو اسی طرح مسلمانوں سے تحلیل کروا کر فاطمہ زہرا کو دے سکتے تھے جب ایسے لوگوں کو
مسلمانوں نے واپس کر دیا تو پیغمبر خدا کی دختر کو کیا تحلیل نہیں کر سکتے تھے اور یہاں تو بعضے شخصوں نے بدون فدیہ کے دیا یقین ہے کہ فاطمہ زہرا
کے دینے کو کوئی بھی انکار نہ کرتا تھا لیکن خلیفہ صاحب کو تو منظور ہی تھا کہ فاطمہ فدک سے ممنوع ہو اور کہتے ہیں کہ رسول خدا نے مالک بن عوف سے
فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو سب آدمی تیرے تجھکو دیدوں اور ایک سو اونٹ تجھکو دوں وہ شخص مسلمان ہوا تو حضرت نے وعدہ کو وفا
کیا اور ریاست اُس نے اُن لوگوں کی جو کہ اُسکے ہمراہ مسلمان ہوئے تھے ان سب پر تقسیم کر دیا اور پہلے اس سے تو خدا تعالیٰ نے دوستی کرنیکو کفار سے
منع کیا تھا اور اب بیان کرتا ہے کہ ان کو مسجد الحرام میں جو کہ گرد خانہ کعبہ کے ہے نہ جانے دو کہ یہ نجس العین ہیں چنانچہ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو تم کہ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ جز این نیست کہ مشرکین نجس ہیں یعنی مشرکین پلید ہیں اور نجاستیں
بسبب ان کی اعتقادی اور پلیدی باطن اسے کے فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ پس چاہیے کہ نہ نزدیک ہوئیں وہ مسجد الحرام کے بَعْدَ

مشرکین کی نجاست کا ذکر

عَامِہِمْ ہٰذَا یعنی اس سال ایسے کے بعد یعنی بعد سال نہم ہجری کے جس سال میں کہ حضرت علیؓ نے سورۂ برات کو مکہ میں کفار کے روبرو پڑھا تھا
اور حج اور عمرہ کرنے سے انکو منع کیا تھا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کل مشرکین ناپاک ہیں اور نجاست ہیں یعنی مشرکین اسوقت مکہ اور مدینہ میں
اور اسکے گرد و نواح میں دو قسم کے تھے ایک تو بت پرست اور دوسرے اہل کتاب کہ جو یہود و نصاریٰ وغیرہ ہیں بت پرستوں کی تو ناپاکی اور
پلیدی میں کسی طرح کا شک نہیں ہے اس واسطے کہ انکی طہارت میں کوئی روایت نہیں آئی اور آیت دلالت کرتی ہے انکی نجاست پر البتہ اہل کتاب
کی نجاست اور طہارت میں روایات مختلفہ وارد ہوئی ہیں اور ترجیح اور ثبوت انکی نجاست ہی کو ہے چنانچہ پہلے اسکے ذکر اسکا آیہ وطعامہم حل
لکم کی تفسیر میں گزر گیا ہے اور لفظ نجس آیت میں کہ بفتح نون اور جیم ہے مصدر ہے اور واحد اور جمع پر دونو پر بولا جاتا ہے اور معنی اسکے
صراح اور غیاث اللغات اور منتخب اللغات وغیرہ میں ناپاکی اور پلیدی کے لکھے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین نجس العین ہیں اور نجاست
ہی کی جہت سے انکو مسجد میں جانیکا حکم نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ فلا یقربوا المسجد الحرام اور نجاست حکمی بھی ہوتی ہے جیسے کہ جنب اور حائض کی
اور یہ دونو اگرچہ اصل میں نجاست نہیں ہیں اور یہ انکی میں کی ہوئی چیز نجس ہے لیکن غسل کرنے سے پہلے جو حکم نجاست کا رکھتے ہیں اس واسطے
انکو بھی مسجد میں ٹھیرنیکی اجازت نہیں ہے اور مشرکین کے نجس العین ہونے کی ایک تو وجہ یہ ہے کہ ہمارے علماء کے نزدیک اس آیت میں مراد
نجس سے نجس العین ہے اور ابتدا سے اتفاق سبکا اسپر چلا آتا ہے اور بت پرستوں کی نجاست میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے اور جس وقت کہ
ابتدا سے سب علماء ان کو نجس العین کہتے چلے آئے ہوں تو ضرور ہے کہ آئمہ معصوم بھی شریک ہوں البتہ اہل کتاب کی جو طہارت اور نجاست میں
روایات مختلفہ وارد ہوئے ہیں اس واسطے بعضے علماء نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے اور ان کو طاہر جانا ہے لیکن وہ قول اُن کا نہایت ضعیف
ہے اور ہرا ہی نجاست عینی کے معنی میں لفظ نجس کو اس آیت میں کہا ہے اور دوسری وجہ مشرکین نجس العین ہونے کی یہ ہے کہ اس آیت
میں خدا نے مصدر کو کہ وہ لفظ نجس ہے مشرکین کے لفظ پر حمل کیا ہے اور مفسرین نے نجس کے لفظ کو مشرکین کے لفظ کی مطابقت کے واسطے لفظ
انجاس سے تعبیر کیا ہے اور نجس بمعنی نجاست ہے اس واسطے کہ جیسے لفظ نجس مصدر ہے ایسے لفظ نجاست مصدر ہے یا اسم مصدر ہے یہ دونو لفظ
معنی پلیدی اور ناپاکی کے آئے ہیں اس صورت میں حاصل اس آیت کا یہ ہوا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ مشرکین نجاست ہیں اور جس وقت وہ نجاست
ٹھیرے تو عین اُن کا نجس ہوا مثل اور نجاستوں کے اس واسطے کہ نجاست کوئی ایسی نہیں ہے کہ جس کا عین نجس ہو مثل گوہ اور پیشاب اور منی اور خون
اور سگ اور خوک وغیرہ کے اور فتح مکہ کے قصہ میں لکھا ہے کہ ابو سفیان اپنی دختر ام حبیبہ زوجہ رسول خداؐ کے پاس گیا اور اسکے بستر پر بیٹھنے لگا اُسنے
اُٹھ کر بستر کو اُٹھا لیا ابو سفیان نے اسکی وجہ پوچھی تو کہا کہ یہ بستر رسول خدا کا ہے اور تو نجس ہے اس واسطے کہ تو مشرک ہے اسلئے میں نے بستر اُٹھا لیا
اور بعضی کتاب لغت عربی میں لفظ نجس کو بمعنی قذر بھی تعبیر کیا ہے اور قذر ناپاکی اور کراہت رکھنے کے دونو کے معنی میں اگرچہ آیا ہے چنانچہ
مجمع البحرین میں ہے لیکن اس آیت میں فلا یقربوا المسجد الحرام کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد اس سے ناپاکی اور پلیدی ہے اور حضرت صادقؑ
کے قول میں بھی مراد قذر سے ناپاکی اور پلیدی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ کل ماء طاہر الا ما علمت انہ قذر یعنی ہر پانی پاک ہے مگر وہ پانی کہ جانے تو کہ تحقیق وہ نجس ہے اور
قذر جیسکہ نجاستکو کہتے ہیں ایسے گوہ کو بھی کہتے ہیں چنانچہ مجمع البحرین میں لکھا ہے اور اگر قذر کو کراہت کے معنی پر کہیں تو اس آیت میں یہ معنی ہرگز مناسب نہیں ہو سکتے بلکہ قذر یہاں بمعنی نجاست ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ نجس کا لفظ مضاف الیہ ہے مضاف مقدر کا یعنی مشرکین صاحب ناپاکی کے ہیں اور یہ تاویل شتق ہے یہ بدون تاویل کے مبالغتاً
ایسا فرمایا ہے یعنی گویا کہ مشرکین مجسم نجاست ہیں اور ایسے کلام کو مجاز عقلی کہتے ہیں اور یہ وجہ اولیٰ ہے پہلی دونوں وجہوں سے چنانچہ
علمائے معانی نے تصریح کی ہے اس کی اور منتہی الارب میں معنی قذر کے نجاست ہی کے لکھے ہیں اور قاموس میں نجس کو بمعنی قذر
لکھا ہے نہیں ہے بلکہ تعجب کو لکھا ہے کہ جو اسم مشتق من القذر ہو اور مشرکین کو نجس ہونے کی ہی جہت سے مسجد الحرام میں جانے کا حکم
نہیں ہے اس واسطے کہ مشرکین نجاست ہیں مثل خوک اور سگ کے ہیں اور مسجد میں نجاست مطلق کے رکھنے کا حکم نہیں ہے تو یہ ہوتا ہے

ہو بلکہ مسجد میں نجاست کا داخل کرنا ہی درست نہیں ہے اگرچہ مسجد کی زمین کو وہ نجاست نہ لگے اور آلودہ نہ کرے جیسے کہ کوئی کپڑے میں یا بدن میں نجاست کو لگا کر جائے خواہ تر ہو وہ نجاست خواہ خشک ہو چنانچہ سراجیہ اور جامع عباسی وغیرہ میں لکھا ہے کہ نہیں جائز ہے داخل کرنا نجاست کا طرف اس کے ہرچند مسجد کو وہ نجاست نہ لگے اور یہ جو بعضے علما کہتے ہیں کہ نجاست متعدیہ کو مسجد میں داخل نہ کرے مراد اس سے یہ ہے کہ بدن یا کپڑوں میں نجاست کو لگا کر یا اور کسی طرح سے اس طور لیکر نہ جائے کہ وہ نجاست مسجد کی زمین کو پہنچے اور اسکو نجاست سے آلودہ کرے خواہ تر ہو وہ نجاست خواہ خشک ہو اس واسطے کہ معنی تعدی کے گزشتن پھیلنے اور بکھر جانے کے ہیں چنانچہ صراح میں لکھا ہے خواہ تر ہو وہ چیز خواہ خشک ہو اس طرح سے نجاست کو لیکر نہ جائے کہ وہ اسکے پاس سے گر کر مسجد کی زمین کو پہنچے اور یہ مراد تعدی سے نہیں ہے کہ نجاست کو مسجد کی زمین تک پہنچاؤ اور خشک کے پہنچانیکا کچھ مضائقہ نہیں ہے اس واسطے کہ اگر خشک نجاست کا مسجد کی زمین پر لیجانا درست ہو تو پوچھے کہ معاذ اللہ گوہ خشک کے ٹوکرے بھر کر مسجد میں ڈھیر لگا دیں اور ایک انبار اور کوڑا اسکو بنادیں اور یہ وہ امر ہے کہ جس کا کوئی مسلمان قائل نہ ہوگا اور یہ ان مسجدوں کا ذکر ہے کہ جو سوائے مسجد الحرام کے اور مسجدیں ہیں اور خدائے تعالے تو مسجد الحرام کو فرماتا ہے کہ جو افضل ہے سب مسجدوں سے کہ اس میں مشرکین داخل نہ ہوں پس مشرکین مثل گوہ خشک کے ہیں جیسے کہ مسجد میں گوہ خشک کو نہیں ڈال سکتے ہیں ایسے ہی مشرکین کو مسجد میں جگہ نہیں دے سکتے کہ وہ اس میں پھریں اور بیٹھیں اور درمیان علمائے اہل سنت کے نجاست مشرکین میں جو کہ سب درست ہیں اختلاف ہے تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مشرکین نجس العین ہیں مثل کتوں کے اور یہی مذہب امام شافعی کا ہے لیکن ابو حنیفہ کے نزدیک مشرکین پاک اور طاہر ہیں اور چھوئی ہوئی ان کی تر چیز بھی پاک ہے اور ان کا جھوٹا بھی طاہر ہے خواہ خاکروب ہو خواہ چمار ہو سب پاک اور طاہر ہیں اور منتہی الارب میں قول عمر بن عبد العزیز کا لکھا ہے کہ مشرکین مثل سگ اور خوک کے نجس العین ہیں اور یہی قول حسن کا ہے اور امام مالک کے نزدیک شور مشرک کا نجس ہے اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت نص صریح ہے مشرکین کے نجس ہونے کی اور دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ مشرکین نجس ہیں اور مومن نجس نہیں ہیں اور ایک قوم نے یعنی حنفیوں نے قضیہ کو برعکس کر دیا ہے اور کہا ہے کہ مشرک طاہر ہے اور مومن حالت جنابت اور حدث میں نجس ہے اور گمان کیا ہے اس قوم نے کہ مشرکین کے اعضا کا استعمال کیا ہوا پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے اور جو پانی کہ مسلمانوں کے اعضا میں استعمال کیا جائے وہ نجس ہے یہ نجاست غلیظہ اور یہ امر عجائب اور غرائب میں سے ہے یہاں تک کہ تھا قول امام رازی کا اور بعضے حنفی کہتے ہیں کہ مشرکین خود تو پاک ہیں لیکن ایمان اور اعتقاد انکا نجس ہے ہم کہتے ہیں کہ خدا تو مشرکین کو نجس فرماتا ہے اگرچہ اُن کے اعتقاد کی جہت سے ہو اور ظاہر اس آیت کا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ مشرکین نجس ہیں اب ہمکو کونسی ضرورت باعث اس امر کی ہے کہ ہم ان کو پاک اور طاہر جانیں آیت میں تاویل کریں اور کہیں کہ وہ خود تو پاک ہیں اور اعتقاد ان کا نجس ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نجاست مشرکین کی حکمی ہے مثل نجاست جنب اور حائض کے اور شیعوں کے مذہب میں مشرکین نجس العین ہیں پس اس صورت میں ان کے ہاتھوں میں کی ہوئی تر چیز بدن کو یا کپڑے کو لگ جائے تو جب تک کہ اسکو پاک نہ کر لیویں تو نماز اس نجس بدن یا نجس کپڑے سے صحیح ہو گی اور سوائے اسکے گناہ بھی ہوگا کہ نجاست سے نماز پڑھی بہت تعجب ہے کہ ہزاروں شیعہ اس ملک کے ہندو کا مس کیا ہوا کھانا اور گھی اور دہی اور پنیر بنی وغیرہ کو کھاتے ہیں اور بدون پاک کرنے ہاتھ اور منہ کے اس نجس ہاتھ اور منہ سے نماز پڑھتے ہیں اور یہ خیال نہیں ہے کہ ہمکو گناہ ہوتا ہے اور نماز ہماری درست نہیں ہوتی اور ہرچند حنفی اہل سنت کے مذہب میں مشرکین نجس نہیں ہیں لیکن گزارش ان کی خدمت میں یہ ہے کہ جس وقت وہ ہمکو مثل خاکروب اور چمار کے ناپاک جانتے ہوں اور دور سے ہمکو پانی پلاتے ہوں اور دور سے ہمارے ہاتھ پر کھانا ڈالتے ہوں جیسے کہ دور سے خاکروب اور چمار کے ہاتھ پر کھانا ڈالتے ہیں اور سگ اور

خوک سے زیادہ تمکو نجس جانتے ہیں اور ایسا امر عمل میں نہیں لاتے ہیں مگر تمکو مسلمان سمجھ کر اور یہی ان شیعوں کو کہا جاتا ہے کہ جو ان کی
ترچیزوں سے پرہیز نہیں کرتے ہیں کہ واسطے تمہاری اس دینداری پر اے مسلمانو اور افسوس ہے کہ تم میں کچھ غیرت اور حمیت دین کی نہیں ہے کہ
ایسی حالت میں تم ان کا کھانا اور مانی نوش جاں کرتے ہو کہ تم سے بالکل غیرت اسلام کی جاتی رہی اور منقول ہے کہ مشرکین کو جو ممانعت ہوئی مسجد
الحرام میں داخل ہونے کی تو مسلمانوں نے کہا کہ یا رسول خدا اگر مشرکین موسم حج میں نہ آئیں گے اور غلہ نہ لائیں گے تو ہماری تجارت جاتی رہے گی
اور کھانے کی بہت تنگی ہو جائے گی اور منافع ہمارے موقوف ہو جائیں گے خدائے تعالے نے اُن کے جواب میں یہ آیت نازل کی چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً اور اگر ڈرتے ہو تم مفلسی سے اے مکہ والو بسبب منع کرنے مشرکین کے مسجد الحرام کے داخل ہونے سے تو
فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ پس قریب ہے کہ تونگر کر دیگا تم کو خدا مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ فضل اپنے سے اگر چاہے گا کسی اور وجہ سے
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ تحقیق کہ خدا جاننے والا ہے احوال بندوں کا حَكِيْمٌ صاحب حکمت ہے کہ موافق مصلحت کے کرتا ہے اور ایک دروازہ
بند کرتا ہے تو دوسرا دروازہ روزی کا کھولتا ہے اور ابن مسعود کے قرآن میں کہتے ہیں کہ عیلہ کی جگہ عائلہ تھا اور خدا نے فرمایا ہے کہ اگر چاہے گا
تو تم کو تونگر کر دے گا یہ اسواسطے فرمایا کہ کسب کرنے میں بالکل تساہل نہ کریں اور تونگری کے حاصل کرنے میں رغبت خدا کی طرف کریں اور تنبیہ
ہے اس امر پر کہ خدا فضل کرنے والا ہے اور تونگری وعدہ کی ہوئی اور فراخی روزی کی بعضے کے واسطے ہے اور بعضے کو نہیں ہے اور کسی سال میں ہے اور کسی
سال میں نہیں ہے اور خدائے تعالے نے وعدہ اپنا وفا کیا اور کثرت سے بارش ہوئی اور اہل یمن کو توفیق دی کہ وہ ایمان لائے اور مکہ میں غلہ
لیکر آئے اور بعد اسکے اور شہر فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ لگیں اور چاروں طرف سے غلہ وغیرہ سوداگری کی جنسیں لائے اور اب خدا تعالے اہل کتاب
سے لڑنے کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے قَاتِلُوا الَّذِيْنَ جنگ کرو تم ان لوگوں سے کہ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ نہیں
ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ خدا کے اور نہ ساتھ دن آخرت کے یعنی یہود کہ وہ خدا کے قائل ہیں اور نصاریٰ اگر چہ خدا کے قائل ہیں اور یہود کہتے
ہیں کہ بہشت میں کھانا اور پینا ہوگا اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ قیامت کو ان جسموں سے نہ اُٹھیں گے اور کہتے ہیں کہ بہشت ہمارے لئے مخصوص
ہے اور آتش دوزخ ہمکو مس نہ کرے گی پس ایمان اُن کا جیسے کہ چاہیئے قیامت پر بھی نہیں وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ اور نہیں
حرام کرتے ہیں وہ اس چیز کو کہ حرام کی ہے خدا نے وَرَسُوْلُهٗ اور پیغمبر اُسکے نے مثل شراب اور خوک کے اور جس چیز کا کہ حرام ہونا قرآن
اور حدیث سے ثابت ہے اور معتقد اپنے پیغمبر کے نہیں ہیں اور ان امور کو عمل میں لاتے ہیں کہ جو اُن کے مذہب میں حرام ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ
وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ اور نہیں قبول کرتے ہیں وہ دین حق کو کہ وہ اسلام ہے مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ان لوگوں میں سے
کہ دیئے گئے ہیں وہ کتاب توریت اور انجیل یہ بیان واقع ہوا ہے الذین لا یؤمنون کا یعنی جو لوگ ایمان نہیں لائے ہیں اہل کتاب میں سے خدا پر
اور روز قیامت پر اور نہ حرام کرتے ہیں اس چیز کو کہ حرام کی ہے خدا نے اور پیغمبر اسکے نے اور دین حق کو وہ قبول نہیں کرتے ہیں ان سے تم لڑو
اور جہاد کرو اُن سے حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ یہانتک کہ دیویں وہ جزیہ کو تنگ ہو کر عَنْ يَّدٍ ہاتھ اپنے سے یعنی مال جزیہ کا وہ اپنے ہاتھوں سے دیں ہر ایک آدمی
انہیں سے نہ وکیل اُنکا تاکہ اپنے ہاتھ سے دیوے ما موجب ذلت اور خواری کا واسطے اُنکے ہو چنانچہ فرماتا ہے وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ ذلیل
ہونے والے ہوں کہ اپنے ہاتھ سے جزیہ لاویں کو بٹھا کر کے حیثیت ذلیل میں بیٹھے رہیں اور بدون ادا کئے ہوئے جانے نہ ما دیں پس جو شخص کہ دار الاسلام میں
ہے نہیں قبول کیا جائے گا اُس سے مگر جزیہ یا قتل اور جو شخص قبول کریں وہ جزیہ کو تو حرام ہے اسیر کرنا اُنکا اور حرام ہیں مال اُنکے اور حلال ہے نکاح
انکا لیکن نکاح دائمی میں اختلاف ہے اور جو کوئی کہ دار الحرب میں ہے ان لوگوں میں سے تو حلال ہے اسیر کرنا اس کا اور مال اسکے اور نہیں حلال ہے
نکاح اسکا اور نہیں قبول کیا جائے گا اُس سے مگر داخل ہونا اسلام میں یا جزیہ یا قتل اور حضرت صادق سے کسی نے پوچھا کہ مجوس کے واسطے بھی کوئی
پیغمبر تھا فرمایا کہ ہاں کیا تجھکو خبر نہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے لوگوں کو لکھا کہ اسلام کو قبول کرو یا لڑو ان لوگوں نے جواب

میں لکھا کہ ہم سے جزیہ لیلو اور ہمکو چھوڑ دو کہ ہم بتوں کی پرستش کریں رسول خدا نے ان کو لکھا کہ میں جزیہ نہیں لیتا ہوں مگر اہل کتاب سے اُن
لوگوں نے حضرت کی تکذیب کے ارادہ سے پھر لکھا کہ اگر تو اہل کتاب ہی سے جزیہ لیتا ہے تو مجوس سے کس واسطے لیتا ہے کہ وہ تو اہل کتاب
میں سے نہیں ہیں حضرت نے انکو لکھا کہ مجوس کا ایک پیغمبر تھا کہ اسکو اُنھوں نے قتل کیا اور ایک کتاب اُنکی تھی کہ وہ پیغمبر اس کتاب کو لیکر آیا تھا
بارہ ہزار جلد میں گائے کی اس کتاب کو اُنھوں نے جلا دیا پس وہ بھی اہل کتاب ہیں اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ عورتوں پر جزیہ نہیں ہے
اور نہ لڑکوں پر جزیہ ہے اس واسطے کہ دار الحرب میں ان کو قتل کرنیکو رسول خدا صلعم نے منع کیا ہے مگر یہ کہ وہ بھی لڑیں مردوں کے ہمراہ ہوکر تو ان
کا بھی قتل یا جزیہ چاہیے اور جس وقت دار الحرب میں انکا قتل جائز ہو تو دار الاسلام میں بطریق اولی ہوگا اور جب ان کا قتل ممکن نہوا تو جزیہ
بھی ایسا ہی ہوگا اور مراد اگر جزیہ ادا نہ کریں گے تو خون انکا مباح ہے اور ایسے ہی زمیں گیر اور اندھے اور نہایت بوڑھے سے جزیہ نہیں لیا جاتا
کہ دار الحرب میں ان کے قتل کا حکم نہیں اور تعیین جزیہ کی ہر ایک کے امام کی رائے پر ہے اور کہتے ہیں کہ یہودی مدینہ کے حضرت عزیر کو خدا
کا بیٹا کہتے تھے نہ کل یہودی اور کہتے ہیں کہ وہ یہودی گذر گئے اب نہیں ہیں اور وجہ حضرت عزیر کو پسر خدا کہنے کی یہ ہے کہ جس وقت حضرت
عزیر بخت نصر کی قید سے چھوٹ کر آئے اور اپنی قوم میں جا کر اُنھوں نے دعوے نبوت کا کیا تو لوگوں نے اُنکو راست گو نہ جانا اور معجزہ
اُن کا یہ تھا کہ پانچوں اُنگلیوں پر پانچ قلم باندھ کر توریت کو پانچوں قلموں سے ازبر لکھدیتے تھے جس وقت اُنھوں نے توریت کو زبانی لکھدیا
لوگوں نے شبہہ کیا اور کہا کہ ہم کیا جانیں کہ یہ توریت ہی ہے ہم میں کوئی توریت کا پڑھنے والا نہیں ہے ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے
سنا ہے کہ بخت نصر کے زمانہ میں اس نے توریت کو ایک ظرف میں کر کے پہاڑ کے سوراخ میں رکھدیا تھا چند آدمی جمع ہوکر وہاں گئے اور اُس
توریت کو وہاں سے نکال کر لائے اور حضرت عزیر کی لکھی ہوئی توریت سے اس کا مقابلہ کیا تو ایک لفظ کا فرق نہ پایا اس وقت
ان لوگوں نے کہا کہ تمام توریت کا ازبر کرنا بشر کا کام نہیں ہے کہ وہ بہت بڑی کتاب ہے اور نہایت مشکل ہے حق تعالے نے بعد
سو برس کے توریت کو عزیر کے دل میں ڈالدیا ہے اس واسطے کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور قصہ اس کا مفصل سورۂ بقر میں او کالذی مر
علے قریۃ کی تفسیر میں گذر گیا ہے اور حضرت عزیر بیٹے شرحیا کے تھے اولاد لاوی بن یعقوب میں سے اور رجوع ہوتا ہے نسب انکی ہارون بن
عمران تک پہنچتی ہے عزیر کو یہودیوں نے خدا کا بیٹا کہا تھا اور عیسی کو نصاری نے خدا کا بیٹا کہا تھا اس گمان سے کہ فرزند بدون باپ
کے پیدا نہیں ہوسکتا اور نیز یہ کہ بحکم خدا جو مردوں کو وہ زندہ کرتے تھے اور مادر زاد اندھے اور برص کو چنگا کرتے تھے اس واسطے ان
کو خدا کا بیٹا کہا حالانکہ نہ خدائے تعالے کو فرزند کی ضرورت ہے نہ بی بی کی اس کی ذات واحد یکتا شرک سے بری ہے علاوہ اسکے خدا کی ذات قدیم
ہے اور یہ حادث ہیں کیونکہ ایک وقت وہ تھا کہ عزیر اور عیسی کا وجود بھی نہ تھا چنانچہ خدائے تعالے اُن کے قول باطل کو بیان کرتا ہے وَ
قَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور کہا یہودیوں نے کہ عزیر بیٹا خدا کا ہے وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ
اور کہا نصاریوں نے کہ مسیح بیٹا خدا کا ہے ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ یہ کہنا اُن کا بِأَفْوَاهِهِمْ ساتھ مونہوں ان کے ہے کہ واقع میں اسکی
کچھ حقیقت نہیں ہے اور نہ اسکے واسطے کوئی وجود ہے يُضَاهِئُونَ مشابہ ہوتے ہیں وہ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ
کہنے ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ہیں وہ پہلے اس سے قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ہلاک کیجیو ان کو خدا اور رحمت اپنی سے دور رکھیو کہ أَنَّى
يُؤْفَكُونَ کیونکر پلٹائے جاتے ہیں حق سے طرف باطل کے کہ باوجود ہونے دلائل وحدانیت اور ہمیشگی خدا کے اور عزیر اور عیسی کو کہ جو ممکنات
میں سے ہیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور عزیر کو عاصم اور کسائی اور یعقوب نے تنوین سے پڑھا ہے اور باقیوں نے بدون تنوین کے اور یضاہئون کو
عاصم نے ہمزہ سے پڑھا ہے اور باقی قاریوں نے بدون ہمزہ کے اور فرماتا ہے خدائے تعالے کہ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ پکڑا انھوں
نے یعنی اختیار کیا ان یہود و نصاری نے علماء اپنے کو وَرُهْبَانَهُمْ اور عابدوں اپنے کو اَرْبَابًا پروردگار اپنے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

سوائے خدا معبود حق کے کہ حلال اور حرام کے مقدمہ میں اور انھوں نے فرمانبرداری کی اُن عالموں کی اور عابدوں کی جیسے کہ خدا کی فرمانبرداری کرنی چاہیے کہ جس کو انھوں نے حلال کر دیا ان لوگوں نے اسکو حلال جانا اور جس کو حرام کر دیا اسکو انھوں نے حرام جانا وَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ اور پکڑا انھوں نے خدا عیسی پسر مریم کو کہ اسکو خدا کا بیٹا کہا وَمَا أُمِرُوا اور نہیں حکم کئے گئے ہیں وہ یہود اور نصاریٰ یا علما اور عابد اور عیسی إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ مگر یہ کہ پرستش کریں وہ معبود یکتا کو کہ وہ خدا ہے لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش سوائے اسکے سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ پاک ہے وہ اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں وہ امام محمد باقر و حضرت صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ یہود اور نصاریٰ نماز اور روزہ اپنے عالموں اور عابدوں کے واسطے نہیں بجا لاتے تھے بلکہ اُن کے حلال کرنے کو تو انھوں نے حلال جانا ہے اور حرام کرنے کو اُن کے حرام جانا ہے اور تمام امر و نہی میں انھوں نے انکی فرمانبرداری کی ہے اسی طرح سے انھوں نے انکی عبادت کی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قسم ہے خدا کی کہ اُن علما اور عابدوں نے اپنی پرستش کی طرف اُنکو نہیں بلایا ہے اور اگر اپنی پرستش کے واسطے اُن سے کہتے تو وہ ہرگز قبول نہ کرتے لیکن انھوں نے اُن کے حلال کئے ہوئے کو حلال جانا ہے اور اُن کے حرام کئے ہوئے کو حرام جانا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عیسی کی انھوں نے نافرمانبرداری کی اور اپنے دلوں میں انھوں نے اسکو بہت بڑا جانا یہاں تک کہ گمان کیا اسکو کہ فرزند خدا کا ہے اور ایک گروہ نے اسکو کہا کہ وہ تیسرا تین میں کا ہے اور ایک گروہ نے ان میں سے اسکو کہا کہ وہ خدا ہے اور علمائے اور عابدوں کی انھوں نے فرمانبرداری کی اور جس چیز کی طرف انھوں نے انکو بلایا اسکو وہ بجا لائے پس انھوں نے ان علما اور عابدوں کو ان کی فرمانبرداری کرنے کی جہت سے پروردگار اپنا ٹھہرایا اور سب ترک کر دیئے حکم خدا کو اور اس کی کتابوں اور پیغمبروں کو پس ڈال دیا انھوں نے اُن سب کو پس پشت اپنے اور فرماتا ہے خدا کہ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا اور ارادہ کرتے ہیں وہ یہود اور نصاریٰ یہ کہ بجھاویں وہ نُورَ اللَّهِ نور خدا کو کہ وہ وحدانیت خدا یا نبوت پیغمبر آخر الزماں ہے یا قرآن ہے بِأَفْوَاهِهِمْ ساتھ مونہوں اپنے کے شرک کی باتیں کر کے وَيَأْبَى اللَّهُ اور منع کرتا ہے خدا اور انکار کرتا ہے اور نہیں پسند کرتا ہے إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ مگر یہ کہ تمام کرے وہ نور اپنے کو کہ دین کو روشن کرے کلمہ توحید کو بلند کرے اور اسلام کو عزت دے کر وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ اگرچہ مکروہ جانیں کفار اس امر کو اور یابی کہ انکار اور جحد کے واسطے ہی اس میں سے نفی نکلتی ہے اس واسطے اُس کے بعد الا استثنا کا لفظ آیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی یہ ہے کہ یابی اللہ کل شیٔ الا اتمام نورہ اور اسی قول کو پسند کرتے ہیں اور نور کے تمام کرنے میں فرماتا ہے کہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ وہ خدا وہ شخص ہے کہ بھیجا اُس نے پیغمبر اپنے کو کہ وہ محمد صلعم ہے واسطے تمام کرنے اس نور کے بِالْهُدَىٰ ساتھ ہدایت کے کہ وہ قرآن ہے وَدِينِ الْحَقِّ اور ساتھ دین حق کے کہ وہ اسلام ہے لِيُظْهِرَهُ تاکہ غالب کرے وہ اس دین کو عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ط اوپر دین کے کل اس دین کے یعنی سب دینوں پر اسکو غالب کرے وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ اگرچہ مکروہ جانیں مشرکین اور ناخوش ہوں اور منقول ہے کہ وہ بعد نزول عیسیٰ اور ظہور مہدی کے ہے کہ اس وقت سوائے دین محمدی کے کوئی دین زمین پر باقی رہے گا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ غلبہ دین اسلام کا کل دینوں پر وقت خروج مہدی علیہ السلام کے ہے اور اس وقت کوئی ایسا آدمی ہوگا کہ قائل نبوت محمد صلعم کا ہو اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ واللہ ہنوز تاویل اس آیت کی ظاہر نہیں ہوئی ہے اور نہیں ظاہر ہوگی وہ یہاں تک کہ خروج کرے قائم علیہ السلام پس جس وقت وہ خروج کرے گا تو کوئی کفر کرنیوالا خدا کا باقی رہیگا اور نہ شرک کرنیوالا امام کا مگر کہ مکروہ جانیگا وہ اُس کے خروج کو اور اسلام غالب ہوگا یہاں تک کہ اگر کافر اور مشرک پتھر کے اندر ہوگا تو وہ پتھر کہدیگا کہ اے مومن میرے شکم میں کافر ہے مجھکو توڑ اور اسکو قتل کر اور حضرت صادق کی حدیث میں ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کی طلب میں حاملہ

النصف

النصف

عورتوں نے حکم جہاں کر وادا ہے اسی طرح بنی امیہ اور بنی عباس جس وقت واقف ہوئے کہ زوال ملک امرا اور ظالموں کا ان میں سے
قائم علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگا تو انھوں نے ہم سے عداوت کھڑی کی اور بنو امیہ انھوں نے تلوار بیچ اہل بیت رسول کے قتل کے واسطے
اور انکی نسل کے منقطع کرنے کے واسطے قائم علیہ السلام کے نسل کی طمع میں پس انکار کیا خدا نے اس سے کہ ظاہر کرے امر اپنے کو واسطے کسی
کے ظالموں میں سے مگر یہ کہ تمام کرے نور اپنے کو اگرچہ مکروہ جانیں مشرکین اور رسو بحدا نے فرمایا ہے کہ نہ باقی رہے گا روئے زمین پر
کوئی گھر ڈھیلے کا بجز کہ وہ اہل کرے گا خدا اس گھر میں اسلام کو یا تو ساتھ عزت عزت والے کے اور یا ساتھ خواری خوار کے الحدیث
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قائم ہمارا نصرت کیا گیا ہے اپنے رعب سے اور لپیٹ جائے گی واسطے اُسکے زمین اور ظاہر
ہو جائیں گے واسطے اُس کے خزانے جو کہ زمین کے اندر پوشیدہ ہیں اور پہنچے گا غلبہ اسکا مشرق اور مغرب میں اور غالب کرے گا خدا سبب
اُس کے اپنے دین کو سب دینوں پر پس باقی رہے گا زمین پر کوئی ویرانہ مگر کہ آباد کرے گا وہ اسکو اور نازل ہوگا روح خدا عیسیٰ بن مریم
آسمان سے پس نماز پڑھے گا وہ پیچھے اُس کے یعنی قائم علیہ السلام کے اور امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ غائب ہوگا صاحب
الامر سبب جابر ہونے ایک عادر کے واسطے اس کے کہ دنوں پر لوگوں کے ایک فتنہ ہوگا یہاں تک کہ جو آدمیوں میں سب سے زیادہ قریب اُس
کا ہوگا وہی اسکی عداوت میں زیادہ سخت ہوگا اور اُس وقت میں خدائے تعالےٰ اسکی مدد کرے گا ایک لشکر سے کہ نہ دیکھو گے تم اس لشکر کو
کہ وہ ملائکہ ہوں گے اور غالب کرے گا خدا اپنے پیغمبر کے دین کو اسکے ہاتھوں سے سب دینوں پر اگرچہ مکروہ جانیں اسکو مشرکین اور اس طرح
کی روایتیں بہت ہیں اور اب خدائے تعالےٰ یہود و نصاریٰ کے علما اور عابدوں کے حال سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ تحقیق کہ بہت علما اور عابد اور زاہد یہود و نصاریٰ کے ہیں
لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ البتہ کھاتے ہیں وہ مال آدمیوں کے یعنی لیتے ہیں مال آدمیوں کے بِالْبَاطِلِ ساتھ باطل کے کہ
وہ رشوت ہے احکام خدا کے بدل دینے کی وَیَصُدُّوْنَ اور باز رکھتے ہیں وہ آدمیوں کو اور سد کرتے ہیں عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
راہ خدا کی سے کہ وہ دین اسلام ہے اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ تم اسلام میں داخل مت ہو اور مسلمانوں کی صحبت میں نہ بیٹھو اور فرماتا ہے خدا کو
کہ وَالَّذِیْنَ اور جو لوگ کہ اہل کتاب اور مسلمانوں میں سے از راہ بخل اور حرص کی جہت سے یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ جمع کرتے ہیں
سونے کو اور چاندی کو وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور نہیں خرچ کرتے وہ اسکو بیچ راہ خدا کے فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
اَلِیْمٍ پس خوشخبری دے تو ان کو اے محمد صلعم ساتھ عذاب دردناک کے یَّوْمَ یُحْمٰی جس دن کہ گرم کیا جائے اور دہکایا جائے عَلَیْهَا اوپر ان
خزانوں کے فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ بیچ آتش دوزخ کے فَتُكْوٰی بِهَا پس داغ کیے جائیں ساتھ اُن خزانوں گرم کے جِبَاهُهُمْ پیشانیاں انکی
کہ فقیروں کو دیکھ کر اُن پیشانیوں میں چین ڈالتے تھے وَجُنُوْبُهُمْ اور پہلو اُن کے کہ محتاج لوگوں سے پہلو تہی کرتے تھے وَظُهُوْرُهُمْ
اور پشتیں انکی کہ مسکینوں کو دیکھ کر اُن کو پھیر لیا کرتے تھے اور کہا جائے گا اُن کو اس روز کہ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ یہ وہ چیز ہے کہ جمع کی تھی تم نے
اور خزانہ کر کے اسکو رکھا تھا تم نے لِاَنْفُسِكُمْ واسطے نفسوں اپنے کے بہ ارادہ کر کے کہ اس سے ہم آیندہ کو فائدہ حاصل کریں گے اپنے نفسوں کی آرام
اور لذت کے واسطے اور اب اُس سے نہایت ضرر ہے نفسوں کے واسطے فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ پس چکھو تم عذاب اس چیز کا
کہ تھے تم جمع کرتے اور الذین یکنزون باعتبار عطف کے ان کا اسم ہے اور مرفوع بھی ہو سکتا ہے جملہ مستانفہ ہو کر ولا ینفقونہا کی ضمیر مونث کی مرجع
میں کئی وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ باعتبار دلالت کرے کلام کے کنوز کی طرف پھرتی ہے جو کہ اسمیں سے سمجھا جاتا ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ جس وقت
ذہب اور فضہ کا ذکر ہوا تو اس نے اموال پر دلالت کی اس صورت میں اموال کی طرف پھرے گی اور ایک وجہ یہ ہے کہ ضمیر کے پھرنے میں ایک
مرجع پر اکتفا کر کے اختصار کے واسطے اور فضہ قریب تھا اسکی طرف پھیری اور یحمی کا فاعل نار ہے نار کو حذف کر کے طرف علیہا کے اسناد کیا

ہے اور یہ آیت مال مطلق کے جمع کرنے میں ہے کہ مال کو جمع کر کے راہ خدا میں اس میں سے نہ دیوے خواہ زکوٰۃ اسکی ادا کی ہو خواہ ادا نکی ہو خواہ سکہ دار ہو خواہ بے سکہ ہو اس واسطے کہ قرآن میں سونے اور چاندی کا ذکر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت زکوٰۃ کے مقدمہ میں ہے جو شخص کہ مال کو جمع کرے اور زکوٰۃ کہ حق خدا ہے اسکو اس سے ادا نہ کرے تو اس کا یہ عذاب ہے لیکن اسوقت سونے اور چاندی کو مقید کرنا پڑے گا اور مراد اس سے یہ ہوگی کہ وہ سونا اور چاندی سکہ دار ہو اور اسکو جمع کیا ہو اور زکوٰۃ اسکی ادا نہ کی ہو تو اس کے واسطے یہ عذاب ہے اور روایتیں بھی دونوں کے موافق ہیں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر چار ہزار سے زیادہ ہو تو وہ کنز ہے خواہ زکوٰۃ اسکی ادا کی ہو خواہ نہ کی ہو اور اگر چار ہزار سے کم ہے تو وہ نفقہ ہے اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے اگرچہ ظاہر میں رکھا ہو اور جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ کنز نہیں ہے اگرچہ زمین میں مدفون ہو اور ابوذر سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے فرماتے تھے کہ یہ آیت زکوٰۃ دینے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اس درہم و دینار سے کہ جس کی زکوٰۃ نہیں دی ہے داغ کریں گے اس روز کہ مقدار جس کی پچاس ہزار سال کی ہے اور اگر اونٹوں والوں نے زکوٰۃ اونٹوں کی نہیں دی ہے تو اُن لوگوں کو صحرائے محشر میں اوندھا ڈالا جائیگا اور اُن کے اوپر وہ اونٹ چلائے جائیں گے اور جب سب اونٹ پھر لیں گے تو پھر اُن کے اوپر سے اونٹ چلائے جائینگے ہمیشہ اسی عذاب میں رہیں گے اور اسی طرح گائیں اور بکریاں کہ جن کی زکوٰۃ نہیں دی ہے وہ ہمیشہ اُنکے اوپر پھرائے جائیں گے اور سینگ اور لات اُن کے مارے جائیں گے یہانتک کہ خدا حساب سے فارغ ہو اور ثوبان نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ جو کوئی مال جمع کرے اور زکوٰۃ اسکی نہ دیوے خدا اس سے ایک سانپ پیدا کریگا کہ اُسکے سر پر دو نقطے سیاہ ہوں گے اور جس جگہ کہ وہ شخص جائے گا سانپ اُسکے ہمراہ ہوگا اور اس سے جدا نہ ہوگا وہ شخص کہے گا کہ وائے مجھ پر تو کون ہے کہ میری ہمراہی نہیں چھوڑتا ہے سانپ اسکو جواب دے گا کہ میں خزانہ ہوں تیرا کہ تو نے مجھکو جمع کیا تھا ہرگز تجھ سے جدا نہونگا یہانتک کہ تجھ کو خورد و برد کروں اور کھا جاؤں پس دونوں ہاتھ اُسکے اپنے منہ میں لیکر توڑ ڈالیگا اور اسی طرح اُس کے سب اعضا منہ میں لیکر توڑیگا اور نگل جائے گا یہانتک کہ تمام اعضا کا نوالہ کر جائیگا اور پھر اسکو نکالیگا اور اسی طرح سے کھا جائے گا کہ ہمیشہ اسی طرح اسکو عذاب رہیگا اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ درہم اور دینار نے ہلاک کیا ان لوگوں کو کہ جو پہلے تم سے تھے اور تمکو ہلاک کرنے والے ہیں اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ عثمان نے کعب الاحبار کی طرف نظر کی اور اُس سے پوچھا کہ اے ابو اسحاق کیا کہتا ہے تو اس شخص کے حق میں کہ جسنے زکوٰۃ مفروضہ اپنے مال میں سے ادا کی ہو اور اس شخص پر بعد اسکے بھی کچھ واجب ہے کعب الاحبار نے کہا کہ کچھ واجب نہیں ہے اگرچہ ایک خشت سونے کی اور ایک خشت چاندی کی بنوا کر مال کو جمع کرے اسپر کچھ واجب نہیں ہے ابوذر نے یہ سنکر عصا اپنا اُٹھایا اور کعب الاحبار کے سر پر مارا اور کہا کہ اے پسر یہودیہ کافرہ تیری کیا قدر ہے کہ تو احکام مسلمین میں دخل دیوے خدا کا قول زیادہ صادق ہے تیرے قول سے چنانچہ فرمایا ہے کہ والذین یکنزون الذھب والفضۃ یعنی خدا مطلق مال کو کہتا ہے کہ زکوٰۃ اسکی ادا کی ہو یا نہ کی ہو اور اسکو جمع کرے اور راہ خدا میں اس سے نہ دیوے تو اُسکے واسطے وہ عذاب ہے کہ جو قرآن میں لکھا ہے اور رسول خدا نے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا کہ ہلاک ہو جو سونا اور چاندی اور تین مرتبہ یہی کلمہ پڑھا اصحاب یہ سنکر بہت پریشان ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول خدا وہ کونسا مال کریں مال کے جمع کرنے میں کہ جس کا انجام نیک ہو اور مذموم نہو فرمایا کہ دل شکر کرنے والا اور عورت مومنہ کہ دین میں تمہاری مددگار ہو یعنی وہ ذخیرہ کہ جس میں وبال نہو وہ اعمال صالح ہیں پس حاصل دین دار وہ ہے کہ اگر لوگ زینت اور مال میں مصروف ہوویں تو وہ نیک اعمال کے جمع کرنے میں متوجہ ہو غرض یہ ہے کہ اگر مال حرام جمع کیا ہے تو اسپر عذاب ہے خواہ زکوٰۃ اسکی ادا کی ہو خواہ نہ کی ہو اور اگر مال حلال جمع کیا ہے اور زکوٰۃ مفروضہ اس میں سے ادا نہیں کی ہے تو اسپر بھی عذاب ہے اور اگر زکوٰۃ اسکی ادا کر دی ہے تو پھر اسپر کچھ واجب نہیں لیکن حساب اُسکا دینا ہوگا اور بعد ادا کرنے زکوٰۃ مفروضہ کے پھر اسمیں کچھ دینا واجب نہیں ہے مگر مستحب ہے کہ اپنے قریبوں اور مومنین محتاجوں کو اس میں سے کچھ دیتا رہے کہ موجب مزید ثواب ہے ورنہ جمع کر کے دنیا میں چھوڑ جانا اور راہ خدا میں اس میں سے صرف نکرنا اگرچہ بعد ادائے زکوٰۃ کے ہو موجب

ہدایت قبول نہ ہو گا لیکن باعث حسرت اور ندامت کا ہوگا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے اور اب خدائے تعالیٰ
مہینوں کے شمار کا ذکر کرتا ہے کہ سال کے کتنے مہینے ہیں اور اس میں کتنے مہینے حرام ہیں کہ جن میں جنگ کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا تحقیق شمار مہینوں کے نزدیک خدا کے بارہ مہینے ہیں فِي كِتَابِ
اللَّهِ بیچ کتاب خدا کے کہ وہ لوح محفوظ ہے یا کتاب سابقہ یا اس کے حکم میں اور مراد مہینوں سے ماہ قمری ہے اور حق تعالیٰ نے اکثر اعمال مسلمانوں کے
مثل روزہ اور حج اور عدت وغیرہ کے ان ہی مہینوں پر مقرر رکھے ہیں اور فرمایا کہ عدد ان کے بارہ ہیں يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ جس دن کہ پیدا
کیا آسمانوں کو اور زمین کو بیچ ان بارہ میں مِنْهَا ان بارہ میں سے أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ چار مہینے حرام ہیں کہ ان میں اعدائے دین سے لڑنا بجا ہے مگر وہ سبقت
کریں تو مضائقہ نہیں ہے اور وہ چاروں رجب اور ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم ہیں اور فرماتا ہے ذَٰلِكَ یعنی حرام کرنا ان چاروں کا الدِّينُ
الْقَيِّمُ دین قائم اور درست ہے کہ دین ابراہیم اور اسمعیل کا ہے اور عرب کو وہ میراث میں پہنچا ہے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خدائے
تعالیٰ نے تمام مہینوں کے کہ جن سے نیکی اور معاش اور معاد خلائق کے متعلق ہیں عدد ان پر یہ چھوڑے اور فرمایا کہ عند اللہ وفی کتاب اللہ
اور بروجوں کو بھی آسمان کے بھی خود اس نے بارہ کیا اور ایسے ہی عدد نقبائے بنی اسرائیل کے بھی اپنی طرف منسوب کئے ہیں چنانچہ
فرمایا کہ ولقد بعثنا منہم اثنی عشر نقیبا اور بارہ چشمے جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے جاری ہوئے وہ بھی اسی کے حکم سے تھے جیسے کہ فرمایا
فانفجرت منہ اثنتا عشرة عینا بعض کہتے ہیں کہ عدد ائمہ دین کہ صلاح معاش اور معاد خلائق کے اسی سے متعلق ہے اور حقیت اور بطلان
دین کا اسی پر موقوف ہے اسکو عددوں کے شمار کر دیا ہے کہ جس کو چاہیں امام بنا کر کھڑا کر دیں اور خود تو اسکو مقرر کریں اور پھر کہہ دیں
کہ خلیفہ رسول صلعم کا ہے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ پس نہ ظلم کرو تم بیچ ان چار مہینوں کے أَنْفُسَكُمْ
نفسوں اپنے پر ان مہینوں کی حرمت کا ہتک کر کے اور یا یہ کہ نہ ظلم کرو تم بیچ ان بارہ مہینوں کے حرام کاموں اور باتوں کو [illegible]
کر کے اور ابن عباس کے نزدیک ضمیر فیہن کی بارہ ہی کی طرف پھرتی ہے اور فرماتا ہے کہ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً اور
جنگ کرو تم مشرکوں کل سے كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً جیسے کہ جنگ کرتے ہیں وہ تم سے اور تم سب اتفاق رکھتے ہیں اور
کافہ مصدر ہے اور واقع ہوا ہے موضع حال میں اور احاطہ کرنے کے معنی میں ہے اور مشتق ہے کف سے اور کف بمعنی منع ہے اور کافہ پر الف
لام نہیں آتا ہے اور فرماتا ہے وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ اور جانو تم کہ تحقیق خدا ہمراہ پرہیزگاروں کے ہے یعنی انکی نصرت اور
محافظت کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ عادت کفار کی ایام جاہلیت میں یہ بھی کہ ہمیشہ لڑتے تھے اور لوٹ اور غارت کرتے تھے اور حرام مہینوں میں جنگ
نہیں کرتے تھے اور حضرت ابراہیم کے زمانہ سے یہی عادت انکی تھی لیکن بعد اسکے انھوں نے یہ کیا کہ جس وقت وہ جنگ میں مشغول ہوتے تھے
اور ماہ حرام آجاتا تھا تو وہ اسکو حلال کر دیتے تھے اور اسکے عوض میں اور کسی مہینہ کو حرام کرتے تھے اسی طرح تمام سال میں چار مہینے حرام
کرتے تھے لیکن تخصیص نہ کرتے تھے کہ کونسا مہینہ حرام ہے اسی کا نام انھوں نے نسی رکھا تھا اس حال کو خدائے تعالیٰ بیان کرتا ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ إِنَّمَا النَّسِيءُ سوائے اسکے نہیں کہ تاخیر حرام ہونے ایک مہینے کی دوسرے مہینے کے ساتھ کہ حرام مہینہ کو مؤخر کر دینا حلال مہینے سے بدل کر
لوٹ مار کے واسطے زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ زیادتی ہے بیچ کفر کے اسواسطے کہ خدا کے حرام کو حلال کرنا اور اسکے حلال کو حرام کرنا کفر ہے اور
انھوں نے اپنے اس کفر کو اس کفر اصلی پر زیادہ کر دیا ہے اور نسی کو ابو جعفر نے مشدد پڑھا ہے بغیر ہمزہ کے اور ابو جعفر محمد بن علی علیہم السلام
نے اسکو مخفف پڑھا ہے بدون ہمزہ کے ہدیٰ کے وزن پر اور باقیوں نے مد اور ہمزہ سے پڑھا ہے يُضَلُّ بِهِ گمراہ ہوتے ہیں ساتھ اس
عمل کے اور ابو قتیبہ نے اسکو بضم یا اور کسر ضاد پڑھا ہے اور کوفیوں نے اسکو سوائے ابوبکر کے بضم یا اور فتح ضاد پڑھا ہے یعنی گمراہ کئے جاتے ہیں
ساتھ اس عمل کے الَّذِينَ كَفَرُوا وہ لوگ کہ کافر ہوئے يُحِلُّونَهُ حلال کرتے ہیں وہ اس نسی کو کہ وہ تاخیر حرمت ایک مہینے کی

ہے دوسرے مہینے کے ساتھ پس حلال کرتے ہیں وہ اسکو عَامًا ایک سال وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا اور حرام کرتے ہیں وہ اُسے ایک سال
یعنی دوسرے سال میں لِّيُوَاطِئُوْا تاکہ موافق کریں وہ اور پورا کریں عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ شمار اس چیز کا کہ حرام کی ہے خدا نے یعنی
چار مہینے جو خدا نے حرام کیے ہیں اُنکو پورا کردیں کہ وہ چار ہو جاویں خواہ کوئی مہینا کیوں نہ ہو اسمیں کچھ خصوصیت کسی مہینے کی نہیں ہے فَيُحِلُّوْا مَا
حَرَّمَ اللّٰهُ پس حلال کرتے ہیں وہ اس چیز کو کہ حرام کی ہے خدا نے کہ فقط عدد کا پاس رکھتے ہیں اور وقت کی رعایت نہیں کرتے زُيِّنَ
لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ آراستہ کی گئی ہے واسطے اُنکے بدی اعمال اُن کے کی کہ شیطان نے اُن کے اعمال بد کو مزین اور آراستہ کر کے ان کو
دکھلایا ہے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ خدا نہیں ہدایت کرتا ہے قوم کفار کو کہ دیدہ و دانستہ عناد کی جہت سے انکار کرتے ہیں
ولہذا روش کا بلکہ اُنکو اُن کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور یا یہ معنی ہیں کہ آخرت میں اُن کو بہشت کی راہ نہیں دکھلاتا ہے بلکہ اُن کے کفر کی
جہت سے دوزخ کی راہ انکو دکھلاتا ہے اور کہتے ہیں کہ نویں سال ہجرت کے جو قت کہ رسول خدا جنگ حنین سے پھرے تو ارادہ جنگ تبوک کا کیا
اور ان ایام میں ہوا بہت گرم تھی اور مدینہ کے آدمی بسبب قحط اور خشک سالی کے نہایت پریشان تھے جس وقت حکم پہنچا کہ اصحاب واسطے
جنگ مشرکین کے آمادہ ہو کر طرف تبوک کے روانہ ہوں تو لوگوں نے بسبب بُعد مسافت اور کثرت اعدا اور قلت زاد راہ اور حرارت ہوا
کے جانے سے کراہت کی اور روانہ ہونے میں ہمراہ رسول خدا کے کاہلی کی اُن کے روانہ ہونیتک حق آیتیں نازل ہوئیں چند چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يٰٓا
يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو مَا لَكُمْ کیا ہے واسطے تمہارے کہ واسطے بلند کرنے کلمہ دین کے اِذَا قِيْلَ لَكُمُ
انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جس وقت کہا جاتا ہے واسطے تمہارے کہ باہر نکلو تم بیچ راہ خدا کے تو اثَّاقَلْتُمْ بھاری ہو جاتے ہو تم اور کاہلی
کرتے ہو اور مائل ہوتے ہو تم اِلَى الْاَرْضِ طرف زمین کے کہ اس زمین سے تم باہر نہیں نکلتے ہو اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
مِنَ الْاٰخِرَةِ کیا راضی ہوئے تم ساتھ زندگانی دنیا کے آخرت سے کہ دنیا کو دین پر مقدم جانتے ہو فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ پس نہیں ہے فائدہ زندگانی دنیا کا بیچ مقابلہ آخرت کے اور اسکی نعمتوں کے اِلَّا قَلِيْلٌ مگر تھوڑا اور عنقریب
فنا ہو جانیوالا ہے اور عاقل فائدہ کثیر دائم آخرت کی کو چھوڑ کر اندک فائدہ دنیا کو کہ جو فانی ہے کیونکر اختیار کرے گا اور فرماتا ہے کہ اِلَّا تَنْفِرُوْا
اگر باہر نہ نکلو گے تم اس لڑائی کے واسطے کہ جس کا تمکو حکم ہوا ہے تو يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا عذاب کریگا تمکو خدا عذاب درد ناک کہ تم
پر قحط ڈالے یا قحط سے تمکو ہلاک کرے وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ اور بدل دیگا وہ تمکو ایک قوم سے کہ غیر تمہارے ہوں اور وہ
قوم بہتر اور زیادہ فرمانبردار تم سے ہو اور وہ قوم فارس کی ہے قوم سلمان فارسی کی چنانچہ حدیث میں آیا ہے وَّلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا
اور ضرر پہنچا سکو گے تم اسکو کچھ کہ وہ خدا غنی اور غالب مطلق ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے کہ جو چاہے سو کرے
اور تمہاری نصرت کا وہ محتاج نہیں ہے وہ اپنے رسول کی خود نصرت کرے گا اور بعضی روایتوں میں سبب ان آیتوں کے نزول کا اس طرح
سے لکھا ہے کہ کچھ آدمی شام سے غلہ وغیرہ مال تجارت لیکر مدینہ میں آئے تھے اور انھوں نے مدینہ میں یہ مشہور کیا تھا کہ روم کے آدمی جمع
ہوئے ہیں اور ارادہ ان کا رسول خدا سے جنگ کرنیکا ہے اور ایک لشکر عظیم جمع ہوا ہے اور ہرقل بادشاہ روم کا بھی اپنے لشکروں کو ہمراہ لیکر روانہ
ہوئے اور بہت قوموں کو اس نے ہمراہ اپنے لیا ہے اور لشکر اُسکے مقابلہ پر آتے ہیں اور وہ حمص پر اُترا ہے رسول خدا نے یہ خبر سنکر اپنے اصحاب
کو تیاری جہاد کا اور سامان جنگ کا حکم دیا اور قومیں عرب کی جو کہ گرد و نواح میں رہتی تھیں اور جو لوگ کہ مکہ معظمہ کی طرف میں تھے اور جو آدمی
کہ عرب میں مسلمان ہو گئے تھے سب کو جہاد کرنیکا حکم کیا اور سب جماعت عرب کی آئیں اور منافقین اور سوائے اُن کے کہ ضعیف الایمان
تھے وہ بیٹھ رہے خدائے تعالیٰ ان کاہلی اور سستی کرنے والوں پر حضرت کے اصحاب میں سے عتاب کرکے فرماتا ہے کہ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ
اگر نہ نصرت کرو گے تم اُس پیغمبر کی اور تنہا اُسکو چھوڑ دو گے تو نصرت کرے گا اُسکی پروردگار اُسکا جزا اسکی محذوف ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے اللہ

ینصروہ فقد نصرہ اللہ یعنی اگر نصرت نکرو گے تم اس پیغمبر کی تو بس قریب ہے کہ نصرت کرے گا اسکی خدا اور بے یار و مددگار اسکو نہ چھوڑے گا
جیسے کہ پہلے اس سے بے یار و مددگار اسکو نہیں چھوڑا ہے فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ پس تحقیق نصرت کی ہے اسکی خدا نے پہلے اس سے یہ جزائے عدم
ہے اس شرط کی کہ جو بعد اسکے ہے لاتحزن ان اللہ معنا تک اور ماجرا اسکی محذوف ہے بعد اسکے اور دلالت کرتا ہے اسپر فقد نصرہ اللہ یعنی پس تحقیق نصرت
کی ہے اسکی خدا نے اِذْ اَخْرَجَهُ جس وقت کہ نکال دیا تھا اسکو مکہ سے اسکے وطن مالوف سے الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے
وہ یعنی ارادہ اسکے نکال دینے کا ہے اور قتل کرنیکا کیا تھا اور خدا تعالے نے اسکو حکم نکل جانے کا کیا کہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ جس وقت دوسرا دو کا
تھا وہ یہ حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ اس وقت رسولخدا کے ہمراہ ابوبکر تھے اس واسطے خدا نے دوسرا دو کا فرمایا ہے یعنی اسوقت ہم نے
اسکی مدد کی ہے کہ جس وقت اسکے ہمراہ سوائے ابوبکر کے کوئی نہ تھا اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ جس وقت کہ وہ دونوں بیچ غار کے تھے اور وہ غار
جبل ثور میں ہے مکہ معظمہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ سے جانب راست مکہ کے اور اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک گول پتھر ہے مثل گنبد کو جاکے اور
اندر سے وہ خالی ہے اسکو خدا تعالے نے غار فرمایا ہے اور دروازہ اسکا ایک بالشت اور چار یا پانچ انگشت کا طول میں ہے اور اسی کے قریب
عرض میں ہے اس تنگ دروازے میں سے جناب رسولخدا اور ابوبکر دونوں اس پتھر کے اندر داخل ہوئے تھے کہ وہ اندر سے خالی ہے اور دبلے پتلے
آدمی اب بھی اس دروازہ میں سے اوسکے اندر داخل ہوتے ہیں اور اس پتھر کے شکم ہی کو خدائے تعالے نے غار فرمایا ہے اور رسولخدا کے داخل
ہونے کے بعد لوگوں نے اس تنگ دروازے کے مقابلہ میں ایک اور دروازہ اس تنگ دروازے سے کشادہ بنا دیا ہے اس پتھر کو توڑ کر کہ اس
تنگ در میں سے داخل ہوکر اس کشادہ میں سے باہر نکل جائیں اور فراخی اس پتھر کے اندر اسکی اس قدر ہے کہ میانہ قد کا آدمی اس میں سیدھا
کھڑا نہیں ہو سکتا اور یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ کفار نے جناب رسولخدا صلعم کے قتل اور قید کا اور نکال دینے کا اس میں سے ایک امر کا ارادہ کیا
تھا اور پھر رائے سب کی حضرت کے قتل پر قرار پائی اور جبرئیل حضرت کے پاس حکم لائے کہ تو شہر سے باہر نکل جا جناب رسولخدا اپنی جگہ امیر المومنین کو
کو سلا کر شب پنجشنبہ کو تنہا اپنی دولتسرا سے روانہ ہوئے اور ابوبکر کو رستہ میں کھڑا ہوا دیکھا اسکو ہمراہ اپنے لیجانا مناسب جانا اور شہر مکہ سے باہر
نکلکر جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے اور اس پہاڑ کے اوپر چڑھکر اس غار میں داخل ہوئے اور پہلے اس سے اس غار پر جالے کی علامت نہ تھی اور تین روز اس غار
میں رہے خدا تعالے نے اس غار کے دروازے پر درخت مغیلان کا اوگا دیا اور بحکم خدا اس کے دروازے میں کبوتر نے انڈے رکھے اور مکڑی نے
اس میں جالا تن دیا اور عامر بن فہیرہ اپنی گوسفند دیکو وہاں چرانے کو لیجاتا تھا دونوں صاحب اس کا دودھ پیتے تھے اور جس وقت کہ حضرت اپنی
دولتسرا میں نہ ملے کفار کو اور حضرت علی مرتضیٰ کو وہاں دیکھا تو مایوس ہوکر وہاں سے چلے گئے اور سراقہ کہ بڑا کھوجی تھا اسکو ہمراہ اپنے لیکر
حضرت کا کھوج نکالتے ہوئے چلے وہ شخص کھوج نکالتا ہوا انکو غار تک لیگیا لیکن غار کے دروازے میں جو انڈے اور جالا تنا ہوا دیکھا
تو کہا کہ اسمیں تو نہیں گئے ہیں یا تو آسمان پر چلے گئے ہیں یا زمین میں گھس گئے ہیں وہ وہاں سے مایوس ہوکر پھر گئے اور رسولخدا اور ابوبکر بعد
تین روز کے وہاں سے نکل کر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور یہ قصہ پہلے اس سے مفصل سورۂ انفال میں گذر گیا ہے اور کہتے ہیں کہ ابوبکر نے
جو اس غار کے دروازے کو دیکھا تو بیقرار ہوئے اور بہت خوف کیا اور حضرت سے کہا کہ یا رسول خدا اگر کوئی شخص مشرکین میں اپنے زیر قدم
نگاہ کرے تو البتہ وہ ہمکو دیکھ لیوے حضرت نے فرمایا کہ اسکا رنج مت کر خدائے تعالے ہمارا نگہبان ہے چنانچہ خدائے تعالے اس حال سے
خبر دیتا ہے کہ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ جس وقت کہتا تھا وہ پیغمبر واسطے ہمراہی اپنے کے یعنی رسولخدا صلعم ابوبکر سے فرماتے تھے کہ لَا تَحْزَنْ مت
رنج کر تو کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا تحقیق خدا ہمراہ ہمارے ہے کہ ہمارے حال کو وہ جانتا ہے اور باعث ابوبکر کے رنج اور غم کرنے
کا خوف کفار تھا کہ وہ غار کے دروازے پر کھڑے تھے اور اس کو یہ خیال تھا کہ مفت میں مارے گئے اس واسطے جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو منع کیا کہ غمگین مت ہو تو خدائے تعالے ہمارے حال سے مطلع ہے وہ ہمکو

بچاوے گا اور محفوظ رکھیگا اور ہمکو دشمنوں پر فتح دیگا اور اُن کے شر سے ہمکو نگاہ رکھے گا اور کہتے ہیں کہ ایک شخص مسمٰی کرز ہیں واسطے دفع کرنے حاجت
ضروری کے اپنا ستر کھول کر غار کے دروازے کے آگے بیٹھا رسول خدا صلعم نے اپنا روئے مبارک اُسکی طرف سے پھیر لیا اور ابوبکر سے فرمایا کہ دیکھا تُو نے کہ
یہ لوگ ہمکو نہیں دیکھتے ہیں اور اگر ہمکو یہ دیکھتے تو یہ شخص ہمارے سامنے اپنے ستر کو کھول کر نہ بیٹھتا اور بعد اُسکے حضرت نے اپنے ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا کی کہ خداوندا
ان کافروں کی آنکھوں کو کور کر دے خدائے تعالےٰ نے ان کو اُنکی طرف سے اندھا کر دیا یہاں تک کہ وہ سارے پہاڑ میں گردش کرتے
ہوئے پھرے اور سب غاروں میں پہاڑ کے حضرت کو تلاش کیا لیکن ان کے ہی غار میں وہ نہ گئے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ
پس نازل کیا خدا نے رحمت اپنی کو کہ وہ سبب تسکین اور آرام دل کا تھا عَلَيْهِ اوپر اس پیغمبر کے کہ اس حضرت کو یقین ہو گیا کہ کفار ہمیں پر فتح
نہ پاسکیں گے اور ابوبکر کو جو حضرت حزن کرنے سے منع کرتے تھے یہ بھی تعلیق ہی کی جہت سے تھا کہ ہمکو کوئی دستیاب نہیں کر سکتا اور خدائے تعالےٰ ہمارا
حافظ ہے کہ اُس نے سب سامان حفاظت کا موجود کر دیا ہے اس صورت میں جزع اور فزع کر کے اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالنا چاہئے اور
جو امر کہ خلاف حفاظت ہے اسکو سرزد کرنا چاہئے اور یہ مراد نہیں ہو سکتی ہے کہ اگر چاہیں اندر سے کوئی حرکت کر کے کفار کو خبر
کر دیں تو اسکا بھی کچھ مضائقہ نہ ہو اس واسطے کہ اس صورت میں تو پوشیدہ رہنے کی کچھ حاجت نہ تھی اور خدائے تعالےٰ میں تو سب طرح کی قدرت
ہے اگر چاہتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت کے گھر میں ہی محفوظ رکھتا اور غار میں نہ جانے دیتا لیکن ہر ایک امر کا ایک سامان
ہوتا ہے خدائے تعالےٰ نے سامان حفاظت کا غار پر موجود کر دیا اس سامان کی جہت سے حضرت کو اپنے محفوظ رہنے کا یقین ہو گیا اور یہ سامان
اس امر کا تجویز کرنے والا نہیں ہے کہ غار کے اندر ہاے اور واے کرنے کا بھی کچھ خوف نہ ہو اور فرمایا ہے کہ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ
لَّمْ تَرَوْهَا اور مدد کی اور قوت دی اس پیغمبر کو ساتھ لشکروں کے کہ نہیں دیکھتے تھے تم اُن کو یعنی ملائکہ کے لشکروں کو غار پر بھیجا کہ وہ
نگہبانی جناب رسول خدا صلعم کی کرتے تھے اہل سنت اس آیت سے ابوبکر کی فضیلت ثابت کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اس میں کوئی فضیلت نہیں ہے
اس واسطے کہ فضیلت تو اس وقت ہوتی ہے کہ جس وقت کوئی فضیلت کا کام کرے اور یہاں خلیفہ صاحب نے کیا کام کیا سوا اس کے کہ حضرت کے ہمراہ
ہو لئے اور غار میں جا کر کفار کے خوف سے رنج کرنے لگے اور جزع اور فزع کر کے خوف کو بڑھانے لگے جس سے کفار کو اطلاع ہو جاوے اور کہتے
ہیں کہ خدائے تعالےٰ نے رسول خدا کو ثانی اثنین فرمایا ہے اثنین میں ایک رسول خدا ہیں اور دوسرے ابوبکر ہیں کہ ایک مکان میں دو کا اتفاق تھا ہم کہتے
ہیں کہ اثنین کونسی فضیلت ہے جب دو ہوں گے تو ایک ان میں سے دوسرا دو کا ہو گا اور ایک مکان میں ہونے سے بھی کچھ فضیلت حاصل نہیں
ہے مومن اور کافر اکثر ایک جگہ ہوتے ہیں حضرت نوح اور لوط کی بیبیاں ہمراہ اُن کے ایک بستر پر رہتی تھیں اور ان اللہ معنا کہنے میں بھی
ابوبکر کو کوئی شرف حاصل نہیں ہے اس واسطے کہ خدائے تعالےٰ ہر آدمی کے ہمراہ ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور اگر خدا
حفاظت کے لئے ہمراہ اُن کے تھا جیسے قرینہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے تو وہاں حفاظت رسول خدا کی منظور تھی کہ لوگ حضرت کے درپے تھے اور
ارادہ حضرت کے قتل کا رکھتے تھے اور ابوبکر کے درپے کون تھا کہ حفاظت اُنکی ملحوظ ہوتی اور حضرت کی حفاظت کے لئے خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ
ایدہ بجنود لم تروہا اور حضرت کی حفاظت کے واسطے غار پر فرشتے بھیجے اور اگر ابوبکر کی بھی حفاظت ملحوظ ہوتی تو فرماتا کہ ایدہما بجنود لم تروہا
اور یہ معیت ملحاظ قرینہ حفاظت ہی پر دلالت کرتی ہے نہ اُسکے غیر پر اس واسطے کہ یہ ایسا ہی مقام ہے اور خدائے تعالےٰ جو کسی کے ہمراہ ہوتا ہے
تو مراد اُس سے یہ نہیں ہوتی کہ خدائے تعالےٰ اُس سے چمٹا ہوا ہے بلکہ مراد اُس سے یہ ہے کہ اسکا علم اور قدرت اُس سے متعلق ہے اور رسول خدا
صلعم نے جو فرمایا تھا کہ خدا ہمارے ہمراہ ہے تو مراد اُس سے یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ ہمارے حال کو جانتا ہے کہ اپنی قدرت سے وہ ہمکو محفوظ رکھے
گا خدائے تعالےٰ نے دونوں کو محفوظ رکھا حضرت کو اصالتاً اور ابوبکر کو حضرت کے طفیل سے کہ وہ ہمراہ حضرت کے تھے اور ابوبکر کی حفاظت کے
واسطے بھی خدا ہمراہ ابوبکر کے ہوا تو اس میں کیا بزرگی ہے اس واسطے کہ خدائے تعالےٰ کفار کی بھی حفاظت کرتا ہے اور اُن کے جان و تن کو دریا کی

آفتوں سے کون بچاتا ہے اور صحرا کے درندوں سے اُن کے مسافروں کی کون حفاظت کرتا ہے کیا سوائے خدا کے اُن کا کوئی اور حافظ ہے جو واسطے محافظت کے اُن کے ہمراہ ہے اور سب معیتیں ایک طرح کی نہیں ہوتیں اور ایک معیت کا دوسری معیت پر حمل نہیں ہو سکتا بلکہ معیتوں میں فرق ہے جہاں فرماتا ہے کہ مع المتقین وہاں مراد یہ ہے کہ خدا اُنسے راضی ہے اور انکے افعال کو پسند کرتا ہے یعنی جو اعمال و افعال متقین سے از راہ اتقا و پرہیزگاری کے سرزد ہوتے ہیں اُن سے خوش ہوتا ہے اور جیسے کہ فرماتا ہے کہ ان اللہ مع المومنین وہاں مراد یہ ہے کہ واسطے نصرت کے ہمراہ مومنین کے ہے چنانچہ جنگ بدر کے قصہ میں فرماتا ہے کہ وان اللہ مع المومنین اور غار میں جو رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ ان اللہ معنا وہاں حفاظت مراد ہے اور نہ کوئی امر سوائے حفاظت کے اور حفاظت خدا جیسے کہ مومنین کے واسطے ہوتا ہے ویسے ہی کفار کے واسطے بھی ہوتی ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں ہے اور بعضی روایت میں یہ آیا ہے کہ ابوبکر نے رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ علیؑ آپکے بستر پر تنہا ہے مجکو اسکی طرف سے رنج ہے حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ لا تحزن ان اللہ معنا یعنی نہ رنج کرو کہ بتحقیق خدا ہمراہ ہمارے ہے یعنی ہمراہ میرے اور علیؑ کے ہے اور حقیقت میں ابوبکر کو خدا پر اعتماد اور توکل نہ تھا تاکہ جانے کہ خدا ہمارا حافظ ہے اور حزن سے باز رہے بلکہ اس مقام میں بڑی منقصت ہے خلیفہ صاحب کی چہ جائیکہ فضیلت اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو اور رسولخدا صلعم کے معجزے کو کہ وہ انڈے دینے کبوتری کے اور جالا تننا مکڑی کا اور پیدا ہوجانا درخت خار دار کا دروازے میں تھا یہ سب سامان حفاظت کا ملاحظہ کرتے تھے اور پھر یقین انکو نہ تھا کہ ہم بچیں گے اور نہ رسولخدا کے فرمانیکا یقین تھا کہ وہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ہم ہجرت کرکے مدینہ میں پہنچیں گے اور دین ہمارا سب دینوں پر غالب ہوگا لیکن اپنی جان کا خوف تھا خلیفہ صاحب اس واسطے رنج کرتے تھے اگر وقت نکلنے مکہ سے معلوم ہوتا کہ ہم ایسی بلا میں گرفتار ہوں گے تو ہرگز ہمراہ حضرت کے نہ آتے امر سہل سمجھ کر ہمراہ ہو لئے تھے اور اب مشکل پڑی اس واسطے رنج کرتے تھے اور خدا سے دعا مانگتے تھے کہ اس بلا سے نکالے جیسے کہ حافظ شیرازی کہتے ہیں ع الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا • کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا • اور نہ رسولخدا کی جانکی کچھ پروا نہ تھی اور نہ حضرت کی جانکا کچھ رنج تھا اسواسطے کہ اسکے تو بعد اسکے بارہا وقوع میں آیا ہے کہ ہزاروں کافروں میں رسولؐ کو تنہا چھوڑ کر جہاد میں سے بھاگ جاتے تھے اور اس وقت تو چند کفار تھے اور اگر یہاں بھی کوئی راہ بھاگنے کی پاتے تو یہاں سے بھی بھاگ جاتے کیا اسکو عشق اور محبت کہتے ہیں کہ اپنی جان کو رسولخدا کی جان پر مقدم جانکر حضرت کو معرکہ جہاد میں تنہا چھوڑ جانا اور غار میں کونسی محبت صرف کی تھی اور کس آفت سے حضرت کو بچایا تھا اور کون سے مقام میں جان نثاری خلیفہ صاحب سے ظہور میں آئی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے عاشق و جان نثار حضرت کے ہیں بلکہ جو مقام کہ جان نثاری کا تھا وہاں سے تو حضرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور غار میں اگر حضرت کے واسطے رنج کرتے تھے تو وہ مقام تو رنج کرنے ہی کا نہ تھا اس واسطے کہ وہ تو بحکم خدا مثل حصن حصین کے ہو گیا تھا وہاں کسیطرح کا کھٹکا نہ تھا بلکہ غار میں جو رنج کرتے تھے یہ بسبب بے اعتمادی کے اپنی گرفتاری کا رنج تھا ایسے مکان میں کہ جہاں سے بھاگ نہیں سکتے تھے اور عشق او جان نثاری وہ ہے کہ جو علیؑ ابن ابیطالب سے ظہور میں آئی کہ حضرت کے بستر پر جانشین ہو کر سیکڑوں کفار کا تنہا نے مقابلہ کیا اور کسی سے خوف نکیا جو حضرت نہ کفار حضرت کے دولتسرا میں داخل ہوئے اور نہ کبھی جہاد میں حضرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگے اور خلیفہ صاحب اگر حضرت کے دوست بھی تو دوست نادان تھے کہ باوجود ملاحظہ سامان حفاظت کے پھر رنج اور جزع و فزع کرتے تھے کہ جس سے کفار کو اطلاع ہوجائے کہ غار میں بیٹھے ہیں اور آدمی نادان کی ہمراہی سے سانپ اور بچھو بہتر ہیں کہ اُن کے سبب خوف درد و الم کا ہوتا ہے اور آدمی نادان کی ہمراہی سے خوف جانکا ہے اور شیخ سعدی نے شعر میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے ع تر ار اژدہا گر بود یار غار • ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار • اور اگر خلیفہ صاحب حضرت کے ہمراہ رہے تو کیا فائدہ حضرت کو انکی ہمراہی سے ہوا راستہ میں انکو کھڑا ہوا دیکھ کر ہمراہ اپنے لیلیا لیکن پہلے سے انکو حضرت نے نہیں کہہ رکھا تھا کہ تم ہمراہ میرے غار میں چلنا اگر اسوقت کوئی اور شخص مسلمانوں میں سے راہ میں ملتا تو اسکو ہمراہ اپنے لیجاتے اسواسطے کہ مصلحت راز کے پوشیدہ رکھنے میں بھی اسی میں تھی اس میں کچھ ابوبکر کی خصوصیت نہیں ہے اور امام

چنانچہ تفسیر میں فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے رسول خدا صلعم کو وحی کی کہ اے محمد علیِ اعلیٰ تجھ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ فلانی اور فلانی کفار نے حیلہ کو درپے ہیں اور حکم کرتا ہے کہ ہمراہ لے تو ابوبکر کو اگر وہ تجھ سے انس کریگا اور تیری مدد کرے گا اور اپنے عہد اور عقد پر ثابت رہیگا تو جنت میں تیرے رفقا میں سے ہوگا اور حضرت نے ابوبکر سے پوچھا کہ تو ہمراہ میرے چلنے پر راضی ہے کہا کہ ہاں میں راضی ہوں اور اگر آپکی محبت میں مجھ کو ایذا اور بلا پہنچے تو اسکو میں دنیا کی سلطنت سے بہتر جانتا ہوں اور میری جان اور مال اور اہل اور عیال آپ پر فدا ہیں حضرت نے یہ سنکر فرمایا اگر تیری زبان تیرے دل کے موافق ہو تو خدا اسیلئے تجھکو بمنزلہ کان اور آنکھ اور سر کے بدن میں اور بمنزلہ روح کے بدن سے کرے گا مثل علیؑ کے کہ وہ ایسا ہی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے فضائل ہیں اے ابوبکر جسنے خدا سے عہد کیا اور پھر اسکو توڑا نہیں اور نہ بدلا اور نہ متغیر کیا اور نہ حسد کیا ہے اس شخص سے کہ جسکی فضیلت خدا نے ظاہر کی ہے وہ ہمارے ہمراہ ہوگا مقام بلند میں انتہا۔ وحی حضرت پر اس وقت نازل ہوئی ہے کہ جس وقت رسول خدا صلعم نے ابوبکر کو رستے میں کھڑا ہوا دیکھا اور بعد اسکے انکو اپنے ہمراہ غار میں لے گئے اور اس روایت سے ابوبکر کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہو اسطے کہ اس میں بہت شرطیں مذکور ہیں کہ جن میں سے ابوبکر نے ایک شرط بھی ادا نہیں کی ہے اور اگر ابوبکر اچھے اور ان شرطوں کے بجا لانے والے ہوتے تو خدا ایسی وحی میں شرط کے ساتھ بیان نہ کرتا بلکہ کہتا کہ تو ابوبکر کو ہمراہ اپنے لیجا کہ وہ تجھ سے انس کرے گا اور تیری مدد کریگا اور عہد کو وفا کرے گا اور ساتھ رہیگا اور قائم رہیگا اور نہ رسولؐ خدا اسکو ایسا فرماتے کہ اگر زبان تیری دل کے موافق ہو اور کیونکر نہ ایسا فرماتے کہ حضرت تو جانتے تھے کہ دل ان کا ان کی زبان کے موافق نہیں ہے اور جیسا یہ اس وقت کہتے ہیں اسکے موافق نہ کریں گے اور بعد میری ریاست کے حرص کرینگے چنانچہ جامع الاصول میں کہ جو جامع صحاح ستہ اہل سنت کی ہے یہیں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے اپنے اصحاب سے کہ تحرصون علی الامارۃ وتکون لکم ندامۃ یعنی قریب ہے کہ حرص کرو تم اوپر حکومت کے اور ہوویگی وہ واسطے تمہارے ندامت اور ایسا ہی ہوا اور یہ بھی جامع الاصول وغیرہ میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلعم نے شہدائے احد کو فرمایا ہے کہ ان کے اسلام کے ثبات ہونے میں گواہی دیتا ہوں ابوبکر نے کہا کہ یا رسول خدا کیا ہم اُن کے بھائی نہیں ہیں کہ اسلام کو قبول کیا اور جہاد کیا ہم نے جیسے کہ انھوں نے جہاد کیا تھا رسول خداؐ نے یہ سنکر فرمایا کہ ہاں البتہ ایسا ہی ہے لیکن نہیں جانتا میں کہ بعد میرے مرنے کے تم دین میں کیا احداث کروگے ابوبکر یہ سنکر روئے اور کہا کہ کیا تحقیق ہم ہونے والے ہیں محدث بعد تیرے یا رسول خداؐ اور یہ خطاب خاص ابوبکر کے اور انکے یاروں کی طرف ہے اور مراد احداث سے تغیر و تبدل ہے دین میں کہ جس سے سب اعمال ابوبکر کے باطل ہوگئے اور یہ باتیں خلیفہ صاحب کی خوشامد آمیز کہ جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ بڑا ہی دوست جانثار ہے رسول خدا کا یہ باتیں ظاہرداری کی حضرت کے روبرو تھیں اور ہمیشہ ایسی ہی باتیں کرتے تھے مگر بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو کچھ خلیفہ صاحب نے کیا ہے اور اہلبیت رسولؐ کے حقوق ضبط کرکے انکو رنج پہنچاتے ہیں کتابیں اس سے پر ہو رہی ہیں اور حال انکا اور عہد و عقد پر قائم رہنے کا یہ تھا کہ زیر درخت حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم جہاد میں سے کبھی نہیں بھاگیں گے اور بعد اُسکے جنگ حنین میں ایسے بھاگے کہ پیچھے کو پھر کر دیکھتے بھی نہ تھے صرف نو آدمی بنی ہاشم کے حضرت کے پاس رہ گئے تھے اور رسول خدا صلعم انکو پکارتے تھے کہ کہاں بھاگے جاتے ہو میں ہوں رسول خداؐ اور حضرت کی آواز سے جب کوئی نہ پھرا تو حضرت عباس نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر آواز دی کہ اے مہاجرین و انصار اے بیعت رضوان والو اے سورۃ البقرہ والو بیعت کو مت توڑو کہاں بھاگے جاتے ہو یہاں آؤ اس وقت حضرت عباس کی آواز کو سنکر الٹے پھرے چنانچہ کتب تفاسیر اور تواریخ میں لکھا ہے اور ایسے ہی خیبر سے بھاگے جس کو اہل سنت تعبیر کرتے ہیں کہ بھاگے نہیں تھے بلکہ جس وقت خیبر فتح ہوا تو وہاں سے بے نیل مقصود واپس ہو کر چلے آئے تھے اور حال یہ ہے کہ رسول خدا صلعم کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھاگ کے چلے آئے تھے چنانچہ حضرت نے بعد اُن کے جنگ سے چلے آنے کے فرمایا کہ میں کل کو اپنا علم ایسے شخص کو دونگا کہ جو غیر فرار ہو اور بھاگے نہیں پس صاف ظاہر ہوتا ہے اس سے کہ وہ بھاگ کر آئے تھے ورنہ غیر فرار کہنے کی کیا احتیاج تھی یہ حال تھا عہد اور عقد پر قائم رہنے کا اور اس عہد اور عقد ہی میں سے خلافت علی ابن ابیطالب کی تھی کہ اس عہد کو کہ جو غدیر خم میں علیؑ کی خلافت پر کیا تھا اور جسکی مبارکباد

خلیفہ دوم سے جو علی ابن ابیطالبؑ کو بھائی تھے اس عہد کو توڑ ڈالا اور علیؑ کے مرتبہ کا حسد کیا اور انکے حق کو غصب کیا اور خلافت کی طمع میں
خون وغیرہ اور تاویلیں کرنے لگے اور اگر ابوبکر کا دل صاف ہوتا اور رسول خدا انکو جانتے کہ کبھی خدا کی اور میری مخالفت نہ کرینگے نہ میری زندگی میں
نہ میرے بعد مرنے کے تو ایسا کیوں فرماتے کہ اے ابوبکر جس نے خدا سے عہد کیا اور اسکو توڑا نہیں اور نہ بدلا اور نہ متغیر کیا اور نہ حسد کیا دوسرے
شخص کے فضائل سنکر تو وہ ہمارے ہمراہ ہوگا اسکے کہنے کی کیا احتیاج تھی اور ایسے دوست کو ایسا کون کہتا ہے مگر وہ شخص کہ جس کے دل میں کھٹکا
ہو دوست کی طرف سے اور جانتا ہو کہ یہ عہد کو توڑیگا اور تغیر و تبدل کریگا اور فضائل والے کی فضیلتوں کا حسد کریگا اور ایسا ہی ہوا
اور اسی واسطے حضرت نے کئی شرطیں بیان کی ہیں اور جب ان شرطوں کو وفا نہ کیا تو شرط بھی باقی نہ رہا اور ابوبکر کے گھر سے بلاکر لیجانے کی روایت کسی
کتاب میں موجود نہیں ہے نہ خلاصۃ المنہج میں اور نہ تفسیر امامؑ میں اور یہ جو تفسیر امام علیہ السلام میں لکھا ہے کہ خدائے تعالے نے وحی کی رسولخدا
صلعم پر کہ ابوبکر کو ہمراہ لیجا اگر وہ عہد پر قائم رہیگا تو ہمراہ تیرے جنت میں ہوگا یہ وحی بھی اس وقت کی ہے کہ جس وقت رسولخدا
صلعم نے ابوبکر کو راستے میں کھڑا ہوا دیکھکر دریافت کیا کہ اسکو میں ہمراہ اپنے لیجاؤں یا نہیں خدا تعالے نے وحی کی کہ اسکو ہمراہ اپنے لیجا اگر یہ
ایسا کام کرے گا تو جنت میں تیرے ہمراہ ہوگا لیکن اس نے کسی شرط کو پورا نہ کیا چنانچہ مذکور ہوا ہے اور خلاصۃ المنہج میں اسی قدر ہے
کہ ابوبکر کو ہمراہ اپنے غار میں لے گئے اور ابوبکر کے گھر جاکر بلا لانا کچھ نہیں ہے اور اہل سنت ابوبکر کے فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ خدائے
تعالے نے قرآن میں ابوبکر کو رسولخدا صلعم کا صاحب فرمایا ہے ہم کہتے ہیں کہ ایسے لفظ سے فضیلت مراد لینی نہایت تعجب ہے اس واسطے کہ صاحب معنی
ہمراہ ہے جو کوئی کسی کے ہمراہ ہوتا ہے اسکو اسکا صاحب کہتے ہیں خواہ مومن ہو خواہ کافر ہو چنانچہ قرآن میں بھی آیا ہے کہ قال لہ صاحبہ
وهو یحاوره اور حال یہ ہے کہ وہ آدمی اس مومن کا صاحب کہنے والا کافر تھا اور یہ سورۂ یوسف میں فرمایا ہے کہ یا صاحبی السجن مضادی
میں لکھا ہے کہ یہ اصل میں یا صاحبین السجن ہے یہاں اضافت صاحبین کی طرف یائے متکلم کی ہوئی ہے اور معنی اسکے یہ ہوئے حضرت یوسف
نے ان دو کافروں سے کہ جو ہمراہ انکے قیدخانہ میں تھے کہا کہ اے دو صاحب میرے بیچ قیدخانہ کے پس جس وقت کافروں کو صاحب کہا تو اس
لفظ سے کوئی بزرگی حاصل ہوئی اور عرب کے شاعر نے گدھے کو بھی آدمی کا صاحب کہا ہے اور اصل یہ ہے کہ صاحب کا لفظ صحبت سے مشتق ہے جو
کوئی کسی کا ہم صحبت ہوتا ہے کہ دونو ایک جگہ میں ہوں یا کوئی ہم قوم اور ہم قبیلہ ہوتا ہے تو اسکو صاحب کہتے ہیں نہ یعنی صحابی اور اسی واسطے
جناب رسولخدا کو خدائے تعالے نے کفار کا صاحب فرمایا ہے کہ ما ضل صاحبکم وما غوی اور فرمایا ہے کہ ما صاحبکم بمجنون پس ایسے لفظ کے
بیان میں کونسی بزرگی ہے کہ جس کو مومن و کافر دونو شریک ہیں اور اگر ہم تسلیم کریں کہ مراد صاحب سے صحابی ہے جس نے کہ حالت اسلام
میں رسولخدا صلعم سے ملاقات کی ہو اس میں بھی کچھ فائدہ نہیں ہے جبتک کہ تمام عمر صحابی کی ایمان صحیح پر نہ گذری ہو اور بعد رسول خدا صلعم کے
کوئی احداث دین میں نہ کیا ہو اور اہل سنت کہتے ہیں کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ میں ضمیر علیہ کی صاحب کے لفظ کی طرف پھرتی ہے اور مراد
صاحب سے ابوبکر ہے اس واسطے کہ جزع اور فزع ابوبکر کرتا تھا اور رنج میں مبتلا تھا پس چاہیے کہ ضمیر علیہ کی اسکی طرف پھرے یہ دلیل بھی سست
اور رکیک ہے اس واسطے کہ اس وقت گو ابوبکر جزع اور فزع کرتے تھے لیکن خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ ابوبکر کہ ایک شخص غیر اور حضرت کی ہمراہیوں
میں سے ہے اس پر تو سکینہ کو نازل کروں اور رسولخدا جو کہ مقصود اصلی ہیں اور خوف ہی انکو کفار کی طرف سے کہ خاص انکی ہی جان کے درپے
ہیں ان پر سکینہ کو نازل نہ کروں اور سوائے اسکے خدائے تعالے اس آیت کے اول میں فرماتا ہے کہ اگر تم اسکی نصرت نہ کروگے تو خدائے تعالے
اسکا ناصر ہے کہ اس نے اسکی نصرت اس وقت کی ہے کہ جس وقت اسکو کفار نے نکال دیا تھا اور بعد اسکے اسی نصرت کا ذکر کرتا ہے کہ فانزل اللہ
سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروہا اسمیں تو جھگڑا نہیں کہ سکینہ جس کی نصرت کی ہے اسکے واسطے چاہیے یا اسکے غیر کے واسطے چاہیے اور یہ کیونکر ہوسکتا
ہے کہ جس کی نصرت کرے اسکے واسطے تو سکینہ نہ ہووے اور ایک شخص ہمراہی کے واسطے ہو جائے اور تائید کرتا ہے رسول خدا کی طرف ضمیر پھرنے کو قول

حق تعالے کا حکم کہ پہلے اس سے اسی سورہ میں ہے کہ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین اور سورہ فتح میں فرمایا ہے کہ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین اور اگر ابوبکر پر بھی سکینہ کا نازل کرنا منظور ہوتا تو کہتا کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہما اور ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ فقط ابوبکر پر سکینہ نازل ہو کہ جو ہمراہ ہو لیا ہے اور رسول خدا کہ جو مقصود اصلی ہے اور کفار اُس کے قتل کے درپے ہیں اور ہر جانب سے اسیر دشمنوں کا نرغہ ہے اور کفار کے ظلم سے وہ جلاوطن اور بے خانماں ہو کر نکلا ہے اس پر سکینہ نازل نہ ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے اور ان سب امور سے قطع نظر کر کے قرآن کے الفاظ کی طرف ملاحظہ کرو اور اس آیت کو اول سے دیکھو کہ ضمیر تنصروہ کی اور نصرہ کی اور اخرجہ کی اور لصاحبہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھرتی ہے اور بعد علیہ کے لفظ کے ضمیر ایدہ کی بھی رسول خدا کی طرف پھرتی ہے ان سب ضمیروں کے بیچ میں ضمیر علیہ کی ابوبکر کی طرف کیونکر پھرے گی یہ امر تو کسی زبان میں درست نہیں ہے نہ عربی میں نہ فارسی میں نہ ہندی میں اور کلام خدا کہ جسکی برابر کوئی کلام فصیح نہیں ہے اس میں یہ کیونکر درست ہوگا اور تعجب ہے بعض اہل سنت نے مثل صاحب بیضاوی کے کہ باوجود کمال وقوف علم عربی کے بے محابا خلاف محاورہ اہل زبان کے لکھے ہیں کہ ضمیر علیہ کی پیغمبر کی طرف پھرتی ہے یا اسکے صاحب کی طرف اور یہی اظہر ہے اور جاننا چاہیے کہ اذ اخرجہ الذین سے لاتحزن ان اللہ معنا تک شرط ہے کہ اس میں ہر ایک جملہ ماقبل کے جملہ سے تعلق رکھتا ہے اور فقط نصرہ اللہ اسکی جزائے مقدم ہے اور فانزل اللہ سکینتہ کا عطف اسپر ہے اور یا یہ کہ جزا اسکی محذوف ہے کہ تفسیر کرتا ہے اسکی فقد نصرہ اللہ کہ اس کلام میں تقدیم اور تاخیر ہے اور ایسا قرآن میں بہت آیا ہے پس معنی آیت کے اس وقت میں یہ ہوئے کہ جس وقت نکال دیا اس پیغمبر کو ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے جس وقت دوسرا دو کا تھا وہ پیغمبر کہ جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے جس وقت کہتا تھا وہ پیغمبر واسطے ہمراہی اپنے کے کہ نہ رنج کر تو کہ تحقیق خدا ہمراہ ہمارے ہے تو پس تحقیق نصرت کی اس پیغمبر کی خدا نے اُس وقت پس نازل کیا سکینہ اپنے کو اوپر اُس کے اور قوت دی اسکو ساتھ لشکروں کے کہ نہیں دیکھتے تھے تم اُن کو اور یہ کی آیتوں کو چھوڑ کر صرف اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ سے لینا اور عبارت کے معنی میں خبط کرنا یہ کام اس شخص کا ہے کہ جس کے حق میں خدائے تعالے فرماتا ہے کہ افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض اور دیکھو کہ فانزل اللہ سکینتہ تحت میں فقط نصرہ اللہ کے واقع ہوا ہے اور سکینہ کا نازل کرنا اُسی کے اوپر چاہیے کہ جس کی نصرت کی ہے نہ اُس کے غیر پر کہ جس کا کوئی خواہاں نہیں ہے اور منع کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوبکر کو رنج سے اسی واسطے تھا کہ کثرت خوف اور رنج سے زیادہ جزع اور فزع نہ کرنے لگیں اور اگر وایدہ بجنود کا عطف فانزل اللہ سکینتہ پر نہ کریں بلکہ خلاف محاورے کے فقد نصرہ اللہ پر کریں اور علیہ کی ضمیر کو صاحب کے لفظ کی طرف پھیریں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ بلاغت کلام سے نہایت بعید ہے اور جیسے کہ انتشار ضمیروں کا مخالف بلاغت کے ہے ایسے ہی اس طرح کا عطف بھی مخالف بلاغت کے ہے اور سوائے اس کے انتشار ضمائر تو اب بھی باقی رہتا ہے کہ پانچ ضمیروں میں سے چار ضمیریں تو ایک شخص کی طرف پھرتی چلی آئیں اور ایک ضمیر دوسرے شخص کی طرف پھرے اس طرح کا کلام خالی سقم سے نہیں ہے اور نظم قرآنی سے ہرگز متبادر نہیں ہوتا ہے کہ کہیں اسطرح کا عطف بھی آتا ہو اور اگر خدا کو ایسا ہی منظور ہوتا کہ سکینہ ابوبکر پر بھی نازل کرے تو فانزل اللہ سکینتہ علیہما کہتا اور وایدہ بجنود کو فقد نصرہ اللہ کے تحت میں اسکے قریب ذکر کرتا اور ایسی ایسی واہی تاویلوں سے کیا فائدہ ہے کہ قرآن شریف میں تصرف بیجا کرنا نہیں چاہیے اور اقرب کیطرف ضمیر کو اسوقت پھیرتے ہیں کہ جسوقت عبارت کی نظم میں کوئی خرابی لازم نہ آتی ہو اور یہاں اول سے ایک شخص کی طرف سب ضمیریں عود کرتی ہیں اگر اسکے بیچ میں ایک ضمیر اسکے غیر کی طرف پھیریں تو اس سلسلہ میں خلل واقع ہوگا اور انتشار ضمائر لازم آئے گا اور قرآن شریف میں کسی جگہ انتشار ضمائر کا کسی آیت میں واقع نہیں ہوا ہے اور اگر ایسا ہو تو بلاغت سے خالی ہو جائے اور معجزہ ہونا اسکا باقی نہ رہے اور مسلمان ایسے امر کو قرآن میں ہرگز تجویز نہ کریگا کہ جو عرب کی بولیوں میں مذموم ہے اور ان الانسان لربہ لکنود وانہ علی ذالک لشہید میں ہرگز انتشار ضمائر نہیں ہے اور اس میں سب ضمیریں انسان کی طرف پھرتی ہیں اور وانہ علی ذالک لشہید میں بھی انہ کی ضمیر

انسان کی طرف پھرتی ہے اور وہ انسان گواہ ہے بسبب ظاہر ہوئے آثار ناشکری کے آنحضرت اور جاننا چاہئے کہ اگر ہمراہ رسولخدا کے کسی جگہ
مومنین ہوتے ہیں اور سکینہ ان پر نازل ہوتا ہے تو سکو شامل ہوتا ہے پیغمبر کو بھی اور ان مومنین کو بھی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فانزل
اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین اور غار میں سوائے ابوبکر کے اور کوئی ہمراہ حضرت کے نہ تھا سو خدا تعالے نے وہاں رسولخدا پر تو سکینہ کو نازل کیا
اور ابوبکر پر نازل نہ کیا دیکھو اس سے کیا لازم آتا ہے اور اگر خلاف نظم قرآن کے فرض کریں ہم کہ علیہ کی ضمیر ابوبکر کی طرف پھرتی ہے اور خدا نے انکے لئے
بھی ابوبکر پر ہی سکینہ کو نازل کیا تو اس صورت میں بھی ابوبکر کی فضیلت کچھ ثابت نہوگی اس واسطے کہ اگر نزول سکینہ کا ابوبکر پر ہوگا تو بالعرض ہوگا واسطے
حفاظت رسول خدا صلعم کے مثل اور سامان حفاظت کے جیسے کہ انڈے دینے کبوتری کے اور جالا تننا مکڑی کا اور منظور ہوگا اس سکینہ سے خاموش کرنا
ابوبکر کا اس واسطے کہ ایسا نہو کہ مارے خوف کے اور کثرت رنج سے زیادہ ہائے اور واے کرکے کفار کو خبر کردیں اور انکو معلوم ہو جائے کہ حضرت یہاں
بیٹھے ہیں اسواسطے سکینہ تو نازل کیا ہے تاکہ خلیفہ صاحب خاموش ہو جائیں اور فریاد اور زاری نہ کریں اور بالذات ابوبکر پر سکینہ کے نازل کرنے سے
کیا فائدہ ہے کہ انکا کوئی خواہاں ہی نہ تھا کفار تو حضرت کی جان کے درپے تھے اور اُن حضرت ہی کی حفاظت منظور تھی نہ ابوبکر کی اور کیا کام
مصلحت کا خلیفہ صاحب سے لیا تھا کہ جس کے سبب سکینہ ان پر بالذات نازل ہوتا بجز اسکے کہ جزع اور فزع کرکے خوف کو زیادہ کرتے تھے اور
کام مصلحت کا وہ تھا کہ جو علیؑ ابن ابیطالب نے کیا تھا کہ تنہا ہزاروں کفار کے مقابلہ میں رسولخدا صلعم کے بستر پر قیام کیا تھا اور حق تعالے نے
اُنکی منقبت میں فرمایا ہے (ص ۱۱ ابو مہا ؟) ۔ ابتغاء مرضات اللہ اور ابوبکر کو کیا خوف تھا کہ وہ رسولخدا کے ہمراہ ہونے سے ہر آفت سے بچے ہوئے
تھے جو سمجھے کہ رسولخدا پر گذرتا وہ ان پر بھی گذرتا اور خدا تو اسے سبب کا حامی اور مددگار تھا ابوبکر کو بھی حضرت کی ہمراہی کے سبب کوئی آفت
پہنچتی لیکن وہ تو باوجود اسکے پھر بھی رنج اور جزع اور فزع میں مبتلا تھے اور اگر یہ سب امور تسلیم کئے جائیں کہ ابوبکر کو رسولخدا اُنکے گھر سے ہی
ملا کے لے گئے تھے اپنا دوست اور یار جانکر اور حضرت ہی کے واسطے وہ رنج کرتے تھے اور سکینہ بھی انپر ہی خدا نے نازل کیا تھا لیکن اُن وقت
ان امور کا حاصل ہونا کچھ فائدہ نہیں بخشتا ہے اسواسطے کہ ایمان نجات کی کفایت نہیں کرتا ہے جبتک کہ وقت مرنیکے ایمان صحیح حاصل نہیں ہوتا
اور بعد ایمان لانیکے تادم واپسیں افعال بد صادر نہوئے ہوں اسواسطے کہ خدا تعالے ان لوگوں ہی کی طرف خطاب کرتا ہے کہ ومن یرتدد منکم عن دینہ
اور فرماتا ہے کہ یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ اور فرماتا ہے کہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اور ابوبکر کا ہمراہ رسولخدا کے ہونا غار میں ثابت اس
امر کا نہیں ہو سکتا کہ بعد اسکے ابوبکر سے کوئی فعل بد مخالف ایمانداری کے صادر نہو اور حضرت صادقؑ اور امام رضاؑ سے روایت ہے کہ قرأت
صحیحہ میں فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ آتا ہے یعنی علیہ کی جگہ لفظ علی رسولہ کا آیا ہے اور خدا فرماتا ہے وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور
کر دیا خدا نے کلمہ ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے تھے السُّفْلَىٰ اور نیچا کہ کفر کی طرف جو بلاتے تھے اور حضرت کا قتل کرنا جو چاہتے تھے اس امر کو
اُن کے خدا نے نیچا کیا خوار اور ذلیل کر دیا وَكَلِمَةُ اللَّهِ اور کلمہ خدا کا کہ وہ بلاتا طرف اسلام کے ہے یا وہ توحید خدا کی یا کلمہ شہادت ہے
هِيَ الْعُلْيَا وہی بلند زیادہ ہے اور بہت بڑے مرتبہ والا ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ پیغمبر کو اُن کافروں کے ہاتھ سے نجات دیکر مدینہ کو پہنچایا اور ابتدا
ہے قوت اسلام کی اور کلمۃ اللہ کی تا کو یعقوب نے منصوب پڑھا ہے کلمۃ الذین پر عطف کر کے وَاللَّهُ عَزِيزٌ اور خدا غالب ہے کہ مسلمانوں کو عزت دیوے
اور کفار کو ذلیل کرے حَكِيمٌ حکمت والا ہے کہ جو کچھ وہ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور مقصود ذکر کرنیسے غار کے قصہ کے درمیان
ذکر جنگ تبوک کے یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اے مسلمانو اگر تم جہاد کرنے سے اور تبوک کو روانہ ہونیسے کراہت رکھتے ہو اور میرے پیغمبر کی نصرت نہ کروگے
تو کچھ پروا نہیں ہے جیسے اسکی حالت تنہائی میں نصرت کی ہے کہ جس وقت کہ سوائے ایک آدمی کے اس کے پاس کوئی اور نہ تھا اور اب بھی ہم اسکی نصرت کر سکتے ہیں اور اسکے بعد
خدا پھر تبوک کے جانیکو حکم کرتا ہے بعد نصیحت کرنیکے کہ اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا باہر نکلو اے مومنین ہلکے ہونوالے ہو کر اور خواہ بھاری ہونے
ہو کر کہ یہ دونوں لفظ حال واقع ہوئے ہیں اور مراد اس ذکر سے سوار اور پیادے ہیں یا تندرست اور بیمار یا جوان اور بوڑھے یا تونگر اور درویش

بارے پہاڑ اور ناہموار راستا اور مع جد سنگار پیادے اور موٹے دبلے روحہ اور ناروحہ اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمیوں نے ذرا عیب اور اسباب
کے ضائع ہونے کا بہانہ کر کے ارادہ کیا کہ تبوک کو نہ جائیں خدائے تعالیٰ نے عذر اُن کا قبول نہ کیا اور حکم کیا کہ سب باہر نکلو خواہ سبک ہو مال اور اسباب
کی وجہ سے خواہ گرانبار ہو وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ اور جہاد کرو تم ساتھ مالوں اپنے کے کہ سامان جہاد میں مالوں کو خرچ کرو تم وَأَنْفُسِكُمْ
اور جہاد کرو تم ساتھ جانوں اپنی کے کہ مشرکین سے لڑو تم فِي سَبِيلِ اللَّهِ بیچ راہ خدا کے ذَٰلِكُمْ یہ یعنی باہر نکلنا اور جہاد کرنا خَيْرٌ
لَكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے جہاد کے ترک کرنے سے إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر ہو تم کہ جانتے ہو امر خیر کو اور جہاد کے ثواب کو اور اس کے ترک
کرنے کے عذاب کو اور کہتے ہیں کہ جس وقت جناب رسول خدا صلعم نے لوگوں کو واسطے جانے تبوک کے حکم دیا تو وہ لوگ تین فرقے ہو گئے تھے ایک فرقہ
نے تو ارشاد حضرت کا بدل وجان قبول کیا اور واسطے جانے تبوک کے آمادہ ہوئے اور جلدی کی تو وہ اکابر مہاجرین و انصار تھے اور بعضے مالداران مومنوں
کو وہاں کا جانا گراں معلوم ہوا لیکن چار و ناچار حکم خدا اور رسول کو اختیار کیا اور ایک فرقہ نے اجازت نہ جانے کی چاہی اور وہ لوگ منافق تھے اُنکے حق میں
خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَوْ كَانَ عَرَضًا اگر ہوتا وہ مال و اسباب یعنی جس امر کی طرف کہ وہ بلائے جاتے ہیں اگر ہوتا وہ مال و اسباب قَرِيبًا نزدیک
کہ بے مشقت اُنکو ہاتھ لگتا وَسَفَرًا قَاصِدًا اور ہوتا وہ سفر میانہ کہ دور نہ ہوتا لَاتَّبَعُوكَ البتہ پیروی اور متابعت کرتے وہ تیری اے محمد صلعم وَ
لَٰكِنْ بَعُدَتْ اور لیکن دور اور بعید ہوئی عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ اوپر اُن کی مسافت کہ وہ مشقت سے قطع کرتے ہوئے وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ
اور قریب ہے کہ قسمیں کھائینگے وہ ساتھ خدا کے جس وقت کہ تو تبوک سے اُلٹا پھریگا اور قسمیں کھا کر کہینگے کہ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ اگر طاقت
رکھتے ہم تو البتہ نکلتے ہم ہمراہ تمہارے اور تمہاری رفاقت اور موافقت میں بہت کوشش کرتے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ہلاک کرتے
ہیں وہ نفسوں اپنے کو جھوٹی قسم کھا کر کہ اپنے تئیں مستحق عذاب کا کرتے ہیں وہ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ اور خدا جانتا ہے تحقیق کہ وہ
البتہ دروغگو ہیں اس قول میں کہ اگر ہم طاقت رکھتے تو البتہ تبوک کو روانہ ہوتے اور یہ آیت بھی معجزات قرآن میں سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے پیش از وقوع خبر دی
ہے کہ جس وقت تو سفر سے پھریگا تو یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھائیں گے اور ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ ہمراہ حضرت کے نہ گئے اور جس وقت کہ ارادہ جانے کا کیا تو منافقین
نے کہا کہ جس وقت محمد مع اصحاب یہاں سے روانہ ہوگا اور تبوک کہ یہاں سے بہت دور ہے اور قریب سرحد روم کے ہے وہاں پہنچے گا تو مدینہ خالی ہو جائیگا اس
وقت ہم محمد کے اور اسکے اصحاب کے گھروں کو لوٹ لینگے اور اُنکے بچوں اور عورتوں کو قید کریں گے خدا نے جبرئیل کو بھیج کر اس خبر سے مطلع کیا رسول خدا نے جبرئیل سے
پوچھا کہ پھر کیا تدبیر کرنی چاہیے جبرئیل نے کہا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہاں نوبت تلوار چلنے کی نہ پہنچے گی بلکہ صلح ہو جائے گی تم اپنی جگہ علی کو یہاں
نائب کر کے چھوڑ جاؤ اور اہلبیت کو اور مہاجرین اور انصار کو اُسکے سپرد کرو کہ وہ یہاں تمہارا خلیفہ اور نائب ہو کر رہیگا اور مدینہ کی حفاظت کریگا اور جس وقت
علی تمہاری زندگی میں صلاحیت تمہاری نیابت کی رکھتا ہے تو بعد وفات تمہاری کے بھی وہی اولیٰ ہے سب سے رسول خدا نے حضرت علی کو اپنا نائب کیا اور
خود اسطرف تبوک کی روانہ ہوئے منافقوں نے جس وقت یہ حال دیکھا کہ مکر ہمارا باطل ہو گیا تو طعن کرنا شروع کیا کہ محمد کو علی سے کچھ رنج ہے کہ اسکو عورتوں
اور لڑکوں کی محافظت کے واسطے یہاں چھوڑ گیا ہے امیرالمومنین نے یہ بات سنی تو بہت شاق معلوم ہوا اور ترک کیا اسکا اور ہتھیار باندھ کر حضرت
کی خدمت میں روانہ ہوئے اور پہلی منزل پر حضرت سے ملاقات ہوئی حضرت نے فرمایا کہ اے علی تجھ کو کیا ہوا ہے کہ تو مدینہ کو خالی چھوڑ کر چلا آیا
امیرالمومنین نے عرض کی کہ منافقین کا طعن آپ کے اور میرے حق میں مجھکو یہاں لایا ہے کہ ایسا اور ایسا کہتے ہیں وہ حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ تو
راضی نہیں ہوتا ہے کہ تو وصی اور وزیر اور خلیفہ میرا ہو اور گوشت تیرا گوشت میرا ہے اور خون تیرا خون میرا ہے و انت منی بمنزلة هارون من موسى إلا انه لا
نبی من بعدی یعنی اور تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر فرق یہ ہے کہ بعد میرے کوئی پیغمبر نہیں ہے حضرت علی نے کہا کہ میں راضی ہوں اور وقت
روانگی تبوک کے منافقین نے جانے میں عذر کیا تھا تو رسول خدا نے انکو ہمراہ اپنے نہ لیا خدا نے اپنے حبیب کو بر سبیل تعطف و تلطف خطاب کیا کہ عَفَا اللَّهُ
عَنْكَ معاف کرے خدا تجھسے اے محمد لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ کیوں اجازت دی تو نے واسطے ان منافقین کے نہ جانے کے واسطے حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ

۶ ع ۵ ۱۲

الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ یہاں تک کہ ظاہر ہوئے واسطے تیرے احوال ان لوگوں کے کہ راست گو تھے وہ عذر میں اور جانتا تو جھوٹوں کو یعنی تجھکو حال ان لوگوں کے سچ اور جھوٹ کا معلوم ہو جاتا تاکہ کون سچا ہے عذر کرنے میں اور کون جھوٹا ہے تجھکو اذن دینا نہ چاہیے تھا بلکہ اولیٰ یہ تھا کہ اُن کو اذن نہ دیتا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا کو ان کے نفاق سے خبر نہ تھی اس واسطے انکو اذن دیا تھا خدا نے جو رسول خدا کو عفی اللہ عنک فرمایا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان حضرت سے کچھ گناہ سرزد ہوا تھا بلکہ یہ موافق محاورہ عرب کے ہے کہ عفو اور رحمت کے ساتھ دعا کرتے ہیں بدون صدور جرم کے مثلاً کوئی پیاسے کو پانی پلائے تو وہ اسکو کہتا ہے کہ غفر اللہ لک اور جس وقت کسی کو چھینک آتی ہے تو دوسرا آدمی اسکو سنکر کہتا ہے کہ یرحمکم اللہ اور خاطر میں اس کے اسوقت نہیں گذرتا کہ اس سے گناہ صادر ہوا ہے بلکہ اس میں ایک تعظیم اور توقیر مخاطب کی ہے اور اس آیت میں ایک معاتبہ لطیف ہے کہ آیت میں عفو کا لفظ عتاب سے پہلے آیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے ادام اللہ لک العفو لک اذنت ہے یعنی ہمیشہ کیے خدا واسطے تیرے عفو کو کیوں تو نے اذن دیا تو نے اور بعضی روایت میں یہ ہے کہ خطاب رسول خدا کی طرف ہے اور مراد اس سے امت کے لوگ ہیں اور اسکے مابعد کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے خود انکا جہاد میں جانا نہیں چاہا اس سے معلوم ہوا کہ اذن دینا قبیح نہ تھا لیکن اگر اذن نہ دیتے تو اولیٰ تھا اور تعجب ہے زمخشری سے اور صاحب تفسیر بیضاوی سے کہ باوجود کمال علم عربی کے بے محابہ کہتے ہیں کہ پیغمبر سے خطا ہوئی ہے ان صاحبوں کا یہ حال ہے کہ خلفائے ثلثہ میں سے اگر کسی سے واقع میں خطا سرزد ہوئی ہے تو اس خطا کو تاویلیں کر کے ایسا بناتے ہیں کہ اس خطا سے انکو بالکل پاک اور صاف کر دیتے ہیں اور اگر کسی پیغمبر کی لغزش کا ظاہر قرآن میں ذکر ہوگا تو اسکو ایسا ثابت اور روشن کرینگے کہ پیغمبر اپنے مرتبہ سے گر جائے اور کہنے کو گنجائش ہو کہ ثلاثہ سے خطا ہوئی ہے تو کیا مضائقہ ہے پیغمبروں سے بھی خطائیں صادر ہوئی ہیں اب خدا تعالیٰ مومنین کے اوصاف بیان کرتا ہے کہ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ نہیں اذن چاہتے ہیں تجھ سے اے محمد وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہیں بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ کہ جہاد کریں وہ ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے یعنی جو لوگ کہ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے ہیں وہ اپنے مالوں اور جانوں سے موجود ہیں جہاد کرنے میں اور تجھ سے اس مقدمہ میں اذن نہیں چاہتے ہیں کہ تو حکم دیوے تو وہ جہاد کریں بلکہ تجھ کو جسوقت جہاد کا سامان کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ تو جلد تیار ہوتے ہیں وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ اور خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ پرہیزگاروں کے اور پیچھے والوں کو پیچھے رہنے سے بس اُنکو ثواب بخشش فرمائیگا إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ سوائے اسکے نہیں کہ اذن چاہتے ہیں تجھ سے وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے اور اسکے ثواب کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ شک میں ہیں دل اُن کے یعنی اسلام کے حق ہونے میں وہ متردد ہیں فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ پس وہ بیچ شک اپنے کے تردد میں ہیں اور حیران اسواسطے کہ اگر مومن خالص ہوتے اور اعتقاد صحیح رکھتے تو روز آخرت میں اور نصرت خدا میں شک نہ کرتے اور ثواب اُخروی کی امید میں جہاد کرنے پر مستعد ہوتے اور اذن کو طلب کرتے وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ اور اگر ارادہ کرتے وہ منافقین نکلنے کو طرف جہاد کے لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً تو البتہ تیار کرتے واسطے اس نکلنے کے سامان کو کہ سفر کے کام میں آئے وَلَٰكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ اور لیکن مکروہ جانا ہے خدا نے اُٹھانا انکا واسطے سفر کے کہ اگر چلتے وہ تو سوائے شر کے اُنسے اور کچھ صادر نہ ہوتا اور جیسا کہ انکا حال آگے آتا ہے فَثَبَّطَهُمْ تو بند کیا اُنکو خوف کو انپر غالب کرکے وَقِيلَ اقْعُدُوا اور کہا گیا کہ بیٹھو تم گھروں میں مَعَ الْقَاعِدِينَ ہمراہ بیٹھنے والوں کے کہ وہ عورتیں اور لڑکے ہیں اور بیمار اور بوڑھے اور لنگڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا تبوک کو روانہ ہوئے تو عبد اللہ بن ابی منافق بھی ایک جماعت منافقوں کی ہمراہ اپنے لیکر نکلا اور مقابلہ میں رہا کہ جسکو وادی جدم کہتے ہیں اُس نے مقام کیا اور جس وقت لشکر اسلام کا دوسری منزل پر پہنچا کہ جسکو حرب کہتے ہیں تو وہ اپنے آدمیوں سمیت الٹا پھر گیا جب یہ رسول خدا کو پہنچی حضرت نے فرمایا کہ اگر انہیں ایمان ہوتا تو وہ ہماری ہمراہی کرتا اور تم عینیت

جاؤ کہ اُن کے سر سے تم نے خلاصی پائی چنانچہ خدائے تعالے موافق قول حضرت کے فرماتا ہے کہ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ اگر نکلتے وہ درمیان
تمہارے مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا زیادتی کرتے وہ تمکو مگر تباہی اور بدی اور مکر کو اور تمکو نامرد اور بددل کر دیتے ہیں فساد اور گمراہی
کر کے وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ اور البتہ گھوڑے دوڑاتے وہ درمیان تمہارے فساد کے کہ ایک شخص کی تم میں سے دوسرے کے ساتھ
چغلی کھایا کرے اور آپس میں تمہاری نزاع ڈلوایا کرتے يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ چاہتے ہیں وہ تم میں اور طلب کرتے ہیں فتنہ کہ تمہاری ایکتائی الفت
ہو جائے وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ اور درمیان تمہارے سننے والے ہیں واسطے انکے یعنی جاسوس ہیں اُن کی طرف سے کہ وہ خبریں تمہاری
ان کو پہنچاتے ہیں وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ اور خدا جاننے والا اور عالم ہے ساتھ ظلم کرنیوالوں کے کہ وہ منافق ہیں اور انکو دونوں کی مالوں
کو جانتا ہے موافق اُسکے ان کو لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ البتہ تحقیق طلب کیا ہے اُنھوں نے فتنہ کو یعنی صحابہ کے تفرقہ کو مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے کہ
جنگ احد میں سے بھاگ گئے اور جنگ خندق میں اُنھوں نے کہا کہ یا اہل یثرب لا مقام لکم وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ اور الٹ پلٹ دیا اُنھوں نے واسطے تیری کاموں کو
تیرے اے محمد یعنی تیرے کاموں کو بگاڑ دیتے میں اُنھوں نے حیلے اور تدبیریں کیں حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ یہانتک کہ آ گیا حق کہ تجھکو نصرت حاصل ہوئی وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ اور
غالب آیا کام خدا کا اُسکے کاموں پر کہ دین اسلام غلبہ ہوا اور کفر کو پستی حاصل ہوئی وَهُمْ كٰرِهُوْنَ اور وہ ناخوش ہو نیوالے ہیں اور کراہت کرنے والے
ہیں نصرت اور دولت شریعت سے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ بارہ منافقوں نے جنگ تبوک میں شب کو پہاڑ کی گھاٹی پر کمینگاہ
میں بیٹھکر ارادہ کیا کہ جس وقت پیغمبر ادہر کو آئے تو ایک دفعہ ہی یہاں سے نکل کر اسکو ہلاک کریں لیکن انکا مکر پیش نہ چلا اور رسول خدا کو نصرت
حاصل ہوئی اور وہ لوگ ذلیل ہوئے اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا نے جد بن قیس کو دیکھا تو فرمایا کہ تجھکو رغبت ہے کہ تو واسطے لڑائی
رومیوں کے ارادہ کرے اور اُنسے خوبصورت لونڈیاں لیوے تو جد نے کہا کہ انصار جانتے ہیں کہ میں عورتوں پر حریص ہوں ڈرتا ہوں کہ گوری
عورتوں کو دیکھوں تو صبر نہ کر سکوں گا اور بلا اور فتنہ میں پڑ جاؤں گا اُس کے مقدمہ میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمِنْهُمْ
مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ اور بعض ان میں سے وہ شخص ہے کہ کہتا ہے اذن دے تو واسطے میرے کہ لڑائی میں نہ جاؤں یہیں وَلَا
تَفْتِنِّيْ اور نہ فتنہ میں ڈال تو مجھکو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فتنہ سے اسباب اور عیال ہیں یعنی منافق کہتے تھے کہ اے محمد ہمکو
جانیکا اذن دے اور ہمکو فتنہ میں مت ڈال کہ سب ضائع ہوتے اسباب اور عیال ہماری کے کہ بعد ہمارے انکا کوئی خبر لینے والا نہیں ہے
اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا خبردار ہو کہ بیچ فتنہ کے پڑے ہیں وہ کہ وہ فتنہ جہاد سے پیچھے رہنے کا اور ظاہر ہونے نفاق کا ہے وَ
اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور تحقیق کہ دوزخ البتہ احاطہ کرنے والی ہے ساتھ کافروں کو قیامت کے روز کہ اس سے نہ نکلنے
پاویں اور فرماتا ہے خدائے تعالے کہ اِنْ تُصِبْكَ اگر پہنچے تجھکو اے محمد صلعم حَسَنَةٌ کوئی نیکی مثل فتح و غنیمت کے جیسے کہ بدر میں تجھکو پہنچی
تھی تو پہنچی تھی تجھکو تَسُؤْهُمْ بُرائی لگتی ہے ان منافقوں کو بسبب حسد اور نفاق کے وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ اور اگر پہنچتی ہے تجھکو کوئی
مصیبت کہ شکست تجھکو حاصل ہو یا کوئی مومن زخمی ہو تو يَّقُوْلُوْا کہتے ہیں وہ خوش ہو کر قَدْ اَخَذْنَآ تحقیق بطور پکڑا تھا ہم نے اَمْرَنَا
مِنْ قَبْلُ کام اپنا پہلے اس سے کہ دوراندیشی کر کے ہم نے احتیاط کی اور لڑائی میں ہم نہ گئے وَيَتَوَلَّوْا اور پھرتے ہیں وہ وہاں سے
وَّهُمْ فَرِحُوْنَ جس وقت کہ وہ خوش ہوئے واسطے خدائے تعالے فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ
لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ہرگز نہ پہنچیگا ہمکو مگر جو کچھ کہ لکھا ہے خدا نے واسطے ہمارے لوح محفوظ میں فتح اور غنیمت یا
شہادت اور درجات بلند بہشت میں کہ هُوَ مَوْلٰىنَا وہ خدا آقا ہمارا ہے وَعَلَى اللّٰهِ اور اوپر خدا ہی کے نہ اسکے غیر پر فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ
پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان لانیوالے اسواسطے کہ ایمان کا حق یہی ہے کہ خدا کے غیر پر اعتماد اور توکل نکریں کیونکہ خدا پر توکل کرنا موجب ہے حاصل ہونے مقصود
کا اور امیدی ہے آفات سے اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ مراد حسنہ سے غنیمت اور عافیت ہے اور مراد مصیبت سے بلا اور سختی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے

محمد صلعم کہ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا نہیں انتظار کرتے ہو تم ساتھ ہمارے اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ مگر ایک کا دو نیکیوں میں سے کہ فتح
نصرت ہے اور شہادت ہے اگر مارے جائیں ہم وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اور ہم انتظار کرتے ہیں ساتھ تمہارے ایک کا دو میں سے اَنْ يُّصِيْبَكُمُ
اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ کہ پہنچاوے تمکو خدا ساتھ عذاب کے نزدیک اپنے سے اَوْ بِاَيْدِيْنَا یا ساتھ ہاتھوں ہمارے کے تمکو عذاب پہنچاوے
کہ قتل ہم قتل کریں بسبب کفر اور نفاق تمہارے کے فَتَرَبَّصُوْٓا پس انتظار کرو تم اسکو جو کہ انجام ہمارا ہے اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ تحقیق کہ
ہم ہمراہ تمہارے انتظار کرنے والے ہیں کہ تمکو کیا پہنچے اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اَنْفِقُوْا خرچ کرو تم یہ امر بمعنی خبر ہے یعنی خرچ
کرو تم یا نہ کرو طَوْعًا اَوْ كَرْهًا خوشی سے یا ناخوشی سے جس طرح چاہو لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ہرگز نہ قبول کیا جائیگا تم سے اور کہتے
ہیں کہ جد بن قیس نے کہا تھا کہ اے محمد مجھکو بیٹھ رہنے کی اجازت دے اس واسطے کہ میں ستر روم کی عورتوں کی لڑائی کے واسطے نہیں آ سکتا لیکن اپنے
مال میں سے تیرے لشکر کی مدد کرونگا خدا نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اے محمد ان لوگوں سے کہہ کہ خرچ کرو یا نہ کرو درگاہ خدا میں قبول نہیں ہے
اس واسطے کہ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ تحقیق کہ تم ہو تم قوم بدکار اور باہر ہونے والے حکم خدا سے اور خرچ کرنا اور خیرات کا فرونکی مقبول نہیں ہے
کیونکہ مومن پرہیزگار کی خیرات قبول ہوتی ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَمَا مَنَعَهُمْ اور نہیں منع کیا ہے انکو اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اس سے
کہ قبول کیے جاویں اُنسے خرچ اُنکے اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا مگر اس امر نے کہ تحقیق کفر کیا ہے انھوں نے بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ ساتھ خدا کے اور
ساتھ پیغمبر اسکے کے وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اور نہیں بجا لاتے ہیں وہ نماز کو جماعت میں ہمراہ پیغمبر کے اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى مگر جس وقت کہ وہ
کاہلی کرنے والے ہیں وَلَا يُنْفِقُوْنَ اور نہیں خرچ کرتے ہیں وہ مال لوگوں کا اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ مگر جس وقت کہ وہ کراہت کرنے والے ہیں کہ
نماز اور زکوٰۃ کے ادا کرنے میں امید ثواب کی اور اسکے ترک کرنے میں خوف عذاب کا نہیں رکھتے ہیں فَلَا تُعْجِبْكَ پس نہ تعجب میں ڈالیں تجھکو خطاب آنحضرت
پیغمبر کی طرف ہے اور مراد اس سے مومنین ہیں یعنی نہ تعجب میں ڈالیں تمکو اے مومنین اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مال انکے اور نہ اولاد انکی
کہ بہت ہونا مال اور اولاد کا وبال ہے واسطے انکے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے خدا اور چاہتا ہے لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا تا کہ عذاب
کرے انکو ساتھ اس مال اور اولاد کے فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بیچ زندگانی دنیا کے بسبب مشقت جمع کرنے مال کے اور اسکی حفاظت کے اور جو کچھ کہ انکو
رنج پہنچتے ہیں فرزندوں کے سبب وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ اور نکل جائیں جانیں انکی نہایت سختی سے وَهُمْ كٰفِرُوْنَ جس وقت کہ وہ کفر
کرنے والے ہوں یعنی حالت کفر میں وہ مریں کہ نہ مال اُنکے ہاتھ سے نکلیں اور نہ فرزند اُنکے برباد ہوں اور فرماتا ہے خدا کہ وَيَحْلِفُوْنَ
بِاللّٰهِ اور قسمیں کھاتے ہیں وہ منافقین ساتھ خدا کے اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ کہ تحقیق وہ البتہ تم میں سے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں تم سے کہ ہم مثل تمہارے
مسلمان ہیں وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہیں وہ تم میں سے کہ دلوں میں اپنے وہ کفر کو پوشیدہ رکھتے ہیں وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ
يَّفْرَقُوْنَ اور لیکن وہ ایک قوم ہیں کہ ڈرتے ہیں وہ تم سے کہ انکو قتل یا قید کرو تم اور اسی خوف سے وہ اسلام کو ظاہر کرتے ہیں لَوْ يَجِدُوْنَ
مَلْجَاً اگر پاویں وہ کسی جائے پناہ کو مثل قلعہ کے یا کسی جزیرہ کو اَوْ مَغٰرٰتٍ یا کسی گڑھے کو اَوْ مُدَّخَلًا یا کسی سوراخ کو کہ بھاگ کر
اس میں چلے جائیں لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ البتہ پھر جاویں وہ طرف اُسکے اور تمہارے خوف سے وہ بھاگ کر وہاں چھپ جاتے وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ
اور وہ جلدی کرکے دوڑتے ہیں مثل گھوڑے سرکش اور منہ زور کے لیکن کوئی جگہ ساتھ کی وہ اسکے واسطے نہیں پاتے ہیں اسواسطے ناچار ہو کر ساتھ نفاقت
رکھتے ہیں اسلام کو ظاہر کرکے تا کہ کوئی آزار انکو پہنچے اور کہتے ہیں کہ حضرت رسول نے غنیمت ہوازن کے واسطے تالیف قلوب کی نو
مسلمانوں کو کچھ زیادہ دی تھی ایک شخص نے جو کہ سردار خوارج کا تھا اسپر طعن کیا اور یہ کہ امیرالمومنین نے طلائے خالص جو یمن سے بھیجا
تھا رسول خدا نے وہ طلا چار آدمیوں کو اشراف عرب میں سے عطا فرمایا اس شخص نے اعتراض کرکے کہا کہ یا رسول خدا انصاف کرنا چاہیے حضرت
نے فرمایا کہ اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون انصاف کریگا اور حضرت نے اسکا اور اسکی قوم کا نام مارقین رکھا اور فرمایا کہ اے علی تو ان سے لڑیگا

اور حنین ہے وہاں جو مشہور ہے اس میں ان لوگوں ہی کے ہمراہ حضرت علیؑ نے اسی خلافت میں لڑائی کی تھی اور حضرت صادقؑ سے
روایت ہے فرمایا کہ جنگ نہروان والے دو تہائی آدمی خوارج میں سے اس آیت کے لوگ ہیں اور اس شخص نے جو طعن کیا تھا رسول خداؐ پر اس
لیئے اس کے مقدمہ میں خدا تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ اور بعض ان منافقوں میں سے وہ شخص ہے کہ عیب لگاتا
ہے تجھکو اور طعن کرتا ہے تجھ پر اے محمدؐ فِي الصَّدَقَاتِ بیچ صدقوں کے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ آیت ابوالجواظ منافق کی شان
میں ہے کہ جس وقت رسول خداؐ نے غنیمت کو تقسیم کیا تو اس نے کہا کہ اے صاحب کیا تم دیکھتے ہو کہ تمہارے صدقوں کو مویشی والے لوگوں کو دیتا ہے اور گمان
کرتا ہے کہ انصاف کرتا ہوں اور غرض طعن کرنے والے کی غنیمت کی تقسیم میں اپنا فائدہ ہوتا تھا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا
پس اگر دیے جائیں وہ ان صدقوں میں سے حسب دلخواہ اپنی رَضُوا راضی ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں اس تقسیم کو وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا اور اگر نہ دیے جائیں
وہ اس سے موافق خواہش اپنی کے إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ اس وقت وہ غصہ ہوتے ہیں اور راضی نہیں ہوتے وَلَوْ أَنَّهُمْ اور اگر تحقیق وہ منافق کہ جو صدقوں کو
طلب کرتے ہیں رَضُوا راضی ہوتے وہ اور پسند کرتے مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ اس چیز کو کہ دی ہے انکو خدا نے اور پیغمبر اسکے نے مال غنیمت سے اور اسکو لیکر وہ خوش ہوتے وَ
قَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ اور کہتے وہ کہ کافی ہے ہمکو خدا یعنی فضل خدا کا اور بصدق دل اور اعتقاد صحیح کے یہ بات کہتے کہ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ
قریب ہی کہ دیگا ہمکو خدا فضل اپنے سے صدقہ اور غنیمت سوائے اسکے وَرَسُولُهُ اور پیغمبر اس کا کہ وہ بھی ہمکو دیگا زیادہ اس سے کہ اب ہمکو
دیا ہے إِنَّا إِلَى اللَّهِ تحقیق کہ ہم طرف خدا کے رَاغِبُونَ رغبت کرنے والے اور امیدوار ہیں کہ ہمکو اپنے فضل اور کرم سے تونگر اور غنی کرے اور
جواب لو کا محذوف ہے اور وہ لکان خیرا لہم ہے یعنی اگر وہ اس غنیمت سے راضی ہوتے اور ایسا اور ویسا کہتے تو البتہ ہوتا بہتر واسطے انکے اور اخذا
بیان کرتا ہے کہ صدقات مثل زکواۃ واجب کے کس کس کو دینے چاہئیں اور رسول خداؐ نے جو غنیمت تقسیم کی ہے وہ بہت خوب ہی چنانچہ فرماتا ہے۔ کہ
إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ سوائے اس کے کہ صدقہ یعنی زکواۃ مفروضہ لِلْفُقَرَاءِ واسطے فقیروں کے ہے کہ جو محتاج ہوں اور کسی سے سوال نہ
کرتے ہوں وَالْمَسَاكِينِ اور واسطے مسکینوں کے کہ وہ فقیروں سے زیادہ پریشان حال اور تنگدست ہیں اور یہی حضرت صادقؑ نے
فرمایا ہے وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا اور واسطے کام کرنیوالوں کے اوپر ان صدقوں کے کہ وہ صدقوں کو اپنی کوشش سے تحصیل کرکے جمع کرتے ہیں اور پیغمبر
کے اور بعد اسکے امام کے پاس پہنچاتے ہیں اور غیبت امام میں مجتہدین کے پاس پہنچاتے ہیں وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ اور واسطے ان لوگوں کے
ہے کہ الفت دی گئی ہیں دل انکے کہ وہ کفار ہیں کہ رسول انکو زکواۃ میں سے دیتے تھے تاکہ دین اسلام سے الفت پکڑیں اور مسلمانوں کی مدد کریں کفار کی لڑائی میں
اور کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ کہتا تھا کہ رسول خدا انکو بخشش کرتے تھے اور پہلے اس سے تمام جہان میں مثل انکے کسی کو میں دشمن نہیں گنتا تھا اور بعد
اسکے اسقدر مجھکو دیا کہ مثل انکے کسی کو میں دوست نہیں گنتا تھا وَفِي الرِّقَابِ اور واسطے چھوڑانے گردنوں کے اور وہ غلام ہیں کہ جنہوں نے آقاؤں
سے شرط کی ہے کہ اس قدر مال ہم تمکو دیویں تو تمہاری غلامی سے آزادی پائیں اور وہ غلام کہ جو اپنے آقاؤں کے پاس سختی اور تکلیف میں ہوں
ان کو بھی آزاد کروائیں زکواۃ میں سے دے کر اور اگر کوئی اور مستحق نہ ہو تو ان غلاموں کو بھی زکواۃ میں سے دے کر آزاد کرا سکتے
ہیں جن غلاموں پر کہ شدت اور سختی نہ ہو وَالْغَارِمِينَ اور واسطے قرضداروں کے ہیں وہ صدقے جن قرضداروں نے
کہ قرض لیکر اسکو حرام میں خرچ نہیں کیا ہے بلکہ واجب یا سنت یا مباح میں خرچ کیا ہے وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ اور بیچ
راہ خدا کے ہے صرف کرنا زکواۃ کا چاہیئے کہ مجاہدین کو دینا تاکہ وہ ہتھیار خرید کریں اور سامان لڑائی کا اس سے تیار کریں اور پل اور مساجد
اور چاہ وغیرہ امور خیر کے بنوانے میں صرف کریں وَابْنِ السَّبِيلِ اور بیچ صرف مسافر کے ہے زکواۃ کہ اپنے وطن سے دور ہوا ہو اور زاد راہ اپنے
پاس نہ رکھتا ہو اگرچہ اپنے شہر میں وہ تونگر ہو حاصل یہ ہے کہ زکواۃ فرض کی گئی ہے فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ فرض کرنا جانب خدا سے اور فریضہ مفعول
مطلق ہے وَاللَّهُ عَلِيمٌ اور خدا جاننے والا ہے مستحقوں کا حَكِيمٌ حکمت والا ہے کہ موافق مصلحت کے تقسیم کرتا ہے زکواۃ کو اور ہر چیز کو اسکے موقع

رہ کہتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فقیر تو وہ شخص ہے کہ لوگوں سے سوال نہیں کرتا ہے اور مسکین اُس سے زیادہ سخت حال
ہے اور بائس اُس سے زیادہ بدحال ہوتا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فقیر تو وہ ہے کہ جو سوال نہیں کرتا ہے اور مسکین وہ ہے کہ
جو سوال کرتا ہے اور حضرت صادقؑ سے ان لوگوں کے حال سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ فقرا وہ ہیں کہ جو سوال نہیں کرتے ہیں اور عیال کے انکے اوپر خرچ
ہیں اور ولیس انکی یہ سوال کرنے پر قول حق تعالیٰ کا ہے سورۂ بقر میں للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبہم الجاہل
اغنیاء من التعفف تعرفہم بسیماہم لا یسئلون الناس الحافا یعنی واسطے فقیروں کے وہ لوگ کہ روکے گئے ہیں بیچ راہ خدا کے نہیں طاقت رکھتے ہیں چلنے کو
بیچ زمین کے جانتا ہے انکو جاہل تونگر بے سوالی سے پہچانتا ہے تو انکو ساتھ علامت انکی کے نہیں سوال کرتے ہیں وہ آدمیوں سے لپٹ کر اور مساکین عار
والے آدمی ہیں جیسے کہ اندھا اور لنگڑا اور مجذوم اور سوائے اسکے مرد اور عورتیں اور لڑکے اور العاملین علیہا وہ آدمی ہیں کہ جو کوشش کرتے ہیں
مال زکواۃ کے وصول کرنے میں اور اسکو جمع کرکے اس شخص کے پاس پہنچاتے ہیں کہ جو زکواۃ کو تقسیم کرتے ہیں اور المؤلفۃ قلوبہم وہ لوگ ہیں کہ جو خدا
کو واحد جانتے ہیں اور لیکن انکے دلوں میں رسولخدا کی نبوت کی حقیقت نہیں پہنچی ہے رسولخدا انکو اپنی طرف رغبت کرتے تھے اور انکے دلوں کو تالیف کرتے تھے
خدا نے انکے واسطے بھی صدقات میں یعنی زکواۃ کے حصہ مقرر کیا ہے تاکہ وہ حق کو پہچانیں اور دین حق کی طرف رغبت کریں اور فی الرقاب
وہ لوگ ہیں کہ جن کے ذمہ لازم ہو گئی ہے کفارہ قتل خطا اور کفارہ ظہار اور حرم میں شکار کے قتل کا کفارہ قسموں کا اور انکے پاس اس قدر نہیں ہے کہ وہ
کفارہ میں دلویں اور وہ مومن ہیں خدا نے صدقات زکواۃ میں سے انکے واسطے بھی حصہ مقرر کیا ہے تاکہ کفارہ انکو ادا کریں اور دوسری روایت میں حضرت
صادقؑ سے یہ ہے کہ فی الرقاب میں وہ غلام بھی داخل ہیں کہ جنہوں نے اپنے آقا کو مال دینا مقرر کیا ہے اپنی آزادی کے واسطے اور کچھ ادا کیا ہے اور کچھ
باقی ہے انکو بھی مال زکواۃ میں سے دیویں کہ وہ اپنی گردنوں کو غلامی کی قید سے رہا کریں اور الغارمین وہ لوگ ہیں کہ جن کے ذمہ قرض ہے اور اطاعت
خدا میں اسکو صرف کیا ہے اور بیجا خرچ نہیں کیا ہے انکو بھی مال زکواۃ میں سے دینا چاہیئے کہ وہ اپنے قرض کو ادا کریں اور فی سبیل اللہ وہ لوگ ہیں کہ
جو جہاد کے واسطے نکلے ہیں اور انکے پاس کچھ نہیں ہے یا وہ لوگ ہیں کہ حج کرنے کے واسطے انکے پاس کچھ نہیں ہے اور سوا اسکے جمیع امور خیر کے انکو بھی مال زکواۃ
میں سے دینا چاہیئے اور ابن سبیل مسافر ہیں کہ جو سفر ساتھ ہیں انکو بھی دینا چاہیئے کہ وہ اپنے گھر کو پہنچ جاویں یہ آٹھ قسمیں ہیں مستحق مال زکواۃ
کی کہ موافق احتیاج کے انکو دینا چاہیئے اور کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی منافق رسول خدا کے پاس بیٹھتا تھا اور حضرت سے باتیں سنکر منافقین کے
روبرو نقل کرتا تھا اور حضرت کی طرف سے سخن چینی کرتا تھا حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور رسولخدا کو خبر کی کہ ایک منافق آپکی سخن چینی کرتا
ہے اور آپ کی باتیں منافقین کے روبرو نقل کرتا ہے حضرت نے پوچھا کہ وہ کون ہے کہا کہ وہ ایک مرد سیاہ رنگ ہے جس کے سر پر بہت
بال ہیں اور وہ دونو آنکھوں سے دیکھتا ہے گویا کہ وہ دو دیگ ہیں اور اسکی زبان سے شیطان بولتا ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے اسکو بلا کر فرمایا کہ تو ایسا اور ایسا کرتا ہے اور کہتا ہے اُس نے قسم کھائی کہ میں نہیں کرتا حضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے قبول
کیا بعد اسکے اپنی قوم کے پاس وہ گیا اور کہا کہ محمدؐ کان سوا رکھتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسکو خبر دی ہے میری طرف سے کہ
میں جو اسکی طرف سے سخن چینی کرتا ہوں اور میں نے اُس سے کہا کہ میں ایسا نہیں کرتا ہوں تو مجھ سے اُس نے قبول کیا اس مقدمہ میں حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ اور بعضے ان منافقین میں سے وہ لوگ ہیں کہ ایذا دیتے ہیں پیغمبر کو وَيَقُولُونَ
هُوَ أُذُنٌ اور کہتے ہیں کہ وہ خوب سننے والا ہے جو کچھ اس سے کہیں وہ سب سن لیتا ہے اور قبول کرتا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ کہہ تو
اے محمدؐ انکو کہ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ وہ سننے والا بھلائی کا ہے واسطے تمہارے نہ اُس وجہ سے کہ تم اسکی مذمت کرتے ہو بلکہ سننے والا امر
نیک کا ہے اور اذن خیر کو عاصم سے دو لوگ تنوین اور ضمہ سے پڑھتا ہے اور باقیوں نے اضافت سے اور اذن خیر لکم خبر ہے
مبتدائے محذوف کی اور وہ ضمیر ہو کی ہے اور تقدیر اسکی ہو اذن خیر لکم ہے اور اب تفسیر اس خیر کی کرتا ہے کہ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ ایمان

لاتا ہے وہ ساتھ خدا کے کہ اسکی تصدیق کرتا ہے وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ اور اعتبار کرتا ہے واسطے مومنوں کے کہ انکی بات کو قبول کرتا ہے ان کی سچوں کے خالص ہونے کے سبب وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ اور رحمت ہے واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے ظاہر میں کہ اپنے ایمان کو ظاہر کرتے ہیں نہ یہ کہ تمھارا جھوٹ اور سچ وہ نہیں جانتا ہے بلکہ سب جانتا ہے اور اپنی رحمت سے سبکو ظاہر کر کے رسوا نہیں کرتا ہے اور فرمایا ہے خدا نے کہ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ اور جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں رسول خدا کو لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ واسطے ان کے عذاب ہے دردناک آخرت میں اور اہل سنت کی احادیث صحیحہ میں لکھا ہے کہ ایذا دینا فاطمہ کا ایذائے رسول ہے اور ایذا دینا رسول کا ایذائے خدا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ فاطمہ نے مرنے سے پہلے علیؑ کو وصیت کی تھی کہ جن لوگوں نے مجھکو رنج دیا ہے انکو میرے جنازے پر نہ آنے دینا اور جس وقت علیؑ نے موافق وصیت کے لوگوں کو خبر نہ کی کہ وہ فاطمہ زہرا کے جنازے پر حاضر ہوں تو ابوبکر نے حضرت علیؑ سے شکایت کی کہ تم نے ہمکو فاطمہ زہراؑ کے مرنے کی خبر کیوں نہ کی کہ ہم جنازہ پر حاضر ہوتے یہ سب سنیوں کی کتابوں میں لکھا ہے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت منافقوں نے جنگ تبوک کے جانے سے عذر کیا اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہے جس وقت مومنین تبوک سے واپس آئے تو وہ منافقین قسمیں کھانے لگے تاکہ مومنین راضی ہو جائیں اور جانیں کہ ہم بھی تم میں سے ہیں چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ قسمیں کھاتے ہیں وہ منافقین ساتھ خدا کے اے مومنین لَكُمْ واسطے تمہارے اپنی راستی پر لِيُرْضُوكُمْ تاکہ راضی کریں وہ تمکو وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ اور خدا اور پیغمبر اس کا زیادہ لائق ہے کہ راضی کریں وہ اسکو إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ اگر ہیں وہ ایمان لانے والے جیسا کہ دعوے کرتے ہیں اور بعد اسکے خدائے تعالیٰ مومنین کو تنبیہ کرتا ہے کہ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ کیا نہیں جانا انھوں نے کہ تحقیق جو شخص کہ مخالف کرے خدا کی اور پیغمبر اسکے کی اور حد سے گزرے فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ پس تحقیق واسطے اس شخص کے آتش دوزخ ہے کہ خَالِدًا فِيهَا ہمیشہ رہنے والا ہے وہ بیچ اسکے ذَٰلِكَ یعنی دوزخ میں ہمیشہ رہنا الْخِزْيُ الْعَظِيمُ رسوائی ہے بڑی واسطے منافقوں کے کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے جنگ تبوک کے روانہ ہوئے تو منافقین آپس میں باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ شخص یعنی محمدؐ روم کی لڑائی کو دوسری لڑائیوں کے مانند جانتا ہے ایک شخص بھی زندہ ان میں سے وہاں سے الٹا پھر کر نہ آئے گا کسی نے ان میں سے کہا کہ اس کی مخالفت نہ کرنی چاہئے ایسا ہو کہ خدائے تعالیٰ ہماری باتوں کی محمدؐ کو خبر کر دیوے اور جو کچھ ہمارے دلوں میں ہے اس سے مطلع کرے اور اس کے مطابق قرآن نازل ہو کہ لوگ اسکو پڑھیں اور ہماری رسوائی ہو جب انھوں نے کہا کہ یہ ہنسی کی باتیں ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعلم نبوت انکی باتوں کو معلوم کر کے عمار یاسر کو ان کے پاس بھیجا عمار نے جا کر ان سے پوچھا کہ تم کیا کہتے تھے کہا کہ ہم تو کچھ نہیں کہتے آپس میں ہنسی کی باتیں کرتے تھے اس مقدمہ میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ خوف کرتے ہیں وہ منافقین اس امر سے کہ نازل ہو اوپر ان مومنین کے کوئی صورت قرآن کی تُنَبِّئُهُم خبر کر دیوے ان مومنین کو بِمَا فِي قُلُوبِهِم ساتھ اس چیز کے کہ بیچ دلوں ان منافقین کے ہے اور فرماتا ہے خدا کہ قُلِ اسْتَهْزِئُوا کہہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ٹھٹھا کرو تم یعنی ٹھٹھا کئے جاؤ تم کہ البتہ جزا اس کی پاؤگے تم اور جزا اس کی یہ ہے کہ إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ تحقیق خدا ظاہر کرنے والا ہے مَّا تَحْذَرُونَ اس چیز کو کہ ڈرتے ہو تم اسکے ظاہر ہونے سے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ اور البتہ پوچھے اگر تو ان منافقوں سے کہ کیا کہتے تھے تم تو البتہ کہیں وہ کہ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ سوائے اسکے نہیں کہ ہیں ہم کہ بحث کرتے ہیں اور بازی کرتے ہیں مثل مسافروں کے کہ سفر میں دل کے بہلانے کو ہنستے اور کھیلتے چلتے ہیں اور امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ یہ آیت بارہ شخصوں کے حق میں

نازل ہوئی ہے کہ پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑے ہوکر انھوں نے آپس میں مشورہ کیا تھا کہ رسولخدا کو مار ڈالو اور بعض نے بعض سے یہ کہا کہ اگر وہ دریافت کو آ ئیں گے تو ہم کہیں گے کہ آپس میں ہم ہنستے تھے اور اگر وہ دریافت نہ کریں گے تو ہم محمدؐ کو مار ڈالیں گے اور یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ رسولخدا صلعم جنگ تبوک سے آتے پھرے تھے جبرئیل نازل ہوئے اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن منافقوں کے مشورے سے خبر دی اور کہا کہ کسی کو بھیجکر اُن کو وہاں سے دفع کرو اور عمارؓ یاسر حضرت کی سواری کی ناک پکڑے ہوئے تھے اور حذیفہ اسکو پیچھے سے ہانکتے تھے حذیفہ سے حضرت نے فرمایا کہ ان کی سواریوں کے منہ پر جاکر مار حذیفہ نے جاکر ان کی سواریوں کے منہ پر مارا وہ ایک طرف کو ہو گئے جب نیچے اترے تو حضرت نے حذیفہ سے پوچھا کہ تو نے ان میں سے کسی کو پہچانا کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فلانا اور فلانا تھا سب کے نام لیے حذیفہ نے عرض کی کہ آپ کیوں نہیں بھیجتے ہیں ہمکو کہ ہم ان کو جاکر قتل کریں حضرت نے فرمایا کہ مجھکو یہ امر مکروہ معلوم ہوتا ہے عرب کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو خود قتل کرتا ہے اور ایسا ہی اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہے اور فرماتا ہے خدا تعالےٰ کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ کیا ساتھ خدا کے اور آیتوں اُس کی کے اور نشانوں قدرت اسکی کے وَرَسُولِهِ اور پیغمبر اُس کے کے كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ہو تم ہنستے لَا تَعْتَذِرُوا نہ عذر کرو تم کہ عذر تمہارا جھوٹا ہے قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ تحقیق کہ کفر کیا ہے تم نے بعد ایمان اپنے کے یعنی پہلے تم نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا اور بعد اسکے تم نے رسول پر طعن کرکے اسکو ایذا دی کفر کیا إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ اگر معاف کریں ہم ایک گروہ کو تم میں سے کہ بخلوص نیت وہ توبہ کریں نفاق اور ہنسی کرنے سے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اُن منافقوں میں سے یحییٰ بن حمیر اشجعی نے توبہ کی تھی اور تصدیق دل ایمان لایا تھا اور خدائے تعالےٰ سے درخواست کی کہ مجھ کو شہادت نصیب ہو دعا اسکی قبول ہوئی اور یمامہ کی لڑائی میں وہ شہید ہوا اسکو اور سوائے اسکے اور ایسے آدمیوں کو خدائے تعالےٰ نے فرماتا ہے کہ اگر معاف کریں ہم ایک گروہ کو تم میں سے بعد توبہ کے تو نُعَذِّبْ طَائِفَةً عذاب کریں گے ہم گروہ دوسرے کو بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ بسبب اس کے کہ تحقیق وہ ہیں گناہ کرنے والے کہ نفاق کو اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اور عاصم نے نعف اور نعذب کو نون سے پڑھا ہے متکلم مع الغیر کا صیغہ اور طائفہ کو منصوب اور باقیوں نے نعف کو یا مضمومہ سے اور فا کی فتح سے پڑھا ہے اور تعذب کو تا سے اور طائفۃ کو مرفوع اور امام محمد باقر علیہ السلام نے لا تعتذروا کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ پہلے وہ لوگ مومنین صادقین تھے اور بعد اسکے انھوں نے شک کیا اور منافق ہو گئے بعد ایمان لانے کے اور وہ چار آدمی تھے اور ان نعف کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس نے توبہ کی تھی وہ ایک شخص اُن چار میں سے مخشی بن الحمیر تھا اُسنے توبہ کی اور کہا کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو میرے نام نے ہلاک کیا ہے رسولخدا صلعم نے اس کا نام عبداللہ بن عبدالرحمان رکھا اور اُس شخص نے کہا کہ خداوندا مجھکو شہادت عطا کر اس طرح سے کہ کسی کو اطلاع نہ ہو کہ وہ کہاں گیا ہے پس وہ روز یمامہ مارا گیا اور کسی کو خبر ہوئی کہ وہ کہاں قتل ہوا اور وہ شخص وہ ہے کہ جسے خدائے تعالےٰ نے معاف کیا ہے اور اب خدا تعالےٰ منافقین کے حال سے اور اُن کے انجام سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ منافق مرد اور منافق عورتیں اور بعضے کہتے ہیں کہ منافق مرد تین سو تھے اور منافق عورتیں ایک سو ستر تھیں یہ سب بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ بعض اُن کا بعض سے ہے یعنی وہ سب ایک ہیں نفاق میں اور تکذیب ہے اُن کے قول کی وہ کہتے تھے کہ ہم تم میں سے ہیں یعنی مسلمانوں اور تحقیق ہے خدا کا قول کہ اُس نے فرمایا تھا کہ وہ تم میں سے نہیں ہیں يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ حکم کرتے ہیں وہ ساتھ برائی کے کہ وہ کفر ہے اور جھٹلانا پیغمبر کا وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ اور منع کرتے ہیں وہ منافقین نیکی سے کہ وہ ایمان ہے اور فرمانبرداری پیغمبر کی وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ اور بند کرتے ہیں وہ ہاتھوں اپنے کو خیرات کرنے سے اور راہ خدا میں دینے سے نَسُوا بھول گئے وہ

ع ۷ ۱۴

وسا ہیں اللہ خدا کو کہ اسکی فرمانبرداری اُنھوں نے نہ کی فَنَسِیَهُمْ پس بھول جائیگا اُن کو خدا آخرت میں کہ ثواب ان کو عطا نہ کرے گا
اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ تحقیق کہ منافق مرد اور عورت هُمُ الْفَاسِقُوْنَ وہ باہر ہونے والے ہیں دائرہ ایمان سے وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وعدہ کیا ہے خدا نے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو وَالْكُفَّارَ اور کافروں کو خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو نَارَ جَهَنَّمَ آتش دوزخ کا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اس دوزخ کے هِيَ حَسْبُهُمْ وہ آگ کافی ہے انکو واسطے عذاب کے وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ اور لعنت کی ہے اُن کو خدا نے اور اپنی رحمت سے دور کیا ہے اور خوار و ذلیل کیا ہے اُن کو وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ اور واسطے ان کے عذاب ہے ہمیشہ کہ کبھی منقطع ہو لیں اے منافقو تم كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ مانند ان لوگوں کے ہو کہ پہلے تم سے تھے یعنی اپنے کفر میں کہ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً تھے وہ زیادہ مضبوط تم سے قوت میں کہ بدن میں تمسے زیادہ قوی تھے وہ وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا اور بہت زیادہ مالوں اور اولاد میں فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ پس فایدہ لیا اُنھوں نے ساتھ حصے اپنے کے دنیا کی لذتوں کا اور مال اور فرزندوں سے فائدہ اُٹھایا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ پس فائدہ لیا تم نے ساتھ حصہ اپنے کے دنیا کے مزوں کا كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ جیسے کہ فائدہ لیا ان لوگوں نے کہ پہلے تم سے تھے ساتھ حصہ اپنے کے وَخُضْتُمْ اور بحث کی تم نے باطل میں کہ وہ کھیل اور خوض کیا تھا انہیں اور شروع کیا كَالَّذِيْ خَاضُوْا مانند اس چیز کے کہ بحث کی اُنھوں نے جو کہ پہلے تم سے گذر گئے ہیں اُولٰٓئِكَ - وہ لوگ ہیں کہ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ نابود اور نیست ہوگئے ہیں عمل اُنکے فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بیچ دنیا اور آخرت کے کہ دنیا میں تو مال اور فرزندوں نے وفا نہ کی اور آخرت میں اُن اعمالوں کا ثواب حاصل ہوا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور یہی لوگ نقصان پانے والے ہیں دو نوجہان میں کہتے ہیں کہ حذیفہ نے بعد وفات جناب رسولخدا صلعم کے کہا کہ منافق اس زمانہ کے بدترین ہیں پہلے زمانہ کے منافقوں سے اس واسطے کہ پہلے منافق تو اپنے نفاق کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ہمارے زمانہ کے منافقوں نے نفاق کو ظاہر کیا ہے اور اہل سنت کی کتب احادیث میں مثل ترمذی وغیرہ کے ابو دجانہ اور جابر سے روایت ہے کہ ہم نہیں پہچانتے تھے منافقوں کو رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مگر علیؑ کے بغض سے اور صحیح مسلم میں بھی ابوھریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ علامت منافق کی تین چیزیں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور گمان کرے کہ مسلمان ہوں جس وقت بات کرے تو جھوٹ کہے اور جس وقت وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جس وقت امانت لیوے کسی کی تو خیانت کرے اور مشکواۃ میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ جسمیں چار چیزیں ہوں وہ منافق خالص ہے اور جس میں ایک خصلت ہو ان چار میں سے تو ایک خصلت نفاق کی ہے یہاں تک کہ چھوڑے اُسکو اور وہ چار یہ ہیں کہ جس وقت امانت کسی کی اپنے پاس رکھے تو خیانت کرے اور جس وقت بات کرے تو جھوٹ بولے اور جس وقت عہد کرے تو بے وفائی کرے اور جس وقت مخاصمہ کرے تو گناہ بد کرے اور نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جماعت علماء کی کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہ منافق ہیں کہ جو رسولخدا کے زمانہ میں تھے اور جن لوگوں پر یہ علامات صادق آتے ہیں اُن کے حالات سے مطلع ہو جانا ہے صحیح مسلم کی کتاب الجہاد میں لکھا ہے کہ علیؑ اور عباسؓ جھگڑا کرتے ہوئے طلب میراث میں عمر کے پاس آئے علیؑ تو اپنی زوجہ کی طرف سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترکہ میں دعوی کرتا تھا اور عباس رسولخدا کا چچا تھا وہ اس واسطے رسولؐ خدا کے ترکہ میں دعوے کرتا تھا عمر نے بعد ایک کلام طویل کے کہا کہ جس وقت رسول خدا نے وفات پائی تو ابوبکر نے کہا کہ میں خلیفہ رسولخدا کا ہوں تم دونوں اُس کے پاس آئے اور طلب کرتا تھا تو اے عباس اپنی میراث کو اپنے برادر کی طرف سے اور طلب کرتا تھا علیؑ میراث اپنی زوجہ کی اُس کے باپ کی طرف سے ابوبکر نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میرا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ میں نے چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے پس دیکھتے تھے تم دو تو اسکو اور جانتے تھے کاذب اور گنہگار

اور میں جابر خیانت کرنے والا اور غدار جانتا ہے کہ وہ راستگو اور نیکوکار اور رہنمائی یافتہ اور پیروی کرنے والا حق کا تھا اور ساتھ ابوبکر کے گیا
اور میں خلیفہ رسول کا اور خلیفہ ابوبکر کا ہوں تم دونوں مجھکو بھی جھوٹ کہنے والا گنہگار بے وفا خیانت کرنے والا دیکھتے ہو اور غدار جانتا ہے
اور میں راستگو اور نیکوکار اور رہنمائی یافتہ اور پیروی کرنے والا حق کا ہوں عمر کے کلام سے معلوم ہوا کہ علیؑ اور عباس ابوبکر اور عمر کو کاذب
اور آثم اور غادر خائن سمجھتے تھے اور یہی علامات نفاق کی ہیں جو کہ مسلم اور مشکوٰۃ میں مذکور ہوئی ہیں اور علیؑ کی برابر کون صادق اور راست گو
ہو سکتا اور جو علم کہ علیؑ کو تھا وہ کس کو تھا اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ خلیفہ دوم علیؑ اور عباس پر تہمت کرتے ہوں بلکہ حقیقت میں وہ انکو ایسا ہی
جانتے ہوں گے اور یہ سب اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہے اس کے لکھنے میں ہمارا کچھ قصور نہیں ہے اور یہ بھی اہل سنت کی کتابوں میں لکھا
ہے کہ رسول خدا اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ تم بہت مشابہ ہو بنی اسرائیل سے جو کچھ کہ وہ کرتے تھے تم بھی کرو گے یہاں تک کہ وہ سوسمار
کے سوراخ میں گئے تھے تو تم بھی جاؤ گے شک نہیں جانتا میں کہ مثل ان کے گوسالہ پرستی بھی کرو گے تم یا نہیں چنانچہ ابن اثیر نے
نہایہ میں اور زمخشری نے کشاف میں لکھا ہے اور یہ مطابق ہے تفسیر کالذین من قبلکم کے اور فرماتا ہے خدائے تعالیٰ کہ اَلَمْ یَاْتِہِمْ
کیا نہیں آئی ان کے پاس یعنی البتہ آئی ہے ان منافقوں کے پاس جو کہ دنیا کی لذتوں میں مغرور رہیں اور ثواب آخرت سے محروم ہیں نَبَاُ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ خبر ان لوگوں کی کہ پہلے ان سے ہے قَوْمِ نُوْحٍ قوم نوح کی کہ وہ طوفان میں غرق ہوئے وَّعَادٍ اور قوم
عاد کی کہ وہ ہوا سے ہلاک ہوئے وَّثَمُوْدَ اور قوم ثمود کی کہ وہ جبرئیل کی چیخ سے مر گئے وَقَوْمِ اِبْرٰہِیْمَ اور قوم ابراہیم کی کہ وہ طرح طرح کے
عذاب میں گرفتار ہوئی اور نمرود اپنی قوم سمیت مچھروں سے ہلاک ہوا وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ اور اہل مدین قوم شعیب کے کہ آگ سے ہلاک
ہوئے وَالْمُؤْتَفِکٰتِ اور لوگ شہروں الٹ دیئے گئے کہ وہ قوم لوط کی تھی اور پتھر ان پر برسائے گئے یہ سب قومیں وہ ہیں کہ
اَتَتْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ آئے تھے ان کے پاس پیغمبر ان کے ساتھ دلیلوں اور معجزوں روشن کے فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَہُمْ
پس نہ تھا خدا ایسا کہ ظلم کرے انکو یعنی عادت خدا کی ظلم کرنے کی نہیں ہے کہ بدون صدور جرم کسی پر عذاب نازل کرے وَلٰکِنْ کَانُوْٓا
اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ کہ جانوں اپنی پر ظلم کرتے تھے یہ سبب کفر کے اور جھٹلانے پیغمبروں کے اور اب خدائے تعالیٰ مومنین
کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ اور مومن مرد اور مومن عورتیں بَعْضُہُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ
بعضے ان کے دوست ہیں بعضوں کے کہ ہر طرح سے ایک مومن دوسرے مومن کی مدد کرتا ہے اور حق مومن ہونے کا ادا کرتا ہے اس آیت سے
معلوم ہوا کہ جنگ جمل والی عائشہ اور طلحہ اور زبیر شیعہ کہ جو علیؑ سے اور اس کے طرف والوں سے جنگ کرتے تھے اور ایسے ہی معاویہ
اور اس کے ہمراہی جو علیؑ سے اور علیؑ کے گروہ سے جنگ کرتے تھے مومن نہ تھے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ دونو طرف کے آدمی مومن ہوں
اس واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ مومن آپس میں دوست ہوتے ہیں اور وہ آپس میں عداوت رکھتے تھے کہ ایک طرف کے آدمی دوسری
طرف والوں کو قتل کرتے تھے اور اگر ان کو مومن کہتے ہو تو علیؑ کو اور اس کے ہمراہیوں کو کہو کہ یہ مومن نہ تھے اور فتح الباری شرح
صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے معمر سے کہ عائشہ کو خوش نہیں معلوم ہوتا تھا ذکر کرنا علی علیہ السلام
کا خیر اور نیکی سے اور مسند احمد حنبل میں عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میمونہ کے گھر میں بیمار
ہوئے اور اپنی بیبیوں سے اجازت لیکر میرے گھر میں آئے اور اس وقت عباس کے اور ایک مرد کے شانہ پر تکیہ کئے ہوئے تھے
اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہا کہ تم نے جانا کہ عائشہ نے نام نہ لیا دوسرے آدمی کا اور کہا کہ عباس کے اور ایک
مرد کے شانہ پر ہاتھ تھا وہ علی ابن ابی طالب تھا کہ اس کا نام نہ لیا اس واسطے کہ عائشہ کو خوش نہیں معلوم ہوتا ہے کہ علیؑ کا نام
لیوے اور یہی تاریخ طبری میں لکھا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ عائشہ کو خوش نہیں آتا تھا علی علیہ السلام کا خیر سے

ذکر کرنا اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ علی علیہ السلام کے دشمن بہت آدمی تھے اور شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید نے ابوجعفر شیخ اپنے سے روایت کی ہے کہ کل اہل بصرہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بغض رکھتے تھے اور بہت آدمی مدینہ کے عداوت رکھتے تھے اور مکہ کے سب آدمی علی ابن ابیطالب سے بغض رکھتے تھے اور کل قریش جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے دشمن تھے اور ملل ونحل میں لکھا ہے کہ کہاں تک اُنھوں نے کہ کینہ اور دشمنی اپنی امیر المومنین علیہ السلام سے اس حد کو پہنچی تھی کہ سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور اسامہ بن زید اور رافع بن خدیج انصاری اور محمد بن مسلمہ اور زید بن ثابت انصاری اور ابوہریرہ اور ابو درداء اور ایک اور جماعت نے سوائے اُن کے ان سب لوگوں نے علیؑ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جس وقت کہ وہ خلیفہ ہوا اور بعد اُس کے معاویہ کے ہاتھ پر اور یزید کے ہاتھ پر بیعت کی جس کسی نے کہ ان میں سے یزید کو پایا اور مسلم اور ترمذی اور نسائی میں امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ قسم خدا کی کھاتا ہوں میں کہ عہد کیا ہے مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے علیؑ دوست نہیں رکھتا ہے تجھکو مگر مومن اور دشمن نہیں رکھتا ہے تجھکو مگر منافق پس بموجب اس آیت کے اور اس حدیث کے وہ لوگ کیونکر مومن ہونگے کہ جو علیؑ سے کینہ اور عداوت رکھتے تھے اور تم انکو مومن کہتے ہو تو علیؑ کو مومن نہ کہو اور یہ نہیں ہوسکتا کہ بموجب اس آیت کے اور اس حدیث کے آپس میں دشمنی رکھنے والے سب مومن ہوں اور مومنین کی شان میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ حکم کرتے ہیں وہ مومنین ساتھ نیکی کے کہ واجبات کی اور طاعت خدا کی ادا کرنے کیواسطے برادران ایمانی کو تاکید کرتے ہیں وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور منع کرتے ہیں وہ برائی سے کہ حرام باتوں کے اور حرام کاموں کے گرد نہ جاؤ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ اور قائم کرتے ہیں وہ نماز کو کہ ہمیشہ اسکو پڑھتے ہیں اُس کے وقت پر مع شرائط اور ارکان کے وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ اور دیتے ہیں وہ زکواۃ کو جس وقت اُن پر وہ واجب ہوتی ہے وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اور فرمانبرداری کرتے ہیں وہ خدا کی اور پیغمبر اُس کے کی جمیع امور میں أُولَٰئِكَ یہ وہ لوگ ہیں کہ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ قریب ہے کہ رحمت کرے اُن پر خدا دنیا اور آخرت میں إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ تحقیق کہ خدا غالب ہے ہر چیز پر جو کچھ چاہے سو کرے حَكِيمٌ حکمت والا ہے کہ موافق مصلحت کے کرتا ہے جو کچھ کرتا ہے اور اب خدائے تعالےٰ مومنین کی جزا کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وعدہ کیا ہے خدا نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ بہشتوں کا کہ جاری ہیں نیچے محلوں اور درختوں اُنکے سے نہریں خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ ان بہشتوں کے وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً اور وعدہ کیا ہے خدا نے گھروں پاکیزہ کا کہ ان میں رہنے سے لذت پائیں فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ بیچ بہشتوں عدن کے کہتے ہیں کہ مساکن طیبہ محل ہیں موتی اور زبرجد اور یاقوت کے اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ عدن خانہ خدا ہے کہ نہیں دیکھا ہے اس کو کسی آنکھ نے اور نہیں گزرا ہے کسی آدمی کے دل میں اور نہیں ساکن ہوں گے اس میں مگر تین گروہ انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور کہتا ہے خدا عدن کو خوش حال ہے وہ شخص کہ جو داخل ہو تجھ میں اور عدن ہمیشگی کے مکان کو بھی کہتے ہیں اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشت میں محل ہیں موتی سے بنے ہوئے اور ہر ایک محل میں ستر خانہ ہیں یاقوت سرخ کے اور ہر خانہ میں ستر گھر ہیں زمرد کے اور ہر گھر میں ستر تخت ہیں اور ہر تخت پر ستر فرش ہیں طرح طرح کے رنگ اور نقش کے اور ہر فرش پر حور العین ہے اور ہر خانہ میں ستر خوان کھانے کے ہیں اور ہر خوان میں ستر قسم کا کھانا ہے اور حق تعالےٰ بندہ کو اس قدر قوت کھانے کی اور جماع کی دیگا کہ ایک صبح سب کھانوں سے اور حوروں سے لذت حاصل کریگا اور یہ محل جنت عدن میں سے ہے اور اسمیں ہوائے خوش عرش کے نیچے سے چلتی ہے اور مشک سفید کے ٹیلوں پر سے ہو کے گذرتی ہے اور خوشبو کو ان محلوں میں

نمایاں ہے اور وہ خوشبو پانسو برس کی راہ تک پہنچتی ہے اور فرماتا ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وہ شخص کہ خوش
کرے اسکو یہ امر کہ زندہ رہے وہ میرا سا اور زندہ رہا اور مرے وہ میرا سا مرنا اور ساکن ہو وہ بہشت میری میں کہ جس کا وعدہ کیا
ہے مجھ سے پروردگار میرے نے عدن کی شہنی ہے کہ لوما ہی اسکو خدا نے اپنی دست قدرت سے اور کہا اسکو کہ پیدا ہو جا تو پس وہ ہو گیا پس چاہیے کہ
دوستی کرے وہ شخص علیؑ سے اور اولاد اسکی سے بعد اسکے اور حدیث بلال میں ہے کہ جنت عدن بہشتوں کے درمیان ہے اور دیواریں اسکی یاقوت سرخ
کی ہیں اور سنگریزے اسکے موتی ہیں اور امیر المومنین سے ایک یہودی نے پوچھا کہ بہشت میں تمہارا پیغمبر کہاں رہے گا فرمایا کہ اسکے اعلیٰ درجہ میں
سب سے زیادہ بزرگ اور بلند مکان میں جنت عدن میں یہودی نے کہا کہ سچ کہا ہے اور قسم ہے خدا کی کہ یہی ہارون کے ہاتھ
کا لکھا ہوا اور موسیٰ کا لکھوایا ہوا ہے اور پہلے اس سے خدائے تعالیٰ نے مومنین اور مومنات کو وعدہ جنات عدن کا دیا تھا اور
اب اس سے زیادہ بزرگ اور بہتر کا وعدہ کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور رضامندی جناب خدا سے مومنین
کے واسطے اَكْبَرُ سب سے بزرگ ہے اور زیادہ شریف اور عظیم ہے جنات عدن سے کہ موجب حاصل ہونے ہر سعادت اور کرامت کا ہے ذٰلِكَ یعنی
رضامندی خدا کی هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ وہ ہے مراد کو پہنچنا اور رستگاری بڑی روایت ہے کہ جس وقت بہشتی بہشت میں جا کر بیٹھینگے تو خدا انکو خطاب کریگا کہ اے
بہشتیو وہ جواب میں کہینگے لبیک ربنا وسعدیک والخیر فی یدیک اس وقت خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ تم راضی ہوئے بہشتی اس کے جواب میں کہیں گے کہ اے خدا
ہم کیونکر راضی نہ ہوں کہ ہم کو تو نے وہ نعمتیں عطا کی ہیں کہ کسی مخلوقات کو نہیں عطا کیں حق تعالیٰ فرمائیگا کہ میں تمکو اس سے بہتر اور زیادہ
بزرگ عطا کروں نہیں کہیں گے کہ اس سے زیادہ بزرگ کیا ہے خطاب پہنچے انکو کہ میں تم سے راضی ہوں کہ کبھی تم پر غصہ نہ کروں پس
معلوم ہوا کہ خدا کی رضامندی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے لیکن خدا جب راضی ہوتا ہے کہ اس کی فرمانبرداری کرے اور کل واجبات
کو بجا لائے اور جمیع محرمات سے پرہیز کرے اور یہ بھی معلوم ہوا پہلی آیتوں سے کہ مومن وہ ہیں کہ جو آپس میں دوستی کرتے ہیں اور
نماز کو ہمیشہ پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ کو ہمیشہ ادا کرتے ہیں اور نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور خدا کی اور پیغمبر کی فرمانبرداری
کرتے ہیں پس جو شخص کہ مومن سے بغض رکھے اور نیک کام سے کسی کو منع کرے اور بد کام کا حکم کرے کسی کو اور بد کام کسی سے
کرائے اسکو اغوا کرکے اور نماز کو بجا نہ لائے اور زکوٰۃ کو ادا نہ کرے اور خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمان
برداری نہ کرے وہ شخص حکم خدائے تعالیٰ سے باہر ہونے والا ہے اور مومن ہونے کے اوصاف سے خارج ہے اور اب خدائے تعالیٰ
جہاد کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر بلند قدر جَاهِدِ الْكُفَّارَ جہاد کرو کفار پر تلوار سے
وَالْمُنَافِقِينَ اور منافقین پر حجت اور حد قائم کرنے سے اور قرات اہل بیت علیہم السلام میں جاہد الکفار بالمنافقین ہے یعنی جہاد
کرو تو کافروں سے ساتھ منافقوں کے یہ اس واسطے ہے کہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقوں پر
جہاد نہیں کیا ہے اور لیکن الفت دیتے تھے اور تالیف قلوب ان کی کرتے تھے اس واسطے کہ منافق کفر کو ظاہر
نہیں کرتے تھے اور خدائے تعالیٰ ان کے کفر کو جانتا ہے اور جس وقت کہ وہ ایمان کو ظاہر کرتے تھے تو قتل
ان کا مباح اور جائز نہ تھا لیکن امیر المومنین نے منافقین پر جہاد کیا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ
اور سخت ہو تو اوپر ان کے اور ترش روئی کر تو ان سے وَمَأْوَاهُمْ اور جگہ ان کافروں اور منافقوں
کی جَهَنَّمُ دوزخ ہے وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اور بری جگہ پھرنے کی ہے دوزخ اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم حجرہ کے سایہ
میں بیٹھے تھے اصحاب سے فرمایا کہ عنقریب ایک مرد تمہارے پاس آئے گا اور شیطان کی آنکھوں سے تمکو وہ دیکھے گا جس وقت
وہ آئے تو اس سے کچھ کلام نہ کرو ناگاہ ایک مرد آیا کبود چشم رسول خدا نے اسکو اپنے پاس بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو اور تیرے صحاب کس واسطے مجھکو

گالیاں دیتے ہو اُس نے سب اصحاب اپنے جمع کیے اور اُن کو حضرت کے پاس لایا سب نے قسم کھائی کہ ہم دشنام دہی نہیں کرتے ہیں تب یہ آیت
نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ يَحْلِفُونَ بِاللهِ قسم کھاتے ہیں وہ ساتھ خدائے تعالیٰ کے کہ مَا قَالُوا نہیں کہا ہے انھوں نے اس کلمہ کو
وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ اور البتہ تحقیق کہا ہے انھوں نے کلمہ کفر کا رسول خدا کی نسبت اور مشہور اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ یہ آیت
جلاس بن سوید کے حق میں نازل ہوئی ہے اور وہ وقت روانگی تبوک کے ساتھ بعضے ہمراہیوں اپنے کے دراز گوش پر سوار ہو کر قبائل کی
طرف سے مدینہ میں آیا واسطے نصرت دلانے لوگوں کے اُس سفر سے اور کہا کہ جو کچھ محمد کہتا ہے اگر حق ہو تو میں اس دراز گوش سے بدتر ہوں اس
بات کو مصعب کی زوجہ نے رسول خدا تک پہنچایا حضرت نے اسکو طلب کیا اور اس سے پوچھا تو اس نے انکار کیا اور اپنے اصحاب سمیت قسم کھائی
کہ ہم نے نہیں کہا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا ہے اور حال یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہے وَكَفَرُوا
بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ اور کفر کیا ہے انھوں نے بعد اسلام اپنے کے وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا اور قصد کیا ہے انھوں نے ساتھ
اس چیز کے کہ نہ پایا انھوں نے اسکو اور مقصود اُن کا نکال دینا رسول خدا کا اور مہاجرین کا مدینہ سے تھا تاکہ ابن اُبی کو اپنا سردار مقرر
کریں وَمَا نَقَمُوا اور نہ کینہ رکھا انھوں نے پیغمبر اور مومنین سے إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ
مگر یہ کہ تونگر کر دیا ان کو خدا نے اور پیغمبر اُس کے نے فضل اپنے سے کہ پہلے وہ محتاج تھے اور رسول خدا صلعم کے قدم کی برکت سے
وہ مال غنیمت سے دولتمند ہو گئے اور مثل مشہور ہے کہ اس شخص کے شر سے ڈرنا چاہیے کہ جس کے ساتھ احسان کیا ہو یہ تھا
موجب عداوت کا کہ ان کو تونگر کر دیا تھا اور کہتے ہیں کہ جلاس کا ایک غلام تھا لوگوں نے اسکو مار ڈالا تھا رسول خدا صلعم نے حکم
کر کے بارہ ہزار درہم اسکی دیت میں جلاس کو دلوائے تھے اس سبب سے وہ تونگر ہو گیا تھا اس واسطے خدا نے فرمایا کہ سبب اس کینہ اور دشمنی
کا یہی سبب ہے گروہ تونگری فرمایا ہے خدائے تعالیٰ نے کہ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ پس اگر توبہ کریں وہ تو وہ ہوگا بہتر واسطے ان کے
وَإِنْ يَتَوَلَّوْا اور اگر پھر جائیں وہ اور توبہ نہ کریں تو يُعَذِّبْهُمُ اللهُ عذاب کرے گا ان کو خدا عَذَابًا أَلِيمًا عذاب دردناک
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بیچ دنیا اور آخرت کے کہ دنیا میں تو وہ قتل ہوں گے اور آخرت میں آتش دوزخ میں جلیں گے وَمَا
لَهُمْ فِي الْأَرْضِ اور نہیں ہے واسطے ان کے بیچ زمین کے مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ کوئی دوست اور مدد کرنے والا کہ انکو عذاب سے
بچائے اور نگاہ رکھے جس وقت کہ وہ عذاب میں گرفتار ہوں اور مجمع البیان میں ان آیتوں کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیتیں ان لوگوں کے حق
میں نازل ہوئی ہیں کہ جن لوگوں نے مشہور کیا تھا بعد مراجعت جنگ تبوک کے اور ارادہ کیا تھا کہ گھاٹی پر پہاڑ کے رسول خدا کو قتل کریں اور
وہ بارہ آدمی تھے منافقین میں سے جبرئیل نے رسول خدا صلعم کو اُن کے ارادہ کی خبر دی اور وہ اپنے مقصود کو نہ پہنچے اور جس وقت اُن سے
پوچھا تو انھوں نے جھوٹی قسمیں کھائیں کہ ہم تو ایسے نہ تھے اور کہتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری عابد اور زاہد میں
بہت مشہور تھا ایک روز جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے فقر اور فاقہ کی اُس نے شکایت کی اور حضرت سے
درخواست کی کہ میرے واسطے دعا کرو تاکہ خدائے تعالیٰ مجھکو تونگر کر دے حضرت نے اسکو نصیحت کی اور فرمایا کہ اس مطلب سے درگذر کر کہ
انجام تونگری کا اچھا نہیں ہے اور جو کچھ تیرے پاس ہے اسپر قناعت کر کہ تھوڑے پر شکر کرنا بہتر ہے بہت سے اُس نے کہا حضرت کا
مانا اور بعد چند روز کے پھر حضرت کے پاس آیا اور وہی درخواست کی اور کہا کہ یا رسول خدا میں نے عہد کیا ہے کہ جو کچھ کہ حقوق مال کے ہیں
سب ادا کروں گا اور اس میں سے رشتہ داروں کی بھی خبر لیتا رہوں گا جس وقت کہ اس نے بہت مبالغہ اس میں کیا تو رسول خدا صلعم نے
دعا کی کہ خداوندا ثعلبہ کو مال عطا کر اُسکی خواہش کے موافق دعا حضرت کی قبول ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے تھوڑے سے گوسفندوں میں
کہ جن پر وہ قناعت کرتا تھا اس قدر برکت دی کہ کثرت سے اُسکی گوسفندوں کے ریوڑ ہو گئے یہاں تک کہ گرد مدینہ کے انکے چرنے کی جگہ باقی

نہ رہی صحرا میں لیجا کر اُن کو رکھا اور اُنکو گوسفندوں کی خبر گیری میں اس قدر مصروفیت ہوئی کہ نماز پنجگانہ کو ہمراہ رسولخداؐ کے جاکر ادا کرنے اور
ثواب جماعت سے محروم ہو گیا اور سوائے روز جمعہ کے مدینہ میں نہیں جاسکتا تھا اور جب زیادہ کثرت گوسفندوں کی ہوئی تو اور آگے کو بڑھا
اور شہر سے دور ہو گیا یہاں تک کہ نماز جمعہ کے واسطے بھی شہر میں نہ جاسکا ایک روز رسولخداؐ صلعم نے اسکو پوچھا اور اس کے حال سے
سوال کیا کہ وہ کس واسطے نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا ہے لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولخدا اس قدر وہ ریوڑ گوسفندوں کے رکھتا ہے
کہ صحرا میں بھی اُن کو جگہ نہیں ملتی ہے اس سبب سے فلانے صحرا میں جاکر اس نے مقام کیا ہے حضرت نے یہ سنکر تین دفعہ فرمایا کہ افسوس ہے
ثعلبہ پر اور زکواۃ کی آیت نازل ہوئی تو ایک مرد جہنی کو وہ آیت دی اور ایک شخص کو بنی سلیم میں سے اسکا رفیق کر کے ثعلبہ کے پاس اسکو بھیجا تاکہ
آیۂ زکواۃ کو اس کے روبرو پڑھکر مال زکواۃ اسکے پاس سے لائے اور ایک خط بھی اسکو لکھا اور اسمیں سنتیں اُسکی لکھیں اور اس جہنی سے کہا
کہ جس وقت اُس سے زکواۃ وصول کر لو تو فلانے مرد سلمی کے پاس جاؤ کہ وہ بہت اونٹ اپنے پاس رکھتا ہے اس سے بھی زکواۃ کو وصول کرو
وہ دونوں آدمی پہلے ثعلبہ کے پاس پہنچے اور عنایت نامہ حضرت کا اسکو دیا اور زکواۃ کی آیت اُسکے روبرو پڑھی اور زکوۃ اس سے طلب کی ثعلبہ
نے جواب صاف دیا اور کہا کہ محمدؐ ہم سے جزیہ طلب کرتا ہے اور مال کی محبت نے اسکو راہ حق سے اور اطاعت رسول سے برگشتہ کر دیا اور زکواۃ
اس نے نہ دی اور ان آدمیوں سے کہا کہ تم دوسری جگہ جاؤ کہ میں اپنے مقدمہ میں فکر اور تامل کروں وہ دونوں اس مرد سلمی کے پاس گئے اور آیت
کو اُس کے روبرو پڑھا اُس نے سنکر کہا کہ میں بسر و چشم حاضر ہوں اور مجھکو فرمانبرداری خدا کی اور رسول کی منظور ہے اور گلے میں اونٹوں کے جاکر
بہتر اور جوان اونٹ انکو نکال کر دئے اور کہا کہ انکو رسولخدا کے پاس لیجاؤ ان دونوں نے کہا کہ ہمکو حضرت نے نہیں فرمایا ہے کہ تم بہت اچھا
مال زکواۃ میں لو اُس نے کہا کہ میں تو بہتر ہی مال خدا اور رسول کو دوں گا اُنھوں نے وہ مال لیا اور پھر ثعلبہ کے پاس گئے اُسنے وہی جواب دیا
جو کچھ کہ پہلے کہا تھا کہ یہ جزیہ ہے اور مال زکواۃ نہ دیا اور کہا کہ دوسری جگہ جاؤ کہ میں پھر اپنے مقدمہ میں فکر کر لوں وہ دونوں رسولخدا کے
پاس چلے آئے اور سب حال عرض کیا اور امام محمد باقرؑ سے بھی یہی روایت ہے کہ ثعلبہ نے عہد کیا تھا کہ میں تونگر ہو جاؤنگا تو حقدار کا حق ادا
کروں گا اور جب تونگر ہوا تو اُس نے بخل اختیار کیا اور زکواۃ نہ دی اور جسوقت اُن دونوں آدمیوں نے ثعلبہ کا حال حضرتؐ سے بیان کیا تو حضرت
نے مکرر فرمایا کہ وائے ثعلبہ پر اور یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ اور بعض اُن منافقوں
میں سے وہ شخص ہے کہ عہد کیا تھا اس نے خدا سے کہ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ البتہ اگر دیگا ہمکو خدا فضل اپنے سے کچھ مال ابتا تو
لَنَصَّدَّقَنَّ البتہ صدقہ دینگے ہم اور زکواۃ کو نکالیں گے ہم اپنے مال میں سے وَلَنَكُونَنَّ اور البتہ ہونگے ہم اس زکواۃ کے نکالنے
سے مِنَ الصَّالِحِينَ نیکوں میں سے فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ پس جس وقت دیا انکو خدا نے فضل اپنے سے اور تونگر انکو کر دیا تو بَخِلُوا
بِهِ بخل کیا اُنھوں نے ساتھ اسکے اور حق خدا اُس سے ادا نہ کیا وَتَوَلَّوا اور منہ پھیر لیا اُنھوں نے اپنے عہد و پیمان سے وَّهُم مُّعْرِضُونَ جس
وقت وہ انکار کرنے والے تھے زکواۃ کے دینے سے اور حکم خدا اور رسول سے فَأَعْقَبَهُمْ پس پیچھے سے لایا اُنکو بخل اور زکواۃ کا نہ دینا نِفَاقًا فِي
قُلُوبِهِمْ نفاق کو بیچ دلوں اُنکے کے إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ اس روز تک کہ ملاقات کریں گے وہ جزا اسکی کو یعنی قیامت تک بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ
مَا وَعَدُوهُ بسبب اسکے کہ خلاف کیا اُنھوں نے خدا سے اسچیز کا کہ وعدہ کیا تھا اُنھوں نے اسکا اُس سے وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ
اور بسبب اسکے کہ جھوٹ کہتے تھے وہ وعدے کے وفا کرنیکو أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ کیا نہ جانا اُن عہد کے توڑنے والوں نے اسکو کہ
تحقیق خدا جانتا ہے سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ پوشیدہ اُن کے کو اور راز اُنکے کو کہ زکواۃ کو وہ جزیہ کہتے ہیں وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اور تحقیق خدا
جاننے والا پوشیدگیوں کا ہے کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو ایک شخص ثعلبہ کے گاؤں میں سے وہاں حاضر تھا وہ ان آیتوں کو سنکر ثعلبہ کے
پاس گیا اور کہا وائے تجھ پر اے ثعلبہ تیرے حق میں تین آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ تیرے کفر اور نفاق پر دلالت کرتی ہیں ثعلبہ رسولخدا کے پاس

حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول خدا جس طرح سے آپ فرمائیں میں زکوٰۃ کو حاضر کروں جسکو چاہو دیدو اور جس طرح چاہو خرچ کرو حضرت نے
فرمایا کہ تونے زکوٰۃ کو جزیہ کہا ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زکوٰۃ کو اسکی قبول نہ کروں گا ثعلبہ وہاں سے اُٹھا اور سر پر اپنے خاک
ڈالتا تھا اور فریاد کرتا تھا حضرت نے فرمایا کہ میں تجھکو کہتا تھا کہ تھوڑی پر صبر کر اور تونگری کو طلب مت کر میرے کہنے کو تو نے قبول نہ
کیا اس واسطے اس غضب میں تو مبتلا ہوا وہ مایوس ہو کر اپنے موضع کو پھر گیا اور رسول خدا کو رحمت خدا واصل ہوئی کہ حضرت نے انہیں ایام میں وفات
پائی اور بعد اسکے ثعلبہ ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ زکوٰۃ میری قبول کر ابوبکر نے کہا کہ زکوٰۃ تیری رسول خدا نے قبول نہیں کی ہے میں بھی قبول نہ
کروں گا اور بعد اسکے عمر کی خلافت میں عمر کے پاس آیا اور اُسنے بھی جواب دیا اور زکوٰۃ اسکی قبول نہ کی اور بعد اسکے عثمان کے زمانہ میں عثمان
کے پاس گیا کہتے ہیں کہ عثمان نے اسکی زکوٰۃ قبول کر لی اور حکم خدا اور سنت رسول اور سیرت شیخین کو ترک کیا باوجودیکہ عبدالرحمان نے اسی شرط پر اسکو
خلیفہ کیا تھا کہ کتاب خدا اور سنت رسول اور سیرت شیخین پر عمل کرے جس وقت کہ علیؑ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے سے انکار کیا تھا اور عثمان نے اقرار
کیا تھا کہ میں عمل کرونگا کتاب خدا اور سنت رسول اور سیرت شیخین پر اس واسطے عبدالرحمن نے عثمان کو خلیفہ کیا اور علیؑ کو خلیفہ نہ کیا چنانچہ اہلسنت
کی کتابوں میں لکھا ہے اور اس مال کی دوستی میں نہ کتاب خدا پر عمل کیا نہ سنت رسول پر نہ سیرت شیخین پر اور کہتے ہیں کہ سالم ابن عمیر انصاری ایک
صاع خرما وزن میں کہ وہ سیر سے کچھ زیادہ ہوتا ہے شاہجہان آباد کے وزن سے رسول خدا کے پاس لایا اور عرض کی یا رسول خدا میں نے دو صاع خرما
مزدوری کی تھی ایک صاع تو بیٹے اپنے عیال کے واسطے رکھا ہے اور ایک صاع خدا کو قرض دیتا ہوں حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ تو اپنے خرما اُن
تو دیگر خرما پر کہ ڈھیر لگے ہیں بکھیر دے اور پھیلا دے منافقین نے اس امر پر ٹھٹھا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ واللہ خدا اسکی صاع سے بے پروا ہے
اور رسول خدا اسکی صاع کو لیکر کیا کرے گا اور ایسے ہی امیر المومنین بھی چار سو درہم اجرت کے خرما لایا ہے اور تصدق اسکو دیا اور عبدالرحمن نے صدقہ میں درہم دئے اور منافقین
انکو عیب لگاتے تھے جو بہت دیتا تھا اسکو کہتے تھے کہ ریا سے دیا ہے اور جن لوگوں نے تھوڑا دیا تھا اُنکو کہتے تھے کہ اس تھوڑے کو لیکر خدا کیا کریگا وہ جو دیتے اور لوگ ہیں خدا نے
اُن کے مذمت میں یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ **الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ** جو لوگ کہ از راہ تمسخر عیب لگاتے ہیں رغبت کرنے والوں کو
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ مومنین میں سے بیچ صدقوں کے جو کہ زیادہ دیتے ہیں صدقہ میں **وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ**
اور عیب کرتے ہیں اُن لوگوں کو مومنین میں سے کہ نہیں پاتے ہیں وہ صدقہ دینے میں **إِلَّا جُهْدَهُمْ** مگر طاقت اپنی کو کہ اُس طاقت سے مشقت
کر کے کچھ حاصل کرتے ہیں اور اسکو راہ خدا میں دیتے ہیں اور اُنکو کہتے ہیں کہ خدا اُن کا صدقہ لیکر کیا کریگا **فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ** پس ٹھٹھا
کرتے ہیں وہ منافقین اُن مومنین سے **سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ** جزا ٹھٹھا کرنے کی دیگا خدا انکو **وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** اور واسطے اُنکے عذاب ہے
دردناک اور کہتے ہیں کہ پسر عبداللہ بن اُبی کہ اسکا نام بھی عبداللہ تھا مومن مخلص تھا جس وقت کہ اُسکا باپ اپنی بیماری میں کہ وہ منافق تھا
رسول خدا سے جاکر عرض کی کہ میرے باپ کے واسطے بخشش کی دعا کرو یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ **اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ**
لَهُمْ بخشش چاہ تو واسطے اُن منافقین کے یا بخشش چاہ تو واسطے اُن کے یعنی بخشش کا طلب کرنا اُن کے واسطے اور نہ طلب کرنا
دونوں برابر ہیں اس واسطے **إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً** اگر بخشش چاہے تو واسطے اُنکے ستر مرتبہ تو **فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ** پس ہرگز
بخشش نہ کریگا خدا واسطے اُن کے مراد ستر مرتبہ سے عرب کے استعمال میں کثرت ہے اور عدد معین مراد نہیں ہے یعنی اگر بہت چاہے اُن کے واسطے تو بخشش
چاہے گا تو خدا انکو نہ بخشے گا **ذَلِكَ** یعنی نہ بخشنا خدا کا اُن منافقین کا **بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ** سبب اسکے ہے کہ تحقیق اُنہوں نے
کفر کیا ہے ساتھ خدا اور پیغمبر اسکے کے **وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ** اور خدا نہ ہدایت کریگا قوم بدکاروں اور باہر ہونیوالوں کو ایمان کی طرف
بہت سے اور احوال منافقین [illegible] کے بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے **فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ** خوش ہوئے پیچھے رہنے والے **بِمَقْعَدِهِمْ** ساتھ جگہ بیٹھ رہنے
کے اپنی **خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ** پیچھے رسول کے یا واسطے مخالفت رسول کے جہاد میں جانے سے بیٹھ رہے **وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ**

ع ۹
۱۲

مکروہ جانا انھوں نے اس امر کو کہ جہاد کریں وہ ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے فِي سَبِيلِ اللَّهِ بیچ راہ خدا کے بلکہ انھوں نے
تن آسانی اور راحت اختیار کی اور اپنے آرام کو رضائے خدا پر مقدم رکھا وَقَالُوا لَا تَنفِرُوا فِي الْحَرِّ اور کہا انھوں نے کہ مومنین سے باہر
نکلو بیچ گرمی سخت کے جنگ کو تو گئے اور مومنین کو بھی چاہتے تھے کہ نہ جاویں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان منافقوں سے کہ نَارُ جَهَنَّمَ
أَشَدُّ حَرًّا آتش دوزخ کی بہت سخت ہے حرارت میں اس آگ سے کہ جو دنیا میں ہے لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ اگر ہیں وہ سمجھتے کہ انجام انکا اسی آگ کی طرف
ہے فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا چاہیے کہ ہنسیں یہ منافق تھوڑا اس دنیائے ناپائدار میں کہ اس عالم کے ہنسی سبب ہیں خوشی کے اسباب وَلْيَبْكُوا
كَثِيرًا اور چاہیے کہ روئیں وہ بہت آخرت کے واسطے کہ وہاں گریہ ہمیشہ کو ہے اور اسباب رنج کے وہاں بے نہایت ہیں اور قلیلاً اور کثیراً دو وصف ہیں مصدر
محذوف کی یعنی ضحکاً قلیلاً و بکاءً کثیراً پھر فرماتا ہے خدا کہ بدلا دیگا انکو جَزَاءً بدلا دینا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ بسبب اسکے کہ تھے وہ کسب کرتے نفاق
اور بدی کو اور بدون عذر جہاد سے بیٹھ رہنے کو اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر جانو تم جو کچھ میں جانتا ہوں تو بہت کم ہنسو تم اور بہت گریہ کرو تم اور
فرماتا ہے خدا کہ فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ پس اگر پھیرے تجھکو خدا اے محمد تبوک سے إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ طرف ایک گروہ کے ان منافقوں میں سے اور رہ گئے تھے
وہ طرف مدینے کے اور ساتھ تیرے نہ نکلے تھے کہ جو بدون عذر بیٹھ رہے اور توبہ انھوں نے نہیں کی ہے فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ پس اذن چاہیں
وے وہ تجھ سے واسطے نکلنے کے کسی جہاد کے واسطے بعد تبوک کے لیکن ہرگز انکو اذن نہ دے فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا پس کہہ تو کہ ہرگز نہ نکلو تم ہمراہ میرے
ہمیشہ وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ اور ہرگز نہ لڑو تم ہمراہ میرے ہو کر عَدُوًّا دشمن سے إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ تحقیق کہ تم راضی ہوئے ہو ساتھ
بیٹھ رہنے کے أَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی مرتبہ جنگ تبوک سے فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ پس ابھی بیٹھ رہو تم ہمراہ پیچھے رہنے والوں کے مثل زنان اور
اطفال کے کہ وہ لائق جنگ کرنے کی نہیں تھے اور کہتے ہیں کہ رسولخدا کا دستور تھا کہ منافق کے جنازے پر نماز پڑھا کرتے تھے اور احکام مسلمانوں کے
اوپر جاری کرتے تھے اور یہ بھی عادت تھی کہ دفن کرنے کے بعد کھڑے ہو کر صاحب قبر کے واسطے دعا کرتے تھے خدا نے منع کیا اور فرمایا کہ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ
أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا اور نہ نماز پڑھ تو اوپر جنازہ کسی کے ان منافقوں میں سے کہ مر گیا ہو ہمیشہ یعنی ہمیشہ اور کبھی اسپر نماز مت پڑھ وَلَا
تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ اور نہ کھڑا ہو تو اوپر قبر اس کی کے واسطے دفن اور زیارت اور استغفار اور دعا کے اسواسطے إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ تحقیق کہ ان
منافقوں نے کفر کیا ہے ساتھ خدا کے وَرَسُولِهِ اور پیغمبر اسکے کے کہ خدا کا انھوں نے شریک ٹھہرایا اور پیغمبر کی نافرمانبرداری کی ہے وَمَاتُوا وَ
هُمْ فَاسِقُونَ اور مر گئے جس وقت کہ وہ باہر ہونیوالے حکم خدا سے ہیں کہ عبداللہ بن ابی منافق کی عیادت کو یعنی وہ بیمار تھا اسکی مزاج پرسی
کو رسولخدا تشریف لے گئے اسنے ایک تو حضرت کے پیرہن کی درخواست کی کہ اسمیں میرا کفن کریں اور دوسرا امر یہ ہے کہ اسنے کہا کہ میرے جنازہ پر حضرت
نماز پڑھیں جب وہ مر گیا تو رسولخدا اس کے جنازے پر نماز پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوئے جبرئیل نے دامن کھینچ لیا اور کہا کہ اسپر نماز مت پڑھ
اور یہ آیت پڑھی کہ ولا تصل علی احد اور پیرہن کو لوگوں نے پوچھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ میرا پیراہن اسکو کچھ فائدہ نہ کرے گا
لیکن امید خدا کی ذات سے یہ ہے کہ اس امر کی جہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوں اور دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی نے
جو واسطے تبرک کے حضرت سے پیرہن طلب کیا اور حضرت نے پیرہن اپنا اسکو دیا تو ایکہزار آدمی خزرج کے مسلمان ہوئے جس وقت کہ
انھوں نے سنا کہ جناب رسولخدا صلعم کے پیرہن سے عبداللہ نے شفا طلب کی ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنا پیرہن عبداللہ کو اس
لباس کے عوض میں دیا تھا کہ اسنے عباس کو دیا تھا جس وقت کہ وہ برہنہ اسیر ہو کر آئے تھے جنگ بدر میں اور کہتے ہیں کہ جس وقت
رسولخدا ابن ابی کے جنازہ پر نماز پڑھنے کے واسطے کھڑے ہوئے تو عمر نے رسولخدا کا دامن پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ تو کس واسطے نماز
پڑھتا ہے کیا خدا نے تجھکو منع نہیں کیا ہے کہ منافق پر نماز مت پڑھ اور اسکی قبر پر مت کھڑا ہو حضرت نے فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر
تو جانتا ہے کہ میں نے کیا کہا ہے اس کے جنازہ پر میں نے کہا ہے کہ الہی بھر دے اسکی قبر کو آگ سے اور شکم اسکے کو آگ سے اور داخل کر تو اسکو

آگے ہیں عمر نے سنکر کہا کہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ خدا کے ناراضمندی خدا کی سے اور ناراضمندی رسول کی سے اور فرماتا ہے خدا کہ
لَا تُعْجِبْكَ اور نہ تعجب میں ڈالے تجھکو اس میں خطاب اگرچہ رسول خدا کی طرف ہے لیکن مراد اس سے مومنین ہیں یعنی نہ تعجب میں ڈالیں
تمکو اے مومنین أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ مال ان منافقوں کے اور نہ اولاد ان کی اگرچہ مال ان کے پاس بہت ہیں اور اولاد انکی قوی اور
قدرت والی ہے إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِهَا سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے خدا کہ عذاب کرے انکو ساتھ ان مالوں
اور اولاد کے فِي الدُّنْيَا بیچ دنیا کے کہ ہمیشہ وہ مالوں کے رکھنے اور اٹھانے اور خرچ ہو جانے اور ضائع ہو جانے اور محافظت کرنے
میں ہیں اور واسطے معاش اور پرورش اولاد کے محنت اور مشقت کھینچتے ہیں وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ اور نکلیں جانیں انکی حسرت سے وَهُمْ
كَافِرُونَ اور جس وقت کہ وہ کفر کرنے والے ہوں لعنے عارف کہتے ہیں کہ مالدار آدمی بڑے شقی اور بدنصیب ہیں کہ مال دنیا کو جمع کرتے ہیں
طرح طرح کی محنت اور تعب اور پریشانی سے اور اس کی نگہبانی میں بہت رنج کھینچتے ہیں اور آخر کو ہزار حسرت و افسوس اسکو یہیں چھوڑ کر
چلے جاتے ہیں سو جو کوئی جمع کرتا ہے دنیا میں مال کو کھینچے گا روز حشر وہ اس کے وبال کو مال حرام سے کہ جہنم میں جائے گا اور جو
حساب ہے مال حلال کا اور فرماتا ہے خدائے تعالے کہ وَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ اور جس وقت کہ نازل کی جائے کوئی سورت قرآن کی
اور اس میں مذکور ہو أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ یہ امر کہ ایمان لاؤ تم ساتھ خدائے تعالے کے اور جہاد
کرو تم ہمراہ پیغمبر اسکے ہو کر تو اسْتَأْذَنَكَ أُولُو الطَّوْلِ اذن چاہتے ہیں تجھ سے اے محمد صلعم صاحب مال اور طاقت کے
ٹھہر رہنے کے واسطے مِنْهُمْ ان لوگوں میں سے کہ جو منافق ہیں وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقَاعِدِينَ اور کہا انھوں نے کہ چھوڑ
جاؤ ہمکو کہ ہوویں ہم ہمراہ بیٹھ رہنے والوں کے گھر میں رَضُوا اور راضی ہیں وہ منافق بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ ساتھ اس امر
کہ ہوویں وہ ہمراہ پیچھے رہجانے والوں کے مثل عورتوں اور لڑکوں اور آزار والوں کے وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اور مہر کی گئی ہے اوپر دلوں
ان کے بسبب نفاق کے یعنی ان کے دلوں میں جو انوار ... کرتا ہے تو ما لحق کی تاثیر انکے دلوں پر مہر کی گئی ہے کہ فَهُمْ لَا
يَفْقَهُونَ پس وہ نہیں سمجھتے ہیں کہ جہاد میں کیسے کیسے منافع دنیا اور آخرت کے ہیں اور بیٹھ رہنے میں کیسے نقصان ہیں اور اب خدا انکی
اور مومنین کی تعریف کرتا ہے سبحانہ فرماتا ہے کہ لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا لیکن پیغمبر اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں مَعَهُ ہمراہ
اس کے جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ جہاد کیا ہے انھوں نے ساتھ مالوں اپنے کے کہ جہاد کے سامان میں مال خرچ کئے ہیں وَأَنْفُسِهِمْ اور
ساتھ جانوں اپنی کے کہ راہ خدا میں وہ لڑے ہیں وَأُولَٰئِكَ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ واسطے انکے خوبیاں ہیں دنیا اور آخرت کی کہ
نصرت اور غنیمت دنیا میں ہے اور بہشت اور نعمتیں آخرت میں ہیں وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور یہی لوگ رستگاری پانے والے ہیں اور
مقاصد کو پہنچنے والے أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ تیار کیا ہے خدا نے واسطے ان کے جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ بہشتوں کو جاری
ہیں نیچے درختوں ان کے سے نہریں خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان بہشتوں کے ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ یہ ہے
مراد پانا اور رستگاری بڑی کہ مثل اس کے کوئی مقصود اور مراد نہیں ہے خدا دے ہمکو بھی ایسی دولت عظمیٰ اور فرماتا ہے خدائے تعالے کہ
وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ اور آئے عذر کرنے والے جنگل کے رہنے والے عربوں میں سے اعراب جنگل کے رہنے والوں کو کہتے ہیں
اور معذرون کو یعقوب اور ابن قیس نے بسکون عین اور بتخفیف دال پڑھا ہے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت ان بادیہ نشینوں کی شان میں ہے
کہ جو توکل کھاتے تھے عذر کرنے میں اور لیکن حقیقت میں کوئی عذر نہ تھا اور جو کچھ کہ عذر انکا تھا وہ یہ تھا کہ اگر ہم جہاد کو جاویں گے تو بنی طے ہمارے اہل و عیال
اور مویشی کو لوٹ لیں گے ہمکو یہ چاہئے کہ اجازت حاصل ہو جائے اور ابن عباس کے نزدیک یہ ہے کہ انکے واسطے عذر تھا اور وہ عذر کرنے والے ہی
غفار کے لوگ تھے اور حکایت پہلے ذکر ہوا ہے وہ قبیلہ اسد اور غطفان کی تھی اور بعضے ایسے تھے کہ نہ آئے اور نہ عذر کیا اور بعضوں نے آکر عذر کیا ان کا حال

خدا بیان کرتا ہے کہ اور آئے عذر کرنیوالے صحرائی لوگوں میں سے لِيُؤْذَنَ لَهُمْ تاکہ اذن دیا جائے واسطے اُن کے بیٹھ رہنے کے لئے وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اور بیٹھ رہے وہ لوگ کہ جھوٹ کہا ہے اُنھوں نے خدا سے اور پیغمبر اسکے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں بلکہ وہ منافق ہیں اور نہ وہ آئے اور نہ اُنھوں نے عذر کیا سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا ورے کہ پہنچے اُن لوگوں کو کہ کفر کیا ہے اُنھوں نے مِنْهُمْ اُن لوگوں میں سے کہ جو صحرائی ہیں عَذَابٌ أَلِيمٌ عذاب درد ناک دنیا میں تو قتل اور غارت ہونا اور آخرت میں آتش دوزخ میں جلنا اور جو لوگ کہ ضعیفی میں معذور ہیں یا کسی مرض میں گرفتار ہیں یا زاد راہ اور سواری کا مقدور نہیں رکھتے ہیں کہ جہاد میں جائیں ایسے لوگوں کو اجازت ہے اگر جہاد میں نہ جائیں چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ نہیں ہے اوپر ناتوانوں عاجزوں کے اور نہ اوپر مریضوں کے اور نہ اوپر اُن لوگوں کے کہ پاتے نہیں ہیں اس چیز کو کہ خرچ کریں وہ جہاد میں کوئی تنگی یعنی یہ لوگ کہ جو ناتوان اور بیمار ہیں اور مفلس ہیں کہ جہاد میں خرچ کو اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے ہیں یہ لوگ اگر بیٹھ رہیں اور جہاد میں نہ جائیں تو اُنپر کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے إِذَا نَصَحُوا جس وقت کہ خیر خواہی کریں یہ اور فرمانبرداری کریں لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ واسطے خدا کے اور پیغمبر اسکے کے اور معنی نصح کے خالص کرنے عمل کے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ نہیں ہے اوپر ان نیکی کرنے والوں کے کہ ناصح اور خیر خواہ ہیں مِنْ سَبِيلٍ کوئی راہ عتاب کی اور ملامت کرنیکی وَاللّٰهُ غَفُورٌ اور خدا بخشنے والا ہے اس شخص کا کہ جو واسطے عذر کے جہاد میں نہیں جا سکتا ہے رَحِيمٌ مہربان ہے کہ معذوروں کو رخصت بیٹھ رہنے کی دیتا ہے کہتے ہیں کہ سات آدمی انصار میں سے ایسے تھے کہ اُنکے پاس وہ سواری نہیں رکھتے تھے تاکہ جہاد میں جائیں اور نہ زاد راہ رکھتے تھے اور وہ معقل بن یسار اور صخر بن خنسا اور عبد اللہ بن کعب اور سالم بن عمیر اور عبد اللہ بن مغفل بن زید اور ابو علیہ تھے پس یہ ساتوں روتے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارا قصد جہاد کا ہے اور پیدل ہو کر ہم نہیں چل سکتے ہیں ہم کو سواریاں عنایت ہوں کہ ہم سوار ہو کر چلیں حضرت نے عذر کیا کہ میرے پاس سواریاں نہیں ہیں وہ روتے ہوئے مشتاق جہاد کے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سے اُلٹے پھر گئے لیکن ابن عمیر کو حضرت صلعم نے زاد راہ اور سواری دی اور اپنے ہمراہ اسکو لے گئے اور کہتے ہیں کہ اس وقت ہمراہ حضرت کے تیس ہزار آدمی تھے اور دس ہزار اُن میں سے پیدل تھے اُن معذوروں ناچاروں کے حال میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے کہ وَلَا عَلَى الَّذِينَ اور نہیں ہے حرج بیٹھ رہنے میں اوپر ان لوگوں کے کہ إِذَا مَا أَتَوْكَ جس وقت کہ آئے وہ تیرے پاس اے محمد صلعم اور درخواست کی اُنھوں نے لِتَحْمِلَهُمْ تاکہ سواری دے تو اُنکو اور سوار کرکے اُنکو اپنے ہمراہ جہاد میں لے چلے قُلْتَ کہا تو نے اُن کو کہ اس وقت لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ نہیں پاتا ہوں میں اس چیز کو کہ سوار کروں تمکو اوپر اس کے تَوَلَّوْا پھر گئے وہ یہ سنکر تیرے پاس سے وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ کہ آنکھیں اُنکی بہتی تھیں آنسو سے غم کی شدت کے سبب حَزَنًا واسطے اندوہ کے أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ اس واسطے کہ نہیں پاتے تھے وہ اس چیز کو کہ خرچ کریں وہ سفر جہاد میں اور وہ دوست آدمی تھے انصار میں جنکا پہلے ذکر ہوا ہے پس ان لوگوں پر کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے اگر یہ جہاد میں نہ جائیں اور کوئی سبیل اور راہ نہیں ہے إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ سوائے اسکے نہیں کہ راہ عتاب کی اوپر ان لوگوں کے ہے کہ اذن چاہتے ہیں تجھ سے بیٹھ رہنے کے واسطے وَهُمْ أَغْنِيَاءُ اور حال یہ ہے کہ وہ تونگر ہیں اور سواری اور زاد راہ اُنکے پاس موجود ہے ایسے حال میں رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ راضی ہیں وہ ساتھ اس امر کے کہ ہوئیں وہ ہمراہ پیچھے رہنے والوں کے مثل عورتوں اور بچوں اور بیماروں کے وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ اور مہر رکھی ہے خدا نے اوپر دلوں اُنکے کہ اپنے علم سے جان لیا کہ یہ ایمان نہیں لاوینگے یہ سبب عناد اور حسد کے باوجود ظاہر ہونے حقیقت اسلام کے فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ پس وہ نہیں جانتے وہ احکام کار اپنے کو اور اس عذاب کو کہ جو اس نافرمانی پر مقرر ہے اور اب خدائے تعالےٰ مومنین کو خبر دیتا ہے کہ جو منافقین جھوٹے عذر کرکے جہاد میں نہ گئے تھے جس وقت کہ تم جہاد سے پھروگے تو وہ تم سے پھر عذر کرینگے چنانچہ فرماتا ہے

دس پاروں کی جلد اول ختم ہوئی

دستخط جناب جنت مآب مجتہد العصر ممتاز العلما
فخر المدرسین جناب السید محمد تقی صاحب اعلی اللہ مقامہ

باسمہ سبحانہ یہ تفسیر جو فاضل نحریر فخر الحاج والمعتمرین زائر آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی متقی المعی لوذعی مولوی السید عمار علی صاحب سلمہ اللہ تعالی وابقاہ ورزقہ یا تمناہ نے تصنیف فرمائی ہے مقامات متفرقہ اسکے ملاحظہ بخیف میں آئے حق سبحانہ وتعالی ان کو جزائے خیر دے اور ان کی سعی کو شائع کرنے مذہب برحق آئمہ ہدی علیہم السلام میں قبول فرمائے اور مومنین کو اس سے منتفع کرے

كَتَبَهُ الْمُذْنِبُ مُحَمَّدُ التَّقِيُّ بْنُ سَيِّدِ الْعُلَمَاءِ السَّيِّدُ حُسَيْنُ ابْنُ آيَةِ اللّٰهِ فِي الْعَالَمِيْنَ السَّيِّدُ دِلْدَارِ عَلِيّ حَشَرَهُمُ اللّٰهُ مَعَ أَجْدَادِهِمُ الطَّاهِرِيْنَ ظُهْرَ يَوْمِ الْأَحَدِ الثَّالِثِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَهْرِ ذِيْقَعْدَةٍ سَنَةَ ۱۲۸۸ ھجریہ

عبارت مہر

لا الہ الا اللہ العلی
سیدہ محمد تقی بن حسین
بن علی
۱۲ ۵۶

اعلان واجب الاذعان تفسیر عمدۃ البیان کی ہر سہ جلد بموجب قانون مطابع رجسٹری ہو چکی ہے لہذا جملہ حضرات دیار و امصار کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کوئی قصد طباعت نہ فرمائیں بجائے نفع کے نقصان زر کثیر نہ اٹھائیں بر رسولاں بلاغ باشد و بس" المشتہر سید منیر حسن زیدی الواسطی مالک مطبع یوسفی دہلی